نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی نے جوان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۳ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۱ ″

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد ہدیہ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۵ع

اعلان — حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے —

فہرست داستانہائے نوشیروان نامہ دفتر اول

مضمون	صفحہ
داستان کہ بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اس باغ ان خواجہ بخت جمال یا کمال ہونا بزرجمہر کو آخر نکل گیا تھا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو بلٹون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں	۱۵
داستان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا پوچھنا التمش وزیر بے تدبیر سے احوال خواب کے نا اسکا بیان حال خواب کا اور بادشاہ سے خواجہ بزرجمہر کو دربار میں بلواتا اور جانا خواجہ کا ش پر سوار ہو کے بادشاہ کے پاس اور قتل ان کو ... [illegible] اسکی جگہ آپ وزیر ہونا۔	
دوسری داستان [illegible] خواب بادشاہ بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل میں جانا اور پکڑنا زنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیر انکے حوالہ کرنا۔	۳۱
دوسری داستان عشرت بیان پیدا نوشیروان کا گھر میں قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا زوجہ التمش کے یہاں اور طالع دیکھنا ان دونوں لڑکوں کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا [illegible] نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونوں کے [illegible] محل میں بادشاہ کے۔	۴۴
دوسری داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت [illegible] آہ وزاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم میں قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن التمش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال لوٹ لیا اور گرفتار کرانا اس کا اور آنا ابوالخیر یالکانی قزاق کا قید ہو کر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانوروں کے۔	۵۳
دوسری داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر اور عمرو اور مقبل کا۔	۵۹
دوسری داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا [illegible] بخشش کے۔	۶۳
داستان مسرت بیان اور مدح [illegible] سلطانان و شہنشاہ شاہان امیر بانوقیر بادشاہ کشور گیر اور پیدائش عمرو و مقبل کی بیان کی جاتی ہے۔	۶۷
دوسری داستان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر میں کاہ فروش کے اور روپیہ ملنا اور ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیو کو اور اپنے ملک کی فتح [illegible]	۷۲
دوسری داستان [illegible] کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح [illegible] عمرو صاحبقران سے اور پہنچانا اسیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر بانوقیر کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۷۸
داستان شادی ہونا نوشیروان کے ساتھ [illegible] بانو و خرم مرجان کے بیان کیا جاتا ہے۔	۸۰
داستان [illegible] کو پہنچنا گل گلشن شجاعت و تہور جرأت و ہمت یعنی امیر ابوالعلا کی ملقب بہ حمزہ صاحبقران اور عمرو و مقبل وفادار اور عمرو کا اور عیار یان [illegible] اور کوہ بو قبیس پر خواجہ عبدالمطلب کے خوش ہو امیر کو دیا تا عمرو کا	۱۰۰

مضمون	صفحہ
داستان پہنچنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوان نامی کا ملک عرب میں واسطے مہرو خط کرانے شجاعانِ عرب سے اور طالب کشتی ہونا اونکا بہادران مکہ سے اور جانا عمرو و مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا بڑے اسیر اور گفتگو کرنا عمرو کا پہلوانانِ مذکور سے اور غیرت دلانا صاحبقران کو اور جانا امیر کا کوہ بوقبیس پر اونکے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا صاحبقران اور عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا و حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا ۔	۱۲۷
داستان بھاگ جانا صاحبقران کا خوف سے اپنے والد کے ہمراہی مقبل وفادار اور عمرو کے جانب یمن ادھر گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبدالمطلب کا حمزہ صاحبقران کو بیت ۔	۱۳۶
داستان پہونچنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان میں اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا گستہم سپہ گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتار کرنے امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر سمت صحرا جانا اور نظر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرالیجانا عیاران کا اور عیاریاں خواجہ عمرو کی ۔	۱۵۱
داستان جانا عیاروں کا بھاگ کے خدمت نوشیروان میں اور کل حال کہنا برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کو برائے گرفتار کرنے امیر اور نامہ لکھنا بزرجمہر کا خواجہ عبدالمطلب کو و دیگر حالات متعلق داستان ۔	۱۷۰
داستان آنا ہشام بن القمہ خیبری کا لڑنے مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا میں اور قید کرنا نوشیروان کو بھیجنے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا صاحبقران کے ہاتھ سے ۔	۱۹۵
داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بیٹے کو واسطے لانے تاج و تخت اور صاحبقران کے اور عیاری عمرو اور امیر کا پہنچنا بدچہرہ کے فرزند کا آنا اور جانا امیر طرف مدائن کے و دیگر حالات	
داستان لیجانا عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہوجانا و خبر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا ۔	۲۳۶
داستان بختک کا نوشیروان کو صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام صحت میں زہر ملاکر دینا صاحبقران کے لیجانا او خواجہ عمرو کی وجہ سے اسکا کامیاب نہونا ۔	۲۴۴
داستان طلب کرنا نوشیروان کا صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد میں واسطے سیر کے اور دیکھنا صاحبقران کا مہرنگار کو اور عاشق ہونا ۔ داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا لندھیس کو واسطے خبر لانے صاحبقران کے اور جانا الجہم کافر ہیم لیکر خدمت صاحبقران میں اور آنا امیر کا دربار نوشیروان میں ہمت پاکر مع اسد دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا ۔	۲۶۷
داستان جانا حمزہ صاحبقران کا محل میں اور دیکھنا مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابوشہاب خنجر پوش اور ابوسعید لنگری کا ۔	۲۷۸
داستان جانا صاحبقران کا پاس ملکہ مہرنگار کے اور سرکشی کرنا اور قتل کرنا ابوالفرح وغیرہ کو اور عیاروں کو مارنا ۔	۲۸۴
داستان لانا گستہم زرین نقش کا بہرام گرد کو گرفتار کرکے اور خبر دینا لندھیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات کے ۔	۲۹۴
داستان پہونچنا دربار نوشیروان میں بہرام گرد کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا ۔	۳۱۰
داستان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے	۳۲۲
داستان جانا امیر ابو تمیر حمزہ صاحبقران کا طرف شہر ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان داستان روانہ ہونا صاحبقران کا اور صحرا میں سمہ پانون سے ہر ایک کے پریشان ہونا ۔	۳۴۱
داستان جانا عمرو اور صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح کو دفن کرنا ۔	۳۴۴
داستان آگاہ ہونا لندھور بن سعدان کا لشکر کشی امیر سے اور جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور بن سعدان میں اور عیاری کرنا	۳۵۴

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ
واقف آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیدا کنار
ہے جسکی منتہا تک شناور وہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار
ہے سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصہ و افسانہ
مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہو کہ اگر اسکی کسی داستان کا
شروع سماعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے
دلکو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علام و فہام
جہبر بانند بیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض فیضی انار اللہ برہانہ ہین
جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح
طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرق ریزی
اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آجتک اس داستان کو
ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسند طبع خلائق ہوئی
کہ ہر شخص اسکے سننے کا بدل مشتاق رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان
عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے
کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے
دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے
مطالعہ سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب
شوق نے اس داستان کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ
داستان گوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت
مین بھی علی العموم اس داستان کے تمام و کمال سننے سے
حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس
امرا و اصحاب ذی مقدور کے اسکا بیان عام طور سے میسر
ممکن نہ تھا کیونکہ بار مصارف داستان گو کا متحمل ہونا ہر شخص
کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اس داستان
کو تفریح طبع کے لیے روز مرہ دو تین ساعت خاص ایک
وقت مقررہ پر بموجب طریقہ داستان گوئی کے کوئی صاحب
داستان گو کی زبان سے سننا چاہین من اولہ الی آخرہ
تو بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزارہا روپیہ

کا صرف درکار ہے۔ اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس
عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور انکو
بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستان گویون اور نثارون کی
معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ محاورہ اہل
ترجمہ کرانا اور بعنوان پسندیدہ طبع کراکے تمام ملک
مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس ملک
بحران کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک
اودھ اخبار یعنے امیر والا ہمم رئیس با خلق و کرم عالی
موصوف الکمال فی المجد والاحسان مشہور نزدیک و دور
منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی
ہمت پر لے لیا اور ہزاران ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات
کہ انکے بڑے امیر بزرگ اور کار سترگ کا انصرام
بھی ہو گیا یعنے اکثر دفتر حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر
نذر شائقین ہو گئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع
ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکا اہتمام طبع
ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالے تھوڑی مدت مین اس
داستان کے کل دفتر طبع ہو کر پیشکش ناظرین با تمکین
ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے
محظوظ و مسرور رہیگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ
صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترونکی کئی کئی
جلدین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصے ہین۔
جنکی تفصیل یہ ہے دفتر اول۔ نوشیروان نامہ
دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین
دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر
چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا
سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین
دفتر ہفتم۔ تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم
لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات
جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون پر منقسم ہے

مضمون	صفحہ
داستان جانا چلوان دی کا دربار لندھور میں اور تحائف و ترکت	۳۶۲
ساتھ لیکر داستان جانا عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا اور	
آنا لندھور کا غضبناک ہو کر بارگاہ آمیر میں اور عمرو کو لیجانا	۳۶۵
داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صف آرا ہونا آمیر کا اور	
مقابلہ کرنا گستہم زرین کفش کا لندھور خسرو ہندوستان سے	۳۶۹
دوسرے داستان لندھور بادشاہ سرندیب ملک ہندوستان کے	۳۸۵
داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور بحکم شہپال ہندی	
عیاری کرنا داراب گلبرگی کا اور قید ہو کر رہا ہونا اور عمرو کی عیاری	۳۹۱
کرنا عمرو کا۔ جانا خواجہ کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہو کر	
رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت آمیر بانو قیر	۳۹۳
داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ	
آمیر بانو قیر سے شکست کھا کر بھاگنا۔	۴۱۹
داستان روانہ ہونا صاحبقران کا مع سپاہ برائے گرفتاری	
داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو	۴۲۱
داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے	
اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا۔	۴۲۶
داستان جنگ کرنا بادشاہ عبدالعزیز کا آمیر سے آخر	
مسلمان ہونا جملہ شاہان ہند کا مع دیگر حالات کے۔	۴۲۷
داستان مقابلہ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا	۴۳۰
مطیع ہونا۔ دوسرے داستان آمیر بانو قیر حمزہ صاحبقران کے بیان میں [illegible]	۴۴۵
دوسرے داستان صاحبقران کا جانا ملک روم کی طرف۔	۴۵۰
دوسرے داستان صاحبقران کا پردہ قاف میں جانا المطلب شہپال	۴۵۹
داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک [illegible] کے جانب	
سرندیب اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا [illegible]	
اور بہرام گرد کا بعیاری دختر ساروق کے۔	۴۶۶
داستان جانا عمرو کا بزرجمہر کے پاس اور رقعوں پر مہر کرکے	
لانا اور شروین وغیرہ سے لڑنا اور عیاریاں کرنا لشکر ہرمز اور	
فرامرز پر اور آخر کار مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل کی طرف روانہ کرنا	۴۷۷
داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم میں اور مقابلہ کرنا آمیر کا دیو سے	۴۸۰
داستان قید ہو جانا امیر بانو قیر اور ملکہ آسمان پری کا اور [illegible]	

مضمون	صفحہ
لکھنا عفریت کا سمندون ہزار دست کو اور آنا دیو سیاہ [illegible]	
کا اور رنجیدہ ہو کر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہو کر لڑنا لشکر عفریت	۴۹۲
سے داستان جانا مہرنگار کا قلعہ تنگ رواحل میں اور عیاری	
کرکے مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو وغیرہ کا بعد جنگ	
پھر مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل میں لانا اور چڑھائی ہرمز و فرامرز	۴۹۹
داستان لاش مہران کی دیکھ کر روانہ کرنا شنکل کا [illegible]	
بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف	
یونان کے اور جانا عمرو کا جانب بصرہ اور قتل ہونا	
فریدون شاہ کا اور زخمی ہونا میران فریدون شاہ کا اور تباہ	
ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا وغیرہ کا۔	۵۱۰
جانا قیدیوں کا حکم شنکل سے پاس خداوند [illegible] کوہ	
بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ یونانی کا مہراب اور سہیل	
شیر شکار سے اور [illegible] عمرو کو۔	۵۱۲
جانا عمرو بن حمزہ کا جانب خوارزم اور راستے راہ میں خبر	
ملنے بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور	
فرخ کا قلعہ تنگ رواحل میں جا کر عوضیان دیگر خوارزم	
کی طرف آنا اور زمتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا	۵۱۶
جانا عمرو بن حمزہ کا خوارزم میں اور قتل کرنا شنکل کو اور آمد تاریخ جادو	۵۲۷
پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز میں اور علاج شروین کا	
کرکے قلعہ تنگ رواحل میں جانا اور عوضی عمرو بن حمزہ کی پڑھنا	۵۳۷
جانا عمرو کا یونانی خوارزم میں اور گرفتار کرنا [illegible] کو اور خود اسیر ہونا	۵۴۲
دوسرے داستان آمیر بانو قیر حمزہ صاحبقران کے بیان میں	۵۴۵
داستان قتل کرنا گلشن کا ذوی الحجام کو اور لوح محفوظ لا دینا	
اور جلا دینا ذر بانو کا دختر زلزلہ جادو کو۔	۵۵۹
داستان جانا عمرو بن حمزہ کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ	
مہجبین تاجنجی پوش پر اور قتل کرنا روز بانہ جادو کو۔	۵۶۳
داستان لانا گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو عمرو بن حمزہ	
کا اور ملکہ مہجبین کی رہائی عمرو اور مسلمان ہونا زلزلہ کا۔	۵۷۳
گرفتار کرنا شعلہ جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ کو اور	
پھر انکار رہا ہونا بوجہ [illegible] جادو کے اور گرفتار ہونا شہزادہ کا	۵۷۵

مضمون	صفحہ
داستان جانا نارنج جادو کا شہر سیلیہ مین قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو پر بیٹے نو گھوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اوسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا۔	٥٩٧
داستان جانا عمرو بن حمزہ کا گنبد جہان نما سے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال نوح کے اور پھر ملنا نوح کا۔	٦٠٧
جانا نارنج کا گنبد ارسطو مین اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب تال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور فتح ہونا شہر دیکا۔	٦١٩
جشن کرنا عفریت کا قلعہ بلورین مین اور یکایک آنا شہپال کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے حبشی اور رہا شوے حبشی کا۔	٦٤٣
گرنا صاحبقران کا دریا مین اور نکالنا دیو کے پسر ملا عنتر سلیمانی کا	٦٤٤
لیجانا شہپال کا استقبال کرکے صاحبقران کو گلستان ارم اور جانا صاحبقران کا چشمہ ماہیان پر اور ہمراہ آسمان پری کے نہانا	٦٥٢
آنا مقاتل عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو ثقیلہ کا اور آنا نقابدار کا بھی قتل ہونا پدر عفریت کا۔	٦٥٦
جانا خواجہ کا قلعہ گرہستان مین اور مسلمان کرنا فضل گرہستانی وغیرہ کو اور تسخیر ہونا قلعہ مین اور اژدہا زردین کا حرامی سے۔	٦٦٧
داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم و زرد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجرد کیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجرد کیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز دارا شاہ کا زخمی ہوکر بھاگنا ملک اجرد کیہ کا قتل ہونا اور شہپال کا	٦٨٣
رہا ہونا جانا عفریت ملعونہ کا طلسم زرافشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست صاحبقران سے پھر عقد ہونا صاحبقران کا ملکہ آسمان پری سے اور آنا دیو بیداد کا۔	٦٩٢
پیدا ہونا ملکہ قریشیہ کا اور رخصت ہونا امیر کا شہپال سے پھر چھوڑ دینا دیوؤن کا امیر کو صحرائے حیرتکدہ سلیمانی مین بحکم ملکہ آسمان پری اور ودیب جانا امیر کا پشتہ ریگ مین پھر زخمی نکالنا جانا ملکہ آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم مین	٧٠٩
پہونچنا لندھور اور بہرام گرد کا مع فوج کثیر ملک سگساران مین اور قتل کرنا مرزوق شاہ کو اور بھاگنا دارابشاہ اور عبدالعزیز کا جانب ختنانیان پھر جانا بہرام کا سمت چین لندھور سے رخصت ہوکر۔	٧٢٣
داستان جانا لندھور کا جانب ختنانیان بنج گران اور بکر	٧١٦
گرفتار ہونا جانا عمرو کا سمت قلعہ سعادت نگار اور آخرکار لینا قلعہ کو بعیاری پھر لینا قلعہ صغیرہ کوہ کو۔	٧١٩
دیکھنا خواب مین مہر نگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملان پری کے برہم ہوکر باجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور گھونیر آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگردان سلیمانی مین	٧٢٨
جانا صاحبقران کا طلسم بیابان سلیمانی مین مع دیگر حالات	٧٣٢
داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی کے اور گرفتار کرانا ارناعیس اور نجم پریکو مع دیگر حالات۔	٧٣٦
جانا آسمان پری کا امیر کے پاس اور چھ ماہ کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان مین لانا۔	٧٣٠
دوکلمے داستان خواجہ عمرو کے بیان ہوتے ہین۔	٧٣٥
دوکلمے داستان صاحبقران کے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب پھر پردہ دنیا کی طرف ارادہ ہی بیان ہوتے ہین	٧٤١
دوکلمے داستان خواجہ عمرو اور زردین کا حرامی کے۔	٧٤٣
داستان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے۔	٧٤٦
دوکلمے داستان خواجہ عمرو کے بیان کیے جاتے ہین۔	٧٤٩
دوکلمے داستان امیر باتوقیر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین	٧٥١
دوکلمے داستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان کے بیان کیے جاتے ہین	٧٥٧
دوکلمے داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار کے۔	٧٥٨
دوکلمے داستان امیر باتوقیر صاحبقران عالی شان کے	٧٦٢
دوکلمے داستان شعبدہ نشان تراشندہ کا فران عیار نامدار امیر حمزہ صاحبقران یعنی خواجہ عمرو کے بیان ہوتے ہین	٧٦٧
خاتمۃ الطبع۔	٧٧٣

نوشیروان نامہ

دفتر اول

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۸ء

اعلان - حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا سے لاتعد اُس صانع بیچون نقشبند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور کیسی اپنی عجائب وغرائب صنعتون کو دکھایا جسنے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی وقادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت وفرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت واطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بیمثال ذرّے ذرّے مین بھری ہی

نظم

اُسکی قدرت سے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملائے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو بو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پہ داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی غل ہر سو
گل شبو کو بخشی ہی بینی
لب دیے غنچہ ہاے گلشن کو
یہ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کردیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلائے ہین
وہ مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
ہی ہمیشہ وہ محو خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست وبازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی کہ ایک شمہ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کرسکے اگر ہزارہا سال اُس وادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفٰے علیہ آلاف التحیتہ والثناء

درود نامحدود پیغمبر مرسل رب ودود بارگاہ نشین رسالت سرآرائے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سر دفتر انبیا جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ النجبا کو سزاوار ہے جنھون نے طلسم کفر وظلام کو شکست فرمایا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کرکے تلقین بدین اسلام کی کلمۂ طیبہ پڑھایا مسدس

یون جائے سایہ جسم صاف نبیؐ کا نور
رحمت سے آسکی ابر ہے چتر شہ غیور
جیسے ہو عکس آئنہ شمس وردور
معشوق بے نیاز کو سایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمدؐ کو اپنی سمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور
سب کی بہار اور ہے انکی بہار اور
تینون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
رہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور
ہر نور آفتاب درخشان چراغ مین
چاند ایک پھول چاندنی کا اسکے باغ مین

مدثر وامین وسرافراز وخوش لقب
امی وہاشمی ومحمد شہ عرب
مکی والضحٰی وتہامی حبیب رب
مزمل ومقرب ویسین وحق طلب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
اسری بعبدہ کے چمن کی بہار ہین

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر
خدیو حور وملک بادشاہ جن وبشر
امام رونق محراب زینت منبر
جہان پناہ یداللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے صنمون کے بگاڑنے والے
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

دیگر

کیا عدل یداللہ بیان کرنے کی حاجت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہے خلقت
سب جانتے ہین باز و کبوتر کی حقیقت
تھہرا اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت مین بھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ملکڑے در خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ایک روز یہ حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم وکمال کفش بردار صاحب ہنران باقدر وجلال بے بساط بے بضاعت

سرگشتہ وادی حیرت مرکب جہل و نادانی نا آشنائے بحر رموز سخندانی ضعیف البنیان کج مج زبان اذل کونین تصدق حسین اپنے فقیر خانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست واثق محب صادق شیخ حامد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب نے سرفراز فرمایا بعد از ذکر و مذکور کے مجھسے کہا کہ آپ کو جناب مستطاب معلی القاب عالی المرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے مین نے بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا مگر جب شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجہ کمال پہونچا اور دقتاً فوقتاً اور یوماً فیوماً اُنھون نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا محتشم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت بے نہایت کو کام فرمایا **شعر** اگر ہووے تن سیر از زبان ہو ٭ نہ انکے خلق و منت کا بیان ہو ٭ بعد گفتگوے بسیار مجھسے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندل نامہ و لال نامہ کے ارشاد فرمایا مین نے بخیال الامر فوق الادب اقرار کیا اور موجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف مین مشغول ہوا بالفعل دفتر اول نوشیروان نامہ منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہے۔ ناظرین نکتہ بین و معانی پرور و سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت مین بکمال عجز و نیاز عرض پرداز ہون کہ اگر اس ترجمہ مین غلطی پائین تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر محمول فرما کے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیرون کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمالی وزیر کا القش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پاکے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا بادۂ رنگ نو
پلادے وہ مے جسکی ہی جستجو
لگا کشتیون مین تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو سمجھا بھی ای ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہی شراب طہور

کہ خورشید کی جبین ہو صاف ضو
ہین میخانے مین جمع رندان دہر
تکلف سے قابون مین شامی کباب
مجھے بچپنے سے ہے اُس مے کا ذوق
وہ ہے بادۂ کوثر و سلسبیل

تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشۂ مے کی ساغر مین لہر
پلانا مگر وہ مئے مشکبو ٭
کہ ہے بادۂ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمانروایان ملک فصاحت و باج ستانندگان اقلیم بلاغت تاجدار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون سرمیا آرا کرتے ہین کہ ملک عرب مین ایک شہر مدائن نامے ہے مینو سواد بہشت نژاد باغ جہان مین فردوستان اُسکے سامنے گرد ہے لطیف و جانفزا آب و ہوائے ٭ مبارک منزل و فرخندہ جائے ٭ رعیت وہان کی نہایت آباد و شاد حسن مین ایک ایک پریزاد و حور نژاد **شعر** خوشدل تھے سب وہان نہ کوئی دردمند تھا ٭ وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا ٭ زمانۂ سابق مین حاکم وہان کا بادشاہ عالیجاہ سکندر وقار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اُسکے عہد عدالت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب بآرام تمام بسر کرتے تھے نہ کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا نہ ڈاکے کا ڈر اُس بادشاہ کا لشکر جرار بحد و بیشمار تھا سات لاکھ سوار کچھ تیغ زن کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار سلطنت کرور سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زرین کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیرون مین نامی سب مین گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش کہ نام اسکا القش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا
مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایۂ عاطفت سلطانی سے بے غم نہ کوئی رنج نہ کوئی الم اسکو تھا اس القش وزیر خوش تقریر کا ایک
دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اسکا خواجہ بخت جمال جمیل و بیمثال تھا وہ مرد صاحب ہنر و بکمال تھا اولاد
پیغمبر دانیال سے تھا دین جناب براہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور داماد حکیم جالینوس کا تھا القش سے اور خواجہ بخت جمال سے
کمال درجہ محبت اور دوستی تھی دونون ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسی وقت دونون سوائے
حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز القش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا یہان سے ہوکر خدمت
بادشاہ عالم پناہ مین جاتا تھا اسیطرح چند مدت تک سلسلۂ محبت و رشتۂ الفت بہزار فرمان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز
مستحکم ہوتا گیا یہ اسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی بہ پیرایۂ رنج و ملال قدم
نہ دھرتا تھا گو چرخ کجرفتار برائے ستم رسانی عاشق و معشوق وفادار تاک مین رہا کرتا تھا جو پل جو گھڑی جو ساعت جو دن جو مہینا جو
سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن اتفاقات روزگار دوست و رازی ستم سازی فلک بیدار سے صورت
نفاق اس شوق و اشتیاق مین دکھلائی دی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی مسدس

گردش ہو کیا ستم فلک پیر دیکھیے | رنگ اور آب کھاتی ہے تقدیر دیکھیے | پیشانی کی وہ پیش ہو تحریر دیکھیے | زلف رسا کی بیگی زنجیر دیکھیے
عاشق جو اپنا تھا وہی دشمن ہے جان کا | کیا رنگ ہے یہ گردش ہفت آسمان کا

القش وزیر علم نجوم مین باکمال تھا اور ستارہ شناسی مین دخل
بیمثال تھا طالع بگردش ستارگان خوب دیکھتا تھا شمار دوازدہ بروج و ہفت اختر اسکو بہت اچھا تھا ناگاہ ایک
دن طالع خواجہ بخت جمال خوش مقال کو دیکھا بعلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل
نہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اس یار کے رویا منہ اشک گرم سے دھویا خواجہ اسکا حال
دیکھکر کمال بدحواس ہوا دل کو یاس عالم ہراس ہوا کہا کیون بھائی خیر تو ہے کیا ہوا تمکو کیا صدمۂ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ بتاؤ حال
سناؤ دل نہ دکھاؤ رو رو کر نہ رلاؤ القش نے کہا اے برادر بجان برابر آرام دل دوستان و اے راحت روح مشتاقان مجھپر عجیب و
غریب حادثہ گذرا صدمۂ عظیم ہوا کہ روح قالب مین بیقرار ہے گریبان قباے دل تار تار ہے چشم اشکبار ہے کچھ بندہ بے اختیار ہے
دل کا یہ حال ہے کہ بیان اسکا محال ہے اتفاقیہ آج بیٹھے بیٹھے جو مین نے تمہارے طالع کو مطالعہ کیا یہ علوم جانگداز مجھکو معلوم ہوا
کہ چالیس روز تمہاری عمر کے باقی اور ہین بعدہ صدمہ و اندوہ غم و الم کے طور ہین شعر ہاے بھائی تم کہان پھر ہم کہان +
جو ہے ہمدم دمبدم وہ دم کہان + تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش مین گذاری راحت و آرام سے زندگی بسر کی اب اس
یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے واسطے طالع برگشتہ کی برائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر
زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار نہ وفادار
نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ ایک دوسرے سے ناآشنا نہ ہمسایہ نہ نشان نہ پتا شعر نقد دنیا سے
نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے + دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے + مگر اے بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات
فوری فی الحال کرنا چاہیے یہی طالع سے معلوم ہوا سرپہر مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو
قدم نہ اٹھاؤ کیا تعجب ہے اس آفت ناگہانی بلاے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی مین بیٹھے رہو یاد خداے عز و جل
کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو منہ سے مطلق نہ بولو جب یہ دن سختی کے اور گردش سیارگان کے نکل جائینگے پھر ہم تم
اسیطرح مزے اڑائینگے خواجہ بخت جمال نے بصد رنج و ملال القش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت
سنکے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی مین اسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلی کرنے لگا حتی کہ انتالیس دن تک سختی

وصوبت مین گذرے شکر بجالایا چالیسوان دن آیا سر سجدۂ خالق سے اُٹھایا اُس روز القش بھی خواجہ کے گھر گیا
اور بہت فرحناک ہو کر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری کیے اشعار

کمال جوش پہ یہ دیدۂ پر آب آیا
وہ روز عید کی خالق نے صبح دکھلائی
شب فراق مین دم بھر نہ مجکو تاب آیا
منور اب ہوا کاشانۂ دل محزون
نظر جو مجکو وہ خورشید بے نقاب آیا
ہزار شکر مرے گھر مین آفتاب آیا
سحر دماغ معطر ہوا بہار آئی
چمن سے گھر مین مرے آج کیا گلاب آیا

اے دوست صادق محب واثق خداے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجکو پھر زندہ دکھایا اے بھائی بڑے فضل باری بصد جان گزاری ہوا یہ مرحلۂ عظیم طے بہزار بیقراری و کرد گریہ و زاری ہوا یہ روز تمامی ظلمت و سواد بخت بد نور کرم سے نکل گئے یہ ایام بد انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیان کٹھن کی اب ٹل گئین گراتنی ہی مفارقت سے میرے دل پر چھریان غم و الم کی چل گئین اب عنایات خداوند دو جہان سے کبھی جدا نہونگے مدام خرم و شاد و آباد رہینگے لیکن اے بھائی آج یہ جی چاہتا ہے کہ عوض مین اس خوشی کے کسی صحراے دلکش کی سیر کرین سبزہ بیگانہ و یگانہ سے دل بہلائین گلہاے رنگارنگ کی فضا دیکھین طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنین اگر ہاتھ آئے تو کوئی صید شکار ہو شاد و شاد و دل بیقرار ہو جنگل مین منگل ہو ہواے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پہ پہرہ کوئی پہلو سے ریبا بین بیٹھے سینہ بسینہ لب بہ لب رہے بوس و کنار بار بار شراب و کباب کا دور دورہ ہو فی الفور خواجہ بخت جمال بشوق وصال معشوق خوش خصال بغفلت انجام ناکام تھا موافق منشاء آیۂ کریمہ کہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ترجمہ اس آیت شریف کلام ربانی لظہور آمدن ناگہانی کا یہ ہے کہ حق جل جلالہ و عز شانہ اپنے کلام ہدایت نظام مین ارشاد کرتا ہے جو کچھ گذرنا ہوتا ہے وہ گذرتا ہے انسان کے واسطے جو امر وقت معینہ پر موقوف ہے وہ ضرور ہوگا وقت معاہدہ نہ ٹلیگا بیشک پیش آئیگا رنگ اپنا دکھائیگا انسان اس امر اہم سے کہ ہیچ سکت ہے اپنی کیا بساط رکھتا ہے نظم اسکی عادت کا اور ہی نقشا + اُسکی قدرت کا اور ہی نقشا + شام غزلت کا اور ہی نقشا + صبح غربت کا اور ہی نقشا + اب نقاہت کا اور ہی نقشا + زور و طاقت کا اور ہی نقشا + انسان بالکل بے حقیقت ہے ہواے نفس مجازی کی کیا اصلیت ہے زندگی کی کیا ہستی ہے اشیاے ادنی سے حیات اعلی کی پستی ہے ہر چند حباب بھی بے ثبات ہے مگر اُس سے کمتر انسان کی حیات ہے جب ملے فنا موج زن ہوا نام و نشان حیات مثل حباب مٹگیا

جب طوفان اجل اُٹھتا ہے انسان کو کوئی چارہ نہین ہوتا فنا ہو جاتا ہے نظم

سینہ کاوی ہے نگین کی طرح یان بیفائدہ
مسکن اس بحر فنا مین کر نہ مانند حباب
ہے جہان مین خواہش نام و نشان بیفائدہ
چین سے کسکو فلک وہ آپ ہی چکر مین ہے
ہے ہوس راحت کی زیر آسمان بیفائدہ
ڈال پانی پر نہ بنیاد مکان بیفائدہ
پیر پرستا ہے تو اے جوان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش مین ہین جنکو موج ہے
دیکھ غنچہ کو ہے آخر مثل گل پژمردگی
ہو نشاط زندگی تو زندگی کا لطف ہے
ورنہ ہے چون خضر عمر جاودان بیفائدہ
ہے فلک سے آرزوے عز و شان بیفائدہ

آمدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال مردہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم اپنے تئین سپرد حفاظت خداے علیم کیا ہر چند میعاد چہل روز تمام ہوئی اللا کچھ ساعتین اُس عہد بد عہد کی شمار سے باقی تھین چونکہ وعدۂ سفر ملک عدم بحکم خداے ذو الکرام آپہونچا تھا پیک قضا پیام مرگ لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر بدخصال دونون گھوڑون پر سوار ہوے راہ صحراے شیرہ زار بہ ہوس شکار اختیار کی باتین کرتے ہوے آپس مین محبت کا دم بھرتے ہوے خوشی خوشی چہل و دلگی کرتے ہوے صحراے سبزہ زار مین پہونچے چہار طرف سیر دیکھنے لگے جس طرف نظر پڑی باغبان قضا و قدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار جا بجا گلہاے خودرو سے جنگل بالکل نمونۂ گلشن بیچار نسرین و نسترن کے غنچون کی چار سو بھینی بھینی خوشبو سبزہ کمال جوبن پر فوق جسکو ہر گلشن پر نکہت سے وہان کے پھولون کی دماغ جان معطر ہوتا ہے سبزہ بیگانہ پر ہر شاہد نگاہ جا جا کر کے مہوتا ہے چشمے حقیر جا بجا لبریز مین جو مرے جھیلین موج

خیز بین سرو شمشاد لب جو کھڑا جھومتا ہے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے زمین بوس ہو کر قدم چومتا ہے طایران خوش الحان کے شاخہاے نو دمیدہ پر چہچہے قمری کی کوکو طیور کے قہقہے بلبل کی زمزمہ پردازی مرغ نواسنج کی زبان درازی عجیب و غریب اُس صحراے پر فضا کی بہار ہے کہیں سبزہ زار کہیں لالہ زار ہے اشعار صد ہزاران گل شگفتہ در و + سبزہ بیدار و آب خفتہ در و + دیگر پہاڑون پر اگا تھا ایسا سبزہ + زمرد گون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا نہرون میں ہر جا آب شفاف + تکلف کا نہایت اور بہت صاف + خواجہ بخت جمال و القش وزیر بہ آل سیاح دشت محبت سیاح دریاے مودت پر کرتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے وہان سے دیکھا کہ سامنے ایک باغ معطر کن دماغ نظر آیا ہواے سرو نے اُنکی غنچہ دل پژمردہ کھلایا القش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیے ہوئے دعا کرنے پر دل دیے ہوے اُس باغ مین پہونچا ہر نہال تر و تازہ ہر گل شگفتہ ہر غنچہ نوبستہ شاداب ہر ایک حوض و نہر پر از آب زمین بوس شاخین نہالہاے بار دار کی چلتا ہوا مین بہار کی خزان کا نام نہین صیاد کا کام نہین پریون پر سبزہ نوخیز نکہت گلہاے زنگار رنگ ل آویزلا لہ کے نظارے گس کے شارے چمپا کا مسکرانا بیلے کا البیلا پن دکھانا سوسن کی زبان درازی گل مہندی کی فسون سازی سرو کا لب جو اکڑنا نخل خشک کا حیرت سے گڑ جانا مرغان چمن کا شور کہین ہو کہین بلبلون کا چہکنا قمریون کی کوکو زاغ کا بہکنا طائرون کی پکار یہ بہار و شادابی راہ گلزار سے معلوم ہوتا تھا نو بہار کو چمن کا مہتمم کیا ہے گل و ریحان سے ہر روش کو بھر دیا ہے کہین سنبل بچھا کہین لالہ با دل داغدار کسی جا نسرین و نسترن کسی سمت سمن و یاسمن گل شبو کے پھول خوشنما و معقول باغ مین جھیلین جنکا موافق عرض و طول ناظرین پر واضح ہو کہ یہ باغ دلکش جسکو دیکھا کرے ہر اک معشوق حور وش القش وزیر کے باپ دادا کا بنوایا ہوا بہت ہی آراستہ و پیراستہ نہایت پر فضا تھا نظم

ہوا ہر سبزہ اش گوہر گسستہ	زمرد را بمروارید بستہ	بہر بخشش ریاحین بر دمیدہ	بساط خرمی ہر سو کشیدہ
بنفشہ تار زلف افگندہ بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش	ہو گیا سرو کی ... ہے پیدا	جھومتا ابر بہاری ہو ہوا ہے پیدا
ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا	آبلے ہوتے ہین اپنی کف پا سے پیدا	لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر ہے شفق	رنگ کیا کیا ہے جو خون شہدا سے پیدا
قدکشی آج وہ ہین سرو سے کرنے جاتے	گل کی ہر بات پہ ہوتے ہین جو ذرلے پیدا	تخت پر پھولون کے آڑا کے جو دیوانون تک	یارب ایسی کوئی آندھی نہ ہو ہوا ہے پیدا
دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی یہ خورشید حسن	سایہ ہوتا ہے پر و بال ہمارے پیدا	مشک بوئے زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر	سنبل الطیب چمن مین ہر بلا کے پیدا
شاہد گل کو ہر مقصود شکار بلبل	نرگسیان باغ مین مخفی ہین حنا پیدا		

القش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیجا کر بارہ دری مین مسند زرین بچھوا کر بٹھا وہ بارہ دری کی آرائش کہ جسکی صفت و ثنا مین شاخ قلم بہار یہ رقم رنگا رنگ آراستگی و پیراستگی اُسکی دیکھکر عجیب رنگ پر تکلف چھت گیریان بصد شوکت و شان زر بفت کے وہ پردے کہ حجاب فلک کو ہر اک خجل کر دے فرش فروش آراستہ ہر جگہ ہر چیز پیراستہ جھار کنول گیلاس مردنگیان جا بجا دیوارگیریان بصد شوکت و شان چارون طرف آئینہ بندی تصویرین معشوقان پریچہرہ کی لگی ہوئین کشتیان شراب ناب کی قابین کباب نایاب کی پاندان خاصدان پیکدان اُگالدان مزین و مصفا نہایت پسند خاطر سامان عشرت افزا خواجہ بخت جمال و القش وزیر آل تماشے مین گل و سنبل گلشن حیرت افزا کے مشغول ہوے گویا گوہر تمنا سر بسر حصول ہوے جام مے ارغوانی کا دور ہوا گردش فلک کجرفتار کا رنگ اور ہوا القش نے جام شراب و رکنزی بادۂ خون ناب کا ہاتھ مین لیا اور ساغر لبریز کر کے خواجہ بخت جمال کو دیا خواجہ بخت جمال نے وہ جام بادۂ سرخ منہ سے لگایا اور یہ شعر آبدار پس از جوش خمار بہ الفت یار پڑھ کر سنایا شعر گر یار خود پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر وہ جام شراب بصد اضطراب غٹ غٹا کر پی لیا اور نشہ مین آکر جھومنے لگا پھر یہ مطلع دلفریب بے صبر و شکیب پڑھا مطلع رنگ آج کچھ دکھائیگا ساغر شراب کا + جلوہ نظر پڑا ہے مجھے آفتاب کا + زاہد عبث خیال ہے روز حساب کا + بہتر کیا جو پی لیا ساغر شراب کا + خواجہ بخت جمال نے خالی جام کر کے القش کو دیا اور کہا بھائی تم بھی نوش کرو القش نے جام شراب بھرا اور پینے لگا خواجہ بخت جمال نے یہ اشعار گہربار زبان خوش بیان پر جاری کیے اشعار

ہو جب سے دست یار میں ساغر شراب کا
دریا بہے، خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
الفت جو زلف سے ہے دل داغدار کو
شوق خرام میں عرق افشاں ہوئے دیار

کیوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا
حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
طاؤس کو یہ عشق ہو گا سحاب کا
جھمکا وہ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
اے موج بے لحاظ سمجھ کر مٹائیو
سجدے سے میکدے میں مجھے نشہ لگ گیا
معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ دہن
ساقی کے دو کھینچنے سے کھنچتا ہے دم مرا

کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
مضمون مل گیا مجھے چاہ گلاب کا
انگو سے خوش آتا ہے کھنچنا گلاب کا

خواجہ بخت جمال و **القش** زیر شراب پی کر اور گزک وکباب سے مگن ہوئے میٹھی میٹھی باتیں گھل مل کر مثل شیر وشکر کے کرنے لگے انکی لنترانی انکی خوش بیانی گلون مین باہم مزے مزے کی باتون کی چاہین الفت و محبت کا جوش نشہ شراب مین کچھ ہوش کچھ بیہوش تھا یک **القش** و زیر واسطے پیشاب کے اٹھا ایک گوشہ باغ مین گیا بیٹھکر پیشاب کیا استنجے کے واسطے ایک مقام سے ڈھیلا اٹھایا ایک سوراخ نظر پڑا اُسے کھودا تو ایک غار عمیق دکھائی دیا اسکو ایک تعجب سا ہوا کچھ پہلے سوچا پھر اُس گڑھے مین اُتر گیا وہان دیکھا کہ ایک دالان وسیع و رفیع مثل تہ خانے کے بنا ہے اور چہار جانب دالان مین آفتاب کی ضیا ہے چھت مین قلابے لگے ہین سونے چاندی کی زنجیرون کے اُسمین حلقے پڑے ہین اُن زنجیرون مین مٹکے سونے چاندی کے پر از جواہر پر ضیا و گوہر بے بہا روپیے اشرفیان متعدد بھرے ہوئے لٹکے ہین معلوم ہوتا ہے کسی کا خزانہ ہے مال و دولت لازوال سے وہ مقام بھرا ہے دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا خوشی سے جامہ مین نہ سمایا بند قبا ٹوٹ گئے اُس دغلے کے چھکے چھوٹ گئے ایسی خوشی ہوئی کہ شادی مرگ ہو گیا غبار دل کا آب دولت لازوال سے دھو گیا مگر فوراً یہ بھی خیال دل بد مآل مین آیا کہ خواجہ **بخت جمال** ہمراہ ہے اُس سے نہایت دوستی کی راہ ہے اگر اُسپر یہ راز ظاہر ہوا اور وہ حال سے ماہر ہوا بیشک وہ حصہ بانٹ کر کے خزانہ لے لیگا اگر مین نہ دونگا بادشاہ کو خبر کریگا سارا مال خزانہ ضبط ہو جائیگا سوائے افسوس کے ایک حبہ ہاتھ نہ آئیگا صلاح وقت یہ ہے کہ **خواجہ بخت جمال** کو فوراً مار ڈالنا چاہیے پھر چین سے بے کھٹکے عیش و عشرت کرین لیکن خواجہ کے خون سے فرد ہاتھ بھرین یہ سوچکر وہان اُٹھا پھر اُس مقام سے باہر آیا اُس غار کو مٹی سے چھپا دیا نشان اُسکا مٹا دیا اور آکر پہلوے خواجہ مین بیٹھا پھر اسیطرح ہنسنے بولنے لگا تھوڑی دیر کے بعد خدمتگارون کو بلایا اور یہ باعلان سنایا تم لوگ جاؤ اسی وقت ہمارے مکان پر اور شراب وکباب کی کشتیان و خوان الوان جسمین ہر رنگ کا کھانا ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور شام کو فرش خوابگاہ ہم دونون کے واسطے بچھاؤ آج ہم شب کو اسی باغ مین رہینگے ہمسایہ گلہائے عنبر بیر مین بسینگے یہ کہکر سب ملازمون کو تو اُدھر روانہ کیا اور آپ کچھ فقرے دھوکھا دینے کے کرنے لگا تو **خواجہ بخت جمال** کو جھپٹ کر دے مارا چت کر کے چھاتی پر چڑھا اور خنجر آبدار کھینچکر قصد ذبح کر ڈالنے کا کیا **خواجہ بخت جمال** بصد رنج و ملال یہ دیکھکر گھبرایا دل مین مضطرب انجیال آیا کہ آج پیمانہ عمر لبریز ہوا دوست کا دوست پر مثل دشمن کے خنجر تیز ہوا ایک آہ سرد بھر کے کف افسوس ملے دفعتہً فراموش ہو گئے بحبت کے دعوے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے یار وفادار میری کیا خطا ہے جو مجکو قتل کرتا ہے میرے خون ناحق سے ہاتھ بھرتا ہے اسوقت تک مثل شیر وشکر ہم تم دونون باہم عیش و عشرت مین مشغول تھے طریقہ محبت و الفت معقول تھے یکایک کیا دل مین سمائی کہ شمشیر خونریز مجھپر اُٹھائی یہ کہکر ٹھنڈھی سانسین بھرین اور یہ شعر پڑھا شعر یار اغیار ہو گئے اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا + پھر **القش** سے کہا اے تجھکو بیٹھے بیٹھے کیا ہوا بقول شاعر ایسی کیا بات تیرے دل مین سمائی ظالم + دفعتہً سب رہ و رسم بھلائی ظالم + کیون بھی تمھین نے بتایا تھا کہ چالیس روز تمہیں سخت ہین یہ ایام بد بخت ہین گھر سے نہ نکلنا مقام خوابگاہ سے اپنے نہ ٹلنا اسی طرح زندگی کا بھید بتایا تھا خیال فاسد دل سے بھلایا تھا شعر چو از چنگال گرگم در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + بخدائے لایزال و بعزت و جلال پیدا کنندہ بے مثال میرا مرنے کو جی نہین چاہتا ہے تو کیون مجکو ذبح کرتا ہے مین بے قصور ہون بدکرداری و بدخلقی سے دور ہون مجکو بے قصور ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ بھر دیکھ پچھتائیگا میرے مار ڈالنے سے تجھکو سر دست کچھ ہاتھ نہ آئیگا قطعہ جو کوئی کسیکو آج کلپائیگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا + اس دار مکافات مین سن اے غافل +

بیداد جو کی آج تو کل پائیگا دیگر ✽ پنداشت ستمگر کہ ستم برمن کرد ✽ برگردن او بماند برمن بگذشت ✽ ای یار وفادار ای القش وزیر با تدبیر
سن یہ دنیا چار دن کی زندگانی ہے مفت میری جان لیتا ہے کیون آپ خنجر خون چکان مجکو پینے کو دیتا ہے پنبہ غفلت گوش دل سے
نکال میری نصیحت پر کر خیال شعر نیکی کر بے نیکی ملے بد سے بدی کی بات لے ✽ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے ✽
اس حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اُٹھا جس وقت خواجہ بخت جمال پر ملال نے نصیحتانہ کلام نیک انجام سنائے
اور سب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے القش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت خزانہ سے
آمادہ قتل خواجہ رہا نہ ہاتھ اُٹھایا نہ پاؤن ہٹائے بیعزتی اور بدچمیتی سے جواب دیا کہ ای خواجہ بخت جمال میرا بھی
تجکو قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہے مگر سبب ہی ایسا ہے کیا کرون مجبوری کا عالم ہے مجکو خود تیرا غم ہے لیکن بدون تجکو مار ڈالے
کوئی چارہ نہین اب تیرا جینا مجکو گوارہ نہین سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہے کہ مجکو اس باغ مین ایک خزانہ
بیگانہ و دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہے جسکی کچھ حد ہے نہ انتہا ہے مین جانتا ہون اگر تجکو معلوم ہوگا تو ضرور
اسمین سے لیگا مین کیون ایسی نادانی کرون کہ تجھسے کہون تجکو قتل کرنا بہتر ہے کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی سبب سے
مین کہتا ہون کہ یہ جھگڑا مٹادون بنیاد فساد کھود ڈالون یہ خیال آل رہ رہ کر آتا ہے کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا پھر اچھا
زمانہ جو کچھ کہیگا تو کہے تا حشر نام اپنا شریک ظالمون مین رہیگا تو رہے بس ای خواجہ بخت جمال اتنے کے واسطے
جھگڑا اور فساد دنیا مین باقی رکھون اور فتنہ انگیز کو نہ دور کرون یہ قول شاعر تو نے نہین سنا ہے شعر خداوندان
بکام نیک و بختی ✽ چرا سختی کشند از بہر بیسختی ✽ خواجہ بخت جمال نے کہا ای القش وزیر مین قسم اُس
خدائے لایزال صاحب عزو جلال کی کہتا ہون کہ جسکے قبضہ قدرت مین تمام عالم کی جان ہے اور وہی پیدا کرنے والا حور
وملک وغلمان ورضوان بشر دینی جان کا ہے اور وحشیان وطائران کا خلق کرنے والا ہے مین ہرگز ایک حبہ اس دولت
بیزوال مین سے نہ لونگا اور نہ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض مین جو کچھ میرے
گھر مین مال و دولت و مایہ و بساط انبساط مجھ بے بساط کی ہے وہ سب تو لے لے اور مجھسے دست بردار ہو مین اپنی بی بی کا ہاتھ
پکڑ کے کسی طرف نکل جاؤن اس شہر مین نہ رہون رخ بھی نہ کرون القش نے کہا مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آؤنگا اور
تجکو امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال مین تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بدکیش جفا اندیش شاعر کہتا ہے
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ✽ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ✽ ای القش وزیر انشاء اللہ تعالی بحول
قوت الہی جل جلالہ جیسا ستار و غفار ہے ویسا ہی جبار و قہار بھی ہے بروز حشر و نشر وہ منتقم حقیقی جب بدلے انتقام تجھسے
سوال کرے گا یہ بتلا تو کیا جواب دیگا ای القش تو نہین جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان حشر
لق و دق کہ جسکی حد دوری سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہین جانتا اور مقامات کو اُسکے کوئی نہین بیان کرسکتا تانبے کی زمین بحکم
رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزے کے حدت و حرارت اُسکی بیحد و انتہا کہ جسکی گرمی سے اہل محشر تا بہ کمر اپنے
پسینہ مین غرق یہ فقرے وارد حدیث صحیحہ ہین اسمین سر مو نہین فرق سب اہل محشر مرد و زن خرد و کلان بلکہ تمام انبیا اور
اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی باواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش اُس غفار الذنوب سے طلب کرینگے
مگر وہان کوئی کسی کا آشنا نہوگا نہ کوئی کسی کی اُس عالم یاس خوف و ہراس مین دستگیری کرے گا یہ کہتے کہتے
خواجہ بخت جمال بصد حزن و ملال تھرانے لگا اور آنکھون سے باران اشک مثل دیدہ سرشک سحاب برسایا
اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ گنہگار ہون روز شمار کیا ہوگا ✽ یہ ڈر ہے ای مرے پروردگار کیا ہوگا ✽ تری تو رحمت بیحد کا کچھ
حساب نہین ✽ کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا ✽ دیگر کیا داد خواہ ہو کوئی اُسکے قتیل کا ✽ عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا ✽

ای القش وزیر ذرے ذرے کا حساب نیا ہوگا دنیاے ناپایدار پرستش سب بیشمار جو پروردگار کا گنہگار ہی وہ بعد سزا و جزا کے رستگار ہی جو دوسرے کا خطاوار ہی اسکی بخشش دشوار ہی کیونکہ خداوند کریم ملائکہ سے خطاب کریگا کہ اس بندہ عاصی سے کہو کہ تو اپنا گناہ اُس سے بخشوا جسکا قصور کیا ہی برائی لیکے بھلائی کو دور کیا ہی شعر جلے گا نار مین اسکی سزا دہ دیوینگے + وہ بخش دیگا تو پھر ہم بھی بخشدیوینگے + ای القش وزیر اب جو تو میرے سمجھانے کو نہین مانتا اور میرے خون سے دست بردار نہین ہوتا تو یہ بتا اُسدن کیا ہوگا فقط اپنے عظیم گناہ پر روتا ہی اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز تیرا گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیون دنیا کے واسطے دین کھوتا ہی دریاے معصیت مین اپنے کو ڈبوتا ہی او نادان پردہ غفلت دیدہ دبین سے ہٹا یہ بار کوہ معصیت سر پر نہ اُٹھا دولت چند روزہ کے لیے مجھ ایسے دوست صادق محب واثق کو ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہین سنا ہی کس خواب غفلت مین سو رہا ہی شعر کسی پاس دولت یہ رہتی نہین + سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین + ارے بیوقوف کیون چھپا چھپت کر مجکو براے ذبح گھیرتا ہی ناحق اس روپیہ کی غرض مین مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار پھیرتا ہی شعر جو تجھسے محکمے مین حشر کے حاکم نے کچھ پوچھا + تو سن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا + القش نے کہا کچھ ہوا تو مین نے خنجر کھینچا گلے پر تیرے رکھ چکا اب مجکو کچھ خیال نہین دہشت آل نہین جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش دکھائیگا جب تو خواجہ بخت جمال نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی پردہ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتہ حیات قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا مین اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہی بیکار یہ قیل و قال ہی خیر اعو القش وزیر بے تدبیر آخر تو مجکو ذبح کرتا ہی خدا سے نہین ڈرتا ہی یہ بندہ پروردگار بحالت اضطرار ہی مگر خیر اتنا کہے دیتا ہون اسکو تو یاد رکھنا خبردار بھول نجانا کہ دنیا ناپایدار ایک سراے خراب ہی ہر شخص یہان پا تراب ہی ہمیشہ کسی کا یہان قیام نہین اگر صبح ہوئی تو شام نہین کوئی آیا کوئی روانہ ہی دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی نظم

یہ دنیا تاسف کی حیرت کی جا ہی
دکھاتا ہی سبکو نیا طور عالم
چلا جاتا ہی کوئی چل چکا ہی
یہ کچھ اور عالم ہی وہ اور عالم
وہان ہی جسے کچھ یہان لطف کیا ہی
یہ دار فنا ہی وہ ملک بقا ہی
غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی مثل حباب بحر جہان ہر کسیکا

قرار نہین ہی کسی کو بقا سواے ذات پروردگار نہین ہی دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیا ناپایدار سے کوچ کر گئے اور آنکی قبرون کا نام و نشان بھی باقی نہین ہی اکثر شاہون کی قبرون کا نشان بھی ہی تو کوئی دلسوز آنکی تربت پر شمع روشن نہین کرتا اور نہ پھولون کی چادر چڑھاتا ہی نہ برسون کوئی آنکی لحد کی درستی کرتا ہی نہ سورہ فاتحہ کوئی آنکی قبر پر پڑھتا ہی اب آخری وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہی عنقریب وضع حمل ہونے والا ہی ایک توڑا اشرفیون کا آسکو بیوہ سمجھکر لیجاکے دیدینا اور اُس سے یہ کہدینا کہ شوہر تمھارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر بھیجا ہی تمکو یہ براے آب و خورش بہت ہی کم نہین اُسکے جانے کا کچھ رنج و غم نہین ہی اور یہ پیام ناکام بھی یاد کرکے ضرور کہنا کہ خواجہ بخت جمال پُر ملال نے کہا ہی کہ اگر تمھارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اُسکا نام بزرجمہر رکھنا اور اُسکی پرورش و تعلیم مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھنا آوارہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم و ہنر اور کمال مین سر بسر طاق شہرہ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو اُسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہی مگر ای القش میرے قتل ہو جانے کی خبر اُسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہی اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی اپنا حال سقیم کریگی بیٹھے سے روئیگی جان اپنی کھوئیگی لڑکا شکم مین ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے خون کا بھی ذمہ دار تو ناپاک ہوگا یہ بھی ایک محبت خیر تجھپر ختم کرتا ہون اور مین ہر کیفیت مرتا ہون یہ کہکے خواجہ نے القش سے کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر یہ کہکے پھر شعر زبان پر جاری کیا اور سر جان دینے پر

جھکا دیا شعر تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی ÷ ہماے عدم جان داصل ہوئی ÷ پھر کلمہ توحید شہادت رب مجید بصد رنج وملال **خواجہ بخت جمال** پڑھنے لگا اور **القش** وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بار گناہ اُس بیقصور کا اپنی گردن پر لیا لاش کو اس گناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اسکا غم والم نہ لیا اُسی طرح چہرہ بحال خوش حال بالکل رنج و ملال خنجر پوچھ کر میان مین کیا صحن باغ مین ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بیخزان مین چار طرف اوداسی ہو گئی سحاب غم والم باغ پر چھا گیا گویا خون ناحق برسنے لگا ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالون مین نہالون کے بجائے آب خون بھرا ہے شاخہا باردار زمین سے ٹکراتی ہین اشمار اشجار بصد حزن و بیقرار گرے جاتے ہین نرگس اشکبار غم سے لالہ داغدار سوسن کی زبان بند ہر گل دردمند سوگوار نسرین ونسترن صورت عزاخانہ صحن چمن سنبل کو درد والم سے پیچ وتاب عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل روش پر شال عزا ڈالے ہین غنچے سربستگی غم سے فقط زبانین نکالے ہین بلبلون کو عوض نغمہ سنجی کے نالہ وزاری ہے مرغان چمن کو صدمہ واندوہ سے بیقراری ہے نہرون کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل سے ٹکراتا ہے سبزہ ہر روش مرجھا گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے **القش** جس طرف دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے ہر گوشہ چمن کلبہ احزان ہے بارہ دری بھی گویا ویران خزان کی آمد رخصت بہار ہے سینہ دل خود بخود بیقرار ہے سموم تتی ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر آتے پانون پھری جاتی ہے گلچینون کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلون نے آشیانے چھوڑے ہین طائران خوش الحان نے باغ سے منھ موڑے ہین **القش** وزیر یہ نیرنگی گلشن شاداب دیکھکر گھبرا گیا طوطے ہاتھ پانون کے اڑ گئے کلیجہ منھ کو آ گیا اتنے مین سب ملازمان دولت حاضر خدمت **القش** وزیر ہوئے مصاحب ہمراز نے مالک کو متفکر و متردد بصورت اندوہ والم دیکھکر استفسار حال کیا مثل خود بدولت رنج وملال کیا مضطر ہو کر پوچھا اے وزیر باتدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے **خواجہ بخت جمال** کہان تشریف لیگئے آپکو غم والم وہ گھیرے **القش** وزیر نے کہا یہ مجکو فکر وتردد ہے وہ قابل بیان نہین دل مرا بے ٹھکانے ہے جان مین جان نہین **خواجہ بخت جمال** بیٹھے بیٹھے سیر چمن کو اٹھے ابھی باغ مین غائب ہو گئے نہین معلوم کیا ہوا کہ میری صحبت سے ملائب ہو گئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت کا یہ حال ہے برادر **خواجہ بخت جمال** کے چھپنے کا ملال ہے ظاہر مین یہ رنج وغم کرتا ہوا بارہ دری مین آیا سب کے سامنے یہ اشعار زبان پر لایا **اشعار**

تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہونا تھا	تجھے اے دل جو مجبور فے آشناک ہونا تھا	تو جل جلکر محبت مین کسی کے خاک ہونا تھا
تجھے اے توسن عمر رواں چالاک ہونا تھا	تو میرے سر کو پہلے بستۂ فتراک ہونا تھا	پڑا رہتا ہے گر اس تنگنائے دہر مین برسون
محبت قیس کی لیلی کے دل مین کیون اثر کرتی	جلاتے بھی ہمین کشتہ جو کرتے حال سب کے	کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہونا تھا
اسے لیلی ہی کے کوچے مین مثل خاک ہونا تھا	پھٹا تھا یان گریبان یان جگر کو چاک ہونا تھا	بگولے کیطرح صحرا البحر اکیون پھرا مجنون
خدا کا گھر ہے تو یا دتبان کو کیون جگہ دی ہے	محبت مین ہوئی شہرت کا باعث اپنی گمنامی	ہمارا نام مٹ شکرتہ افلاک ہونا تھا
نگاہ ناز کو اے شوخ کچھ بیباک ہونا تھا	تجھے تو اے دل ان جھگڑون سے بالکل پاک ہوتا تھا	بنے تھے دلربا جب تم تو پھر شرم وحیا کیسی
طبیعت مین ہو جسکے بخل تو دنیا اسکی ہوتی ہے	اسے کہتے ہین مستی مے پرستی اسکے معنی ہین	شٹے پر بھی سبو و خم کی ہمکو خاک ہونا تھا
مری قسمت مین او ظالم تجھے سفاک ہونا تھا	مقر اہل زر کو صاحب امساک ہونا تھا	محبت کی بھی مین نے اور بہی کچھ جان کر تجھے

یہ اشعار عبرت آثار **القش** وزیر پڑھکر سکوت مین گیا مصاحبون نے انکے دل بہلانے کے لیے باتین شروع کین اور سمجھا کر ہاتھ منہ دھلوایا کھانا کھلوایا شب اسی باغ مین بسر کی مگر صبح تک عجب دل کو تلاطم رہا یک ہوش و حواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خاص آ کے سلام گذرنے لگے

دل دہی کی باتیں کرنے لگے مگر خموش برخاستہ ہوش اسی حال فکر آل میں یہ اشعار پڑھے سب سننے لگے **غزل**

دم شمشیر کے موج نفس میں یاں روانی ہے
مرا یہ داغ دل بے داغ لالے کی نشانی ہے
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہوں میں غنچہ ہوں
محبت میں نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہے
شب فرقت نہیں یہ واسطے شبنم بچھانے کے
مزار بیکساں پر پھولوں کی چادر چڑھانی ہے
کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہیں باقی
گلے تک حسرت جلا میں لوہے کا پانی ہے
دل نازک نہیں تاب جمال یار لائے گا
وہ گل ہوں میں جیسے شبنم بلائے آسمانی ہے
خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
یہ بختی نے کلی لا کے میرے سر پہ تانی ہے
ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
تلاش گوہر مقصود میں کیا خاک چھانی ہے
چمن میں جا کے گل آنکھوں سے دیکھوں داغ لالہ کا
مجھے پردے میں عزرائیل کو صورت دکھانی ہے
عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر قصوں کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل آنی ہے
الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
در فریاد رس پر چل کے اب عرض زبانی ہے

یہ غزل پڑھ کر **الغش** وزیر بد تدبیر اٹھا اور اس خزانہ میں آیا ایک توڑا اشرفیوں کا لیا اور **خواجہ بخت جمال** خوش نال کے گھر پہ پہونچا زوجہ کو اسکی بلایا لیکن غم شوہر میں روتا ہوا پایا **الغش** نے کہا کیوں روتی ہو افسوس نہ کرو یہ توڑا اشرفیوں کا لیجاؤ اور خاوند تمہارا **خواجہ بخت جمال** ایک تاجر کے ہمراہ ملازم ہو کر گیا ہے یہ توڑا اشرفیوں کا اپنی تنخواہ پیشگی لیکر بھیجا ہے بعد ازاں جو کچھ کہ **خواجہ بخت جمال** نے وصیت کی تھی وہ سب اسکی زوجہ سے بیان کی زوجہ مفارقت شوہر سے نہایت بیقرار کمال اشکبار ہوئی آخر کار وہ سوگوار مہجور ستم رسیدہ الم کشیدہ وہ توڑا اشرفیوں کا لیکر اوقات بسر کرنے لگی زندگی کے دن صدمہ اور اندوہ میں بھرنے لگی ہر روز شوہر کا انتظار مضطر و بیقرار آنکھیں جانب در راہ گذر پر لگی گوش بر آواز مردمان حیران و پریشان **شعر**

نہ جیتی تھی نہ مرتی تھی عجب عالم میں رہتی تھی ۔ لبوں پر آہ تھی داغ جدائی دل پہ سہتی تھی ۔

مگر **الغش** وزیر بد تدبیر **خواجہ بخت جمال** کی زوجہ کو اشرفیوں کا توڑا دیکر جب باغ سے اس خزانہ بیگانہ کو نکلوایا بہت خوش و خرم دماغ عرش اعلی پہ دم بدم گل شگفتہ بیدار بخت خفتہ دن عید رات شب برات ایک مکان عالیشان وہ قصر شاہانہ بنوایا کہ حور و غلما کو پسند آیا ہمیشہ ناچ رنگ میں مصروف و مشغول رہا کرتا دربار شاہی میں کبھی کبھی جانا فقط سلام کر کے چلے آنا جب تلک آراستگی عمارت و تیاری باغ تر نظارت ہو چکی اس خزانہ کا تہ خانہ اندرون میں ہو گیا خوف و خطر کھٹکا دغدغہ جاتا رہا بصورت مار سیاہ اس مال پر متمکن ہوا کسی کو مطلق نہ خبر ہوئی یہ بادشاہ کو پرچہ لگا ایسی عمارت پاکیزہ اور باغ دلکشا بنوایا جسکے صحن و خوبی و بہار فرزانے روح شداد کو للچایا شب و روز عیش و عشرت خانیہ کی صحبت ہر وقت ناؤ نوش بادہ نخوت کا جوش مست و مدہوش پنبۂ کبر و غرور در گوش نہ کوئی رنج نہ کوئی تعب ہر دم خوشنودی دل کا سبب راحت و آرام مسرت انبساط صبح و شام نہ کوئی تردد نہ کوئی فکر رنج و ملال کا کیا ذکر نوکر چاکر ملازم خدمتگار چوبدار چیلچی کہار دربان خاص بردار تمنددار برچھی بردار پیادہ حاضر ہر آن مصاحب منیع و دوست شفیق کبھی کبھی یہ اشعار آبدار آتش خوش کردار کے پڑھا کرتا ہے اور عوض و حد کے تاسف رہا کرتا تھا اور دل کہتا تھا او کم بخت ایسے یار وفادار کو قتل کیا تھوڑے سے نفع دنیاوی کے واسطے مواخذہ آخرت اپنے ذمہ لیا اور مدت العمر اسی افسوس و حسرت میں مبتلا رہا پڑا سوائے افسوس کچھ نہ ہاتھ نہ آیا **اشعار**

رحمت بزرگتر ہے گناہ عظیم سے
بیدار بخت ہوں میں مرے سوہن مرے سیلے
پھر دن ہی بدر داغ ہے ہم شمیم سے
کشمیر دطوس لگئے آکر دو شالہ باف
شرمندہ بنے گلشن کہ نہیں ہم نسیم سے
آتی تھی کس کی سنبل عنبر شمیم سے
آتی ہے حور خواب میں باغ نعیم سے
اللہ رے بھی آنکو زیادہ غرور ہے
کچھ نسیم جھڑ گئی تھی ہماری گلیم سے
مر جاؤں پر نہ راز محبت ہو آشکار
سائل نجات کا ہوں خدائے کریم سے
گلزار ہو رہے ہیں معطر نسیم سے
یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ میں
دو باتیں کیں نہ ایک صنم نے کلیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
واقف نہ کوئی مرے حال سقیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ آنا غرور کر
آنکھوں کو سینکتا ہوں میں نار جحیم سے
پھر گل شگفتہ ہوتے ہیں لیتے ہیں انتقام

قبریں بھری ہوئی ہیں عظام رمیم سے
طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
غافل نہیں بہار خزاں کے غنیم سے

زبان تر کرتا ہوا اور ہاتھ سینے پر سب تکلف تاسف سے دھرتا ہوا اشعار

سامان آئینہ کا ہے عالم تمثال سے
سامنے سینہ کرا ہو دل دہن کے خال سے
کچھ خبر رہتی نہیں صوفی کو اپنے حال سے
ماہرو کیونکر کہیں تجھکو نہ ہم صاحب کمال
زلف پیچاں کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

پھنستے ہیں مرغ دل چھپا ر گونگ جال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہیں بھی ڈھال سے
ہاتھ ملا رہ گیا صیاد آ کر لپک گئی
سینۂ عارف ہوگا صاف تیرے گال سے

داغ غم فراق کی کرتا ہوں دل میں سیر
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے
القصہ وزیر کبھی ان شعروں کو ورد
آج تک واقف نہیں کوئی ہمارے حال سے
الجھا الجھی ہوئی زلف پریشان حال سے
نشۂ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماں
داد ری قسمت ہوا اسیر پرندن کو جال سے
دل الجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا

القصہ وزیر بصد عزت و توقیر جلسہ رفیق و شفیق میں مشغول ہر ایک امر دابستہ دنیا حسب معمول ہیں **خواجہ بخت جمال** کی زوجہ کو بعد انقضاے مدت حمل کے درد زہ عارض ہوا آثار قدرت پروردگار کے نمایاں ہوئے یعنے فرزند دلبند صاحب عز و جلال خوش جمال آفتاب تمثال پیدا ہوا برج حمل سے ماہ چہار دہ نے طلوع کیا تجلی نور حسن و جمال بے مثال سے وہ گھر روشن اور منور ہوا مادر کچھ درد مند کچھ شاد مانگ بھری ہوئی کو کھ آباد جو دیکھتا ہے جان فدا کرتا ہے حسن و جمال کا پریاں نظارہ کرتی ہیں حوریں اسکے عشق کا دم بھرتی ہیں **شعر** آسے دیکھ طفلی میں کہتی تھی دایہ ✤ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے ✤ چہرے سے آبرا اختر آسمان کمال کے ظہور فراست و دانائی پیشانی نورانی سے ہویدا رعنائی عقلمند خلایق پسند شعور خیرہ چہرہ آفتاب درخشان پیشانی ماہ تابان سواد زلف سنبل پیچاں گیسوے عنبریں جو پر کاکل جو داغ عشق تاکہ پر کہکشاں کرے عشق آنکھوں پر غزالان چین نثار نرگس صدقے بار بار ابرو ہلال عید جسکی جبیں نثر کریں دید مژگان نوکیں شعاع مہر کی جان جاتی ہے جس پر سپہر کی پھول سے گال بوجھ رشک وہ پارہ لعل غنچہ سا دہن جسپر صدقے نسرین و نسترن دندان گوہر شاہوار ہیرے کی کنیاں جن پر نثار رجاہ زنخدان نایاب صراحی سا گلا انتخاب ساعد و بازو بھرے بھرے کلائی وہ کہ شاخ مرجان دل فدا کرے پنجہ رشک وہ پنجۂ مرجان یاقوت کے ٹکڑے انگلیاں سینۂ شجاعت و جرأت کا مسکن جس سے دہشت زدہ و خوفناک دشمن قامت سرو و شمشاد جس پر عاشق قمری دل آزاد پاے استوار ستون فلک ہمت و صولت و شوکت **شعر** بالاے سرش ز ہوش مندی ✤ می تافت ستارۂ بلندی ✤ دیگر دیکھو جو آنکھیں غور سے اس خرد سالگی ✤ چتون ہے شیر نر کی تو تجلی غزال کی ✤ شہر میں اسکا شہرہ ہوا یہ لڑکا بے مثل و یکتا ہے اگر ہزار برس زمانہ چرخ مار یگا ایسا فرزند نرینہ پیدا نہ ہوگا مادر مہربان شفقت و مہربانی و محبت دلستانی پیار کرتی ہے چھاتی لگاتی ہے جب اسکے باپ کی یاد آتی ہے آنکھوں سے اشک حسرت بہاتی ہے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ نونہال حدیقۂ کامرانی و نوبادہ گلشن زندگانی مثل شجر سبز و شاداب سرسبز ہوا قد غیرت شمشاد بڑھا خورد و کلاں مبتلاے حسن و خوبی پیر و جوان شیدائے جمال محبوبی ہوئے آداب و قاعدۂ شاہانہ سے درست و چالاک و چست سب بتحیر دیکھتے تھے مثل مشہور ہے **مثل** ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات وہ چھوٹے ہی سن میں آراستہ و پیراستہ کسب کمال میں ایسا شائستہ ہوا کہ استادان و ہنرمندان مملکت پر سبقت لیگیا اور اسکی مادر مہربان نے دہی تو ڑا اشرفیوں کا جو **القصہ** وزیر نے دیا تھا اسکی پرورش میں صرف کیا ناظرین پر واضح ہو کہ جب ہی **خواجہ بزرجمہر** فرزند ارجمند **خواجہ بخت جمال** کا پانچ برس کا ہوا دور دور سے اسکی ماں نے صناع روزگار و کاریگران خوش کردار عالم بے بدل فاضل اجل ہر فن کے استاد جو عالم ایجاد میں ایجاد تھے طلب کیے وہ تعلیم میں مشغول ہوئے **نظم**

کیا قاعدے سے شروع کلام
معانی و منطق بیان و ادب

پڑھانے لگے اسکو ہر صبح و شام
پڑھا اسنے معقول منقول سب

معلم اتالیق منشی ادیب
اسے خوب علم و ہنر سب بتائے
اسی طرح علم نجوم و رمل

ہر اک فن کے استاد تھے قریب
سب آداب و قاعدے اسکو آئے
کہ ہو زائچہ خاص جسکا عمل

ہر علم کے اُستادون نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندون نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیمون نے حکمت سکھائی سپاہیون نے سپہ گری بتائی پھکیتون نے پھکیتی بنکیتون نے بنکیتی چابک سوارون نے شہسواری اسپ بازی اور چوگان بازی تیراندازون نے تیراندازی بہادرون نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اُٹھانا تلوار کا لگانا برچھے کا تکان دینا دشمن کو نوک مین چھید لینا چورنگ کا کاٹنا نعرہ کر کے حریف کو ڈانٹنا کشتی کا فن ہر طرح کے علم کا جتن خواجہ بزرجمہر نے حاصل کیا سب اُستادون نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا سب علم و کمال مین کامل و اکمل فاضل و افضل ٹھہرا ہر طرح کا علم اور صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت فرمایا کاملین و افضلین دنیا سے اُسکا مرتبہ بڑھایا مگر ایک اُستاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد مین دانیال پیغمبر کی تھا اُسنے بزرجمہر سے بشفقت دلاسا کیا ای فرزند ارجمند ای عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے جد و آبا کے زمانہ کی ہے اُسے کوئی پڑھ نہین سکتا شاید تجھکو خدا اُسکا یہ دولت عظمی عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے بھرے تجھکو وہ کتاب دیتا ہون یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر دوز ہر سر اسر خوبی اندوز ہر جلد اُسکی طلاکار مرصع نگار دفتی کے بدلے پٹریان جواہر کی ہین جدول نقرئی و طلائی بین السطور کا مینائی کاغذ عمدہ خوش خط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا بغور مطالعہ کیا چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہوا رویا اور تڑپکر درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا ای مالک زمین و زمان وای حافظ کون و مکان عطا کنندہ علم و کمال و بخشندہ فضل و ہنر بے مثال مسرور کنندہ دل مستغیثان و مسرت دہندہ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال بھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول ہوئی اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا اور مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب و اشارات من و عن سمجھا سجدہ شکر بدرگاہ کریم کارساز رب بے نیاز بجا لایا اُستاد نے بہت کچھ دیا مالامال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر مین آیا کسیکو نہ دکھلایا رات دن اُسکے مشغلے مین اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے اپنے معدن دل کو بھرنے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب انتخاب کا جاماسپ نامہ تھا تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمین معلوم ہو جاتا تھا یعنے بارہ برس قبل جو کیفیت گذر گئی یا بارہ برس بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ معائنہ مین آتا تھا ایک دن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس و طاہر یعنے دفتر حقیقت اول و آخر کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بخت جمال بے عدیل و بے مثال جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو القش نے بصد حسن تدبیر بلکیا خواہ مخواہ اپنے باغ مین اندرون بارہ دری کے جو فلان مقام پر ہے زرینہ و تابندہ ہر خنجر خونخوار سے بصد حجت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور و ذی شعور کا اُسی طرح خون آلود اُسی لباس غلطان مین اُسی جگہ گاڑ دیا پس یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر مان اُسکی بصد بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب و بیقرار ہو کر بھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور رو رو کر کہنے لگی ای فرزند ای نور چشم مادر دردمند کیون روتا ہے سبب اسکا کیا ہے کچھ تو بتا حال دل سنا خواجہ بزرجمہر گریہ و بکا کو ضبط کر کے دل پر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھون سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ نہین آپ نہ گھبرائین آنسو نہ بہائین یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کریگا اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بھرے گا بجائے القش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا تجھکو ملیگا تمام اُسکی جائداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہوگا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر یار ور اٹھایا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور اٹھکر ناچنے لگا اسقدر ہنسا اور اچھلا کہ ماں نے اسکی جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہو گیا ہے کیونکہ ابھی تو روتا تھا اور اب ہنستا ہے اور اچھلتا کودتا ہے وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ فرزند میرا دلبند میرا آنکھوں کا تارا دل کا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہوگیا کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی اچھلتا ہے کودتا ہے افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ہائے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم آجتک دیوانہ نہوا تھا ایسا پیچ کسی پر نہ پڑا تھا یہ سنکے ہمسایہ کے لوگ دوڑے آکے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان عالیشان غم نہ کھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و فکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہو میں دیوانہ نہیں ہوں میں نے کتاب لاجواب میں لکھا دیکھا ہے کہ الفقش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہے یہ عبارت پڑھکر میں رونے لگا جب آگے بڑھکر اس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو میں قتل کرونگا اور اسکی جگہ پر بعہدہ وزارت بمکنت وحشمت قائم مقام ہونگا اور الفقش کی تمام دولت و خزانہ و مال متاع و جائداد نقد و جنس و املاک میرے قبضے میں ہوگی ستارا میرا عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ میں ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ کسی طرح موقوف نہوتی تھی پھر اہل محلہ سے کہا آپ لوگ کیوں گھبرا کر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے بیتابانہ آئے میں تو اچھا ہوں کوئی عارضہ ہے نہ بیماری نہ دیوانگی ہے آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجائیے تکلیف نہ فرمائیے یہ کلام مسرت انجام خواجہ بزرجمہر سے سنکے سبکے حواس باختہ بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے انتشار دور ہوا جمعیت و شادمانی کا دور ہوا ماں کی حسرت دور ہوئی دل میں آمد نشاط و سرور ہوئی تمام اہل محلہ اور ہمسائے والے جو جو اسوقت عالم یاس و ہراس میں دوڑے چلے آئے تھے سبکے سب شاداں و فرحاں تبسم کنان لیئے اپنے گھر کو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام میں مشغول ہوئے

جبتک وہ لکھے داستان شوکت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اس باغ میں کہ جہاں خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو الفقش وزیر نے قتل کیا تھا اور پہچاننا الفقش کا خواجہ بزرجمہر کو اور حکیم قتیل دینا اور پہچاننا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو الفقش وزیر ملعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں۔ ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
ترے میکدے میں کیسی ہے جنگ

ارے دور گردون نے یہ کیا کیا
کہ میخانے کو منقلب کر دیا

نہ ہے شیشہ و مے نہ خم و سبو
اکیلا سر تخت ہے تو ہی تو

قدح ہے شکستہ وارونہ ہے جام
تلاطم ہے بگڑا ہے سب انتظام

تڑپتے ہیں سب بیچ زندان دہر
یہ دریا ہے کس کا کہ ہے خون کی نہر

مئے کہنہ اچھا ہوا بہ گئی
ذرا سی نہ ساغر میں بھی رہ گئی

وہ دور اٹھ گیا دوسرا دور ہے
ہے جنگ و جدل اب برا طور ہے

ہے گردش میں اب طالع نارسا
کوئی دم میں ہے دور دوسرا اور کا

ہے اب آمد ساقی باکرم
وہ ذی فہم و ذی رتبہ عالی ہمم

ستارے کو ہر دم ہے اسکے عروج
زمین زیر نگر اسکے بارہ بروج

وہ سیاح انجم وہ اختر شناس
وہ ہم طالع خسروان اساس

نہ تیری نہ میخانہ کی خبر ہے
اب اے میکدے کی اے سحر ہے

وہ کھینچے گا اب تیغ انتقام
بیان کا ہے اب اسکے اچھا انتظام

سحر جلد دکھلا چمن لالہ گون
سماں اسکے تھا زمین بجز خون

غزل

وہن ہیں جو اسکے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہیں بیچ بیان کیسے کیسے

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمہارے شبیدون میں داخل ہوئے ہیں
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

بہار آئی ہے نشہ میں جھومتے ہیں
مہربان ہیں نامہربان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
گئے راہ میں کاروان کیسے کیسے

شب ہجر کی کاہشون نے کیسے ہیں
جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے

نہ مر کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کیے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم میں گھر ہے
تمہارے لیے ہیں مکان کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے

ترے کمال قدرت کی قربان آنکھیں	دکھائیں عجم شرو جوان کیسے کیسے	اگر ہو شکر نعمت جہان تک وہ کم ہے	مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

شعر شگافندۂ شاخسار قلم ÷ نمو ونداین داستان رازقسم ÷ گل چینان گلہاے حدیقہ خیالات زنگارنگ و نخلبندان ریاضستان طبیعت بعد امنگ اس داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک دن خواجہ بزرجمہر سے انکی مادر گرامی نامور نامی نے کہا کہ اے فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین برائے اوقات گذاری خانہ نشینی اختیار کرے کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لا زوال اور متاع و مال ہو چندے مین خرچ ہو جائے بیٹھے بیٹھے کھائین تو کوئین گھٹتے خالی ہو جائین اب میرے پاس ایک حبہ بھی نہین باقی ہے جو صرف کیا جائے خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سنکے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اٹھکر بازار مین آئے دکان پر ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اسکے تحت حکومت تھے اور وہ چودھری بادشاہ کا ملازم بھی تھا بزرجمہر نے اس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تولدو ذرا سا بھی چھیچھڑا بوٹی مین نہو قصاب نے بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور اسطرح سے کہا کہ دام اس گوشت کے دلوائیے آدمی کو بلوائیے جہان حکم کیا جائے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جائے پورا پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ لگائیگا بزرجمہر قصابون کے چودھری کا کلام سنکے بہت ہنسا اور کہا واہ چودھری جی کیا دل گردہ تمہارا ہے تمہارے مزے کا اشارا ہے مین سمجھ گیا سیر مین پنسیری کا دھوکھا ہے ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آجتک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت سے بادشاہی چرواہون سے ملکے غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکھا اور ایسے غبن اچھے نہین چوری تمہاری مجھپر ثابت ہوگئی کیا مضائقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کردون پکڑے جاتے ہو زحمت اٹھاتے ہو اسقدر مال دولت بلا شرکت غیر تمنے پیدا کیا ہے اور کسی رفیق اور صاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہے چودھری یہ بات سنکر بہت گھبرایا تھا ٹھیک ٹھیک جو پایا ندامت سے سر جھکایا ڈرکر تھرایا خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گرا اور عرض کیا اے صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسیکو نہ معلوم ہو آپ کا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہے گوشت کی کیا حقیقت ہے اس تک حاضر خدمت ہے بلکہ میری جان و مال آپ پر صدقے ہے آپ کو اختیار ہے آپکے قبضہ مین میرا کاروبار ہے جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکر مجھے قتل کروادین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض کرکے پچھتائیگا برائے خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لے رہنا یہ بار احسان مجھپر ہوگا مین عمر بھر آپ کے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز در دولت حضور پر پہونچائے جاؤنگا کبھی سرتابی نہ کرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اسمین فرق نہونے پائے روز دو من گوشت پہونچ جائے چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اسکے گھر پر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا ایک بقال کی دکان پر آیا وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اس بقال سے کہا کہ دو من آٹا تول مینا و عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت تحفہ باریک مثل میدے کے ہے بڑی بڑی تپلی تپلی چپاتیان بلکہ پراٹھے یا پوریان پکوائیے نوش فرمائیے مزا دنیا کا اٹھائیے پھر تشریف دکان پر لائیے یہ کہکر بنیئے نے دل کی گرہ کھولکر آٹا تول کر بورے مین بھر کر کہا اسکو دولت سرا پر پہونچوائیے دام آٹے کے دلائیے بزرجمہر نے کہا اے بقال بد دیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس بیس من غلہ روز چرا تا ہے تجھکو خوف نہین آتا ہے جو بنیا کہلاتا ہے آنکھ چار کرکے باتین بناتا ہے مفت کی رقمین کھاتا ہے سر شرم سے نہین جھکاتا ہے مجھکو خوب سب حال معلوم ہے تو بڑا کنجنگ اور شوم ہے یہ دولت سب وہی ہے جو تو نے

غبن کرکے جمع کی ہو ابھی جو ہر روز کی چوری کا حال سرکار مین کہون اور سب کیفیت بیان کرون تو تیرا گھر بار سارا ضبط ہو جاے پھر کچھ تیرے بنائے نہ بنے بقال نے جو سب باتین سنے کی ٹھیک ٹھیک تین گھبرا کر گڑگڑانے لگا بزرجمہر کے پانون پر گر پڑا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا ای نامی گرامی ای مقرب بادشاہ خانہ زاد آپ کی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روز دروولت حضور پر پہونچا کریگا بزرجمہر نے اسکو اپنے گھر کا پتا بتادیا وہ آٹا بقال نے پہونچا دیا بقال کو تاکید کی کہ خبردار ہر روز کے راتب مین فرق نہ آئے بزرجمہر نے آکے مان سے کہا ای مادر گرامی و ای پرورش کنندۂ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپ کے یہان ہر روز آئے گا پروردگار رزاق مطلق ہو رزق پہونچائیگا مان بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر سے پانٹک بلائین لین سینے سے لگایا اور گھر کے کاروبار مین مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایک دن مان نے بزرجمہر کی کہا ای نور چشم آٹا اور گوشت تو اللہ نے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہین پکتی ساگ کھانے کو میرا بہت دل چاہتا ہو بزرجمہر نے کہا کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کسی کنجڑن سے ساگ لادونگا پھر بزرجمہر اُٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا مگر شہر مین کہین دستیاب نہوا آخر کار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آئے تقدیر نے اور ہی سر سبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی طالع رسا نے جلوہ گری کی ہمت نے اُسکی جادۂ چشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سُنائے غزل

ممکن نہین ہو دوسرا تجھسا ہزار مین
صیاد باغ باغ نہوئے بہار مین
خون جگر سے اپنا غم دل ہون پالتا
پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کی خار مین
صحرائے دل کی سیر تو مجنون ذرا کرے
وعدہ خلافی لاتی ہو فرق اعتبار مین
ایک آفتاب خانۂ زین کا ہو اشتیاق
ہستی خراب اپنی بھی ہو اس دیار مین

ہوتا ہو اک بہشت کا دانہ انار مین
ای ترک مست بہر خدا صید گاہ چل
رکھتی ہو طفل اشک کو مژگان کنار مین
کیا کیا گلون نے کان مین اپنے کھڑے کیے
محمل سوار ہوا سی گرد غبار مین
آیا وہ مہوش جو کبھی قبر پر مری
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے اگی شکار مین
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین
دکھلاتی ہو بہار خزان مین بھی سیر باغ
آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین

بزرجمہر کو جب ساگ فرمائش مادر نامدار بعد جستجوے بسیار کہین نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی باغ مین ضرور ہوگا جسطرح ملیگا لائینگے اور اپنی مادر مہربان کو دینگے کہ خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار کی بھی ہو شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہین اور دل مین خیالات فرمائش مادر مہربان آتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اُسی طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر القش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا پر بہار سبزہ زار شکل عروس سجا ہوا خوشبوئین پھولون کی چلی آتی ہین بلبلین نغمہ سرائیان اپنے آشیانون مین کرتی ہین قضاے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے کہ جس باغ مین القش وزیر نے انکے باپ کو قتل کرکے لاش دفن کی اور عمارت عمدہ اُس دولت لازوال سے بنوائی خواجہ بزرجمہر اُس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور در باغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اُسکو ایک درم نکال کر دیا اور یہ کہا کہ ای باغبان مجھے تھوڑا ساگ یہان سے توڑ کر لادے خوف و خطر کو دل مین نہ جادے باغبان نہایت شاد و مسرور ہوا دل مین بیحد خوشی کا وفور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری کی طرف گیا بیٹھکر ساگ نوچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزۂ روش چمن پر بندھی ہو جو ہر بار گھانس کیطرف رغبت کرتی ہو مگر پہونچ نہین سکتی ہو کیونکہ ڈوری اُسکی تنگ ہو بھوک سے نہایت تنگ ہو خواجہ نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ نوچنے مین مصروف ہو اور ادھر سے غافل وہ بیوقوف ہو چپکے سے ڈوری اُس گوسفند کی کھولدی وہ نہایت دل مین شاد ہوئی گویا خضر نے راہبری کی وہ مزے سے سبزہ اور درخت عمدہ تر و تازہ کھانے لگی

گھانس چبا چبا کر منہہ چلانے لگی باغبان نے جو دور سے دیکھا غصّہ کر کے دوڑا پھر اُس گوسفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا
اور ساگ بھیکر نوچنے لگا خواجہ بزرجمہر نے شفقت پھر اُسکو کھولدیا ابکی اُس گوسفند نے علاوہ روش
اور بوٹی بہت سے درخت نوچکے کھالیے باغبان نے یہ دیکھکر اشک حسرت دیدۂ گریان سے بہائے اور غیظ و غضب سے
ساتھ اُٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوک دار آبدار تھا کہ اُس سے وہ باغبان تھالے درختون کے بناتا تھا اور کیاریان درست کیا
کرتا تھا وہی بیلچہ اُٹھا کر اُس جلّاد نے گوسفند کو کھینچ مارا اور مطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اُس بیلچہ کی شکم گوسفند مین در آئی
اس بیلچہ نے ایک ندی خون کی بہائی روح اُس گوسفند کی جسم سے نکلکر چلائی اے باغبان واہ کیا بہادری کی

بموجب اشعار آبدار اشعار
شوق دو روح نے طلو ایا ان آنکھون کا فریب
اور لٹے تھا ارادہ یان مجھے فریاد کا
دام مین لا کر کیا جب بن چھری نے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

برق خرمن ہو کبھی نالہ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہو صیاد کا
قتل کرنا ہو اشارہ لیے وہ چشم مست کے
باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا
رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رکھیا

حوصلہ باقی نہین اے آسمان فریاد کا
عرصۂ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
حکم سلطان سے ہو خونریزی عمل جلاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
کھینچکر دامن مین کیا دل توڑنا جلاد کا

یہ دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہو تجھکو اس گوسفند کے حال
پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بیزبانون کا خون بہایا باغبان نے کہا دو بیزبان وہ کون سے ہین کہان ہین خواجہ بزرجمہر
نے کہا اسکے شکم مین نہان ہین یہ گوسفند تو حاملہ تھی اسکے پیٹ مین دو بچے ہین باغبان نے کہا آپکو کیونکر
معلوم ہوا حال اس گوسفند اور دونون بچّون کا کس طرح مفہوم ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا
مین حکیم حاذق ہون کاذب نہین قول کا صادق ہون حکمت کی رو سے سب حال اور پتا اور نشان ظاہر و باطن
شکم کا جانتا ہون باغبان نے کہا فرمایئے کہ وہ بچے اس گوسفند کے پیٹ مین کیسے ہین بزرجمہر نے کہا
ایک نر اور ایک مادہ ہو نر تو سادہ ہو مگر مادہ برنگ سفید سیاہ گل اُسکے چشم پر ہین اور دہنی آنکھ ندارد باغبان
حیران ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب مین مہارت رکھتا ہو جو اس گوسفند کے شکم کا سب حال
بتلاتا ہو اتفاقاً القش وزیر نابکار اپنی معشوقہ بدکردار کو لیے ہوئے کمرے پر گرم اختلاط تھا شرابخواری کر رہا
تھا خواجہ بزرجمہر باغبان کو کمرے سے دیکھ رہا تھا نشہ مین جھوم رہا تھا یہ سب باتین باغبان اور خواجہ بزرجمہر
کی اُسنے سُنین غرفہ سے اُس کمرے کے سر نکالکر جھانکا بغور اُسکو دیکھا ایک غلام زرین کمر چست و چالاک عتاب
مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اُس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام جا کر جلد
خواجہ بزرجمہر اور باغبان کو بلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گوسفند کشتہ کو بھی لیجا کر دکھا
القش وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گوسفند کا چاک کر دو کچھ نہ خوف و باک کرو بموجب حکم کے غلام نے شکم اس گوسفند
کا چاک کیا بقول شخصے موئے بہ مو درست غرضکہ جب دیکھا تو درحقیقت جو حال خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا وہی ہو کر دو
بچے گوسفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہو اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل القش نے
کہا واہ واہ اور متعجب ہوا خواجہ بزرجمہر سے پوچھا تم کون ہو کہان رہتے ہو کسکے بیٹے ہو خواجہ بزرجمہر نے کہا مین
فلان جگہ رہتا ہون اور خواجہ بخت جمال باکمال کا بیٹا ہون القش وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید
کے لرزنے لگا دل سینہ پر کینہ مین ترسان ہوا سوچا کہ جب اسنے حالات گوسفند بہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہو مجھکو بھی
خبر دیجانے لگا کہ قاتل ہون اسکے باپ بخت جمال کا بیشک یہ چاکر در پے میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیئے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہیئے کہ اسوقت میرے قبضہ مین ہے اگر تو اسوقت چوکے گا تو آئندہ یہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا یہ سن اے القش اب اسے جلد گرفتار کرکے قصہ دولت دنیا کا پاک کر کہ ناگاہ چمن لالہ زار سے صدائے نالہ و زاری آئی بصد مضطر و بیقراری بلبلون نے شور مچایا یہ اشعار پڑھے گلوں کو رولایا اشعار

قفس کو بند کرکے ظلم کیوں صیاد کرتا ہے
ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہے
ارے ناپاک قصہ نیک بد کا پاک کرتا ہے

تاسف بیگنہ کے حال پر افلاک کرتا ہے
یہ بیداد پہ ہر گل گریبان چاک کرتا ہے
کمر باندھی ہے جلادی پہ یہی تونے ای قاتل

یہ ہے جوش طبیعت ای شجر خامہ نہین رکتا
گلستان کو اجاڑا باغبان فصل بہاری مین
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہے

رہ افلاک طی یہ توسن چالاک کرتا ہے
یہ اشعار آبدار سنکر ہر گل پژمردہ ہوا

ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا مگر گل سوسن کہ زبان درازی اسکی مشہور عام ہے اسکا غمگین دل ناکام ہے حسب حال یہ اشعار زبان پر لائی طراری اپنی عنادل کو دکھائی

نظم

دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
چشم نم اب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہے نہ بتخانہ مین نہ کعبہ مین ہے جو دل مین ہے
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم ہے ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
تو پیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہے ترے دل کی کدورت سے ترے دل پر غبار
اور جو تیرا دل مکدر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم نہین جتنے ہونے کا کہ بے پروا ہین ہم
ہے تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی جوہر سے ہے انسان کی قدر و منزلت
اور ہمین خوب جب ہر کچھ نہین تو کچھ نہین
خانۂ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
گر ترے نزدیک یہ گھر کچھ نہین تو کچھ نہین
حسن خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن خلق مین
رحم تجھ مین ای ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

یہ اشعار بھی بگوش دل بیقرار اس ناہنجار القش وزیر نابکار بے ہنر نے بلبل و گل کی زبان حال سے سنے مگر مطلق خیال انجام دل ناکام مین نہ آیا رحم دلی سے نہ ہاتھ اٹھایا اسی غلام بد انجام سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشہ چمن مین پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ مین بعد شرابخواری مثل گزک کے کھاؤن اور آتش خوف و خطر دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ مین بھڑک رہی ہے بجھاؤن یہ سنتے ہی وہ غلام حبشی ظالم اظلم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا گوشہ چمن سبزہ زار مین لالہ زار کرنے کو لیگیا اُس طفل حسین مہ جبین پر مطلق رحم نکیا اور زمین پر اسکو پچھاڑ اقدم جلادی چمنستان مین گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچکر ارادہ قتل کا کیا اب ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ چونکہ خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے کے دن بلکہ نہایت خرد سال وہ صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش قوی ہیکل صورت بیل تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس اور زور نہ چلا گر کے پچھڑ گیا وہ اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا مگر یہ بے رحمی اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہوگیا ہر گل کا جگر خون ہوگیا نہالہائے باردار تھرانے لگے اور گل صد برگ کامرانی کا غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہوگیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن کا دل آتش حسرت و یاس سے جلانے لگی بیلا البیلا پن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا سرو و شمشاد ہرچند کہ ایک پانون سے کھڑا تھا مگر بچانے کو اُس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مرجھب نے نسرین و نسترن کے قلب تھرائے بلبلین آہ و نالہ کرتی تھیں کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھیں طائران چمن بلبلائے تڑپ تڑپ کر آشیانون سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور ستم ایجادی و بیدادی دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا کہ ای مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہے انصاف کرنے والے سے نہین ڈرتا ہے اُسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہون مین کسی سے نہین ڈرتا ہون دل و جگر تیرا کباب کرکے اُسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایک بات میری

سن اور سر کو دھن پھر مجھکو قتل کر شمشیر کو میرے خون سے بھر از روے حکمت مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو القش وزیر
بے ہنر کی دختر نیک اختر سیمبر گلبدن غنچہ دہن خوش جمال بیشال بلکہ جمال پریوش حور خصال پر عاشق و فریفتہ ہے اور دل
تیرا اسپر شیفتہ ہے شوق وصل مین اسکے تو بیقرار ہے مگر وہ سیمبر تجھسے بیزار ہے ہر وقت تصور اسکا پیش نگاہ ہے اس آئینہ رو
کو تجھسے انکار ہے وہ تیرے ہاتھ نہین آتی ہے حیلہ و حوالہ کرتی ہے پس غلام حبشی یہ راز دل اپنا سنکر متعجب ہوا اور
شوق عشق معشوقہ حور لقا نازک ادا ملکہ جمال پری تمثال کا جوش کا ایک آہ سرد جگر پر سوز سے کھینچی اور زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگا سر پکڑ کر جان کھونے لگا اور یہ شعر پڑھا **شعر** مر گئے ہم تو چاہ مین تیری + پر نہ ٹھہرے
نگاہ مین تیری + افسوس صد افسوس اس گل خوبی غنچہ محجوبی پر میری جان جاتی ہے اور وہ مطلق توجہ نہین فرماتی ہے

بموجب اشعار **نظم**

تصور مجھکو رہتا ہے ہمیشہ روے جانان کا
کسون کیا دلمین گھر اگھاڑ ہے ابروے جانان کا
سپاہی جو ہین وہ تلوار ہی سے کام لیتے ہین
اثر کچھ آگیا میرے بھی دلمین خوے جانان کا
نہ دیکھو تو ہے ای ہمدمو زخم جگر میرا
ہوا یہ پیچ ہے الفت گیسوے جانان کا
بھلا آخر کہو کچھ بھی ادنا شاخ ہو اسکی
بھلا ہم خاک نظارہ کرینگے روے جانان کا
سپہر حسن کا یہ اک ہلال نو کشیدہ ہے
جھلکتی ہے پلک کشتہ تھا مین جادوے جانان کا
نمایان کب ہوا یہ خال پیشانی روشن پر
بہت مشتاق ہے عاشق جمال روے جانان کا
کہین عاشق بھٹکتے ہین کہین بسمل پھڑکتے ہین
سر بستر کے تلے تکیہ ہو گر زانوے جانان کا

ازل سے عشق ہے دلمین خم گیسوے جانان کا
ہر ادل ہیچ ہے گویا مہ ابروے جانان کا
یقین مرگ مجھکو ہو گیا زلفون کے سودے مین
نہ ہیگی آبرو گر عشق ہے ابروے جانان کا
بدی کیسو خیال ہر کبھی آتا نہین اسمین
تعجب کیا یہ گھر اگھاڑ ہے ابروے جانان کا
قیامت خیز ہی ہین پاؤن نقش پا تک بھی
تجھے طوبے پہ دعوا کا تھا قد دلجوے جانان کا
شمیم عطر و گل یہ خاک سے بدتر سمجھتے ہین
کوئی کیا جانتا ہے مرتبہ ابروے جانان کا
مجھے رہتا ہے بالائی بلا کا سامنا ہر دم
ستارہ اوج پر ہے عاشق ابروے جانان کا
خجل ہے چاند جس سے آب گوہر پانی پانی ہے
پتا یہ یاد رکھنا نامہ بر کوے جانان کا

مجھے ہر بار سودا ہوتا ہے کیونکر روے جانان کا
غضب کا کاٹ ہے اس مغربی تلوار مین اسکی
یہ چھپکا زہر تن مین افعی گیسوے جانان کا
بگڑ جاتے ہین تیور اک ذراسی بات مین اسکے
فقط دلمین تصور ہے رخ نیکوے جانان کا
ہوئے رسوا جہان مین ال بھی یا مفت بیٹھے
بنے تعویذ جا کر دل مرا بازوے جانان کا
غش آیا دیکھکر نور جمال پاک موسی کو
دماغ عاشقان ہے خاص ہدا بوے جانان کا
ذرا چھوکی نظر بس مار ڈالا چشم مستان نے
ہوا ہے عشق جب سے قامت دلجوے جانان کا
خداوندا اسے وہ چاند سی تصویر دکھلائے
خدا کی شان ہے عالم صفای روے جانان کا
نہ اٹھون تا قیامت نیند آئے پاس یہ مجھکو

وہ غلام جب سے یہ اشعار بہ عالم اضطرار پڑھکر روتا تھا اور جان زار اپنی کھوتا
تھا کہتا تھا ہائے غضب کیا ہوا کیسا بخت برگشتہ نے زندگی سے بتنگ کیا میرا تو عشق جمال بیشال بلکہ جمال مین یہ حال ہے اور
وہ بیوفا کج ادا و بے پروا ہے اب مجھکو یقین واثق ہے کہ میری جان اسکے غم مفارقت و شوق مواصلت مین جا[ئیگی]
وہ معشوقہ حور وش مہ لقا ہاتھ نہ آئیگی صد حیف **نظم**

تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہون مین
اجل کے تصور سے بھی غالب ہی شرمسار ہون نہین
کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
نظر مین خلق کی رشک رہ غبار ہون مین

خواجہ بزرجمہر نے کہا ای حبشی تو کچھ اسکا رنج نہ کھا اگر مجھے چھوڑ دے اور میری جانبری کرے کہ دست جلاد سے گریبان
میرا چھوٹے رشتۂ حیات مجھ یتیم و بیچارے کا نہ ٹوٹے تو تجھے ملکہ جمال سے ملا دونگا تجھکو دلدار تک پہونچا دونگا
وہ حبشی خواجہ بزرجمہر کو صاحب اعجاز اور صاحب کرامت جانتا تھا قدمون پر گر پڑا اور کہا ای
صاحبزادہ بلند وقار مین ہزار جان سے تجھپر نثار مگر تو یہ مجھکو بتا کہ مین القش وزیر بے پیر کو کیا جواب دونگا
اور کباب کس چیز کے اسکو کھلاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے کہا تو ایک کام کر جو مین کہون وہ عمل مین لا

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچے گی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہے اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلاکر پرورش کیا ہے گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہے سیاہ اور سفید رنگ اُس بچے کو سفند کا ہے اور فلان مقام پر بازار مین کھڑا ہے اُسے جا کر مول لے آ اُسکو ذبح کرنے دل و جگر کے کباب بنا کر تیار کر کے اُسکو کھلادے حبشی یہ سنکے کمال حیران ہوا اور کمر مین بزرجمہر کو باندھا کہ شاید مجھے یہ لڑکا فقرہ دیتا ہو اپنی جان بچاتا ہو غرض بازار مین پہونچا دیکھا جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہ اُس عورت کو پایا سمجھا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہے یقین ہے کہ اب میرا بھی مطلب ہو جائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بز حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسنے دی بچہ لیکر گھر چلا راہ مین بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کر کے خواجہ کو چھوڑ دیا خوجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمائش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر آیا اور سجدۂ شکر بجالایا وہ ساگ اپنی مان کو دیا والدہ نے اُسکو پکا کر کھایا بزرجمہر پھر کتاب نایاب جاماسپ نامہ پڑھنے لگا یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کر کے کباب اُسکے دل و جگر کے تیار کر کے البقش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس شریر ملعون نے وہ کباب بعد شراب خواری بشکل گزک مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب کھٹکے دل کے دور ہوئے

اور اُسی طرح ناچ و رنگ مین مصروف ہوا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا البقش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اُسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کر کے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت البقش پر سوار ہو کے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا البقش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہ آپ وزیر ہونا — ساقی نامہ

ساقی مجھے لالہ گون پلادے
تھوڑی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہے کہ بھر کے دے جام
جسمین کہ رہی خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرۂ دلبری کا غازہ
مزا صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا
نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبانین اپنی تعریف اپنی آنکھون کی وہ کرتے ہین
وہی عشق آجتک ہے مجھکو حسن روز افزون کا
نگہ میری نہین مدنظر پر غیر کی پڑتی
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا
بنایا صبح سے تا شام اُنکو آئینہ رکھکر

مستون کے ذرا نشے جما دے
کیون کرتا ہے اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہے فکر صبح اور شام
پر جوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا ہون ڈھنگ اپنے
کیونکہ سحر ہو تیز خامہ
نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا
چمن آئینہ ہو گل عکس ہے رخسار گلگون کا
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجے کیفیت
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
سیہ شوخی یہ اپنی ہوگی مسندی آگ ہے پری کی
بلائے آمین سودائی ہوا ہون لف غمگون کا

رندون سے نہ اپنے بیخبر ہو
لا جلد جو کچھ باقی ساقی
اُس بادے کی ہے ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جائے
فقرون مین وہ لطف تازہ تازہ
لکھتا ہے یہ داستان کا نامہ نظم
رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
رہا جو سرو پر چھا دان ہے تیرے قد موزون کا
کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانونکی
بہار آئی ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا
قرار اُسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
خدا پیدا کریگی رنگ مجھ سودائی کے خونکا
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے

زمین میں جاتھ قارون کے گڑا ہی گنج قارون کا
نہایت دل برا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہر
سگ لیلی کا حق ہر استخوان ہی چور کر مجنون کا
مزا ملتا نہیں نعمت سے اپنی بدنصیبون کو

چمن کے سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے
قضا دکھلا چکے منھ مجکو میرے تشنہ خون کا
جنون لیجیل عدم کو یان بھی گھبرا یا ہی دم اپنا
نہ دیکھا لالہ داغی کو اکٹسن نشہ افیون کا

نسیم صبح سے آگے قدم ہو آکے گلگون کا
کھلائے ٹریان سوز فراق یار جب چاہے
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
شعر شناسندہ راز خاطر نیاز

چنین کردہ مرقوم با امتیاز ✣ **چہرہ** سیاران عالم رویاے خیالات ذی کمال و بیدار بختان گنہ شناس جوابات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت نظائر سے صورت بہزاد و مانی نقوش نکتہ دانی کو جلوۂ شہود مین یون لاتے ہین کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ **قباد** والانژاد کہ جسکا وزیر بد تدبیر **القش** صاحب مکر و تزویر ہی ایک شب مشغول مےنوشی تھا عالم خود فراموشی تھا رات بھر اسقدر بادہ خواری کی کہ روح جمشید شرمائی جام جم چکر مین آیا وہ نشہ اسنے جمایا آخر اسی حالت مستی مین سو گیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ و تاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا گرما گرم مزے کا پکا ہوا میرے آگے دھرا ہی گھی آٹھ آٹھ انگل اوپر اُسکے ترترا تا ہی اور اسقدر قند سفید آمیز ہی کہ شیرینی اُسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشتی آبداری پر اُسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان پر مزا آئے اگر ایک لقمہ اُسکا انسان نوش جان کرے مضمون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر اُسکے چھڑکا ہوا ورق طلائی و نقرئی جما ہوا دل اسنے بے اختیار چاہا کہ کھائیے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اُس طباق طلاکار مین سے چنگل مار کر اٹھایا اور ہاتھ بیساختہ منھ تک آیا ہی اُسی وقت ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لیگیا یہ چالاکی و جسارت اُس سگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان محو حیرت سکتے کی سی صورت بنگیا عین خواب مین صورت آئینہ دنگ ہو گیا آنکھ کھل گئی اٹھ بیٹھا مگر اُس خواب پریشان سے متردد و متفکر و متحیر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی دلمین کہتا تھا نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہی عجب انتشار ہی شکل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چار طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر مین سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً **القش** وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم مین کمال و دخل رکھتا ہی علم سیارگان مین اپنے کو کامل کہتا ہی گردش بروج فلکی و طلوع و غروب مہر و ماہ شام و پگاہ جانتا ہی ہر کس و ناکس تیرا معتقد ہی اور مجکو نہایت مانتا ہی جلد مجکو اسوقت ٹھیک ٹھیک بتا کہ مین نے خواب مین کیا دیکھا ہی اور اسکی تعبیر کیا ہی اور کیا تقدیر کا لکھا ہی اور عالم الغیب کیا کرنے والا ہی **القش** وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا توام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ زمان واے شہنشاہ دوران کون ایسا ہی کہ علم غیب جانتا ہو وہ نہیں آپ نے سنا ہی **مصرع** علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار **شعر** سعی بہر راحت ہمسائگان کردن خوش ست ✣ بشنود گوش از برائے خواب چشم افسانہا ✣ اے خداوند مین کیا جانون کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب مین کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل تردد منزل اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے بنیاد کو یاد فرمایا میرا دل بھی دورۂ فکر مین آیا بموجب اشعار **اشعار** بہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا ✣ کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا ✣ ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پس جائے ✣ سر پہ اسکے ہی بیٹھ ہب ہجوم خواب ہوا ✣ بادشاہ جمجاہ کلام نافرجام **القش** بدروش کا سنکر منغض ہوا عتابانہ کہا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اسقدر نشۂ کبر و غرور سے بہکتا ہی اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہا اور کیفیت دنیاے دون کو دیکھا اٹھنے والے

کامل و اکمل بامید نفع و تمتع تیرے پاس آئے ہر ایک کام اُنھون نے تجکو تبلائے کیا تو نابلد رہا کوئی کمال تجکو میسر نہوا گو ہم لوگ خود اپنے ہاتھ سے کچھ نہین کرتے ہین مگر سب جانتے ہین جب لائق حکومت سلطنت و مکنت و حشمت ہوتے ہین تو یہ وزارت کس بھروسے پر کرتا ہی جو ایک جواب نہین تبلا سکتا ہی اور نہ تعبیر دیتا ہی ای القش ونغ بے سبب بے ہنر نابکار دل آزار اگر تو نے اس ہیئے کو نہ ظاہر کیا اور شگفتہ غنچہ خاطر نہ کیا تو قسم ہی لات و منات و جبل و زردشت بے بدل کی تیرا پیٹ چاک کرکے بھس بھر دادونگا اور زن بچہ تیرا کولھو مین پلوا دون گا کیونکہ سات پشت سے اس خاندان عالیشان کا نمک پروردہ ہی اور ہمارے بزرگان اولوالعزم کا نظر کردہ ہی ایک ذرا سی تجسے دریافت نہین ہوسکتی اور تو اسکے ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہی میرے غیظ و غضب و عتاب سے نہین ڈرتا ہی بس ایسے نمک حرام بیوقوف بد عقل بد اندیش کا زمرۂ اراکین سلطنت و وزیران ابہت مین رہنا بالکل بیجا ہی تو قتل کا سزاوار ہی تیری وزارت کے سبب سے تخت سلطنت مین اور حکومت مین باعث ضرر ہی مجکو اب خوف خطر ہی جب القش وزیر بے ہنر نے دیکھا کہ بادشاہ غیظ و غضب مین بسر خون ہی حال دگرگون ہی قسم اپنے سر کی بادشاہ نے کھائی ہی اب ضرور تیری قضا آئی ہی یہ سوچ چکے یہ شعر پڑھا **شعر** نہال دوستی بنشان کہ آخر آن بہار آمد ٭ کہ تخم دشمنی افگند انجاش چنار آمد ٭ کانپتے ہوئے ہاتھون کو جوڑ کر خاک پاے زیبایش سلطنت کو بوسہ دیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ غلام جان کی امان پائے تو التماس کرے بادشاہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کہہ کیا کہتا ہی کس خواب غفلت مین رہتا ہی ہشیار ہو بیدار ہو القش وزیر بے تدبیر نے کہا ای بادشاہ فلک بارگاہ بخشندۂ جان پر گناہان و ای پرورش کنندۂ دادخواہان مین چاہتا ہون کہ تابعدار کو دو روز کی مہلت سرکار نامدار سے عنایت ہو کہ زائچہ وغیرہ کھینچون اور حالات سیارگان بدورۂ فلکی دریافت کرون کیفیت خواب عالیجناب دیکھون پھر تعبیر خواب

بتلاؤن ہو جب اشعار آبدار **نظم**
فغان و آہ سے ہی سوز دل عیان ہوتا
حکیم تھا وہ جوان کا مزاجدان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو

بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونیکی ہی دھوان ہوتا
وہی ہی صدر نشین بزم خاکساران مین ٭
قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

مجاز پر بھی حقیقت کا ہی گمان ہوتا
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
صفت فعال مین جسکا کہ ہی نشان ہوتا
بادشاہ نے قبول کیا القش رخصت

ہوکر فکرمند گھر آیا اور ہر وقت سوچا کرتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتی تھی اور دل مین خیال آیا کہ وہ لڑکا جسنے بکری کے پیٹ کے بچے بتائے تھے بڑا ذی کمال ہی مین جانتا ہون کہ اس سے بہتر کامل کوئی نہو گا اگر وہ ہوتا تو سارا حال خوب بتاتا افسوس ناحق اُسے قتل کیا سارا خون مین بھر دیا **شعر** چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے ٭ القش وزیر بدتدبیر خیال خواب مین تھا اور بادشاہ کے عتاب مین تھا اس غم مین اپنی جان کھوتا تھا اور حسب حال اپنے یہ غزل پڑھتا تھا **غزل**

کوئی مزا گل و بلبل کی انجمن مین نہین
جو دل کے داغون مین ہی لطف وہ چمن مین نہین
عجیب لطف ہی وحدت مین اسکی کثرت ہی
گناہ کا کہین دھبا مرے کفن مین نہین
شال دون کسے اُس کا کل معنبر سے

جو تو نہین تو پھر ای یار کچھ چمن مین نہین
مہک یہ حضرت یوسف کے پیرہن مین نہین
مرے حبیب کا جلوہ کس انجمن مین نہین ٭
ہم عدم کے ہین قائل نہ اسکی ہستی کے
خطا معاف ہو یہ مشک تو ختن مین نہین

بہار ایسی گلون کی بھی انجمن مین نہین
ترے پسینے کی بو عطر یاسمن مین نہین
خدا کی عفو نے یہ پاک کر دیا پس مرگ
رہین کلام کوئی یار کے دہن مین نہین
یہ سچ ہی ہیچ ہی کسی مین یہ تراش خراش

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
وہان ہی مجمع اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہو جو ہرن مین نہین
نکل کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہی چاند یہ گہن مین نہین
فلک پکارا جو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
کمر مین راز ہی جو وہ ترے دہن مین نہین
مین وہ جان مین ہجران نصیب تن ای یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جس انجمن مین ہو تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ ملی اور ہم ہوئے سرشار
مسافرت مین ہے مرجو مین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہ مین غیر بار یاب وہان
یہ رنگ تو ترے جامۂ گہن مین نہین
یہان عدو کا نہین ڈر جو بوسے دو سکون
کرو صل کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہی جو مرے سخن مین نہین
ابھی ہی چشم عنایت ابھی نظر ٹیڑھی
یہ تیزیان تو کہین بادہ کہن مین نہین
کسی کی روے منور سے ہی حجاب اسے
ہمارا ذکر بھی اُس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہی اُسکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ
کہین تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین
یہ اشعار آبدار پڑھکر دیا اور دل کو

یقین واثق ہوا کہ کجروی چرخ بدکردار و دورنگی لیل و نہار شومی بخت نا ہنجار برگشتگی تقدیر ظاہر ہی کہ بادشاہ کا قول صادق ہی تعبیر خواب کا شائق ہی میرے قتل پر قسم کھائی ہی جلادی دل مین سمائی ہی اب بھلائی نہین ہر طرح برائی ہی طالع بیدار میرا سوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ اسی رنج و ملال مین یہ بھی خیال دل پُر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اُس طفل یتیم و بیگناہ کو قتل کیا ہو ترس کھاکر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ طفل یتیم زندہ ہی کہ مرگیا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کرگیا اگر وہ زندہ ہو تو بیشک تیری جانبری ہی ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہی یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا ای حبشی جس لڑکے کو اُس روز باغ مین مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اُس طفل پر تو نے رحم کرکے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اسکو جلد بلا لا مین تجھے اسکے عوض مین مال دنیا سے مالامال کرونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس و ناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا ای خداوند خانہ زاد نے اُسی وقت حسب حکم حضور فیض گنجور سے اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل و جگر کے بناکر حضور کو کھلادیے

شعر
خون جگر اب کاہے کو پیتے ہین خداوند ✣ مردے بھی دوبارہ کہین جیتے ہین خداوند ✣

ای وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہی کسی عقلمند نے کہا ہی

شعر
آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا ✣ مشکل ہی وقت کام کے پھر اُسکا جوڑنا ✣

اب کیا ہو سکتا ہی وہ لڑکا کب آتا ہی القش وزیر غمگین و دلگیر نے جب یہ تقریر ناگزیر اُس غلام حبشی سے سُنی سکوت کیا پھر سوچ کر اُس سے کہا کہ لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کرکے جلد لا اور مجکو آنکھوں سے دکھا اُسنے کہا کہ لاش اُسکی مین نے پھینکدی دفن نہین کی جو مجکو دلاؤن کیونکر آپ کو دکھاؤن القش نے کہا ای غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ تو پتا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہوگا حبشی نے کہا ای آقا دو دو دام جانوران صحرائی و طائران ہوائی اُسکو کھاگئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتا نشان ملے گا کیونکر سمجھا جائے گا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین القش نے کہا کہ ای غلام یہ تقریر تیری بیکار ہی سراسر بناوٹ کا اظہار ہی اس کلام سے بوے صدق نہین آتی خار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہی ای غلام حبشی اسوقت اگر تو سچ کہے تو مال تجھکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ کرونگا قتل سے تیرے دریغ نہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ کل سے کرچکا ہون

شعر
درد دل سے لوٹتا ہون میر اسکو درد ہی ✣ ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے آلودرد ہی دیگر ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش

جو آہ ہی سینے مین سو فوارہٗ خون ہی
قایم ہی بنا درد کی فریاد سے میری

پھر جاتی ہی سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

برگشتہ جو قسمت ہی مری بخت نگون ہی
جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ القش

وزیر بےپیر کا رنگ متغیر ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان پر کھیل کے میرے قتل پر تیار ہی اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بعد انکسار عرض کی کہ بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اُس لڑکے کی تلاش کرکے لاتا ہون اُسکو حاضر خدمت کرکے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپ کو میرے قتل اور جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی یہ بندہٗ درگاہ طرح فرمانبردار ہی ہیچ ہی موت کا گرم بازار ہی مطلع کون سے دن تیغ تیز نہ خونریز رہی * مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی * دیگر جو کہو گے تم کینگے ہم بھی ہان یونہین سہی * آپکی جو نہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی * غرضکہ القش نے غلام حبشی کو ایک دن کی اجازت دی اس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا بزرجمہر گھر سے باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من وعن بیان کیا بزرجمہر نے اُسے تسکین دی اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے اب انکار کیا ہی اسی طرح سے انکار کیے جانا ہرگز پتا نہ بتانا القش تجھکو چالیس لکڑیان مارے گا تو خاموش کھڑا رہنا جب وہ اُنتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اُٹھائے اُسوقت اقرار کرنا اس عرصہ مین مین جاکر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر پھر گیا اور القش سے کہا کہ اے وزیر مجھکو لاش اُس طفل کی نہین ملتی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے القش خفا ہوا اور غیظ و غضب مین اُٹھا غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اس غلام حبشی کو رسّی سے باندھ دو اُن غلامون نے بموجب حکم القش وزیر کے ایک رسّی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور القش لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا بتا تو نے اُس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا ای القش تو مجھے چھوڑ دے وہ لڑکا زندہ ہی مین اُسکو حاضر خدمت کرتا ہون القش نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب اُنتالیس لکڑیان کھا چکا تو اقرار کیا حبشی نے کہا ای وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہو اور کہے کہ تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اُس لڑکے کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہونگا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اُس لڑکے کا شائق و خواستگار ہی اب اُسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے بُرا ہوتا مطلع دل گرفتہ ہوا یار کی عیاری سے * ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے دیگر جو دل کشمکش طرہ دوتا مین پڑے * تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے دیگر نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی * چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی * القش وزیر بےپیر یہ کلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اُسے رسّی سے کھول دیا اور کہا جا بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا چلیے آپ کو بلایا ہی جلاد بر سر رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ القش وزیر بےپیر کے پاس آیا اور جلوہٗ نور چہرہ دکھایا القش دیکھتے ہی خواجہ بزرجمہر کو براے تعظیم اُٹھا اور آگے بڑھکر بزرجمہر کو گود مین اُٹھا لیا اور بیٹھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا ای آرام جان مجھکو تجھسے ایک بہت بڑی غرض لاحق ہوئی ہی کہ اُس سے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی اس سے نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم و کمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد اُسکے تعبیر بتاؤ خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا شعر مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ * تو لطف سے کرتا ہی

گرم اور زیادہ دیگر خبر کی جنگ لوقل کی تو مجنون اہل ہامون کو + کہا دہ بجیا گھچو لے شاخ بید مجنون کو + **خواجہ بزرجمہر** نے
کہا ای وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہی تا بعدار سر بسر ہی وہ خواب کا حال اور تعبیر خواب
بتلاوے گا مین نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہم اگر حکم ہو تو اُسکو حاضر خدمت سکندر صولت کرون جسوقت بادشاہ
عالیجاہ طلب فرمائینگے بندہ حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب بتلاوے گا آپکا اور زیادہ نام بڑھے گا یہ مشہور ہوگا
الفقش کے ایک ادنا چیر ملازم پر تمیز نے خواب کا حال اور تعبیر خواب بتلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر
و رنج و الم دل پژمردہ سے دور کیا **الفقش** وزیر دغاباز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہی کہ دربار مین وہ کام کرون جسمین اپنا
نام کرون خیر کیا مضائقہ ہی میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہون تو پھر کسی
وقت مین انسداد دربار مین آنے کا کرونگا یہ کتنی بڑی بات ہی بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے **مصرع**
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز **شعر** سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین + ہنسنے دو چارہ گر دہنستے ہی
گھر بستے ہین + پھر **بزرجمہر** کو رخصت کیا آپ اُسی وقت دربار مین بادشاہ کے آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا ای
الفقش حال خواب دریافت کیا کیا ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو زایچہ نہین دیکھا مگر ایک لڑکا
سابق مین میرا نوکر تھا اُسکو حضور طلب فرمائین اُسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہی وہ بخوبی سب بتادے گا اور
اُسکا مکان فلان محلہ مین ہی بادشاہ نے سمجھا یہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہی اپنا حیلہ کرتا ہی جان بچاتا ہی کہا اچھا کیا
مضائقہ کام تو نکلجاے گا یہ خیال کر کے فوراً چوبدار واسطے طلب **خواجہ بزرجمہر** کے روانہ کیا جب چوبدار گھر پر
خواجہ کے آیا **بزرجمہر** کو آواز دی خواجہ باہر آئے اُس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تشریف
لیچلیے بہت جلد بلایا ہی بزرجمہر نے کہا مین گنہگار نہین ہون جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤن قیدی کہلاؤن
یہ سنکے وہ چوبدار مجبور و ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ دولت و حشمت
روز بروز افزون بخت ہمایون جلوہ گر بعد کروفر **خواجہ بزرجمہر** ہرچند ابھی کم سن طفل مکتب ہی مگر کلام اُسکا بزرگترین
ارکان دولت و اقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہی ہم لوگون کے ساتھ وہ نہین آتا بادشاہ مسکرائے اور
حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا دورکابہ مع ساز و یراق عمدہ ترین زرین لجام زین مرصع کار سے آراستہ
کر کے لیجاؤ اور اُس صاحب زادہ بلند اقبال صاحب بخت و اہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت مین اُس
لڑکے نے سچ کہا اور مین نے برا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کر کے اُسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ
باعث تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ **الفقش** کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای **الفقش**
تو نے بھی کچھ لیاقت اُسکی نہ سمجھی تو تمیز نہ کی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہنا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی عملہ وغیرہ
اُسکے لینے کے لیے بھیجدیا ہوتا ای **الفقش** تو بڑا نالایق ہی قابل عہدہ وزارت کے نہین مگر تقدیر نے
تجھکو اس عہدہ پر فائز کیا **الفقش** وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سنکر تھرا گیا مگر خاموش سر جھکائے بیٹھا
رہا غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض
اختصاص کا نوعروس بنا ہوا سر سے پا تک زیور طلائی و جواہر مین غرق پری وش حور نژاد انکھڑیان غزالا
ہمہ شیرانہ ناز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اُسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ سپاہی پیدل
کچھ سوار لینے کو **خواجہ بزرجمہر** فرزند ارجمند **خواجہ بخت جمال** باکمال کے روانہ ہوے جب دولتسرا ے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہنچے **خواجہ** کو آواز دی **خواجہ** گھر سے باہر آئے

خواصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہو جیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار مین منتظر ہو جناب و مشتاق جمال رشک آفتاب بیٹھا ہو خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہو اس سواری پر مین سوار نہ ہونگا کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائین اپاہج ہو کے بیٹھون کسی طرف کا نہ رہون آخرکار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین اُسکو جلد لے آئین ایکدفعہ پالکی سواری بڑی تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی طلائی نقرئی گنگاجمنی کام کیا ہوا جابجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ تراشے ہوئے جڑے ہوئے مُنقش جھالر لگی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سبز کی آنپر زر دوزی کارچوبی کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار جھلملیونکا چھپکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار اُسکو کاندھے پر لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار و خدمتگار و پیدل سپاہی و سواران اردلی شاہی خواجہ بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب خواجہ بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پر مُردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے کاندھے پر جیتے جی چڑھون مین اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اس طرح پر رنج بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجا لاکے دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہو تو اس نمکخوار دعا بدار کا یہ دستور ہو کہ **القش** وزیر کو ساز و یراق و سامان بے پایان سے بصد عز و شان آراستہ و پیراستہ کرکے ایک زین جواہر نگار مرصع کار اُسکی پشت پر کھچواکے مزین فرماکے بھیجدیجیے کہ خانہ زاد اُسکی پشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہو کر حاضر خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین یہین سے اُس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ **قباد** بادشاہ کو ترقی جاہ و جلال و دولت و اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سُنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من و عن سب کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام خواجہ بزرجمہر حضور مین بادشاہ **قباد** فلک انقیاد کے بیان کی بادشاہ جمجاہ بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب ادراک چست و چالاک ذی ہوش عالی منش تھا یہ کلام فصاحت التیام خواجہ بزرجمہر کا سمجھا اور عقل سے دریافت کرکے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ **القش** وزیر بدتدبیر بلکہ بے پیر بدام اجل اسیر سے اس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرحکا رنج و ملال ہو کہ اُسکے عوض مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہو اور درپی اسکی بے آبروئی کا ہو پھر مجھکو اس امر سے کیا کام ہو اپنے کام سے کام ہو **مثل** مشہور ہو جو آگ کھاے انگارے ہگے مگر ہو جب اشعار آبدار **نظم**

نکلے نہ حلقہ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہو چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچہ پیکان و غنچۂ تصویر
خوش آج کیونکر ہو اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہو ایکدست بڑ
بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل
نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
از بسکہ آتش تر ہو کے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
برنگ بیضۂ نوروز توڑے دل آ سنے
جو پوچھون کون ہو سوین کہین ہزار مین دل
بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہو
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا ستمگار بھی ہو وہ بلاکر جاے گھر
اگر یو نہین رہا گرم تپش مزار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
ہزار دن ایک ہمارا ہو کس قطار مین دل
سنو تمہین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون

لگے ہر صحبت خوبان گلعذار مین دل	یہ جسم زار رہا میرے پیرہن مین دل	گرہ ہر تار مین یا میرے جسم زار مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کج کلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سُنکر فوراً حکم محکم دیا کہ تم سب
لوگ القش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز و یراق و سامان طمطراق و زیور جواہر نگار و زین مرصع کار سے آراستہ
و پیراستہ کرکے مع ملازمان جلوسی لیجاؤ اور اُسکو بصد کر و فر دربار مین لاؤ ہرچند القش وزیر بے پیر نے دلگیر ہوکر
عذر و معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالایق یہ تیری سزا ہے بے ہنری ہے جو یہ تیرا حال کیا جاتا ہے تو نے
یون علم و ہنر کو حاصل کیا ہے جیسے دُنیا مین مثل مشہور ہے کہ گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا اور
حال خواب پریشان اور تعبیر معمائے حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو تو فقط گھوڑا ہی
ساتھ ساز و سامان کے اس سے تو بہتر ہے کہ جو بے ہنر ناخواندے ٹوکری ڈھوتے ہین اور مزدوری کرکے اپنی
پیٹھ پر گدھے کی طرح منون کے بورے لادتے ہین القش یہ سُنکر ناچار ہوا سر اپنا جھکا لیا سائیس نے القش
وزیر کا ہاتھ پکڑکے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چار جامہ کسا زین پوشش مرصع کار ڈالا دہانہ مُنھ مین دیا تسمہ
طلائی لگایا نقرئی و طلائی رکابین جواہر بیش بہا کی بصورت آفتاب و مہتاب لٹکادین کلگی مین یاقوت و زمرد
اور ہیرے کی کنیان جڑی ہوئی تنگ بھی کارچوبی سر سے پاتک زیور جواہر نگار پہنایا فودری ہفت رنگ
ریشم کی تار ہاے زرین سے بٹی ہوئی اُسکے دہانے مین باندھدی جسوقت سائیس اُس گھوڑے کو بیچ
سجاکر ساز و یراق و زیور سے جواہر کے آراستہ و پیراستہ کرکے دُلھن بناکر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار
نے دیکھا بادشاہ فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دُم کیون نہین کیا ہوئی دمچی لگائی
گئی پونزی کی زیبائش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا سچ ہے دُم بناؤ دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس
نے چونری دُم کے مقام پر رکھکر ذرا اشارہ کیا گھوڑا اُچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا
سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دُم بنانے دے دمچی لگانے دے کسی نے چمکاری دی کسی نے
گردن پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ چونری کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اُچھلا کودا پھنک ماری الف ہوا سائیس نے
باگ ڈور کھینچ کے چمکارا پٹھے پر زور سے ہاتھ مارا کوئی متبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا
دیکھا ایک قہقہہ مارا آخرکار سائیسون نے چونری کی ڈنڈی کو مقام اسفل پر جڑ دیا راز کار افشا ہوا دمچی کو بھی پہنا
دیا اس سمند محفل پسند ہیشکل اسپ صبا رفتار شاہی جہان پناہی کو سائیس ڈپٹاتا ہوا ہمراہ خواصان زرین کلاہ و
خاص برداران فلک بارگاہ و سواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین
لایا ملازمان شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوجیے دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت
شایق جمال بیمثال ہے یہ سُنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پانون دیکر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ
مین کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے کیے ایڑ دینے کی گھوڑے کو سمائی نہوئی چلنے مین کوتاہی کی
شہسوار میدان یکتا تازی نے باگ چست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ سے اُچکنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا بیتاب ہوکے دوڑا کبھی
سرپٹ بھاگا کبھی دُلکی ہوا خواجہ بزرجمہر جس کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدہام ہوا تماشائیون کا ہجوم عام ہوا سب
لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہجوم چار سمت یہی دھوم کیا گھوڑا ہے کیا گھوڑا ہے اور عجب شہسوار ہے
نئی دل لگی نئی بہار ہے القش وزیر پر بزرجمہر سوار ہے دورنگی روزگار ہے یہی گردش لیل و نہار ہے الغرض اسی طرح
بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور القش وزیر کی پشت سے اُترکے آیا سامنے کھڑے ہوکر قواعد شاہانہ بجالا

اور شل رتبہ شناسان شاہی قاعدہ دانندگان جہان پناہی مدح وثنا کی اور دعا دولت و اقبال شوکت و اجلال دی باعجی تا سر زند آفتاب بہر و باشی و تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی و تا تاج حیات بر سر خضر بود در خانۂ اقبال سکندر باشی اشعار بمدح وثناے بادشاہ قباد

خسروا جلوہ ترا دہ طرب افزاے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
اور گہر بخشی تو خوش آب جنھین دیکھتے ہی
ہو نہ گلشن مین بھی دیدۂ گل آنکھ قربان
وہ ترا زور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ایک تار نگہ حور سے سو پیل دمان
وقت کاوے کے دم معرکہ راکب اسکا
جلنے خورشید چھپے اپنی جبین پر افشان
سطرح سے تجھ سے آگے ہے بہم آتش و آب

کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
قطرہ افشان ہوا گر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ ربا کوہ گران
ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہو دہر مین کتاب توان
لکھون شوخی جو تری توسن چالاک کی مین
سر حاسد کو سمجھے صورت گوئے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جسطرح آئینہ مین عکس رخ شعلہ فشان

تیر جاہ شب در روز ترا جلوہ فروز
لیکے پنجے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
شاخ گل ہے جو چمن مین ہو شاخ کمان
ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق تپان
ای فلک جاہ ترے در کے ہے ہیچ ذرۂ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
تیرے احسان سے ہے انسان ہر غلامی مین تری

سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

جس وقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت و بلاغت دربار شاہنشاہی مین کھڑے ہو کر یہ دعا و ثنا بادشاہ جمجاہ کی اور قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت و لعل بے بہاے تلاطم شوکت و صولت کو ایسا لایق و فایق ملاحظہ فرمایا کہ آگے آ کر خواجہ بزرجمہر نے زمین ادب کو کب عقیدت و عبودیت سے بوسہ دیا اور قریب سلطنت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام الفقش دہنی طرف بصد عزت و حرمت و رفعت و عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ خاور شتباہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجکو بند غم سے آزاد کیا ای شناور بحر اسرار عجائبات و ای غواص دریاے فکر غرائبات اب اپنی زبان طلسم کشاے سخندان سے جلوہ افشان سخن ہو کر پردۂ غیب سے میرے خانۂ دل مین کونسی تصویر خیالی عالم رویا مین شل خواب شہود مین آئی اور کس بدر تمثال خورشید جمال نے جلوہ گری پائی شعر وہ خواب کیا تھا جسے دیکھکر یہ تنگ ہوا ✤ وہ کیا خیال تھا جو آئنہ مین و رنگ ہوا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ تقریر بادشاہ با توقیر کی سنی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ای داد گستر عدل پرور فریادرس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد ہے فریاد ہے ظالم اظلم کی مجہپر بیداد ہے آپکو داد رس جز لنے عادل زمان کیا سلطنت ذی مملکت پر حکمران کیا نظم رعایت مرنج از رعیت مدار ✤ جہاد دل داد خواہان برآر ✤ چو عدل است پیرایۂ خسروی ✤ چرا عدل را دل نداری قوی ✤ ای بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم و بیکس و یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمائیے اور انصاف کیجیے بعد اسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال سنیئے گا قطعہ داد مظلون کی پہلے دیجیے ✤ کام اپنا بعد اسکے کیجیے ✤ روز محشر دادگر کے سامنے ✤ سرخروئی عدل کر کے لیجیے ✤ بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ فرجام کا سنکر دل سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ ای جوہر معدن علم و عمل و ای فاضل و عالم بے بدل ارشاد کیجیے مین بگوش دل سماعت کرتا ہون اور بعد اسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق مین فرمائی کہ کسنے آپکو ستایا کسنے رنج والم پہونچایا ہے کیا سانحہ دریپش آیا جس سے آپ نے یہ صدمہ عظیم اٹھایا خواجہ بزرجمہر نے رو دیا اور کہا کہ ای بادشاہ آپ کے وزیر بے پیر الفقش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا فقط حضور اس ملعون جلاد سے اتنا پوچھیں کہ انھون نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی انکا نام خواجہ بخت جمال تھا اور مجکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہین پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال کا تھا اول سے آخر تک دوستی کا ہونا اور اتحاد کا دونون کے بڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغ مین بزرجمہر کا پہونچنا اور الفقش کا بیجا نمک غلام کو قتل کا حکم دینا اور اسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سنکر

بادشاہ نہایت غضبناک ہوا القش کو سامنے بلایا اور پوچھا اوشقی ازلی یہ کیا ماجرا ہی تو نے شہر مین تلاطم کر رکھا ہی یہ صاحبزادہ بلند
اقبال کیا بیان کرتا ہی **نظم** راز کر جلدی یہ مجھپر آشکار + جو کہ گذرا ہو بیان کرنا بکار + ہی قسم آتشکدہ کی اے وزیر + قتل اب تجکو کرونگا
یا اسیر + القش نے جب یہ معاملہ دیکھا اپنی جان بچانے کے لیے انکار کیا **خواجہ بزرجمہر** نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان داد گستر
دفیض رسان مین مناسب یہہ ہی کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلین تکلیف فرما کے سب کیفیت خود
ملاحظہ کرلین بادشاہ یہ سنکر فورًا اُٹھے سوار ہوئے القش کو گرفتار سلسل بزنجیر وطوق کر کے ساتھ لیا **خواجہ بزرجمہر** نے اُس
باغ مین پہونچکر ایک جگہ پر پتا دیا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھودو موافق حکم کے وہ زمین کھودی گئی اُسمین سے ایک لاش پاش
پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلی دیکھا اُسی طرحسے اماتتًا صحیح وسلامت ہی زمین خوردہ نہین ہوئی ہی باوجود کہ اتنا زمانہ گذر چکا کہ
بزرجمہر بھی پیدا ہوا اور اب وہ سن تمیز کو پہونچا **شعر** امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک + نہ اک مو کم ہوا اُسکا نہ اک تار کفن
بگڑا + یہ دیکھتے ہی القش کا چہرہ اُتر گیا منھ پر ہوائیان چھٹنے لگین بید کے مانند کانپا دلمین تصور کیا کہ بس اب جام حیات
لبریز ہوگیا پیغام موت آگیا **خواجہ بخت جمال** کا خون ناحق تھا جیسا کیا ویسا پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا
شعر دوست دشمن ہیشود صاحب بوقت عاجزی + خون زخم آہوان رہ ہیبر دصیاد را **ایضًا** رنگ دیکھا خوب ہینے چرخ کجرفتار کا
حلق سے اُتریگا پانی اب کسی تلوار کا **دیگر** افسوس خبر بھی نہ مجھے آئیکے دن کی + کھلجائیگی مخفی ہی حقیقت یہان جبکی القش وزیر بے پیر
گردن جھکائے ہوئے بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا خموش حیرت کے انتظار مین کچھ جواب نہ دیتا تھا بعد اُسکے **خواجہ بزرجمہر** نے بادشاہ کو
لیجا کر وہ خزانہ جو اس باغ مین نکلا تھا اور جسکے واسطے **خواجہ بخت جمال** کو القش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ
نے کمال افسوس کیا اور **خواجہ بخت جمال** کی لاش پاش پاش قبر مین دفن کرادی اور گنبد بنوادیا پھر بادشاہ نے جلاد
کو بلایا اور حکم ناطق دیا کہ فورًا القش کا سر کاٹ لو دریغ نکرو خون بخبل اسکا بہاؤ خبردار دیر نہ لگاؤ فورًا بحکم بادشاہ **قباد** جلاد
القش بے بنیاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلے اور کہتے تھے کیون اوپر غرور اتو اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر وغرور ہوا
کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اُسکا عوض آج ملا غرضکہ اُن جلادون نے نابکار بد شعار القش ستم کش کا ایک ضرب تیغہ آبدار
سے سر جدا کیا اور بادشاہ جمجاہ کے سامنے لاکر رکھدیا بادشاہ نے سر اُسکا سر در شہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ القش کا مال
متاع و دولت و حشمت خزینہ و دفینہ بارگاہ و گھر بار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہی سب بزرجمہر کو عوض میں خون **خواجہ**
بخت جمال کے دیدیا جاے اور کوئی اس سے مطلق مزاحمت نکرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہی **خواجہ بزرجمہر** نے
دست بستہ بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ حضور مین ایک اور عرض ہی کہ القش وزیر بے پیر کی ایک دختر **ملکہ جمال** نامے ہی
اُسپر یہ غلام حبشی جو روبروے حضور حاضر ہی مدت سے عاشق و فریفتہ ہی اور اسی غلام حبشی نے میری جان اُس ملعون
القش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہی مین نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجکو القش کی دختر سے ملادونگا پس
بمجواے کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کے دختر القش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے کہ مین بھی
سبکدوش ہون الکریم اذا وعدہ وفا مشہور ہی کریمان روزگار کا یہی دستور ہی بادشاہ نے فورًا دختر القش کو غلام
حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زروجواہر بھی بہت سا اُسکو دیا باقی سب مال و دولت پر
اپنا قبضہ کر کے اپنے ملازمون کا بہرا چوکی کرادیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار میں
دوبارا پھر خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا وثنا مین مشغول ہوا **اشعار**

مرحبا مطرب امروت فرخ زہرہ خصال	ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال	حبذا ساقی فرخندہ رخ و مہر جمال
تیر جاہ ترا دہ جیسے تا دور فلک	کسوف و نہ غروب نہ ہو حوط و نہ وبال	مہر سے گرمہ نو کا ہو دو ہفتے مین ہلال
		آگے بخشش کے تری خرمن ریگدانہ

آگے ہمت کے تری کوہ طلا یک مثقال
آبداری مین تری تیغ کی ہی برق کی موج
خلق کو تیسرے دن ہوتا ہی مردار حلال +
طاقت دم زدن اس دور مین ہی کسکو رہی
لب پہ آجاے ہی سینے سے پئے استقبال
ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی +

ہوئی جون چادر مہتاب گلیم شب تار
کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
دیکھکر تیر النوک ای شہ فرخندہ خصال +
ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری
فیلسوفی ہی حکیمون کی خلا کہنا محال +
روش غنچہ تصویر زبان منھ مین لال

رخ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال
تری شمشیر کو ہی خون عدو روز مباح
سبزہ تیغ مین جو ہرے لگا رکھتا ہی جال
پر ترا ذکر جو آتا ہی زبان پر تو نفس +
شیر سے پنجہ کرے پنجہ مژگان غزال
ہوئی ہی حیرت توصیف سے تیری شامل

دو کلمے داستان حیرت بیان خواجہ بزرجمہر کا خواب بادشاہ کا بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل مین جانا اور پیکر تازنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیرون کو انکے حوالہ کرنا — ساقی نامہ

پلا ساقیا جام جم بھر کے مل
حلال کردہ مے ہی ہو منفصل
زلال بنے ارغوان دے مجھے
فلک کا ہی اب ساقیا دور دور
سیہ جھوم کر آئے ہین سحاب
برابر ہے بھر بھر کے دے جام تو

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
اٹھائے ملاوت کچھ اب ہم دل
مئے کا کچھ نوشان دے مجھے
مرے حال پر چاہیے تجھکو غور
لنڈھا دے دے کی تو بھی شراب
اٹے اب تو رندون سے کام تو

جھکا اب تو ساقی فرخندہ فال
ابے مے کی ہر وقت ہی جستجو +
مصفا پلا دے مے لالہ گون
منغص ہین کیون آج رندان ہر
ہی امید ساغر مین ہر دل کباب
بلجز مہر کا ہی تری انتظار

کہ دنیا ہی نیرنگ خواب خیال
کہ ہی جسمین ہم و مسرت کی بو
کہ مونس ہے جسکے ہی چشم خون
کہ بادے کی ہی موج دریا کی لہر
یہ رندون سے کیسا ہی ساقی حجاب
پلادے ارے ہوگیا کم خمار

شغل خم فلک ہے بھرو وہ شراب شیشے مین
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
خزان مین سرخ چمن بیکدے مین ساکن ہون
رہیگی زرد کی مٹی خراب شیشے مین
کھلی ہی چاندنی مے پیجیے تو موقع ہی
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجیے

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شبکو بھی روشنی دن کی
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
تجائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
عوض شراب کے رکھتے خضاب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید ای ساقی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہو نہین مست دور مین میرے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شراب شیشے مین
ہی ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل +
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین
یہ جیسے نشہ مین ہو دیگی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین

شعر خوشنویسان معنی دفتر + گرد ارقام داستان لیسر + پیچھر و جلوہ طرازان جلوۂ دلفریب سخن دیدہ بازان حجلۂ زیبائے عروس داستان کہن زینت دہ انجمن معشوقہ احوال نادر تمثال اس بیان کو منصۂ شہود مین یون جلوہ گری کرکے ضیا بار فرماتے ہین اور نقش بو العجبی صفحۂ قرطاس پر اس ذکر کا یون بناتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر نے قتل دشمن یعنی القش وزیر بے پیر سے فراغت پائی اطمینان کمال ہوا خوشی کا حاصل تمام ہوا بادشاہ سے عرض کی کہ ای بادشاہ جمجاہ بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لے چلیے تو کیفیت خواب و تعبیر خواب عرض کرون بادشاہ بموجب ایماے بزرجمہر بارگاہ مین تشریف لائے تخت پر متمکن ہوئے بزرجمہر نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ معلی القاب گردون رکاب اپنے خواب کا احوال سنیئے کہ آپ نے عالم رویا مین کیا مشاہدہ فرمایا ہی بادشاہ نے متوجہ ہو کر کہا کہ ہان اب ارشاد کرو دل متردد متزلزل و غمگین و محزون کو شاد کرو **اشعار**

ای سحاب مائل رُدداد ہو
بسکے سب مشتاق ہین ارشاد ہو
گروہ کیفیت سراسر اب عیان
سو بیان افسانہ عالم خواب کا
جس سے ہو راز نہفتہ سب عیان
ذائقہ ہو نعمت نایاب کا

بزرجمہر نے کہا کہ سبحانک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ای بادشاہ آپ نے خواب مین ملاحظہ فرمایا ہی کہ ایک طباق تازے حلوے کا بھرا گرم گرم خوش ذائقہ لطیف آبدار ترتراتا ہوا سامنے آیا آپ نے اُسکی طرف ملاحظہ فرمایا اور نوش کرنے کو دست مبارک بڑھایا اور نوالہ بناکے کھا لینے کو اُٹھایا کہ ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ لقمہ آپ کے ہاتھ سے چھین کر لیگیا پس فوراً دیدۂ خوابیدہ بیدار ہوئے اور آپ کی آنکھ کھل گئی ہشیار ہوئے بادشاہ نے جب یہ اسرار غیب زبان معجز بیان سے حکیم بزرجمہر کے سنا ہزار ہزار تحسین و آفرین کی اور بہت خرم و شاد ہوا نہایت فرحناک ہوا فرمایا کیا خوب تیرا علم ہی اچھا عمل ہی **اشعار**

خواب کا میرے ہوا کس طرح سے تو رازدان
خواب تو دیکھا تھا مین نے کر دیا تو نے بیان
سب جہان بجمہر سے راز نہفتہ ہوگئے
دامن دل گرد غم سے اب کے سب ہوگئے
رازدان بیشک کوئی تجھسا زمانے مین نہین
لنو کی شرکت حق بھر اس فسانے مین نہین
سبحان اللہ اجرکم اللہ ای رازدان حکمت عملی و

ای معما کشاے علم غیبی اب اس خواب کی تعبیر بیان کرو کہ پروردگار عالم و عالمیان نے قلم مشیت سے صفحۂ مقدرات پر کیا تحریر کیا ہی اب میرے واسطے کیا ہونے والا ہی حکیم بزرجمہر نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی مین اُسوقت عرض کرونگا کہ جب حضور گیہان طور مجکو اپنے حرم محترم یعنے خواتینان کرم و معظم مین لیچلین گے اُسوقت تعبیر اپنے خواب کی سن لیجیے گا بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے ہمراہ لیکر محل خاص مین آئے عجب طرح کی آراستگی اُس محل خاص فیض اختصاص کی شاہدہ کی کہ دیدہ شنید بلکہ عقل سے بعید وہ مقام رشک دہ بہشت شداد جسمین ہر طرح کا ایجاد چہار طرف طاق خوبصورتی بین طاق جنکے سامنے طاق کسرا و فریدون بالاے طاق ہر جواہر بیش بہا پر صناعی صنعت پرداز ان فلک ہر طرف جڑا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہی **نظم**

قصر اعلیٰ پر تکلف پر بہار
کیون کرے سجدہ نہ جا جا کر نظر
ہی جو چرخ چنبرین جسپر نثار
ہی یہ محراب عبادت سربسر
دیکھکر اُسکے خم عالی نشان
طاق کا خم یا ہلال عید ہی
خم ہین ابروے حسینان جہان
تیس دن عاشق یہ شوق دید ہی

ان مکانونکی بلندی کو فکر نہایت مشتاق تناسب کی خوبی کے ساتھ پیمایش کرے انتہا کو نہ پاے پیک خیال اگرچہ پہونچے پیچھے رہجاے مزدوران عقل کوتاہ ہر پیچ کی راہ ہر نظر کام نہین کرتی باد صبا رفعت بلندی اُسکی دیکھکر قدم نہین دھرتی نظر دیدہ باز منازل طواف حرم محترم کا طواف کرنے کو گرد پھرتی ہی چہار دیواری منقش اور رنگین ایسی کہ نگارخانہ چین ارژنگ نظر سے گرجاے مرقع بہزاد و مانی سامنے آئے تو شرماے بلکہ منہ کی کھاے جابجا دیوار و در پر شکارگاہین بنی ہوئین تصویرین بادشاہ و شہریار کی لگی ہوئی اندر سے طرح کی صفائی کہ آئینہ سکندری کا دل دیکھکے مکدر ہو اور زنگ سراسر دنگ ہو حیرت کا جوش ہو فکر مین بیہوش ہو عجب خوبی حسن کی نمود ہی پس قدرت آب و دہر چھت پر سے جھلکتین ایسی خوشنما کہ دل صدچاک عاشق غش کرتا ہی حسن و جمال غش غش کرتا ہی **نظم**

زور دیوار گیریون پہ بہار
کیسے پستان شاہد دیوار
طرفہ فرشی کنول پہ ہی جوبن
نار و نور ایک جا پہ ہین روشن
آئنہ ہی کہ باغ جو ہر ہی
سب بے تکلف دل سکندر ہی
دیکھین تصویرین جو باد لشاد
متحیر ہون مانی و بہزاد
جھاڑ سر دنگیان عجب نایاب
جلوۂ حسن مہر و ماہ ہی خواب

دیوارگیری کی شیشیان ہر ایک کو نظر آئین یقین ہی کہ کنول جنکے دل ہو جائین شیشہ آلات ہر جگہ موقع اور قرینے سے نصب کیا ہوا ہر ایک جھاڑ سو سو بتی کا سربلند فرشی مرتب کیا ہوا اس شیشہ آلات کے روبرو جھابے اور ہانڈیون کے آگے زہرہ اپنی شہرت حسن جمال سے ہاتھ جھاڑ بیٹھی ہی شیشہ کے آگے دال گلتی نظر نہین آتی ہی وہ مقام برج فلکی معلوم ہوتا ہی مہر و ماہ کے ہوش کھوتا ہی بقول شاعر شعر یہ کس شک مسیحا کا مکان ہی ۔ زمین جسکی چہارم آسمان ہی ۔ بادشاہ جمجاہ نے خواجہ بزرجمہر کو ایک کمرے مین لاکر بٹھایا تمام سامان رنگینی دکھایا بزرجمہر نے دیکھا کہ فرش پھولدار قالینوں کا بچھا ہی کہ ورق زمین غیرت دہ گلزار ہی گلخنے روشن ہین

گلدستے ایسے دھرے ہین کہ گلزار ارم کو شرمندہ کرین خواجہ بزرجمہر نے اُس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام عورتین محل کی میرے سامنے سے گذرین
اسطرف سے اسطرف چلی جائین بادشاہ نے حکم دیا سب عورتین ادھر سے ادھر جائین لیکن کیون نہو بادشاہ ہفت کشور کا مکان ہی اللہ اللہ
عجب سامان ہی راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات ہی پریون کی انکے آگے کیا بات ہی پھر کنیزان زرین پوش کے حلقے میں ایک ایک بی بی بادشاہ کی
دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہوئے عطر عمدہ و پر تکلف مین غرق جنکی مہک نحرب سے تا شرق مثل طاؤس طناز کے

ہر ایک عربدہ زا **اشعار**	ایک ایک انمین شوخ دیدہ تھی	پردۂ ناموس کا دریدہ تھی	ایسی ہچپن ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آئے شرم	چال سے دلکو پائمال کرین	بے چھری سبکو وہ حلال کرین	ہر قدم شور حشر برپا ہو
چال سے آنکی مردہ زندہ ہو			

سر سے پانو تک حسن حسین نمکین چاند سا بدن سرو قد سیمین تن جبین بدر کمال ابرو غیرت ہلال چشم طرہ جادو
دمار سیاہ گیسو خال اختر تابان رخسارہ مہر درخشان عجب حسن و جمال جوبن مین باکمال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے جانے لگین بن بن کے
پانون اٹھانے لگین کسی کا حسن نودمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبزہ رنگ کوئی گلرخسار کوئی شگفتہ رو پر بہار کوئی حسین نمک لون
کوئی شکر لب شیرین زبان کسیکا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد اُسکے سامنے سرو آزاد **بیت** قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا
غش پہ غش مجھکو چمن مین قد شمشاد آیا **نظم**

خدا سرسے تو سودا سے تری زلف پریشان کا
دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا
نہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

لبھاتا ہی نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
جو آنکھیں ہون تو نظارہ ہو لیے سنبلستان کا
نگہبان انہی مشکین ہی اس گنج شہیدان کا
خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اسکی ظلمت پر
نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا

گھسیٹے گا تجھے کانٹو نہین سبزہ اس گلستان کا
تو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا
لب و دندان ہے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت
دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا
جمال یار نے جو نقش اپنا آسمین بٹھلایا

عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہونٹھون پر لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان
کھائے ہوئے خون عاشقون کا بہائے ہوئے **شعر** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے کسی مہ جبین نے ماتھے
پر افشان چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چھٹکی ہے ذرون کی آنکھین روشن ہو گئی ہین **شعر** چنی افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی +
ملی مسی جو ہونٹھون پر تو پھولا تختہ سوسن کا + الغرض ہر ایک انمین عابد کش زاہد فریب جامہ زیب حسن و جمال اعلا ہی اندھیرے گھر کا
اجالا ہی جب یہ مرقع مصور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت صانع حقیقی پر وجد کرتا تھا حمد الٰہی بجا لاتا تھا کہ ای صانع
روزگار و ای نقش نگار ساز صفحۂ بیشمار کیسے کیسے نقش نقوش بوقلمون اس نگارخانہ دنیا مین بشاخ قلم قدرت سے اپنے
بنائے ہین کیسے کیسے انسان پریزاد و حورنژاد قرطاس دہر پہ تیرے خامۂ رنگین سے نظر آئے ہین **اشعار**

تو بسازی زخاک صورتی پاک	تو توانیش باز کردن خاک	تو دہی و تو آری از دل سنگ	آتش لعل و لعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین و نازنینان مہر تمکین چلی جاتی تھین کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام
کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور بقوت تمام اُس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی بزرجمہر نے
عرض کیا ای بادشاہ عادل و شہنشاہ دوران اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپکو حال معلوم ہو اسرار خفی مفہوم ہو یہ وہی سگ
سیاہ ہی جسنے آپ کے ہاتھ سے لقمہ حلوۂ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپکو صدمۂ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہی جو عورت کے بھیس مین
نازنین بنا ہوا خواتین معظم مین رہتا ہی اور عورتون کو خراب کرتا ہی بادشاہ نے فوراً اُسکو برہنہ کرا کے دیکھا تو حقیقت مین قول
بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل مین سولی استادہ ہو اور تمام عورات اور اراکین
کو جمع کیا اور اُس حبشی کو سولی چڑھا دیا تاکہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسے فعل کا مرتکب نہو **شعر** عاشق ہوا جو مین قد
بالائے یار پر + منصور دیکھ مجھکو چڑھاتے ہین دار پر + پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور تحسین و

آفرین بہت کچھ فرمائی ساتھ لیے ہوئے دربار مین آئے تخت پر جلوہ گر ہوئے اور دربار عام مین بزرجمہر کی بہت تعریف کی وارشاد کیا اے ارسطو فطرت لقمان حکمت اگر عہدۂ وزارت تم قبول کرو تو کار سلطنت مملکت سب درست ہون کہ ابتری جواب ہو جاتی رہے رعیت خوش وخرم اور آباد رہے خلقت تمام مسرور وشاد رہے تمکو اہم کالے جائین مین بعیش وعشرت بسر کرون بزرجمہر آداب مسلام بجالایا اور دست بستہ عرض کیا کہ خادم یہ عہدہ قبول کرتا ہی مگر کچھ گذارش بھی کیا چاہتا ہی بادشاہ نے کہا کہو بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور کی بندہ نوازی وغلام پروری سے خادم نے اس سرفرازی کو قبول کیا اور عہدۂ وزارت پر حاضر ہوکر خدمتگزاری کرونگا مگر ایک شرط ہے کہ بادشاہ عالم میرے مقدمات مین کبھی دخل نہ دین مین جو کچھ چاہون کرون کہ آپکی راے میری راے کے خلاف ہو آپ شراکت میری راے مین نہ فرمائیے جو مین کہون وہ کیا کیجیے مدام سب کام بادشاہ نے منظور کیا خلعت وزارت بزرجمہر کو دیا اور سب وزیرون کو تحت حکم بزرجمہر کے کیا انکو سب سے بالادست بٹھایا اور تمام اراکین دولت وحشمت و ملازمین کو حکم دیا کہ کبھی کوئی بات خلاف بزرجمہر نہ کرے ہر شخص مطیع بزرجمہر رہے ملازمان شاہی واراکین جہان نے بزرجمہر کو نذرین دین القصہ بزرجمہر بعد دربار برخاست ہوجانے کے اپنے گھر مین بڑے تزک سامان سے خوش وخرم آئے اور اپنی والدہ سے ساری کیفیت حرف بحرف بیان کی مادر مہربان بہت شاد ومسرور ہوئی نذرین نیازین ہوئین رتجگا کیا طاق بھرا ہر رنگ کے بڑی دھوم سے کونڈے کیے اس روز سے بزرجمہر کا یہ معمول تھا روز دربار مین جانا کار وزارت بجا لانا مندیل وزارت سر پر قلمندان خدمتگار کے ہاتھ مین پوشاک فاخرہ بر مین سامنے بادشاہ کے باادب بیٹھے ہین سب وزیرون سے بالادست انکا مقام ہی بادشاہ کو جب کسی بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہی انھین بات کرتا ہی یہ اسکی تعمیل حسب دلخواہ بادشاہ کے کرتے ہین بادشاہ نہایت رضامند اور خوشنود رہتا ہی

دو کلمہ داستان عشرت بیان پیدا ہونا نوشیروان کا گھر مین قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا زوجۂ القش کے یہان اور طالع دیکھنا ان دونون لڑکون کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا حال پر نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونون کے اور پرورش پانا محل مین

بادشاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا جام عشرت مجھے — کہ شادی کی بجاؤن ہو فرحت مجھے
ہری جوبن پہ کیا لالہ زار چمن — کہ ہو آج پیدائش گلبدن
چھٹی کا ہے غل چار سو شہر شہر — لنڈھاؤ کہ ہین جمع رندان دہر
تکلف نہ کر دے وہ ساقی شراب — کہ حاسد ہون جل جلکے دلمین کباب
یہ جلسہ ہی میخانہ مین انتخاب — پلا مجھکو شاہانہ جام شراب
جدھر دیکھو پھولا ہوا ہی چمن — طبیعت کو بھی کر مری جوش زن
طبیعت قلم بھی ہو چالاک و چست — ہو مضمون مین شوخی تو بندش درست

بڑھ ساقیا دیر اب تو شتاب — پلا جب ہے اچھوانی کے تب شراب
حسین و جمیل و شکیل و متین — گل اندام گل پیرہن مہ جبین
ہے لالہ گون جام بھر کر پلا — گزک کے عوض مین ہو ٹرا کھلا
کمال آج ہمکو دکھا ساقیا — سحر سے سحر تک پلا ساقیا
ترانے کہین ہو کہین ناچ رنگ — پلا دے تو مجھکو بھی ہو اب امنگ
ہے لالہ گون کا اگر ہو خمار — ہون فقرہ نہین مضمون عالی وقار
سحر رو کرے خش قلم کی عنان — کہ آمد ہے شاہ نوشیروان

غزل

کو نسے دل مین محبت نہین جاتی تیری
موے باریک کمر بھی ہی کہانی تیری
شیشۂ دل سے کوئی میرے زبانی کہدے
آس کھتا ہی ہر اک فاسق و زانی تیری
عین احسان ہی مرے صفحۂ دلپر مجھکو

جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی
خوش نہین آتی ہی یہ پنبہ دہانی تیری
اس لیے بیٹے ہر واسطے پھرتے ہین خراب
ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعر کے نزدیک
دیکھی اے سرو رواں ہمنے روانی تیری
کیا تری شان ہی قربان ہون اے رب کریم
جستجو ہمکو ہی اے گنج نہانی تیری
صبح تک شام سے کرتی ہی زبان ذکر جمال

نیند آتی ہے کسے سُنکے کہانی تیری
ناز و انداز و ادا مین ہے ترقی دہ چند
حسنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری
جان کیطرح سے رکھتا ہے عزیز اے گرد

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دلکو خوش کر
فتنہ طفلی تھی قیامت ہے جوانی تیری
گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

خون رُلاتی ہے ہمین غنچہ دہانی تیری
کونسے غلہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
بیت درخشندۂ نیر دفتران

ضیا بار سازندان داستان + جلوہ سازان نیر حسن و جمال باکمال و درخشندگان بدر اکمل الکمال فلک بیمثال مضمون ضیا مشحون کو برج حمل روشن عمل طبیعت سے برمحل زچہ خانہ خاطر شائقین مین یون مزین و منور فرماتے ہین اور آفتاب عالمتاب سخن کو برج حمل طبیعت فلک طوبت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہین اور بدر کامل طبیعت اوال کو فلک تقریر پر بشعاع قلم نور رقم یون جلوہ گری دکھاتے ہین کہ جب **خواجہ حکیم بزرجمہر** نے **القش** ستم کش کو داخل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کرکے **خواجہ بزرجمہر** کو دیا اُن دنون مین زوجۂ **القش** وزیر بے پیر کی حاملہ تھی آسنے بادشاہ سے بفریاد و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطا دار سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم بارگاہ سلطانی نہین ہے بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہے کوئی گوشۂ خلوت مرحمت ہو کہ بہ نظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرون کیونکہ سب مال و دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط کرکے **بزرجمہر** کو عطا کیا گیا بادشاہ چُپ ہوئے اور بزرجمہر سے حال زوجۂ **القش** کا ظاہر کیا بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ **القش** جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک بدرۂ زر لاکر دیا تھا بہتر تو یہ ہے کہ اسے بھی حضور محل مین جگہ رہنے کی دین کہ یہ بیگناہ ہے شوہر اسکا خطادار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا یہ بدلہ ہے جو بدرۂ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جمجاہ نے اسکو محل مین رہنے کا حکم دیا زوجۂ **القش** بخدمت بادشاہ بیگم مصاحب خاص بنکر رہنے لگی ایک دن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر بکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم بافوج سیارگان تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے صحبت جشن ہے ناچ ہو رہا ہے ساقی خوش ادا و مغنی عشرت افزا در بدو حاضر ہین تمام ارکین سلطنت و وزیران باہمت پایہ بہ پایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی تانین اُڑ رہی تھین **شعر** مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ + نوائے خرمی آغاز کردہ + بادشاہ جمجاہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہے جام ارغوانی مئے خوشگوار پے در پے نوش کر رہا ہے داد عیش و خرمی جھوم جھوم کر دے رہا ہے اور **خواجہ بزرجمہر** کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت مین مصروف ہین **مصرع** وزیرے چنین شہریارے چنان + اُس محفل عیش و طرب کا کیا مذکور فلک پیر نظارہ کنان خوش و خرم خورد و کلان ناگاہ محلدار در پر آئی اور خواجہ سراؤن سے خبر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جمجاہ سنائی خواجہ سرا خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے مژدہ فرحت بخش سنا کے دعائین دینے لگے **قطعہ**

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دایم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار گردون وقار دارائے بادشاہ فلک اقتدار **ملکہ دل آرام چنگی** کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ آسمان پناہ مثل مہر درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہے دل ہر ایک کا مطمئن ہے خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعاگویون کا گوہر بیش بہائے مراد سے بھرے اُس وقت بادشاہ کے ہاتھ مین جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ خبر فرحت افزا سنتے ہی مثل گل خندان ہوا غنچۂ دل کھل گیا باغ مراد مین بہار آئی نسیم فصل گل مژدۂ جان بخش لائی کس چشم مسرت و انبساط سے بزرجمہر کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے خوشی کے مثل گل شگفتہ ہوکر یہ اشعار پر بہار پڑھنے لگا **نظم**

اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے	تو بلبلو چہچہو کہ دن آئے بہار کے	کیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہے گل	شب بھر سنے چمن مین ترانے ہزار کے **دیگر**
عجیب گل چمن دہر مین ہوا پیدا	ترانہ سنج عنادل نسیم عطر بدر	و مگر بلبل کو سازدار ہو موسم بہار کا	عہد شباب تمکو مبارک ہو یار کا
اللہ رے دعا یہی ہی عندلیب کی	گلچین کے ہاتھ سے یہ کھٹکا ہو خار کا	یہ اشعار جو **خواجہ بزرجمہر** نے پڑھے تو اہل صحبت حاضرین جلسہ	

عشرت خرم وشاد ہوئے دعائین دینے لگے **بزرجمہر** نے کہا اے بادشاہ اس گل حدیقہ حسن وجمال وغنچہ چمن جاہ وجلال صاحبزادہ بلند اقبال جوان بخت خردسال کا **نوش روان** یعنے **نوشیروان عادل** نام رکھیے کہ یہ مژدہ فرحت افزا لینے خبر تولد فرزند مہ لقا ہنگام نوشانوش بادہ سرجوش مین سنا ہے یہی نام مناسب اور اچھا ہے **اشعار**

مبارک ہو اے شاہ گردون جناب	یہ فرزند مسعود والا خطاب	غلامی کرے اسکی خاقان چین	ہے ہفت کشور بھی زیر نگین
حکومت کا ملکون مین ڈنکا بجے	عدالت تری چرخ گردان کرے	ستارا ہو تابندا اقبال کا	ہے غلغلہ جاہ واجلال کا

بادشاہ کی خوشی کے مارے مثل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کردو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدائش نورچشم مین مسرور و شادان تھے کہ محلدار نے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ **عادل** کی عرض کر دو کہ زوجہ **القش** کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہے اس ہیئت وصورت پر ہے کہ زرد رو اور زرد مو بال آنکھے بھوے ہین اور آنکھین اسکی کرنجی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی ہے سراسر حرمزدگی کی نشانی ہے بادشاہ نے **خواجہ بزرجمہر** کیطرف دیکھا **خواجہ** نے بحکمت خیال کرکے عرض کیا کہ اے بادشاہ کیوان پناہ خانہ زادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کریگا بادشاہ نے اسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون زچاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ منادی شہر مین ندا کرے اور حکم پہونچا دے کہ سب رعایا اہل حرفہ واہل پیشہ دکاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائین اور جشن کرین سرکار سے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے اپنے گھرون مین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ سودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ وخوش ذائقہ آبدار وخوشگوار خوانون مین چنوا کر سبکے گھر دونون وقت صبح وشام جایا کرین اور شراب کے جام اور صراحی وسبو وشیشہ وکنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جسقدر خواہش ہو اسکو اتنی دین تکلیف تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچا یا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین علے اور مراتب ناچ کا سامان ہو کوئی حیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جا بجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اسی وقت سے درست ہوگیا اور جشن ہر جگہ شروع ہوگیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگے جس کوچہ مین جاکر دیکھیے ایک جشن تازہ ہے ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہے کہین طوائف ناچتی ہے کہین کسی بائی کی نوچی ہے کہین حیدر جان سی خوش گلو کہین سندر سی خوبرو کہین مغل جان سی ترانہ سنج کہین گوہر جان سی بے رنج کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا سا خوش مقال کہین قایم علی ناچنے والا کہین حسین بخش سا بھاؤ بتانے والا کہین کنہیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا نقال ہین اندر سبھا کا ناچ ہوتا ہے کہین میر حافظ کی سبھا ہے کہین مداری کے ناچ کا تماشا ہے کہین سپیرا ہوتا ہے کہین چکارا بجتا ہے کوئی طوائف نشۂ شراب مخمور بادۂ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہے **غزل**

چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا	نام تیرا جسکو ورد اے گلبدن ہو جائیگا	سامنا تجھسے جو اے نادک فگن ہو جائیگا	غنچۂ گل کیطرح خوشبوبدن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا
وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
سیرے اُسکے اتفاق روح و تن ہو جائیگا
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا
دختر رز ہوگی جو حلقہ مین ہمارے بے نقاب
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھلائیگی توفیق ازل
حسن کا عالم دکھائیگا مجھے سیر چمن
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا

کہین کوئی کشمیری بھانڈ وجد کے عالم مین یہ غزل گاتا ہوا اور بجاؤ بتاتا ہے **غزل**

آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا
پھول ہے جو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
گنبد پر زر غنچہ ہوا ہے شکر کف ار کا
زلف کے حلقہ مین دیکھا سبزہ گوش یار کا
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہے پھل تلوار کا
اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
غم نہین گو اے فلک رتبہ ہے مجھکو خار کا
یاد آیا یار نازک کنڈلی چمن مین مار کا
گرچہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
پردہ موسے سے نہین اللہ کے دیدار کا

گاتے گاتے جھٹ پٹ ناک پر انگلی رکھکے چمک کر برق کے مانند یہ ٹھمری گانے لگا **ٹھمری** سدھ لاگ رہی توری آٹھ پہر + تن من کی نہین موہے کھاک کھبر + سدھ لاگ رہی + نس مان سر موہے کل نہ پرت ہے + دکھلا دے کہون موہے ایک نجر + سدھ لاگ رہی + عرج کرت مورا جیا ڈرت ہے + دل دھڑکت دیکھ کنپت تھر تھر + سدھ لاگ رہی + جسکو جسطرح کا ناچ پسند ہو اُسکے مکان پر ہوتا ہے ہر جگہ جلسہ جما ہوا ہے کہین ستار بجتا ہے کہین طنبورا چھڑ رہا ہے کہین خالی بایان گمک دیتا ہے کہین چکارے کی صدا بلند ہے کہین دف بجا بجا کے لوگ خود گاتے ہین کہین جلسہ کم ظرفون کا ہے مثل قصابون اور چھکڑون کے جمع ہین دورۂ شراب چل رہا ہے نشہ مین جھوم رہے ہین تنبولیون کی دکانون سے گلوریان بنوا بنوا کے کھا رہے ہین چھینٹے اُڑ رہے ہین جوش سرور و مستی اور عالم خود فراموشی مین دارے بجا بجا کر یہ خیال گا رہے ہین پرستان کا سمان دکھا رہے ہین وہ خیال یہ ہے ناظرین پر واضح ہو کہ اس خیال مین علاوہ لطف زبان کے یہ صنعت ہے کہ حرف الف سے بے تک ہر مصرع ایک حرف آیا ہے اسکو خیال گانے والون کے محاورے مین اکہری سی حرفی کہتے ہین **خیال ٹیک** او ساقی مہر لقا تجکو کیسا یہ جام شراب دیا + نہ سرور دل نہ خمار ہوا نہ گزک ہی ملی نہ کباب دیا **چوک اول** ترا آج کدھر کو ہے دھیان بتا تو نے کیسا یہ بادۂ ناب دیا ثمر اسکا ہی نشہ ملیگا نہ وہ ابھی حیلے سے تو نے جواب دیا + جنھین سمجھے تھے زاہد و شیخ بڑا انھین لوگونکو بادۂ ناب دیا + حسب انکا پچند شرابی ہین وہ یہ ثواب کے بدلے عذاب دیا **اشعار** خم و سبو کو نہ بھر بھر کے آگے لا ساقی + دکھا دکھا کے نہ رندون کو تو پلا ساقی + ذلیل و خوار تو سمجھا ہے مجھکو کیا ساقی + رسوم مہر سے اپنی نہ منھ پھرا ساقی **اڑان** زن و مرد تجھی کو کہینگے بُرا کہ عوض مین شراب کے آب دیا **چوک دوم** سنو محفل عیش کا تازہ بیان مجھے دختر رز نے جواب دیا + شب ماہ مین آیا نہ مہر لقا مجھے اور یہ داغ ہشتاب دیا + صنم اب مجھے جام وصال پلا بہت اتنو الم پہ عتاب دیا + فراس سے نشاط و سرور کا ہی مجھے کیسا یہ بادۂ ناب دیا – **اشعار** طلب جو کرتا ہون مین ساقیا پلا دہ جام + ظہور نشہ کا ہو جس سے صبح سے تا شام + عبث تو کرتا ہے حیلہ حوالہ اور کلام + غرور دور مین اپنے نکر تو اے ناکام **اڑان** فقط عقل کا ساقی قصور ہے یہ کہ نہ تو نے جواب باصواب دیا **چوک سوم** قسم اب تجھے بادہ و جام کی ہے کر تھا جو چشم پر آب دیا + کبھی کوئی تو ساغر عیش پلا تجھے پیر مغان کا خطاب دیا + گلہ اور نہین رہی جو ہے تو یہ ہے مجھے بادہ دیا تو خراب دیا + لب جام سے بادۂ ناب نے تب مجھے جوش مین آکے جواب دیا – **اشعار** خراب دور زمانے مین آج کل یارو + نہ مجھسے منھ کو پھراؤ بہوش میخوارو + دفور نشہ سے بخشش ہے اے گنہگار رو + ہوس ہے دورۂ حق کی نہ اپنا دل ہارو **اڑان** یہی جادۂ عیش و سرور ملا یہ سوال کیا یہ جواب دیا – **چوک چہارم** یعنی چھاپ یعنی **مقطع** نام استادان **خیال** گو کے تھے رسالگیر ایسے ہی اہل ہنر کو جلا گئے اپنا جناب دیا – تھے مداری بھی ایسے ہی اہل سخن کو کسی نے انھین نہ جواب دیا + بڑے جوہری اہل سخن کے تھے وہ جنھین ہیرا کا نام خطاب دیا

مگر عاشق علی نے بہ طبع رسا یہ جواب بجوش شتاب دیا **اشعار** گئے جو محفل عشرت مین تم ہو کے مگن + مثل یار رنگ لٹا
کلغی والون کا جوبن + الہی بخش دکھاتے ہین بانکپن تن تن + بلند کیون نہ بھلا طرے والون کا ہو سخن + **ارکان** مع
چھاپ یعنی مقطع مصنف وہ سحر نے خیال بنا کے دیے کر نسیم نے عطر گلاب دیا اللہ ری خوشی
پیدایش **نوشیروان** کی تمام شہر مین دن عید رات شب برات ہر گلی گلی کوچہ بکوچہ ناچ رنگ ہنس بسیرا
بھگت سبھا ہو وارے ڈھول ڈھولکے بایان دہنا مورچنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تانین ہر رنگ
کی اڑ رہی ہین نوبتین آٹھ پہر جھڑ رہی ہین **نظم** ٹکورین وہ نوبت کی اور اُنکے بعد + گرجناؤ
دھوسون کا مانند رعد + وہ شہنائیون کی سہانی دھنین + جنھین سُنین مشتری اور زہرہ سُنین +
وہ جھانجھون کے جھناٹے قرنا کا شور + وہ نقارون کا اور تُرہی کا زور + تمام شہر نمونہ پرستان عیش وعشرت ونشاط کا
عجب سامان ہر زن ومرد خورد وکلان سرخ پوش دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر آتا ہے ہر ایک
دعاے ترقی دولت و اقبال وازدیاد رتبۂ جاہ و جلال کرتا ہے اُدھر سے جو مسافر گذرتا ہے دیکھکر شکل
آئینہ دنگ وحیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اُس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ ہوئے
شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک بقدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے جاگیرین
بخشین سیر زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دو رویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی
ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزار ہا سقے سرد گرم کار وبار
تمام ہوئے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی خوشی پھرتے ہین پھولے نہیں سماتے ہین کبھی اندر آتے
ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک خواص پری چہرہ سے چہلین کرتے ہین ہر ایک کا زر وجواہر سے دامن بھرتے
ہین ادھر بزرجمہر نے کھچڑی لیجانے کا سامان کیا ہزار ہا مرغ اور چوزے مرغ کے تانبے نقرئی وطلائی
لگن جستی ہانڈیون بزربفت کے بورون مین کھچڑی گھی کے کُپّے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری
بھاری ہنسلی کڑے طوق وغیرہ سونے کے اُسمین ہیرا یاقوت لعل وزمرد پکھراج نیلم بیش قیمت
جڑا ہوا واسطے مولود کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزار ہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی نبت گوکھرو
کے کشتیون مین ساتھ آگے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے سانڈنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے سات
باجے ڈھولے تاشے ڈھول مرفے بعد اُسکے جلوس لشکر شاہی سب سرخ پوش بصد جوش بعد اُسکے
انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور اُن بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہوجاے
اُسکے بعد ارغن باجا عجب تال سم اُسکا جسکو سنکے وجد ہو بادبہاری کے گھوڑے بجید جنکے بگل کی صدا سے
سواری کی شان معلوم ہو پھر بان بردار برچھی بردار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے نجیب بیشمار
روشن چوکی والے اپنی تانین سب اُڑا رہے ہین انعام قدم قدم پر پا رہے ہین چوبدار خاص بردار بڑے بڑے
چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے غول آوازین مبارک سلامت لگاتے ہوے
روشنی کثرت سے بیجاخ ہزار ہا فلیتے دہکتے ہوئے ہزارے صدہا اور انبر رال کے مٹھے چھڑکتے ہین روشنی
کیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے نفیس پالکیان بوچے تحاف میانے ڈولیان سکھپال
بصد جاہ وجلال پیچھے پیچھے اُنمین تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص وعام مگر سکھپال مین مان بزرجمہر
کی جوڑا کارچوبی پہنے سر سے پانک زیور مرصع کا جواہر آبدار مین لدی ہوئی بصد جاہ وحشم سوار کہاریان

زرق برق سواری کے آس پاس آنکی پوشاکین مطلا و مرصع چمکتے جواہر کے سر پر لگے ہوئے لہنگا پٹھر کاٹی ہوئین سکھپال کے پائے تھامے دوڑی چلی جاتی ہین آگے پیچھے آتشبازی چھوٹتی جاتی ہے انار بان ہوائیان ناپال پچھاتے چرخیان مہتاب عجب سامان ہو کبھی چشم فلک نے دیدۂ شوق سے نہ دیکھا ہو گوش چرخ و ملک نے نہ سنا ہو اس تجمل و حشم اور دھوم دھام سے چھٹی کی کھچڑی بزرجمہر لیکر دولت شاہی پر پہونچے بادشاہ کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا سواریان سب اترین تمامان ملاحظہ کیا مان نے بزرجمہر کی سلام کیا اور مولود یعنی صاحبزادہ بلند اقبال کی سر سے پانک بلائین لین گرد پھری اور زر و جواہر لعل و گوہر تصدق کیا پھر تارے دیکھنے کا وقت آیا زچہ کو عروس شب اول کیطرح آراستہ کیا نہلا دھلا کر چٹی چیز زرین سر مین باندھی جوڑا اعلی سے اعلی بھاری سے بھاری پہنایا زیور جواہر بیش بہا کا زیب سراپا کیا عطر سہاگ سوتیا و کیوڑا گلاب خوب لگایا دایہ نے چوک آٹے کا صحن مین پورا اُسپر چوکی جواہرات کی بچھائی زچہ کی گود مین مولود مسعود کو دیا زچہ گھونگھٹ نکالکر تلوارون کے سایہ مین صحن مین چوکی پر کھڑی ہوئی سات تارے آسمان پر گنوائے گئے چار دن کونون کو سلام کرایا وہان سے لاکر بسم اللہ بسم اللہ کہکے مسند زرین پر بٹھایا نذرین گذرنے لگین روپیہ اشرفی زر و جواہر لعل یاقوت ہیرا نیلم پکھراج تصدق ہونے لگا بادشاہ نے مرگ مارا مگر کیا مجال جو کوئی بادشاہ کو عوض مرگ مارنے کے کچھ دے سکے کیونکہ وہ خود بادشاہ مملکت خدیو حشمت ہے گائنون نے مبارکباد دینا شروع کی ناچ رنگ جشن ہونے لگا بادشاہ انعام خلعت دوبارا تقسیم کرنے لگا یہان زچہ کو تھال کھلایا گیا سونے کی سینیون مین تھال اور کھانا آیا ہر رنگ ہر طرح کا کھانا ہر طرح کی دال عمدہ پکی ہوئی ہر طرح کا سالن نادر ہر طرح کا پلاؤ اور چلاؤ اور زردہ سفیدہ متنجن مزعفر ہر طرح کی کھچڑی بھونی سادی قبولی خشکہ چپاتیان پراٹھے میٹھے سلونے شیرمال باقرخانی شیر برنج اچار مربا اس تازے کھانے کے ساتھ باسی کھانا بھی اور تازہ باسی پانی بھی کہ اس دن زچہ کو یہ سب چیزین کھلانے کی رسم ہوتی ہے پہلے زچہ نے تھال سات سہاگنون کے ساتھ کھایا پھر ذرا ذرا سا سب کھانا زچہ کو چکھایا پانی پلایا بعدہ جشن ہونے لگا رقص شروع ہوا ارباب نشاط ناچنے لگے جلسۂ عیش و عشرت جمع ہوا ہر ایک ناچ دیکھنے مین مصروف ہوا

ابیات

		خوشی سے پلا مجھکو ساقی شراب
کوئی دن تو بج جائے چنگ و رباب	کرون نغمہ تہنیت کو شروع	کہ اک نیک اختر ہوا ہے طلوع
عجب صاحب حسن پیدا ہوا	جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا	نظر کو نہو حسن کی جسکے تاب
اُسے دیکھ بیتاب تھا آفتاب	نیا حسن کا ایک سامان ہوا	جسے دیکھکر دنگ انسان ہوا
ادھر شاد تھے سارے نقارچی	لگا ہر جگہ بادلہ اور زری	نیا ٹھاٹھ نقارخانے کا سب
مہیا کرا اسباب عیش و طرب	غلاف اُنپہ بانات چپر زر کے ٹانک	شتابی سے نقارون کو سینک سانک
دیا چوب کو پہلے سم سے ملا	لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا	صدا زیر و بم کی وہ پُر شگون
کرون دن خوشی کی خبر کیون نہ دون	بجے شادیانے جو اُس گھڑی	خوشی سے ہوئی گرم خلعت گری
محل سے لگا تا بدیوان عام	عجب طرح کا اک ہوا اژدہام	بٹنے لگے نذرین امیر و وزیر
لگے کھینچنے زر کے توڑے فقیر	امیرون کو جاگیر لشکر کو زر	وزیرون کو الماس و لعل و گہر
سوارون کو عمدہ سے جوڑے دیے	پیادون کو خوش ہو کے گھوڑے دیے	بہانک خوشی مین کہین زر نثار
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار	بھگتیون کا بھانڈون کا وہ اک ہجوم	مبارک سلامت کی ہر سمت دھوم

خوشی کے تھے بس ہر طرف سے بساط ۔ کھڑے ناچتے اسپہ اہل نشاط ۔ غرضکہ شاہزادۂ عالی تبار بلند مرتبت
ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان مین پرورش پانے لگا بادشاہ حظ زندگی بعد فرحت و خوشی اُٹھانے لگا **خواجہ بزرجمہر** سے ایکمرتبہ اُس تقریب شادی مولود مسعود کے کئی روز بعد بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا کیا دریافت کیا جلد بیان کر دکہ اطمینان خاطر ہو **خواجہ بزرجمہر** حسب الارشاد بادشاہ **اشعار**

اُسی وقت رمال طالع شناس ۔ لگا کھینچنے زایچے بے قیاس ۔ دھری تختی اک آگے قرعہ لیا
گیا دھیان شہزادے کا برملا ۔ جو پھینکا تو شکلین گئین تھین وہ مل ۔ کئی شکل سے دیکھا پھر متصل
یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی ۔ کہ ہو گھر مین امید کے کچھ خوشی ۔ یہ سُن ہمسے ای عاشقون کے شفیق
بہت ہمنے تکرار کی ہر طریق ۔ نظر خوب کی پھر بیاض بساط ۔ ہر ایک ایک نقطہ مین فرو نشاط
ہر اس بات پر اجتماع تمام ۔ کہ طالع ہر فرزند کا نیکنام ۔ ستارون مین طالع کے اچھے ہین طور
خوشی کا کوئی دن مین آتا ہر دور ۔ نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر ۔ تو دیکھا کہ ہر نیک آنکی نظر

غرضکہ ای بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پُر نور کو مبارک کرے تا صد وسی سال اِسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ بحر و بر ہوگا اور عدالت بعقل وگیاست کرے گا اور دربار مین اسکے کرور سوار کے افسر بیٹھین گے سرداران اولوالعزم و پہلوانان پر شکوہ ملازم بخدمتگذاری رہین گے دربار شاہانہ بفخر و افتخار جمع رہیگا اور شہزادہ تبارج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل ذہین ذکی بہت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع قوت و طاقت مین بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور سلمانون سے ہمیشہ فساد جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اسکا وزیر بد تدبیر یہ طفل صغیر بنیا **القش** وزیر بے پیر کا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادۂ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہر حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بدکردار فتنہ انگیز آفت خیز ہر یہ لڑکا بعد وزارت اپنے اس شاہزادۂ بلند مرتبت کو بعہد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر دیار بہ دیار پھرا دے گا ہر ملک ہر جوار مین سلمانون سے لڑوائے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیر خواہان بادشاہ فلک جاہ بخوف جان و مال آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اس وزیر کا دور دورہ ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا سب طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ **قباد** شہریار نے کہا ای **بزرجمہر** اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہر **بزرجمہر** نے عرض کی ای معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ **نظم**

کہ آئی ہر اب ساتوین مشتری ۔ ولیکن مقدر ہر کچھ اور بھی ۔ نصیبون نے کی آپ کے یاوری
خوش اقبال لڑکا یہ ہر ہو وے ۔ خطر ہر اسے فوج اسلام سے ۔ کہ ہین اس بھلے مین بُرے طور بھی
گردشت غربت کی کچھ سیر ہر ۔ کچھ ایسا نکلتا ہر طالع مین اب ۔ شہا جان کی سب طرح خیر ہر
خرابی ہو اسکی کسیکے سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا ای **خواجہ بزرجمہر** نام **القش** کے بیٹے کا کیا رکھا جاے **خواجہ بزرجمہر** نے کہا ای بادشاہ اس لڑکے کا نام **بختک** رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہر اور برائی اسکی آپ پر ظاہر ہر مگر پھر اسکی پرورش کیجاتی ہر بادشاہ نے کہا ای **بزرجمہر** اگر تمھاری راے ہو تو مین اسکو اور اسکی مان کو قتل کر ڈالون بنیاد فساد مٹاؤن **خواجہ بزرجمہر**

نے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل او رپیشتر از وقوع واقعہ سزا کسی کو دینا اور بار خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے
حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ضرور آ گے ظہور ہو گا **مصرع** علم غیبی کس نمید اند بجز
پروردگار ﴿ اے بادشاہ عادل شاید میری رائے غلطی پر ہو آپ تامل فرمایئے اور دونون لڑکون کو پرورش
کرنے کا حکم دین **نظم**

ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کہ دنیا مین توام ہر شادی و غم
کہا شہ نے اسپر نہین اعتبار
جو چاہے کرے میرا پروردگار

وہ شہزادۂ بلند اقبال بڑے ناز د نعم سے پرورش پانے لگا دن رات کنار دایہ آرزو و مراد ظل عاطفت پرورد رہین ذہ گل مراد سرسبز ہونے لگا جوش و ولولۂ اتحاد مین خرم و شاد رہنے لگا اس نونہال دوحہ سلطنت گل **حدیقہ** جاہ و حشمت کا سن جب سال بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی اسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام وہی خوشی کا اژدہام وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی اسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گھڑی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا سامان تحریر کیا جاے داستان طولانی ہو جاے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہی کہ جب شہزادۂ عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی سامان جشن و عیش و عشرت ہوا کوچہ بکوچہ گلی گلی گھر گھر رعایا اور برایا سبکو حکم جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصبہ عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار خزانے کا دروازہ کھلوا دیا سیم و زر گیا جواہر بیش بہا تقسیم ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی استادان ذی ہنر و فاضلان علم سر بسر و اہل فنونان پیشتر سے بلوا لیے گئے شہر کے ذی کمال خوش مقال آنکے حاضر در دولت فیض منزلت ہوئے **نظم**

ہوئی اُنکے کتب کی شادی عیان
ہوا پھر اُنھین شادیون کا سمان
دیا تھا اُسے حق نے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا
لگا پڑھنے ہیئت اور تا نجوم
زمین سے فلک تک ہوئی اُسکی دھوم
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف
اسی نحو سے عمر کی اپنی صرف
عطارد کو آنے لگی اسکے ریس
ہوا سادہ لوحی مین وہ خوشنویس
ہوا جبکہ نو خط وہ شیرین رقم
بڑھا کر لکھے ساتھ اُسنے قلم
لیا ہاتھ مین جب خامۂ مشکبار
لکھا نسخ و ریحان و خط غبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی و جلی مثل خط شعاع
شکستہ لکھا اور تعلیق جب
رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کیا خط گلزار سے جب فراغ
ہوا صفحۂ خط گلزار باغ
کرون علم کا مین کہان تک بیان
کہ ہر خوب اب مختصر داستان
رکھا چوٹ نے بھی جو لکڑی پہ ہاتھ
کیا اُسپہ قبضہ ذہانت کے ساتھ
ہوئین دست و بازو کی صفائیان
اُڑائین گئین ہاتھ مین گھائیان

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ اسی طرح پسر **الفقش** وزیر بے پیر لینے **بختک** بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھایا گیا کسب و کمال فن و ہنر اُسی طرح سب سکھایا گیا بادشاہ **بختک** کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادۂ والا قدر کی محبت کا ہر وقت دم بھرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعب داب قواعد و آداب سلطنت و تہذیب آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و امور جہانبانی دکھلاتا تھا اور سکھلاتا تھا بارہا شاہزادۂ بلند اقبال سے فرماتا تھا کہ اے فرزند ارجمند یہ میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے **خواجہ بزرجمہر** کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف رائے **خواجہ** بزرجمہر کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمہارا نہایت خیر خواہ ہے اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی بھی رسم و راہ سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ عم نامدار لیعنے چچا جان کہا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمایش کرتا ہی بیٹا نوشیروان ہرگز ہرگز بختک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ طفل کینہ دیرینہ اپنے باپ کے قتل ہونے کا بزرجمہر سے نکالیگا اسوقت بزرجمہر تجھسے جدا ہوجاے گا پھر یہ ملک ومال ودولت وحشمت حکومت وسلطنت جاتا رہے گا بگڑا ہوا کار خانہ ہرگز تمھارے بنائے نہ بنے گا خبردار خبردار بہت ہوشیاری کرنا کوئی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دھر نصیحت کو یاد رکھنا دلکو شاد کرنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا جب نوشیروان اور بختک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار پڑا تیمار داری ہونے لگی مگر مرض الموت کا کیا علاج ہے اسکو دواے صحت کی کیا احتیاج ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ وزاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابوالخیر لامکانی قزاق کا فتنہ ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلا دے شراب
بنا آج رندون کو غم کا زلال
ہو قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ می نوش جب ہوئے گا شہریار
نظر پر ہو چشم کرم ساقیا

کہ ہے بیقراری بچشم پر آب
ہین خشکیدہ لبہاے جام وسبو
اُٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ
پھر اب یان کا شاہانہ سامان ہو

مناسب ہے تجھکو بھی حزن وملال
ذرا دیکھ تو شیشۂ وخم کو تو
خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
کہ مینا نہ رشک پرستان ہو

کہ توام ہے شادی وغم ساقیا - اشعار رنج راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا

مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
پھر نہ ہو گا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین اسکے مری گور رکھو گے اگر ان
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون اگر
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

گیسوؤن سے نہ کوئی رہزن یمان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سیاہ
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا
تیری فریاد گا محتاج مین وا منہ نہین
ای پری پردہ تری دیوار کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
ایک دن یار مرے ہاتھ عریان ہوگا
بعد میرے نہ گزر ذار لے گا نہ

خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
عود کرنے کی نہین روح نکلکر ای یار
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا
بوے مے ہو رہی ہے اس میکدہ مین کیفیت
ای جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے مرا پاتن داغ
خار وگل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے خریدار ہے بت عیار نہ ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا ۔ سیت نویسندۂ داستان الم رقم کردہ است آئینین از قلم چکار وایان جادہ ملک عدم وقافلہ آرایان دشت شادی وغم شاخ قلم جودت رقم کو حسب حال فصاحت مآل یہ رباعی کسی استاد کی پڑھکے صفحۂ قرطاس اساس پر یون روان کرتے ہین رباعی

اے مرگ ہزار خانہ ویران کردی ٭ در ملک وجود غارت بان کردی ٭ ہر گوہر نفیس کہ آمد بجہان بردی
وزیر بر خاک پنہان کردی ٭ کہ جب قباد شہریار بعارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر یہ ارشاد
کیا کہ اے عالم بے بدل کامل اکمل تجھکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہون خبردار خبردار ملک
اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دلشاد رکھنا شہر کو عدل و داد سے یاد رکھنا نوشیروان
کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اوسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے بگوش اوس کلام حسرت
انجام کو سنا رنج و غم صدمہ و الم سے سر دھنا مگر قضائے الٰہی سے کیا چارہ شمشیر اجل سے ہر دم حیات کا
دل صد پارہ ہو ناگاہ اندملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینا آیا روح
جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پاؤن مین تشنج ہوا رگین کھچنے لگین مسافر ملک عدم نے کوچ کی
تیاریان کین پاؤن کبھی سمیٹے کبھی پھیلائے ہاتھ اٹھا اٹھا کے دیدے دیدے مارے جب روح ہر طرف
سے کھنچ کے دماغ مین بند ہوئی دم سینہ مین آکر اٹکا تھوڑی دیر مین اک دو ہچکیان آئین طائر روح قفس جسم سے
طرف گلشن عدم کے پرواز کر گیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب کشاکش بند حیات سے نکالا بحکم باغبان
قضا و قدر گلزار عدم مین چھوڑ دیا یعنے قباد شہریار راہی دار البوار ہوا ہر ایک کو غم و الم بیشمار ہوا
محلات محلے مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال دردمند ہوا بزرجمہر کو کمال
ملال ہوا غم سے عجیب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اٹھانے کا سامان کیا اسدن اسی کاروبار مین
سب مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی
سریر جہان پناہی تیار کیا جلسہ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کر کے نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی
پر بٹھایا تاج شہنشاہی جہان پناہی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار
خسروانہ جمع ہوا چھ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین و دنگل یکین اٹھارہ سو
دعویداران سلطنت بہ کمتب وحشت کرد رسواران زرہ پوش لاکھ افسر میدان سلح شور سردار سراسر بیٹھے
ہین خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام مین کہا اے نوشیروان مین نے بموجب وصیت قباد شہریار بے حجت
تکرار اسوقت تک سب حکام بادشاہ متوفی عمل مین لایا اور تمکو برضا و رعیت و بخوشی تمام تخت نشین کر کے
سرور ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کہ کبھی خلاف
رائے میری کسی امر مین دخیل ہونا جس طرح مین کہون اسی طرح کرنا اور اگر یہ امر منظور نہین ہے تو
تمکو اختیار ہے یہ عہدہ وزارت جسکو چاہو دو مجھ پر یہ بار گران ہے رعایت و بہ خیر خاطر ناچار رہنا دھرو
نوشیروان نے کہا اے عم نامدار آپ میرے چچا ہین بجائے آپکے دوسرے والد ماجد بھی
نسبت آپکے وصیت مجھسے کر گئے ہین کبھی خلاف رائے آپکے نکرونگا احاطہ اطاعت سے آپکی
قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا اے فرزند تم میری آنکھیں ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر نالان
ہو مین چاہتا ہون تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و مکرم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت و حشمت
اہل عدل و داد کا رواج ہو الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد جشن سب حاضرین دربار
و سرداران نامدار نے نذرین دین جشن ہونے لگا بختک کو نوشیروان نے چالیس زبدہ
کا افسر کیا یہ بھی دربار مین حاضر رہتا ہے ایک روز دربار مین نوشیروان تخت شاہی پر مع الوزرا

جلوہ فرما تھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان ملازمان واقعہ کا حلقہ بندھا تھا بڑے بڑے جری دلیر بہادر دلاور شجاع مثل رستم
وزال دنگوں پر بیٹھے تھے **کاؤس** کرانی دکاؤس کاشانی وابداغ لاہوت وجم زرین کلاہ وقارن رزم
زن وقارن فیل تن واہرمن درشت چنگال وسرشار قوی بازو ومدہوش کوہ پیکر و آرد شیر بن
گستہم و مارد شیر بن گستہم و ابلق سوار بن گستہم وگیہان بن گستہم و فرہان شیر افگن و
نریمان فیل کن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پایئے اور اماکنہ پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قمر برج
شوکت وشان بالشکر ظفر پیکر سیارگان بصد زینت وزینت ابہت فرمائے سریر سلطنت ہی یا مہر درخشان بصد
تازگی وزیبندگی وبہ مکنت وحشمت زیب اورنگ افلاک حکومت ہی یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے
آئے دربار عام مین حاضر ہوئے مجرا گاہ پر بادب استادہ ہوکے بادشاہ معدلت پناہ کو دعاے ترقی عز وجاہ و
ازدیاد مال و دولت ومکنت وحشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے یہ شعر پڑھا
شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ✤ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ✤ اے بادشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ و
مہر کلاہ ایک تاجر جسکا مال کسی نے زیانکاری ومکاری سے خرید کیا اور اُس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید
کیا وہ در دولت ملازمان باشوکت پر حاضر ہی کچھ حال ہمسے نہین بتاتا ہی کہ کسنے اُسے ستایا ہی کس
سنگدل نے اسکا دل دُکھایا ہی جب **نوشیروان** نے یہ ماجرا سُنا خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا
بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے عرض کیا کہ حضور اُس مستغیث کو اپنے سامنے بلواکر استفسار
حال کیجیے پھر جیسا مناسب وقت ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا معاملہ کا فرو رہی
عدم توجہی عدالت سے دور ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اسکا دکھاؤ
ملازمان سرکار معدلت آثار حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اُس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے آیا
بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر لاغر حقیر اسّی نوے برس کا سن رنگ سُرخ وسفید بلند قامت
دُبلا پتلا کشادہ پیشانی کلان چشم سرد وگرم روزگار چشیدہ گردش لیل ونہار دیدہ نشیب وفراز زمانہ
دیکھے ہوئے مصیبت اُٹھائے ہوئے لباس عمدہ ومعقول غمزدہ وملول خار ظلم وستم سے دامن ازل
تار تار شمشیر وجور سے جگر فگار بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ اے مرد پیر مضطر ودلگیر حال بیان
کر کہ فلک کجرفتار نے تجھے کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثۂ عظیم درپیش آیا کس مرد ظلم لب طرنے تیرے
ساتھ چال سے قمار بازی کی زمانہ ناہنجار نے کونسی کجروی ودغابازی کی کہ تجھ ایسے عاقل وفرزین کو مات
کیا کیا ظلم وستم ہیہات کیا اس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ
معدلت پناہ یہ غلام مبتلاے آلام ایک تاجر غریب کہ وہ اس ملک کا میرے حالات سے ماہر ہی مین ہمیشہ لباس
نفیس قابل پسند خاطر امرا واشیاے نادرہ اموال نایاب لیکر شہر بشہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا
اور اس مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اُٹھاتا تھا ان دنون خبر جلوسی تخت سلطنت حضور سنکر تحفہ جات
ومال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانۂ دولت نشانۂ حضور کے آنے والا تھا جب قریب ملک **مدائن** کے
پہونچا تمام مال واسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا ہمراہیون کو میرے مار ڈالا مین اپنے متاع
جان کو غنیمت جانکر لے بھاگا لہذا امید وار ہون کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری فرمائین
اُس قزاق کو گرفتار کرین اور مال واسباب میرا مجھے دلوا دین کہ مین ہمیشہ اس شہر مین آتا

تھا

آتا جاتا یون زمانہ قباد شہریار مین کبھی کوئی مجھسے خبر ہوتا تھا مین ہر جگہ ہر مقام پر چین سے سوتا تھا اب اُس بادشاہ سودولت پناہ کے مرتے ہی زیر دیوار شہر پناہ حضور قزاق اور رہزن بسنے لگے مسافر لٹنے لگے بادشاہ نوشیروان نے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار ذی قدر ذی وقار آپنے سنا ہماری حد عملداری مین راہزنی ہونے لگی رعایا آنسوؤن سے منھ دھونے لگی تاجر لوٹا گیا مال تلف ہوا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی ای بادشاہ عادل باذل حضور وزراے خوش تدبیر سے تاکید نہین کرتے کہ تم کیسی وزارت کرتے ہو راہ خبرگیری ملک مین نہین قدم دھرتے ہو چالیس وزیر ہین اور بندوبست مملکت نہین ہو سکتا ایسی غفلت اور بیہوشی حکومت فراموشی ہے اور خادم فی الحال اندوہ و غم و رنج و الم بادشاہ قباد شہریار مین ہے مجھکو کچھ اپنے دست و پا کی خبر نہین جبھی تو نتیجہ بد ظہور مین آیا فلک کجرفتار نے یہ دن دکھایا اب کیا مشکل امر ہے حکم محکم فرمانے حکم محکم فرمائیے فوج بھیجے قزاقان اور راہزنان بدکردار کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے بادشاہ نے دست راست اپنے ملاحظہ کیا تو سعد زرین کمر اور سعید زرین ترکش دو سردار خوش کردار دلاور بہادر جرار اٹھ کھڑے ہوے بادشاہ جمجاہ کی نذر دی خلعت رخصتی ملا ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر بارادۂ قتل و گرفتاری قزاقان و رہزنان بدمعاش کی تلاش مین روانہ ہوے ہر جگہ آب لذیذ و غذاے لطیف و جاے دلکش و نزہت دستیاب ہوئی بعد قطع منازل و طے مراحل بادیہ پیمائی کرکے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے جہان وہ قزاق رہتے تھے سب فوج کو گرداگرد ہر درۂ کوہ مین بھر دیا سب فوج فرداً فرداً جابجا درۂ کوہ مین اور گھاٹیون مین پوشیدہ ہوگئی کر سردارون اور ہرکارون کو خبر دریافت کرنے کو بھیجا اُن ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ ہمنے خوب تحقیق اور دریافت کیا ہے وہ قزاق کسی مقام پر لوٹنے مارنے گئے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اب وہ وقت ہے شعر

قرص خورشید در سیاہی شد * یونس اندر دہان ماہی شد * دیگر رومی پہ حبش نے فتح پائی * پس ظلمت شب تمام چھائی *

القصہ جب نصف شب گذری اور قزاقون کو لوٹ سے مہلت ملی اپنے مقام پر آئے لوٹ کا اسباب لاے وہ سب مال و اسباب لاکر ایک جگہ جمع ہوا آپس مین یہ مشورہ کیا کہ کل صبح کو یہ مال و اسباب آپس مین تقسیم کرکے حصہ بانٹ کرینگے اب اسوقت تھکے ماندے راہ کے ہین غافل ہوکر سو رہے بخت خوابیدہ نے فتنہ گری دکھائی نیند بیہوشی سے آئی یہان ہرکارون نے خبر دی سب نامداران ہمراہ اُن سعد اور سعید جرار با جماعت پانصد سوار چہار طرف سے آپڑے ہر ایک کی مشکین باندھین اور مقید کرکے لیچلے ان قیدیان مکار و قزاقان ستمگار کو اعرابون پر ڈالکے طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے دربار فلک وقار بادشاہ نوشیروان مین حاضر کیا یہان بادشاہ ہفت سریر جہانبانی پر جلوہ فرمایا تھا سعد اور سعید نے اول مجرا کیا بادشاہ نے حال پوچھا اور کہا کہ بیان کرو قزاقون سے کیا معاملہ درپیش آیا ان دونون نے عرض کی کہ اقبال شہنشاہی و جہان پناہی شریک حال خادمان خوش مآل اور فضل ایزد متعال تھا کہ اُن ظالمان بدکردار کو ملازمان حضور فیض گنجور نے گرفتار کیا اور گستاخان کشان بحال و تباہ ان بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہین امن و امان سے حاضر ہین بادشاہ نے جب یہ کلام نیک فرجام اُن عالی مقام سے سنے حکم دیا کہ اُن قزاقون کو ہمارے سامنے لاؤ حال اُن چورون کا ہمے دکھاؤ فوراً ہمراہیان سعد اور سعید اعرابون پر سے اُتار کے زنجیر ہاے آہنی محکم پکڑے ہوے قبضہ مین کئے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے جلاد بلوائے اور حکم دیا کہ انواع عقوبت اور عذاب سے ان سبکو

قتل کرو ذرا تاخیر ہنو سردار اُن قزاقون کا کہ نام اسکا ابو الخیر لا مکانی تھا عقل و فطرت کا بانی مبانی تھا اور جہان دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تھا جب اُسنے دیکھا کہ میرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات قطع ہونے والا ہی بے اختیار آگے تخت شاہنشاہی کے آکے کھڑا ہو کر دعاے درازی عمر و دولت و اقبال و حشمت دینے لگا اور دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ مین قزاق ابو الخیر ہون ہمیشہ صحراے سبزہ زار مین مائل سیر ہون ہمیشہ ہمیشہ میرا مسکن دشت و کوہ و صحرا ہی کہ وہ مقام نہایت پر فزا ہی مین صحراے پر فزا کو اپنے گلشن پر بہار جانتا ہون شب و روز وحشیان دشت سے محبت رہتی ہی بچپن سے سنتے سنتے مین تمام جانورون کی زبان سمجھنے لگا اور اب مین انہین کی زبان مین اُنسے باتین کر لیتا ہون مین سب وحشیون اور طائرون کی زبان بخوبی جانتا ہون بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ ای ابو الخیر تو زبان طائرون کی اور وحشیون کی مجھے سکھاے گا ابو الخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتاسے گا مگر حضور کے اور ملکی و مالی مین فرق آسے گا اور اوقات دربار عدالت فرماروائی حکومت و سلطنت کو ہرج دکھاسے گا فرصت قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اسکے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہیے دیکھنا چاہیے اگر انسان علم عربی پڑھا ہو اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس نحو سے علوم حاصل ہون کہ ہر طائر ہر درند ہر گزند کی زبان معلوم کرنا اور انکے لہجے یاد ہونا اور انکی گویائی کے طریقے سمجھنا تو یہ بہت دشوار ہی اسکو ایک عمر نوح چاہیے مگر ہان ایک صورت ہی کہ خواجہ بزرجمہر کہ یہ حکیم حاذق ہر علم مین لایق ہین انکو حکم ہو کہ زبان وحوش و طیور مجھسے سیکھین یقین ہی کہ وہ اپنی فہم فراست اور عقل و کیاست سے بہت جلد یہ علم بھی حاصل کرینگے اپنی حکمت عملی سے ان زبانون کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہین اُنسے حضور وقتاً فوقتاً سیکھا کیجیے گا یہ طریقہ مناسب ہی بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابو الخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد کیا کہ ای ابو الخیر ہمنے تیرے دلکوش کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرہ زر عنایت فرمایا اور خواجہ بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ای عمو جان آپ اسکو اپنی سپردگی مین رکھیے اور یہ روپیہ ابو الخیر اپنے صرف مین لاے اس سے اوقات بسری کرے اور زبان جانورون کی آپکو سکھاے اور جو کچھ آپ اُس سے سیکھیے وہ مجھے وقت بوقت تعلیم کیا کیجیے خواجہ بزرجمہر آداب بجا لاکر ابو الخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آے اور ابو الخیر سے ارشاد کیا کہ کیون ای ابو الخیر سچ ہی کہ تو زبان جانورون کی جانتا ہی مگر مین اپنے علم حکمت سے تجھکو یہ خبر دیتا ہون کہ تیرا کلام نا فرجام سراسر دروغ ہی فقط جانبری کے واسطے تونے ایسا فعل کیا کہ جھوٹھ بولا زبان وحش و طیر سواے جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہین جان سکتا یہ راز کوئی نہین پہچان سکتا ابو الخیر خواجہ بزرجمہر کے پانون پر گر پڑا دست بستہ عرض کیا **شعر** سر بکف پیش تو از ظل آلہ آمدہ ایم ✤ سایہ رحمتے وما ہم پنہ آمدہ ایم ✤ آپ سچ فرماتے ہین مین نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت بادشاہ مین عرض کی والا زبان جانورون کی مین کیا پہچان سکتا ہون اور کیونکر جان سکتا ہون مین نے ابھی آپکا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور دامن عاطفت مین آپ کے آنکے چھپا کہ پناہ ملے اور آپ مردمند ہین میرے اس راز کو چھپا سنگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام حسرت انجام ابو الخیر راستباز کے بعد سوز و گداز سنے ارشاد فرمایا **بیت** راستی موجب رضاے خداست ✤ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ✤ ای ابو الخیر اب جو تونے مجھسے سچ سچ

بیان کردیا ہی اور میرے دامن مین پناہ لی ہی تو بس کیا ڈر ہی وہ پیدا کرنے والا مددگار ہی دشمن کیا نابکار ہی جا مین نے تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھیگا جو کچھ میرے ذہن مین آے گا وہ کہدونگا ابو الخیر نے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائیگا عمر بھر غلامی سے باہر ہونگا کیا مجال جو کبھی سرتابی کرون یا قدم احاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشۂ قزاقی کرتا رہا عیاری بھی مجکو خوب معلوم ہین اور ہر ایک رئیس وامیر و وزیر و شاہزادے کو عیار ضرور چاہئے ہی مین حضور کا غلام نیک رہونگا قدم مبارک چھوڑ کے کہین نہ جاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام مسرت انجام ابو الخیر کا سنا بہت مسرور ہوا اسکو اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا مگر بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم و عقیل حد درجہ تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ نے بڑا دھوکا کھایا ابو الخیر کو رہا کردیا کیونکر ہوسکتا ہی کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُسنے دعوے جھوٹھا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش وطیور کوئی نہین پہچانتا سواے حضرت سلیمان پیغمبر کے ایسا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ نے کہا خیر کہان جائیگا جھوٹھ سچ معلوم ہوجائیگا عم نامدار میرے خواجہ بزرجمہر کہ وہ مرد پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹھ نہ بولینگے اگر وہ جانتا ہوگا تو اُس سے اِس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرماکر اُن قزاقون کو بادشاہ نے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابو الخیر تھے سب کے سب قتل کئے گئے اب خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لاے بختک نے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہی اور کیسی ہی بزرجمہر نے جواب دیا ای بادشاہ مین زبان طائرون کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہی بڑی مشکل سے سیکھی جائینگی سواے میرے وہ زبان جانورون کی جو ابو الخیر جانتا ہی کسی کو نہ آئیگی اور ابو الخیر بخوبی جانتا ہی جھوٹھا نہین ہی بلکہ سچ کہتا ہی وہ مجھے سکھایا کرتا ہی باریکیان بتایا کرتا ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران و وحشیان خلعت فاخرہ دیا بہت خوش کیا القصہ جب چندے زمانہ اس واقعے کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کیون چچا جان آپ نے کس قدر زبان طائران و وحشیان خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مین ابھی تک مین طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ نے بختک سے کہا کہ جس طرح والد نامدار قباد شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اسی طرح مین کلام خواجہ بزرجمہر کو سچ جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب سمجھا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا کہ مین ہر ایک وحش وطیر کی زبان سمجھونگا اور انکا سب انصاف کیا کرونگا بختک ہنسا اور عرض کیا کہ میرا کلام اعتقاد یہ وہی ہی کہ سواے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش وطیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہی نہ جانتا ہی بادشاہ کو یہ کلام اس بدانجام کا کمال بُرا معلوم ہوا اور تمکین جواب دیا کہ ای بختک تو بڑا شوردل ہی شیرین سخنی مین جاہل ہی تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو دروغ گو جانتا ہی باتین بناتا ہی پدر بزرگوار قباد شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹھا نہ جانتے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرتا بختک نے عرض کی کہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے بسر بخشش کیجئے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن بسبب کاوش کے آٹھ پہر فکر مین

خواجہ کی رہا کرتا تھا بزرجمہر کی ذلت و رسوائی کی تدبیر میں پھرتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ میں خواجہ کو ذلیل کروں اور زک دوں کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ القش کو ذلت فاش ہوئی گھربار سارا میرے باپ کا انہوں نے لٹوا لیا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجکو بھی ذلیل و خوار سامنے بادشاہ کے کرتا ہے اور ہمیشہ کریگا کوئی ایسی تدبیر کیجے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ کے ایسا ذلیل و خوار ہو کہ یاد کرے بختک اسی فکر میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے دلپر ملال و غم سہتا ہے کہ ایک روز آسمان پر لکہ ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے اٹھی جب تند ہر شور سپہ مست زکہسار آمد * میکشان مژدہ کہ ابر آمد و ببار آمد * نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت خیز دیکھا حکم دیا سامان شکار تیار ہو جلیئے میر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے باز دار ہاتھ لیے ہوئے باشہ جراہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا طمنہ ہر ایک کا روک رکہا چیتے کی کھٹولیان ہاتھون پر کسی گئین خیمے بار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین رازدار مرکبہائے پری پیکر پر سوار ہوئے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و سرداران کج کلاہ و جوانان ذیجاہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے اور تمام سامان عیش و نشاط و فرش و فروش انبساط اور شراب و کباب کی کشتیان یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو خلقت کا ہجوم چارطرف شکار کی دھوم یہ بات ہر خرد و کلان کی زبان پر آئی یوز و گوزن و چیتے و شیر ژیان و پیل دمان کی اب قضا آئی جنگل کے جنگل صاف ہو جاینگے صحرائی جانور درند چرند وغیرہ شکار ہونگے گلدڑ ایک تازی دو ڈے لیے ہوے آگے آگے چلے انکو بھی چیتون کی طرح سے بہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و جلال و خدم سوار ہوا نقیب بچوں کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدائیں خدا سلامت کی لگاتے ہوئے روانہ ہوئے شہر سے نکلکر صحرا سے سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوئے چلے عجب صحرائے سبزہ زار ہے رشک گلشن نو بہار جابجا بہار ہے شکبار گل خودرو کی بہار برگ گیاہ کی لٹک بھینی بھینی مہک جدھر نگاہ مشتاق پردہ چشم سے نکلکر جاے فرش مخمل زنگار پر لوٹ جائے وہ طائران خوش گلو کا چہکنا پہولون کا مہکنا بلبلون کی نواسنجی فاختہ کی کوکو تو کی صدا قمریان شاخ سرو لب خوش نوا صحرا مشک نیز عنبر سارا سے خوشبو میں تیز ہے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہیں غنچہ ریحانی دمبدم مسکراتے نخلہائے صحرائی جہوم رہے ہیں شاخون کے بار سے زمین چوم رہے ہیں شعر ان سبزہ وار صحرا بوے زجنون دارد * دیوانگی دستی امروز شگون دارد * غرض کہ بادشاہ نے حکم شکار کا دیا تب شکاریون نے جانورون کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر و دراج پر چھوڑا بگل باز شکاریون نے بجایا

نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز * در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز * روان شد بر ہوا باریک پرہ

جہان شد خالی از کبک و کبوتر *

بادشاہ مع جمیع رفقائے مشیر و مصاحب خوش تقریر شکار کھیلنے لگے ہکرے طائران شکاری سے بھرنے لگے اسوقت سب قراولون نے آکر عرض کی کہ حضور کہار میں بہت سے آہو چر رہے ہیں کلیلیان کر رہے ہیں حضور تشریف لیچلیے شکار کھیلیے بادشاہ فوراً کچھار میں آئے دربار کی طرف ملاحظہ کرکے چار طرف اشارے سے کیے آہو پاڑہ نیل گائے کا شکار ہونے لگا آپس میں قہقہہ اٹا پھر تو تیر لگا کے حلقہ کمند پھنسے ہرن زخمی ہو ہو کر گرے صیاد شکاریان کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگانا کمندین مارنا ہرنون کو ذبح کرنا اپنے اپنے صید کو آگے باندھ سکے روکنا دوسرے سے پیچھے نہ پڑنے دینا ہر ایک سے زیادہ آپ ہی کھید لیجانا اتنا جلد تیر مارنا سبحان اللہ لایق دید و قابل شنید تھا بادشاہ بھی ہر طرف تاج کج سر پر رکھے ہوے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر دہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب ساتھ ساتھ خواجہ تعریف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار رہتا تے تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے وہ ہرن تیر کھا کر بھاگا چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اُسکے تعاقب مین اُٹھایا اور دور جا کر اُسکو شکار کیا خواجہ بزرجمہر فقط ساتھ تھے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اُس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر نے دوشالہ کمر سے کھول کے بادشاہ کے واسطے بچھایا بادشاہ اوسپر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی قسمین دے کر ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا بختک رومال جھلا کیا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجا کباب ہو ہر طرف صحرا کے جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہے انسان ہے نہ حیوان ہے ایک گانون قریب ہے سامنے دو درخت سوکھے ہوے کھڑے ہین اُن پر دو طایر بیٹھے ہوے آپس مین نغمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا دل پر غم والم سہتا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا اے جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون جانور کیا باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ **نوشیروان** تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا فوراً خواجہ بزرجمہر کی طرف رُخ کرکے فرمایا کہ اے عم نامدار ارشاد فرمایئے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر کیا باتین کرتے ہین خواجہ سوچے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون کہ یہ جانور آپس مین کیا باتین کرتے ہین سوچے کہ ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹھ ثابت نہو ٹھیک درست آخر موزون اور مقتضائے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو اُن طایرون کے سنا بڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اے بادشاہ عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تو جو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے کے ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہے کہ جبتک **نوشیروان** زندہ ہے اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہے تمام جہان تباہ و ویران ہے عدل و داد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گانون پڑوسے آباد نہین مجھسے جہیز ایسے منحوس زمانے مین کیونکر دیا جاے اور کہان سے آئے لیکن خبر نہین ساٹھ خرابے جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور زیادہ جیسے نہین ہو سکتا اس زمانے مین یہ بھی بہت ہے دیکھتے ہو کیسا پُر آشوب زمانہ ہے کوئی کسی کا آشنا نہین جب **نوشیروان** نے یہ بات اُس حکیم حاذق لایق و فایق سے سنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا اے عم نامدار آپ بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش و عشرت کی طرف مایل ہون غفلت میری غفلت سے تنگ ہر ایک ہے مجھسے اور میری غفلت شعاری سے تنگ شہر ہے بے تمیزی و بے عاقلی کہ از فکر دنیا و دین غافلی ✣ اے خواجہ بزرجمہر یہ کسی نے کہا ہے بیت آب زر لکھا ہے بوعلی نے ✣ کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے ✣ یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہے جو یہان بوئے وہ وہان آگے لیوے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ جو یہان دے وہ وہان پاے نہین تو آخر کو پشیمانی ہاتھ آئے اب مجکو آپ کبھی غافل نہ پائے گا داد و دہش مین ہرگز پہلوتہی نہ کرونگا یہ فرماکر وہ بادشاہ عادل طرف دارالامارۃ کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اُسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلا کار در عدالت پر لٹکائی جاے مستغیث اُسے ہلاے تاکہ مین اطلاع پاؤن اُسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اسکا مطلب دلی بر لاؤن اُس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اُس مین ایک گھنٹہ طلائی لٹکایا کہ شاید مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث زنجیر در ہلاے مجکو فوراً خبر ہو جاے شاید کہین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صدا اسے زنجیر طلائی سے بیدار ہو جاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہو جاون اُسیوقت عدالت کرکے داد دون جب یہ امر حکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم و جور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے اپنے گھر رونے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی پشت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے گھسا یا وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہو کے ہشیار ہوا اُسی وقت برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہے کیا فریاد لایا ہے جلد حاضر کرو عرصہ میں لوگ دوڑے اُس گدھے کو سامنے لائے بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہے بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہے جسنے زنجیر کو ہلایا ہے بادشاہ متعجب ہو کے سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہوا لوگ طعن و تشنیع کرینگے ہنسکر پھر خواجہ بزرجمہر کی دیکھا اور کہا کیون عم نامدار اس گدھے پر کیا ظلم و ستم ہوا ہے جو یہ فریادی آیا ہے آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر مین نے اس گدھے سے پوچھا اور اس نے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال منھ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل و فہم کامل رکھتے تھے کہنے لگے ای بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب و غریب اسکا حال ہے یہ نہایت پرملال ہے یہ اپنی کیفیت بزبان حال بیان کر رہا ہے مجھے سب معلوم ہے یہ گدھا دھوبی کا ہے پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقت دار اور جوان تھا وہ دھوبی اسکو پیٹ بھر کے کھانا دیتا تھا اور اس پر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت اور مشقت لیا کرتا اب جو یہ ضعیف اور کم طاقت کمزور ناچار ہوا بوجھ اُٹھانا دشوار ہوا دھوبی نے کھانا دینا موقوف کیا اور اسکا رہنا بار ہوا دھوبی نے نکال دیا یہ بھوکھا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی وقار پر آیا ہے زبان حال سے عرض رسا ہے کہ اُس دھوبی سے کہا جاوے کہ مجھے دانہ گھاس کیون نہین دیتا ہے بھوکھا رکھتا ہے ظلم کرتا ہے باوجود اسکے کہ سگ قدیمان خود را بیفزاے قدر ؎ کہ ہرگز نیاید زپروردہ عذر + لیکن وہ بخلاف اسکے مجھسے بیزار ہے بادشاہ نے رائے پر خواجہ بزرجمہر کی بہت تحسین و آفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور جارچی جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ آکے ہزار اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت پناہ مین حاضر ہوا آداب بجا لایا زمین کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہے بادشاہ نے کہا تو نے اسکو کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف و کمزور ہو گیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مین نے اسکو چھوڑ دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سنا فوراً سخن خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا ای عم نامدار تم سچ کہتے تھے یہ گدھا یہی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہو کر تعریف کرنے لگے اور تحسین و آفرین کا دربار مین شور و غل برپا ہوا پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا ای نالایق جبتک یہ جوان تھا تو نے اس سے خدمت لی اور کام محنت مشقت کا لیا اور وقت ضعیفی کنارہ کیا حق عمر گذاری اسکا دل سے سب بھلا دیا جا اسے لیجا خبردار جو تو نے اسکو کبھی کوئی ایذا دی یا اسکی آب و خورش مین کمی کی تو تجھکو سزاے سخت دیجائیگی کہ پیٹ چاک کر کے بھس بھروا دیا جائیگا اور اہل و عیال تیرے سب دار پر کھینچے جاوینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعاے عمر و دولت و ترقی حشمت جاہ و جلال و صولت و شوکت زبان زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر چلا گیا یہ قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بہ دیار صحرا بصحرا گلشن بہ گلشن دشت بہ دشت کوہ بہ کوہ آفاق بہ آفاق مشہور بہ معروف ہوا افسانہ عجائب و غرائب ہر زبان پر جاری ہوا بختک اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک و حسد سے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا متحیر و متفکر و متردد

ہر وقت یہی سوچ کہ کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار عالی جاہ سے نکلواؤن نگاہ التفات نوشیروان
عادل سے گراؤن ہر روز اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بدی غیبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہر دل
مین یہ خیال فاسد رکھتا ہر کہ نوشیروان کو بہکا کے لڑائی جھگڑا کروا دے ایک روز بحکم بادشاہ نوشیروان
جلسہ عیش و طرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوے ساقی خوش ادا و مطرب خوش نوا حاضر ہوے بادہ گلگون کا
دور ہوا رنگ محفل اور ہوا صحبت مینوشی گرم ہوئی ہر مست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشہ شراب زیادہ ہوا آنکھیں
خمار آلودہ ہوگئین سامنے ناچ ہو رہا ہی مطرب ترانہ سنج ہین اُس وقت بختک نے پھر ذکر سابق چھیڑا عرض
کیا ای بادشاہ عالیجاہ افسوس خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹھ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ ای بادشاہ زمان زبان طائرون
کی سواے جناب سلیمان داؤد علیہما السلام کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہر خواجہ بزرجمہر نے آپ سے فریب کیا
نوشیروان تو اس وقت نشہ شراب مین مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بر سر امتحان ہوا خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنے لگا ای عم نامدار آپ سچ بتا دیجے کہ زبان جانورون کی آپ سمجھتے ہین یا نہین بختک
نے کہا کہ شہنشاہ یون جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھے گا وہ انکار کرینگے اور ایسی بات کہینگے کہ کبھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ زبان جانورون کی نہین جانتے ہین اس سے تو ہم یہ بہتر جانتے ہین کہ خواجہ بزرجمہر
کو شراب پلا دیے جب وہ خمار بادہ ناب سے مخمور ہون لحاظ و پاس و شرم دور ہون اُس وقت اپنے سر کی
قسم دیجیے اور اصرار کیجیے کہ ای خواجہ بزرجمہر تم جانورون کی زبان جانتے ہو یا نہین دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین
جھوٹھ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور صحیح صحیح مفہوم ہوگا جب بختک ملعون نے بادشاہ کو اس طرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بمصداق الصحبت من التاثیر اسکے کہنے مین آگیا اور فوراً حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلاؤ جلد حاضر کرو اُسوقت چوبدار مثل باد تند دوڑے ہوے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہر خواجہ بزرجمہر اُسی وقت سوار ہوکر حضور بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہوے آداب تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لاے دعاے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شعر نگین سعادت بنام تو باد ÷ ہمہ کار
عالم بکام تو باد ÷ ای شہریار پر تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرہ بے مقدار کو حضور نے کیون یاد کیا ہر بادشاہ
نے فرمایا کہ ای عم نامدار مین اسوقت تنہا تھا اور جلسہ مینوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کرون و
آپ کو بھی شراب خواری کی تکلیف دون خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور مین تو اس نعمت عظمے اور عطیہ اعلے سے
شہنشاہ دوران کے محروم ہون اسی سے دلفگار اور مغموم ہون شراب اس زمانہ مین گو کہ ممنوع شریعت نہین
مگر باعث عیش و فرحت سے مانع طاعت و عبادت ہر خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچاے لائق
ہر کہ بمقتضاے آیہ کریمہ کما قال عز و جل فلیضحکوا قلیلاً یعنے خداے عز و جل فرماتا ہر کہ انسان کو چاہیے
ہنسی مذاق کم کرے اور اپنے گناہون کو دیکھکر منفعل ہو بلکہ روے ای بادشاہ گریہ و زاری عجز و عاجزی
انفعال و انکساری مقبول بارگاہ خدا ہر خاصان خدا ہمیشہ گریہ و نالان رہے ہین حال دنیاے دون پر مدام
خائف و ترسان رہے ہین کسی عاقل نے کبھی دخت رز کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اُسکی ادا و ناز پر مائل
ہوے اور نہ کبھی اس مہر جمال حور تمثال سے دل لگایا ان صحبت سلاطین مین اکثر جرجار با حکما
اور علما و فضلا اور ارکین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہین بلکہ اپنے نزدیک

بدکرداری سمجھتے ہین بختک نے جو یہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے سنے چپکے سے کان مین
بادشاہ کے کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے جو کہ شراب آپ پیتے ہین خواجہ بزرجمہر اُسکی مذمت بیان کرتے ہین اسوقت
آپ کوئی عذر و معذرت نہ مانیے اس انکار محض کو بھی فریب جانیے آپ حضور ان کو شریک مینوشی کیجیے اسوقت
کا موقع برمحل روبکار ہے خالی ہرگز ہرگز نہ جانے دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خوناب کا خوب
لبریز کیا اور اُسکو ہاتھ پر رکھکر کہا کہ ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار براے روح قباد شہریار میری طرف
خیال کر کے خاطرًا ایک جام بادہ گلفام نوش فرمایے دل غمزدۂ نوشیروان مینوشی فرماکر شاد کر دیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوے آخر کار جام شراب نایاب و انتخاب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کی آداب
بجا لا کر لے لیا بڑی دیر تک اُس جام آفتاب لبنام بادہ شنگفام کو دیکھا کیا کیونکہ اس زمانے مین عہد نوشیروان
تک پینا شراب کا ممنوع نتھا مگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت و بہ طریقۂ حکما و فضلا و علماے روزگار صاحب
فضل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بہ عیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن بہ مجبوری
قسم روح قباد شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل زمان اُس جام مشکفام کو خواجہ بزرجمہر نے
ایک جرعہ یعنے ایک گھونٹ کر کے پی لیا اُسوقت بہ سبب اطاعت و تابعداری بادشاہ فلک پناہ
نیک انجام و حکم امتناعی کا نہ کیا جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت پہلے پہل سر انکسار پر لیا پھر بادشاہ
نوشیروان نے ساقی کو اشارہ کر کے کہا کہ ایک جام بادۂ سُرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور دے آ
بیت ساقیا برخیز و درده جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار
سے آگاہ نہ تھے جادہ خمار دیدۂ مستی و سرشادی سے دیرا نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے نہایت سعی
ہو کر دوجام بادۂ خوش کام پلوایا اپنی صحبت عیش و عشرت مین با خلاص شاہانہ بٹھایا خواجہ بزرجمہر دوجام بادۂ
بد انجام کے پی کر نہایت مخمور و بدمست ہو گئے نشۂ شراب ناب سے ہوش و حواس کھو گئے اسوقت بختک
نے اشارہ کیا کہ ای بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہین ہے اب خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹھ سچ
کا حال بھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا اور افشا کا مفہوم ہو جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے اسیوقت خواجہ بزرجمہر
سے کہا ای عم نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد شہریار کی سوگند اسوقت مجھسے سچ سچ بتادو
کہ تمنے اُس قزاق بدآفاق سے زبان وحشیان و طایران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اُسوقت
خواجہ بزرجمہر نشۂ شراب مین نہایت مست تھے فورًا بول اٹھے کہ ای بادشاہ عادل آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت گلستان
نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سواے جناب سلیمان بن داود علیہ السلام کے زبان وحش و طیر نہین جانتا وہ قزاق
بھلا بولی جانوران وحش و طیر کی کیا پہچانتا اور مین کیا سیکھتا وہ کیا تجکو زبان جانوروں سکھاتا وہ خود ہی نہین
جانتا تھا مجھے کیا بتلاتا ای بادشاہ مصرع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا بختک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہو گئی اور مکر بختک کا نہ سمجھے یہ سراسر ذہن نشین بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹھ بولتے ہین لگے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل کرکے
کہا کیون خواجہ ہم تمکو عم نامدار کہتے ہین اور آٹھ پہر تمہارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہین تمہارے ایک کلام
دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹھ باتین بولتے ہو گے میزان دروغ ہین کلام ناراستی
بولتے ہو گے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹھ بولتے اور عقدۂ راستبازی زبان سے نہ کھولے خواجہ

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہوکر یہ جواب باصواب دیا ای بادشاہ خیال کرکے سمجھنا چاہیے اور میری راسے خامہ فہم غلط غور کرکے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ؎ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ای بادشاہ ذیوقار اسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک قزاق ابوالخیر صحرائی سے دھوکھا کھایا اور فریب دیکر چلا گیا آپکے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری خیرخواہی اور نمک حلالی تھی فقط سمجھا در عقل کا سبب ہی دوسرے یہ بات ہی ای بادشاہ قولہ تعالے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ صلحا وتقیا یہ ہی کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے آئے انسان بہر صورت اسکی جانبری کرے چونکہ اس نے مجھسے پناہ چاہی بمصلحت مین نے جھوٹھ بول کے اس کی جان بچائی خوشنودی خدا کی جسوقت یہ کلام خواجہ بزرجمہر وزیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ نوشیروان عادل زمان مین عرض کیے بادشاہ سر جھکا کر سوچے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا عرق خجالت مین غرق از پا تا فرق مگر دل رنجیدہ طبع کبیدہ خشم کشیدہ ہوکر خواجہ سے کہا ای عم نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا وہ باتین گذشتہ را صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتین اسیطرح مصلحت آمیز اور راین تمام فتنہ و فساد خیز ہونگی اور جو شخص کہ جھوٹھ بولتا ہے کچھ دلمین اسکا نیک و بد بھی سمجھ لیتا ہی اور کچھ نہ کچھ اپنے نزدیک مصلحت جانتا ہے گو کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹھ صاف صاف ہو لیکن اس کی عقل کے نزدیک مصلحت ہی سراسر پر از حکمت ہی ای عم نامدار یہ عذر تو آپ کا دلپذیر نوشیروان ہوا بالکل خلاف میرے دل نالان کے ہوا بموجب وصیت پدر عالیمقدار قباد شہریار مجکو آپ کے نہایت پاس و خیال خاطر مسرت ماثر نے سبخبر یہ ملال کیا کہ کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی مین اپنی زبان پر نہین لایا اور اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدہ عتاب بھی نہ دکھایا خیر اب آپ کے واسطے کیا سزا دوں سوا بس اب آپ کو یہ مناسب ہی کہ عہدہ وزارت سے دست برداری کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجیے گرمجوشی سے معاف رکھیے زیادہ باتین نہ بنایے بقول شخصے شعر سزا را یا فتند ای مرد زیرک زیر نادانی ؎ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی خواجہ بزرجمہر یہ کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام شکر صحبت عیش و عشرت سے اٹھکر آداب آخری بجالا کر دولت سرا مین تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان لائے کہ پروردگار عالم عالمیان ایسے دربار مین مجکو کبھی نہ لائے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی نہ دکھاے خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت اور عبادت رب العزت مین رہنے لگے لیکن اب نوشیروان عادل کا یہ دستور رہا کہ آٹھ پہر لہو و لعب مین دن رات شراب خواری و عیش و عشرت مین مشغول ہوا بختک کا ستارہ عروج پر ہوا تھا بادشاہ ایسا شراب غفلت سے مدہوش ہوا کار و بار ملکی و مالی خلق خدا کی سرپرستی بھولا غرضکہ یونہین ایک مدت مدید گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایک دن آسمان پر گھٹا چھائی ابر سیاہ ہجوم کے آیا مانند ظلمت شب کے اندھیرا چھایا ہر طرف چھایا میکشون کو بادہ نوشی کی امنگ ہوئی دل مین خمار جوانی کی ترنگ ہوئی بختک بد بست نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ آج کار در قابل دید ہی مجرا ایسے سبزہ زار پے تشریف لے چلیے فراسے صحراے لالہ زار کی سیر کیجیے دو دو جام بادہ خوشگوار پیجیے صید افگنی کار دری ہنگام دل افروز ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہر ایک چلنے پر آمادہ و ہوشیار ہوا الغرض بجاہ و حشم و جلال و خدم بڑے تزک و سامان سے بادشاہ سوار ہوے اور جانب دشت روانہ ہوئے

ناگاہ درمیان صحرا اسے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا ہر صید کو نشانۂ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار باز کیا کسی کو صید طعمۂ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران وجوانان اُس صحرا سے پُر فزا مین پھرتے تھے عالم نوجوانی مین کلیلین کرتے تھے یہان تک مرغ زرین بال فلک یعنے آفتاب عالمتاب چراگاہ چرخ اطلس نیلگون مین پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنے نصف النہار کا وقت آیا ٹھیک دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے فرمایا کہ کوئی جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو کہ جہان سبزۂ خفتہ عالم بیداری پر آگیا ہو ہر گل خودرو مہکتا ہو وہان جاکر ٹھہرین تھوڑی دیر دم لین برسات کی دھوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہے انسان سے سہی نہین جاتی ہے طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ نوشیروان کے عیاران طرار مثل صبا سے تیز رفتار دوڑے اور جاے تفریح براے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے حتے کہ ایک گانون کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک باغ معطر کن دماغ عجیب بہاری کا سامنے نظر آیا اپنے کو عیارون نے در باغ پر پہونچایا باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے کون مالک اور مہتمم اسکا ہے باغبانون نے یہ کہا کہ منوچہر بادشاہ کا ہے لیکن اب ایک پیر مرد میفروش ہی کو وہ آہنگر کا پوتہ ہوتا ہے وہ عیاران تیز رفتار مثل صرصر نوبہار خدمت بادشاہ گل رخسار مین آئے اور قاعدۂ آداب سے یہ دعا وثناے شہنشاہی بجالائے شعر ہے حکم مین تیرے روے زمین * غلامی کرے تیری خاقان چین * ای شہنشاہ دوران بادشاہ نوشیروان بموجب ارشاد فیض بنیاد ہم چہار طرف مثل گردش لیل ونہار مضطر و بیقرار براے آسائش شہنشاہ فلک وقار دوڑے ہر ایک سمت کو جو پہونچے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ایک دیکھا کہ نہایت پُر فضا بے غایت دلکشا تروتازہ شاداب وخوش نما ہے قریب اُس باغ کے ایک گانون بھی بہت آباد وشاد ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ باغ پُر بہار منوچہر شہریار کا ہے اب ایک پیر مرد میفروش کا کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے رہتا ہے اور وہی مہتمم باغ دلکش ہے حضور وہان تشریف لے چلین تا دیر وہان استراحت کرین آسائش سیر باغ کیجیے بادۂ گلفام پیجیے یہ سن کے بادشاہ نے بموجب التماس عیاران نیک اساس سمند بادیہ سیر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام ہوا خواہان گرم عنان ومحو شان فلک رسان در گلزار پر شوکت وشان آئے اشعار باغ کا دربان دیدہ را محو نظارۂ گل رعنا * شگفتہ گل تھے جہان کے اندر * سب تھے اُس بوستان کے اندر * دیگر زمین گل آسمان گل بحر و بر گل نماندہ در جہان گوئی مگر گل * دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش وحواس بجا ہوے دل نے لطف اٹھاے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیر مرد میفروش سے بصد جوش وخروش عرض کیا کہ آج اسوقت ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلا ہے ہر پس آیا ہے وہ پیر مرد فوراً سنتے ہی آیا ما داب شاہی بجالایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ کے تشریف لائین دل کو بہلائین کفش خانہ جہان پناہی حاضر ہے موجود سب اسباب عیش حضور کی خاطر ہے استراحت کیجیے بادۂ گل رنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہوا خواہان فرحت خواہ اُس پیر مرد کے ساتھ باغ دلکشا مین تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئے دیکھا کہ نہالہاے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہین پھل شاخون کے سبزۂ نوخیز کو چوم رہے ہین اور اشجار گوناگون بوقلمون سرسبز وشاداب ہین گلہاے رنگارنگ نایاب وانتخاب ہین سبزۂ نو فرش مخمل زنگاری بچھاے ہوے سوتا ہے اُفق آفتاب کرن کی افشان چھڑک کر نثار ہوتا ہے دھوپ کی زردی جوبن

کاہی پر پڑتی ہے زعفرانی کھیت معلوم ہوتا ہے نہالون مین تھالون کے جو پانی بھرا ہے ہر گل پژمردہ گر گر کر منہ دھوتا ہے غنچے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہین پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہین نرگس گلون سے اشارے کرتی ہے سوسن شادابی چمن کا دم بھرتی ہے بیلا البیلا پن دکھاتا ہے گل ریحان خوشی سے اتراتا ہے سنبل پیچان نے بناؤ کر کے گیسوے تابدار دوش پر ڈالے ہین عاشق مزاجون کے دل لبھانے کے واسطے سانپ پالے ہین دن کو لالے کا کنول روشن ہے داغ نہین خورشید تابان جلوہ افگن ہے سرو لب جو فرحت سے اکڑ رہا ہے گل خورشید باغ فلکی رشک سے بگڑ رہا ہے کلیان پھولون کی چٹک رہی ہین بلبلین شاخون پہ ہر مرغان خوش نوا ترنم کنان ہین ٹھنی ٹھنی پر زمزمہ پرواز طائر خوش الحان ہین بادشاہ **نوشیروان** آرائش باغ سے معطر دماغ ہوکر بیت خوش اور مسرور ہوا خوشبوے گلہاے تروتازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ مین آنے سے دل بہل گیا بے ساختہ یہ شعر زبان شگفتہ بیان سے نکل گیا **شعر** اگر فردوس بر روے زمین است ✦ ہمین است وہمین است وہمین است مگر ساتھ ہی یہ دل مین خیال علی الاتصال آیا کہ ناحق مین نے ان ہواخواہان دل تنگ اور عیاران بے درنگ کو ہمراہ اپنے لایا ایسا نہو کہ یہ سب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھاے ہوے اور کلفت صحرا نوردی سے اکتاے ہوے شاید دست درازی کرین قدم جادہ بندی پر دھرین کوئی پھول توڑلین منہ رسم راہ مروت سے موڑلین یا کوئی پھل کھائین ذائقہ زبان پر اٹھائین بلبلون دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پژمردہ چمن نوبہار پر چھری ظلم کی چلے مثل برگ خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہو جائیگا باغبان کا عجب حال ہو جائیگا **شعر** به نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ✦ زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ ✦ اسوقت **بختک** خار دہ چمن نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اُس خار گلشن عشرت نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال مین متردد ہین عملداری سرکار مین ایسے ایسے ہزارہا باغ آراستہ و پیراستہ ہین اگر ایک باغ تاراج ہو جائیگا تو ہو جاے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لے چلیے اور بارہ دری مین رونق افروز ہوجیے جام چڑھایے مزے اڑایے **بختک** کے کہنے سے بادشاہ مجبور و ناچار ہو اجانب بارہ دری گرم رفتار ہوا بقول **خواجہ بزرجمہر** حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ **نوشیروان** کے آپ مشیر کار ہین ویسے ہی خود بدولت کی عقل کے کردار ہین مصداق اسکے کہ الصحبت من التاثیر و بقول **شیخ** سعدی شیرازی علیہ الرحمہ **نظم**

گلی خوشبوے درحمام روزے ✦ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری ✦ کہ از بوے دل آویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ✦ ولیکن مدتی باگل نشستم
جمال ہمنشین درمن اثر کرد ✦ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

الغرض بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان اندر بارہ دری کے آے اور مسند عیش و عشرت پر جلوہ آرا ہوے مگر حکم قطعی دیا کہ باغ مین جابجا پہرے کھڑے ہون کوئی بغیر اجازت شہنشاہی کوئی پھل پھول نہ توڑے سبزے کی راحت سے منہ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی جابجا گرد و پیش باغ مین کھڑے ہوکے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت **خواجہ بزرجمہر** کا اور ترتیب و تعلیم کا سبب تھا اور نصیحت **قباد** شہریار کا باعث تھا کہ اکثر بمواجہ **خواجہ بزرجمہر قباد** شہریار **نوشیروان** عالی دماغ کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کبھی کا دل نہ کھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا نقصان ہونے دینا دہ امر پیش نظر ہوا کہ اُس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اس پیر مرد نے بادب کھڑا ہو کر بادشاہ کا استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کردون دعوت مہمانداری مہمان کردن **نوشیروان** نے اُس

پیرمرد کی عالی ہمتی پر بکمال آفرین کی اور بسبب دلشکنی کے اُسکی دعوت قبول کی پیرمرد بہت خوش ہوا لو پایا سعادت دارین حصول کی جلدی اٹھ کے گیا طرح طرح کے کھانے پکوائے بادشاہ کے واسطے خوان مین رکھکر لایا دستر خوان دیباے اطلس رومی بچھایا اُس پر ہر ایک قسم کا کھانا چنوایا اشعار

مزعفر بھی زردہ بھی سب اچاب
بالب کئی کاسون مین شیر تھی
بھرے پیالے سالن کے تھے بیشمار
وہ جام ایک پی لینے مین لطف ہے

سفیدہ بھی تھا اور پرا بھی تھے
کہین کوفتے اور کہین نانقیان
دہی بھی شکر بھی نبات اور قند

کئی ڈھیر تھے روٹیون کے لگے
کہین شیرمالون کا دستہ نشان
وہ کھانے لطیف اور عجیب دلپسند

پلاؤ و چلاؤ و تیجن کباب
کئی رنگ کا زردہ اور کھیر تھی
مربے کئی تھے کئی تھے اچار
کئی کشتیون مین صراحی سے

بختک نے جب رنگ صحبت آراستہ و پیراستہ اور پیرمرد کی سیرچشمی اور خاطر و مدارات کرنا جو دیکھا کہا یہ پیرمرد ایسا مالدار ہی کہ اس نے بادشاہ کی دعوت کی فوراً بادشاہ کو صلاح دی کہ اس پیرمرد کے پاس خزانہ بیشمار ہی یہ بڑا مالدار ہے اس سے بطور قرضہ روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا او نالائق اُس نے تو یہ احسان عظیم کیا مقام آسائش و آرام پر بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا اُسکا بدلا یہی ہے کہ مین اسے تکلیف دون اور ستاؤن خبر یہ کہ روپیہ طلب کرون مجھے یہ منظور نہین بیت چو از چنگال گرگم در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + دیگر ستم و جور تعدی کے یہ پہلو نکلے + جسکو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے ای بختک بڑے افسوس کی بات ہی کہ مرد اپنے قول و قرار سے پھرے اور کسی کو تکلیف و اذیت پہونچاے مصرع جھکے رہتے ہین سوا انکو سوا مشکل ہی + بادشاہون کو ایسا فعل لغو کرنا نہ چاہیے یہ فرما کر اس پیرمرد سے بادشاہ معدلت پناہ مستفسر حال ہوا اور من گوش حق نیوش کو اُس کے جواہر بیش بہاے کلام سے لبالب کیا فرمایا کہ اے مرد پیر خوش تدبیر سن تیرا اسقدر رہے تو بڑا عالی ہمت و نامور ہے اُس نے سارا حال اپنا باوہ و زاری عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ عمر میری تین ہزار برس کی ہے اور مین منوچہر کے زمانے مین تھا اور ایک گانون یہ جو قریب یہان سے ہی منوچہر بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے مین اسی گانون مین رہتا ہون اور شب و روز یاد خدا مین مشغول ہون جو مسافر اس جگہ آتا ہے اُسے مین اپنے مقام پر لیجاتا ہون جو کچھ مجھکو میسر ہے ماحضر اسکے واسطے لاتا ہون بادشاہ سنکے بہت شاد و مسرور ہوا پیرمرد سے فرمایا اے پیرمرد جو کچھ تجھکو خواہش مال و زر کی ہو وہ تو میرے خزانہ عامرہ سے لے اتنا ہی تیرے واسطے ہمیشگی کو مقرر ہو جائے گا بختک نے دل مین کہا کہ مین نے تو بادشاہ کو طلب زر و مال کی اشتعالک دی تھی کہ اس پیرمرد سے روپیہ لیجیے اور یہ نہین کہا تھا کہ اور خزانے اپنے پاس سے دیجیے واہ واہ یہ خوب اُلٹا افسون چلا کہ اُس سے روپیہ طلب نہ کیا اور اپنے پاس سے دیتے ہین بادشاہ لوگ بھی بڑے بیوقوف ہوتے ہین آخر بختک سے ضبط نہو سکا بادشاہ سے کہا آپ کیا غضب کرتے ہین مفت ایک بڈھے کے ہاتھ سے کھوتے ہین ہزار ہا لات و منات ہو گیے ہین میرا کہا مانیے اس پیرمرد سے روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا ای بختک یہ ظلم مجھ سے کبھی نہو گا میرے استاد نے یہ سبق مجھے نہین پڑھایا ہی جو تیرے منہ سے نکل مین آیا ہی خواجہ بزرجمہر نے مجھکو یہ نہین بتایا ہی جو کچھ تو سکھاتا ہی بختک نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے مین روپیہ مانگتا ہون آپ کی خیرخواہی کا جویا ہون آدمی کا شیطان آدمی ہی کیا پیرمرد کے پاس روپیہ کی کمی ہی بادشاہ چپ ہو رہا بختک نے اُس پیرمرد سے کہا کہ بادشاہ کچھ تجھسے کہتا ہی روپیہ مانگتا ہی کیونکہ تو نے دعوت نذر نہین دی پیرمرد نے کہا مین غریب آدمی بادشاہ کو کیا نذر دون مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + لیکن چار لاکھ دینار بادشاہ کی

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہی یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا
افسوس ہی کہ مجھ ایسا غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور نالایقی کرے اور مثل تنگ دلون اور تنگ
ظرفونکے بندۂ زر ہو جاے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا ای بختک اس پیر مرد سے پوچھ کہ وہ دینار چاندی
کے ہین یا سونے کے ہین پیر مرد ہنسا اور کہا **بیت** سخیان ز اموال بر میخورند ۔ بخیلان غم سیم و زر میخورند مجھ غریب
کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا ای بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت کرے پروردگار
عالم برکت دینے والا ہی وہ رزاق مطلق ہے مال کیا مال ہی بادشاہ نے کہا ای پیر مرد من فہمیدم ترا سنجیدم
مین سمجھا کہ تو مجھے اس پردے مین سمجھاتا ہی امور غیر معلوم جتاتا ہے بھلا تیرے پاس روپیہ کہان سے آیا اسنے
عرض کیا ای بادشاہ اب آپ بیشک سب سمجھے بس اسقدر میرے پاس زر ہی کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہی مین اسکی
دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ کچھ انکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو زیادہ کمایا جمع کرنے والا مثل
قارون ہی وہ نہایت بخیل زشت و زبون ہی بختک نے یہ کلام پیر مرد کا سنکے کہا ای پیر مرد بادشاہ کو نہ بھلا جو
دے جو کچھ زر رکھتا ہی وہ لا دے تو نسل کاوان آہنگر سے ہی وہ بادشاہ فریدون فرکا سپہ سالار تھا بلکہ اسکے
بجاے پدر بزرگوار کے تھا کہان تک مال و متاع فراوان اسنے تجھے دیا نہوگا اس پیر مرد نے عرض کیا کہ صدقے گیا
وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اور اسکا ایک وزیر نطفہ بیوقت کا فریبدین
جھمی یعنی خواجہ آزار الدین ہوگا اور ایک وزیر اسکا حاکم و عادل و فاضل و کامل و بالغ و باذل و عاقل
و عامل ذکی فہیم دقیقہ رس اختر شناس رحم دل غریب پرور حکیم حاذق بے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب
جلوہ افروز فلک ہمت خواجہ بزرجمہر ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اسکے کہنے کو نہ مانیگا اور اس مرد ازلی و ابدی
کے بہکانے پر آمادہ رہیگا ای بادشاہ تیرا ابھی نام ظہیر بن اشد ہی میرے پاس ایک لوح ہے کہ اسمین
ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہی وہ مجکو نہین معلوم ہی وہ
عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہی اگر حکم ہو تو لے آؤن آپ کو دکھاؤن بادشاہ یہ سنکے اس لوح نایاب کے
دیکھنے کا بہت مشتاق ہوا اور اس پیر مرد سے کہکر لوح کو منگایا سبکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا
پڑھا جاتا تھا اتنا ہی پڑھا زیادہ نہ پڑھ سکا ایک حرف نہ چلا پیر مرد نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر خواجہ
بزرجمہر کے عمل کیجیے اور اس لوح عمدہ و نایاب کو فال غیبی اور دفتر نصیحت منجانب اللہ سمجھکے لیجیے بادشاہ نے
یہ سنکے بختک کی طرف دیکھا بختک نہایت نادم و منفعل اور ذلیل اور اپنی حرکات ناشایستہ سے پشیمان ہوا
مگر بقول شخصے ایسے بد دیانت انسان کہین پشیمان ہوتے ہین مثل مشہور ہی کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی
خداوند کریم سبکو راہ راست دکھاے طبیعت صاف اور دل پاک عنایت فرماے بادشاہ نے بختک سے کہا
اسکو پڑھ کہ اس لوح مین آگے اس عبارت فہمیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہے اگر نہ پڑھا تو تو کیا وزیر ہے تدبیر ہے
آخر کو پچھتایگا سزا پایگا بختک نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب کیطرح
مثل الف بے کے ہجے لگاے مگر حرف اسکے پڑھنے مین نہ آئے بادشاہ نے ایک دو تھپڑ اسکے منہ پر مارا اور کہا
او نالایق بد ذات ارے کو دون دے کر پڑھا ہی یا کتابین گدھے پر لادی ہین دور ہو تو نے مجھے تکلیف مالایطاق مین
گرفتار کیا ہی راہ زشت و ضلالت کیطرف لیچلا ہی بختک کانپتا تھراتا بخوف جان و آبرو سامنے سے بادشاہ
نوشیروان عادل کے اٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق تحریر کیا درسعد

زرین کمر اور سعید زرین تیرکش کہ یہ دونوں بادشاہ کے رفقائے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا اور کہا کہ جاؤ تم دونوں اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور مجھسے میرے شفیق و رفیق و بزرگ کو جلدی ملاؤ سعد و سعید دونوں بحکم تاکید مزید بادشاہ وحید گھوڑوں پر سوار ہوکر مثل باد صرصر تیز رو بہزار رنگ دو دو گھوڑے اڑاتے ہوئے ملک مدائن میں آکر ولشکر آئے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جمجاہ نوشیرواں عادل زمان کا خواجہ کو دیا خواجہ بزرجمہر نے ہنسکر وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیرواں کو جب کوئی ضرورت شدید ہوتی ہے اس غرض سے مجھے بلاتا ہے نہیں تو ہر وقت بختک رفیق یاد آتا ہے میں اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالایق ناشائستوں کا شائق ہے مجھے کچھ ضرور نہیں کہ ایسے نالایق اور ناقدر کے پاس جاؤں اور ملاقات کروں اور اپنے کو جھوٹا اور مفتری مشہور کراؤں اے بھائی سعد اور سعید صحبت بختک نالایق کی دیکھیے کیا دکھاتی ہے اور بادشاہ نوشیرواں پر کیا بلا لاتی ہے صرف قباد شہریار کے کہنے سے میں جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مرگیا اب مجھے کیا ضرور ہے اور کیا مطلب ہے مقبول شخصے جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات بادشاہ کو ایسی کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہے جو مجکو یاد کیا ہے سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور پیر مرد کے ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بختک تو بڑا عقیل و فہیم ہے اس سے وہ لوح کیوں نہ پڑھی گئی مشکل لاحل سلطان نہ حل ہوسکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد درآمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور و ناچار ہوکر انکے ہمراہ چلے حضور باسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیرواں عادل زمان میں حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجا لائے یہ مرد و دھی بعد ادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے لگا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پرسی کرکے عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر آپ ایسے لائق و فائق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر نہوگا بدولت سلطنت قباد شہریار و نوشیرواں نامدار قدوم میمنت لزوم حضور سے ہے بادشاہ نوشیرواں نے کہا اے عم نامدار یہ آپ کو پیر مرد نے عطیہ دیا ہے اسکو ملاحظہ فرماکر پڑھ دیجیے کہ اسمیں کیا لکھا ہے ایک رخ سے تو پڑھی جاتی ہے دوسری طرف کی عبارت سمجھ میں کسی کے نہیں آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے اس لوح کو بغور دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہوگیا عرض کیا اے بادشاہ یہ تجھے منوچہر بادشاہ نے دی ہے اس میں فہرست ہفت گنج منوچہر ہے اور نام خزانوں کے تحریر ہیں وہ خزانے جواہر اور سونے چاندی وغیرہ کے سات رنگ کے ہیں اور وہ خزانے اس باغ میں دفن ہیں اگر آپ چاہیں تو ان ساتوں خزانوں کو نکلوا سکتے ہیں پھر ہاتھ بادشاہ نوشیرواں کا پکڑ کے لائے جہاں خزانے دفن تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد ابھی بیلداروں کو بلاؤ یہاں کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ مزدور بیلدار آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جاکر ایک دروازہ نمودار ہوا اسکو خواجہ بزرجمہر اور بادشاہ نے کھولا دیکھا کہ تھمبے زرین زنجیرہائے طلائی سے بندھے ہوئے چھت کے قلابوں میں لٹکے ہیں اس میں جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہے بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر اپنا قبضہ کیا اور بلائے خزانہ مقفل کرکے اسپر پہرا بہت ہوشیار و زبردست کردیا بختک بدبخت رشک و حسد سے سر پیٹنے لگا کہا کہ واہ کیا خوبی تقدیر کی ہے کہ اس جد و کد سے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ خبر پائی کہ مثل مگس شیر شیرین نکالکر پھینکدیا اور کچھ میری محنت و ریاضت کا خیال نہ کیا اگر میں اسقدر اس پیر مرد سے تقریر نہ کرتا تو لوح کا کاہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب بھی پکائی ہانڈی پاکر سب موجود ہوگئے خدا کی شان پکائے کون کھائے کون پھر دوسرے خزانے کا مقام

خواجہ بزرجمہر نے بتایا اسکو کھدوایا اس مین بھی ایسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتون خزانے نکلے ایک خزانے مین ایک لوح بھی نکلی وہ لوح بادشاہ نے نکلوائی اور اس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک حرف بھی اس لوح کا پڑھا نہ گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھین بختک نے غور کر کے پڑھا مگر کوئی حرف نہ چل سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے عمر نامدار کیونکر ہو سکتا ہے کہ بختک آپ کے مقابل ہو کر آپ کی ہمسری کرے مصرع ہر کسی را بہر کارے ساختند ۔ آخر الامر اس لوح کو خواجہ بزرجمہر نے فرفر پڑھا گویا اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اس لوح کا جواہر الحکمت اور لغت اسکا فکر البیعے اور وہ لوح حکیم جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس لوح مین سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ ایسی تھی کہ اسپر تمام دفاین روے زمین نثار پارۂ دل فلدون صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خریدے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے حقیقت نہین کہ اسمین تمام آئین ملک داری و تجہیزات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین روزگار بصد خواہش دل ہزار ایسی چیزونکے تجسس رہتے ہین الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عمر نامدار مجھے اس لوح کو پڑھا دیا حرف حرف اسکا بتا دیا خواجہ نے کہا بہت خوب حقیقت مین حضور یہ لوح راحت دل بیتاب ہی ہے پھر اس لوح کو خواجہ نے لیا اور دل مین تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعہ سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ نے پائی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیروان نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار روپیہ ترنج خواجہ بزرجمہر نے اس پیر مرد کو دلوائے جو جشتم باغ فرحت افزا تھا باقی سب مال و دولت ہمراہ نوشیروان لیکر مداین مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال بھی نہین گلتی کوئی دل ہوس نہین نکلتی بگی روٹی ہوگئی تھپیڑے کھائے اپنا سا منھ لیکر چلے آئے گھر مین بیٹھے خشکی اڑایا کرتے ہین دل ہی دل مین رنج و غم اٹھایا کرتے ہین ہر وقت دل کی مداقیہ اور دل لگی کی یہ صدا ہے ای بختک رو ٹھیلے پر شاہ پیر محمد کے جا اگس واسطے خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے مثل خمیر پیٹ پھولا جاتا ہے تجکو خود ساختہ بزرجمہر کے بادشاہ سے بات کرتے چیپ آتی ہے اب صورت تنور آتش حسد تجکو لاتی ہے یہان بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے کہنے پر عمل ہے کچھ اندنون ملک مین نہ بد انتظامی نہ خلل ہے

جنگک دو کلمے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر اور عمرو اور مقبل کا

پلا ساقیا پھر مجھے وہ ایاغ ۔ سطر ہو پینے سے جسکے دماغ ۔ کسی اور کی نہین جستجو ۔ پلا مجکو گل رنگ اک جام تو
وہ ہی کون بخشش جواب ایگا ۔ تو کس مہر کا جلوہ دکھلائیگا ۔ عوض مے کے پلوادے اچھوانیان ۔ دکھا دین مجھے ملک روحانیان
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی ۔ قسم ہے تجھے آب گلفام کی ۔ سبو و خم و مے کی تجکو قسم ۔ سبو سے مرے کر دے ساغر بہم
پیون جام و ساغر ترے روبرو ۔ گلابی لگا دے مرے منھ سے تو ۔ سخن مختصر کر سوا دے نہ طول ۔ کہ مین ناظرینان محفل ملول

قطعہ
ابر کی طرح اشکبار رہے ۔ برق کی طرح بیقرار رہے ۔ ابھی برسات مین تو اے ساقی ۔ ہمکو ایسے ہی کار و بار رہے

بیت
نویسندۂ داستان سرور ۔ نسو ندارقام فرحت و فور ۔ جرعہ کشان جام لذت خیال ۔ آئینہ داران احوال بدیع المثال

شواہد معانی کو عالم شہود مین یون جلوہ طراز کرتے ہین اور عروس الفاظ کو واسطے سامعون کے یون مسند آرا ب ناز کرتے ہین کہ جب نوشیروان گیتی ستان بعد کر و فر داخل شہر مداین ہوا عجب دلکو شادمانی ہے فرحت و کامرانی ہوئی نہایت لطف سے بسر بعیش جاودانی زندگانی ہوئی مگر ساقر باد یہ پیمای سپہر زنگار گون طعم زہر اعظم الصیدناب و حسرت

بشکل پرخون سرائے مغربی مین فروکش ہوا لیلائے شب نے گیسوئے تابدار و مشکبار رکھولے سردار نجوم
بافواج سیارگان اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ نوشیروان عالم ستان بستر خواب پر
بہ بیداری بخت سوگیا جب خسرو خاور اورنگ زنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا نوشیروان بھی خواب غفلت
سے چونکا وردی صبح کی لشکر مین بجی نقارہ درباری پر چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار فلک جاہ مین
آئے تخت سلطنت پر تمکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے تمام شیران ہیبت و وزیران سلطنت و امرائے عالی مرتبت
و ارکان دولت فیضد رجت و سرداران عالی وقار بصد عز و افتخار چار طرف دربار مین متمکن ہوئے خواجہ بزرجمہر بھی
تشریف لائے زیب و زینت مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آج حالات جاماسپ نامہ
کو غور کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ میری حکومت سلطنت کب تک رہیگی اور زوال دولت تو کبھی نہوگا تاحیات
اپنی مین تخت بادشاہت پر رہونگا خواجہ بزرجمہر نے یہ عوام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار و خیال مشتجار بہت
سوچ بچار کرکے خدمت بادشاہ عالی مقدار مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ و ای زیب اورنگ سلطنت
و ای زینت تخت حشمت و افسر نیک سیر و نیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ جب جاکر آرام
کیجیے فرش مسرت پر سوئے بخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت مین ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل صفا
منزل کو حضور کے ایک پریشانی اور حیرانی ہوگی مناسب ہے حضور خیال ہمیشہ مین اُسے امانت رکھین غفلت
عیش و جوش فراموش نہ فرمائین کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمائین کہ مناسبت سے اُس
خواب کی تعبیر کی رو داد یاوری حشمت و اقبال اور کیفیت از دیار حکومت سلطنت بادشاہ نامدار مین
عرض کرونگا دامن گوہر مدعائے کلام سے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات خواجہ بزرجمہر سے سنکر خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل مین داخل ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دھوم ہوئی روشنی نیر اعظم
معدوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردہ ظلمات
شب بسواد حکم اختری دریچہ ہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان فلک آستان نے بعد فراغ کھانا
یعنی طعام لذت التیام کے فرش خوابگاہ یعنی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسا نے طالع خوابیدہ
کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار ہوئی عالم رویا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ نے
دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کرکے چلایا کہ تمام محل مین تہلکہ پڑگیا سب محلات معلے و بیگیات عالیہ
و خدمتگاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اُٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب دیکھکے
اُٹھ بیٹھے میدان شب مین شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ نوشیروان
جاگے ہشیار ہوگئے سب متعلقان شہنشاہ دوڑے اور پاس آکے سبھون نے کہا ای قربانت شوم کیا ماجرا
ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیون نعرہ کیا بادشاہ نے کہا مین خواب مین ڈرگیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات و حکایات ادھر ادھر کے بیان کرکے دل تردد منزل بہلایا کیے
جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے پھر فرش استراحت پر آرام فرمایا ناگاہ نوشاہ روز
آفتاب عالم افروز نے حجلۂ مشرق سے سر نکالا ہمبستری شب کو ترک کرکے توسن سپہر سبز رنگ پر سوار ہوا
اور رخ میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سیاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات مین مقیم ہوا نظم
آسمان پر وہ صبح کا ہونا گل کا شبنم سے منھ ہاتھ دھونا کھلکھلا کر گلون کا وہ ہلنا کہین غنچون کا مسکرا دینا

جھونکے رہ رہ نسیم کے لینا
اسکی وحدانیت کا دم بھرنا
زمزمہ ساز مرغ خوش الحان

چہچہانا عنادلون کا تمام
کو بلون کا وہ کوکنا ہر سو

گلشنون مین سحر کی دھوم اودھام
تھا کسی کی زبان پہ یا ہو ہو

وہ عبادت طیور کا کرنا
کہین کوکو تھی قمریون کی عیان

غرضکہ بادشاہ فلک پناہ نوشیروان عدالت نشان بھی بیدار وہوشیار ہوا امور ضروری وحاجات بشری سے فراغت کرکے محل سے برآمد ہوا بسم اللہ بسم اللہ کا غل ہوا ارکین سلطنت سے صحن دربار معمور ہوا بادشاہ بھی دربار مین آیا تخت حکومت پر جلوہ نما ہوا اسوقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا چوبدار گیا اور اپنے ہمراہ لیکر آیا بعد اسکے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی وجوانان گرامی دربار مین حاضر ہون بموجب حکم شاہی وجہان پناہی سب سردار وغیرہ اکر حاضر دربار فیض دربار ہوئے شعار خیرہ رنگ میعار تیرورنگ ومیعار فیل پیکر وبہزاد طوسی وامان بن بہزاد وکاؤس کاشانی وکیموس کرمانی ومحمل جنگ آذر اصفہانی وطغرا ابن کعب کرمانی وگستہم زرین کفش اردشیر وماردشیر وسعد زرین کمر وسعید زرین ترکش وکرتیت سپر گردان وغیرہ دربارکین حاضر ہوئے ایکہزار چالیس پہلوان سردار بعد عزو افتخار اسوقت کرسی نشین دربار تھے کہ بادشاہ اور نوشیروان بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق وفائق کو سبکے بالادست بٹھایا اور پھر دربار مین باعلان یہ فرمایا کہ ای عم نامدار ذیقدر وذی وقار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت ہولناک خواب نظر آیا مجھے اُس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اٹھا اور نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اُٹھے پہلے یہ آپ تبلائے وہ خواب کیا تھا پھر اُس خواب کی تعبیر ارشاد کیجیے میرا دل تردد دمتزل سرور وشاد کیجیے گا خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا ای وزیر اعظم دستور المعظم آپ کچھ تبلایے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہے بختک نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر مین اس علم سے بہرہ یابی نہین رکھتا ہون حال غیب مطلق نہین جانتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا تو کیا وہ غیب دان تھے بلکہ بفراست کاملہ وعلوم معرفۃ بقوت علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنی سلطان مصر کا ارشاد فرمایا تھا اسی طرح جو مرد صالح اور مومن صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خو احوال خواب وتعبیر خواب بتاتے ہین نہ وہ غیب کا علم رکھتے ہین نہ انسے جبرئیل علیہ السلام کہہ جاتے ہین بقولے علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ؛ ای بختک تیری علانیہ یاوہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہوگی اسوقت تو نے بہت برا کلمہ کہا کہ میرا دل ہل گیا کیا تو ان بیہودہ بکنے خلاف سُننے والون مین مل گیا نہین کبھی نہین اور اسوقت تو نے بحضور بادشاہ جہان پناہ غیب دانی کا الزام رکھکر خلاف شرع شریف ٹھہرایا تو نے اپنے نزدیک مجھکو برا بیوقوف واحمق دربار عام مین بنایا یہ کہکر بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای شہریار عادل آج آپ نے عجب ایک خواب دیکھا ہی طرح کا نقشا عالم رویا مین آپ کے پیش نظر ہوا ہی حضور سینے توجہ سے ملاحظہ فرمایئے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجب طرح کا دھوان بلند ہوا ہی اسنے تمام عالم کو تیرہ وتار کر دیا ہی شعر یکے دود چون ابر آمد پدید ؛ از و خیرہ گردید چشم امید ؛ تمام خلائق کی آنکھین بند ہوگئین ہین کچھ کسی کو نہین سوجھتا ہے جب وہ دھوان ہو چکا آسمان زیر آسمان زمین بالائے زمین سواد اقرا البند ہو چکا اس مین ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا او تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی سے منقار ارکے گیا آپ کو نہایت پریشانی وحیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز تیز پرواز عنقا شکار ہوا پر اڑتا ہوا مکہ معظمہ کی طرف سے پیدا ہوا اور اُسنے آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

شکار انداز چشم زاغ سیہ رو پر مارا کہ دونون آنکھین اُسکی پھوٹ گیئن بقول شخصے مردمک چشم کی ٹھیریان سلیمانی ٹوٹ گیئن مانند تیر و تار ہوگیا اسکی آنکھون سے کچھ سجھائی نہ دیا بیت بزد پنجہ تیز بر چشم زاغ + از و بستہ گردید چشم فراغ + اُس باز نے جب پنجہ اسکی چشم بینا پر مارا اور وہ اندھا ہوگیا تاج اُس زاغ کور چشم سے چھوٹ گیا اس شہباز عنقا شکار نے وہ تاج مرصع اپنی منقار گوہر بار سے اٹھا کر پھر سر بادشاہ فلک جاہ پر پہنایا فخر جہانگیر اور شہنشاہ عالمگیر بنایا یہ واقعہ عالم رویا مین بادشاہ کو نظر آیا دل خوفناک ہوا جگر تھرایا اُسی عالم اضطراب مین چشم بیدار خواب غفلت سے کھل گئی بادشاہ بیدار ہوئے بہ سبب اندوہ و اضطراب اور خوفناک ہونے کے خواب یاد نرہا فراموش ہوگیا تعبیر بھی اسکی بدل گئی مگر ساعت بد سر اقدس سے ٹل گئی یہ کہکر خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا شعر بزد قرعۂ فال بر نام شاہ نظر کرد بر حال انجام شاہ خواجہ بزرجمہر نے فکر عظیم با بیدہ حیم کرکے سر اٹھایا اور حساب رمل بری و بڑنگ کیا بادشاہ نے احسنت و آفرین فرمایا بزرجمہر نے عرض کیا ای بادشاہ تعبیر اس خواب کی یہ ہی جو عرض کرتا ہون بگوش ہوش حضور سماعت کرین اور حضار دربار بھی غور سے سنین وہ زاغ سیاہ جو دھوین کے اندر سے پیدا ہوا اور تاج سر بادشاہ سے لے گیا وہ بادشاہ خیبری ہی کہ نسل پہلوان دوران اور رستم نوجوان کے ہی گرشاسپ زمان اُسکے سامنے برابر ایک پشہ کے ہوگا اور وہ بادشاہ عالم طفولیت مین اپنے باپ کا بدلا لیگا یعنے حضور کے سر پر سے تاج شاہی اُتارے گا ملازم شاہی جو ہین تقابلہ کرینگے وہ اُنپر فتحیاب ہوگا تمام عالم مین تاریکی اسکی ذات سے پھیل جائیگی شہنشاہی پر آفت تازہ آئیگی شعر بیاید حریفے پر از خشم و قہر + خروشان و جوشان سیلاب شہر و مجد جب بادشاہ کو یہ زہر بد نصیب ہوگا اُسوقت مین نہ کوئی رفیق نہ حبیب ہوگا پھر جو آپنے وہ باز تیز پرواز ملاحظہ فرمایا ہے ایک شخص کعبہ کی جانب سے پیدا ہوگا اور اُس زاغ سیہ سے لڑ بھڑ کر تاج چھین لیگا اور آپ کے سر پر پہنائے گا وہ قاتل اُس بادشاہ کا ہی اُسکا سلطنت پناہ ہی یعنے خواجہ عبد المطلب کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ آفتاب عالمتاب برج شجاعت نیر اعظم عالم و عالمیان فن سپاہ گری مین درخشان و تابان ہوگا بحول و قوت نیروان اس زاغ کو مارے گا تاریکی کفرستان و آتش پرستان کو جہان سے دور کریگا شعر

دران دم شدہ مرد عیب آشکار	کند ہمسری شاہ را خصم وار	دران وقت ہر کس کہ مستعد بدی	بجا شد بسے میکند یاوری
جہان را کند بیم مردان ہلاک	مگر آن شہنشہ کند قصہ پاک	سر دشمن شاہ را میکشد	بیک ضرب بدخواہ را میکشد

پس جب وہ بادشاہ عالی دودمان تاج و تخت شاہی بدر جاہ سے چھینے گا عوداً خدمت بادشاہ مین روانہ کرے گا اور تاج و تخت پھر حضور کو نصیب ہوگا بادشاہ نے جب یہ حال اور کیفیت اپنے خواب رویاے صادقہ کی سنی نشل بید کانپا بند بند بادشاہ کے جسم نازنین کا تھرایا شعر بلرزید چون گوش کرد این سخن + نجنبید دست آن زبان در دہن + پھر بلبلا کے پوچھا ای عمدۂ نامدار عالی وقار و اقتدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار آخر اسکی تدبیر کیا ہی اُس دشمن کے دفع کرنے کی کیا صورت ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای بادشاہ آب زر و جواہر کسی کو دے کر طرف ملک مکہ معظمہ کے روانہ فرمائیے اور اس لڑکے کو جو آپ کے دشمن کا قاتل ہی جس روز وہ پیدا ہو اُس روز سے نوکر رکھیے گا وہ لڑکا نسل خلیل بے عدیل سے ہوگا اور اولاد جناب ابراہیم خلیل اللہ پیمبر خلاق ازل خالق عز و جل سے ہوگا ہمیشہ تجھے مالک و مختار بصد عز و وقار سمجھے گا کسی طرح کا فتنہ و فساد اس سلطنت مین اُسکے باعث سے نہوگا ہیبت شمشیر آبدار و شمندگی برق تیغہ شعلہ بار سے ممالک تھرا اٹھینگے اور بادشاہان اولوالعزم کانپینگے شیر اور بکری عدالت سے اُسکی ایک گھاٹ پانی پینگے شعر جہان را کند عدل او شادکام + نبرد آورد مراوات دنیا تمام + ای شہنشاہ سوا تیزی عقل و

تدبیر کے اس امر کا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کوئی مرہم زخم جان مجروح و دل فگار نہیں ہے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے یہ راے خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کی بہت پسند کی اور کہا اے حکیم عالی مرتبت و صاحب وقار یہ بھی کام سوا آپ کی یارے مردی اور جان کنی کے کسی سے نہوگا اور کون ایسی لیاقت رکھتا ہے جو اسکو جا کے لائیگا اور نوکر رکھیگا خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو ہراسان و نالان دیکھکر منظور و قبول کیا اور شاہ نے ایک خیمہ ہزار خادمان عالیشان لیا اور چوبدار زر نگار بیشمار جواہرات بیش بہا واسطے خواجہ کے مہیا کیا خواجہ نے وہ سب روپیہ اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کا سامان جلد تر کیا بعد قطع منازل و طے مراحل بعد لطف زندگانی جاودہ مراد و کامرانی سے مکہ شریف جاے پاک لطیف مین نزول اجلال و ورود میمنت و اقبال کیا شریفان کعبہ اور ساکنان جوار و قریہ اونے اعلے کو جو خبر ہوئی کہ ایک مرد دیندار بصد عز و وقار اس شہر مین آیا ہے فلک ہفت رنگ کج مدار نے کچھ رنگ دکھایا ہے عبد المطلب دیندار خاقہ خاصان درگاہ پروردگار نے سلمان سمجھکر خواجہ بزرجمہر کی پیشوائی کی اور نہایت عزت و توقیر سے خیمہ مین لاے رسم ملاقات بصد لطف و التفات بجا لائے خاطر داری اور مہمان نوازی بہت کی محبت و الفت کی باتین رسم و راہ اتحاد کی گھاتین اور عیش و عشرت کی راتین درپیش آئین بعد فراغ پرسی خواجہ سے سبب آنے کا استفسار فرمایا بخلق و مروت وہ خاصہ خدا پیش آیا فرمایا اے جانی تمہارا کہان مکان ہے کس دیار مین سکونت بغیر و شان ہے کیا سبب ادھر آنے کا ہوا جو قدم رنجہ فرمایا خواجہ بزرجمہر نے بعد انکسار و ہم آغوشی و ملازمت مقبول درگاہ احدیت کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا اور ادھر آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب بادشاہ نے ہمارے یہ خواب دیکھا اور اس خواب کی تعبیر سے یہ ثبوت ہوا کہ ایک فرزند ارجمند صاحب اقبال و صاحب اجلال تاج بخش و کشورستان عالم و عامل دیجاہ و ذوی حشم بہادر و جری دلیر و شجاع صاحب شمشیر عبد المطلب کے یہان پیدا ہوگا تو مجکو اُس صاحبزادہ ذیقدر کی تنظیم و پرداخت کے لیے بھیجا اور ایک دشمن خدا بت پرست کافر اکفر ملک خاور مین پیدا ہونیوالا ہے کہ وہ سلاطین عالم اور شاہنشاہان ذوی حشم کو تباہ کرے گا اُسکا قاتل یہ تمہارا فرزند ارجمند ہوگا اُس ملک کی تباہی کو پہلے سے دوسرے وزیر یعنے بختک کو روانہ کیا ہے کہ وہ جا کر اُسکے حمل ہی کو اسقاط کر دے کہ وہ نابکار پیدا ہی نہو پھر کوئی فتنہ اور کوئی رخنہ کسی ملک مین برپا نہوگا ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ بزرجمہر تو مکہ شریف براے پرورش امیر حمزہ صاحبقران تشریف لے گئے ہین اور بختک نابکار دوسرا وزیر شہریار باوقار کا براے قطع نسل ہشام خیبری طرف ملک خاور کے روانہ ہونے والا ہے لہذا بعد ہونے روداد بختک وزیر نوشیروان اور تاراجی ملک خاور کے پیدائش امیر باتوقیر کی گذارش کیجاے

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا مادر ہشام بن علقمہ خیبری کا گھر مین کاہ فروش کے ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اعلے شراب
رہین منہ نہین کیسی غم زیر بان
جدھر دیکھتا ہون ہین ہی قتل عام
سحر گر نہین بادۂ ذی شرف

کہ جس سے مگر ہوشمہ بھی انتخاب
بعدے اچھا چاق خنجر بیان
لہو سے ہی لبریز ہر اک مقام
نہ کر رنج بھی تو سکیدہ کیطرف

تمہارا جیسے ملک نسبت الغضب
یہ کس سکیدے کی تباہی ہوئی
نہ ہوگی کسی نے پائی کسی جا پناہ

کوئی رند تھا کہین و شب
ارے کسکی تاراج شاہی ہوئی
شکست اب ہوئی سکیدہ پناہ

اشعار

خون جگر و دل سے پیمانۂ لبالب تھا
کیا کہیے گئی کیونکر اے دوست شب تنہائی

کسکو ہے گلہ تجھسے بے یار کے مطلب تھا
اللہ غنی گا ہے گہ نعرۂ یارب تھا

غمزے سے خلطہ ہی اُس بُت کو تو کیا غم ہی
ہر صبح مسافر تھا جہان مین ہر شب تھا
ایذا جو ہوا اس خال و گیسو سے تعجب ہی
ہمدوش گیسوے چرخ اس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
تھا داغ سفید اپنی آنکھون مین جو کوکب تھا

درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا
کیا تلخ کیا اُسنے اس عمر دو روزہ کو
وہ افعی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا
اس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اولیٰ تھا یہی حق مین میرے یہی انسب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت ہے
زہرا نپے لیے عشق معشوق شکرلب تھا
خون شہدا سے بھی جو اُس پر شفق پھولی
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا
پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

زینت طرازان مضمون عدیم المثال و جلوہ افگنان طبائع نازک خیال سلک گوہر سلک کو بہ تجویز طبع رسا نیران سیاق مین یون تولتے ہین اور عقد لآلی معنی مضامین کو بناخن جودت و ادراک یون کھولتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم سلطان عالیشان بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و عز و شان طرف خانہ کعبہ بدولت خانہ عبد المطلب نامدار مقبول بارگاہ کردگار تشریف لائے بختک بدکردار وزیر بے تدبیر و ناہنجار نے بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اے سلطان دوران شاہنشاہ زمان میری راے یہ ہے کہ اگر حکم محکمہ قضا شیم شرف اصدار پاے تو خانہ زاد فوج جرار جوانان نامدار اپنے ہمراہ لے جاکر علقمہ نابکار کو گرفتار کرے اور ملک خاور کو تباہ و برباد کرے اور تمام عورات حاملہ کا حمل اسقاط کر دے اور یہ قصہ ہی پاک کر دے اور شاخہاے ظلم و فساد کو بے بنیاد کرکے ڈالدون بادشاہ تو نہایت مضطرب الحال آلودہ غبار رنج و ملال تھا کہنے لگا کہ بہتر جو مناسب وقت براے بہتری تاج و تخت سلطنت فیض منزلت ہو کر اور جلد ملک خاور کی راہ لو بختک بحکم بادشاہ فوج جرار و پہلوانان نامدار و سرداران خوش کردار و جوانان نیزہ دار و بہادران شیر شکار و جماعت بیس ہزار کے طرف ملک خاور کے بصد کر و فر روانہ ہوا جلد جلد منزل بمنزل راہ دشت و جبل طے کرتا ہوا ملک خاور مین پہونچا اور جاتے ہی شہر مین دُرانہ گھس گیا بارگاہ علقمہ چارطرف سے گھیر لی لگاہ مردت ہر ایک کی طرف سے پھیر لی شہر مین پہونچتے ہی بغیظ و غضب حکم زن ہر تیغ زن کو دیا قتل و قمع تمام شہر مین ہونے لگا کسی کو دم نہ لینے دیا کسی کو اس طوفان کے خبر نہ تھی ہر ایک مرد اُس طوفان بلا خیز مین ڈوبنے لگا خرد و کلان جوان و پیر امیر و فقیر مرد و زن ہلاک ہونے لگے الغرض وہ تلوار چلی کہ آسمان تھرانے لگا زمین پر خون کے دریا بہنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگے کسی گلی کوچہ مین پناہ نہ تھی بختک سیدھا بارگاہ علقمہ مین سرداران تیغ زن کو ہمراہ لیے ہوئے دھنس آیا علقمہ کو بخبری مین پا کر گرفتار کر لیا اور بے خطر حکم قتل دیا خود مسند حکومت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ عورات حاملہ کو تلاش کرکے گرفتار کر لاؤ اور قتل کرو عورات محلات علقمہ اور عورات شہر و گرد و نواح جہان تک دستیاب ہوئین اُنکو قتل کیا اور صدہا ننھے ننھے بچون کو ہلاک اور تہ تیغ کر دیا بلکہ شیرخوارون تک کو مار ڈالا کسی کو زندہ نہ چھوڑا یہ خیال قول بزرجمہر بچون ڈکون سکو قتل کیا اور شہر کا ایسا محاصرہ کیا کہ بھاگنے تک کا راستہ نہ دیا اُس شہر کے بیچ کوسی دس کوسی مردمان خرد و کلان اور بچون اور تمام عورات حاملہ کو کہین پناہ نہ ملی کئی روز تک قتل عام کا حکم رہا شہر اور اطراف شہر مین دور و نزدیک طوفان شمشیر آبدار فوج بختک ستم شعار اُٹھا رہا مگر علقمہ کی زوجہ خاص اُس تلاطم مین نکل کر نہین معلوم کس صورت سے پوشیدہ ہو کر اُس ہنگامہ قتل و قمع مین بھاگ گئی اور جا کر کسی اور شہر کے قریب ایک قریہ مین ایک کاہ فروش کے یہان چھپی مگر بہ روایات صحیحہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین وہ زن ناکام حاملہ تھی مگر حمل بھی شاید کہ دو ہی چار ماہ کا تھا کہ بخوبی مردمان اجنبی کو محسوس نہ ہوتا تھا غرضکہ وہ زن حاملہ بخوف جان و نظر وہ ستم فوج بختک اس براہ تین کہ وہ قریہ نہایت ہی چھوٹا تھا چھپی اور دامن کاہ فروش مین بمنت و سماجت پناہ لی اُس کاہ فروش کی تقدیر رسا ہوئی کہ ناموس بادشاہ یعنے زوجہ علقمہ اسکے گھر مین آئی لیکن

وہ حیران ہے کہ ای پروردگار عالم کیا کرون میری اوقات تو تونے اس کاہ فروشی پر رکھی ہے دن بھر صحرا کی گھاس چھیلتا ہون اور شام کو جو کچھ اسکی قیمت سے ہوتا ہے تھوڑا سا اناج نمکین ہوتا ہے لاکر اہل وعیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قیمت کا میرے ہی عیال کو اکتفا نہین کرتی اب دوسرے آدمی کو مین کہان سے لاکر کھلاؤن گا اور زیادہ ضیق معاش ہوگی پھر اپنے دلمین خیال کرتا تھا دل مستقل رکھ وہ رزاق مطلق ہے آسکے حق کا رزق بھی تجھے عنایت کرے گا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طفل اسکا چمکنے والا ہے بخت خوابیدہ بیدار ہونے والا ہے یہ مصیبت چند دن اور ہے اور پھر عیش وعشرت کا طور ہے حکومت ووزارت کا دور ہے نہ مجال فکر ہے نہ مقام غور ہے الغرض مجبور وناچار اسی عالم محنت ومشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف واکناف اور قریات وقصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل وقمع کیا اور سخت تاخت وتاراج کیا اور اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ انداز اس ملک مین پشتہا پشت نہ پیدا ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہے اور نہ کوئی باقی ہے بعد آسکے بختک نے اپنی طرف سے صمصام زرہ پوش عاقل وہوشیار نمک حلال سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اسکی ماتحت کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور معقول کرو اور آمدنی یہان کی جو کچھ تمہارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ **نوشیروان عادل** مداین مین ارسال کیا کرو اور بخیر خواہی تمام انتظام یہان کا مدام کرتے رہو اور **بختک** مع جمیع خیر خواہان وپہلوانان وسرداران فوج طرف ملک مداین کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ **نوشیروان** عادل ہوا اور تمام وکمال کیفیت قتل وقمع ملک خاور وتاراجی شہر وبربادی خرد وکلان وتباہی مرد وزن جاکر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی وغدغہ وتشویش نہین ہے کہ مین نے بنیاد رخنہ وفساد یک قلم مٹادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ وغیر حاملہ نہین چھوڑی اور نہ کسی کے زن ومرد پیر وجوان صغیر وشیر خوار کو بتا وری باقبال بادشاہ نامدار سبکو تہ تیغ آبدار کیا اب حضور بعیش وعشرت تمام رہین کچھ فکر وتردد نہ کرین بادشاہ **نوشیروان** سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر ووغدغہ بالکل بے بنیاد رفع ہوا **بختک** کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام واکرام ملا عیش وعشرت جابجا سے سر برپا کیا اور کاروبار سلطنت وحکومت وعدالت مین مشغول ہوا اب **بختک** بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ مجھسا کون بہادر ودلیر صاحب شمشیر یگانہ ہے مین نے بحکم محکم قضا شیم بادشاہ **نوشیروان عادل** ملک خاور کو تباہ وبرباد کردیا تمام اہل شہر مرد وزن صغیر وکبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو ملک خاور مین معین کردیا ایسا کون اولوالعزم اور صاحب جرأت ہوگا اب ایسا غرور ہوگیا کہ کوئی بہادر ودلیر صاحب شمشیر جوان وپہلوان نظر مین نہین سماتا تھا پھرتا ہے ایک ایک پر رعب بٹھاتا ہے اور تقدیر کہتی ہے رہ تو جا تجھکو کیا ذلیل اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعوی بہادری ہے اسے کیسا خاک مین ملائے دیتی ہون اور بزدلا دہر اور نامرد ادنیا مین تیرا نام بھی لکھائے دیتی ہون رہجا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہے اور یہ معرکہ عجیب وغریب بھی لائق دید ہے سوا اس طفل کے جو مکہ شریف مین پیدا ہونے والا ہے کوئی بہادر وجری صاحب شمشیر صفدر و دلیر صاحب شوکت وصولت ذی ہمت وشجاعت بے مثل وبے نظیر باعزت وتوقیر نہین ہے کوئی شیر مرد وسکا ہم نبرد نہین ہوسکتا ناظرین پر واضح ہوکہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑدی تھی اب بیان کی جاتی ہے

داستان مسرت بیان تولد سلطان سلطانان وشاہنشاہ شاہان امیر با توقیر بادشاہ کشور گیر اور پیدایش عمرو ومقبل کی بیان کی جاتی ہے۔ ساقی نامہ۔

پھر ساقیا پلادے وہ ساغر شراب کا
شرمائے جسکے آگے کٹورا گلاب کا
وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

جس مین کہ رنگ صاف ہو تازہ شباب کا
مانند آفتاب کے جلوہ دکھا مجھے
ہون منتظر مین ترک فلک انتشار کا

اے شاخ کلک پھر مجھے اب تازگی دکھا
مشتاق ہون مین ساقی گردون جناب کا
آنکھین کھلی ہین دیدۂ انجم کی طرح سے

کرتا ہون کام ہاتھ سے راہ ثواب کا
کب دیکھئے زمانہ مین اب دور دور ہو
لب سے ہر منتظر ہوا اس آفتاب کا حمسہ

نگاہ آنکھ سے اے یار ماہ رو نکلے ✤ کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے ✤ تری تلاش مین جو جاے چار سو نکلے ✤ ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے ✤ اُٹھاؤن کعبہ کا پردہ وہان بھی تو نکلے ✤ بیت دوانندہ رخش کلک سریع ✤ رقم گر مضمون گردون بشیر ✤ تہنیت سازان انجمن دلکشائے ومژدہ دہندان محفل شادی دلربائے طفل قلم فیض رقم کو بہ پیدایش مضمون مسرت مشحون طبع آرائی ذہن رسا کو رسا کرکے صفحۂ قرطاس قبیض اساس ناظرین پر یون روان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق مکہ شریف مین پہونچے اور عبد المطلب والیقدر وذی مرتبت کو خبر ہوئی کہ ایک مسلمان خداپرست صاحب ایمان آیا ہے چند قدم بڑھکر پیشوائی کی اور مکان پر لائے بعد مزاج پرسی مستفسر حال ہوئے خواجہ بزرجمہر نے کیفیت بادشاہ نوشیروان و روئداد خواب و خیال سب بیان کی اور کہا کہ مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا نام میرا بزرجمہر حکیم ہے اور مجھکو بادشاہ نے اسواسطے بھیجا ہے کہ جب تمھارے یہان فرزند ارجمند پروردگار عالم و عالمیان عنایت فرمائے مجھکو اطلاع دو کہ مین اُس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب حشمت وجلال کا زائچہ کھینچکر حال بتاؤن اور اسکی پرورش و پرداخت کرکے بادشاہ جمجاہ کو مژدۂ مبارکباد بھیجون اور تا ہنگام پیدائش آفتاب عالمتاب اس مقام پر رہونگا یہان سے کہین نہ جاؤنگا پس عبد المطلب عالی النسب والاحسب کو بہت سا زر وجواہر دیا اور خود بدولت خانہ فرحت آثار اُس ماہ آسمان وجاہ کے منتظر رہے ناگاہ شاطر اقبال عزت وجلال نے خبر دی کہ گیارھوین تاریخ ماہ جمادی الاول دبروز مبارک برج حمل سے آفتاب عالمتاب نکل کر درخشان ہوا نور نظر خجستہ سیر فرزند ارجمند سعادت مند عبد المطلب پیدا ہوا نظم

کہ طالع شدآن آفتاب ہنر ✤ منور شد از دیدار چشم پدر ✤ جہان گشت شید ابر وفا مدار ✤ صدائے مبارک لبشد آشکار

جب وہ ماہ فلک ہمت وشجاعت آفتاب عالمتاب آسمان صولت وشوکت پیدا اس صاحب حسن وجمال پر ایک عالم ہزار جان سے شید ا ہوا شعر اُسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ✤ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے ✤ دایۂ مشیت نے اُس فرزند ارجمند عالم پسند کو کنار عاطفت مین بشوق کمال لیا اور مادر دہر نے ہزار جان و دل سے اپنے کو قربان کیا خواجہ عبد المطلب نے فوراً خواجہ بزرجمہر کو مژدۂ جان فزا فرحت افزا دیا خواجہ بزرجمہر نے سنتے ہی اس مژدۂ جان بخش کے سجدۂ شکر پروردگار بمسرت بسیار کیا اور ہمراہ عبد المطلب کے چلے خواجہ بزرجمہر خوشی خوشی دولت سرائے عبد المطلب نامدار پر آئے حضرت عبد المطلب نے خواجہ بزرجمہر کو مقام صدر پر بٹھایا اور اُس کوکب سپہر حشمت واجلال و رفعت واقبال کو لاکے دیا خواجہ بزرجمہر نے آغوش دل مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا بہت شاد ومسرور ہوے خیال فاسد دل سے بالکل دور ہوئے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا مراد مین بہار آئی دلکی طرح سے سینے مین لگایا خواجہ بزرجمہر مشغول بوس وکنار فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آپ کے غلام کے یہان جسکا نام قبیل ہے ابھی لڑکا پیدا ہوا ہے فوراً جناب عبد المطلب گئے اور قبیل کے بھی لڑکے کو گود مین اوٹھا لائے خواجہ بزرجمہر نے اسکو بھی گود مین اُٹھا لیا چہرہ بزرجمہر کا شادی و مسرت سے سرخ ہوا اور قرعہ پھینکا دونون کا طالع دیکھا بہت خوش وخرم ہوئے اور کہا کہ اے عبد المطلب تمھارا صاحبزادہ بڑا صاحب اجلال بلند اقبال جہانگیر وجہان ستان فخر شجاعان زمان مرد مردانہ وشیر فرزانہ ہے یہ دہ ظفر قرین وصدر نگین ہے کہ اسکو دریا بی کا شاہان روزگار وسلاطین عالی وقار فخر کرینگے اور بڑے بڑے بہادران

اولوالعزم و جوانان دلیر و جری غلامی اسکی قبول کرینگے قوت و طاقت مین بے عدیل زور و ہمت مین فخر پہلوانان جلیل ہوگا اسکی شمشیر بے نظیر سے کافران جہان کو پناہ نہ ملی گی ہر جگہ برکت سے اس گلبن کے قدم کی گلشن اسلام کے کلی مثل گل کھلے گی یہ لڑکا کنندۂ بیخ نخل کفر و عناد ہے یہ لڑکا کشندۂ بت پرستان مکار و ستمگار بد نہاد ہے ماشاء اللہ اس لڑکے سے وہ کار نیک نمایان ہونگے کہ بڑے بڑے شجاعان عالی ہمت مثل آئینہ حیران ہونگے کفار دن کو سرنگون اور پست گریگا ملکون ملکون اپنا بند و بست کریگا

نظم عجب تمکو فرزند حق نے دیا
سہا تمھین کار عشرت ہوا
کہا سنکے یہ مژدہ جان فزا
کہ شکر ای خدا شکر اے کبریا

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبد المطلب آپ کے خادم قبیل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب و غریب ہونگے اور تمھارے صاحبزادے کا غلام با وقار فلک شعار ہوگا ہر دم مثل سایہ جدا نہ ہوگا خدمتگزاری مین ہر وقت حاضر رہے گا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپ کے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابو العلا و مکی اور امیر حمزۂ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اس صاحبزادۂ بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ بیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس بے تاخیر لے آئے ہم اس لڑکے کا ملازم کرکے پرورش کرینگے دایہ ہاے عقیلہ نوکر رکھینگے انکے والدین کو زر و جواہر دینگے ایسا کہ وہ بہت شاد و مسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین ندا کی اور یہ خبر بھی شہر ملکہ گرد و نواح شہر مین مشتہر ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہے آج جتنے دن کے مولود ملازم کرکے پرورش کرینگے اور نذر و مال انکے والدین کو خاطر خواہ دینگے یہ خبر سنکے جن جن لوگون کے یہان اس روز لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکون کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے خواجہ بزرجمہر نے ان لڑکون کو ان کے والدین سے لے لیا اور دایہ ہاے عقیلہ انکی پرورش اور پرداخت کے لئے معین کین اور انکے والدین کو انعام مین زر و جواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا روپیہ اشرفی کے توڑون کا منہ کھولا تمام شہر مین آئینہ بندی کرا دی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہے کہ آج روز مولود امیر باتوقیر امیر ابو العلا و مکی ملقب بہ حمزہ صاحبقران ہے جشن تولد اس صاحبزادۂ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہو کر خوشی کرے اور جسقدر کہ روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا سرکار سے ملے گا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا و رستہ ہا شہر بندی کی گئی بڑے ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار قیدی رہا کیے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اسکے یہان دن عید اور رات شب برات ہو گئی اتفاقاً صغری ساربان سرکار فیض آثار حضرت عبد المطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل اسکا سات آٹھ مہینے کا تھا وہ اسوقت اونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اونٹون کو چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہے تہنیت شادی علی العموم ہے لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین سرخ پوش ہین مشغول بجوش و خروش ہمہ تن تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہے شہر بندی ہو رہی ہے امیہ صغری نے پوچھا کہ کیا آج کوئی عید ہے اور کون سا روز عید سعید ہے کہ تم سب لوگ اس جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہے سب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سو یا کیے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی اٹھا کر آئے ہو کچھ خبر ہے کچھ کہو تو جانے کہان ہو آئے کہان سے ہو امیہ نے کہا بھائیو دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

عبدالمطلب ہی ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہی اُسنے فرزند سعادتمند کا نام بقواعد نجوم امیر
ابوالعلا ومکی رکھا ہی اور حمزہ صاحبقران لقب دیا ہی اور جسجس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوے مین ان سب لڑکون
کو بحکم پرورش دیا ہی دایہ ہاے بیشمار ملازم ہوئی ہین اور اُن لڑکون کے والدین کو بیشمار زر وجواہر عطا کیا ہی یہ سنکر امیہ
ضمری دوڑا اور شوکن کو لاکر باندھ دیا اور گھر مین آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ اری کم بخت کاش
کہ تو بھی آجکے روز لڑکا جنتی کہ مجھکو اور تجھکو بھی زر ومال ملتا کہ عیش وعشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار
ہی مین کیونکر لڑکا جنون کہ تجھکو زر وجواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجھکو بھی زر وجواہر ملے اُسکی زوجہ
نے کہا کہ اے نادان عز من قنع وذل من طمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہی کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت
حمل کہین بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہی اور اگر دن پورے بھی ہو جاتے اور حکم خدا ہوتا تو مین کیونکر لڑکا جنتی جب تک کہ حکم
منظور ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء نہوتا جب تک پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج
ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہی ایسی باتون مین انسان رسوا ہوتا ہی ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہی امیہ ضمری
یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سر دھنکر نہایت خشمناک بادل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر اُٹھا
اور کہا بہن ہیری منحوس قدیمی اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دنیا مجھ زر ومال لئے جاتی ہی اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہین آتا تیرا ہی خصم
مفلس ہا جاتا ہی ابھی ابھی تجھسے لڑکا جنوادونگا اور زر وجواہر پاونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ کچھ دیوانہ ہو گیا ہی یا کچھ پی
کے آیا ہی نشہ مین مست ہو گیا ہی کہین میرے اختیار مین ہی کہ لڑکا جن دون اور تیرے اس رنج کو ٹالدون اگر مال
تیری تقدیر مین ہی تو کسی اور وسیلہ سے ملے گا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع اُسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ بیت خدا کی
دین کا موسے پوچھیے احوال ÷ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے ÷ صبر کر نظر بخدا رکھ کیون اسقدر گھبراتا ہے
ای بندہ زر ومال کے لئے مرا جاتا ہی ای احمق یہ مال دنیا کی مال ہی ارے مال دنیا چرخے کی مال ہی پروردگار عالم رزاق مطلق
ہی وما من دابۃ فی الارض الا علے اللہ رزقہا کیا تو نے نہین سنا ہی اور قدرت تعالی رب الغرب کی نہین جانتا ہی بیت
جواہر تو بخشے دل سنگ را ÷ تو بر روے جوہر کشی رنگ را ÷ انہی کی شان رفیع المکان مین ہی شعر آگ مین پیدا سمندر
کو کرے ÷ قطرہ ناچیز کو گوہر کرے ÷ دیگر آسیا کہتی ہی ہر صبح باواز بلند ÷ رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے
جب امیہ ضمری کو اُسکی زوجہ نے یہ سخن سناے تو اُسکے دل پر رنج دولت کے سانپ لہرانے اور زیادہ تململایا اور بلبلا کر
چلایا اری کمبخت میرا دل نہین مانتا کہ یہ مال مُفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیونکر تیرے پیٹ سے بچہ نکال لون اور
خواجہ بزرجمہر سے زر ومال لون یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلایا کہ اری دیوانی نہ بن اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارہ
ہی نطفہ ہمارا ہی ہم تیرے پیٹ مین نہین رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالے گی تو مین تیرا سارا
پیٹ نکالدونگا مارے ڈنڈون کے مار ڈالونگا اگر آج کا دن ٹل جاے گا تو کل کچھ نہ ہاتھ آے گا زوجہ اسکی اُسکے
ڈنڈا تاننے پر بھاگی اور امیہ ضمری اُسکے پیچھے دوڑا تمام گھر بھر مین اودھم پڑ گیا ادھر تو وہ عورت بھاگتی پھرتی تھی
اور ادھر امیہ اُسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہین قابو نہ چلتا تھا وہ عورت تھکی بھاگتی پڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی شعر
ناحق خصم نے آج مری جان ماری ہی ÷ دوڑو محلہ والو تمھاری دہائی ہی ÷ جب عورت نے دیکھا کہ اب کسی طرح
مفر نہین ہی خصم آج مار ہی ڈالے گا ہرگز زندہ نہ چھوڑے گا اسکو کچھے گھڑے کی چڑھی ہی دولت کی چاٹ پڑی ہی گھبرا کر
کوٹھے پر چڑھنے لگی سانس بیچاری کی اکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت
نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آپہونچا گھبرا گئی اور ساری سٹی بھول گئی پاؤن جو پھسلا ہی تو زمین پر گری

اسکی تو سانس گھڑی ہی چلی تھی مرگئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا اٹھا ون ہٹا ون کرنے لگا اُمیہ ضمری نے جھٹ زمین پر سے کودکے
بچہ کو اٹھا لیا یونہین بے نہلاے دُھلاے آستین مین رکھ لیا نشہ طمع زر سے ایسا مبہوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی
نہ کیا فوراً بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اُس عورت
مین کچھ دم نہ پایا روئے دھوئے بکا کیا پھر سامان دفن وکفن کا مہیا کیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوے اور یہان
سنئے کہ امیہ بچہکو لیے اسیطرح خوشی خوشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت
عبد المطلب بھی بیٹھے تھے انھون نے جو یہ حال سنا اُمیہ ضمری سے کہا کہ تونے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی
دوسرے بے نہلاے دُھلاے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا لباس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ
اچھا بچے کو لاو امیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا تعجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے
راہ مین گرگیا ہے نہایت بدحواس ہوا رو کر چلایا کہ واے مردیم جس طمع زر کے لئے اتنی بڑی جانکاہی کی وہ کچھ نہوئی زوجہ کی
بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج وصدمہ ملا بقول شاعر شعر گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ *
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * دیگر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے * نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے * ناظرین پر واضح ہو کہ اس ضعیفگا مشتی اور دھا چوکڑی مین شام کا وقت قریب آگیا
تھا اب جو اُمیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہوکر پھرا تو بالکل شام ہوگئی تاریکی پھیل گئی لیلاے شب نے زلف
مشکین کو کھول دیا سواد شام کا سمان بندھ چکا سڑکونپر تھا تھر بندی کی گیلا سو نہین، روشنی ہونیلگی، رونق بازار شہر تو دونی
ہوگئی تھی مگر اُمیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ والم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آب دیدہ وہانسے پھرا
راستے مین اُس بچہکو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہے اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین ایسا
نہو کہ زیادہ دیر ہوجاے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی
راستے مین پوچھتا تھا کہ اُمیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گم گشتہ کا پتا نہین
ہے اسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اسی کی تلاش مین جگر پاش پاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا آپ خواجہ بزرجمہر کے پاس
لئے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہوگیا یہ وحشت خیز باتین سنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست سعی
ملتے تھے کچھ امیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگتے تھے آخر کار جب کہین پتا نہ لگا فرط الم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور خنجر کھینچکر
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور قصہ ہی پاک کرے یکایک کچھ اُسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب جو امیہ
ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ بالا بھولا نظر پڑا اُمیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا اور
یہ کہتا ہوا چلا کہ ایسا نہین پھر گم ہوجاے مجھسے شہر کی گلیون کی خاک چھنوائی یہ لڑکا بڑا مرشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے میرے
ساتھ دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسیطرح ہاتھون پر لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا نظم نشد پیش خواجہ بدنیسان
وادن * کہ طفلش ہست وثنا بر زبان * سنا وہ بپرسش او شکوہ راند * کہ این طفل زیر بغل ویراند * بکردیم من جستجو دیر
تر * وزان بعد ظاہر شد این بیخبر اُمیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا ملا غلام لایا ملاحظہ فرمایئے
خواجہ نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آگئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاءاللہ
عجیب ہیبت ہے جس سے دیکھنے والون کو دہشت معلوم ہو سر کیا ہے راری کی لوٹڑی ہے گٹھا ہوا صفاچٹ زہرہ سی آنکھین
خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹھ دبلا پتلا سوت سی گردن تنکا سے
ہاتھ پاؤن طباق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان حیوان ہے کہ عجیب الخلقت انسان خواجہ متعجب ہوئے

اور شان پروردگار پر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال رمل بطریق سیارگان نکال کر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا اولوالعزم نصیبا ور جوان بخت و جوان دولت جوان سال ہوگا ایسا التاس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلاے روزگار فتنہ دوران نیرنگ فن یمن وزمان مکار طرار جرار خنجر گذار سردار سرداران عیار عیاران تیغ زن صف شکن بے نظیر سر کردہ جوان و پیر ہر ایک کام مین مشاق بلکہ یگانہ آفاق ہوگا مثل اسکے تا قیامت کوئی لڑکا پیدا نہوگا اور یہ امیر ابو العلا کی کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال مین امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے معرکے سر کریگا امیر با توقیر پر اپنی جان قربان کریگا اپنے دشمنون کو بے جان کریگا اسی لڑکے کو لوگ تراشندہ ریش کافران و سرندہ جادوگران کہین گے اُمیہ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عمرو بن اُمیہ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پراز زر و گوہر آمیہ کو انعام مین دیا اور تنخواہ مقرر کرکے دایہ کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ امیر با توقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجاے خواجہ عبد المطلب کے محل مین یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگوائے تھے تو اُس روز بارہ ہزار لڑکے آے تھے خواجہ نے اول سب کے والدین کو مالامال کردیا تھا اور ہر لڑکے کے لئے ایک ایک دایۂ عاقلہ مقرر کردی تھی اور سب کی تنخواہین مقرر کردی تھین از جانب بادشاہ نوشیروان سبکو نوکر رکھ کے امیر ابو العلا کو سرداران سبکا معین کیا تھا اور عمرو بن اُمیہ ضمری کو وزیر معین کیا تھا اور سر گروہ اطفال خردسال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش و عشرت بہم پہونچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہ ہوگا الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے بہت بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کئے لوگون کو انعام دیا مادر حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اُسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے اُن سب کی مائون کو نہلوایا اور مادر عمرو تو مر ہی چکی تھی اُسکی مان کے عوض اُسکی قابلہ کو نہلایا اُسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو مثل زچا دن کے عروس شب اول بنایا سبھون نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشان چنی گئی مسّی سُرمہ کاجل دیا گیا بناؤ سنگار کیا بڑے ساز و سامان کے بارہ ہزار زچا ون نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ صاحبقران پہ نثار ہوا تارون کو مثل زر کے پچھاور کیا مشتری فلک ابن زچۂ زہرہ جبین کی خدمتگذاری کو حاضر ہوئی ماہ چاردہ آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہاے زرین کترکتر کے صورت افشان چھڑک رہا تھا زمین زر ریز سائبان فلک لاجوردی تارون سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لئے ہوئے مادر صاحبقران پر سایہ فگن تھا خسرو خاور یعنے آفتاب عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ مین لئے ہوئے سقف زچاخانہ پر مرگ پر مار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی ہو کر فلک لعبد سوز و ساز مصروف خوش آوازی نجوم مرغ زبرجدی پچھاور کر رہی ہی الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتوین روز ترتیب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد دایۂ محافظت ایزدی کرکے عبد المطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ تمہارے حوالے مین عبد المطلب نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر پہلے تو یہ بندوبست کیجئے کہ آج امیر کی پیدایش کو ساتوان روز ہی اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر امیر با توقیر نے اسوقت تک نہ اپنی مان کا منھ دیکھا نہ اور کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ وزاری اور اضطراب و بیقراری زیادہ ہی ذرا آپ ملاحظہ فرماکر غور کیجئے کہ کیا سبب ہی کیا اسرار ہی کیا مشیت پروردگار ہی خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ امیر با توقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پینگے مگر ایک زن صالحہ بالغہ عاقلہ مومنہ قلعۂ تنگ رواحل مین سکونت پذیر ہین نام اُسکا عادیہ بانو ہی اگر وہ بی بی تشریف لائین اور دودھ پلائین تو البتہ صاحبقران دودھ پینگے ورنہ بے شیر نہ جینگے عبد المطلب نے جب یہ کلام مصیبت انجام خواجہ بزرجمہر

سے شاعرو کے باپ اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا اے اُمیہ ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر جلد بطرف قلعۂ تنگ رواحل کے جا اور
عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ اے ملکہ دوران میرے یہان فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر
صاحبقران ہے پیدا ہوا ہے اور سات آٹھ روز گذر چکے ہین دودھ کسیکا نہین پیا لہذا امیدواری بخدمت تمہین التماس ہے کہ یہ
امر خیر اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہے اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پاوے اور تم اپنی آغوش مین لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبدالمطلب نے بمنت سماجت تمکو بلایا ہے اگر تشریف
لاوے تو اس طفل صغیر بے شیر کی جان بچ جاے امیہ بحکم عبدالمطلب ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر مکانسے طرف ملک قلعۂ تنگ
رواحل کے چلا اب راویان اخبار فرحت آثار یون بیان کرتے ہین کہ بی بی عادیہ بانو قلعۂ تنگ رواحل مین رہتی تھین
اُسکے یہان بھی ایک لڑکا حسین و خوبصورت جری دلاور بہادر طرحدار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا اور
اصلی نام اُسکا ایل عادیان پور شدادیان پہلوان ہفتی عرب بن گیتیان کرب عمرو معدیکرب تھا اُسکی پرورش مین مشغول
رہتی تھین جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے پہونچا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جمال بیمثال حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ اے عادیہ بانو اب تم اسلام قبول کرو اور زنگ
کفر آئینۂ دل سے مٹاؤ کس خواب غفلت مین ہو اٹھو کہ تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ مین خواجہ عبدالمطلب
سردار قریش کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نام اُسکا ابو العلاء مکی اور لقب اُسکا حمزۂ صاحبقران
ہے وہ والی پردۂ قاف ثانی سلیمان شاہ شاہان ہوگا وہ تمہارے دودھ پینے کا منتظر ہے سات روز ہوے ہین
کہ اُسنے کسیکا دودھ نہین پیا اور نہ کبھی کسیکا دودھ پیے گا اور نہ کسی پستان دایہ کی طرف رُخ کریگا تمہارے
گھر کی طرف رُخ کرتا ہے اور روتا ہے اشک حسرت و یاس سے منہ دھوتا ہے گویا تمھین بلاتا ہے ابھی اسکی کیا بساط ہے
سات روز کا مولود ہے وہ صاحب انبساط ہے یہ شرف مخصوص حق تعالی نے تمہارے ہی واسطے مقرر کیا ہے کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ اور رضامندی خدا کرو پھر درگاہ رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ شعر پلاؤ اسے دودھ تم صبح و شام ۔ یہ سعادت
ہے اس کام مین لاکلام ۔ ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جو یہ مژدۂ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سُنا
فوراً بیدار ہوئین کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق دل مسلمان ہوئین اپنے لڑکے کو بھی چھوڑا اپنے بیگانون سے منہ
موڑا ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلکر صحراے پر آشوب کی راہ لی طرف مکہ معظمہ کے چلین جسے کہ
شوق دیدار رفعت آثار امیر ابو العلاء مکی صاحبقران زمان مین رات بھر چلین کہین دم بھر نہ ٹھہرین نہ ناقے سے اُترین
مگر جسوقت فلک پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب برطرف ہوئی خسرو خاوری نے اپنے نور سے اس عالم
فانی کو نورانی کیا سبزۂ نودمیدہ لہکنے لگا نسیم سحری جھونکے سے لیکر عاشق مزاجونکا دل لبھانے لگی جابجا طیور حمد الٰہی
کرنیلگے بلبلین نغمہ سرائی مین مشغول ہوئین ہر ایک کے دل کو گونا گون فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ بانو کے قلب کو بھی
ایک عجیب قسم کی بشاشت اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے بفہم و فراست و عقل و کیاست دریافت
کیا کہ شاید مین قریب مکہ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابو العلا کوئی فرزند صاحب کرامت ہے
کہ منزلون کا راستہ اتنا جلد طے ہو گیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہے کہ صبح ہونے پائی مکہ معظمہ مین خدا نے مجھکو پہونچا دیا
اتنے مین فی الجملہ روشنی بھی ہو گئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھین دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہے عادیہ بانو نے اس سے
پوچھا کہ یہ کون شہر ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکہ معظمہ ہے کل سے مین مکان سے چلا ہون اسوقت تک یہان پہونچا
ہون اب آگے اور عملداری ہے اور مجھکو نہایت تعجب ہے کہ میرا آقازادہ امیر حمزۂ صاحبقران پیدا ہوا ہے اور

تاایندم آٹھ روز گذرے ہین کہ دودھ کسیکا نہین پیا معلوم ہوتا ہی کہ سواے ملکہ عادیہ بانو کے اور کسیکا دودھ نہ پئینگے خواجہ عبد المطلب نے مجھکو واسطے طلب کرنے عادیہ بانو کے بھیجا ہی مین ملکہ انکو بلانے جاتا ہون نام میرا امیہ ضمری ہی عادیہ بانو نے کہا کہ اے امیہ تو قلعہ تنگ رواحل کو نہ جا کہ میرا ہی نام عادیہ بانو ہی مین قلعہ تنگ رواحل سے آتی ہون اور مکہ معظمہ کو جاتی ہون مجھکو عین رویاے صادقہ مین حکم جناب خلیل اللہ ہوا ہی کہ اے عادیہ بانو جلد جا اور صاحبقران کو دودھ پلا کہ وہ بن دودھ تڑپ رہے ہین مین فوراً بیدار ہوئی ہی روانہ ہوئی باشتیاق امیر حمزہ صاحبقران شب بھر چلی ہون اسوقت یہان پہونچی ہون امیہ ضمری نہایت متعجب ہوا شان کردگار کو دیکھکر ملکہ عادیہ بانو کے پاؤن پر گر پڑا منت و انکسار کرنے لگا کہ براے خدا جلد تشریف لیچلیے کہ نوزادہ میرا سات آٹھ روز سے بن دودھ پڑا ہوا ہی اور ضعف ونقاہت و اشکباری بے حد و شمار ہی یہ کہکے مہار ناقہ کے تھامے ہوئے جلو مین پیدل دوڑتا ہوا اور ملکہ عادیہ بانو کی رکابداری کرتا ہوا دولتسراے جناب عبد المطلب پر پہونچا عبد المطلب کو بڑھکر خبر دی کہ ملکہ آئین خواجہ عبد المطلب نے بڑھکر پیشوائی کی بڑی تعظیم و تکریم سے لاے جسوقت ملکہ عادیہ بانو کو جمال عدیم المثال صاحبقران نظر پڑا دوڑ کے آغوش مین لیا بہت پیار کیا نقد جان و دل نثار کیا امیر با توقیر ملکہ عادیہ بانو کی صورت دیکھکر ہنس دیے ہاتھ پاؤن مارکر ہمکنے لگے ملکہ نے دودھ دیا امیر با توقیر نے بخندہ پیشانی دودھ پیا رونا موقوف کیا عبد المطلب ملکہ عادیہ بانو کے پاس تشریف لاے سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجا لاے اوسیوقت امیہ ضمری عمرو کو ہاتھون پر لے عادیہ بانو کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ اس لڑکے کی مان مرگئی ہی امیدوار ہون کہ ثواب بے حساب سمجھکر اسکو بھی دودھ پلا دیجیے اور درگاہ غفور الرحیم سے اجر عظیم لیجیے

نظم

بکن رحم این طفل بے مادر است ÷ پدر مرد بیچارہ و بے زر است ÷ شنید این سخن عادیہ چون ازو ÷ بدو گفت خوب است ای نیکخو ÷ بدہ طفل مارا کہ شیرش دہم ÷ در آغوش خود پرورش میکنم ÷

الغرض ملکہ عادیہ بانو نے دونون لڑکون کو بشوق تمام دودھ پلایا اور مثل مادر مہربان سایہ عاطفت مین لیکے پرورش کرنا شروع کیا ہر لحظہ و ہر ساعت دونون کی پرداخت کرتی تھین امیر کا الش عمرو بن امیہ ضمری کو بھی پلا دیتی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ عادیہ بانو کا دودھ اسقدر افراط سے قوت دار اور طاقت دار تھا کہ سات تابہ آہن تہ بتہ رکھکر جب دودھ کی دھار ماری ساتون تختین توڑکر باہر نکل گئی لوگون کو سن سنکر استعجاب ہوتا تھا اکثر اسکا امتحان ہوتا تھا الغرض امیر با توقیر اور عمرو بن امیہ ضمری پرورش پانے لگے مگر عمرو کی شرارت اسی زمانے سے ظاہر ہوتی جاتی تھی کہ ملکہ عادیہ بانو ملاحظہ کرتی تھین کہ دونون لڑکے دودھ برابر پیتے ہین مگر عمرو دن بدن فربہ اور توانا ہوتا جاتا ہی اور امیر با توقیر روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص اجنبی دیکھے تو صاف کہدے کہ امیر کو دودھ نہین ملتا اور عمرو دودھ سے خوب سیر ہوتا ہی ملکہ عادیہ بانو کو دیکھکر بڑا استعجاب ہوتا ہی اور دمبدم رنج و ملال بے حساب ہوتا ہی دلمین کہتی ہین کہ ای پروردگار عالم ای رزاق الامم یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین ہر روز رہا کرتی تھین ایک روز رات کو عادیہ بانو نے یہ تماشا دیکھا کہ جب امیر با توقیر پستان منہ مین لیکر دودھ پینے کا قصد کرتے ہین فوراً عمرو امیر کے منہ سے کھینچکر پستان اپنے منہ مین لے لیتا ہی اور دودھ پینے لگتا ہی جب امیر با توقیر دوسرا پستان منہ مین لیکر دودھ پینے لگتے ہین عمرو وہ بھی امیر کے منہ سے کھینچ لیتا ہی اور امیر کو دودھ نہین پینے دیتا اور آپ بخوبی سیر ہوکر پیتا ہی امیر اول روز سے صابر و شاکر ہین آبدیدہ ہوکر چپ رہتے ہین ملکہ عادیہ بانو یہ حال دیکھکر نہایت متعجب ہوئین اور امیر کے حال پر نہایت رحم آیا بہت سا پیار کیا اور پستان امیر کے منہ مین دیا اور نہایت شفقت اور دلاسا دیا اور عمرو کو دو انگلیون سے طمانچہ مارکے کہا او نابکار اتنے سے سن مین تو ایسا فتنہ پرداز سارق ہی اپنے آقا سے دغابازی

کرتا ہی معلوم ہوا کہ تو اسیطرح امیر کو ہمیشہ سے دودھ نہین پینے دیتا تھا اسیوجہ سے یہ فرزند ارجمند دبلا ہوا جاتا ہی پھر تو ملکہ عادیہ بانو نے وقت مقرر کر دیئے کہ پہلے جاگتے ہین کئی بار امیر حمزہ صاحبقران کو اپنی آغوش شفقت مین لیکر دودھ پلا دیا کرتی تھین اور اُنکی پرورش مین زیادہ جد و جہد کرتی تھین شبکو ہوشیار سوتی تھین غافل ہوکر نہ سوتی تھین امیر با توقیر کو اپنی روح و جان سمجھتی تھین بہت چاہتی تھین ماں سے زیادہ الفت و محبت کرتی تھین اگر نصیب اعدا ذراسی اُنگلی دُکھ گئی دل بیچین ہو گیا بیقرار ہو کر اپنی چھاتی سے لگا لیا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت صحت سے صحت خوشی سے خوشی ملال سے ملال ہوتا ہی اسیطرح زمانہ صغر سنی گذرتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو ہشام بن علقمہ خیبری کی بیان ہو چکی ہی اور مادر ہشام کو دوسرے ملک مین ایک کاہ فروش کے یہان چھوڑا ہی اب وہ بیان کیجاتی ہی بعد اُسکے امیر کی کیفیت اور روئداد عرض کیجائیگی

دوکلمہ داستان حیرت بیان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر مین کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیوکو اور اپنی ملک کی فتح لے آنا بہ جماعت کثیر

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
نہ کر دہشت حاسدان وعدو
شراب زلال مصفا پلا
سحر کو شب و روز دے وہ شراب
گل کھلے پڑے ہوے پوشاک کے
ست ہو کر جا ئینگے اے مینجو

کہ ہو نشہ کی تازہ دلکو امنگ
پلا ساقیا جام پر جام تو
نہ کر مجھسے پہلو تہی ساقیا
کہ شرمندہ ہو ساغر آفتاب
پانون پھیلے تا بدامن چاک کے
آئے ہین ہنت العنب کو تاک کے

سبو و صراحی و خم ہین کدھر
طبیعت کو ہو جوش ہر دم سوا
نہ بدنام میخانہ کر ساقیا
غزل
معرفت مین تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہین محبوب کا
آفرین صد آفرین دشت جنون

مجھے جام بھر بھر کے دے بے خطر
تعلی بھی دکھلائے ذہن رسا
پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
اڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہین کشتے ہین کس سفاک کے
خوب ہی پرزے گے پوشاک کے

روایت کنندگان عیش و نشاط حکایت نویسان بساط بے نساط بعد انبساط اس حکایت کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب مادر ہشام بن علقمہ خیبری بخوف ہلاکت و بدہشت جان بھاگ کے شہر سے تباہ و برباد ہو کر ملک دیگر مین ایک کاہ فروش کے یہان پوشیدہ ہوئی حاملہ تھی ہشام پیٹ مین تھا اتفاق سے وہ عورت حاملہ اُسی صحرا مین کسی مقام پر بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی کہ کسیقدر گڑھا پڑ گیا جب پیشاب کر چکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہی اور زمین بھی پولی معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھائی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہو گیا اب اُس عورت نے ایک ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کیا مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہو گیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہی کنجی مقفل ہی اور کنجی دروازے کی زنجیر مین بندھی ہوئی ہی یہ عورت فوراً اُس غار مین اُتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا کہ بہت بڑا خزانہ ہی زر و مال بیحساب و جواہر بے انتہا بھرا ہوا ہی روپے اشرفیان ڈھیرون بھرے ہوے ہین یہہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کر کے پھر آئی دروازہ اُسیطرح بند کر کے مقفل کر دیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹا کر برابر کر دی زمین ہموار ہو گئی کسیکو ثبوت نہ ہوا پھر کاہ فروش کے یہان چلی آئی بعد کئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کو اتار کر دیا اور کہا اے بھائی مین چاہتی ہون کہ تم مجھکو علیحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرا دو چار دیواری کھنچوا کر ایک چھپر وغیرہ ڈالدو کہ مین علیحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اُس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کر لیا اور اپنے چھپر کے قریب اُس کاہ فروش نے دیوارین کھنچوانا شروع کین اُس عورت نے اسقدر صحن و وسیع کا خیال کر کے دیوارین اٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اُسی مکان کے اندر آ گیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرا لیا اب اُسی مکان مین رہنے لگی بعد چندے کے اُسی مکان مین ہشام پیدا ہوا اور وہ عورت اُسی خزانہ سے روپیہ اشرفی نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش مین مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہر اسکے باپ کو بختک بیون وزیر بادشاہ نوشیروان نے مارڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہانتک کہ اب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی مان نے اسی خزانہ سے زر و جواہر نکالکر فروخت کیا اور ہر فن کے اُستاد اور معلم و اتالیق اور پہلوانان جنگ آزما ہنرنما نوکر رکھے وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکھانے لگے پڑھانے لگے تھوڑے زمانے مین ہشام بن علقمہ خیبری بھی حد جوانی پر پہونچا زور و جرأت و قوت و طرحداری دکھانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اُس سے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ اور بختک کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر مین خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہو کر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے یہان آکر چھپنا کل کیفیت بیان کی ہشام چین بجبین ہو کر قبضۂ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ ای والدہ خیر کیا مضایقہ اگر بختک نامرد نے بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کرکے میری مان کو دربدر کیا تو خیر دیکھو تو مین بھی قسم ہر لات ہبل اور منات اعلی کی کیسا تو عوض بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین ای مادر گرامی سن لینا کہ مین نے کیا کار نمایان کیا جسوقت اور جس زمانہ مین ہو اب اُس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے عرصہ مین ایک جماعت کثیر اسنے جمع کی بیس ہزار فوج جرار سرداران نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور بصلاح مادر مہربان ہشام نے اُس کاہ فروش کو اپنا وزیر معین کیا اب اُسکا یہ حال ہو کہ وہی خزانہ صرف کرتا ہو غرور سے پانون زمین پر نہین دھرتا ہی گھوڑے کی چڑھی ہر نشہ بادہ نخوت سے ست کجروی چرخ بیدار اسکے سامنے پست بچون کے بھل چلنے لگا امنگ زور جوانی ہر شخص سے لڑتا اپنی جرأت کا دولہ اپنی بہادری کا غرہ کج کلاہ تیری نگاہ کسی سے سیدھی بات نہین رسم مروت کسیکے ساتھ نہین تیغ بازی کا ذوق تیر اندازی شوق شکار کھیلنے ادھر اُدھر جایا کرتا ہی کسی سے نہین ڈرتا ہی ایک روز ایک ہمراہ سبزہ زار کی طرف چند رفقاے اولوالعزم ساتھ لئے شکار کھیلنے لگا وہان کچھ ہرن چراگاہ مین سبزہ پر چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی اُنکے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلین کرتے ہوئے سن سن صحرا کی طرف نکل گئے یہ منھ دیکھکر رہگیا مایوس پھرا راہ مین ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا تھا اُسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہو اور کیا نام ہی تیرا اُسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن علقمہ خیبری ہی فقیر نام سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ ای ہشام تو بڑا نصیباور معلوم ہوتا ہی تو تاج و تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا مین کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہون اُسکے پایہ تخت مین تین کرور کی جمعیت لشکر جرار کی ہی اور اُسکے وزیر کیسے بے نظیر خوش تدبیر مین فقیر نے کہا تیرا طالع زبردست معلوم ہوتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ مال و دولت مثل خزانہ کے تیری قسمت مین ہی بارگاہ ہشامی اور تیغہ ہشامی تجھکو دستیاب ہو یہ سنکر اُسنے پوچھا کہ شاہ صاحب کوئی ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہان بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہی زمانہ سابق مین بڑا بادشاہ زبردست اور صاحب خزانہ ہوا ہی بارگاہ اور خزانہ اُسی بادشاہ کا ہی تو اور وہ دونو ہمنام اور طالع ہین اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری تقدیر مین ہی بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہی کہ قصر فلک لاجورد بھی اُسکے سامنے شرمندہ ہی رفعت و بلندی نے اُسکی سر عرش اعلے پر چڑہایا ہی تیغہ ہشامی ایسا بے نظیر ہی کہ بروقت گیر و دار دشمن کو پناہ نہ ملے ہشام بن علقمہ فقیر سے یہ مژدۂ جانفزا سنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست و شفیق سمجھکر کل حالات بدعت نوشیروان زور ظلم و ستم بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور ملک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے اُس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ ای شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغہ ہشامی کیونکر ہاتھ آئیگا ارشاد کیجیے اسکا حال بتایئے اُس فقیر نے کہا کہ ای ہشام صحرا کیطرف جا اور ایک تیر بسمت مغرب کمان مین جوڑ کے

چلہ کشی کرکے پھینک جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز تیز پر گرے اُسی مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہے جب یہ کلام مسرت انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشن ضمیر سے سنا خرم وشاد ہو کر صحرا کی طرف چلا اور تیر و کمان کیانی مین جوڑ بزور تمام چلہ کشی کرکے بسمت مغرب مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز نظر و با صورت پیک صبا برائے نشاندہی بارگاہ ہشامی گوشۂ کمان بے امان سے چھوٹکر چلا اور جو مقام دفینہ تھا اُس جگہ جاکر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام کو کھدوایا اُسمین بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت وسیع اور پُر فزا ہے چارون طرف چمن بندی ہے درختان میوہ ہائے گوناگون جھوم رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طیور نغمہ سنجی کر رہے ہین بیچ مین اُس چمن پُر بہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہے وہ بارگاہ اوج مین بیشک وہ بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن بارگاہ قیصر و خاقانی ہے طنابین اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہین قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہے پردے مثل حجابہائے فلک قناتین اُسکی قد نمائے چرخ اطلس کی ہین نور ماہتاب اُسمین چھن چھن کرآتا ہے عکس خورشید خاوری بطور سایہ انگنی جلوہ گری کرتا ہے شبکہائے دریچہ ہائے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا نجوم فلکی کے چمک رہے ہین اُس بارگاہ کے ذرون سے ستارے آنکھ نہین ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہو گیا دیدۂ دل مسرت منزل نور ہوا چاہا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ اے جوان تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے کیونکر یہان تیرا گذر ہوا کسنے پتا بتایا جو تو یہانتک آیا خبردار اس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ سزائے معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اسنے پیچھے پھر کے دیکھا دیکھا کہ ایک دیو مرید بغیظ و غضب شدید لنبے لنبے ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہے صورت اُسکی ایسی ہے کہ اگر انسان دیکھے تو ڈر جائے رنگ رخ اسکا اُلٹا توا یا شب تیرہ کا سا سر دانت مثل دندان فیل کے دراز گز بھر کی ناک اُپلاسے کان ہاتھ پاؤن مثل لٹھے کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے ہی ہشام نے قبضۂ صمصام پر ہاتھ ڈالکے کہا او نابکار تو مجھکو نہین جانتا مین ہشام بن علقمہ خیبری ہون اُس دیو نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہانکا پتا تجھکو اُس فقیر روشن ضمیر نے دیا ہے سوائے اُسکے دوسرا اس مقام کو نہین جانتا اے کیون جان پر کھیل کے آیا ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے پھر جا ورنہ سزائے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اس باغ اور خزانے کا مالک اور ہی شخص ہے دوسرا یہان قدم نہین دھر سکتا اسطرف رخ بھی نہین کر سکتا مین بھی اُس زمانہ تک محافظ ہون کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوۂ نور چہرۂ تابان رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اس بارگاہ کا وہی ہے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ بخیال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے ہشام بن علقمہ نے تیور بدلے کڑی آنکھ ڈالکے چین بجبین ہو کر کہا او نابکار کیا بکتا ہے کوئی ہوگا مین کسی سے نہین ڈرتا اور تجھکو تو ابھی تہ تیغ کرتا ہون یہ سُنکر وہ بد عفریت منہ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہین سے سر جھکا کر ہشام کے کھا جانے کے لئے آگے بڑھا ہشام نے بزور طاقت تمام شاخین اُسکی ہاتھون سے تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ دیو مرید منہ کے بل زمین پر گرا بس اُسکے گرتے ہی پاؤن جماکے جو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تو سن سے آواز آئی سر نحس چنبر گردن سے اُڑ کے کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاش زمین پر دھڑ سے اس زور سے گرا کہ گاؤزمین تھرا گئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہشام جوش جرأت مین جھومنے لگا بادۂ نخوت سے مدہوش ہوا اُس دیو کو مار کے کبر و نخوت اور تعلّی کرنے لگا کہ آج پہلے پہل مین نے ایسے زبردست دیوزاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جائے یہ کہکر وہ مدہوش بادۂ نخوت خوشی مین جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم وشاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ دنگل زرین پر تیغ ہشامی دھرا ہوا ہے اُس تیغ آبدار کو اُٹھا کر میان سے کھینچکر دیکھا خوش ہوکر بصد کرّ و فر اُسے زیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھولکر بند قبا ٹوٹنے لگے مغرور غرور کے کلام کرتا ہوا
باہر چلا آیا ملازمون و رفیقون کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑون پر بار کرواؤ لشکرگاہ مین پہنچاؤ
بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑون پر بار کرا کے لے گئے ہشام بن علقمہ شاد و شاد آیا اور ساری حقیقت
اپنی مان سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات اعلےٰ اور منات معلےٰ نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب مین ملک خاور پر لشکر کشی کرونگا دشمنون کے خون مین ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر نکالدونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کرکے بزور شمشیر آبدار حکمرانی کرونگا مادر ہشام نے کہا کہ مین بھی چاہتی ہون کہ تو اپنے باپ
کے نام بلند کر خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ بوجھ
کر کہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر یعنی تین کروڑ کی سپاہ اُسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا
ذی فہم و ذی لیاقت جالینوس منش بقراط زمان خواجہ بزرجمہر نائب ہے سرداران لشکر بہادر و دلاور صاحب جرأت و
ہمت بعید شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہین بیٹا تم اپنے تئین بچائے رکھنا بہت سر نہ چڑھنا
بھاگ جائین تو ہرگز ہرگز پیچھا نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ اے مادر مہربان لات اعلےٰ منات معلےٰ حافظ و مددگار ہین مین
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت مین اُنسے کم نہین ہون مجھکو آپ بزدل نہ جانئے گا ابھی دیو
مرید کو کس دھوم دھام سے تہ تیغ آبدار کیا یہی کار اول لائق صد آفرین و تحسین آبدار ہوا شعر آن من باشم کہ روز جنگ
بینی پشت من ✿ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ✿ یہ کہکر اُٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو بلا کر
کہا کہ اے بہادرو کل صبح کو ملک خاور کیطرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ اُن دشمنون سے اپنے باپ کا بدلہ لون دیکھون تم
لوگ کیسی جانفشانی اور کار نمائی اور تیغ زنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ
وہ شب گذری اور صبح ہوئی سردار نائب سیارگان یعنی ماہ تابان با افواج نجوم قلعہ مغربی مین پنہان ہوا خسرو خاور نے باصد
تزک و احتشام جلوہ گری کی میدان چرخ زبرجدی پر محاصرہ کیا لشکر ہشام مین نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس رحیل بلند ہوئی خیمہ
قناتین بارگاہین بار کرا کے روانہ کین وزیر ہشام کا وہی کاہ فروش تھا اوسکو ہمراہ لشکر جانے کا حکم دیا نام اُسکا شبرنگ صحرائی
تھا جسوقت شبرنگ صحرائی کوچ کرکے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ مان کے پاس رخصت کے لئے آیا اور مادر ہشام نے کہا ای فرزند
مین بھی تیرے ہمراہ چلونگی مجھکو تیری جدائی گوارا نہین ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تجھکو دشمنون مین جانے کی اجازت دون ہشام نے
کہا اے مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہین ہے کیا جانین کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت بامداد لات و منات یہ معرکہ
فتح کرونگا آپ کو فوراً بلوا لونگا خاطر جمع رکھئے مادر ہشام نے کہا کہ خیر اے فرزند تجھکو لات و منات و عزا کے سپرد کیا مگر یہ بات
میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلد فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ
دیکھنا تو فوراً قلعہ آہن زر کیطرف نامہ روانہ کرنا کہ وہان دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد آہن تاب کو بیاہی ہوئی
ہے اور تیر اسپنونی لشکر بے شمار رکھتا ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرادیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائین لین سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑون
پر بار کراؤ اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی مع ہواخواہون کے ملک خاور کیطرف روانہ
ہوا جلد چلا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا اُجڑ دیپر دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر پناہ کے پہونچا میدان وسیع
مین خیمے بارگاہین قناتین استادہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے جب دم لے چکے دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ زرمی پر
چوب پڑی ہشام نے سردارون کو بلا کر کہا کہ بھائیو اپنے ہمراہیون اور سپاہیون کو سمجھا دو ہانک دو کہ دروازہ شہر سے

جو تلوارین کھینچے ہوئے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوئے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش مین کہ جو حاکم یہان کا ہے درانہ گھس پڑو اور صمصام کو گرفتار کرو یا قید کرو پھر عیش و راحت سے بسر کرو سردارون نے حکم ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب حکم سب کے سب تلوارین پکڑ پکڑ کے شہر مین گھسے قتل عام ہونے لگا جابجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ مین خون کی ندی بہنے لگی تمام شہر مین وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگی ہشام بن علقمہ تلوارین مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش مین گھس پڑا صمصام بھی تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو دو چار ہاتھ دونون طرف کے خالی گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ پالٹ کا مارا ہشام نے سر پر روک کے ایک اوجھڑ جو دی تو سپر تلوار صمصام زرہ پوش کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی پیچھے ہٹکر تیغہ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغہ ہشامی سے برق گرنے لگی ہشام نے بڑھکر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر و گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل آیا صمصام کے دو ٹکڑے ہوئے اور دھڑے زمین پر گرا اب اس بارگاہ مین جسقدر پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے ہشام نے سبکو تہ تیغہ ہشامی کیا صدہا ہزارہا کا خون ہوا کسیکو تیغہ ہشامی سے پناہ نہ ملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگ گئے پھرتے تھے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام سریر حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلط و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت و انعام سے سب سردارون اور جوانون اور پہلوانون کو مالامال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک نے ہشام کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ بھاگ کر ادھر ادھر گوشہ گیر ہوئے تھے ان سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے ان سب کو بھی بعد خلعت و انعام عہدۂ لشکری سے ممتاز کیا مگر دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن مین پہونچے انہون نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک برائے بندوبست شہر خاور مین چھوڑ آیا تھا سب بیان کیا بختک نے کہا چپ رہو ابھی منھ سے نہ نکالو بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اورون کو عبرت ہو اور کوئی منھ سے نہ نکالے بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بے خبر رہا اور یہان ہشام نے شبرنگ صحرائی سے کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک و باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو بصد کر و فر استادہ کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جابجا بارگاہین استادہ ہوئین اور بارگاہ ہشامی بصد کر و فر استادہ ہوئی اُس کو ہشام بن علقمہ نے تختگاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست کیا گرد اگرد اُسکے پہرا چوکی زبردست معین کیا سوار و پیادہ ہائے جرار برائے محافظت بارگاہ عالم پناہ معین ہوئے سر رفعت بارگاہ ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی کلسیون کے آگے کلس گنبد فلک لاجوردی پست ہوا دریچہ ہائے آسمان کھولے ہوئے فرشتہ اُس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ نہ پردہ زنگار گون اُسکے آگے خجل تھی آفتاب عالمتاب صبح سے شام تک شعاعی کمرے باندھے ہوئے اُس بارگاہ ہشامی کی بصد نیکنامی دربانی کرتا تھا ماہ بصد عز و جاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اور بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو مع ثوابت سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اوس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درآمگاہ مقرر کیا تھا کہ سوائے اُس بارگاہ کے ہشام کو کہین آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اُسکا اسی بارگاہ مین بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ مین آتا تھا ہوائے خرمی سے دل باغ باغ ہوتا تھا قصر بہشت عنبر سرشت شدادی جان کر سوتا تھا الغرض بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ خیبری نے چند سردار لشکر جرار سے منتخب کرکے شبرنگ وزیر خوش تدبیر کے ہمراہ کئے اور کہا کہ اے شبرنگ تو روانہ ہو

اور میری مادر مہربان کو مژدۂ فرحت بخش یعنی فتحیابی ملک خاور سُنانا لیدا اسکے بڑے اعزاز و اکرام سے محافے مین سوار کر کے نہایت ہوشیاری و خبر داری سے مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا ہشنگ وزیر باتدبیر حکم ہشام بن علقمہ خیبری مع سرداران نامدار وہان سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام مین پہونچا اور پہلے مژدہ فتحیابی شہر خاور سنایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہین و خیمے چھکڑون پر لدوا کر اور مادر ہشام کو محافہ زرنگار مین سوار کرکے بعد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اُس مکان صحرائی مین نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ اپنے ملک مین آئی جب شہر مین پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکر کھڑے ہوے خشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی در دولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بفخر و افتخار اُتار کر محل مین داخل کیا بعد عیش و عشرت و بہ ہزار خرمی و مسرت آرام و راحت رہنے لگی مادر ہشام نے کہا ای فرزند میری صلاح یہ ہے کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل مضمون فرحت مشحون فتحمندی شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زمین روانہ کر کہ یہ تیرا بہنوئی ہے تیری بہن اسی سے منسوب ہے کیونکہ اُس کو خبر ایسے امور کی ضرور کرتا ہے وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہے اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہے غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور الصدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کرکے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان سے کسیطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چاہطرف صحرا بہ صحرا ہر کوہ و دشت و دیار کی جانب جاسوس و خبردار روانہ کر دیے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانون کے آئے فوراً مجھکو خبر دینا دیر نہ کرنا مین تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کرونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو مین رہا کرتا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح ولایح ہو کہ اب بعد احوال و کیفیت امیر با توقیر زلزلۂ قاف تا بالی سلیمان حمزہ صاحبقران بیان ہونے کے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجائیگی

دوسرے داستان حیرت بیان لیجانا امیر با توقیر کو سمت پرستان پریزادون کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچانا امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کئے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
حجاب ایک اک پردۂ قاف ہے
سحر کیسے مشتاق ہین ذی کمال

خمار مجسم کا پڑھتا ہون اسم
سبو و خم و جام کیا صاف ہے
عروسانہ مضمون کا دکھلا جمال

تیرے میکدے مین وہ جلسہ ہے آج
پلا ساقیا مے مجھے صاف صاف

پرستان کی اب نہین احتیاج
ہے آراستہ آج بزم زفاف

غزل

ابھی زاہد نہین آیا ہے میخوارون کی قابو مین

چکھا دینگے مزا اگر آگیا یارون کے قابو مین
ابھی مرجائین یان تک زندگی سے تنگ آئے ہین
نہین رہتے ہین بالکل ہوش شیارون کے قابو مین
کئے ہین مردم دیدہ کے اشکون سے رو رو کر

نشانہ کو ہے مجرا حضرت عشق آپکی دولت سے
نہین ہر موت اپنی تیری یارون کے قابو مین
نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ اتنے آپڑے ہم مردم آزارون کے قابو مین

پھنسی ہے جنس دل جا کر خریدارون کی قابو مین
وہ چشم مست ہے تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
کہ یہ تو آگیا بیچارہ ان چارون کے قابو مین
بلیت شناسان حسن و جمال سخن ؎

نویسندان داستان کہن چہرہ مشتاقان حسن و جمال پری تمثال و آرزومندان وصال میمنت مآل حور خصال حجاب عروس مضامین کہن کو حجلۂ نو آراستۂ طبیعت سے اُٹھا کر نوشہ کلک گہر سلک کو یون بزم شادی مین جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملکہ عادیہ بانو حسب معمول پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین بہ رضا و رغبت دل آٹھ پہر مصروف رہتی تھین اور محبت و الفت بحد و انتہا کرتی تھین رات کو چونکا چونکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھین اگر کسی وقت بمقتضائے

طفولیت امیر باتوقیر ضد کرتے تھے گھڑی ہوکہ بہلاتی تھین ایک روز شب کو اتفاق روزگار ایسا خواب غفلت ملکہ عادیہ بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور خادمین وغیرہ بھی ایسی سوگئین کہ بالکل نہ چونکین اور بیہوش ہوگئین پچھلی رات باقی تھی کہ اسوقت ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی تو حمزہ کو اپنے پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اُٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو تو میرا حمزہ کہان میرے پہلو سے غائب ہوگیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو بہت گھبرائین چار طرف ڈھونڈھتی پھرین مگر حمزہ کا کہین پتا نہ لگا دل سینے مین بیقرار ہوا روح بیچین ہوگئی چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل بیقرار بار بار زبان پر حمزہ کا نام جمال بیثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو دل تڑپتا ہی تیری مفارقت سے کلیجا منھ کو آتا ہی تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ کے گلے سے لگجا عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر دل مضطر کو شاد کر یہ کلام جگرخراش ملکہ عادیہ بانو کے سنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کے سب اوٹھ بیٹھین وہ بھی فراق حمزہ صاحبقران مین رونے لگین اشک گرم سے منھ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر و نالان حیران و پریشان روتی پیٹتی خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا بصد رنج و ملال بیان کیا خواجہ عبدالمطلب یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی دل کو رنج و ملال سو سو طرحکا خیال حیران و پریشان دل تردد منزل نے آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہوکر یہ کہتے تھے یہ کیا باعث ہی کہ حمزہ گم ہوگیا کون اس کو اُٹھالے گیا غرض خواجہ عبدالمطلب یہ کہتے ہوئے باہر نکلے بزرجمہر کے پاس آئے اور کہا ای خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوے دایہ سے غائب ہوگیا کہین پتا نہین لگتا گھر مین کہرام ہی غم و الم کا اژدہا ہی برگشتگی تقدیر کا سامنا ہی صدمہ و الم بیحد و انتہا ہی خواجہ بزرجمہر نے یہ سنتے پہلے سکوت کیا پھر قرعہ ہاتھ مین اُٹھا کر پھینکا شکلین مجتمع کرکے بیان کیا کہ تمھارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اوٹھا لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا تھے فقط زیارت نور جمال بیثال اُس طفل خوردسال کی کرکے بادشاہ پھر بھیجدیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین اے خواجہ عبدالمطلب یہ مقام خوش ہونے کا ہی رنج و ملال بیکار ہی کہ تمھارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و وقار ہی اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت صحیح معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردۂ قاف کے ایک بادشاہ ہی کہ وہ سریر سلطنت پرستان پر بحکومت شاہی متمکن ہی اور وہ ایسا زبردست ہی کہ شاہان اجنہ سے باج و خراج لیتا ہی وہ بادشاہ تاج بخش اقلیم دیوزاد ہی ہمسر خاقان و ہمایون نژاد ہی اُس سلطان فرخ مثال کا نام شہپال بن شاہرخ ہی نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ہی ملکون ملکون اسکا نام شہرون شہرون شہرۂ انتظام ہی بادشاہ نہایت خوبرو و نیکخو عالی نژاد فخر جمشید و کیقباد ہی زمانہ حکومت و سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانچہ عقد نکاح حضرت سلیمان مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوے وہ انسان کے حسب سے مشتق ہوے چنانچہ شہپال فرخندہ فال انھین کی نسل سے مشہور ہی یہ بادشاہ نہایت رحم دل خلیق صاحب مروت شجاع غنی عادل سخی خدا پرست دین اسلام سے بہرہ ور ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہی اُس بادشاہ ایک وزیر بڑا خوش تدبیر راست شعار ارسطو اقتدار بقراط نژاد فلاطون طبیعت لقمان حکمت شداد رفعت عالیشان بلند مکان ہی نام اسکا خواجہ عبدالرحمن ہی

وہ بھی جن والنس کی نسل مین ہو اس کو بھی قوم اجنہ سے کہتے ہین مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا شانہ سلطنت اور قصر مملکت محض بے چراغ تھا حسرت فرزند مین دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد مین دردمند رہتا تھا دل ملال لاولدی سے تھا راتون کو آہ سرد دل پر درد سے بھرتا تھا دعائین مانگا کرتا تھا آخر دعاے نیمہ شبی اور نالۂ سحری کی تاثیر سے بموجب قول باری تعالی وہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجۂ نیک و پارسا کو باردار کیا یعنے حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی وشادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ ومال دولت لٹانا شروع کیا انعام واکرام تقسیم ہونے لگا ملازمون کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضاے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج حمل سے ساطع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت حور سیرت مہر طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور نور جمال بےمثال خورشید نظر رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شور غل ہوا جبکہ وہ نور فلک آرا چمکا ✤ آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا محل مین مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد و دیوزاد و جن والنس تابع فرمان سلطنت نے بادشاہ کو نذرین دین اور عرض کیا شعر مبارک ہو ای شاہ فیروز بخت ✤ کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت ✤ ای بادشاہ جم جاہ حضور کے کاشانہ عشرت اور شبستان مسرت مین ملکہ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہو کہ جسکو دیکھکر تمام خلق خدا اپنی جان نثار کرے بادشاہ فلک پناہ فوراً سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا کہ ای پروردگار تو نے کاشانۂ تیرہ وتار کو میرے روشن ومنور کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ وپیراستہ ہوا پریون نے ساز خوش آہنگ درست کیا ترانہ مبارکبادی شروع ہوا اشعار کہین طبلے پہ پڑنے لگی ✤ کہین نوبت شادی جھڑنے لگی ✤ کہین نے نوازی تھی باصد سرور ✤ کہین بجتے تھے ڈھولک و دف طنبور ✤ اڑاتا تھا تانین کوئی بےسری ✤ غزل گاتا تھا بجلی اور بری بھرین اوڑنے لگی تانین گوش فلک سے پار ہوئین عجب جشن نوروزی محفل جمشیدی مین برپا ہوا اگر کیفیت جشن تمام و کمال تحریر کرون ایک دفتر ہو طول سر بسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہو جاے پھر طبیعت جادۂ اعتدال پر شکل سے آئے قصہ مختصر کہ وہ نونہال گلستان خوبی غنچۂ نو دمیدۂ باغ محبوبی کو دایۂ عیش ونشاط وقابلۂ مسرت وانبساط نے کنار پرورش مین لیا اور مادر وپدر کے سایۂ عاطفت مین پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکہ آفاق نے بعد و انتظام حمام فرمایا جلسۂ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئین نوبتین خوشی کی بجنے لگین ناچ رنگ ہونے لگا جوڑے خلعت ہزارہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ ناچ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج جشن تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہپال بن شہرخ ہے دربار عام مین بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیون کے توڑون کے منہ کھلوا دیے تھے انعام واکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش وخرم دمبدم تہنیت دیتے تھے اسی دن بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جنی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت سنایا بادشاہ نے اُسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم تمکو علم رمل اور جفر مین کمال دخل ہے ذرا غور تو کرو اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم وعالمیان وآنندۂ اسرار خفی وجلی کو کیا منظور ہے اس لڑکی کے لئے آخر عمر تک کون سا شیوہ معمور ہے زندگی اسکی کب تک ہے کیا کیا کام اس سے وقوع مین آئینگے ہم بھی اسکی بدولت کچھ انعام پائینگے کس کے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر بیاہ ہوگا مفصل دریافت کرو زر و جواہر ومنصب بیش قرار لو خواجہ عبدالرحمن جنی نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی مہر طریق فال کامل ہوئی یہ بات پر اجماع کیا کہ ای بادشاہ قرکلاہ بیاض رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہے کہ انشاء اللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہے یہ صاحبزادی بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

ہر شخص اسکی اطاعت کا دم بھریگا **نظم** بخ گویم ای شاہ فرخندہ بخت ٭ بود زیر فرمان او تاج بخت ٭ نہد بر سر خود کلاہ مہی ٭ نزیبد مرا او را کہ جز شہی ٭ ولے جفت این نسل انسان بود ٭ ولے عشق ہم پیشتر زان بود ٭ یعنی ای شہنشاہ پردہ قاف حال اس دختر نیک اختر کا صاف صاف یہ ہی کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بیمثال فخر پریزادان رونق پرستان کسی انسان عالیشان جمیل شکیل طرحدار وضعدار شجاع و دلیر صاحب ہمت رونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین روزگار نامی و نامدار کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اسکی خدمت مین مصروف رہیگی اور اس ذی حشم صاحب خدم کو یہ خود چاہیگی اور مدام فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور اس کینا کے شوہر کی بدولت ملک و مال تلف ہوگا آپ کے خورشید مملکت پر زوال آجائیگا آپ کا ایک دشمن جانی حریف ملک ستان ہوگا کہ اُس سے بہت بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ نہایت آپکو حیران و پریشان کریگا اس دشمن کو وہی داماد آپ کا زیر کرکے قتل کریگا بانی اور سبطرح سے اچھا ہی جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک مشیر سے کلام حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی مین طیش کھایا سر طرف آسمان کے اٹھایا اور بصد رنج و غم فرمایا اے وزیر خوش تدبیر یہ امر خلاف شان پریزادان ہی غیر نسل مین لوگ اپنے لڑکون کی شادیان نہین کرتے کہ انسان تو خاکی بنیان سے ہی انسان کے ساتھ شادی میری دختر بلند اختر کی ہونا سیت خلاف ہی اگر مقدرات کا یہی امر پر حصر ہی تو ایک تدبیر یہ کرتا ہون نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہون کہ اسی صغر سنی مین کسی انسان کو پردۂ دنیا سے بلوا کر کہ وہ انسان نسل خلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر خلیل سے ہو اسکا نکاح کر دونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط بھی ادا ہو جائیگی جب یہ سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا خواجہ عبد الرحمن جنی نے جب یہ کلام سلطان ملک نظام سنا ہنسکر عرض کیا **شعر** چاک تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے ٭ ای بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پروردگار عالم کو بھی نقرہ دیتے ہین آپ نہین جانتے کہ وہ خود فرماتا ہے مکروا ومکر اللہ خیر الماکرین ای شہنشاہ جلیل یہ خیال دقیق آپ کی بیجا ہی کہین ایسا ہو سکتا ہی کہ آپ کے نکاح کئے سے نکاح ہوجائے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جائے کبھی یہ ممکن نہین جو کچھ مشیت پروردگار مین بروز ازل گذر چکا ہی وہ ضرور ہوتا ہی جو نوشتہ تقدیر ہی وہ پیش آنی ہی بکار محض آپکی لن ترانی ہی ہر چند خواجہ عبد الرحمن جنی نے وعظ و پند کی اور کلام جواہر نظام کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان مین تولا دفتر پند و موعظت کو سراسر کھولا مگر بادشاہ کو مونہ بولا اور کہنا عبد الرحمن کا نہ مانا دل مین یہی خیال جمگیا کہ ابھی ادائے شرط تقدیرات کرنا چاہئے دیوون کو بلا کر حکم دیا جائے پردۂ دنیا پر تلاش کرو جو لڑکا نسل خلیل سے کسی کا پانچ چھ روز کا ہو اسے اٹھا لاو تحسین سرکار سے انعام و اکرام بیشمار ملیگا اور خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوگے ان دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ کیوان پناہ شہپال بن شاہرخ طرف پردۂ دنیا کا راستہ لیا چہار طرف شہر شہر دیار دیار قصبہ قصبہ گانون گانون تلاش طفل خرد سال حسین و بیمثال صاحب حسب و الانسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہین موافق طبیعت بادشاہ کے نہ پتا لگا آخر کار سب طرف سے پھر کر خانہ کعبہ کی طرف آئے بالا ہوا وہ دیو تابع فرمان حکم بادشاہ پریزادان مثل طائران تیز پرواز کے اُڑتے ہوئے چلے آتے تھے اتفاقاً لشکر لے خواجہ عبد المطلب کی جانب سے گذرے دیکھا پہلوے دایہ ملکہ عاد یہ بانو کے پاس ایک پارۂ ماہ تابان بصد عزم و شان پانچ چھ روز کا طفل خرد سال بعظمت و جلال آرام کرتا ہی اس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب جلال کو دیکھتے ہی لگ گے بے اختیار دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوئے فوراً اس مکان عرش نشان مین اترے اور امیر با توقیر کو پہلوے دایہ سے اٹھا لیا پیشانی پر بوسے دے گلے سے لگا لیا پیار کیا جانب پرستان اڑ کر لے چلے ایسی تیز پروازی کی کہ باد صبا انکے دامن گرد تک نہ پہونچ سکے ایک چشم زدن مین بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردۂ قاف پہونچے اور اس ماہ پارہ کو ہاتھون پر

رکھ کے دست بستہ عرض کیا ای جہان پناہ یہ ماہ پیکر مہر طلعت حاضر ہی بادشاہ نے جو حسن و جمال خورشید مثال چہرۂ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر با توقیر پر نگاہ کی بیساختہ ایک دل سے آہ کی نظم بگفتا کہ این ماہ از چرخ کیست ❊ گل از بوستان ہمایون چیست
گرامی کہ یعقوب این یوسف است ❊ کند مہر مثل زلیخا درست ❊ ای ملازمون خیر خواہ دولت شاہنشاہ و ای تابعان سرکار
فلک اقتدار جہان پناہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہی اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اُٹھا لاے ہو یہ ذرہ التاج شہریاری
و لعل بے بہاے جہانداری کون ہی اور کس معدن مین اسکا مسکن ہی کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہی آن دیوؤن
نے عرض کیا کہ وہ جو سرزمین بیت اللہ عبادتگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہی وہان ایک سردار جلیل خلیل الرحمن
سے رہتے ہین نام آن بزرگوار کا عبد المطلب ہی انکی حرم سرا سے اس طفل صغیر شیرخوار کو لاے ہین ہمنے بھی جبسے
اس ماہ پارہ کی صورت بے نظیر دیکھی ہی بے اختیار دل کو محبت و الفت پیدا ہوئی ہی جی چاہتا ہی کہ مثال دل سینہ
سے نہ جدا کرین آٹھ پہر اس خورشید رو پر جان فدا کرین بادشاہ نے خواجہ عبد الرحمن جنی کی طرف دیکھکر کہا کہ
بتا دو یہ لڑکا کون ہی عبد الرحمن جنی نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے امیر ابو العلا رکھی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان رکھا ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش و
عشرت شادی و مسرت کا تو سامان از روز پیدایش دختر نیک اختر سب مہیا ہی کچھ اور درستی اور سامان اور آراستگی
بزم شادی کرنا نہین ہی فقط نکاح ملکہ اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہی وہ پورا ہو غرضکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد و قامت کے پہنایا نورعین عبد المطلب
کو زیور جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر با توقیر کے حنا بند کئے رنگ حنا نے عجب رنگ نو دکھایا
عشاق کا خون بہا یا دزد حنا ڈر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پکڑ سکا شوخ حنائی دست و پا دیکھ کے خورشید نے جدم ❊ جگر
خون رشک سے لبس ہوگیا چرخ زبرجد کا ❊ الغرض اسی دن سب سامان کتخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی رسم ادا ہوئی صدہا
من پنڈیان دم بھر مین سنکے تیار ہوگئین وہ لذیذ اور وہ شیرین اور وہ آبدار کہ قرص خورشید انپر نثار رکابدار اپنی انگلیان
چاٹا کیا گھی مین تر بتر ذائقہ مین لذات دنیا سے بہتر خوشبو مین معطر ایک ایک پنڈی پر آفتاب عالمتاب ہزار جان
سے نثار ماہ چاردہ کا جگر واعداء فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کھا لینے کو جی للچایا ایک
مالن طرحدار وضعدار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمناے دل محبت منزل سے پھولون کا گہنا گوندھ کے
لائی تازہ گلون کی بوباس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی بدھی پھولون کی جسپر رضوان صدقے
پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچۂ آرزو کھلے تاگے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے کسنے کو گوندھا ہی ہر طرۂ گل
شگفتہ گل آفتاب ہر غنچہ اختر پر آب و تاب شعر کیون نہ گلہاے چمن پھولون پہ آتے ہون فدا ❊ خازن گلشن فردوس نے
گوندھا سہرا ❊ دلہن کا بھی پھولون کا گہنا ایسا ہی عمدہ ہی جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام محل مہکنے لگا وہ چمپا کلی جس سے غنچۂ دل
شگفتہ ہو وہ بازوبند جسکی سرو دست چمن پر بہار بلائین لے گجرے بھرے بھرے نہایت لاجواب کنگن پھولون کے
دنیا سے نایاب چھپکا گلہاے موتیا کا انتخاب سہرا بھی ایسی تیاری کا پر آب و تاب جابجا گوہر آبدار گندھے
ہوے لعل بے بہا جڑے ہوے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی سینے کے بدلے سونے چاندی
کے ورق چپکے ہوے ایسی روش کی بدھی بھی بنرمی کے واسطے بنائی جسکو دیکھ کے بڑا گلے کا ہار ہو دل
دولہا کا دلہن پر نثار ہوا ایسا سامان عالیشان جسکو دیکھنے سے عقل حیران دولہا بمثال دلہن حور جمال کے گہنے
بھی دولہا دلہن کے ایسے جسپر زہرہ و مشتری صدقے برابر سے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل بے بہا ٹانکے ہوئے کنگنون کی چمک پر آنکھہ نہین ٹھہرتی ہے نگاہ مہ خورشید خیرہ کی کرتی ہے ستارے کنگنون کو دیکھے پلکین جھپکاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چراتے ہین المختصر مانجھے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولہا دلھن کے ہاتھ مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے سہانے دونون کو پہنائے زیور سے آراستہ کرکے مزق بجواہر کیا دلھن کی بھولی پنڈی دھلا کر کھلائی چھوٹا آبٹنا ہاتھہ مین چھوایا گیا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی ہاتھہ مین پہنائی مبارک سلامت کی چارطرف دھوم ہوئی رقاص انجمن فلکی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلا و مہر ماہ کی نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسہ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ مین عید رات شب برات گھر گھر پریون کا ناچ ہو رہا ہے ہر جگہ جشن تازہ کا سامان مہیا ہے حجلہ عروسی تیار ہوا الغرض دولہا سر نثار ہوا خواجہ عبدالرحمن جنی نے عقد پڑھا نکاح حمزہ صاحبقران کا ملکہ کے ساتھہ ہوا جواہر کی پلنگڑی پر دولہا دلھن کو لٹایا قران السعدین کا جلوہ نظر آیا پری صحن کے عوض مین یہ تماشا دیکھا دولہا امیر ابو توقیر حمزہ صاحبقران زمان دلھن ملکہ آسمان پری دختر شہپال شہرخ یہ دونون آفتاب مہتاب ایک مسند مخمل سرخ پر لیٹے ہین دونون بصد شادی و خرمی ہاتھہ پاؤن ہلا رہے ہین اور مقلب ران ہا کے اشارے کر رہے ہین دایہ قابلہ دعائین دیتی ہین گھڑی گھڑی چٹ چٹ بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین ہر طرح کے باجے بجے شادیانے دے لعل و گوہر کو دولہا دلھن پر سے نچھاور کیا جواہر خلعے لٹا لٹایا بادشاہ دونون کو اس کیفیت سے دیکھکر شاد ہوا کہ بچپنے ہی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلھن کی مان خوشی سے پھولون نہین سماتی ہے داماد پر ہزار دل و جان سے نثار ہوئی جاتی ہے غرضکہ امیر ابو توقیر حمزہ صاحبقران کو بصد انبساط ایک رات الکیدن بسر ہوا امیر نے روز صبح کو بادشاہ نے دونون کو بہت سا زر و گوہر دے کر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بصد راحت و آرام پردۂ دنیا پر لیگئے مان باپ کے مکان مین پہونچا آؤ انکی دایہ کا پہلو آباد کرو خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا بلکہ پستان دایہ غیر ذوالملک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیرخوار کیسا تمیز دار ہے پانچ چھہ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل بے عدیل سے ہے دور و نزدیک انکی مان کا کیا حال ہوا ہوگا باپ انکے غم مین مبتلا ہوگا گھر مین انکے سبکو عجیب حیرانی و پریشانی ہوگی دایہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر ابو توقیر کو کہ دولہا بنے ہوئے تھے اور گہنا پھولون کا پہنے تھے اور خلعت کتخدائی اور زیور طلائی مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھہ پاؤن مین لگی ہوئی سہرا منقیشی سر سے بندھا ہوا اسی شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر ابو توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو غائب ہوگئے ہوئے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبدالمطلب کا عجب حال ہوا اور مادر مہربان نے انکی رو رو کے نہایت حال تباہ کیا اور ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر ابو توقیر بیقرار و اشکبار مصیبت کا ہنگامہ صدمہ و الم کا سامنا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلہ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہے دل و جگر سوز فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریاے اشک غم ہجر حمزہ کی طغیانی پاتے ہوے کی ماتا تیری ہوتی ہے دل کسی طرح نہین مانتا شعر نہ شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہے + جگر یہ خنجر غم بار بار پڑتا ہے +

اسی عالم بیقراری و اشکباری مین خواجہ عبدالمطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر کے پاس پھر آئے اور کہا کہ ای خواجہ اب تو دل بہت بیتاب ہے آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ سے کتنک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہے فراق دلبند نے بہت طول کھینچا ہے یہ کیا نوشتہ تقدیر تھا خوشی مین غم ہویدا ہوا ایکبیک دل کے ستے درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم بزرجمہر نے پھر وہی سکلین کمینین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہو گئے

کھلکھلا کے خوب ہنسے اور کہا کہ ای خواجہ عبد المطلب مبارک ہو مٹھائی کھلوائے جشن شادی کتخدائی آپ بھی برپا
کیجئے آپ کا فرزند دلبند امیر حمزہ صاحبقران پرستان مین ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ بادشاہ
پریزادان کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہان آپ کو صدمہ درد فراق وہان شادی کی دھوم دھام بصد اشتیاق یہان
اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہان جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا پروردگار عالم نے اسی سن مین چھوٹی سی دلہن
اعلے حسب والانسب حور صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی اب دل کو شاد کیجئے تھوڑی دیر مین وہ آفتاب
حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ دہی نو امیر نوفیق
حمزہ صاحبقران زمان کو نوشاہ بنے ہوئے اسی طرح کنار دایہ قابلہ ملکہ عادیہ بانو مین لیکر چلے گئے ملکہ عادیہ بانو بہت
خوش مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر حمزہ کی بوسہ دیا اور پکار کر کہا اہلو لو صاحبو دیکھو میرا نور زادہ
شہزادہ دولہا بنکر آیا ہے شاہانے خلعت سے آراستہ ہے زیور کتخدائی سے پیراستہ ہے پھولون کا گہنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا
طرہ لٹکا ہوا ادھی گلے کا ہار ہے عجب شان و شوکت آشکار ہے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی آج تو نام خدا ئی صورت بنی
ہے جلدی خواجہ عبد المطلب کو خبر کرو گھر مین آئین نوشے سے دولہا کو دیکھین پیار کرین گلے سے لگائین یہ سنکے سب
خواصین کنیزین دوڑین اور امیر با توقیر آمین گودین لیکر پیار کرنے لگین دل کی طرح سینہ سے لگایا سب نے چٹ چٹ بلائین
لین درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین خواجہ عبد المطلب کو فوراً دوڑکے خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولہا بنکر آیا
ہے شان شاہانہ رخ سے ہویدا ہے یہ مژدہ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ عبد المطلب خوش خوش گھر مین تشریف لائے فرزند دلبند نور
نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود مین لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینہ سے لگایا حکیم خواجہ بزرجمہر
کو اسی طرح لالر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرہ نورانی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا دیکھا بہت خوش ہوئے
مبارکباد دی اور سبھون نے نذرین گذرانین زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات راہ خدا مین دیا حمزہ صاحبقران
کے جو ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤن پارہ لعل یا یاقوت معلوم ہوتے تھے
سبکو یقین کامل ہوا کہ حمزہ صاحبقران کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ عبد المطلب اور مادر حمزہ اور ملکہ عادیہ بانو
کہتی تھین افسوس ہم شادی کتخدائی حمزہ صاحبقران مین نہ شریک ہوئے دلہن کو ننھے پن مین نہ دیکھا ہم بھی
آغوش حمزہ کے پیار کرکے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شادان رہنے لگے اور حمزہ صاحبقران زمان
کنار ملکہ عادیہ بانو مین پرورش پانے لگے اور ساتھ حمزہ کے عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مع بارہ ہزار
طفل شیر خوار کے پرورش ہوئے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی مضمون نوید پیدایش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان بخدمت بادشاہ نوشیروان تحریر کی کہ ای مہر سپہر شہریاری و ای قمر فلک جہانداری زینت بخش کشور عدل و داد
نشین سلطنت قبا دتاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ نوشیروان خلد اللہ
ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات برضن باریابندگان بساط فیض مناط عرض پرداز ہوتا
کہ بعد پہونچنے اس خادم آستانہ دولت نشانہ کے بتاریخ گیارھوین جمادی الاول دلت مسعود و ساعت محمود کو بوقت
صبح صادق اُس آفتاب عالمتاب حسن و جمال و ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانہ خواجہ عبد المطلب
جلوہ فرمایا اور اسوقت شہر مکہ اور اطراف مین اُسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے اُن سبکو
اُنکے والدین سے لیکے بملازمت اُس اختر تابان کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور مین جانب حضور
فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اسی روز ایک غلام خواجہ عبد المطلب کا حبتیل نامے ہے اُسکے

یہان بھی لڑکا پیدا ہوا اور اُسی ہنگام فرجام مین ایک ساربان کہ نام اُسکا اُمیہ ضمری ہو اُسکی زوجہ کے میان بھی بہ ہزار خرابی و دشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا مثل بچۂ موش کے پیدا ہوا ہو کہ حکایت اُسکی بہت طول و طویل ہو انشاء اللہ بروقت حضوری حضور خدمت فیضدرجت ملازمان بادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ و قرعۂ رمل موافقت ساعت و وقت فرزند خواجہ عبد المطلب کا نام امیر ابو العلاء مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران رکھا اور قبیل کے بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اُس ساربان اُمیہ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب طاقت و جرات اور بڑی شان و شوکت اور بڑے رفیق و وفادار امیر عالیو قار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے جاہ و حشم سے دایہ بالغہ معین کرکے پرورش کرایا ہو کہ یہ مہر سپہر حشمت و اقبال و نیر فلک جاہ و جلال ہمیشہ محافظ سلطنت و تخت و تاج بادشاہ زمان و معین و مددگار مملکت مدائن و دستان رہیگا زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شتر سوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت بادشاہ نوشیروان جلد لیجا و اور اسکا جواب بہ زودی تمام لاو وہ شتر سوار عرضی خواجہ بزرجمہر کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مدائن کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل بعد تیز رفتاری مثل ہوا دو دو شش ہوا پر سوار مدائن مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے مجرا گاہ پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجا لایا دعاے ترقی دولت و اقبال و زیادتی حشمت و اجلال دے کر عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون و مژدۂ جانبخش و فرحت افزا سنکر بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار و ارکان سرکار بلند اقتدار کو مژدۂ شادی پیدائش امیر با توقیر ابو العلاء مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزۂ صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہوا اور اُس پالنے کے چارون پاؤن پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی چمک مثل آفتاب و مہتاب کے ہون نصب کئے جائین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت سا زر و مال براے امیر با توقیر ابو العلاء مکی یعنی حمزۂ صاحبقران اور خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خردسال کے لئے اور جوڑے اُنکی دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی سے لکھوا کر اُس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اُس نامہ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ اے وزیر اعظم واے دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت و جہانداری واے زیب وہ جلوہ سریر سلطنت و شہریاری واے دانندۂ اسرار شاہنشاہی واے آگاہ کنندۂ حال ماضی و استقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری آلی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور و شاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا مذکور ہو خیر خواہی اور نمک حلالی اسی کا نام ہو رفیق و شفیق یونہین کرتے ہین شاباش و مرحبا اے عم نامدار یہ مال و زر و جواہر و خلعتہاے فاخرہ براے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران تمہارے پاس مع نامہ مسرت شمامہ بھیجا جاتا ہو اور ایک پالن جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پاؤن پر جڑے ہین حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھیجا ہو کہ اسمین شب و روز حمزہ آسایش و آرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ بھاری بھاری اُن اطفال خردسال کے واسطے بھیجے ہین جو اُسی دن پیدا ہوے ہین اور اُنکی دایون کے واسطے تنخواہ ہین

سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہیں سب کو پرورش ہونے دو ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آپ یہ بندوبست کامل کر کے چلے آئے کہ یہان بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہیں یہ پروانہ کرامت نشانہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور پالنا برا سے حمزۂ صاحبقران بھی آیا خواجہ عبد المطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلوا کر وہ نامہ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا اور سب مال وزر اور وہ پالنا سپرد کیا خواجہ عبد المطلب نامدار بہت خوش ہوے وہ پالنا جو واسطے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل و نظیر نہ تھا آسپر گہوارۂ ہفت رنگ فلک نیلو فری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار و مرصع کار جھولا کہ ہنڈولہ بغدادی گردون دون کا گھڑی گھڑی آس پاس پھر کے نثار ہوتا تھا چار طرف اُس پالنے کے ڈنڈون اور پٹی سیرون مین برابر سے نگینے یاقوت سرخ اور نیلم و زبرجد اور گوہر آبدار کے جڑے ہوے اور لعل شب چراغ مثل آفتاب عالمتاب چارون پایون کے اوپر نصب کئے ہوتے ہین وہ گہوارہ ایسا آراستہ و پیراستہ تھا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدۂ آفتاب و مہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اُسکے مثل کرمک شب تاب کے جھلملاتے تھے وہ پالنا ایسا منور و روشن تھا کہ رات کو اُسکی روشنی مین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے شب تاریک مین شمع سے موتی اور کافوری جلانے کی مطلق حاجت نہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس پالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے مین دل اُنکا بہلتا تھا غرض وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت جوڑے اور وہی پالنا وغیرہ دینے کے بعد خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کو سب اُمور آئندہ فہمایش کر دیے چنانچہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے واسطے بہت کچھ کہدیا اور سارا انجام کا حال بتا دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا بڑا خیال و پاس رکھنا اور اُسکو تکلیف اور رنج و ملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رہنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب نصیب اور وفادار رفیق و شفیق حمزہ صاحبقران کا ہے اور ہمیشہ محافظ جان و آبرو حمزہ صاحبقران کا ہوگا یہ لڑکا بڑا زبردست وجری و بہادر عیار طرار ہوگا ای خواجہ عبد المطلب اس لڑکے کی بڑی خاطر داری کرنا اور پرورش مثل حمزہ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبد المطلب کو سمجھا دیے اور خواجہ بزرجمہر سب سے رخصت ہو کر طرف شہر مدائن کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل مدائن مین داخل ہوے اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان زمان ہو کر بعد آستانہ بوسی کے تمام کیفیت شہر مکہ و پیدائش امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران و حال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن اُمیہ ضمری بادشاہ نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران و ای خسرو گیتی ستان آپ کے اقبال سے خادم نے کل کاروبار آغاز و انجام انصرام کر دیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ عبد المطلب کے یہان فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اُسکا مین نے بموجب زائچہ سال امیر ابو العلا و ملقب حمزۂ صاحبقران رکھا خواجہ عبد المطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اُسکا نام مقبل وفادار ابن قتیل رکھا اور ایک ساربان خواجہ عبد المطلب کے اونٹون پر تھا اُسکا نام اُمیہ ضمری ہے اُسکے بیٹے کا نام عمرو رکھا مگر اُسکی پیدائش کا حال عجیب و غریب ہے کہ جسوقت حمزہ صاحبقران پیدا ہوے اور مجکو خبر ہوئی مین نے حکم کیا کہ اس شہر مین جتنے لڑکے آجکی تاریخ پیدا ہون اُنکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اُنکے والدین کو زر و جواہر دینگے

اور اُن لوگون کو ملازم کر کے تنخواہ مقرر کرینگے چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوئے اُنکو منگوا لیا اور دایہ اُنپر مقرر کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ اُمیہ ضمری نے بھی یہ خبر سنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی مگر مدت وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اِس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا کہ جسطرح ہو سکے تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجھکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ اُمیہ ضمری جورو کو مارنے کو اُٹھا اور وہ عورت بھاگی امیہ پیچھے اُسکے دوڑا کوٹھے کے زینے پر چڑھنے لگی پانون اُسکا پھسلا وہ عورت کوٹھے کے نیچے گر کر مرگئی اور یہ لڑکا کہ جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہی پیٹ سے اُسکے نکل پڑا مگر بہ قدرت خداوند جلیل وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزہ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہی اُسکے سپرد کیا وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہی اُس شیر حمزہ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش ہو رہا ہی اور اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ای بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن اُمیہ ضمری بڑا بہادر اور جرار عیار طرار ہوگا بلکہ سرداران عیار و سرکوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ بھی بڑا شجاع و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزہ صاحبقران کا ہوگا ای بادشاہ عالیجاہ مین بخوبی بند و بست کر کے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت مسرور و شاد ہوا خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا ای عم نامدار وہ جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپ کے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا تمام خیبری پر بختک وزیر کو بجماعت کثیر دو لاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہ گئے تلاطم عظیم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین پہونچکے علقمہ کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مار ڈالا القصہ قتل و قمع کر کے فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنیاد فساد مٹ جائے جب انسان وہان پیدا ہی نہو گا تو پھر کس طرح فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کر کے صمصام زرہ پوش کو حاکم شہر کر دیا اور پچاس ہزار فوج جرار دلاور شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش کر کے وہان چھوڑ دی بختک وزیر بہ فتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کمال افسوس کیا اور دست تاسف ملکر کہا ای بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجھکو آپ نے دیا ہوتا یہ امر مصیبت بڑا ہوا کہ اسقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا یہ سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا نہین معلوم کہ اُس دشمن کی نسل قطع ہوئی یا باقی ہی بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اسرار غیب سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ہی شعر من درچہ خیالم فلک راچہ خیال ✢ کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ✢ بختک نے آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کر کے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لئے یہ کار نیک ہی سر انجام کیا کہ بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھکے اُنکے والدین کو روٹی سے لگا دیا وہ بچے معصوم مزے مین پا رہے ہین اور والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک ہزارون کو قتل کر کے آیا بادشاہ کو ماخوذ کرایا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کر دیا بقول سعدی شعر نکن بد کہ بد بینی از یار نیک ✢ نمی روید از تخم بد بار نیک ✢ یہی وجہ ہی جو عاقل و فہمیدہ صحبت مفتری و دغا پرداز سے پرہیز کرتے ہین جاہل اجہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ جو بد ہی بدی کی باتین سکھاتا ہی اور جو نیک ہی وہ نیکی کی

راہ بتاتا ہی بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل رخنہ پرداز ی
اور بنائے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے شادی اب کوئی کھٹکا اور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
مین باقی نرہا اب چین سے پانون پھیلاکے سوئیے اور رات دن عیش وعشرت کیجئے گلشن عیش مین جسکا کھٹکا تھا
وہ کانٹا نکل گیا اب غنچہ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جسوقت یہ کلام بختک بدانجام کا سنا دل مین تاؤ
پیچ کھاکے کہا کہ افسوس بعث دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ ملک خاورسے عداوت مول لی جب تو ایک
شبہہ تھا شاید کوئی دشمن ہوتا کہ ہنوتا لیکن اب ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروان کا ہوگا
ناحق ہزارہا بیچارون کی جانین گئین عورت ومرد خورد وکلان کا خون ہوا اُنکے خون ناحق وبال کہان جائیگا
سوائے اسکے کہ بادشاہ کی طرف عاید ہو اختنک تو دشمنی نہ تھی مگر اب عدو کو کینہ عداوت کثرت سے پیدا ہوئی
یہ کہکے خواجہ بزرجمہر چپ ہوئے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھرتھر کانپنے لگے الامجبوری وناچاری
اپنی مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہی یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہی کہ اپنا دوست اور دشمن نہین
پہچانتا ہی خیر مجکو کیا ہرچہ بادا باد جیسا جو کریگا ویسا پائیگا بعد اسکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر مکدر خاطر
اُٹھ کھڑے ہوئے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل مین کہا کہ نادان کی دوستی مین جان وآبرو
کا ضرر ہی اب دربار شہنشاہ نوشیروان مین جانا اچھا نہین اُس روز سے پھر دربار مین بادشاہ کے نہ گئے
اور عہد کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار مین نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہین نوشیروان بالکل
عقل سے بہرہ نہین رکھتا نیک وبد نہین جانتا دوست اور دشمن کو نہین پہچانتا ناحق ذلیل وخوار ہوتا ہی دوست سے
دشمنی مول لیتا ہی دربار ناقدردان مین جانا کچھ ضرور نہین کہ وہان جاوے مفت مین ذلت اُٹھاوے ای بزرجمہر اپنے
گھر بیٹھ رہو نہ کہین آؤ نہ کہین جاؤ عبادت پروردگار کیا کرو یہان بادشاہ نوشیروان نے بختک کا اور زیادہ
مرتبہ بڑھایا خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور یقین واثق ہوگیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل شادی کوئی کھٹکا اب
نہین ہی عیش وعشرت ونشاط صحبت جشن وانبساط مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا رات دن جلسۂ عشرت
ناؤ نوش بصد فرحت ومسرت بادشاہ نوشیروان شاد وشاد وزیر اور ارکین سلطنت خوش وخرم نہ کوئی فکر
فکر وتردد نہ رنج وغم انجام کا خیال نہین بزرجمہر کے کلام پر عمل نہین بادہ غفلت سے بیہوش گوش ہوش مین
پنبہ تغافل دن عید رات شب برات بھی بزرجمہر کے دربار مین نہ آنے کا کچھ خیال بھی نہین کہ بزرجمہر جس دن
سے مکہ معظمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے
جوڑ مار دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال وعلم پر غرہ ہی خفا ہوگئے تو ہوگئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہی جو کچھ حکم ہوگا
بجا لاونگا حیں مسجد مین ملّا نہوگا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہوگیا القصہ یونہین عیش
وعشرت مین شب وروز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا مین خواب دیکھا بخت
خوابیدہ بیدار ہوا عجیب سامان خواب مین نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پُر بہار شاداب وشگفتہ مثل گلشن شداد
کے ہی مین اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہون عجیب نیرنگیان اُس باغ روح افزا کی ہین کہ گلہائے رنگا رنگ
کھلے ہوئے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین نرگس اشارے بازی کرتی ہی سنبل تابدار گیسوئے معشوق کی
شان دکھاتی ہی غنچے گلون کی طرف دیکھے مسکراتے ہین گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہین سرو شمشاد صورت قد
آزاد اکڑکر عین جوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہی بلبلین جابجا شاخہائے گل پر چہک رہی ہین کلیان پھولون کی

مثل عطر عنبر وسارا کے مہک رہی ہین طائران خوش الحان زمزمہ ساز ہین مرغان چمن نغمہ پرداز ہین قمری کی کوکو بلبل کا شور تیہو کی پکار طاوس کی صدا چکور کی دھوم باغ مین بلند ہر دیکھ دیکھ کے دل خورسند ہو سبزۂ خوابیدہ ٹیرو ہر جا ہوا ہی گویا فرش زنگاری کا بچھا ہوا ہی گلشن فلک نیلگون اُس باغ کو دیکھ کے رشک کرتا ہی ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان فلکی فدا ہوتے ہین بادشاہ **نوشیروان** عالم رویا مین یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری عظیم الشان آراستہ وپیراستہ ہی صحن مین اُس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہی سامنے اسکے ایک حوض پر آب شفاف وصاف پانی مثل شہد وشیر شیرین وخوش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہین حوض کے چارون کونون پر گملہاے زنگار رنگ کے گلدستے رکھے ہین بارہ دری کے درون مین نگینے ہیرے اور یاقوت سرخ وزمرد کے برابر سے جڑے ہین پردے گنگا جمنی کارچوبی پڑے ہوے چھت گیریان بہت عمدہ فرش مخمل سبز کا بیچ مین ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اُسپر بادشاہ قباد نیک نہاد بصد شان وشوکت در منعت و عظمت جلوہ افروز ہی اور پہلوے راست مین خواجہ **بخت جمال** بصد جاہ وجلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ فلک جاہ متمکن ہی بادشاہ نوشیروان دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ قباد نیک نہاد کو آگے بڑھا آداب تسلیمات بجالایا قباد نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا **نوشیروان** نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حضور کے پہلو مین جانب راست یہ کون ہی قباد نے کہا ای فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر میرا ہی نام اسکا خواجہ بخت جمال ہی یہ پدر عالی قدر خواجہ **بزرجمہر** کا ہی ای فرزند تم برا کرتے ہو کہ خواجہ بزرجمہر کو آزردہ کرتے ہو اور بختک کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ خواجہ بزرجمہر نے کیسا کار نمایان کیا کہ ملک معظم مین کیسا بند وبست عمدہ انجام کے واسطے کر دیا اور **بختک** نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر کوئی فائدہ نہوا وہ خلش کہ جسکے واسطے تمنے اتنی کوشش کی اور ناخوذ بہ گناہ ہوے اب تک نہ نکلی تمکو یہہ مناسب ہی کہ خواجہ **بزرجمہر** کو راضی رکھو اور اُسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہی اور فلان صحرا مین ایک خزانہ ہی وہ تمہارے واسطے ابھی تک امانتاً رکھا ہی وہ نکلوا لو اور اپنے صرف مین لاؤ اور یہ خزانہ بغیر خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور بختک سے تمکو ہمیشہ خوف وخطر رہیگا اور خواجہ بزرجمہر سے تمہارے بڑے بڑے کار اہم اجرا ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے **خواجہ** بزرجمہر کی کوشش سے سر ہونگے بختک سے کچھ نہو سکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل وخوار ہوگا اسکے سبب سے دوسرے کی رسوائی ہوگی ای فرزند پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو اور نوش وجشن راگ رنگ عیش وعشرت سے دست بردار ہو اسی مین بہتری ہی ورنہ خرابیان واقع ہونگی بادشاہ **نوشیروان** یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ جلسۂ عیش وعشرت وہ گلشن پر فضا غائب ہوگیا جو کچھ خواب مین دیکھا تھا آنکھون مین اُسکا سمان بندھ گیا جسوقت بادشاہ **نوشیروان** دربار مین آیا اور دربار ارکین سلطنت و وزیران امیت سے آراستہ ہوا بادشاہ **بختک** کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ای **بختک** جلد بتا کہ مین نے شب کو کیا خواب دیکھا اور اُسکی تعبیر کیا ہی **بختک** نے سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای بادشاہ جہجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہی کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی وخرمی کا خواب دیکھا ہی اور مجھکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی بادشاہ نوشیروان چین بجبین ہوا اور کہا کہ تو نے بزرجمہر سے کیسا پڑھا ہی تو ابھی جہالت ونافہمی پر وزارت کرتا ہی بس ابھی مین خیر ہی کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اسکی دے یا خواجہ بزرجمہر کو گھر سے

بلا کے لا کہ تیرے ہی سبب سے وہ آزردہ خاطر ہو کر گھر مین بیٹھ رہے ہین اور خانہ نشینی اختیار کی ہی اور اگر تو نے ایسا نہ کیا اور مجکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے مین نہ ماہر ہوا تو تجکو قتل کرونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جاکے خواجہ بزرجمہر کو لے آئے دربار فلک جاہ مین حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاو خواجہ بزرجمہر کو لاو بختک یہ سنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لاکے روانہ ہوا جب سواری بختک کی در دولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہی بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہان بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک آج کیا ہی جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے گھر پر نہ آیا بختک نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای خواجہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجے کہ میرے سبب سے آپ آزردہ ہو کر گھر مین بیٹھ رہے اور دربار مین نہین تشریف لاے آج میری جان اور آبرو بچا لیجے کہ بادشاہ نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہی وہ مجھسے پوچھتا ہی مین نہین اُسکو بتا سکتا ہون بادشاہ نے کہا ہی ای بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو مین تجھکو قتل کرونگا اور گھر بار تاراج کرونگا اب آبرو اور جان آپ کے ہاتھ ہی خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور رحم طینت مین کار نیک کے جویا رہتے ہین بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان مین آئے بادشاہ کو آداب بجا لاکے اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا ای عم نامدار آپ نے دربار مین میرے کیون نہین سرفراز کیا سبب جو آپ نہین آئے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بختک آپ کے کام کو کافی ہی میری کیا ضرورت ہی بادشاہ نے کہا ای عم نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا استقرار نہین ہو سکتا لہذا آپ کو اسواسطے بلوایا ہی کہ رات کو مین نے کیا خواب دیکھا ہی اور اُسکی تعبیر کیا ہی بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ نے رات کو خواب مین ایک باغ پر بہار مین بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پدر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے آپ سے سیر سی فرمائی ہی اور ایک خزانے کا بھی پتا دیا ہی کہ وہ صحرا مین ہی بادشاہ نے کہا کہ اُسکو نکلوائے کہان ہی خواجہ بزرجمہر نے زائچہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلان صحرا مین ہی ای بادشاہ اس صحرا مین فلان مقام پر کھدوائے غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیون کے اُس صحرا مین گئے اور وہان کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا وہ خزانہ مال و دولت زر و جواہر چھکڑون پر لدوا کر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک ملعون نے کیا حرکت نالایق کی کہ تھوڑا سا مال اُس خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر سے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا اور آکر بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ سرکار شاہی مین داخل کیا بادشاہ یہ سنکر برخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار آپ نے مجھسے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر پر بھیجدیا اور نصف خزانہ میرے یہان داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھ کے طلب کرتے تو کیا مین انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ یہ سب غلط اور محض جھوٹھ ہی مین نے کبھی ایسا نہین کیا غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیون سے تو صحیح نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہو کر بزرجمہر اپنے گھر چلے گئے اور بیٹھ رہے پھر دربار مین بادشاہ نوشیروان کے نہ آے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ زرنگار بانو دختر مرجان کے بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادہ عیش تو	کہ شادی و عشرت کی ہو جستجو	نہ کر دیر ای ساقی ذی حشم	پلا اب مے لالہ گون دمبدم

گر آراستہ اپنا سفینہ نہ تو +
دلھن کی طرح ہو سجاوٹ تمام

دکھا مجھکو سامان شاہانہ تو
کہ ہوتا ہی شادی کا اب انتظام

ہو یہ سفینہ حجلہ ہاے عروس
سحر آب قلم کی روانی دکھا

کہ شہرہ میان سپہر ہو ملک طوس
ہر ایک پیری ہو جوش جوانی دکھا غزل

پھپھولے دل کے تازہ تازہ طرا اشک افشانی
تماشا بات مالی نے ہوئی آخر پریشانی
پریشان مثل زلف یار رہوا اسطرح کاغذ پر
جدا کاسے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
کوئی چاتی ہے اسمین جیش تدبیر ای خرد پیشہ
ہوئی صورت گردون کو صورت تصویر حیرانی

رہ الفت مین ہر روز اک نیا ولولہ نیا پانی
دکھا دیتا جو حسن اپنا دہ مہ طلعت زلیخا کو
اگر نظرون مین اپنے دلکا کچھ حال پریشانی
تماشا ہے کے اس صورتکدے مین اسنے کیا دیکھا
نوشتہ ہی جو پیشانی مین پردہ ہی پیش آئی
بہت نگاریدگان عروس بیان

کہا مین نے نہ کھینچ اس الفت کی تصویر تو ہرگز
تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی
محبت کا ابھا دل تجکو بچپنا داہر لاحاصل
کہ اتنی صورتون مین جسنے اک صورت نہ پہچانی
تحرا اس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھے
رقم کردکسنہ ز تو داستان

حجلہ نشینان عروس مضامین مسرت آئین مشاہدہ نمایان شواہد معانی پر تمکین بیان شادی کتخدائی قلم عشرت رقم کو بجادہ مضمون بہجت مشحون محفل انبساط و اوراق نشاط مین یون روان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر مکہ شریف سے تشریف لائے اور کیفیت بختک وزیر نے تدبیر سنی کہ ملک خاور کو تباہ و برباد کیا اور عملقہ کو مارا اور تمام عورات و مردمان شہر کو تہ تیغ کیا انجام سوچ کر بزرجمہر کو بڑا ملال ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ بادشاہ نے اس بے وقوف کی صلاح و مشورے سے دوست کو اپنا دشمن جان تباہ کی برائی ہاتھ آئی آغاز مین خلعت پایا بزرجمہر دل مین بہت آزردہ ہو کر گھر مین اپنے بیٹھ رہے خانہ نشینی اختیار کی اور دل مین عہد کیا کہ اب بادشاہ کے دربار مین کبھی نہ جاونگا یہان بادشاہ نوشیروان بے کھٹکے اور بے خوف و خطر آٹھ پہر مشغلہ بادہ نوشی ناچ رنگ دل لگی مذاق لہو و لعب مین رات دن رہتا ہے کہ ایک روز بختک وزیر نے تصویر ملکہ زرانگیز بانو دختر نیک اختر بادشاہ مرجان کجکلاہ کی روبرو بادشاہ نوشیروان کے پیش کی اور عرض کیا کہ یہ تصویر دلپذیر شہر مرجانیہ سے آئی ہے بادشاہ دیکھتے ہی اس تصویر رشک مہ منیر کو ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور کہا ای بختک جلد تدبیر کر کہ میری شادی اس حور وش پری پیکر دلفریب جامہ زیب حسین مہ جبین مہ تمکین کے ساتھ ہو بختک نے عرض کی کہ حضور قربانت شوم کیا مشکل ہے حضور بھی اپنی تصویر ہمراہ رقعہ شادی کتخدائی کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے پاس روانہ کرین دیکھیے کیا جواب آتا ہے اگر انکار ہوگا تو اسکا دوسرا بندوبست کرینگے بادشاہ نوشیروان نے فوراً رقعہ بہ عبارت سلیس و بہ مضمون دلچسپ تحریر کرکے ہمراہ اپنی تصویر کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے روانہ کیا جسوقت رقعہ شادی اور تصویر بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کے پاس پہونچی اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی نگاہ تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان پر پڑی بہت خوش و مسرور و محظوظ ہوا اور پسند خاطر تو دمار کرکے جواب رقعہ شادی کتخدائی اپنی دختر نیک اختر کا اس شرط سے لکھوایا کہ ہمکو تصویر دلپذیر بادشاہ نوشیروان کی پسند آئی مگر میری دختر نیک اختر کی شادی اس شرط پر منحصر ہے جو اس شرط کو پوری کریگا اسکے ساتھ مین اس دختر کی شادی کرونگا وہ شرط یہ ہے کہ قریب شہر پناہ میری حد عملداری کے اندر ایک باغ دلکش پر بہار لالہ زار میرے جد آبا کا بلوایا ہے اور نام اس باغ کا گلشن حیرت افزا ہے اب زمانہ حال سے وہ باغ خود بخود نگاہون سے انسان کے غائب ہو گیا ہے اور ایک مینار اس باغ کے بیچ مین ہے لیکن وہ بھی چھپا

ہوا ہر آٹھوین روز وہ باغ زنگارنگ رشک بوستان فلک نمایان ہوتا ہر اور اُس مین صدہا راگ رنگ اور ترانے
کی بلند ہوتی ہر سُننے والے حیرت زدہ ہین عالم محویت طاری ہوتا ہر اسقدر از خود رفتہ ہوتے ہین کہ اگر کھانا کھا تے
ہون تو جو نوالا ہاتھ مین ہر ہاتھ مین رہ گیا اور جو نوالا منھ مین ہر منھ مین رہ گیا صورت تصویر سکتہ ہو جاتا ہر کچھ
نہین نظر آتا ہر اکثر آدمی ولولہ اور اُمنگ مین جاکر در باغ مین پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے
نہ آئے ساتھ والے فریاد و زاری کرتے رہ گئے چنانچہ مین نے چالیس آدمی وہان مقرر رکئے کہ اُن مین سے ایک
ایک کرکے جاے اور خبر لاے جو اُس باغ مین پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی
دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عیش باغ مین تیسرے پر بیٹھا ہوا ہر دہائی دیتا ہر اور فریاد و الغیاث کے نعرے
کر رہا ہر کہ ارے لوگو مجکو بچاؤ میری جان جاتی ہر پس صبح ہوتے ہوتے وہ باغ اور وہ مینار نظر سے نہان ہو جاتا
ہر کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہر تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہر وہ باغ اور مینار اور وہ
آدمی غائب ہو جاتا ہر اُسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہوگئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور
اسرار کو مجھپر ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کرونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جب جواب
رقعہ شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ مین وہ کاغذ دے دیا آپ بصد
فکر و تردد سکوت کیا رنجیدہ کشیدہ پژمردہ افسردہ ہوکر بختک کی طرف دیکھا شعر پژمردہ ہو سکے غنچہ خاطر
جو رہ گیا ٭ افسردگی سے چاند سا چہرہ اتر گیا ٭ بختک نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ جہان پناہ
آپ متردد و متفکر ہون غم و رنج نہ کرین مین اسکا بند و بست کرونگا آپ شہر جانیہ کو تشریف لیجیے اور ملکہ
زر انگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے پھر سے آڑ اپنے کچھ تشویش نہ فرمائے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے
بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد چوبدار جائین اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بہ منت
و سماجت جلد لائین فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی ای وزیر اعظم
ای دستور المعظم ای رونق کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان
نے یاد فرمایا ہر اور بہ کمال منت و عاجزی بلایا ہر جلد تشریف لیچلئے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہر خواجہ
بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب مین دربار فلک جاہ مین نہ حاضر ہونگا بختک
خیر خواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہر میری کیا ضرورت ہر آپ مجکو معاف فرمائیے ہر چند چوبدارون نے
عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار مین بادشاہ کے نہ آئے
مجبور و ناچار چوبدار پھر آے بادشاہ کے آگے مردہی نے پایۂ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ
کا اقبال یاور ترقی جاہ از دیاد دولت و حشمت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت
کی مگر وہ نہین تشریف لاتے ہین نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد زرین کمر و سعید
زرین ترکش جائین اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائین بختک نے عرض کی ای
حضور ای بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہین اُسی
قدر اور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتم مین پڑجاتا ہر اگر وہ نہ آئینگے تو کار شاہنشاہی کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب
طے ہوگا بادشاہ نے کہا او نالایق تیری ہی شرارتون سے خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہین اور خفگی دکھاتی
ہین وہ بزرگ ہین میرے عم نامدار ہین بغیر اُنکے ہمراہ جائے مین کبھی سفر نہ کرونگا اور شادی کرکے ملکہ کو

بیاہ نہ لاؤنگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر
حاضر ہوئے اور عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لیچلیے کہ بادشاہ نوشیروان مضطر و بیقرار ہو اور آپ کو
قسم روح قباد و شہریار کی دی ہو تشریف لیچلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہین آپ زینت بخش انجمن
جہانداری ہین آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہ مین برکت ہو خواجہ بزرجمہر سے جب دونون
نے بہت عذر خواہی کی مجبور و ناچار سوار ہوکے دربار مین بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام
بقواعد شاہانہ بجا لائے متمکن بہ عہدۂ قدیمانہ ہوئے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا کہ ای عم نامدار
میری شادی ملکہ زرانگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہو مگر بخت نارسا کی ابھی کچھ
برائی ہو کہ یہ شرط پیش آئی ہو یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھ مین حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت
مسرور و شاد ہوئے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار
کرے اور وصال میمنت مآل ملکہ زرانگیز بانو بخوشی خاطر فیض باثر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہو مگر مشکل
زیادہ تر ہو یہ شرط دقیق ہو میری راے نہین ہو آپ تشریف نہ لیجا ئین تکلیف نہ لیجا ئین یہ مہم اہم ہو اس مین
ذلت و رسوائی ہو ہر طرح برائی ہو یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا مہبت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا ای عم نامدار جو کچھ
ہو مین جاؤنگا جس طرح ہوگا مین اُسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا خواجہ بزرجمہر نے کہا
آپ کو اختیار ہو آپ جائیے مگر مجکو نہ لیجائیے بہت پچتائیے گا ندامت و خجالت اُٹھائیے گا بادشاہ نے کہا
ای عم نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا مین نہ مانونگا جو کچھ ہو جاؤنگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیے
مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے دریان دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان
شادی کتخدائی کا ہوتا ہو سب مہیا کرکے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ
کیا اُدھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر برائے شادی ملکہ زرانگیز بانو
اس طرف آتا ہو قریب در شہر پناہ کے ایک میدان لق و دق صحراے پر فزا عشرت افزا مین پہلے ہی سے تیاری
فرودکش ہونے کی یاد نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہین خیمے طنبو وغیرہ
سب استادہ کروادیے اور سب سامان بارگاہون اور خیمون مین مہیا کردیا بارگاہون مین فرش
مخملی بنہایت تکلف کا بچھا دیا دنگہاے زرین و کرسیہاے جواہر نگار و تخت مرصع کار براے بادشاہ
عالیوقار بچھوایا اور سب خیمون مین اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور سہرا چو کی مقرر کردیا بیان
بعد قطع منازل و طے مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار و بختک نابکار مع اور ارکان دولت و سلطنت
و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ مین پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کرکے
بادشاہ کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ مین فرودکش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیمون مین اُتارا
لشکر فیروزی اثر کو چھاونی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ نوشیروان
کے مہمان کیا سب کو جلسۂ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع
ہوا دورہ شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادہ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سمان بندہ گیا طوائف ترانہ
ساز بعد سوز و ساز یہ یہ غزل گا کر بھاؤ بتانے لگی رنگ جمانے لگی غزل

بیٹھے بیٹھے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا
پاس یہ تکو کہ نکلا درد سر پیدا ہوا
سہر گریہ ہجر مین درد جگر پیدا ہوا
اشک برسے چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا

عشق گیسوے صنم سے عشق ابرو ہو گیا تیرے دل مین میری الفت کا اثر پیدا ہوا عشق قدیارسے اے دل نہو گا کچھ حصول واسطے عاشق کے لاے کا جگر پیدا ہوا	درد سر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا حور کو نسبت نہین اللہ رے تیرا اجال یہ تو تبلا سرو مین کسدن ثمر پیدا ہوا جب کوئی صدمہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا	آئے کعبہ مین خلیل اللہ حج کے واسطے کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا الفت چشم سیاہ درد رنگین کے ہین داغ چوٹ جب اس سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل برمحل جو اس فتنۂ روزگار پری رخسار طوالف ترانہ ساز نے بعد سوز و ساز و سازگائی اور ہاتھ پانون چمکا کر معشوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجون کے دل پامال ہوئے بہت سے بیحال ہوے مگر آداب شاہانہ سے سب سکے سب چپکے سکوت مین بیٹھے رہے صحبت رقص مرقع حیرت ہو گئی غرض کہ دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد اُسکے محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ جمجاہ نوشیروان جہان پناہ اُٹھکر اُس بارگاہ مین آیا جہان مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان کجکلاہ رخصت ہو کر اپنے محل مین گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہون مین بستر خواب پر گئے جسوقت صبح ہوئی سلطان شرقی کرد فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعۂ مغربی مین داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ مین اُٹھے حمد و ثناے الٰہی بجا لاے عبادت خدا مین مشغول ہوے اُدھر اپنی اپنی بارگاہون مین بختک اور اور سردار اُٹھے خیمون مین تمام افسران لشکر و لشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوے لشکر مین صبح کی وردی بجنے لگی طاشون کی صدا کو سون گئی نقارہ ڈہل سے ترک فلی چونک اُٹھا قرنا کی آواز سے نخلہاے صحرا جھومنے لگے تُرہی سے ترانہ سازی ظاہر ہوئی شہنائیون کی آواز سے طائران وحشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان مین سب چہکار رہے زمزمے کئے اپنے خالق کو پکار رہے نغمہ سنجی مین مشغول ہوے غنچے کھل کھل کر پھول ہوئے ہر طرف بلبلین چہکنے لگین کلیان شگفتہ ہو کر مہکنے لگین سبزۂ خوابیدہ لہک لہک کر بیدار ہوا صحرا ے پر فر اشعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبو مین آنے لگین نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چھڑکاؤ کیا عروسان چمن نے اپنا اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلون کی بھی اے بلبلو شمیم آئی ❊ صبا کے ساتھ ٹہلتی ہوئی نسیم آئی ❊ سرداران لشکر وغیرہ صحرا مین جابجا ٹہلتے تھے فزاے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ آ کے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لائے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ مین جلوہ افروز ہو کہ ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد دشمن پامال بادشاہ مرجان کجکلاہ کی سواری آ پہونچی حکم ہوا کہ بارگاہ مین ہماری لاؤ اُسکا بڑا اعزاز و اکرام کرو سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھون ہاتھ مرجان کجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک و بزرجمہر و دیگر وزرا و امرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان کجکلاہ کی طرف مخاطب ہو کر بختک نے عرض کی کہ حضور وہ باغ کو لینا ہے جسکی شرط قلم جواہر رقم سے تحریر کی گئی تھی مرجان کجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہان وہ باغ فرحت افزا نامے تھا اب وہان میدان لق و دق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہین پتا بھی نہین آنکھون سے ناپدید ہے جسکی دید ہے نہ شنید ہے دو دن لو باقی ہین آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایان ہو گا شام سے وہان رقص پریزادان ہو گا وہ خوش آواز یان آنکی دلون کو مضطر و بیچین

کرتی ہین وہ نازنین راگ رنگ کی ہوش وحواس انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سب کاروبار دنیا چھوڑ دیتا ہو اور گانا پر بزازون کا تسنا کرتا ہو اور جو کوئی جوش وولولے مین آکر اندر باغ کے چلا جاتا ہو آفت مین مبتلا ہوتا ہو یا ہاتھ جان سے دھوتا ہو عمر بھر اپنے نصیبون کو روتا ہو عقل حیران ہو طبیعت پریشان ہو کوئی اُسکے اظہار اسرار کا بند وبست ہو نہ سامان ہو ہر وقت غضب مین جان ہو شعر شال عقدہ لاحل کہ سر آن نہ کشود ✣ بجبیرم کہ سرانجام آن چہ خواہد بود ✣ مرجان کجکلاہ کی اس گفت وشنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق اُس باغ ناپدید کے ہوئے سب کے سب منتظر اس دن کے رہے جب دو روز گذرے اور وہ دن آیا مرجان کجکلاہ نے کہا کہ آج وہی دن ہو یعنی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہو اے شہریار زمان اب آج تشریف لے چلیے تماشا دیکھیے بادشاہ نوشیروان اُٹھ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے کچھ پیچھے ہٹے ہوئے خواجہ بزرجمہر اور داہنی طرف اور بائین طرف وزرا اور امرا اور سب سرداران اولو العزم وچند لشکریان جرار بھی ہمراہ ہو کے چلے مرجان کجکلا اسکو ساتھ لئے ہوئے بعد کروہ صحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے دو باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا اے شہریار یہ وہی باغ ہو جو سامنے معلوم ہوتا ہو آب آگے جانے کا موقع نہین ہو یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجئے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ کے بہت عمدہ ونایاب پرتکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوئے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت وزمرد کے نگینے ہین ہیرے کی کینیان اُس پاس اُنکے نصب ہین کنڈے بڑے بڑے گوہر بے بہا بدھے ہوئے سوراخ اُنکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین مسلسل بیش قیمت کی زنجیر لگتی ہو اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرہ کرتی ہو دیوارین بلند گنگا جمنی نقرہ وطلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر سونے چاندی کا کیا گیا اُسپر نگینے چوپہل برابر جڑے ہوئے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج ونیلم الماس وعقیق ہفت رنگ بڑے بیش قیمت لگے ہوئے چار طرف دیوار ونیز انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُنکے کھانے والون کو تاک رہے ہین نسیم سحر کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچا رہے ہین طاؤس طناز اُس گلشن پُر فزا کی دیوارون پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا علم دکھا رہے ہین اُس باغ کے اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہو مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین بلبلین گنبد فلک سے نغمہ سنج ہین قمریون کی صدائین بلند ہین کوئی طائر یا ہو یا کہہ رہا ہو کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہو بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک منار نہایت بلند ہو کہ کلسی اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہو اُس مین ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہو گنگا جمنی کٹہرا لگا ہو اور وہ منار ایسا جواہر نگار ومرصع کار ہو کہ آنکھ نہین ٹھہرتی آفتاب درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہو جھلا کر رہجاتا ہو یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولا آیا بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور بختک کو حکم دین کہ وہ جاکر خبر لائے وہی آپ کو یہ بھی کرکے لایا ہو اور مین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا وبینا جانتا ہو چار ورق پڑھکے مجھسے اُستاد ہوگیا اب وہی اُس سے کوئی سر کرے اور عقدہ لاحل کو حل کرکے دکھا دے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین بزرجمہر سنکر خاموش ہو رہے بختک نے آکر لباس فاخرہ پہنا شملہ زرتار سر پر رکھا پٹکا کمر سے لگایا کمر

چست باندھی ہمت مردانگی کرکے چلا سب سامنے سے کھڑے دیکھ رہے ہین بختک یہ ولولہ ہمت گیا اور جاکر
پھاٹک پر اُس باغ دلکش و مینو سواد کے آواز دی کہ اے گلشن آرائے مقام حیرت فضا ای باغبان گلشن فرحت فزا
ہم باغ مین آتے ہین جو پردے والیان ہون ہٹ جائین پردے مین چھپ جائین کہ ہمکو بادشاہ جہاں
نوشیروان زمان نے واسطے دریافت احوال تازگی بہار باغ و برائے تماشائی محفل انبساط باغ باغ
ہوکر بھیجا ہی کچھ جواب نہ آیا بختک نے بخارکشی طبیعت قدم اندر اُس باغ ہمیشہ بہار کے بڑھایا بادشاہ
نوشیروان و بزرجمہر و بادشاہ مرجان کجکلاہ وغیرہ یہ سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ بختک اندر باغ کے گیا
جاتے سب نے دیکھا پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری بعد چند ساعت کے دیکھا کہ بختک اسی
مینار مرصع کار پر اُس کھڑکی سے نکل کے آکر اُسی کٹہرے کے بیچ مین بیٹھا اور نالہ و فریاد کرنے لگا ای بادشاہ
نوشیروان عادل مجکو بچائیے اس قید فرنگ سے چھڑائیے ہاے مین مرتا ہون اپنی یہان آنے کی حماقت
پر افسوس کرتا ہون ای بھائی بزرجمہر مین مدد کرو اس بلا کو رد کرو یارو جان جاتی ہی کوئی تدبیر بن نہین
آتی ہی کیا آون یہ اذیت کیونکر سہون یہان بادشاہ نوشیروان بیتاب ہوا جاتا ہی سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی بیقرار و اضطراب رہی چونکہ بختک کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا ہی محبت اس سے دلی ہی دل کو چین
نہین ہی بزرجمہر سے بار بار کہتا ہی ای عم نامدار کوئی تدبیر کیجیے اس نالایق بے وقوف میرے ساتھ کھیلے کو
بچا لیجے بزرجمہر کہتے ہین میرا کیا اختیار ہی مین کیا کر سکتا ہون اسکی رہائی کی کون سی تدبیر کرون الغرض بختک
مینار پر تڑپ رہا ہی نوشیروان یہان بیقرار ہو رہا ہی مرجان کجکلاہ کہتا ہی ای نوشیروان آپ کیا سمجھ کے
آئے تھے اس ناکردہ کار کے دکھولے پر بھلاے تھے اگر اتنی قدرت نہ تھی تو کاہے کو شادی کتخدائی ملکہ زرانگیز بانو
کا حوصلہ کیا بیچارے بختک کی مفت جان گئی ہاتھ سے اپنے وزیر کو کھویا یہ کیا تخم حماقت مزرعہ نادانی مین بویا
شعر بروار لیش زخاک در سائیش بر فلک ٭ ہر کو بدامن تو زند چون عیار دست ٭ بادشاہ نوشیروان کلام
طعنہ زنی مرجان کجکلاہ کے سنکر اور زیادہ دلریش ہوا مرحلہ خجالت و ذلت درپیش ہوا یہ سب ندامت کے
نہایت رنج و ملال ہوا غصہ سے منھ سرخ ہو گیا ضبط کرکے کہا ای مرجان کجکلاہ شعر دل اگر خار جفا دیدہ امید است کہ بار
گل امید بچیند زگلستان مراد ٭ آخر کار بادشاہ نوشیروان کو بزرجمہر سمجھا کر تسلی و دلاسا دے کر بارگاہ مین
لایا اور بادشاہ مرجان کجکلاہ اپنے محل مین گیا نوشیروان نے کھانا پانی سب ترک کردیا کہتا تھا کہ ہرچند بختک
بڑا نالایق و بدکار و احمق ہی مگر میرے دل کو بیقراری ہی کہ اسکو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا ہون اے عم نامدار جلد
اُسکی رہائی کی تدبیر کیجیے جام وصل ملکہ زرانگیز بانو اپنے کمال سے بھروا دیجیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بھلا
اب مین کیا اُسکی رہائی کی فکر کرون کیونکر بے اداے شرط مرجان کجکلاہ کی دختر کے ساتھ شادی کرا دون
آپ اس خیال فاسد کو دور کیجیے دل کو غم و الم نہ دیجیے شہر مدائن کو تشریف لے چلیے یہ مقدمہ دقت طلب ہی آپ
نہ تڑپیے اگر زندہ رہیگا تو بختک بھی رہا ہو کر چلا آئیگا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار اب سر
سے پانی اونچا ہو گیا کوچہ عشق مین ذلیل و رسوا بھی ہوا پھر وصل ملکہ زرانگیز بانو سے محروم رہون لازم
ہی کہ اگر وصال میسر ہو تو جان دون شعر تا نظر از چہرہ گلفام شان پوشیدہ ام ٭ خار در چشم اگر ردے
فراغت دیدہ ام ٭ یہ کہکر نوشیروان عادل رونے لگا اور قصد اپنے ہلاک کرنے کا کیا بزرجمہر نے
بادشاہ نوشیروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای بادشاہ یہ کار مردانگی نہین ہی گھبرا لیے نہین پروردگار عالم اپنی قدرت

کامہ دکھائیگا انشاء سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل را چو گردگان بر گنبد است مگر آپ کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے احاطۂ اطاعت سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا رنج و ملال نہین دیکھا جاتا بختک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو یونہین بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے واسطے کبھی کچھ ضرر نہو گا قطعہ خیاط زمانہ بے تکلف ✤ بر قد تو دوخت جامۂ فتح ✤ نام تو در ابتدا نوشتہ ✤ منشی قضا بجانہ فتح ✤ یہ کہکر بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جاؤ جلد مرجان کجکلاہ کو بلاؤ کہنا کہ بادشاہ نوشیروان زمان نے یاد کیا ہے جلد تشریف لایے دیر نہ فرمایے بموجب حکم محکم چوبدار فوراً دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مرجان کجکلاہ یہ خاطر بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان اسرار خفی باغ گلشن فرحت افزا آپ پر منجلی کیے دیتا ہون قدرت خدای عزوجل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پر بادشاہ نوشیروان مسافت سفر اٹھا کر آئے وہ احمق نالایق خود بلا مین پھنس گیا جب شرط ہی نہ پوری ہوسکی تو ملکہ زرانگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کیا مگر خیر یہ بھی دیکھیے گا کہ بزرجمہر نے کوئی کار نمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ ونایاب پرتکلف صحرائے سبزہ زار مین استادہ کرا کے اس مین تخت شاہانہ نصب زیب و زین بچھوائے اور دو کرسیان جواہر نگار آراستہ فرمایے پھر کارنمائی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فوراً بموجب ارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر بارگاہ پرتکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیہائے جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اٹھے اور اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکر چلے اور سردارون وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ مسلح و مکمل حاضر رہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پر مرجان کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسرون اور سردارون کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور چوبدار دم بدم رہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سر خم کیے کھڑے ہوے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر نے ایک کوتہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین ہنڈول مٹی سے لیپی اور آگ کے انگارے اسپر ایک طرف رکھے اور تھوڑے سے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا اگو گل سوا من مٹھائی بڑا ابرقی اور ایک کالا بکرا اسی انگاری مین کھڑا کیا اور گھی کا چراغ بھین اس لیپی ہی زمین کے اندر جلایا اور ایک پرچہ کاغذ سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا مہان تیرے کان آیا خاک چھان جلد حاضر ہو میرا کہا مان دہائی تجکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داؤد پیغمبر علیہ السلام کی ہر یہ اسم پڑھکر اکتالیس مرتبہ اس کاغذ سفید پر دم کیا اور لوبان گوگل لونگ کافور جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کرکے انگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالاے ہوا اچھالدیا وہ کاغذ سفید بطور نامۂ حکیم حاذق صاحب کمال خواجہ بزرجمہر کے مثل طائر بلند پرواز کے اڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور آگ مین جلاے کہ اتنے مین مرد ہے حنے عرض کی ای وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہے باریابی حضور طلب کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا بلالو وہ چوبدار جب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو یہ آداب شاہانہ سلام آداب و تسلیم بجالایا اور دعائے ترقی عمر و دولت دے کر عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مین بہت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود آنے کا ارادہ کیا تھا کہ آپنے یاد فرمایا مین ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ تشریف لاے سب آپ کے مشتاق زیارت ہین یہ سنکر وہ مرد ہا بچھلے پانون روانہ ہو کر سب کی نگاہون سے

غائب ہوگیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اُسکو آپ لوگون نے پہچانا یہ کون تھا سب نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ کون تھا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا بعدہٗ چوبداری معمور ہر یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ غل ہوا کہ وہ گرد و غبار اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی دور سے دکھائی دیتا ہی کہ فوج قاہرہ کسی بادشاہ کی جلو مین چلی آتی ہی خواجہ بزرجمہر نے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ سب سے منع کر دو کہ باتین نہ کرین سب کے سب صف باندھے کھڑے رہین خموشی اختیار کرین اور جب سواری کسی بادشاہ کی آوے سلامی لیجاوے ادب و قاعدے سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے کی صدا آئی نقیبون کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اگیاری مین سے اُٹھ کر دربار گاہ پر براے استقبال بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے مین اُدھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق صفین جمائے کھڑی ہوئی تھی سب نے سلامی دی مروسے نے بڑھ کے پردہ کارچوبی بارگاہ کا اُٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اُسکے بھیڑ سواران رسالہ کی کہ وہ سب ترکی و تازی و عربی پر سوار پہلوؤن مین افسر انکے آگے آگے رسالہ دار سب مسلح و مکمل زرق برق بنے ہوے سینے تنے ہوئے برچھے ہاتھون مین لئے ہوے اور اُنکے پیچھے پلٹنین نجیب اور تلنگون کی بندوقین کاندھون پر اُن مین سنگینین چڑھی ہوئی دونون پایون پر کھینچی ہوئین نجیبون کے توڑے روشن سنگرٹے کمر سے لگے ہوے قاعدے سے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے جلوسی سانڈنیان کوتل گھوڑے زیور جواہر مین آراستہ اور بعد سے ہاتھی ہتھنیاں ان زنگی بنائی اُن سبکے پیچھے ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج سے ہزار چند زیادہ پوشاک غرق زیب جسم ولایتی آگے زانو پر رکھے ہوئے بمکنت و حشمت بصد صولت و شوکت چلا آتا ہی نقیب آگے ہوادار کے بصدا و بیدم لگاتا آتا ہی یار ونگر رو برو بڑھے چلو حد جلو داری سے باہر منو ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال از دیاد حشمت و اجلال جب قریب بارگاہ کے آکر سواری ٹھہری لشکر نے پیدل و سوار کے برابر باندھکر سلامی دی ہزار ہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اُترا خواجہ بزرجمہر استقبال کو دربار بارگاہ پر کھڑے تھے پہلے بآداب شاہانہ سلام بجا لائے پھر ہاتھ اُس بادشاہ کا پکڑے ہوے بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو مین بادشاہ نوشیروان کے بٹھایا بادشاہ جمجاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آکے پہلو مین اُس بادشاہ کے بیٹھے اور ایک کرسی جواہر نگار پر مرجان کجکلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر متمکن ہوے بادشاہ نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دیکر بادشاہ نوشیروان کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ اجبا اُٹھ کھڑا ہوا گلے ملا بہت خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس خادم نے آپکو اسوقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہی کہ کل سے اسوقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان نے مطلق نہ کھانا کھایا ہی نہ پانی پیا ہی کیونکہ اسکا رفیق وزیر بختک کہ بہ نادانی اس باغ مین جا کر بعذاب پھنس گیا ہی نہایت صدمہ و الم ہی لہذا اُمیدوار ہون کہ اول راز اس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان فرما دیجیے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ عفور جنی ہی مدت سے مین تمسے خوب آگاہ ہون تم فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کے ہو اور وزیر بختک بٹا النقش بکار کا ہی جس نے تمھارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ بخت جمال کو مار ڈالا ہی خون ناحق کیا ہی اسکی رہائی کے

بارے مین تم کچھ نہ کہنا سوا اُسکے اور جو کچھ کہوگے منظور کرونگا اُسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ مانونگا خواجہ بزرجمہر
نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج و الم مجکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر کیجے بختک کو
رہا کرواد یجئے اور راز مخفی اس باغ کا بتادیجئے بادشاہ عغفور چینی نے کہا کہ ای بزرجمہر یہ باغ مرجان کجکلاہ
کے باپ نے بڑی تمنا اور خوہش سے بصد شوکت وشان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا لالہ زار
پر بہار ہوا جب سے اس باغ پر پریزادون نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور
وظیفہ پڑھنے کا مقام تھا آٹھوین دن سب پریزاد و دیوزاد و واجنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے
شغل کرتے تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوے مگر اسنے
نہ مانا اور یہ باغ بنوا کر بڑے تکلف سے آراستہ وپیراستہ کیا جبھی اُس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کردیا اور
اپنا یہ شغل معمولی ہمیشہ معین کیا چنانچہ اتبک اسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہی اور جو
کوئی انسان باغ مین آجاتا ہی اُسکو سزاے معقول ملتی ہی اور قید ہو جاتا ہی ای بزرجمہر بختک نہایت نالائق
ہی اُسکے دل مین فریب و دغا ہی اپنی خطا پر منفعل نہین ہوتا ہی اُسکو اسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی
کا کیا تمنے نہین سنا ہی قطعہ بندہ ہمان بہ کہ زتقصیر خویش ✤ عذر بدرگاہ خدا آورد ✤ ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد ✤ ای بزرجمہر اگر تمہاری ایسی ہی خوشی ہی تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ نہ گھبرایں اور
غم نکہں یہ وہ نالائق حاضر ہوتا ہی شعر غم مخور گر زین چمن شاخ گلے پژمردہ شد ✤ روے نسرین تازہ است وجعد
سنبل تابدار ✤ یہ کہکر بادشاہ عغفور چینی نے حکم کیا کہ لاؤ سب قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ
عغفور چینی کے بختک مسلسل بزنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان
کجکلاہ کے تھے اسی وقت عغفور چینی نے سلسلہ زنجیر سے بختک ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑدیا
بختک نے بادشاہ نوشیروان کو پیچھے پھر کے چوتڑ اپنے کھولکر دکھاے اور عرض کیا کہ حضور آپ کی
محبت واطاعت مین چوتڑون کا یہ حال ہوگیا گہرے گہرے زخم پڑگئے کھڑا ہونا دشوار ہی بیٹھا نہین جاتا
نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور بزرجمہر منہ پر رومال رکھکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا ای بختک
یہ تیرے چوتڑون پر کاہیکے زخم پڑگئے بختک نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجکو لوگون نے گرفتار
کیا اور پکڑکر مینار پر کٹہرے کے بیچ مین بٹھایا اور اُس مین کیلین نوکدار چمکتی ہوئی جڑی ہین وہ سب
چوتڑون کے وارپار ہوگئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ
عغفور چینی نے یاد فرمایا تو اُن کیلون پر سے بہزار خرابی اُٹھاکر لائے ہین دیکھئے خون کے فوارے
چھٹ رہے ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانۂ انگشتانہ معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ عغفور
چینی سے کہا کہ ای شہریار مین آپ کا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپ نے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بختک
وغیرہ کو رہا کردیا بادشاہ عغفور چینی نے کہا ای بزرجمہر یہ سب تمہاری خاطر سے ہوا اور اب تمہاری خاطر
سے اس باغ بھی چھوڑدیا اب آج سے یہ جلسہ پریزادان یہاں منع کرونگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ
نوشیروان کی شادی ملکہ زرانگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین بیاہ لاو صحبت
عیش وعشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہی کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ عغفور چینی
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر خیر ابھی

جلد سے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجیے گا تحفۂ خوشبویات وغیرہ اس خاکسار عاجز و انکسار کا کیجیے گا مصرع برگ سبز است تحفۂ درویش ٭ یہ سنکر بادشاہ عفور رجنی اُٹھ کھڑا ہوا محبت راز دبار برخاست ہوئی ان سب نے رخصت ہو کر ہوا اور پر سوار ہوا اور اسی طرح سب سوار پیدل جلو داری کرتے ہوئے چلے وردی سوار ہونے کی بادشاہ عفور رجنی کے بجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے آگے بولتا ہوا بڑے تزک اور سامان سے سواری بادشاہ عفور رجنی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے زبردست عامل ہیں اور کمال سحر اور کرتب میں کامل ہیں جب آپ ایسا صاحب کامل موجود تھا تو ایسا طول کیوں کیا پہلے ہی سے یہ ردبلا کی گئی ہوتی بختک کو اس عذاب شدید میں کیوں پھنسایا بزرجمہر نے کہا کہ یہی مصلحت تھی بختک کے غرور و کبر نے پھنسایا یہ جلد عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل و خوار ہوا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ مگر دہ دیکھ لیجیے گا اسی طرح سے پھر بنا ہوا ہے بقول سخنے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی کچھ اسے ذلت اور رسوائی کا خیال بھی نہیں اسی نامعقول نے ہمارے بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہے در غلان کے محنت خرابی میں ڈالا ہے مگر بادشاہ کو اس سے ساتھ کھیلنے کی محبت ہے جو وہ کہتا ہے بادشاہ جھپ سے مان لیتا ہے گو کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم ٭ ورہما از جہان شود معدوم ٭ مگر خدا جانے کہ شاہ کو کیا ہے جو ایسا اس سے جھکا ہوا ہے پھر خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان کج کلاہ اور بختک وغیرہ ہمراہ لئے ہوئے اسی باغ فرحت افزا میں آئے اس باغ کی ہوا سے نہایت دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک باغ بہشت عنبر سرشت ہے گویا زمین پر نوان بہشت ہے کسی طرف کو نسیم اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہے کسی سمت کو باد صبا مشغول خرام ناز ہے نہالہائے میوہ دار جھوم رہے ہیں شاخہائے گوناگوں زمین بوس ہو رہی ہیں نرگس شہلا اشارے بازبان کرکے گلہائے رنگارنگ کو ہنسا رہی ہے سنبل تابدار اپنا پیچ و تاب دکھا رہی ہے سوسن اپنی رنگت جما رہی ہے گلہائے ریحانی لیصد کامرانی شگفتہ ہیں جلا البیلا پن دکھاتا ہے لالے کے دل کا داغ شجراغ چمک رہا ہے سرو شمشاد عزت قد آزاد لب جو استادہ ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں چمن چمن پھول مہک رہے ہیں سبزۂ خوابیدہ بیداری کا سماں دکھاتا ہے کیا موج ہوا سے لہلہاتا ہے چمن بندی اُس باغ کی نایاب پڑیوں سبزے کی لاجواب گویا جا بجا فرش زمرد بن باغ میں بچھا ہے تھالوں میں منالوں کے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں گلچینان چمن ہر طرف پھر رہے ہیں باغبان روش روش ٹہل رہے ہیں مرغان خوش نواز زمزمہ ساز ہیں طوطی و بلبل وغیرہ جانور کبھی اڑ اڑ کے شاخوں پر بیٹھتے ہیں کبھی چمنوں میں اتر کے ادھر ادھر پھرتے ہیں میووں کو منقاروں سے کھٹکتے ہیں بیچ میں اُس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری جواہر نگار مرصع کار تعمیر ہے جسکے آگے قصر فلک شرماتا ہے خجالت سے جھکا جاتا ہے در و دیوار میں اُسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو ہیں ترشے ہوئے جڑے ہیں جا بجا لعل کے ٹکڑے جو معقول جگہ لگے ہیں اُسکی آب جو سبز و سرخ و زرد نگینوں پر پڑتی ہے عجب کیفیت دیتی ہے نقد جان و دیدہ باز لیے لیتی ہے چار طرف دیوار گیریاں سب عمدہ لگی ہوئیں آئینہ بندی کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریاں زربفت کے پردے منقش کی ڈوریاں مخمل کا فرش تمام بارہ دری زرق برق صحن میں سنگ مرمر کا چبوترہ آسیر یاقوت و نیلم و زمرد

کا جڑاو کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف وشفاف لہرین مار رہا ہی فوارے چھوٹ رہے ہین کونون پر اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ نانڈے گلدار درختون کے چارطرف پڑیون پر چُنے ہوئے ہین یہ سازو سامان اُس بارہ دری کا عالم وجد مین محو ہو گئے جو اُس خسمہ کھو گئے کہ باغبان قضا و قدر نے کیا کیا نیرنگیان دکھائین صنعتین اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کو مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لاکر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فرو کشی وبارگاہین وغیرہ یہین اُٹھا لاؤ اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فروکش ہون وہان مرجان لحیکلاہ نے جا کر محل مین سب سامان شادی کتخدائی ملکہ زرانگیز بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مہیا کیا ہزار ہا من پنڈیان من بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان لحیکلاہ پنڈیان وہ نایاب نیکر تیار ہوئین کہ جسکے ذکر سے دل مزے اُٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید وشفاف اٹھہ گُنا میوہ چوگنا روغن زرد بے انتہا کہ جسنے پنڈی ہاتھ مین اُٹھائی فوارے روغن زرد کے چارطرف پنڈی سے چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزار ہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جسکی خوشبو کوسون تک جاتی تھی جوڑا دُولھا کا مرصع کار برابر نے جواہر بیش بہا ٹکے ہوے کنگنا جڑاؤ جس مین لعل ویاقوت ومروارید لگے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے لصب کئے ہوئے مقیش کی ڈوری پھندنے مین لعل کا ٹکڑا لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولھا کا کشتی مین لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گنا جڑاؤ خوالون مین پنڈیان چوکی دولھا کے مانجھے کی کنگنا جمنی جڑاؤ مرصع کار سراپا اُس مین لعل ویاقوت جڑے ہوئے اوسپر اوڑھنہ زربفت کا چارطرف بنت کارچوبی لگی ہوئی موتی ٹنکے ہوے اُسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا اُسپر کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا دُلھن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین روپ درسن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولھا کے بھتین لیس اس سامان وعزو احتشام سے قریب شام کے در دولت مرجان لحیکلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان کا ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی باجے ہزار ہا ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی برداریان بردار جلوس شاہی وجلوس بازاری سوارون کے رسالے پلٹنین نوبت خانے نقار خانے دھونسے پٹتے ہوئے وہ زیر و بم دوہل ودیوق کی صدا کہ گوش فلک کر ہوے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سُننے والے مست ہوتے تھے قرنا وتری کی آواز سے دل ہلتے تھے ہزار ہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا کہ بگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آکر بھڑکتے تھے بالنسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام جلوسیان وہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے دُلھن کے مکان سے دولھا کے باغ تک برابر قطار لگی ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین دولھا کی سلہجین اور سالیان اور اور عزیز واقربا نوکر چاکر محلدار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین لہنگے زربفت کے ڈوپٹے تار شمار کے انگیا کُرتی جامدانی کامدانی کی بھاری کارچوبی پنچھے لچکے کی چوتے ٹاٹ بافی سجے سجے اُس مین گھنگھرو ٹکے ہوئے سکھپالون اور فنسون کے پائے تھامے ہوئے سر سے پانون زیور جڑاؤ پہنے ہوئے چھپکے طلائی مرصع کار سر پر لگائے ہٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی ہین روشنی بے انتہا برابر قطار بجتباشخے والون اور دستی والون کی سیکڑون ہزارے روشنی کے تھپکتے ہوئے اٹہر رال پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی سے انار پھلجھڑیان مہتابین گل دوپہریا ہوائیان باندھیم کے گوسے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزار ہا تماشائی گرد وپیش سڑکون پر دکانون پر اپنے اپنے کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس وسامان سے ماںجھی گلشن فرحت افزا مین آیا سواریان اُترنے کی دھوم مچی جب سمدھنین محل مین شادی کے داخل ہوئین پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین طبلے پر تھاپ پڑی میراثنین سب تالیان بجابجا کر گیت مین گاگا کر سمدھنون کو گالیان دینے لگین خوان اور کشتیان مزدورنیان محل مین لیکر گئین کمہاریون مغلانیون پیشخدمتون نے خوان کشتیان اتروائین پردہ ہوگیا دولہا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلاو دولہا اندر آئے ماںجھا بساعت نیک پہنے خدا اس لاسے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لئے ہوئے ماںجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر آئے محلدار نے آواز دی صاحبو ہٹ جاو اپنا اپنا پردہ کرو دولہا ماںجھا پہننے کو آتا ہے بزرجمہر در دولت شاہی پر بیٹھ گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت کی علے العموم دھوم ہوئی چوکی پر دولہا کھڑا ہوا سالی پردے مین سے ہاتھ نکالکے ماںجھے کے جوڑے کا ایک ایک پارچہ دیتی گئی دولہا پہنتا گیا جسوقت دولہا جوڑا ماںجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اٹہنا دلہن کا لے شگون سے دہنے ہاتھ مین چھوا دیا مگر ایک سالی کو اسی ہنگام مین یہ دل لگی سوجھی دولہا کی سلیج کو بھی اپنا شریک کیا اور دونون ہاتھون مین اٹہنا خوب لیس کے پشت پر آکے دولہا کے منہ مین دونون ہاتھون سے مل دیا سارے محل مین ایک قہقہہ اڑا سب سالیان سلہجین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولہا کا منہ صاف کرکے رومال سے پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چھوٹی پینڈی دلہن کی ڈہکا ڈہکا کر دولہا کو سالیون نے کھلائی گنا بھوکا پہنایا بہار باغ دولہا کے حسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلاکے سب نے دولہا کی بلائین لین نقد دل حسن چہرہ نوشاہ پر نثار کیا پھر دولہا کو نثار کیا منہ بولی بہنین بنی ہوئی سر پر دولہا کی آنچل ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولہا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے لگے اندر محل مین ڈومنیان مبارکباد دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدھنین رخصت ہوکر اسی سامان وجلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار یہ پینڈیان اس قدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہوجائینگی آپ تکلیف کرکے سب عملہ کو اور لشکر مین تقسیم کروا دیجیے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی فوج کے افسرون کو بلواکر موافق حصہ کے دیدیجیے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کردین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اسی دھوم دھام سے خواجہ بزرجمہر نے کیا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملہ شاہی ولشکر جہانپناہی اور فوج مرجان کجکلاہ کو اور رعیت کو ادھر سے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجیے کہ نام بھی ہو اور سب خوش ہون خواجہ بزرجمہر نے بموجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دولاکھ چوگھڑون کے تخت سونے چاندی کے گھڑے رکھے ہوئے اُنپر عوض سوہے کے پچی کرکری کے ٹکڑے بندھے ہوے اور دولاکھ آرائش کے تخت اُن مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوے اور لاکھ خوان نقل اور میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور موتیا کے ہزار شیشے اور

چونے کے کئی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تار شمار کے کپڑے سے منڈھے ہوئے آرایش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دلھن کا بہت بھاری کارچوبی اُس مین جواہر لگا ہوا جو تادہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی لعل شبچراغ اُسپر جڑا ہوا کئی کشتیون مین وہ جوڑا دلھن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولونکا گہنا لگایا گیا سونے کی ٹکلی اتنی بڑی کہ بڑا اُسکا اُسکے سامنے ایک گھیا معلوم ہو اُس مین چوگرد لعل ویاقوت وزمرد پکھراج ونیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوئے اُس مین من بھر دہی بہت عمدہ شیرین جما ہوا اُس ٹکلی کے گلے مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سامان درست کرکے تھوڑے سے دن رہے خواجہ بزرجمہر ساچق لیکر چلے ہزار ہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے باجا ڈفلونکا اُسکے بعد ہاشے ڈھول بجتے ہوئے اُسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنکے گھوڑے عربی ترکی وتازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی دکڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین بادبہاری کے بہت سے گھوڑے چست وچالاک مغرق سر سے پانک زیور مین لدے ہوئے بعد اُسکے برچھی بان ،،دار اُنکے بعد چوبدار خاصبردار خدمتگار اُسکے بعد ٹکلی دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی پھر خوانہاے نقل ومیوہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیونپر رفقاے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام وتزک سے دلھن کے دروازے پر پہونچے سواریان سمدھنون کی اُترین دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی سمدھنین اتر کر چھڑیان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے ٹکلی دہی کی کشتیان خوان کہاریان محل مین لے گئین دلھن کو شان چڑھایا گیا پھولون کا مہنایا ڈومنیان مبارکباد دینے لگین باہر شادیانون کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہوکر اُسی طرح سامان سے ساچق واپس آئی الغرض اسی طرح ادھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسہ عیش اور عشرت ہو دکانین آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہے اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے تمامی شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا اور ملازمان مرجان کج کلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین قرب آج کی رات ناؤ نوش اور طعام لذیذ مہمان آکے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہے جلسہ عام وصحبت اژدہام ہے کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزاے دردولت مرجان کج کلاہ پر جائیگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہے اس شہر مین ایسی شادی کبھی کی آجتک نہوئی ہوگی القصہ شام سے خلایق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب اپنے اپنے گھر گئے سامان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ بزرجمہر نے بسم اللہ کہکے دولھا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھا پھولون کا گہنا پہنایا سہرا مقیشی طلائی لعل ویاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سر سے باندھا حُسن وجمال چہرۂ بیمثال نے جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نورافشان سات بار نثار ہوا کواکب فلک فدا ہونے لگے بزرجمہر سہرۂ نورافشان ہاتھونپر سنبھالے ہوئے نوشہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لائے منھ بولی بہنین سر پر آنچل ڈالے دردولت تک پہونچا گئین پھر سواریان لگین بیبیان سکھیالون مین

بوچون مین فنسون مین مہتابون مین ڈولیون مین علی قدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ ہوئی نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پر اونٹون پر گھوڑون پر باجے ہر رنگ کے بیشمار ڈفلے ڈھول تاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن باجے بادبہاری کی طرح کی وہ بھیرویں کا وقت سہانا شہنائیون کی مستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد ہر طرف کا سمان بندھا ہوا آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار خدمتگار نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علیحدہ علیحدہ سرداران ذیوقار وامراے عالی تبار ایک ہاتھی پر دولھا اسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گرد وپیش جواہر بیش بہا اُس مین جڑے ہوے دولھا کے برابر بزرجمہر بیٹھے ہوے خواصی مین بختک بیٹھا اسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوے قدم قدم دونون مٹھیان بھر بھر کے دولھا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہے شہدون کا یہ حال ہے کہ ہزارہا گرد وپیش برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے رہے ہین ادا القش کے بیٹے بختک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہے ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ نوشیروان کا حکم جاری ہے پھر تو کیون نہین پھینکتا ہے غرضکہ اسی طرح برات دُلھن کے در دولت فیض منزلت پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلا ٹھنکنے لگا سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ جمع ہوئی دولھا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اتارا محفل مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا دہنی طرف برابر دولھا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے بختک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی پر آکر محلدار نے کہا کہ دولھا کو جلد بلا و فوراً چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کی کہ نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہے بزرجمہر دولھا کا ہاتھ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوے دولھا کا سہرہ ہاتھون پر رکھے ہوے ڈیوڑھی پر آے منھ بولی بہنین آنچل ڈال کے لیچلین کہ ڈومنیان آٹھین اُنھون نے دروازے سے حجلہ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولھا سے چنوایا پھر حجاب حجلہ عروس کے پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھ دیا تھا پہلے ہی سے یہ بندولبست تھا آسی پر دولھا کو بٹھایا اور دولھن کا ہاتھ مثل پارہ ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لاکر باہر نکالا اُس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک چٹکی شکر رکھکر دولھا سے کہا میان نوشاہ چاٹ لو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہے انکار نہ پڑیگا یہہ تل شکری چاٹنا ضرور ہے اگر چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا ڈومنی نے جواب دیا اے میان نوشاہ دُلھن کا لینا کیا سہل ہے ابھی تمکو بڑے بڑے مرحلے طے کرنے ہین تم اتنی سی تل شکری چاٹنے مین گھبرا گئے دولھا مسکرا کر خاموش ہو رہا قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دُلھن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکری چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ کو وہان سے اٹھایا منڈئے کے نیچے لاکے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا گلے مین دولھا کے ڈالا اور دونون سرے ناڑے کے خود پکڑے اور دُولھا کو ڈرانا شروع کیا ایک ڈومنی نے دولھا کی منھ بولی مان سے کہا کہ حضور دولھا کو چھڑائیے کبتک نوشاہ کھڑے رہین دولھا کی مان نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولھا کو چھڑا لیا پھر دولھا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے نکاح پڑھا دُلھن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی کئی ہزار اشرفیان شربت پلائی پڑین بعد اُسکے ریت رسم کے واسطے دولہا کو محل مین بلایا مسند جواہرنگار پر دولہا دُلہن کو بٹھایا اُدھر ڈومنیان گارہی ہین ادھر ریت رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین چنوائین گئین ناظرین پر واضح ہو کہ نوباتون کی رسم اُسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنیان ہاتھ مین لیکر ہر جوڑ بند پر دُلہن کے ایک ایک مصری کی ڈلی رکھکر دولہا سے کہتی ہے کہ میان دولہا یہ مصری جھک کر کھا لو بمجبوری سب کو کھانی پڑتی ہے اس مین بادشاہ ہو یا فقیر ہو انکار کوئی نہین کرسکتا ناچار ہو کر نوشاہ بادشاہ **نوشیروان** بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولہا جھکر منھ اپنا مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہے ڈومنی ہنسکے ہاتھ ہٹا لیتی ہے بار بار دولہا کو ڈہکاتی ہے عورتون قہقہہ اڑتا ہے دولہا خجل ہوتا ہے آخر کار جب کسی مقام پر دُلہن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی دُولہا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑ کے وہ مصری کی ڈلی جھپ سے کھالی پھر ایک پان کا بیڑا دُلہن کے ہاتھ سے دولہا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت آیا پہلے دولہا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور سہاگ پڑے کا مصالحہ پسوایا اور وہ دُلہن کی مانگ مین دولہا کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولہا دُلہن کو مقابل مین بٹھایا اوپر سے ایک کارچوبی دوشالہ اُڑھایا اور بیچ مین دولہا دُلہن کے قرآن مجید کھلوا کر دولہا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت سورۂ اخلاص نکال لو اور اسے پڑھکر دُلہن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولہا دُلہن کے رکھ دیا قرآن السعدین کا سمان بندھ گیا ڈومنی نے دولہا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دُلہن کے منھ پر سے ہاتھون کو ہٹاؤ بنڑی کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دُلہن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین تمہارا غلام ہون آنکھین کھولدو بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان نے یہ کلمہ حقارت کہنے مین تامل کیا جب ڈومنی نے کئی بار یہ کلمہ منھ سے کہا اور بادشاہ **نوشیروان** نے اس کلمۂ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہرچند کہ یہ کلمہ حقیر ہے مگر اسی طرح سب شاہ و گدا کہتے چلے آئے ہین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین دُلہن ایسی حوروش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بو بے نظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق دلفریب کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا ہرج ہے میان چونکہ جسوقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ **نوشیروان** زمان بیٹھے تھے دُلہن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے دل کو محویت حسن و جمال بے مثال حور خصال ہو چکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمہارا غلام ہون آنکھین کھولدو اُدھر ملکہ زرانگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ **نوشیروان** ہو چکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی پہلے ہی کنکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھ کے عاشق ہو چکی ہے مگر حجاب مانع ہے ہرچند بادشاہ نوشاہ کہ رہے ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہے جب دُلہن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھولدو چار ناچار کہنے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دُلہن نے آنکھین کھولین بادشاہ نوشاہ نے جواب دیا ہان آنکھین کھولین غرض آرسی مصحف ہو چکا دوشالہ اُٹھایا گیا دولہا نے دُلہن کو مسند سے اُٹھا کر چھپر کھٹ پر بٹھایا دُلہن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا براتی بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجاے داستان کو بہت طول ہو گا ناظرین و شائقین گھبرا جائینگے کچھ نہ حصول ہو گا قصہ مختصر برات سج سجا کر جہیز کو کجاوے نیز لدوا کر چلے اسی طرح سے سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت خانے باجے ہر رنگ کے

سوار پیدل رسالے پلٹنین برابر جمی جمائی بیچ مین جہیز کے آگے چھپر کھٹ جواہر نگار اور اسباب چاندی سونے کا پیچھے محافہ دُلھن کا جواہر نگار مرصع کار جھلاجھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی دولھا کا بزرجمہر برابر دولھا کے بیٹھے ہوئے بختک خواصی مین اشرفیون کے تھیلے بھر بھر کے دلھن کے محافہ پر سے تصدق کرکے پھینکتا جاتا ہی شہدے جھولیان پھیلائے لوٹ رہے ہین دولھا دُلھن کو دعائین دیتے ہین یونہین قدم بقدم چلتے چلتے درباغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی علے العموم دھوم ہی برات در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اترنے لگین ہاتھی کے پانون کے بیچ مین اور دلھن کے محافے کے نیچے ایک ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دیدیا پانچ اشرفیان انعام کی فیلبان کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولھا کو اتارا دولھا اُترکے جب آیا دربانون اور محلدارون نے دروازہ بند کرلیا دولھا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولھا ڈیوڑھی مین آیا کہارون کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دُلھن کا کاندھے سے اتارا پردہ ہوگیا سب ہٹ ہٹ گئے دولھا نے دُلھن کو گود مین اُٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولھا دُلھن کو لیکے آیا مسند جواہر نگار پر بٹھایا مبارک سلامت کا غل ہوا اندر مین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا جمال عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حور لقا کی عجیب خوشی تھی نشہ بادۂ محبت کا دمبدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس شہلا کے بوسے لیتا تھا اگر اس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند نہ آئے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکہ زر انگیز مین عجب حال تھا بہر کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپید رو کوئی سرخرو ہوا قدرت تعالی خلاق ازل سے ظاہر ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر یکتاے مراد نے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اسی شب کو حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی چالے ہوجانے کے بادشاہ نوشیروان و بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز اور بارگاہین وغیرہ بار کراکے شہر مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے حتے کہ تین اولادین ہوئین ایک ملکہ مہر نگار اور ہرمزد و فرامرز بطن سے ملکہ زر انگیز بانو کے پیدا ہوے جنکا آگے داستانون مین ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ چین کی بیٹی سے بھی ہوئی مگر بہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہر نگار و ہرمزد فرامرز اب انکو
تو اسی حالت مین چھوڑیے

جنبش داستان عجایب بیان سن تمیز کو پہونچا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرأت و ہمت یعنی امیر ابوالعلا مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبدالمطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور مار ڈالنا دونون پہلوانون کا بہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبدالمطلب کا عمرو بن امیہ ضمری
پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ	جوانی کی پیری میں ہو پھر اُمنگ	پلا ساقیا تازہ تازہ شراب	زلال کہن سے ہے اب اجتناب
کوئی جام پلوں تو ہو کچھ سرور	پتا ساقیا دور کیوں ہے دور	یہ کیسی لگی آگ میخانے کو	کہ بھرتا نہیں میرے پیمانے کو
تو اب ساقیا کیا ہی آستا دہی	ارے عہد طفلی نہیں یاد ہے	نہ دکھلا مجھے ساقیا شوخیاں	کہ ہے تجھے آگاہ سارا جہان
	سحر رات جائے غلش دور ہو	ضیا یار جلدی کہیں نور ہو	

غزل بلبل کو ساز وار ہو موسم بہار کا	عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا	باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا	دامان زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا	ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا	پھندا بنا رہا ہوں گریبان کے تار کا	اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گلچین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا	کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہوں میں	نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا
گیسو ہیں قرب آئینہ روئے یار سے	ڈانڈا ملا ہوا ہے حلب سے تتار کا	بیت فسون ساز افسانہ دلپذیر

رقم کردانہ خامۂ بے نظیر پرورش یافتگان کنار دایۂ طراری وابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رقم کو میدان بیان میں یون جولان کرتے ہیں کہ جب امیر کشورگیر امیر ابو العلا مکی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار دغنجر گذار عمرو بن امیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو میں نازو نعم پرورش پائی سن و سال اُس آفتاب آسمان علم و کمال اور اُس اختر فلک عیاری دو دو اڑہائی اڑہائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اُسی قدر عمر کے ہوئے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس میں یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی طفلانہ کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بد ذات تھا ہر کھیل میں فریب و عیاری کیا کرتا تھا چنانچہ رات کو یہ دغا بازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھی تو یہ چپکے سے اٹھتا تھا اور بچوں لڑکوں عورتوں کے زیور اتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی پہونچی کسی کی بالی کسی کی کوئی چیز کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھدیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی چیز گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتا کہیں پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اٹھاتیں دیکھتیں نیچے تکیہ کے سب چیزیں رکھی ہیں ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتیں اپنے دل میں کہتیں کہ یہ کسنے حرکت ناشائستہ کی پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزیں چرا کر رکھدیں ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہیں کرتی تھیں سب سے قسمیں کھا کھا کر کہتی ہیں کہ میں مطلق آگاہ نہیں کہ یہ کسنے شرارت اور بد ذاتی ہے میرا لڑکا ماشاء اللہ ابھی آرام کر رہا ہے اور عمرو بھی سو رہا ہے وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجیے ہمکو آپ کا مطلق خیال نہیں خدا نخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر میں سب پریشان ہیں ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج ملال رہتا ہے اور یہ معما کسی طرح نہیں کھلتا ہے کہ کسکی شرارت اور بد ذاتی ہے اب گھر میں اکثر لوگ چشمک اور چپکے چپکے باتیں کھسر پسر کیا کرتے ہیں ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کر کے دیکھونگی کہ یہ کون ہے جو گھر بھر کی چیزیں چرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہے اور مجھکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہے آنکھیں بند کیے ہوئی چپکی پلنگ پر لیٹی رہیں جب نصف گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اٹھا اور ہر ایک

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اُتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اُتار لی کسی کی چوڑی اور کنگن کڑا کسی کا اُتارا سب لا لا کر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکہ عادیہ بانو اُٹھین اور جلدی سے سب کو بیدار کر دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگون کی چیزون کا یہ چور ہی آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا مین اپنے دل ہی دل مین شرم کے مارے کٹی جاتی تھی مین خود بخود اپنی طبیعت سے چور بنی جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ پکڑ کے کھینچ لائین اور دو چار طمانچے ہلکے ہلکے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئین عمرو کے مار کھانے سے صاحبقران رو دیتے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب تو اجہ عبد المطلب سُنتے تھے کہ عمرو پٹتا ہی ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے مین سعی کرتے تھے کہ عمرو کو نہ مارا کیجیے مین بوجہ محبت کرنے امیر کے اور بہ سفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہون الغرض اسی طرح ہر روز امیہ بن اُمیہ ضمری ایک نہ ایک شرارت اور بد ذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھین اور خواجہ عبد المطلب بھی نصیحتانہ اکثر گوشمالی آہستہ سے کر دیتے تھے کبھی گھرک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتون پر ہنسا کرتے تھے اور سفارش کرکے عمرو کو بچا لیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی تم ایسی حرکتین نہ کیا کرو پھر جب جھنگی ہوتی ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب تمکو مار پٹتی ہی ہمارا دل دکھتا ہی کاہے کو یہ صدمہ دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ اے حمزہ ہمارا دل نہین مانتا جب دل مین کسی مذاق اور دل لگی کا خیال آجاتا ہی پھر نہین رہا جاتا ہی اس مین خفگی ہو یا مار پڑے غرضکہ اسی لہو و لعب مین کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے ہوئے خواجہ عبد المطلب نے لبم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی اُمیہ سے کہ نام اُسکا مولوی حرمان تھا اُسکو نوکر رکھا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور اُنکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب کا مقرر کیا اور ان لڑکون مین سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لیئق منتخب کرکے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب مین پڑھنے کو بٹھائے کہ امیر کا دل بہلیگا لڑکون کے ساتھ پڑھینگے اور ابو جہل وغیرہ بھی اُسی مکتب مین پڑھنے کو بیٹھے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بعبد ذہانت سبق ادق بھی بہت جلد یاد کرکے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن رین رین کیا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد ہوتا تھا مولوی صاحب کی گھڑکیان کھایا کرتا تھا خفگی اُٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکون کو دیر مین چھٹی ملا کرتی تھی اور جسوقت عمرو شوخی کرتا اور مولوی صاحب تعذیر دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش کرکے بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابو جہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو ابو جہل سے کہتا تھا بھائی ابو جہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑ اگر و جدن ہماری باری آئیگی تو پھر ہم تمکو بہت پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کروگے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھوین روز ہر جمعرات کو لڑکے اپنے اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن اُمیہ ضمری مٹھائی نہ لاتا تھا بو جہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین ہم بھی لاتے ہین حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہی مگر کیا سبب ہی جو عمرو مٹھائی نہین لاتا آپ خود اُس سے کہکر مٹھائی کیون نہین منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے ارے عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو نہین لاتا یہ کیا سبب ہی اپنی ماں سے کہدینا کہ بھی آٹھوین دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیج کر دو چنانچہ

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر با توقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب
نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجھکو تھوڑی دیر کے لئے چھٹی دیجئے تو
مٹھائی جاکے لاؤں یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب نے
کہا بہتر ہے دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ
گھر آیا حمزہ کو محل میں داخل کرکے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے اُٹھا لایا اور
بازار میں حلوائی کی دکان پر جاکے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ روپیہ کی
مٹھائی بہت عمدہ دے دو جب میں اُنکا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ اے عمرو مٹھائی لو اور کفش
بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ وہ روپیہ دے جاوینگے عمرو نے کہا کہ نہیں کفش رہنے دو نہیں تو مولوی
صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمھیں اختیار ہے یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی تمھیں مٹھائی بہت عمدہ
تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لاکر مکتب میں رکھا اور دو ڈلیاں بڑی بڑی چھانٹ کر ورق نقرہ لگی ہوئی
اُس میں جمالگوٹے بہت سے ملاکر اوپر مٹھائی کے رکھدیں اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب میں چھوڑ کر جاکے حمزہ
صاحبقران کو در دولتسرا سے ساتھ لے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے آج میں
مٹھائی لایا ہوں مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو پیش کروں جسوقت مولوی صاحب سوکے اُٹھے پوچھا
لڑکوں سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کیسا ہے بوجہل نے کہا کہ عمرو مٹھائی لائے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں والد
مٹھائی لائے تھے بلکہ اُنکے ساتھ ایک دوست اُنکے اور بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کر کہہ گئے
تھے کہ جب مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دے کر کہنا کہ اس مٹھائی پر درویش
کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجئے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیجئے اتنا مولوی
صاحب خوشی خوشی اُٹھے اور مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش
کفش شاہ کون ہیں عمرو نے کہا کہ میں نہیں واقف کہ یہ کون ہیں سنتا ہوں کہ کوئی اگلوں پچھلوں میں
سے ہیں مولوی صاحب ہورہے کہ کوئی ہونگے ہمیں کیا مطلب ہے اور وہی دونوں ڈلیاں مٹھائی
کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھیں تھیں پہلے ہی مولوی صاحب نے غپڑ غپڑ کھا کے نوش جان
کیں وہ مٹھائی کاہش جان ہوگئی شعر واے نادانی از دور طمع ٭ جان شیرین بہ تلخی اجل است ٭ پھر
وہ مٹھائی تھوڑی سی سب لڑکوں کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک
عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیجدی وہاں سب لڑکے بالوں نے کھائی استانی جی
نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہاں مولوی صاحب کو گھڑی بھر کے بعد دست آنا شروع ہوگئے اُن دونوں ڈلیوں
نے مٹھائی کی آگ لگادی بدن میں بعض مقام پر چھالے پڑگئے عجب حال ہوا ضعف کمال ہوا اگر دست
آنا کسی طرح موقوف نہیں ہوتا یہاں تک کہ اب پاخانے تک جانا دشوار ہے کوئی لڑکا ہاتھ پکڑکے
لیجائے تو جائیں جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال پُرملال دیکھا امیر سے کہا ای بھائی
حمزہ مولوی صاحب مرجائینگے اب جینگے نہیں تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہاں جب
کسی کو دست آتے ہیں تو اسکو دہی پلواتے ہیں فوراً دست بند ہو جاتے ہیں آپ بھی دہی منگواکر
پی لیجئے حمزہ صاحبقران نے کہا او بھائی عمرو کیا کچھ تمنے مولوی صاحب کو مٹھائی میں کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہین مین نے جمالگوٹے مٹھائی مین ملا کر دیے ہین اُسکا یہی علاج ہے کہ اگر مولوی صاحب دہی پی لین ابھی اچھے ہو جاینگے حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو ان حرکتون پر تمکو مار پڑیگی ہمارا دل دُکھیگا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتین خدا کے لیے چھوڑ دو عمرو نے کہا بھائی حمزہ یہ باتین تو اب نہ چھوٹینگی تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہین مر جاینگے حمزہ صاحبقران نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجھکو معلوم ہے آپ اُسکا استعمال کیجیے اسی وقت اچھے ہو جاینگے اکثر میرے یہان دستون کا یہی علاج ہوا کرتا ہے آپ میٹھا دہی ابھی منگوا لیجیے اور اُسکو گھول کے پی لیجیے مولوی صاحب لگے اس حال مین مضطرب کمال تھے کہا اچھا منگواؤ عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جاے اور سیر بھر میٹھا دہی مول لے آئے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی مین گھول کر پلایا پیتے ہی دہی کے کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی تسکین ہوگئی دستون کا آنا موقوف ہوگیا اب حواس بجا ہوئے تیسرے پہر کو لڑکون کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہین ہے ہر روز طاق پر کفش رکھدیا کرتے تھے اور آپ مکتب مین کھڑاؤن پہنے رہتے تھے تمام مکتب مین تلاش کی جب کفش کہین نہ ملی ناچار و مجبور وہی کھڑاؤن پہنے ہوئے گھر چلے گئے کفش بیچے ہوئے چار پانچ روز گذرے تھے اسکا بھی خیال تھا کہ اب روپیہ پاس نہین اسوقت کفش کہان سے بہم پہنچ جاے ننگے پاؤن رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا ہے یہ سوچ کر چلے بازار مین جب پہونچے حلوائی اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب یہ آج آپ نے خلاف معمول کیا کیا کہ نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوائی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور مٹھائی منگواتے تو کیا مین نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہین ہے جب آپ کو دو چار روپیہ کی ضرورت ہوا کرے بے تامل منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہان ہے اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لا کر آگے رکھدی اور کہا کہ وہ کالا لونڈا جسکا نام عمرو ہے وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے کہا کہ وہ کمبخت بدذات میری کفش رہن کر کے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغابازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے گیا ہے آسیر نذر درویش کفش شاہ کی دیدیجیے اُسکے کہنے سے نذر دے کر مین نے بھی دو ڈلیان مٹھائی کی کھا لین اے بھائی نہین معلوم اُس مٹھائی مین کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیان کھاتے ہی دست آنا شروع ہوئے اِس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہوگیا جب حمزہ صاحبقران نے دہی پلوایا ہے تو دست بند ہوئے حلوائی یہ سنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہگیر بھی کھڑے ہوگئے وہ بھی سنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پاؤن مین پہنی اور نعلین چوبی اُٹھا کر بغل مین دبائی اور دولتسرا خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا کے یہ سارا حال سنایا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک مین دم کیا ہے آپ کا حکم زدوکوب کا نہین ہے مین اس لونڈے سے بہت عاجز ہون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا وہ فقرے اور وہ باتین کرتا ہے کہ بڑے بڑون کے ہوش اُڑتے ہین یہ سنکے خواجہ عبدالمطلب ہنسنے لگے اور کہا کہ کیا کرون کس کس طرح مین بھی اُسکو گھُڑکتا ہون خفا ہوتا ہون مگر نہین مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہون حمزہ اُسکی سعی و سفارش کرتے ہین بیدل ہو آبدیدہ ہوتے ہین یہ کہکر خواجہ عبدالمطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچون روپیہ دیے اور کہا کہ حلوائی کو دیدیجیے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلوا کے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبدالمطلب نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہین تو نے کیا حرکت نالایق کی

کفش مولوی صاحب کی یہان رہن کرکے پانچ روپیے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا
کرتے تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لاکے مولوی صاحب کو دیتا
آخر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا
تھا کہ جناب روپیش کفش شاہ کی نذر دیدیجیے خواجہ عبد المطلب نے کہا ای مولوی صاحب آپ اُس سے
کیون مٹھائی مانگتے تھے بھلا وہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا نہین اُسکو آپ ان دونون
کی طرف سے سمجھیے یہ سنکے مولوی صاحب چپ ہوئے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپیے دیے پھر
گھر کو روانہ ہوئے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزۂ صاحبقران زمان سے کہا ای بھائی حمزہ
پڑھنے کو چلو آگے آگے حمزۂ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سر جھکائے ہوئے بغل مین کتابین دونون لگے
ہوئے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبد المطلب
کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جس مین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کسنا خوان پر کسا
ہوا آگے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہو کہ یہ کھانا ہمارے گھر پہونچا
آئے عمرو کھڑا ہو گیا کہا کہ اگر حکم دیجیے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپ کے پہونچا آؤن مولوی صاحب
نے کہا شاباش مرحبا اگر بھائی اس خوان کو کھولنا مین اس مین ایک مرغ زرین پر اور لعلین چشم یاقوت
منقار طیار بند ہے اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اُڑ جائیگا منہہ دیکھے رہجاوگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
عمرو نے کہا حضور میری کیا مجال ہے مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اُڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ
خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان
طعام سر سے اتارکے رکھا کسنا کھول کے دیکھا تو اُس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاو گرما گرم مزعفر
اور ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اُسپر لگا ہوا چوٹی دار بھرا
ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوئے آلو اور
تلی ہوئی اروییان گھی کے تار پر ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت ایک پیالے
مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب آدھ سیر
کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول دبارا آٹے کی چپاتیان نرم نرم میدے کے پراٹھے تر بتر گھی
مین ایک خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اُس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی
رکھی ہوئی ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے
پاس اکڑو بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا کچھ پلاو
کھایا کچھ زردہ کھایا کچھ سفیدا کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخانی اور شیرمال اور پراٹھے
چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سی ستیاناس کین کباب سب روکھے روکھے اُڑا گئے خوب تنکے
کھانا کھا کر کہین جاکر پانی پیا دو تین ڈکارین زناٹے کی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب
جاکر تھوک دین اور کیلین سونے کی ڈب مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو تو تو کرکے بلایا اور جھوٹا
کھانا سب انکے آگے ڈالدیا جب اُن کتون کے کھانے سے بھی بچ رہا زمین کھودکے اُسی جگہ گاڑ دیا اور ظروف
چینی اور بلورین سب اُسی خوان مین رکھکر اور کسنا اوپر سے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر پہونچے اور اُستانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہے اور کہدیا ہے کہ اس مین ایک مرغ زرین پرند ہے ابھی کھولنا نہین جب مین آونگا تو اسے کھولونگا اور اس مین کھانا بہت افراط سے ہے ہمسایہ مین اسنے کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہمارے یہان کھانا بہت سا آیا ہے تمھارے یہان بھی بھیجدینگے عمرو یہ کہکر خوان مولوی صاحب کے گھر مین دے کر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم حضور کے گھر مین خوان امانتاً پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکون کو چھٹی دی حمزہ صاحبقران آگے آگے پیچھے پیچھے عمرو بغل مین کتابین دبائے دولتسرائے حمزہ پر آکر دونون کھیل کود مین مصروف ہوگئے یہان مولوی صاحب لڑکون کو چھٹی دے کر گھر کو چلے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوگئی اُسکے ساتھ باتین کرنے مین مشغول ہوئے شام ہوگئی مولوی صاحب گھبرائے ہوئے گھر مین آئے گھر مین بچے کھانا مانگ رہے ہین مولوی صاحب کی بی بی نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہو کر بیٹھے بچے یہان بھوکھ کے مارے تڑپ رہے ہین اسوقت تک مین نے بہلا بہلا کر رکھا علاوہ اسکے ہمسائی کے بچے بھی بھوکھے ہین ہمسائے والے کہتے ہونگے کہ ہم کو خوب کھانے کے لئے کہا تھا کہ بچے بھوکھے روتے ہین اور ابتک کھانے کا کچھ سامان نہین ہے مولوی صاحب نے کہا کہ پھر تمنے خوان مین سے کھانا نکال کر کیون کیون نہ دیا اور مین نے یہ کب کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے مین اُن لوگون کو امیدوار کرنا اُستانی نے کہا کہ عمرو تاکید کرگیا تھا کہ خوان مین مرغ زرین بند ہے کھولنا نہین نہین تو اڑجائیگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان کھول کے کھانا نکالینگے اس مین کھانا بہت ہے ہمسائے مین کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہم آکے کھانا بھیجینگے اسی طرح مین نے ہمسائے کہدیا مولوی صاحب یہ سنکر خاموش ہو رہے اور خوان کھانے کا کھولا تو دیکھا کہ خالی برتن خوان مین رکھے ہین ایک دانہ بھی نہین بس یہ دیکھتے ہی اُستانی اور بچے تو مایوس ہوگئے اور مولوی صاحب اچھلنے اور غصہ کرنے کہنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہے کہ بھنے کھانا بھیجا وہ راستے مین سب کھاگیا غرض مولوی صاحب روتے پیٹتے غصہ سے منھ لال چقندر سا کرکے در دولت عبدالمطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہان ہے وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہے شور وغل ہوا خواجہ عبدالمطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیون خیر تو ہے کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبدالمطلب عمرو پر بہت خفا ہوئے اور پانچ روپیہ مولوی صاحب کو دیے کہا کہ بازار سے کھانا منگوا کر آپ بھی اپنے یہان صرف کیجیے اور جن لوگون کو بھیجنے کیا ہے اُنکو بھی کھلوائیے یہ سنکر مولوی صاحب پانچون روپے لیکر بازار سے کھانا خرید کرکے گھر مین لائے سب لوگون کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب مارونگا اسنے مجکو بہت عاجز کیا ہے غرضکہ صبح کو عمرو اور حمزہ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا اسے او عمرو تو حرامزدگی اور بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہے نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہے آج تمکو سزائے کامل دیتا ہون یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اُٹھے بس حمزہ صاحبقران بیتاب ہوگئے اور بیچ مین آکر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا توبہ کرتا ہے امیدوار ہون کہ میرے کہنے سے عمرو کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزہ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زدوکوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑون کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کرکے سنا عمرو چپکے کان دبائے

سر جھکائے پڑھنے کو بیٹھا امیر با توقیر نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لئے ایسی حرکتون کو چھوڑ دو ایسی باتین نہ کرو تمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اتو ہمسے یہ باتین نہ چھوٹینگی اور مولوی صاحب ہمکو مارا کرتے ہین مین اُنکو چھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتے ہین ادھر ابو جہل سے بھی عمرو خار کھایا کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابو جہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابو جہل کی تاک مین تھا ایک روز عمرو کو سبق پڑھانے مین ابو جہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر نقش گئی کہ آج ابو جہل کو بھی پٹوانا چاہئے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن مین آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب لڑکے اور ابو جہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اُٹھا اور ابو جہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اُتاری اور چپکے سے مولوی صاحب کے گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ اُستانی جی اور لڑکے سو رہے ہین کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو مکان کی پشت پر آیا اور دیوار پر چڑھ کے مولوی صاحب کے گھر مین چپکے سے کودا سب پڑے ہوے غافل سو رہے تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اُتار لی اور ابو جہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور چپکے سے اُسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب مین ابھی تک مولوی صاحب اور ابو جہل اور سب لڑکے سو رہے ہین مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی دُہری کرکے ابو جہل کے ہاتھ کی اُنگلی مین پہنا دی اور خود چپکا ہو کر لیٹ رہا اپنے تئین بھی سب کے ساتھ سونے والون ڈالدیا غرضکہ جب اُٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اُٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اُٹھے ابو جہل کو اَثر غفلت نیند کی زیادہ تھی نہ اُٹھا مولوی صاحب نے اُسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اُسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابو جہل تمھارے ہاتھ مین بالی کان کی کہان سے آئی ابو جہل نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ مین کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ مین تھی وہ کیا ہوگئی کیونکر غائب مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی مین نے پہچانی میری لڑکی کے کان مین تھی ابو جہل یہ تقریر مولوی صاحب کی سُنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون مولوی صاحب نے کہا کہ کہو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابو جہل چپکے اُٹھکے چلے جایا کرتے تھے مجھے نہین معلوم کہ کہان جاتے تھے اور پھر چپکے سے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابو جہل اُٹھکے چلے مین بھی اُنکے عقب مین چپکے چپکے چلا یہ آپ کے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر مین پھینکی آپ کی صاحبزادی ڈیوڑھی مین آئین پہلے تو دونون خوب ہم آغوش ہوے راز و نیاز کی باتین ہوئین کہ وہ بیان کرنے کے قابل نہین ہین پھر ابو جہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دون یہ کہکر کان کی بالی اُتار کے دی کہا تو سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہین ہی وہ بالی انھون نے وہین رکھکے ہاتھ کی اُنگلی مین پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھون نے انگوٹھی اپنی اُتار دی وہ انگوٹھی اُنھون نے اپنے پاندان مین بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے یہ سنتے ہی مولوی حیران صاحب کا منھ سُرخ ہو گیا تن بدن مین آگ لگ گئی لپک کر ابو جہل کا ہاتھ پکڑا اور قلابے مین رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور کوڑا لیکر سڑاک سڑاک مارنا شروع کیا ایک شور و غل مکتب مین بلند ہوا دہائی ہی اور دہائی ہی توبہ ہولی خدا کے لئے چھوڑ دیجیے مین بے خطا ہون یہ سب غلط ہی مگر مولوی صاحب غصہ مین بھرے ہین کسکی سنتے ہین آخر کار حمزہ نے اُسکی بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابو جہل کو بھی بچایا مولوی صاحب نے غصہ کے مارے سب کو

اُسی وقت چھٹی دیدی اور جھٹ پٹ کپڑے پہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نہ کچھ پوچھا نہ کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے سے انگوٹھی ابو جہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہی اور تیرے پاس کیونکر آئی جلد بتا نہیں ہڈیان توڑ ڈالونگا اُس لڑکی نے کہا ابّا جان مجھے نہین معلوم مین کیا جانون یہ انگوٹھی کسکی ہی اور میرے پاندان مین کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو آؤ نہ دیکھا تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا اور وہ لڑکی کہتی تھی ای ابا جان خدا کی قسم مین اس انگوٹھی کا حال نہین جانتی مولوی حرمان اب کسکی سنتے ہین دے دھادھم پیٹ رہے ہین اماجانہ مولوی صاحب کی اُدھر غل مچاتی ہین ارے صاحب کچھ تم سٹری ہوگئے دیوانے ہوگئے ہو لڑکی کو لڑکی کو کیون مارے ڈالتے ہو بس بس اب دیکھو سنبھلو جا. بچی کھال پھٹ پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بےحال ہوئی جاتی ہی مولوی حرمان کی طبیعت جودت پر ہی مثل برق کے چمک رہے ہین جتنا جورو منع کرتی ہی اور زیادہ تیز ہوتے چلے جاتے ہین کہتے ہین آج اس کو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دہائی ہی ارے دوڑو محلے والو یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہی ہاے مری اور واے مری جب تو اُس لڑکی کی ماں کے دل کو تاب نہ آئی پائچے سمیٹ کے کھولنے اور چلاتی ہوئی جھپٹی ادھر دے موئے مونڈی کاٹے جوانا مرگ تجھپر خدا کی مار لڑکی کو مارے ڈالتا ہی یہان وہ لڑکی غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی ادھر سے جھلکے ادھر جھپٹے خصم کے پٹے جورو کے ہاتھ مین جورو کے جھونٹے خصم کے ہاتھ مین پکڑ ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونون گرے چونکہ جورو بھی مولوی حرمان کی قوی بازو تھی کبھی خصم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خصم اوپر گھڑی یہ چکت دیتی ہی گھڑی وہ ٹکر دیتے ہین تمام محلے والے جمع ہین عورتین جدا کھڑی ہین مرد بیچ بچاؤ کر رہے ہین لڑکے الگ ہنس ہنس کے تالیان بجا رہے ہین گھر مین مولوی حرمان کے ایک میلہ جمع ہی پہلوانی اور پہلوان دونون جٹے ہوئے ہین کسی طرح نہین چھٹتے ہین سب رنگ کے آدمی گھر مین مولوی صاحب کے دھنسے ہوئے ہین کچھ دوست ہین کچھ دشمن ہین کچھ بیچ بچاؤ کرتے ہین کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہین کوئی ہنستا ہی کسی کو صدمہ ہی کوئی پھبتی کہتا ہی کوئی شرط بد رہا ہی کوئی کہتا ہی مار ا بھگا دے کوئی کہتا ہی تر بھگا دے ایک عجب شور و غوغا ہی کان دھرے آواز نہین سنائی دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہی ان دونون مین لسشت ہو رہی ہی زمین پر دونون غٹ پٹ ہین آخر کار عزیز قرابت دار دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہوگئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہ ہزار دقت و خرابی دونون کو چھڑا دیا الگ الگ کیا یہان کا حال سنئے کہ امیر ابو توقیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن اُمیہ ضمری جب سے چھٹی لیکر آئے تھے لڑکون مین کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا ای عمرو یہی موقع خوب ہی آج مولوی صاحب سے اور اُستانی جی سے ضرور پکڑ ہوئی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر بن پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ باتین کرکے حمزہ سے کہا ای بھائی حمزہ مین ابھی آتا ہون تم یہین ٹھہرو ان لڑکون سے جب تک کھیلو مین ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہون یہ کہکے جھٹ پٹ چلا گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر مین میلا لگا ہی خرد و کلان سیکڑون آدمی جمع ہین لڑکی بیہوش پڑی ہی خون بہ رہا ہی جورو خصم مین لسشت ہو رہی ہی عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا بھاگا بازار مین ایک بساطی کی دکان پر آیا اُس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر مین بلایا ہی بی بی کو آپ کی دست آیا بہت برا حال ہی فصل کا خیال ہی کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہی ہیضہ کی شدت ہی ذرا جا کے گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہو کر پھر بازار مین پلٹ کر آیا انھین بساطی کی دکان پر آ کے اُس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے استاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا ہی وہان ایک خریدار آیا ہی اُسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا نہ جی چاہے نہ دو اگر بکس سوئیون کا دوگے دے دونگا اور جو نہ دوگے کہدونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجکو نہین دیتا وہ آ کے تمپر آپ ہی خفا ہونگے اُس لڑکے نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیون کا تو تمھین لیتے جاؤ پھر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس سوئیون کا لیکر جھپٹ کے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا بچھونا صاف کر کے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی کھڑی گاڑدین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت حمزہ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا اُدھر کا حال سنیئے کہ مولوی حرمان ہٹی کو مار پیٹ کر چور وسے لڑ بھڑ کر مجروح و خستہ گھر سے بیزار ہو کر مکتب مین سونے کو آئے شام ہو گئی تھی تاریکی شب پھیل چلی تھی قفل در مکتب کھولکر اندر آئے چراغ جلایا ضروریات دنیوی سے فراغت کر کے غصہ مین بغیر کھانا کھائے سونے کا قصد کیا چارپائی پر بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہو گئین اُف اُف کہکے چوتڑ اٹھائے پانون رکھدیے تلوون مین بھی سوئیان گڑین آہ کر کے جھپ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون مین بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہو گئے دھڑ سے چارپائی پر گر گئے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہوئی جلدی سے کروٹ لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ لی اُدھر کا پہلو بھی غربال ہو گیا اوندھے ہو گئے پیٹ اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہاے ہاے کر کے رونے لگے کہتے تھے کہ آج کا دن برا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا منھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے صدمہ عظیم ہوئے اور آخر نوبت پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہی جیسے کہ ساہی کا جسم پر خار ہوتا ہی یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتا پا ہو گئی اٹھنا بیٹھنا کیسا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذرا سی بھی تکان جسم غربال کو پہونچی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک دی ہی فوراً تڑپنے لگے کرب زیادہ ہو گیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین وہ رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا اُدھر حمزہ صاحبقران بستر خواب پر بیدار ہوے عمرو کو جگایا کہا اے بھائی عمرو پڑھنے چلو دھوپ نکل آئی ہی ایسا نہو کہ مولوی صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سوکے اٹھے ہین ہاتھ منھ دھولین تو چلین عمرو مارپیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا بتاتا ہی یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہی حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہی ایسا نہو مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزہ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو کتابین حمزہ کی اور اپنی بغل مین لئے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب نے جواب دیا اور بصداے نحیف کہا اے عمرو مین تو فرش خارستان و سوزستان مصیبت مین از سرتا پا غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہی تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہی کہ جس لئے مین آنے مین پہلو تہی کرتا تھا وہی معرکہ درپیش ہی خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائے اے بھائی حمزہ تم بچا لینا مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آ پہونچی ہی حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو کیا آج ایسا معرکہ درپیش ہی کہ جس مین جان جانے کا پس و پیش ہی کچھ حال تو کہو تمنے کون سی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہی عمرو نے کہا اب مکتب مین چلئے دیکھ ہی لوگے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے حمزہ کو عمرو کی مار پٹنے کا خیال ہوا انکی بھی دلکو نہایت دھڑکا ہے غرضکہ عمرو دیوار پھاندکر مکتب مین آیا اور زنجیر کھولدی حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ از سر تا پا سوئیون سے غربال ہین عمرو نے جھپٹ کے کہا ہین ہین [illegible] اور ہائے میرے مولوی صاحب ہائے میرے مولوی صاحب کہکے رونے لگا اور سوئیان جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب سوئیان چن چنکے نکالین اور کہتا تھا ہائے میرے مولوی صاحب کیا کرون یہ کیا آپ کا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو سوئی نکالتا ہے خون کے فوارے چھوٹتے ہین عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہے سوئیان بھی نکالتا جاتا ہے ہائے وائے کرتا جاتا ہے دکھانے کو آنسو بھی بہاتا جاتا ہے الغرض جب سوئیان سر سے پانون تک کی چن چن کر کھینچ کھینچ کر نکالین اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے ہواس درست ہوے مولوی صاحب نے کہا ای عمرو تو مجکو جراح کے پاس لیچل فنس لا کہ مین سوار ہوکر جراح کے پاس چلون ان زخمونکا علاج کرون عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبد المطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی ہے فنس مانگی ہے حکیم صاحب کے جائینگے عبد المطلب نے کہا فنس اُٹھالیجا و عمرو کہارون کو لایا فنس وہان لاکر حاضر کی مولوی صاحب فنس مین سوار ہوئے جنبیے جی چار کہار کاندھے چڑھے کہار فنس اُٹھا کر لیچلے عمرو بھی چار ناچار ساتھ مولوی صاحب کے ہوا جب سواری مولوی صاحب کی لیکر بازار مین آئے اسی لبساطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا ای بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو گھبرا اس جراح کا ادھر سے دور پڑیگا پھیر کا راستہ ہے کہارون نے نہ مانا اسی لبساطی کی طرف سے فنس لیکر چلے وہ لبساطی اور وہی لونڈا دکان پر بیٹھا ہوا تھا اس لونڈے نے کہا اُستاد جی وہ کالا لڑکا عمرو وہ جاتا ہے جو سوئیونکا بکس مانگ لیگیا تھا اس لبساطی نے پہچان کے عمرو کو پہچانا آواز دی ای میان لڑکے وہ سوئیون کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی رہ تو ترے امیہ سے لیکر خوب تجھے پٹوا دونگا عمرو نے کہا کیا کہتے ہو کیسا سوئیونکا بکس مین کیا جانون کون سا لڑکا لیگیا لبساطی نے دکان پر سے اُترکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مین ابھی دام بکس کے لے لونگا بس اسی مین ضد ہے کہ ابھی سوئیون کے بکس کے دام دیدے کہ اتنے مین فنس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہے لبساطی نے من و عن کیفیت عمرو کی دغابازی کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مارکے کہنے لگے ارے عمرو تو ہی نے یہ جال پھیلایا غضب کیا کل سے مجکو تو نے مار ڈالا ہے مر رہا ہون ہلاک ہو رہا ہون جانکنی مین پڑا ہون اب کھلا کہ یہ اُستادی اور بدذاتی ساری تیری تھی کیا عجب ہے کہ وہ حیلہ ابوجہل کی انگوٹھی کا تیرا شعبدہ ہو بھلا رہجا دیکھ جی آج کیسا تمکو درست کرتا ہون کہ زندگی بھر یاد کرے عمرو نے کہا مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹھ ہے میری خطا نہین ہے مین تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہین غرضکہ مولوی جرمان جراح کے یہان سے ہو کر مکتب مین آئے یہان سب لڑکے اور ابوجہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب لڑکون سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچا دی پھر ابوجہل سے کہا ارے لڑکے اُٹھ تو سہی اس کالے کو رسی سے باندھکر قلابے مین لٹکا دے ابوجہل اُٹھا مولوی صاحب اور ابوجہل نے ملکر عمرو کو باندھا اور قلابے مین لٹکا دیا مولوی جرمان نے کوڑا ہاتھ مین اٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب میری خطا نہین ہے مین بے قصور ہون معاف کیجیے چھوڑ دیجیے عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہوگیا اُٹھ کھڑے ہوے بڑھکے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے یہ اب ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کر رہا ہے اور رو رہا ہے ادھر حمزہ بیقرار او بیچین ہین مولوی صاحب کو سمجھا رہے ہین مگر مولوی صاحب نہین مانتے آخر رسی مین عمرو کو باندھکر کوڑا اُٹھایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھ کے کہا ای بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو اور ہمارا یہ حال ہم پہونچا ہے اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہین جان لب پر ہے دم نکلتا ہے حمزہ کا دل سینہ مین تڑپ گیا کہا مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہے عمرو کو اب نہ ماریے گا مجھسے اپنے رفیق و دوست کا تڑپنا نہین دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجئے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپکر پکارا ای حمزہ یہ غلام اور نمکخوار تمھارا تمپر سے صدقے ہوکر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑ سے زمین پر گرا اور آنکھیں بند کرکے ہاتھ پانون ڈھیلے کرکے ڈالدیے حمزہ یہ حال اسکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھ کے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب خبردار اب عمرو کو نہ ماریے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہین دیکھا جاتا ہے اسکی خطا کو معاف کیجیے رسّی سے کھولدیجیے مولوی حرمان غصہ مین بھرے ہوئے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہین تو تجکو بھی مارونگا تو ہی نے عمرو کو شہ دے کر ایسا بنایا ہے بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا منہ غیظ سے سُرخ ہو گیا امیر با توقیر ابو العلا رومی حمزہ صاحبقران زمان نے زور و جلال ابراہیمی سے دست راست تان کر تمانچہ رخسارہ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجۂ دست حق پرست نے نقشا شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا منھ پشت کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فورًا گرتے ہی دم توڑنے لگے یہان حمزہ صاحبقران غصہ مین عمرو بن امیہ ضمری کے پاس آئے چونکہ قلابہ بلند تھا ہاتھ حمزہ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑ کے زور سے جھٹکا مارا رسی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی عمرو کو جھٹ پٹ کھولدیا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھایا عمرو بن اُمیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑ کے اٹھ کھڑا ہوا مولوی صاحب کی جو حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا ای حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل مین درس دینے گئے کتاب زیست انکی ختم ہو گئی دفتر عمر دو روزہ پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزہ صاحبقران زمان نے اب بہ تقاضاے طفولیت گھبرا کر کہا ای بھائی عمرو اب کیا کرین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای حمزہ گھبراتے کیون ہو اب جو کچھ کیا ہی اُسکو بھگتینگے ڈرنا کیسا

فرد دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران ٭ چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با اوست ٭

آؤ ہم تم بھاگ چلین کیا ہوگا کیا کوئی مار ڈالیگا اب ابوجہل اور لڑکون نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہین اگر ہم گھر جاینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو نے کہا تم بھی چلو گھبراؤ نہین ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہین یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزہ صاحبقران اور انکے پیچھے ابوجہل وغیرہ چلے یہ سب لڑکے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُس پہاڑ پر عمرو بن اُمیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اُس پہاڑ کا نام کوہ بوقبیس ہی عمرو نے کہا تم سب اسی پہاڑ پر رہو اب یہان کوئی نہ آئیگا کسی کو ہمارا پتہ نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور صاحبقران مع ابوجہل وغیرہ کے کہ بارہ لڑکے اور تھے سب اُسی پہاڑ پر چھپکے بیٹھے پڑ رہے یہان مولوی صاحب کے مرنیکی خبر انکے گھر مین ہوئی سب عزیز و اقربا آے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے اٹھا لیگئے اور در دولت عبد المطلب پر آئے یہان عبد المطلب خود ہی پریشان تھے کہ کیا سبب ہی کہ دن چھپنے کو وقت ہو گیا اور ابتک لڑکے اور حمزہ اور عمرو مکتب سے پڑھکے نہین آئے آدمی سے کہہ رہے تھے کہ جلد مکتب مین جا اور خبر لا کہ حمزہ کہان ہی ابھی تک کیون نہین آیا میرا دل بیقرار ہی ہزار طرح کی تشویش ہی کہ اتنے مین ایک آدمی نے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ اور عمرو وغیرہ کو پڑھایا کرتے تھے وہ مر گئے انکی نعش اقربا انکے بطور فریادیون کے لائے ہین عبد المطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا اُن لوگون سے کہ مولوی صاحب کو کیا ہوا جو مر گئے اُن لوگون نے کہا ہمکو بھی نہین معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مر گئے اور اُن لڑکون کا بھی پتا نہین ہی کہ وہ لڑکے کہان ہین نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہی کہ کس عارضہ سے کس مرض سے مرے عبد المطلب نے جو غور کرکے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا اور کوئی علامت مرجانے کی معلوم نہین ہوتی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا عجب ہی کہ حمزہ صاحبقران زمان کا ہو مگر اسمین کوئی نہ کوئی سبب ہی حمزہ ایسے بے تہذیب نہین ہین اور نہ اُسکے مزاج مین شوخی و شرارت ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن اُمیہ ضمری کی ہی خیر مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ پھر

عبدالمطلب نے اسی وقت ہوئی صاحب متوفی کے عزیزون اور وارثون کو راضی کرکے بہت سا روپیہ خون بہا کا دے کر رخصت کیا اور آدمیون کو شہر مین چارطرف حمزہ و عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین بھیجا مگر کہین پتا نہ لگا عبدالمطلب کا فراق حمزہ صاحبقران مین عجب حال ہوا دانہ پانی چھوڑ دیا نہایت مضطر و پریشان و حزین وہ رات تڑپ تڑپ کے آہ و زاری اشکباری مین گذری ملکہ عادیہ بانو نے رو رو کے اپنا برا حال کیا مثل دیوانون کے ہوگئین مادر حمزہ بصد گریہ و زاری اشکباری مین خود رفتہ ہوئین وہان تو عبدالمطلب فراق حمزہ صاحبقران نامدار مین مضطر و بیقرار ہین آدمی آٹھ پہر گلی گلی کوچہ کوچہ تلاش کرتے پھرتے ہین ہر ایک سے پوچھتے ہین مگر کہین پتا نہین لگتا یہان کوہ بوقبیس پر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمری و ابوجہل وغیرہ پتھر کی چٹان کو جھاڑ کر زیر سر پارہ سنگ رکھکر سو رہے بڑی رات گئے حمزہ کی آنکھ کھلی عمرو کو جگایا کہا بھائی عمرو اب تو بہت بھوکے ہین بھوکھ کے مارے نیند اڑ گئی کل صبح کے ہم تم سب کھائے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے حمزہ اسوقت رات زیادہ گئی ہے اب کھانا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے اسوقت تو شکر خدائے عزوجل سیر ہو حمد الٰہی مین زبان خشک تر کرد انشاء اللہ صبح کو تڑکے کھانا بہت عمدہ لذیذ تمھین کھلاؤنگا حمزہ صاحبقران زمان نے آہ سرد بھر کے کہا خیر الحمد للہ غرض وہ رات بصد اضطراب سب لڑکون کو کوہ قبیس پر گذری ناگاہ ستارہ سحری چمکا خوان نیر اعظم سمت مشرق سے نمودار ہوا روشنی مہرتابان چارطرف پھیلی دھوپ نکل آئی عمرو بن امیہ ضمری اٹھا اور کہا اے حمزہ مین کھانا لینے جاتا ہون تم سب یہین جگہ پر بیٹھے رہنا کہین جانا نہین مین ابھی آتا ہون یہ کہکے پہاڑ سے نیچے اترا اور وہان سے ایک قصاب کی دکان پر آیا اور کہا بھائی ایک روده یعنی آنت چاہیے ہے اسی قصاب نے ایک بڑی سی آنت عمرو کو دیدی عمرو وہ آنت لیے ہوئے صحرا مین آیا وہان ایک عورت کہ نام اسکا بی بی زبیدہ تھا صحرا مین ایک چھپر یا ڈالکر رہتی تھی اور اسنے مرغیان بہت سی قریب ساٹھ ستر اسی کے پال لین تھین انکے انڈے روز بیچا کرتی تھی وہی اسکی معاش تھی وہ مرغیان اسی صحرا سبزہ زار مین دن بھر چرا کرتی تھین اور شام کو درختون پر چڑھکے بیٹھ رہا کرتی تھین بی بی زبیدہ ہر روز کھانا مرغیونکو دیا کرتی تھی عمرو نے زبیدہ کی مرغیون کو تاکا وہی آنت نکال کے میدان مین پھیلا دی جو مرغی آنت چونچ سے پکڑ کے کھانے لگی عمرو نے دوسرا سرا آنت کا پکڑ کے پھونکا وہ آنت پھول کے مرغی کے منھ مین پھنس گئی بس عمرو نے آنت کھینچ کے مرغی پکڑ لی پھر آنت پھیلا دی غرضکہ اسی طرح سے پانچ چار مرغیان بی بی زبیدہ کی پکڑ کے تھیلے مین ڈال لین اور دو چار کنکر پتھر زبیدہ کے چھپر پر پھینک مارے زبیدہ اندر سے غل مچاتی ہوئی کوسنے گالیان دیتی ہوئی نکلی ارے مردے موئے مونڈی کاٹے تو کون ہے چھپر پرانا ہو گیا ہے کیون چھپر کی ناس کیے ڈالتا ہے زبیدہ یہ کہتی ہوئی چھپر کے اندر سے نکلی ادھر ادھر دیکھنے لگی یہ دہنی طرف چھپر کے پیچھے چلی عمرو بائین طرف سے پھیر کھا کر اسکے جھپ سے چھپر مین گھس گئے زبیدہ کی پتیلیان توا دستپناہ چمکنی برتن برتن انڈے سب کے سب آٹا گھی مصالح نمک لیکر پشتارہ باندھکر چھپر کے اندر سے چلے آئے جب تک زبیدہ ادھر سے پھر کے ادھر آئے عمرو نے لیکے سرپٹ بھرتا کرکے پہاڑ پر چلدیا وہان آکر مرغیون کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا سب مرغیون کو صاف کرکرا کے خوب ترترا تا ہوا قورمہ پکایا انڈے تلے کچھ گوشت کے کباب پکائے بہت عمدہ چپاتیان پکائین یہ سب کھانا تیار کرکے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے آگے رکھا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان کیجیے حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور جو لڑکے ہمراہ تھے سبھون نے بیٹھکر خوب تنکے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجا لائے اسی طرح دوسرے روز بھی عمرو اٹھا اور پہاڑ سے اتر کے نیچے آیا اسی طرح سے بی بی زبیدہ کی مرغیان پکڑین اور گھی مصالح نمک آٹا وغیرہ جو کچھ زبیدہ نے

خرید کرکے پھر گھر مین رکھا تھا وہ سب لے دیکے چلا آیا اور کھانا پکا کے حمزہ و مقبل وغیرہ کو کھلایا اور کہا کیون بھائی اُس
رزاق مطلق نے اس پہاڑ پر بھی کیا کیا نعمتین کھلوائین اگر میرے ساتھ برسون رہو تو فضل خدا سے یونہین عمدہ عمدہ کھانے
کھلوایا کرون غرضکہ تیسرے روز پھر اسی طرح حسب معمول عمرو بن اُمیہ ضمری پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ آج بی بی زبیدہ کے
یہان موقع نہین ہر پانچ چار سرکاری آدمی واسطے حفاظت کے بیٹھے ہین یہ اُدھر سے دیکھتا ہوا شہر کی طرف چلا آیا
اندر شہر کے آکر ایک نانبائی کی دکان پر پہونچا اُس نانبائی نے دیکھتے ہی کہا آہا میان عمرو کہان تھے کب آئے تمھاری
اور حمزہ اور مقبل وغیرہ کی بڑی تلاش تھی عمرو نے کہا کہ ہان ایک صحرا مین تھے جب خواجہ عبدالمطلب مع
چند آدمیون کے تلاش کرتے ہوئے اُس صحرا مین گئے ہم سب کو تسلی دے کر اپنے ہمراہ لے آئے خواجہ نے
اُن سب آدمیون کی دعوت کی جو لوگ ہمکو ڈھونڈھنے گئے تھے سو خواجہ نے مجھسے کہا کہ جاؤ نانبائی کی دکان
سے دس روپیہ کا کھانا سب طرح کا بہت عمدہ عمدہ لے آؤ وہ روپئے بھیجدے جاوینگے اُس نانبائی نے بہت عمدہ
عمدہ کھانے بادشاہون کے قابل ایک خوان مین لگا کر تورہ بنا کر مزدور کے سر پر رکھوا کر عمرو کے ساتھ کیا
عمرو لیکر اپنے ساتھ چلے آتے آتے ایک مقام پر گوشۂ تنہائی تھا راہ گیر نہ تھے عمرو نے مزدور سے کہا کہ ذرا خوان
طعام اُتار کے سر سے رکھدے مین ذرا پیشاب کرلون تو چلون مزدور خوان سر سے اتار کے ٹھہر گیا عمرو نے
پسی ہوئی مرچون کی ایک پُڑیا نکالی اور مٹھی مین لیکر سوکھی مرچین اُس مزدور کی آنکھون مین جھونک دین وہ ملے
کرکے ہاتھون سے آنکھین ملتا ہوا بھاگا عمرو وہ خوان طعام لیکے سر پر رکھ کر کوہ بوقبیس پر گیا اور جا کے حمزہ
کے آگے رکھدیا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان فرمائیے حمزہ اور مقبل وغیرہ سب کے سب کھانا کھانے
بیٹھے دیکھا کہ خوان مین بہت عمدہ عمدہ کھانے پلاؤ زردہ کئی طرح کا سالن شیرمال باقرخانی خمیریان وغیرہ
گرما گرم رکھی ہین حمزہ بہت خوش ہوئے کہا بھائی عمرو یہ کھانا کہان سے لائے عمرو نے کہا حبان سے
حکم خدا ہوا خوب تن سے کھاؤ اور شکر خدا بجالاؤ دیکھو وہ کیسا رزاق العباد ہے اس جنگل مین کیسی کیسی نعمتین
اُسنے کھلوائین یہ سب اُسکی رزاقی ہے الغرض امیر نے اور سب لڑکون نے اور عمرو نے خوب سیر ہو کر کھانا
کھایا آب خنک و خوشگوار پیا اور شکر خدائے عزوجل کا کیا پھر عمرو حمزہ کو ساتھ لیکر اسی پہاڑ پر اُن سب لڑکون کے
ساتھ کھیلنے لگے یہان کا حال سنئے کہ وہ مزدور ہائے ہائے کرتا دونون ہاتھ آنکھون پر دھرے روتا پیٹتا دکان پر
نانبائی کی آیا کہا کہ عمرو نے راستہ مین خوان میرے سر سے اُتروالیا اور میری آنکھون مین پسی ہوئی مرچین جھونک
دین مجھے نہین معلوم کہ عمرو وہ خوان طعام کدھر لیکے چلا گیا نانبائی بفریاد و استغاثہ اُس مزدور کو ساتھ
لئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب کی طرف چلا راہ مین بی بی زبیدہ ملی اُسنے اُس
نانبائی سے پوچھا ارے خیر تو ہے کیا ہوا کہان جاتے ہو نانبائی نے ساری کیفیت عمرو کے کھانا لیجانے
کی بیان کی زبیدہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میری بھی مرغیان وہی کالیا لونڈا یعنی عمرو پکڑے لے گیا ہوگا
اور گھر کی جنس وغیرہ بھی وہی لیگیا ہوگا مرغیان آدھی سے بھی کم رہ گئین ہین سوا اُسکے کوئی ایسی حرکت
نہین کرسکتا کیونکہ ایک عرصہ دراز سے مین اسی صحرا مین رہتی ہون آجتک نہ تو میری مرغیان کسی نے
پکڑین اور نہ اسباب چرایا اب یہ کالیا لونڈا فتنہ روزگار آفت کا پرکالہ پیدا ہوا ہے تمام شہر مین ہر ایک
کو پریشان کر رکھا ہے اے بھیا مین بھی تمھارے ساتھ فریاد کرنے کو خواجہ عبدالمطلب کی خدمت
مین چلتی ہون اُس نانبائی نے کہا آؤ چلو یہ کہکر دونون تینون آدمی فریادی در دولت عالی منزلت

خواجہ عبد المطلب پر آئے اور استغاثہ اور فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبد المطلب محلسرا سے باہر نکل آئے اور پوچھا کہ کیا ہی اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ تم لوگون کو معلوم ہی کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہان ہین اُن سب نے عرض کیا کہ ہمکو نہین معلوم کہ یہ سب کہان ہین البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہی یقین ہی کہ اسی طرف کہین آگے اُدھر جنگل مین ہونگے خواجہ عبد المطلب نے اُس نانبائی کو دس روپے اُس کھانے کے دیے اور اُس مزدور کو بھی کچھ روپیہ دیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپیے دیے اور پھر امیہ کو بلایا اُس سے کہا کہ چلو فلان صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہی غرضکہ امیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور خواجہ عبد المطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوکر اُسی صحراے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے جاتے جب قریب کوہ بو قبیس کے پہونچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہین اور بازی طفلان مین مشغول ہین یہ سب کے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبد المطلب چلے آتے ہین اور امیہ بھی ساتھ ہی اور بہت سے آدمی ہمراہ ہین حمزہ سے کہا او حمزہ تمھارے باپ تو آ پہونچے وہ دیکھو چلے آتے ہین حمزہ نے کہا ای بھائی عمرو اب کیا کرین کہان جائین عمرو نے کہا اب کہین نہین جا سکتے جو کچھ ہو ٹھہرے رہو اُدھر خواجہ عبد المطلب نے آواز دی ای حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم بھاگو نہین ہم ہر گز خفا نہونگے اور اُن مولوی صاحب کی روداد کے سبب سے ڈرو نہین کہ ہمنے اُنکے وارثون کو خون بہا دے دیا ہی غرضکہ خواجہ عبد المطلب وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے حمزہ کو گود مین اُٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا کہا کہ تین روز سے گھر مین تلاطم ہی تمھاری دایہ ملکہ عادیہ بانو اور والدۂ ماجدہ تمھاری عجب حال زار سے مضطر و بے قرار ہین اُس روز سے کھانا پانی بالکل چھوڑ دیا ہی آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہین تمھاری جدائی مین عجیب حال گیا ہی میری یہ کیفیت ہی کہ مثل دیوانون کے ہوگیا ہون تمھاری تلاش مین کہان کہان ہمنے آدمی دوڑائے اور کہین پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھین جمال جہان آرا کے دیکھنے کو ترستی تھین الحمد للہ کہ آج پروردگار عالم نے تمھارا نور جمال بے مثال دکھایا دل مضطر کو قرار آیا بسم اللہ ای حمزہ چلو اب خواجہ عبد المطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر چڑھ گیا ہی خواجہ عبد المطلب نے آواز دی ارے عمرو آ چل آ درخت پر کیون چڑھ گیا تجکو بھی کوئی نہین مار یگا عمرو نے کہا آپ جائیے مین نہین آؤنگا خواجہ عبد المطلب نے کہا جو میرے ساتھ نہ چلیگا تو مین تجکو گھر سے نکال دونگا کبھی محل مین نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا خواجہ عبد المطلب نے امیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہین ہو بلاتے نہین ہو امیہ اونٹ بڑھا کے آگے بڑھا درخت کے پاس آ کے کہا ارے نالایق بدذات کا لیے اُتر درخت سے نہین تو خوب ہی آج تجکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی امیہ نے کہا کہ دیکھو درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیتا ہون امیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ کو لاتا ہی عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اُچک جاتا ہی جب امیہ اُس شاخ کے نیچے آتا ہی عمرو ادھر اُدھر چلا جاتا ہی مثل بندر یا لنگور کے تنہی تنہی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا ہی ایک مقام پر امیہ کا ہاتھ عمرو کے پانون کی انگلی پر پڑا عمرو نے جھٹ پٹ پانون اپنا اٹھا لیا اور جھک کے دستار امیہ ضمری کی اوتار لی

اور دستار دوہری کرکے اُسکا پھندا بناکر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے امیہ ضمری
نے غل مچایا ارے عمرو کیا کرتا ہی گلا گھٹا دم نکلا خدا کے لئے چھوڑدے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ
عبدالمطلب بھی منھ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا ابے کالے لونڈے ناخلف اپنے باپ کے گلے مین پھانسی لگاتا ہی
جسنے تجکو جنوایا ہی اُسیکو مارے ڈالتا ہی غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبدالمطلب نے ڈانٹا اور
خفا ہوے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ عبدالمطلب
نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہی انکو رنج وملال ہوگا اور علاوہ اسکے خواجہ
بزرجمہر بھی منع کرگئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ وتاکید نہ کیجیے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہی امیہ
خاموش ہورہا خواجہ عبدالمطلب حمزہ اور سب لڑکون کو ساتھ لئے ہوے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ
گیا خواجہ عبدالمطلب نے بسبب صدمۂ غم والم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن
کو حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز
مولوی صاحب دوپہر کو سورہے تھے اور سب لڑکے بھی سوگئے تھے عمرو اٹھا مولوی صاحب کی دستار کے
ٹکڑے ٹکڑے کئے مثل پینۂ نوکے دستار توم ڈالی اور سب پارچۂ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ
مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہوکر پڑرہا جب مولوی صاحب سوکے اُٹھے ہاتھ منھ دھوکے کپڑے پہنے دستار
دستار ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران وپریشان ہوئے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے
پوچھا کہ ارے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہو کہان رکھی ہی سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے
کہ آپ کی پگڑی کیا ہوگئی اور نہ ہمنے کسی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کے سر مین
خوشبودار تیل پڑا ہوا ہی وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید پگڑی آپکی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بل
مین تو تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چار طرف گھر مین جہان جہان چھید اور بل تھے دیکھنے لگے دستار اپنی ڈھونڈھنے
لگے ناگاہ ابوجہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی
ابوجہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی مولوی صاحب نے
چھت کی طرف دیکھا کچھ کپڑا مشابہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھ کے ایڑیان پاؤن کی اونچی کرکے
وہ کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھنگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اُس چھت کے سوراخ مین
سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اُس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی
پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے پھاڑکے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی بلکہ
ہاتھ کی توڑی ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کام اور کسی کا نہین سوا اِس کالے لونڈے کے یہ بڑا ذات شریف اور استاد
کامل ہی اُس مولوی کی جان ابھی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہی
ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی قمچی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے عمرو
مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہوگیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوے خواجہ
عبدالمطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہی جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا بھائی عمرو
کہین چلے گئے اے والد بزرگوار اب ہم تنہا ہوگئے ہمارا دل بیچین ہی اور ہم کمال حیران وپریشان ہین
خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالائق ہی قابل ساتھ کھیلنے کے

نہین ہر اب مین عمرو کو محل مین کبھی نہ آنے دونگا ہر چند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی
مگر مجکو اس لونڈے سے کمال عاجز کیا ہر حمزہ یہ سنکے والد ماجد کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبد المطلب
نے حکم کر دیا کہ عمرو محل مین نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی ممانعت ہوئی ہر اب جاوگے
تو مار کھاوگے عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جاینگے اب عمرو بخوبی دندناتا ہوا شہر مین دھر ادھر پھرتا ہر لوٹ مار عیاری کیا کرتا
ہر مگر امیر کے دیکھنے کو پھڑکتا ہر اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہین بالاخانہ کے کمرے کی دریچے کھولے ہوے
بیٹھے رہتے ہین چونکہ سر راہ کمرہ ہر یہ خیال ہوتا ہر کہ شاید عمرو ادھر سے آجاے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران
منتظر دیدار عمرو عیار اُسی دریچے مین کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہر جلدی سے کمرے پر سے اُترکے
دوڑ کے گلے لگایا اور کہا اے بھائی عمرو ہم تمھارے دیکھنے کو بہت بیچین رہا کرتے ہین غم و الم تمھاری جدائی کا
جدائی کا سہا کرتے ہین ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اسدن سے عمرو نے یہ معمول
کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوٹھے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا
حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو اُنکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات کو
آتا اُسکو بہ محبت و شفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار مسرت آثار عمرو بن اُمیہ ضمری کمرے
پر اُسی دریچے مین آکے بیٹھتے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادھر آنکلے اور ملاقات ہو جاے قضاے کار ایک روز
عمرو بن اُمیہ ضمری کاروانسرا کی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے سرا مین
سامنے بندھے ہوے تھے عمرو گھوڑون کے قریب کھڑے ہو کر ایک ایک گھوڑے کو بہ نگاہ قدر دانی
دیکھنے لگا سوداگر نے کہا میان صاحبزادے گھوڑون کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمھارا نام ہر
عمرو نے کہا جناب بزرگون سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہر باپ دادا میرے بڑے نامی و گرامی شہسوار
تھے اور بہت بڑے ذی مقدور تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل مین بندھے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے تھے
کہ اُس طرح کا گھوڑا آپ کے اتنے گھوڑون مین ایک بھی نہین دیکھتا ہون البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اُس
کونے پر بندھا ہو کسی قدر غنیمت ہر سوداگر نے کہا تمھارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے دادا کا
نام خیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور میرا نام فیلتاش خان ہر سوداگر نے کہا
اچھا ذرا مجکو گھوڑا پھیر کر دکھاؤ عمرو جھپٹ کر اُسی گھوڑے کے پاس آیا جو اُن سب گھوڑون مین عمدہ تھا
گھوڑا کھول کے چار جامہ کسا لگام دے کر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی اڑی جمائی مگر سوداگر
سے کہنے لگا کہ مین اسوقت یونہین ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے
نہین آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبایش گھوڑے کی بھی ہو سوداگر نے اپنا باندھنے کا سیلا
دھانی رنگ کا بہت عمدہ کنارون دار عمرو کو دیا اور کوٹ زر بفتی اپنا اُتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ کوٹ پہنا
اور سیلا سر سے باندھا پھر ی جمائی اور یونہی گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن اُمیہ ضمری نے دو چار چکر
ادھر اُدھر سے دیے پھر سرپٹ پر گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور کہا
اے فیلتاش خان حقیقت مین تو بڑا شہسوار ہر تیرا باپ دادا بھی ایسا ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا
میان عمرو نے دوسرے چکر پر رکھکر جو گھوڑے دابا اور باگ اُٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن
نکل گیا سوداگر دیکھتا رہگیا آگے بڑھکے چلایا ارے بھائی صاحبزادے فیلتاش خان پلٹ آو آگے نہ جاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہر تھک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین آس
شہسوار عرصہ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کر کے پھر آئے سوداگر
زیادہ منتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ اٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خود بخود
ذہن مین آیا ہر کسی نے سچ کہا ہر شعر ؎ سمجھا شعبدہ بازی کچھ اسکی وائے نادانی ؛ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوئے اسپ و فیلتاش خان
کرنے لگان عمرو بن امیہ ضمری گھوڑے پر سوار ترچھا سیلا سر سے بندھا ہوا کوٹ زربفت کا پہنے ہوئے
دامن گرداننے ہوئے گھوڑا اڑاتے در دولت فیض منزلت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پر آئے ایک آدمی
نے لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہر امیر با توقیر المقال خوردسال ہمسنون کے
ساتھ محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سنتے ہی دوڑے ہوئے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہر تمکو کسنے
دیا ہر عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین انھون نے ہمکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ کوٹ دیا
ہر حمزہ نے اس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا ای حمزہ اگر یہ گھوڑا تمھاری پسند
ہو تو تمھین لے لو حمزہ نے کہا بھئین ملال ہوگا تم گھوڑا ہمین کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے تو مین اور
لے آونگا حمزہ نے جا کر والد بزرگوار خواجہ عبدالمطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہر آپ مجکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا ای فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہر اور عمرو کہان سے
لایا ہر حمزہ نے کہا کہ عمرو کو اسکے دادا کے دوست نے دیا ہر خواجہ عبدالمطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا درحقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہر عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہر عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہر جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی بیچ کر اور لے آونگا انکے یہان بہت سے گھوڑے
خواجہ عبدالمطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ امیہ کو بلا لاو آدمی گیا اور امیہ کو بلا کے لایا خواجہ عبدالمطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہر تم جانتے ہو امیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہر اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا ہے
خواجہ نے کہا کوئی تمھارے باپ کے دوست ہین انکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین امیہ
نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین انسے نہین واقف ہون عمرو نے کہا
آج صبح سے مین اسی گھوڑے پر سوار ہو کر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچے کی سیر کی ہر بلکہ
آس پاس شہر کے پچ کوسی تک مین ہو آیا اگر کسیکا چرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذرا سی تو یہ ہر نہین کہ کسی
مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپائے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی تقریر دلپذیر
سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہر المختصر خواجہ عبدالمطلب نے
دو ہزار روپے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بعہد
عزو شان الوہی وقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوے چونکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران صغرسنی سے بہت فربہ اور تیار زور آور طاقتدار تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر
پڑی جمائی اور آسن دبائے لنگر ایسا پڑا کہ بار داد آمی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گھوڑے کو
سے آخر نہ سکا فورا گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جھونک مین گرا چاہتے تھے

کو خواجہ عبد المطلب اور بہت سے لوگ دوڑ کر گرد و پیش آگئے امیر با توقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اُتار لیا
گھوڑا دھم سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر سے تصدق ہوگیا پھڑک پھڑک کر مر گیا
حمزہ صاحبقران پدر بزرگوار کا مُنہ دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو گلے سے لگایا اور
پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا ای فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مر گیا تم پر تصدق ہوگیا میں تمکو اور گھوڑا اس سے کہیں عمدہ دیتا
ہوں تم دو دلگام رنجیدہ ہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ قیمت سمند خوش رفتار لیکر پہلے ہی روانہ ہوگیا
تھا اور روپیہ لیجا کر کسی گوشہ تنہائی میں دفن کر دیا اور آپ پوشیدہ ہوگیا جسوقت گھوڑا مر گیا حمزہ ہمراہ پدر
بزرگوار محل میں چلے گئے گھوڑا وہیں سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ لوگوں سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے
تھے مگر گھوڑا ابھی تک اُٹھا تھا نا گاہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش میں گلیوں کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا پیدل
سائیسوں کو ساتھ لیے ہوئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف اُسی مقام پر آیا جہاں وہ
وہ گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا کھڑے ہو کر بغور گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور سائیسوں نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
آپ ہی کا ہے صدمہ عظیم دل پر ہوا وہاں آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مر گیا خواجہ
عبد المطلب کے ملازموں نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا سوکھا سا کہ نام اُسکا عمرو بن اُمیہ ضمری ہے ہمارے
آقا زادے کا غلام ہے مگر اب بدفعلیوں سے اُسکی اُسکو نکالدیا ہے وہی یہ گھوڑا سوار ہو کر لایا تھا اُس سے
آقا خواجہ عبد المطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے واسطے
خریدا تھا عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہوگیا وہی آقا زادہ حمزہ صاحبقران اُسپر ابھی سوار ہوا تھا اُسکے
لنگڑے کمر اُس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مر گیا سوداگر نے کہا کہ یہ گھوڑا میرا تھا وہ دغا باز پھرنے کے واسطے
اُسپر سوار ہوا تھا بلکہ میں نے اُسکو ایک سیلہ بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زربفتی پہننے کو دیا ہے
اُسنے تو مجھکو اپنا نام قیلتاسمش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا
تھا کہتا تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب گھوڑے اُنکے یہاں تھے اب میرے پاس
بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزہ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغا بازی اور
جعلسازی اُس چھوکرے نے مجھسے کی بلاؤ تو اُسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب
پر جو غل ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازموں نے جا کر خواجہ عبد المطلب
سے من و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبد المطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ پکڑ لاؤ عمرو کو
سب نے کہا حضور عمرو کا کہیں پتا نہیں خواجہ عبد المطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اس احاطہ میں مکہ
معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پائے یہ بالکل بیہودہ اور نالائق ہے پھر خواجہ عبد المطلب نے قیمت گھوڑے
کی اُس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اٹھا لیجاؤ وہ سوداگر مردہ گھوڑا اپنا اٹھا کے لیے چلا گیا
اب بیان عمرو کے آنے کی سخت مالفت ہوا امیر با توقیر عمرو کے واسطے محزون و غمگین رہتے ہیں دن بھر شست
پڑے رہتے ہیں اپنے ساتھ والے لڑکوں سے بھی نہیں کھیلتے ہیں جب خواجہ عبد المطلب نے حمزہ
صاحبقران کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا ای فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کیا کرو وہاں دل
بہلایا کرو اور ملازموں سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ میں برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرا لایا کرو اُس
دن سے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ میں روز جایا کرتے ہیں ناگاہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو

خبر ہوئی کہ حمزہ روز سیر کرنے مہتاب باغ مین آتے ہین ایک روز عمرو بھی باغ مین آیا حمزہ دیکھتے ہی عمرو سے لپٹ گئے کہ بھائی عمرو ہمکو تمھارے چھٹنے کا بڑا صدمہ ہے ذرا آکر صورت دکھا جایا کرو عمرو نے کہا تمھارے باپ کا حکم نہین ہے کہ مین مکہ شریف کی حد مین آؤن حمزہ نے کہا تم پچھلے سے رات کو کوٹھے پر آیا کرو دو گھڑی ہمارا دل بہلایا کرو یہ کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے باغ مین ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو مین ایک باغ کسی کا اور تھا اس مین تین درخت خرمے کے لگے تھے اور ان دنون مین وہ درخت خوب پھلے ہوئے تھے اس مین پختہ پختہ نہایت شیرین خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اس باغ مین ہم تم خرمے کھائین حمزہ نے کہا جسکا باغ ہے وہ خفا ہوگا عمرو نے کہا وہ بھی باغ پر ہمارا تمھارے باپ کا ہے ڈرتے کیون ہو چلو وہان کی بھی سیر کرین اور خرمے کھائین یہ سنکر وہ گل بوستان حسن وجمال نوبادۂ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اس باغ مین گیا عمرو تو اچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر تیار فربہ و قوت دار لنگر دار زیادہ ہین یہ درخت پر نہین چڑھ سکتے ہین عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دین تم بھی توڑ کر کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہین پہونچتا ہے اور نہ درخت پر چڑھا جاتا ہے عمرو نے کہا موٹا لنگر دار آدمی کچھ کام کا نہین دیکھو ہم دبلے پتلے تھے اچک کے درخت پر چڑھ گئے اب امیر کہتے ہین کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی ای بھائی کوئی چیز ہو تمکو دے کر کھاتے ہین حمزہ تو کلام طفولیت عمرو سے کر رہے ہین اور عمرو حمزہ کو تان رہا ہے تیہہ دلا رہا ہے جب حمزہ نے بہت کہا تو عمرو کہنے لگا کہ اگر تمھارا قد نہین پہونچتا اور درخت پر نہین چڑھا جاتا شانے کا ہکہ مارو کہ درخت گر پڑے مزے سے کھاؤ کیون کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمھین خبر ہے میرے ہکہ مارنے سے درخت بھلا کیا گر پڑیگا عمرو نے طعنہ دیا کہ اسدن الٹا پنجہ سے مولوی حرمان کو تو مار ڈالا یہ درخت کیا کچھ زبردست ہے ایک شانہ مارو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونون مزے سے خرمے توڑ توڑ کے کھائین امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کس کے درخت مین مارا درخت خرمے کا مثل نیشکر کے قلم ہو کر اڑا اڑا دھڑیم کر کے زمین پر گرا تمام خرمے پکے کچے ٹوٹ کے بکھر گئے امیر حسن کے کھانے لگے عمرو نے ازراہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن کھائے ہوئے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ مین اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اس کو اگر مین بھی شانے کا ہکہ مارتا تو یہ درخت گر پڑتا بھلا جبھی جانین کہ دوسرا درخت تو گرا دو امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو جو شانہ مارا وہ بھی درخت اڑا اڑا دھڑیم کر کے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کولی مین دبا کے اکھاڑو تو کبھی نہین اکھڑ سکیگا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اس درخت خرما کو کولے مین دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی صدا دی ماہ چہاردہ نے بنجوم افلاک کو مجمر آفتاب حدت تاب مین عوض رائی اور کالے دانے کے امیر باتوقیر کے سر سے اتار کے ڈالا کہ نظر ارضی وسماوی اور انسانی وحیوانی نہ لگے عمرو اور امیر باتوقیر دونون پکے پکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے یہ قصہ عمرو نے جا کر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمھارے باغ مین جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

توڑ کر گرا دئے عمرو سے کہا کہ بھلا درخت خرمے کے ایسے زبردست کون توڑیگا ابھی ابھی ایک جھونکا آندھی کا بہت تیز و تند جو آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہائے واویلاہ وا مصیبتاہ کہکے رونے لگا اور غل مچانے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا ای صاحبزادے مین تمکو نہ جانے دونگا باغ مین ہرطرح زیادہ ہوا اور شور و غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبدالمطلب کو بھی خبر کردی الفت پدری سے بیتاب ہو کے باغ مین دوڑے آئے دیکھا کہ تینون درخت خرمے کے ٹوٹے ہوئے پڑے ہین اور مالک باغ نے حمزہ اور عمرو کو گھیرا ہی خواجہ نے اس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپیہ دئے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے تو اس روپیہ سے تجارت کر کے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی لے لے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش ہوا خواجہ عبدالمطلب حمزہ کو ساتھ لیے محل مین داخل ہوئے یہان عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ ڈالکر ایک درخت خرما قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہر چند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا کہ ایک مجکو دیا ہے اور دو درخت تیرے تجکو دیے ہین وہ شخص خواجہ عبدالمطلب کے پاس پھر دوڑا ہوا آیا کہا حضور اس کا بیٹا لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہے خواجہ نے ہزار روپے اور اس شخص کو دیے وہ خوش و خرم ہنستا ہوا اور دعا و ثنا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبدالمطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران کے خواجہ عمرو کو طلب کر کے یہ فرمایا کہ ای فرزند امیہ ضمری اب مین تجھسے تاکیدًا کہتا ہون آج سے ہرگز میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہان آنے سے مجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ ہو جانے کا خیال ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو مین تجکو سزائے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر خواجہ عبدالمطلب کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے کہا ای خواجہ عمرو تم شب کو ضرور آیا کرو ہم تمھارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آوگے تو ہماری طبیعت بہت پریشان ہوگی اور دل پژمردہ رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا مین شب کو آیا کرونگا اور باہم چھپکر باتین کیا کرونگا خواجہ عمرو بایماواشارۂ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ مین واسطے مہر و دستخط کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا انکا بہادران مکہ سے اور جانا خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا برائے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر با توقیر کا کوہ بوقبیس پر اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور کو مغلوب کر کے ہلاک کرنا

پلا ساقیا وہ مے ارغوان
لڑون بادہ خوارون سے پھر بخطر
سپاہ رہون مین بھی بر سر زمین
اگر تو نہ دیگا مے مشکبو

قوی جسم سے ہون نہیں تو آسمان
حقارت سے کرتے ہین مجھ پر نظر
کڑی بات سننے کی عادت نہین
ہنر کی نہ بر آئیگی آرزو

پلا دے اگر تو مجھے انگبین
سمجھکر مجھے لاغر و ناتوان
یہی ساقیا اب ہے مد نظر

تو ہون جا کے شاگرد روح الامین
لگاتے ہین بر زخم تیغ زبان
ہر اک مد کو پھینک دون چیر کر

نامداران میدان تحریر و بہادران عرصہ عبارت بے نظیر
اشہب قلم کو میدان صفحہ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کر کے بموجب ارشاد خواجہ عبدالمطلب چلے گئے حمزہ صاحبقران انتظار شب کرنے لگے جب آفتاب غروب ہوا اور شام ہوئی بموجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبدالمطلب پر آئے دیکھا حمزہ صاحبقران کوٹھے پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آئے حمزہ صاحبقران خوش ہوے اور کہا ای برادر مین تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا مین بھی بموجب وعدہ بے تامل یہان آیا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران بین باہم گفتگو ہونے لگی حمزہ صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی مین رہے ہر چند چاہا کہ بازار کی سیر جا کر کرین مگر بخوف والد ذی تبار نہ جا سکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا ہی تو صبح کو مین آپ کو لیچلونگا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی نہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے چلے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ ابکی مرتبہ نہین معلوم تم کہان لیجاوگے ہمپر ہمارے والد بزرگوار ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا مین اور کہین ہرگز نہ لیجاونگا سواے بازار کے غرض اسی طرح کی باتین باہم تا سحر رہین بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے سے اتار کر بازار مین لاے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہین شور تحسین و آفرین بلند ہی ہر چہار جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ اسقدر آدمیون کے جمع ہونے کا کیا باعث ہی اس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہی کہ ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمی طاہر عادی اور مطاہر عادی یہان آئے ہین اور ہمراہ اونکے بہت سے شاگرد چیلے ہین اکھاڑے مین لڑ رہے ہین یہ سب آدمی انکی کشتی دیکھکر تعریف کر رہے ہین اور یہ دونون پہلوان ہر ایک ملک و شہر سے شجاعان جہان و پہلوانان دور از سے ایک کاغذ پر مہرین کراتے ہوئے یہانتک آئے ہین اور اس کاغذ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہی کہ طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل و بے نظیر ہین کوئی انسے لڑ نہین سکتا اور یہ بھی سنا ہی کہ یہ دونون پہلوان ہر ایک ملک مین ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوے ہین جو کوئی پہلوان انسے لڑا ہی اسکو انھون نے زیر کیا ہی اور جو پہلوان انسے نہین لڑا اس سے اسی کاغذ پر مہر کرالی ہی اس کاغذ پر صدہا بلکہ ہزارہا پہلوانان دہر اور شجاعان زمانہ کی مہرین ہین غرض اسی قصد و ارادے سے یہان آئے ہین دیکھیے یہان کون کون شجاع اور بہادر ان پہلوانون سے لڑتا ہی اور کون کون جری اور دلاور ان پہلوانون سے خائف و ترسان ہو کر مہر کاغذ پر کر دیتا ہی جب تقریر مذکورہ اس شخص کی خواجہ عمرو نے سنی حمزہ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی انکی کشتی دیکھین حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اس مجمع مردم کے قریب تر آئے حمزہ صاحبقران نے کثرت مردم دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہان تو اسقدر مجمع مردم ہی کہ اکھاڑے تک پہنچنا اور کشتی پہلوانون کی دیکھنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران آپ نے کئی درخت خرمے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے ہر چند کہ انکی جڑین بوسیدہ تھین مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑے تھے یہان اسوقت

آدمیون کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہین جایا جاتا حمزہ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنی فی الفور مردمان تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے دیکھا کہ وہ دونون پہلوان باہم مثل فیل مست کے لڑ رہے ہین اور زور کر رہے ہین مگر کشتی حریفانہ نہین لڑتے ہین صرف باہم زور کر رہے ہین چہرے اُنکے مہیب ہین اور قد و قامت اُنکے نہایت دراز ہین اور دست و پا اژدہا تیار ہین دونون دیو قوی ہیکل معلوم ہوتے ہین صاحب قوت و طاقت الحد رجہ ہین کہ پاؤن اُنکے ہنگام زور اکھاڑے مین گھٹنون سے زیادہ دھنسے ہوے ہین باہم پیچ ہو رہے ہین پسینے مین سر بسر تر ہین کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوتی ہی مردمان تماشائی تعریف اُنکی بار بار باآواز بلند کر رہے ہین اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے کے بیٹھے ہین ایک ظرف مین تھوڑی سی آگ رکھی ہی اُس مین لوبان ایک شخص ڈالتا ہی دھوان لوبان کا نکل رہا ہی اکھاڑے کے طاق پر سہرہ پھولون کا بندھا ہوا ہی امیر نے خیال کیا کہ یہ دونون پہلوان تو کافر معلوم ہوتے ہین شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ باندھا ہی شہنا نواز شہنا بجا رہے ہین اور ڈہل نواز ڈھول بجاتا ہی علاوہ اُن پہلوانون کے اُنکے چار سو شاگرد ہین وہ بھی بڑے قوی ہیکل ہین پگڑیان سر پر اُنکے سرخ ہین تھوڑے اُن مین سے ڈنڈ کر رہے ہین بعضے مگدر ہلا رہے ہین اکثر بڑے بڑے نال چوبی و سنگی نہایت ہی گران زمین سے مثل گل کے اُٹھاتے ہین اور سر سے بلند کر کے زمین پر ڈال دیتے ہین بعضے لیزم ہلاتے ہین اکثر اگے پر زور کرتے ہین بعضے اکھاڑے مین ایک طرف لوٹ رہے ہین ہر ایک کا سر منڈا ہوا ہی کان ٹوٹے ہوئے ہین سب کے سب چٹ اور لنگوٹ باندھے ہوے ہین ان سب کے چہرے ہیبتناک ہین جملہ بچہ دیو ان ناپاک ہین غرض جب وہ دونون پہلوان باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر عادی نے باواز بلند کہا کہ اس مجمع مردمان مین کوئی شخص ایسا بھی ہی کہ مجھسے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ سر پر رکھے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہی ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چار جانب اکھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے جواب نہ دیا دوبارا طاہر عادی نے پھر کہا ای جوانو تم مین سے کوئی ایسا مرد نہین کہ مجھسے لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہی کھاے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کے کہتا تھا اور بار بار خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگوے طاہر عادی سنی فوراً چالاکی سے ترنج اٹھا لیا اور پگڑی بھی اٹھا لی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم اس ترنج کو کھا لو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھ لو حمزہ صاحبقران نے کہا ای برادر مین یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہی کہ یہ ترنج وہ شخص کھاے جو مجھسے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھسے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہان نہ لڑیگا آخر یہ ترنج یہ پہلوان کسی کو دے دیگا پس تمھین کھا لو حمزہ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہوئے خواجہ عمرو نے جلد ترنج کو چھیلکر حمزہ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے سر پر دستار رکھنا چاہی حمزہ صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا ای برادر ترنج تو مین نے تمھارے کہنے سے کھا لیا لیکن دستار مین اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ مین اتنی قوت و طاقت نہین ہی کہ اس پہلوان زبردست سے لڑ سکون خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنے پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے کہ فرزند عبد المطلب کے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا ای برادر اگر مین اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجکو

اس پہلوان سے ضرور لڑنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران تم اس دستار کو اپنے سر پر رکھو تو جب حمزہ زادہ پہلوان تجھے تم سے کہیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین تو موجود ہون تم بیکار ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے لڑنے کو کہیگا اور تم نہ لڑوگے تو مین اس سے کشتی لڑونگا حمزہ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہے وہی ہیگا اگر مین اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہین ہر حمزہ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے خواجہ عمرو نے وہ دستار حمزہ صاحبقران کے سر پر رکھدی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کر اور کشتی لڑنے کو کہکر وہان آیا جہان پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہو کر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی نہ پائی اور زیادہ متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس ترنج کو اس مجمع مردمان مین سے کسنے کھایا ہے اور دستار سر پر رکھی ہے آخر یہ خیال کر کے طاہر عادی چہار جانب دیکھکر باواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان مین کون ہے جسنے میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہے اور وہ دستار جو مین نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہر خواجہ عمرو نے آگے بڑھ کے کہا ای پہلوان بزدل دیکھ اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبدالمطلب رئیس خانہ کعبہ کا ہے اور سردار قوم عرب اور ہاشمی اپنے تئین جانتا ہے اور شجاعان جہان اور بہادران عالم سے اپنے تئین تصور کرتا ہے اسنے وہ ترنج میرے سامنے کھایا اور دستار بھی ابھی تک اسکے سر پر موجود ہے طاہر عادی گفتگوئی خواجہ عمرو سنکے قریب حمزہ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جان کر ہنس کر کہنے لگا ای صاحبزادے تم کیا مجھسے لڑوگے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھسے لڑ نہین سکتے اور نام میرا سنکے ڈرتے ہین خیر تم نے بوجہ نادانی اور خوردسالی کے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ مین نے خطا تمہاری معاف کی لیکن اب کبھی ایسا نہ کرنا پچھتاؤگے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر افسوس ہزار افسوس تمنے تمام ہاشمیون کا آج ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیون سر پر رکھ لی اور ترنج کیون کھا لیا امیر کو خواجہ عمرو کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا اے پہلوان کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا میری خطا معاف کریگا تیری کیا تاب ہے خداوند عالم نے ہم ہاشمیون کو سب سے زیادہ شرف دیا ہے اور جلال و قوت مین بھی لاثانی پیدا کیا ہے مین تجھسے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہین کیونکہ تو بخوبی زور کر چکا ہے اگر اسوقت تجھکو زیر کیا تو سب کہینگے کہ پہلوان کشتی لڑ چکا تھا تھکا ہوا تھا تھکے ہوئے کو زیر کیا کچھ کمال نہین کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی کسی وقت تجھسے لڑونگا امیر یہ گفتگو طاہر عادی سے کر کے مجمع مردمان سے نکلکے چلے خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان آگاہ ہو کہ اگر حمزہ تجھسے کشتی نہ لڑیگا تو مین تجھسے لڑونگا اور تجھسے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری پر خیال نہ کرنا کہ یہ کیا لڑیگا یہان تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان طاہر عادی خواجہ عمرو کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن امیر جو اکھاڑے سے روانہ ہوئے تھے صرف بہانہ کر کے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہونچے خیال کیا یہ تو بڑی بدنامی کی بات ہوگی اگر اس پہلوان سے نہ لڑونگا پس مناسب ہے کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئین ہلاک کر دون جان دیجیے آبرو رہجائیگی غرض یہ تجویز کر کے کوہ بوقبیس کی جانب ہوئے اور قریب کوہ بوقبیس جا کر ایک درخت کی چھال لیکر اسکی ایک رسن بنائی پھر اس رسن کو ایک درخت کی شاخ مین چند سنگ زیر پا رکھکر باندھا اور اس رسیما کو بارادہ امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اسوقت امیر نے حلقہ رسن کا اپنی گردن مین ڈالا اور رو بقبلہ ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین اپنے گناہ

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھرون کو جو زیر قدم تھے اُنکو پانون سے ہٹا دیا جب وہ
چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اونچے ہو گئے حلقہ رسن کا گلوگیر ہوا اُسوقت
امیر کا عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقہ رسن گلے مین پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے بندہ
برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہای پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانہ انگور بھی ہمراہ لیتے
جاؤ جسوقت یہ حکم خالق آسمان وزمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بصد تعجیل زمین پر نازل ہوئے
اور اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر باتوقیر پر پھیرا فی الفور
حواس خمسہ امیر کے درست ہوئے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ اُسکا نورانی
ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی مذکور کے نظر کی اُس مرد اعرابی فرخندہ پیشانی نے امیر کو سلام کیا حمزہ نے جواب سلام
دیا بعد اسکے اس مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدہ خالق کون و مکان و اے مقبول بارگاہ معبود
انس وجان یہ کیا مزاج عالی مین آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یون کبھی کوئی مرد حق آگاہ
اپنی جان دیتا ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون مین اپنے خود گرفتار ہوتا ہے جب امیر
نے یہ گفتگو اُس اعرابی نیک خو سے جو سُنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اُسوقت جواب مین کہا
کہ اے مرد ابرار بندۂ خاص پروردگار کیونکر مین اسطرح اپنے تئین ہلاک کرنے کا درپے ہوتا اگر ایک کافر نے
مجمع مردمان مین مجکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجکو یہ منظور نہ ہوا کہ ذلت اٹھا کر زندہ رہون اس اعرابی نے
کہا ای امیر اب بہتر فضل خدا ہوا وہ کافر تو کیا ہے ہر ایک دیو وجن وغیرہ پر بھی تم غالب آؤ گے یہ کہکر اُس اعرابی
نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلا کمان مین رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہو کر سوئے
آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پر گرنے نہ پایا تھا کہ اس اعرابی نے دوسرا تیر چلۂ کمان مین رکھکر اور
تاک کر جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول مین جا کر پیوست ہوا ابھی وہ دونون
تیر زمین پر نہین گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم مین جا کر پیوست ہوا غرض
اسی طور سو چالیس تیر اُس اعرابی نے لگائے جب وہ جملہ تیر باہم جڑے ہوئے زمین پر گرے اس
مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کر دیا پھر اس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر رکھکر
نیزے کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو تعلیم
کی پھر ہنر نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر باتوقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے پیچ
کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہو گئے پھر اسپ بازی اور
چوگان بازی اور سوا اسکے جو کچھ فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتائے اور ایک دانہ انگور امیر کو کھلایا امیر
کو دانۂ انگور کے کھانے سے جملہ وحش وطیور و جن وانس وغیرہ کی تقریر سمجھ مین آنے لگی اور ہر ایک کی زبان
سے آگاہی ہو گئی جسوقت امیر باتوقیر نے اپنے تئین قوی پایا اور بہ نسبت قبل اپنے دست و پا مین بدرجہا
زور پایا فوراً زمین پر سجدۂ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدۂ شکر خدا کے امیر باتوقیر نے
اس مرد اعرابی سے پوچھا کہ اے ہادی فنون بے مثال و اے استاد ذی کمال یہ تو فرمائیے کہ آپ کا
نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپنے جو مجھپر احسان کیا ہے اُسکا شکر مجھسے ہو نہین سکتا اس اعرابی

سے فرمایا ای حمزۂ صاحبقران آپ کو میرے نام نے دریافت کرنے سی کیا فائدہ ہے مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون
حمزۂ صاحبقران نے کہا ای رہنماے فنون لاجواب اے عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہے تو مین
کیا کہونگا اسی وجہ سے چاہتا ہون کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہون جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اُسوقت
اس اعرابی ابرار نے سر جھکا کر فرمایا ای امیر باتوقیر آگاہ ہوجیے کہ مین ایک بندۂ خدا ہون فرمانبردار کبریا ہون میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہے لیکن دو جہان مین نام میرا مشہور جبرئیل ہے اسوقت حکم پروردگار سے یہان آیا ہون
اور ہنرہاے شائستہ کشتی کے بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا تمکو تعلیم کیے اور صاحبقران تمکو بتایا اب تمکو مناسب ہے
کہ جلد جاؤ اور اُس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ تعالے اسکو زیر کروگے اور وہ مغلوب ہوگا اور رسوا اسکے تم
ہمیشہ کفار کو قتل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزۂ صاحبقران
کو تو انتاے راہ مین چھوڑیے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران کے خواجہ
عمرو نے تھوڑی دیر تک طاہر عادی سے بھی تقریر کیا کیے کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے تو مین تم سے
کشتی لڑونگا اور تمکو آج اکھاڑے مین چت کرونگا بعد گفتگوے مذکور کے خواجہ عمرو نے یہ خیال کیا
کہ اے عمرو اب یہان ٹھہرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہے اگر یہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگیا اور
امیر نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر بھی یہان
آئینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہ ہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس پہلوان
نے کمزور اور ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہے کہ جاؤ مین نے تمہاری خطا معاف کی اور مین نے بھی کلمات طعن آمیز
امیر کو کہے ہین ایسا نہو کہ امیر اپنے تئین ہلاک کرین اسوجہ سے بھی یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہے جلد جا کر امیر
کو دیکھنا چاہیے اور خبر انکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی کہ مین امیر
کو بلانے جاتا ہون انکو لیکر ابھی آتا ہون خبردار اے پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا مین تجھسے ضرور
کشتی لڑونگا اور تجکو زیر کرونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ
عمرو کو جاتے ہوے دیکھکر پکارے کہ لینا یارو یہ دبلا پتلا لڑکا بھاگا جاتا ہے اسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انہون نے کہا اے پہلوان بیمثال خوب
ہوا کہ یہ دونون لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونون طفل خواجہ عبد المطلب کے فرزند ہین اور خواجہ عبد المطلب
انکو نہایت پیار کرتے ہین اور یہ دونون لڑکے شوخ بھی از حد ہین تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا مناسب بھی نہین تھا
کیونکہ وہ اگر زیر ہوتے تو خواجہ عبد المطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و شجاعت مین بمثل
ہین وہ اپنے فرزندون کے عوض مین تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا اُن دونون لڑکون کا
بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمہاری عزت و توقیر نہ ہو جاتی اور مرتبہ تمہارا بڑھ نہ جاتا
خاص و عام یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا وہ دونون لڑکے بہانہ کرکے
چلے گئے تمہاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
مگر خواجہ عمرو جو دوڑتے ہوے امیر کے مکان پر آئے تو امیر باتوقیر کو مکان پر نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین کامل
ہوا امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو خدا سے
دعا کرتے ہوے جانب صحرا چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت مجکو ملین جب خواجہ عمرو قریب بوقبیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد و خرم چلے آتے ہین اور چہرہ اسقدر نورانی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے اور رعب و دبدبہ رخ
انور سے اسقدر آشکار ہے کہ مجال نہین ہے اور پیشانی سے نور سروری اور سرداری ظاہر ہے پہلے تو خواجہ عمرو
امیر سے مضحکہ کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر با توقیر کا دیکھ کر قدوم میمنت لزوم حمزۂ صاحبقران پر
گرے امیر نے سر خواجہ عمرو کا اونکے قدم سے اوٹھا کر خواجہ عمرو کو برادر کہکر گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا اے امیر با توقیر بانشاء اللہ آج تو آپ کے چہرہ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہے رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہے
کیا باعث ہے امیر با توقیر نے فرمایا ای برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اون حضرت
نے مجکو چند فنون تعلیم فرمائے ہین تم میرے بھائی ہو مین تمکو بہت عزیز رکھتا ہون یہ نہین چاہتا کہ تم اون حضرت کی
زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید اونکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہین کہ تمکو بھی کچھ اون حضرت سے فایدہ
ہو خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزۂ صاحبقران سے سُنی اوسی وقت بیتاب و بیقرار
ہو کر جانب بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ اے جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین برائے خدا
ذرا ٹھہر جائیے یہ خاکسار ذرہ بمقدار آپ کی خدمت فیضدرجت مین اُفتان و خیزان حاضر ہوتا ہے مجکو بھی اپنی
زیارت سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ عمرو کی
سُنی بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا کہ بحکم
خداوند دوسرا گوہر مدعا سے اوسے بھر کر بیجا خواجہ عمرو نے جیتے تقریر حضرت جبرئیل کی سُنی عرض کیا حاضر
ہون جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد ادای شرایط تسلیم و تعظیم قدم حضرت جبرئیل
کو بعد خواہش و آرزو چوما پھر بکمال عجز و انکسار سر روبرو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے ہوئے
پھر جسارت کر کے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ اے جناب فیضمآب جہانتک آپ
سے ہو سکے مجکو دیجیے زیادہ تر مجکو جواہر گران بہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے مسکرانے
لگے بعد ہنسنے کے اسطرح فرمایا کہ اے ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران تجکو عنایت خدا
سے عجیب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرما کر تین چیزین عمرو کے سامنے رکھدین یعنے ایک
قرغول جسکو طے الارض کے واسطے پانون مین باندھتے ہین دوسرے بادمہرہ جسکو سفید مہرہ بھی
کہتے ہین اور تیسرے حقہ جسمین پر لگا تھا عنایت فرمایا اور کہا اے عمرو خاطر جمع رکھ تو جناب ختم الانبیا
کا نایب ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین قرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کرون یہ تو کسی
کام کی اشیا نہین ہین نہ کچھ یہ چیزین مثل جواہر کے قیمتی ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ای عمرو آگاہ
ہو کہ یہ قرغول اگر کوئی شخص اپنے پانون باندھکر چلے ہزارہا فرسخ کی راہ بہت جلد جلد طے کرے کیونکہ اس قرغول
قرغول کے پانون مین باندھنے سے طے الارض کے واسطے زمین کی طنابین کھنچ جاتی ہے اس سے بہتر تمہارے
واسطے اور کوئی شئ خوب نہین اور یہ بادمہرہ عجب نایاب شئے ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ اسکو بجاؤگے تو تمام عالم مین اسکی
صدا جائیگی غرض درند اور پرند جسقدر ہین سب اسکی آواز سُنکے ناچنے لگینگے اور صدا اسکی پسند کرکے رقص
کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہے جب اسکو داغ کے کفار پر مارو گے ہزارہا کافرون کے چہرے اور جسم
جلا دیگا اور سر اس حقہ کا تمہارے ہاتھ مین رہیگا تم سے جدا نہوگا اے عمرو سامنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجکو مال دنیا سے اسقدر

عنایت فرمایئے کہ مین اپنی تمام عمر کسی کے آگے براے سوال ہاتھ نہ پھیلاؤن حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگوے عمرو سنکر ہنسے اور فرمایا اے عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی نام اسکا دنیا مین باقی رہے اور کبھی مال دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اسکا نام خاص و عام کی زبان پر جاری ہر ایک شخص اسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہین کہ بعد مرنے کے بھی بوجہ کمال کے اہل جہان انکا ذکر کرتے ہین پس اے عمرو تمکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ کمال حاصل کرو خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی یہ گفتگو سنکے کبیدہ خاطر ہوکر منھ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو عنایت فرمایئن نصیحت نہ کرین حضرت جبرئیل ع خواجہ عمرو کی تقریر سنکے پھر ہنسے اور فرمایا اے عمرو تو یہ لیکے ایک دانہ انگور نکالکر چاہا کہ خواجہ عمرو کے دہن مین دین خواجہ نے کہا مین ایک دانہ انگور کھاکر کیا کرون یہ دانہ انگور کسی نادان کو کھلایئے گا کیونکہ اس دانہ انگور کے کھانے سے میرا کیا بھلا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھا تو لو یہ دانہ انگور نہایت مزے کا ہے خواجہ نے منھ کھولا جبرئیل ع نے وہ دانہ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا اے عمرو دہن بند کر لو اس دانہ انگور مین عجب حکمت ہے ایک دم مین بہتر شکلین بدلنے کی یہی صورت ہے جسکی شکل کا اپنے دل مین خیال لاؤگے مصور قدرت ویسا ہی نقشا تمھاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے دو دانہ انگور کھاکر کہا آپ نے مجکو ایک دانہ انگور کھلاکر بہلا دیا اور ایک کوڑی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلایئے جناب جبرئیل ع نے اور ایک دانہ انگور خواجہ عمرو کے منھ مین دیا اور فرمایا کہ دہن بند کر لو کہ یہ بھی عجیب و غریب نعمت ہے کہ تمسے بہتر کوئی خوش الحان نہو گا اے عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو الحان داؤدی دیا اب تمھارے گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش و طیور وجد مین آئینگے اور محو ہو جائینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی کھا لیا اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے مجکو ایک ایک کرکے دو دانہ انگور تو کھلائے ابکی مرتبہ بہت سا میوہ کھلایئے تاکہ میرا پیٹ تو بھر جاے آج کھانے ہی فرصت ہو جاے اور اگر ہو سکے تو جواہر سرخ و سفید مجکو دیجیے مین نے کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہون حضرت جبرئیل ع نے فرمایا جو مجکو حکم خدا ہوا ہے مین تمکو دونگا زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہین ہوا ہے یہ فرماکر ایک دانہ انگور نکالکر فرمایا خیر اے عمرو یہ بھی دانہ انگور کھا لو کاملان جہان سے ہو گے خواجہ عمرو نے منہ کھولا حضرت جبرئیل ع نے تیسرا دانہ انگور کا خواجہ عمرو کے منھ مین دیا اور کہا دہن بند کر لو خواجہ نے دہن بند کر لیا حضرت جبرئیل ع نے فرمایا اب واسطے قتل کرنے کفار کے تین سو ساٹھ مکر تمکو یاد آجایا کرینگے قلعہ گیری بے جنگ کے کروگے جب خواجہ عمرو وہ بھی دانہ انگور کا کھا چکے پھر حضرت جبرئیل ع سے بصد منت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوایئے حضرت جبرئیل ع نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمھارے نصیب کا نہین ہے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دامن قبائے حضرت جبرئیل ع علیہ السلام اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتایئے ہر چند کہ جانتے تھے حمزہ صاحبقران سے سن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل ع نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے جہان حکم خدا ہوتا ہے وہان مین جاتا ہون اور حکم خدا بجا لاتا ہون میرے پاس تمھاری تقدیر اتنا ہی تھا اب کچھ مجھے دینے کا حکم نہین یہ جو کمال تمکو بتائے ہین یہ کیا کم ہین اے عمرو اب زیادہ حرص و ہوس نہ کرو میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ مین بغیر کچھ زر و جواہر لیئے ہوئے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا جب حضرت جبرئیل ع نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہین چھوڑتے اسوقت کچھ سنگریزے اٹھاکر خواجہ عمرو کو

حوالے کئے خواجہ عمرو نے بیتاب و بیقرار ہو کر جیب وہ سنگریزے اپنے ہاتھ مین لئے اور انکو دیکھا وہ سب لعل بدخشانی تھے اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انمین تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر انمین دیکھنے سی خیرہ ہوئی جاتی تھی القصہ بمجرد دستیاب ہونے ریزہ ہای یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت جبرئیل ع پہاڑ پر غائب ہوگئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہوگئے جو خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلے بعد تھوڑے دور چلے آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ یہ سنگریزے ہین ہاے افسوس کہکر کھڑے ہوگئے اور کہا واہ اُستاد کیا فقرہ دیا ہے کیون نہو آخر ہمارے رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے آئے تھے ہم سے فقرہ نہ کرتے سچ ہے اُستاد اُستاد ہی ہے اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہے اُستاد کے کمال کو نہین پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اُس جواہر کے سنگریزے ہو جانے کا از حد صدمہ کیا آخر مجبور و ناچار ہو کر وہان سے چلے جب قریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنا بیان کیا امیر با توقیر نے فرمایا اے خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر ہے چلیے غرض حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی طرف روانہ ہوئے وہان اکھاڑے پر مقبل و فادار پہلوانون کی کشتی دیکھا تھا جب امیر اور خواجہ عمرو کو اکھاڑے پر آنے مین دیر ہوئی مقبل و فادار نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ابھی تک امیر اور خواجہ عمرو یہان نہین آئے کیا باعث ہے جا کر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہان سے چلا اثنای راہ مین امیر اور خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی اپنا حال اوّل سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا اے حمزۂ صاحبقران ابھی آپ یہان توقف کرین مین بھی کوہ قبیس پر جاتا ہون شاید مثل آپ کے مجھے بھی حضرت جبرئیل سے ملاقات ہو جائے اور کچھ مجکو بھی اُن جناب سے کمال حاصل ہو جاوے امیر نے فرمایا بہتر ہے جاؤ ہم یہان تمہارے منتظر ہین مقبل وفادار بھی بہ تعجیل تمام کوہ بوقبیس پر پہونچا اور پکارا یا جبرئیل ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمایئے قدمبوسی کا مجکو بھی از حد اشتیاق ہے چہرہ پُر نور اپنا دکھلایئے جو حکم خداوند عالم ہو مجکو بھی دیجئے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بوقبیس پر منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سُنی فوراً ظاہر ہوئے اور سامنے مقبل وفادار کے تشریف لائے مقبل وفادار نے بصد ادب تسلیم کی اور بعد تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا حضرت جبرئیل نے مقبل وفادار کو بھی فن تیر اندازی تعلیم کیا اور فرمایا کہ اے مقبل شکر خدا کر عجب فن ہے مثل مین نے تجکو حکم خدا سے تعلیم کر دیا بعد حمزۂ صاحبقران کے تیرا ہمسر تیر اندازی مین کوئی شخص نہ ہوگا یہ فرما کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہوگئے مقبل وفادار مسرور و شاد کوہ بوقبیس سے چلا اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار اکھاڑے کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا کہ پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونون لڑکے خواجہ عبد المطلب کے آگئے ہین وہ پہلوان اور جملہ مردمان امیر با توقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ اے پہلوان ہوشیار ہو مین آ پہونچا آج تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاء اللہ تجکو زیر کرونگا امیر با توقیر نعرہ کر کے اکھاڑے مین آئے پہلوان طاہر عادی

صداے نعرۂ امیر سے ڈر گیا پھر قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمھارے ورثا سے بھی کوئی شخص ہے یا نہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث و بزرگ افضال خدا سے ہان ہین اور ہسم رئیس خانہ کعبہ کے ہین اور نسل پیمبر خلیل اللہ سے ہین لیکن تجکو اس امر سے کیا مطلب ہے ہمنے جو تجھسے وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا بموجب اُس وعدے کے آئے ہین طاہر عادی نے کہا مین تم سے اس شرط سے کشتی لڑتا ہون کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا دو کہ ہسم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہین اگر ہمکو یہ پہلوان کر ڈالے تو کوئی ہمارے ورثا سے ہمارے خون کا دعوے نہ کرے اور اگر کوئی ورثا سے دعوی کرے بھی تو خاص عام اُس دعوی کو باطل تصور کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تیری یہی خواہش ہے تو فوراً قلم و روشنائی لے آ ہم ابھی لکھدین القصہ حمزۂ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکور کے اور اپنی مہر کرنے کے ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنے کے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے مین سرگرم کشتی ہوئے راوی لکھتا ہے اُسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک شخص ڈھول بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑون آدمی غالب ہونے حمزۂ صاحبقران کے واسطے خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل مین یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزۂ صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزۂ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہین غرض جب حمزۂ صاحبقران اور اُس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے تو چاہا کہ سہولیت سے حمزۂ صاحبقران کو پٹک دے لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُس پہلوان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر دے پٹکا اور سینہ پر سوار ہو کر اُس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کر تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے پہلوان نے دین اسلام کرنے سے انکار کیا حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانون اُس پہلوان کے دونون ہاتھون سے پکڑ کے اور ایک پانون پر اُسکے اپنا پانون رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر کو تابصدر چیر ڈالا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان تماشائی مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانون کے چہرے زرد ہو گئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے خصوصاً مطاہر عادی تو دیکھکر دنگ ہو گیا غم سے جسم مین لہو خشک ہو گیا صدمۂ طاہر عادی سے اشک آنکھون مین بھر لایا لیکن ضبط کر کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ مین بھی تم سے کشتی لڑونگا عوض طاہر عادی کا تمسے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم مین اُسی کے پاس بھیجونگا مطاہر عادی یہ سنکے غصہ مین آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا امیر نے مطاہر عادی کو بھی مثل طاہر عادی کے زیر کر کے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے ابکی مرتبہ زیادہ تر شور و آفرین بلند کیا جب حمزۂ صاحبقران نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کو کمال رنج و صدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کر کے حمزۂ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اُٹھکر حمزۂ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اُسوقت خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے مین آئے خواجہ عمرو نے بفن عیاری اُن مین سے اکثر ہلاک کئے اور بعضون کو مقبل وفادار نے سوے سفر روانہ کیا اور کتنون کو حمزۂ صاحبقران نے اُٹھا اُٹھا کے زمین پر یون ٹپکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے آیغن سے ہلاک ہوئے باقیماندہ حمزۂ صاحبقران کے

خوف سے بھاگے حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بعد خوشی و خرمی اکھاڑے سے اور گرد اور
مٹی اپنے اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس بیتن فرما کے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزۂ صاحبقران
چند قدم اکھاڑے سے گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور مطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے آئے اور
اُن دونون پہلوانون کے چار ٹکڑے اٹھا کر جانب ملک مدائن یہ کہکے روانہ ہوئے کہ اب امیر پر غضب سلطانی
آئیگا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی تو دونون کی لاشین لئے ہوئے نالان اور گریان جانب
مدائن جاتے ہین انکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور
مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے حمزۂ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے
اثنائے راہ مین مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت و شجاعت کی بہت تعریف کی
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجکو ان کافرون پر غالب کیا ورنہ مین انسے لڑ نہین سکتا تھا
مقبل وفادار گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے کہنے لگا کہ مین امر ضروری کے واسطے جاؤنگا آپ اپنے گھر چلے
جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا حمزہ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ
داستان بھاگ جانا حمزۂ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد ذلوقار کے بہمراہی مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا حمزۂ صاحبقران کا
شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبدالمطلب کا حمزہ صاحبقران کو یمن سے
ذوالفقاران عرصۂ بلاغت و نامداران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان مین اسطرح دکھلاتے ہین
کہ جب حمزۂ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثنائے راہ مین مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہوکر
ایک طرف چلا گیا تھا حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتین کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور
قریب مکان پہونچ چکے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر و پریشان بعجلت تمام
مکان کی جانب سے چلا آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے
ہوئے کہان سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونے کا کیا ہے مقبل نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران
اسوقت گذر میرا آپ کے مکان کی طرف ہوا تھا دیکھا مین نے آپ کے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کو اپنے
مکان کی ڈیوڑھی مین تشریف رکھتے ہین اور دو تین آدمی اُنکے پاس بیٹھے ہین والد ماجد آپ کے اُن آدمیون سے
فرما رہے ہین کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانون کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان
کو خبر ہوگی کہ نمکخوارون کو میرے پہلوانون کو حمزہ نے مار ڈالا ہے تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ وہ
اپنے زمانے کا بادشاہ ہے اُسکے قبضہ مین ملک و سپاہ ہے دیکھئے وہ اب ہمسے اور حمزہ سے کس طرح پیش آتا ہے
اے حمزۂ صاحبقران مین نے جو غور سے دیکھا آپ کے والد ماجد کے چہرۂ پرنور سے غیظ ظاہر ہے پس
میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بعوض قتل کرنے
اُن پہلوانون کے سزا دی تو اچھا نہین ہے یا آپ کو نوشیروان کے حوالے کردیا اور اسنے آپ کو
اگر خدانخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچایا تو بھی برا ہو لہذا ہر طرح سے اسوقت آپ کا اپنے مکان پر
جانا مناسب نہین ہے حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے مقبل وفادار تمام و کمال سنکے خواجہ
عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا

آپ کا مکان پر بہتر نہیں ہے اب لازم ہے کسی طرف کو یہاں سے تشریف لیچلیے لیکن یہاں سے دور نکل چلیے تاکہ آپ کے والد ماجد پھر آپ کو نہ پا سکیں حمزہ صاحبقران نے کچھ فکر کر کے مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنی حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہے نہیں معلوم مجھسے کسطرح پیش آئیں خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلیے میں آپ کے ہمراہ ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب چلے اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوئے حمزہ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور ایک دن برابر راہ طے کی دوسرے روز حمزہ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا آخر مجبور ہو کر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے برادر اب تو ہم سے بہ سبب گرسنگی اور تشنگی کے چلا نہیں جاتا اگر کہیں کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر آپ اس درہ کوہ میں مع مقبل وفادار تشریف رکھیں میں جستجوے آب و طعام میں جاتا ہوں اور جس طرح سے ممکن ہوگا لاتا ہوں حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار تو درہ کوہ میں ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بہ تلاش آب و طعام روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک شہر میں پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہے رعایا خرم و شاد ہے خواجہ عمرو نے ایک روپیہ اپنے پاس سے نکالا جو ترکیب سے بنایا تھا اور نان پز کی دکان پر آکر اس سے شیرمال و کباب طلب کئے جب خواجہ عمرو لیکر اسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہے خواجہ عمرو نے نان پز کے حوالے کیا نان پز نے وہ روپیہ دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ میں نہ لونگا مجھکو اور بدل دیجئے کیونکہ یہ روپیہ عجب طرح کا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کس بادشاہ کے وقت کا ہے اور کس سنہ کا ہے اور مجھکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کہا روپیہ تو کھوٹا نہیں ہے مگر تو بے ایمان ہے ایسے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہے یہ روپیہ زمانہ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر و اولوالعزم کے وقت کا ہے ذرا اچھی طرح دیکھ تو نان پز نے دوبارہ اس روپیہ کو دیکھا اور زمین سے جو اس روپیہ کو ملا تو وہ ٹوٹ گیا نان پز نے کہا میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہے کھرا نہیں ہے آخر وہی ظاہر ہوا جو میں سمجھے ہوئے تھا غرض بعد اس گفتگو کے اس نان پز نے کہا میاں یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجھکو دو خواجہ عمرو نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ تو ہوا روپیہ لیکر میں کیا کروں پھر کہا یہ روپیہ میرا ابھی نہیں نہیں ہے تو بے ایمان ہے کھرا روپیہ دیکر مجھ کھوٹا روپیہ دیتا ہے وہ نان پز یہ تقریر خواجہ کی سنکے بمصلحت چپکا ہو رہا اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکانداروں کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ یہ غافل کھڑے ہوئے تھے پکڑ لیا اور دکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نان پز وغیرہ مار پیٹ کر نکل جاؤں مگر یہ ممکن نہ ہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونوں ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر میں لپٹے ہوئے تھے نان پز بھی خواجہ کی گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور فریاد کرتا تھا ارے یارو دوڑو اس فریبی اور جعلساز کو گھیر لو یہ کھوٹا روپیہ بنا کر میرے پاس لایا ہے نان پز کی فریاد سننے سے اور بھی چند دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہو گئے اور گرد خواجہ عمرو کے اکٹھے ہوئے اسوقت خواجہ عمرو مجبور ہو گئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھوں کو اور کمر کو پکڑے ہوئے تھے اور صدہا مردمان گھیرے ہوئے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغوں اور چلدوں غرض جب مجمع مردمان کثیر گرد خواجہ عمرو کے ہو گیا اور شور و غلغلہ عظیم بلند ہوا اسوقت اکثر آدمیوں نے نان پز سے کہا اس شخص کو کوتوالی لیجاؤ وہ تمام کیفیت اور حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جا کر بیان کو

کوتوال اس شخص کو سزاے معقول دیگا نان پز کو ان آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی بموجب ان آدمیون کے کہنے کے وہ نان پز اسی طرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور کمر مین چند آدمی پٹے ہوئے قریب کوتوالی کے پہونچا اور فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر صداے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج شہر مین کیا واقعہ ہوا ہے یہ کون نالہ و فغان کرتا ہو یہ خیال کر کے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت کمسن دُبلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوئے کشان کشان اس طرف لئے آتے ہین ایک نان پز نالہ و فغان کرتا ہے سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے ہوئے ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہے ارے یارو بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ روپیہ اس نان پز کو نہین دیا تھا تمکو لازم ہے کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا روپیہ اس نان پز سے مجکو دلوا دو الغرض جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوے کوتوالی مین لائے کوتوال نے پوچھا ای نان پز کیا ہوا کیون روتا ہو اور شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہے نان پز نے بعد سلام کے عرض کیا حضور مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دکان پر آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین اور خمیری روٹیان اور کباب مجکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین اور خمیری روٹیان اور کباب اسکو دیدیے دیکھیے حضور ابتک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس موجود ہین جب مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دے چکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ مجکو دیا مین نے روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہے مجکو بدل دو اسنے کہا یہ روپیہ کھرا ہے کھوٹا نہین ہے مین پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہے اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار ہون کہ شخص سے مجکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے لیکے یہ مجکو دیدے مین اپنی دکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا اے شخص سچ کہو یہ کیا مقدمہ ہے خواجہ عمرو نے یہ فریاد و فغان کہا اے کوتوال شہر آپ نہایت منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجکو پکڑا ہے جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ تو رکھ لیا ہے اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہو اور کہتا ہو کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہے مین اس روپیہ کو کبھی نہ لونگا کوتوال صاحب آپ کو خیال فرمایے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جانون اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہے مین اس روپیہ سے واقف نہین اب امیدوار ہون کہ آپ اس نان پز کو سزاے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہے اور شرفا کو ذلیل کرتا ہو کوتوال شہر نے گفتگوے خواجہ عمرو سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کر کے جسکی خطا ثابت ہوگی اسکو سزا دیجائیگی خواجہ عمرو و نان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہو کوتوال بھی بیٹھا ہے اور چند بقال بھی بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی مدعا الیہ کا سن رہا ہے اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہے محرر لکھ رہا ہے لیکن اب کچھ حال حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آئے ہوئے دیر ہوئی حمزہ صاحبقران کو بھوک اور پیاس زیادہ معلوم ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے

فرمایا اے مقبل وفادار نہین معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہان نہین آئے اتنی دیر
سبب بھوک اور پیاس کے حال ابتر ہے مقبل وفادار نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی فطرت
سے خوب واقف ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو کسیسے بزبردستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ جو
آپ نے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اور شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان مین کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہین آئے ہین یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزہ صاحبقران فرمایا اے
مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شریر ہونے مین کچھ شک نہین اور یہ بھی تعجب نہین کہ شخص
کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو لیس باین خیال یہان اب
توقف کرنا مناسب نہین ہے چلو خواجہ عمرو کی خبرین دیکھین انسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہے مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہے کہ آپ یہانسے تشریف لیجا کر خواجہ عمرو کی خبرلین مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون غرض حمزہ
صاحبقران بہمراہی مقبل وفادار درۂ کوہ سے نکلکر جس طرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ جب حمزہ
صاحبقران شہر مین داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتین باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج شہر مین طرفہ واقعہ سننے مین آیا ہے کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا
روپیہ یہان کی بازار مین لیکر آیا تھا اور کوئی شے خرید تا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دوکاندار نے اسکو
پکڑکے کوتوال کے حوالہ کیا ہے اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہین دیکھین یہ خبر سچ ہے یا جھوٹھ ہے حمزہ صاحبقران
گفتگوان مردمان شہر کی سنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دوکاندار کو دیا ہوگا وہی
گرفتار ہوئے ہین غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار آگئین مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی مین آئے
حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک شخص
مغموم وحزین بیٹھا ہوا ہے محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہے حمزہ صاحبقران نے ایک سے پوچھا
یہ شخص وملول بیٹھا ہوا ہے یہ کون ہے اسنے حمزہ صاحبقران سے کہا یہ تاتار ہے اسی طرح پر کو اس شخص سے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہین کھوٹا روپیہ لیکر شیرمالین اور روٹیان لی تھین حمزہ صاحبقران کو جب یہی
حقیقت معلوم ہوگئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ اے کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہین رہا کردے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا کوتوال شہر نے حمزہ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دوکاندار کو دیا ہے اسکو سزا ے سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو اور کیا
کیا شخص کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمہارے حق مین باعث خرابی ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین نے
تجھسے یہ کہا کہ اگر اسکو تو رہا نہ کریگا تو مین تجکو قتل کرونگا کوتوال شہر کو حمزہ صاحبقران کی گفتگو سنکے
غصہ آیا اور سپاہیو نسے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کرلو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہے سپاہی
بحکم کوتوال حمزہ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزہ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسے مار کر ہلاک
کیا اور تلوار اسکی لیکر اور سپاہیون پر حملہ کیا مقبل وفادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دلمین خیال کرنے لگے کہ اب مین
رہا ہو جاؤنگا خواجہ تو اپنی رہائی کا خیال کررہے ہین لیکن حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے ان سب
سپاہیون کو جو گرفتار کرنے کے واسطے بڑھے تھے قتل کیا اب تو کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیون کو ہمراہ لیکر

حمزۂ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزۂ صاحبقران نے کوتوال کو بضرب شمشیر آبدار ایسا زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند سپاہیونکو قتل کرکے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوئے انھون نے بھی کوتوالی سے ایک خنجر لیکر لڑنا شروع کیا اور حقہ آتشباری عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیون کی طرف داغا سپاہی اکثر جل گئے اور بہت سے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوئے آخر تاب مقابل نلاکر بھاگے اور روتے ہوئے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے واسطے چلے جو لوگ کہ لڑائی دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگے شہر مین اب ہنگامہ عظیم ہوا دکاندارون نے اپنی دکانین بند کردین نان پز حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی مین جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزۂ صاحبقران کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سپاہی صدہا قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اسوقت خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے کہا اے امیر اب یہان سے کسی جانب چلئے یہان ٹھہرنا اچھا نہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بھاگنا شیوہ بہادرون کا نہین ہے مین ہرگز نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ بھاگ جائے کسی طرف فکر آب و غذا مین تشریف لیچلئے حمزۂ صاحبقران نے کہا اچھا اے خواجہ چلو یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران ہوگئے اور ایک جانب چلے مردمان بازاری حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بھاگے غرض حمزۂ صاحبقران بعد تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک صحرا سبزہ زار مین پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار اس صحرائے سبزہ زار مین ہے اسوقت حمزۂ صاحبقران سے کہا اے امیر باتوقیر چلئے اس باغ کی سیر کرین امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازہ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم مخمور محبوب کے بند ہے لیکن کچھ کچھ درخت باغ کی مانند قد موزون جانان کے معلوم ہوتے ہین اور بار اثمار سے جسوقت ہوا چلتی ہے جھومتے ہین باد نسیم جو بوے گل سے بس کر آتی ہے دماغ جان کو معطر کرتی ہے چار دیواری اس باغ رشک ریاض گلشن ارم کی ایسی سنگہاے صاف کی ہے کہ مانند آئینہ کے روشن ہے بلکہ آئینہ سکندری سے بھی صفائی مین بہتر ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہے ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے بھڑا کر اس باغ مین جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران تامل کیجیے مین ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعہ کمند آئے اور پھر باغ مین داخل ہوکر کنڈی کھول دی حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باغ مین گئے امیر باتوقیر نے وہ باغ عجیب پر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت ہر ایک گل سے اس باغ کی ظاہر و آشکار تھی جا بجا تھالون مین پھولون کے انبار تھے کئی فرسنگ کی گرد مین وہ باغ تھا اور چارو کونون پر اس باغ کے چار بنگلے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد بنگلون کے علاوہ گلہاے رنگارنگ کے سبزہ نو دمیدہ کنار نہرین خوش آب جا بجا اس باغ مین جاری تھین مرغان خوش الحان گلشن مین چہچہے کرتے تھے خصوصا عندلیبان خوش نوا کی صدا سنکے گلہاے باغ خوش ہوکر ہنستے تھے اور غنچے شاد ہوکے مسکراتے تھے القصہ حمزۂ صاحبقران نے جو اس باغ جنت نظیر کی ہوا کھائی اور سیر کی غلبۂ تشنگی اور خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزۂ صاحبقران بیچ باغ مین بارہ دری

تھی وہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہین کلابتون کی ڈوریون سے بندھے ہین جب بارہ دری کے اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش مکلف بچھا ہے جملہ سامان عیش و سرور موجود اور مہیا ہے چنگیر جو گھڑے عطردان پاندان جابجا قاعدے اور طرح سے رکھے ہین اوٹ پھولون کے کھڑے ہین پلنگ جواہر نگار بچھے ہین ایک جانب سامان و اسباب مینوشی ہے جام اور ساغر اور شیشے شراب کے ایک کباب اور اشیاے گزک ہین کسی کسی جانب آبدار خانہ ہے کسی جانب جواہر خانہ ہے الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہے حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہے امیر با توقیر جو بارہ دری مین ٹھہرے خواجہ عمرو ایک کرسی جواہر نگار اسی بارہ دری سے اٹھا لائے حمزہ صاحبقران اس کرسی جواہر پر بیٹھے مقبل وفادار وہان سے نگہبانی کرنے لگے خواجہ عمرو در پردے حمزہ صاحبقران حاضر رہے اسوقت حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھا دو خواجہ نے پردے باندھ دیئے حمزہ صاحبقران بارہ دری سے سیر باغ کرنے لگے ناگاہ سامنے سے ایک پیرمرد سر پر دستار رکھے ہوئے چکن پہنے ہوئے کمر مین پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اول دو گھوڑے باغ مین ایک درخت سے بندھے ہوئے دیکھے پھر جانب بارہ دری جو آیا دیکھا اسنے ایک لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمین رنگ ہاشمی چہرہ پر نور ہویدا خال سبز بھی ظاہر کرسی جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہے سیر باغ کی کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس پیرمرد کے ہوش و حواس بجا نہ رہے ایسی اسکے دل مین محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزہ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور قریب آکر پوچھنے لگا کہ اے نونہال گلشن کامرانی و اے گل حدیقہ حسن لاثانی حضور پرنور کہان سے تشریف لائے ہین دولتسرا کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہے اور کیونکر اس باغ مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے پیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ مین اک مرد مسافر ہون بوجہ طے کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا یہان آکر بیٹھ گیا اگر تمھارا کچھ نقصان میرے یہان بیٹھنے سے ہو تو مین چلا جاؤن اب تم اپنی حقیقت سے مجکو اطلاع دو اسی باغ مین رہتے ہو یا اور کہین اس پیرمرد نے عرض کیا کہ مین ایک ملازم شاہ یمن کا ہون اور حفاظت اس باغ کی کرتا ہون اور یہ باغ بادشاہ یمن کا ہے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ میرا فرزند نوجوان جسنے اچھی طرح بہار گلشن شباب کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان مثل بوئے گل گلستان دہر سے سوئے عدم گیا اسکے صدمہ جدائی نے میرے دل کو مثل لالہ کے داغدار کیا ہے مین نے جو اسوقت حضور کو یہان بیٹھے ہوئے دیکھا مجکو اپنا فرزند یاد آگیا اب حضور مجھسے کوئی خدمت لین جو فرمائین مین ابھی بجا لاؤن حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے پیرمرد خوش انجام اگر تمھاری بھی خوشی ہے کہ مین کوئی خدمت تمسے لون تو اسوقت میرے واسطے اور میرے بھائی کے واسطے قسم طعام سے جو ممکن ہو لاؤ پیرمرد نے عرض کیا کہ قسم کا کھانا یہان موجود ہے حضور کے واسطے لاتا ہون امیر با توقیر نے پھر یہ خیال کیا کہ یقین ہے کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہین ہے کہ مین کھاؤن پس ایسی چیز سے فرمایش کرون جو خشک ہو اور کھانا اس شے کا کافر سے لیکر شرع مین درست ہو یہ خیال کر کے حمزہ صاحبقران نے اس مرد پر خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ خرمے تازہ درخت کے ٹوٹے ہوئے ہم کھائین اگر تمھارے امکان مین ہون تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیرمرد نے عرض کیا اے خداوند نعمت درخت کے بلند ہین خرمے تو کسی طرح دستیاب نہین ہو سکتے اگر فرمائین تو مین سب حاضر کرون جسوقت اسکی خوشی

نے خرمے حاضر کرنے سے عذر کیا خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد اگر تمھاری اجازت ہو تو مین درخت پر چڑھ جاؤن
اور خرمے توڑ کر لے آؤن وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین بھی دیکھون آپ کیونکر ایسے سیدھے
درخت پر چڑھ جاتے ہین اور خرمے توڑ کر گراتے ہین بس بس خاموش رہیے اسقدر زیادہ گوئی نہ کیجئے اپنی جان
عزیز کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا نہ جائیگا اگر درخت پر چڑھ جایئے گا تو ضرور گر کے مرجائیگا
بدیان ریزہ ریزہ ہو جائینگی خواجہ عمرو نے کہا اے پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو
پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر مین درخت پر چڑھ جاتا ہون اور کتنے خرمے توڑتا ہون اُس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ سے
درخت پر چڑھا جائے تو جائیے خرمے توڑ کے کھائیے اور لے آئیے خواجہ عمرو کو جب اُس بڈھے نے اجازت
درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اُٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے
اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا اے برادر اے خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو ہم بھی بھوکے ہین ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے
یہ کہکر دو چار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیئے اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا اے خواجہ عمرو اگر مین تمکو درخت تک
پا جاؤن تو خرمے نہ دینے کا مزا چکھاؤن خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو مین ایسی جگہ بیٹھا ہون کہ آپ یہان تک آ نہین سکتے
جب مین درخت سے اُتر و نگا اسوقت آپ مجھسے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ مین
درخت پر چڑھ نہین سکتا اگر مین ابھی درخت پر رد کرون تو جڑ سے اکھیڑ کے پھینکدون اور تمکو اچھی طرح سے درست کرون
خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت گھنی ہوئی جڑ کا نہین ہے جو مثل اُن درختون کے جڑ سے اکھڑ جائیگا جب
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگو طعن آمیز سنی اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا
اور بے اختیار کرسی سے اُٹھکر قریب اس درخت کے آکر اور دونون ہاتھون سے اُس درخت کو پکڑ کے ایسا
زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے
لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہو کر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کر کے زمین پر آئے درخت
خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اُسوقت خواجہ عمرو خرمے اُس درخت کے یہ کہکے توڑنے لگے کہ اے
حمزہ صاحبقران مین بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اُس درخت کو اکھیڑین اسی واسطے مین خرمے نہین دیتا تھا
لیجیے اب مین آپ کے واسطے پکے پکے لاتا ہون آپ کھائیے غصہ نہ فرمایئے حمزہ صاحبقران خواجہ کی
باتون پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اُسی بارہ دری سے دو تین قابین لیکر اور اُنکو آب نہر سے
پاک کر کے خرمے اُنھین قابون مین رکھے اور ایک ظرف مین پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے روبرو
آئے اور وہ قابین جنمین خرمے تھے اور وہ ظرف آپ سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے اے امیر با توقیر بسم اللہ
خرمے کھایئے حمزہ صاحبقران بارہ دری مین کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کو دیئے یہ دونون بھی خرمے کھانے لگے جب اُس پیر مرد نے دیکھا کہ اس لڑکے نے درخت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور آپ
بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا
حضور نے اچھا کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل اس
درخت کے ملک یمن مین اور درخت نہ تھا اس درخت کا خرما نہایت شیرین اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ اگر
درخت کا اکھیڑنے کا حال شاہ یمن سنیگا تو مجھکو اور آپکو سزاے سخت دیگا عجب نہین کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سنی نہایت ہی برہم ہوئے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کیا طاقت کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرماکر اُسی غصہ مین کئی درخت اُکھڑ اور اکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ توڑنے لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے پیر مرد بیتاب بیقرار ہوکر عرض کرنے لگا خداوندنعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے شیشہ وساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جائے ابھی دبیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوئے دیکھکر مرد پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ کو اطلاع دیتے ہین ہرچند مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے ایک نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسرا ے شاہ یمن روانہ ہوئے مالی تو برا ے اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوئے ہین یہان بادہ یمن حمزہ صاحبقران کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کرتا ہے لیکن اب حال اُن سپاہیون کا لکھا جاتا ہے جو کوتوالی سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب بالالہ و فغان گئے تھے جب وہ سپاہی باحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے سے اُن سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب سپاہیون کو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اُسی وقت بلا توقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام واسطے اطلاع دینے واقعہ مذکور کے شکارگاہ مین بصد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے اُن سپاہیون کو گریان دیکھکر سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھک کر بصد ادب سلام کیا پھر کا مل حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہوکر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگے اور اُنکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اُس مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے بھر دست بستہ عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت جرار اور بہادر تھے ہرچند کہ حضور کے لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل اُن لڑکون کے کوئی شجاع اور دلیر نہین ہے جس وقت وہ لڑکے کوتوالی مین آگئے تھے اور بعد گفتگوے سخت انہون نے لڑنا شروع کیا تھا خداوندنعمت ہم کیا عرض کرین اُنکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سر و تن پر پڑتی تھین وہ سپاہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی اُنکے قریب جا نہ سکتا تھا ہر ایک لڑکے کی تلوار مثل برق کے چمکتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چمک کے آتی تھی خرمن حیات کو اُسکے ایک دم مین خاک مین ملا دیتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے بہادر تھے وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ زمین پر گر پڑے اب نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ یمن نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب حضور کو اُس واقعہ کی اطلاع دینے قبل اُنکے جانے کے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین

کہ وہ لڑکا مجرم اور وہ دونون لڑکے یمن کے رہنے والے نہین ہین شاہ یمن نے تمام و کمال تقریر سپاہیون کی سنکے اُنہین سپاہیون کو حکم دیا کہ کوتوالی مین جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہون اُنکو شفاخانہ مین داخل کرو اور جو سپاہی قتل ہوئے ہون اُنکو اُٹھواؤ سپاہی بموجب حکم کوتوالی مین آئے اور حکم شاہ یمن بجالائے بعد جانے سپاہیون کے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوئے شاہ یمن نے وزرا سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہے اس مقدمہ مین اب کیا کرنا چاہیے کیونکر ان لڑکون کا پتا لگانا چاہیے وزرا نے عرض کیا حضور چارون جانب سوار ہرکارے روانہ فرمائین یقین ہے کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن وزرا کی رائے پسند کرکے اُسی وقت ہزارہا ہرکارون اور سوارون کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ یا سوار اُن لڑکون کا پتا لگائیگا یا اُنکو گرفتار کرکے لائیگا سرکار سے انعام پائیگا غرض ہرکارے اور سوار بموجب حکم شاہ یمن اور بطمع زر کثیر چہار جانب روانہ ہوئے اور دور دور جاجا کر لڑکون کی جستجو کرنے لگے کوئی سوار درہ ہاے کوہ مین ڈھونڈھنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا مین تلاش کرنے لگا از انجملہ ایک ہرکارہ جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکون کی جستجو کے گیا اُسنے مرکبون کے سمون کے نشان پائے ہرکارہ باوجودیکہ اسکے یہ آگاہی نہ رکھتا تھا کہ وہ لڑکے گھوڑون پر سوار ہین اور اسی طرف گئے ہین لیکن وہ ہرکارہ گھوڑون کے سمون کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل مین یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب کو گھوڑے چڑھ سوار کون اشخاص گئے ہین دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو درباغ کی جانب غور کر دیکھا تو باغ مین دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے نظر آئے ہرکارہ گھوڑون کو دیکھکر دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہے اور شاہ یمن دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے آج اس مین کون آیا ہے ذرا باغ مین جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے باغ مین آیا پہلے کئی درختون کو دیکھا کہ جڑ سے اُکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہین دل مین اپنے اُن درختون کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہین آئی ہوا تند بھی نہین چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے اُکھڑ گئے ہین ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا اُسنے ایک لڑکا نہایت خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہے اور دو لڑکے بارہ دری مین شیشہ و صراحی وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر اُنکو ہر چند منع کرتا ہے مگر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہین آتے ہین مرد پیر کا کہنا نہین مانتے ہین برابر ہر ایک کپڑے کو پھاڑ رہے ہین اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہین ہرکارے نے مرد پیر کو علیحدہ لیجا کر پوچھا یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے ہین شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہین جو اس باغ کی سیر کو آئے ہین مرد پیر نے ہرکارے سے کہا مجکو نہین معلوم یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے ہین اُنہون نے تو اس باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اُکھاڑ ڈالے ہین اب بارہ دری جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہین مین ہر چند منع کرتا ہون لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہین مانتے زیادہ اسلیے حجت و تکرار بھی نہین کرسکتا ڈرتا ہون کہین مجکو ہلاک نہ کرین کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہین ہرکارہ سمجھ گیا وہی لڑکے ہین جنہون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہے اور کوتوال قیماس خان یمنی کو زخمی کیا ہے پھر وہ ہرکارہ اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین ان لڑکون کو گرفتار نہ سکونگا بہتر یہی ہے کہ یہان سے

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکون کے ملنے کی خبر کرون اور زر کثیر انعام مین لون ہرکارہ یہ خیال کرکے بخوشی و خرمی باغ سے چلا خواجہ عمرو نے جو اس ہرکارے کو مرد پیر سے باتین کرتے دیکھ لیا تھا اور اب اس ہرکارے کو جاتے دیکھا فوراً حمزۂ صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ تردد اور فکر نہ کرو اگر شاہ یمن ہمارے یہان آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اس سے اور اسکی فوج سے کسی طرح نہین ڈرتے حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اس ہرکارے کو باغ سے نہ جانے دیجیے آپ مجکو اجازت دیجیے مین اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کرون یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہین معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ اندیشہ نہ کرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ در مدعا حاصل کرکے باغ سے نکلکر بعجلت جانب دردولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا کہ چند مالی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا سن رہا تھا بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیونکے اُس ہرکارے نے بھی پایۂ تخت شاہ یمن کو بصد ادب بوسہ دیا اور دعائے بادشاہی بجا لاکے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا باغ مین درختون کا گرا دینا اور دو لڑکون کا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے میرے باغ مین ہین اسوقت بقہر و غضب یہ حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سوار دلاور جرار مسلح ہون جب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہوچکے اسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اٹھکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوا اور چند افسران فوجکو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہین ہے غرض جب شاہ یمن قریب اپنے باغ کے پہونچا یہان حمزۂ صاحبقران اسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ اور کنول اور شیشہ و ساغر وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دلمین یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر یہ سب مال و اسباب یہان سے اپنے گھر لیجاؤن اور اپنے قبضہ مین کرون کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل نہین ہے ناگاہ حمزۂ صاحبقران کے کان مین آواز سُم سمندان آئی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہوا اور گھوڑون کے سمون کی آواز کس طرف سے آتی ہے خواجہ عمرو بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روانہ ہوئے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے دیکھا فوج اسطرف چلی آتی ہے ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہے نشان فوج کے بلند ہین ایک ایک سوار مسلح ہے جب سوار عمرو کے قریب آئے خواجہ عمرو نے ایک سوار سے اسوجہ سے زبان یمنی مین پوچھا یہ لشکر کہان جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل نے دانہ انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اُس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہے اور سامنے جو باغ ہے اسی باغ مین دو تین لڑکے ہین اُنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہے اور اب سنا ہے کہ باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہین سو درختون کے بارہ دری مین اکثر اشیاء توڑ ڈالی ہین اب شاہ یمن خود اس لشکر کو لئے ہوئے اس ارادے سے جاتا ہے کہ اُن لڑکون کو تہ تیغ کرے خواجہ عمرو نے اس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو اُن لڑکون کو قتل یا گرفتار کرسکے اُس سوار نے پوچھا تو کون ہے جو شاہ یمن کو اسطرح

کہتا ہو خواجہ عمرو نے جواب دیا آگاہ ہو مین ملک لموت ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے اُس پھرتی سے اُس سوار کے خنجر مارا کہ سر اسکا جدا ہو کر زمین پر گر پڑا لشکریون نے اُس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین عمرو نے اُسوقت وہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ بوقبیس پر دیا تھا نکالا اور داغ کر جو مردمان لشکر پر مارا صدہا کے تنون مین آگ لگ گئی بہت سے جسم گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مار کر خنجر آبدار سے پیر بہت سے سوارون کے اُڑا دئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے بعد اسکے خواجہ عمرو جست کرکے ایک سوار کے شانے پر گئے اسنے گھبرا کر دیکھا کہ کیا آفت ناگہانی آئی اسنے قصد کیا تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اُسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہو کر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو اور ایک سوار کے دوش پر جست کرکے پہونچے اُسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے صدہا سوار ہلاک کئے فوج مین تہلکہ پڑ گیا شاہ یمن یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو گرفتار کرلو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نہ پائے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ عمرو نے دیکھا کہ لشکر عنقریب باغ پہونچ گیا ہو اسوقت خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا حمزہ صاحبقران نے جو آواز سفید مہرہ کی سُنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہین اور لڑ رہے ہین بس اُسی وقت حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار ہو کر درباغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج مین گھرے ہوئے ہین باجے جنگی بج رہے ہین تلوارین چمک رہی ہین خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہین بعضے سوار بسبب جلنے کے نالہ و فریاد کر رہے ہین افسران فوج سوارون سے کہہ رہے ہین کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلکے جانے نہ دو غرض حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو فوج مین گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل وفادار کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل ہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزہ صاحبقران فوج پر حملہ ور ہوئے اور تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سوارون کو ہلاک کرنے لگے جس سوار کو حمزہ صاحبقران نے تلوار لگائی اُسکو اسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر مین حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے میدان کارزار مین لاشون کے انبار لگادیے اور خواجہ عمرو نے بھی حقہ سے صدہا مردمان فوج کو جلا کر اور خنجر آبدار سے پیر اُنکے قلم کرکے ہلاک کیا دریا خون کفار میدان کارزار مین جاری ہوا کیونکہ ایک سمت حمزہ صاحبقران سوارون کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے تھے اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جب وہ نابکار جلنے لگتے تھے اُسوقت خواجہ لوٹ لگا کر خنجر سے اُنکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ یمن مین ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغون سے قتل ہوتے تھے اکثر سوار زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار نہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران کو بھوک زیادہ معلوم ہوئی لڑتے ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے ای برادر اسوقت ہم گرسنہ ہین وہ خرمے جو کھائے تھے تحلیل ہوگئے اب اگر تم سے ہو تو کہین سے کچھ کھانا لاؤ تاکہ مین کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دون خواجہ عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہون یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پر مارا کفار جو جلنے لگے اور کسی قدر متفرق ہوئے اِدہر حمزہ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ کر مارا اور خنجر سے انکے پیر لوٹ لگا کر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوئے غرض

اسی طرح خواجہ لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پر ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور یہ دونوں کو جلا کر بیر کاٹتا تھا ایک فتنہ عظیم تھا اب جو یہ چلتا ہی تو اسکا تعاقب نکرنا چاہیے لیکن ان دونون لڑکون کو گھیر قتل کرنا اسوقت بہتر اور مناسب ہے یہ خیال کر کے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران پر یکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے گھیر لیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت اسدرجہ شمشیر زنی کی کہ صدہا سوارون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو زخمی کیا لاش پر لاش گرا دی کشتون کے انبار لگا دیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہو نے اور زخمی ہونے کے راہ فرار اختیار نکرتے تھے اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو قتل کرین میدان جنگ مین تو سوار لشکر شاہ یمن مقبل و حمزہ صاحبقران کو گھیرے ہوئے مین اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لیکن ابحال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانوئن مین آئے وہان کیا کرہنے والے گانون کے بہت سے بہاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور ہونے کا خوف تہا اور بعضے رہنے والے گانون کے گانون مین موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانوئن مین پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت جلد تر کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لاکر مجکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی لشکر شاہ یمن کا ہی اگر اسکا کہنا نمانونگا تو یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا پس یہ خیال کر کے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانون سے روانہ ہوئے یہان میدان جنگ مین حمزہ صاحبقران نے ایک درخت کو قلم کر کے اسکو اپنی سپر بنایا ہی سواران کفار کی تلوارین اسی درخت پر روک رہے مین اسی طرح مقبل وفادار نے بھی ایک چھوٹا سا درخت تناور سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہی اور ایک تیرانداز کو قتل کر کے ترکش و کمان لیکر تیر اندازی کرنا شروع کی ہی اور جس سوار کے سینہ پر تیر لگاتے ہین وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہی ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہے بعضے سواران لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہو کر گوشہ گیر ہو گئے ہین حمزہ صاحبقران نے شمشیر آبدار سے سیکڑون بے ایمانون کو خاک و خون مین ملایا میدان مین تلوار چل رہی ہی سوار قتل ہو کر گر رہے ہین زخمی سوار زمین پر گر کے تڑپ رہے ہین صدا آہ و فریاد بلند کر رہے ہین غبار میدان جنگ مین بلند ہی گھوڑے کوتل ہر طرف دوڑ رہے ہین اپنے لشکر کے سوارون کو جو زخمی پڑے ہوئے ہین انہین کو پامال کر رہے ہین اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی میوہ وغیرہ لئے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ داغ کرمارتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس حمزہ صاحبقران کے آئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران نے ایک آڑ مین بیٹھکر جلد جلد میوہ وغیرہ سیر ہو کر کھایا حواس درست ہوئے نقاہت دور ہوئی جبتک حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کئے خواجہ عمرو نے کسی سوار کو قریب حمزہ صاحبقران کے آنے نہ دیا پیہم حقے داغ کر مارا کئے جب حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر پھر لشکر پر حملہ ور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے اور جو افسر اور سوار شاہ یمن کے قریب تھے انکو قتل کر کے پاس شاہ یمن کے آئے شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے تلوار روک کے شاہ یمن کو پشت زین سے پکڑ کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک شاہ یمن نے کہا مجکو امان دیجئے اور خراج لیجئے حمزہ صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرط ایمان شاہ یمن نے کہا آپ مجکو تعلیم و تلقین کیجئے حمزہ صاحبقران نے کلمہ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد اسکے جو سوار مقبل اور خواجہ عمرو سے لڑ رہے تھے انکو شاہ یمن نے گروہ سے منع کیا اور فرمایا مین نے دین اسلام قبول کیا ہی تمکو بھی لازم ہی کہ دولت دین اسلام

حاصل کر و سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور موافق فرمانے اپنے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ
پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگا اے شاہ یمن
خراج ملک تمام کا مجھے دیجیے گا یہ لڑائی مین نے فتح کی ہے اور اس ملک کو مین نے بزور شمشیر لیا ہے حمزہ تو میرا ایک غلام ہے
حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے شاہ یمن نے حمزہ صاحبقران سے پوچھا فرمایئے آپکا نام نامی کیا ہے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری تو یہ مجال نہین ہے کہ آپ کو غلام تصور کرون حمزہ صاحبقران نے کہا آپ کو
اس شخص کا کہنا باور ہوا یا نہین شاہ یمن نے کہا مجھکو ہرگز باور نہین ہوا اسوقت امیر توقیر نے فرمایا نام میرا حمزہ
ابوالعلا مکی ہے مین پسر خواجہ عبدالمطلب ہون اور پسر خواندہ نوشیروان مشہور خاص و عام ہون شاہ یمن کہ اسکا نام منظر شاہ ہے
جب اسنے یہ سنا اسکو حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی باتون پر بہت ہنسا اور حمزہ
صاحبقران سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہین کچھ انکی بھی تعریف بیان کیجیے یہ تو آپ سے بہت گستاخی کرتے ہین خواجہ عمرو نے
کہا ہم سے سنیے انسے آپ بیکار دریافت کرتے ہین ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہین ہمکو خاص و عام خواجہ عمرو بن امیہ مدار الجبار ش
تراشند کافران کہتے ہین منظر شاہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے نہایت ہنسا بعد ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا
اب امیدوار ہون میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے انکار کرنا مناسب نجانکر قلعہ
چلنے کا اقرار کیا بروقت منظور کرنے حمزہ صاحبقران کے منظر شاہ حمزہ صاحبقران کو بصد عزت و حرمت لیکر اسطرح
چلا کہ افسران فوج اور امرا و وزرا وغیرہ جلو مین تھے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران تھے بعد
قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو قلعہ مین لیگیا اگر بیچمدان اس جگہ اوصاف قلعہ مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین
مختصر پسند ملول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے کیونکہ سنگ سے بنایا
ہوا ہے جملہ اسباب و سامان جنگ مہیا اور موجود ہے وسعت قلعہ مین بہت ہے لاکھ سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہین ناظرین نکتہ بین پر واضح
ہو کہ اس قلعہ مین ایک لاکھ سوار جرار رہتے تھے انکی جگہ نعمان بن منظر شاہ دربار نوشیروان مین جہان بارہ سو بادشاہ
کرسی نشین بیٹھتے ہین وہ بھی حاضر ہے اسوجہ سے فوج بھی ہمراہ نعمان ہے فقط نگہبانی قلعہ کی دہ ہزار سوار سے منظر شاہ کرتا ہے اور جب
کوئی غنیم قلعہ اور ملک پر چڑھائی کرتا ہے اسوقت منظر شاہ اپنے پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہے نعمان آکر فوج غنیم کو دفع کرتا ہے
اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہے چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان
بہرام گور کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اس ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا ہے اور صاحب صفت قلزم لکھتے ہین کہ حیات سلطان
بہرام گور مین منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی جھروکے کے ہین اسلیے
بہرام گور نے یہ سبب بنانے قصر کے خطاب اسکو منظر شاہ دیا تھا جیسے بادشاہ ہوا ہے منظر شاہ ہی مشہور ہوا ہے الحاصل حمزہ
صاحبقران جب قلعہ و شہر کی خوب سیر کر چکے اسوقت منظر شاہ بھی حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی مین آیا
حمزہ صاحبقران نے دیکھا ہزار ہا صندل اور کرسیان جواہر نگار بچھی ہین ایوان شاہی بھی نہایت آراستہ ہے تخت شاہی بچھا ہے
جملہ وزرا اور امرا بھی حاضر ہین منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اے امیر توقیر اب تخت پر آپ رونق افروز ہوون امیر
با توقیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمہارا تمہین کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنے کی خواہش نہین منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزہ
صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنے کی انکو ہوس نہین ہے اللہ اکبر یہ عجب عالی مرتبہ و بلند ہمت ہین
غرض حمزہ صاحبقران ایک جواہر نگار صندل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا پھر خواجہ عمرو کرسی
جواہر نگار پر اور مقبل وفادار سر حمزہ صاحبقران پر رومال ہلانے لگے اسوقت باشارہ منظر شاہ جملہ وزرا و امرا نے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزہ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا
و امرا کو خلعت دلوائے اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانۂ آفاق شیشۂ
ساغر لیکر حاضر ہوئے حمزہ صاحبقران نے فقط جام ماء اللحم نوش فرمایا پھر امیر با توقیر نے حکم دیا کہ تبکدے جو اس
ملک مین ہین منہدم کروئیے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام مسجد
مین جاکر نمازین پڑھین اور سوا اسکے اور بھی احکام خدا و رسول تعلیم کئے بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران
کے اسیوقت جملہ دیر و تبکدے منہدم ہوگئے اور اسی وقت سے بنائے مسجد ڈال دی گئی پھر بموجب حکم منظر شاہ
وارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز تھی
القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب بزم اسطرح
رقص کرنے لگی کہ دلہاے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اُس خوبرو خوش گلو

نے یہ غزل گانا شروع کی غزل
بیکشی ہو میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مرکے بھی چھوٹے نہ ساقی کا قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گردون ملائے کسطرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
بجھ نہ ہونے پر بھی اک ایسا مین

حسن دل افروز کا پروانہ ہون
اک ادائے لغزش مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہان یار کے
آجتک خاک در میخانہ ہون
چھلکے چھلکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع رو
اسقدر کونین مین افسانہ ہون

شمع تو کوئی ہو مین پروانہ ہون
جب ملک مین ہون شہرت بھی ہر
موج مین ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہے مجھے
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون
جسوقت نازنین مذکور نے روبروے

صاحبان محفل غزل مسطور گاکر تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے منظر شاہ نے اُس مہ جبین کو زر کثیر انعام
میں دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلو کی مین شہرۂ آفاق ناچنے
اور گانے مین نہایت مشتاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے حاضر
ہوئی اور بہ ہزار ناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

حنائے جام زیبی دیکھلی خون شہیدانکا
کہ میرے حق مین یہ موتی ہو قطرہ آب حیوانکا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہے
گریبان گل نہ پھاڑا سو گئین غنچون نے منہ ڈھانکا
مین وہ آتش قدم ہون گرمی رفتار نے میری
بگولا پھر رہا ہے آجتک خاک غریبان کا
کیا ہے تیر باران اسقدر بر جسم قاتل نے
پشیمان ہین شہ دامن کا نہ شرمندہ گریبانکا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے ہیئت بناتا ہے
خدایا آبرو رکھنا لصدق شاہ مردان کا

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربانکا
دلاتا ہے ہمین کیون یاد داغ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمان کا
جنون مین سر پٹکا جھکت گیا ناتوانی سے
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزانکا
فلک نے شکل بدلی دفعتہ جو رونے صلت کی
کہ پہلو مین نازک ہے شیشہ آب پیکان کا
ادھر سو قافلے لاکھون گنہگار و نکے جاتے ہین
جنازہ اٹھ گیا غافل تیری ناکام ہجران کا

اجل محروم پھر جا کوئی بوسہ دندانکا
غم محشر کوئی صدمہ نہین ہے شام ہجرانکا
صبا اڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگ بلبل کی
کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقے ہے گریبان کا
تلاش یار کی سرگشتگی مرکر بھی باقی ہے
عجب ہے دیکھتا ہون منہ شب تکلیف ہجران کا
بسر کرتا ہون عریانی مین مثل اشک محرومی
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہے محو عصیان کا
مقابل آج ہے تسلیم خستہ اہل معنی سے

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے منظر شاہ حق آگاہ کے بصد ناز و ادا

لگا کر تمام کی منظر شاہ نہایت خوش ہوا اور اُس نازنین کو بھی زر کثیر انعام مین دلوایا بعد جانے اُس نازنین کے منظر شاہ یمنی نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہوا ہون کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرما کر مجکو مسرور و شاد کیجیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمھاری خوشی بدل و جان منظور ہے اور طعام دعوت کھانے سے مجکو کسی طرح کا انکار نہین ہے منظر شاہ نے یہ سُنکے حکم کیا کہ جلد تر دستر خوان بچھایا جائے بمجرد حکم کرنے منظر شاہ یمنی کے بکاول نے حاضر ہو کر دستر خوان بچھایا اور انواع و اقسام کے طعام نفیس و خوش ذایقہ ظروف نقرئی و چینی مین بعنوان شایستہ دستر خوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزہ صاحبقران کے ہاتھ دھلائے حمزہ صاحبقران نے مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے ہاتھ دھو کر ہمراہ منظر شاہ یمنی کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال حاضر ہو کر رقص کرین چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی پھر نازنینان خوبرو اور خوش گلو و بروے جلد ارباب نشاط حاضر ہو کر ناچنے گانے لگین یہان امیر با توقیر معروف عیش و راحت ہین لیکن خانہ کعبہ مین خواجہ عبد المطلب فراق مین حمزہ صاحبقران اپنے نور نظر پارہ جگر کے نہایت بیتاب بیقرار ہین شب و روز رویا کرتے ہین اور ہر جانب اپنے یوسف گم گشتہ کی جستجو کرتے ہین قبل اسکے جو خواجہ عبد المطلب نے خبر ہلاک کرنے پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کی سُنی تھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے تھے لیکن یہ بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا سُنیگا ازحد برہم برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہونچائیگا اب جو حمزہ صاحبقران چند روز سے غائب ہوئے خواجہ عبد المطلب کو بڑی تشویش ہے آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ مین تشریف لائے اور جاسوسون کو واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چہار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ مُلک یمن کو مغلوب کر کے اُسکو مسلمان کیا ہے اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی مین ہین اسیطرح اخبار نویس و وقایع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ عبد المطلب یہ مژدۂ فرحت افزا سُنکے بدرجہ کمال شاد ہوئے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوئے جب قریب ملک یمن کے پہونچے اُس وقت خواجہ عبد المطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر با توقیر نے اپنے والد ذیجاہ کے تشریف لانے سے آگاہ ہوے منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد ذیوقار کے استقبال کو ان شاء اللہ ضرور جائینگے کیونکہ ہمارے والد ذیجاہ قریب مُلک یمن آپہنچے ہین منظر شاہ یمنی نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب وہ دن تمام ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزہ صاحبقران نے نماز سحر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضہ سحر فارغ ہو کر حکم دیا کل لشکر طیار ہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت طیار ہو چکی منظر شاہ مع جملہ ارکین سلطنت و اعیان مملکت حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا حمزۂ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ وزرا اور امرا خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی دمان لشکر بعد حشم و خدم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے پدر عالی رتبہ و منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اُتر کر اداے تسلیم بجا لا کر اپنے سر کو قدم والد ذیجاہ پر جھکایا خواجہ عبد المطلب نے خوش ہو کر حمزہ صاحبقران کے سر سینے سے لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت منظر شاہ

یمنی نے بھی بصد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبد المطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبد المطلب نے باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزہ صاحبقران اپنے والد ذیوقار کو اسی شوکت وحشمت سے ایوان شاہی مین لے گئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبد المطلب کی نہایت تکلف سے روز تک برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزہ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا کہ ہمکو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا تمہارے ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی مین تمکو طلب کرونگا منظر شاہ یمنی نے ارشاد حمزہ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت منظر شاہ نے چند تحائف گران بہا حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کردیے اور ملازم بھی ساتھ کردیے اور اور خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتونسے ازحد خوش ہوتا تھا غرض حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عبد المطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل بمنزل قیام کرتے ہوئے بخیر و عافیت مکہ میں داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جس وقت امیر باتوقیر اپنے مکان مین گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑین کسی عورت نے بصد آرزو حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور کسی نے پاک دامن تے امیر باتوقیر کو پیار کیا رکسی نے امیر باتوقیر کی بلائین لین کسی عورت نے زر ذخیرہ سر حمزۂ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا اے فرزند تم کہان چلے گئے تھے تمہارے صدمہ مین تمہارے والد بہت بیتاب و بیقرار تھے ہم بھی نالان و اشکبار تھے امیر باتوقیر نے خواتین سے عرض کیا کہین تو نہین ملک یمن کو چلا گیا تھا وہان اچھی طرح رہا جب والد تشریف لے گئے ہین انکے ہمراہ کاب آیا غرض خواتین سب نے سجدہ شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل پھر بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکون میں رہنے لگے

داستان پونچنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان مین اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا کربتیت بہرگردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر جاب جانا اور نظر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرا لیجانا عیار کا او رغیاران خواجہ عمرو کی

سر فروشان بازار جدال و مشتریان متاع سر بمیدان قتال فرمانروائے زبان کو میدان حکومت بیان مین اسطرح رونق افزائے سریر تقریر کرتے ہین کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بصد نالہ و آہ بحال پریشان لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لئے ہوئے مدائن مین پہونچے اور فریاد کرنے لگے کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان مین آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا پوچھا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی نے بعد دعا و ثنائے شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی کی روبرو رکھدین نوشیروان لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی اپنے پہلوانون کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا پسر خواندہ سمجھتا تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب سچ و راست ہوتا ہے پس نوشیروان نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو قتل کراؤن کیا تدبیر کرون یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار میں دربار مین آئے مراسم و عاد ثنائے شہریار بجالائے نوشیروان نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوایا کر بزرجمہر کو اسی کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اس کرسی پر بیٹھے اسوقت نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہو کر اس طرح گویا کہ اے عنم نامدار دیکھئے حمزہ نے میرے پہلوانون کو ہلاک کیا ہے خواجہ بزرجمہر ارشاد فرمایا اے شہریار آپ عادل ہین انصاف کیجئے کہ یہ پہلوان اس ارادے سے گئے تھے کہ ہم سی کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہو کر اس قرطاس جو انکے پاس ہی مہر کردے پس حمزہ نے اس قرطاس پر مہر نہ کی و مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو لازم تھا کہ ان پہلوانون کو زیر کیا ہوتا اور ہلاک نہ کرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سنکے ان لوگون سے جو طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لاشین لیکر کرتے ہوئے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانون کے جانے اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات کوئی بات پوشیدہ نہ کرو ان سب نے عرض کیا ہمارے استاد یہان سے مکہ مین گئے اور وہان جاکر ایک جگہ مقیم ہوئے ایک روز باہم کثرت اور زور کر رہے تھے صد ہا مردمان ساکنان مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہی تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے استاد باہم زور کر چکے اسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم سے بھی کوئی ایسا شخص ہے کہ ہم سے کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہے کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے استاد طاہر عادی نے کہا اسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھالیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے استاد نے یہ کیفیت دیکھی اس لڑکے سی کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے اسنے کہا مین آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے استاد نے اس سی کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا ہمکو لکھدو کہ کوئی تمہارے خون کا دعوے نہ کریگا اس لڑکے نے لکھدیا جب کشتی ہوئی اس لڑکے نے ہمارے استاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب اسلام اختیار کر ہمارے استاد نے نہ مانا اسنے استاد کا ہمارے یہ حال کیا اسی طرح مطاہر عادی کو بھی ہلاک کیا بزرجمہر نے تمام حال مفصل سنکے نوشیروان سے کہا ای شہریار رستا آپ کے کہ جب مضمون خون سے لا دعوے ہونے کا حمزہ سے لکھوا لیا اس وقت یہ دونون پہلوان لڑے جب حمزہ نے انکو زیر کیا تو اسی بھی اختیار انکے ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اسنے انسے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو مین تمکو ہلاک نہ کرون انھون نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انکو لازم تھا کہ جب حمزہ سے زیر ہوئے تھے اسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک ہونا گوارا نہ کرتے ای شہریار آپ تو خوب واقف ہین کہ امیر مسلمان ہین اسوجہ سی انھون نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان ہو جب یہ دونون پہلوان مسلمان نہ ہوئے اور امیر کی انھون نے اطاعت نہ کی اسوقت امیر نے انکو ہلاک کیا میرے نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہین کیا آگے آپ حاکم ہین اگر انصاف کیجئے تو امیر کی کوئی خطا نہین ہے نوشیروان چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہین بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہین ہے یہ کہکے ان فریادیونکو دربار سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پاکر عرض کیا کہ ای شہریار ذرا آپ اس مقدمہ مین غور و فکر فرمائین خواجہ بزرجمہر مسلمان ہین اور حمزہ بھی مسلمان ہین اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر حمزہ کی سفارش کرتے ہین آج تو حمزہ نے ان دو پہلوانون کو ہلاک کیا ہے اگر تنبیہ آپ نہ کرینگے تو کل تمام پہلوانون کو قتل کرینگے روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جائینگے حضور کے پہلوانون پر اپنا ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ آپ حمزہ کو قتل نہ کرائین لیکن گرفتار کراکے انکو رکھئے جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکل جائے یعنے جو خواب آپ نے دیکھا ہے اُسکی تعبیر بن جائے اُسوقت حمزہ کو قتل ڈالئے گا ورنہ انجام بُرا ہو گا نوشیروان گفتگوے بختک سنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہے یہ کہکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ اس دربار مین کوئی بہادر ایسا بھی ہے کہ ابھی جائے اور حمزہ ابوالعلاے ملی کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سُنتے ہی ایک پہلوان دوران کہ نام اُسکا کرتیت سپر گردان تھا اپنے دنگل سے اُٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم شہریار ذیوقار مجکو ہو تو مین جاؤن اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی مین لا دون حق نمکخواری ادا کرون اور دامن اپنا گہر ہاے عنایات شہریاری سے بہرون نوشیروان نے کرتیت سپر گردان کو خلعت دیا اور حکم کیا کہ جہانتک ہو سکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کر لے آنا اور بغیر ان دونون امرون کے یہان نہ آنا پھر کہا اب مین دیکھتا ہون کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہے اگر حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹھا ہے اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جانے اندیشہ ہے تیرے وہان جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا تو دونون باتون مین جو قبل اُسکے کہی گئی ہین خبردار کسی طرح قصور اور کمی نہ کرنا غرض کرتیت سپر گردان یہ حکم مجمل نوشیروان سُنکے اور خلعت پہن کے دربار سے باہر آیا اور افسران فوج کو بلا کر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمر بندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ خانہ کعبہ کے روانہ ہو افسران فوج یہ سُنتے ہی ساٹھ ہزار سوارون کو حکم کمر بندی کا دیا اور خود بھی کمرین باندھین جب افسران فوج اور سواران لشکر مسلح ہو چلے گھوڑون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے کرتیت سپر گردان نے مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہان سے کوچ کرو فلان منزل پر جا کر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتا دیا جب جوانان لشکر یعنی ہمارے قریب آنے کے خبریان کرین اُسوقت تم اس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل پر ایسا ہی کرنا اور منزل آخر پر پہونچکر ٹھہرنا ہمارا انتظار کرنا جب آلین اسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان مین اگر لڑیگا تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتین کرتیت سپر گردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اُسوقت جملہ مردمان لشکر مذکور نے مع خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپر گردان نے بھی زرہ پہنی ہتھیار لگائے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ لیا آگے نشان لشکر چلا بیچ مین افسرون کے کرتیت سپر گردان اور عقب مین اُسکے اٹالا بارگاہ کا تخت القصہ جسطرح سے ذکر کیا گیا ہے اُسی طور سے کرتیت سپر گردان اپنے لشکر سے منزل جیبر مین جا کر ملا اور لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعہ خانہ کعبہ مین داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا اور ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فرودکش ہوا رعایا کرتیت سپر گردان کے خوف بھاگی اور خانۂ کعبہ مین اگر پناہ لی جسوقت امیر باتوقیر کو خبر پہونچی کہ کرتیت سپر گردان پہلوان زبردست مع فوج آیا ہے اور قریب بوقبیس اُترا ہے اُسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہے کیونکہ اُس نے مجکو بطن مادر مین نوکر رکھا ہے علاوہ اُسکے وہ بادشاہ وقت ہے اطاعت اُسکی مجکو لازم ہے پہلے مجکو مناسب ہے کہ اُسکو نامہ لکھون اور عذر کرون جب وہ عذر قبول نہ کریگا اُسوقت مین مقابلہ کرونگا ابھی حمزہ صاحبقران یہ فرما رہے تھے اور چاہتے تھے کہ نامہ لکھون لیکن کرتیت سپر گردان نے خود نامہ خواجہ عبدالمطلب کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اُس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عبدالمطلب رئیس خانہ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ تمھارے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہے اور یہ سخت گستاخی کی ہے اسو جہ سے

مجھکو حکم قضا شیم بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آ لیس بہتر اور مناسب ہی کہ تم اپنے لڑکے کو اپنے رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ کو برباد دونگا اُور تمکو اور تمھارے فرزند کو قتل کرونگا خانہ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزارہا آدمیون کو قتل کرونگا مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے غرض کرتیت سپر گردان نے نامۂ مذکور اپنے عیار مربوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامہ کا حرف بحرف لکھوا کر لانا مربوط نامہ لیکر چلا جب قریب قلعۂ کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر مربوط کے آنے کی سُنی فوراً جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر چند سردار واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کئے جب مربوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار العمارۃ مین آیا دیکھا اُسنے امیر بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانہ کعبہ کا گرد مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہم سن و سال کرسیون اور دنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین عمامہ سر پر ہی چہرہ پُر نور سے صولت آشکارا ہی آخر مربوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھنے مربوط نے وہ دیا اور ایسا رعب حمزہ صاحبقران سے گھبرایا کہ کوئی حرف درشت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قصد نامہ روانہ کرنے کا رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ کئے ہوئے نہ جائے گا کسیطرح راست پر نہ آئے گا کیونکہ حکم نوشیروان سے اور اب نوشیروان نے سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھا لیا ہی لیکن کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہے کیونکہ خدا ہمارا حافظ اور معین ہے یہ فرماکر اُسی نامہ کے اوپر لکھدیا کہ ہمنے بخوبی پڑھا کرم تم کو سُن لیا اور پشت پر اُس نامہ کے جواب فقط جنگ لکھا اور مربوط کو وہی نامہ دیکر رخصت کیا جب مربوط چلا گیا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے برادر لشکر حریف خیال رکھنا غافل نہ ہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسکو درست کرکے قریب خیمۂ کرتیت سپر گردان کے پہونچے کرتیت سپر دان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار باعزاز تمام خواجہ عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو باعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ یہان سے خود لکھکر لے گئے تھے اور اسمین مضمون یہ لکھا تھا کہ اے کرتیت دین اسلام قبول کر اور قوت اور سپاہ پر مغرور نہ ہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ یقین ہے خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈرکر پیام صلح بھیجا ہے یہ خیال کرکے کرتیت لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا نہایت نہایت برہم ہو کر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے ہوئے تھے اُٹھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقے نفط کے مارے اسقدر دھوا ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پر لوٹ مار کر خنجر آبدار سے تیس آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعد عجلت وہان سے چل جنیک مردمان

لشکر آئین اور خواجہ عمرو کو پکڑین خواجہ وہان سے چل دیے اور قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپر گردان
نے غضبناک ہو کر طبل جنگ بجوایا صداے طبل زری بلند ہوئی یہان جو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل اور وغیرہ بیٹھے
ہوئے ہین انھون نے قبل جنگ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر رکھا تھا جب صداے جنگ کان مین
آئی خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین بعد دعا و ثنا کے اسطرح عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران
عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل بجوایا ہے مدائن سے آمادہ فساد ہو کر
آیا ہے یقین ہے کہ ہنگامۂ جدال و قتال کو کل وقت سحر گرم کرے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھائے باقی خیریت
ہے امیر باتوقیر نے بھی فرمایا کہ اے خواجہ عمرو کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی
طبل جنگی بجے جو کچھ کاتب تقدیر نے ہمارے مقدر مین لکھا ہے وہ ضرور پیش آئیگا اگر ہماری قضا آئی ہے تو مجبوری
و ناچاری ہے اور اسکی کرتیت سپر گردان کی کیا اصل و حقیقت ہے جو مجھے قتل کر سکے جب گفتگوے حمزۂ صاحبقران
تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانہ مین جا کر طبل پر سے غاشیہ اٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی کہ
زمین تھرائی سپر فلک کا دل دہل گیا گاو زمین کانپنے لگی ہر چند کہ کرتیت سپر گردان نے صداے طبل
زری سنی تھی لیکن جو اسکے لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپر گردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزۂ
صاحبقران مین بجنے کا عرض کیا کرتیت سپر گردان ہنسکر کہنے لگا صبح کو تہ تیغ کرونگا لڑکون کو بخوبی
شہزادون کا کرتیت تو شراب پی کے ہر سردار اور افسر قریب سکے بیٹھے مین بیہودہ باتین کرتا ہے اور باطمینان تمام
بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال لشکر حمزۂ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم
ایک دوسرے سے یہ کہکر رخصت ہونے لگے کہ کل روز جنگ ہے نہین معلوم کل کون پھل کھا کر جانب عدم جائیگا اور
کون نشانۂ تیر اجل ہوگا عجب نہین میدان جنگ مین جو دریاے خون جاری ہو دیکھیے کس کس کی تختۂ تابوت
سواری ہو دیکھیے کون کون عروس مرگ سے ہم آغوش ہوتا ہے دیکھین کون معرکۂ جنگ مین سر دے کر
سبکدوش ہوتا ہے دیکھیے کل کس کے تن پر گلہاے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہین دیکھین کل کسکے ارمان
دل جفاے چرخ بے مہر سے خاک مین ملتے ہین کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوتا ہے دیکھیے کل کسکو اپنی تو
پر ناز ہوتا ہے دیکھیے کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ مین ثابت قدم رہتا ہے اور کون دل راہ فرار اختیار کر کے
بدنامی سہتا ہے دیکھیے یہ چرخ جنگجو بدخو کل کیا رنگ دکھلاتا ہے کس دلاور پر رحم کرتا ہے اور کس جری کا خون بہاتا ہے دیکھیے
کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم مین ذلیل کرتا ہے اور کس ذلیل کو جنگاہ مین جلیل کرتا ہے دیکھین یہ چرخ
کل کسکی لاش کو غذاے دد و درندان کرتا ہے دیکھیے کس بہادر کے لاشے کو طعمۂ طایران کرتا ہے دیکھیے
یہ چرخ جفا پسند کل کسکی لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہے اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک
گلہاے گلشن کرتا ہے دیکھیے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہے اور کسکو میدان نبرد مین بے آبرو
کرتا ہے دیکھین کس بہادر کے سر کو حباب دریاے خون بناتا ہے اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوے خون
دلاوری مین مانند کشتی کے بہاتا ہے یہ چرخ نہایت ہی دغاپیشہ ہے ہر ایک اہل خرد کو اس سے اندیشہ
سر خون ہے نظم رکھے سانس امید وفا کوئی ہرگز + مدام اہل جہان سے دغاباز ہے فلک + ہے اشتیاق قیامت تو اے
لحد والو + دعا کرو کہ بگڑ جاے انتظام فلک + الحاصل جب وہ لڑکے مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب مین مصروف
ہوئے کسی لڑکے نے اپنے میچہ کو سنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیر افگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صدہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب
ہر ایک دلاور اور بہادر نے اپنے اپنے اسلحہ کی درستی مین شب بسر کی نظم صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد از گنبد نیلی رواق + مہرہ مہر از دل صندوق چرخ + یافت ز انوار ز فلک القلاب + یعنی جسوقت خسرو خاور
نیزہ بسر تیز خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپر گردان بعزم رزم سمند پر سوار ہوا اور لشکر
کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادہر حمزہ صاحبقران
بعد ادائے نماز سحر اُس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر با توقیر نے فرمایا کہ میدان رزم
ہموار کیا جائے بموجب حکم کلند برداران نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے آبپاشی
کے حاضر ہوئے اُنھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہار کی آبرو نہ رہی بعد اسکے حمزہ
صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے نقیبان
خوش آگے بڑھے اور اس طرح بہادرون اور دلاورون کے دل بڑھانے لگے کہ اے جوان مردو آج
دن نام کرنے کا ہے لازم ہے کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون
کی ذلت ہوگی یہ دنیا سراے فانی ہے بڑے بڑے پہلوان یکتاے روزگار اور دلاوران میدان کارزار
کو اس ارغناے سے جانب ملک بقا گئے لیکن آج تک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے اُنکا ذکر شجاعت
زبان خلایق پر جاری ہے اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور ناموری کے آجتک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب افراسیاب گیو و بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد ہرچند
کہ دار فانی سے جانب ملک عدم گئے مگر بقول شاعر شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا +
مردون کے آسمان کے تلے نام رہ گیا + پس اے بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہے کہ میدان جنگ مین
وہ کارزار کرو کہ صفحہ عالم پر یادگار رہے سامنا حریف کا ہے جہان نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہے جب نقیبہاے خوش تقریر نے بہادرون کے اس طرح دل بڑھائے
ہر ایک بہادر کا فرط شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا اٹھا لشکر حریف مین ڈال دیجئے اور نامی دلاورون کو چن چن کے
قتل کیجیے یکایک طبل رزمی دونون لشکرون مین بجنے لگے علمدار علم فوج کے آگے بڑھے اُس وقت کرتیت
سپر گردان پرے سے نکلا اور جیلانفرون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مصاف مین
آیا اور پکارا یا امیر ابو العلاے تمنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہے اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعویٰ بہادری ہے تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو
حمزہ صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپردان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہوکر فوراً مرکب جولان کیا کرتیت نے جب امیر با توقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کیا بعد اسکے کرتیت سپردان نے
جب گھوڑا ابراے نگاور بڑھایا حمزہ صاحبقران نے سپر اُٹھا اُسکی سپر پر دی گلہاے سپر مثل گلہاے
آتشبازی کے شرر افشان ہوئے دونون گھوڑے ٹکرا کر علیحدہ ہوئے کرتیت سپر گردان نے
اپنے تئین سنبھالا گھوڑا اُسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزہ صاحبقران کا مرکب تین قدم ہٹا پھر مرکبون نے

دونون دلاورون نے رانون مین داب کے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ لیکر گھوڑے کو کاوہ دیا اور تاک کر سینہ پر
کینہ حمزہ صاحبقران کو بزور تمام نیزہ مارا حمزہ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسیطرح تھوڑی
دیر نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکالدیا اسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغہ آبدار میان سے کھینچ اور
اپنے گھوڑے کو بڑھاکر دست راست حمزہ صاحبقران آیا اور امیر باتوقیر کو زیر بغل کھاتا کہ ضرب تیغ کاری پڑے اور زرہ تک
کاٹے غرض کرتیت سپرگردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزہ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر باتوقیر نے سر کو
سپر کی پناہ کیا مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپرگردان کے پرقوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا
اور سپر اور خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر آیا امیر نے دستار نہ مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اسدرجہ خون سر امیر سے نکلا
کہ غشی حمزہ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقاء حمزہ صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا نعرہ کرکے آگے بڑھے اور کرتیت کو گھیر لیا کرتیت
نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کا سر کاٹ لون لیکن دل مین اسکے ایسی محبت امیر باتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ سوچ کر اور جرات
اور سن و سال پر حمزہ صاحبقران کے کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھیر کر طرف فوج کے بڑھایا کرتیت کی
فوج بھی حملہ در ہوئی دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو تیغہ مارا کسی جوانمرد
نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا مقبول شاعر شعر عجب
حال تھا اس جگہ جنگ کا ؎ ہر اک کو تصور جو تھا ننگ کا ؎ ہر یک بہادر میدان جنگ مین طلبگار نام تھا سوا
لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونون لشکرون مین تلوار چل رہی تھی ناگاہ حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا گوشہ
تحت الحنک لیکر زخم باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت مین امیر باتوقیر زیادہ زخمی ہوئے
آخر کار گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجکو میدان مصاف سے نکال لیچل کیونکہ
بسبب زخم کاری کے مجھ مین طاقت نہین ہے قریب ہے کہ مجکو غش آجاے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑے نے
جو راکب کو اپنے اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور لاتین مارتا ہوا اور سوارون کو حریف کے زخمی کرتا ہوا صفوف کو
طے کرتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونون لشکرون مین لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ دارون
کے خوف سے جانب مغرب جاکر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونون لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ
عبدالمطلب نے لاشین مسلمانون کی میدان جنگ سے اٹھوائین اور غسل کفن دے کے اور
نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے انکے علاج کے واسطے جراح مقرر کیے
لیکن حمزہ صاحبقران کے واسطے ہر چند جستجو کی مگر کہین نہ پایا اسوقت خواجہ عبدالمطلب نہایت
بیتاب و بیقرار ہوئے اور عمرو سے کہنے لگے کہ عمرو جلد اپنے بھائی کو تو تلاش کر اور اسکی خبر لا نہین معلوم
میرے فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزہ صاحبقران سے ازحد بیتاب و ناشکیبا تھے
آخر ڈھونڈھتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب بوقبیس کے پہونچے دیکھا کرتیت سپرگردان اپنے خیمے مین بیٹھا
ہوا ہے مردمان لشکر کمرین کھول رہے تھے بعضے اپنے بستر لگا رہے تھے ہزار ہا سوار قتل ہوے پڑے ہین بہت سے سوار زخمی
ہین خواجہ عمرو نے ہر جگہ جا جا کر حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر باتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور ہو کر روتے ہوئے آگے چلے اور راہ صحرا
اختیار کی چونکہ ضیاء ماہ سے زمین صحرا پر نور تھی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب دیکھے اور جابجا خون بھی زمین پر
پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو سم مرکب کے نشان دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزہ صاحبقران کی جستجو صحرا مین
پھرتے ہین اور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے آگے جاتے ہین لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب مرکب حمزۂ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا میں لایا ایک جگہ مرکب نے آہستہ انکو راکب اپنی پشت سے اُتارا اور حمزۂ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا نفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا درندون اور گزندونسے نگہبانی کرنے لگا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی ڈھونڈھتے ہوئے اُسی جگہ پہونچا امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر گھبرے اور سر امیر کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگا اور امیر باتوقیر کی صحت کی خداوند کریم سے بگریہ وزاری کرنے لگا چونکہ اُسوقت حمزۂ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی مین امیر نے ملاحظہ کیا کہ زمین سے تا آسمان نور سے نظر آتا ہے اور ہزار ملائکہ صفین باندھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے چلے آتے ہین اور میان اُنکے ملائکہ کے ایک تخت نور ہے اُسکو ملایک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے ہین اور اُس تخت نور پر ایک برگزیدہ پروردگار بیٹھے ہوئے ہین چہرہ انکا نورانی ہے لباس نفیس زیب جسم ہے عمامہ سر پر ہے جب وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب تر آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا تخت اُتارو ملائکہ نے بموجب ارشاد اُن جناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے اُتر کر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بصد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہوگیا اُسوقت میر نے عرض کیا اے برگزیدۂ خداوند اے مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپ نے مجھ پر از حد شفقت فرمائی اُن جناب نے فرمایا اے فرزند میرا نام ابراہیم ہے پیغمبر منظور رحمت خداوند کریم ہے مجکو خداوند عالم نے شرف پیغمبری دیا ہے اے فرزند تو میری نسل سے ہے اب اُٹھ اور اسطرف جا ایک باغ تجکو نظر آئیگا کہ قدرت نخل بند گلشن جہان سے سرسبز و شاداب ہوگا اسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب رکھا ہے یعنے ایک تہ خانہ فلان مقام پر ہے اُس تہ خانہ مین جانا وہان مرکب خنگ سیہ قیطاس جو تیری سواری کا مرکب ہے تجکو ملیگا اور علاوہ مرکب مذکور کے اور جو کچھ تجکو ملیگا وہ سب اشیا باغ مین تو آپ دیکھ لیگا غرض جو کچھ تجکو تہ خانہ مین ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرماکر بزرگ تو نظر سے غائب ہو گئے امیر باتوقیر خواب مذکور عالم بیہوشی مین دیکھکر جب بیدار ہوئے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو کے زانو پر میرا سر ہے خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہین اور خدا سے دعا کر رہے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجکو عالم خواب مین نظر کرم فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہے دیکھو تو کہ ابتک زخم سر کا نشان ہے یا نہین خواجہ عمرو نے خود کو سر کا کر جو دیکھا تو اثر زخم مطلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہوکر کہا اے امیر باتوقیر زخم کا نشان بھی نہین ہے اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا اے برادر یقین کامل ہے کہ مجکو خداوند عالم نے اپنی رحمت و عنایت سے سرفراز کیا سرکشان دہر پر اب مین غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کرو کیونکہ جو کچھ خدا جد نے ارشاد کیا ہے اور بتایا ہے وہ جا کر لے لین یہ فرماکر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانے کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے تھوڑی راہ طے کی تھی ناگاہ ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اُس باغ مین داخل ہوئے دیکھا عجب باغ پُر بہار ہے ہر گل و غنچہ سے قدرت

نظم

باغبان جہان ہو یہ ایسا
نہ ہے برسون وہان گرد آدمی زاد
جھکی سجدے کو ہے ہر شاخ پر بار

کوئی اسمین شجر بے گل نہین ہے
سنے فریاد بلبل کی نہ آواز

پریشان طرۂ سنبل نہین ہے
گلون سے قدرت حق ہے نمودار

غرض امیر باتوقیر اُس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر

ہوئے جب امیر باتوقیر سیر باغ کر چکے جو بارہ دری کہ اُس باغ مین بھی وہان تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ کیا اور
تعریف کرکے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرے کے دروازے مین قفل بہت بڑا لگا ہی اور کنجی اس قفل کی
اُسی قفل مین ہی امیر باتوقیر نے جب اُس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اس حجرے مین ایک
صندوق رکھا ہی جس وقت امیر باتوقیر نے وہ صندوق کھولا اسمین سے دو تلوارین نکلین کہ جو ہم دم ذوالفقار تھین اور
انکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر باتوقیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر
باتوقیر نے اُسی جگہ زمین مین دروازہ دیکھا جب اسی کھولا تہ خانہ نظر آیا زمین اُس تہ خانے کی نہایت پاکیزہ اور
خوشنما تھی امیر زینون کو طے کرکے جب تہ خانہ مین پہونچے وہان جا کر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہی مگر پُر نور ہی جب امیر
اُس عمارت مین تشریف لے گئے دیکھا ایک طرف شترخانہ ہی بہت سی شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیل خانہ ہی
مگر کوئی منتظم نہین ہی صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لاانتہا ایک سمت ہی روپیہ اور جواہر دیگون
مین بھرا ہوا رکھا ہی اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل و بے نظیر بندھا ہے امیر باتوقیر اُس مرکب کے
قریب گئے اس گھوڑے نے جو بوے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکائی امیر نے
اُس گھوڑے پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر باتوقیر آگے بڑھے ایک مکان سے
آواز تسبیح خوانی حمزۂ صاحبقران کے کان مین آئی امیر باتوقیر اُس مکان مین تشریف لے گئے وہان
دیکھا کہ ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہی اور ذکر خدا کر رہا ہی جب اُس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھا فوراً اپنی جگہ
پر سے اُٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزۂ صاحبقران نے علیک السلام کیا بعد اسکے اُس مرد پیر نے کہا کہ اے
خلاصہ خاندان ابراہیم خلیل اللہ و اے بندۂ مقبول خالق ہر دو سرا یہ خاکسار تمہارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت
میرے پاس ہی اُسے لو اور مجکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجکو اطلاع
دیجیے اُس مرد پیر نے جواب دیا امیر باتوقیر تم میرے نام کو دریافت نہ کرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک راز
خدا ہے تمکو اسکے دریافت کرنے کیا فائدہ ہے امیر باتوقیر یہ تقریر اُس مرد پیر کی سُنکے چپ ہو رہے اُس
پیر نے اسلحۂ تن امیر پر آراستہ کیے دونون تیغے صمصام و قمقام کمر سے امیر کے لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو کچھ وہان
مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے کے زر و جواہر وغیرہ کے اونٹون کی مہار
لیکر وہ مرد پیر آگے بڑھا امیر باتوقیر اسکے پیچھے چلے یکایک امیر باتوقیر نے وہین ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ
ایسا بند تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ کبھی کھلا ہی نہین غرض اُس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و اسباب
جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور کہا جائیے اور کفار سے مقابلہ کیجیے جب امیر باتوقیر
دروازۂ مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہی جس دشت مین حمزہ گھوڑے پر سے
گرا تھا اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے آخر
حمزہ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کوتوال سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب جنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی پشت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر باتوقیر کو پایا مثل
معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر باتوقیر کی تھام لی حمزۂ
صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر لئے ہوئے اپنے لشکر جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے
مکان پر آئے سالکان گرد و پیش خانۂ کعبہ امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب لڑکے لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر بہت خوش ہوئے یہ خبر کرتیت سیر گردان نے سنی نہایت متحیر ہوا اور فوراً برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ بجنے کی حمزہ صاحبقران کو ہوئی انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی بجوایا نقارہ رزمی کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی جلاد لاوران میدان مصاف کو آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور درستی آلات حرب کرنے لگا چار پہر رات دونون لشکر مین تیاری جنگ ہوئی اور دونون جانب ہوشیاری رہی جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور خانہ خیمہ مین نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم زیب جسم فرمائے اور مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر چلے اور میدان کارزار مین جا کر صف آرا ہوئے ادھر سے کرتیت سیر گردان بھی اپنے لشکر کو لئے ہوئے میدان جنگ مین آیا اور صف آرا ہوا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آ چکے اور میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک صاف ہو چکا سقے آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو تھما چکے اسوقت کڑکیت اور نقیب دلاورون کو جنگ و جدال پر غالب کرنے لگے جب کڑکیت اور نقیب میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت کرتیت سیر گردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم مین آ کر ٹھہرا اور پکارا کہ طفل عرب والے کو دیکھ بے ادب جلد میرے سامنے آ کہ تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچیگا امیر با توقیر و مقبل وفادار اور خواجہ عبد المطلب وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر سے نکلے اسوقت لشکر امیر مین باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر کے جلوگری بر آئے مرکب با توقیر طرارے بھرتا ہوا چلا جسوقت حمزہ صاحبقران مقابل کرتیت سیر گردان کے پہونچے مرکب کو روکا اسوقت کرتیت سیر گردان نے بصد غیظ و غضب اسپی لگا ور لگائی کہ دو قدم مرکب خنگ سے قیطاس اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم ہٹ گیا پھر دونون بہادرانون مین مرکبون کو دبا کر سامنے آئے اور برابر دونون دلاورون نے نیزے اٹھائے اور بند نیزے سے باندھنے لگے آخر کار امیر با توقیر نے نیزے کو کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے نکال دیا کرتیت سیر گردان کو آگ پھر بدرجہ کمال غصہ آیا وہی تیغ گرانبار و آبدار کھینچ لات و منات کا نام لیکر سر پر حمزہ صاحبقران کے لگایا حمزہ صاحبقران نے بفن سپہ گری اسکے تیغہ کو خالی دیکر اور مرکب کو بڑھا کر اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ہر چند کرتیت سیر گردان نے اپنے تئین سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت و بازو اسکو پشت زین سے اٹھا کر سر سے بلند کر کے گردش دی تیغہ کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جب وہان فوج کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال سے دیکھا بے اختیار تلوارین کھینچکر بڑھے اور جا کر امیر کو گھیر لیا اور تلوارین لگانے لگے امیر با توقیر کرتیت سیر گردان کو سپر قرار دیکر مردان لشکر کی تلوارین اسی پر روکنے لگے جب یہ حال بہادران لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر حریف پر یکبار حملہ کیا اور تھوڑے سوارون فوج کرتیت سیر گردان کو حملۂ اول مین قتل کیا پھر دونون لشکرون مین تلوارین چلنے لگین لاشن پر لاش گرنے لگی میدان مصاف خون بہادرون سے رنگین ہونے لگا دونون لشکرون مین تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار نشانہ تیر اجل ہونے لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونون لشکرون مین خوب خوب تلوار چلی اور بڑی نیزہ بازی ہوئی ہزارہا بہادر اور دلاوران کے ستون مین جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپر گردان ہنگام جنگ مغلوبہ دست امیر باتوقیر پر ہو کے اسقدر زور پایا کہ توڑا اسکی کمر کا جو فولاد تھا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردمان لشکر کرتیت ابتر افر کو لیکر میدان رزم سے جانب صحرا
بھاگے اسوقت بہادران لشکر حمزہ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کیئے اور جا قیام لشکر کرتیت پر
پہونچے کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے
گیا اور امیر باتوقیر کو فتح حاصل ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے نقارے شادیانے
لشکر اسلام میں بجنے لگے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدہ شکر کے درگاہ جناب باری میں کیئے جملہ بہادران
لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک
دامن کوہ میں ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب میں نوشیروان کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا اور حملہ دلاوران دریا
سامنے کیونکر جاؤنگا سب بہادر مجکو دیکھکر اور میرے بھاگ آنے سے آگاہ ہو کر ہنسینگے اور کہینگے کہ لڑکے کے
خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نکر سکا جسوقت کرتیت سپر گردان نے یہ گفتگو کی اسوقت
تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اسنے عرض کیا کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ شجاع اور
بہادر نہ ہوتا تو پہلوان عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کر سکتا طفلی میں تو حمزہ کی یہ کیفیت ہے دیکھئے جوانی
میں کیا آفت برپا کرتا ہے کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہے اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ تو اس درہ
کوہ میں ایک شب قیام فرمائیں اور میں جا کر حمزہ کو بعیاری گرفتار کر کے آپکے پاس لیئے آؤن اور آپ
حمزہ کو سلاسل میں گرفتار کر کے روبروی بادشاہ لیجائیں جملہ امارو میں سرخرو ہوجئے تو نوشیروان حمزہ کو قتل
کرڈالیگا آپکو بہت انعام دیگا کرتیت سپر گردان یہ تقریر تلبیس کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو حمزہ
کو گرفتار کر کے لائیگا تو میں تجکو اس قدر زر و جواہر دونگا کہ تو مالامال ہوجائیگا لیکن ای تلبیس فقط حمزہ ہی کو گرفتار نہ کرنا
عمرو کو بھی ضرور اسیر کر لانا کیونکہ بلای بے درمان اور آفت روزگار ہے اگر وہ گرفتار نہ ہوگا تو مجکو جان بچانا
اس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہو سکیگا تو اسکو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکے
تلبیس نے دو سو شاگردون کو جمع کیا اور انسے کہا کہ تم سب جا کر صحرا میں مخفی ہو جب تم میری قیل کی آواز سنتے
فی الفور تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزہ صاحبقران صحرا میں جا کر پوشیدہ ہوئے کرتیت
سپر گردان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسی دامن کوہ میں مقیم ہون لشکر موافق حکم کے وہین اترا لیکن تلبیس عیار نے بانے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کیئے اور جو عیاری اسکو کرنا منظور تھی اس عیاری کا سامان کر کے بصد تعجیل چلا اور
لشکر امیر میں پہونچا کیفیت مردمان لشکر اسلام کی یہ تھی کہ باہم بہادر اور دلاور گلے مل رہے تھے فتح جو لشکر حریف پر
پائی تھی خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو چہار جانب لشکر کے پھر رہے ہیں ہر ایک بہادر کو شاد و مسرور دیکھکر خود بھی خوش
ہین ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ بوتلیں شراب کی مع جام و ساغر لیئے ہوئے قریب لشکر
اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے جب خواجہ عمرو قریب اس کلوار کے پہونچے اس نے خواجہ عمرو کو جھککر
سلام کیا اور کہا ای خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اسکی دکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہان سے آئے
ہو اس کلوار نے عرض کیا میں رہنے والا ملک یمن کا ہون جب سے منظر شاہ یمنی نے دین اسلام
قبول کیا ہے اس زمانے سے وہان کے رہنے والے شراب کم پیتے ہین ہزارہا آدمی پرہیزگار ہوگئے
ہین جب شراب وہان نکنے لگی میں نہایت پریشان ہوا چونکہ اسنے سنے مین نے سنا

کہ لشکر کرتیت سپر گردان کا مدائن سے قریب خانہ کعبہ آیا ہے واسطے فروخت کرنے شراب کے مین یمن سے آیا اور لشکر کرتیت مین مین نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر کرتیت کا بھاگ گیا ہے مین بھی یمن کو جانے ہی والا تھا کہ آپ تشریف لائے ہین آپ کو دیکھ کے ٹھہر گیا آپ دو چار جام ارغوانی پیجئے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ ایک جام اُس سے لیکر پیا پھر اُسنے اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے یہ جام بھی بیخوف و خطر پی لیا غرض اسیطرح کئی جام خواجہ عمرو نے لیکر پئے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر مین درد ہونے لگا جب اُسکی دکان سے اُٹھے فوراً گر کھڑا کے گرے اور بیہوش ہو گئے کلوار نے نعرہ کیا منم تلبیس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو کو اُٹھا کر اور پشت دکان پر لیجا کر صدا از فیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا مین مخفی تھے آواز فیل کی صدا سُنکے پاس تلبیس کے آئے تلبیس نے کہا عمرو کو یہان سے لیجاؤ عیارون نے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ کمند سے باندہے اور چادر عیاری مین باندہکر درہ کوہ مین پاس کرتیت سپر گردان کے پہونچے کرتیت حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا مگر تلبیس لشکر اسلام ہی مین رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو کو بیہوش نہین دیکھا اور نہ عیارون کو پشتارہ لیجاتے دیکھا غرض بعد جانے عیارون کے بعد جانے عیارون کے تلبیس عیار نے ایک گوشہ مین بیٹھکر قبہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو تک کر نقب لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے بارگاہ امیر مین پہونچکر اور نقب سے نکلکر پروانہ ہائے بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمع ہائے مومی و کافوری روشن تھین اُنپر پیدا گرے اور جلے اور دہوان بیہوشی کا اڑا جو دو تین خدمتگار حمزہ صاحبقران کی چپی کر رہے تھے وہ بیہوش ہوئے تلبیس گوشہ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعون کے آیا اور چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعین گل ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا اسوقت تلبیس عیار پاس حمزہ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزہ صاحبقران کو سوتے ہوئے پایا اسوقت امیر باتوقیر کے قریب بیٹھکر اور کفچہ مین بیہوشی رکھکر قریب امیر باتوقیر کی بینی کے لگایا جب حمزہ صاحبقران نے اوپر کی سانس لی عیار بدگوہر نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ دماغ مین سرایت کر گئی امیر باتوقیر بیہوش ہو گئے اسوقت تلبیس عیار نے دو حلقون سے کمند امیر کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون گردن اور کمر کو باندھا اور اُٹھا کر ساتوان حلقہ لگا کر دیدہ گرہ عیاری کی اور اپنی پشت پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر درہ کوہ مین آیا اور سامنے کرتیت سپر گردان کے پشتارہ امیر باتوقیر کے رکھدیا کرتیت سپر گردان نے بہت خوش ہو کے آہنگرونکو بلایا اور امیر باتوقیر کے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور بغلون مین خار دار لٹو گلے مین توق اور شانون پر زنجیرین فولاد کے کمر مین زنجیر وغیرہ پہنا دی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل مین گرفتار کر کے اور اعرابی پر ڈالکر اُسی وقت طرف دربار نوشیروان اور جانب مدائن کوچ کیا جب راہ مین آنکھ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئین اعرابی مین پڑا ہوا پایا اور قید سخت مین گرفتار دیکھا امیر باتوقیر نے تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئین گرفتار طوق و سلاسل دیکھکر باواز بلند رونے لگے امیر باتوقیر نے فرمایا اے برادر صبر کرو جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر مین ہو گا دیکھنا جو مصلحت خدا اب رونے سے کیا فائدہ ہو گا لازم ہے کہ چپکے چلے چلو اور خدا سے اپنے رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے کہا مجھسے صبر ہو نہین سکتا اور طوق سلاسل مین گرفتار ہو کے ضبط گریہ ممکن نہین اے برادر باتوقیر آج مین اس کرتیت سپر گردان حرامزادہ کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تلبیس ہمراہ عرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادہ اسقدر کیون جوش ہوتا ہے کیونکہ تو اسوقت طوق و سلاسل مین گرفتار ہے اتنی فوج تیرے گرد ہے اپنی جان تو بچانا تجکو مشکل ہے اور دشوار ہے تو کرتیت سپرگردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اُس جفاجو کی سُنکے بعد غیظ و غضب جواب یاکہ او تیرہ دروں روبہ خصال سگ نسب دبرابر شغال نابکار و ناعیار مردود ازلی و ابدی تجھے یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منھ کہولے مجھسے بدزبانی کرے ہے شرط کہ مار کر تو رون کے تیری پشت نیلگون اور زخمی کردون تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تلبیس نابکار کو خواجہ عمرو کے اوپر ادر غصہ آیا ادہر خواجہ عمرو نے اُسی گالیان دینی شروع کین تلبیس نے ایک چوب چماق جو اُسکے ہاتھ مین تھی زور سے ماری وہ چوب پڑتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار لڑکھڑائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہوگیا منکا ڈہل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا اے یار وفادار خوش کردار بیت

رحمی و مرا خبر نہ کردی ✽ بر کشیم نظر نہ کردی ✽ افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے ہمارا قتل ہوتا بھی تمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر باتوقیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دے دے پٹک نے لگے پھر سوے چرخ دیکھکر پکارے کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم تو نے کیا ارے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اُسکو بھی میرے پاس زندہ رہنے نہ دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ اے قوم شریر و جفاکار اس میرے یار وفادار کو تمھارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار تلبیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مرگیا یہ فرما کر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگا اور حالت بیتابی و بیقراری مین یہ کہنے لگے کہ اے خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے شعر تمھ محبت سے ہم نہ موڑینگے ✽ ساتھ تا حشر بھی نہ چھوڑینگے ✽ واہ برادر کیا خوب تمنے ایفاے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جسوقت کرتیت سپرگردان نے حمزہ صاحبقران کی صداے نالہ و فریاد سُنی بیتاب ہوکر آیا اور نالہ و بکا امیر باتوقیر سے دریافت کرکے تلبیس عیار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ حرامزادہ یہ تو نے کیا کیا عمرو کو کیون مارڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون کی روانہ کرچکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کئے ہوئے لاتا ہون یقین ہے کہ جلد در دولت پر حاضر ہونگا اب اگر فقط امیر کو روبرو شاہ لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجھکو گمان ہے کہ عمرو کے صدمے مین امیر بھی ہلاک ہوجائینگے افسوس تو نے بُرا ظلم کیا اور مجکو تو نے ناخوش کیا کرتیت سپرگردان تلبیس عیار پر خفا ہوکر امیر سے مخاطب ہوکر یہ کہنے لگا کہ اے امیر اب صبر کیجئے گریہ و زاری موقوف کیجئے دنیا ایک سراے فانی ہے ایک دن ہر شخص کو سوے عدم جانا ہے عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے سے اُسکی قضا آئی تھی عمرو تو ایک پیادہ تھا آپ غور فرمائین کہ وہ بہادر جو اولوالعزم یکتاے روزگار تھے زیر خاک پنہاں ہوگئے

بقول شاعر نظم

اب نہ وہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرگئی جنبش دامان تحفا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
صورت کو نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا

نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
لگی اس بزم مین روشن ہوئی کہ شمع اقبال
گرد اڑتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
آنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

پس اے امیر آپ گریہ و زاری کرین اور صبر کرین امیر باتوقیر نے

کرتیت سپرگردان کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا مین کمی کی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو دبلا اور پتلا
تھا مرتے ہی سخت ہو گیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپرگردان عمرو کو اٹھا کر لیکر چلا امیر
باتوقیر نے فرمایا اے کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا مجکو بھی اپنے ساتھ لیچل
کرتیت نے کہا شاہ کے قیدی کو رہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جاینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھکر بصد نالہ و بکا یہ کہنے
لگے کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجائے اور کفن بھی اسکو نصیب نہوا ابھی حمزہ صاحبقران ارابے پر زار
زار یہ کہتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کی کچھ دور تھے یکایک عمرو نے غلط ماری جو سوار نعش عمرو
کے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ اب یہ مردہ عمرو اٹھکر چمٹ جائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو روتے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی ناحق مین اس قدر
گریہ کیا اور بیچارہ مین نے اپنے برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر باتوقیر شاد و خرم ارابے مین بیٹھے ہوئے آگے
چلے مگر کرتیت سپرگردان نے دل مین خیال کہ عمرو غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لائیگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو جلد وہان
مین اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کردون اور نوشیروان کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ
اے شہریار امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجے کیونکہ مجکو امیر کے رہا ہو جانے کا خوف ہے
کرتیت سپرگردان جلد چلا اور مردمان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو مردمان لشکر بھی بصد
عجلت راہ صحرا طے کرنے لگے کرتیت سپرگردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رود بار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اسوجہ سے کرتیت سپرگردان ملک رود بار چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکر بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب انکے
ٹھیک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس ٹھیک مین رکھی ہین دہوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا دستپناہ کنارے
ٹھیک کے رکھا ہے ایکطرف چھوٹے چھوٹے دو چھپر پڑے ہین ان مین پنجڑے جانورون سے
لگے ہوئے ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھائے اور بھبھوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے
بیٹھے ہین اور زبان پر اور زبان پر ان دونون فقیرون کے یا حق یا مرشد یا داتا ہے چہار طرف ہر وقت جاری ہے
غرض جب خواجہ عمرو وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر پکارے داتا ہے چہار طرف ظہور معبود کی
قدرت کا ہے فقرا نے کہا بچا کہان سے آنا ہوا خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے
اور پوچھنے لگے بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جاینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جس بات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکے کو یہ لیاقت
کہان ہے جو اسکو حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھا
اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہو کر
نیچے درخت کے آئے خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر بھاگون لیکن خواجہ نے ذرا کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن مین پیوست ہوگیا دوسرے فقیر نے حلقہ
کمند کو اسکے گلے سے کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے کہا او مردود کیا کرتا ہی فقیر دیگر نے عمرو کی طرف
دیکھا عمرو نے فوراً ایک بیضۂ بیہوشی مارا اور کہا او بیوقوف مجھکو کیون دیکھتا ہی جلد آنکھین نیچی کر جسوقت وہ بیضۂ
بیہوشی اُس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی فوراً وہ فقیر بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد اسکے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقہ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسقدر اونچا ہوا اور لٹکنے لگا خواجہ عمرو شاخ درخت سے
اُس حلقہ کمند باندھکر جلد تر درخت سے اُترے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اُس درخت سے
باندھا اور حلقۂ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا بعد اسکے جو فقیر بیہوش تھا فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا اُس فقیر
کو ہوش آیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ بن امیہ ضمری فقرا نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے
تئین باندھا ہی کھولدو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب مین بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایکدن
جلد گرفتار کریگا اور فلان راستے سے امیر اور عمرو قید ہوکر آوینگے عمرو مردہ بنکر چھوٹیگا بس ہم دونون
تمھارے ہی منتظر تھے اور ہم رہنے والے مقام خیبر کے ہین اور ہم دونون کے نام ابوسعید لنگری و ابوشہاب
خرقہ پوش ہین خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہو اور کلمہ پڑھو تو تمکو کھولدین دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقراے مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے برادر چلو اور حال حمزہ صاحبقران دریافت
کرین کہ انپر کیا گذری ابوشہاب نے کہا اے خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال امیر باتوقیر دریافت
کرتا ہون جب تک مین نہ آؤن اُسوقت تک آپ ٹھیرینگا عمرو نے کہا اچھا تمھین جاؤ اور خبر امیر توقیر کی لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابوشہاب یہ سنکے روانہ ہوا اور عمرو اُسی تکیہ پر ابوسعید کے پاس بیٹھے ابوسعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑکر روبرو
خواجہ رکھے خواجہ عمرو اثمار اشجار کھانے لگے لیکن ابوشہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب
ملک رودبار کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزہ صاحبقران کو اعرابی پر دیکھا اُسوقت ابوشہاب نے
اپنی شکل تبدیل کی اور مردمان بہرہ دینگاہ مین شامل ہوگیا اور ہمراہ لشکر گرتیت سپہر گردان ہوا جب
گرتیت سپہر گردان عنقریب ملک رودبار پہونچا اُسوقت عامر شاہ رودباری کو اس مضمون کی عرضی
لکھی کہ اے بادشاہ ذیجاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبد المطلب کو بحکم نوشیروان ذیشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اُسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہی مجکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ کچھ نہ
کچھ فساد برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ براے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھیے تا وقتیکہ جو عرضی
مین نے حضور شاہ فلک بارگاہ نوشیروان مین روانہ کی ہی اُسکا جواب آلے فقط زیادہ کیا عرض کیا جاوے
جب گرتیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو دیکر خدمت عامر شاہ مین روانہ کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت
عامر شاہ مین پہونچا عرضی مذکور ناقہ سوار مذکور نے بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے پیش کی عامر شاہ
نے عرضی گرتیت کے مضمون سے مطلع ہوکر چند سردار واسطے استقبال گرتیت سپہر گردان مع تھوڑی
فوج کے روانہ کیے سرداران مذکور گرتیت سپہر گردان کو مع قید حمزہ صاحبقران شہر مین لائے گرتیت
سپہر گردان نے دیکھا شہر آباد ہر جا باولی و شہر پر مردان غیور گروہ گروہ جوق جوق واسطے [illegible]

حمزہ صاحبقران کے چلے آتے ہین بعضے حال زار امیر پر توسف کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ سرکشی کی سزا ہے قیدی نے نوشیروان سے ارادہ بغاوت کا کیا تھا اکثر مردم جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ حمزہ صاحبقران کو طوق و سلاسل مین گرفتار دیکھ کے اشک آنکھون مین بھر لاتے تھے اور جو لوگ حمزہ صاحبقران کو دیکھکر ہنستے تھے انسے مخاطب ہوکر یہ اشعار عبرت انگیز زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

اے مقیمان تہ چرخ سپہر غدار

بابکی حسرت و فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان مین کبھی بار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر بازار
گھونسلے سقف مین ہین کھون ابابیلونکی
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کی انبار
سینہ لبریز تمنا ہی مگر لب پہ سکوت
گنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ایہ فاعتبروا یا اولو الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جلنے دو شہر ونکو وہان کر دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار

ہو خرابی مین اگر قیصر کے فریدون کا گلزار
رات دن چہلین ہا کرتی تھین وان رنگین
واہ کی تیری تنک ظرفی ہین عز و وقار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتی ہین بگولی ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
وہ چہلین تھی نہ وہ رنگی نہ خود آرائی ہے

اری یارو اس جلیل کو آج قید مین گرفتار دیکھکر ذرا ہنسو نہین پیدا کرنے والے کے غضب سے ڈرو کل یہ ایسے مسند عزت پر جلوہ فرما تھا آج جفائے چرخ بے مہر سے سلاسل مین گرفتار ہی تم لوگون کا ہنسنا بیجا ہی نہین معلوم تمہاری تقدیر مین کیا لکھا ہی ہمیشہ کسی کی یکسان نہین گذرتی ہی پس تمکو لازم ہی کہ توبہ کرو اور ایسی جلیل کو قید مین گرفتار دیکھکر خندہ نہ کرو الغرض کرتیت سپر گردان شہر کے کوچہ و بازار کی سیر کرتا ہوا ہمراہ سرداران مذکور کی دربار عامر شاہ مین اور واسطے سلام کے سر جھکایا عامر شاہ نے ایک دنگل زرین پر کرتیت سپر گردان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کرتیت دنگل پر بیٹھا بعد دنگل پر بیٹھنے کے کرتیت سپر گردان نے اپنے ملازم مولنس کہا کہ امیر کو اس دربار مین لے آؤ ملازمان کرتیت سپر گردان حمزہ صاحبقران دربار عامر شاہ مین لائے امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ عامر شاہ تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی امرا اور پہلوان دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین وزرا بھی موجود ہین دربار مین کرتیت بھی ایک دنگل زرین پر بیٹھا ہوا ہی ساقی مہ رخ نے بحکم شاہ کرتیت سپر گردان کو جام شراب ارغوان لاکر دیا ہی اور کرتیت جام مے پی رہا ہی غرض بعد دیکھنے آراستگی دربار کے فوراً حمزہ صاحبقران نے اس دربار مین جو اعلیٰ اور ادنیٰ تھے انسے مخاطب ہوکر کہا السلام علیکم بعد سلام کرنے کے فرمایا سلام میرا اس شخص پر ہو جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جب حمزہ صاحبقران نے سلام کیا اہل دربار نے کہا ای خبر غضب کیا تو نے ہمارے سامنے خدائے نادیدہ کا نام لیا دل یہ چاہتا ہی کہ تجکو قتل کرین عامر شاہ نے اہل دربار سے کہا یہ شخص فی بجاہ کا گنہگار ہی اسکی قتل کا نوشیروان ذی وقار کو اختیار ہی اگر اسکی زبان پر چند اسے نادیدہ کا نام جاری ہوا تو خیر کچھ نہ کہو عامر شاہ ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا ناگاہ دار العمارۃ شاہی ارتیک شور ہوا بعضے اہل دربار پیشوائی کو گئے اکثر نامدار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران بھی دیکھنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا اور شاہزادہ نہایت حسین و جمیل و بہادر لباس شاہانہ تن مین پہنے ہوئے اسلحہ لگائے ہوئے برآمد ہوا اور پہلوے تخت عامر شاہ مین کرسی جواہر نگار پر شاہ کو تسلیم کرکے بیٹھا کرتیت نے شاہزادہ کو سلام کیا واضح ہو کہ یہ شاہزادہ بیٹا عامر شاہ رودباری کا ہی اور نام اسکا سیف ذو البدن ہے اور نہایت عقیل و فہیم ہی اور اکثر علوم سے ماہر ہی اور فن سپہ گری اور پہلوانی مین بھی مہارت کامل

رکھا ہے الغرض جب شاہزادۂ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بعد ایک مدت کے شاہزادے نے پوچھا آج دربار مین کیا ہنگامہ ہے کرتیت سپر گردان نے حال حمزۂ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل عرض کیا جسوقت اُس شاہزادے نے حال امیر کی دلیری کا سُنا اُسوقت جانب امیر باتوقیر جو نظر کی دیکھا ایک مرد کا وجیہ جسکا سینہ فراخ ہے اور پیشانی بلند ہے اور علاوہ اسکے شعر قیافہ سے ظاہر ہے ایا شوریت جبین منور سے ظاہر ہے نور نبوت لیکن طوق و سلاسل مین گرفتار سامنے کھڑا ہے بہت سے آدمیون کا اُسپر پہرا ہے مگر ذرا بھی اُسکو ہراس نہین ہے شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا ہوگیا اور کہا اے امیر افسوس ناحق آپ نے شہریار سے سرکشی کی اگر سرکشی نہ کرتے تو کرتیت سپر گردان کیون آپکو میدان جنگ سے گرفتار کر لاتا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجھکو بہ مردی زیر نہین کیا بلکہ عالم خواب مین اسنے اپنے عیار سے بیہوشی و مدہوش کرا کے چرا منگایا اور پھر اُسی عالم بیہوشی مین مجھکو قید کر لیا ہوش شاہزادے نے گفتگوے امیر سُنکے کرتیت سے پوچھا اے کرتیت امیر جو کہتے ہین یہ سچ ہے کرتیت نے عرض کیا اے شاہزادۂ ذی وقار اصل تو یہ ہے کہ یہ بہادر مجھسے زور و قوت مین سبقت لے گیا تھا اور مجھ اسنے زیر کیا تھا مین نے بلیس عیار کو بھیجکر اسکو بہ دزدی منگایا اور گرفتار کر کے یہان لایا امیر سچ کہتے ہین شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سُنکر کرتیت سپر گردان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادران کا یہ شیوہ نہین ہے کہ مکاری اور عیاری سے اپنے حریف کو گرفتار کرین شاہزادۂ مذکور کرتیت سپر گردان سے یہ کہکر حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوا کہنے لگا کہ اے امیر مین تمھاری گرفتاری کا حال سُنکر اب مین تمکو رہا کرتا ہون اور تم سے کشتی لڑتا ہون اگر مین زیر ہو جاؤن گا تو دین اسلام قبول کرون گا اور اگر مین آپکو زیر کرون گا تو اپنا ساقی بناؤن گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے شاہزادۂ عالیجاہ جو شرط تم نے کی ہے مجھکو بھی بخوشی خاطر منظور ہے شاہزادۂ سیف ذوالبدین نے حکم کیا کہ جلد حداد آئین اور امیر کی بیڑیون اور ہتھکڑیون وغیرہ کو کاٹین جس وقت امیر باتوقیر نے یہ سُنا کہ شاہزادے نے حداد کو طالب کیا ہے اُسوقت حمزۂ صاحبقران مین جوش شجاعت آگیا اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپر گردان تو بوجہ ملامت کرنے شاہزادہ کے سر جھکائے اور آنکھین نیچی کئے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالبدین نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کر کے اور زیادہ امیر باتوقیر پر فریفتہ ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہے غرض سیف ذوالبدن اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاس امیر کے آیا اور کہنے لگا اے امیر اب آپ ایک دو روز یہان بہ راحت و آرام بسر کرین پھر مجھسے کشتی لڑیے گا امیر نے فرمایا مین آج ہی کشتی لڑونگا اور تمسے ہر طرح مقابلہ کرون گا آخر بہ رضا ناچاری شاہزادہ سیف ذوالبدن نے اپنے اسلحہ طلب کر کے زیب جسم کیے پھر حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحہ منگوا کر دیے امیر نے بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگائی نیزہ ہاتھ مین لیا جب حمزۂ صاحبقران ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر باتوقیر کو لیکر ایک میدان وسیع مین آیا اُسوقت اُس میدان مین ہزارہا کرسیان جواہر نگار بچھ گئین اور چہار جانب اُس میدان کے دنگل بچھ گئے اور فرش ہو گیا جملہ امرا اور وزرا اور پہلوانان عامر شاہ آکر بیٹھ چکے اور کرتیت سپر گردان بھی آیا اور خود عامر شاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اُسوقت ایک مرکب شاہزادے نے حمزۂ صاحبقران کو دیا اور

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزۂ صاحبقران بھی گھوڑی پر سوار ہو چکے اور مقابل سیف ذو الیدین آئے
اسوقت سیف ذو الیدین نے بصد قوت لگاو رلگائی لیکن گھوڑا سیف ذو الیدین کا ساٹ قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پیچھا ہوا سیف ذو الیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون تین
داب سے کے حمزۂ صاحبقران کے مقابل آیا اور نیزہ اٹھا کر سینہ امیر پر مارا امیر نے نیزۂ سیف ذو الیدین کو
نیزے پر روکا اور بعد ایک لمحہ کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ لگا لیا سیف نے بقہر و غضب تلوار کھینچی اور امیر تو قر کے
سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو روکا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو جگہ دی سیف خوش ہوا اور گھوڑی
دوڑا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے اس خیال سے آیا کہ اب حمزۂ صاحبقران کو ضرور زخمی کرونگا لیکن
جب سیف نے شمشیر لگائی حمزۂ صاحبقران نے بہ فن سپہ گری تلوار کو روکر کمر سیف کی بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر میں ہاتھ ڈالا اور اسدرجہ دونون بہادرون نے زور کیا
کہ آخر دونون گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے اسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور ہنر ہاے پہلوانی
ظاہر کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر با توقیر نے ایک پیچ الیا کیا کہ سیف پیچ آیا اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے سیف کے توڑا کمر بند فولادی کا پکڑ کر آتش از ور کیا کہ زمین اٹھا کر سر بلند کیا اور پھر
زمین پر پٹک کر چھاتی پر سیف کی بیٹھ گئے اور کہا اے سیف ذو الیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام بموجب
شرط و اقرار قبول کروگے یا نہین سیف ذو الیدین نے کہا آپ مجھکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا
شاہزادہ سیف ذو الیدین صدق دل سے روبروے کرتیت سپر گردان مسلمان ہوا جسقدر کہ
پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت اور زور دیکھ کر متحیر ہوئے امیر با توقیر سینہ سیف سے اٹھے اور کرتیت
سپر گردان کے قریب آکر فرمانے لگے کہ اے کرتیت سپر گردان دین اسلام قبول کرو ورنہ اسوقت مین
تجھکو ہلاک کرونگا کرتیت سپر گردان اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزۂ صاحبقران کے
صاحب اقبال ہونے مین کسی طرح شک نہین اور دین اسلام بھی مسلمانونکا اچھا ہے یہ خیال کرکے کرتیت
بھی کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعض راوی اس طرح روایت کرتے ہین کہ جب امیر نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر کرتیت سپر گردان سے مقابلہ کیا تھا اور زیر کیا تھا جبھی
کرتیت مع اپنے لشکریون کے مسلمان ہوگیا تھا لیکن چند نفر آج سوار اور تین عیار بھاگ کر مدائن
پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے صابر نمد پوش اور کرکس ساسانی اور
تلبیس جاسوس وغیرہ کو بہر گرفتاری حمزۂ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آگئے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو کو ایک باغ سے بیہوش کرکے اور گرفتار کرکے ملک رودبار کی جانب لیچلے تھے اثناے
راہ مین خواجہ عمرو عیاری مردے کی کرکے رہا ہوگئے تھے اور عیاران مسطور امیر کو ملک رودبار مین لائے
تھے سیف ذو الیدین کے مقابل ہوا سیف ذو الیدین زیر ہو کر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے مفصل لکھا
گیا القصہ بعد مسلمان ہونے سیف ذو الیدین کے عامر شاہ بوجہ الفت فرزندی کے مسلمان ہوا
اور امیر با توقیر کو بعزت و حرمت میدان نبرد سے مع اپنے فرزند کے دار الامارۂ شاہی مین لے گیا اور کہنے لگا
کہ تخت پر رونق افزا ہو جیسے امیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمھارا ہمتین کو مبارک ہو مین

ایک سپاہی ہون مجکو سلطنت کی خواہش نہین علاوہ اسکے مجکو ابھی جہاد کرنا ہی تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہین ہی عامرشاہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار مین ڈنگل زرین اپنے قریب بٹھایا اور بڑی تکلف سے دعوت امیر باتوقیر کی کی اور شب بھر بزم عشرت آراستہ رہی زنان خوش گلو گایا کین جب صبح ہوئی اور عامرشاہ تخت پر بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران ڈنگل پر آکر بیٹھے اسوقت حمزۂ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر مین منادی نے ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرے وہ تو ملک رودبار مین رہے اور جو شخص دین اسلام نہ قبول کرے وہ اس ملک سے نکل جائے اور کہین سکونت اختیار کرے بمجرد سننے اس حکم کے جملہ خاص و عام مسلمان ہوئے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے ملک رودبار مین جسقدر بتکدے تھے کھدوا ڈالے اور حکم کیا کہ مسجدین بنائی جائین اور مسجدون مین خاص و عام نمازین پڑھین ابوشہاب یہ جملہ حالات دیکھکر اور دریافت کرکے ملک رودبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی خواجہ عمرو خوش ہوکر تکیہ سے چلے اور حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو برادر کھکے گلے سے لگایا اور تلبیس عیار اسکے جملہ شاگردیان کی کیفیت دیکھکر ملک رودبار سے جانب مدائن چلے تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دین عیار خدمت نوشیروان مین جاتے ہین انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد کئی روز کے خواجہ عمرو اور کرنیت سپرگردان اور شاہزادی سیف ذوالیدین اور عامرشاہ کو مع فوج و لشکر کے اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کرکے جانب خانہ کعبہ چلے اور قطع منازل اور طی مراحل کرکے خانہ کعبہ مین پہونچے یہان خواجہ عبدالمطلب جدائی حمزۂ صاحبقران مین نہایت متردد و پریشان تھے جسوقت حمزۂ صاحبقران کعبہ مین پہونچے خواجہ عبدالمطلب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور سینے سے لگا کر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقاے امیر باتوقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقای تمام اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر بہ راحت و آرام رہنے لگے ایک روز امیر بازار مین برائے سیر ہمراہی رفقا تشریف لے گئے اتفاق سے ایک کمان گر کی دکان کی طرف سے امیر باتوقیر کا گذر ہوا امیر باتوقیر نے اس کمان گر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانین ہین اسنے عرض کیا مین حاضر کرتا ہون یہ کہکر کمانگر نے بہت سی کمانین امیر کے روبرو لاکر رکھدین امیر نے جس کمان کو اٹھا کے کھینچا وہ کمان ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت نہ رہی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اس کمان گر سے فرمایا ان کمانون کی قیمت مجھ سے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجکو لاکر دکھلادے اگر میرے موافق مرضی کے ہوگی تو مین اسکی قیمت دیکے لے لونگا ورنہ دیکھ کے دیدونگا کمان گر یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سنکے اندر گھر مین گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو دی امیر باتوقیر اس کمان کو دیکھتے ہی ازحد خوش ہوئے کیونکہ اس کمان کے ہر گوشہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کا لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوئے ہونے کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس پہلوان ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور انکے حضرت صالح پیغمبر کے مزار سے دستیاب ہوئی تھی غرض امیر باتوقیر نے نہایت خوش ہوکر اس کی قیمت سوا اشرفیان اس کمان گر کو دین کمان گر اس قدر قیمت پاکر

خوش ہو گیا حمزہ اس کمان کو لیکر اپنے مکان پر تشریف لائے اور داخل مکان ہوئے اب امیر با توقیر بعد راحت و آرام کعبہ مین تشریف رکھتے ہین اور روز دربار کرتے ہین سرداران نامدار دربار مین ہر روز حاضر ہوتے ہین

داستان جانا عیارون کا بھاگ کے خدمت نوشیروان مین اور کل حال کہنا برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منظر شاہ یمنی کو برائے گرفتاری امیر اور اور نامہ لکھنا بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو و دیگر حالات

محرران یکتائے روزگار و کاتبان عالی فہم و ذی وقار اس داستان کو اس طرح سے لکھتے ہین کہ جب امیر با توقیر نے سیف ذو الیدین اور کرتیت سپر گردان اور عامر شاہ رودباری کو مسلمان کیا تلبیس عیار مع اپنے شاگردون کے بھاگ کر جانب ملک مدائن چلا اور بعد قطع راہ اسوقت در بدر نوشیروان با حال پریشان گیا نوشیروان تخت پر بیٹھا تھا دربار مین ہر ایک پہلوان دنگل پر بکر نخوت متمکن تھا اور امرا و وزرا حاضر تھے بختک نابکار بھی موجود تھا تلبیس عیار سا منے نوشیروان کے جاتے ہی بوجہ بدحواسی و اضطراب کے سلام کر کے گر پڑا نوشیروان نے پوچھا اے تلبیس کیون گھبرایا ہوا آیا ہے کس نے تجھے ستایا ہے باعث تیری پریشانی اور بدحواسی کیا ہے جلد بیان کر تلبیس جاسوس نے اٹھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ بڑا غضب ہوا نوشیروان نے برہم ہو کر پوچھا ارے غضب کیا ہوا کہتا نہین اسوقت تلبیس نے تمام حال کرتیت سپر گردان اور سیف ذو الیدین اور عامر شاہ کے مسلمان ہونے کا مفصل عرض کیا نوشیروان تلبیس سے تمام و کمال حال سنکر نہایت برہم ہوا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا غصہ سے کانپنے لگا آخر اسی غیظ و غضب سے کہنے لگا کہ حمزہ کی سرکشی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکی بے ادبی اور گستاخی کم نہین ہوتی عجب نہین کہ نتیجہ اسکی دلیری کا بدولت کے حق مین برا ہو ملک گیری کا اسکو حوصلہ ہے ما بدولت سے مقابلہ کرے اور قدم جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری سے آگے رکھے مناسب وقت یہ ہے کہ اسکو گوشمالی اچھی طرح دیجاے اور تدبیر اسکی بے ادبی کی سزا دینے کی بخوبی جلد کیجاے کیونکہ یہ قول شیخ مصلح الدین

سعدی شیرازی کا ہے نظم وگر ہمچنان روزگاری ہلی	درختی کہ اکنون گرفتست پای بگردونش از بیخ بر نگسلی	بہ نیروی شخصی برآید زجای سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل		سوا اسکے یہ بھی قول عقلمندون کا ہے کہ دشمن کو حقیر و ناتوان تصور کرے

عاقل اسکی جانب سے بیخبر نہو لیس مناسب وقت یہی ہے کہ کوئی بہادر جلد جائے اور حمزہ کو گرفتار کر کے ما بدولت کے روبرو لے آئے جسوقت نوشیروان نے یہ کہکر طرف پہلوانون اور دلاورن کے دیکھا چونکہ نعمان بن منظر یمنی جسکا ذکر کیا گیا کہ دربار نوشیروان مین دنگل پر بیٹھا تھا اور نہایت بہادر اور دلاور ہے اور فی الحال اسنے اس خبر بابت کے مسلمان ہونے کی جو خبر مفصل سنی تھی اسکو از حد صدمہ ہوا اور حمزہ صاحبقران کا دشمن ہو رہا ہو بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ غلام جاتا ہے اور اس احمق بے ادب کو گرفتار کر کے خدمت بندگان حضور مین لاتا ہے نوشیروان نے نعمان کی گفتگو سنکر اور خلعت پر زر عطا کر نعمان بن منظر کو برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران رخصت کیا نعمان خلعت پہنکے دربار سے باہر آیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری طیار ہو بمجرد حکم نعمان کے افسران فوج نے لشکریون کو حکم کمر بندی کا دیا جوانان لشکر جلد جلد زرہین پہننے لگے چار آئینہ تن پر آراستہ کرنے لگے اور خود ہائے

فولادی آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے چاکر مرکبون کو کسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رسالے سوارون
کے اور پلٹنین پیدلون کی مسلح ہوگئین نعمان بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا نشان لشکر بڑھا
ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا پھنکی باجے پلٹنون مین بجے پرچم علمون سے کھلے سواران چلتہ پوش
اور دلاوران رندپوش بحکم نعمان براے گرفتاری حمزہ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بصد کر و فر
اسی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہے کہ بعد روانہ ہونے نعمان بن
منذر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سنی کہ نعمان براے گرفتاری حمزہ صاحبقران بحکم
نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہے خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع
حمزہ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزہ صاحبقران نعمان بن منذر شاہ پر فتح پائینگے یا نہین
بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر ان دنون امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پائینگے تھوڑے دن امیر پر
سخت ہین لیکن اگر سفر کرین اور قلعۂ زیجرود مین جاکر مقیم ہون تو بہتر ہے کہ وہ جگہ واسطے اُنکے مبارک ہے اور بعد
گذرنے ایام سخت کے نعمان سے مقابلہ کرینگے تو ان شاء اللہ نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے کل حال
کتاب سے دریافت کرکے ایک نامہ خواجہ عبد المطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ سے آنکہ خندۂ گلشن
وفاق وکدیور حدیقۂ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم رئیس و حافظ خانہ کعبہ اکرم بندہ برگزیدہ
پروردگار مہربان خواجہ عبد المطلب عالی وقار زاد لطفہ و عنایتہ ۔ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہے
واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست یعنی نعمان بن منذر شاہ بصد کر و فر بجمعیت اسی ہزار سوار و پیادہ کے
خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہے کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچاوے اور حمزہ
صاحبقران کے دشمنون کو گرفتار کرکے مدائن مین لے آئے چونکہ مین نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ
دیکھا تھا اور کتاب مین بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری کے نکالا ہے اور تمکو یہ احقر العباد آگاہ
آگاہ کرتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامۂ محبت شمامہ کے حمزہ صاحبقران کو طرف قلعۂ زیجرود کے لیجانا ہرگز
تاخیر نہ کرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ دل ہین امیر کو صدمۂ سخت پہونچیگا لیکن جب ایک دو لڑائیان نعمان
ٹل چکے اگر اسوقت امیر مقابلہ کرین تو فتح پائینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامۂ مذکور کے خواجہ
بزرجمہر نے ابو الخیر لامکانی قزاق کو کہ انکی خدمت مین رہتا ہے نامۂ مسطور حوالہ کیا اور ارشاد کیا
کہ بہت جلد اس نامہ کو خواجہ عبد المطلب کے پاس لیجا خبردار کہین راہ مین توقف نہ کرنا ابو الخیر نامہ
لیکر روانہ ہوا اور قبل پہونچنے نعمان بن منذر شاہ کے کعبہ مین بصد عجلت پہونچا کیونکہ نعمان منزل بہ منزل ٹھہرتا ہوا
آتا ہے راہ مین اکثر شکار کھیلتا ہے اکثر صحراے سبزہ زار مین دو دو روز واسطے شکار کے توقف کرتا ہے
علاوہ اسکے لشکر کے چلنے سے اور قزاق کے چلنے سے فرق بھی ہے غرض ابو الخیر مع الخیر بعد
قطع مسافت راہ خدمت خواجہ عبد المطلب مین وقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے امیر با توقیر
ڈنگل پر بیٹھے ہین اور سرداران نامدار بھی حسب قدر مراتب متناسب کرسیون اور ڈنگلون پر بیٹھے ہین خواجہ
عبد المطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہین تسبیح ہاتھ مین ہے ذکر خدا لب پر ہے ابو الخیر نے تعبد
بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو دیا خواجہ عبد المطلب
نے حرف بحرف پڑھا اور ابو الخیر کو بصد مہربانی اور بندہ پروری کے بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامہ خواجہ عبدالمطلب ای عندلیب خوش نوای گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت عیسی چرخ عطوفت ارسطو حکمت بقراط فطرت زاد اشفاقہ بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کی مدعا
نگار ہون کہ الطاف آپ کا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جس طرح آپ نے از راہ محبت و حکمت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ تعالی اسی طرح عمل مین آئیگا کبھی خلاف آپکے ارشاد کے یہ خاکسار ذرہ بھی مقدار نہ کریگا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب نے تحریر فرماکر اور اپنی مہر کر کے او پیچیدہ اور ملفوف کر کے
ابوالخیر قزاق کو دیا ابوالخیر نامہ لیکر اور تسلیم کر کے جانب ملک مدائن روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمطلب
نے حمزہ صاحبقران کو تنہائی مین طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامہ خواجہ
بزرجمہر امیر کو دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ خواجہ
بزرجمہر ایک مرد دیندار اور برگزیدہ خدا ہیں اور میرے بزرگ ہین انکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور برخلاف
انکے ارشاد کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ انکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبدالمطلب گفتگو اس فرزند نیک کردار کی سنکے بہت
خوش ہوئے اور بند فکر سے آزاد ہوئے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری کہ نہایت ہی شوخ
و شریر ہے شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا تو میرے فرزند کو ضرور کبھی قلعہ
زنجیر و دکی جانب جانے نہ دیگا اور کہیگا کہ اسپر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے خوف
سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہین ہے کہ ادنی پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس
فرزند میرا حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ
عبدالمطلب نے تھوڑی سی بیہوشی منگواکر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی مرحمت
کر کے فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملاکر کھانا کھلاؤ جب وہ بیہوش ہوجائے تو اسکو ایک مکان مین
بند کر کے قفل لگا دو کہ اس مین ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد ماجد سے وہ بیہوشی لیکر آئے
اور اپنے مکان مین بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلاکر کہا اے خواجہ آج ہمارے یہان کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہین انسے کسی طرح دشمنی نہین ہے اور
مفت کھانا کھانے کو ملتا ہے انکار نہ کرنا چاہیے اور بلا توقف بیٹھکر غذاے لطیف کھانا چاہیے یہ سوچ کر عمرو نے
کہا اچھا کھانا لائیے بندے کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے ہاتھ دھلائے اغذیہ
لطیف انواع و اقسام کی روبرو خواجہ عمرو کے لائے دسترخوان بچھایا جملہ قسم کا کھانا دسترخوان پر
بعد تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت دل کھانا کھانے کو نہین چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہوکر طعام بخوبی تمام سیر ہوکر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر مین درد شروع ہوا متحیر ہوکر اٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش ہوئے
خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ مین بند کیا اور قفل دروازہ مین لگا دیا اور اپنے والد کو
عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبدالمطلب نے اسوقت حمزہ صاحبقران سے
فرمایا کہ نور نظر پارہ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے اسیطرح بموجب ارشاد والا انبیا دا اپنے والد کے
اسیدم مع سرداران نامدار ذی وقار مرکبون پر سوار ہوے بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وفادار اور جملہ پیادہ و سوار

بعد کردو فوج جانب قلعہ زمجرود کوچ فرمایا اور اٹالا بارگاہ اور خیام کا قبل روانگی کے ہمراہی کرتیت سپیر گردان روانہ
کیا خواجہ عبدالمطلب بھی ہمراہ کرتیت سپیر گردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبدالمطلب جب قلعہ زمجرود پہونچے اور مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زمجرودی کو خبر پہونچی کہ ایک
لشکر کثیر کہ جس مین بڑے بڑے جرار و بہادر ہین میرے قلعہ کی طرف آتا ہی پس اسی وقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو برائے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہی جب وزیر مذکور قلعہ سے نکلکر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہ مین
اور خیام برپا ہین فوج اتری ہی خواجہ عبدالمطلب بارگاہ مین تشریف مین جب خواجہ عبدالمطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہی خواجہ عبدالمطلب نے کرتیت سپیر گردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سپیر گردان مع تھوڑے سواروں کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال
کرکے بصد عزت وحرمت خدمت خواجہ عبدالمطلب مین لے آیا وزیر نے خواجہ عبدالمطلب کو بصد
ادب سلام کیا خواجہ عبدالمطلب نے وزیر کو اپنے قریب بصد لطف بٹھایا ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی
مع جملہ سرداران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام مین فرودکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع سیف
ذوالیدین و عامر شاہ رودباری بارگاہ مین تشریف لائے اور روبرو اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزہ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبدالمطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہان
کس واسطے تشریف لائے ہین ہمارے بادشاہ عالیجاہ نے مجکو واسطے دریافت حال کے یہان بھیجا ہی
خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ اے وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہین کہ انکا نام خواجہ بزرجمہر ہی
انھون نے مجکو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمھارے فرزند کے گرفتار کرنے
کے واسطے آتا ہی چونکہ زمین قلعہ زمجرود تمھارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہی لہذا مناسب ہی کہ
تم اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعہ زمجرود پر جاکر قیام کرو پس مین اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان
مذکور کے یہان آیا ہون مجکو تمھارے شاہ سے لڑنا منظور نہین ہی وزیر فریدون شاہ نے حمزہ
صاحبقران کی وہ شان شوکت کہ اپنے بادشاہ کے رعب اور دبدبہ اور سطوت وصولت کی کچھ حقیقت
آگے اسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور
قطع راہ کرکے اپنے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور کل حال بیان اور تعریف امیر کی بدرجہ کمال
کی فریدون شاہ زمجرودی نے جو تعریف حمزہ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سنی حمزہ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اسی وقت وزیر سے کہا کہ جلد جاکر خواجہ عبدالمطلب اور
انکے فرزند کو ہمارے پاس بہ عزت و توقیر لے آ اگر خواجہ عبدالمطلب یہان تشریف لانے
مین کچھ تامل کرین تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبون کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہی آپ اندر قلعہ کے
تشریف لیچلئے کسی طرح کا تردد نہ کیجئے وزیر بحکم فریدون شاہ زمجرودی فوراً قلعہ سے روانہ ہوا جب
خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران نے سنی چند سردار واسطے
استقبال کے روانہ کئے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر ہوا بعد بجالانے شرائط آداب
وتسلیم کے پیام فریدون شاہ زمجرودی کا پہونچایا خواجہ عبدالمطلب مع حمزہ صاحبقران اور

چند سرداران و لاور ہمراہ اُس زبردست کے مرکبون پر سوار ہوکر بصد شان و شوکت چلے جسوقت اندر قلعہ کے تشریف لائے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہی اور نہایت مضبوط و مستحکم ہی اندر قلعہ کے رعایا آباد ہی شہر کا ئین مثل عروس شب اول کے مزین ہی اشیاے نفیس و نادر دکانون پر ہین دکاندار دکانون پر بیٹھے ہین خریدار کا ہجوم ہی عورتین اور مرد حسین اور خلیق صدہا عورتین سر راہ کمرون کے دروازون پر پردے اور چلمنین ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہین اور ہزارہا مردمان قلعہ بھی واسطے دیکھنے ہماری سواری کے فراہم ہین خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوے دار العلم رہ شاہی مین آئے وہان دیکھا جملہ امرا اور رؤسا و وزیر و مشیر حاضر ہین اور کئی ہزار افسران فوج اور پہلوانان زبردست و قوی ہیکل سے علی قدر مراتب و مناسب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور تخت طلائی منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زبرجد و دی بیٹھا ہے جسوقت خواجہ عبدالمطلب دربار فریدون شاہ مین مع حمزۂ صاحبقران اور سرداران اور پہونچے بحکم فریدون شاہ جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان نے نظر واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کسیقدر اپنے تخت سے برائے تعظیم اُٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فوراً قریب تخت بچھائی گئی فریدون شاہ نے اول خواجہ عبدالمطلب کو دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی پر ایسے با توقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزۂ صاحبقران کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دنگلون پر بیٹھنے کو فرمایا جب خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران بیٹھ چکے اُسوقت جملہ حاضرین دربار اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کے فریدون شاہ زبرجد و دی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبدالمطلب نے سارا حال نوشیروان کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کریشت سپہ گردان کا اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کا اور حال خواجہ بزرجمہر کے نامہ کا مفصل بیان کیا فریدون شاہ زبرجد و دی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک سنکے حمزۂ صاحبقران کے چہرۂ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرأت اور بہادری کی ہی فریدون شاہ نے جو بغور رخ حمزہ دیکھا ایسا عجب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فوراً اپنی شمشیر آبدار حمزۂ صاحبقران کو بخوشی دی اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ مینے آپ کے پسر کو اپنا فرزند کیا راوی بیان کرتا ہی کہ اُس ملک اور تمام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شہزادہ ولیعہد ہوتا ہی وہ تلوار اپنے باپ سے پاکر سر پر اپنے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہی اور تلوار کھینچ لیتا ہی چنانچہ رواج قدیمانہ کے موافق فریدون شاہ نے بھی کھینچکر حمزۂ صاحبقران کو دی ہی اور بعہدۂ ولیعہدی مقرر کیا ہی جس وقت یہ حال خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند فریدون شاہ نے اپنا ولیعہد کیا ہی تمکو لازم کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نہ کرنا امیر نے عرض کیا انشاءاللہ جس طرح آپنے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے ہوئے دربار مین شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر وغیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزۂ صاحبقران کو نذر دی بعد ولیعہد ہونے حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عبدالمطلب فریدون شاہ رخصت ہوکے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبدالمطلب کو بعد اصرار رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ مین آکر فروکش ہوئے فریدون شاہ نے اُسوقت سامان دعوت ضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر خدمت خواجہ عبدالمطلب مین مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبدالمطلب کی تو فریدون شاہ نے دعوت کی ہے اور خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ مین اور حمزہ صاحبقران قلعہ زمجرود مین ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھا کہ مین ایک کوٹھری پڑا ہون یہ حال دیکھ کے خواجہ عمرو گھبرا کر اٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا در حجرہ مقفل ہے اُسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلا کر مجھے عداوت کی مجکو کوٹھری مین بند کر دیا دروازہ مین قفل لگا دیا مجکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہین معلوم اس مین کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چول دروازہ کی اٹھا کر دروازہ کو علیحدہ کر کے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر باتوقیر پر آئے لیکن حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب اور لشکر کو نہ دیکھا اُسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر اور متردد ہوئے جب مردمان ساکنان کعبہ سے حال حمزہ صاحبقران کا پوچھا معلوم کر سب جانب قلعہ زمجرود گئے ہین خواجہ عمرو یہ حال سُنتے فی الفور جانب قلعہ زمجرود بعجلت تمام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین پہونچے اور حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبدالمطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر باتوقیر کہان ہین خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا حمزہ قلعہ زمجرود مین ہین خواجہ یہ سُنکے فوراً قلعہ زمجرود مین آئے بعد اسکے دارالعمارہ شاہی مین پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیون و دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین اور حمزہ صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے خواجہ عمرو بہ چالاکی و چستی حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ اے امیر باتوقیر افسوس ہے ہزار افسوس حمیت عرب بھی تم نے کھوئی ایمان مین بھی ضعف آگیا جرأت دلاوری ساری تمہاری تشریف لے گئی حیا و غیرت و شرم بھی جاتی رہی دفعتہً یہ کیا ہو گیا حمزہ صاحبقران نے گھبرا کر پوچھا اے برادر کچھ کہو تو مین نے کیا کیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کر لی آپ کو ذرا غیرت معلوم نہین ہوتی دربار مین امرا و رؤسا وغیرہ تو کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور آپ کھڑے ہین اور ایک کافر کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہین آپ بیٹے خواجہ عبدالمطلب کے ہین اور اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہین آپ کو کسی طرح لازم و مناسب نہین ہے کہ اطاعت اس کافر کی کیجئے علاوہ اسکے عامر شاہ اور سیف ذوالیدین اور کربیت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تو آپ کے مطیع ہون اور آپ ایک کافر کی اطاعت کرین یہ خلاف عقل ہے حمزہ صاحبقران نے بمقتضاے سن طفولیت فرمایا کہ اے خواجہ تمہین بتاؤ کہ اب مین کیا کرون خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران نیام اس تلوار کا مجکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر مین رکھو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزہ صاحبقران نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر مین رکھی اور اسی طرح ہمراہ خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداران وغیرہ نے حمزہ صاحبقران کو باہر جاتے مطلق نہین دیکھا حمزہ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آکے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر

سوار ہو کے دربار فریدون شاہ مین آئے تھے اور مرکب دروازہ دار العمارۃ شاہی پر موجود تھا حمزۂ صاحبقران اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر باتوقیر دار العمارۃ شاہی سے چلے راہ مین امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھین کہ تم دربار فریدون شاہ زمجرودی سے کیون چلے آئے تو مین کیا کہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر یہ کون سی مشکل بات ہے یہ کہدیجئے گا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر تلوار مجھکو دیدی اور کہا جاؤ ہم نے تمھاری نوکری معاف کی اسوجہ سے مین چلا آیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اول تو مین جھوٹھ نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمھارے کہنے کے مین والد سے کہا اور انھون نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا مین دروغگو تصور کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اُسوقت مین جواب معقول دیدونگا آپ کیون تردد فرماتے ہین چلیے بھی آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہین جب آپ کے والد پوچھینگے اُسوقت دیکھ لیا جائیگا کوئی جواب باصواب دیدیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا خواجہ عمرو جو کہتے ہین صحیح ہے کوئی جواب معقول والد کو دینگے جب حمزۂ صاحبقران راہ طے کر کے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے آگے چلے چونکہ وہ صحرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر اگر اس وقت آپ اس ہرن کا شکار کیجئے تو مین جانونگا کہ آپ لشمان پر بھی فتحیاب ہونگے امیر یہ سنکے ہرن کو تیر مارا تیر ہرن کے پٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے اس ہرن کو تعاقب مین گھوڑا ڈالا وہ ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جگہ صحرا مین بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اُسی صحرا مین دو لشکر صف آرا ہین عنقریب باہم لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے برادر ہرن کے کباب لگانے کی تدبیر نہ کرو جاؤ دیکھو کہ یہ دونون لشکرون کے کون کون افسر ہین اور لڑائی کیون ہوا چاہتی ہے خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور بعد دریافت حال جلد تر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ مین جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور مثقال شاہ مغربی اور ملک سلطان شاہ مغربی کہ جملہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہین انکا لشکر ہے اور ایک طرف ملکہ ہمائے طاقی دختر فریدون شاہ زمجرودی کا لشکر ہے قارن بخت وغیرہ ملکہ مذکور پر عاشق ہو کر فریدون شاہ سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعہ زمجرود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحرائے سبزہ زار مین واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہے بادشاہان مذکور نے گھیرا ہے اور اب مقابلہ ہوا ہی چاہتا ہے۔ حمزۂ صاحبقران نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجھکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہے اور اس وقت اُسی کی دختر کو ان بادشاہون نے گھیرا ہے اور قصداً اُسکی آبرو لینے کا رکھتے ہین پس مجھکو لازم ہے کہ مین دختر فریدون شاہ کی مدد کے واسطے جاؤن اور ان بادشاہون کی شر سے اُسکو بچاؤن یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے ہرن کو اُسی صحرا مین جو ذبح کر کے زمین پر ڈالدیا تھا وہین اُسکو چھوڑ دیا جب امیر باتوقیر میدان کارزار مین پہونچے اُسی وقت قارن بخت اپنے لشکر سے نکلا اور جانب لشکر ملکہ ہمائے طاقی بڑھا حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرہ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے دست و پا مین رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کے پوچھنے لگا کہ اے جوان تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے کیون بہادرون سے آمادہ جنگ ہوتا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اس طرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ او بد کردار بہادرون کے نام دریافت کرنے سے تجکو کیا فائدہ اب بیہودہ نہ بک مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے حمزہ صاحبقران نے اس مقابلہ کیا قارن نے بقہر و غضب امیر کے سینہ بے کینہ کو تاک کر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر روکا بعد چند لحظہ باہم رد و بدل ہونے کے حمزہ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکال لیا قارن نے خفیف ہوکر بغیظ و غضب تیغہ کھینچکر سر حمزہ صاحبقران پر مارا امیر باتوقیر نے دھار تیغ آبدار کی بجائے قارن کے بند و لبست پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑے مین کمربند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت زین سے اٹھا لیا سلطان بخت اور مشقال شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو رہا کراکے حمزہ صاحبقران کو قتل کرین اسوقت حمزہ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ عظیم کے سلطان بخت اور مشقال شاہ کو بھی مثل قارن پشت زین اٹھا لیا اور ان سے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہو گے سلطان بخت اور مشقال شاہ کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسی طرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے کے تینون بادشاہون نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہمای طاقی کے عاشق ہین امیر نے فرمایا ہین ملکہ کو مطیع کرکے تم مین سے ایک شخص سے ملکہ کا نکاح کردونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے قارن نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان بخت و مشقال شاہ کے اس ملکہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ زیادہ ہون امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہمای طاقی منظور کریگی تو تمھارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کردیا جائیگا غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکور کے حمزہ صاحبقران جانب ملکہ ہمای طاقی تشریف لائے ملکہ امیر باتوقیر کو دیکھکر عاشق ہو گئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی شعر اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبوں سے علاج عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا + جب حمزہ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ اے ملکہ اب تجکو مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن و سلطان بخت اور مشقال شاہ کہ یہ تینون تمھارے عاشق ان مین سے ایک بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرو تو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہین کہ جو مجھے فن سپہ گری مین غالب ہوگا مین اس شخص کو قبول کرونگی اور مسلمان ہونگی امیر باتوقیر تمہین سے فن سپہ گری مین بہ نیزہ و شمشیر آبدار مقابلہ کرونگی حمزہ صاحبقران نے ہنسکر کہا بہتر ہے ہنر سپہ گری دکھائین مجھسے مقابلہ کرین یہ گفتگو امیر خوشخو کی سنکر ملکہ ہمای طاقی نے گھوڑا اپنا آگے بڑھایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ملکہ طاقی لباس زنانہ زیب تن نازک کرکے اور نقاب چہرہ روشن پر ڈالکر گھوڑے پر سوار ہو کے مع تھوڑی فوج اور چند عورتون کے صحرا مین شکار کھیلنے آئی تھی غرض جب ملکہ نے گھوڑا اپنا بڑھایا حمزہ صاحبقران نے بھی ہنسکر مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران کے دل مین آیا کہ عورت کی تلوار سپر پر روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کرکے امیر باتوقیر نے تلوار کی بار کو بچا کر اور ملکہ کمربند مین ہاتھ ڈالکر زین فرس سے اٹھا لیا اور پھر آہستہ گھوڑے پر بٹھا دیا ملکہ ہمای طاقی مغلوب ہوکر مسلمان ہوئی اور اب ہزار جان سے امیر کی صورت اور صولت اور قوت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان بخت اور مشقال شاہ اور ملکہ طاقی نے دین اسلام قبول کیا اسوقت مردمان لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھکر سب کے سب مسلمان ہوئے الحاصل حمزہ صاحبقران شاہان مذکور اور ملکہ مسطور کو مع لشکر

کیتر لیکر اس صحرا ئے ابنزہ زار سے جانب قلعہ زنجرود چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زنجرودی کا لکھا جاتا ہے کہ جب فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبرا کر امراو وزرا سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو مین نے ولیعہد کیا تھا اور تلوار کھینچ میرے عقب سر کھڑا تھا کہان گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت زمانہ تھوری دیر کا گذرا ہے کہ حضور کے اس فرزند کے پاس ایک اور لڑکا دبلا پتلا سوکھا سا آیا لیکن نہایت چست و چالاک تھا اور کچھ باتین اسنے آپ کے فرزند سے آہستہ سے کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے کیا کہا کہ آپ کے فرزند یعنی ولیعہد بہادر تلوار کمر مین رکھکر اور نیام اس لڑکے کو دیکر دربار حضور پر نور سے چلے گئے ہم سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نہ سکے اور دربار سے باہر جانے سے منع نہ کر سکے فریدون شاہ زنجرودی یہ گفتگو امرا دنلو قار سنکے نہایت برہم ہوا اور فوراً چار سرہنگون کو بلا کر یہ حکم دیا کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین انکو گرفتار کرکے بابدولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان مذکور بحکم فریدون شاہ زنجرودی قلعہ سے روانہ ہوئے اور جانب صحرا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے چونکہ خواجہ عمرو امیر با توقیر سے جدا ہوکر واسطے خبر کے خدمت مین خواجہ عبدالمطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزۂ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد جلد طرف بارگاہ خواجہ عبدالمطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو بغور دیکھا معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعہ زنجرود کے سپاہیون کے ہین یہ دیکھ کے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے گرفتاری حمزۂ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کرکے خواجہ سپر عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ صحرا مین جستجو کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا انھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور خوبصورت شنجرفی لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہے اور نے نوازی مین مشغول اور یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے غزل

فزون ہو دشت مین گر عشق اسکی چشم بینا کا
گلون کو بھی مگر ہو عشق اسکے سرو زیبا کا
جنون زور دکھلائے اگر یہ پنجہ وحشت
کف پا ہم مرا اشتاق نوک خار صحرا کا
جو ہین اہل سخا کب وہ کمتر ہین ست بخشش وہ
پلا اے ساقی مینوش اب تو جام صہبا کا
بشر مولا مرا ہے ساقی کوثر زمانے کا

رکھون مانند مژگان چشم پر ہر خار صحرا کا
اگر دشت مین عریان پس دن یہ آوے وحشت
مرے دامن کی صورت چاک ابھی دامن ہے صحرا کا
ہماری برہنہ پائی نے کیا اک گل کھلایا ہے
جہان مین دیکھ تو جاری ہے سب فیض دریا کا
کفن پایا دنگا مرنے پر مین خنگل ہوکر لستی ہو
زبان دھوبون تو بون نام مبارک اپنے آقا کا

گریبان پھاڑنا کیسے سبب ہے باغ عالم مین
ہماری پردہ پوشی کے لئے دامن ہے صحرا کا
قدم لے دیجہ سو دشت کب آنکھین ہین وحشت مین
غبار بیابان پر ہے خون میرے کف پا کا
نہین ہے تاب مستون کی بہار آتی ہے گلشن مین
دوپٹہ یار کا ہو یاد لادامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل اس حسین نے بالحان داؤدی گائی اور چارون سرہنگون نے سنی اس وقت ان سرہنگون کی یہ کیفیت ہوئی کہ مانند مستون کے جھومنے لگے کیونکہ لعل حسین خوش الحان سے صحرا ئے ابنزہ زار مین وہ غزل سنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا از خود رفتہ ہوگئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بے پیر وبرو اس طفل حسین کے کھڑے ہوئے بعد تھوری دیر کے جب وہ طفل نے مین غزل گا چکا اور حواس بھی کسیقدر درست ہوئے اسوقت وہ چارون سرہنگ اس طفل حسین خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے اس لڑکے نے کہا مجکو خاص و عام مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل جو

گھبرایا نے بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگون نے کہا اے مطلوب بے نواز سچ تو یہ ہے کہ اچھی طرح تمنے بجائی اور غزل بھی کیا
گائی ہم تو چار روپیہ کے پیادے ہین تمکو کیا دین لیکن تم یہان ٹھہرے رہو ہم حمزۂ صاحبقران اور ایک لڑکے کو گرفتار
کر لاوین پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنے فریدون شاہ زنجرودی کے دربار مین لیجاوینگے اور تمھاری بے نوازی
اور گانا تمھارا بادشاہ کو سنوائینگے وہان تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہوجاؤ گے اُس طفل حسین نے کہا اگر تم مجکو
بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمھارا بھی بھلا ہوگا مین بھی تمکو زر نقد بہت سا دونگا
یہ کہکے اُس طفل نے کہا آخر تو جاتے ہو مین چلم مین تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہون تم بھی چلم پی لو ایک
دم کے واسطے بیٹھ جاؤ چارون سرہنگ بیٹھ گئے اُس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم مین رکھا بعد
اسکے جو آگ کہ روبرو اُس طفل کے رکھی تھی اسی آگ مین سے تھوڑی سی آگ چلم مین رکھی اور ایک سرہنگ کو دی سرہنگ
چلم لیکر پینے لگا بعد پینے کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چارون سرہنگون نے اُس چلم کے تمباکو کا صرف
دھوان یہان تک کہ آنکھین اُنکی سرخ ہوگئین پھر چلم اُس طفل خوبرو کو دے کر کہنے لگے کہ واہ واہ میان
مطلوب بے نواز کیا کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہوگیا چکر آنے لگا مطلوب بے نوا نے کہا ذرا کھڑے
ہو جاؤ صحرا کی ہوا کھاؤ بیشک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چارون سرہنگ جو نہین کھڑے ہوئے فوراً
بیہوش ہوگئے زمین پر گر پڑے مطلوب بے نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے نالایقون
تم حمزۂ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کے واسطے جاتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ تمھارے مرشد
دام مکر پھیلاے ہوئے صحرا مین تشریف رکھتے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو نے سرہنگون کی کمر مین ہر چند روپیہ
کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نکلی اسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا اور
کپڑے سرہنگون کے اُتار کے بالکل ننگا اُنکو کرکے چارون کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑے
سے خوب مارا یہانتک کہ تین سرہنگ قریب مرگ ہوگئے اسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے
کھول دیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو بھی اُسکے پیچھے دوڑے کہ ابے ٹھہر جا پھر مین تجکو ہوشیار کرکے
کوڑے مارونگا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزاے معقول دونگا وہ سرہنگ خواجہ کی یہ گفتگو
سُنکے اور زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طے کرکے اسی طرح برہنہ قلعہ مین آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبرو
فریدون شاہ بھی اُسی طور سے گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اُس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا جسوقت
فریدون شاہ نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اُسکی زخمی دیکھی پوچھا اے سرہنگ تو
برہنہ میرے دربار مین کیون چلا آیا اور پیٹھ تیرے کیون زخمی ہے سرہنگ نے تمام حال مطلوب بے نواز
یعنے خواجہ عمرو کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اس لڑکے نے یہ بھی کہا ہے کہ تیرے
بادشاہ کو سزاے معقول دونگا فریدون شاہ یہ سنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت مابدولت کا
لشکر طیار ہو بموجب حکم فریدون شاہ مردان سپاہ زرہین پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ
کا نکلا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلیتہ پوش مسلح ہوا اور گھوڑون پر سوار ہو کر صف آرا
ہوئے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا جھنڈے فوج کے بلند ہوئے
نشان فوج آگے بڑھائے گئے پر چوب بڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زنجرودی مع لشکر قلعہ سے
باہر نکلا خواجہ عبد المطلب نے سنا کہ فریدون شاہ زنجرودی واسطے لڑنے کے آتا ہے خواجہ عبد المطلب

حیران ہوئے کہ مین نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہی جو مجھ سے لڑنے کو آتا آخر بدرجۂ ناچاری خواجہ عبد المطلب
نے بھی اپنی فوج کو حکم کمربندی کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوئے اور ہر ایک بہادر گھوڑے
پر سوار ہوا سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ المطلب اور حمزہ صاحبقران دربار فریدون
شاہ مین گئے تھے وہ قلعہ سے نکلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر مین بھی باجے
جنگی بجے قرنا پھنکی نشان لشکر آگے بڑھا سرداروں نے میدان جنگ مین میمنہ اور میسرہ وغیرہ لشکر کا درست
کیا بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی اودہر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب صف آرا
ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کرکے اور کوڑے مار کر اور ایک سرہنگ
کو رہا کرکے قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادہر لشکر حمزہ صاحبقران صف آرا ہی ادہر
فریدون شاہ اپنی فوج کو لئے ہوئے کھڑا ہی لڑائی ہوا ہی چاہتی ہی یہ حال دیکھ خواجہ عمرو پھر پیچھے ٹلتے اور نہایت
تیز جا کر حمزہ صاحبقران کو اطلاع دی امیر باتوقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت جلد اس صحرا
سے چلے سواروں نے گھوڑے اٹھادیے زمین صحرا سے سم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین سے
بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزہ صاحبقران لشکر کو لیکر
اس صحرائے سبزہ زار سے اپنے والد کی خدمت مین بصد عجلت چلے لیکن ملکہ مہاسے طاقی دختر
فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا فوراً حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ علیحدہ ہو کر اور راہ
نزدیک سے جلد تر قریب دونوں لشکروں کے پہونچی ملکہ نے دیکھا کہ دونوں لشکر صف آرا ہین عنقریب
دونوں لشکروں مین لڑائی ہوا چاہتی ہی ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب
لشکر خواجہ عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک لحظہ کھڑی ہو کر گھوڑا اپنے آگے بڑھایا اور مبارز طلب
کی فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہی اور مبارز طلب کرتا ہی
فریدون شاہ نے پہلوانوں اور بہادروں کی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت حرب فریدون شاہ سے لیکر
میدان مین اور اس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسیطرح کئی پہلوان
اور بہادر نقابدار نے طرفۃ العین مین قتل کئے جب کوئی بہادر لشکر فریدون فریدون شاہ واسطے مقابلہ
نقابدار کے نہ نکلا اس وقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر مین ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار
سواران جرار کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اس نقابدار کو گھیر لو اور جسطرح ہو سکے
قتل کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چہار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع
کیا جب حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ور ہو بموجب ارشاد
خواجہ عبد المطلب جملہ مردان لشکر آگے بڑھے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش
بہادروں کی گرنے لگی صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہرچند صدہا بہادران
فوج فریدون شاہ کو قتل کیے لیکن جنگ سے منہ نہ موڑا اور معرکۂ جنگ سے قدم نہ ہٹایا عین گرمی جنگ
مین حمزۂ صاحبقران بھی آئے اور سپاہ ہم لشکروں کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرہ امیر متم شہسوار امیر عرب
کمربستہ در جنگ انشاء کلم ربیۃ اسیر یہ نعرہ کرکے مع فوج قاہرہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ور ہوئے اور اسقدر لشکریان
فریدون قتل کئے کہ میدان کارزار مین کشتون سے انبار لگا دیے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا کر
میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے مملو
کر دیا اور جلد جلد توپین چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دین گولہ اندازون نے توپون کو جلد تر بھرا اور لشکر امیر
پر گولے لگانا شروع کئے یہ حال دیکھکر اکثر سوار لشکر حمزۂ صاحبقران کے ٹھہر گئے لیکن سوار نقابدار نے
گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا ہوشیار ہو کہ مجکو فریدون شاہ کے قلعہ پر
قبضہ کئے بغیر چین نہین آئیگا اہل قلعہ نے یہ نعرہ نقابدار کا سنکے اور زیادہ گولے اور تفنگ کے حقے مارنا شروع
کئے لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے پھیندا کر
در قلعہ پر آیا اور گرز گران سر زور سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ کا ٹوٹا اسوقت نقابدار مع سوارون جرار داخل
در قلعہ ہوا مردمان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین کے بہادر قتل ہونے لگے
اکثر دلیران فوج حمزۂ صاحبقران سیر لگا کر قلعہ کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازون کو قتل کرنے
لگے جب فریدون شاہ زمجرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزۂ صاحبقران قلعہ مین داخل ہو گئی اور
چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے بھاگنے کا رستہ بھی نہین ہے اسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ ناچاری
و مجبوری تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادر فوج کو آواز دی کہ اے بہادران لشکران مسلمانون
کو قتل کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکہ جنگ مین جمائے اور زتیغ و تیر و نیزہ سے
سواران لشکر اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے
لگے رعایائے شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگنے لگی جوئے خون کشتگان کی یہ طغیانی ہوئی کہ آب خندق
مین جوئے خون بہادران مل گئے الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور
چاہا کہ فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار
نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور
اور فوراً زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو فرش زمین سے اٹھا لیا اور علیحدہ لیجا کر نقاب دار پکارا کہ اے
پدر آگاہ ہو کہ مین ملکہ ہمائے طاقی ہون اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی مثل میرے دین اسلام قبول کرین
ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہ ہوگا فریدون شاہ زمجرودی نے اسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام
اچھا دین ہے کیونکہ اسوقت مین نے ہر چند برجوع قلب اپنے دل مین لات و منات وغیرہ حرامزادون کو بہر مدد
پکارا کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانون کو خدائے نادیدہ نے انکو مجھپر ظفر دی یہ خیال
کر کے فریدون شاہ نے کہا اے دختر من مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ طیبہ پڑھا ملکہ ہمائے طاقی نے
فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہو جانے
فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزہ صاحبقران کے لشکر مین طبل ظفر بجا تمام شہر مین منادی ندا
کی کہ رعایا بیخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی سے مزاحم نہوگا رعایائے شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ ہمائے طاقی
مظفر و منصور ہو کر خدمت امیر با توقیر مین فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزۂ صاحبقران
نے ملکہ کی زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بصد عزت بٹھایا پھر حمزۂ صاحبقران فریدون
شاہ قلعہ مین تشریف لے گئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا ڈیرا اور تنبو سے کھدڑائے بسجدہ گئے

بنانے کا حکم دیا اور جو کچھ مال و متاع ان لڑائیون مین دستیاب ہوا تھا وہ سب اونٹون پر بار کرکے اپنے والد ماجد کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ اب آپ خانۂ کعبہ کی طرف اس مال و متاع کو لیکر تشریف لیجائیے مین ابھی بموجب ارشاد خواجہ بزرجمہر یہین رہونگا خواجہ عبد المطلب مال و اسباب اور کچھ سپاہ لیکر قلعہ زنجیر و دسے جانب کعبہ روانہ ہوئے ایسے باتوقیر نے خواجہ عمرو کو ہمراہ خواجہ عبد المطلب کر دیا بعد تشریف لیجانے خواجہ اور عبد المطلب کے فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور بزم عیش و عشرت آراستہ کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو اُس روز بزم عشرت مین حاضر ہو کر بصد ناز و ادا ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین خورشید جمال زہرہ خصال نے بزم عیش مین روبرو حمزۂ صاحبقران اور فریدون شاہ زمجرودی وغیرہ کے پہلے تو کھڑے ہوکے سازندون سے ساز ملوا کے اسطرح ناچا اور توڑے لینا شروع کیا کہ ہر ایک کے دیکھنے والون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے بعد اسکے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خاک مین مل گئے شفا کے لئے	چاہا دشمن و دوست کی خاطر	بندۂ تب بنے خدا کے لئے	مرئے حسن جان فزا کے لئے
چلے درگاہ مین قضا کے لئے	آپ آئینگے میری بالین پر	منہ دکھلایئے خدا کے لئے	تیغ ابرو کو دیجئے جنبش
ہاتھ اٹھانا پڑا دعا کے لئے	ہائے اے شوق خاک مین ملکر	بوسۂ موج خرام پا کے لئے	اتنے صدمے دیئے کہ آخر کو
جایئے جایئے خدا کے لئے	کچھ زبانی بھی نامہ بر کہنا	تب یہ مختار ادا خدا کے لئے	منتظر ہونگے دیکھنے والے
پاس بیٹھا نہین دوا کے لئے			کیا امید شفا کہین تسلیم

جسوقت یہ غزل پر جوش اس نازنین نے بصد ناز و انداز یہ لحن داودی بزم طرب مین گائی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوئے اور اس مطربہ کو انعام وافر دلوایا جب نازنین مسطور انعام کثیر پاکر محفل عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک مطربہ کم سن نہایت خوبصورت مع اپنے سازندون کے بزم عشرت حاضر ہو کر پہلے بہ ناز و ادا رقص کرنے لگی اور دلہا ارباب بزم مثل سبزۂ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوبرو نے بصد ناز و انداز و کرشمہ سحر سازیہ غزل شروع کی غزل

پارسائی اُنکی جب یاد آئیگی		مجھے میری آرزو فرمائیگی	مجھ سے کہے ناصح کرینگے ہم وہی
خاطر افسردہ مین جو آئیگی	چھوڑ کر ہستی یہی تھا غم مجھے	رہ گئی تمہاری راہ مین گھبرائیگی	ہون وہ دشمن دوست یہ تو ہمی
تیغ قاتل جن سے سہلائیگی	غم یہی ہے کو جانان دیکھا	ناتوانی پانون پھر پھسلائیگی	تمہارے ضبط سے ثابت ہوا
بیقراری منہ مرا کھلوائیگی	کچھ کہہ جا رخصت صبح امید	کیا بلا شام مصیبت لائیگی	کاٹ کر مرجائینگے لاکھون گلا
رنگ آتے کا یہ عقد بلائیگی	جانے دے صبر و قرار و ہوش کو	تو کہان اے بیقراری جائیگی +	ہون سراپا شعلہ ہجر یار مین
آگ آہ آتشین برسائیگی	ہجر کی شب گر یہی ہے انتظار	بندہ اے تسلیم کیون کر آئیگی	جب غزل مذکور مطربہ مسطورہ

سے ارباب محفل نے سنی سب تو خوش ہوئے لیکن قارن بخت فراق ملکہ ہما طاقی مین رونے لگا حمزۂ صاحبقران قارن کو محفل عشرت مین گریان دیکھکر سمجھ گئے کہ اپنی مطلوبہ کے ہجر مین اشکبار ہے پس اسیوقت حمزۂ صاحبقران نے حال عشق قارن بخت فریدون شاہ کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہی ہے کہ عقد ملکہ ہما طاقی کا قارن بخت سے ہو جاوے یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اور جوان صالح ہے اور خوبرو ہے فریدون شاہ زمجرودی نے گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ تامل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے فریدون شاہ اور ملکہ ہما طاقی کو بہت سمجھا کر عقد کرنے پر راضی کیا اور اسی روز بساعت سعید و ہمایون قارن بخت کو ملکہ ہما طاقی سے

اُسی بزم عشرت میں منعقد کیا اُس نتر جم بیجان نے یہ حال طول مفصل سامان عقد ملکہ ہمائے طاقی تحریر نہیں
تحریر نہیں کیا الحاصل جب عقد ہو چکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو اُسکے دل میں تھی بر آئی اُسکو
نازنینان خوب رو اور گلو مبارک بادی گانے لگیں سردار حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی بعد
برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے ہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہمائے طاقی سے
ایوان شاہی میں داخل ہو کر بعد آرزو مدعائے دلی حاصل کیا اب حمزۂ صاحبقران بہزار آرام و راحت قلعہ
قلعہ زنجیر و دین میں اور فریدون شاہ ہرچند کہ تخت پر بیٹھا ہے مگر بغیر مشورہ حمزۂ صاحبقران کے کوئی کام
نہیں کرتا ہے مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب سن مال و متاع
کو جو ایک ہزار بارہ سو اونٹوں پر لدا تھا لیکر بہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کے قلعہ زنجیر و دسے
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب میں راہ بھول گئے طرف ایک کوہ کے چلے گئے
مردمان فوج خواجہ عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اس دامن کوہ میں بسر کیجیے تاریکی شب میں
رہروی اختیار نہ کیجیے وقت سحر راہ دریافت کر کے یہاں سے تشریف لیجائیگا خواجہ عبد المطلب نے بموجب
کہنے مردمان فوج کے بدرجہ ناچاری اسی دامن کوہ میں قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا اور اُس کوہ پر قزاقان
خونخوار و ظلم شعار کا مسکن تھا جب ان قزاقوں کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی فوج کے
زیر کوہ میں مقیم ہیں اور بارہ سو اونٹوں پر مال و زر انکے پاس ہے فوراً خوش ہو کر مقبل حلبی و طاہر حلبی اور
ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اُترے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چہار جانب
سے گھیر لیا اور مال و اسباب لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب و ہمراہیان خواجہ عبد المطلب
بوجہ رہروی کے تھکے ہوئے تھے اور مسکن قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سب کے زیر کوہ خیام میں استراحت
پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ نہ لا کر جانب
قلعہ زنجیر و دو گریزان ہوئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و اسباب لوٹ
لیا اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کر کے اُسی کوہ پر چلے گئے ہرچند خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہ میں ایک رئیس خانہ کعبہ ہوں مجکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال اسباب حمزہ کا ہے اسے نہ لوٹو اگر میرا
کہنا نہ مانوگے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا اور خواجہ
عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اُسی کوہ پر رکھا جب وہ مردمان فوج مقابلہ قزاقان سے
زیر قلعہ زنجیر و دو وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزۂ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کر کے سبب نالہ
بکا کا پوچھا سب نے کل حال قزاقوں کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہو جانے کا بیان
کیا امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سرداران مع مردمان
فوج مسلح ہو چکے حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور بعد عجلت اُس
کوہ کو عنقریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزۂ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان ہوئے
اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیوں کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے قریب کوہ پہونچتے
ہی طبل جنگ بجوا دیا اسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیرہائے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقوں نے
دلیرانہ حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے جب قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اُسکو

دو ٹکڑے کیا اسی طرح پس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقوں کو تہ تیغ کیا آخر بعد جنگ
بسیار کے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی مقابلہ ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر باتوقیر پر
لگائی حمزۂ صاحبقران نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغ تیز چھین لی اور بخبر کمر میں اسکی ہاتھ ڈال کے
زین فرس سے اٹھا لیا اور کوہ پر گرا کے چاہا کہ پامال سم اسپ کریں لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ اے
امیر باتوقیر مجھے امان دیجئے پامال سم اسپ اس خطار کار کو نہ کیجئے میں دین قبول کرونگا بت پرستی کو چھوڑ کر
مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی سے یہ سنکے اسکو چھوڑ دیا اور پامال سم اسپ نہ کیا اسوقت مقبل
حلبی نے باواز بلند جملہ قزاقوں کو لڑنے سے منع کیا تمام قزاق صدقے مقبل حلبی سنکے لڑنے سے باز رہے
جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر باتوقیر نے کلمہ پڑھا کر سر اسکا اپنے
قدم سے اٹھایا پھر جملہ قزاقوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل حلبی
نے بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیاں پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے
امیر باتوقیر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوئے بعد اسکے مقبل حلبی و ناصر
حلبی نے خواجہ عبدالمطلب کو رہا کیا اور عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر باتوقیر کا لوٹا تھا وہ
کل خدمت خواجہ عبدالمطلب میں حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق
فرد حساب کے پایا بعد اسکے امیر باتوقیر نے ایک روز اسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد
ماجد کو وہ کل مال و اسباب دیکر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کرکے مع تھوڑے سواروں جرار
کے سمت خانۂ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی اور طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعۂ زمجرود
روانہ ہوئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ جانب خانہ
کعبہ آتا ہے مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیاں حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑیں ورنہ دست نعمان
مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اسوجہ سے امیر باتوقیر قلعۂ زمجرود کی جانب تشریف لے گئے اور قلعۂ زمجرود
میں پہونچکر بصد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبدالمطلب
قریب خانۂ کعبہ پہونچے جملہ شرفائے کعبہ نے خواجہ عبدالمطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ
میں لائے خواجہ عبدالمطلب نے کعبہ میں داخل ہوکر کل مال و اسباب توشہ خانہ میں رکھا اور اکثر شرفائے کعبہ
سے واقعہ قلعۂ زمجرود بیان کیا شرفائے کعبہ خبر فتح قلعۂ زمجرود سنکے بہت خوش ہوئے اور خواجہ عبدالمطلب
رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبدالمطلب نے بخیال نعمان بن منذر شاہ
یمنی قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کرایا ایک روز خواجہ عبدالمطلب فصیل بند دروازہ
پر قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور غبار بہ کثرت بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے جب کچھ غبار برطرف ہوا خواجہ عبدالمطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اس طرف
آتا ہے نشان لشکر بلند ہیں علموں کے پھریرے کھلے ہوئے ہیں لشکر میں دمامہ باجے بجتے ہیں رسالے
سواران حلقہ پوش اور چار آئینہ بند کہ ایک جانب ہیں پلٹنیں بہادروں کی ایک سمت ہیں بہیر و بنگاہ دور
خیمہ و خرگاہ ایک طرف ہیں اور پہلوان زبردست قوی ہیکل بعہدہ سپہ سالاری افسری مرکب دیو رکابہ
پر سوار ہے خود سر پر ہے اور زرہ فولادی زیب تن ہے کمان کیانی دوش پر ہے اور تیغہ گرانبار آبدار

زیب کمر ترکش مین تیر سہ تیز بھرے ہوئے ہین چہرے سے قہر و غضب آشکار ہے اور ایک ارابے پر گرز گرانبار ہے
خواجہ عبد المطلب نے جو لشکر کو قلعہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہر چند کہ خواجہ عبد المطلب نے
خیال کیا کہ یہ نعمان بن منذر شاہ یمنی لشکر کثیر آیا ہے لیکن براے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کرکے جلد تر اس لشکر مین پہونچے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور یہان کیونکر آیا ہے اُسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منذر شاہ
یمنی کی ہے اور ہمارا افسر واسطے گرفتاری امیر کے یہان آیا ہے امیر کو بحکم نوشیروان گرفتار کرکے پاس سے
امیر کا لیکر مدائن کی جانب روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا دیکھ لینا تمہارا افسر مسلمان ہوگا یہ قتل کیا
جائیگا اور تم سب مسلمان ہوگے اور یا نہ تیغ امیر با توقیر ہوگے اس سوار نے غضبناک ہوکر گھوڑا
اپنا خواجہ عمرو کی جانب بڑھایا اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے اُس سوار کے سر سے خود کو لیا
اور وہان سے بصد عجلت قطع راہ کرکے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوئے اور جو کچھ سوار مذکور سے
سنا تھا عرض کیا ادہر وہ سوار برہنہ سر ہو جانے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا
القصہ جب نعمان بن منذر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپین بکثرت لگی ہوئی دیکھین کچھ خیال کرکے
لوگون کی زد سے کسی قدر دور میدان مین ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہون اور
لشکر ہمارا اسی مقام پر اُترے اور مورچہ بندی بھی اسی میدان مین ہو افسران فوج نے مردمان کو حکم دیا کہ بس
آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران نامور گھوڑون سے اُترے فراشون نے جلد
بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کئے کلند برداردن نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور
کیا فراشون نے بارگاہ اور خیام مین علے قدر مراتب فرش کیا سقون نے واسطے گرد و غبار دفع کرنے کے
زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منذر شاہ اپنے مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلا کر حکم
دیا کہ دریاے بکہ پر قبضہ کرلو اور سواران جرار کا پہرا بٹھا دو خبردار کوئی اُس طرف سے ادہر نہ آنے پائے
افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا دریا بکہ پر پہرا کردیا نعمان بن منذر
شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام مین مقیم ہوے ہر ایک نے کمر کھولی آلات حرب تن سے جدا
کئے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کرکے اپنے اپنے بسترون پر
بیٹھے اور ہزارہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسرون کے سامنے قلعہ کے مورچہ بندی کی بعد مورچہ
بندی کے نعمان بن منذر شاہ یمنی براے دفع کسل راہ بادہ خواری مین مصروف ہوا ادہر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جان نثارون
نے توپون کی قینچیان برابر لگادین پل تختہ اُٹھا لیا خندق کو پانی سے مملو کردیا گولہ انداز توپون کے برابر
کھڑے ہوگئے توپون مین بڑے بڑے گولے سیل و ریم کے دے دئیے گئے بارود کی تھیلیان
توپون مین دے دین علاوہ اسکے ہزارہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیان بارود کی قریب
توپون کے مقام مناسب پر رکھ لین کہ وقت گولہ اندازی توپون کے بھرنے مین تاخیر نہ ہو تیر اندازون
نے بھی اپنے اپنے ترکش تیرون سے بھر لئے چلے کمانون پر چڑہا لئے لڑنے پر لیس ہوگئے اور
جوانان تیغ زن اور صف شکن بخیال انجام بینی تلوارون پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازون نے مہتابین روشن کرلین

نعمان بن منذر شاہ اراستگی دیکھکر میں میخواری میں قہقہہ مار کر ہنسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادروں کے
سامنے یہ قلعہ کیا ہے اگر دریائے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کرکے کود پڑیں کیونکہ شاہ وران زیادہ غا کبھی جنگ سے
کنارہ کش نہیں ہوتے اور دلیران میدان مصاف کا قلعہ کا لے لینا اور قلعہ دشمن کو اڑا کر خاک میں ملا دینا بچوں کا
گھروندا تصور کرتے ہیں جسوقت سرمان عالم تلوار کھینچتے ہیں بغیر حریف کے قتل کئے دم نہیں لیتے ہیں لیجئے
ابیرگی اور حیات ہے کل پیالۂ عمر امیر لبریز ہوجائیگا سر انکا مثل اس جام کے میرے ہاتھ میں ہوگا اور گلوئے
حمزہ خون اس طرح نکلیگا جسطرح گردن مینا سے مئے گلگون نکلتی ہے دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا نشۂ غرور و شجاعت
و جماعت کا اتر جائیگا مثل شیشۂ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدۂ جہان سے سفر انکا سوئے
عدم ہوگا نعمان بن منذر شاہ یعنی تو عالم نشۂ مے میں اپنی بارگاہ میں جو کچھ منھ میں آتا ہے کہتا ہے اور لاف
و گزاف کر رہا ہے شراب پیتا جاتا ہے سرداران لشکر عرض کر رہے ہیں کہ آپ بجا فرماتے ہیں اس قلعہ کی کیا بنیاد و
حقیقت ہے بیشک آپ قلعہ لے لینگے حمزہ عرب کو قتل کیجئے گا آپ کا مثل پردۂ زمین پر پہلوانوں اور بہادروں
میں نہیں ہے نعمان بن منذر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہوکے اور زیادہ کلمات واہیات و
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہے لیکن اہل قلعہ اپنے قلب پر نظر کرکے اور دشمن کے پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر
ہیں دل میں کہتے ہیں دیکھئے کل کیا ہوتا ہے دشمن قوی کے ہاتھ سے یہ قلعہ بچتا ہے یا نہیں اور ہم سب تیغ حریف
ہوتے ہیں یا نہیں بعضے بزدل اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ اپنی آنکھوں میں اشک بھرلاتے
ہیں اور بہت سے بہادر و جرار تکیہ پروردگار پر کئے ہیں اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے سیکڑوں
نے ایک دن مرنا ہے کل حریف سے سامنا ہے جہاں تک ممکن ہوگا کافرون کو قلعہ میں نہ آنے دینگے اسقدر گولے پانچے
کران کافرون کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ میں در آئینگے اسوقت تلوار میانوں سے کھینچکر حریف اور لشکر
حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے برجوع قلب خدا سے
نصرت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہیں کہ اے پروردگار عالم و عالمیان و اے آفرینندۂ قوی و ناتوان ان کافرون پر
ہمکو اپنے فضل و کرم سے فتح دے اور ہمکو ان کافرون کے شر و فساد سے بچا خداوندا کل معرکۂ جنگ سے
ہمارے تیغ زن بہادروں میں سرخرو کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو عنایت کیجیو از انجملہ خواجہ عبدالمطلب
اپنی نصرت کے لئے خدا سے دعا کر رہے ہیں اور بہادروں کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہیں
دلیران بیمثال و بہادران خوش خصال عرض کر رہے ہیں کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں انشاءاللہ کل ان کافروں کو
اسقدر گولے ماریںگے کہ ان کو سوائے مسمار ہونے کے کوئی چارہ نہ ہوگا ہم سب لوگ تمھارے حضور میں کل حق
ادا کرینگے جان نثاری اور سرفروشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے حتی الامکان ان کافرون کو قلعہ میں در آنے نہ دینگے
جب تک ہم خادمان نثار زندہ ہیں کیا مجال کہ نعمان بن منذر اس قلعہ کو لے سکے آپ باطمینان تمام تشریف رکھیں
خادموں کی جان نثاری ملاحظہ فرمائیگا خواجہ عبدالمطلب گفتگوئے دلیران سنکے خوش ہوئے غرض جب
دن تمام ہوا اور آفتاب بخوف بہادران لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور رنگولا نماز فلک نے
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منذر شاہ نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران جرار اور بہادران
تہور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کئے جائیں اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں افسران
نے موافق کہنے نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ کے مقرر کئے صدہا مہتابیں روشن ہوگئیں سواران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ مین نصف شب تک بیٹھا ہوا
شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا اپنی طرف قلعہ مین خواجہ عبد المطلب نے بعد فراغ نماز مغرب مین سے کے بہادرون
کو حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بمجرد حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چہار جانب قلعہ کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر
بخوبی کر لی الغرض تا آخر شب دونون طرف دلاورون اور بہادرون نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح
صادق مرغان سحر چہچہے کرنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے اٹھے خانہ کعبہ مین جوالی حرم
شریف مین موذن اذان سرہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ و اکبر بلند ہوئی اسوقت خواجہ عبد المطلب وغیرہ نے
نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم کارساز مین بعد رجوع قلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کرنے
کے آمادۂ جنگ ہوئے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سپاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قلعہ
فلک مین پنہان ہوا ادہر نعمان بن منظر شاہ یمنی بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران
فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دو افسرون نے بموجب کہنے نعمان کے مردمان فوج
کو حکم کمربندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چکے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منظر شاہ یمنی
بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اسوقت بحکم نعمان لشکر مین طبل پرش بجا نقارۂ رزمی
پر چوٹ پڑی علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے سواران جلد پوش اور چار آئینہ بند گھوڑون پر سوار ہو کر پلٹنین
بہادرون کی صفین باندھکر ہمراہ اپنے سرداران کے بحکم نعمان قلعہ پر چہار جانب سے حملہ ور ہوئین اِس
طرف خواجہ عبد المطلب نے بھی گولا اندازون کو توپونکی فیر کرنے کا حکم دیا بمجرد حکم پانے کے گولہ اندازون
نے جلد جلد توپین فیر کرنا شروع کین زمین توپون کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی شیر فلک کا توپون کی ہیبتناک آواز
سے کانپنے لگا درندون اور گزندون نے صحرا سے راہ فرار اختیار کی طایران ہوا توپون کی آواز سنکے
آشیانون سے اڑے گولے سیل اور بم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جوانان فوج نعمان مثل روئی
کے گالون کے میدان جنگ مین اڑنے لگے جس رسالے مین گولہ گرتا تھا اول زمین مین نشیب کرتا تھا
پھر ٹکرے ہو کر جس سوار یا اس گولے کا ذرا بھی ٹکرا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت سے کے پار ہوتا تھا
اسی طرح ہر ایک گولہ سے سوار اور پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ مین ایسا دھوان محیط ہوا تھا
کہ کسی کو قلعہ نظر نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم مین تیرہ و تار تھا اکثر مردمان لشکر نعمان کو اتش دو
دغلیظ پر ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منظر بنظر غور دیکھتے تھے لیکن دھوان
اسقدر تھا کہ راہ نظر آتی تھی جس طرح پانوءن اٹھ جاتے تھے ہر چند صدہا اور ہزارہا لشکری گولون سے ہلاک
ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپرین چہرون کی پناہ کئے ہوئے تھین چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر
گولے مار رہے تھے اسوجہ سے غول سوارون کے اور گروہ پیدلون کے دمبدم مثل روئی کے گالون کے
اڑ جاتے تھے ہزارہا لاشین بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھین زخمیون کے نالے بلند تھے
لشکر مین ایک تہلکہ پڑا تھا باپ بیٹے سے اور پسر پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے
فرزند کو باواز بلند پکارتا تھا لیکن بسبب شور و غلغلۂ عظیم کے اس خرد کو صدا اپنی بزرگ کی سنائی نہ دیتی تھی وہ
میدان جنگ گویا نمونۂ میدان محشر تھا ہر طرف صدائے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے
زخمی بہ نالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ مین دوڑتے اور اپنے راکبونکو ڈھونڈتے تھے

پامال کرتے تھے ہزارہا سر تن اور تلوارین کشتون کی میدان مصاف مین پڑی ہوئین تھین صدہا رکیب ہزارہا مرکب پڑے ہوئے تھے سواران زرہ پوش پر میدان رزم مین کڑی مصیبت پڑی تھی چار آئینہ بندیہ طور جنگ دیکھکر حیران و ششدر رہتے تھے کیونکہ گولے مثل اولون کے پڑرہے تھے گھٹا دھوئین کی گھری ہوئی تھی صداہر ایک توپ کی رعد کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے پیچھے ہٹتے تھے نعمان بن منظر شاہ یمنی وافسران فوج مردمان لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت مین مبتلا تھے کیونکہ جب آگے بڑھتے تھے توپون کے گولون سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے افسران فوج انکو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازون کے تیر اندازان تیر تیر لگاتے تھے اور خواجہ عمرو گوپھن مین سنگ گران رکھکر اور چرخ دے کر وہ سنگ گران کافرون کو لگاتے تھے وہ پھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اسکے سر کے کئی ٹکڑے ہو جاتے تھے الحاصل اسی طرح شام تک لڑائی رہی گولہ اندازون کو ان ناریون پر آگ برسائی تیر اندازون نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر گوپھن مین رکھکر مردمان فوج نعمان کو مارے لیکن جس وقت شاہ خاور جنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر لرزان اور ترسان جانب مغرب جاکر نہان ہوا اور شاہ انجمن سپاہ تخت زبرجد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اسوقت نعمان بن منظر شاہ یمنی نے مردمان لشکر کو آمادہ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل میدان وغا سے پھرا اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سوارون اور پیدلون کو میدان مین کشتہ دیکھکر نہایت ملول ہوا پھر کچھ سوارون اور پیدلون کو واسطے طلایہ لشکر کے مقرر کیا اور باقیماندہ لشکریون کو حکم دیا کہ قیام مین استراحت کرین مرکبون سے اُترکے مردمان فوج بموجب حکم خیمون مین گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ مین آیا اور زرہ اپنے تن سے اُتار کے اور تیغہ آبدار کمر سے کھول کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا اور بعد تناول طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ مین آئے اور روبرو نعمان کے بیٹھے اسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل مین تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرکے در قلعہ کو گرز گران سے توڑکر اہل قلعہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ طبل جنگ میرے نام پر بجواؤ کل مین اکیلا قلعہ پر حملہ کرکے اور داخل قلعہ ہو کے پہلے امیر کو قتل کرونگا ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابھی تک یہ معلوم نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران قلعہ زمجر و دین مین ہین الغرض افسران فوج نے طبل جنگ بنام نعمان بن منظر شاہ یمنی بجوایا خاص و عام طبل جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیام مین گئے اکثر سوار اور پیدل واسطے طلایہ کے آئے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبدالمطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب آفتاب غروب ہوا اور نعمان بدرجہ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجواکر باقیماندہ فوجکو ہمراہ اپنے لیکر طرف اپنی بارگاہ اور خیام کے چلا گیا اسوقت خواجہ عبدالمطلب نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور گولہ اندازون کو بوجہ کارگذاری اور جوانمردی کے اور جوانمردی کے انعام کثیر دیا گولہ اندازوغیرہ انعام وافر پاکر نہایت

شاد ہوے اور خدمت خواجہ عبد المطلب مین عرض کرنے لگے کہ انشاء اللہ کل بھر مردمان لشکر نعمان کو مثل آج
کے گولے مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ مین حتے الامکان آنے نہ دینگے خواجہ عبد المطلب گولہ اندازون
وغیرہ کی گفتگو سے جرات سنکے بہت خوش ہوئے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان
مصاف میں جاکر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ
کریگا اسوقت خواجہ عبد المطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان نہایت زبردست ہے
کچھ عجب نہیں کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہوکر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبد المطلب
نے یہ خیال کرکے فی الفور یہ نامہ اپنے فرزند دلبند سعادت نشان حمزہ صاحبقران کو لکھا نامہ اے
نور نظر پارۂ جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منذر مع لشکر کثیر آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑچکا ہے کل خود وہ ہمارے
قلعہ پر حملہ کریگا نہیں معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہین کیونکہ ہم قلعہ بند ہین اور
اور نعمان کہ پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
بتعجیل تمام یہان آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ تمکو دیکھ لین حسرت دیدار باقی نہ رہجاے فقط زیادہ
جسوقت نامہ مندرجۂ بالا خواجہ عبد المطلب تحریر کر چکے اسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو
نامہ دے کر فرمایا کہ اس نامہ کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچادے شتر سوار مذکور نے نامہ مسطور خواجہ
عبد المطلب سے اپنی دستار مین رکھا اور ایک شتر تیز رو پر سوار ہوکر اور قلعہ کے اور ایک دروازہ سے نکلکے
جانب قلعہ زمجرود بصد عجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب در قلعہ زمجرود پر پہونچا اسوقت ناقہ
سوار نے ملازمان فریدون شاہ زمجرودی سے کہنے لگا کہ جلد تر حمزہ صاحبقران سے میرے حاضر
ہونے کی یون خبر کرو کہ ایک سوار نامہ خواجہ عبد المطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ حضور
عالی مرتبت مین حاضر ہوکر نامہ کو دے ملازمان فریدون شاہ زمجرودی نے فی الفور خدمت حمزہ
صاحبقران مین حاضر ہوکر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزہ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے پاس
طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بصد ادب شرائط دعا و ثنا بجا لاکر اپنی دستار
سے نامہ خواجہ عبد المطلب کا نکالکر امیر توقیر کو دینے لگا حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد کی تعظیم
کے واسطے اٹھ کھڑے ہوے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کرکے نامہ خود پڑھا اور حال مندرجہ
نامہ سے بخوبی آگاہ ہوکر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اسیوقت حکم دیا کہ کل فوج ہماری تیار
ہو اور سرداران ذیوقار بھی مسلح ہون المختصر جب فریدون شاہ زمجرودی اور جملہ سرداران عالی
وقار مع مردمان فوج ولشکر بصد عجلت مسلح ہو چکے اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر پشت
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر مین طبل سفر بجا حمزہ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سوار
جرار کا لیکر مثل باد تند قلعہ زمجرود سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوے امیر باتوقیر کا حال تو آئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منذر کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ لوگ انداز توپون کو صاف کرکے
ان مین تھیلیان بارود اور گولون کی عنقریب توپون کے رکھ رہے ہین اکثر گولہ انداز توپون مین بھر رہے ہین تیرانداز
تیرون کو درست کر رہے ہین خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبد المطلب حاضر ہین خواجہ عبد المطلب
کرسی پر تشریف رکھتے ہین لیکن پریشان خاطر ہین اس طرف نعمان بن منذر شاہ

بارگاہ مین شور ہورہا ہے لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلوارون پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیرون کو ترکشون مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور صدا مین جاخبر باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کیئے ہوئے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوئے کراہ رہے ہین بعضے افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھئے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ قلعہ ہاتھ آتا ہے یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ ہو سکے اور ہمارے لشکر کے جوانان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری اُنکی گفتگو سنکے اُنکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح نا وبرمردمان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہے اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہے الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خیر آمد شاہ خاور سے قلعہ افلاک مین پوشیدہ ہونے لگی اور شاہ انجم سپاہ کا بھی چہرۂ پر نور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کافور ہوئی زمین روشنی سحر سے پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوئے بند مخمس۔ طاقت حق کو بجالاتے ہین سب صبح مساء انس ہین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا یہ جو تم کہتا نہین مین قول ہے یہ راست ابا شور و غوغا سے سمجھ نہ کوئی دل مین فنا یہ کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین غان سحر علاوہ طائران خوش آواز کے اہل اسلام بھی واسطے ادائے فریضہ سحری کے اُٹھے موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا نماز گذارون نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ عبدالمطلب نے بھی بعد پڑھنے نماز سحر کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان برائے دعا بلند کیے اور یہ اشعار زبان پر جاری کیئے اشعار

سوا تیرے نہین کوئی معاون
مرا مخلص تمنا بار ور کر
دلون مین ان سیہ قلبون کے یارب

خداوندا بحق نوح و یوسف
توہی میری اعانت جلد تر کر
مجھے پھر اسے ان سب کافرون کی
چراغ نور ایمان جلوہ گر کر

مرے حال پریشان پر نظر کر
الٰہی جلد تر باغ جہان مین
مظفر مجکو ان پر جلد تر کر
بعد دعا کرنے کے جب خواجہ

عبدالمطلب بالائے قلعہ تشریف لاکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین دین گولہ اندازون نے سو توپین سلامی کی فیر کین بعد اسکے جملہ گولہ انداز قریب توپون کے کھڑے ہوئے برزاندازتیر افگنی پر بیس ہوئے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھا اسطرف تو اہل قلعہ آمادہ جنگ اور مستعد کارزار ہوئے لیکن اب حال نعمان بن منذر شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منذر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اُٹھا اور بصد عجلت امور ضروری سے فرصت حاصل کرکے مسلح ہوا جب بارگاہ سے نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بمجرد حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوئے جسوقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی گھوڑون پر سوار ہوئے طبل جنگی بجنے لگے نقارہ زرمی پر چوب پڑی رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے افسرون نے سوارون کے پرے جمائے پلٹنون نے پیدل تون کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منذر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم بعہدہ سپہ سالاری چلا۔

پیچھے نعمان کے جملہ سواران اور پیدلون نے قدم اُٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر
کو میدان رزم مین ایسی جگہ ٹھہرایا کہ جہان گولہ نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر
حملہ کرتا ہون جسوقت در قلعہ توڑ کر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلے آنا افسران فوج نے عرض کیا
کہ جس طرح آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اون سے رخصت ہو کر اور لات
و منات کا نام زبان پر جاری کر کے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا ادھر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منذر شاہ
اسلحہ زیب تن کئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہے اور بائین ہاتھ مین ایک سپر فراخ دامن ہے اور داہنے ہاتھ مین گرز گران ہے
اور گھوڑے کو جولان کرتا ہوا اسطرف آتا ہے جسوقت خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان بے پروا قلعہ گیری آتا
ہے خواجہ عبد المطلب نے گولا اندازون کو حکم دیا کہ گولے اس حریف کو تاک کے مارو اور بہادرو اس دشمن
کو قلعہ مین نہ آنے دو اور اس طرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے
اُڑ جائے بمجرد حکم کے گولا اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کئے تیر اندازون نے تیر
مارے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان
بن منذر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب گولا اندازون
نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہے اور گھوڑے سے نہین گرا اسوقت گولا اندازون نے اس قدر
گولے مارے کہ میدان مصاف کو گویا کرہ نار کر دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت توپون کی آواز سے زمین
بار بار لرزتی تھی اور قلعہ فلک ہلتا تھا سکنان قلعہ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے زیر آسمان
ایک دھوئین کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیئے
تھے فیلان کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولا انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان
پر آسمان سے آگ برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اس طرح گرتے تھے جس طرح مرغان
شکاری اپنے صید پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منذر گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریا آتش مین شناوری
کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ اے
اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤ اس طرح تمکو قتل کرونگا
کہ تمھارے مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور مجکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولا اندازون نے
نعرہ نعمان بن منذر کا سُنا فوراً گولا اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور تیر اور نیزے لگانے
شروع کئے بعضون نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ اُسپر الٹے اکثر خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے
عیارون نے پتھر لگائے اُسوقت اکثر اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے عمامہ اپنے
سر سے اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین
اسطرح دعا کی کہ اے قاضی الحاجات وقت یاری ہے اور اے مسبب الاسباب ہنگام مددگاری ہے خداوندا اس پہلوان کے شر و فساد
سے ہم سبکو بچا اور اسکا قہر زبردست کہ ہاتھ سے ہمکو ہلاک نہ کر اپروردگار تو نے یوسف کو چاہ مین بچایا اور یونس کی
شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل پر آگ کو سرد کر دیا اسیطرح یا ارحم الراحمین ہمکو بھی اسکے ظلم
کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قوت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو بسبب
خواجہ عبد المطلب نے بتضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اسیوقت نعمان

نے چاہا تھا کہ خندق کو پھاند کر در قلعہ کو گرز گران سے توڑوں اور داخل قلعہ ہوں یکایک سمت صحرا سے
ایک ایسا غبار عظیم اٹھا کہ روئے آفتاب چھپ گیا نعمان بن منذر متحیر ہو کر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور اہل
قلعہ جو تیر قلعہ پر مارتے تھے انکو اپنی سپر پر روکنے لگا جیوقت وہ غبار کسی قدر برطرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ فوج
کثیر بہت جلد اسطرف چلی آتی ہے نشان تمہاری فوج مانند مرغان و تیر و سنان تمہاری بیرہ ہزار پایہ کی ہیں اس طرف حمزہ صاحبقران
نے اہل قلعہ کو تیر و خنجر لگاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ شاید نعمان در قلعہ تک پہونچ گیا ہے اہل قلعہ مضطر اور
پریشان ہیں یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے دہن کر یہ نعرہ کھینچا نعرہ فلک شگفت و ماہ برج عطا ہے امیر
عدو بند کشور کشا ہے جسوقت مردمان نے نعرۂ امیر باتوقیر سنا اور قلعہ سے حمزہ صاحبقران کو مع لشکر کثیر آتے
دیکھا نہایت شاد ہوئے اور رنج و صدمہ و محن سے آزاد ہوئے خصوصاً خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند
کو عین وقت پر آتے دیکھکر از حد خوش اور سمجھ گئے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان
نے جو نعرۂ امیر باتوقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہاں گئے تھے جو اسقدر
فوج لیکر اسطرف سے آتے ہیں میں تو یہی جانتا تھا کہ امیر اس قلعہ میں ہیں خیر اب معلوم ہوتا
ہو کہ امیر کی قضا امیر کو کشان کشان لائی ہے میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہے اب بہتر یہی ہے کہ پہلے
مردمان قلعہ سے امیر کو قتل کروں یہ خیال کرکے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے بلجام فرس کو پھیر اون
اور امیر سے مقابلہ کروں ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ
پر دیکھکر پکارے کہ اے نعمان اگر تجھکو دعوی مردانگی ہے تو آ مجھسے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگوے امیر
باتوقیر سنکے بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور لگا ورزن ہوا مردمان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزہ صاحبقران پسپا ہوا نعمان تاب طاقت
و قوت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اپنے گھوڑے کو رانوں میں داب کے
آگے بڑھایا اور تیغ گرانبار میان سے کھینچکر سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے پارہ پر تیغہ گرانبار
کی نظر کرکے جب قریب سپر کے وہ تیغہ آیا اس زور سے دستانہ مارا کہ تیغہ نعمان کا سپر پر سے ٹوٹ پڑا
فوراً امیر باتوقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم
باہم اسدرجہ زور کیا کہ گھوڑا نعمان کا پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی
ہانپنے لگا اسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہان گھوڑوں سے اترکے باہم کشتی لڑو گھوڑے
بیچارے متحمل تمہارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی نعمان و حمزہ صاحبقران آستینیں چڑھا
کے اور دامنوں کو لپیٹ کر مرکبوں سے کود کر زمین پر آگئے اور باہم لڑنے لگے اور ہنرہاے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو روز تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشنا زمین سے نہیں ہوئی دوسرے
روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینۂ حمزہ صاحبقران سے ملاکر بقوت تمام ایسا ریلا کہ تین قدم حمزہ صاحبقران
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے امیر نے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا پھر ہر چند نعمان نے
زور کیا لیکن امیر باتوقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخر تین زور متواتر کرکے نعمان پسینے میں تر ہو گیا اور ہانپنے
لگا ہاتھوں کی انگلیوں سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار اور مجبور ہو کر زنجیر کمر حمزہ صاحبقران
کو چھوڑ دیا اسوقت حمزہ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ نعمان سے ملاکر اسی طرح ریلا نعمان پیچھے ہٹنے لگا

یہانتک کہ دس قدم تک نعمان پیچھے ہٹا اوسوقت حمزۂ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمربند کے توڑے مین ہاتھ
ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اوٹھالیا اور اپنے سر سے بلند کرکے زمین پر گرایا اور فوراً سینۂ نعمان پر بیٹھکر کہا
کہ اے پہلوان دیکھا تونے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین
اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہتا ہے نعمان بن منظر حمزۂ صاحبقران کی یہ قوت و طاقت اس سن و سال مین
دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ اے امیر با توقیر مین نے اطاعت آپ کی اختیار کی مجکو مسلمان
کیجیے حمزۂ صاحبقران سینۂ نعمان سے اوٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان
ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر با توقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اوٹھاکر سینہ سے لگایا خواجہ عبد المطلب
اور سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ خوش ہوے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہو چکا اوسوقت اوسنے
باواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اے بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور
اطاعت حمزۂ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ ایک کافر ہے چھوڑ دی اب
تم کہو تم کو کیا منظور ہے میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہے کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار
کرو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولاے قدرشناس نہ پاؤگے پچھتاؤگے آیندہ
تمکو اختیار ہے جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریون نے سنی خیال کیا کہ اب
منظر شاہ کے پاس بھی نہین جاسکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہو چکا ہے اور ہمارا سپہ سالار بھی
سمجھ کے مسلمان ہوا ہے اب ہم کو بھی لازم ہے کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی
نہ کرین اور لات و منات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کرکے سب کے سب خدمت صاحبقران
اور نعمان بن منظر مین حاضر ہوے اور سب نے سر اپنے پاے امیر با توقیر پر جھکاے حمزۂ صاحبقران
نے سب کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر تمام مردمان لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین بحکم
امیر با توقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہوگئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر با توقیر
اپنے دادا ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزۂ
صاحبقران کو سینہ سے لگایا مردمان قلعہ نہایت شادمان ہوے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوے بعد اسکے
حمزۂ صاحبقران کعبہ مین تشریف لے گئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر با توقیر سے
معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیام مین
فرش نفیس بچھا ہے اور دنگلون پر نشستے سرداران عالی وقار بیٹھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین جملہ
سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران اپنی
بارگاہ مین تشریف لاے نعمان بن منظر اور کرتیت سپہ گردان اور سیف ذو الیدین وغیرہ سرداران
ذی وقار واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے دنگلون سے اوٹھ کھڑے ہوے جب حمزۂ صاحبقران اپنے
دنگل پر بیٹھے اور حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین پھر بحکم امیر با توقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو
مع اپنے ساز نوازون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہو کر روبرو ہوے ارباب بزم رقص و نغمہ
کرنے لگین اور دلہاے ارباب بزم اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلہ شادمانی بلند ہوا
اسی طرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کم سن پیشواز زرتار

پہنکا اور سازندون کو اپنے ہمراہ لیکر بصد ناز و ادا مسکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی لہاے جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانون کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزۂ صاحبقران ہوئی نعمان بن منذر اور ہرکرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیزن وغیرہ سرداران عالی وقار اُس سرخسار کی کاکل زیبا دیکھکر پایل ہوے سب کے دل پہلوؤن مین بیقرار ہوے لیکن بہ لحاظ حمزۂ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور حمزۂ صاحبقران بھی اوس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوے جب وہ نازنین روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی ساز سازندون کے وہ خوبرو بصد ناز و ادا اور ہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلون کو مانند حنا پامال مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اوس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

کہ وہ سمجھے کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
حجاب شیشہ مین بنت العنب ہے معتکف ہردم
مرادل مجھسے کہتا ہو ذرا یہ بھی ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین و ملت مین ہے محراب دعا یہ بھی
نہ ہو ہاتھون مین دل کو حلقہ گیسو مین رہنے دو
لجایا خاطر احباب سے کہتا چرا یہ بھی

وہ اپنے وعدۂ دیدار فردا کو اٹھا رکھین
مری توبہ کی ضد سے آجکل ہے پارسا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل مین جھانک کر دیکھو
سجتے ای بے مروت ہو گیا عہد وفا یہ بھی
بہت گرہ کھاتا ہے لیتا ہے جب کوئی حسین دل کو
اُڑا مارینگا اک دن آپ کا دزد حنا یہ بھی

کہون کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
مین صدقے اپنی وحشت کے کہ دیتی ہے مزا یہ بھی
یہان تک آرزو تھین مین کہ جب لکھتا ہون خط انکو
کہ مشہور جہان ہے یار کی دولت سرا یہ بھی
حضور ابروے جانان مرادین کیون نہ مانگین ہم
دم بیگانگی دیتا ہے بوسے آشنا یہ بھی
خلاف طرز کے خوگر نہتے تسلیم ہم لیکن

جسوقت یہ غزل اس سطر یہ سے روبروے حمزۂ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش بالحان داؤدی گائی اُسوقت بعض سردارون نے خوش ہوکر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوس نازنین نے حسب فرمایش سرداران ذی عزت یہ غزل پرجوش و پُردرد شروع کی۔

غزل

نازبرداری مین گذری شب دل ناشاد کی
پیاری پیاری صورتین آفت مین آدمزاد کی
کسقدر ہے جوہر عاشق کشی دل کو پسند
آبرو رکھ لی خموشی نے مری فریاد کی
لوٹ مین گلچین ہے فکر دام مین صیاد ہے
اوڑ گئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہی جب تک چار دیوار عناصر ہے بپا
بن گئی تیشے سے آخر جان پر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ بے برگی بھی لازم ہی مجھے
شور ماتم نے ادا رسم مبارکباد کی
گردش خنجر سے پہلے مرگیا مین خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانۂ برباد کی

تھی کبھی سنت خموشی کی کبھی فریاد کی
ذبح ہوکر خون سے بلبل نے پیدا کی بہار
تیغ بنواتا ہی قاتل تیشۂ فرہاد کی
روح جب گھر سے نکلی مل گیا تن خاک مین
کون روے بیکسی پر بلبل ناشاد کی
حشر کا دھڑا ہے زیر خاک چشم وا سے مین
خاک اوڑتی ہو گی اک دن قصر بے بنیاد کی
رشک بیجا دیکھنا آیا جو حرف آہ بھی
لالے کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی
آج کیا ہی کس لیے ذکر وفا ہی بار بار
رہگئی منہ دیکھکر حسرت دل جلاد کی
حسن بندش مین تلاش معنی نوخیز مین

آمد نے دل مین بھی بیجا رخنہ کرتی ہین جگہ
بوے گل دیتی ہین کلیان داغ صیاد کی
شور بیتابی تو رسوا کر چکا تھا شکر ہے
خانۂ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہون قسمت ولادت دیکھکر
دیکھتا ہون راہ اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریک حال ہونا قہر ہے
ضبط سے کیا کیا لب خاموش نے فریاد کی
اسقدر جینے سے تنگ آیا تھا مین جب گیا
سچ کہو کس سے ملے کس کی طبیعت شاد کی
خاک ہوکر بھی وہی باقی ہی سوز استخوان
چاہیے تسلیم تجکو پیروی استاد کی

جسوقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمایش سرداران بزم عشرت مین بعد ناز و ادا گاکر تمام کی جملہ صاحبان بزم عیش غزل سن کے مسرور ہوے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوے اور اس سطر یہ سے سینہ کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اُس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین سبزہ رنگ پیشواز دھانی زیب تن کرکے مع اپنے سازندون کے روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے یہ غزل اسنے شروع کی

غزل

تری زلف وعادت کو پاتے ہین کافر
کہ اب ہم نہین ناز اُٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہین آپ ودانے کے قابل
یہ غفلت یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی
کہ ہم خود نہین منہ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب برا ہو
نہ تھے گر فلک شامیانے کے قابل
ہمین واعظو ے نہ برسات مین بھی
ابھی ہین نظر مین سمانے کے قابل

یہ دن سن مین مہندی لگانے کے قابل
بنانے کے قابل مٹانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
بہر حال ہم ہین جلانے کے قابل
مین کیونکر نہون داغ حسرت کے صدقے
بظاہر نہین منہ چھپانے کے قابل
بنایا فلک کاش پیمانۂ مے
نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
جو عذر حنا تھا تو کیا جب کے شب کو
تم آئے بڑے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم

مری جان ہوا ہے نک لانے کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہین ہے ترے آستانے کے قابل
قفس مین ہین اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک اک ہے ہیماتی لگانے کے قابل
لحد مین سوے قبلہ کیا خاک دیکھین
کہ ہوتی ترے منھ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہوتی
نہ تھے خواب مین بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جب یہ غزل نازنین سبزہ رنگ نے روبروے حمزۂ صاحبقران وجملہ سرداران نوجوان بصد ناز وادا گائی اُسوقت بعض سردارون کے دل بیچین ہوگئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اوس نازنین کے خریدار ہوے اور حمزۂ صاحبقران بھی نازنین سبزہ رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوایا القصہ اسیطرح تین شب وروز برابر نازنینان خوبرو ومہ جبینان خوش گلو بارگاہ دخیام مین روبروے ارباب بزم ادنے واعلے گایا کین اور ہنگامۂ عیش وعشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن ومہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر ووافر لیکر رخصت ہوئین بعد اختتام جشن کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ واسطے چند روز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجئے خواجہ عبد المطلب نے بصد خوشی اجازت دی حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازمونکو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر مین چھوڑکر جانب صحراے سبزہ زار واسطے کھیلنے شکار کے روانہ ہوے اور صحرا مین پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہشام بن علقمہ خیبری کا مدائن مین مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اُسکے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے

ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
مجھے جسکی تہمت سے نفرت کمال
پلادے اگر ہوئے لالہ رنگ
اگر اک دم مین ہو زیست اوسکی تمام
کوئی بادہ کش یون ہو پیوند خاک

ترے میکدہ مین جو ہو لاجواب
مزہ دار مجکو سواے زلال
کرون آج رندون سے مین خوب جنگ
بصد جوش وجرات دم دار وگیر
کرون ضرب گرز گران سے ہلاک

رہے مجکو میرا اوراپنا خیال
جو تو ورد دے گا تو ہوگا ملال
لگاؤن کسی رند پر یون حسام
لگاؤن کسی رند سرکش کو تیر
سر عرصۂ رزم شیرانہ آج

کسی رندسے چھینون تخت و تاج | پلاوے اگر تومے لالہ فام | ترے دور مین ہو ہنر کا بھی نام

محرران اخبار وکاتبان حال انقلاب چرخ کج رفتار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ خیبری بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور ناموری کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ شور عظیم بازار مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور وغل کیسا ہے اُس شخص نے کہا کہ ملازمان نوشیروان اُس شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دوکاندار یا اہل پیشہ سردست زر محصول نہین دیتا ہے اوسکو ملازمان نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کرو یہی دُکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے ہین اُسوقت نالہ و فریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ تو سراسر ظلم ہے مجکو لازم ہے کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون اور ملک نوشیروان پر چڑھائی کرون اور اُن پر قبضہ کرون یہ خیال کرکے ہشام نے اپنے کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت برہم ہوا اور اونکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان نالان و گریان بہیئت عجیب و غریب جانب مداین روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو شخص اونکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا لڑکے اونکے پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم باآواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے آفت کے مارے طفلان شوخ و شریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے اور زیادہ اونکو ستاتے تھے غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان کیا نوشیروان کو نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جائے تاکہ وہ ہشام کو سزائے سخت دے لیکن نوشیروان نے غصہ کو منضبط کرکے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادھر ہشام نے بعد شہر بدر کرانے ملازمان نوشیروان کے اہل شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی بھی نہ دینا اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بصد عجلت بجمعیت چالیس ہزار سوران جرار سمت مداین کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اس طرح پر تحریر کی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار فوج کے بارادۂ ملک گیری و بد اندیشی جانب مداین کوچ کیا ہے یقین ہے کہ ہشام بد انجام ملک مداین مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے تمام حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کی جائے اور کس طرح اسکو سزائے معقول دیجائے مین خود ہشام سے مقابلہ کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اوسکی گوشمالی کے روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار وہ جو حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اُس زاغ سیاہ سے مراد یہی ہشام بد اندیش ہے فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تھوڑے دن حضور پر تور نہایت سخت ہین اور زمین ملک مداین بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین ہے بلکہ ہر ایک سردار و ملازم حضور کے لیے بھی نامبارک ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ حضور مع جملہ سرداران ذی وقار و پہلوانان یکتائے روزگار و شاہزادگان نامدار و جملہ پیدل و سوار کسی صحرائے سبزہ زار مین جو زمین ملک مداین سے علیحدہ ہو جلد تشریف لے جائین اور اسی صحرا مین گذرتے ایام نحس و سخت تک شکار کھیلین اور وہین فروکش ہون شاید اس زاغ سیاہ یعنے ہشام سے

مدد مے حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف نہ تشریف لے جائینگے ہر طرح کے صدمے اوٹھاینگے اور مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہے کیونکہ حضور شہنشاہ ہفت اقلیم ہین اور ہشام بدانجام ایک ادنےٰ ترین ملازمان حضور سے ہے لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے حضور کسی سردار کو واسطے حفاظت شہر کے مقرر فرمائین جسوقت وہ بداندیش یہان آوے وہی سردار اوس سے مقابلہ کرے اور حتی الامکان ہشام کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سُنی فہم و فراست بزرجمہر کی تعریف کی اور موافق کہنے بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست سے تھا پچاس ہزار سواران ہزار سے ملک مداین مین واسطے نگہبانی شہر کے چھوڑ کر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اوسی روز سرزمین مداین سے کوچ کر گیا بختک اور بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مداین سے نکل کے ایک صحراے سبزہ زار مین بارگاہین اور خیام برپا کیے اور اوسی صحرا مین فروکش ہوکر شکار کھیلنا شروع کیا نوشیروان تو اس صحرا مین قیام پذیر ہے اور شکار کھیلتا ہے اس کا حال پھر لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بداندیش کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ہشام بدانجام طے منازل کرکے آٹھوین روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد ہشام نمک حرام سُن کے جلد تر قلعہ بند ہوا پل پختہ اوٹھوا لیا خندق کو پانی سے لبریز کرا دیا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ پر صدہا بلکہ ہزارہا توپین لگا دین بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش باطمینان تمام مع فوج وغیرہ قلعہ مین بیٹھا اور انتظار ہشام کا کرنے لگا جب ہشام عنقریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکھا کہ در قلعہ بند ہے فوراً ہشام نے قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بموجب حکم عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہرچند ہشام نے کئی روز تک برابر قلعہ مداین پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ مین نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر ہشام کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرہ قلعہ سے باز نہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی روز سے قلعہ کو گھیرے ہوسے ہے اور مین باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہون اگر یہ خبر بادشاہ سُنے گا تو مجکو بہادر تصور نکرے گا علاوہ اسکے ہشام مجھسے زیادہ دلاور اور بہادر نہو گا پس بہتر یہ ہے کہ مین اسکے خوف سے قلعہ بند نہون اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کرون اور ہشام کو تہ تیغ کرون بادشاہ سے انعام کثیر کے لینے کا مستحق ہون یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش جمعیت بیس ہزار سواران چیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور سامنے ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادہ جدال دیکھکر بہت خفا ہوا اور اپنی فوج کو آراستہ کرکے اور خود گھوڑے پر سوار ہوکے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہے کہ تیری قضا تجکو یہان لائی ہے تو مجھسے کیا مقابلہ کرے گا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو تو مجھسے مقابلہ نکر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تو نے اپنے بادشاہ سے بغاوت کی ہے ضرور تجھسے مقابلہ کرونگا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نکرونگا ہشام نے کہا اے عنتر نہین معلوم تو کیا بکتا ہے بیکار مجکو نمک حرام کہتا ہے ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادران عالم جب تلوار کھینچ لیتے ہین کسی کا خیال بھی نہین کرتے ہین اب مین ملک مدائن پہ بزور شمشیر قبضہ کرونگا تمام شہر تاراج کر دونگا خزانہ شاہی اپنے قبضہ و تصرف مین لاؤنگا اگر میرا کہنا نہین مانتا دیکھ پچھتائیگا ابھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگو ہشام بدانجام سُن کے بعد تکاورزش کے اس طرح پر

سینہ ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے حالت زخمداری مین تیغہ آبدار کھینچکر بہ قہر وغضب اس زور سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب ومرکب کے چار ٹکڑے ہوے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے وہی تیغہ خون آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی جانبین کے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغہ آبدار سے ہزارہا کو قتل کیا آخر کار لشکر عنتر کہ بے افسر تھا میدان رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مداین مین داخل ہوا شہر کو خوب تاراج کیا اور بعد ہا مردمان شہر کو قتل کیا اور دار الامارۂ شاہی مین داخل ہو کے تخت حکومت اپنے قبضہ مین کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا مین نہین گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ فوج اپنی چارون ناکون پر معین کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہین خزائن مین پتہ نوشیروان کا نہ پایا آخر مردمان شہر سے ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع جملہ فوج و لشکر جانب صحرا واسطے شکار کے گیا ہے چونکہ ہشام خستہ تھا اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا اور وہ روز و شب بعیش و عشرت بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام اپنے فرش خواب سے اوٹھا اور اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کرکے اور بیس ہزار سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا جستجوے نوشیروان مین اس خیال سے چلا کہ جا کر نوشیروان کو قتل کرڈالون یا گرفتار کرکے مطیع اپنا کرون ہشام تو مداین سے طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہے لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے کہ نوشیروان صحراے سبزہ زار مین مع سردارون کے ہنگام سحر شکار طایران کر رہا تھا ناگاہ ایک آہو نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اوس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھا کر ایک طرف بھاگا نوشیروان نے اوس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سردار عالی وقار اور فوج و لشکر پیچھے رہ گئے فقط بیدرہ سوار اور بختک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک تعاقب آہوے مذکور چلا آیا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے پر سوار ہے اور ہمراہ اوسکے ہزارہا سوار ہین اس طرف بعجلت چلا آتا ہے نوشیروان پہلوان مذکور کو مع فوج آتے دیکھکر ٹھہر گیا آہوے سخت زخمی جست و خیز کرکے صحرا مین ایک جانب جا کر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر مین پہلوان مذکور یعنے ہشام بن علقمہ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سوارون وغیرہ کے صحرا مین پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازان ہوا اور نعرہ کیا منم ہشام بن علقمہ خیبری اے نوشیروان مجکو تیری ہی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سوارون کو حکم کیا کہ نوشیروان کو گرفتار کرلو سوارون نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے اوتار لیا اور ایک قفس آہنی مین قید کیا وہ چند سوار جو ہمرکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر دیکھکر مقابلہ نکر سکے جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اوسوقت اکثر سواران نوشیروان جو پیچھے رہ گئے تھے آئے اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے چھڑائین جب ہشام نے دیکھا کہ سردار آگئے ہین یقین ہے کہ مجھسے مقابلہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر لے جائین اوسوقت ہشام نے نیزہ سر تیز سینہ نوشیروان پر رکھدیا سرداران نوشیروان یہ حال دیکھکے بے اختیار بصد غیظ و غضب جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے خبردار

ہمارے بادشاہ کو ہلاک نہ کرنا ورنہ تیرے خون سے زمین اس صحرائے سبزہ زار کی سرخ کردینگے اس اثنا مین اور بہت سے سردار آپہونچے اور اُنھون نے بے تامل یہ واقعہ دیکھکر ہشام پر حملہ کیا نوشیروان نے اپنے سردارون کو لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے نیزہ ہشام میرے سینے کے پار ہوجائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے ہشام کے کیا فایدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگوے نوشیروان سن کے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جب فلک کسی ادنے یا اعلے پر ظلم و جفا کرتا ہے اور دن بُرے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی سے بن نہین پڑتی ہے اکثر اولوالعزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور جفاے چرخ کجرفتار سے اقبال سلاطین جہان کا مبدل بادبار ہوتا ہے یہ مقام اعتراض کا نہین ہے کہ ہشام ایک ادنے شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ ہفت اقلیم کو اس طرح گرفتار کرلیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے قرین قیاس ہے غرض آمدم برسر مطلب جس وقت نوشیروان نے سرداران کو لڑنے سے منع کیا اور سردار بموجب ارشاد نوشیروان غصہ سے کانپ کے اور کثرت صدمہ سے آنسو بہا کے ٹھہر گئے اوسوقت بزرجمہر نے ہشام سے پوچھا کہ اے ہشام تو نے ہمارے بادشاہ کو کیون گرفتار کیا ہے اور سبب قید کرنے کا کیا ہے ہشام نے جواب دیا اے بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانہ کا صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی جان عزیز ہے اور قتل ہونا منظور نہین ہے تو آج سے کل ممالک کا خراج مابدولت کو دیا کرین اور مابدولت کی اطاعت کرین اسی واسطے فی الحال مین نے قید کیا ہے اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے تو خیر ورنہ قتل کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگوے ہشام نوشیروان نے سُنی اوسوقت نوشیروان نے کہا کہ اے ہشام جو کچھ تو نے کہا مجکو اس شرط سے منظور ہے کہ ایک لڑکا مسمی حمزہ کعبہ مین رہتا ہے اور اوس نے بوجہ قوت و طاقت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہے اور مثل تیرے وہ بھی طالب خراج ہے اگر تو جاکر اوسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اوسکو اپنا مطیع کرلے تو مین تجھکو خراج دیا کرون ہشام بدانجام نے اس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اوس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے آتا ہون یہ کہکر ہشام نے اپنی فوج سے چالیس دلاورون کو منتخب کیا اور اون سے کہا کہ مین تو جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور تاخت کعبہ کی نگرانی کو جاتا ہون اور تم کو یہان چھوڑے جاتا ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر ہروقت سنان نیزہ رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تم سے آمادہ جدال ہون تو فوراً سنان نیزہ سے نوشیروان کو ہلاک کرڈالنا ہرگز ہرگز تامل نکرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینہ نوشیروان پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا مثل میرے تو بھی سینہ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دے دینا اور تم سب شب و روز خوب ہوشیار رہنا ذرا بھی غفلت نکرنا ورنہ مین تم سب کو قتل کرونگا الحاصل ہشام بدانجام اون چالیس جوانون کو مع اپنے بہاے گلرخ کے خوب سمجھا کر اور تاکید کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر قریب کعبہ وقت دوپہر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اور زیر قلعہ بارگاہ و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر پڑی ہے ہشام تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اس طرف چلی آتی ہے فوراً اس خیال سے مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور خود بھی مسلح ہوئے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے اور انتظار حمزہ صاحبقران

کے تشریف لانے کا ذکر کرنا چاہیے جب کل مردمان لشکر حمزۂ صاحبقران مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہو چکے
اسوقت ہشام بھی عنقریب لشکر امیر با توقیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین
صاحبقران مشہور کیا ہے وہ کہان ہے آے مجھسے مقابلہ کرے مین خاص اوسی کے قتل کو آیا ہون اور بعد اوسکے
قتل کرنے کے خانہ کعبہ کو بھی گراؤن گا سرداران حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے خاموش
رہ ورنہ زبان تیغ سے تجکو جواب دیا جائیگا تیری کیا مجال ہے کہ تو حمزۂ صاحبقران کی جانب نظر تند و تیز سے
بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہے کہ تو خانہ کعبہ کی طرف بے ادبی سے قدم اوٹھا سکے نہین جانتا تو کہ خادمان
حمزۂ صاحبقران ایسے ایسے یہان موجود ہین کہ تیرے قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہم مقابلہ کر خدانخواستہ جب تو
ہم پر غالب ہوگا تو اوسوقت حمزۂ صاحبقران تیری سرکوبی اور گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر سرداران
حمزۂ صاحبقران ہشام نے سنی نہایت خشمناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر بصد قہر و غضب کہنے لگا کہ اب تم سبکو
تہ تیغ کرکے حمزہ کو ہلاک کرون گا یہ کہکے تیغہ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو آے وہ مجھسے مقابلہ کرے جسدم
ہشام بد انجام نے مبارز طلب کیا نعمان بن منذر نے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا اور اپنے مرکب کو بڑھایا اوسوقت باجے
جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت پسر گردان نے کہا پہلے مین اس کافر سے مقابلہ کرون گا آپ
توقف کیجیے یہ کہکے اور نعمان اور سیف ذو الیدین وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے مرکب کو جانب میدان کارزار
بڑھایا اور ہشام کے سامنے آیا ہشام کرتیت پسر گردان کو تکاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت پسر گردان کا پیچھے ہٹا بعد تکاورزنی کے
دونون نے پھر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھا کر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغہ کو میان مین رکھکر اور نیزہ
لیکر سینہ کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزۂ ہشام کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا پھر کرتیت نے
نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزۂ کرتیت کو اسی طرح روکا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی
رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ گئے بیکار ہوگئے اوسوقت ہشام نے بصد قہر و غضب تیغۂ اگر انبار و آبدار
ہزبر وار ہزبر دار رکھکے سر کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر اور
خود کو کاٹ گیا تھا دو ابرو اوتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت کا سر کاٹنے کو بڑھا تھا کہ سیف
ذو الیدین نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا ہنر دار سر کرتیت جدا نہ کرنا ہشام
نعرۂ سیف ذو الیدین سنکے ٹھہر گیا سیف ذو الیدین نے کرتیت میدان رزم سے لشکر مین بھیجدیا
اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد تکاورزنی اور نیزہ بازی کے ہشام نے وہی تیغۂ آبدار سر پر سیف
ذو الیدین کے لگایا ہرچند سیف ذو الیدین نے سپر سے سر کی حفاظت کی لیکن تیغۂ ہشام
سپر اور خود کو کاٹ کر چار اونگل سر مین اوتر آیا سیف ذو الیدین نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکلا مگر سیف ذو الیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اوسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذو الیدین
کا سر تن سے کاٹ لون لیکن نعمان نے سر سیف کا ہشام کو کاٹنے نہین دیا اور میدان مصاف مین
فوراً جا کر ہشام سے مقابلہ کرکے سیف ذو الیدین کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر مین لے آیا چونکہ آفتاب
غروب ہو چکا تھا اور دو سرداروں کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے
لشکر مین گیا اور خیام برپا کرا کے مع لشکر خیام مین فروکش ہوا اور واسطے طلایہ کے تھوڑے سوار

مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ
صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہشام تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا
عالم نشۂ شراب مین بیہودہ بک رہا ہے لیکن اب حمزہ صاحبقران کے لشکر کا حال
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منظر میدان مصاف سے مع مردمان
فوج اپنے خیمہ مین آیا تھوڑے مردمان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سیف زدہ لیلیاں مین
اور کرتیت سپہ گردان کے زخمون مین ٹانکے دیوا کر مرہم کی پٹیان چڑھائین اسطرف
ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے بموجب کہنے
ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے طبل جنگ سنی اسوقت نعمان نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاے
موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دلاور اپنی تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیرانداز اپنے تیرون کو درست کرکے ترکشون مین رکھنے لگے
یہان تو دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہے شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن
زجاے دگر داستان گوش کن پس جس روز ہشام بدانجام کعبہ مین آیا اور سردارون
نے اُسسے مقابلہ کیا اُسروز حمزہ صاحبقران نے صحرا مین شکار کھیل کے شب کو
جو آرام کیا قریب نصف شب کے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل فرماتے ہین
کہ اے حمزہ صاحبقران اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہین ہے جلد جاؤ اور اپنے لشکر کی خبر لو
یہ فرماکر وہ مرد بزرگ تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلا کے
فرمانے لگے کہ مین نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ مجھسے فرماتے ہین کہ اب تو اپنے
لشکر مین جا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح کو یہان
سے تشریف لیچلیے گا انشاء اللہ لشکر آپکا خیریت سے ہوگا آپ تردد نفرمائین حمزہ صاحبقران نے ارشاد
کیا مین اسی وقت یہان سے کوچ کرونگا اور صبح تک بہ تعجیل تمام اپنے لشکر مین پہونچ جاؤنگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران
نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین ولجام سے آراستہ کیا حمزہ صاحبقران شکارگاہ
سے مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سوار ہوکے جلد تر چلے اور ہنگام سحر قریب اپنے لشکر کے
پہونچے حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر اور میرے لشکر کے مقابل صف آرا ہے
اور ایک پہلوان زبردست اُس فوج سے گینڈے کو بڑھا کر میدان مصاف مین نکلا ہے اور نعمان بن منظر شاہ
یمنی نے اُس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہے امیر باتوقیر نے یہ رنگ دیکھکر وہین سے اُس گینڈے
سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ قسم زند نیمیرم ٭ بر زرم حریفان سیارزر نیم ٭ جسوقت یہ نعرہ
ہشام بدانجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منظر وغیرہ تشریف لانے سے امیر باتوقیر
کے خوش ہوئے جب امیر داخل لشکر ہوئے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے
اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین باجے جنگی بجنے لگے علمہاے لشکر سربلند ہوئے
جب حمزہ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر باتوقیر کے سن وسال پہ نظر کرکے کہا کہ

ای امیر تم مجھسے آمادہ جدال ہوئے اپنی طفلی پر نظر کرو ایک دم مین میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے پس تمکو لازم ہی کہ میری
اطاعت کرو مین تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا روز بروز تمھارا زیادہ وقار کرونگا مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہون مین نے نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہی دیکھو یہ تخت وتاج نوشیروان کا چھین لایا ہون ملک مدائن پر مین نے
قبضہ کرلیا ہی اکثر سرکشان جہان کو مین نے قتل کیا ہی تمکو مناسب یہی ہی کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہی اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہے تو مسلمان ہو اور
میری اطاعت کر نہین تو مین تجکو بامداد پروردگار اس طرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش وطیور
افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے
کہ تمھاری قضا آئی ہی مین تو چاہتا تھا کہ تمکو قتل نہ کرون مگر تم نہین مانتے ہو پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم ہے کچھ
شیر جنگ دکھا ہشام یہ تقریر امیر باتوقیر کی سنکے ہرچند بعد قوت تگاور زن ہوا لیکن پانچ قدم گینڈا اسکا
پیچھے ہٹ گیا اور قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہوکر پھر اپنے گینڈے کو آگے بڑھایا
اور بہ قہر وغضب نیزہ سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے
کی سنان پر روکا بوجہ لڑنے دو سنانون کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے
مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اسی طرح باہم تا دیر نیزہ بازی رہی آخر حمزۂ صاحبقران
نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست ہشام سے نکالدیا ہشام کو اسوقت نہایت غصہ آیا اور تیغہ آبدار
کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغہ کو سپر پر روکا اور خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام
نابکار پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دے کر پھر تیغہ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے تیغہ کی دھار پر نظر کرکے اس
زور سے دستانے مارا کہ تیغہ ہشام کا سر پر پٹ پڑا ہشام کو اور زیادہ خفت حاصل ہوئی الغرض بڑی دیر تک
باہم شمشیر زنی رہی جب ہشام کا بینہ گر گرا اسوقت ہشام نے تیغہ کو رکھکر وہ گرز گران سرکوب جو کہ گرہ کو شکستہ کرے
اٹھایا اور پکار کے کہا کہ ای حمزۂ اگر تو بہادر ہے تو روک اس گرز گران کو یہ کہکر ہشام نے وہ گرز گران بارد و
دوستی بعد زور وقوت سر امیر باتوقیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونون ہاتھ اپنے بلند
کیے جب گرز ہشام قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے گرز کو پنجہ ہاے عدو شکار پر قوت
سے پکڑکے اس زور سے جھکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گینڈے سے ہشام کے بغل مین
پھر گرنے لگا فی الفور امیر باتوقیر نے وہی گرز گران نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر
لگایا کہ ہشام اور گینڈا ہشام کا دونون اسطرح شامل ہوگئے کہ دیکھنے والون کو ہشام اور گینڈے مین
مطلق تمیز نہ ہوتی تھی دونون گوشت کا لوتھڑا ہوکر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا مردمان لشکر
ہشام نے دیکھا فی الفور یکبار امیر باتوقیر پر حملہ کیا ادھر سے نعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے دونون
لشکرون مین تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشین زمین پر گرنے لگین زمین میدان مصاف
خون دلیران سے رنگین ہونے لگی اکثر سوار ہدف سہام ہوئے صدہا جوانمرد سنانہاے نیزہ سے زخمی
ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزارون کو شمشیر
آبدار سے قتل کیا آخر سواران فوج ہشام طالب امان ہوئی لڑائی موقوف ہوئی پندرہ ہزار سوارون کو

حمزہ صاحبقران نے مسلمان کیا اور یہ فتح و فیروزی عرصۂ جنگ سے تخت و تاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ خیام وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر پر آئے اور شکر خداوندکارساز بجالائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرآیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمان روای بحر و بر عادل بے مثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ واجلالہ۔ گذارش حال یہ ہے کہ ہشام بد انجام حضور سے سرکشی اور بے ادبی کرکے یہان آیا تھا اس عبد ذلیل بندۂ خدب جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف مین قتل کیا اور لشکر کو اسکے شکست دی اب تخت و تاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہی اگر ارشاد ہو تو مین خود لیکر حاضر خدمت حضور ہوں ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرمائین تاکہ یہ حقیر تاج و سریر حضور فیض گنجور اسکے حوالے کردے فقط زیادہ حد ادب آمی آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ بعنایت رب ذوالجلال تابان اور درخشان رہے جسوقت حمزہ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابوشہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحرا سے سبزہ زار مین جاکر نوشیروان کو دینا ابوشہاب عرضی لیکر روانہ ہوا اور حمزہ صاحبقران جشن مین معروف ہوئے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعض راویون نے لکھا ہے کہ علقمہ قتل ہوچکا ہے اور بعض لکھتے ہین کہ ابھی زندہ ہی غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ نے فرزند دلبند کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا تمامتر گریان ہوا اور از حد غم و مرگ فرزند نوجوان کو مین اپنا حال تغ کیا اور اسی صدمہ و محن مین سیاہ مکھ اپنے عیارسے کہا تجھسے یہ ہوسکتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کو جب کر گرفتار کرلائے سیاہ مکھ نے عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران کا گرفتار کرنا بامشکل ہے لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھے منسوب کردینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جاکر جس طرح ہوسکے حمزہ صاحبقران کا سرلاؤن یا گرفتار کرکے لاؤن علقمہ نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو حمزہ کا سرلائیگا یا اسکو گرفتار کرکے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کردونگا سیاہ مکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی دختر مجکو دیجئے گا وعدہ خلافی نہ کیجیے گا علقمہ نے کہا کہ ای سیاہ مکھ تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردونگا جب سیاہ مکھ کو علقمہ کی جانب سے بخوبی اطمینان ہوگیا اسوقت سیاہ مکھ خیبر سے روانہ ہوا اور قطع منازل کرکے بعد کئی روز کے لشکر ظفر پیکر حمزہ صاحبقران مین پہونچا دیکھا اسنے کہ بارگاہین اور خیام برپا ہین اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب برپا ہی ہر ایک بارگاہ اور خیام مین ناچ ہورہا ہے نازنینان مہ تمثال خورشید جمال گارہی ہین اکثر سردار بارگاہون مین بیٹھے ہین بعض خوشی کا نا سن رہے ہین اور حمزہ صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہین اور سرداران ذی وقار دنگلون پر بیٹھے ہین اور ایک

جسمین روبرو سے حمزہ صاحبقران یہ غزل گارہی ہے غزل

سلامت کون پھر کوچہ قاتل سے بیجان آیا

کوئی بے سر کوئی مجروح کوئی بیجان آیا
گرے گر زخم بھی کوئی تو منہ سے پھر نہین کہتا
خضر جب سامنے آیا مرے بنکر جوان آیا
رہا قفل ادب فکر وہان پر مین لب پر
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا
خیال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

وہ ہون دل سوختہ جسدم قریب شمع آنکلا
عدم سے سوئے ہستی شل ماہی بےزبان آیا
کمال ضعف نے مجلس کو تکلیف احسان دی
طبیعت پیچ کھائی یاد جب موئے میان آیا
نکرای شمع بزم دوست اتنی گریبان مجھسے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

اٹھا تعظیم کو شعلہ گلے ملنے دھوان آیا
محبت ہی ہو تو خیر ہین سے اگر دشت غربت مین
اٹھانے نعش بعد مرگ مور ناتوان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نہ چین اہل ثروت کا
شرر کی طرح کچھ دم کے لیے ہون میہمان آیا
کفن سے مجکو بو پیراہن یوسف کی آتی ہے

طواف قبر کو کسکا غبار آستان آیا	وہ رند صاحب شوکت ہون آپ نے مجھے دیکھا	در میخانہ تک لینے مجھے پیر مغان آیا
سحر سے منتظر بیٹھے ہو جوا قرار جانان پر	سمجھتے ہو تم ای تسلیم کیا قوال تجان آیا	جسوقت یہ غزل نازنین گاچکی

اہل بارگاہ خوش ہوئے سیاہ تگھر یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہے افسوس ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون غیر دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے سیاہ تگھر اپنی شکل کو تبدیل کرکے ایک خیمہ مین جا کر بیٹھا اور درمیان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سننے لگا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت جلسۂ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی سے اٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین استراحت پذیر ہوئے سیاہ تگھر نے دیکھا کہ سب غافل ہین ایک گوشہ مین بیٹھا اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا اتفاق سے اسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین نہ تھے اور حمزۂ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ تگھر جلدتر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے اور چادر عیاری مین لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ حمزۂ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلد تر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین آئے امیر با توقیر کو نہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور فوراً ابو سعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہوئے اور مدائن مین جلد تر پہونچے ہر چند امیر کی جستجو کی لیکن کہین نہ پایا آخر ناچار ہو کر جانب خیبر روانہ ہوئے خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہہ حال سیاہ تگھر اور علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سیاہ تگھر عیار حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوئے خدمت علقمہ مین پہونچا اور پشتارہ روبروے علقمہ رکھدیا اسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزۂ صاحبقران کو سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کرایا جب حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ مین قلعہ مین ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہے اور گرد اسکے دربار مین بہت سے آدمی بیٹھے ہین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے بآواز بلند کہا سلام علیکم یعنے میرا سلام اُن شخصون پر جو خدا شناس ہین اور مسلمان ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوئے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران اب تمکو کہو کس طرح قتل کرون تمنے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بیشک مین نے ہشام کو قتل کیا ہے اور تو نے نامردی سے مجکو گرفتار کرایا ہے اب جو میرے دل مین آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے مین ہشام سے وغا طلب نہین ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ مین جاکر میرے سرداروں سے اور مجھسے مقابلہ کیا آخرکار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھسے نہ لڑتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر تم لات ومنات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات ومنات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجکو بھی یہی لازم ہے کہ میری طرح تو بھی لات ومنات پر لعنت کر اور سجدہ خداوند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے وہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکر حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہتا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کرین یکایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کی کہ حضور اس
مسلمان کو ابھی قتل نہ کرائین چندروز بتخانہ مین قید کرین جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی عظمت
سے آگاہ ہوگا اسوقت ضرور لات ومنات کو سجدہ کریگا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا اور حکم
کیا کہ بتخانہ مین حمزۂ صاحبقران کو قید کردو اور ہر ایک بت کے حال سے حمزہ کو آگاہ کرو ملازمان علقمہ نے
حمزۂ صاحبقران کو بتخانہ مین قید کیا بعد قید ہونے امیر باتوقیر کے سیاہ تکمہ نے علقمہ سے عرض کیا
کہ مین نے بموجب حکم حضور کے حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق
اپنے عہد وپیمان کے اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کردیجیے علقمہ نے خشمناک ہوکے اپنے ملازمون
سے کہا کہ اس نالایق بیہودہ گو کو میرے دربار سے ایک ہزار زر سرخ دیکر نکالدو ملازمان علقمہ
نے بموجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا سیاہ تکمہ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا
لیکن کر سکتا تھا چپ ہو رہا اور ہنگام شب بتخانے مین جاکر اور حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے
بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر اور حمزۂ صاحبقران کے پشتارہ کو اٹھا کر
قلعۂ آہن زرین مین آیا اور قلعہ کو توپون سے خوب آراستہ کیا اور پل پختہ اٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے بھروا دیا
اور بخوبی سامان جنگ کرکے قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران کو مثل بتخانے کے
طوق وسلاسل مین گرفتار رکھا جب صبح ہوئی علقمۂ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ تکمہ حمزۂ صاحبقران
کو بتخانے سے بفن عیاری چرا کر لیگیا ہے اور قلعۂ آہن زرین داخل ہوکر بارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ
خبر سنکے ہنسا اور کہنے لگا سیاہ تکمہ کی بھی یہ مجال ہے کہ مابدولت سے لڑے خیر اگر اسنے سرکشی کی ہے
تو سزاے مقتول اسکو دونگا قلعہ کو اڑا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج مسلح
ہوچکی اسوقت علقمہ مرکب پر سوار ہوا اور نوے ہزار سواران جرار کا لشکر لیکر جانب قلعۂ آہن زر
روانہ ہوا جب علقمۂ خیبری قریب قلعہ پہونچا اسوقت سرداران فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کرو اور
قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اور سیاہ تکمہ کو قتل کرو بموجب حکم علقمہ مردان لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اسطرف
بحکم سیاہ تکمہ اسکے شاگردون نے گولے مارنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اڑا دیا آخر سواران
لشکر قریب در قلعہ نہ جا سکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پر حملہ کیا
لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو وابو سعید کا اس جگہ
لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو ملک مدائن سے جو جستجوے حمزۂ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب
قلعۂ آہن زر پہونچے یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوے ہے خواجہ عمرو نے مردان لشکر سے سبب
قلعہ کے گھیرنے کا پوچھا انھون نے حال تمام وکمال بیان کیا خواجہ عمرو سنکے خاموش ہو رہے لیکن ہنگام
نصف شب بذریعہ کمند خواجہ عمرو اور ابو سعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار مقابل ہوے
انکو قتل کیا بعد اسکے ابو سعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے استاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان
رہتا ہے اور اسکا نام زہیر ابن عفان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک
مناسب ہے کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلیے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابو سعید اسکے مکان پر
پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زہیر ابن عفان مکان سے باہر نکل آیا اور ابو سعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا اور حال پوچھا ابو سعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عفان نے کہا اے
ابو سعید مین ہر طور تمہارا شریک ہون یہ کہکے ابو سعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور موافق
اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزۂ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن عفان سے
نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا دہنہ وہان توڑا جہان حمزۂ صاحبقران قید تھے
جسوقت خواجہ عمرو نے دہنہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ مکھ اُس جگہ موجود تھا فوراً جست
کرکے دہنہ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ اے خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ مکھ کے ہلاک کرنے کا کیا اُسوقت
سیاہ مکھ ہنسکر کہنے لگا اے خواجہ آپ مجھپر غصہ نہ فرمایئے خنجر واسطے میرے قتل کے نہ کھینچیے نقب سے باہر تشریف
لایئے مجھکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجھکو اپنا دوست اور تابعدار جانیئے شب گذشتہ کو مین نے عالم
خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اور اُن جناب نے مجھکو مسلمان کیا ہے اور کلمہ
طیبہ مجھکو پڑھایا ہے خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ مکھ سے سُنی خیال کیا کہ سیاہ مکھ مجھسے باتین فریب کی کرتا ہے اور
بہ مکر مجھکو گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے بہ نظر غور چہرۂ سیاہ مکھ پر نظر کی پیشانی کو اُسکی نور اسلام سے
روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ مکھ مسلمان ہوگیا ہے جب خواجہ عمرو
کو سیاہ مکھ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہوگیا اُسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ مکھ
برائے قدمبوسی خواجہ جھکا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اُسوقت جملہ شاگردان سیاہ مکھ بھی آئے خواجہ
عمرو نے سبکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ مکھ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر
باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھ کے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد تر قید سے حمزۂ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام
حال سیاہ مکھ اور علقمہ کا بیان کیا امیر باتوقیر اسی وقت انھین پانچ سو عیارون کو جنکو خواجہ عمرو نے مسلمان
کیا اپنے ہمراہ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکے اور شمشیر و سپر لیکے قلعہ سے باہر نکلے علقمہ حمزۂ صاحبقران کو
آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے جلد تر آکے علقمہ کو گرفتار کرلیا
کیونکہ اُسکی فوج غافل تھی اور اپنے کاروبار مین مصروف تھے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے علقمہ
کو گرفتار کیا فرمایا اے علقمہ اب کہہ کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کر تو بہتر ہے ورنہ مین ابھی تجکو قتل کرونگا
علقمہ بہ مکر و فریب مسلمان ہوا ہرچند خواجہ عمرو نے کہا کہ اے باتوقیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان
و اسلام سے منور پائی نہین جاتی ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہے
صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہے لیکن حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور علقمہ کو
رہا کردیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزۂ صاحبقران کو بصد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا کہ آپ
تخت پر جلوہ فرما ہون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے علقمہ تخت و تاج تمہارا امت کو مبارک
ہو مجھکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہے یہ فرماکر امیر باتوقیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھا دیا آپ ایک
صندلی پر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا و وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے
حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ تمکو مناسب ہے کہ موافق اپنے اقرار کے
اپنی دختر کا عقد سیاہ مکھ سے کردو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کروگے تو البتہ ہمکو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ مین تو آپ کا فرمان بردار ہون میری کیا مجال ہی کہ جو خلاف حکم کوئی کام کرون لیکن امیدوار ہون کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمکو مہلت آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اٹھکر ہنگام شب محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو بلاکر اور اپنے پاس بٹھاکر بصد شفقت کہنے لگا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تمنے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ مکھ کی سرکشی کا سنا ہوگا اب تم سے بیان کرنا بیکار ہے مین نے تو ہرچند چاہا تھا کہ تمھاری شادی کسی شاہزادے عالی وقار کے ساتھ کرون لیکن ای نور نظر اب مجبور ہون کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہوگیا ہے سیاہ مکھ مسلمان ہوکر حمزہ کا شریک ہوگیا ہے تمھارے بھائی کا قاتل صاحب قوت وطاقت ہی اُسنے مجکو گرفتار کرلیا تھا مین نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہو اب حمزۂ سیاہ مکھ سے تمھاری شادی کرنے کے واسطے کہتا ہی مجکو کچھ بن نہین پڑتا ہی کیا کرون کیونکر حمزۂ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن اور سیاہ مکھ سے تمھاری شادی نہ کرون عجب مصیبت مین مبتلا ہون لیکن ای نور نظر اب تم کہو تمکو کیا منظور ہے اسوقت کچھ شرم و حیا نہ کرو اور صاف صاف اپنا مدعا ے دل مجھسے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی مین پوچھا اُسوقت دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجہ مجبوری بصد شرم و حجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہین ہے کہ ایک عیار بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہی یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلیسون مین جاکر بیٹھی لیکن مغموم وملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہے میری شان اور لیاقت کے خلاف ہی کہ مین اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کرون یہ خیال کرکے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزہ کو قتل کرون اور اپنے فرزند کا بدلا لیوین اور اپنی بیٹی کی شادی سیاہ مکھ کے ساتھ نہ کرون غرض فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن مین آئی کہ حمزۂ صاحبقران کو زہر دیکر ہلاک کرنا چاہیے اور ہر طرح اپنا مدعا ے دل بر لانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ یہ سوچ کر شب کو تو سورہا ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھاکر کہنے لگا کہ ای نور نظر تم مطمئن رہو مین تمھاری شادی سیاہ مکھ سے ہرگز نہ کرونگا مین نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو شربت مین کف مار پلاکر آج ہی ہلاک کرتا ہون جب حمزہ مرجائیگا اُسوقت سیاہ مکھ کی کیا مجال ہی کہ تیرے ساتھ اپنی شادی کرسکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کرکے کف مار نکالا اور نہایت شربت تحفہ بنواکر وہی کف مار اس شربت مین ملایا اور ایک کشتی مین ساغر شربت رکھا اور وہ کشتی اپنے ہمراہ لیکر محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ بیٹھی ہوئی دیکھا کی جسوقت علقمہ باہر گیا فوراً اسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ سیاہ مکھ کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت مین کف مار میرے سامنے ملایا ہی اور وہ شربت حمزۂ صاحبقران کے پلانے کو بنایا ہی خبردار تم وہ شربت حمزۂ صاحبقران کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہوجائینگے اور مین نے تمکو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہے کہ کل شب کو مین نے ایک بزرگ کو کہ نام انکا ابراہیمؑ ہی اور وہ پیغمبر بھی ہین خواب مین دیکھا ہے اور ان حضرت نے مجکو کلمہ پڑھاکر عالم خواب مین مسلمان کیا ہے اسوجہ سے مین نے تمکو اس راز سے اطلاع دی ہے ورنہ مین کبھی اپنے باپ کے راز کو تمپر افشا نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے جلد تر ایک عورت کے ہاتھ سیاہ مکھ کے پاس بھیجا اُس عورت نے بہ تعجیل تمام جاکر وہ رقعہ سیاہ مکھ کو دیا سیاہ مکھ اُس رقعہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا

اور وہ رقعہ سیاہ مکھ نے حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر بیٹھے رہے ناگاہ علقمہ نے کشتی مین سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبروے حمزہ صاحبقران آیا اور کہنے لگا کہ یہ جام شربت میرے ہاتھ سے حضور لیکر نوش فرمائین امیر باتوقیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف ہو چکے تھے علقمہ سے مسکراکر فرمانے لگے کہ ای علقمہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمسے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود ہمارے واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ مین اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہون امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تمسے کہین تو تم منظور کروگے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد کو بجالاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اس وقت ہماری خوشی یہی ہے کہ اس جام شربت کو تمھین پی جاؤ علقمہ یہ گفتگو امیر باتوقیر کی سُنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شربت مین کف مار ملانے کا حال کسی نے امیر باتوقیر سے کہدیا یہ خیال کرکے علقمہ کے دست وپا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا جس جگہ زمین پر شربت گرا اُتنی زمین اثر زہر سے سبز ہوگئی حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے علقمہ اس شربت مین تمنے کیا ملا تھا کہ شربت کی تری سے زمین سبز ہوگئی علقمہ نے تھرا کے کہا کچھ بھی نہین ملایا تھا نہین معلوم کس وجہ سے زمین سبز ہوگئی یہ گفتگو سے علقمہ سُنکے حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ ای علقمہ کیون جھوٹھ بولتا ہی کیون نہین کہتا کہ اس شربت مین کف مار ملایا تھا علقمہ یہ کلمہ سُنکے خاموش ہوا حمزہ صاحبقران نے فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزہ صاحبقران نے عقد سیاہ مکھ کا دختر علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کردیا واضح ہو کہ سامان عقد سیاہ مکھ بلحاظ خاطر ناظرین مختصر پسند تحریر نہین کیا گیا القصہ حمزہ صاحبقران نے بجاے علقمہ سیاہ مکھ کو تخت پر بٹھایا اور اس شہر مین جس قدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدین بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے حمزہ صاحبقران سیاہ مکھ سے رخصت ہوکر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل کرکے قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزہ صاحبقران کو خبر تشریف لانے حمزہ صاحبقران کی پہونچی فوراً جملہ سرداران ذی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کو بعد تعظیم وتکریم جانب کعبہ کے لے گئے جسوقت امیر باتوقیر کعبہ مین پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بعد بجالانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبدالمطلب نے حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور شفقت پدری پیار کیا پھر حمزہ صاحبقران نے اپنا حال سارا عرض کیا خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر ہر ایک اپنے بزرگ واحباب سے ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر باتوقیر تو اب بآرام تمام اپنے لشکر مین تھے لیکن اب حال رہائی نوشیروان لکھا جاتا ہے کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گلرخ کو مع چالیس دلیران صف شکن کے قید نوشیروان کی سپرد کر گیا گلرخ نے ایک خیمہ مین قفس آہنی جس مین نوشیروان کو قید کیا تھا رکھا اور ایک خیمہ دور اُس خیمہ سے واسطے اکل وشرب وغیرہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان سے کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزہ صاحبقران کا سر لائین یا گرفتار کرکے امیر کو یہان لائین تمکو لازم ہی کہ تم سب شکارگاہ مین جہان تمہارے خیام برپا ہین قیام پذیر ہو ہرچند سرداران کا دل نہ چاہتا تھا کہ نوشیروان اپنے ولی نعمت کو چھوڑ کر علیحدہ جاکر مقیم ہون لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام مین مقیم ہوے بعد اسکے گلرخ برادر ہشام نے یہ انتظام کیا کہ بیس بہادرون کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انھین بیس بہادرون مین سے دو چار دلیرون کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس مین نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تا کہ کوئی عیار نقب لگا کر نوشیروان کو رہا نہ کرے اور ایک بہادر کو انھین بیس بہادرون سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینۂ نوشیروان پر بخیال اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر کے لیجائین القصہ وہ سب بہادر بحکم گلرخ برادر ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب اُن بہادرون کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گلرخ بیس جوانون کو جو دوسرے خیمہ مین ہوتے تھے واسطے حفاظت کے مقرر کرتا تھا اور ان بیس دلیرون کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر مین بھیجدیتا تھا غرض شب و روز اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی خیبری واسطے پانی بھرنے کے ہشام مقرر کر گیا تھا انھین سے گلرخ پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیون کو انھین کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو دیتا تھا اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس مین نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور نہایت ہوشیاری اور خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان اپنے خیام مین مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز کرگدن ساسانی اور صابر نمد پوش نے باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونون عیارون نے ایک تدبیر رہائی نوشیروان کی سوچی اور لشکر نوشیروان مین آکر بیس جوانون کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک درۂ کوہ مین اُنسے کہا کہ تم یہان پوشیدہ رہو جسوقت ہم تمکو بلائین اسوقت تم چلے آنا وہ سب جوان تو درۂ کوہ مین پوشیدہ ہوئے اور کرگدن ساسانی اور صابر نمد پوش عیاری کی فکر مین چلے قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے چونکہ صبح کا وقت تھا وہ دونون آدمی ایک کنوئین پر پانی بھر رہے تھے ناگاہ اُن دونون آدمیون نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریان پشت پر رکھے ہوے گرد و غبار مین آلودہ چلے آتے ہین جب وہ مسافر قریب کنوئین کے آے ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا تھوڑی دیر یہان توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہمکو وہ پیاس معلوم ہوتی ہے ان آدمیون سے تھوڑا سا پانی لیکر پی لین اور تھوڑی دیر ٹھہر جائین دوسرے مسافر نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض دونون مسافر کنوئین پر آے اور اُن دونون سے آدمیون سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے ہین دور سے چلے ہوے آتے ہین تھوڑا سا پانی ہمکو پلا دو اُن دونون شخصون نے پانی پلایا اور پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے مسافرون نے کہا کہ یہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مندر ہے اُس مین تصویرین لات و منات کی رکھی ہین ہزارہا آدمی دور سے آتے ہین اور لات و منات کی پرستش کرتے ہین وہان مردم جو مراد کے واسطے آتے ہین وہ مراد اُنکی بر آتی ہے صدہا گھنٹے اور ناقوس وہان بجا کرتے ہین ہزارہا آدمی جو بیمار ہوتے ہین اور کسی طرح اچھے نہین ہوتے ہین وہان آکر اور پرستش لات و منات کر کے مندر کا لیکر کھاتے ہین فوراً اچھے ہو جاتے ہین اور لات و منات کی تصویرون پر گلہاے رنگارنگ مردم چڑھاتے ہین ہم بھی وہین گئے تھے اور ہمنے بھی پرستش کی تھی جو مراد ہماری تھی وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہین مکان ہمارا ملک مدائن مین ہے اُن دونون

شخصون نے کہا کہ کچھ پرشاد بھی وہان سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے دل ظاہر کرو باعث تمھارے پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہماری کمر مین درد ہی پانی بھرا نہین جاتا ہے لیکن بخوف عتاب ہشام اور گلرخ برادر ہشام کے جس طرح ہوسکتا ہی بصد مشکل پانی بھرتے ہین اور اُنکے واسطے پانی لیجاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو ذرا ہمکو بھی دو تاکہ ہم بھی وہ پرشاد کھا کر اچھے ہوجاین درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کوئین سے بھرنے لگین تمھارا ہم پر احسان ہوگا جب مسافرون نے یہ گفتگو سُنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہے ان دونون کو دیدو انھون نے ہمپر احسان کیا ہی ہمکو پانی پلایا ہے اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک دونون آدمیون کو دین اُن دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگا کر یا خداوند لات ومنات کہکر کھائی بعد ایک لمحہ کے اُن دونون آدمیون نے کہا اے مسافرو یہ عجب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی اٹھا نہین جاتا ہی مسافرون نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تمکو کھلائی ہی لات ومنات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہے دیکھو کھاتے ہی اثر ظاہر ہوا اب تمکو کوئی عارضہ نہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہوجائیگا ذرا اٹھ کے ٹہلو بیٹھو نہین جسوقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فوراً وہ دونون شخص اُٹھے اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک اُنکو چکر آیا ہر چند انھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نہ سکے اور زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے اوسوقت مسافرون نے نعرے کیے منم کرگدن ساسانی وصابر بمد پوش بعد نعرے کرنے کے دونون عیارون نے اُن دونون کے کپڑے اُتار لیے اور رنگ و روغن نکال کر اپنی شکلین مثل اُنکی صورتون کے بنائین اور اُنکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کرکے اُسی کنوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب بیہوشی ملا کر وہی پانی لیکر جانب خیمہ گلرخ چلے جب قریب خیمہ آئے گلرخ نے کہا آج پانی لانے مین اتنی دیر کیون لگائی دونون عرض کیا خداوند نعمت بیشک کسی قدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہوگی یہ عرض کرکے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گلرخ و ہمراہیان گلرخ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے کرگدن ساسانی اور صابر بمد پوش پانی بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین آکر بیٹھے اور جانب خیمہ گلرخ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر مین اُن بیس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین براے اکل وشرب آئے تھے ایک جوان نے ایک جوان سے کہا کہ اے شرور تو نے مجھسے سخت کلامی کیون کی تھی مین نے تیری کیا تقصیر کی تھی اُسنے جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگوے سخت کی تھی اسوقت یہ دل چاہتا ہے کہ تجھکو ہزار ہا گالیان دے کر موے سر تیرے پکڑ کے صدہا جوتے تیرے سر پر لگاؤن اُسنے کہا تیری کیا مجال ہے جو تو مجکو ہاتھ بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہے کہ چپ رہو ورنہ ابھی اٹھکر تیغ آبدار سے تجکو قتل کردونگا زبان تیری دہن سے کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجکو کوئی دیا سمجھا ہے مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل ونظیر دنیا مین نہین ہے ہشام نالایق کی میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور میان گلرخ تو ابھی منھ چومنے کے لایق ہین اور مجکو تو مین مانند سونا تو ان کے بھی تصور نہین کرتا جسوقت یہ تقریر اُس جوان نے عالم نشہ مین کی اسوقت جوان دیگر اور گلرخ کو نہایت

غصہ آیا اور دونون نے کہا کہ او بے حیا کیا بکتا ہے حواس اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین تحت
کلامی کی سزاے معقول دیجائیگی اس جوان نے جواب دیا کہ اگر بہادر ہو اور دعوی دلاوری ہے تو اٹھو اور مجھسے
مقابلہ کرو تم بیچارے مجھکو کیا سزا دوگے جسوقت یہ تقریر اُس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سُنی
فوراً دونون تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے ابھی تلوارین اچھی طرح نہین کھنچین تھین کہ ایک
ایسا چکر آیا کہ دونون زمین پر گرے اور بیہوش ہوئے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان
دونون زمین پر گر کے بیہوش ہوئے یہ سب بھی اُنکے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے فوراً یہ سب بھی زمین پر گرے
اور بیہوش ہوئے گرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہو گئے اُسوقت صابر نمد پوش سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور لشکریون کو جو سامنے درہ کوہ مین مخفی ہین انکو لے آؤ مین جا کر ان سب کے کپڑے اُتارتا
ہون صابر نمد پوش جانب درہ کوہ گیا اور اُن بیس جوانون کو لے آیا پھر صابر نمد پوش اور گرگدن
ساسانی نے جلد تر رنگ و روغن نکال کر لشکریان نوشیروان کی شکلین مانند ان ملازمان ہشام کی
صورتون کے بنائین جو بیہوش ہوئے تھے اور گرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے بنائی
اور گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انھین بیہوش کیے ہوؤن کے کپڑے پہنائے اور صابر نمد پوش
کو طرف شکارگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سرداروں کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع
دے کر انکو لے آئے جب صابر نمد پوش چلا گیا اُسوقت گرگدن ساسانی نے ملازمان ہشام اور گلرخ
برادر ہشام کو قتل کیا اور اسی خیمہ مین گڈھا کھود کر سب کو اُس گڈھے مین ڈالدیا اور مٹی برابر کر کے زمین
پر فرش کر دیا بعد اسکے سب جوانون کو خیمہ مین چھوڑ کر آپ ٹہلتا ہوا اُس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ مین
نوشیروان قید تھا جب بشکل گلرخ گرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانون
خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت نہ کرنا جوانون نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہین نگہبانی کر رہے ہین
لیکن اسوقت متردد ہین کہ حضور نے ہم سب کا پہرا نہین بدلوایا ہے صبح سے یہ وقت آگیا ہے اسکا کیا
سبب ہے گلرخ نے کہا گھبراؤ نہین تمھارے ساتھ کے جوان کمرین باندھ رہے ہین ابھی آتے ہین
اور مین خود ابھی جا کر انکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون یہ کہکر گرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمہ دیگر مین آیا اور
جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر اُس خیمہ مین گیا جہان نوشیروان قید تھا اور پہرا
بدلوا کر اُن جوانون سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ مین بآرام تمام بیٹھو جب وہ سب جوانان لشکر ہشام خیمہ دیگر
مین جا کر بیٹھے اور مصروف اکل و شرب ہوئے تو اُس طرف گرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی
سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر مین صابر نمد پوش نے
سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہان نوشیروان تھا لیکر چلا جوانان
لشکر ہشام خیمہ مین بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے گھبرا گئے
اور بے اختیار طعام کو چھوڑ کر خیمہ سے باہر نکل آئے دیکھا ہزارون سوار اور پیدل چلے آتے ہین ہر ایک
شخص نہایت شاد و مسرور ہے جسوقت جوانان لشکر ہشام نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہے اور قریب خیمہ
پہونچ گئی ہے اُسوقت جوانان لشکر ہشام پریشان اور مضطر ہو کر باواز بلند پکارے کہ اے برادر ہشام
گلرخ نیکنام ہوشیار ہو جایئے دیکھیے فوج نوشیروان قریب تر آگئی ہے جلدی نوشیروان کو زندان تیرہ سے

ہلاک کیجیے دیر نہ لگائیے ایسا نہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کرلین ہشام آپ کے بھائی رہا
ہوجانے نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہونگے پس آپ کو اب مناسب ہی کہ جلد نوشیروان
کو قتل کروائیے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہو جیے گا ہم بھی حاضر ہوتے
ہین یہ کہکے یہ بیسون جوان جلد تر مسلح ہوکر خدمت گلرخ نقلی مین چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان
رہا ہوگیا ہے سرداران ذیوقار بندزین اُس خوشی کی دے رہے ہین ہر ایک پیدل و سوار جوش و خرم ہی
گلرخ بھی کھڑا ہوا ہنس رہا ہی جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ قہر و غضب تمام کہا کہ ای گلرخ ہمنے
ہر چند کہا لیکن تمنے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہی اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے
شریک ہوگئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس صحرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہون لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم گرگدن ساسانی عیار
طرار شہنشاہ نوشیروان دیکھو یون عیاری کرتے ہین جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سنا نہایت متحیر
ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہمکو بھی ہلاک کریگا کسیطرح
زندہ نہ چھوڑیگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ہم بھی دس بیس کو قتل کرکے قتل ہون یہ خیال کرکے
جوانان فوج ہشام نے تلوارین کھینچین اور گرگدن ساسانی پر جو بہ شکل گلرخ تھا حملہ کیا گرگدن
نے سوارون کو حکم دیا کہ انکو قتل کرو سوارون نے اُن سبکو گھیر کے چشم زدن مین ہلاک کیا جب
گرگدن ساسانی نے سوارون سے مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران ذیوقار نوشیروان
کو بندزین دے چکے اُسوقت نوشیروان نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے مین
کیا کہتے ہین ابھی مین اسی صحرا مین رہون یا مین اپنی تختگاہ کیجانب جاؤن بزرجمہر نے کچھ فکر کرکے کہا
کہ اب آپ مع فوج و لشکر مدائن مین تشریف لیچلین اور صحرا مین توقف نہ فرمائین کیونکہ مجھکو ثابت ہوتا ہی کہ ایام
نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب اچھے ہین کچھ عجب نہین کہ دو ایک روز مین آپ کوئی ایسی خبر سنین جس سے
آپ کو بدرجہ کمال خوشی حاصل ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپ کے خیر خواہ کی آپ کے پاس آئے اور اوس مین
کچھ ایسا لکھا ہو کہ جسے آپ پڑھکر بہت خوش ہون جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فوراً حکم کیا کہ
لشکر ہمارا طرف ہماری تختگاہ کے ہمراہ ہمارے چلے بمجرد حکم نوشیروان طبل سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر
ہوا لشکر مین کمر بند ہوئے جملہ خیام اور بارگاہین جو صحرائے سبزہ زار یعنی شکارگاہ مین برپا تھین جلد تر اٹھائے
اُنکے روانہ ہوئے بعد تیاری لشکر نوشیروان بصد کروفر مدائن کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مدائن مین
پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے ناکون پہ شہر مدائن کے معرز کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان
ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن سرداران نامی نے بحکم نوشیروان جملہ مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا
کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دار الامارۂ شاہی مین داخل ہوا اور پیرہن
برآمد ہوکے اور ایک تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار مین جملہ امرا و وزرا ارکین سلطنت و اعیان
مملکت و پہلوانان نامی حاضر ہوئے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی پھر ہر ایک شخص موافق اپنے رتبہ
او منصب کے کرسی اور دنگل پر بیٹھا مثل سابق دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان کو خبر قتل
عنتر فیل گوش اور تاراجی شہر مدائن دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان تو اب

تخت سلطنت پر مثل سابق بیٹھا ہی اور عدل و حکومت کرتا ہی لیکن اب حال ابوشہاب خرقہ پوش کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب حمزہ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھا ابوشہاب کو دی کہ یہ عرضی خدمت نوشیروان مین پہونچا دے اور ابوشہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کرکے صحراے سبزہ زار مین جہان نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہان نوشیروان کو نہ دیکھکر متفکر ہوا جب اور آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابوشہاب اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھون نے کہا سنا ہی کہ نوشیروان شکار کھیل کے اور چند روز صحرا مین رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہی ابوشہاب یہ حال دریافت کرکے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا ہر صحرا دیکھتا ہوا مدائن مین داخل ہوا جب دارالامارۂ نوشیروان پر پہونچا دربانون سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاکر عرض کرو کہ ایک شخص عرضی زلزلہ قاف سلیمانی حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کی لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہی امیدوار ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرضی پیشکش کرے دربانون نے بموجب کہنے ابوشہاب کے ابوشہاب کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا کہ ابوشہاب کعبہ سے عرضی حمزۂ صاحبقران کی لیکر آیا ہی فوراً حکم دیا کہ ابوشہاب کو دربار مین بلاؤ ملازمان نوشیروان آئے اور ابوشہاب کو لے گئے جب ابوشہاب دربار نوشیروان مین پہونچا دیکھا ہزارہا امیر جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے ہین اور صدہا پہلوانان قوی ہیکل رستم خصال دیوتمثال دنگلون پر بیٹھے ہین نوشیروان تاج شہریاری سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا دربار آراستہ ہی ابوشہاب نے بعد دیکھنے ایک نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزہ صاحبقران نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے عرضی پڑھوا کر بخوبی سنی جسوقت نوشیروان مضمون عبارت عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا سچ کہا تھا عمو نے نامدار بزرجمہر نے کہ کوئی خط یا عرضی میرے پاس ایسی آئیگی کہ جسکے مضمون سے مجکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے ابوشہاب خرقہ پوش کو خلعت پر زر دیکر رخصت کیا ابوشہاب خلعت پہنکر اور تسلیم کرکے رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھانجون کو واسطے لانے تاج و تخت اور حمزۂ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر با توقیر کا نہ جانا پھر بزرجمہر کے فرزندون کا آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہین کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابوشہاب خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب مین کس شخص کو واسطے لانے تاج و سریر اور امیر با توقیر کے جانب کعبہ روانہ کرون بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپ کو اختیار ہی جسکو مناسب جانیے اسے روانہ کیجیے مین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ میرے دونون بھانجون احمل فرنگ اور محمل سنگسار کو روانہ کیجیے کہ یہ دونون نہایت عاقل اور فہمیدہ ہین نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھانجون کو یہان بلاؤ اور بختک نے اپنے بھانجون کو خدمت نوشیروان مین حاضر کیا جسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگسار نوشیروان کے دربار مین حاضر ہوے دعا و ثناے شاہی بجالائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونون

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے یہان سے آؤ خبردار حمزہ کو بصد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہے دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کار نمایان کیا ہے کہ ہشام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہے اور اُسکو قتل کیا ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونون خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت یہان لاینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اُسوقت نوشیروان نے فوج کثیر بختک کے بھانجون کے ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہمراہی ہزار ہا پیدل و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فرو کش ہوئے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہواخوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اُترا ہے متفکر ہو کر اور اپنی شکل تبدیل کر کے قریب لشکر آئے اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہان جائیگا اُس سوار نے کہا یہ لشکر احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کہ جو بھانجے بختک کے ہین اُنکے ہمراہ ہے نوشیروان نے نامبردگان کو واسطے تاج و سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کی تو یہ شان اور لیاقت نہین ہے کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا نہ کیا یہ خیال کر کے خواجہ بہ شکل نی نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر اور نی نکال کر بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

کسنے بلبل کو سنا دی رخصت گل کی خبر
دیدہ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر موتی تمھارے کان کا ثابت ہوا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تڑپایا خیال زلف نے
اے فلک زیر زمین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تو نے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
سانپ کا مد نظر بچھو نظر آیا مجھے
کیون مبارکباد دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا مجھے
غیر کو ساغر دیا تسلیم اُسنے جسگھڑی
خال تیرہ دل تہ ابرو نظر آیا مجھے
ہوش اُڑنے مین برنگ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا چہرہ چونکا خوب تک
اختر شام شب گیسو نظر آیا مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بسمل خلق تھا
حلقہائے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح تک بن بن کے نکلی شکل سرو
جام جم ساقی مرا چلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دھوکر پائے رخ
جام اپنی عمر کا مجھکو نظر آیا مجھے
کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا مجھے
چشم حسرت مین مرے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوے مدفن ترا پہلو نظر آیا مجھے
چشم مستان نے جو مارا لب نے زندہ کر دیا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے
کیا عداوت تھی مرے آرام سے جو بعد مرگ
خواب مین کسکا قد دلجو نظر آیا مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہے اثر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا مجھے
بے ترے روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل تجانہ جاب جو نظر آیا مجھے

جسوقت غزل بسطور احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ مین سُنی اور آواز نی اُنکے کان مین آئی فوراً بیتابانہ خیمہ سے باہر نکل آئے اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نی کون بجاتا ہے قیامت کا گاتا ہے ہمارے دل نی سنکر بیچین ہو گئے ہین سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نی بجا رہا ہے صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد اُسکے کھڑے ہین ہم بھی حضور وہین سے آتے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نی سنکے جھوم رہا ہے بعضے سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نی سنکے بیقرار ہین بعضے کلیجے اپنے پکڑے بیٹھے ہین خداوند ہمنے اپنی زندگی مین

ایسا کوئی نی بجانے والا اور گانے والا نہین دیکھا یہی دل چاہتا ہو کہ اُسکی نی کی آواز سنا کرین نہین معلوم یہ کس اُستاد کا شاگرد ہو کہ فی الحال نی بجانے مین اور گانے مین خود اُستاد ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو از زیادہ اشتیاق ہوا اور بعد اشتیاق جانب نی نواز چلے جب احمل فرنگ اور محمل سنگ سار زیر شجر پہونچے وہان دیکھا کہ جسقدر سوار اور پیدل ہین سب کے سب محو ہین اور ایک لڑکا نہایت حسین وخوبصورت لباس زیب تن کیے ہوے زیر درخت زمین پر بیٹھا ہے اور نی بجا رہا ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مجمع سوار و پیدل مین آکر نی نواز سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ای میان نی نواز فی الحقیقت کیا تم اچھی نی بجاتے ہو اور کیا خوب گاتے ہو یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہو خواجہ عمرو نے جواب دیا مجکو اہل جہان مطلوب نی نواز کہتے ہین اور مین بیٹا طالب نی نواز کا ہون مجکو تو کچھ وقوف اور لیاقت نی بجانے اور گانے کی نہین ہو لیکن تم چونکہ قدردان ہو اسوجہ سے تم میری تعریف کرتے ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ نہین تم فی الحقیقت خوب نی بجاتے ہو تمھارا مثل ونظیر نہین ہو اگر تمھارا دل چاہے تو ہمارے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر بیٹھو اور نی بجاؤ نی نواز یعنے خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین یہان سے جاؤنگا اتنی مجکو فرصت نہین کہ تمھارے خیمہ مین چلون اور بیٹھون یہ کہکے خواجہ اُٹھے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ اگر تم ہمارے خیمہ مین نہین چلتے تو یہین تھوڑی دیر بیٹھو اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ہم تمھاری نی کی آواز سنکے یہان آئے ہین اگر تم گاؤ گے تو ہم تمکو انعام کثیر دینگے خواجہ عمرو یہ تو چاہتے ہی تھے بختک کے بھانجون سے کہنے لگے کہ اگر تم میری نی کے سننے کے نہایت مشتاق ہو تو خیر بیٹھ جاؤ مین نی بجاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو پھر بیٹھ گئے اور بھانجے بختک کے بھی جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے نی مین یہ غزل بالحان داؤدی گانا شروع کی غزل

کیون وہان رحم پر عالم ہو قاتل نور کا
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
ساقیا ست ازل ہون کیا کرون ہمکو شراب
کیا ہی مین جلتا ہون نام آتا ہو جب کافور کا
ہو امید وصل یاس اور نامرادی دور دور
اور ہو دم بھر کھیرا عاشق رنجور کا
مر کے بھی برہم مزاجون سے نہ ہوگا ربط کم
تیرہ بختی نے لیا دامن شب دیجور کا
کون ہو مہمان مرے گھر مین کہ فیض جود سے
جاتا ہون بار اُٹھانا کام ہے مزدور کا
تم جو شل قیس غم مجبہ تیرہ قسمت کا کرو
دل غنی کا ہون نہین ارمان ہو معمور کا
پانون پھیل پھیلکر ہوتا ہی ہر دم قید مین
کاسہ سر گو بنا ہین کاسہ گر تنبور کا

کیا زبان تیغ نے چاٹا ہی پتھر طور کا
اس طرح دنیا سے آیا گو زنگ مرو کے تیز
خالی دل پہلو مین شیشہ ہوئے انگور کا
عالم اسباب تک ہو زینت اسباب حسن
دل مرا گھر ہو خیال شاہد مستور کا
دن کو بھی ظلمت سیہ خانہ کی میرے کم نہین
استخوان اپنا بنے گا شانہ زلف حور کا
بیگنہ ہو دیکھ اوظالم کہ میرے حال پر
سوزن دیوار پر عالم ہو چشم حور کا
بے فتیلہ جل رہا ہو کچھ دھوان دیتا نہین
قصہ لیلے بنے دامن شب دیجور کا
عاشقی مین دونون کے مابین فقط اتنا ہو فرق
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہو ناسور کا
آپ بت پر نور ای لشتا ہو ہمیشہ نظر

حشر مین بھی کشتگان عشق کی پرسش نہین
جیسے منزل پر تھکا ماندا مسافر دور کا
یاد آتی ہو بتون کی سرد مہری مر کے بھی
پاک ہو آرائش شانہ سے گیسو حور کا
اسقدر گھبراتے ہو کیون ٹھہرو مر جاؤنگا تو جاؤ
ہو رہی ہو چاندنی دامن شب دیجور کا
ہائے رے تجدرد سے الفت کہ جب جاؤ نگی
خون بھر لایا ہو دیدہ جو ہرسا طور کا
اسقدر نازک مزاجی نے مجھے کھینچا ہے دو
طور ہو میرے چراغ دل مین شمع طور کا
کیون خوشی ہنستی ہو مجھپر بیکسی روتی ہو کیون
مین ہون کا شگفتہ دیوانہ زاید حور کا
وہ خموشی آشنا ہون دے نہ محشر تک صدا
آنکھ کا دورا نہین رشتہ ہی شمع طور کا

جب یہ غزل خواجہ عمرو نے گا کر تمام کی بھانجے بختک سنکے نہایت خوش ہوئے اور نی نواز کو نذر کثیر انعام دیا

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذی نواز سے پوچھا کہ یہان سے کعبہ کتنی دور ہی ذی نواز نے کہا کعبہ کے جانے کے دو راستے ہین اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہی اور اگر دست چپ کی جانب جاؤ گے تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہی بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اگر تم ہمکو آج کعبہ مین پہونچا دو اور ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمکو اور بھی روپیہ دینگے مطلوب ذی نواز نے کہا اگر تمکو یہ منظور ہی کہ آج ہی کعبہ مین داخل ہون تو تم ابھی میرے ساتھ یہان سے کوچ کرو مین تمکو ایسا جلد پہونچا دون کہ تم بھی یاد کرو بھانجے بختک سے یہ گفتگو مطلوب ذی نواز کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے سامان کوچ کرین جسوقت لشکر مین نقارہ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی جب کل لشکر آمادہ سفر ہو چکا اسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذی نواز کو ہمراہ لیکے مع فوج کثیر کے چلے تھوڑی دور جا کر ایک دوراہے پر پہونچے بختک کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اب تم بتاؤ کس طرف سے چلین تا کہ کعبہ جلد پہونچین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونون حرامزادون کو ایسی طرف لیچلو کہ کہ یہ نہایت پریشان ہون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اسی طرف چلے تھوڑی دور خواجہ عمرو انکے ہمراہ جا کر اور سبکو صحرای ریگستان مین چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہان سے خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے ادھر بھانجے بختک کے مع مردمان لشکر ریگستان مین دو روز تک نہایت پریشان اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہین ہی اسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ریگستان سے پلٹے اور پھر اسی دوراہے پر آ کر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ نوشیروان کو پڑھا اس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای پسر عرضی تمھاری ہمکو بدست ابوشہاب خرقہ پوش پہونچی مضمون عرضی سے بخوبی آگاہی ہوگئی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہی تمکو لازم ہی کہ تخت و تاج ہمارا نامبردگان کے حوالہ کردو اور انھین کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمھارے دیکھنے کے نہایت مشتاق ہین جسوقت حمزہ صاحبقران مضمون مندرجہ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے بخیال اسکے کہ میرے لینے کو بختک کے بھانجون کو بھیجا ہے چین بجبین ہوگئے خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ ای خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہر چند کہ بدکردار و ناہنجار ہین لیکن اب یہ ہمارے مہمان ہین انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران بختک کے بھانجون کی ضیافت کی اور سامان کیا اور بہنگام تناول طعام احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کے روبرو دسترخوان بچھوا کر دو خوان مع خوانپوش رکھوا دیے بختک کے بھانجے یہ سمجھے کہ ان خوانون مین انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اٹھا کر دیکھا تو ایک خوان مین تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ تھا مرا ہوا اور دوسرے خوان مین ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے مرے ہوئے بچے کو دیکھ کر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذا ے لطیف کہ محض تمھارے واسطے تیار ہوئی تھی تمنے کیون نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمھارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

برہم ہو کر کہا ای خواجہ عمرو کیا تمہارے میان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جس طرح تمنے ہماری دعوت
ومہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لایق تھے اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار اول تو پہلے ہی سے
غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سُن کے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوے اور فوراً اوٹھکر باہر آے اور مردمان لشکر
سے کہا کہ جلد آمادۂ سفر ہو اسی وقت جانب مداین یہان سے کوچ کرو مردمان لشکر نے بموجب کہنے کے سامان سفر کیا
اور جلد ترکمرین باندھکر اسلحہ تن پر آراستہ کرکے گھوڑون پر سوار ہوے اور پیدل بھی چلنے پر تیار ہوے بھانجے
بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوے اور ایسے کبیدہ خاطر اور غضبناک ہوکر جانب مداین روانہ ہوے کہ تاج وتخت
نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو بختک کے بھانجون کے خفا ہو کر جانے کی تمام کیفیت معلوم
ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا خواجہ عمرو جب روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوے اسوقت امیر با توقیر نے
پوچھا کیون اے خواجہ عمرو مین نے تم سے اسی طرح کی دعوت وضیافت کرنے کو کہا تھا جس طرح تمنے بختک کی بھانجون
کی دعوت کی آخر وہ ناراض ہو کر چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ انسان
کی دعوت وضیافت موافق عزت ولیاقت کے ہوتی ہے کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ ومرتبہ ضیافت نہین کرتا ہے چونکہ
آپ نے مجھسے دعوت وضیافت اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار کے فرمایا تھا مین نے بھی اُنکی ضیافت اور دعوت موافق
اُنکی قدر ومنزلت کے کی اس سے زیادہ اُنکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض ہو کر چلے جائین تو آپ ہی
فرمایئے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہے حمزۂ صاحبقران وسرداران ذی وقار خواجہ کی اس تقریر پر نہایت ہنسے غرض
یہان تو بعد جانے اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار کے حمزۂ صاحبقران وسرداران نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر
ہنس رہے تھے لیکن اب حال اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل
ملک مداین مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے بختک کے آتے ہین جب اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار
دار الامارۂ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے اُترکے دربار نوشیروان مین گئے دعاے وثناے شاہی بجالائے نوشیروان
نے پوچھا ہم نے تمکو جس کام کے واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی تم نے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے
سر دربار تمام وکمال اپنی ضیافت ودعوت کا حال اور ناراضی کا سبب بیان کیا اور عرض کیا خداوند ہم اسی وجہ اور
کثرت ملال سے ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت وتاج بھی نہین لاے اور حمزہ آپکے پسر خواندہ کو اپنے ہمراہ نہین
لاے خود رنجیدہ وملول ہو کر چلے آئے جسوقت تمام حال اہل دربار نے اجمل فرنگ اور مجمل سنگ سار کی زبانی سُنا
سب کے سب منہ پھیر کر نوشیروان کی طرف مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی خواجہ عمرو کا حال شرارت سُن کے
بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے سے کمال صدمہ ہوا اور اپنے بھانجون کے قریب جا کر
اُنسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج وملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے بھانجون کو ذلیل کیا ہے اسکا عوض
اُس سے ایسا لون گا کہ وہ بھی یاد کرے گا غرض اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک نہ رکھا یہ خیال کرکے بختک تو
سرنگون ہو کر دربار مین اوسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے گئے نوشیروان نے
بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے تمام وکمال
حال بختک کے بھانجون کے جانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا اب
کس کو جانب کعبہ روانہ کیا جاے تاکہ وہ تاج وتخت میرا لے آئے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ
فرمائین یقین ہے کہ وہ تخت وتاج حضور کا لے آئے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجئے

بزرجمہر نوشیروان سے یہ سُن کے اپنے مکان مین آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھدیا اور بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور بارگاہ حمزۂ صاحبقران کو جاکر دے دینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزۂ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرماکر اپنے فرزند کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ جب قریب کعبہ پہونچے حمزۂ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آتے ہین حمزۂ صاحبقران نے چند سرداران ذی وقار کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بعد عزت و حرمت حمزۂ صاحبقران کے پاس لے آئے حمزۂ صاحبقران سے اونکو بعد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمد للہ والمنہ صحت و عافیت سے ہین پھر حمزۂ صاحبقران نے اونکی مزاج پُرسی کرکے فرمایا کہ آپ کا آنا یہان کیونکر سے ہوا فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذ کی تھی اور خاصیت اُس بارگاہ کی یہ تھی کہ جسقدر آدمی اُس بارگاہ مین آئین بخوبی بیٹھین حمزۂ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال ظاہر ہوجائیگا حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اُسکو برپا کرایا خواجہ عمرو نے جو اُسکو دیکھا نہایت پسند کرکے حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو مجھے دے دین کیونکہ یہ بارگاہ کاغذ کی ہے آپ کے پاس تو بارگاہ ہشامی وغیرہ بارگاہین ہین اس بارگاہ کو لیکر آپ کیا کیجئے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا تمھین یہ بارگاہ دے دی لیجاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دین جسوقت میرا دل چاہے گا مین آپسے لونگا اور اپنے پاس رکھون گا حمزۂ صاحبقران گفتگو سے خواجہ عمرو سُن کے خاموش ہو رہے بعد اس کے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شایستہ دعوت و ضیافت کرو اور بعد عزت و حرمت انکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاء اللہ تعالے جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا بعنوان شایستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان شایستہ دعوت اور مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزۂ صاحبقران نے دعوت اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہم کو رخصت کیجئے اور تخت و تاج نوشیروان ہمارے حوالے کیجئے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لیکر تشریف لے چلین مین بھی بہت جلد مدائن کی طرف روانہ ہون گا خواجہ امید حمزۂ صاحبقران سے یہ سنکے اور تخت و تاج نوشیروان لے کے رخصت ہوئے حمزۂ صاحبقران نے چند تحائف واسطے بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کردئے اور دو عرضیان بھی دین اور فرمایا کہ یہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان کو جو عرضی لکھی تھی اوس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا اون کے حوالے کردیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بدرجۂ کمال آرزوے قدمبوسی حضور تھی لیکن عتاب حضور کے سے نہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاء اللہ تعالی جلد تر حاضر خدمت ہوکر مشرف قدمبوسی حضور حاصل

کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی غرض تحایف اور عرضیان دے کر رخصت کیا خواجہ امید کوہ سے جانب
مداین بعد شوکت تاج وتخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور دربار نوشیروان
مین حاضر ہوکر عرضی حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان عرضی حمزۂ صاحبقران پڑھوا کر اور سُن کے
خوش ہوا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ حمزۂ پسر خواندہ میرا نہایت سعادت مند اور لیق ہے اور تخت وتاج جو
خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لے لیا اور خواجہ امید سے نہایت خوش ہوکر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید
خلعت پہنکے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی جو حمزۂ صاحبقران نے دی تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزۂ صاحبقران
کی خاطر ومدارات کرنے اور دعوت وضیافت کرنے اور خوش خلقی سے پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحایف بھی
اپنے والد کے پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحایف کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حمزۂ صاحبقران
کی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اب نوشیروان تو انتظار حمزۂ صاحبقران کر رہا ہے لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز حمزۂ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت مین گئے اور
بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب نوشیروان نے بلایا ہے
عادیہ بانو نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار کرکے کہا کہ اے فرزند دلبند شکر ہے خدا کا
کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا اور مین تمکو دودھ پلانے کو آئی اور بفضل خدا کے
اب تم اتنے بڑے ہوے اکثر سرکشون کو تمنے زیر کیا ہزارہا کافرون کو مسلمان کیا لیکن افسوس ہے کہ تمنے میرے
فرزندون کو خصوصاً میرے فرزند عادی کو کہ پہلوان زبردست ہے اُسکو مسلمان نہ کیا اور حق تمنے میرے
دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا اے فرزند مجکو تم سے یہ امید نہ تھی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مادر مہربان
آپ مجھسے ناراض نہون اب مین مداین اُسوقت جاؤنگا جب آپکے فرزندون کو مسلمان کرونگا آپ اطمینان
تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپکے سب فرزندون کو مسلمان کرکے اُنکو آپکی خدمت عالی مین
لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت خوش ہوئین اور بسبب کثرت الفت جوش
محبت سے حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین لین اور کہا اے فرزند اگر تم اپنے
بھائیون کو مسلمان کرکے قلعہ تنگ رواحل سے میرے پاس لے آؤگے تو مین تم سے اور زیادہ خوش ہونگی اور
میری آرزو اور تمناے دلی بر آئیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا انشاءاللہ مین اپنے بھائیون کے
مسلمان کرنے مین جہانتک ہوسکیگا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزۂ صاحبقران وہان سے اپنے
لشکر مین آئے اور خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران
بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل تشریف لے چلیے انشاءاللہ تعالے کامیاب ہوجیےگا یہ سُنکے
حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام وکمال مسلح ہو بمجرد حکم جملہ سوار اور پیدل مسلح
ہوے ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک سرداران ذی وقار نے بھی بعد پہننے
زرہ کے ہتھیار لگائے اثالا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ کر ترتیب سیرگردان
کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے ترتیب سیرگردان کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکر
مع فوج ولشکر بعد کروفر طرف قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوے جب حمزۂ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوے قاسم عیار نے حمزۂ صاحبقران کے لشکر

ظفر اثر کو دیکھ کے اکثر مردمان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہان جائیگا مردمان لشکر نے کہا کہ یہ فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران کی ہے اور حمزہ صاحبقران پہلوان عادی سے مقابلہ کرنے جاتے ہین اور قصد ہے کہ پہلوان مذکور کو زیر کرکے مسلمان کرین قاسم عیار یہ حال سن کے جانب قلعہ روانہ ہوا اور خدمت پہلوان عادی مین پہونچکر حمزہ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا پہلوان عادی کہ شاہزادہ حاکم قلعہ تنگ رواحل کا ہے اور اب خود حکومت کرتا ہے قاسم عیار سے حال سن کے متبسم ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے کبھی نوشیروان کی تو اطاعت کی نہین حمزہ کیا ہے کہ مجکو اپنا مطیع کرے گا اور مسلمان کرے گا اوسکی بھی یہ طاقت اور مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے مین نے بڑے بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زور آوران روے زمین کو قتل کیا ہے اور لشکرون کو بھگا دیا ہے سرکشان دہر میرے نام سے تھراتے ہین اور دلاوران جہان میرا نام سن کے کانپتے ہین فیل دمان کو مین ایک پشہ خیال کرتا ہون اور شیر نر کو ایک صحرائی کتا یا ایک آہوے دشتی تصور کرتا ہون انسان کی تو کیا محال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھسے آمادہ جنگ ہو تو اوس کو بھی ایک ضرب تخت شدادی سے ہلاک کردن اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھسے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن مین اسکو اٹھا کر اس طرح زمین پر ٹپکون کہ پیوند خاک ہو جاوے اور جملہ استخوان اوس کے چور چور ہو جائین شل کرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن منذر وغیرہ کی ہون کہ حمزہ مجکو بھی کشتی مین زیر کرے گا اور مسلمان کرے گا مین وہ ہون کہ ہنگام مقابلہ حمزہ کو مجھسے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جاے مجھسے مقابلہ نکرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہے کیونکہ میری مادر نے حمزہ کو دودھ پلایا ہے اسوجہ سے میرا بھائی بھی ہوتا ہے اگر حمزہ مجھسے مقابلہ کرے گا تو ضرور میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا میری مان کو حمزہ کے ہلاک ہو جانے کا صدمہ ہوگا ہر چند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہین ہے کیونکہ اوس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے لیکن پھر بھی میری مان ہے اوس کا ملال مجکو گوارا نہین کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ از حد ہوگا پس کوئی دوست حمزہ کا سمجھا کر اگر حمزہ کو یہان سے لے جاے تو بہت مناسب ہے پہلوان عادی تو شراب کے نشہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا واہیات اور جہلات کلمات زبان پر جاری کر رہا ہے دربار مین چوالیس بھائی اسکے کہ وہ بھی سب نہایت ہی زور آور دلاور ہین دنگلون پر مثل شیرون کے بیٹھے ہین علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان قوی الجثہ بیٹھے ہین دربار آراستہ ہے امرا و وزرا حاضر ہین لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ امیر با توقیر نے بعد نزول کش ہونے قریب قلعہ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو لکھا کہ اے برادر بہادر دلاور فہمیدہ و عاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل معروف عیش و شادی پہلوان عادی تمکو معلوم ہے کہ تمھاری والدہ نے تو مدت ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تمنے ابھی تک لات و منات کی پرستش سے اجتناب و احتراز نہین کیا اب تمکو لازم ہے کہ لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو میرے ہمراہ اپنی والدہ کی خدمت مین چلو کہ وہ تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے فقط زیادہ کیا لکھا جاے جسوقت حمزہ صاحبقران نامہ لکھ کے ملفوف کر چکے اوس وقت خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ قلعہ تنگ رواحل مین جا کر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب سکا لے آؤ خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوے

جب رقاع پر پہونچے خواجہ کو دربانون نے روکا خواجہ عمرو نے کہا تم جاکر پہلوان عادی سے میرے آنے کی اطلاع کردو
دربانون نے جب اطلاع دی پہلوان عادی نے حکم دیا کہ نامہ دار کو ہمارے دربار مین لے آؤ بموجب حکم ملازمان پہلوان
عادی خواجہ عمرو کو دربار مین لے آئے جسوقت خواجہ عمرو دربار مین پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رواحل کے پہونچے دیکھا کہ
پہلوان عادی کہ قد و قامت مین مثل دیو طویل القامت ہے بیٹھا ہے چہرہ سے اسکے رعب و دبدبہ آشکارا ہے دربار مین چھہ
پہلوانان نامی دنگلون پر بیٹھے ہین امرا وزرا بھی حاضر دربار ہین غرض خواجہ عمرو نے بعد دیکھنے پہلوان عادی کے اور
اہل دربار کے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیا پہلوان عادی نے نامہ لیکر خواجہ سے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ عمرو ایک
چوکی کرسی پر بیٹھ گئے جسوقت پہلوان عادی نے نامہ پڑھا اسوقت نامہ پڑھکر برہم ہو گئے حکم دیا کہ اس نامہ کی
پشت پر لکھو اور یا جیسے کہ مجکو اطاعت تمہاری منظور نہین اور مسلمان ہونا بھی کسی طرح منظور نہین ہے اگر تم کو دعوی
دلیری ہے تو مجھسے مقابلہ کرو ورنہ جانب کعبہ چلے جاؤ پہلوان عادی نے یہ عبارت نامہ کی پشت پر لکھوا کر خواجہ عمرو
کے حوالے کیا اور رخصت کیا خواجہ وہی نامہ جسپر پہلوان عادی نے جواب لکھوا دیا تھا لیکر دربار پہلوان عادی سے
خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور وہ نامہ دیا حمزہ صاحبقران جواب نامہ پڑھکر خاموش ہو رہے
اس طرف پہلوان عادی نے بعد رخصت خواجہ عمرو کے حکم دیا کہ طبل جنگ بیدرنگ بجایا جاے صبح کو میدان
جنگ مین حمزہ سے مقابلہ کرنے والا ہون حمزہ مجکو دیکھنا ہے غرض بموجب حکم پہلوان عادی طبل جنگی پر چوب
پڑی صداے طبل جنگ بلند ہوئی جسوقت حمزہ صاحبقران نے آواز طبل جنگ سنی فورا حکم کیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی ہوشیار رہو طبل رزمی بجایا جاے بموجب حکم حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو نے طبل رزم پر
چوب لگائی آواز طبل جنگی تا آسمان بلند ہوئی زمین تھرائی دونون جانب صداے طبل جنگ سنکے سامان جنگ
ہونے لگا ہر ایک بہادر اپنی تیغ پر صیقل کرنے لگا کوئی جری اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگا تیر اندازان تیرونکو
اپنے ترکشون مین بھر کمانون کو درست اور لیس کیا غرض ہر ایک بہادر آمادہ پیکار ہوا لڑنے اور مرنے پر تیار ہوا
تمام شب دونون طرف بخوبی سامان جنگ ہوا جب شاہ انجم سپاہ یا حال تباہ بخوف خسرو خاور پریشان و مضطر ہوکر
قلعہ فلک مین پنہان ہوا اور شاہ خاور خسرو ملک سحر مشرق سے بصد جاہ و جلال عیان ہوا ظلمت شب یکسر دور ہوئی
روشنی آفتاب سے زمین پر نور ہوئی پہلوان عادی مسلح ہوکے مع اپنے چالیس بھائیون اور اسی ہزار
سواران جرار کے قلعہ سے نکلا اور میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہلوان عادی اتنا زبردست
اور صاحب قوت ہے کہ گیارہ سومن کی لخت شدادی باندھتا ہے اور بتیس ارنج کا اسکا قد ہے اور نہایت قوی الجثہ اور
قوی ہیکل ہے کیونکہ ایک اونٹ کے علاوہ طعام بجید کے یخنی پیتا ہے لیکن پیٹ اچھی طرح اسکا نہین بھرتا ہے ہمیشہ
شکایت گرسنگی کی کیا کرتا ہے باوجود اسکے کہ اغذیہ لطیف متواتر و متکاثر شب و روز کھاتا ہے مگر سیری اوسکو
حاصل نہین ہوتی ہے کمر اسکی اسقدر چوڑی ہے کہ پچاس گز کا پٹکا ایک پیچ مین باندھتا ہے شکم اسکا نقارہ کلان
سے بہت بڑا ہے دست و پا اسکے انتہا سے زیادہ موٹے اور دراز ہین سر مانند ایک گنبد کے ہے قوت اسقدر رکھتا ہے
کہ ہنگام رہروی قدم اسکے زمین مین دھنس جاتے ہین راہ چلنا دشوار ہوتا ہے ہر ایک گھوڑا متحمل اسکے بار اٹھانیکا
نہین ہوتا ہے صورت اسکی دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہو جاتا ہے اور نعرہ سے اسکے فیل مست چیختا ہے اور بھاگ جاتا ہے
انسان تو کیا دیو بھی اسکی قوت کو نہین پہونچ سکتا ہر چند کہ صورت انسان ہے لیکن مثل دیو قوی الجثہ و طویل القامت
ہے اکثر پہلوانان جہان اس سے ڈرتے ہین اور اکثر بہادران عالم اس سے خائف ہین اب جو مسلح ہوکر میدان رزم مین

آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو خونخوار سلاسل مین گرفتار ہے سر پر ایسا بڑا خود رکھے ہے کہ گنبد بالاے گنبد معلوم ہوتا ہے آنکھین نشہ شراب سے سرخ ہین دہن مین غیظ سے کف ہے چہرے سے وہ رعب ظاہر ہے کہ ہر ایک جری خوف سے اسکے چہرے کو دیکھ نہین سکتا ہے الحاصل پہلوان عادی میدان رزم مین آکر ٹھہرا اور انتظار حمزہ صاحبقران کرنے لگا اس طرف امیر بالوقیر نے بھی اسلحہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے اور بارگاہ ہمایونی سے برآمد ہوکر حکم کیا کہ جلد تر مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم حمزہ صاحبقران جملہ بہادر و جرار پیدل اور سوار مسلح ہوے سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوکر حاضر خدمت حمزہ صاحبقران ہوے اور بعد تسلیم عرض کیا حضور اب آپ سوار ہون سب فروش اور جان نثار مسلح اور آمادہ پیکار ہین حمزہ صاحبقران یہ گفتگوے سرداران سُن کے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے علمداران لشکر نے علمون کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن مین باجے جنگی بجے امیر بالوقیر نے مرکب اپنا آگے بڑھایا سرداروں نے عقب حمزہ صاحبقران سوارون اور پیدلون کے پرے باندھکر جانب رزمگاہ آتے ہی گھوڑے بڑھائے اور باہم سرداران نشان شجاعت کرتے ہوے چلے اسوقت مردمان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج اور ایک لشکر ظفر اثر چلا آتا ہے لشکر مین ہر ایک بہادر چیدہ آفاق ہے اور ہر ایک دلاور بہمشل یکتاے روزگار ہے اسوقت از رشک و حسد کے بعض بعض مردمان فوج پہلوان عادی یہ کہنے لگے شور ہے سطوت و رعب و جاہ و حشم یہ کہ ہے عزت شان کاؤس و جم الحاصل جب حمزہ صاحبقران بعد قطع راہ میدان عرصہ مصاف مین پہونچے اُسوقت باشارہ حمزہ صاحبقران میدان رزم کو پست و بلند تھا ہموار ہوا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک یکسر میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے دونون طرف سے کرکیت اور نقیب نکلے اور بہادرون کے دل بخوش الحانی اس طرح بڑھانے لگے کہ آج بہادرو آج سامنا حریف کا ہے حیات ستعار کا کچھ اعتبار نہین ایک مقام گذرگاہ اور دار فنا ہے ایک روز سب کو تلخی مرگ کا مزا چکھنا ہی پس لازم ہے کہ آج وہ کارزار میدان رزم مین کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے قدم آگے بڑھ کے پیچھے نہ ہٹے بھاگنا کام بہادران عالم کا نہین ہے دلاور وہی ہے کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام دار و گیر کھائے اور بزدل وہ ہے کہ جو میدان مصاف سے بھاگ جائے جسوقت کرکیت اور نقیبون نے بہادرون اور دلاورون کو اس طرح آمادہ جنگ و جدال کیا بہادرون کے فرط سے شجاعت سے چہرے سرخ ہوگئے دلاورون نے شجاعت سے جھوم کے قبضہ ہاے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے اکثر دلاورون نے شوق زخم نیزہ و تیر مین سینے اپنے زرہ وغیرہ سے کھول دیئے نامردون اور بزدلون کے خوف جنگ سے دست و پا کانپنے لگے چہرون کے رنگ متغیر ہوگئے ہوش حواس ٹھکانہ درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ ہم ایسی چار روپیہ کی نوکری سے باز آئے یہان تلوار چلے گی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے انبار ہونگے عرصہ نبرد خون دلیران سے رنگین ہوگا بلکہ جوے خون بہادران اس میدان کارزار مین بہیگی سرہاے جوانان لشکر جوے خون مین حباب آسا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہوگی اور کسی کا سر ہوگا کسی دلاور کے سینہ پر نیزہ لگے گا کوئی بہادر تیر سے ہلاک ہوگا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہوگا جوانان مجروح زمین پر مانند مرغ بسمل تڑپین گے نالہ و فریاد کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال مین سرگرم ہوگا ہم سے تو ایک لحظہ بھی یہان ٹھہرا نہ جائیگا لڑنا کیسا فقط خون دلیران دیکھکر ہمکو غش آجائیگا یقیناً پامال سم اسپان ہوجائینگے سر ہمارے ٹھوکرین سمندان کی کھائین کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہوگا کفن کیسا قبر بھی میسر نہوگی عیال و اطفال تباہ و برباد ہوجائینگے خداوند عالم نے ہم کو عقل دی ہے ہم مثل اون بیوقوفون کے نہین ہین کہ بیکار لڑین اور

قتل ہو جائین اگر نوکری جاتی رہیگی تو بھیک مانگ کے اپنی اوقات بسری کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنی اہل و عیال مین بصحت و عافیت رہین گے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بصد غرور و نخوت اور بہزار غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم مین مثل فیل مست کے آکر چنگھاڑا یعنے پکار کے کہنے لگا کہ اے حمزہ کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اور اگر تم کچھ دعوی دلاوری ہے تو تمھین مجھسے مقابلہ کرو جسوقت پہلوان عادی نے میدان رزم مین آکر اس طرح کہا اسوقت کرتنیت سپرگردان اور نعمان وغیرہ سرداران عالی وقار نے ارادہ مقابلہ کیا اور حمزۂ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزۂ صاحبقران نے کسی سردار کو اجازت مقابلۂ پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سرداروں کو روک کے اون سے رخصت ہو کے اپنے مرکب خنک سیہ قیطاس کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اسوقت لشکر حمزۂ صاحبقران مین علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے ہر سالہ اور بٹن مین باجے جنگی بجنے لگے جب حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو پہونچے اور مقابل ہوئے اسوقت پہلوان عادی نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ تم مجھسے مقابلہ نکرو اپنی جان اور طفلی پر رحم کرو یہان سے کعبہ کی جانب چلے جاؤ مجکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہے کہ تم نے میری مان کا دودھ پیا ہے اور میرے بھائی ہو اور میرے ہاتھ سے قتل ہوگے ورنہ مجکو تم پر کبھی رحم نہ آتا اور نہ مین تمکو سمجھاتا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اگر تمکو اپنی زندگی منظور ہے اور میری برادری کا خیال ہے تو لات و منات کی پرستش سے باز آؤ خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے از حد برہم ہوا اور اپنے مرکب کو بڑھا کر حمزۂ صاحبقران سے تگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط ایک ہی قدم ہٹا اسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ آیا اور نیزہ اوٹھا کر سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے لگایا حمزۂ صاحبقران نے نیزۂ الفور سنان نیزۂ پہلوان عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کا بسبب لڑنے دو سنانون کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ سینۂ پہلوان عادی پر لگایا اوسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر روکی اسی طرح تا دیر جنگ نیزہ رہی چونکہ صاحبقران کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیر اندازی اور نیزہ بازی تعلیم کی ہے اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکال لیا برادران پہلوان عادی وغیرہ نکل جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوے اور از حد رنجیدہ ہوے اور سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے خصوصاً خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوے غرض بوجہ نکال دینے نیزے کے پہلوان عادی کو بدرجۂ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سُرخ ہوگیا آخر اوسی عالم غیظ مین تخت شدادی کو اوٹھا کر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزۂ صاحبقران کے لگائی حمزۂ صاحبقران نے روکنا مناسب نہ جانکر تخت شدادی کا خالی دیا اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زین فرس سے اوٹھائین لیکن پہلوان عادی نے تخت شدادی کو چھوڑ کر ہاتھ اپنا بھی کمربند فولادی حمزۂ صاحبقران مین ڈالا باہم بزور ہونے لگا گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے بل بیٹھ گیا اور مرکب حمزۂ صاحبقران بھی ہانپنے لگا اسوقت

دونون جانب کے دلاورون نے بڑھ کے کہا کہ گھوڑون سے اُتر کے زور آزمائی کیجیے گھوڑے بیچارے ہلاک ہو جائینگے یہ سُن کے اول پہلوان عادی اپنے مرکب سے اُترا پھر حمزۂ صاحبقران گھوڑے سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کرکے اور دامن گردان کے پہلوان عادی سے کشتی لڑنے لگے باہم پیچ ہونے لگے مردمان ہر دو لشکر بغور دیکھنے لگے سب خیام استادہ ہو گئے فرش بچھ گیا مردمان ہر دو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذی وقار کرسیون پر بیٹھے اور کشتی دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک روز برابر کشتی ہوئی اور کسی کی پشت آشنائے زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی قوت مین دیکھنے والون کو کمی معلوم ہونے لگی اور پہلوان عادی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ مین قیامت کی قوت ہے کسی طرح زیر نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت و طاقت نہ جانتا تھا دیکھیے انجام اس کشتی کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے پہلوان عادی نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے برادر مین خبردار اور ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ نکال لو یہ سُن کے پہلوان عادی نے اپنے سر کو سینۂ حمزۂ صاحبقران سے ملا کر اور دونون ہاتھ اپنے حمزۂ صاحبقران کے شانون پر رکھ کے ایسا زور کیا اور اس درجہ حمزۂ صاحبقران کو ریلا کہ حمزۂ صاحبقران تین قدم پیچھے ہٹ گئے آخر حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا پھر پہلوان عادی نے ہر چند زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نکی آخر پہلوان عادی تھک کر ہانپنے لگا سانس پھول گئی سراپا پسینے مین تر ہو گیا دست و پا مین قوت باقی نہ رہی اُسوقت ناچار ہو کے ہاتھ اپنے حمزۂ صاحبقران کے شانون سے اُٹھا لیے جب حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ پہلوان عادی زور کر چکا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اب تم ہوشیار ہو جاؤ کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی مین بخوبی ہوشیار ہون حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان عادی سے ملا کر اسقدر زور کیا اور پہلوان عادی کو ریلا کہ پہلوان عادی دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا اور ہر چند کہ اب مثل مُردے کے ہو گیا تھا اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی وہ بھی باقی نہ رہی تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ کے لنگر اس نے بھی اپنا زمین پر قایم کیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین اُٹھایا تو سر کی جانب سے اُٹھا لیا لیکن پاؤن پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو عادی طویل القامت تھا دوسرے پہلوان عادی نے پاؤن اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزۂ صاحبقران نے عادی کو اُسکے پاؤن کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند ہوا آخر حمزۂ صاحبقران ناچار ہو کر خیال کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کو متردد و متفکر دیکھکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایک تدبیر سے اُٹھا لیجیے اور وہ تدبیر مین آپ کو بتاؤن تو مجکو آپ کیا دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ جلد بتاؤ وہ تدبیر کیا ہے خواجہ نے عرض کیا آپ پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجیے پہلوان عادی بوجہ گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ فوراً زمین سے اوٹھا لیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ گیا فی الفور حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزۂ صاحبقران تو

ہلاک کرنا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہین ٹپکا اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ اے برادر کہو اب دین اسلام کے مقبول کرنے مین کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے کہا کہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کرو مین پہلوان عادی کو پکڑے ہون خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کیا اُسوقت برادران پہلوان عادی و لشکریان پہلوان عادی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار ہونے دین اور حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرین غرض بعد گرفتار کرلنے پہلوان عادی کے حمزۂ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی سے فرمایا کہ اے بھائیو دیکھو مینے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہے اور اب تمھارے بھائی کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت مین لیے جاتا ہون کیونکہ وہ تمھارے بھائی کے دیکھنے کی از حد مشتاق ہین لہذا تمکو لازم ہے کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی مادر عالی وقار کی خدمت مین چلو اور شرف قدمبوس مادر حاصل کرو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی نے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری مان کے پاس لیے جاتے ہین تو لیے جائیے ہم ابھی تو مسلمان نہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کے پاس نہ جاینگے تا وقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان عادی دین اسلام اختیار نہ کرینگے حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی کی سنکے اسی روز زیر قلعہ تنگ رواحل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوئے اور اپنے لشکر کو لشکرگاہ پر ٹھہراکر اور خواجہ عبد المطلب اپنے پدر ذی وقار کی قدمبوسی سے مشرف ہو کر خدمت عادیہ بانو مادر پہلوان عادی مین گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ مین بموجب آپ کے فرمانے کے جانب قلعہ تنگ رواحل گیا اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہون ہرچند مین نے اوسکو سمجھایا لیکن وہ کسی طرح دین اسلام قبول نہین کرتا عادیہ بانو تقریر حمزۂ صاحبقران کی سن کے نہایت خوش ہوئین اور حمزۂ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگا کر اور دعاے درازی عمر و دولت دے کر کہنے لگین کہ اے فرزند جلد میرے فرزند دلبند عادی کو میرے پاس لے آؤ حمزۂ صاحبقران یہ سن کے اپنے لشکر مین تشریف لاے اور پہلوان عادی کو اسی صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارۂ پہلوان عادی کو دیکھا بے اختیار دوڑ کے سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرنے کے ہرچند عادیہ بانو نے اپنے فرزند عادی کو بہت سمجھایا کہ اے قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ و دین اسلام اختیار کرو میرے کہنے کو مان لو خداوند عالم کو واحد جانو اور اوسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی نے اپنی مادر کے کہنے کو نہ مانا آخر حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجا کر پھر لشکر مین حوالے مردمان لشکر کے کیا اُسی روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہدایت کی کہ پہلوان عادی عالم خواب مین مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان عادی کو مسلمان کرکے نظر عادی سے غائب ہوے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی اپنے تئین اوسی طرح قید دیکھا اور اُن حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر نہ سویا جب صبح ہوئی پہلوان عادی نے نگہبانون سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین

جاؤ اور اُن سے عرض کرو کہ عادی آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہے اگر خلاف طبع عالی نہو تو ایک لمحہ کے واسطے میرے پاس تشریف لایئے مجکو کچھ عرض کرنا ہے دو چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا ای برادر کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ اب مین آپ کا فرمانبردار ہون حمزۂ صاحبقران گفتگوے پہلوان عادی سُنکے نہایت خوش ہوے اور اوسی وقت حداد کو حکم کیا اور بیڑیان اور ہتھکڑیان وغیرہ جلد کاٹے بموجب حکم حداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پاے حمزۂ صاحبقران پر دوڑکے سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے جلد تر سر عادی کو اپنے قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور نہایت مہربانی سے پیش آے یہ حال جملہ سرداران لشکر دیکھکر مسرور ہوے اور خواجہ عمرو بھی بدرجۂ کمال شاد ہوے جسوقت عادیہ بانو نے سُنا کہ میرا فرزند از خود مسلمان ہوا ہے اور قید سے رہا ہوا ہے از حد مسرور ہو کر حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ ای فرزند جلد میرے دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو کی خدمت عالی مرتبت مین بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا کے عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام حال عالم خواب مین اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئین اور کہا اے فرزند اب اپنے بھائیون کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اونسے بھی کہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو اور بُت پرستی کو چھوڑدو عادی نے عرض کیا مین آج ہی اپنے بھائیون کو بُلاکر یا خود جاکر اونکو آپ کی خدمت مین لے آؤنگا یا اونکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ اے بھائیو مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول ہو عادی اپنی مادر گرامی قدر سے یہ کہکے لشکر مین چلا آیا اور حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے قلعہ مین جاؤن اور اپنے سب بھائیون کو مسلمان کرون اور اونکو آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہونگا یہ کہکے پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے قلعہ کی جانب مع چند سواران لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت ذو الحمار وغیرہ نے سُنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی آتے ہین واسطے استقبال کے شہر سے نکلے اور پہلوان عادی کو بصد تکریم و تعظیم قلعہ مین لے گئے پہلوان عادی قلعہ مین جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار مین حاضر ہون جسوقت جملہ امیر و وزیر وغیرہ حاضر ہوے اوسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیون اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہے اب جس شخص کو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے نکل جاے برادران عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپ نے دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمکو اب مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سُنکے خوش ہوا اور سب کو مسلمان کیا بعد اسکے اپنے شہر مین یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ ہمارے

ملک سے چلا جاے بعد منادی کرنے منادی کے جملہ علما اور ادنی رعایاے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان عمادی نے
جملہ بتکدے منہدم کرادے اور بجاے مسجدون کے بنانے کا حکم دیا بعد اسکے اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر
اور تھوڑی فوج شہر مین چھوڑکر اور جملہ سردارون اور اپنے بھائیون کو لیکر مع لشکر قلعہ تنگ رواحل سے روانہ ہوا
اور قطع راہ کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا امیر باتوقیر خوش ہوے اور رعادیہ بانو پہلوان عمادی
سے بدرجۂ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہر ایک فرزند کو دیکھکر اور سینے سے لگاکر مسرور ہوئی جب پہلوان عمادی قلعہ
تنگ رواحل سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے جملہ سردارون اور
مطیعون کو طلب فرماکر اور اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا اور بصد شوکت
وحشمت چندروز مین حمزۂ صاحبقران عنقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظ فرمایا کہ اہل قریہ اسدرجہ مضطر اور
پریشان ہین کہ بے اختیار اپنی گائین اور بھینسین ہانکے ہوے بھاگے جاتے ہین اور فریاد و فغان کرتے ہین جب وہ
اہل قریہ قریب حمزۂ صاحبقران آئے اُوسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان اہل قریہ
سے پوچھو کہ یہ سب کیون بھاگے جاتے ہین اور اسقدر کیون نالہ و بکا کرتے ہین خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزۂ
صاحبقران اُنسے پوچھا کہ تم کیون بھاگے جاتے ہو اونھون نے کہا خداوند ہمارے قریہ مین ایک شیر صحرائی
آیا ہے اُس نے بہت آدمیون اور جانورون کو ہلاک کیا ہے ہم اُسکے خوف سے بھاگے جاتے ہین اور اپنے عزیزون کے
ہلاک ہونے کے غم مین روتے ہین خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سنا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیر باتوقیر کو
رحم آیا فرمایا اے خواجہ تم ان لوگون سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگین ہم اُسکو ابھی مارے ڈالتے ہین خواجہ عمرو
نے حسب ارشاد حمزۂ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزۂ صاحبقران کو دعائین دینے لگے اور ٹھہر گئے
حمزۂ صاحبقران نے فوج کو اپنی اوسی جگہ ٹھہراکر اور اوس قریہ مین جاکر ملاحظ کیا کہ ایک بہت بڑا شیر
کچھار مین بیٹھا ہوا ہے حمزۂ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرہ امیر باتوقیر کا سنکے سر اُٹھاکے دیکھا
اور کچھار سے نکلا اور حمزۂ صاحبقران پر بصد غیظ و غضب نعرہ کرکے چلا جسوقت قریب آیا جست کرکے دونون
پنجے اپنے تن حمزۂ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اس طرح شیر پر تلوار لگائی
کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوے جب شیر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال مین
بھوسا بھرکر آرابہ پر رکھو ملازمان حمزۂ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست مین بھوسا بھرکے آرابہ پر رکھا
اہل قریہ جرات حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوے اور نہایت خوش ہوکر دعائین دیتے ہوے پھر اپنے قریہ مین
مین جاکر آباد ہوے حمزۂ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوے اور قریب مدائن پہونچکر ایک میدان وسیع مین
بارگاہین اور خیام برپا کرکے قیام پذیر ہوے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند تحایف
دے کر خدمت نوشیروان مین روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان مین پہونچے دیکھا دربار آراستہ ہے
ہزارہا حکیم و ندیم امیر و پہلوان علے قدر مراتب بیٹھے ہین نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہے غرض مقبل نے بعد
مجرا کرنے کے وہ گھوڑے اور تحائف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہے اور
چہرے سے شجاعت آشکار ہے نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم کرکے
کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ فضل خدا اور آپکی برکت
دعا سے اچھے ہین اور قریب مدائن ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین مجکو حضور کی خدمت عالی مین بھیجا ہے

نوشیروان گفتگوے مقبل سنکے خوش ہوا ناگاہ ملک لک کر ایک طایر بالای ہوا سے اپنی زبان مین فریاد کرتا ہوا آیا
اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان مین بیتاب و بیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جان کر فریاد کرنے لگا نوشیروان
نے جانب طایر سر اٹھا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طایر کے پر و بال مین لپٹا ہے نوشیروان نے خیال کیا کہ
یہ جانور مجکو حاکم عادل جان کے سانپ کی شکایت کرتا ہے اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہے یہ خیال کرکے نوشیروان
نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کوئی ایسا دلاور اور تیر انداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے اور
سانپ کو ہلاک کرے یہ طایر مجہ سے فریاد کرتا ہے ہرچند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز اور دلاوران ممتاز سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طایر کے لپٹا ہے جب تیر لگا وینگے ہمراہ سانپ کے طایر بھی ہلاک
ہو جایگا جسوقت کسی بہادر اور دلاور نے جواب دیا اسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اٹھ کے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو مین اس طایر کو اس سانپ کی ایذارسانی سے بچاؤن اور سانپ کو ہلاک کرون نوشیروان نے اجازت دی
تمام سردار وغیرہ جو دربار مین بیٹھے تھے حیران ہوے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کریگا اور طایر کو اس موذی سے
بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگوا کر اور ایک بانس مین باندھ کر اس جانور کے
سامنے رکھا جسوقت اس سانپ نے آئینہ مین دوسرے سانپ کو دیکھا طایر کے تو لپٹا رہا لیکن منھ اپنا اس آئینہ پر
مارا اسوقت فی الفور مقبل نے تاک کے ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اڑ گیا اور طایر رہا ہوکر اپنی زبان
مین نوشیروان اور مقبل کو دعائین دیتا ہوا زنجیر سے ایک طرف اڑ گیا نوشیروان مقبل سے
نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیر اندازی مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوے جب
مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور و خوش ہوکے خلعت پرزر مقبل کو دیا اور بعد دینے خلعت
کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جاکر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمہارے دیکھنے کے مشتاق ہین مقبل نوشیروان
سے یہ سن کے اور خلعت پہن کے رخصت ہوا اور خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام کیفیت
بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار پہن کے آے اسوقت
خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار مین نوشیروان کے چلو اور زر و جواہر لینے کی فکر کرو بیکار
بیٹھے رہنا اچھا نہین ہے انسان کو لازم ہے کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل نہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بھی دربار مین نوشیروان کے جاؤن رنگ دربار
دیکھون اگر بزرجمہر وہان تشریف رکھتے ہون تو انکی بھی زیارت سے مشرف ہون حمزہ صاحبقران نے
فرمایا اے خواجہ عمرو مین تمکو بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تم دربار نوشیروان مین جاؤ مگر وہان کسی کو بیہوش
نہ کرنا اور کوئی عیاری نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران مین فقط واسطے دیکھنے دربار
نوشیروان ملک عادل کے جاتا ہون واسطے عیاری کے نہین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو چلنے پر آمادہ ہوے
اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان مین جانا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ مین جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور سیر ملک مداین دیکھتے ہوے دار الامارہ شاہی پر
پہونچے عیاران نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپکے یہان آنے کا کیا باعث ہے
کس فکر مین اس جگہ آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا چونکہ مین شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم کے جمال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اسوجہ سے آیا ہوں تم اپنے دل میں اور کسی طرح کا شبہ کرنا یہ کہکے خواجہ نے کہا کہ تم اب میرے حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ جہان نوشیروان سے کرو سرہنگوں نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان کو اطلاع کرائی نوشیروان نے حکم کیا کہ خواجہ عمرو کو ہمارے دربار میں بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار میں لے گئے خواجہ عمرو نے دربار میں پہونچ کے موافق قاعدے کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہے کہ سر تو ناریل کے مانند ہے اور دونوں گال مثل دو گیوں کے ہیں مانند رسن کے دست و پا ہیں آنکھیں بہت بہت چھوٹی چھوٹی ہیں تین گز کا نیچے کا دھڑ ہے اور سات گز کا اوپر کا دھڑ ہے لیکن نہایت چست و چالاک ہے القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بصد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی کرسی بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کر چکے اسوقت نوشیروان نے اپنے عیاروں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار میں اسی گز سے زیادہ طول میں ہے تم اس طرف سے جست کر کے عقب کرسی جا سکتے ہو عیاروں نے بخیال اسکے کہ اسی گز سے زیادہ جست کرنا اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ کوئی عیار جواب نہیں دیتا ہے اور اسقدر جست نہیں کر سکتا ہے اوسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی سے اٹھے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجا لاے اور جست کر کے اس کرسی پر سے پھاند جاے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تم جست کر کے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤ گے خواجہ نے عرض کیا اقبال حضور سے جست کر کے پھاند جاؤں گا نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا اب جست کرو اور اس کرسی پر سے پھاند جاؤ خواجہ نے یہ ارشاد نوشیروان کا سن کے ارادہ جست کرنے کا کیا عیاران اور جملہ اہل دربار یہ خیال کرنے لگے کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اس قدر جست نہ کیجائیگی اور بالفرض والمحال اگر اس درجہ جست بھی کریگا تو کرسی کو پھاند کر اور زمین پر گر کے ہلاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہو جائینگے روح اسکی تن سے فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کر کے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام پر فکر کر کے افسوس کرنے لگے بعضے خواجہ کی مرگ نوجوانی پر متاسف ہوئے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے خواجہ کو مرفوع العقل تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کر کے رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرأت اور دست و پا پر نظر کر کے ہنسنے لگے خصوصاً بختک نابکار اپنے دل میں خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ عمرو جست کرسی سے پھاند نہ گئے تو اس دربار میں اب ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھانجوں کو بھی ویسا انھوں نے ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کر کے پھاند گئے اور زمین پر گرے تو بھی کسی طرح جانبر نہونگے بہر طور اے بختک آج تجکو خوشی از حد ہوگی اور مدعاے دل بر آئیگا بختک تو خیال یہ کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دیکھ رہے تھے یکایک خواجہ عمرو جست کر کے اور مثل ابر زمین سے بلند ہوے اور کرسی کو پھاند کے مانند قطرۂ باران کے زمین پر آے اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی یہ حال دیکھ کے نوشیروان اور اہل دربار سے امراے نامدار اور سرداران ذی وقار و بزرجمہر نہایت خوش ہوے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی اور عیاران نوشیروان اور بختک مردود جہان اور دونوں بھانجے بختک کے نہایت متحیر ہوے مغموم ہوے کیونکہ جو انھوں نے خیال کیا تھا وہ نہوا الحاصل جب خواجہ جست کر کے کرسی کو پھاند چکے اوسوقت نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہمکو ہمارا خوش ہونا منظور ہو

اور جو شخص جسکو دوست اپنا جانتا ہو اور جاگر اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر دے
جسوقت نوشیروان نے دربار میں اس طرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر اور وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و جواہر
موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی بدرجہ ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر نقد دیا
ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے روبرو روپیے اور اشرفیوں اور جواہر کا انبار ہو گیا بعد اس کے
نوشیروان نے علاوہ زر سرخ کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت خوش ہو کے
خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ دہان کی مٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا اس اثنا
میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کر کے رخصت ہوئے
اور قصد حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ ابھی حمزہ صاحبقران پاس نہ جاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر چلکے مقیم ہو خواجہ عمرو نے انکار کرنا
مناسب نہ جانا آخر بموجب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان کو خبرداروں
نے خبر دی کہ حمزہ مداین کے قریب آگئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سن کے نوشیروان نے بختک سے
پوچھا کہ اے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو تو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے خود میرا ارادہ ہے
کہ میں جا کر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خواندہ کو بصد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت
گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال کریں یہ تو
سراسر حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود ہی حمزہ کو یہاں آنے دیجئے یا کسی
سردار کو برائے استقبال بھیجدیجئے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا جب
خواجہ بزرجمہر روبروے نوشیروان تشریف لے گئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے عموے نامدار آج میں نے سنا ہے کہ حمزہ پسر خواندہ میرا عنقریب مداین پہونچا اسکے استقبال کے
واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اوس کی شان کے ہے میں نے خود قصد کیا تھا کہ میں بحشم
و حشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اسبارے میں کیا کروں خود حمزہ کے لینے کو
جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ حضور کا شکار کے بہانے سے ایک صحرائے
سبزہ زار میں قریب جائے قیام حمزہ صاحبقران تشریف لے جائیں جسوقت حمزہ صاحبقران یہ خبر
سنینگے کہ حضور صحرائے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لائے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہونگے آپ حمزہ صاحبقران اپنے پسر خواندہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجئے تاکہ کسی پر ثابت نہو
کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خواندہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی
تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کر کے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جائے کل ہم صبح کو واسطے شکار
کے جائینگے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور کل لشکر ہمارا ہنگام سحر مسلح اور
تیار رہے وزرا نے یہ حکم سن کے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار بخوبی کیا جائیگا یہ عرض کر کے
وزرا نے اسی وقت سے سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں آئے اسی روز
خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوئے بزرجمہر نے ہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ
اس مضمون کا لکھدیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزہ صاحبقران بعد دعائے درازی عمر و اقبال کے معلوم

ہو کہ کل ہنگام سحر نوشیروان تمھاری جاے قیام کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تمکو لازم ہے کہ تم بھی شکار کھیلتے ہوے اُسی صحرا مین آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ مین لکھکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزہ صاحبقران کو دیدینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہدینا خواجہ عمرو بزرجمہر اور خواجہ امید سے رخصت ہو کر چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے بعد بیان کرنے تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر با توقیر نے رقعہ پڑھکے سرداروں سے حکم کیا کہ سامان شکار کھیلنے کا مہیا کرو کل ہنگام سحر شکار کھیلنے چلینگے سرداروں نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے ابھی سامان شکار کھیلنے کا مہیا کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہو کے شب ہوئی اور رات گزر کے سحر ہوئی حمزہ صاحبقران مع کل لشکر اور سامان شکار کے جانب صحرائے سبزہ زار مین روانہ ہوے ادھر قریب سحر بموجب تاکید وزرا دوڑے شکاری کتوں کی جوڑیان اور بعضے مردمان چیتوں کی جوڑیان لیے ہوے اور اکثر ملازمان ملک عادل نوشیروان ور بہری اور باز و دیگر جانوران شکاری کو لے کر در دولت شاہی پر حاضر ہوے وزرا نے انکو بارگاہون اور قیام کا قبل سے جانب شکارگاہ روانہ کر دیا جب کل اہل دربار در دولت پر حاضر ہوے اور جملہ سرداران کل مردمان لشکر مسلح اور تیار ہو چکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور حاکم بحر و بر عادل و فریاد رسی داد خواہان یعنے نوشیروان دار الامارہ شاہی سے تاج شاہی سر پر رکھے ہوے اور ملبوس شاہی زیب تن کیے ہوے برآمد ہوا اور دولت کہاریان مو بر و ہاتھوں مین بلوری کنول دو جانب لیے ہوے آئین جسوقت نوشیروان محل سے برآمد ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور تسلیم کے سر جھکایا لشکر مین سلامی کی کئی سو توپین گولندازوں نے سر کین نوشیروان نے ہر ایک وزیر و امیر وغیرہ کا سلام اور مجرا باشارہ چشم لیا نقیبوں نے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے صداے دور باش بلند کی نوشیروان ہمراہی امرا و وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہاروں نے تخت اوٹھایا ہر ایک امیر اور پہلوان گھوڑے پر سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک فنس نفیس مین سوار ہوے بختک بھی اپنی خچر پر بیٹھا سواروں نے اپنے پرے جمائے پیدل صف آرا ہوے علمہاے لشکر کھلے ڈنکے پر چوب پڑی سواری نوشیروان کی مثل باد بہاری کے چلی جلوس اس طرح آگے چلا کہ گاو زمین بار کثرت لشکر سے بیقرار ہوئی اور فلک خمیدہ ہو کر بنظر حیرت دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا و وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا کہ جیسے ماہ تابان درمیان ستاروں کے ہوتا ہے یا مہر بیچ مین شعاع کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجب وقت تھا نسیم سحر چلتی تھی غنچے مسکرا مسکرا کر گل ہوتے تھے ہواے سرو سے لالہ کے داغ دل مین سوزش نہ تھی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرتے تھے خصوصا صداے بلبل نغمہ سراے خوش ہو کر غنچے مسکراتے تھے اور گل خندان ہوتے تھے سبزہ طراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہواے مثل مستوں کے جھومتے تھے نرگس رنگ بہار گلہاے باغ دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار سے واسطے سجدہ شکر پروردگار کے زمین پر جھکا ہوا تھا مرغان چمن حمد رب ذو المنن اپنی زبان مین کرتے تھے طاوسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے تھے نسیم سحر بوے گل سے اترائی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ جہان مین پھولتی پھلتی تھی نرگس کا غنچہ اے گل سے گلشن مین یہ اشارہ تھا شعر ہمہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار * ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار * وہ سرسبزی اور شادابی ہر شجر صبح کا وقت نور سحر ستاروں کا دہ و مہر و مہ غائب ہوتا وہ روشنی سحر کا آشکار ہونا

پیدا و ہویدا ہوا شاہ انجم سپاہ کا مع لشکر کواکب قلعہ فلک مین پنہان ہوتا اور وہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان ہوتا ہر ایک اہل نظر کو عالم وجد مین لاتا تھا اُسوقت ہر اہل نظر سپیدۂ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت شنا کیا کرے کوئی فروغ شفق ۔ زہے قدرت رب شام و سحر ۔ غرض نوشیروان مسرور و خندان بہمراہی کل لشکر ہر گاہ شکار گاہ پر پہونچا دیکھی کہ عجیب صحرائے سبزہ زار ہے کہ کوسون تک زمین پر سبزہ نو خاستہ کا فرش ہے غول کے غول آہوؤن کے ہر سمت صحرا مین نظر آتے ہین مرغان ہوائی بکثرت ہین نوشیروان شکارگاہ معقول دیکھکر خوش ہوا اور شکار کھیلنے مین معروف ہوا کسی طائر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چار جانب سے گھیر کے اور تیرون سے زخمی اور مجروح کر کے زمین پر گرایا قراول آہوؤن کو گھیر کے لانے لگے سرداران لشکر ہمراہ نوشیروان غزالون کا شکار کرنے لگے نوشیروان نے بعضے جانورون کو باز سے شکار کرایا اور اکثر طائرون پر بجری اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان اُس صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اوس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو طرارے بھرتا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو کے پہونچکے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے اُس آہو کی ران پر مارا ہر چند وہ آہو کہ زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بے تکلف لنگ کرتا ہوا بھاگا نوشیروان نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اُسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور غیر سردار ہمراہ رکاب نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اُسی طرف سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر خواندہ میرا مع سرداران نامدار بجمعیت لشکر شکار کھیلتا ہوا آتا ہے اُس طرف حمزۂ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب مین نوشیروان مع جملہ ارکین سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے بعجلہ گرد فر آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے اُس آہوے زخمی کو ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے اپنے ملازمون اور لشکریون سے کہا کہ اس آہو کو ہمراہ اپنے لیجاؤ لشکریون نے آہو کو زمین سے اُٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران اُس طرف سے تھوڑی دور آگے بڑھے اور اُس طرف سے نوشیروان اس طرف آیا درمیان راہ مین حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ اے فرزند مین تو تمہارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق سے اس صحرا مین تم سے ملاقات ہو گئی حمزۂ صاحبقران نے فوراً گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا اور عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی حضور کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت نے یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس صحرائے سبزہ زار جائے صید و شکار مین شرف قدمبوسی حضور مجکو حاصل ہوا ہر چند کہ بعد دو ایک روز کے یہ حقیر حاضر خدمت حضور ہونیوالا تھا لیکن میرے طالع نے ایسی رسائی کی کہ آج ہی مجکو حضور کی زیارت حاصل ہوئی حمزۂ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان نے سر حمزۂ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت و دلاوری کی کی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے سر دست چند لعل بدخشان بے مثل و لاثانی ہاتھون پر رکھکر نذر دی نوشیروان باوجودیکہ شہنشاہ ہفت کشور تھا اون لعل بے بہا کو دیکھ کر متحیر ہوا اور خوش ہوکر نذر قبول کی اور اوسی وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچون کا نہایت پُر زر لایا جائے اور دو خلعت سات سات پارچون کے جلد حاضر کیے جائین چنانچہ بموجب حکم نوشیروان جو کشتیان کہ نوشیروان اپنے ہمراہ لے گیا تھا اُمرا اور وزرا بدست مردمان دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اول وہی خلعت

اکیس پارچون کا حمزۂ صاحبقران کو دیا اور وہ دونون خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیے اور ایک ہار موتیون کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اوس کی کوئی بادشاہ بھی نہ دے سکتا تھا حمزۂ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزہ صاحبقران کے گلے مین اپنے ہاتھ سے پہنا دیا اور ایک مرکب کہ جس کا نام مجنون تھا حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بعد ادب آداب وتسلیم وکورنش بجا لائے بعد اس کے حمزۂ صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ کے نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو اوس صحرائے سبزہ زار اور جاے صید و شکار سے بصد عزت و احترام مع سرداروں کے مداین مین لایا اور لشکر حمزۂ صاحبقران پل شادگام پر قیام پذیر ہوا جب نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا اوسوقت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند اس دربار مین جسقدر دنگل ہین جس دنگل پر تمھارا دل چاہے بیٹھو حمزۂ صاحبقران نے جو دربار مین چار جانب بنظر غور دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک دنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اوسپر کوئی نہین بیٹھا ہے اور غاشیہ اس دنگل پر پڑا ہے حمزۂ صاحبقران غاشیہ دور کر کے اوسی دنگل پر بیٹھے چونکہ وہ دنگل گستہم زرین کفش کا تھا اور وہ بحکم نوشیروان براے مقابلہ بہرام گرد گیا ہوا تھا اسوجہ سے اُسکے دنگل پر غاشیہ پڑا تھا الغرض جب حمزۂ صاحبقران دنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور ماردشیر فرزندان گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف لے گئی اب تم دونون بھائی نامرد اور بودے ہو گئے تم کو اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار نوشیروان مین درمیان دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان مین نامردون کے بیٹھنے کا کیا کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر اپنی جان دیدیتے ہین اور ادنی سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت نہین کرتے ہین پس تم کو لازم ہے کہ اب تم اس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار نہ کیا کرو اگر بیحیا اور بے غیرت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی غیرت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ جس مین بیغیرتی سے بچو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زہر کھا کر ہلاک ہو جاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور بے حیا ہو کر اگر زندہ رہے تو کیا ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آردشیر اور ماردشیر پسران گستہم زرین کفش نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سُنی گھبرا گرا اور متحیر ہو کر بختک سے پوچھنے لگے کہ اے بختک اسوقت تم ہم سے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب زیادہ پیے ہوے ہو ہم ایسے دلاورون کو نامرد کہتے ہو اور بے حیا اور بے غیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا مین ڈوب کر اپنی جان دین اور کس وجہ سے زہر کھا کر اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ بتاؤ تو کہ اس کا کیا سبب ہے بختک نے کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تم اندھے بھی ہو گئے اور تمھاری آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین اور یہ بھی مجھکو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے نزدیک بھی بدتر ہو اب مین کیا کہون اگر تم عقلمند ہوتے تو تم کو اشارہ کفایت کرتا آردشیر اور ماردشیر یہ گفتگو مہمل خلاف اپنی شان کے سُن کے نہایت برہم ہوے اور فرط غیظ سے کانپنے لگے

رنگ رخون کا کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر ہاتھ قبضون پر تلوارون کے رکھکر بختک سے جھنجھلا کر کہنے
لگے کہ او نالایق و نامعقول بڑی دیر سے ہمکو کلمات سخت و درشت کہتا ہے اور مفصل احوال بیان نہین
کرتا ایسا تو دل چاہتا ہے کہ تجھکو اسی دربار مین قتل کر ڈالین مسوقت بختک نے دیکھا کہ آردشیر اور ماردشیر
گرما گئے اور غصہ انکو آگیا اُسی وقت بختک بولے کہا کہ اے بہادر رو اصل حقیقت یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران
اسوقت تمھارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہین اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہین ایک مجاور خانہ کعبہ کے بیٹے ہین
کوئی نامی گرامی بھی نہین ہین اگر اسوقت تمھارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر حمزہ صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا
اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزا سے معقول دیتا مگر افسوس وہ یہان پر نہین ہے اگر تمکو کچھ دعوی دلاوری ہے
تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور خانہ کعبہ کو اٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو بیٹھے رہو مین نے تم سے پہلے بھی کہا
تھا اگر تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے بختک تو یہ کہکے چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ
مین لڑوانے کی تدبیر تو معقول کی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اگر حمزہ صاحبقران کو انھون نے دنگل سے
اٹھا دیا تو حمزہ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا دل نہایت خوش ہو جائیگا اور اگر حمزہ
صاحبقران دنگل سے نہ اٹھے اور ان دونون کو ہلاک کرینگے تو بھی نوشیروان حمزہ صاحبقران
سے ناراض ہوکر قتل کریگا یا قید کرے گا یہ عزت اور حرمت حمزہ کی نہ رہے گی بہر طور بخوبی مطلب دلی اپنا
بر آئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہے اور چپکا شکل بامسکین کے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے لیکن اب حال
آردشیر اور ماردشیر فرزندان گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک نے مفصل حال بیان کیا
اسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے حمزہ صاحبقران ہمارے سامنے ہمارے باپ کے
دنگل پر بیٹھے ہین اگر ہم انکو دنگل سے نہ اٹھا دین اور یونہین بیٹھے رہین تو بیشک ہم مرد نہین ہین یہ خیال
کرکے آردشیر اپنے دنگل سے اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران جاکر یہ کہنے لگے کہ یہ دنگل جس پر آپ بیٹھے ہین
میرے باپ کا ہے اور وہ دلاوری اور بہادری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتے ہین اگر اس زمانہ مین رستم
و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و طوران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمانبردار ہوتے اور پہلوانی
مین شاگرد ہوتے پس آپ کو مناسب نہین ہے کہ ایسے دلاور یکتائے روزگار کے دنگل پر بیٹھے اور اس
دربار مین کسی اور دنگل پر نہ بیٹھے اور اس دنگل سے ابھی اُٹھ جائیے ہمنے آپ کا بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی
اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم اوسکو سخت سزا دیتے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو آردشیر کی سُنکے جواب دیا
کہ مین اس دنگل پر بموجب فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہون اب ممکن نہین کہ اس دنگل سے اور دوسرے
دنگل پر بیٹھون اور اس دربار مین تو مین اسی دنگل پر آج بیٹھون گا اور جب تک مداین مین رہونگا
اسی دنگل پر بیٹھا کرون گا اور یہ جو تم نے کہا کہ ہم نے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اوسکو دنگل سے
اٹھا دیتے پس اب مین تم سے کہتا ہون کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوی دلاوری ہے تو مجھکو
اس دنگل سے اٹھا دو اور اگر نامرد اور بودے ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت نہ کرو ورنہ
ایسی سزا انکو دیجائے گی کہ ہمیشہ یاد کرے گے تم نے ابھی شیرون کا جلال نہین دیکھا ہے اسوقت دل یہ
چاہتا ہے کہ تم کو بے ادبانہ گفتگو کرنے کی یہ سزا دون کہ زبان تمھاری دہن سے کھینچ لون تاکہ پھر تم
کسی دلاور سے گفتگو کے لایق نہ رہو جسوقت یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی آردشیر نے سنی غصہ مین تو پہلے

جب

ہی سے تھا اب اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلوے حمزہ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا ابھی اس دنگل سے اٹھ جا حمزہ صاحبقران نے بند دست آردشیر کا پکڑ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمہ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اُسوقت دربار نوشیروان مین ہر ایک سردار یہ قوت و طاقت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرات نہوئی کہ بعوض آردشیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوے سخت کرے جسوقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور مردم آردشیر کو دربار نوشیروان سے اٹھا لیگئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزہ صاحبقران نے تمام حال آردشیر کی گفتگو کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہو کر اور حمزہ صاحبقران کے احسان کا خیال کر کے چپکا ہو رہا لیکن مارد شیر بن گستہم نے جسارت کر کے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران گستہم پہلوان بے مثل و بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہین ہے کہ اپنے پہلوان کے دنگل پر بیٹھین اور اگر گستہم کے دنگل پر آپ بیٹھتے ہین تو کوئی کار نمایان ایسا کیجئے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کرین حمزہ صاحبقران نے فرمایا تمھارے نزدیک جو امر اہم ہو وہ مجھسے بیان کرو تاکہ مین ابھی اُس امر دشوار کو تمھارے روبرو اسی وقت سہولت سے انجام کو پہونچاؤن مارد شیر نے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُنکے ایک کمان ایسی سخت منگوائی کہ اگر رستم و اسفندیار اور گیو بیژن بھی زندہ ہوتے اور وہ سب اُس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھنچتی الغرض جب وہ کمان دربار مین آئی اور قباد نے واسطے کھینچنے کے حمزہ صاحبقران کو دی حمزہ صاحبقران نے سر دربار اُس کمان سخت کو جو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ گئی حمزہ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دے کر فرمایا کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے مین ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار خیال کرتے تھے مارد شیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار نوشیروان یہ زور حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم بھی کھینچتے تو نہ کھنچتی حمزہ صاحبقران نے تو اس کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے کہ حمزہ کے دست و بازو مین نہایت قوت ہے سرداران نامی تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جبکہ دیکھا کہ حمزہ میرے پسر خواندہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا کہ جو کسی پہلوان سے کھنچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا اور اُسی عالم خوشی مین کشتیان شراب کی طلب کین بمجرد حکم ساقی بچے کشتیان شراب کی لائے اول ایک ساقی بچے نے ساغر بلورین کو مے گلرنگ سے مملو کیا اور بعد ادب روبرو سے نوشیروان لے گیا نوشیروان نے جام شراب لے کر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان ساقی بچے ہر ایک پہلوان اور امراے عالیشان کے روبرو ساغرے لائے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے شراب پی شعر بھلاؤن محتسب کا خون دور بزم بادہ کش ہون مین ٭ زمین پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر دل سے ۔ کسی امیر نے جام مے ارغوان لیکر اور ساقی بچے سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر وہ سیکش ہون کہ میخانہ مین رو دون اشک خون ساقی ٭ بھر آئے دل مرا شیشہ جو خالی ہو کوئی مل سے ٭ جب ساقی بچہ جام مے ارغوان روبرو حمزہ صاحبقران لایا حمزہ صاحبقران نے شراب نہ پی نوشیروان نے باعث شراب نہ پینے کا پوچھا حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور مین ایک وجہ سے شراب نہین پیتا ہون اور وہ وجہ لایق عرض نہین ہے نوشیروان کچھ سمجھکے چپکا ہو رہا خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور حمزہ صاحبقران مار الم کے عادی ہین اگر حکم ہو تو میرے یہان مار الم تیار ہے لے آؤن نوشیروان

نے گفتگو بزرجمہر کی سمجھکے حکم دیا کہ اچھا واسطے حمزہ کے مار اللّم لے آئیے یا کسی سے منگوا لیجے خواجہ بزرجمہر
نے ابوالخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے مار اللّم جاکر لے آؤ ابوالخیر گیا اور مار اللّم لے کر حاضر ہوا
خواجہ بزرجمہر نے خود بھی مار اللّم پیا اور حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران کو
دیا ہر ایک سردار نے بعد پینے حمزہ صاحبقران کے مار اللّم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہو جانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

کوچہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان میں اس طرح کھینچتے ہیں کہ جب دربار نوشیروان میں ساقی نے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے اور حمزہ صاحبقران مار اللّم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھکے بازار ملک مدائن میں گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے ہٹاتے ہوئے آتے ہیں بعد آگے نکل جانے سواروں اور پیدلوں کے ایک فنس کہار لیے جاتے ہیں ہمراہ فنس کے چوبدار اور کہاریاں دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں چھٹکا فنس کا پڑ رہا ہے اور پیچھے فنس کے چند میانے ہیں خواجہ عمرو نے مردمان شہر مداین سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہے اکثر باغ میں واسطے سیر کے جایا کرتی ہے آج بھی یقیناً اپنے باغ میں جائیگی اور دو ایک روز باغ میں رہیگی خواجہ عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سنکے خیال کرنے لگے کہ ای عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے باغ میں دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلد تر خواجہ دربار نوشیروان میں آئے اور پہلوان عادی سے آہستہ کہنے لگے کہ دربار میں بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کریں میوے انواع و اقسام کے اچھی طرح تم کو کھلائیں پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھرکے مجکو کھلاؤگے اسوقت میں نہایت گرسنہ ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی میں تمکو اسقدر بادام و انار شیرین وغیرہ کھلاؤنگا کہ تم سیر ہو جاؤگے علاوہ اسکے ایک بات بھی تم سے کہنی ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکر دربار سے اسطرح اٹھا کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے ہوئے دیکھا نہیں جب دربار سے اٹھکے بازار میں آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجکو کھلاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی یہاں ایک باغ ہے اس باغ میں چلو وہیں پیٹ بھرکے میوے باغ کے کھانا پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہے اور کہاں ہے خواجہ عمرو نے کہا میں بتائے دیتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہے اس نے خواجہ عمرو کا نشان بتادیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہوگیا اسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہاں سے ایک فرسخ پر ہے جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانے کے لیے چلے اثنائے راہ میں پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ وہ کون سی بات ہے جسکے سننے سے مجکو خوشی ہوگی بیان کرو خواجہ نے کہا اے پہلوان عادی وہ بات یہ ہے کہ بختک وزیر نوشیروان تمکو جوان خوشرو اور صاحب عزت و قوت خیال کرکے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کرے تو میں

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کردون چونکہ دختر بختک اسوقت باغ مین گئی ہوئی ہے اسواسطے مین تمکو اُسی باغ مین لیے چلتا ہون کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کر لو جب دختر بختک کو پسند کر لوگے تو پھر مین بختک سے گفتگو تمہاری شادی کی کرونگا اور تمہارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کرونگا پہلوان عادی یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سُن کے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا اور کسی شاہزادی کے ساتھ ہو جاے تو آرزوے دلی میری بر آے مجکو حسرت ہے کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہو جاے لیکن اے خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہین دیتا ہے بلکہ کوئی زن بازاری بھی میرے پاس آتی نہین ہے ہر ایک عورت میری ہم بستری سے ڈرتی ہے آجتک مین وصل زنان سے مجبور و محروم ہون خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب تمہاری آرزوے دلی بر آے گی بختک نے تمکو اپنی دامادی کے واسطے پسند کیا ہے اسوقت چل کے اُسکی دختر کو دیکھ کے تم بھی پسند کر لو پھر مین جلد تر تمہاری شادی کرا دونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری شادی دختر بختک سے مین کرا دون تو تم مجکو کیا دوگے اسوقت مجھسے اقرار اور وعدہ کر دو کہ بعد عقد مین اس قدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ مین تمکو زر کثیر دونگا لیکن جلد میرا عقد ہو جاے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز مین انشاءاللہ تمہاری شادی ہو جاے گی غرض اسی طرح کی باتین خواجہ کرتے ہوے جلد تر در باغ پر پہونچے وہان خواجہ عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان اور نگہبان بیٹھے ہین خواجہ عمرو نے خیال کیا اگر در باغ سے باغ مین ہم دونون آدمی جاوینگے تو دربان باغ نہ جانے دینگے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو پہلوان عادی کو لے کر عقب باغ آے اور ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ باغ مین راہ نقب سے لیگئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب ہے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہین غرض باغ مین جاکر میوے باغ کے پہلوان عادی کو کھلانے اور سیر باغ کی کرنے لگے اُسوقت تک دختر بختک باغ مین نہین آئی تھی کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی راہ نزدیک سے جلد تر باغ مین آے تھے غرض خواجہ عمرو اور پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے ہوے ایک جانب باغ کے گئے وہان دیکھا کہ ایک چمن مین ایک گنبد ہے اور گنبد کا در بند ہے جب خواجہ نے اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اُس گنبد مین تصویر سنگی لات و منات کی رکھی ہے اور وہ تصویر دس گز لنبی اور پانچ گز کی چوڑی ہے اور اُس مین جوف ہے خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس تصویر کے جوف مین کیا ہے پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو ہٹا کے دیکھا تو اُسکے جوف مین اشرفیان اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر سب زر و جواہر لے لیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ دختر بختک اس باغ مین آتی ہوگی تمکو لازم ہے کہ اس تصویر کے جوف مین جس طرح ممکن ہو چپکے بیٹھ رہو یقین ہے کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہان بھی ضرور آئیگی جسوقت وہ آوے جو تمہارا دل چاہے کہنا چپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے کہا مین دختر بختک کو اس تصویر مین بیٹھکر کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا مین اس تصویر کے چہرے مین دو تین سوراخ کیے دیتا ہون ہر چند کہ دہن اس تصویر کا کھلا ہوا ہے اور راہ دہن سے اس تصویر کے اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و جواہر ڈالا ہے جو مین نے اسوقت لے لیا لیکن احتیاطاً اور دو چار سوراخ چہرۂ تصویر مین کیے دیتا ہون تم انھین سوراخون سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس سے باتین محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چہرہ تصویر

مین دو تین سوراخ اور کردیے اور پہلوان عادی کو اُس تصویر کے جوف مین بٹھاکر آپ بھی درختون مین چھپ رہے یکایک در باغ پر غل اور شور ہوا اور دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بختک مع اپنی ہم جلیسون کے سواری سے اُتر کے باغ مین آئی دروازہ باغ کا بند کروایا جسوقت دختر بختک باغ مین آئی اول موافق قاعدہ تنہا کچھ پھول اور پانی لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور تنہا ہو کر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بختک نے پھول چڑھاے اور لٹیا سے اُس تصویر پر پانی ڈالا اور زر و جواہر دہن مین اُس تصویر کے ڈالا وہ سب زر و جواہر پہلوان عادی کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے روبروے تصویر ہاتھون کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد بر آے گی ہمکو سجدہ نہ کر جلد سر اُٹھا دختر بختک نے جو تصویر سے تقریر سُنی ڈر کے کانپنے لگی حواس منتشر ہو گئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بختک نے تصویرات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہین آئی تھی آج جو آواز تصویر سے پیدا ہوئی تو نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور اُسی عالم خوف و خطر مین چلا کر بھاگنے کا قصد کیا یکایک وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیون ہے اور کیون ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم تجھسے گلے ملنے کو آتے ہین ہم کو تجھسے اب الفت ہو گئی تجھ پر اب ہم عاشق ہو گئے تیری ہی واسطے ہم یہان آئے تھے خواجہ عمرو درختون کی آڑ مین بیٹھے ہوے تمام باتین پہلوان عادی کی سُنتے تھے اور بے اختیار ہنستے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ مین نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے بیٹھنا اور دختر بختک سے کچھ باتین کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتین پہلوان عادی دختر بختک سے کر رہا ہے لیکن جسوقت دختر بختک نے دیکھا کہ تصویر خداوندلات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے اور باتون کی تصویر سے آواز آتی ہے اسوقت اور زیادہ دختر بختک چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان باغ غل سُنکے گھبراے مگر باغ مین نہ آسکے کیونکہ کُنڈی در باغ کی ہم جلیسون نے دختر بختک کی بند کردی تھی ہر چند اُنھون نے پکار کے کہا کہ کُنڈی کھولدو مگر کسی نے اُس ہنگامہ مین کُنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن ہم جلیسین دختر بختک کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑین اور پکارین ای وزیرزادی کیون چلاتی ہو اور کیون ڈرتی ہو کیا ہوا گھبراؤ نہین ہم آتے ہین ادھر پہلوان عادی نے تصویر جوف سے نکل کے اور دونون ہاتھ بصد شوق اور بہزار اشتیاق پھیلاکے دختر بختک کو اپنی آغوش مین کھینچا اودھر ہمجلیسین دختر بختک کی بھی تصویر کے قریب پہونچین بعضی تو پہلوان عادی کو بے شاخ سر کا دیو خیال ایسی ڈرین کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گئین بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچ کے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیان مارنے لگین اکثر دور سے صدہا گالیان دینے لگین بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگین کہ او موے یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیرزادی کو چھوڑدے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور لے لیکن ہماری وزیرزادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہر چند ہم جلیسون نے فریاد کی مگر پہلوان عادی نے دختر بختک کو نہ چھوڑا اور روبرو اُنھین عورتون کے دختر بختک سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت پہلوان عادی مدعاے دل حاصل کر چکا دختر بختک کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگانے اور پیار کرنے کا قصد کیا لیکن دختر بختک کو بے حس و حرکت دیکھکر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گئی جسوقت پہلوان عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بختک مر گئی ہر چند کہ خواجہ عمرو عقب پشت زیر درخت کھڑے تھے لیکن

پہلوان عادی نے نہ دیکھا اور پکارا کہ اے خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہو گیا معشوقہ میری مر گئی پہلوان
عادی کو اپنے ہجر کا داغ دے گئی یہ تقریر جو عورتوں اور مردوں نے سنی سب کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دو مرد اس باغ میں ہیں الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ
اے پہلوان عادی اب اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس گئے خواجہ عادی کو ہمراہ اپنے لے کر
نقب میں گئے اور راہ نقب سے بیرون باغ پہونچے ادھر سواروں اور پیدلوں کے کہنے سے دختر بختک کی ہجلیسوں
نے دروازے کی کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہر چند تین طرف تلاش کیا مگر کسی کو باغ میں
نہ دیکھا لیکن چوتھی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتوں سے معلوم ہوا کہ اس طرف دختر بختک عجب حال سے
مری ہوئی پڑی ہے سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ میں پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو ہر ایک درخت کے
نیچے گھوم رہے ہیں ہجلیسیں دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے نقب سے باہر
نکل کے کہا کہ اے پہلوان عادی یہ تم نے کیا حرکت ناشایستہ کی تمکو یہ حرکت کرنی لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزہ
صاحبقران یہ حال سنیں گے تو تم سے کس قدر ناراض ہونگے اور نوشیروان تم پر کیسا خفا ہوگا عجب نہیں
کہ قتل کرے بختک تو تمہاری جان اور عزت کا دشمن ہو جائیگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں نے
یہ فعل بے اختیاری میں کیا کیونکہ جسوقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور میں نے اوسکو سوراخوں سے دیکھا
دل میرا دیکھتے ہی بیچین ہو گیا ہر چند میں نے ضبط کیا مگر ضبط نہ ہو سکا آخر دل کی بیتابی اور بیقراری سے اٹھا
اور دختر بختک سے عالم بیخودی میں ہم آغوش ہوا اے خواجہ جب میں مدعاے دلی حاصل کر چکا اسوقت مجکو ہوش
آیا اب جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہو گا وہ ہوگا یہ حرکت بد تو مجھسے بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان
عادی اب یہاں سے چلو خیر دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے وقت چلنے کے سنا کہ وہ سب ہجلیسیں یہ کہکے فریاد
کرتی ہیں اور روتی ہیں کہ اے جمیلہ وزیرزادی ہماری افسوس کیا تم بری اور خراب موت سے مریں ہای ظالم
نے کیا کیا کہ تمہاری جان صدمہ سے نکل گئی تکلیف اور اذیت نہ اٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ بین ہجلیسوں کے
سن کے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ کے
چلے اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہ ہے
کہ تم اس تالاب میں نہاؤ اور غسل کر لو اور پائجامہ دھو ڈالو پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو
کے تالاب میں اتر کے غسل کیا اور پائجامہ دھو ڈالا اور وہی پائجامہ پہن لیا اتنی دیر میں خواجہ عمرو نے ایک
پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مہر کندہ کر کے اور جلد تر اس پرچہ پر وہی مہر کر کے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے
پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اسکو رہنے دو
تمہارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکر چلے اثناے راہ میں پائجامہ خشک ہو گیا آخر بعد قطع راہ
خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان میں پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھے اور
پہلوان عادی اپنے دنگل پر بیٹھا لیکن باغ میں جملہ سواروں اور پیدلوں وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان
عادی کو ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا مگر ایک جگہ باغ میں نقب دیکھکر سب کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی نقب
کی راہ سے وہ دونوں نکل گئے بعضے سواروں نے نقب میں جا کر دیکھا لیکن خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
کو وہاں بھی نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہو کے کہنے لگے کہ اے ہجلیسان دختر بختک اب تم اپنے ہاتھ سے کفن میں

دختر بختک کی نعش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ کو اس خبر ملال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے فنس کو باغ مین منگوا کر جمیلہ کو فنس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہوئین کہارون نے فنس اور میانے اُٹھا لیے اور زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختک کے مکان پر پہونچے اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا سنی گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے پر آئین تمام حال سنکے روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے روکر تمام حال بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ نے صدمۂ مرگ دختر مین نہایت حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بصد نالہ و آہ بہانے لگی محل مین ایک غلغلۂ حشر بلند ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ فنس سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل مین لائی اور حال خراب پر اُسکے نظر کرکے اُسکی ہم جلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی پر از حد غصہ آیا اور اُسیوقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت چوبدار در دولت نوشیروان پر پہونچا اور بختک کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجکو بلانے آئے ہین فوراً نوشیروان سے اپنے گھر جانے اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے ٹچرے پر سوار ہوا اور چوبدارون کو گریان دیکھکر باعث بُکا پوچھا اُنھون نے عرض کیا حضور اب تو تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور نالہ و بیقراری ہے حضور پر ظاہر ہو جائیگا بختک یہ تقریر چوبدارون سے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور گھبرا کر جلد اپنے ٹچرے کو ہانکا اور اپنے مکان کی طرف چلا بختک تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف جاتا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک دربار نوشیروان سے گیا تو پہلوان عادی نے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ نعش بختک کی بیٹی کی باغ سے آئی ہے اسی واسطے زوجۂ بختک نے بختک کو بلایا ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خواجہ عمرو نے اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ اور تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجکو اپنی جان کا خوف ہے نہ دربار کا بختک ضرور میرے ظلم کی فریاد نوشیروان سے کریگا اور نوشیروان عادل ہے یقیناً مجکو قتل کرے گا خواجہ عمرو نے اشارے سے جواب دیا کہ اگر ہم تم کو قتل ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری جان بچالین تو ہم کو کیا دوگے پہلوان عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو نے اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس ہزار روپیہ نہ لون گا تم جانو جیسا تمنے کیا ہے ویسی سزا پاؤگے ضرور قتل کیے جاؤگے مین تمھارے مقدمہ مین کچھ نہ بولون گا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانیکی نہ کرونگا بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے چلا جاؤن گا پہلوان عادی اشارۂ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو کی سمجھ اشارے سے بمنت اور سماجت کہنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہے ضرور میری جان بچانیکی کوئی تدبیر کیجیےگا اور ایسی تقریر کیجیےگا کہ مین قتل نہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت میرے اوپر رحم کرو اور جان میری بچالو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تمکو دونگا اور جب تک زندہ رہونگا مرہون احسان رہون گا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ رقعہ اپنا مُہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان عادی نے دربار سے اُٹھکے اور علیحدہ خواجہ کو لے جاکر رقعہ لکھ دیا اور مُہر اپنی رقعہ پر کردی اور خواجہ کا

اطمینان بخوبی کر دیا بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل ہونیکی کچھ نوکر چکے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کرکے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تو تدبیر سوچکر دربار مین بیٹھے ہین اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہے لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہے اب حال بختک بدمآل کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چوبدارون کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور آواز گریہ و بکا اُسنے سنی اوسوقت اور زیادہ بدحواس اور متحیر ہوا اور جلد اپنے ٹٹو سے اُتر کے بیتابانہ اپنے مکان کے اندر گیا وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی دیکھا کہ اُسکا حال کثرت گریہ و بکا سے بہت غیر ہے مکان مین غلغلہ حشر بلند ہے ایک میت پلنگ پر پڑی ہے دوشالہ اُس میت پر پڑا ہے گرد اُس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین بختک یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ کوئی مر گیا ہے یہ سب اُسی کو روتی ہین یہ خیال کرکے بختک نے بیتابانہ اپنی زوجہ سے پوچھا صاحب تم کس کو رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہے کون مر گیا ہے اسقدر گریہ و بکا کسکے غم مین تم کرتی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب عورتین بھی زیادہ تر نوحہ و بکا کرنے لگین اُسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جسوقت بختک کو تمام کیفیت اپنی زوجہ اور ہمجلیسان جمیلہ سے مفصل معلوم ہوئی اُسوقت تو بختک اسقدر رویا کہ ابر بہار اسکی اشکباری سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اُسی عالم رنج و غم مین بختک نے یہ خیال کیا کہ میری بڑی ذلت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجکو زندہ رہنا اور ہمچشمون مین بیٹھنا مناسب نہین ہے میری آنکھ کسی سے دوچار نہوگی ہر شخص مجکو بیحیا اور بےغیرت تصور کریگا اور مجکو دیکھکر ہنسے گا پس لازم یہ ہے کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کرون جو شخص میرے مرنے کا حال سنے گا یہی کہے گا کہ بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کرکے فوراً بختک نے جام زہر تیار کیا اور جام زہر کو اُٹھا کر چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل بختک کو بہ گریہ و زاری جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ اگر تم جان اپنی دیدوگے تو دشمن اور زیادہ مسرور اور شاد ہونگے اور تمھارے ہلاک ہونے سے تمھاری بیٹی زندہ نہوجائیگی اب تمکو لازم ہے کہ اپنی بیٹی کے ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ قتل کیے جائین اور اپنے جرم کی سزا پائین اور نوشیروان بادشاہ عادل ہے اُس کے پاس جاکر فریاد کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک ہونے کا بیان کرو وہ بادشاہ عادل اور منصف ہے پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو قتل کرے گا جسوقت بختک کو خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون ناحق ہوجانے کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ عادل ہے خود غور کرے گا دوسرے مین اُسکا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کرے گا یقیناً میری بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزاے معقول دیگا عمرو مان شہر کو اور سرداران حمزہ صاحبقران کو خوف ہو گا ہر ایک اعلی و ادنی قہر سلطانی اور عدل شاہی سے ڈر جائیگا پھر کوئی ایسی حرکت ناشائستہ نہ کرے گا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے میرا دل خوش ہو گا القصہ بختک نے یہ خیالات کرکے اُسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ لیکر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا باحال تباہ و پریشان در دولت

نوشیروان پر آیا ہر ایک شخص بختک کا یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ اے وزیر نوشیروان یہ تمنے اپنا حال کیون کہا کیا تم کو صدمہ و ملال ہوا کس نے تمکو ستایا ہرچند بختک سے لوگون نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور نہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا جسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سنی متحیر ہو کر اپنے سرداروں سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیون روتا ہے اُنھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہمکو معلوم نہین ابھی اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ یکایک بختک چاک گریبان باحال پریشان جام و خنجر ہاتھون مین لیے ہوئے روبروے نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری عرض کرنے لگا کہ حضور کے عہد مین عجیب ظلم ہوا مین حضور کے روبرو یہ جام زہر پیتا ہون نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کر پوچھا اے بختک جلد بیان کر تجھپر کس نے ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند سر دربار کیا عرض کرون غیرت و شرم سے وہ ظلم عرض نہین کیا جاتا لیکن اگر حکم ہو تو مین سمع مبارک حضور مین عرض کرون اور حضور انصاف فرمائین اور جنھون نے مجکو صدمہ دیا ہے انکو قتل کرین نوشیروان نے فرمایا اے بختک جو تجکو عرض کرنا ہے اگر وہ ظلم سر دربار اظہار کے لایق نہین ہے تو ہمارے گوش مین آہستہ کہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ خواجہ عمرو اپنی جگہ سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر صاحب دولت و اقبال عادل بے عدیل و بیمثال اگر اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو اور بختک کو بھی منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کریگا اُسی امر کو مین خدمت حضور مین بالتفصیل عرض کرون نوشیروان نے یہ گفتگو سے خواجہ عمرو کی جانب بختک دیکھا بختک خاموش رہا نوشیروان نے خاموش رہنے بختک سے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہے یہ خیال کر کے نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات خلاف عرض کرون یا کوئی بات پوشیدہ کرون نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اسوقت خواجہ عمرو نے سر دربار اس طرح بیان کیا کہ اے شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہے کہ جس روز پہلوان عادی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار مین حاضر ہوا اُسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا اور مجھسے باتین کرتا ہوا جا نکلا اُسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے مین چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و بازو اور عالم شباب پر نظر کی بے اختیار پردہ چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مسکرائی اور اشارے سے کہا ٹھہر جاؤ آگے نہ جاؤ اسوقت بموجب اشارہ کرنے دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ مین ہمراہ پہلوان عادی تھا اسوجہ سے مین بھی ٹھہرا اُسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھسے پوچھا کہ یہ جوان جو تمھارے ہمراہ ہے کون ہے نام اُسکا کیا ہے شادی اسکی کہین ہوئی ہے یا نہین مین نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام پہلوان عادی کہتے ہین اور یہ شاہزادہ قلعہ تنگ رواحل ہے اور خود حاکم قلعہ ہے پہلوانی مین یگانہ آفاق ہے اور سردار نامدار حمزہ صاحبقران ہے اے شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سن کے کچھ فکر کرنے لگی اور بعد ایک لمحے کے مجھسے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو جلنے نہ دینا مین ابھی آتی ہون یہ کہکر دختر بختک چلی گئی ہم دونون زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے مین آئی اور ایک پرچہ

کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ اس پرچۂ قرطاس مین لکھا ہے تمکو لازم ہے کہ اُس تحریر پر عمل کرو اے شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک پہلوان عادی نے سنکے وہ پرچۂ قرطاس جو دختر بختک نے جھروکے سے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور مین نے اُس رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ مین یہ لکھی تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و بوے چمن خوبی و مہرو بے مثال گلشن محبوبی جوان بیمثال و خوش رو و خوش جمال مایل عیش و شادی پہلوان عادی زاد محبتہ و الفتہ بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و یکجائی کے تمکو معلوم ہو کہ اسوقت جو مین نے تمکو جاتے ہوے دیکھا مفصل کیا لکھون جو محبت و الفت تم سے مجکو ہوئی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ دل میرا تمھارے دام الفت مین گرفتار ہو گیا ہے اور تمھارے خنجر ابرو سے مجروح ہوا ہے دل تو چاہتا ہے کہ اسی وقت تم کو اپنے پاس بلاؤن لیکن بخوف مادر و پدر بلا نہین سکتی کل مین سیر کے بہانے سے اپنے باغ مین جو یہان سے تھوڑی دور ہے جاؤنگی لہذا تم میرے باغ مین ہنگام سحر ضرور آنا مجکو تم سے کچھ کہنا ہے اور مین بیٹی بختک وزیر نوشیروان کی ہون اگر تم باغ مین میرے پاس نہ آؤگے تو مین اپنے ہلاک کرونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز آرزوے یکجائی کے اور کیا لکھون بعد اس عبارت لکھنے کے دختر بختک نے اپنی مُہر اُس رقعہ پر کی تھی مین نے جو مُہر کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھا اے شہنشاہ عالی وقار دختر بختک سے دریافت کیا جاے کہ اُنکی جمیلہ نام ہے یا نہین نوشیروان نے بختک سے پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا نام بیشک جمیلہ ہے بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ پڑھ چکا اُسوقت اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک سے اقرار باغ مین آنے کا کیا کہ اگر باغ مین اسکے پاس نہ جاؤنگا تو یہ زہر کھا کر مر جاویگی نہین معلوم اسکو مجھسے کیا ہے الغرض پہلوان عادی اقرار باغ مین آنے کا کرکے چلا آیا اور روز دیگر ہنگام سحر میرے ہمراہ نشان باغ لوگون سے پوچھکر چلا بعد قطع راہ باغ مین گیا اور مین بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا چونکہ دختر بختک منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان عادی کے خوش ہو کر آگے بڑھی چند ہمجلیس عورتین اُسوقت اُس کے ہمراہ تھین دختر بختک باغ سے پہلوان عادی کو لیجا کر باغ کی بارہ دری مین بٹھایا اور آپ بھی قریب پہلوان عادی کے بیٹھی اُسوقت مین بھی ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی نے کہا اے دختر بختک مین اسوقت بموجب اقرار تمھارے پاس آیا ہون اب جو کچھ تم کہنا ہو کہو جمیلہ دختر بختک نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تمکو مین نے اسواسطے بلایا ہے کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد فرقت و الفت کا جلد علاج کرو اور تمناے دلی میری بر لاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سنکے کہا کہ مین مسلمان ہون تا وقتیکہ تم مسلمان نہوگی اور مین تم سے عقد نہ کرلونگا اُسوقت تم سے ہم آغوش نہونگا جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سُنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجھکو مسلمان ہونا اور تم سے عقد کرنا بھی منظور ہے اے شہنشاہ فلک بارگاہ جسوقت مین نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُنی اپنے دل مین خیال کیا کہ جمیلہ کو کس قدر آرزوے وصل پہلوان عادی کی ہے کہ مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہے اور یہ کچھ خیال نہین ہے کہ ایسے زبردست اور قوی ہیکل پہلوان سے ہنگام آغوش کیا صدمہ اور اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی نزاکت و

اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال نہیں ہے نہیں معلوم کہ کونسی تدبیر کریگی کہ پہلوان عادی
سے وقت ہمبستری کے اپنی جان بچائیگی بظاہر تو ثابت ہوتا ہے کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ کے ہلاک ہو جائیگی
لیکن اے شہنشاہ فریجاہ مین یہ خیال کر کے چپکا بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان عادی سے منع نکر سکا
کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ کے پہلوان عادی نے جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا
بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھسے واسطے عقد پڑھنے کے کہا حضور مین نے جمیلہ سے پوچھا کہ مین
تمھارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کرور زر سرخ پر پڑھون اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت جمیلہ دختر
بختک نے کہا چپکے سے ہون پھر مین نے پہلوان عادی سے کہا ہان پڑھو مجکو قبول ہے غرض حضور
مین نے روبرو مجلسیان جمیلہ کے پہلوان عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر ہمجلیسین میرے اشارے سے
صحن باغ بین چلی گئین اور مین بھی بارہ دری سے اٹھکر صحن باغ مین چلا آیا دروازے بارہ دری کے
پہلوان عادی نے بند کردیئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سُنی پھر پہلوان عادی
کے رونے کی آواز سُن کے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہو گئی
اُسوقت مین نے خیال کیا کہ مین نے جو قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی
مر گئی پھر مین اور پہلوان عادی باغ سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جاکر جمیلہ کو غسل وکفن
دیکر قبر مین دفن کرون ناگاہ اُسوقت بختک روتے ہوے اور فریاد کرتے ہوے حضور کے پاس آے ہین اب
شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرمائین کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہے خواجہ عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان
عادی سے وہ رقعہ لیکر نوشیروان کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس رقعہ کو ملاخطہ فرمائین اور ایک
میری گواہی کو ہزار آدمیون کی گواہی کے برابر تصور کرین کیونکہ اول تو مین مطلق جھوٹ نہین بولتا
دوسرے بھائی برادر حمزہ صاحبقران ہون کعبہ مین کہ مقام متبرک ہے وہان پیدا ہوا ہون جسوقت کل یہ
تقریر خواجہ عمرو نے کی جملہ اہل دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ
رقعہ پڑھ کے طرف بختک کے دیکھا اور فرمایا کہ تونے خواجہ عمرو کی تو گفتگو سُنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا پڑھا اور دیکھ
کہ اس رقعہ پر تیری بیٹی کی مُہر ہے یا نہین بختک نے رقعہ دیکھکر عرض کیا اے شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا
سب غلط ہے اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا لکھا ہوا نہین ہے یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہے اور میری بیٹی نے
ہرگز عقد پہلوان عادی سے مسلمان ہو کر نہین کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دو نون زبردستی باغ مین گئے اور یہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ ہلاک
ہو گئی حضور انصاف فرمائین اور اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کرین جب یہ گفتگو بختک کی نوشیروان نے
سُنی اُسوقت طرف حمزہ صاحبقران کے دیکھکر فرمایا اے فرزند تم سنتے ہو جو بختک کہتا ہے حمزہ صاحبقران
نے عرض کیا کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی نے یقیناً خطا کی ہے تو حضور اسکو جو چاہین
سزا دین مین اپنے سردار کی طرفداری ہرگز نہ کرونگا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی
تقصیر ثابت نہ ہو تو بختک کی بخوبی گوشمالی کی جاوے کہ بار دیگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نکرے
نوشیروان گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُن کے بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتین اور مرد
ہمراہ جمیلہ باغ تک گئے تھے اونکو اسی وقت ہمارے روبرو بلاؤ بختک گیا جملہ ہمجلیسون کو ڈولیون

مین سوار کرکے روانہ کیا یہان کہارون نے ڈولیان قریب در سلطانی لاکر رکھین اور یہ
بختک سوارون اور پیادون کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر ٹھہرا ادھر خواجہ عمرو نے دربار
سے باہر آکے اپنی صورت بہ شکل زن پیر ایسی بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے کانپتے تھے پھریا تن پر
پڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر مین خم تھا غرض اس صورت سے ہانپتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اور آنسو
بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی ہمجلیسون سے کہنے لگی کہ اے لڑکیو آج تم در سلطانی پر کیون
آئی ہو خیر تو ہے ہمجلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب ہو گیا پہلوان عادی نے جمیلہ
دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اسی ظلم کی فریاد کی ہے نوشیروان
نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو ان کی سن کے اور ہر ایک کو پیار کرکے اور بلائین
لیکے کہا واری اگر تم کہدو گی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے جمیلہ سے بہ جبر و ظلم وہ فعل کیا
کہ جس سے وہ ہلاک ہو گئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہو جائیگا جمیلہ زندہ نہ ہو جائے گی اور کچھ
تم کو بھی مل نہ جائیگا لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ برائی نکرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا
کہ پہلوان عادی قتل نہو جمیلہ کی ہم جلیسون نے کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی
کوئی ہمارا عزیز نہین اور دوست نہین ہے کہ جس کے واسطے ہم جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر
کچھ مال و دولت ہمکو دیتا تو خیر جھوٹھ بھی بولتے اور دختر بختک کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی
کی جان بچاتے پس جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت نہین ہے تو ہم کیون جھوٹی گواہی
دین زن پیر نے یہ تقریر ہمجلیسان جمیلہ کی سن کے کہا کہ اے لڑکیو مین ایک غریب اور محتاج ہون اور
پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہین ہون صرف اسکی جوانی اور ایک کار خیر کا خیال کر کے
موتی اور اشرفیان تم سب کو دیتی ہون اس شرط سے کہ جو مین تم سے کہون وہ تم نوشیروان سے کہدینا
یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت سی اشرفیان اور موتی نکال کے انکو دکھائے جمیلہ کی
ہم جلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان اور سیکڑون موتی بڑے بڑے ہین فوراً اشرفیان اور
موتی دیکھکر انھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو
خیر ہم تمھاری خوشی اور ان موتیون اور اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دیدینگے لیکن پہلے
ہمکو یہ سب اشرفیان اور موتی دے دو پھر جو ہم سے کہدو وہی ہم نوشیروان سے جا کر کہدین
زن پیر نے کہا اگر تم یہ مال و دولت لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون انھون نے کہا کہ
اگر ہم موافق تمھارے مطلب کے گواہی نہ دینگے تو یہ اشرفیان اور موتی ہمسے لے لینا ہمکو ہمارے گھر بھی
نہ جانے دینا زن پیر نے اشرفیان اور موتی برابر برابر ہر ایک ہمجلیس کو دیکر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان عادی
کو ہمارے سامنے ایک رقعہ جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا کہ تم
ہمارے باغ مین آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ مین
آیا تو جمیلہ اس سے طالب وصل ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہو جاؤ
اور میرے ساتھ نکاح کر لو تو البتہ مین تم سے ہم آغوش ہون گا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام
اختیار کیا اور خواجہ عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی

جب ہم بارہ دری میں گئے جمیلہ کو ہمنے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اُنکے روبرو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا کر چلی گئی
تھوڑی دیر میں بختک اُن سوارون اور پیدلون کو فراہم کرکے اپنی ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک روبروے
نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتون کو بلاؤ جب عورتین
بر قنات دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو
سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہدیا تھا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان جانب بختک بنظر غیظ دیکھنے
لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہو گیا میری بیٹی کی ہمجلیسون نے موافق مدعاے دل پہلوان عادی کے کیون گواہی
دی یہ کیا ستم ہو گیا غرض بعد عورتونکی گواہیون کے نوشیروان نے اُن سوارون اور پیدلون کو بُلا کر پوچھا اُنھون نے
عرض کیا حضور ہم یہ جانتے ہین کہ ہم در باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے
سنا کہ جمیلہ دختر بختک مرگئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہم نے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا
الغرض بعد مرد و زن کی گواہیون کے نوشیروان نے بڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی
کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیون اُسنے یہ گواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اسکی زندگی تمام ہو چکی تھی
ہمبستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور
فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اسی طرح متہم کریگا تو تجکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے
جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سُنی اور فیصلہ نوشیروان نے حسب دلخواہ کیا نہایت
شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوئے حمزۂ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو اور زیادہ ملال ہوا کیونکہ
ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بوجہ مجبوری
نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور
ہمجلیسون کو جمیلہ کی بُلا کر پوچھا کہ تم نے کسی کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہو گیا تمھارے سامنے کب میری
بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تمنے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا
کہ اُسوقت ہمارے حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہمسے پوچھا اور کیا ہمنے بیان کیا کیونکہ سامنا
حاکم کا تھا اب ہمارے حواس خمسہ بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپ کی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی
ہمجلیسین چلی گئین اور اُن اشرفیون اور موتیون کو جو اورون کو دکھایا تھا تو معلوم ہوا کہ اشرفیان
کھوٹی ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹے ہین نہین معلوم کس چیز کے بنائے ہوئے ہین اُسوقت ہمجلیسونکو جمیلہ
کی یہ رنج ہوا کہ بیکار ہمنے جھوٹی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے
مذہب اور ملت کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اُٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے
بعد برخاست دربار نوشیروان کے خواجہ عمرو کو تیس ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا
اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوا بعد خدا تمنے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مے مین زہر
ملا کر روبرو حمزۂ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میکشان میکدۂ افسانہ کہن اس داستان کو ساتھ تازگی کے اس طرح بیان کرتے ہین

کہ جب بختک بد آمال اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہوکر ہنگام شب اپنے گھر مین آیا اور صدمۂ مرگ دختر مین
یہ خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لون کس طرح انکو قتل کرون
کیونکہ اگر حمزہ صاحبقران مداین مین نہ آتے تو انکا سردار پہلوان عادی کیون میری دختر کو ہلاک کرتا
اور مجھکو صدمہ و غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کرکے اپنے گھر سے
نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہوکے دار الامارۂ شاہی پر آیا ہر چند کہ اُسوقت نوشیروان دربار برخاست کرکے محل مین
چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت مین اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان نے سُنا
کہ اسوقت بختک آیا ہے حکم دیا کہ دریافت کرو کیون خلاف وقت دربار مین حاضر ہوا ہے کنیزون وغیرہ نے فوراً
دروازے پر آکے بختک سے پوچھا بختک نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور سے
مجھکو عرض کرنا ہے کنیزون نے خدمت نوشیروان مین جاکر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے بخیال
اسکے کہ نہین معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہے شاید پھر کوئی واقعہ تو نہین ہوا ہے مین بادشاہ عادل ہون
مجھکو غفلت کرنا اور فریادیون کے احوال پر بیخبر ہونا نہ چاہیے یہ خیال کرکے ایک ایوان خالی مین بختک کو بلوایا
اور خود بھی اُس ایوان مین آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اُسوقت نوشیروان نے بختک سے فرمایا
کہ اے وزیر کیا تجھکو عرض کرنا ہے جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت
حضور مین مجھکو یہ عرض کرنا ہے کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان
عادی کو قتل نہ کیا میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان نے فرمایا اے بختک اول تو تیرے گواہون سے کوئی خطا
پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو مین اوسکو قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسر خواندہ کا تھا
اگر مین تیرا خیال کرکے پہلوان عادی کو قید کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور
اوسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہین تھا لہذا اُس وقت خلاف عدل مین نے نہین کیا اور یہی مصلحت دیکھی
کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کرون بختک نے عرض کیا خیر حضور دختر تو میری ان مسلمانون کے
ظلم و ستم سے ہلاک ہوگئی اور آپ نے جو فیصلہ کیا مین نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہے
بلکہ یقین کامل ہے کہ اب حمزہ صاحبقران کی ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سرداران
حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو نظر بد سے دیکھین گے محل سے نکال لے جاوینگے حضور کو داغ فراق دختر
دے جاوینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائین کہ اب حمزہ کے پاس کس قدر لشکر جرار ہے اور کتنے نامی سردار ہین
تھوڑے ہی زمانہ مین اس قدر فوج کثیر جمع کرلی ہے ہر چند کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوئے
ہین لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہین کہ بڑے بڑے سردارون کو زیر کیا ہے اور اکثر سردارونکو
قتل کیا ہے دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرین گے یقیناً کل سردارون کو حضور کے
زیر کرینگے جو سردار مسلمان ہوجائیگا وہ تو زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُسکو حمزہ صاحبقران
قتل کرین گے ایک روز آپکو بھی گرفتار کرلین گے تخت سلطنت پر بیٹھ جائین گے تاج شاہی سر پر رکھین گے
اعلے و ادنی کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائین گے مسجدین بنوائین گے ہر ایک مسجد مین
نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدون مین مردم آکر نمازین پڑھین گے ملک مدائن کے سب آدمی مذہب
اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو حمزہ فوراً اوسکو قتل کرینگے پس حضور ابھی

ایسا انتظام کرین کہ حمزہ قتل ہو جاے اور معین اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہین قتل کیے جائین تاکہ
خوف و خطر دل سے دور ہو جاے نوشیروان نے تقریر بختک سُن کے فرمایا کہ اے وزیر چونکہ تجکو صدمہ بیحد
پہونچا ہے تیرے حواس بجا نہین ہین تیرے خیالات بالکل لغو و مہمل ہین حمزہ میرا پسر خواندہ ہے کبھی میری دختر کو
نظر بد سے نہ دیکھیگا مین نے اوسکو اپنا فرزند کیا ہے وہ مجھسے ہرگز از خود جدائی نہ کریگا فی الحال دیکھا تو نے حمزہ نے
کیا احسان عظیم مجھپر کیا ہی ہشام ایسے شجاع کو قتل کرکے تخت و تاج میرا چھین لایا ہے یقیناً میرا فرمانبردار ہے روز دربار
مین میرے بعد ادب بیٹھتا ہے مجکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا ہے علاوہ اسکے نہایت لئیق اور خلیق ہے اور صاحب
قوت و زور ہے مجکو اُسکی ذات سے بڑی قوت ہے اور زندہ رہنا اُسکا باعث میرے نام کا ہے تجکو حمزہ سے ناحق عداوت
ہے ہرگز مین تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اور ایسے فرزند لئیق کو کبھی قتل نہ کرونگا اور قتل کرنا بھی اُسکا بسا مشکل ہے
بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سُن کے ایک آہ سرد کی اور متواتر افسوس ہزار افسوس کہکے پھر عرض کرنے لگا کہ
حضور کیا غضب کرتے ہین از حد غضب کرتے ہین انجام اس غفلت کا بُرا ہوگا سلطنت حضور کے قبضے سے نکل جائیگی
دشمن حضور کے در بدر پھرینگے جسکو آپ اپنا دوست تصور کیے ہین وہی آپ سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور
نہایت ملول ہونگے اور تمامی قلمرو مین ذلیل و رسوا ہونگے عقلمند حضور کو بیوقوف اور نادان اسوجہ سے
کہینگے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل رہے اوسکو قتل نہ کروا ڈالا اے شہنشاہ
مین چاہتا ہون کہ کوئی حضور کو بیوقوف نہ کہے اور سلطنت قبضہ حضور سے نکل نہ جاے پس آپ کو لازم ہے
کہ آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر فلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو بغور سُن کے میرے کہنے پر عمل فرمائین
اپنے دشمنون کو خاک مین ملائین حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا کے نزدیک ایک ادنیٰ کام ہے اور ایک
ذراسی تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ صبح کو حضور بیدار ہوکے دربار مین تشریف لائین اور ہنسکر حمزہ سے
فرمائین کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ باغ مین چلو اور بزرجمہر اور بختک یہ بھی باغ مین
ہمارے ساتھ چلین اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کرین اور وہین کچھ شغل بادہ کشی ہو پس حضور کے حکم سے
حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ مین جائینگے مین حضور کے روبرو ماء اللحم مین زہر ملا کر حمزہ اور بزرجمہر کو
دونگا چونکہ دونون نامبردہ غافل ہونگے بے خوف و خطر ماء اللحم نوش کرینگے تھوڑی دیر مین تڑپ کے مرجائینگے
انکے مرجانے کے بعد خوف جاتا رہیگا اگرچہ بزرجمہر سے چندان خوف نہین ہے لیکن وہ بھی مسلمان ہین اور
حمزہ کے معین و مددگار ہین مگر حضور یہ ضرور خیال رکھیےگا کہ اُس صحبت مین خواجہ عمرو کو نہ لے جائیےگا وہ
نہایت عقلمند ہے اور بلاے روزگار اور آفت کا پرکالہ ہے اور از حد چالاک ہے اگر وہ باغ مین ہوگا تو کسی طرح
حمزہ کے ہلاک ہونے کی تدبیر نہو سکےگی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سُن کے فکر کرنے لگا آخر بعد فکر بسیار
اُس ایوان سے اُٹھ کے محل مین چلا گیا اور بختک بھی اُس ایوان سے نکل کے اپنے مکان کی طرف چلا
راہ مین بختک نے خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ مجھسے نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دینا یا نہ دینا خاموش بیٹھے
رہے اور فکر کیا کیے آخر محل مین اُٹھ کے چلے گئے اتنی دیر تک مین نے بیکار اپنی تضیع اوقات کی
کچھ اپنا مدعاے دل بر نہ آیا بعد اس خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل ہے
کہ نوشیروان کو منظور ہے کہ مین حمزہ کو زہر دےکر ہلاک کرون غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا
اپنے مکان مین گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کرکے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچرے پر سوار ہوکے دربار مین آیا اور نوشیروان کو
جھکے اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ جملہ اہل دربار حاضر ہین بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہوئے ہین بختک ابھی جانب دربار نگران تھا ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ مین جائین اور وہان تھوڑی دیر بیٹھکر سیر باغ کی کرین
اور شراب پیئین اور وہان ہماری صحبت مین تین شخص ہون خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک
وزیر جس وقت یہ گفتگو نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً کچھ خیال کرکے اور اُٹھ کے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہنشاہ یہ کمترین بھی ہمراہ رکاب چلے گا حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دیگا حضور
واقف ہین مجکو حمزہ صاحبقران سے ازحد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمھارے جانے کی وہان
کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہان حمزہ تمھارے بھائی کا کوئی دشمن نہین ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان
کی اور زیادہ تردد ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہان جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کرے گا عجب نہین کہ حمزہ صاحبقران
سے بری طرح سے پیش آئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے
ہمراہ رکاب نہین لیے جاتے ہین تو بختک کو بھی نہ لیجائیے آرزو اس خاکسار کی برلائیے جس طرح حضور کو بختک
سے ایک اُنس ہے اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی
صداقت منظور ہو تو حمزہ صاحبقران بیٹھے ہین انسے دریافت کرلیجیے جسوقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
کی حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ خواجہ عمرو میرے برادر حقیقی
مجھسے نہایت الفت رکھتے ہین جو یہ کہتے ہین سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی
خیال کیا کہ مین سر دربار کہہ چکا ہون کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کرون اگر اب مین نہین جاتا ہون
تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ کچھ ارادہ حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا پس مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے
کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کو لیکر چلا جاؤن اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤن گا تو عمرو بھی
ضرور حمزہ کے ساتھ جائیگا اور کوئی مطلب بر آنے لگا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہین چھوڑ
جاؤن اور خود بدرجۂ ناچاری چلا جاؤن یہ خیال کرکے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس در دولت پر آکر
اسیوقت موجود ہو ہم ابھی باغ چلین گے یہ کہکے نوشیروان تخت سے اُٹھا جملہ اہل دربار بھی اُٹھ کھڑے
ہوئے جب نوشیروان بصد جلوس و تجمل حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لیکر روانہ ہوا اہل دربار
بھی اپنے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لے کے ایک خیمہ مین آ کے
اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا جب بختک مایوس ہوکر بیٹھا اُسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک
اسوقت سوا تمھارے اور ہمارے یہان خیمہ مین کوئی نہین ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ
صاحبقران کو کس واسطے لے گیا ہے کیا حمزہ صاحبقران سے بری پیش آئیگا تم تو خوب اس
راز سے واقف ہوگے عجب نہین کہ تمھین نے نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل
کرنے پر آمادہ کیا بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے
اُنھون نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو مین اُن کے قید یا قتل کی رائے نوشیروان کو دیتا یہ محض
خیال خام تمھارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ کو حمزہ صاحبقران نہایت دوست ہین چونکہ آج واسطے

سیر باغ کے گئے ہین تنہا سیر باغ کی کرنا منظور ہوا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہین آپ
کچھ تردد نفرمائین جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سنی کہا اے کیون جھوٹھ بولتا ہی
ہم سے ایسی فریب کی باتین کرتا ہے جو امر واقعی ہو بیان کر دے مین تجکو کچھ نہ کہونگا بختک نے کہا ای خواجہ جو بات
سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہون جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک باتین فریب و مکر کی کرتا ہی اور اصل حال
بیان نہین کرتا اسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا اور کہا اے حرامزادے نالایق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھسے
پوچھ رہے ہین مگر تو نہین بتاتا ہے اور تو میرے غصہ سے واقف نہین ہے جسوقت مجکو کسی پر غصہ آتا ہے اسقدر
کوڑے مارتا ہون کہ کھال پیٹھ کی اوسکی شق ہو جاتی ہے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہے
آج تو یقین ہے میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار چپتین سر بختک پر لگائین رفیدہ بختک کے
سر سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے منڈے ہوے سر پر اور چار پانچ زور زور چپتین مارین بختک
رونے لگا اور ہاتھ جوڑکے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہے مین پیشاب کر آؤن تو پھر صاف صاف کہدونگا
خواجہ عمرو نے کہا جا جلدی آ خبردار بھاگ نہ جانا ورنہ مار ہی ڈالونگا کسی طرح تجکو زندہ نہ چھوڑونگا
بختک نے ہاتھ جوڑکے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤن یہ کہکے اپنے منڈے ہوے سر پر رفیدہ باندھا اور پیشاب
کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا
کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ مین جاے تاکہ مین وہان جاؤن اور دیکھون حمزۂ صاحبقران سے
نوشیروان وہان کس طرح پیش آیا پس اسی وجہ سے عمداً خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب
باغ نوشیروان جلنے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان مین
پہونچ گیا ہوگا اسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب باغ نوشیروان روانہ ہوے لیکن بختک
جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کے بہانے بھاگا تھا گرتا پڑتا بہزار خرابی خدمت نوشیروان مین
پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ اے وزیر نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر
تیرے ہمنے ابھی تک شراب نہین پی کیونکہ کوئی شخص ہمین شراب پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر
نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب مین حاضر ہوا ہون حضور کو شراب پلاتا ہون
یہ کہکے بختک نے جام مین شیشہ سے شراب انڈیلی اور زہر اوسی شراب مین پوشیدہ شامل کرکے
روبروے نوشیروان لیگیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام شراب مین بختک نے زہر ملایا ہے
ہنسکے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لیجا آج فرزند ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام
پی لیگا بختک وہ ساغر لیکر روبروے حمزۂ صاحبقران آیا اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے
پینے کے بارے مین جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہے آپ نے تو سنا ہے اب آپ خوشی شہنشاہ عالی جاہ کی کیجیے
اور آج یہ ساغر پیجیے ابھی حمزۂ صاحبقران کے شراب پینے نہ پینے مین کچھ نہ فرمایا تھا کہ یکایک خواجہ عمرو
بھی عین وقت پر باغ مین پہونچے بختک خواجہ عمرو کو دیکھ کے گھبرایا رنگ چہرے کا اڑ گیا دل مین خیال
کرنے لگا کہ پیرو مرشد آگئے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ یہ جام زہر حمزۂ صاحبقران کو نہ پینے دینگے
اگر اور تھوڑی دیر تشریف نہ لاتے تو مین یہ جام زہر حمزہ کو پلا کر ہلاک کر ڈالتا بختک تو روبروے
حمزۂ صاحبقران جام شراب لیے ہوے کھڑا ہے لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور خواجہ عمرو

مخاطب ہوکر غصہ سے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو ہر چند ہم نے تم سے کہدیا تھا کہ تم باغ مین ہمارے پاس نہ آنا لیکن تم نے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ مین چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ حضور بختک کو میرے پاس چھوڑ آئے تھے اگرچہ حضور کی خدمت مین نہ آتا مین بھی حاضر ہوتا چونکہ بختک بغیر اجازت حضور یہان چلا آیا پس مین بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اول حضور بختک کو سزا دین پھر مجکو تعزیر دین نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کے قایل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر حمزۂ صاحبقران کی طرف مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ اے فرزند ابھی تک تم نے جام شراب نہین پیا ہم نے کس خوشی سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمھارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تم نے ہماری خوشی ابھی تک نہین کی حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے منع کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جایئے گا مجکو یقین ہے کہ اس جام شراب مین کف مار یا زہر ملا ہے حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے اشارۂ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان کی خدمت مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ کشورستان کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین حضور کے روبرو قبل حضور کے پیئے کے یہ جام شراب پیون سراسر خلاف ادب ہے مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پہلے مین ساغر کو پیون پہلے حضور تھوڑی سی شراب اس ساغر سے پی لین اور اس شراب کو جھوٹی کر دین تو پھر مین پیون جو قت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے بھی عرض کیا کہ اے شہنشاہ بحر و بر حاکم ہفت کشور حمزۂ صاحبقران سچ کہتے ہین بزرگون کے سامنے اور قبل بزرگون کے پینی اچھی نہین ہے اور خلاف قاعدہ ہے نوشیروان گفتگوے حمزۂ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو سن کے گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اب کیا کرون اگر مین اس ساغر کو پیتا ہون تو ہلاک ہو جاؤنگا اور حمزہ سے اب زیادہ کہہ نہین سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول مجکو دیا ہے آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا اے بختک اب جسکو تیرا دل چاہے اسکو یہ جام صہباے تند پلا تجھے تجکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا اے شہنشاہ روے زمین بر خلاف مرتبہ اس بزم مین موافق قول حمزۂ صاحبقران کے خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ اور سن نہین ہے لہذا مین انھین کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہون حضور بزرجمہر مجھسے ناراض نہ ہوجیے گا نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا اے وزیر خوش تدبیر جب ہمنے تجکو اختیار دیدیا تو اب تو ہم سے کیون کہتا ہے جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلادے بختک نوشیروان کی گفتگو سے واقف ہوکر وہ جام مملو خواجہ بزرجمہر کے سامنے لیگیا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ بزرجمہر یہان سوا تین چار شخصون کے اور کوئی نہین ہے اور انمین سے کوئی شخص کسی سے نہ کہیگا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب پی لی اب اس صحبت خاص مین کہ اور کوئی غیر نہین دیکھتا ہے بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی جایئے رومال سے منھ پونچھ ڈالیے گا خواجہ بزرجمہر نے سر اٹھا کے جانب چہرۂ بختک کے دیکھا اور کہنے کا کچھ ارادہ کیا ناگاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مر جائیگا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس مین زہر ملا ہے خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ اے بختک تجکو معلوم ہے کہ اول تو مجکو شوق مے کشی نہین ہے دوسرے دل میرا نہین چاہتا کہ شراب پیون پس یہ ساغر مے

میرے روبرو سے لیجا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سن کے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونون مسلمانون مین سے کسی نے یہ جام مے نہ پیا جب انھون نے یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیرو مرشد اور بڑے ذات پاک از حد چالاک ہین وہ بھلا کب اس جام شراب کو پینے لگے سچ تو یہ ہے کہ ان مسلمانون کی تقدیر اچھی ہے اور خدا انکا انکی مدد کرتا ہے لاکھ انسے کوئی دشمنی کرے کچھ فائدہ نہین ہوتا انکو ضرر دشمن سے ہرگز نہین پہونچتا نہین معلوم انکے دلون کو کچھ آگاہی ہوجاتی ہے یا کوئی موکل انکو خبر دیدیتا ہے یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اسطرح کہتا ہے کہ ہوشیار ہوجاؤ کہ وہ آواز انھین کے کان مین آتی ہے ہم کو ذرا بھی سنائی نہین دیتی نہین معلوم اے بختک کیا وجہ ہے اور کیا سبب ہے کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہین چوکتے کسی جگہ دھوکا نہین کھاتے پھر خیال کرنے لگا کہ اے بختک بڑے موکل کو تو تمنے تصور بھی نہین کیا کہ وہ یہان موجود ہین جو قبل اسکے خیمہ مین میرے منڈے ہوئے سر پر چپتین لگا چلے ہین مقبون نے میرے مارنے کے واسطے کوڑا نکالا تھا اگر مین اسوقت پیشاب کے بہانے سے یہان بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجکو ایسا مارتے کہ مین دم بھی نہ مارتا کیا عجب ہے کہ انھین جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ اے حمزہ صاحبقران اور اے بزرجمہر یہ شراب خبردار نہ پینا بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بختک اس جام شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر نے نہین پیا اور اب وہ ہرگز نہ پئین گے پھر تم اس جام مے کو کیون اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہو اگر تم یہ چاہو کہ مین اس جام کو پیون تو مین یہ خوب سمجھے ہوئے ہون جس ترکیب سے یہ جام بنایا ہے ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب کا سانپ کے چھالے کے زہر سے فزون تر اثر رکھتا ہے پس مین آگاہ ہو کر کیون ایسی شراب پینے لگا لہذا اب تمکو لازم ہے کہ تمھین اس جام کی شراب پی جاؤ اگر تم میرے کہنے سے خود نہ پیوگے تو مین زبردستی تمھارے تئین یہ شراب پلاؤن گا حلق مین تمھارے یہ شراب انڈیل دون گا یہ شراب آج تم کو پلا کر موت کا ذائقہ تم کو چکھاؤن گا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو نے بختک سے کی اسوقت بختک کے دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر پڑا اسوقت اتنی زمین پر صورت ہوئی کہ شراب زہر سے سبز ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف یہ کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ ہوگیا بختک نے جھلا کے کہا اے خواجہ عمرو تم کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہون اور وزیرون کے پینے کی تم ایسے محتاجون کے پینے کی نہین ہے اور تم تو وہ ہو کہ تم نے کبھی دمڑی کی بھی شراب مول لے کر نہ پی ہوگی پھر تمکو اس شراب کے اوصاف سے کیا خبر مجکو تم کم ظرف کہتے ہو بیجا کہتے ہو مین کوئی کمینہ نہین ہون وزیر ایسے شہنشاہ کا ہون جس کا مثل فی الحال نہین ہے مین ایسی شراب پیتا ہون کہ تم نے تو کبھی خواب مین بھی دیکھی نہ ہوگی پینا تو کجا جسوقت خواجہ عمرو نے بختک کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ مین وہ دھولین اور چپتین کھانا بھول گیا اس وقت جو قریب نوشیروان کے ہے تو مجھسے سخت گفتگو کرتا ہے برا آہے خیر سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائیگا کسی دن تجھسے ایسا اسوقت کا عوض لون گا کہ تو بھی یاد کرے گا اور یہ جو تو نے کہا کہ کبھی دمڑی کی

شراب نہ پی ہوگی اُسکا یہ جواب ہے کہ اگر تجکو کچھ دعویٰ میکشی ہے تو دو شیشے شراب کے لے آ تو مجکو جام سے پلا اور مین
تجکو ساغر سے پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوکر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب نہ پیے اور زمین پر
بیٹھ جاے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر تو شراب
نہ پیے گا یا نشہ شراب سے گر پڑے گا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کریگا تو پانچ سو جوتیان اور چند لاتین مین تجکو
لگاؤن گا اگر مین نہ پیون اور نشہ سے زمین پر گر پڑون تو تو جوتیان لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سنکے
خیال کرنے لگا کہ آج پیر و مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھسے شرط کرتے ہین ضرور شرط ہار جائینگے اُنھون نے تو فقط
میرے سر پر چپتین لگائین تھین مین انکے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤن گا سر پر انکے ایک بھی بال نہ رکھون گا
خوب اپنا بدلہ لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت
خواجہ مجھسے یہ شرط کرتے ہین کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہوکر روبرو شاہ کے شراب پیئین جو شراب نہ پیے اور
نشہ کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جاے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چند لاتین کھاے حضور اس
شرط کے شاہد رہین نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہے کیا یہ تمنے
بختک سے شرط کی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہے حضور شاہد رہین اور بزرجمہر
بھی دیکھتے رہین اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سنی نوشیروان کے پینے کی شراب
دو شیشے کہ جس مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑکر اُٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک
جام خواجہ عمرو کو دیا اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبروے نوشیروان کھڑا ہوا اور
خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس خاکسار ذرہ بمقدار بدترین
روزگار ہیمہ مقال خوشہ چین مترجمان با کمال حقیر و فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان کج مج زبان خاکپاے
داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان تصدق حسین حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے چاہا تھا
کہ حمزہ صاحبقران ذیوقار عم احمد مختار و اولاد حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران و عیاران
لشکر حمزہ صاحبقران و کل مردمان لشکر و جملہ مسلمان حمزہ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش
و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاوے اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن
بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف ثابت ہوا کہ اگر شغل شرابخواری محفلون اور بزمون مین نہوگا تو آئندہ
اور داستانون مین کچھ مزہ اور لطف نہوگا اور علاوہ اسکے بالا باختر اور کوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا
گیا کہ برابر صدہا بلکہ ہزارہا محفلون اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو
شراب پلوائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی پس اسوجہ سے
یہ کمترین بضرورت کیفیت صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہے کہ بعد عیار کفار کی
شراب سے پرہیز کرینگے اور آئندہ حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ صاحبقران وغیرہ کو
بھی بدرجہ مجبوری غیر کفار کے ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جاوے گی اطلاعاً لکھا گیا
غرض باز آمدم بر سر مطلب جب بختک اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لیکر روبرو نوشیروان
کے کھڑے ہوے اول بختک نے جام شراب سے مملو کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے
شراب کو دیکھ کے اور خوب سمجھ کے کہ اس شراب مین کچھ ملا نہین ہے پی لی بعد پینے جام سے کے

خواجہ عمرو نے شیشہ سے مین بہ چالاکی سفوف جمال گوٹے کا ملا کر اور شراب ساغر مین بھر کے وہ ساغر مے
بختک کو دیا بختک نے ساغر مے لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک نے شراب کے
سفوف آمیز پیے اور دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہباے گلگون کے پیے اور دوا کے نشہ نے
کھائی بعد تھوڑی دیر کے بختک کے پیٹ مین درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا اور پیٹ مین
نفخ بھی ہوا ریاح دمبدم زور سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکرانے لگے خواجہ
عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ارے کیون اسقدر بے تہذیب ہوتا ہے تجکو کچھ شرم نہین آتی ہے شہنشاہ
سامنے تشریف رکھتے ہین تجکو کچھ پاس و لحاظ نہین کیسا تو وزیر بیحیا اور بے غیرت ہے اور کس قدر آتشبازی
تیرے پیٹ مین بھری ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح کم نہین ہوتی پڑاقے تو کم ہین مگر گولے
تیرے شکم مین از حد معلوم ہوتے ہین اتنی آتشبازی کس آتشباز کی چرا کر اپنے پیٹ مین چھپا رکھی تھی
جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہر وزن گولے کا جداگانہ ہے لیکن تیرے گولون کی بارود مین بدبو نے دماغ میرا
پریشان ہوا جاتا ہے ثابت یہ ہوتا ہے کہ تو اسوقت مجھسے آمادۂ جنگ ہے گولے مار مار کے مجکو بھگا دیگا
شرط جیت جائیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام شراب سے لبریز کر کے کہا کہ اے بختک لے اس ساغر
شراب کو اور پی تو گو لنداز بیمثل ہے گلۂ شرط کو ضرور مجھسے لے لیگا شہنشاہ تجکو بڑا بہادر اور دلاور
لقدور فنا مین گنے تیری مدح و ثنا کرینگے خلعت پرزر تجکو دینگے بہادران عالم مین تو مشہور ہو جائیگا پاد کے
بھاگ جانے والون مین تیرا نام لکھا جائیگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ نوشیروان نے سنی
خواجہ کی باتون پر کبھی تو ہنستا اور کبھی اپنے وزیر کے دمبدم گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ ہو کر سر جھکاتا
خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بے اختیار ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران سب سے زیادہ
ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور کچھ جمالگوٹون کی گرمی کے سبب سے پسینہ آیا
چہرہ پر ہوائیان اڑنے لگین حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ مین درد شدید کیون ہوتا ہے ریاح
باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیون نکلتی ہین پیچ پے درپے شکم مین میرے کیون ہوتا ہے دم میرا اس
شراب کے پی جانے سے کیون نکلا جاتا ہے آخر پریشان اور بیقرار ہو کر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو
مجھسے کھڑا ہوا نہین جاتا اور شراب پی نہین جاتی پیٹ مین میرے درد ہوتا ہے یہ کہکے قصد بیٹھنے کا کیا
خواجہ عمرو نے کان پکڑ کے کہا کہ ابے حرامزادے کھڑا رہ شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہین کیسا بے ادب ہے
کہ بیٹھا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل مین گدگدی کی چونکہ بختک ضبط کیے ہوے تھا
اور گوز کو روکے ہوے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اوچھل پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے
نوشیروان فرش پر بختک بہت بڑا دست آیا فرش غلیظ سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا
بختک اچھی طرح فرش پر کھڑا ہی کھڑے رفع اجابت کرنے لگا نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
از حد ہنس کے غلیظ کی بدبو سے فورًا رومالون سے مشام اپنی بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے
صدمہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جسوقت بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان
خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کہا کہ اے خواجہ اب مجکو جانے دو بعوض شرط مجھسے دس ہزار
روپیہ نقد اسی دم لے لو مین شرط تم سے ہار گیا اب جوتیان مجکو نہ لگانا میرے منڈے سر مین اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کرسکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور دو چار جوتیان سر پر بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اُسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑکے کہنے لگا کہ اب مجکو قسم اپنے دین وملت کی مجکو جوتیان نہ مارو بہت ذلیل ہوا ہون اب مجکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے ناچار ہوے اور کہا او بیحیا صرف تیرے خاطر ہے تجکو چھوڑے دیتا ہون یہ احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجکو لکھدے گھر پر جا کے ضرور مجکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا ضرور دونگا یہ کہکے باغ سے نکل کے اُسی کیفیت سے اپنے گھر کی جانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا افسوس بختک کی اتنی ذلت بھی ہوئی اور جو مدعاے دل تھا وہ بر نہ آیا یعنے حمزہ نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا جب نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولتسرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہو کر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جا کر بختک سے دس ہزار روپیے لیے اور در دولت پر جلد اُسوقت آئے کہ حمزۂ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزۂ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی جانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو پل شام گام پر اُترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اور اثناے راہ مین حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپنے دیکھا جام شراب مین کس قدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہو گئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کر دیا تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجاے پدر اُسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اُسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اُس کے دشمن کو قتل کرکے تاج و تخت اُس کو بھجوا دیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجاے پدر تصور نہ کرونگا مجکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا غرض حمزہ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوے پل شام و گام کے قریب پہونچے سرداران ذیوقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوگئے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزۂ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزۂ صاحبقران کا ملکہ مہرنگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات

ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی مہ لقا ۔ ادھر آ ادھر آ ارے خدا
بس اب جلد اے ساقی نیک خو ۔ پلا مجکو وہ بادہ مشکبو
وہ معشوق ہو خوبرو اسقدر ۔ کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
افاقہ جو ہو عشق سے حاصل مجھے ۔ نہ آئے نظر پھر وہ قاتل مجھے
پلا ساقیا ایسی ہی مے اگر ۔ تو ممنون احسان ہو تیرا ہنر
ترے ہجر مین اسقدر ہی محن ۔ نظر مین مری دشت ہے یہ چمن
مجھے نشہ مین جیسے اک بام پر ۔ حسین ایک معشوق آئے نظر
نظر آئے مبدم وہ رشک قمر ۔ چمن مین غش آئے مجھے نہر پر
نہ تاب جدائی ذرا لاؤن مین ۔ مکان مین پھر اس طرح کے جاؤن مین

محرران ذی کمال و کاتبان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پر نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزہ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوے اپنے
کسی سردار سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار
نوشیروان مین نہ جائین جب دو روز گذر گئے اور حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین نہ گئے تیسرے
دن نوشیروان نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ میرا پسر خواندہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہوگیا
اور اسی سبب سے بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار مین نہین آیا اب مجکو مناسب ہے کہ حمزہ کو بلاکر ایسی تقریر کرون کہ
حمزہ کے دل سے رنج دفع ہو جائے اور میری طرف سے اُسکے دل مین غبار نہ رہے یہ خیال کرکے اپنے سرداران
نامی سے نوشیروان نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی
اور یہ خلعت ہمارے فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین اور متردد ہین کہ دو روز
سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان
مرکب و خلعت ہمراہ اپنے لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوے جسوقت خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے
آداب و تسلیمات بجا لاکر وہ مرکب و خلعت پیشکش کرکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا ہے
تشریف لے چلیے حمزہ صاحبقران کو ہر چند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جان کر
اُن سردارون کو خلعت دے کر اُنکے ہمراہ مع اپنے سردارون اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہو
جب بعد قطع راہ دربار نوشیروان مین پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بکراہت تسلیم کرکے چین بجبین دنگل
گستہم زرین کفش پر بیٹھے اور سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلون پر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا
اے فرزند دو روز سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تم کو کچھ بختک کی بیہودگی سے
رنج و ملال ہوا ہے تو تمکو ہم سے رنجیدہ ہونا نہ چاہیے کیونکہ مین تمھارا کسی طرح دشمن نہین ہون اور اپنے
فرزندون کے برابر تم کو جانتا ہون حمزہ صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سنکے سمجھ گئے کہ نوشیروان
در پردہ یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے اور میری اجازت سے بختک جام شراب مین زہر ملا کر تمھارے سامنے نہین
لے گیا تھا غرض حمزہ صاحبقران نے سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کرکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ طبیعت میری
ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی مین حاضر نہین ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہین ہے یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی نوشیروان سنکے کہنے لگا کہ اے فرزند اگر تمھاری طبیعت ناساز ہے تو واسطے شگفتگی دل
اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہان بزم عشرت آراستہ کرکے مع اپنے سردارون اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گل پیرہن اور مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو
پہر سے زیادہ تمھارے سردار باغ مراد مین تمھارے پاس نہ رہین کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا
ایوان ہے اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس کے ایوان سے ملحق ہے اور ایک دروازہ ایوان سے
بام بارہ دری پر راستہ آنے کا ہے پس بخیال حفاظت ناموس یہ ہمکو منظور نہین ہے کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم
باغ مراد مین رہے لیکن چونکہ تم بجائے فرزندون کے ہو اور مین نے تم کو اپنا پسر کیا ہے تمھارے وہان رہنے سے کچھ
قباحت نہین ہے اگر تمھارا تنہا وہان رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونون مین سے ایک
شخص کو اپنے پاس رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر مین
چلے جانا اسی طرح چند روز باغ کی سیر کرنا غنچہ دل تمھارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائیگا اور تمھاری

طبیعت دفع ہو جائیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائیں تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارونکو
اپنے ہمراہ وہان لیجاکر جلسۂ عشرت کرون نوشیروان نے فرمایا اے فرزند تمکو اختیار ہے جب تمہارا دل چاہے باغ مین جاؤ
لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دوپہر تک اپنے سردارونکو اپنے پاس بٹھانا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ جسطرح
آپنے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا مین بعد دوپہر کے اپنے سردارونکو رخصت کردونگا فقط مین اور مقبل یا خواجہ
عمرو تا شام باغ کی سیر کرونگا یہ عرض کرکے حمزۂ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ
نوشیروان سے رخصت ہوکر جانب باغ مراد چلے جب حمزۂ صاحبقران باغ مراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب
باغ پُر بہار ہے اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہے ہر قامت سرو قد معشوق سے بہتر ہے سنبل بے مثل ہے بید مجنون
صنوبر ہے اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے تھے ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری تھی چمن گلہائے رنگا رنگ
کے باغ مین ہین ایک جانب تختۂ لالہ نعمان ہے گل نرگس صورت چشم بتان ہے بلبلین شاخ گل پر نغمہ سرا ہین بوے
گل سے تمام باغ معطر ہے سبزۂ باغ مثل سبزۂ خط معشوقان ہے ہر ایک باغبان رشک رضوان ہے الغرض
حمزۂ صاحبقران نے سیر بخوبی باغ مراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کو حکم حمزۂ صاحبقران
سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ خصال و مہ جبینان یوسف جمال
بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبرو سے حمزۂ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین ازانجملہ ایک خوبرو
خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبروے حمزۂ صاحبقران بصد ناز و ادا غزل

دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ دردآمیز گانا شروع کی غزل

ہجر مین خنجر ہلال عید قربان ہوگیا

غیب سے پیدا مرے مرنیکا سامان ہوگیا
پائے قاتل سے نہ اٹھا سر سبکدوشی کے بعد
شیر کا قطرہ مرے سینے مین پیکان ہوگیا
لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
گوشۂ دامن مرا شہر خموشان ہوگیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقۂ زنجیر آغوش عزیزان ہوگیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ گھر ہے جب ہوا آباد ویران ہوگیا
قتل بھی ہوکر کیا دشمن کو ہنسے سرفراز
چار آنکھین جب ہوئین مین خود پشیمان ہوگیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
پھر گیا جو دم دہن تک آکے پیکان ہوگیا

جب گیا سیر چمن کو بے تری مارا پڑا
سایۂ شمشیر مجکو بار احسان ہوگیا
تا فلک پہونچا ہے بڑھکر جوش سیل اشک
درد دل بھی آپ کے ملنے کا ارمان ہوگیا
سیکڑون کھاتا ہے قسمین اعتبار آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہوگیا
ٹھنک رہا ہے اک جہان سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہوگیا
اک بہار تازہ ہے رنگین ادائی یار کی
خون اپنا خلقت شمشیر عریان ہوگیا
دی کبھی تکلیف مرمر نے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہوگیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت جام و سبو

برگ خنجر تیر شاخین غنچہ پیکان ہوگیا
آشنائے لذت زخم جگر طفلی سے ہون
کم بھی رونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہوگیا
سے رہا ہون مرگ کی نیندین ہر اک طفل سرشک
وعدۂ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہوگیا
پرورش کرتا ہون میری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہوگیا
التفات عشق سے دلکی خرابی ہی بہی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہوگیا
اعتبار ظلم کھویا انتہائے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہوگیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چند دن احسان دور منفرد شان ہوگیا

جب یہ غزل اُس نازنین نے بہ لحن داؤدی و بہ ناز و ادا روبروے ارباب بزم گائی جملہ سرداران ذیوقار نہایت شاد و مسرور ہوئے
خصوصًا حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوئے اور اُس نازنین مہ جبین کو انعام وافر دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر
بزم عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک خورشید لقا بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت

مین حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل درد آلود گانا شروع کی

غزل

خون رُلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا

رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
نزع مین نظارہ دلدار کی فرصت کہان
ہو فلک سیر انشانہ مین نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہی یاد بیجا ہی بعد وصل
عمر بھر اپنی مجھے ہے ناز اُٹھانا یار کا
آتش یاقوت رشک درد عنبر ہو گئے
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر مین جسدم چلے منکر نکیر
دیکھکر وزدیدہ مجکو مسکرانا یار کا
حرف رخصت ہو گیا شہپر پئے پرداز روح

سر بکف دوڑا خوشی سے رسم استقبال کو
اب تو یکسان ہو نہ مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی سانسون پر گمان سرد مہری ہو نہ مجھ
قتل کرتا ہو حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اُٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہے مسی لگانا یار کا
گو بظاہر میری نظرون سے ہوا پنہان مگر گیا
یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
چھیڑتا ہے دیکھکر آشفتہ خاطر در بھی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

ہاے جب مین نے سنا مقتل مین آنا یار کا
ناوک انگن ہو وہ مجھپر نالہ کش ہو نمین حزین
کم بہانے سے نہین آنسو بہانا یار کا
اے غم تکلیف دوری ناتوان ایسا نہ کر
سو رہے مین چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری وشت غربت سے اُڑا لائی صبا
خاطر ناشاد سے مشکل ہو جانا یار کا
مدعی کو برق خرمن بزم عشرت مین ہوا
سر چڑھا ہی کسقدر زلفون کی شانہ یار کا
ایکو محروم ہو تسلیم ورنہ روز و شب

چھوٹی رہتی ہے زلف یار شانا یار کا

جب یہ غزل اُس نازنین نے گا کر تمام کی اہل بزم غزل سنکے نہایت مسرور ہوے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت خوش ہوے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوا دیا چونکہ سبز باغ اور آراستگی بزم کو زمانہ دو پہر کا گذرا بموجب کہنے نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران نے سب سردارون اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اب تم لشکر مین جاؤ عمرو اور سرداران ذیوقار چلے گئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے دے کر رخصت کیا جب فقط حمزۂ صاحبقران اور مقبل باغ مین رہ گئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ چاہتا ہو کہ آب سرد سے نہاؤن مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر مین نہائیے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کرکے نماز ظہرین پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہرین کے قریب غروب آفتاب لباس اُتار کے نہر مین اُترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل وفادار بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کپڑے اُتار کے نہر مین آیا حمزۂ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منہ پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور پھر مجھسے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبع حضور نہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل وفادار ہمکو ہرگز ناگوار نہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر مین نہانے لگے کبھی پیرتے تھے کبھی دست و پا ملتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر مین کھڑے ہو کر تا نب گلہاے رنگا رنگ سیر کرتے تھے چونکہ ملکۂ مہر نگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزون سے سنا تھا کہ آج باغ مراد مین حمزۂ صاحبقران براے سیر آئے ہین اسوجہ سے ملکۂ مہر نگار کو حمزۂ صاحبقران کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرہ مصری شاہزادی مصر و فتانہ دختر دارابادر ایوان سے بام بارہ دری پر آئی اور سیر باغ کرنے لگی ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے آب نہر مین کہ مثل آئینہ کے صاف تھا ایک معشوق رنگین لباس کو سر سے پا تک مطابق ان اشعار کے دیکھا اشعار

وہ کافر حسن پہ بھتی اپنے مغرور	سراپا مثال برق شعلہ طور	بھرا سینے مین جوش نوجوانی	زبان مصروف الفاظ ترانی

قدموزون سراپا نور مین غرق ٭ برنگ مصرع برجستہ برق
عیان ہر عضو سے شان قیامت ٭ سراپا جان وایمان قیامت
دم رفتار گرتا ہر قدم پر ٭ بجای سایہ رنگ روی محشر
وہ کافر زلف یا دود جگر ہی ٭ دل زاہد سے بھی تاریک تر ہی
غضب ہی جلکے پھر آتا ادھر کا ٭ اثر ہے زلف مین تار نظر کا
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق ٭ درخشان کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام وسحر کو ٭ کئے لی ساجدین شمس وقمر کو
ہر اک ابرو ہی تیغ خوش نظارہ ٭ سراپا جو ہر موج اشارہ
دم جنبش ادا اس فتنہ گر کی ٭ سپار کیا دو ہر زخم جگر کی
خمار آلودگی آنکھو نسے پیدا ٭ نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھرتی ہی جدھر کو ٭ غشی آتی ہی مایوس نظر کو
وہ مژگان وقت آرائش کریں گھر ٭ دل آئینہ مین مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پرنور ٭ نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور
یہی کہتا ہی ہر مشتاق مضطر ٭ سوا نیزے پہ ہی خورشید محشر
دہن گرداب صہبای معانی ٭ زبان موج شراب لن ترانی
تبسم بنکے ہر لب سے ہویدا ٭ تقاضا شوخی طبع جوان کا
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب ٭ برنگ آب گوہر خشک وسیراب
صفت گردن کی افزون حوصلہ ہی ٭ وہی جانے لگاکے جو گلے سے
ہراک شانہ بہ رنگ دستۂ گل ٭ زیارت گاہ صبح عید بلبل
عیان سینے سے آغاز جوانی ٭ نمو پستان کی غماز جوانی
نزاکت سے عجب عالم کمر کا ٭ گمان سبکو رگ تار نظر کا
کسی صورت نظر آتی نہین تھی ٭ کمر ہر خلق پہ سینہ کمر ناف
ہراک زانو طرب انگیز عشاق ٭ بظاہر جفت خوبی مین مگر طاق
نمایان پانچے سے ساق پرنور ٭ تہ فانوس جیسے شمع کافور
بہار حسن ہے جوش صفا سے ٭ عیان رنگ حنا ہے پشت پا سے

جب حمزۂ صاحبقران نے آپ نہر مین سراپای دلربا کو دیکھا بیتاب وبیقرار اور متحیر ہو کر پیچھے جرس کے بالاے بام ملکۂ مہر نگار کے روے زیبا پہ نظر کی اور ملکۂ مہر نگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اُسوقت مطابق ان اشعار کے حال لکھا

اشعار

کہین درپردہ عرض دل کی راہین ٭ ملین باہم گلے دونون نگاہین ٭ رہے کچھ دیر مثل تو خریدار ٭ نیاز وناز باہم گرم بازار ٭

راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہر نگار نے ترنج خوشبو جو اُسوقت ہاتھ مین تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اُسوقت امیر باتوقیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر

حواس وہوش وعقل وصبر وآرام ٭ کیے سب نذر ایماے دل آرام ٭

آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہو کر اور آہ سرد جگر پر درد سے کر کے نہر مین بیہوش ہوے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو کمر اکر بمشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیرین ہوش مین لانے کی کرنے لگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا ادھر ملکۂ مہر نگار نے ترنج خوشبو مار کے یہ شعر پڑھا شعر ادا سے صورت ابرو کھینچے پھر ٭ طبیعت کی طرح سے ہٹ گئی پھر ٭ لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہو کے گرنے لگی زہرۂ مصری اور فتانہ ملکۂ مہر نگار کو سنبھال کے بام بارہ دری سے ایوان مین لے گئین اور مسہری پر لٹا کر فتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیرین ہوش مین لانے کی کین ادھر ملکۂ مہر نگار کو ہوش آیا آنکھین کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئین مسہری پر پایا ادھر حمزۂ صاحبقران کو بمشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھین وا کرکے جو سوے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو مین مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھین صدمۂ درد فرقت سے پرنم ہوئین اُسوقت زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبرا کر بہ گریہ وزاری پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر فرمایا کہ ای مقبل ہمارا حال اچھا نہین ہے مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر مین جسطرح ممکن ہو تشریف لے چلین یہان حضور کا رہنا اچھا نہین اب آفتاب غروب ہو چکا ہے مزاج کا آپکے یہ حال ہے یہان سوا اس خادم کے اور

کوئی نہین ہی اسوجہ سے مگر عرض کرتا ہون کہ حضور یہان سے اب اپنے لشکر مین تشریف لے چلین یہ گفتگو مقبل وفادار کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سُنکے ہرچند کہ اُٹھے اُٹھنے کو تمنائے دیدار ملکۂ مہرنگار مین دل نہ چاہتا تھا لیکن مقبل وفادار کے کہنے سے اُٹھے اشعار

غبار آسا اُٹھے فرش زمین سے

اُٹھے پہلوے کوے نازنین سے
یہ کس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ

اگر حیران کہ یہ سامان کیا تھا
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

یہ کس برق بلا کا سامنا تھا
ہوا یہ کون غائب روبرو سے

کیا کس نے پشیمان آرزو سے
متاع صبر و طاقت لے گیا کون
یہ داغ نامرادی دے گیا کون

غرض حمزۂ صاحبقران مضطر و پریشان نادر باغ آئے مقبل وفادار نے حمزۂ صاحبقران کو مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار کیا اور خود ہمراہ رکاب ہوا گھوڑا حمزۂ صاحبقران نے بڑھایا اور جانب لشکر چلے لیکن جبوقت ملکۂ مہرنگار کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے اشعار

اُٹھایا سر فغان بے صدا نے
حیا کرنے لگی نشتر فروشی
نہ ابرو مین وہ سامان اشارہ
نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے

زبان چوسی سکوت مدعا نے
جگہ کرنے لگی کاوش جگر مین
نہ آنکھون مین وہ آشوب نظارہ
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پرے کا

ہوئی شغل دہن رسم خموشی
لگی بڑھنے تراوش چشم تر مین
نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
نہ وہ عالم مزاج دلبری کا

جسوقت دایہ اور انیسون نے ملکۂ مہرنگار کی یہ کیفیت دیکھی بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلائین لیکے اس طرح پوچھا کہ ای ملکۂ عالم سچ کہو تمکو ہمارے سر کی قسم اشعار

تردد کس لیئے دن رات کا ہے

ابھی سے غم تمھین کس بات کا ہے
یہ کاہش ہو دل غمناک مین کیون
زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا
پر ارمان تھا دل ناشاد کس دن

ہجوم ضبط دامنگیر کیون ہے
ملائی ہو جوانی خاک مین کیون
جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی
بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن

خموشی صورت تصویر کیون ہے
یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا
نظر ہم صحبت حسرت کہان تھی
ملکۂ مہرنگار نے یہ تقریر دایہ وغیرہ

کی سُنکے کہا کہ مین آجکل اپنے والد کو اپنے حال پر مہربان نہین پاتی ہون اسی وجہ سے میری یہ کیفیت ہو دایہ نے عرض کیا قربان جاؤن جو امر واقعی ہو بیان کرو مجھسے پوشیدہ نہ کرو ملکہ نے کہا ای مادر مہربان جو اصل حال تھا وہ مین نے کہدیا اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو میرے پاس سے جاؤ دایہ یہ تقریر سُنکے چلی گئی اور اپنی بیٹی فتانہ کو ملکۂ مہرنگار کے پاس چھوڑ گئی بعد جانے دایہ کے ملکہ نے اور شاہزادیون سے بھی یہی کہا کہ تم بھی اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ تمھارے بیٹھنے اور باتین کرنے سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہو جسوقت یہ گفتگو شاہزادیون نے سُنی اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ اسوقت ملکہ کا مزاج کسی وجہ سے برہم ہو بہتر ہے کہ ہم یہان نہ بیٹھین یہ خیال کرکے وہ شاہزادیان اپنے اپنے خوابگاہ پر گئین اور لیٹین لیکن زہرۂ مصری اور فتانہ کہ یہ دونون رازدان تھین خدمت ملکۂ مہرنگار مین حاضر رہین اُسوقت ملکۂ مہرنگار اپنے دل مین تصور خیالی حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر اسطرح

حال درد دل ظاہر کرتی تھی اشعار

کبھی حال دل پر داغ کہتی
کبھی افسانہاے باغ کہتی

کبھی کہتی کہ ای دلدار جانی
کبھی کرتی بیان سوز دروں کا

عروج نشۂ جوش جوانی
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو
کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون

تصدق اس گلی کے جسمین تو ہو
صدا خندۂ زخم نہان ہون

لگی ہی آگ ہر داغ جگر مین ۔ زبان مانند شعلہ ہی دہن مین
سدا آنچل ہی منہ پر دود دل کا ۔ مرا چہرہ ہی چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے ۔ فلک کا ہے کو ہی دود جگر ہے
وہ ہون بیدار مثل چشم کوکب ۔ مری ہر آنکھ ہی پیمانۂ شب
یہانتک ناتوانی زور پر ہے ۔ کہ بار آسمان تار نظر ہے
خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے ۔ نفس ہر دہن تار رفو ہے

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار ۔ مین ہون مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھین یا بہار بوستان ہین ۔ برنگ چشم بلبل گل فشان ہین
بھرا ہر آنکھ مین جوش بلا ہی ۔ شب غم تو تیاے چشم وا ہے
ذرا فرقت مین دیکھا ای یار آنکھین ۔ عوض طالع کے ہین بیدار آنکھین
جگر سے لب تک آتا آہ غم کا ۔ سفر ہے منزل طلب عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکۂ مہر نگار تصویر خیالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل مین کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھین کہ ای ملکۂ عالم ہر چند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہی لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران مین اشکباری اور گریہ وزاری نہ کیجئے دل مضطر کو امید وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے ایک ہی روز مین حضور کا یہ حال ہوا ہی کہ چہرہ متغیر ہوگیا ہی آنکھین نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہوگئین ہین پنڈا ابھی حضور کے دشمنون کا اس وقت بھبکا ہے دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائین اے حضور کے دشمنون کو سودائی اور دیوانہ بتائین اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائین آفت تازہ سر پر لائین ذلیل اور رسوا کرین بس حضور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ راز عشق کو سینے مین نہان رکھیے کثرت نالہ وبکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہین ہی اگر حضور ہم خیرخواہون کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچتایئے گا ابھی تو حضور دیکھین کہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہی یا نہین ملکۂ مہر نگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ مین ہر چند ضبط گریہ کرتی ہون لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہین کہ ضبط آہ بکا کر سکون راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہر نگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہے آخر اسی آہ وزاری مین نیند تو کیا آئی گویا غش آگیا فتانہ اور زہرۂ مصری تا دیر قریب ملکۂ مہر نگار کے سہری کے بیٹھی رہین آخر ملکۂ مہر نگار کے پاس سے اٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جاکر لیٹ رہین یہان تو ملکۂ مہر نگار کو کثرت گریہ وزاری سے گویا غش آگیا ہی لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران بصد آہ وفغان جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سردارون کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہین اُسوقت جملہ سردار برائے استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھکے متردد ہوے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہین ہی یہ فرماکر اور مرکب سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیون نادرست ہی اسکا کیا باعث ہے مقبل نے کہا مجکو معلوم نہین کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہی خواجہ عمرو نے کہا اے مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو مین تجسے ہر طرح سے سمجھ لونگا کیونکہ تم باغ مراد مین حمزۂ صاحبقران ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناسازی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھسے نہین بیان کرتے خیر نہ بیان کرو جو امر واقعی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہوجائیگا مجکو تو اسوقت چہرہ امیر بانوقیر دیکھکے صاف ثابت ہوا ہی کہ حمزہ صاحبقران بانع مراد مین کسی گلرو پر عاشق ہوے ہین اُسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ ای خواجہ عمرو مجکو اس امر سے بہی آگاہی نہین ہی واضح ہو کہ حال عشق حمزہ صاحبقران سے ابتک مقبل وفادار آگاہ نہین ہین کیونکہ جسوقت حمزہ صاحبقران نے ملکۂ مہرنگار کو دیکھا تھا اُسوقت مقبل نہر مین پیر رہا تھا اور رنج مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکۂ مہرنگار حمزہ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبودار مارکر ہٹ گئی تھی اور حمزہ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اُسوقت مقبل وفادار نے گھبراکر نہر سے حمزہ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو و مقبل وفادار سے گفتگو کرکے پھر خدمت حمزہ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت ہمسے کچھ گفتگو نہ کرو ہمارے طبیعت بے لطف ہی سر مین درد ہی اب ہم لیٹے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزہ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکۂ مہرنگار سے بصد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر ہین کچھ اُٹھاؤ ناز دونون کے ؛ مسیحا ہو تمہین تو ای بت طناز دونون کے ؛ کبھی حمزہ صاحبقران بصد آہ و فغان تصویر خیالی ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہوکے یہ شعر پُر درد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہے اُسکو زبان سے مین کیا کہون ؛ تم پوچھ لو مرے دل خانہ خراب سے ؛ کبھی امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہوکے یہ چند اشعار زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

ابھو غمخوار بھی بالین پہ نہین قسمت سے
بیکسی کس سے کہون درد جگر آجکی رات
روز سہتا ہون تقاضای اجل کے طعنے
مجکو مرجانی دی ای درد جگر آجکی رات
نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے
تیرہ بختی سے ادھر ہون نہ ادھر آجکی رات
کچھ اجل سے گلہ روز مصیبت کرون
اتنی فرصت دی مجھے درد جگر آجکی رات

گاہ حمزہ صاحبقران سوئے فلک دیکھ کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

الٰہی خیر ہو تا ہی درد پہلو مین ؛ سے کس بلا مین دل بیقرار آجکی رات ؛ کبھی حمزہ صاحبقران خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر آہ و فغان کرتے تھے کیونکہ حمزہ صاحبقران عشق مین ملکۂ مہرنگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوتے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہے سیہ پوش
محبت سے دل لالہ لہو ہے
محبت سے ہی روز عیش پرجوش
محبت سے گل تر ہے جگر چاک
محبت سے دل بلبل ہے نمناک
محبت سے پریشان موج بو ہے
محبت سے گل آدم مین ہے جوش
محبت کیمیا ہے ہر جگر ہے
محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت سے ہو لبریز فغان نے
محبت سے نہین خالی کوئی شی
محبت جلوہ پرداز نظر ہے
محبت سے نیاز و ناز دیکھا
محبت ہی عجب دریائے پرجوش
محبت سے دلون مین ساز دیکھا
دم تیغ اجل ہے ساحل اسکا
فنا ہے سہل کار مشکل اسکا
کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش
قضا اس مین ادائے بندگی ہے
بحسرت جان دینی زندگی ہے

القصہ حمزہ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکۂ مہرنگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکۂ مہرنگار نہ لاکر بستر خواب سے اُٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت خواجہ عمرو تو یہان

نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالادوی کو گئے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت تم
میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مراد مین چلو دیر نہ کرو ایسا نہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد مین ہمکو
اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو نے مجھسے
کہدیا ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہونگے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک کرینگے
تو مین تمکو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ
نہ چلوگے تو مین تمکو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنی خیال کیا کہ اے مقبل
خواجہ عمرو تو نہین معلوم کب مجکو قتل کرتے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ امیر بالوقیر کے نہ جاؤنگا تو اسی وقت
حمزۂ صاحبقران مجکو قتل کرڈالینگے یہ خیال کرکے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزۂ صاحبقران نے
بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوے
جب باغ مراد مین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اے مقبل تم یہین
کھڑے رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند
پھینکی اور بذریعۂ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پر گئے اور وہان سے پھر بام محل نوشیروان
پر گئے اس جگہ سے حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنے واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور
نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکۂ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چینی چین کی شاہزادی
اور زہرا مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغربی ممالک مغرب کی شاہزادی
خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشراقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب ملکۂ
مہرنگار کے ہین واضح ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکۂ مہرنگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور
ہمراہ ملکۂ مہرنگار کے آٹھون سے پڑھتی تھین غرض حمزۂ صاحبقران بام محل سے راہ زینہ سے
نیچے اُترے اور بہ چالاکی اور ہوشیاری چوکیان طے کرکے ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے قریب پہونچے اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار اس طرح سو رہی ہے کہ چہرہ پُر نور کھلا ہے زلفین عنبرین پریشان ہین
پیشانی نورانی پہ افشان چنی ہوئی ہے سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین ہے آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے
جو خشک ہوگئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر ملکۂ بھی
مجھپر مائل ہوئی ہے جس طرح مین عاشق ہوکر اشکبار ہوا اُسی طرح یہ ملکۂ بھی مجھپر مائل ہوکے آج کی شب روئی ہے یہ
خیال کرکے بیتابی دل سے حمزۂ صاحبقران نے چاہا کہ ملکۂ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب و رخسار کے لون
اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار غافل سو رہی ہے میرے لپٹنے
سے یقیناً ڈر جائیگی عجب نہین کہ مجھ سے ناراض ہو پس اے حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور خواب راحت سے
بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہے عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان رہتا ہے اور
کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہے اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہے پس تم تو عاشق ہو
تمکو بھی لازم ہے کہ ملکۂ مہرنگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے یہ چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکۂ مہرنگار جب ان اشعار کو ہنگام صبح بیدار ہوگے پڑھیگی
تو سمجھ جائیگی کہ میرا شیفتہ اور فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہوکر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہی اور درد دل اپنا مجھسے اس پردے مین ظاہر کر گیا ہی اشعار زندہ ہوجاے عاشق بدم

اپنی آواز گر سنائی شوخ | آرزوے وصال پوری کر | میری دلکی لگی بجھائی شوخ | اُس گنہ پر سنا ہے ہجر ملی
کون سی مین نے کی خطائی شوخ | میرے دلمین نہ پھر ہو کیونکر درد | جب تو پہلو سے اُٹھ گیا ای شوخ | نہین دنیا مین جز وصال کوئی
مرض عشق کی دوا اے شوخ | دیکھون انجام عشق کیا ہووے | با وفا مین تو بیوفا اے شوخ | حمزۂ صاحبقران یہ اشعار

ستون محل پر جھاڑ اور کنول وغیرہ کی روشنی مین لکھکر عنقریب ملکۂ مہر نگار کے آئے اور یہ مطلع ملکۂ مہر نگار سے مخاطب ہو کے آہستہ زبان پر لائے مطلع نہین کہتا ہ مین احوال فرقت سر بسر سُن لو * کہون کچھ حال درد دل جو اے رشک قمر سُن لو * ابھی حمزۂ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکۂ مہر نگار سے اپنا حال درد دل ظاہر کر رہے تھے یکایک صداے حمزۂ صاحبقران سے ملکۂ مہر نگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری بالین پر ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوے کھڑا ہے چونکہ ملکۂ مہر نگار خواب راحت سے دفعتہً بیدار ہوئی تھی ہر چند کہ روشنی تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ اے فتانہ جلد آ کہ چور آیا ہے میرے پاس کھڑا ہے جسوقت ملکۂ مہر نگار ڈر کے چیخنے لگی اور فتانہ کو بلانے لگی اُسوقت فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری اور ملکۂ خورشید خاوری وجملہ شاہزادیان اور تمام عورتین جو قریب ملکۂ مہر نگار تھین صداے ملکۂ مہر نگار سُنکے بیتاب وبیقرار ہو کے دوڑین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس بڑا غضب ہو گیا عورتین بیدار ہو گئین ملکۂ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ خیال کر کے جب تک خواتین قریب ملکۂ مہر نگار آئین حمزۂ صاحبقران ایک ستون محل پر جلد تر چڑھ گئے اتنی دیر مین جملہ شاہزادیان اور فتانہ و دیگر نسوان بھی پاس ملکۂ مہر نگار کے آئین اور عرض کرنے لگین کہ اے ملکۂ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا ہی کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہی ملکۂ مہر نگار نے سب سے فرمایا کہ مین نے خواب پریشان تو نہین دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے سرھانے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا تھا اُسی شخص کو مین دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اُس شخص کو کسطرف جاتے دیکھا ملکۂ مہر نگار نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہے جسوقت یہ حال خواتین نے سُنا ستون کو بغور دیکھا چونکہ اُسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزۂ صاحبقران کو ستون محل پر دیکھ کے اسدرجہ شور وغل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہوا اور گھبرا کر کنیزون اور خواصون وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ یہ شور وغل کیسا ہی جلد دریافت کرو کنیزین اور خواصین جلد تر گئین اور ملکۂ زہرہ مصری و فتانہ سے دریافت کر کے بعجلت تمام خدمت نوشیروان مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگین کہ حضور ہم کنیزون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور مین چور آیا ہے اور ابھی تک ستون محل پر ہے اسی وجہ سے خواتین شور وغل کر رہی ہین نوشیروان نے یہ حال سُنکے حکم دیا کہ جلد تر محل مین خواتین پردہ کرین اور جا بجا ہٹ جائین جسوقت ایوان مین پردہ ہو چکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیوبند کو محل مین بلایا اور فرمایا کہ اے قارن ہمارے ایوان مین دزد آیا ہے اور اب تک ستون پر ہی پس تو جا کر اُس دزد کو گرفتار کر خبردار وہ دزد بھاگ کے جانے نہ پائے اگر زندہ گرفتار نہو سکے تو اوسکو قتل کر تا کیونکہ اُس دزد نے ایسی جسارت اور دلیری کی ہے کہ مابدولت کے محل مین بے خوف وخطر براے دزدی رزد مال آیا ہی قارن دیوبند بموجب حکم نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردمان لشکر محل کے گرد رہین جس طرف

سے دزد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اُسکو بھاگنے نہ دین اور اگر دزد محل سے کودے تو اسکو قتل کرین یا گرفتار کرین
چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردمان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کر کے اور تین طرف سے ایوان شاہی
کو گھیر لیا جانب باغ مراد اوس اضطراب مین کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند برائے گرفتاری دزد چلا
اور حمزہ صاحبقران نے سُنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اُسوقت حمزہ صاحبقران بخیال
حفظ عزت و آبرو دستون سے بام پر آگئے اور وہان سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل
کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پر تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزہ صاحبقران اُس سے
بھاگتے غرض حمزہ صاحبقران دیوار پر پہونچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آکر اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران
کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب مین حمزہ صاحبقران نے پانون اپنا کمند پر رکھا اور قصد باغ مین اُترنے
کا کیا یکایک نوک شمشیر سر امیر بالا توقیر پر پڑی سر زخمی ہوا اور پانون اُسی حالت اضطراب و پیچ اسی مین کمند پر
تھا حمزہ صاحبقران دیوار سے باغ مین گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزہ صاحبقران کو گرتے
ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونون ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزہ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھون سے چھوڑ کے
آہستہ عرض کرنے لگا کہ ای حمزہ صاحبقران خیر تو ہے آپ کہان گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر
مضطر کیون ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنے کا نہین ہو جلد یہان سے
چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے آواز بلند نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور مین نے دزد کو زخمی کیا ہے لیکن دزد دیوار باغ سے گر پڑا ہے اب مع اپنے ہمراہی کے باغ
سے نکل کے جاتا ہے جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سُنی فوراً محل سے برآمد ہو کر
گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے مع قارن دیوبند برای گرفتاری
دزد روانہ ہوا اتنی دیر مین حمزہ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بصد عجلت چلے جاتے ہین نوشیروان نے اپنے سردارون اور اہل لشکر
سے فرمایا کہ یہی دونون بظاہر دزد ہین جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونون چورون کو گرفتار کرلو بحکم نوشیروان
چند سردارون اور سوارون نے گھوڑے بڑھائے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو آتے
دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجھکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت
اور رسوائی ہوگی یہ خیال کر کے اور ساحل دریا پر پہونچکے جلد تر اپنے تئین دریا مین گرا دیا مقبل بھی دریا مین آیا
اور حمزہ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ
کنارہ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پر لشکر حمزہ صاحبقران کا اُترا ہوا ہے ہم
یہان سے اہل لشکر سے کہدین کہ ان دونون سیاہ پوشون کو گرفتار کرلو مردمان فوج سیاہ پوشون کو
گرفتار کرینگے ہمارا ہنگام شب دریا مین گھوڑا ڈالنا اور تعاقب ان سیاہ پوشون کا کرنا بیکار ہے یہ خیال
کر کے بحکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردمان لشکر حمزہ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ ای مردمان
لشکر و سرداران حمزہ صاحبقران آگاہ ہو کہ اسوقت تمھاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہین
لہذا حکم ہے شہنشاہ کا کہ ان کو جلد گرفتار کرلو حمزہ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرائے مگر بدرجہ مجبوری
دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزہ

صاحبقران نے سنتے ہی فی الفور سواروں اور لشکریوں کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب کنارۂ
دریا چند مہتابیں روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سنکے قبل سرداروں اور سواروں
کے جو روانہ ہوئے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت دو سیاہ پوش
چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ اے سیاہ پوشو اب کہاں بھاگ کے جاؤگے کہ میں تمہارے قریب
آپہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلد تر سیاہ پوشوں کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور
ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں حمزۂ صاحبقران
ہوں اور میرے ہمراہ مقبل ہے خواجہ عمرو نے آواز حمزۂ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک لیا اور
قریب حمزۂ صاحبقران آکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ اسوقت کہاں گئے تھے اور کہاں سے
آتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکہ مہر نگار کے
پاس جانے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھکے کہا کہ ای مقبل دیکھو میں نے تمسے پہلے ہی کہا تھا
کہ آج حمزۂ صاحبقران باغ میں کسی گل پیرہن پر عاشق ہوئے ہیں اسی وجہ سے مجھ سے بھی حالت
بیقراری و بیتابی اور خیال معشوق خوبرو میں گفتگو نہیں کرتے ہیں مقبل نے کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے تھے
لیکن مجکو یہ حال نہ معلوم تھا اسوقت خلاصہ حال معلوم ہوا ہے القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہو گیا
کہ دونوں سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران اور مقبل ہیں فوراً حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو اُسی جگہ ٹھہرا کر لشکر
کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جملہ سرداروں اور سواروں سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش میں جاتے
ہو وہ دونوں سیاہ پوش دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے میں اُنکے گرفتار کرنے کو اُنکے تعاقب میں دور
تک گیا آخر میرے ہاتھ سے اور ایک جانب دونوں سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہیں آئے سرداران
حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا اُنکے گرفتار
کرنے کو جانا محض بیکار ہے یہ خیال کرکے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بہ آواز بلند دوسرے کنارۂ
دریا سے کہا کہ اے سرداران شہنشاہ بحر و بر و فرمان روائے ہفت کشور تمکو معلوم ہو ہمنے ہرچند چاہا کہ سیاہ پوشوں
کو گرفتار کریں لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم بمجبوری اپنے لشکر کی جانب جاتے
ہیں یہ کہکے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر کی طرف چلے اور اپنے خیام میں آکر بیٹھے اور اُدھر سرداران
نوشیروان وغیرہ حال سیاہ پوشوں کے بھاگ جانے کا سُنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثنائے راہ
میں نوشیروان نے سرداروں سے فرمایا کہ افسوس یہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہوئے اگر یہ
دونوں سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو میں انکو ایسی بری طرح سے قتل کراتا کہ اُنکے حال پر مرغان ہوا
اور ماہیان دریا افسوس کرتیں اور میں انکو ہلاک کراکے خوش ہوتا شہر میں ہر ایک دزد کو بھی آگاہی ہو جاتی اور
ہر ایک دزد یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی میں واسطے چوری کرنے کو جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا سب
چور ڈر جاتے اور پھر کوئی چور میرے محل میں آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتیں کرتا
ہوا در ایوان پر آیا اور آخر شب داخل ایوان ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے
کوئی اُنمیں سے گرفتار نہوا ملکہ مہر نگار نے بھی سُنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہو کر نہیں آیا ادھر بعد جانے
نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عمرو خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوئے

اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سجدۂ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا تو بڑی قباحت ہوتی اور نہایت ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے اور کوئی اس راہ سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنی عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپ کا دشمن ہے ہنگام سحر جب یہ حال تمام و کمال سنیگا اور آپ دربار نوشیروان جاینگے اور وہ آپ کے زخم سر کو دیکھیگا یقین ہے کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا کہ جو دزد شہنشاہ کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ حمزہ میرے محل مین شب کو گئے تھے اُسوقت بختک آپ کے سر کا زخم دکھائیگا اور کہیگا کہ اس زخم کی وجہ سے مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میری تلوار کا ہے اُسوقت عجب نہین کہ نوشیروان آپ کے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت بلی شادگام سے بالفعل جانب بیشۂ فیض رسان مع کل لشکر کوچ کیجیے اور ایک لمحہ بھی یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ مجکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نوشیروان حال آپ کے زخم سر کا سُن لے اور بختک آپ کی ایذا رسانی پر نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزۂ صاحبقران نے سُنی خیال کیا کہ خواجہ سچ کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہے غرض یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے جملہ سردارون کو بلا کر فرمایا کہ مردمان لشکر کو حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہون سرداران ذیوقار نے فوراً حکم حمزۂ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اسی وقت جملہ مردمان لشکر آمادۂ کوچ اور مستعد سفر ہوئے لشکر مین طبل سفر پہ چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے اُٹھائے لدگئے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے جسوقت حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر مین باجے بجے علم فوج جلوہ گر ہوئے سواری حمزۂ صاحبقران کی قبل صبح آگے تبھی سرداران تہور شعار اور دلیران لشکر نصرت اثر اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران جانب بیشۂ فیض رسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا تلنیس کو واسطے خبر لانے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا مرہم لے کر خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور آنا امیر با توقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پا کر مع اسد دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا

راویان خوش تقریر اس داستان بے نظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ مثل سیاہ پوشون کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور دربار مین جملہ سردار اور امرا حاضر ہوکر اور آداب و تسلیم بجا لاکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک آیا اور خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اُسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے عم نامدار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کرکے آیا تھا خواتین محل نے اُسکو دیکھکر ایسا شور و غل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہر چند میرے حکم سے قارن دیوبندی

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھاکر محل سے نکل گیا ہر چند مین نے کنارۂ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اسکا ہمراہی دریا سے گذر کر ہر ایک سیاہ پوش غائب ہو گیا پس ای عم نامدار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہے کہ نہین معلوم وہ سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کرکے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کرکے خاموش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکا یک بختک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب وزیر ہے کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل ہنستا ہے کچھ بھی تجھے خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہے اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا کہ مین اسوقت یہ خیال کرکے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوے تھا وہی ہوا اور جو کچھ آپ سمجھے ہوے ہوں وہ ضرور ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوے ہے بیان کر بختک نے کہا اسوقت میرے ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزۂ صاحبقران ایک روز ضرور محل مین قدم رکھینگے اور ملکۂ مہر نگار کو نظر بد سے دیکھینگے شہنشاہ عالیجاہ نے مجھے فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہے حمزۂ میرا پسر خواندہ ہے وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین گفتگو شہنشاہ کی سنکے چپ ہو رہا تھا پس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور جو سمجھے ہوے تھا ہوا کل دن کو حمزۂ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لیکر باغ مراد کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہے کہ وہی شب کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکۂ مہر نگار کی سیر انھون نے بخوبی کی ہوگی خواتین محل بیدار ہو گئین ورنہ بڑا غضب ہو جاتا بڑا مال محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ ملک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو ہجر دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوے ہوں کہ اکثر روز حمزۂ صاحبقران قابو پاکر ملکۂ مہر نگار کو محل سے ضرور لیجائینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سنکے فرمانے لگے کہ ای بختک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہے شہنشاہ کی توہین کرتا ہے چپ رہ اور حمزۂ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نکردہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب یہ تذکرہ زبان پر نہ لانا اگر حمزۂ صاحبقران سنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھسے ناراض ہونگے بغیر دیکھے کسی کو متہم کرنا نہ چاہیے اور ای بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران تھے کوئی اس دعوی پر دلیل بھی رکھتا ہے بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہوں اول یہ کہ کسی چور کی یہ مجال نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کرکے جاے اور باوجود زخم کھانیکے اور اس قدر بندوبست کے محل سے نکل جاے اور ہاتھ نہ آے یہ جوانمردی اور جسارت حمزۂ صاحبقران ہی پر موقوف ہے پس سواے اُنکے اور کوئی محل مین نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہے کہ ابھی تک حمزۂ صاحبقران دربار مین نہین آے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور درد زخم سر اور جدائی ملکۂ مہر نگار سے بیچین اور بے قرار ہونگے گرد اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے ہر جسے سمجھا رہے ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک یہ جو تو نے دونوں دلیلین بیان کین ان مین سے کوئی دلیل ایسی نہین ہے کہ جس سے حمزۂ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا کہ اگر مین آپ کے نزدیک جھوٹا ہوں تو آپ سے اور مجھسے یہ شرط ہو جاے کہ اگر آپ جیتینگے تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگائے گا اور اگر آپ شرط ہار دیے گا تو اور تو میری مجال نہین کہ کہہ سکون سوا اسکے کہ آپ مجکو پانچ ہزار روپیہ دیجیے گا جسوقت یہ تقریر بختک سے کی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا نوشیروان سے فرمایا ای عم نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹھا ہے اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹھا ہو تو آپ شرط یہ منظور کیون نہین کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہین کرتا ہون تو جھوٹھا ٹھہرتا ہون اور اگر شرط کرتا ہون تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہین ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر نے بمجبوری بختک سے شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزہ صاحبقران کے روانہ فرمائیں جسوقت وہ یہان آئینگے اگر اُنکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور قارن دیو بند اپنی تلوار کا زخم پہچان لیگا تو مین خواجہ بزرجمہر سے شرط جیت لونگا اور اگر حمزہ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہو گا تو مین شرط ہار جاؤنگا پانچ سو جوتیان سر دربار کھاؤنگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خورا تلبیس کو بلایا جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو چوم چکا اور دعا و ثناے شاہی بجالا چکا اسوقت نوشیروان نے اُس سے فرمایا کہ ای تلبیس جلد تر پل شادگام پر جا اور حمزہ ہمارے پسر خواندہ کو بلا لا کہنا کہ شہنشاہ تمکو یاد فرماتے تھے جلد چلو تلبیس بموجب حکم نوشیروان جلد تر پل شادگام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران وہان نہین ہین بلکہ لشکر حمزہ صاحبقران بھی وہان نہین ہے تلبیس حمزہ صاحبقران کو وہان نہ دیکھکر جلد تر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ یہ کمترین شہنشاہ ذیبو قاریل شادگام پر گیا تھا وہان اس نمکخوار نے حمزہ صاحبقران اور اُنکے لشکر کو نہین دیکھا نہین معلوم کس طرف چلے گئے ہین جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک سچ کہتا ہے حمزہ ہی میرے محل مین گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر کھا کر مجھسے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہے پس اب اُسکی جستجو کے واسطے کس جانب سردارون کو روانہ کرون نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک نے تلبیس کی زبانی سُنا کہ حمزہ صاحبقران پل شادگام سے کہین چلے گئے ہین یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور روبروے نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ فرمائین کہ بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہے کہ مثل اپنا روے زمین پر نہین رکھتا ہے اگر اس زمانے مین عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھسے عقل و فہم مین زیادہ نہوتے حضور مین تو سمجھ چکا تھا کہ سواے حمزہ صاحبقران کے اور کسی کا یہ کام نہین کہ محل شاہی مین دلیرانہ جاسے اور پھر محل سے نکل جاے اب بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو خواجہ عمر وکمروہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہین اس وجہ سے کسی طرف لیگئے ہین کہ زخم سر اچھا ہو جائے تاکہ حال محل مین جانے کا ظاہر نہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام کی نوشیروان نے تو سُنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزہ صاحبقران کی سُنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھکے خیال کیا کہ نہین معلوم حمزہ صاحبقران کیون چلے گئے اور اسطرح گئے کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کرکے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک حمزہ صاحبقران کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ مین شرط جیت لونگا نہین معلوم کس جہ سے اور کس سبب سے حمزہ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہین اب وہ جسوقت یہان آئینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہو جائیگا اگر اُنکے سر پر نشان زخم شمشیر ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ تجکو سر دربار پانچ سو جوتیان لگاؤنگا خواجہ بزرجمہر یہ فرماکر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنیکی نیت کرکے قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے غوص اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزۂ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبند کی شمشیر سے زخمی ہوے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردمان لشکر جانب بیشۂ فیض سان روانہ ہوے اور اب اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کرکے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیئے کہ زخم شمشیر سر حمزۂ صاحبقران ایسا اچھا ہو جائے کہ نشان زخم بھی معلوم نہو اور جسوقت حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے یہ خیال کرکے اُسی وقت چند ادویہ پسواکر ایک مرہم بناکر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دیکر فرمایا کہ حمزۂ صاحبقران جانب بیشۂ فیض سان گئے ہین تم اس مرہم لیجاکر اُنھین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس مرہم کو زخم سر مین لگاؤ انشاءاللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہو جائیگا کہ نشان زخم بھی باقی نرہیگا جب زخم سر اچھا ہو جائے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط یہ ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہے اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہے اور نوشیروان کو بھی بختک کے کہنے سے تردد ہے لہذا ہمنے یہ مرہم اسواسطے تمکو بھیجا ہے کہ تمھارا زخم سر اچھا ہو جائے اور بختک سر دربار ذلیل ہو اور جو اسکا مدعائے دل ہے وہ بر نہ آئے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سُنکے جانب بیشۂ فیض سان روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض سان خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کس وقت پہونچتا ہے اُسکو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب حال ملکۂ مہرنگار کا سُنیے کہ جب سیاہ پوش قارن دیوبند کی تلوار کا زخم سر پر کھاکر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا اُسوقت ملکۂ مہرنگار نے خیال کیا کہ سیاہ پوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر سیاہ پوش چور تھا تو زر و جواہر کی طرف توجہ کرتا اور مال دولت لیکر محل سے چلا جاتا میرے سرہانے کھڑا ہوکر میری دولت حسن پر نظر نہ کرتا غرض اسی طرح ملکۂ مہرنگار خیالات کیا جب صبح ہوئی یکایک ملکۂ مہرنگار نے جانب ستون محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہے چونکہ اُسوقت سوا فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری کے اور کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گردوپیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکۂ مہرنگار بیقرار ہوکے متصل ستون آکر کھڑی ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار پڑھ چکی بے اختیار اشکبار ہوئی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہے کہ جسے حضور پڑھکے بے قرار اور اشکبار ہین اور یہ کسنے لکھا ہے ملکۂ مہرنگار نے اور زیادہ رو کے اور آہ سرد کرکے فرمایا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دونون میری رازدان ہو اس وجہ سے مین بیان کرتی ہون ورنہ کبھی بیان نہ کرتی تمکو بھی لازم ہے کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ مجکو تمسے بڑا ملال ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور ارشاد تو فرمائین ہمکو نافہم و بے وقوف نہ سمجھئین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی ذکر اس راز کا

بھی زبان پر نہ لائینگے حضور ہمکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار تصور کرین راز کے بیان کرنے مین ذرا بھی تامل نفرمائین جب یہ تقریر
زہرۂ مصری اور فتانہ کی ملکۂ مہر نگار نے سُنی رو کر فرمایا کہ اے فتانہ او ر زہرہ مصری بڑا غضب ہوا مجکو اسوقت
عجب صدمہ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو مین نے چور تصور کر کے تم سبکو بیدار
اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہائے کیا کون وہ کون تھے بھئی ہمکو نام تو یاد نہین لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو مین نے بام
بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجکو دیکھکر عاشق ہوئے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق مین مین بھی شب کو
بیقرار و اشکبار ہوئی تھی وہی میرے عشق مین بیتاب ہو کے دلیری او ر جسارت کر کے محل مین آ گئے تھے اور
بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے او ر یہ اشعار بھی
وہی لکھ گئے ہین اے فتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ لو اور غور سمجھ لو تو ان اشعار سے وہ
اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری قلب و جگر کی خبر دے گئے ہین اور اپنے یہان کے آنے سے مجکو اطلاع
دے گئے ہین مین تو اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ کسی چور کی مجال نہین تھی کہ ایوان شاہی مین آ سکے
ہائے افسوس مین نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا مین نے انکی قدر دانی کی کہ انکو چور سمجھکر سبکو ہوشیار
کر دیا انکی ذلت اور رسوائی مین نے چاہی اور شور و غل کر کے گویا مین نے ہی قارن دیو بند کے ہاتھ سے
انکو زخمی کرایا اے فتانہ نہین معلوم انکو مجھسے کیا کہنا تھا اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے
افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پائے کہ مجھ کمبخت نے چور خیال کر کے چیخنا شروع کیا اور وہ بمجبوری
ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہو کر چلے گئے اگر مین انکو پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار او ر بیدار
نہ کرتی تو وہ قارن دیو بند کے ہاتھ سے کیون زخمی ہوتے اے زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر
تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ کر سکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے
نکل کے نہ جا سکتا مین تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ انکو کوئی گرفتار نہ کر سکا اے فتانہ اگر دشمن انکے
گرفتار ہو جاتے تو مجکو از حد صدمہ و رنج ہوتا ہر چند کہ وہ میرے کوئی عزیز نہین ہین اور نہ مجھسے اور انسے کبھی
کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو انسے تعلق ہے لیکن فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آیا اور جب
وہ قید یا قتل کیے جاتے تو مین بھی انکے صدمے مین جان دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اے
زہرہ مصری مین ہرگز اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نہ کرتی اور اپنی رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فوراً
تلخی موت کا مزہ چکھتی ایک لمحہ زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کر دن کیونکہ انکو مجھسے
از حد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ مہر نگار
نے خوب ہماری قدر کی اور کیا خوب عاشق نوازی کی ہمکو نہ پہچان کے چور بنایا قارن دیو بند سے غل و شور
کر کے زخمی کرایا اور سبکو بیدار اور ہوشیار کر کے ارادہ ہماری گرفتاری کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب
حق الفت ادا کیا اے فتانہ اب آنکھ بوجہ اس ندامت اور شرمندگی کے انسے آنکھ چار نہو گی جسوقت وہ مجھسے
شکایت کرینگے تو ہی بتا کہ مین انکو کیا جواب دونگی سوائے اپنی خطا کے اقرار کرنے اور کیا کہونگی یہ کہکے ملکۂ مہر نگار
بیتاب و بیقرار ہو کے ستون ایوان سے تصور مین حمزۂ صاحبقران کے لپٹ کے او ر ان اشعار پہ
آنکھین اپنی عین الفت و محبت سے رکھکر بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ آب اشک سے تمام
اشعار جو ستون پر لکھے ہوئے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکۂ مہر نگار کا فتانہ

اور زہرہ مصری نے دیکھا فوراً ملکۂ مہر نگار کو ستون ایوان سے جدا کیا اور عرض کیا کہ حضور اسقدر بیتاب اور اشکبار نہون دیکھیے ایسا نہو کہ حضور کو روتے روتے غش آجائے اور کوئی حضور کو روتا دیکھکر سبب گریہ دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہوجائیگا راز عشق ابھی ظاہر ہوجائیگا حضور کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہمکو سمجھاتی تھین اور فرماتی تھین کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا سب پر ظاہر کردینگی حضور ایک دن مین آپ نے حمزۂ صاحبقران کی محبت مین اپنا یہ حال کیا ہو انجام اسکا دیکھیے کیا ہوتا ہو آپ معشوق خوبرو ہین آپ کو اسقدر انکی الفت مین اپنا حال تباہ کرنا لازم نہین ہو ہمنے سنا ہو کہ عاشق فراق معشوق مین گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری شب و روز کرتا ہے اور معشوق کو ذرا بھی اپنے عاشق پر رحم نہین آتا ہو آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہین کہ اگر کہین یہ خبر کوئی حمزۂ صاحبقران کو پہونچادے کہ تمھارے فراق مین ملکۂ عالم کا حال نہایت پریشان ہو تو انکو غرور ہوجائے اور وہ اپنے دل مین یہ خیال ضرور ہی کرین کہ ہم بھی ایسے جوان حسین اور خوبرو ہین کہ دشمن ملکۂ کے ہمپر مرتے ہین اور جان دیتے ہین پس ای ملکۂ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا چاہیے جس طرح آپ بیتاب و بیقرار ہین اپنے عشق مین انکو اس طرح تڑپایے کبھی انکے حال پر رحم نہ کھایے اپنے عشق مین دل انکا جلایے انکو اپنی محبت مین دیوانہ اور سودائی بنایے منت کرایے ہاتھ جڑوایے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ دیجیے ہم خیرخواہ ہین انکا کہنا کیجیے ورنہ پچتایے گا انکے عشق مین تکلیفین شب و روز اٹھایے گا یہ گل رخسار حضور صدمۂ رنج سے دو ہی روز مین پژمردہ ہوجائینگے گلشن شباب مین خزان آجائیگی بہار چمن چار دن مین تشریف لیجائیگی غم سے سوکھ کے خار کے مانند زار و ناتوان ہوجایے گا یہ تو فرمایے کہ آخر اس رونے سے پھر کیا راحت پایے گا اور یہ جو حضور نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہو کہ ہم بوجہ ندامت اور شرمندگی کے اپنے تئین ہلاک کرین یہ حضور کی نافہمی کا باعث ہو حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ رکھتی ہین اگر حضور نے انکو نہ بچانا تو کوئی خطا نہین کی اگر ہمسے سچ سچ اور صاف صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے تو حمزۂ صاحبقران کی تقصیر ہو کیونکہ اگر انکو یہان آنا تھا تو بیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی خدمت مین آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور بھی بہ ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام کرتین باتین باہم راز و نیاز کی ہوتین ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا نظارا کرتا ہر ایک اپنا اپنا حال بیتابی و بیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام بادۂ گلگون لبریز کرکے بہ ناز و ادا دیتین اور وہ بصد اشتیاق جام سے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر مئے ناب حضور کو اپنے ہاتھ سے پلاتے حضور ناز سے انکار کرتین اور وہ منت و سماجت حضور کی کرتے کبھی ہاتھ جوڑتے اپنے سر کی قسم دیتے اور کہتے کہ ای ملکۂ عالم یہ جام مئے گلگون ہمارے ہاتھ سے پیو اور آپ ناز سے انکار کرتین اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتین اسوقت ہم دونون خیرخواہ حضور کی کسقدر شاد ہوتین اور حضور کا دل بھی انکے اظہار الفت اور محبت سے کیسا خوش ہوتا آخر جب وہ حضور کے آگے متواتر ہاتھ جوڑتے اسوقت حضور بھی خوش ہوکر انکی خاطر سے جام مئے اپنے دہن کی

لگا لیتین اور ایک دو گھونٹ مئے ناب کے پیلیتین جسوقت ہم دونون خیر خواہ حضور کے دیکھتے کہ نشۂ شراب کا ہوا
اُسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلی جاتے اور ہٹ جاتے وہ تخلیہ مین بعد شراب پینے کی بجائے
اُرنگ کے حضور کے سبب دہن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور اُنسے راضی ہوتین تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تمنا دل حضور
کی بر آتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہو کر بخوشی و خرمی اور بخیر و خوبی
محل سے چلے جاتے چور کا ہے کو بنتے زخمی کیون ہوتے انھون نے تو خود بیوقوفی کی عورتون بیچاریونکو ناحق
مردوے ناقص العقل کہتے ہین اور اپنے تئیں عاقل تصور کرتے ہین اے ملکۂ عالم ایسے مردوں سے تو ہم زیادہ تر
عقلمند ہین اگر حمزۂ صاحبقران نادان اور بیوقوف تھے تو اُنھون نے ہم ایسی عورتون سے اس امر مین مشورہ
لیا ہوتا جیسے اگر تدبیر پوچھی ہوتی بے سمجھے محل مین نہ آتے خیر اے ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر مین تھا وہ ہوا اور جو قسمت
مین ہے ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی برائی کو کیونکر بنا دیگا پس اب حضور شاد و مسرور رہین کسی طرح کا
صدمہ و ملال نہ کرین اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کرین اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہون اب
جس روز آپ سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اس طرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بغیر
اطلاع محل مین چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوے اور ستون پر اشعار لکھکے چلے گئے اگر کوئی
تمکو پہچان لیتا یا اشعار ستون پر لکھے ہوے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی اے ملکۂ عالم
جسوقت یہ آپ اُنسے شکایت کیجیے گا آپ دیکھے لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار
اپنی نادانی اور نافہمی کا کرینگے یہ کہکے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہر نگار نے متعجب ہو کے
فرمایا کہ اے فتانہ اب تم بڑی گستاخ اور بے ادب ہو گئی ہو نہین معلوم کیا کیا باتون مین کہ جاتی ہو اکثر
باتین میری سمجھ مین نہین آئین تمنے ابھی کہا کہ بعد میکشی وہ بوسۂ سیب ذقن لیتے اور وہ بات ہوتی مین بوسہ
اور وہ بات نہین سمجھی کہ وہ بات کیا بات ہے اول تو مجکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہان آتے تو مین اُنکو شراب
پلاتی کوئی مین ساقی نہین تھی دوسرے مین اُنکے ہاتھ سے کیون شراب پیتی اور کیون اُنکے پاس بیٹھتی مجھے
اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے ہاتھ سے پینے سے مجکو کیا غرض اور وہ شراب مجکو بوجہ کیون
پلاتے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط مجکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے مین
یہ باتین ہوتی ہین جو تمنے بیان کین فتانہ نے ہنسکے عرض کیا کہ حضور اب آپ اُس بات سے بھی واقف
ہوجایے گا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہوجایے گا اُنکو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپ کو شراب
اپنے ہاتھ سے بہ نسبت پلاینگے اور آپ بھی ایک مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کر کے اُنکے ہاتھ سے بصد شوق
جام مے پیجیے گا اور اُنکے پہلو مین بیٹھنے سے ایک طرح کا لطف اٹھایے گا گھبرایے نہین چند ہی روز مین
ان سب باتون سے واقف ہوجایے گا فتانہ ابھی ملکۂ مہر نگار سے یہ عرض کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی
ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی روبرو ملکۂ مہر نگار آئی اور آداب و تسلیم بجا لا کر مودب
کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ اے غنچہ دہن اسوقت تیرے مسکرانے
کا کیا باعث ہے غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت مین بضرورت در ایوان تک گئی تھی
دربان باہم یہ کہ رہے تھے کہ حمزۂ صاحبقران کے زخم سر کے بارے مین آج بختک نے بزرجمہر
سے یہ شرط لی تھی کہ اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پہ زخم تلوار کا ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا

اور اگر زخم نہو گا تو آپ سر دربار میرے سر پر پانچ سو جوتیان لگایئے گا حضور مین حمزۂ صاحبقران سے تو آگاہ نہین کہ وہ کون ہین لیکن مین یہ خیال کرکے مسکرائی کہ اگر بختک شرط ہار جائینگے تو سر دربار انکے سر پر پانچ سو جوتیان کھائینگے اُنکے سر کے بال تشریف لیجائینگے ایسی شرط اُنھون خواجہ بزرجمہر سے کیون کی ہے کہ جسکا انجام ہار جانے پر یہ ہوگا غنچۂ دہن تو یہ عرض کرکے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکۂ مہرنگار غنچۂ دہن سے یہ خبر سُنکے طرف فتانہ کے دیکھنے لگی فتانہ نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اب حضور کو لازم ہے کہ واسطے اپنے چاہنے والے کے یہ دعا کرین کہ زخم سر انکا ظاہر نہو شہنشاہ اُنپر کوئی ظلم و جفا نہ کرین بختک نالائق شرط بزرجمہر سے ہار جائے سر دربار جوتیان کھائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر فتانہ کی ملکۂ مہرنگار نے سُنی اشکبار ہوکر اس طرح دعا کرنے لگی کہ اے سلمانون کے خدا اُنکو ہر بلا ہر آفت سے بچا ملکۂ مہرنگار تو بیقرار اور اشکبار ہو کے دعا کر رہی ہے اور فتانہ اور زہرہ مصری بھی واسطے بہتری حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ مہرنگار کے دعائین کر رہی ہین لیکن اب حال ابوالخیر کا لکھا جاتا ہے کہ ابوالخیر جو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض رسان روانہ ہوا تھا ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع مین پہونچا وہان دیکھا کہ خیام اور بارگاہ ہین جابجا استادہ ہین فوج کثیر پڑی ہوئی ہے ابوالخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہے کہ یہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے یہ خیال کرکے قریب لشکر آیا اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُس سوار نے کہا تو کون ہے اور حال لشکر دریافت کرنے سے تیرا کیا مدعا ہے ابوالخیر نے جواب دیا کہ اے برادر مین ملازم خواجہ بزرجمہر کا ہون اُنھون نے مجکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین روانہ کیا ہے اور مرہم واسطے زخم سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسی وجہ سے مین تمسے پوچھتا ہون کہ اگر یہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے تو مین حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر مرہم دے دون اور اگر یہ لشکر انکا نہو تو مین واسطے اُنکی جستجو کے آگے روانہ ہون سوار تقریر ابوالخیر کی سُنکے کہنے لگا کہ ہان یہی لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے یہ کہکے اور ابوالخیر کو اپنے ہمراہ لیکے قریب بارگاہ حمزۂ صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ آپ انکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین لیجایے انکو کچھ عرض کرنا ہے خواجہ عمرو ابوالخیر کو دیکھکر پہچان گئے اور ابوالخیر کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین لیکر آئے جب ابوالخیر روبروے امیر با توقیر حاضر ہوا آداب و تسلیم بجالایا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا تمھارا آنا یہان کسوجہ سے ہوا ابوالخیر نے وہ مرہم دیکر جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اشفاق بزرگانہ پر نظر کرکے نہایت خوش ہوے اور ابوالخیر سے مرہم لیکر ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرماکر اور ابوالخیر کو انعام دیکر رخصت کیا ابوالخیر خدمت خواجہ بزرجمہر مین پہونچا اور جو کچھ حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابوالخیر کے حمزۂ صاحبقران نے پھاہا اُس مرہم کا اپنے زخم سر پر لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین روز مین زخم سر بالکل اچھا ہو گیا اور نشان زخم بھی مطلق باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہو گیا حمزۂ صاحبقران نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران متحیر ہوکر دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ چار یا پانچ دلاور آگے لشکر کے ہین اور پیچھے اُنکے لشکر کثیر ہے جب وہ چارون پانچون دلاور عنقریب حمزۂ صاحبقران آئے گھوڑون سے اُترکے

آداب و تسلیم بجالائے اور عرض کرنے لگے کہ ہمکو اخبار کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بشیبۂ فیض رسان کیطرف تشریف لائے ہین اول تو ہمکو اشتیاق قدمبوسی تھا دوسرے ہمکو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگون کے قطعہ مین کہ یہان سے وہ تھوڑی دور ہے چندے سے ایک اژدہا آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف وایذا پہونچتی ہے صدہا اور ہزارہا آدمیون کو اُس نے ہلاک کیا ہے جسوقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھنچکر اُسکے شکم مین چلے جاتے ہین اور ہر نفس مین اُسکے منھ سے شعلے نکلتے ہین ہر چند ہمنے اکثر تدبیرین اُسکے ہلاک کرنے کی کین لیکن وہ کسی طرح ہلاک نہوا آخرکار ہمنے شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑکے جابجا چلی گئی ہے اب وہ شہر ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالین تو ہم سب اقرار کرتے ہین کہ مسلمان ہوجائینگے دین اسلام اختیار کرینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تم مجکو دور سے اُس اژدہے کو بتادو انشاء اللہ مین اُسکو ہلاک کرونگا پانچون دلاورون یعنی اسد شیرگیر اور اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد اسدان اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلین ہم دور سے اُس اژدہے کو بتادینگے خوف سے قریب نہ جائینگے یہ تقریر اسد مارگیر وغیرہ کی سُنکے حمزۂ صاحبقران ہنسے اور اُسی وقت مع لشکر اُس جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہین فروکش ہو لشکر تو بموجب حکم وہین مقیم ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران مع اسد اسدان وغیرہ اور خواجہ عمرو جانب شہر چلے جسوقت شہر مین داخل ہوے خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ خواجہ عمرو کے بجا نہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ بھی چلے آیے اس موذی کے سامنے نہ جایے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے آپ دیکھتے ہین کہ اُسکے منھ سے کس طرح کے دمبدم شعلے نکلتے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو مین تو ضرور اسکے مارنے مین کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ سُنا تو جاننا کہ مین نے اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سُننا تو سمجھ جانا کہ مین ہلاک ہوا یہ فرماکر خواجہ عمرو اور اسد اسدان وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑکے اور تیر و کمان لیکر آگے بڑھے اور ایک درخت کلان کے تنہ کی آڑ مین کھڑے ہوکر نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھاکر دیکھا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک تیر نعرۂ اللہ اکبر کرکے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی ایک آنکھ پر پڑا اژدہے نے زخمی ہوکر اپنے سر کو زمین پر پٹکا اور زمین پر تڑپنے لگا حمزۂ صاحبقران نے فوراً دوسرا تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کرکے لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا خونخوار زمین پر تڑپا کہ زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرۂ نار ہوگیا آخر وہ اژدہا تڑپ تڑپ کے مرگیا اُسوقت اژدہے کے خون اور آلائش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی کہ امیر کو فوراً غش آگیا جب دیر ہوئی خواجہ عمرو گھبراکر آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی بینی پر رکھا اور قریب حمزۂ صاحبقران آئے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بیہوش پڑے ہین اور سامنے اژدہا مرا ہوا پڑا ہے خواجہ عمرو نے فوراً حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کیا جب حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوے اور وہان سے اسد اسدان وغیرہ کے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران نے ہلاک کیا نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدہ کے اُسی وقت اسد شیرگیر اور اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور

اسد اسدان اور اسد دیوانہ مع اپنے کل مردمان لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے جب رعایائے فراری شہر کو معلوم ہوا کہ اژدہا ہلاک ہو گیا ہر طرف سے آکر پھر اُس شہر مین آباد ہوئی پھر حکم حمزۂ صاحبقران سے سب شہر آدمیون نے بہ مشکل اُس اژدہے کی آلائش شکم کو دور کرکے اور اُسکے پیٹ مین بھوسا بھر دیا اور ایک ارابے پر رکھدیا جب حمزۂ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسدان وغیرہ مسلمان ہو چکے اور شہر مین رعایا آباد ہو چکی اور ایک روز وہان مقام کرکے چلے اُسوقت حمزۂ صاحبقران اسد اسدان وغیرہ کو مع اُنکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر وہان سے روانہ ہوئے جب پل شادگام پر پہونچے اور وہان قیام کیا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرجمہر کو دربار مین بلایا اور پوچھا کہ ای عم نامدار حمزۂ صاحبقران میرا پسر خواندہ آیا ہی اور پل شادگام پر مقیم ہی اب اُسکے بلانے مین آپ کیا کہتے ہین بزرجمہر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ بختک کے کہنے سے حمزۂ صاحبقران سے رنجیدہ نہون بختک سراسر خلاف کہتا ہی آپکو مناسب ہی کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمایے نوشیروان نے بموجب کہنے خواجہ بزرجمہر کے بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی و کیوس کرمانی وغیرہ کو بجمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرجمہر نے سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہے مارا ہی اور اسکو اپنے ہمراہ لائے ہین شاید نوشیروان اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیلے بس اس خیال سے بزرجمہر نے فوراً ابوالخیر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزۂ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ کہدینا کہ اگر نوشیروان تمسے اژدہا بے مردہ مانگے تو تم نہ دینا مین اُس اژدہے کا تمہارے لشکر کے واسطے علم اژدہا لیکر بناؤنگا ابوالخیر یہ سُنکے جلد روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران ارشاد بزرجمہر بزبانی ابوالخیر سُنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد جناب نوشیروان کو مین اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سُنکے خدمت بزرجمہر مین آیا اور جو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ خواجہ بزرجمہر سے کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنے لگے کہ آپکو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہی اور ہم سبکو واسطے آپکو بلانیکے آپکے پاس بھیجا ہے بس توقف نہ فرمایے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپکے منتظر ہین حمزۂ صاحبقران بہ تقریر سرداران نوشیروان کی سُنکے اُسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سردارون کو مع خواجہ عمرو کے ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی سرداران نوشیروان دربار نوشیروان مین آگئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر کو آداب و تسلیم کرکے دنگل گستہم زرین کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران بھی علے قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے جب حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اسوقت حضور حمزۂ صاحبقران کو خلعت دین اور یہ فرمائین کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت حمزۂ صاحبقران خلعت پہنینگے زخم کو دیکھ لیجیے گا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہو جائیگی نوشیروان نے بموجب عرض کرنے بختک کے حمزۂ صاحبقران کو خلعت پُر زر دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ اس وقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تا کہ ہمارا دل خوش ہو حمزۂ صاحبقران بموجب ارشاد نوشیروان کے خلعت پہننے کو اُٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اُتار ڈالیں اور جب تک آپ خلعت نہ پہنیں خود کو سر پر نہ رکھیں تاکہ نوشیروان اور بختک دونون آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لیں حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو اپنے سر سے اُتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونون بہ نظر غور دیکھا کیے جب حمزۂ صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھا اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر بیٹھ گئے اُسوقت بختک سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پا کر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو مین سمجھے ہوئے تھا وہ نہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہین جاتا آج تم دربار مین بہت ذلیل ہوگے بختک اپنے دل مین یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہین ہے اب موافق شرط کے حضور اگر حکم دین تو بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان سر دربار لگائی جائین اور اسکو ذلیل کیا جاے تاکہ پھر کوئی دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی سُنکی اور بختک پر غضبناک ہوکے فرمایا کہ اے عمر نامدار بے تامل اس جھوٹے کے سر پر جوتیان لگایئے سر دربار اس دروغگو کو ذلیل کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات جوتیان جلدی جلدی لگائین بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیان پڑنے لگین خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب جوتیان نہ لگاؤ مین تمہارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک زندہ رہونگا یہ احسان تمہارا نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیان دو تو البتہ جوتیان نہ لگاؤن بختک نے کہا ای خواجہ عمرو مین پانچ سو اشرفیان ضرور دونگا جب بختک نے اشرفیان دینے کا اقرار کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے تقصیر بختک کی عفو کیجیے اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی کبھی اب دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولیگا خواجہ بزرجمہر گفتگو سے خواجہ عمرو سے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک نے کچھ دینے کو کہا ہے خواجہ بزرجمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیان نہ لگانے مین کچھ تمہارا ابھی نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجھکو پانچ سو اشرفیان بختک دینے کو کہتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ یہ اشرفیان ہمکو لینا چاہئین کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط ہوئی تھی اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ سو اشرفیان لو اور جوتیان نہ لگاؤ تو خیر اُس سے ابھی اشرفیان لیلو اور ہمکو دیدو خواجہ عمرو نے آہستہ سے عرض کیا کہ آپ مرد ابرار غازی و پرہیزگار ہین اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیان ہین آپ کو لینا لازم نہین ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرجمہر گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بختک سے کہا کہ اگر اشرفیان دو تو خیر ورنہ پھر جوتیان لگاتا ہون بختک نے اُسی وقت پانچ سو اشرفیان خواجہ عمرو کو دین خواجہ عمرو نے سب اشرفیان خود لیلین اور بختک کو چھوڑ دیا جب بختک پانچ سات جوتیان سر پر کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک دفع ہو چکا تھا اُسوقت نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے بہت متردد تھا امیر حمزہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا تھا یکایک اسد اسدان اور اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد شیر گیر دنگلون سے

اٹھے اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر مین ایک اژدہا کہین سے آیا تھا اُسنے صدہا آدمیون کو ہلاک کیا تھا ہمسے کسی طرح وہ مارا نہ جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزہ صاحبقران کو بلوایا تھا حمزہ صاحبقران نے جاکر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہین نوشیروان نے فرمایا کہ اُس اژدہے کو دربار مین لاؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھین اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزہ صاحبقران لشکر مین گئے اور اُس اژدہے کو اراب پر ڈال کے لے آئے جسوقت نوشیروان اور جملہ سرداران نوشیروان نے اُس اژدہے کو دیکھا حواس خمسہ سبکے منتشر ہوگئے اور حمزہ صاحبقران کی جرأت اور شجاعت کی ہر ایک دلاور نے تعریف کی نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ اُس مُردہ اژدہے کو حمزہ صاحبقران سے لیکر رکھ لیوے حمزہ صاحبقران نے فی الفور عرض کیا کہ اس اژدہے کو اگر مجھی کو حضور دیدین تو مین ترکیون کی پاکھرین بنواؤن نوشیروان نے فرمایا اچھا تمھین لیجاؤ حمزہ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے لے آئے پھر وہ مردہ اژدہا خواجہ بزرجمہر کے پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت مین اُس اژدہے کے پوست کا اسطرح علم اژدہا پیکر بناکر تیار کیا کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست مین ہزارہا سوراخ کیے تھے اور اُس اژدہے کے پوست مین مشک وغیرہ عود بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا جسوقت اُس علم اژدہا پیکر مین ہوا بھرتی تھی تو ہر سوراخ سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہو جاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر تیار کر لیا حمزہ صاحبقران کو لشکر مین بھیجدیا جسوقت حمزہ صاحبقران نے اُس علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوئے

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا محل مین اور دیکھنا ملکہ مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب خرقہ پوش اور ابو سعید لنگر کا

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان سے اٹھکے اپنے لشکر مین آئے ہنگام شب بارگاہ مین فرش خواب پر خیال ملکہ مہرنگار مین بیتاب و بیقرار ہو کر تڑپنے لگے اور یہ خیال نامہ پیغام یہ شعر پڑھا شعر اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جاوے ٭ ہمسے خلاف باد صبا اور صبا سے ہم بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کرکے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کثرت گریہ بہا لیجائیگی اک دن ہمین بستر اپنا چادر آب رواں ہو جائیگی ٭ کبھی بیتاب اور بیقرار ہو کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر ہائے کس کس کو سناؤن نہین ترکنا کوئی ٭ ہٹ پہ نالہ ہو جدا آہ شرر بار جدا ٭ جب حمزہ صاحبقران کو خیال ملکہ مہرنگار مین نیند نہ آئی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے شعر اے مرگ ادھر آ کہین آنکھین ہون ہمین بند ٭ دیکھون ستم دیدہ بیخواب کہان تک ٭ کبھی خیال ملکہ مہرنگار مین یہ شعر پڑھتے تھے شعر فرقت مین تری اے ڈر دریاے تمنا ٭ تڑپون صفت ماہی بے آب کہان تک ٭ کبھی کہتے تھے شعر کچھ تو پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی مزاج ٭ بے ترے دن رات گھبراتا ہے تنہا اور بھی ٭ کبھی شب ہجر ملکہ مہرنگار سے مخاطب ہو کے کہتے تھے شعر پھر نہ دیکھین اے شب فرقت سیاہی کو تری ٭ کثرت گریہ سے گر ہو جائے چشم تر سفید ٭ غرض اسی طرح حمزہ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

اور غم فراق ملکۂ مہر نگار مین رو دیا کیے آخر تاب جدائی ملکۂ مہر نگار نہ لاکر بیتاب و بیقرار ہو کر بستر خواب سے اٹھے اور بعد پہننے لباس سب رومی کے اسلحۂ اپنے تن پر آراستہ کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے اور ابو شہاب اور ابو سعید دونون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ مراد کی جانب بصد اشتیاق چلے جسوقت باغ مراد مین پہونچے عیارون کو باغ مین ٹھہرا کر اور قریب دیوار محل جا کر دیوار محل پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند دیوار محل پر جا کر بام محل پر پہونچے اسوقت حمزہ صاحبقران نے جو زیر بام دیکھا تو یہ کیفیت نظر آئی کہ ملکہ مہر نگار شاہزادیون کے حلقے مین اس طرح جلوہ فرما تھی جیسے کہ درمیان ستارون کے ماہ تابان ہوتا ہے مسدس

اس طرح چہرۂ تابان پہ ہے بینی کی ضیا
آئنہ گرد ہے رخسار نے پائی وہ صفا
وہ دہن نقطۂ موہوم ہے بے وہم و گمان
دیکھکر چشمۂ حیوان اسے ابتک ہے نہان
وہ زنخدان ہے کہ ہے ایک خدا کی قدرت
آپ سے ڈوبنے کی ہوتی ہے اس مین رغبت
یہ وہ گردن ہے کہ آنکھون نے نہ دیکھی زنہار
ہاتھ گردن مین حمائل ہون تو آجائے قرار
ہاتھ مہندی کی جو رنگت سے ہوئی ہین مشعل
عشق دل نے نہین لایا ہے مجھے لائی اجل
ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئے ہین تیار
ہاتھ کٹوائے جو اس پنجے سے اگر ہو دوچار
جان ہو جان سے یہ خوبی پستان پہ نثار
یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن یکبار
کبھی چھاتی سی ڈپٹہ جو الٹ جاتا ہے
دم میان عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہے
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب
وہ چمک ناف کی ہے آئے ستارے کو نہ تاب
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے
پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہے
رانین ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار
نازکی ایسی ہین کہ اس پر سے نزاکت بھی نثار
پنڈلیان ایسی ہین گوری کہ خدا کی قدرت
ہو پہنچے اس جا نہ کبھی ہائے نگہ کی طاقت
پنجۂ مہر کو ہے پنجۂ پا سے خجالت

اک الف نور کا ہے مہر درخشان پہ کھنچا
لب ہین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
کچھ سخن اس مین نہین قدرت خالق ہے عیان
خوب اوصاف دہن کس سے کہے جاتے ہین
حسن کے بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت
گر کے اسمین سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے
شفق صبح کے مانند دکھائی ہے بہار
جلوہ گر دھیان مین جسوقت سے وہ گردن ہے
اب سر دست دل زار گیا اور بھی جل
رنج پہونچاتی ہے ہر وقت کلائی مجھکو
اے ہتھیلی کی بلائین ید بیضا سو بار
انگلیون کی جو چمک دیکھے تو حیران رہجائے
سرو سی قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا
شرم سے جسم دہن اسکا سمٹ جاتا ہے
نیند محرم کے شب و روز کیسے رہتے ہین
قدرت حق ہے زمین پر بھی یہ قرص جنات
ہاتھ لگ جائے کمر وہ تو قرار آجائے
بات پردے کی ہے پردے مین بیان ہوتی ہے
ران صفا مین حیا خوب پسندیدہ ہین
دل بیتاب یہ تڑپے کبھی آئے نہ قرار
تکیۂ مخمل کا اگر بنکے ہزار آئے گا
عرش کی ساق کو انسے نہ کبھی ہو نسبت
پنڈلیان حسن و لطافت مین فزون دو ہین
ہے رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجالت

گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا
دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خون کرے
ایسی تنگی کسی غنچے نے بھلا پائی کہان
لب تقریر بھی خاموش رہے جاتے ہین
دلکو ہے چاہ زنخدان سے سراپا حیرت
یہ کنوان وہ ہے نہ یوسف کا کبھی دل نکلے
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہے تیار
شمع کافور سحر سامنے اک روشن ہے
ہاتھ ہیہات نہین ہاتھ مین جی ہے بیکل
آجکل کیا نہین کل موت سے آئی مجھکو
دست خورشید درخشان ہو ترقی پہ ہزار
پنجۂ مہر بھی انگشت بدندان رہجائے
ٹوپیان باز نے دور رکھتی ہین یا بہر شکار
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
رخ دوپٹے کے آنچلنے کو لپٹ جاتا ہے
جان و دل طرفہ پریشان ہین پیچھے رہتے ہین
وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بھی آئے حجاب
بخت سے دام مین عنقا کا شکار آجائے
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے
دو ہوئی صورت کہ یہ پوشیدہ ہین
ہون وہ آغوش مین عاشق کی تو کیا ہو بہار
کہین بیٹھے سر یہ کہو زانو پہ قرار آئیگا
رخ مہتاب کی بھی دیکھکے فق ہو رنگت
خانۂ حسن نے کیا پائے ستون دو فولاد ہین
ہر ستارے کو ہے ناخن کی ضیا سے خجالت

شفق صبح کو ہے رنگ حنا سے خجلت
ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہووے کل
ابھی آئینہ مین دیکھی نہین صورت اپنی
بھولے ابتک ہین بہت خوب ہے قسمت اپنی
چہرے پر زلفونکے بل کھانے سے گھبراتے ہین
عطر پوشاک مین ملوانے سے گھبراتے ہین
ایسے معشوق بھی عالم مین بہت ہوتے ہین کم
بار ہو لونگ اُٹھے کس سے یہ نازک ہین ہم
آئینہ جب اُنھین دکھلاتے ہین گھبراتے ہین
بھاری کپڑون کو جو پہناتے ہین گھبراتی ہین
چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہین کہ اُٹھتا ابھی نہین ہیگا بوجھ

سرمہ خالی نہ کرے کبک دری آنکھو نہین
ایسے رفتار چھلاوے کا ابھی دل جاے نکل
رنگ لاوینگے غضب طبع مین رنگینی ہے
نہین معلوم اُنھین حسن کی زینت اپنی
حسن پر ناز نہین شکل پہ مغرور نہین
اُلجھے گیسو کے وہ سُلجھاتے ہیں گھبراتے ہین
خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہین
سادی پوشاک مین رہتے ہین نہایت خرم
ابھی گہنے سے کسی سے انھین کچھ شوق نہین
منھ چھپا لیتے ہین شرماتے ہین گھبراتے ہین
بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سُنتے ہین
دوش سے اُنکے سنبھلتا نہین آنچل کا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لاسکتے ہین

خاک پاپوش کو لیجاے پری آنکھون مین
نازک ایسی ہے کمر چلنے مین سو کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہے
ابھی سمجھو نہین ہرگز وہ حقیقت اپنی
کسی سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہین
دیر تک گیسو نہین شانے سے گھبراتی ہین
جہان دی کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہین
کہتے ہین ہار پہننے سے الجھتا ہے دم
کوئی گردن مین بھی نسبت کے سوا طوق نہین
بند محرم کے جو کس جاتے ہین گھبراتے ہین
درد سر ہوتا ہے افشان جو کبھی چُنتے ہین
دور ہے اُنکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہین

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہے ہوے سر پریشان ہین آثار حزن وملال چہرے سے عیان ہین اور

اور یہ اشعار ورد زبان ہین اشعار
ہمدرد چھوڑتا نہین دم بھر فراق مین
پامال کر رہا ہے مرا کاروان مجھے
ہر آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہے مدام
رشک گلشن تپش دل سے گلستان ہونگے

بزم جہان مین صورت شمع خموش ہون
پہنائے ہے کلیجے سے داغ نہان مجھے
ہر دم نظر کی طرح نظر سے نہان تو ہون
بے اعتبار سمجھے ہے عمر روان مجھے
چل کے شمشاد چمن سرو چراغان ہونگے

مانند شعلہ کہنے کو دی ہے زبان مجھے
سر ہے سر شک دیدہ گریان ہے موجزن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشان مجھے
پھر امیر نے ملکہ کو یہ خمسہ پڑھتے سنا خمسہ
جیتے جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے | فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے

شام سے روتی ہے کیون تیرہ نصیبونکے لیے | پڑ رہینگے یہ کہین خاک مین جیتے مرتے | بیخبر اپنی خبر لے سحر ہوتے ہوتے
تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے | ہمتو کل خواب عدم مین شب ہجران ہونگے

جان پر وعدہ وو دانستہ بلا کیونکر لون | چپکی لگ جاے سدا ایسی ادا کو ترسون | کچھ تو ہے مین جو اُنھین مانع خود بینی ہون
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون | اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

جیتے جی مرگ سے آنکھین نہ چرائینگے کبھی | بھولکر چشمہ حیوان پہ نہ جائینگے کبھی | حشر تک خضر کے چھینٹون مین نہ آئینگے کبھی
منت حضرت عیسے نہ اٹھائینگے کبھی | زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

شمع بالین ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی | داغ بو دیتے ہین سینے سے مرے مرکر بھی | بے نصیبون کے لیے پھولون کی چادر کیسی
غیر چھوتا ہے لحد پر ترے دل تفتہ کی | گل نہ ہونگے شرر آتش سوزان ہونگے

یہ بھی ترسینگے سیر وتماشا کہ نہین | جیتے جی دیکھو لگا پابند بلا کہ نہین | آخر انکا بھی کوئی ہوگا مداوا کہ نہین
صبر یا رب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین | چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے

رات دن کہتے ہین کیا ہم نے تیری کی ہے ہوس | بیکسی پر دل بیتاب کی آتا ہے ترس | کف افسوس ملا کرتے ہین مانند مگس

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس ۔ ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارمان ہونگے
مر کے بھی سوز جگر ایک تماشا ہو گا ۔ دیکھنا آکے اگر دین کبھی رخصت اعدا ۔ رنگ لائیگی بہار گل حسرت کیا کیا
داغ دل نکلینگے تربت پہ مری جون لالا ۔ یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہونگے
مر چکے توبہ کہ توبہ سے ہوئے رخصت دن ۔ شل تسلیم نہیں دیر سے پھرنا ممکن ۔ ہوگا فقرہ کوئی ای زاہد تیرہ باطن
عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں مومن ۔ آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

حمزۂ صاحبقران نے یہ چند بند خمسہ کے ملکہ سے سنکے خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار بھی میرے عشق میں بیقرار ہے اور میری جدائی اسکو سخت دشوار ہے یہ خیال کر کے ارادہ کیا کہ ملکہ کے پاس جاؤن مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کو پاس جانا اچھا نہیں کوٹھے پر سے نظارہ حسن روئے ملکۂ مہرنگار کیا گیے آخر تاب نظارۂ جمال بیمثال ملکۂ مہرنگار نہ لا لا بام پر بیہوش ہو کے گرے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہان پر کون تھا جو حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فوراً اُٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہین بعضی خواتین متحیر بیٹھی ہین حمزۂ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بہ مجبوری بام ایوان سے اپنی تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے چلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکۂ مہرنگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران آج بھی میرے عشق میں بیتاب و بیقرار ہو کے محل میں آئے تھے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مجمع خواتین دیکھکر چلے گئے یہ خیال کر کے ملکۂ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے چلے جانے کا از حد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ ای فتانہ آج بھی وہی آئے تھے مین نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہین معلوم آج کیون آئے تھے اور کیون چلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس عورتون کا مجمع دیکھکر چلے گئے اب کل سے مین انتظام کردونگی سوا زہرۂ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو بیٹھنے نہ دونگی اور حضور کل اپنی پاس کسی اور عورت کو کسی بہانے سے نہ بیٹھنے دین فتانہ اور ملکۂ مہرنگار کے درمیان مین یہ باتین باہم ہوئین لیکن حمزۂ صاحبقران دیوار محل سے بذریعہ کمند باغ مراد مین آئے اور ابو شہاب اور ابو سعید کو لیکر در باغ سے نکل کے چلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلون سے طلایہ کیو اسطے اٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہین قہرمان زنگی نے سیاہ پوشون کو دیکھتے ہی پکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب مین یہان کیون آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم چور ہو واسطے چوری کے محل سلطانی مین گئے تھے اب بھاگ کر کہان جاؤگے مین ابھی تمکو قتل کر دونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور ابو شہاب اور ابو سعید کو ہر طرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ نکل جائین لیکن قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور عیارون کو نکلنے نہ دیا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر تلوار سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بصد غیظ و غضب سر قہرمان زنگی پہ لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے حمزۂ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سوارون اور پیدلون سے یورش کر کے ابو شہاب اور سعید کو گرفتار کر لیا جب حمزۂ صاحبقران

اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابوشہاب اور ابوسعید کا انتظار کیا جب ابوشہاب اور ابوسعید نہ آئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائین اور اُن عیارون کو چھڑا کر لے آئین لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے اور بخیال افشائے راز کے حمزۂ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہان جب زیر دیوار محل غلغلہ عظیم ہوا اور سوارون اور پیدلون نے ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہوکر اوعنبر خواجہ سرا کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کرکہ یہ شور غل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا حال دریافت کرکے محل مین آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر آلہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ ای شہنشاہ بحر و بر غلام نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد سے نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشونکو روکا اور قصد اُنکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشون نے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اُسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش گرفتار ہوئے ہین باقی خیریت ہو یہ خبر ملکۂ مہرنگار نے بھی سُنی غرض نوشیروان یہ حال سُنکے برہم ہوا چونکہ صبح ہوگئی تھی بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور دربار مین آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے اُن سیاہ پوشون کو حاضر کرو جو شب کو گرفتار ہوئے ہین بمجرد حکم کچھ سوار اور پیدل ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیے ہوئے روبرو نوشیروان کے لائے نوشیروان نے پہچانا کہ یہ دونون لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہین ابوشہاب اور ابوسعید نے روبروے نوشیروان حاضر ہوکر بعد آداب مجرا کیا اور بہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی ستان احق ہمکو ملازمان شہنشاہ بحر و بر نے چور سمجھکے گرفتار کیا ہو اب ہم امیدوار ہین کہ حضور ہمکو رہا کردین نوشیروان نے فرمایا تم رات کو باغ مراد مین کیون آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا اور نکل گیا ابوشہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہو کہ ہمنے خواجہ عمرو سے حضور کے باغ مراد کی تعریف ازحد سُنی تھی اسوجہ سے ہمکو بھی حضور کے باغ کے سیر کی تمنا تھی کل دن کو ہم اور ابوسعید حضور کے باغ مین گئے اور سیر باغ کی بخوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دلکو فرحت حاصل ہوئی ایک جگہ باغ مین چادر بچھاکر لیٹے ہواے سرد اور بوے گلہاے رنگارنگ سے ہمارے دلون کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونون بے اختیار سو گئے جب آخر شب ہم دونون خواب سے بیدار ہوئے فورًا باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہمکو چور سمجھ کے روکا اُسوقت ہم دونون نے ہرچند کہا کہ ہم چور نہین ہین ہمکو اچھی طرح پہچان لو ہم دونون لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہین باغ کی سیر کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سو گئے اسوقت ہم جاگے ہین ہمکو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن ای شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سُنا اور تلوار کھینچکر ہمکو قتل کرنا چاہا اُسوقت بمجبوری ہمنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سوارون اور پیدلون نے ہمکو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا نوشیروان نے سوارون اور پیدلون سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سوارون اور پیدلون نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہو کہ ہم سب بہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولتسراے حضور پھر رہے تھے

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہمنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھ کے روکا وہ سیاہ پوش نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلا ہر چند ہمنے چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین لیکن وہ سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اُس سیاہ پوش کے جانیکے ہم سب نے ان دونونکو گرفتار کیا اور اُسوقت بحکم حضور اُنکو لیکر حاضر ہوئے ابو شہاب نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور کے روبرو محض جھوٹھ تقریر کرتے ہین سوائے ہم دونون کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا ہمین دونون نے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہی حضور عادل اور منصف ہین ہمارا انصاف کرین نوشیروان نے ابو شہاب کی گفتگو سُنکے اور کچھ فکر کرکے چاہا تھا کہ ابو شہاب اور ابو سعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائین یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتین کرتے ہین قہرمان زنگی کہ ایک مرد جرار اور بہادر تھا ہرگز اُنھون نے اسکو قتل نہ کیا ہوگا سوارون کے بیان سے معلوم ہوا ہی کہ تیسرا آدمی جو اُنکے ساتھ تھا وہ نہایت بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہی ہر چند کہ مین سمجھ گیا ہون لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان پر نہین لا سکتا پس حضور کو مناسب ہی کہ ان دونون عیارونکو رہا نہ فرمائین اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت فرمائین تاوقتیکہ انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلاوینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی سُنکے خیال کرنے لگا کہ بختک سچ کہتا ہی آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابو الفرح زنگی کو طلب کیا جب ابو الفرح زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ ای ابو الفرح تم ان دونون عیارون کو لیجاؤ اور باندھکر خوب مارو اور انسے پوچھو کہ تمہارے ساتھ تیسرا آدمی باغ مین کون آیا تھا ابو الفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابو شہاب اور ابو سعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ مین پہونچکر انکو باندھ کر کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن اُنھون نے کسی طرح نہ بتایا یہ خبر عنبر خواجہ سرا نے ملکہ مہرنگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزۂ صاحبقران کے شبکو گرفتار ہوئے تھے شہنشاہ نے اُن عیارون کو ابو الفرح زنگی کے حوالہ کیا ہی ابو الفرح اُنپر سختی کر رہا ہی اور پوچھ رہا ہی کہ شب کو تیسرا آدمی تمہارے ہمراہ کون باغ مین آیا تھا وہ بیچارے ہر چند بندھے ہوئے ہین اور کوڑے لیسے اذیت انکو پہونچتی ہی لیکن وہ تیسرے آدمی کو نہین بتاتے ہین ملکہ مہرنگار یہ تقریر عنبر خواجہ سرا کی سُنکے بعد جانی عنبر خواجہ سرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ ای فتانہ رات کو تو مجھے اُنکے محل مین آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہو گیا کہ وہی ان عیارون کو اپنے ہمراہ لیکے آئے تھے وہ تو قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے انکو سوارون نے گرفتار کر لیا اب ابو الفرح حرامزادہ اُنکے عیارون کو کوڑے مارتا ہی موئے کی شامت آئی ہی جسوقت اُنکو خبر ہوگی کہ ابو الفرح میرے لشکر کے عیارون کو اذیت دیتا ہی ای فتانہ تو سُن لینا کہ وہ ضرور آکر اس موئے لنگوڑے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے کوئی اس موئے سے جاکر کہے کہ اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہی تو ان عیارون کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا اُنسے عفو کرا اور ان بیچارون اور بیگناہون کو چھوڑ دے اور اگر انکو رہا نہ کریگا تو خود قید ہستی سے کوئی دم مین رہا ہو جائیگا خاک مین ملجائیگا عمر تیرا شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا فتانہ نے عرض کیا حضور اب مجکو بھی حمزۂ صاحبقران کے یہان آنے کا یقین ہو گیا آپ سچ فرماتی تھین اور عیارون کے بارے مین جو آپ نے فرمایا یقین ہی کہ آج شب کو حمزۂ صاحبقران خود تشریف لاکر ابو الفرح کو قتل کرینگے اور عیارون کو رہا کرکے لیجاوینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اب ادھر کا حال سُنیے کہ جب حمزۂ صاحبقران نے یہ حال اپنے عیارون کا سُنا نہایت غصہ آیا اور انتظار شب کا کرنے لگے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا پاس ملکۂ مہرنگار کے اور میکشی کرنا اور قتل کرنا ابوالفرح وغیرہ کو اور عیاروں کو رہا کرنا

بادہ خواران میخانۂ خوش مقالی و میکشان میکدۂ نازک خیالی اس داستان کو اس طرح بیان کرتی ہین کہ جب بصد رنج والم روز ہجر تمام ہوا آفتاب نہان ہوا اور فلک پر ماہ تابان عیان ہوا امیر بعد پڑھنے نماز کی اپنی بارگاہ مین جا کر بستر خواب پر مانند ماہی بے آب ہجر ملکہ مین تڑپنے لگے اور نالہ و بیقراری سے یہ مخمس پڑھنے لگے مخمس

قابل عبرت عالم ہی مصیبت میری | نہ سنو تم تو سنی ہوگی حکایت میری | تم عبث پوچھتے ہو مجھسے حقیقت میری
سب میرا حال کہے دیتی ہی صورت میری | دیکھ سکتے نہین دشمن بھی اذیت میری

کبھی کرنے کے نہین اسکو سخن فہم قبول | حدت تقریر جو بڑھ جاے سراسر ہی فضول | مہربان شانے کے مانند الجھتے ہی فضول
مختصر بات کو کیون دیتے ہو تم اتنا طول | نہین کچھ زلف سے بڑھکر شب فرقت میری

یار اٹھائیگا نہ جب کوئی الم میرے بعد | روؤگے بیٹھ کے سر آٹھ پہر میرے بعد | سخت پچھتاؤگے اے رشک قمر میرے بعد
ابھی کچھ قدر نہین میری مگر میرے بعد | یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گر مین دیوانہ ہون تربت پہ مری بعد مرگ | دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے | پوچھتا ہون مگر اے جان مین اتنا تمسے
تم نہ آؤگے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے | خاک اڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہی سارے زمانے کا ہمیشہ یونہین | عشق بازو نسے کہین ہوتے ہین مانوس حسین | اپنے دل مین تو ذرا سوچو تم اے ماہ جبین
مجھسے نفرت ہی تمھین یہ تو بڑی بات نہین | جانتا ہون مین تمھین واہ ری ہمت میری

ابر مژگان ہی جدائی مین زبس گوہربار | اشک خونین کا لگا رہتا ہی ہر دم اک تار | پوچھتا ہون مین یہ اے حسرت دیدار رخ یار
ہو گئی آنکھین تو مری وصل مین محو دیدار | اُس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی حسرت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجکو کہ یہ اپنا ہے | ابھی کہتا تھا یہ مین اسکا دغا شیوا ہے | واقعی سچ ہی پھر ایسے کا بھروسا کیا ہی
غیر کے دل مین ہی ظالم کبھی جسا رہتا ہی | ہاے غم بھی نہین کرتا ہی رفاقت میری

زندگی کی بھی مجھے اپنی توقع نہ رہی | کوئی صورت نظر آتی ہی نہین ہی بچنے کی | جیسے اب درد جدائی سے ہی نوبت پہونچی
مرض عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی | بیطرح بگڑی ہی اے جان روز دن طبیعت میری

امیر یا تو قیرے بعد پڑھنے اس مخمس کے اپنی بیتابی اور بیقراری اور گریہ وزاری پر بہ تامل و غور نظر کرکے یہ مسدس پڑھنا شروع کیا مسدس

یاد ایام کہ کچھ دلکو کبھی درد نہ تھا
جامۂ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تھا
دلکو چون ماہی بے آب نہ بیتابی سے تھے
حسرت و یاس نہ ہم درد کی نایابی تھی
کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ رونا کیسا
دل و دین ہوش و خرد عشق مین کھونا کیسا
اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہی عشق
شعلۂ خرمن دین و دل و طاقت ہی عشق
آتش افروزی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ
اک شرارے نے کیا خانۂ دل خاک سیاہ

گرم آہین یہ نہ تھین لب پہ دم سرد نہ تھا
کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خود کام سے ہم
نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھی
باغ عالم کی ہواؤنسے دل افسردہ نہ تھا
غم کسے کہتے ہین منھ اشکونسے دھونا کیسا
لوگ معشوقونکے کیون جور و ستم سہتے ہین
قہر ہی ظلم ہی بیداد ہی آفت ہی عشق
راہ بتلاے ہی جسکو وہی رہزن ہو جاے

اشک سرخ آنکھ سے جاری نہ تھا رخ زرد نہ تھا
رات دن زیست بسر کرتے تھے آرام سے ہم
چمن طبع مین اک رونق و شادابی تھی
غنچۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا
والہ و شیفتہ محبوبون پہ ہونا کیسا
عاشقی چیز ہی کیا عشق کسے کہتے ہین
بخدا باعث صد طعن و ملامت ہی عشق
دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جاے
لب پہ اب نالۂ جانسوز ہی یا شعلۂ آہ

جل گئے بسکہ اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو اسنے کیا ساکن صحرائے جنون
اس فسونساز نے مجھپر بھی کیا ہی افسون
اسی اک جان کے دشمن سے پڑا ہی پالا
آپ کو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا
پیچ مین لائی ہی آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہو گیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ
دیکھتی تھی نہ مجھے چاند سے وہ پیشانی
اسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھائی
چشم بیمار سے تھا اسکی مناسب پرہیز
اس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھی گریز
گرچہ رخسارے تھے اس شوخ کے مہ سے پرنور
لب جان عشق کا لاتے نہ زبان پر مذکور
مین تو اندھون کیطرح چاہ زنخدان مین گرا
دیکھتا گردن مینائے بلورین کی صفا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون مائل
پیچ سے موے کمر کے ہے نکلنا مشکل
جیسا رسوا ہون مین اسطرح کوئی خوار نہو
اور بیماریان ہون مین پہ یہ آزار نہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت نے دیا ہی مجھے داغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین جسسے فراغ
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہی سروکار
بیقراری سے نہین ایک جگہ مجکو قرار
کسطرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اتنا ہی گلہ لازم ہے
انکو دشنام ہی تو تمکو دعا لازم ہے
ہی امان مانگی اسی سے کرۂ ناری نے
کیسی شیرین اسی کے سر پہ ہی فرہاد کا خون
عشق کے رنج مین راحت کا سرانجام کہان
ہی جگر ہنسنے مین پر داغ برنگ لالہ
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف
کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان پہ نگاہ
موجب برہمی عیش دل سے غم تھی
تھی مگر عشق کی قسمت مین بلا پیش آنی
خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
یہ نہ سمجھے کہ ہی سفاک وہ ترک خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرتی تھی
چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سے دور
مسی آلودہ نہ ان ہونٹون پہ ہم مرتے کاش
ڈوب مرتا جو کنوئین مین تو بہت بہتر تھا
گو کہ تھا رشک سحر سوز صفائے سینہ
ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساق و کفک پا سے نہ کچھ تھا مجکو
اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہی کہ شب آتی ہی
آپ سے دریا مین مین ڈوبا کہ اچھلنا معلوم
ہوش بلبل کی بھی نالون سے مین کھو دیتا ہون
مثل آتشکدہ آتی ہی نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون
ہمدم و دوست ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون
آپ رسوا تو ہوئے اور کسے رسوا کیجیے
کہا دشمن کو بھی دشمن ہمین کیا لازم ہی
کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے
لاکھون گھر پھونک دیے ہین اسی چنگاری نے
اسنے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون
اب ترستا ہی دل آرام کو آرام کہان
دل آشفتہ بجان آتا ہی تا لب نالہ
دھیان کرتا تھا نہ اسکے رخ و کاکل کیطرف
شب تاریک سے بدتر ہی مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پانی
برچھیان کھائی تھین ان پلکون سے بچ رہنا تھا
قتل مردم کو نگاہونکے ہین سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرتی تھی
مار کر ہمکو جلاتا تو کبھی کب مقدور
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش
اسکی گردن کی صفائی پہ عبث دل پھسلا
دیکھنا آئینہ تھا مجکو بجائے سینہ
لطف یہ غنچۂ مرجان ہی سے کرتے حاصل
کردیا عشق نے پامال سراپا مجکو
جو مرض مجکو ہی ایسا کوئی بیمار نہو
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہی
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہون
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہی آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہون
کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہی اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف
کون سنتا ہی کہان جاکے مین فریاد کرون
شکوۂ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کیجیے
جور معشوق تو انکو عاشق کو وفا لازم ہے
وہ وفا کیجے کہ عالم مین بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکۂ مہر نگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزۂ صاحبقران کو فرش خواب پر مطلق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اٹھے اور لباس شب بدل کر برائے علاج درد دل

اپنے مسیحا کے مکان کی طرف یہ غزل پُر درد پڑھتے ہوئے چلے غزل

خندۂ گل نالۂ و شیون ہوا
ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا
آب گریہ آگ پر روغن ہوا

ہوگیا صد چاک پُر دست جنون
ایک عالم ہے شہید تیغ ناز
گر نہیں تسلیم عشق شعلہ رو

اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
آفت جان یار کا جوبن ہوا
سوز غم سے سینہ کیوں گلخن ہوا

بے ترے ماتمکدہ گلشن ہوا
مثل طفل اشک عریان ہی رہی
اور جگر کی ردنی سے دل کی لگی
حمزۂ صاحبقران تو غزل

پڑھتے ہوئے ایوان ملکۂ مہرنگار کی طرف جاتے ہیں لیکن اب حال ملکۂ مہرنگار و آراستگی بزم بیان کیا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اُسی شب کو فتانہ نے ملکۂ مہرنگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہے کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤں سرمہ چشم نرگسی میں لگاؤں زلفیں جو سراسر پریشان ہیں شانے سے بناؤں ہاتھوں میں مہندی لگاؤں پوشاک نفیس و رنگین پہناؤں عطر سہاگ پیرہن حضور میں لگاؤں بزم عشرت آراستہ کروں ملکۂ مہرنگار نے بہ ناز و ادا ہنسکر اسکے فرمایا کہ ای فتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہے کیوں میں لباس رنگین زیب تن کروں ہاتھوں میں مہندی کسواسطے ملوں گیسوے عنبرین شانے سے کیوں سنواروں یہ سادی پوشاک تن سے کیوں اُتاروں کیا مجھے اپنے تئین کسی کو دکھانا ہے یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہے فتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کریں بناؤ سنگار تو کریں اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آراد دیکھینگے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر فتانہ نے ملکۂ مہرنگار کو آرایش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینہ حسن و صورت ملکۂ مہرنگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان بھی روے پُرنور ملکۂ مہرنگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب فتانہ کو آرائش و زیب ملکۂ مہرنگار سے فرصت ہوئی اُسوقت بعنوان شائستہ انواع و اقسام کے نقل و غذات سے اور جام و شیشۂ مے سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی جب فتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کر چکی اُسوقت فتانہ نے سوا زہرۂ مصری کے کسی کو پاس ملکۂ مہرنگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیان چلی گئیں اُسوقت فتانہ ملکۂ مہرنگار سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم اگر آجکی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق میں بیقرار ہو کے یہان آئیں تو اُنکو اپنے پاس بٹھایے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلایے گا حال درد دل اُنکا سنیے گا اپنی دل کی کیفیت بیان فرمایے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا چپکی بیٹھی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپایے گا روے زیبا اپنا اُنھیں دکھایے گا لطف یکدلی و ہمنشینی خوب اُٹھایے گا دیکھیے گا حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکۂ مہرنگار نے گفتگوے فتانہ سُنکے بہ ناز و ادا اس طرح بظاہر انکار کیا کہ میں تو اُنسے بات بھی نہ کرونگی نہ اُنکے سامنے بیٹھونگی مجھے اُنسے کیا مطلب اگر وہ یہان آئینگے تو تو ہی اپنے پاس اپنے پہلو میں اُنکو بٹھانا اور تو ہی اپنے ہاتھ سے اُنکو شراب پلانا اور تو ہی باتیں اُنسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہان آئینگے میں فوراً چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی اُنکو نہ دکھاؤنگی مجھسے اُنکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جائیگا فتانہ نے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم کہیں ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہان سے اُٹھکر چلی نہ جایے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپ کو اُنکے پہلو میں بیٹھنا مبارک ہو مجکو کچھ اُنسے الفت نہیں ہے وہ میرے عاشق نہیں ہیں میں جسطرح حضور کی تابعدار ہوں اُسی طرح اب اُنکی بھی فرمانبردار ہوں وہ آپ کے عاشق ہیں آپ کو اُنسے الفت ہے اُنکے پہلو میں بیٹھنا آپ کو مناسب ہے ملکۂ مہرنگار نے فرمایا ای فتانہ اگر وہ یہان آئینگے تو میں تجھسے ابھی سے کہے دیتی ہوں شعر بھئی ہمکو تو شرم آئیگی بات بھی ہمسے کی نہ جائیگی

فتانہ نے عرض کیا آپ میری خاطر سے اُنسے باتین کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھپر احسان ہوگا ورنہ مجکو رنج ہوگا ملکہ نے کہا ای فتانہ مجکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہین خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین بیٹھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجائیگی تو اُنسے ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتین فیمابین ملکہ مہر نگار اور فتانہ کے ہوچکین ملکہ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کا انتظار کرنے لگی اور جانب دیوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہمکو دکھلاؤ خدا کے واسطے ؛ جان جاتی ہی ادہر آؤ خدا کے واسطے ؛ کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آؤ باہم شوق وارمان دیکھ لین ؛ تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین ؛ کبھی سوے بام ایوان دیکھ کے اور آہ سرد کرکے مخاطب اپنے قلب وجگر سے ہوکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار فرقت مین ؛ نہ اب تشریف وہ لاوینگے ای قلب وجگر سُنلو ؛ کبھی خیال حمزۂ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمہارے شوق سے خالی نہین ہی دل میرا ؛ ہوس ہی بوسون کی بھی وصل کی ہوا بھی ہی ؛ کبھی حسرت دیدار حمزۂ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلائین آپ اگر رخ پرنور اک نظر ؛ آگاہ ہم بھی ہون شرف آفتاب سے ؛ کبھی افسوس کرکے یہ شعر کہتی تھی شعر دل مین ارمانونکے مرنے سے جگر ہی داغدار ؛ یہ نئی قبرین نہین گنج شہیدان کے قریب ؛ کبھی جانب بام محل نظر کرکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر جلوہ گر ہون بام پر گر وہ تو دیکھین اک نظر ؛ حسرت دیدار ہے موسیٰ پیمبر کی طرح ؛ کبھی درد دل سے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھتی تھی شعر ہو نہو نیہ دم ہی ہجر کی تلخی سے ای مسیح ؛ اسکو پلادے وصل کی مجکو دوا لذیذ

کبھی بیتاب وبیقرار ہوکر یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی اشعار

شمع ہے تو ای ستمگر دل مرا پروانہ ہی
ہی وہ گلشن داغہاے یاس سے سینہ مرا
نقد جان ہی اُسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی

رات دن جو ہی تصور گیسوی شبرنگ کا
مرہم زنگار جس مین سبزہ بیگانہ ہے

رنج اُٹھا کر بھاگتا ہی پھر بلا لیتا ہی شوق
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہی
ہے یوسف کی خریداری عزیز بیحال

یہ اشعار ملکہ مہر نگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرۂ مصری نے عرض کیا ای ملکۂ عالم اسقدر گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری ہجر حمزۂ صاحبقران ذیشان مین نہ کیجیے برای فرحت دل ایک جام بادۂ گلگون پیجیے ملکہ مہر نگار نے اشکبار ہوکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ تب میکشی کا لطف ہی ہو رات چاندنی ؛ اور رنگ روے ساقی مست شباب سرخ ؛ ابر سیہ چمن مین ہو چھایا کہین ہون گل ؛ پیش نظر ہو سبزہ قدح مین شراب سرخ ؛ بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکہ مہر نگار نے عجب حسرت ویاس سے یہ شعر پڑھا شعر ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو ؛ نہ اُسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے ؛ فتانہ نے عرض کیا ای ملکۂ عالم جہانتک ہوسکے گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری نہ کیجیے دل کو بہلایے آتش عشق سے سینہ نہ جلایے ہرچند کہ یہ عشق وہ بڑی بلا ہی کہ دشمن بھی اس بلا مین مبتلا نہو کوئی دانا اسکے دام مین گرفتار نہو لیکن انسان کو لازم ہی کہ اس مرض مین مبتلا ہونے سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ موذی ہی کہ اسکا کاٹا ہوا کم بچتا ہی یہ وہ قہر کا دریا ہی کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہی اور یہ وہ زہر ہی کہ ایک قطرہ جسکا دل وجگر کو پاش پاش کردیتا ہی یہ وہ ظالم ہی کہ اسکو جوانون اور حسینون پر ذرا رحم نہین آتا ہی صدہا خوبرو جوانون کو اسی جفا جو نے بظلم وستم ہلاک کیا ہی ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گلبدن کو اسی سفاک نے پیوند خاک کیا ہی فی الحال حضور پر بھی حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مسدس

مدد ای اشک روان ضبط سے گھبراتا ہون
ہاے کیا آگ لگی ہی کہ جلا جاتا ہون ؛

آتش عشق کی گرمی سے بھبکا جاتا ہون
سرد ہوتی نہین اس اپنے دل زار کی آگ

سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
بھونک دی عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ

ظلمت دلکو کیا عشق کے جب نور نے کم
سنیے آتے ہین جوانی کی عجب بیچ مین ہم
خلق مین سبکے لیے عشق کا دین زیبا ہی
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہے
حسن اور عشق نہوتے جو عیان دنیا مین
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین
عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردۂ چشم نہ اشکون سے تری دکھلاتا
دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیرین کی جدائی مین نہوتا وہ تمام
گرمی عشق دلون مین نہ اگر کرلے راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہوتی پھر چاہ
کشش شوق ہی اس عشق کی عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت مین گرفتار ہی جان غمگین
ایک ہی جان سوان دونون سے بچنے کی نہین
حسن اور عشق کی نسبت مین کرون کیا گفتار
انھین دونون نے جگر پھونکے ہین بیحد و شمار
انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہی
سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہے
حسن اور عشق یہ ہین دست و گریبان دونون
پھونک دیتے ہین یہی آتش پنہان دونون
حسن ہی باغ تو یہ عشق ہی اُس مین گلچین
لالہ ہی کوئی خوش آیندہ کوئی ہی نسرین
جسکو سب کہتے ہین دنیا مین خزان اور بہار
یو نہین گلگھاتی ہین گرد ہزار دن اغیار
یا الٰہی رہے سر سبز ہمیشہ یہ چمن
رشک گل وہ ہین کہ پھولونسے بھی نازک ہین بدن
تیری قدرت کے تماشے ہین یہ اے رب کریم
ایک یہ عشق ہی سو رنگ سے ہر دل مین مقیم
سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہی فہم و ذکا

صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
دل کا پہلے نظر آتا تھا اُلجھنا مشکل
عشق مین کونسی یان شان نہین رہا ہی
دولت عشق جو عالم مین فراوان ہوجاے
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا مین
ہر بشر سمجھتا اس راہنما کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
کبھی بھولسے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
سبکو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
شمع پر گرتا نہ پروانہ بھی جلنے کی نگاہ
عشق گر چاند کی صورت نہ عیان ہوجاتا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی سے پیدا
گل اسی سے کسی جی کو نہین وہ آفت ہے
کسی صورت نہین ہوتی اُسے دم بھر تسکین
کر رہے ہین دل نالان مین یہ آفت برپا
حسن خلقت مین اگر نور ہی تو عشق ہی نار
شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
انکی آتش مین ہر اک دل کی بڑی تیزی ہی
کچھ عجب ڈھنگ کی گرمی یہ دکھا دیتے ہین
ہر جگہ ہین یہ نئے سلسلہ جنبان دونون
ڈھنگ نئے ڈھنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون ہی حسین
رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکی ہی
ہجر اور وصل ہی وہ اس مین نہین شک زنہار
باغ مین پھولون کے اقرار صبا صادق ہی
حسن کا حرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن
مثل گل کوئی گل اندام نہ پژمردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا یہ نئی ہی تقسیم
نئی صورت کے نکلے ہینے فسانے ہر جا
عشق کیواسطے دل سینۂ عاشق مین تھا

حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
کھل گیا اب کہ اُلجھا ہے سُلجھنا مشکل
گر کہین ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
کیا عجب ہی کہ ہر اک سو ر سلیمان ہوجائے
جی کے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
خلقت عشق سے بندے یہ خدا کو سمجھے
حسن گر شیشۂ دل مین نہ پری دکھلاتا
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
گر ملا یار تمناے دل زار ملی
محو گل پر دل بلبل یہ نہوتا واللہ
جلوۂ ماہ سے کیون چاک کتان ہوجاتا
آشکارا ہے اسی سے کشش کاہ ربا
چھوڑتا عشق کسی کو نہین وہ آفت ہی
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہوگئین
صحبت شعلہ و خس سے ہی قیامت برپا
گرم ان دونونکی گرمی کا بہت ہی بازار
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ
ہر جگہ انکہ نئی اک شرر انگیزی ہی
جگر و دل ہی بے آگ جلا دیتے ہین
فتنہ پرداز ہین غارتگر ایمان دونون
انسے نیرنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
ہی تماشا کہ نئی طرح ہی سب کی تزئین
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہے
جس روش پھولتی ہین ساتھ گلستانین ہزار
یان ہواے نفس سرد دل عاشق ہے
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
چشم خونبار کہین ہی تو کہین دل ہی دونیم
دل بنے تیر ملامت کے نشانے ہر جا
چشم اسواسطے ہی حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش ہیں معشوق کی نا آئے صدا
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑے گا
عشق وہ ہو کہ ہر اک دل میں جگہ اسکی ہو
سنگیا اسکا نشان تاک اسی جسکی ہے

دست عاشق ہیں اسی زلف کو سلجھانیکو
نوجوانی میں یہ جیتا نہیں چھوڑے گا
لاکھ جا دل کو نئے دام میں الجھائیگا
کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہو
گھاٹ سے موت کے کیا پار اتارا اسنے

پانوں میں کوچۂ محبوب تلک جانے کو
کب خبر تھی صفتِ آبلہ دل پھوڑیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے
جیتے جی سیکڑوں کو مار اتارا اسنے

بس ای ملکۂ مہر نگار یہ عشق خانہ خراب جان کا عذاب ہے اب تو مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہو گیا ہے رہائی دام عشق سے بہت مشکل ہے لیکن بظاہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق میں بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار ہونگے ہر ایک دم انکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ ہی کی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل انکا ہجر میں آپ کے بیقرار ہوگا دیدۂ پرنم اشکبار ہوگا حال انکا آپ کے فراق میں بتاہ ہوگا روز روشن انکی نظر میں تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ خواب میں انکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہوں **شعر** درد قلب و جگر سے ہوں میں طپان چین آتا نہیں کسی کروٹ ؛ اے ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہے کہ آپ کی جدائی میں جب کوئی انکے روبرو آب و طعام لاتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھائیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہو کے اور اس سے مخاطب ہو کے اور اکل و شرب پر توجہ نہ کر کے یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** دانہ ہائے اشک اور خون جگر فرقت کی شب ؛ بس یہی آب و غذائے عاشق جانباز ہے ؛ اور جسوقت وہ آپ کی تصور میں روتے ہونگے ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** بھر آئے دل تمہارا بھی مجھے روتے اگر دیکھو ؛ کلیجہ تھام لو آہیں جو میری ای قمر سنلو ؛ اور جب آپ کی فرقت میں آہیں گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے **شعر** مرجھا نہ جائے آہ سے فرقت میں حال مرا بخرد وہ اس ہوا سے کہیں یہ کلی ہو ؛ اے ملکۂ عالم انکو آپ کے جدائی میں رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری میں بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی جگہ مسرور اور شاد نہ بیٹھتے ہونگے طبیعت مثل زلف بتان پریشان رہتی ہوگی عقل صورت آئینہ خیران رہتی ہوگی حواس خمسہ بجا نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق میں انکو جنون ہو گیا ہوگا سراپا کا ہوش نہ ہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانوں کی طرح باتیں کرتے ہونگے سودائیوں کے مانند پھرا کرتے ہونگے اگر کوئی انکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلائیے شراب پیجیے تو کیا عجب ہے کہ وہ اسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** ہوں کیا شریک دور کہ می ہجر یار میں ؛ خون جگر ہے مجکو مئے ارغوان نشین ؛ ای ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہے کہ حضور آپ معشوق یکتا ہیں ہر چند کہ خود بھی آپ انپر مائل ہیں لیکن وہ آپ کے عاشق ہیں اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین اور آرام ایک لمحہ بھی نہیں آتا ہے پس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان با حال پریشان بزم حضور میں آئینگے اور طالب وصل ہونگے تمنائے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو سمجھایا اسوقت ملکۂ مہر نگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ و حسرت دیکھنے لگی جب حمزۂ صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے باغ مراد میں پہونچے فوراً کمند دیوار محل پر ڈال کر بذریعہ کمند دیوار محل پر آئے پھر دیوار سے کوٹھے پر آ کے جو زیر بام بہ شوق تمام نظر کی

دیکھا کہ بعنوان شائستہ و بطرز شاہانہ بزم آراستہ ہی فرش نفیس بچھا ہوا ہی گلدستہ ہاے رنگارنگ جا بجا قرینے سے رکھے ہین اسباب میکشی بھی موجود ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہین کہ کثرت روشنی سے بزم پُرنور ہی دو نازنین قریب ملکۂ مہرنگار بصد ادب بیٹھی ہین اور ملکۂ مہرنگار بناو سنگار کیے ہوئے اور لباس رنگین نہایت نفیس و نادر پُرزر پہنے ہوئے تخت جواہر نگار پر بہ ہزار ناز و ادا بیٹھی ہی حسن عابدکش اور زاہد فریب ہے لباس سُرخ جو زیب تن ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب تابان شفق مین جلوہ گر ہے حمزۂ صاحبقران نے حسن روے ملکۂ مہرنگار پر نظر کرکے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گر کے بصد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار

پُرفغان اور منھ سے کیا نکلے ❊ شل نے درد آشنا ہون مین ❊ اُٹھ رہون گا اجل جب آئیگی
اپنے در پر ترے پڑا ہون مین ❊

چونکہ ملکۂ مہرنگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صداے گریہ سنکے یہ خیال کرنے لگی کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران بام پر آئے ہین میرے عشق مین رو رہے ہین یہ خیال کرکے اور مسکرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ ای فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہی اور یہ کس دلریش کی صداے گریہ ہی کہ جسکے سننے سے میرا دل بیتاب و بیقرار ہوگیا ہی فتانہ یہ تقریر ملکۂ مہرنگار کی سُنکے مُسکراتی ہوئی اُٹھی اور صحن ایوان مین کھڑی ہوکر بہ شوخی و شرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر آہستہ سے اسطرح پوچھنے لگی کہ آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین یہان کیون آئے ہین آپ کا یہان کیا کام ہی فرمائیے آپکا کیا نام ہی باعث گریہ و زاری اور سبب بیتابی و بیقراری کیا ہی کس کی جستجو ہے کس سے ملنے کی آرزو ہی یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہے واقف اس سے ہر ایک خرد و کلان ہی آپ محل شہنشاہ مین دلیرانہ چلے آئے کچھ خوف اپنے دل مین نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفا جو نے ستایا ہی تو شہنشاہ نوشیروان سے صبح کو جا کر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل و منصف ہین آپ کی داد کو پہونچینگے یہان آپ کا تشریف لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہان کوئی آپ کی فریاد نہ سنیگا پس بہتر یہ ہی کہ یہان سے تشریف لیجائیے رات کا وقت ہی باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے حمزۂ صاحبقران نے اُٹھ کے فرمایا کہ ای نازنین مین ایک بندۂ خدا ہون خاص و عام مجکو حمزۂ صاحبقران کہتے ہین میرے لشکر کے سرہنگ نامی کل گرفتار ہوگئے تھے آج مین اُنکو رہا کرنے کو آیا ہون اس ایوان مین اُنھین کو دیکھ رہا تھا اور تلاش اُنکی کر رہا تھا ناگاہ تم نیچے سے آئین اکثر باتین تمنے مجکو شوخی و شرارت سے سُنائین معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سُنکے اور کچھ سمجھ کے جھینپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہی تو یہان آئیے ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہی اب تم کیا دکھاؤ گی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے دیکھا ہے یہ عیار وہ عیار ہی کہ اسکی کمند گیسو مین گرفتار ہو کے رہا ہونا مشکل ہی یہ وہ ہوشیار اور چالاک عیار ہی کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک نادان اور بیوقوف ہی اور یہ وہ عیار بے نظیر ہی کہ اسکے حسن کو دیکھ کے انسان بیہوش ہوجاتا ہی اور یہ وہ عیار طرار ہی کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا مجروح ہوجاتا ہی اور حال رنگ و روغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہے فتانہ یہ تقریر کرکے بام ایوان سے حمزۂ صاحبقران کو لیکر چلی اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ ای حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب مین نے آپ کی تعریف ملکۂ مہر نگار سے بہت کی ہے اور منت اور خوشامد بھی کی ہے اُسوقت
ملکۂ مہر نگار آپ کے بلا لینے اور پاس بیٹھنے پر راضی ہوئی ہے اگر آپ انصاف کیجیے تو مین نے کار نمایان کیا ہے
مین مستحق انعام کثیر ہون حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے فتانہ فی الحقیقت تمنے ایسی خبر سنائی ہے کہ
مجھ بیجان مین جان آئی ہے تمنے بڑا کام کیا ہمارا دل تم سے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تمکو دین تمنے ہمین خوش
کیا ہے ہم تمکو شاد کرین جو آرزو تمھاری ہو وہ بر لائین غرض حمزۂ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے خوشی
باتین کرتے ہوئے قریب ملکۂ مہر نگار پہونچے ملکۂ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت مسرور
ہوئی چونکہ تعظیم حمزۂ صاحبقران کی کرنا ملکۂ مہر نگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے یہ بہانہ شرم و حیا تخت سے
اُٹھی اور منھ چھپا کر تخت سے اُتر کر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونے کے چلی اتنی دیر مین فتانہ
قریب ملکۂ مہر نگار پہونچ گئی اور ملکۂ مہر نگار کو سمجھا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہان بٹھایا اور
حمزۂ صاحبقران کو بھی پہلو سے ملکۂ مہر نگار مین اُسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہے کہ جب عاشق و معشوق
اور طالب و مطلوب دونون ایک مسند پر بیٹھے اُسوقت ایک برج مین دو اختر تابان و درخشان یا مہر و ماہ
دیکھنے والون کو نظر آتے تھے شعر یکی شمش آفاق خورد جلال ٭ یکی شمسۂ بارگاہ جمال ٭ اُسوقت طالب و
مطلوب کی خوشی و خرمی کا حال کیا بیان کیا جاے ہر ایک کا غنچۂ دل کثرت مسرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے
کا محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکۂ مہر نگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزۂ صاحبقران کو
دیکھتی تھی کبھی ناز و ادا سے منھ دوپٹہ سے چھپاتی تھی لاکھ ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلو سے
حمزۂ صاحبقران سے بوجہ شرم و حیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بہ پہلوے حمزۂ صاحبقران
سے ہٹتی تھی کبھی دوپٹہ سے اپنے سینہ کو حمزۂ صاحبقران کو نامحرم خیال کرکے چھپاتی تھی دست و پا کانپنے
جاتے تھے پسینے مین تن نازک سراپا تر تھا شکل ہلال سر جھکاے بیٹھی تھی حمزۂ صاحبقران بھی ہمنشینی ملکۂ
مہر نگار سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرے سے عیان تھے اُسوقت حمزۂ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا
کہ ملکۂ مہر نگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش مین کھینچکر مدعاے دل حاصل کیجیے جب فتانہ نے
دیکھا کہ عاشق و معشوق ایسے باہم محو دیدار ہین گویا انکو ہوش نہین ہے اور ساکت اور صامت بیٹھے ہین کچھ باتین
راز و نیاز کی نہین کرتے ہین یہ رنگ فتانہ دیکھکر اُٹھی اور جام و شیشہ لے آئی اور روبروے ملکۂ مہر نگار
رکھکر دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم حیا و غیرت ہو چکی اب جام شراب اپنے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران
کو پلایے شرم سے جھکی نہ جایے ہنسیے کچھ باتین کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو خوش کیجیے آپ ہی کے
اشتیاق مین یہ یہانتک آئے ہین انکی خاطر شکنی کرنا آپ کو مناسب نہین ہے آج کی صحبت یہ غنیمت ہے شعر
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین اے نادان ٭ دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانے کا ٭ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اُسوقت ملکۂ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہ ہزار ناز و ادا اپنے دست رنگین و نازک
سے جام بلورین مین شراب بھری اور بکثرت شرم و حیا سے منھ چھپا کر وہ جام اُٹھا کر قریب حمزۂ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے مسکرا کر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکۂ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادۂ ناب دیتی ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عاشق نوازی کرتی ہین ورنہ ملکۂ عالم کبھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتین ہر چند فتانہ نے حمزۂ صاحبقران سے جام شراب کے پینے کو کہا اور ملکۂ مہر نگار نے

جام شراب سے بھر کر واسطے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزۂ صاحبقران نے شراب نہ پی اُسوقت فتانہ نے متحیر اور متعجب ہو کے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ مئے گلگون نہیں پیتے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے فتانہ آگاہ ہو کہ میں مسلمان ہوں اور تم مسلمان نہیں ہو اسوجہ سے میں شراب نہیں پیتا ہوں جسوقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی ملکہ مہر نگار نے سنی فوراً فتانہ کو اپنے عنقریب سے اشارے سے بلا کر نہایت آہستہ سے کہا کہ اے فتانہ ذرا تو انسے یہ تو پوچھ کہ تمھارا خدا کون ہے کیا ہمارے خدا سے جسکی ہم پرستش کرتے ہیں انکا خدا کوئی اور ہے فتانہ نے بموجب فرمائے ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکۂ عالم آپ سے یہ کہتی ہیں کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہے

جسکی شان میں یہ چند اشعار ہیں اشعار	بنایا جسنے کن سے دو جہان کو	کیا پیدا زمین و آسمان کو
مہ و خورشید و سایہ کو فلک دار	سکھایا بے قدم انداز رفتار	بلند و پست سب اُسنے بنایا
عدم سے عالم ہستی میں لایا	جہان میں اہل بینش کے عجب کو	وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
کیا پیدا انسان بے نشان کا	دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا	دیا سامان شاہانہ کسی کو
بنایا خاک ویرانہ کسی کو	کسی کو عشق کی لذت عطا کی	مزا دیتی رہی اندوہ کی
دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان	بنایا صورت آئینہ حیران	چھپائے سیکڑوں جلوے دکھا کے
ستائیں صورتیں کیا کیا بنا کے	نہ غافل ہے نہ ہے فرزانہ باقی	فقط عالم میں ہے افسانہ باقی

اے فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہے اسکی پرستش کرنا ناروا ہے سراسر کفر ہے اگر بہ نظر غور و تامل تم دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے تمھارا یہ کیسا خدا ہے کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہو جاتا ہے بلکہ معدوم ہو جاتا ہے پس تمکو اگر خوشی ہماری مدنظر ہے تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمھاری ملکہ مسلمان ہونگی ہم اُسوقت شراب پینگے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پینگے راوی لکھتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران نے جب اس طرح توحید پروردگار روبروے ملکہ مہر نگار بیان کی اول تو ملکہ مہر نگار نے یہ خیال کیا کہ بیشک آتش لائق پرستش نہیں ہے دوسرے یہ کہ اگر میں دین اسلام اختیار نہیں کرتی ہوں تو حمزۂ صاحبقران کو رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقیناً حاصل نہ ہوگی یہ خیال کر کے ملکہ مہر نگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ اے فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہر نگار کے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اُسکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ نے چپکے سے کہا تو انسے کہہ کہ تمھاری خوشی ہماری ملکہ کو مدنظر ہے اور رنجیدہ کرنا منظور نہیں ہے اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہیں تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو آگاہ کرو فتانہ سے جو کچھ ملکہ مہر نگار نے فرمایا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا حمزۂ صاحبقران نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہر نگار صدق دل سے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینہ دل پر تھا دور ہوا نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہر نگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کر چکی اُسوقت فتانہ اور ملکہ سمن عذری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونوں بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئیں جب فتانہ مسلمان ہو چکی

اُسوقت مسکراکر حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ اے حضور جام مئے ارغوان پئین ملکۂ عالم نے حضور کی محبت مین
اپنا دین آبائی بھی ترک کیا ہم دونون نے ملکہ کی محبت مین دین اسلام اختیار کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا تم اپنی ملکہ سے
الودہ جام شراب مجکو دین مین اب میکشی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سنکے وہی جام شراب حمزہ صاحبقران کو دیا
حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر شراب پی پھر حمزہ صاحبقران نے ساغر می لبریز کرکے اور ملکہ مہر نگار سے
مخاطب ہوکر فرمایا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند؛ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند؛ ملکہ مہر انگار نے
بعد شرم وحیا اور ناز وادا کے جام شراب دست حمزہ صاحبقران سے لیکر مے پی پھر تو برابر دور
جام بے دغدغہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزہ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کو بھی نشہ ہوا پھر وہ
حجاب درمیان سے اُٹھ گیا باتین باہم راز ونیاز کی ہونے لگین گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق
اپنے اپنے صدمات جو ہجر مین گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرہ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئین
دست حمزہ صاحبقران جانب سینۂ مہر انگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح عنقریب صبح باہم طالب
و مطلوب لطف میکشی اُٹھایا کیے اور باتین راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے
فرمایا اب مین جاتا ہون تھوڑی رات باقی ہے اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر ضرور افشا ہو جائیگا یہ فرما کر
حمزہ صاحبقران اُٹھے ملکہ مہر نگار کو جدائی حمزہ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر آئے
لب آشنائے نالہ وآہ ہوئے خوشی وصل مبدل بہ صدمۂ ہجر ہوئی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے رو کر کہا شعر
جاتے تو ہو پھر آؤ گے یا اب نہ آؤ گے؛ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے؛ حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار
سے فرمایا کہ پھر مین آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران چلے فتانہ اور
زہرہ مصری بام ایوان تک حمزہ صاحبقران کے پہونچانے کو گئین جب حمزہ صاحبقران بالائے بام
پہونچے وہانسے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابوالفرخ زنگی کا خیمہ ہے اور اُس خیمہ مین
وہ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ترشرو کے بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے اور سامنے اُسکے چوب خیمہ سے ابوشہاب
اور ابوسعید بندھے ہوئے کھڑے ہین ابوالفرخ ان عیارون سے پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ تمھارے ساتھ تیسرا
کون شخص تھا ابوشہاب اور ابوسعید کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا فقط ہمین دونون باغ مراد
مین آئے تھے ابوالفرخ برہم ہوکر عیارون کو کوڑے سے مار رہا ہے عیار مجبور و ناچار بندھے ہوئے کوڑے
کھا رہے ہین حمزہ صاحبقران یہ حال عیارون کا دیکھکر جلد تر بام ایوان سے باغ مین آئے اور باغ سے نکلکر
قریب خیمہ ابوالفرخ زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او بدبخت کیون عیارون کو مارتا ہے یہ کہکر قصد عیارون کے رہا کرنیکا
کیا ابوالفرخ زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اُٹھا اور حمزہ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزہ صاحبقران
پر تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابوالفرخ نے بھی حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کیا حمزہ صاحبقران نے اُن سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابوالفرخ زنگی کے
حمزہ صاحبقران نے جلد تر ابوشہاب اور ابوسعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب چل
شاد کام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار
اور پیدل لاشین ابوالفرخ زنگی اور رفقائے ابوالفرخ زنگی کی لیے ہوئے نالان وگریان دربار

شہنشاہ نوشیروان مین آئے اور بعد دعا و ثنا شاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سبکو قتل کر کے عیارون
کو قید سے رہا کر کے لیگیا نوشیروان نے بہ نظر حسرت لاشون کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشون کو اٹھا کے لیجاؤ سوار
اور پیدل لاشین اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیدلون کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک
سے فرمایا کہ ای بختک چندے سے میرے ملک مین فتنہ و فساد برپا ہوتے ہین اسکے دفع کرنیکی کیا تدبیر
کرون اور کیا انتظام کرون کہ فتنہ و فساد برپا نہون بختک نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جبتک
حمزہ صاحبقران یہان رہینگے طرح طرح کے فساد برپا ہونگے حضور یہ کام سوائے حمزہ صاحبقران اور
کسی کا نہین ہے وہی شب کو اپنے عیارون کے رہا کرنے کے واسطے آئے ہونگے ابوالفرح وغیرہ نے مقابلہ
کیا ہوگا آخر سبکو قتل کر کے اپنے عیارون کو لیکر چلے گیے ہونگے نوشیروان یہ گفتگوے بختک سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانے سے میرے پسر خوانده کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ وہ قتل ہو جائے
اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہے مجکو ثابت نہین ہوتا کہ حمزہ صاحبقران ہی نے ابوالفرح وغیرہ کو قتل
کیا ہے نوشیروان ابھی بختک سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ حمزہ صاحبقران حسب دستور دربار مین آئے

اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر گستہم زرین کفش کی بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ نوشیروان قتل ہونے ابوالفرح زنگی و رفقاے ابوالفرح
زنگی سے رنجیدہ دربار مین تخت پر بیٹھا تھا اور دربار مین امیر و وزیر صغیر و کبیر حیم سو حکیم اور چہ سو ندیم بارہ سو
بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے
ناگاہ تلبیس روبروے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنیلگا قطعہ تا سر زند
آفتاب سرور باشی ٭ تا صبحدم ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی
شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر کو مبارک ہو کہ گستہم زرین کفش جو طرف چین کے روانہ ہوا تھا اب
بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے لاتا ہے غلام نے سنا ہے کہ قریب مدائن کے آپہونچا ہے نوشیروان یہ
یہ خبر فرحت اثر سنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم
زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمربند کے فی الفور روانہ
ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی اور کیسوس
کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ
کرنے ان سردارون کے نوشیروان نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ گستہم
زرین کفش عجب سردار نامی ہے مجکو اُس سے نہایت الفت ہے دلاور ہے عدیل ہے بہادر بیمثال ہے اُس سے میرے
دربار کی زینت ہے گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہے اگر تمہارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمہارے نہو تو تم بھی
جاؤ اور اُس سے راہ مین ملاقات کر دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہے جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی
حمزہ صاحبقران نے سُنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا
ارشاد بجالانا بھی ضرور تھا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سردارون کے بعد شوکت و صولت روانہ ہوئے

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزۂ صاحبقران تو اب روانہ ہوے ہین لیکن بختک چوب کر چلے روانہ ہوا تھا راہ مین
اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہی حمزۂ صاحبقران سے انتقام لینے کا بس ایسی کوئی تدبیر کر کہ حمزۂ صاحبقران
ہلاک ہو جائین غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ بیرون ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم
سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہی اور دربار شہنشاہ مین سب خرد و کلان
بخیر و عافیت ہین بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ مین تو اچھا ہون لیکن دربار نوشیروان مین تمھارے فرزند زندہ
تو ہین مگر عافیت سے نہین ہین نہایت ذلیل و حقیر ہین ایک فرزند تمھارا مرتے مرتے بچا ایک ظالم نے اُسے
مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگوے بختک سُنکے مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر
شہنشاہ عالیجاہ مفصل فرمایے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکون کو سر دربار ذلیل کیا
بختک نے کہا ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سُنو گے تو جسنے تمھارے فرزند دلبند کو صدمہ
پہونچایا ہی اُس سے تم مقابلہ نہ کر سکو گے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہی اُسکے سامنے تمھاری کچھ حقیقت نہین
ہی اور اگر تم اُس سے زور آزمائی کرو گے تو مجھکو کامل یقین ہی کہ بھاگ جاؤ گے گستہم زرین کفش نے
کہا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہی جس سے مین مقابلہ نہ کر سکونگا اور بھاگ
جاؤنگا آپ کو تو میری شان مین اس طرح کہنا مناسب نہین ہی بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے
ہو تو سُنو جب تم جانب چین روانہ ہوے تھے اُسی زمانہ مین حمزۂ صاحبقران کعبہ سے مدائن مین آئے
تھے اور دربار شہنشاہ مین آکر تمھارے دنگل پر بیٹھے تھے تمھارے فرزند آردشیر کو اُنکا بیٹھنا تمھارے
دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمھارے فرزند نے حمزۂ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل
سے اُٹھ جایے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہی وہ بڑے شجاع اور بہادر ہین پس
اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزۂ صاحبقران نے تقریر تمھارے فرزند کی سُنکے بقہر و غضب اس زور سے تمھارے
فرزند بیچارے کے رخسارے پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار
اُس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لیگئے تھے پھر مار وشیہ نے کمان منگوا کر حمزۂ صاحبقران کو واسطے کھینچنے
کے دی تھی وہ کمان سخت بھی حمزۂ صاحبقران نے توڑ ڈالی تھی تمھارے فرزند آردشیر کا طمانچہ کھا کر عجب
حال ہوا تھا رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک عارض پر ورم رہا تھا حکماے واسطے آماس کے
کئی نسخے ضماد و تکمید کے لکھے تھے اُن نسخون کو تیار کر کے تمھارے فرزند کے رخسارہ پر ضماد کیا گیا تھا ادویہ
کی پوٹلون سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہین ہی لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہی حمزۂ
صاحبقران تمھارے دنگل پر ابتک بیٹھتے ہین لڑکے تمھارے دربار مین سامنے سب بہادرون کے
خفیف اور ذلیل ہوتے ہین اور بسبب کم قوتی کے اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے ہین اب مین تمھین بھی دوستانہ
نصیحت کرتا ہون کہ تم بھی اُنسے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہو گے حمزۂ صاحبقران تمھارے دستہ و پا
توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم مین قتل کر ڈالینگے پس تمکو مناسب ہی کہ دنگل سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنی جان
اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند کے انتقام لینے کا خیال بھی دل مین نہ لاؤ بلکہ میری تو یہ رائے ہی کہ بعد
دو چار روز کے تم یہان سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غیظ سے
کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سُرخ ہو گیا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین بختک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا

کہ اگر مین اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور دنگل پر بیٹھنے کا انتقام بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران سے نلون تو ای وزیر شہنشاہ فلک بارگاہ تم مجکو مرد نہ کہنا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو بختک سے کر ہی رہا تھا کہ یکایک بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے گستہم زرین کفش کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو علے قدر مراتب نوازش کی اور سب سے بغلگیر ہوا ابھی گستہم زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ مہتر زلزلہ عیار گستہم زرین کفش کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنیلگا مین نے سنا ہی کہ حمزۂ صاحبقران آپ کے پاس آتے ہین مدائن سے روانہ ہو چکے ہین یقین ہی کہ اب آتے ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو مہتر زلزلہ اپنے عیار کی سُنی گستہم زرین کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزۂ صاحبقران سے انتقام لینا مناسب ہی یہ خیال کر کے ہنسا گھوڑے پر سوار ہو کے آگے بڑھا بختک بھی پیچھے پیچھے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ دیکھیے گستہم حمزۂ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہی مین نے آمادۂ فساد تو کر دیا ہی بختک تو عقب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہی لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں کو ہمراہ حمزۂ صاحبقران عجب شان سے چلے آتے ہین گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے اسلام کے اُٹھایا حمزۂ صاحبقران نے سلام کا جواب دیا گستہم فی الفور اپنے گھوڑے سے اُتر کر آگے بڑھا حمزۂ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب سے اُترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش عنقریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچا دوڑ کر بصد غیظ و غضب حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا تا کہ حمزۂ صاحبقران کے پہلوؤں کی پسلیان ٹوٹ جائین اور ایک دم مین تڑپ کے ہلاک ہو جائین ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے مین اسقدر زور کیا کہ تھک کر ہانپنے لگا تمام تن پسینے مین تر ہو گیا لیکن حمزۂ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی نہ کچھ ناگوار ہوا جب گستہم بخوبی زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے پسر کا انتقام مجھسے لیا ہے [illegible] دینی کیا ہیے یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچکر اور معانقہ کے طور پر اس زور [illegible] گستہم کی پسلیان درد کرنے لگین قریب تھا کہ ٹوٹ جائین ریزہ ریزہ ہو جائین جب حمزۂ صاحبقران نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیان گستہم کی دبین اور شکم بھی دبا اتفاق سے گستہم زرین کفش کی ریح زور سے صادر ہوئی اُسوقت بیقرار و بیتاب ہو کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر میری خطا کو معاف کیجیے مین نے بختک [illegible] کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجکو سزا ے معقول مل رہی ہی جان میری تن سے نکلی جاتی ہی پسلیان ٹوٹی جاتی ہین پس رحم کیجیے مجکو چھوڑ دیجیے جسوقت گستہم نے اس طرح بہ منت حمزۂ صاحبقران سے کہا حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا گستہم زرین کفش حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی اسکا حال آپ کسی سے بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہو گی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای گستہم تم ہمسے اب دشمنی نہ کرو گے تو ہم بھی تمھاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزۂ صاحبقران ابھی گستہم سے یہ فرما رہے تھے ناگاہ بختک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو بلایا جب گستہم زرین کفش بختک کے پاس پہونچا بختک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفندیار

واہ واہ واہ اب مجکو تمھاری دلاوری اور بہادری مین کسی طرحکا شک اور شبہ نہین ہی اسوقت کیا خوب زور تمنے کیا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ مین اس درخت کے تنے کی آڑ مین چھپکر دیکھ رہا تھا اور باتین سن
رہا تھا مین تو تمھاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کرون اگر اسوقت رستم اور اسفندیار سہراب و افراسیاب
گیو اور بیژن اور فرامرز و برزو اور نامان پہلوان ایران اور توران وغیرہ ہوتے تو وہ البتہ
تمھارے اسوقت کے زور کرنیکی کچھ تعریف کرتے ادنا تمھاری قوت و طاقت کی مین یہ تعریف کرتا ہون کہ
تمھارا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہی تم یکتاے روزگار اور وحید عصر ہو تمھاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیون کے علاوہ باواز بلند اعضا بھی دیتے ہین سننے والون کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہین پسلیان
کڑکڑا کر گواہی دیتی ہین پشت سے ولی عضو اداے شہادت کیواسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی شکم صداے
قراقر سے صاف صاف شہادت دیتا ہی گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سنکے شرم و حیا کی پسینے مین
تر ہوگیا آخر سر جھکا کے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا مین بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہین کی
بلکہ سراسر میری ہجو کی ہی اگر ذرا آپ غور و فکر کرین تو مجکو بیخطا و بے قصور جانکر میری ہجو نہ کرین سچ یہ وہ باد مخالف
ہی کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرتی ہی تو کسی سے رُک نہین سکتی ہی آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہو گیا
آپکو سنکے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی مین ایسی باتین کین اگر آپ میرے گوز نکل
جانیکا حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے ہاتھ سے آپ کو صدمہ سخت پہونچیگا آیندہ آپ کو اختیار ہی
بختک نے کہا کہ پہلوان بعید ہی مین نے تو سراسر تمھاری جوانمردی کی تعریف کی ہی کوئی واہیات بات نہین
کی ہی خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مین کسی سے تمھارے گوز کے نکل جانیکا حال بیان نہ کرونگا لیکن اب ای
پہلوان نامدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ مین چلو شہنشاہ تمھارے
منتظر ہونگے گستہم زرین کفش نے بموجب کہنے بختک کے مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے
کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ مین چلو بموجب حکم گستہم مردمان فوج مسلح ہوکر آمادہ کوچ ہوے گستہم
زرین کفش بہمراہی بختک سرداران نوشیروان و حمزہ صاحبقران وہانسے چلا حمزہ صاحبقران نے
ملاحظہ کیا کہ ارابے پر ایک جوان نہایت خوشرو قوی ہیکل طوق و سلاسل مین گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہے
آثار شجاعت و جوانمردی اُسکے چہرے سے ظاہر ہین جب اُس جوان شہور شعار کا دل چاہتا ہی ایسا لنگر مارتا ہی کہ پہیے
ارابے کے زمین مین دھنس جاتے ہین ہر چند آٹھ نرگاؤ ارابے کو کھینچتے ہین لیکن پہیے زمین سے نہین نکلتے
ہین اور ارابہ ذرا بھی اُس جگہ سے نہین چلتا ہی پھر جب اُسی جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہی اُسوقت نرگاو بسہولت
ارابے کو کھینچتے ہین اور راہ طی کرتے ہین غرض حمزہ صاحبقران بہرام گرد بن خاقان چین کو دیکھتے ہوے
در سلطانی تک پہونچے ارابہ تو وہین ٹھہرا گستہم زرین کفش نے سوارون سے کہا کہ مین دربار مین جاتا ہون
تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سوارون نے نیزے علم کیے تلوارین کھینچلین اور
گرد ارابے کے کھڑے ہوے گستہم زرین کفش دربار مین آیا نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کرکے اپنے
دنگل پر بیٹھا جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر
بیٹھا ہی اور ایک دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہی نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ اے
فرزند ہم نے تمھارے واسطے یہ دنگل بچھوادیا ہی تم اس دنگل پر بیٹھو حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے اُس دنگل پر

بیٹھے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار مین مین زبردست حمزۂ صاحبقران سے بیٹھا ہون گو مین
کسی پہلوان کے زیردست کبھی نہین بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زیردست بیٹھنے پر غمگین تھا ناگاہ
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین جلد کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون اور شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان
گلرخ سیمتن نازک بدن کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار مین حاضر ہوئے اور موافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا اور
تسلیم کرکے اول ایک ساقی گل اندام مئے ناب جام مین بھر کر روبرو دے نوشیروان موافق دستور لیگیا نوشیروان نے
جام لیکر شراب پی پھر ساقیان خوبرو کو حکم دیا کہ اس دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان شوخ چشم و خوبصورت
بہ ناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہان تک کہ سوائے خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران
کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب
کی اور شیشہ و جام و ساغر لیکر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا
نوشیروان نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گرد بن خاقان چین
کو کیونکر گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اٹھا اور اس طرح عرض
کرنے لگا کہ اے شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور بحکم سرکار یہ نمکخوار مع لشکر جرار جب مدائن سے
روانہ ہوا قطع منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا مین گیا تھا
خاقان چین نے میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اٹھوالیا خندق پر آب کردی
اور جلد جلد توپین بڑی بڑی لگادین اور بخوبی تمام قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان
تمام قلعہ مین بیٹھا اس نمکخوار نے سامنے قلعہ کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اترنے کا حکم دیا فوراً مردمان
فوج ٹھہر گئے خیام برپا ہوئے افسران فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھکر گھبرائے فریاد
و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے کی تدبیرین سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ
کے لشکر ظفر اثر مین جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن تلوار و نیزہ صیقل کرنے لگے تیرانداز تیرون کو درست
کرنے لگے جوانمرد آلات حرب و ضرب صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اٹھے انھون نے صدائین
ہوشیار باش کی بلند کین اسی طرح چہار پہر رات گذر کے وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور ÷ ہوئی
ظلمت جہان سے دور یکسر ÷ یکایک فوج انجم یون ہوئی گم ÷ کہین گویا نہ تھے گردون پہ انجم ÷ اے شہنشاہ گیتی
پناہ اسوقت اس جانثار اور فرمانبردار نے مردمان فوج کو حکم کمربندی کا دیا دلاوران میدان مصاف
زرہین پہننے لگے خود سر و نپر رکھنے لگے کمرین واسطے جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادہ
حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے جملہ بہادر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارۂ جنگی بجنے لگے پھریرے
علمون کے کھلے پلٹنین بہادرون کی ایک طرف صف آرا ہوئین سوارون کے رسالے ایک جانب صف بستہ
ہوئے جوانان جیلتہ پوش اور چار آئینہ بند ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے
اور اس طرح مردمان لشکر کا دل بڑھانے لگے شعر تان ناسور وہ نام کرنا ÷ دشمن سے نہ وہ کام کرنا ÷ جسوقت
اس طور سے کڑکیت اور نقیبون نے مردمان لشکر حضور کے دل بڑھائے اسوقت بہادرون نے فرط شجاعت
سے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے اور تلوارین کھینچین نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے
لشکر کے یہ سرفروش گرز گران لیکر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اسدم وہ سوارون کے پرے

وہ پیادون کے جھرمٹ وہ دلاورون کے نشان وہ بہادرونکی آن بان وہ تلوارونکا مانند برق کے چمکنا وہ کوکبنونکا کوئل کیطرح بولنا ہر جوانکو آمادۂ حرب وضرب کرنا علمونکا بلند ہونا وہ گھوڑونکا ہنہنانا غبار کا بلند ہونا وزمین کا لرزنا وہ ڈھالون کی سیاہ گھٹا وہ نیزونکی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور لائق دیکھنے کے کیفیت تھی ای شہنشاہ فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طی کیا اسوقت بحکم خاقان چین گولندارون نے توپونکو جھکا کر رنجک رکھکر فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کر برسنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا آگ کا مینھ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا آدمی مانند روئی کے گالون کے اڑگئے صدہا زخمی ہوکر میدان رزم مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون دلیرانسے رنگین ہوگیا بھائی سے بھائی پسر سے پدر اس ہنگام مین چھوٹ گیا عرصۂ مصاف گولونکی کثرت سے گویا کرۂ نار بنگیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو تزلزل تھا قادۂ فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تاریک تھا میدان رزم عرصۂ محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین سے دھوان نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نتھی ارض میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر پڑ رہے تھے دلاور مر رہے تھے اور زخمی ہوہو کے زمین پر گر رہے تھے صدائین بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑکر گولہ نکل گیا تھا کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اڑگیا تھا کسی ثابت قدم کے پانوٴن پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہوکر ایڑیان رگڑتا تھا کوئی زخمی ہوکر بشدت تشنگی سے بہ منت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون کی تلوارین پڑی تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیر اندازان بیخطا زخمی ہوکر چلاتے تھے لیکن اس ہنگامۂ گیرودار مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون کے پانون زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزہ پامال کرتا تھا بعضون کے تنو نپر گلہاے زخم کھلے تھے اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکراتے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس و حسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے بازار اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو کہ مین خندق تک آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گزگران سے در قلعہ کو توڑ کر تم سب کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپین فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر صدہا ٹوکریان اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کر اس خاکسار پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے لگائے اکثر نے نفط کے حقے مارے اکثر اہل قلعہ نے بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ اسوقت اس نمکخوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق سے پھنداؤن در قلعہ پر جاؤن ناگاہ جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہے اور ہمراہ تھوڑی فوج ہے لیکن ہر ایک اس فوج مین دلاور اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ چلا آتا ہے جب بہرام قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای ستمگر زرین کفش ہوشیار وخبردار ہو جا کہ مین آپہونچا تیرے قلعہ پر حملہ کرنے کی مجکو خبر شکار گاہ مین ہوئی اب تو مجھسے مقابلہ کر بھیر

نعرہ کرکے بہرام گردین خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادرون کو قتل کرنا شروع کیا دلاوران لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیون کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچ کر حملہ کیا صدہا کو تہ تیغ کیا دونون لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشین گرنے لگین میدان مصاف مین اب پھر لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار ہونے لگے دونون طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہوا لگا اور زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگے اُسوقت جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیرانداز تیرون سے اپنے حریفون کو ہلاک کرتے تھے جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونون لشکرون مین جنگ ہو رہی تھی جوے خون کشتگان میدان مصاف مین بہ رہی تھی اسی ہنگامۂ جدال و قتال مین مجھسے اور بہرام گردین خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گرد نے تیغہ تیز دگر انبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا مین نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغۂ گرانبار میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی گردن کٹ گئی گھوڑا میرا زمین پر گرنے لگا مین گھوڑے سے اُترنے لگا ناگاہ پانون میرا رکاب مین اُلجھ گیا ہر چند اُسوقت مین نے پانون اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن اتفاق سے نہ نکلا گھوڑا میرا زمین پر گرا مین نیچے گھوڑے کے دب گیا اُسدم مین نے گھوڑے کے نیچے سے اُٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ بہرام گردین خاقان چین نے مجکو بجمعیت کثیر آکر جلد تر گرفتار کر لیا مجکو مہلت اُٹھنے کی نہ دی جسوقت بہرام گردین خاقان چین نے مجکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغۂ تیز سے مجکو قتل کرے اُسوقت ای شہنشاہ مین نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گردین خاقان چین سے کہا اگر تو مجکو قتل نہ کرے مین تیری اطاعت اور ملازمت اختیار کرونگا ای شہنشاہ بہرام گردین خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نکرکے تیغ کو روکا اور مجکو قتل نہ کیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو لشکر بہرام گردین خاقان چین نے جنگ سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے تیر و شمشیر لیکر بہرام گردین خاقان چین پر حملہ کیا اُسوقت بہرام گردین خاقان چین نے مجھسے کہا کہ ای گستہم زرین کفش اب تم بھی اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو ای شہنشاہ مین نے بموجب کہنے بہرام گردین خاقان چین کے دلاورون کو لڑنے سے منع کیا اور پکار کے بہادرون سے کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ مین نے اب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین کی اختیار کر لی پس تمکو بھی لازم ہو کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت اس طرح مین نے اپنے لشکر کے دلاورون سے کہا اُسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا تلوارین میانون مین رکھین جب لڑائی موقوف ہوئی اُسوقت بہرام گردین خاقان چین نے مجکو رہا کیا اور مہربانی اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مجکو مع فوج و لشکر لیکر اندر قلعہ کے گیا ای شہنشاہ مین قلعہ مین داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گرد کے چلا شہر کو مین نے نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ جب بہرام گردین خاقان چین دار الامارۂ شاہی پر پہونچا لشکر کو وہین ٹھہرا کر داخل دولتسرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اُسوقت مجکو دربار مین بلایا اور دنگل پر بیٹھنے کو کہا پھر مجکو خلعت دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار مین حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام کو دی بہرام گردین خاقان چین بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا مین دربار سے اُٹھکر اپنے لشکر مین آیا اور ایک خیمہ مین بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آئے مین نے ہر ایک سردار سے تخلیہ مین کہا کہ مین نے بہ مکر و فریب اطاعت بہرام گردین خاقان چین کی اختیار کی ہے مین فکر مین ہون کہ

کسی دن بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سردار سنکے خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا بعد چند روز کے پھر بہرام گرد بن خاقان چین برائے شکار صحرائے چین کیجانب گیا اور مجکو مع افسروں وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ نیلا گون ابر آلود اور کالی کالی گھٹا نمایاں ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین صحرا مین پہونچکر اور ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کراکے بارگاہ مین داخل ہوا مجکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے اُسوقت شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور مئے گلگون جام مین بھر کر اور یہ شعر پڑھ پڑھ کے بہرام گرد بن خاقان چین اور سب افسروں کو ساغر بادۂ ناب پلانے لگے شعر قند و پر شور یہ مست ز کہسار آمد ؛ سیلشان فزودہ کہ ابر آمد بسیار آمد ؛ جب بہرام گرد بن خاقان چین اور افسران فوج نے شراب پی اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کیواسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گرد بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آئے مین بھی ہمراہ بہرام گرد بن خاقان چین کے شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحرائے چین کی سیر لائق دید تھی گلہائے خودرو صحرا مین ہر طرف کھلے ہوئے تھے سبزۂ نو دمیدہ لہلہاتا تھا ہوائے سرد چلتی تھی کچھ کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان پہ یہ شعر پُر بہار جاری تھا شعر این سبزہ و این صحرا بوئے زجنون دارد ؛ دیوانگی و مستی امروز شگون دارد اُسوقت بحکم بہرام گرد بن خاقان چین قراول اور بیلیے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز و جرہ اور بہری شاہین وغیرہ ہر ایک کو آمادہ شکار کیا بازداروں نے طعمہ بازونکا روک رکھا تھا جسوقت بازداروں نے بازونکو طائرونپر چھوڑا ہر ایک نے باز مثل شیر گرسنہ اپنے صید کو پنجونسے دبوچا بازداروں نے اُن طائرونکے جگر چاک کیے اور کچھ گوشت اُنکا بازوں کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازوں کو بازداروں نے طائرونپہ طبل باز بجا کر چھوڑا اشعار چو در نالیدن آمد طبل باز ؛ در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز ؛ روان شد بر ہوا باز شکیبا ؛ جہان شد خالی از کبک و کبوتر ؛ غرض بازدار بحکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرونسے چھکڑے بھر گئے پھر قراول اور بیلیے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزۂ نو دمیدہ چر رہے ہین چلیے اور وہان اُنکو صید کیجیے بہرام یہ سنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیل گاؤ چیتل بارہسے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنستا اور تیر لگاتا اور کمند آہوونپر مارتا اور ہر ایکو انکو اپنے گھوڑونسے اُتر اُتر کے بخوشی و خرمی ذبح کرتا اور وہ اپنے صیدونکو آگے باندھ کے روکتا اور ایک کا دوسرے سے صید افگنی مین سبقت لیجاتا اور وہ صید کو تاک تاک کے تیر مارتا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے چوپاؤنکا شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذیجاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحرائے سبزہ زار مین بہرام نے مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران فوج وغیرہ صحرائے سبزہ زار سے پھرا اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان گلعذار کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوں بموجب حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہ مے اور جامہائے بلورین لیکر حاضر ہوئے اُسوقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار مہتر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب ہو تو اسوقت وہی شراب پلائے بہرام نے یہ گفتگو میری سنکے کہا کہ اچھا مہتر زلزلہ کو بلاؤ اسوقت ہمکو شراب پلائے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سنی فوراً بارگاہ سے باہر گیا اور مہتر زلزلہ کو بلا کر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب مین ملاکر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلانا لیکن مجکو شراب بیہوشی آمیز نہ دینا غرض مین نے
اُنہ عیار زلزلہ کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آیا مہتر زلزلہ تسلیم کرکے اور شراب ناب مین بجالاکر بیہوشی ملاکر اور
جام مین شراب بھر کر روبرو سے بہرام گرد کے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکروفریب سے آگاہ نہ تھا اس وجہ سے
بجز ف وخطر مہتر زلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر مہتر زلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج
بہرام گرد بن خاقان چین کو پلائی اور مجکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر مین بیہوشی
نے اپنا اثر کیا ہر ایک کے سر مین درد ہونے لگا زبان خشک ہونی لگی آنکھین بند ہونے لگین ای شہنشاہ جب مین نے
دیکھا کہ بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہین اُسوقت اس نمکخوار نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ ای بہرام گرد
آگاہ ہو کہ مین نے یہ مکروفریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کرلی تھی اگر مین اُسوقت تھکا ہوا نہوتا اور
تیرا گھوڑا مارا نہ جاتا تو تیری بھی یہ طاقت تھی کہ تو مجکو گرفتار کرلیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سُنکے نہایت برہم ہوا اور
میرے ہلاک کرنے کیواسطے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیہوشی تو بخوبی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا
اور بیہوش ہوکر گرا افسران فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھکے واسطے اُٹھانی بہرام گرد کی اُٹھے
وہ سب بھی بیہوش ہوئے ای شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت مین نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق وسلاسل
مین گرفتار کیا اور افسران فوج کو جو بیہوش تھے اُسی بارگاہ مین قتل کیا پھر بارگاہ سے نکل کے مین نے قصد
چلنے کا کیا لشکریان بہرام گرد نے بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھسے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو رہا کرائین لیکن مین نے تیغ تیز کھینچکر سب کو ہلاک کیا قراول اور بیلیے اور بازدار اور مجوریے وغیرہ یہ حال
دیکھ کے بھاگ گئے یہ خاکسار بہرام کو اراپنے پر بٹھاکر اور اُس صحرا سے سبزہ زار مین شکار معقول کرکے
سبکو قتل کرکے مع فوج ظفر موج بخوشی وخرمی روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اب شہنشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اصل حال یہ تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت گستہم زرین کفش نے حال گرفتاری
بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال سُنا جو دربار مین بہادر اور جوانمرد تھے
وہ گستہم زرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکروفریب پر ہنسنے اور بہرام گرد بن خاقان چین کی بہلوی
اور دلاوری پر باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سُنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو کشان کشان دربار مین
لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان مین آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا اور اہل دربار اُس
تہور شعار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان کو سلام نہ
کیا اور قواعد زمین بوسی بجا نہ لایا اُسوقت نوشیروان کو کمال غصہ آیا اور اُسی عالم غیظ وغضب مین کہنے لگا
کہ ای بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجکو تو نے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق وسلاسل مین گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہین کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہین ہے تجکو لازم ہے کہ ما بدولت کو بہ عجز و انکسار سلام کر اور قواعد زمین بوسی بجالا ورنہ قتل کیا جائیگا
اور اگر ہمارا فرمانا بجالائیگا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جائیگا اور تجکو رہا کرکے تجھ عنایت سلطانی موافق تیرے
رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار مین بعزت وحرمت تجکو بیٹھنے کو جگہ ملیگی بہرام گرد بن خاقان چین تقریر
نوشیروان کی سُنکے بیخوف وخطر کہنے لگا کہ تجھ ایسے نامرد اور نامنصف کو جوانمرد سلام کرنا ننگ وعار سمجھتے ہین

جیسا تجکو اور تیرے ملازمون کو نامرد دیکھا مین نے کسی کو ایسا بزدل اور نامرد نہین دیکھا اور جیسا مین نے تجکو اور تیرے
ملازمون کو ظالم اور نامنصف دیکھا کسی کو ایسا نامنصف اور جابر نہین دیکھا مجکو تعجب ہی کہ تجھ ایسے ظالم و جابر کو مردان
شہر عادل کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جو تجکو عادل جانتے ہین محض نافہم اور بیوقوف ہین اور محض تجھ ایسے نامرد سے
ڈر کے تجکو بادشاہ عادل کہتے ہین تیرے سردار گستہم زرین کفش نامرد و نابکار نے مجکو بہ مکر و فریب شراب
بیہوشی آمیز پلا کر گرفتار کیا ہی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ یہ مجکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی
مجکو گرفتار کرتا تو البتہ مین تجکو سلام کرتا اور تجکو اور تیرے ملازمون کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم
تو ایسے نامرد ہین کہ تین روز سے بسبب خوف کے میرے قریب اس قید مین بھی نہین آتے ہین اسقدر مجھسے
ڈرتے ہین اور ایسے ظالم اور جابر ہین کہ تین روز سے انھون نے مجکو آب و طعام بھی نہین دیا ہی مجکو تیرے دربار مین
کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر نہین آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام
کی حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً اپنی دنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ
عادل یہ تو عدالت کے خلاف ہی کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو مین بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کرون ہر چند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوے بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزۂ صاحبقران
نے آب و طعام کے بارے مین نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر یہ رہا ہو جائیگا
تو پھر اسکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجکو اسکا قتل کرنا منظور ہی اسنے بدزبانی اور سخت کلامی مابدولت سے
بہت کی ہی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور رہا کرنے کا اختیار ہی مگر مین اقرار
کرتا ہون کہ بہرام رہا ہو کر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو کر بھاگ نہ جائیگا اور آمادۂ جنگ و جدل ہوگا
اور اگر رہا ہو کر اور آب و طعام سے آسودہ ہو کر آمادہ پیکار ہوگا تو مین اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو
گرفتار کرونگا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجا کر آب و طعام سے سیر اور
سیراب کرو جب یہ گفتگو نوشیروان کی حمزۂ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہو کر بہرام گرد بن خاقان
چین کو دربار سے باہر لیجا کر ایک خیمہ مین بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو اسکے جسم سے دور کرکے
طعام لطیف اور خوش ذائقہ منگوا کر دسترخوان بچھوا کر بہرام گرد بن خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیان
پانی کی رکھوائیں اور فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہو کر کھاؤ اور یہ آب سرد خوشگوار
پیو بہرام گرد بن خاقان چین حمزۂ صاحبقران کی جوانمردی اور شیرین کلامی اور مہربانی پر نظر کرکے طعام
تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگارون وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ مین موجود تھے کہنے لگا
کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان مین بہادر ہی باقی جتنے اہل دربار ہین کوئی دلاور نہین ہین مجکو تعجب ہی
معلوم ہوتا ہی کہ یہ محسن سیران جفاکارون اور نامردون کی قوم اور قبیلہ سے نہین ہی اسکے چہرے سے آثار
شجاعت ظاہر و آشکار ہین چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہی اسی سبب سے اسنے مجکو بھی بہادر خیال کرکے میری قدر
اور منزلت کی اور مجکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجھپر احسان کیا خدمتگارون وغیرہ نے عرض کیا
کہ جسکی آپ تعریف کرتے ہین اور جو آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہین یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہین آپ
کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزۂ صاحبقران ہی آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہی اور آرد شیر
کو ہلاک کیا ہی بہرام گرد بن خاقان چین خدمتگارون وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام بخوبی تناول کرکے اور تھ

دھو کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا مین تمہارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تمپر احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم بار بار کرتے ہو مجکو محجوب و شرمسار کرتے ہو اب یہ بتاؤ کہ کسی چیز کی ابتو تمھین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد خاقان چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہو تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران نے فوراً شیشہ شراب اور جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد تر لیکر آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوان بہرام گرد کو دمبدم دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای بہادر تمنے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ افسروان اور پہلوانون کو ابھی تہ تیغ کرکے تمکو تخت سلطنت پر بٹھائے دیتا ہون ای بہادر ان سب نامردون کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اُٹھنے کا کیا امر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیگانہ تم نشہ شراب مین ایسی باتین کرتے ہو اور کچھ باتین کرو مجکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجکو یہ منظور نہین ہی کہ بیوجہ نوشیروان ہلاک کیا جائے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نہ کرنا اور یہین بیٹھے رہنا شراب پینا جس شی کی خواہش ہو مجھسے طلب کرنا بعد میکشی کے یہ طوق و سلاسل خود پہن لینا میرے پہنانے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اُٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور دنگل پر بیٹھے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہو ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو چکا تمنے اُسکو طعام کھلوادیا اور طوق سلاسل مین پھر اُسکو گرفتار کردیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے بہرام کو آب و طعام سے سیر اور سیراب کردیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سُنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر بہرام نے رہا ہوکر طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اُسکا گرفتار ہونا مشکل ہی نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا ادھر بہرام نے یہ خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے مجھپر احسان کیا ہی اب مجکو بھی لازم ہی کہ اُنپر یہ احسان کرون کہ انکو تخت پر بٹھادون نوشیروان اور گستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا اب گستہم کو مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے گستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار بھاگے نوشیروان گھبرایا بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے رہا کر دیا تھا اب وہ آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد تخت سے اُٹھیے محل مین جلدی سے جائیے اس سرکش و جوانمرد سے اپنی جان بچائیے دیر نہ لگائیے مین بھی بھاگتا ہون اس جلاد سے اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اُٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیے گا جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سُنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور نوشیروان کو متشوش دیکھا فوراً اپنے دنگل سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو ہاتھ سے رکھ دے آمادۂ شر نہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا بہرام نے عالم نشہ مین حمزۂ صاحبقران کے اس ارشاد کو نہ سُنا اور آگے بڑھا اُسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

کو رد کا بہرام نے عالم نشہ مین وہی چوب خیمہ حمزۂ صاحبقران کے سر پہ لگائی حمزۂ صاحبقران نے وہ چوب خیمہ
بقوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ای بہادر اگر تیرا ارادہ ہمسے لڑنے کو دل چاہتا ہی تو کل شمشیر اور تیر لیکر میدان
مین مجھسے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ مین جاکر طوق و سلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای حمزۂ صاحبقران
کل مین تجسے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دربار سے چلا گیا اور اسی خیمہ مین جاکر طوق اور سلاسل پہن لیے نوشیروان نے گرد خیمہ
چند سوارون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد
کو حمزۂ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزۂ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار
نہ کرتا اور طوق اور زنجیر اور بیڑیان اس سبب سے پہن لین کہ حمزۂ صاحبقران نے آب و طعام سے سیر و سیراب کیا
تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم بر سر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل کے
دن حمزۂ سے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن مین اسی وقت
جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ
بلا تامل اور بے خوف و خطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم ملک مدائن مین ہر صغیر و
کبیر کو اطلاع دی ہر ایک اعلے اور ادنے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرائی جو یہ خبر سُنی
ملکہ مہر نگار سے جاکر عرض کیا کہ آج بحکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جسوقت یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سُنی فوراً فتانہ کو بلاکر کہنے لگی
ابھی مین نے عنبر خواجہ سرا سے سُنا ہی کل بہرام گرد کوئی نگوڑا حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے
مقابلہ کریگا پس ای فتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلے کی سیر دیکھین فتانہ نے عرض کیا ای ملکۂ عالم اسکی تدبیر
یہ ہی کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزۂ صاحبقران کل مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہی
کہ ہم بھی یہ سیر دیکھین پھر ای ملکۂ عالم اپنی مادر سے یہ کہیےگا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیےگا کہ زیر دیوار محل دونون
دلاور مقابلہ کرین تو شہنشاہ آپکے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادرون سے مقابلہ کرائینگے آپ بھی سیر دیکھیےگا
اور مین بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے جاکر جو کچھ فتانہ نے
کہا تھا عرض کیا ملکہ زر انگیز نے فرمایا ای نور نظر جسوقت شہنشاہ محل مین آئینگے مین انسے ضرور کہونگی یقین ہی کہ وہ
میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونون جوانمردون سے باہم مقابلہ کرائین ملکہ مہر نگار یہ تقریر اپنی مادر
عالی قدر کی سُنکی خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل مین آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکہ زر انگیز کے آکر بیٹھا اسوقت
ملکہ زر انگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب مین نے سُنا ہی کہ تمہارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد سے
کل مقابلہ ہوگا پس مین چاہتی ہون کہ حمزۂ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کرے تاکہ ہم بھی
سیر اور کیفیت دیکھین نوشیروان سُنکے کہنے لگا اچھا ای ملکہ بموجب تمہارے کہنے کے زیر دیوار محل
ان دونون سے باہم مقابلہ کراونگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا ای عنبر جلد تر جا اور
ہمارے دربار سے بکہ اکہ شہنشاہ فرماتے ہین کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہے اسی وقت
اس میدان مین ایک اکھاڑا بہت عمدہ نفیس تیار کیا جاے اور گرد اکھاڑے کے کرسیان بچھائے
جائین اور خیمہ استادہ کیا جاے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جاے کیونکہ ہم اور ارکین سلطنت اور

اعیان مملکت وغیرہ بہرام اور حمزہؑ کی کشتی دیکھینگے عنبر خواجہ سرانے بموجب حکم شہنشاہ وزیر اسے جاکر کہا وزرا نے موافق حکم نوشیروان اُسی شب کو میدان صاف کراکر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جولائق و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان محل سے برآمد ہوا وزرا اور امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھکر نہایت خوش ہوکر حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزہؑ ہمارے پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرماکر اکھاڑے پر جو تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز ہوا اور سب ذیوقار و ندیمان نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے یکتاے روزگار وغیرہ علی قدر مراتب و مناصب کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سرداران نامی حمزہؑ صاحبقران کی خدمت عالی میں آئے اور عرض کی کہ حمزہؑ صاحبقران کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزہؑ صاحبقران نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر قریب نوشیروان کے جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر میں چند سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزہؑ صاحبقران نے بہرام کے جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام تناول کرچکا اور پانی پی چکا اُسوقت حمزہؑ نے کہا ای بہرام اب کیا ارادہ ہی بہرام نے کہا میں تجسے مقابلہ کرونگا زرہ تو میں پہنے ہوں لیکن شمشیر و سپر و تیرہ و مرکب میرے پاس نہیں ہی حمزہؑ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کرکے مرکب اور تیغہ گرانبار اور نیزہ و سپر و تیر بہرام گرد کو منگوادیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغہ گرانبار زیب کمر کرکے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار ہونے لگا راوی کہتا ہی کہ اسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ وہم و خیال سے زیادہ تر کوئی مہندس حساب اور شمار نہ کرسکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار میں تماشائی زیادہ تھے علاوہ اسکے کل اہل دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان میں حاضر تھے سرداران حمزہؑ صاحبقران بھی دنگلوں پر بیٹھے تھے خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جگہ انواع و اقسام کی چیزیں بکتی تھیں خریدار بے حجت و تکرار خریدا کرتے تھے گرم بازاری ہو رہی تھی چونکہ ملکہ مہر نگار نے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے اُسی سیر کے دیکھنے کے واسطے کہا تھا اور ملکہ زر انگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا تھا اب جو دونوں بہادر آمادہ حرب و پیکار ہوئے ہیں ملکہ مہر نگار ایک دریچے میں چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہی فقط ملکہ زہرہ مصری اور فتانہ کو اپنے پاس بٹھایا ہی اور شاہزادیاں اور خواتین محل جدا جدا دریچوں میں پردے ڈالکر بیٹھی ہیں ملکہ زر انگیز بھی ایک دریچے میں پردہ ڈالکر بیٹھی ہی کنیزیں اور عورتیں ملازم جسقدر ہیں وہ بھی جابجا بالاے بام بیٹھی ہیں جب بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت حمزہؑ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب ختنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزہؑ صاحبقران اُسی میدان میں جاکر سامنے بہرام گرد کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے تگاورزنی کے بڑھایا اس طرف سے حمزہؑ صاحبقران نے مرکب ختنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام تگاورزنی ہر دو بہادر کو خاص و عام نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہؑ صاحبقران کا پیچھے ہٹا بہرام نے حمزہؑ صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہی اسی سبب سے اسقدر پیچھے ہٹ گیا میں کمزور نہیں ہوں حمزہؑ صاحبقران نے فرمایا ای بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو بہرام یہ کلام سنکے برہم ہوا اور نیزے کو خوب دیکھ بھال کے سینۂ حمزہؑ صاحبقران پر مارا حمزہؑ صاحبقران نے فوراً نوک نیزہ بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی بسبب باہم لڑنے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے

اسی طرح دیر تک باہم رد و بدل رہی آخر کار حمزۂ صاحبقران نے ایک بند باندھکر نیزہ دست بہرام گرد سے نکالدیا جسوقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا ملکہ مہر نگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور فتانہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوے ہین اس موذی دشمن جانکو جلدی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین فتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم کوئی وجہ ہوگی جب تو کھڑے ہوے ہین اور اپنے حریف کو ہلاک نہین کرتے فتانہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جانے سے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران یہ تیغ بھی ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہے برسون کا جھگڑا فیصل کرتی ہے جسوقت ملکہ مہر نگار نے چمکتا ہوا تیغۂ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سُنا بے اختیار بہرام کے واسطے اس طرح بد دعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہو جاے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجکو لگانا نصیب نہو ملکہ مہر نگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونیکے واسطے دعا کر ہی رہی تھی یکا یک بہرام گرد نے تیغۂ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے جا کر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا ملکہ مہر نگار نے تو آنکھین اپنی بند کر لین کلیجے کو پکڑ لیا اور کہا آہ مار ڈالا لیکن حمزۂ صاحبقران نے بار بار تیغۂ گرانبار کی نظر کر کے جب تیغۂ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغہ بہرام کا سر پر پٹ پڑا فوراً حمزۂ صاحبقران نے بہرام کے تیغہ پر ہاتھ سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغہ کے قبضے کو پکڑ کے زور کیا اور چاہا کہ تیغہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑا لون لیکن قبضہ تیغہ کا فقط قبضے مین رہا زور کرنے سے پھل نہ پایا ثمر مراد ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضہ سے بیزار ہو کر بہ غیظ و غضب وہ قبضہ قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا حمزۂ صاحبقران نے قبضہ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ اپنا کمر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزۂ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکہ مہر نگار نے دیکھا کہ تیغہ بہرام کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اور اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اُسوقت فتانہ اور زہرہ مصری سے مسکرا کر کہا کہ تمنے تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاء اللہ کسقدر قوت ہے کہ تیغہ اسنے بڑے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین اب وہ جتنا بھی لپٹتا ہے جنکے ہاتھ سے دو تین مرتبہ ذلیل ہو چکا ہے پھر انھین کے سر چڑھتا ہے یہان تو ملکہ مہر نگار فتانہ اور زہرہ مصری سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزۂ صاحبقران مین زور آزمائی ہو رہی تھی گھوڑے زمین پر بیٹھے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اُسوقت آگے بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای بہادرو اگر تمکو کشتی لڑنا منظور ہے تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی ہونے کے خیال سے یہ اکھاڑا بنایا گیا ہے گھوڑون سے اترو یہ حیوان ہلاک ہوے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد اور حمزۂ صاحبقران نے سُنی دونون گھوڑون سے اُترے خواجہ عمرو نے مرکب حمزۂ صاحبقران کو اُس میدان سے لا کر نیچے ایک درخت کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزۂ صاحبقران بھی دامنون کو لپیٹ کے اکھاڑے مین اُترے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزۂ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزۂ صاحبقران نے بھی گردن پر بہرام کی ہاتھ رکھا بہرام بخوبی تمام زور کرنے لگا حمزۂ صاحبقران بہرام کا زور دیر تک رد کیے بعد دوپہر کے ایک پیچ کر کے بہرام کو نیچے پکڑ لائے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران سے

کھڑے ہو کر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہے شام ہو گئی ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو نہ لڑو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہیں کرتے ہو تو شاہوں کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن اور منور کر دینا امر محال نہیں ہے بہرام نے کہا کہ میں تو ابھی تھکا نہیں ہوں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اگر تھکے نہیں ہو تو لڑو روشنی کر دیجائیگی بہرام یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجائے بموجب حکم روشنی کر دی گئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کاسہ میں بھر کے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو نوشیروان کی سنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کاسۂ کلان میں دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور کاسہ میں دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کاسۂ شیر موجود ہے پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ تھا حمزۂ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کاسۂ شیر منھ سے لگا کر تمام دودھ کاسہ کا پی گیا پھر خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو وہ کاسۂ شیر دیا حمزۂ صاحبقران نے بھی کاسہ کو اُٹھا کر دہن سے لگایا اور تمام دودھ اُس کاسہ میں جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب و روز برابر باہم کشتی رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں زور آخر کرتا ہوں ہوشیار ہو جائیے امیر بالوقیر نے فرمایا ای بہرام میں خبردار اور ہوشیار ہوں تم زور کرو بہرام نے دونوں ہاتھوں سے دونوں بازو حمزۂ صاحبقران کے پکڑے اور سر اپنا سینۂ امیر بالوقیر سے ملا کر اور بخوبی تمام زور کرکے حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لیچلا ملکہ مہر نگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لیچلا گھبرا کر اور منتشر ہو کر فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دیکھتی ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہے خدا اسکو غارت کرے جلد یہ خاک میں مل جاے دست و پا اسکے ٹوٹ جائیں ارمان سکی خاک میں مل جائیں جلدی پیوند خاک ہو اسکے ہر ایک عزیز کا اسکے غم میں گریبان چاک ہو ذرا بھی اس نگوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہیں آتا بالکل اسکے دست و پا و بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہیں کرتا یہ وقت ہنسنے اور چپکے بیٹھے رہنے کا نہیں ہے جلدی اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کرکے انکے غالب ہونے کے واسطے گریہ و زاری درگاہ خدا میں کرو میرے سر کے بال سراسر کھول دو میں بھی انکے غالب ہونے کے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرونگی یہ کہکے ملکہ مہر نگار بیقرار و اشکبار ہو کے ہاتھ جانب فلک بلند کرکے بال سر کے کھول کے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان بہرام جلد مغلوب ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہیں انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگیں جب بہرام بہ قوت تمام قریب تین قدم کے حمزۂ صاحبقران کو اکھاڑے میں ریل لیگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہر چند زور کیا لیکن پھر حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ سرکے جب بہرام زور کرکے تھک گیا پسینے میں تر ہو گیا ہاتھ اپنے بازوے حمزۂ صاحبقران سے اُٹھا کے کہنے لگا کہ میں تو زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای بہادر اب ہمارے زور کرنے کی باری آئی یہ فرما کر حمزۂ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازوے بہرام پر رکھے اور سر سینۂ بہرام سے ملا کر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے میں پیچھے ہٹا اور ملکہ مہر نگار نے دیکھا

فتانہ سے خوش ہوکر کہا کہ اب انکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے مار ڈالینگے چت کرکے اسکے سینہ پر سوار ہونگے ملکہ مہرنگار تو خوش ہوکر فتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی اور بہ نظر غور کشتی دیکھ رہی تھی اکھاڑے مین حمزۂ صاحبقران بہرام کو ریل کے جب دس قدم کے فاصلے تک لیگئے اسوقت بہرام گردنے بھی اپنا لنگر زمین پر قایم کیا حمزۂ صاحبقران نے توزہ کمر بند فولادی پکڑکر زور کیا اور لنگر بہرام کا اکھاڑا اول زور مین تا زانو دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے اور اکھاڑے مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزۂ صاحبقران کو منظور نہ تھا جب بہرام اکھاڑے مین چت گرا فوراً حمزۂ صاحبقران سینہ بہرام پر سوار ہوئے بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہوچکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اُٹھیے حمزۂ صاحبقران سینہ بہرام پر سے اُٹھے جسوقت بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے مین پٹکا اور سینہ پر سوار ہوئے نوشیروان نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانوں کے ہوش بجا نہ رہے تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا کہ تا فلک گیا چرخ پیر ان جوانون کی کشتی دیکھکر حیران ہوا ملکہ مہرنگار نے زمین پر سجدۂ شکر کیا اور بعد سجدۂ شکر کے فتانہ سے خوب ہنسکے اور خوش ہوکے کہا کہ فتانہ دیکھا تونے کس دلیری اور جوانمردی سے انھون نے بہرام کو پٹک دیا خدا انکو نظر بد سے بچائے یہ میری ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب ہوئے ورنہ دیو پر کہین انسان غالب ہوتا ہے اسوقت حق تعالے نے میری دعا قبول کی انکو بہرام پر نصرت دے فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خداے کارساز و بندہ نواز نے حمزۂ صاحبقران کو بہرام پر غالب کیا الحاصل جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوا حمزۂ صاحبقران نے بحکم نوشیروان بہرام کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کو کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا بہرام کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زرانگیز زوجہ نوشیروان کو بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اٹھا اور داخل محل ہوا امرا و وزرا وغیرہ سب اکھاڑے سے چلے گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اور اپنے سردارون کو ہمراہ لیکے پل شادگام کی طرف بخوشی و خرمی روانہ ہوئے اور راہ طے کرکے داخل لشکر ہوئے اور خواجہ عمرو سے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے لگے کہ ای خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران یہ آپ کو مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کرکے پھر نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپ کو لازم تھا کہ اسکو مسلمان کرکے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا ای خواجہ عمرو بہرام گنہگار نوشیروان کا تھا اُسے مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران اگر بہرام مسلمان ہوا اور آپ کے لشکر مین چلا آئے تو کیا میرا دل خوش ہوا میر بالو قیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بہرام کا

مسلمان ہونا اور ہمارے لشکر میں آنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر بانوقیر میں اسوقت آپ سے یہ اقرار کرتا ہوں کہ عیاری کرکے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر میں لے آونگا یہاں تو خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران مین باہم گفتگو ہو رہی ہے لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوکر زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سوائے حمزۂ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزۂ صاحبقران نہایت مرد بہادر اور لیق ہے ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہے اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر مین گے بیٹھنا یا نوشیروان نامرد و ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کرکے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا بہرام نے ایک چوب وہین سے اٹھاکر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھ کے فریاد و فغان کرتے ہوئے بھاگے بہرام بدل شاد گام پر پہونچا اسوقت حمزۂ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہے جب بہرام قریب امیر بانوقیر کے آیا دوڑکر جانب قدم حمزۂ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپکی اطاعت اختیار کی آپ مجھکو مسلمان کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سنکے نہایت خوش ہوکے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سے لگایا قدم پر سر رکھنے نہ دیا اور اسی وقت کلمہ اسکو پڑھاکر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوئے یہان تو حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونیکی آواز نوشیروان نے سنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ آدمی کون روتے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام کے نکل جانیکی دریافت کرکے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہوکر محل سے برآمد ہوا اور دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلبیس جاسوس روبرو نوشیروان آیا اور بعد بجالانے آداب و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کرکے اسطرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو بہرام گرد زندان سے نکل کے اور کئی نگہبانون کو ہلاک کرکے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہے ور مسلمان ہوا ہے نوشیروان نے یہ خبر سنکے حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند بہرام ہمارا مجرم جو تمہارے پاس گیا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلبیس کو دیا تلبیس جاسوس نے جاکر وہ نامہ امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ پڑھکر یہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزۂ صاحبقران اسنے بہرام کو گرفتار کرکے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزۂ صاحبقران نے گرفتار کرکے بہمراہی تلبیس جاسوس روانہ کیا اور تلبیس جاسوس بہرام کو دربار شہنشاہ نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اب تو خداوند آتش کی پرستش قبول کر اطاعت اور فرمانبرداری مابدولت کی اختیار کر سرکشی نہ کر اور خدای نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے سوا نوع خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار مین موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا بہرام گردن خاقان چین نے کہا ای نوشیروان مین ہرگز خدا و ند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند میرے ایک مخلوق خدا سے ہو اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویرین ہین مین اب اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہو اور اُسی خداوند کریم و کارساز کو بقا ہو اور باقی سب کو فنا ہو وہی خداے لایزال لایق سجدہ کرنے کے ہو کہ جسکی شان مین یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہین اشعار

بنایا جس نے مقتل بوستان کو
شہادت نامۂ بلبل سراسر
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری
دیا پیمانۂ زخم شگفتہ
رگ بسمل کیا تار نظر کو
گریبان کو سکھایا چاک ہونا
حیا غنچون کو دی راز نہان کی

کف جلاد برگ ارغوان کو
عطا کی داغ لالہ کو سیاہی
دیا غنچہ کو پاس پردہ داری
شہیدون کو طلسم تو دکھایا
سکھایا رقص بیتابی جگر کو
گہر ریزی کہین کی چشم تر سے
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

لکھا ہر صفحۂ اوراق گل پر
سراپا صورت مہر گواہی
کیے مینو شمی درد نہفتہ
ہنسا کر زخم تن کو خون رلایا
دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
بھرے دامن کہین لخت جگر سے
بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

کرین حمد و ثناے ذات باری

اے بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہو تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور لات و منات اور جو نے دو سو خدا جو محض خیالی ہین اب کسی کی پرستش تو ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو مجکو قتل کرنے سے نہ ڈر امیر حمزہ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہین اور یکتاے روزگار ہین مین نے اُنکی اطاعت کی ہو اور اُنھین کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کو مین مین مین نے عزت و آبرو پائی ہو اب ممکن نہین کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دولت اور تیری اطاعت اختیار کرون مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہو ہر چند کہ مین اس زنجیر و طوق اور بیڑیون اور ہتھکڑیون کو مثل تار عنکبوت کے جانتا ہون اگر چاہون تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑ کر پھینک دون اور خدمت حمزہ صاحبقران مین چلا جاؤن جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کردون لیکن بخیال اسکے ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا کہ وہ پھر مجکو گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کر دینگے اور پھر بھی انجام ہوگا پس اس وجہ سے مین ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا اور اپنے قتل ہونے پر راضی ہون جب یہ تقریر بہرام گردن خاقان چین کی نوشیروان نے سُنی نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب صورت مریخ خصال تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے گردن مین کشتون کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے روبرو ے نوشیروان جلد تر حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہو کون شخص لائق گردن زدنی کے ہو کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہو کس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہو تیغۂ اپنے قبضے مین بآب و تاب رکھتا ہون بازوؤن مین قوت رکھتا ہون مریخ کی خصلت رکھتا ہون جس کو حکم ہو ابھی تہ تیغ کردون جانب عدم

روانہ کردن نوشیروان نے فرمایا ای جلاد اس سرکش اور مغرور ومعتوب سلطانی کو دربار سے لیجاکر اس میدان مین قتل کرنا کہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھون سے دیکھین جلاد نے یہ حکم نوشیروان سُنکے بہرام گرد بن خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اُس میدان مین پہونچا موافق قاعدہ رنگ کا چبوترہ درست کیا بوریہ کلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھونسے باندھکے گردن پر کونے سے خط کھینچا اور شلنگین لگاکر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ ای اجل رسیدہ جو کچھ آرزوے دلی ہو نکال لے اگر کسی غذا پر رغبت ہو تو منگوا کر کھالے پیاسا ہو تو آپ سرد پی لے اگر کسی عزیز وا قارب اور دوست آشنا کے دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا کر اُسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم مین رشتہ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہے بہرام نے یہ کلام اُس جلاد زشت رُو کے سُنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای جلاد کھانے اور پانی کی مطلق مجکو خواہش نہین ہے کیونکہ مین بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہین چاہتا ہے یہ وقت یاد خدا کا ہے یہ کہکے اور سر سوے آسمان بلند کرکے برجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار خدایا سل کلک سینہ افکار سیہ رو ہون سیہ دل ہون بیکار

بسر ہوئی ہے بیجا زندگانی	بلائے جان ہے آشوب جوانی	کوئی فعل زبون ایسا نہین ہے	عمل مین اپنے جو آیا نہین ہے
گذرتی ہے عجب غفلت سے اوقات	دریغا حسرتا ہیہات ہیہات	لحاظ بندگی جاتا رہا ہے	سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
گمان ووہم وجان درد آمیز	یہ سب ہین شان شیطانی کو انگیز	اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا	مرے سایہ سے ہو ابلیس پیدا
نگاہ لطف سے فرما اشارا	دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا	لب مایوس ہون خندان طرب سے	نگریان دیدۂ پرخون ہون اب سے
تمناؤن کو دلمین شاد پاؤن	جگر کو جان کو آباد پاؤن	خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد	دری محفل سے بیٹھے دور زاہد
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے	غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے	کرے رحمت تری گر پردہ داری	مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دلمین	ہزارون گفتگو رکھتا ہون دلمین	جو سنلے ایک بھی تو رحم کھا کے	نکل جائین سب ارمان مدعا کے
غم ہستی ومرگ وقبر ومحشر	یہ سب ہون سینۂ مضطر کے باہر	خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے	گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بڑھے ارمان تمنی کی جیسے ہمت	گھٹے غم جس طرح مسلک کی نیت	سرایا عید بنجاؤن خوشی سے	کہون ہر دم مبارکباد جی سے
مبادا تو اگر نامہربان ہو	ہر ک فقرہ بلائے جسم وجان ہو	نوید عید ہو اہل ستم کو	سدا ترسون پناہ بیجدم کو
زبان دوست دہ سب دین گواہی	اٹھاؤن تا ابد بار تباہی	جہنم ہو عذاب آتشین ہو	گرفتار بلا جان حزین ہو
سنے کوئی نہ فریاد جگر کو	نظر آئے نہ جز شعلہ نظر کو	کہون اسوقت کس سے اپنی جی کی	کسے پروا ہو میری بیکسی کی
سوا اسکے کہ تو ہی مہربان ہو	ترے لطف سے کہتے مین زبان ہو	پکارون اے خداوند یگانہ	کرم گستر خطا بخش زمانہ
تری رحمت پہ ہے ناز آرزو کو	وفا کر وعدۂ لاتقنطوا کو	سنا ارباب محشر سے بصد ناز	مبارکباد آزادی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا سے نے مالک خداوند ایزد منان سے بنالہ و فریاد کر رہا ہے صغیر اور کبیر کا گرد مجمع ہے کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ سرکشی کی یہی سزا ہے اہل شہر نے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سُنی تھی صدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے ہین گرد بہرام گرد بن خاقان چین کے کھڑے ہوتے ہین بعضے بہرام گرد کو ہنستے ہین اکثر اشخاص منع کرتے ہین کہ یہ مقام عبرت کا ہے خوشی اور ہنسنے کا محل نہین ہے جب حمزہ صاحبقران نے خبر حکم قتل بہرام گرد سُنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو کبھی مین بہرام گرد کو گرفتار کرکے نہ بھیجتا
اگر کسی طرح بہرام گرد خاقان چین میرے پاس چلا آئے تو کبھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا تو
مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جا کر بہرام گرد کو قتل ہونی
دون خواجہ عمرو نے عرض کیا آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہین ہی آپ یہین تشریف رکھیے مین جاتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو بقصد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل کرنے
بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغہ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد
نے دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی سے بھرے لیے آتا ہی کٹورہ اسکے ہاتھ مین ہی جب وہ جانب بہرام گرد چلا
جلاد نے بہشتی کو روکا اور کہا کہ ای بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم ہے
بہرام گرد کو پانی پلا دو پس مین بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر بہرام
پانی پیےگا تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آؤنگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا
اور کہنے لگا کہ بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آپ سرد موجود ہی جس قدر دل چاہی پی لے
بہرام گرد نے کہا ای بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہین ہی کوئی دم مین پیاس میری آب شمشیر سے بجھ
جائیگی خشک گلا میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا ای بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر
جھکائے ہوئے بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑ کر کیون پھینک نہین دیتا بہرام نے چپکے سے کہا ای بہشتی
افضال خدا سے مجھ مین اتنی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینکدون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق
کو جسم سے دور نہین کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دے دینا
تمنے گوارا کی ہی بہرام گرد نے کہا پہلے مین طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا تھا وہان جاکر
مسلمان ہوا تو نوشیروان کے حکم سے حمزہ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کر دیا
اگر اب بھی سلاسل کو اپنے تن سے دور کرکے خدمت حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا تو پھر وہ گرفتار کرکے مجکو
نوشیروان کے سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا ای بہرام گرد اگر اب کی مرتبہ تم خدمت حمزہ صاحبقران
مین جاؤگے تو وہ ہرگز تمکو نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے بہشتی نے کہا ای بہرام آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون مجھسے حمزہ
صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر اب کی مرتبہ بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو کبھی گرفتار کرکے نوشیروان
کے حوالے نہ کرونگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد نے سنی خوش ہو کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تم
جاؤ مین ابھی حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین
نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اٹھ کے جلاد کے رخسار پر اس زور
سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لمحہ مین تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان چین
نے جلدی سے تیغہ جلاد کا اٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب پل شادکام چلا نوشیروان نے
لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بمجرد حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار
واسطے گرفتار کرنے بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جاکر بہرام گرد کو چارطرف

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر اُسی سوار کے گھوڑے
پر سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صدہا سواروں کو ایک لمحہ میں قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لاکر
بھاگے بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شادگام روانہ ہوا جب سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان میں
آئے نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جاے ناگاہ تمیس
جاسوس نے روبرو ہوے نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صدہا سواروں کو
قتل کر کے پل شادگام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزۂ صاحبقران ہوا حمزۂ صاحبقران نے بہرام گرد
کی پوشاک تبدیل کرائی ہے اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جب نوشیروان نے سنا کہ
حمزۂ صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہیں سرداروں کو روانہ نکیا ادھر حمزۂ
صاحبقران بخوشی و خرمی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزۂ صاحبقران دربار
نوشیروان میں پہونچے بعد تسلیم اپنے دنگل پر بیٹھے اور سب سردار بھی حمزۂ صاحبقران کے علے قدر مراتب
دنگلوں پر بیٹھے لیکن بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو بصد ادب تسلیم کی اور
روبرو ہوے نوشیروان کھڑا رہا نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی دفع ہوا جب
بہرام نوشیروان کو سلام کر چکا اسوقت حمزۂ صاحبقران اپنے دنگل سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے
لگے کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر اسوقت مجکو کچھ عرض کرنا ہے اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں
نوشیروان نے فرمایا ای فرزند کہتے کیوں نہیں ہو جو کچھ تم کہوگے میں تمہارے کہنے کو منظور کرونگا کیونکہ تم میرے
فرزند ہو مجکو تم سے الفت ہے حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا ای شہنشاہ فلک بارگاہ بہرام نے حضور کو
سلام نہیں کیا تھا اور سرکشی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی میں گرفتار ہوا تھا اب بہرام نے شہنشاہ
کو سلام کیا ہے اور اپنی سرکشی کی سزا بھی پائی ہے پس میں امیدوار ہوں کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور
عفو فرمائیں نوشیروان نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ
ای فرزند اچھا ہم نے تمہاری خاطر سے قصور بہرام کا عفو کیا اور بہرام گرد کو تمہارے حوالے کیا اب تم بہرام
گرد کو اپنے سرداروں میں شامل کرو حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سُنکے نہایت خوش ہوئے اور
تسلیم کرکے اپنے دنگل پر بیٹھے اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمہارا
شہنشاہ ہفت کشور مالک بحر و بر نے معاف کیا تمکو لازم ہے کہ پھر شہنشاہ کو بصد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے
بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ دنگل
واسطے بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جائے بموجب حکم ملازموں نے دربار میں دنگل بچھایا پھر
نوشیروان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کرکے دنگل پر جانب دست راست حمزۂ صاحبقران
بیٹھا کیونکہ بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راستی ہے جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے عفو کی
اور بہرام گرد بن خاقان چین دنگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ
صاحبقران تو خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل میں کلمات سخت
و درشت کہنے لگا کہ نوشیروان مہمل اور بیہودہ ہے ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہیں آتی مجھ ایسے وزیر دانا
اور خوش تدبیر سے بہرام گرد کے بارے میں کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ میں بہرام کو ضرور قتل کراتا

بختک تو اپنے دل مین نوشیروان کو نالائق اور بیوقوف وکم عقل و نافہم کہہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے حکم کیا کہ سوارون کی لاشین اٹھائی جائین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی جائے بموجب حکم سوارون کی لاشین میدان سے اٹھائی گئین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی گئی بعد اٹھنے لاشون کے نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون فوراً بموجب حکم شہنشاہ ساقیان سیمتن سادہ کشتیان شراب کی لیکر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوئے اول جام بلورین مین بادۂ گلگون بھر کے ایک ساقی گلعذار موافق قاعدہ روبرو نوشیروان جہان پناہ لیگیا اور یہ شعر دست بستہ عرض کرنے لگا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند۔ چنان نماند و چنین روز ہم نخواہد ماند۔ نوشیروان نے بادۂ گلگون دست ساقی مہوش سے لیکر منہ سے لگایا اور شراب پی پھر تو بحکم نوشیروان شہنشاہ گیتی ستان ساقیان مہ لقا نے نوشیروان کے سردارون وغیرہ کو جام مئے ارغوان دینے شروع کیے خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران نے شراب نہین پی جب نوشیروان میکشی کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے نوشیروان دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان رستم ہند لندھور بن سعدان بادشاہ سراندیپ ملک ہندوستان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادہ مئے لالہ رنگ
ترا دور جم جم رہے ساقیا
ملا دے کوئی اکمھہ کیا تاب ہو

جوانی کی آجائے جس سے ترنگ
دکھا دے مجھے جام جم کی ضیا
کہ رندون کا زہرہ یہان آب ہو
قلم روک تمہید کو ختم کر

مقطر پلا ساقیا دہ شراب
شجاعت کا ہمت کا اک شور ہو
یہ سرشاریان ہین کمان اور مین
بس اب اپنے مطلب پہ آ اے مخمس

کہ ہو جام مین جلوۂ آفتاب
جوانی کا طفلی ہی سے زور ہو
چڑھا جاؤن مین خم کے خم دور مین

گلہائے داغ حلقۂ ہجران مین رکھ لیے
کیا کیا چراغ ظلمت ہجران مین رکھ لیے
نقد قصور عفو کے دامان مین رکھ لیے
ایمان شکستہ زار پریشان مین رکھ لیے
دل اے حبیب عنبر لرزان مین رکھ لیے

ہے غازۂ عذار معاصی غبار عفو
زاہد گناہگارون سے پوچھے وقار عفو
کس طرح ہم نہون دل و جان سے نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر مین ہمنے بہار عفو
رحمت کے پھول دامن عصیان مین رکھ لیے

کروٹ جو لی کراہ کے محشر ہوا بپا
تجھسا بھی مضطرب نہ کوئی ہوگا دوسرا
یارب کسی طرح نہین یارا فسرا دو کا
ہے زلزلہ مین عرش یہ معلوم ہوگیا
جب ہاتھ قلب پہ شب ہجران مین رکھ لیے

اہل پسند راحت دنیا سے ہین بری
جو کچھ رضائے دوست اسی مین ہے بہتری
دہشت نہین جو عیر ہے موذی و مفتری
ایوب سے ہے عاشق ابرو کو ہمسری
عقرب جراحت تن عریان مین رکھ لیے

اک برق وش کے ہجر مین آرام اب کہان
پل بھر جو روئے بیٹھ کے دریا ہوا روان
ہر فصل مین دکھاتے ہین برسات کا سما
بھر لین ہزار بار دل مضطرب مین بجلیان
لاکھون سحاب دیدۂ گریان مین رکھ لیے

خندان خوشی سے زخم بدن ہوگئے تمام
دشمن ہوا ہے دوست یہ ہے شکر کا مقام
اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتون سے در پردہ انتقام
پھاہے نیام خنجر بران مین رکھ لیے

کب نالۂ فراق مرا آتشین نہ تھا
دہشت سے تنگ دل سر روئے زمین نہ تھا
اس شش جہت مین دوسرا مجھسا حزین نہ تھا

ساقون جنهون کا ٹھکانا کہین نہ تھا
عاشق نے اپنے سینۂ سوزان مین رکھ لیے

ساقی ہو مہربان مسرت کا ہو مقام
دن رات دختر رز ہی مجھ بادہ کش کو کام
فاقو نہین کون عمر کو اپنی کرے تمام

عہد وصال یار ہو کیسا مہ صیام
روزے بغیر عذر کے مہ شعبان مین رکھ لیے

کس سے کہین جو ہجر مین گذری ہین آفتین
تنہا ہین جامے مین ہین پلنگ کے راحتین
غیبت خلش تھی دور ہو کہین انکی صحبتین

پہونچین زبس وطن کے گلون سے اذیتین
خار اپنے گرد ہمنے بیابان مین رکھ لیے

تاریک شب مین ہجر کی گھبرا رہا ہے جی
خالی مکان مین گیا تصویر قبر کی
تدبیر اور اسکے سوا اے قمر نہ تھی

داغون سے یاد زلف مین کی دل کی روشنی
شب تھی چراغ خانۂ ویران مین رکھ لیے

ہم ہو گئے نہال دعائین ہوئین قبول
فرحت کمال بلبل دل کو ہوئی حصول
خار الم ملا انھین اغیار مین ملول

دامن سے پھینک پھینک دیے آپ نے جو پھول
ہمنے اٹھا اٹھا کے گریبان مین رکھ لیے

آنکھو سے اشک سرخ نکلتے ہین متصل
ناسور کا یقین ہے جگر بھی ہے مضمحل
وحشت مین چاہتے ہین بنے درد جان گسل

ہمنے بہ تصور مژگان سے زخم دل
کانٹے ہزار ہا گل خندان مین رکھ لیے

دو چار دن ادھر تھا نہ اصلا یقین مرگ
بیمار غم کو اب ہے مسیحا یقین مرگ
کیون آج درد دل نے بڑھایا یقین مرگ

صدمے سے دمبدم جو ہمین تھا یقین مرگ
پاس اپنے سو کفن شب ہجران مین رکھ لیے

ابتر حلیہ پہ کسی کی نہین نظر
سب اپنی جا پہ ششدر و حیران ہین دیکھکر
بس اک حضور کو نہوئی قدر عمر بھر

ٹکڑے ہمارے دل کے ہوئے وہ جو اسقدر
آپنے سب نے شہر خموشان مین رکھ لیے

یون تو اسیر زلف کئی ہین ہزار ہا
پر صاحب وقار یہی دو ہین باوفا
لیلی و شون کی مرتبہ دانی کو دیکھنا

جز قیس و عشق اور سبھون کو رہا کیا
کل دو اسیر خانۂ زندان مین رکھ لیے

بیت نگارندۂ دفتر دلستان
نمود ندار ختام این داستان

تخلیندان گلشن معانی و گلچینان چمن خوش بیانی گلہاے گلدستۂ مضامین نوخیز عنبر خیز کو برشحات سحاب رحمت باغبان قضا و قدر چمن چمن شگفتہ کرکے یون معطر کرتے ہین کہ ملک ہندوستان مین ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام مین تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا دارا ہے ہند لندھور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ نرہ کا نہایت حسین و جمیل خوش شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال و تہور جلوہ گر آنکھین نرگس شہلا نہین غلط ہو نرگس مردم بیمار ہو یہ آنکھین آہو شکار ہین چتون شیرانہ متانت شاہانہ و دبدبہ بہادرانہ جسم بجسیم قوت مین رستم زمان صولت و شوکت مین یکتاے جہان رخسار گلاب کے پھول لب برگ گل یاسمن جنبر صدقے نسرین اور نسترن دندان گوہر آبدار قامت سرو شمشاد باغ حسن مین تازہ بہار مان کی روح باپ کی جان صد ہا دل مین ارمان لیئق فہیم فرکی ذہین ہوشمند عقلمند ارجمند اقبالمند ذی جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر لصد کروفر ساٹھ لاکھ فوج زیر حکم نہایت شان و شوکت و دولت حشمت جری دلیر شجاع دربار مین نہایت رعب و داب ہندوستان مین انتخاب تھا جب لندھور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیاے فانی سے طرف گلشن جاودانی کے رحلت فرمائی چچا لندھور بن سعدان کا یعنی شمیال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خردسال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا جسوقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اُسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل مین کامل ہو چکا ہے لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہی جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہے شکار کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک سے کے جاتا ہی مکتب مین دن رات برابر اُستادان کامل و فاضلان عامل سے درس لیتا ہی اور پہلوانان روے زمین و شجاعان بحر و بر پیچ کشتی کے بتایا کرتے ہین المختصر کہ لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہی ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان و خواص سب ہمسن ہمراز و دمساز اور علاوہ اُنکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اُٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہی چلے جاتے ہین جب دور شہر سے کئی منزل نکل گئے ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ اسکی فضا دیکھ کر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا اب گھوڑا ٹھہرا لیا خراماں خراماں چلا عجب بہار اُس صحراے سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جا بجا کھلے ہوے دکھائی دیے کہین فرش زمردی کہین فرش طلا کار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زرنگار گون بچھی ہوئی ہی اسپر عکس آفتاب عالمتاب کا پڑتا ہی تمام سبزہ مطلا معلوم ہوتا ہی وہ جا بجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخین سبز و زرد دیکھنے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہین اُن پر طائران خوش الحان جا بجا شاخون پر بیٹھے ہین کوئی کریال کرتا ہی کوئی چہک رہا ہی کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہی کوئی اُڑکے اس شاخ سے اُس شاخ پر بیٹھتا ہی آہوان صحرائی چراگاہ مین پھر رہے ہین ننھے ننھے اُنکے بچے کلیلین کرتے پھرتے ہین اور جانور وغیرہ چرند پرند بھی ادھر اُدھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہین جھیلین اور تالاب جا بجا آب مصفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہین اُن مین ماہیان رنگا رنگ شناوری کر رہی ہین موجین اُنکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھاتی ہین حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران پھرتے ہین جسوقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہی صاحب حزن کا بھی وہان غم دلسے دور ہو جاتا ہی ہر فرد بشر خوش و خرم نظر آتا ہی لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بحالت آہستہ آہستہ خراماں چلا جاتا ہی اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذی وقار و رفقاے عالی تبار وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوے شاد و خرم چلے جاتے ہین اُس صحراے جانفزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول گیا محو نظارۂ بہار و فزاے سبزہ زار ہے ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد بہتر از عالم ایجاد اُس مین دروازہ برنجی نہایت خوشنما لگا ہی مثل آفتاب درخشان کے چمک رہا ہی اور ایک بہت بڑا قفل اُس مین لگا ہوا ہی اور قریب اُس باغ فرحت دہ دماغ کی ایک ٹیکرہ رشک کوہ طور ہی اُسپر ایک فقیر خوش تقریر پیر کہن سال عمر مین خضر کی مثال ساکن ہی لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنی چاہیے غرض مع ہوا خواہان اُس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ ای شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس عالی وقار کا ہی اُس فقیر نے کہا ای بابا یہ باغ سلمان بن طلحہ کا ہی اور اس باغ بیمثال مین ایک گنبد مثل گنبد فلک دور و دوار ہے اُس مین بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہی سلمان بن طلحہ ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت قہر ور رستم صفت سہراب نمط قہر پلیتن تھا کہ اُسکا کوئی ہمسر و ہم مقابلہ نہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ اس گنبد لاجوردین بند کیے ہوئے رکھے ہین اور ایک فیل اُسکی سواری کا تھا کہ نام اُسکا فیل میمونہ مبارک ہے اُس کو اس صحرا مین چھوڑ دیا ہے وہ ایک غار عظیم الشان مین رہتا ہے اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہے جب کوئی اس باغ کا قفل توڑنے کا ارادہ کرتا ہے وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہے اکثر پہلوان زبردست و بادشاہان عالی ہمت آئے اور وہ اُس دیو کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ای شخص مجکو یاد ہے قول سلمان بن طلحہ کا وہ کہہ گیا ہے کہ جو شخص اس دیو کو مار ڈالیگا اور اس قفل کو توڑ کر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار میرے درست اور ٹھیک ہونگے اور وہی گرز سترہ سو من کا اٹھائیگا اور سپر اشیغہ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل میمونہ مبارک آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم ہند ہوگا لندھور نے یہ سُنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم یا فتاح کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا ای صاحبزادہ عالیشان بلند مکان کیون اپنے حسن و زیبائی کو مٹاتا ہے کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہے مجکو تیرے چہرہ بیمثال و خوش جمال پر افسوس آتا ہے میرا کہنا مان قفل در باغ فضا کو نہ توڑ ورنہ پچتائیگا جب وہ دیو آئیگا تو پھر تجھسے کچھ نہ بن آئیگا لندھور نے کہا ای شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا مین تو ضرور قفل توڑونگا دیو سے مقابلہ کرونگا آج یہ پہلے پہل کا سعرکہ ہے بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب و رفیق اور سرداران زبردست جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوئے کہ حضور کیا غضب کرتے ہین بڑا فساد ہوگا اور بہت بڑی خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہو جائینگے لندھور نے غصہ ہو کر کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو انشاء اللہ بہ تائید ربانی و بہ افضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون اور قفل باغ کا توڑ کر اسلحہ سلمان بن طلحہ کو اپنے قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نظیر بہشت مسیر کو پکڑ کے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی ایک شور و غل بلند ہوا جیسے گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک دیو مرید بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہے کہ ادا آدم زاد تو یہ کیا کرتا ہے اس قفل در باغ پر فضا کو کیون توڑتا ہے خبردار ہو مین آپہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک دیو کریہ منظر نہایت تناور نہین سوا ریچ کا قد لمبے لمبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کی سے دانت مثل چوٹی پہاڑ کے سر او چک کر آ گیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہو کر کھڑے ہوئے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑ کے جھٹکا دیا بہ قدرت خدائے عز و جل و بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منہہ کے بھل زمین پر آیا لندھور نے کود کے گھوڑے پر سے گردن مین دیو کی ہاتھ ڈالدیے اور کشتی ہونیلگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین رہے کہ سن لندھور بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا مگر بمقابلہ جوان قوی ہیکل تن و توش جسم الجیم شمیم مثل رستم دستان اور قوت داد آلہی سے افضال پروردگار شامل حال اقبال یاور باد زرعت و داب و اجلال مثل ضحاک و جمشید و خاقان فرشاہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی کوہ طلعت اژدہا پیکر خونخوار و بدسیرت اُستاد عفریتان ہے الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور اُس دیو مرید سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زور رہا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست گانٹھ کے قینچی پانون کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھڑ سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پانون کے نیچے اُس دیو کا ایک پانون دبایا اور دوسرا پانون اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا دوہائی تہائی دینے لگا اُسکی آواز مہیب سے تمام صحرا لرزنے لگا طائر درختون سے ڈر ڈر کر اُڑ گئے یہ تلاطم اُس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان غول کے غول خائف ہوکر اندر سے اُچھل اُچھلکر ریتی ہین آپڑین سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور فقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہی کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہی کہ دیو کو اس طرح زیر کر کی مثل کرناس کے چیر رہا ہی غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مزید پلید کو چیر کر پھینکدیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ مین غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب ایک زبان ہوکر پکار رہے کہ واہ واہ واہ مرحبا مرحبا ای شہزادے ای دارا ہند ای رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ احبر کم اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل ہیزم خشک کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑ کر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جڑ سے گرا کنڈی کھولکے لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہی ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر ہر روش رشک فردوس ہی اشجار میوہ دار گوناگون جھوم رہے ہین شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہین جا بجا چمنون مین گلہای رنگارنگ کھلے ہوئے ہین تھالون مین پھولون کے ڈھیر ہین مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اُداسی چھا رہی ہی ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سنسان پڑا ہی نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہین معلوم کس مدت سے وہ گلشن پر بہار بند پڑا ہوا ہی سراسر وہ باغ عبرت کدہ گلشن فانی معلوم ہوتا ہی نرگس حیرت زدہ چارطرف نگران ہی سنبل پیچ پیچ سوسن کو عالم سکوت ہر گل کھلکھلا کر پژمردہ گی ظاہر کرتا ہی ہر غنچہ مسکرا کر یاس سے رہجاتا ہی ہر گل کے پہلو مین خار ہی ہر طائر کی زبان فاعتبروا یا اولوالابصار ہی مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہی بلبلین حسرت آمیز نغمہ سنجی کرتی ہین سرو شمشاد خاموش سکتے کے عالم مین کھڑا ہی گویا کسی کا انتظار کر رہا ہی قمریان متاسف ہوکر کوکو کرتی ہین صاف صدا سے انکی ظاہر ہی شعر ذات خالق کو جاودانی ہی ٭ اور جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہے چکور شمد رکبک دری مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کچھ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہین اور اڑ جاتے ہین اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے

بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
تری کلک قدرت کے قربان آنکھین

ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہی کوئی طائر عوض نغمہ کے گویا یہ اشعار

اپنی زبان میں پڑھکے سُناتا ہی اشعار

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لُٹا راہ میں یان ہر سفری کا
کیا یار بھروسا ہی چراغ سحری کا
جس سر کو غرور آج ہی یان تاجوری کا
کل اُسپہ یہین شور ہی اک نوحہ گری کا
ٹک اپنے جگر سوختہ کی جلد خبر لے

یہ عالم اُس باغ جنت نظیر کا دیکھکر لندھور اور تمام ملازمان شاہی دنگ ہوگئے حالت وجد طاری ہوئی بیساختہ یہ خمسہ پڑھا خمسہ

سال گزرے وحشت دل کو میں ٹالے ہوئے
یک بیک فصل میں نکلیں یہ جان کو لالے ہوئے
سوتے کے پھول کھلکر بالوں کو چھائے ہوئے
پھر بہار آئی چمن میں زخم تن آلے ہوئے
پھر مرے داغ جگر آتش کی پرکالے ہوئے

گرم آہوں نے بڑھایا دل کا اضطراب
ہو گلستان میں بہار میکشی سے اجتناب
سمجھے ہم شاخ گل پژمردہ کو سیخ کباب
ہو گئی کیا آگ سے جلکر وہ صہبائے شراب
تاک میں بھی دانۂ انگور تبخالے ہوئے

ای پری ہو جوش سودا میں بلا سے پُر ملال
اہل صحبت کی جدائی کا نہ رنج و ملال
کاٹنا راتوں کا اسکے ہجر میں ہو گا وبال
کسطرح چھوڑوں لیکایک تیری زلفوں کا خیال
ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہیں پالے ہوئے

اب جہاں میں ہو سراپا نور تجھسا آدمی
جھلملا جائے نہ کیوں شمس و قمر کی روشنی
قرص انجم سے نظارے پہ بجلی گر پڑے
واہ کیا عالم ہی اُس رخسار آتشناک کی
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے

ایک مدت سے ہی شوق غربت لیلیٰ ہمیں
کیوں نہ حاصل ہو جناب قیس کا رتبہ ہمیں
ملگیا وحشت زدہ جا گھر میں صحرا ہمیں
ہو گیا چشم سیاہ یار کا سودا ہمیں
مثل آہو ہم نے پھرتے دھوپ میں کالے ہوئے

جذبۂ الفت نے دکھلایا بعد مرنے کے اثر
فاتحہ روز سوم پڑھنے کو آیا وہ قمر
حسن نے اعجاز دکھلایا ہرا ہوا سر بسر
پائے نازک اُسنے رکھے جب ہماری قبر پر
پارہ ہائے سنگ مرمر دل کو گالے ہوئے

ہمسری کا نام غیرو سمجھیو ہرگز نہ اے
طے کیے ہیں ظلمت گیسو کے میں نے مرحلے
روشنی خانۂ الفت ہمیں ہیں دلجلے
جب شب تاریک میں ہم کوے جاناں کو چلے
آگے آگے جائے شعلہ آتشیں نالے ہوئے

ہر علاج باغبان دار الشفا گلزار ہی
زرد ہی چینا مگر دق کا اُسے آزار ہی
دیکھکر تجکو بہار اپنی گلوں پر بار ہی
تجھ میں ای رشک چمن نرگس اگر بیمار ہی
باغ میں لائے کو اپنے جان کے لالے ہوئے

جانب اغیار کیونکر نہ غیرت سے بنے
یاد خاؤں کی سخی ہوتے ہیں ایسے مرتبے
انکی جانبازی کے شہرے نارستان آر سے گئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے
ابتو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

آگے جو بڑھے تو دیکھا ایک گنبد لاجوردی مثل برج سپہر مہر جلوہ گر ہی لیکن جابجا استرکاری اکھڑی ہوئی نقش و نگار مٹے ہوئے اس کہنگی عمارت پر بھی حسن تازہ برستا ہی خیال کیا کہ جب یہ از سر نو تعمیر ہوا ہوگا کیا رونق و زیبائی ہوگی لندھور بن سعدان نے قفل در گنبد کو توڑا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ اس بوسیدگی پر بھی صنعت صانع ہویدا ہی ہر چند کہ ہر در و دیوار سے محل عبرت پیدا ہی چار طرف تصویریں شاہان ماسبق کی لگی ہوئی ہیں ان تصویروں میں ایک تصویر سلیمان کی بھی ہی اور ایک تصویر انکے باپ طلوع کی ہی اور جابجا قبور شہزادگان اولو العزم و شاہان ذی حشم کی بنی ہیں مگر ہر قبر پر عالم حسرت نمایاں ہی ناگاہ اُس گنبد سے ایک صدا پیدا ہوئی کہ ای لندھور یہ مقام عبرت ہی دنیا چند روز آخر شب تاریک کنج مرقد کا سامنا ہی

یہ قبریں جنکو تو دیکھتا ہی بڑے بڑے شاہان عالیشان کی ہیں اشعار

جلا کرتی تھیں جنکے آگے شمعیں روز کافوری
انھیں کا دیکھ لے اب خانۂ تاریک مسکن ہی
کسی شب کو چراغ انکی لحد پر بھی نہیں جلتا
تو خاک آپ ہیں اور خاک کا چہرے پہ جامہ ہی

نظر ای مقیمان یہ سقف سپہر غدار
تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو

ہو خراب ہے یہ اگر تم فریدون کے گھر
رات دن چلتین ہوائین جہان سرسبز زمین
ارغنون دارہ اگو نجتی تھی صوت ہزار
وان نیرنگ زاغ کے شور ہین بیجان عندلیب
آج گل و لب جو چند کے ہین آشنہ دار
چلتین شملاقی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سو
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چلتین نہ ترکین نہ خود آرائی ہے

اس مکانین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے یہان گرم تھے ہر دم بازار
یاریان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین
وا رے تیری تنک ظرفی یا این عز و وقار
کھو نسلے سقف مین الّو ہین اب بلبلون کے
ہین خیابانین پڑے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہے بلب مہر سکوت
کنج تنہائی ہے اور عالم تنہائی ہے

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجونکا نشیمن تھی مدام
کہین گل مہندی کا عالم کہین لالے کی بہار
جن پہ پریزادون پہ پڑتا تھا جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہر قصر مین ہے نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندون کو ولکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار
یہ اشعار عبرت آمیز اس ہمہ کے وحشت انگیز ہے

سنکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون حال ارسابقین پر ہوا اور ملازمون سے کہا اے بھائیو انجام کار اس دنیاے ناپائدار کا یہی ہے جو کچھ کہ یہان دیکھ رہے ہین سچ ہے شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت منزل بدیگرے پرداخت یہ کہکر سامنے دیکھا کہ دنگل زرین پر اسلحہ سلیمان بن طلحہ رکھے ہوئے ہین بڑھکر وہان سے آیا اور اسلحہ اٹھا لئے زرہ بیٹی شہنک جسم لندھور مین ہوئی چار آئینہ اور بکتر لگائے دستانے ہاتھون مین چڑھائے خود فولادی سر پر رکھا تیغ کمر سے لگایا کمان ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر ششتر و سوسن کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ مین اٹھا لیا مسلح و مکمل ہو کر ارادہ چلنے کا کیا کہ دیکھا ایک تختی کندہ کی ہوئی دیوار مین لگی ہے اس تختی کو لیکر لندھور نے پڑھا اسمین کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بصد عز و شان ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو اٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اس تہ خانے مین جمع مقفل کیا رکھا ہے وہ اس خزانے کو اپنے صرف مین لائے لندھور نے ملازمون سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد لاجوردین تہ خانہ ہے اسکا دروازہ کس طرف ہے لوگون نے آکر بیان کیا کہ تہ خانے کے دروازے مین قفل دیا ہے آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمائیے لندھور دروازے پر تہ خانے کے آیا بقوت و جوانمردی اس قفل گرانبار کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جا کر دیکھا کہ روپیے اور اشرفیون کے توڑے ہزارہا دھرے ہین اور جواہر بیش بہا لعل و گوہر یاقوت و نیلم و پکھراج وغیرہ ہزارہا من بھرا ہوا ہے لندھور بہت خوش ہوا شکر خدا بجا لایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اٹھوا کر بحفاظت تمام شہر سراندیپ مین پہونچواؤ اور اس باغ پر قبضہ کرکے بہرا چوکی معین کیا اور کچھ ملازم اس باغ کی محافظت کیواسطے وہان چھوڑ دیے اور لندھور خرامان خرامان تمام باغ کی سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اس سے کہدیا کہ تم یہان رہو تمہارا سرکار شاہی سے مہینا مقرر ہو جائے گا اور میرا نام لندھور ہے مین بیٹا ہون سعدان شاہ کا شہر سراندیپ مین رہتا ہون وہ فقیر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور دعاے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادہ ہندوستان دارائے ہند لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازمون سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونہ مبارک کس غار مین ہے اور کہان ہے لوگ فوراً گئے اور تلاش کرکے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار صحراے سبزہ زار مین ہے چلیے تشریف لے چلیے لندھور ان آدمیون کے ساتھ اس غار پر آیا فیل میمونہ مبارک نے سر اٹھا کر از سر تا پا شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور اس فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کے طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوا جب شہر سراندیپ مین قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شہپال بندہی اُسکے چچا کو خبر ہوئی بارگاہ مین اپنی بلایا لندھور نے

چچا کو مجرا کیا اور تمامی روداد جو کچھ کہ گذری تھی چچا سے بیان کی شپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا اور اسکے اسلحہ دیکھکر بہت خوش ہوا فیل میمونہ مبارک کو پسند کیا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت میں کہوں کیا یہ تیرے ہاتی کی
کہکشاں جوں شب ماہ میں نمایاں بفلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہیں سینہ مستی سے

برج پر جوں مہ نو ہاتھے پہ جو اسکی چمک
نکلے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر
ملنے کو مجنوں سے تن سلسلہ پا کی جھنک

اسکے جگاہ کی اللہ رے چمک چہرے کی
اسکے دانتوں کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
شپال ہندی نے کہا ای لندھور

ای جان عم تو لائق سلطنت زیبندہ تاج و تخت حکومت ہے اب تو پادشاہت کر کہ تو اپنے پدر عالیقدر کا ورثہ دار ہے میں بسبب تیری خوردسالی کے عاریت تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجکو تیری بادشاہت مبارک ہو لندھور نے بطور خردانہ عرض کیا ای چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ سب تخت و سلطنت حکومت و مملکت آپکا ہے میں فرمانبرداری میں رہونگا آپ بادشاہت کیجیے میں دعوی پہلوانی رکھتا ہوں بس یہ سالاری آپکی مجکو کافی و وافی ہے اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑ کے قسمیں دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نہایت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر علے العموم ہوئی نذریں گذرنے لگیں تصدق اترنے لگے سلامیاں توپوں سلامی کی چلیں تمامی شہر میں اس روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سبکو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا ورثہ پایا لندھور دادگستری اور رعایا پروری میں بدل معروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب یگانہ بیگانہ ملازم و رعایا لندھور سے خوش اور راضی تھے مسافروں اور تاجروں کے واسطے مسافرخانہ بنوا دیا تھا جو کوئی سوداگر یا مسافر کہیں سے آتا تھا وہاں اترتا تھا اسکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہاں شہر سراندیپ میں آکے رہے بیچے مال بیچا اور ملک مدائن کو روانہ ہوے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرافراز ہوے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح و ثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامہ نوشیروان ای کوکب سپہر شہریاری و ای اختر فلک تاجداری ای نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان ای شگوفہ تازہ دختر باغ بادشاہ سعدان نامدار ابتدا بعد سلام شوق ما فوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر و تسطیر ہوتا ہو سنا ہو کہ عرصہ بارہ برس کا ہوا کہ تمہارے پدر گوار سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہے اور تم قائم مقام وارث پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر اب تک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باپ تمہارا ہمیشہ برابر ہر سال ادا ام حبہ حبہ حساب کرکے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تمکو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم ہوں لشکر بیشمار رکھتا ہوں نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہے پس مناسب انسب یہ ہے کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ ہمارے تمہارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان میں آئے گا رشتہ اتحاد ٹوٹ جائیگا کی تحریر پر نظر کر کے مضمون مندرجہ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق باد۔ نوشیروان عادل زمان نے یہ نامہ بطلب خراج تاکیدا لکھوا کر ملفوف کرائے عیار گرگس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان میں لندھور بن سعدان شاہ کے پاس لیجا گرگس ساسانی بحکم نوشیروانی مدائن سے روانہ ہوا اور چند روز میں شہر سراندیپ میں داخل ہو کر دربار میں لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر اٹھا کر

کہا شعر وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے * حکمران سعدان تھا جب لندھور کا اب دور ہے۔ یہ کہکر منشی سلطنت کو حکم کیا کہ ابھی اِس نامے کا جواب لکھو جواب نامہ ای رونق بوستان شاہنشاہی وای زینت انجمن جہان پناہی مہر سپہر حکمرانی ماہ فلک جہانبانی افتخار سلاطین مالک ہفت کشور سلطان السلاطین شاہان مملکت عدل و داد گستر بادشاہ دوران نوشیروان عادل زمان زاد اتحادکم بعد سلام سنت الاسلام وشوق لقاے بے انتہا از طرف شہزادۂ ہند دارلے ہندستان لندھور بن سعدان شاہ رستم زمان جواب نامہ اتحاد شمامہ یہ مرقوم کیا جاتا ہے کہ پیام دوستی التیام بمنزلہ و فترا نسداد دادوہی بدست عیار کرگس ساسانی بحکم نوشیروانی نے شرف ورود دیا مضمون مندرجہ ارقام والانظام سے مطلع ہوا ای شہنشاہ گیتی ستان نوشیروان زمان زمانہ خراج گذاری شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان گذر گیا کہ بادشاہ سعدان شاہ راہی ملک بقا ہوا کہ وہ کسی وباؤ سے ماتحت حکومت سلطنت مدائن تھا کہ سالہا سال خراج پہونچایا کرتا تھا اب رستم ہند لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ہی تمہاری جانب سے کسی نے مجکو زیر کیا ہے جو تم مجھسے خراج طلب کرتے ہو ای بادشاہ نوشیروان ہان اب کسی کو یہان بھیج کہ کوئی پہلوان زبردست مجھسے ہم نبرد ہو اور مقابلہ کرے اگر مین زیر ہوجاؤنگا تیری اطاعت کرونگا اور فرمانبرداری بجالاؤنگا اور خراج بھی مدام دیتا رہونگا زیادہ طول کلام بیجا ہے فقط والسلام والاکرام۔ لندھور بن سعدان شاہ نے یہ جواب نامہ نوشیروان کا تحریر کرا کے ملفوف کیا اور عیار کرگس ساسانی کو بعد خلعت کے دیا کرگس ساسانی بصد فہم وشعور جواب نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان شاہ کا لیکر بعد طے مراحل قطع منازل چندروزمین داخل مدائن ہوا اور دربار بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہوکر جواب تحریر کردہ لندھور پیش کیا نوشیروان زمان نے پڑھ اکر سنا اور خاموش ہوکر سکوت کیا اور نہایت فکر مند ہوا کہ لندھور کے مقابلہ کے لیے کون بھیجا جاوے اور کیونکر یہ زیر ہوکر خراج گزاری اختیار کرے

دوسکلے داستان جرأت نشان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر کہاں ماہ رو ہو شراب گلگون کی جستجو ہے
بھلا دون کیون تجکو جو فرشی ادھر نہیں رو ادھر کو تو ہے
دیا نہ مجکو تو ساغر مل کدھر ہوا ہی صبح ہے طفلی
فقط تغافل ہی کا سبب ہے کہ دور گردون میں جستجو ہی سرآئی
گل کھلے پرزے اڑا پوشاک کے
کیا کہین گلشنے مین کس سفاک کے
ست ہو کر جامین کے اے منیجو
خوب ہی لتے لیے پوشاک کے

یہ دلکو رندو کی آرزو ہی جھکا دی موجود اتو ہی
عطا کراک جام آفتابی کہ مجھ تو دلکو ہی کامیابی
یہ ابر چھایا یہ موسم گل بکار رندونکی جار سو ہے
معرفت مین تیری ذات پاک کے
پانون پھیلے تا یہ دامن چاک کے
وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے
آئے ہین نبت العنب کو تاک کے

مگر خدارا تو چشم وحشی نہین سناہے یہ ہم وحشی
ترو خرابے مین ہیچ خرابی کہین توسیہ کہین سبو ہی
سحر کو گوشۂ روز وشب ہی طلب شادین بھی ابھی
اڑتے ہین ہوش وحواس ادراک کے
تام سے سکتے نہین محبوب کا
موسم گل مین جو ہون بے چاک کے
آفرین صد آفرین دست جنون

بیت نویسندۂ معنی لاجواب ۔ رقم کرد مضمون تو بیحساب ۔ حاکمان

مملکت مضامین تازہ خیال خسروان سلطنت طبیعت وذہن بیمثال نبرو شمشیر فکر مالک سخن مین حکمرانی کرکے عبارات رنگین بصد تزئین کہ پسند خاطر ناظرین والاتمکین ہو تقریر شایستہ سے یون تحریر وتسطیر کرتے ہین کہ جب لندھور بن سعدان نے جواب نامہ نوشیروان لکھکر روانہ کیا چندے منتظر رہا کہ کسی پہلوان زبردست کو نوشیروان بادشاہ فرو برائے مقابلہ بھیجیگا جب کوئی ملک مدائن سے از جانب نوشیروان نہ آیا بعد تھوڑے زمانہ کے لندھور نے ایک فیل آہنی تیار کروایا ہم شبیہ فیل میمونۂ مبارک کے اور ایک نامہ نوشیروان زمان کو تسطیر کیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ ای بادشاہ ہفت کشور وای تاجدار مملکت وای شہنشاہ دوران نوشیروان مانع

ابتک کسی پہلوان نے بزدست کو واسطے میرے مقابلے کے نہ بھیجا مجبور ہو کر خود مین نے ارادہ مقابلہ کا کیا ہی جو کوئی ایک ضرب
شمشیر سے اس فیل کو دو ٹکڑے کرے وہ سردار مجھ سے ارادہ مقابلے کا رکھے اور جو کوئی اس امر کو منظور نہ کرے گا اور مجھسے
ہم نبرد نہوگا تو مین خود تجھسے خراج لونگا اور سمجھونگا کہ کوئی سردار اور پہلوان تیری مملکت مین ایسا نہین ہے کہ مجھسے مقابلہ
کر سکے یہ نامہ لکھکر شپال ہندی اپنے عم نامدار کو دیا اور یہی مضمون زبانی بھی کہدیا کہ آپ روبرو نوشیروان کے
کہیے گا اور اس فیل آہنی ہم شبیہ فیل میمونہ مبارک کے ہمراہ بڑے سامان و تزک و احتشام سے طرف مدائن کے
روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل جسوقت شپال ہندی مدائن مین آیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی بادشاہ نے
دربار مین اپنے طلب کیا شپال ہندی بعد کر و فر دربار مین آیا بطریق اسلام سلام کیا اسوقت دربار مین سترہ سو
سردار زیب دنگل تھے اور امیر ہاتو قیر حمزہ صاحبقران بھی پہلوے تخت نوشیروان مین دنگل زرین پر جلوہ گر تھے
اور خواجہ عمرو پشت پر کھڑے ہوئے تھے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر امیر حمزہ صاحبقران زمان نے جواب سلام
دیا شپال ہندی نے نامہ لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ نوشیروان کے ہاتھ مین دیا اور زبانی عرض کیا
کہ لندھور بن سعدان نے کہا ہی کہ جو کوئی اس فیل کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرے وہ شخص مجھسے
ارادہ مقابلہ کا رکھے اور اگر یہ فیل ایک ضرب سے دو پارہ نہوا تو کوئی مجھسے مقابلے کا قصد نہ کرے مین سمجھونگا کہ تیرے
دربار مین کوئی پہلوان اور سردار زبردست ایسا نہین ہی کہ مجھسے ہم نبرد ہو پس مین تجھسے خود خراج طلب کرونگا یہ سنکر
بادشاہ نوشیروان بہت متفکر ہوا اور اپنے سرداران نامور کیطرف دیکھا سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے
ایک ایک ضرب تلوار کی لگائی مگر فیل پر خط تک نہ پڑا کاٹنا کیسا سب کے سب نادم ہو کر چلے آئے بادشاہ نوشیروان کو
اور زیادہ تردد ہوا بختک نے چپکے سے کان مین کہا کہ حمزہ عرب ہی کو حکم کیجیے کہ یہ آپکا داماد بھی ہوا اور ہم مقابلہ بھی
لندھور کا ہی یہ سنکے نوشیروان نے صاحبقران کیطرف دیکھا امیر ہاتو قیر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور
بسم اللہ کہکے بڑھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر آبدار کھینچکر گھوڑے کو اڑایا اور تیزی جا کر ہاتھ تلوار کا اس چستی سے
مارا کہ فیل آہنی یونہین کھڑا رہا اور تلوار کا تگمہ اس پھرتی سے نکل آئی جیسے صابون سے تار آہن نکل آتا ہی دربار مین کسی کو
ثبوت بھی نہوا کہ تلوار نے فیل کو دو ٹکڑے کیا سب سردار ہنسنے لگے یہ سمجھکر کہ تلوار امیر ہاتو قیر کی فیل کی پشت تک بھی
نہین پہونچی فیل اسیطرح کھڑا ہوا ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ تم سب ہنستے کیا ہو وہان جاکر دیکھو تو فیل کے دو پرکالے ہوگئے
لوگون نے جو فیل کو پکڑ کے کھینچا فیل آہنی نصف ادھر گرا اور نصف ادھر گرا تحسین و آفرین کا دربار مین شور بلند ہوا بادشاہ
نوشیروان نے بھی بہت تعریف کی شپال ہندی نے اپنے دل مین کہا کہ یہ جوان تو کچھ لندھور سے زیادہ قوت و
شجاعت مین معلوم ہوتا ہی سوائے اسکے کوئی لندھور کا مقابلہ نہین کرسکتا شپال ہندی تو فوراً بادشاہ نوشیروان سے
رخصت ہو کر طرف سراندیپ کے روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہونچنا شپال ہندی کا شہر سراندیپ مین لندھور
بن سعدان کے پاس پھر آگے بڑھکر بیان کیا جائیگا جسوقت امیر ہاتو قیر حمزہ صاحبقران زمان نے فیل آہنی کے
ایک ضرب شمشیر سے دو پرکالے کیے اور وہ ٹکڑے فیل آہنی کے لیکر شپال ہندی چلا گیا بختک نے چپکے سے کان مین
نوشیروان کے کہا کہ حمزہ کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیے کہ یہی اسکو زیر کرکے خراج لائیگا نوشیروان نے امیر سے کہا
کہ شہر سراندیپ کو واسطے مقابلہ لندھور کے جائیے اور اسکو زیر کرکے خراج لائیے اور اسکو مطیع کیجیے اور جو کچھ ضرورت و خواہش ہو
سرکار نوشیروانی سے لیجیے امیر نے فرمایا ای بادشاہ کل اسکا جواب دونگا جب دربار برخاست ہوا سب سردار گئے امیر ہاتو قیر بھی مع
خواجہ عمرو کے اپنے خیمہ مین آئے خواجہ نے کہا ای حمزہ کل دربار مین چلیے گا اگر بادشاہ نوشیروان آپسے کچھ جانے کے بارے مین کہیگا

تو آپ خاموش رہیے گا کچھ جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہونگا کہ امیر باتوقیر کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہرنگار کے ساتھ عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کر کے خراج لاؤں ورنہ اگر تو نہ راضی ہوگا تو نہ جاونگا اور کسی کو برائے مقابلۂ لندھور بھیجدے امیر تو عاشق زار ملکہ مہرنگار ہیں خواجہ عمرو کی رائے پسند آئی امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آکر تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بھی دربار شہنشاہی میں تشریف لائے اور دنگل زرین پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر امیر باتوقیر کی کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور بن سعدان شاہ کو مقابلہ کر کے زیر کرو اور خراج لاؤ اور جو کچھ چاہیے ہو مال خزانہ فوج ولشکر سرکار شاہی سے ابھی لیلو امیر باتوقیر تو خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آیا مجرا کر کے عرض کیا شعر ۔ عرض حال من گوش کن ۔ اگر خوش نیاید فراموش کن ۔ ای بادشاہ دوران نوشیروان زمان اگر حکم ہو اور خلاف مزاج مصدر الا ابتہاج حضور کیوان ظہور نہو تو حضوری حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ حمزۂ صاحبقران عرض رسا ہے کہ اگر ملکہ مہرنگار نور نگاہ بادشاہ عالیوقار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر وچشم ابھی طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوں اور لندھور بن سعدان کو زیر کر کے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر نہوگا تو میں نہ جاونگا بادشاہ سنکے نہایت چین بجبین ہوا مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے کھسک کر پشت پر امیر باتوقیر کی کھڑے ہوئے جب بادشاہ غصے سے خاموش ہو کر فکرمند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ کیوں جواب نہیں دیتے خاموش کیوں ہو رہے آپ اس وقت اقرار حمزہ سے کر لیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیے گا کیا حمزہ مہرنگار کو پہچانتا ہے اگر حمزہ کو بمقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکر کشی کر کے خود چلا آئے گا اور مدائن کو تباہ کریگا کوئی کوئی ان سرداروں میں ایسا نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی رائے پسند آئی بادشاہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کیا مضائقہ ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ رائے قرار پائی ہے چپکے سے جھک کر امیر باتوقیر سے عمرو نے کہا کہ یہ رائے بصلاح بختک قرار پائی ہے آپ بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو لوں امیر باتوقیر نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف شہر سراندیپ کے کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ اس آفتاب جہانتاب ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے یہ سنکر سکوت کیا بختک نے جھککے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا ذرا سی بات پر خموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو کو ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ استاد کامل یہی ہے اور امیر کو صورت شکل ملکہ کی کب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کی طرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لاؤ کیونکہ ناموس ہمارا محل میں ہے اور تم مثل فرزندوں کے پارۂ جگر ہو داماد بیٹی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی پر محل خاص الخاص کی پہونچے تو خواجہ عمرو سے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے کہا اے خواجہ تم جاؤ اور ہماری خوابگاہ میں گوہر بیش بہا رکھا ہے وہ جلد لے آؤ کہ ملکہ مہرنگار کو دینگے خالی ہاتھ کیا محل میں جائیں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر باتوقیر سے ادھر روانہ ہوئے یہاں بادشاہ نوشیروان زمان حمزۂ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہرنگار میں سات ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سرداروں کا پہرہ چوکی ہے غرضکہ سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر تھم رہے بادشاہ بمعہ حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پر حکم کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتویں ڈیوڑھی پر پہونچے تو مخلد رہے آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ سلامت محل میں داخل ہوتے اور حمزہ بھی ساتھ

ساتھ جہان پناہ کے آتے ہیں سب کنارے ہو جاؤ جسکو پردہ کرنا ہو پردہ کرے جسکو ہٹنا ہو ہٹ جائے غرض ایک برج میں دو آفتاب یا
دو بدر کامل داخل ہوئے ملکہ مہر نگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان میں تخت پر مثل خورشید
درخشان کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش دُر در گوش دریاے جواہر میں غوطہ زنی کیے ہوئے گرد اُس بدر کامل
ماہ چہاردہ کے مانند ہالہ کے اپنے اپنے عہدوں پر حاضر تھیں کنیزوں کی صورتیں دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی ایک ایک
آئینہ ماہ پیکر پریچہرہ حور لقا سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کمسن بھلی
بھولی صورتیں چلبلی چلبلی طبیعتیں سینے چاند سے جوبن آبجا پر محرم کی کٹوریوں سے قطرۂ حسن چھن چھن کر ٹپک رہے ہیں دیکھنے والے
لوٹ پوٹ عشق میں ہو جاتے ہیں گیسو صورت مار سیاہ دوش پر لہراتے ہیں پہلوؤں میں ملکہ مہر نگار کے برابر دونوں طرف
وزیرزادیاں زہرہ مشتری اور فتانہ بلاے بیدرمان جبین مہ جبین شکیل جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہیں ایک طرف کرسی
جواہر نگار پر ملکہ زر انگیز خاتون اور مہربان بانو ملکہ مہر نگار بصد عز و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان تک
نیک اختر بلند نگاہان تک ساتھ ساتھ آیا صاحبقران کو قصر میں پہونچا کے آپ بسبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا مگر ملکہ زر انگیز
خاتون سے کہتا گیا کہ حمزہ تم سب سے ملنے کو آتے ہیں کہ انکا کوچ طرف شہر سراندیب ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور
بن سعدان شاہ ہے صاحبقران زمان نے جو ملکہ زر انگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زر انگیز نے
آغوش تمنا پھیلا کے دست شوق بڑھاے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زر انگیز نے سر صاحبقران کا سینہ سے
لگایا پیشانی منور پر بوسہ دیا دونوں ہاتھوں سے چہرۂ حمزہ صاحبقران کی چاچٹ بلائیں لیں اور ترقی جاہ و جلال
و فتح و فیروزی کی دعائیں دیں کیونکہ بیٹی کی سبب سے داماد کی جاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ پھول سے بیاز پیارا ہوتا ہے بعد کے
کچھ سوچ کر وہاں سے اٹھکر علی ای صاحبقران سے کہا اے فرزند تمھیں میں آتی ہوں صاحبقران زمان پہلو سے
ملکہ مہر نگار میں تخت مرصع نگار پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے
جو جمال ملکہ مہر نگار پری رخسار حور وش پر نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی ملکہ مثل عروس شب وصل کے آراستہ و پیراستہ تھی
چہرے کے حسن سے آفتاب شرمندہ تھا ماہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رخ خورشید رو سے ذرے مثل
اختر تابان کے چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ برج ماہ کامل اسکی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعر وہ نور حسن تھا
رخ پر آب و تاب پر برق تھی چھوٹ اڑکے گل آفتاب پر ٭ دیگر زلفوں میں نور حسن تھا اس آب و تاب کا ٭ گویا تھا آفتاب
لکہ سحاب کا ٭ صاحبقران نے بیساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگائیں مگر کنیزان باہوش جو کھڑی تھیں حجاب مانع ہوا
دست شوق بڑھا کر رہ گئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکۂ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہیں تمہارا عقد ہمارے ساتھ لندھور
بن سعدان کے زیر کرنے پر موقوف ہے شعر خدا حافظ مہم سر کرنے کو جاتے ہیں ہم ٭ سامنا دشمن کا ہے دانت کیسی بنے ٭
یہ جو صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ لگی تصور فراق دیدار میں رونے لگی اور کہا اے بادشاہ حسن و
خوبی واے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تمنے کلمہ جدائی سنایا کہ دل سینہ میں صورت مرغ بسمل پھڑکنے لگا شعر فراق میں ترے
کا ہیکو زندگی ہوگی ٭ یقین ہے اسی صدمہ میں جان جائیگی ٭ دیگر وصال یار کی حسرت ہی اب تک رہگئی باقی ٭ دل بیتاب کی
مطلق نہ کوئی آرزو نکلی ٭ یہ کہکر ملکہ مہر نگار بصد اضطرار بیقرار ہو کر شانے پر امیر باتوقیر کے رکھکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگی ملکہ کے مایوس ہو کے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھوں قطرۂ اشک ڈبڈبانے لگے شعر مطلع اشک
آئے نکل ایک اسطرف ایک اسطرف ٭ گر گر گئے دونوں محل ایک اسطرف ایک اسطرف ٭ صاحبقران نے
ضبط کر کے کہا اے ملکۂ عالم کیوں بیتاب ہوتی ہو کس واسطے روتی ہو چاند سا منہ اشک گرم سے کیسے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

روؤ کر عاشق زار کا دل کڑھاؤ شعر یون ٹھنڈی سانسین بھر کے نہ آہ و بکا کرو • بہتر یہ ہے کہ وصل کی حق سے دعا کرو • ای جان جان لے
آرام دل عاشقان فلک کجرفتار نے فرقت در پئے آزار ہے چارون کا بھی چارہ بیکار عاشق و معشوق کا اسکو نہ گوارا ہے جو مرضی پروردگار
اسمین کیا اختیار ہے نظم

کیا ستم سا سپہر اکجو عفو از بہر خدا — ہمنے جانا تھا نہو وین عمر بھر تم سے جدا — ہان مگر مجبور ہین جو کچھ کہ خالق کی رضا
جان تمہارے پاس ہے اور تن ہے فریاد کہ جا — لو خدا حافظ ہے ہمکو بھول مت جانا ذرا — ہم تو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب تمکو خدا
— دمبدم زیر نگہ ای جان قد شمشاد تو — کی فراموشم دے سازم بہر دم یاد تو

یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین فرقت آمیز الم انگیز ہو رہین ہین اور صاحبقران بچشم نم سمجھا رہے ہین اور ملکہ مہرنگار رو رہی ہے وہان خواجہ عمرو جو بموجب حکم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان خیمہ مین آئے فرش خواب امیر پر گوہر بیش بہا تلاش کیا مگر کہین پایا بجلت تمام گوہر نایاب ڈھونڈھا کہ در محل خاص نوشیروان نے ہان پر آئے دیکھا کہ امیر با توقیر اندر محل جا چکے ہین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل مین جانے کا قصد کیا اُس ڈیوڑھی پر کھڑے کجکلاہ پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کرکے کھڑے کجکلاہ کے دھول مارکے نکل گئے اور کلاہ درباری جو کھڑے کجکلاہ کے سر پر تھی اُتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک بیٹا بختک وزیر بد تدبیر نوشیروان کا پہرے پر بیٹھا ہے اُسنے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل مین نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہین ہے عمرو نے کچھ بختیارک کے کہنے کی سماعت نہ کی اسیطرح جست کرکے وہانسے بھی نکل گئے مگر اُنسے دستار درباری بختیارک کی اُتارتے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ یہان بختک وزیر بیٹھا ہوا ہے اُسنے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے اُستاد جی آپکو کون روک سکتا ہے آپکا تو وہان انتظار ہوگا آپ پیچھے کہان رہگئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کے لیے بھیجا تھا غرضکہ اسیطرح خواجہ عمرو ساتون ڈیوڑھیان طے کرکے قصر مین ملکہ مہرنگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہرنگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنائے حمزہ صاحبقران مین گر پڑی امیر با توقیر نے اُس صنم حور لقا کو بھینچ کر گلے سے لپٹا لیا اور منہ پر منہ جھکا کر رکھدیا بوس و کنار کا لطف عاشق و معشوق کو حاصل ہوا شعر گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے • الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے •
ملکہ مہرنگار نے کہا ای شہریار یہ بن مانس پہرے قصر مین کہانسے گھس آیا خدا کے لیے جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ ہین امیر ہنسکر کہنے لگے ای ملکہ عالم ذرا آنکھ کھولکے دیکھو یہ بن مانس نہین ہے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری میرا بھائی ہے صاحبقران کے کہنے سے ملکہ اُٹھکے بیٹھی مگر دل سینہ مین خوف زدہ ہوکر چار چار انگل اُچھل رہا تھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی چہرہ زیبا کی فتانہ وزیرزادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئے سامنے تو خواجہ کے فتانہ کھڑی ہوئی تھی اُسکی طرف دیکھکر اشارے سے بلائین لین فتانہ نے کہا موئی کاٹے کچھ شامت آئی ہے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو تیری اشارے سے بلائین لیتی ہے اور اُسپر طرہ یہ ہے کہ مجکو برا بھلا کہتی ہے فتانہ نے کہا کہ ڈر موئے جو تجھے دعا باز میری پیزار تیری بلائین لیتی ملکہ نے اشارے سے کہا فتانہ چپ ہو خواجہ سے نہ بولو عمرو نے پھر اشارے سے کہا ای جانجان ہم تمپر عاشق ہین ہماری تمپر جان جاتی ہے ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا فتانہ نے کہا ای ملکہ دیکھو اس موئے کی شامتون نے گھیرا ہے یہ نہین مانتا خواجہ نے کہا مین کیا کرتا ہون چپکا کھڑا ہون کچھ بولتا چالتا ہون آپ ہی تو مجکو اشارے سے ہاتھ بڑھا کے بوس و کنار کرنے کو بلا رہی ہے فتانہ نے کہا نوج مین ایسے مُردے بن مانس کو بوس و کنار کرنے کو بلاتی مین ایسے سے پائخانہ بھی نہ پھرواؤن ان چٹکلون کے فقرون پر امیر اور ملکہ دونون ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے فتانہ وزیرزادی کو روکا مگر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل فتانہ وزیرزادی پر مائل ہوا ہے یہ بھی تیر عشق فتانہ کا کھائے ہوئے ہیں

الغرض اُدھر عاشق و معشوق میں راز و نیاز کی تھوڑی دیر تک باتیں ہوئیں فراق کی حکایتیں ہوئیں ملکہ کو تنہا چھوڑ نالان صاحبقران بچشم نم چھوڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے ملکہ اب خدا حافظ و ناصر شعر جبتلک کا ہے فراق آہ الم دیکھیں گے مدتہ گی ہے تو پھر آکے یہ قدم دیکھیں گے ملکہ مہر نگار غمگین و اشکبار تخت سے اٹھ کھڑی ہوئیں تضمین

آیا پچھلے کو جب گھر میں وہ گل پیرہن
صبح ہوتے ہی چلا صورت بوئے گلشن
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
تنکے جانے کا ہوا قافلہ بہار چمن
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
بلبل دل نے کیا کرکے فغان و شیون

الغرض امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران صدمہ فراق ملکہ مہر نگار کا دل مضطر پر لیکراور معشوقہ مہروش کو اندوہ و الام و ہجران میں چھوڑ کر قصر عالیشان سے کہ جو فرقت یار سے بیت الحزن ہو گیا تھا باہر آئے کہ ملکہ زرانگیز نے جو صاحبقران کو جاتے دیکھا ایک کنیز سے پاس اپنے بلوایا پھر دوبارہ گلے سے مثل فرزندوں کے لگایا اور ایک خنجر اور رومال بہت نادر دیا اور صاحبقران کو دعائیں دیکر رخصت کیا اور یہ شعر پڑھا شعر بہجر رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی اور کہا کہ اے فرزند اے نور دیدہ تم جسطرح جاتے وقت اپنی پشت ہمکو دکھاتے ہو اسیطرح جلد پھر کر آنکھے نور جمال چہرہ تاباں دکھاؤ صاحبقران مجرا کرکے روانہ ہوئے ملکہ مہر نگار صاحبقران عالیمقدار کا دیدار آخری دیکھنے کو بام قصر عالیشان پر آئی اور دریچہ بام قصر جو سر راہ تھے انکو کھول کے دیکھنے کو کھڑی ہوئی یہاں حمزہ صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے کہ ملکہ مہر نگار نے دریچہ قصر سے آواز دی شعر اک نظر پھر کے دیکھ لے قاتل بیوفائی تری نہیں اچھی صاحبقران نے پھر کے ملکہ مہر نگار کو دیکھا اور ملکہ مہر نگار نے چہرہ صاحبقران پر حسرت و یاس سے نظر کی اور یہ شعر برجستہ پڑھا شعر از اے خاک بدشت غبار لیتا جا مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا ملکہ مہر نگار کا گل رخسار مثل نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہ گئی اور وہ شہسوار عرصہ یکتا تازی صفدر و غازی فخر شجاعان دوران حمزہ صاحبقران زمان گھوڑا اڑا کر مثل باد بہاری کے گلشن عشق سے نکل گئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں بارگاہ فلک جاہ میں اپنی آکر داخل ہوئے اُدھر خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ نوشیروان برخاست کرکے اپنے گھر میں آئے فوراً امیر ابو المعالی کے واسطے قرعہ رمل پھینکا اور غور کرکے دیکھا کہ حمزہ کا رزار مقابلہ لندھور بن سعدان سر ہو گی یا نہیں بعد فکر بسیار معلوم ہوا کہ یہ لڑائی تو ضرور فتح ہو گی اور لندھور بن سعدان کو امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران زمان بزور شدومد سے زیر کرینگے مگر اس لڑائی میں دشمن صاحبقران کو زہر دینگے یہ دیکھکے حکیم خواجہ بزرجمہر کو نہایت فکر و تردد ہوا اور رات کو خواجہ بزرجمہر نے امیر ابو المعالی کو اپنے مکان پر بلوایا دعوت کی کھانا عمدہ کھلایا بعد اسکے حمزہ کو بیہوش کیا اور بازو امیر ابو المعالی کا خنجر سے چاک کیا اور زخم بازو کے اندر زہر مہرہ رکھا اس سامان میں نصف شب گذری امیر ابو المعالی جب نہ آئے اور بہت عرصہ ہوا مقبل وفادار واسطے خبر امیر ابو المعالی کے مکان پر حکیم خواجہ بزرجمہر کے آیا ملازموں نے اندر نہ جانے دیا مقبل کمند مار کے پشت کی طرف سے مکان کے اندر آئے دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہیں اور خون ہاتھ سے امیر کے جاری ہے مقبل نے للکار کر پکارا اے حکیم خواجہ بزرجمہر یہ تمنے کیا کیا کہ امیر کو مار ڈالا خواجہ عمرو تمکو مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ چپکے رہو غل نہ مچاؤ پہلے آگے دیکھو تو کہ میں نے فقط بازو امیر ابو المعالی کا شگافتہ کیا ہے اور اندر اسکے زہر مہرہ رکھ دیا ہے خبردار خبردار شور و غل نہ کرو اس راز کو کسی پر افشا نہ کرنا ہرگز ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مقبل نے کہا بہت اچھا خواجہ بزرجمہر نے کیفیت قرعہ اور زہر ہلاہل امیر کو دینے کی بیان کی بعد اوسکے امیر ابو المعالی کے بازو میں ٹانکے دیے اور مرہم و دوا بھی لگایا صبح ہوتے ہوتے زخم بازو امیر ابو المعالی کا رو بصحت ہو کر اچھا ہو گیا جب کہ امیر کو ہوش آیا خواجہ بزرجمہر نے ایک اسپ عربی نہایت عمدہ قیمتی اور خلعت فاخرہ حمزہ صاحبقران کو دیا اور رخصت کیا امیر اپنی بارگاہ عالیجاہ میں

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمر و معدیکرب پیش خیمہ بارگاہ امیر باتوقیر کا لیکر طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوئے بعد اُسکے امیر حمزہ بچیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران زرہ پوش جرّار و نامدار ہمراہ لیکر طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلہ شہزادہ ہند لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوا

رو و کلمہ داستان عجائب بیان جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
لگا ہو بیان اب تو کوچ اہتمام
گیا ہے عطا کیسا جام فراق
کہ درپیش ہر وقت ہے اشتیاق
بس اب مرحمت کر شراب ملال
فراق صنم شاق ہے اب کمال
بھرا ہے مئے عشق سے جام دل
کہ ہو نشۂ ہجر سے مضمحل
مطالب پہ آ داستان کے سحر
نہ دے طول تمہید کو ختم کر
بیان بشنو اے ہمدم رہ دان
کہ باز آمدم بر سر داستان خمسہ

بسم اللہ ہے ارادہ اگر میرے قتل کا
چھوٹے کہیں عذاب سے تا جان مبتلا
بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا
کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اے بے جفا چکے

ٹھہرے ہیں بعد مرگ ذرا اس خرابے میں
ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابے میں
کیا کیا نہ ہنسے آکے کیا اس خرابے میں
اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اختیار ہے
پہلے سے ہم تو خاک بہت سی اڑا چکے

جب سے کہ ہوئی باد فنا دست در آغوش
اور شمع صفت میں ہوا اس بزم میں خاموش
دن رات مجھ میں غم و حسرت کا ہے اک جوش
تنہا مرے ماتم میں ہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

بیت رقیمان کیفیت داستان و نوشندہ باطرز نوا بین جنان و سیاحان منازل صحرائے عجائبات و رہ نوردان مراحل دشت مطولات مسافر طبع رسا کو جادۂ بیابان سخن طے کرا کے کاروان سرائے خوش بیانی میں بصد اتحاد مضامین نو کے یوں فروکش کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان بحکم نوشیروان عادل جہان ملک مدائن سے فراق ملکہ مہر نگار بہ ہزار جبر اختیار کر کے برائے مقابلہ لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ میں بڑے بڑے صعوبات سفر کا سامنا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایان و طے مراحل بیکران مع لشکر جرار کنارے ایک دریا بہ کنارے پہونچے آپنے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی خیمے تنبو وغیرہ برپا ہوئے سرداران و لشکر ظفر اثر فروکش ہوئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا اے خواجہ جہازوں کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو بھیجو یا خود تلاش کر کے لاؤ کہ سوار ہو کے جلد ملک ہندوستان میں پہونچیں عمرو یہ سنکے برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی سر راہ نہ دیہات میں قریہ نہ دیہ نہ شہر قصبہ نظر پڑا دوسرے روز اُس ویرانے کو طے کیا ایک قلعۂ ویران میں پہونچے دیکھا نہ کوئی دکاندار ہے نہ کوئی رعایا ہیں سے آدمی نہ پرند نہ چرند ہے اُس قلعہ میں سناٹا پڑا ہے مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو اپنی چہل بازی سے کب باز آتے ہیں اُس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور و دراز ہوں اے پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعۂ ویران کسکا ہے اُس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام افراسیابیہ ہے علمداری میں نوشیروان عادل کی ہے عمرو نے کہا اے پیر مرد یہاں کنارے دریا کے امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آکے اترے ہیں اور میں اُنکا ملازم خاص ہوں اُنہوں نے مجکو جہازوں کی تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ ارادہ اُنکا طرف ملک ہندوستان

کے بڑے جس طرح سے ہوسکے جلد جہاز ممکن کرا دو تو میرے ہمراہ امیر با توقیر کے پاس چل وہ تجکو بہت سا انعام دینگے اُس پیر مرد نے کہا اے شخص ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ ستمگر آیا تھا اُسنے سب جہازونکو غرق دریا کرا دیا اور آپ طرف سر اندیپ کے چلا گیا اب یہان جہاز ایک بھی غیر ممکن ہے خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد تو خوف نہ کر مین عیار ہون حمزہ صاحبقران زمان کا اور نام میرا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہے اگر تو جہاز مہیا کرکے خدمت مین امیر با توقیر کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجھسے بہت خوش ہونگے اور تجکو انعام و اکرام دیکر سرفراز کرینگے میری بات کو خلاف نہ جان مین تجھسے سچ کہتا ہون یہ سنکے وہ پیر مرد اُٹھا اور عمرو سے کہا تم ٹھہرو مین جہازونکی فکر کرتا ہون تلاش کرکے لاتا ہون الغرض وہ پیر مرد چہار طرف سے جستجو کرکے چار سو جہاز مہیا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت مین امیر با توقیر کی حاضر ہوا عمرو نے امیر با توقیر کو آکے مجرا کیا اور عرض کی کہ بڑی کوشش و جستجو سے اس پیر مرد نے چار سو جہاز مہیا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہے صاحبقران نے اُس پیر مرد کو انعام دیا اُسنے مجرا کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہاز پر بار کراؤ اور اسباب لادو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہان سے روانہ ہون غرضکہ اسباب بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کرکے مع لشکر امیر کشور جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہازونکا اُٹھا روانہ ہوئے وہ تلاطم دریائے بیکنار کا وہ موجون کا اضطراب وہ گرداب کا دور اور وہ بڑی بڑی مچھلیون کا اُچھلنا سر بفلک پہونچانا گھڑیالون کا شور سوسون کا غل نہنگ کا دم کشی کرنا پانی کا غرو ہو یعنی لعبہ لشکری دہلے جاتے ہیں سوائے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہین آتا ہے دم قفس جسم مین گھبراتا ہے اسی تلاطم مین چند روز اُس دریا مین گذرے ایک دن ناخدا نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ اس مقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو چھ مہینے کی ہے اور دوسرا راستہ چالیس روز کا ہے جدھر سے حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا رستہ بہت اچھا پاک و صاف ہے اور چالیس روز کی راہ مین بڑے بڑے مصائب ہین اُدھر گرداب سکندری ملتا ہے طوفانونکا بھی سامنا ہوتا ہے ہزارہا جہاز یہان غرق ہوگئے ہین صاحبقران نے فرمایا گرداب سکندری کیطرف سے جہازونکو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخدائے کشتی عالم ایجاد حافظ و نگہبان ہے وہی لنگر سفینہ بیکسان ہے ناخدا نے جہازونکو گرداب سکندری کیطرف پھیرا اور ملک ہندوستان کا رستہ لیا جسوقت جہاز برابر گرداب سکندری کے پہونچے بادبان کے پردے باندھ دیے جہاز چکر مین آکے چرخ کھانے لگے اسی عالم مین پہر بھر نہ گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہوائے تند و تیز چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہا اب کوئی امید جہازونکے بچنے کی نہین معلوم ہوتی کوئی دم مین جہاز غرق ہوا چاہتے ہین یہ سنکے امیر با توقیر نے تاج سر سے اُتارا سر برہنہ ہوکر بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع قلب سے دعا کرنے لگے اے ناخدائے کشتی مجبوران اے بادبان سفینہ بیکسان اے رحمۃ للعالمین تو ہی مددگار ہے جیسے ہو اس طوفان عظیم سے بچائے اِس بلا کو دفع کر یا غنی یارب کہ دریں بحر کسی نیست مرا جز نالہ دگر ہمنفسے نیست مرا حالم چہ شود گر تو نہ بری کشتی ہمہ جز لطف تو فریاد رسے نیست مرا صاحبقران نے پھر سجدے مین سر جھکایا اور بعجز و نالہ و زاری و بکمال بیقراری یہ فرمایا شعر دریں دریاے بے پایان دریں طوفان موج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا غرضکہ رات بھر اُدھر صاحبقران زبان دعا مین مصروف ہے اور اُدھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری نمودار ہوا تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایان نے قرار لیا جہاز سیدھے ہو گئے سبکی جان مین جان آئی حمزہ صاحبقران نے سجدے سے سر اُٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ قائم ہین نہ آگے بڑھتے ہین نہ پیچھے ہٹتے ہین اُس وقت عمرو نے سر اُٹھا کر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر یہ لکھا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ جہاز یہان سے آگے بڑھین اور صحیح و سلامت نکلین جہت کرکے اِس مینار گرداب سکندری پر جائے وہان طبل سکندری رکھا ہے اُسکو بجائے اُسکی آواز سے جہاز خود بخود چلین گے اور گرداب سکندری سے سلامت

نکل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر با توقیر سے عرض کیا ای حمزہ اِس مینار پر یہ لکھا ہی سوائے میرے یہ کام کون کر سکتا جواب مین اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہون و رجست کرکے اگر خدا پہونچاتا ہی تو پہونچتا ہون اور اگر قضا میری اسی حیلے سے آئی ہی تو اسی دریا تیار مین غرق ہو کر مر جاونگا اب مجکو آپ اجازت دیجیے اور سب سرداروں سے کہا کہ بھائیو میرا کہا سنا معاف کرو مجکو راہ عدم درپیش ہی امیر با توقیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران لشکریان مین غلغلہ نوحہ و شیون عمرو کے چھٹنے کا ہوا آخر کار خواجہ عمرو نے سب سے وداع ہو کر جہاز پر سے مینار پر جست کی چونکہ جہاز اور مینار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت سے کمی کی مینار مذکور پر پہونچ نہ سکے اور بلندی سے پانی مین گرنے لگے اسوقت سرداران حمزہ صاحبقران غیور نے جو دیکھا خواجہ عمرو جست کرکے مینار پر پہونچ نہ سکے اب پانی مین گرا چاہتے ہین سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران مثل موج آب یا مانند ماہی بے آب بیتاب بیقرار ہوکے اور طوفان اشک اپنی چشماے پرنم سے اٹھا کر لشکریون کیطرف دیکھکر فرمایا تم مین بھی کوئی ایسا بہادر ہی کہ جہاز پر سے پانی مین کود پڑے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی مین گرے ملاحی پیر کر قریب مینار پہونچ جاے اور جسوقت میرا برادر پانی مین گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کے میرے پاس لے آئے جسوقت یہ تقریر امیر با توقیر کی جملہ صغیر و کبیر نے سنی اسیدم چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی مین کودنے کو موجود ہوئے اور حمزہ صاحبقران نے بھی ور دریاے وفاداری و شناور بحر عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کی الفت مین بیتاب و بیقرار ہو کے ادھر قصد پانی مین کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم ہوا کہ ایک نہنگ بہت بڑا جسکا سر مانند گنبد کلان کے ہی میرے نگلنے کو منہ کھولے ہوئے ہی اور انتظار میرے گرنے کا کر رہا ہی اور پانی سے سر بلند کیے ہوئے دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو نے نہنگ کو دیکھکر اور اپنے تئین بے یار و مددگار پاکر اسی گرنے کے وقت درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ ای خالق آب سحاب ای معبود صدف و در خوش آب تو واقف ہی کہ مین مرنے سے بہت ڈرتا ہون اور پانی سے نہایت خائف ہون اسوقت پانی مین گرا جاتا ہون غرق دریاے فنا ہونے کو ہون نہنگ میرے نگلنے کی فکر مین ہی جلد تر میری دستگیری کر تونے حضرت یوسف کو کوئین مین بچایا ہی اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین زندہ اور سلامت رکھا ہی اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے انحضرت کو کنارہ دریا پر اگلا ہے توہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہی مین بھی تیرا بندہ برگزیدہ ہون میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر نہنگ کے قائم ہوے نہنگ نے خوش ہو کر چاہا کہ اس لقمہ لذیذہ خوش ذائقہ کو نگل جاؤن لیکن خواجہ نے اپنا پاؤن سر نہنگ پر رکھکر وہین سے پھر جست کی اور مینار پر پہونچے نہنگ منہ کھول کر رہگیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے لگا آخر نہنگ خواجہ عمرو کے نکلنے سے نا امید ہو کر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو نہنگ کے سر پر قدم رکھکر جست کرکے مینار پر پہونچے سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور شکر خدا کیا خواجہ نے مینار پر پہونچکے اور ایک لمحہ ٹھہر کے چار طرف دیکھا سواے آسمان اور پہاڑون کے کچھ نظر نہ آیا خواجہ عمرو نے اُن پہاڑون پر دیکھا کہ ہزار ابلکہ لاکھون طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب اور ہنس وغیرہ کے درختون پر بیٹھے ہین بعضے جانورونکی منقار ایسی دراز ہی کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پر مارین تو ایک دم مین ہلاک کرین اکثر طائران صحرائی ایسے ہین کہ اگر وہ چاہین تو فیل اور شتر کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجائین اور ایک ادنی لقمہ اپنا تصور کرین خواجہ عمرو طائرون کو دیکھ کے خیال کرنے لگے کہ ای عمرو اگر ایسا ہوا کہ یہ طائر مجکو دیکھ لین اور پنجون مین دبا کر لیجائین اور منقار سے ہلاک کرکے مجکو کھا جائین تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی پس یہان ٹھہرنا اور توقف کرنا سراسر خطا ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جلد تر چوب اٹھاکے اُس نقارے پر لگائی صداے نقارہ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک

گونج گیا پہاڑ تھرا گئے دریا مین زیادہ تر جزر و مد پیدا ہوا جا فوران دریائی صدائے نقارۂ سکندری کو ایک آفت ناگہانی اور
بلائے آسمانی خیال کرکے دم دبا کے بھاگے بڑے بڑے گھڑیال اور مگر اور سونس مارے خوف کے دور دور بھاگ گئے
بڑی بڑی مچھلیان غوطے لگا کر آشنائے زمین ہوئین اکیلے نہنگ ہی نہین بھاگے جملہ جانوران بحری چھوٹے اور بڑے اس
جگہ سے ادھر اودھر جانب بے اختیار بھاگے دریا مین جوش و خروش پیدا ہوا بانسوں پانی اچھلنے لگا جسقدر طائر پہاڑون پر تھے
وہ بھی ڈر کے بے اختیار اڑے طائرون کی کثرت سے آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا انکے پرون سے اسقدر ہوا نکلی کہ
دیکھنے والون کے ہوش اڑ گئے آندھی اور باد صرصر انکے پرون کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی مینار سے
لپٹ گئے ورنہ ہزارون فرسخ اس مینار سے اڑ جاتے جب طائرون کے اڑنے سے اس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ جہاز
پتون کے مانند اس جگہ سے اڑ کے دور دور سمندر مین چلے گئے اور وہان ہوائے موافق بھی جانب ساحل مقصد روان
ہوئے جسوقت طائر پھر انھین پہاڑون پر بیٹھے آسمان نظر آیا تاریکی غائب ہوئی وہ ہوائے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی
بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہین جہازون کا نشان بھی نہ پایا ادھر حمزہ صاحبقران بمفارقت خواجہ عمرو سے نہایت
گران اور نالان ہوئے اور جملہ سردارون و لشکریون کو خواجہ عمرو کے جدا ہونے سے ملال عظیم ہوا کسیکو جہازون کے نکلنے کی
جدائی عمرو مین خوشی نہوئی خصوصاً حمزہ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہو کے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینار سے نہ نکلتے
اور تا حیات اسی جگہ پر رہتے مگر میرا بھائی عمرو مجھسے جدا نہوتا اب انکے جدا ہونے سے لطف حیات جاتا رہا افسوس مجھسے
میرا برادر ایسی جگہ جدا ہوا کہ بظاہر اب اس سے ملنے کی امید بھی نہ رہی ناحق مین نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا ہوتا
کہ خواجہ مجھسے چھوٹ جائینگے تو کبھی انکو مینار پر جانے نہ دیتا اسی جگہ جہاز پر مرجانا قبول کرتا ہائے افسوس ہزار افسوس
یار وفادار برادر غمگسار اس بحر ناپیدا کنار مین مجھسے جدا ہو گیا اپنی جدائی کا داغ مجھکو دے گیا میری بہبودی بہتری کے واسطے
اسنے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہین معلوم مینار پر زندہ ہے یا مر گیا یقین ہے کہ اس ہوائے تند و تیز مین مینار سے پانی مین
گر پڑا ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اسکو کھا گیا ہوگا ہائے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم انکو کفن بھی نہ دے سکے یقین ہے
کہ قبر بھی نہ بنا سکے انکا جنازہ بھی نہ اٹھا سکے غسل میت بھی نہ دیسکے یہ فرما کر صاحبقران نے اسی عالم گریہ و زاری مین ارادہ کیا کہ
مین بھی اپنے تئین سمندر مین گرا دون دریا مین ڈبو دون اور مر کر خواجہ سے ملجاؤن جسوقت سردارون نے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران اپنے تئین غم جدائی خواجہ عمرو مین ہلاک کرتے ہین سب سردار بیتاب بیقرار ہو کر دامن حمزہ صاحبقران
سے لپٹ گئے اور بہ گریہ و زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئین صدمہ خواجہ عمرو مین ہلاک نہ کیجیے صبر
کیجیے حیات خواجہ کی اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہے مصلحت خدا مین کسیکو کیا اختیار ہے فنا ہر شی کو ہے ثبات سوا
خدا کے کسی کو نہین ہے سرائے دہر سے بڑے بڑے شاہان فتح یاب و نامدار اٹھ گئے بعضونکو کفن ملا اکثر محتاج کفن رہے
قبر بھی میسر نہین ہوئی گوشت انکا طعمۂ زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک انکا باقی نہ رہا پس اے صاحبقران حالات
گذشتگان پر نظر کرکے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ مین نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا کیجیے
اور انکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہین ہے کہ خواجہ اب تک مینار پر زندہ ہون اور کسی طرح سے یہان تک
پہونچین خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہے کچھ عجب نہین کہ پھر خواجہ عمرو بافضال خدا آپکے پاس آئین اور آپسے ملین
جب اسطرح سردارون نے حمزہ صاحبقران کو سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہین ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے
سردارونکے صاحبقران دریا مین نہین گرے اور بمجبوری سردارون کے کہنے سے جہاز پر بیٹھے چونکہ ہوا موافق تھی جلد ترجہاز
کنارے سے پہونچے حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اترے ایک میدان مین خیام ایستادہ کیے اور بارگاہین

برپا ہوئین حمزۂ صاحبقران وغیرہ بادل غمگین خیام و بارگاہ مین فروکش ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ تو جہازون سے اُترکے فروکش ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہو کہ نقارہ بجانے سے طائر اُڑے اور اُنکے پرونکی ہوا سے تند و تیز سے سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے ناپیداکنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوئے راوی کہتا ہو کہ اُسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے دل آب آب تھا گرداب الم مین جان حزین پھنسی ہوئی تھی دمبدم دل سینے مین مثل بینڈھے کے اُچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا مثل موج بیقرار ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینۂ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب دل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے دیتا تھا اُسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی مگر چادر آب بصورت چادر قبر معلوم ہوتی تھی ہر جانب دریا خواجہ کو آنکھین دکھاتا تھا آنسو چشمون سے مثل نہر کے جاری تھے بحرین سے گوہر اشک مصفا نکل رہے تھے شور نالہ و فریاد خواجہ بلند تھا جہاز جان جو ابر غم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالۂ خواجہ مثل مستول کے بلند تھا بادبان رسن خواجہ کثرت صرصر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال دل کے دفع کرنے مین عاجز تھا اور ناخداے جہاز تن یعنی دل پر محن انمین تلاطم امواج رنج و الم مین سراسر پریشان تھا بار صدمات سے سفینۂ دل بیٹھا جاتا تھا آخر کار خواجہ عمرو نے اُسی عالم بیتابی و اشکباری مین نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ و زاری و بنالہ و بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر واے معبود لعل و گہر تو نے حضرت عیسیٰ کو صدمۂ دار سے بچایا حضرت یحییٰ اور زکریا پر تو نے اپنا فضل کیا حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیم کے بچانے کیواسطے آگ کو سرد کیا اب مجکو بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہونچا ہر چند کہ مین رتبہ پیغمبرون کا نہین رکھتا ہون لیکن تیرا خاص بندہ ہون غذاے لطیف خوش ذائقہ خود بخود اگر نہین کھاتا ہون پوشاک نفیس و نادر ہمیشہ نہین پہنتا ہون اگرچہ کھاروے کا کرتہ اور یہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہون تو خوب واقف و عالم ہو کہ مین کسی کو بیوجہ نہین گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہین کرتا جھوٹھ بے ضرورت نہین بولتا اے سمیع و بصیر تو دیکھتا ہو اور سنتا ہو کہ مین کس خوش الحانی سے گاتا ہون اور کیسی کیسی جھٹ پٹ رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہون لوگون کے دلون کو خوش کرتا ہون چار پیسے بڑی بڑی محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہون کل حلال کھاتا ہون تیری عبادت کرتا ہون اعداے دین کی جان و مال کا دشمن ہون موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہون عیاری مکاری خوب کرتا ہون بھاگتا بھی بہت ہون لیکن اسوقت کوئی عیاری مکاری ذہن مین نہین آتی ہو حواس خمسہ بجا نہین ہین موت کا سامنا ہو دریا چارطرف سے مجکو گھیرے ہوئے ہو مین اس مینارے کے اوپر ہون اور باواز دردناک تجھسے عرض کرتا ہون کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا مین عرض کرتے تھے

ہمیشہ از ندامت اشکبارم ز جرم خویشتن خود شرمسارم مگر از رحمت امید وارم
الٰہی واقفی از حال زارم تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گناہون کا مرے از بس ہو طغیان رہے ہو موجزن طوفان پہ طوفان تری بیدستگیری ہون ہراسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان ز دست رحمت افگن بر کنارم

جہان سب ہے مجمع ارباب غفلت مہیا ہین سبھی اسباب غفلت یہان پی کر شراب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت بدہ بیداری زین کاروبارم

ترے آگے ہین مانند تصویر زبان عذر گویا راے تقریر مری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر ز تو پروردگارم شرمسارم

بجا ہے گر دل مضطر کراہے | کہاں ٹھہرے جو کچھ آرام چاہے | نہ پائی منزل مقصود گاہے
الٰہی ہر کشا از غیب راہے | در اینجا بیقرار و شکبارم

تجھی کو زیب دیتا ہے حکمرانی | ہے تیرے ہاتھ موت اور زندگانی | نجانوں میں غضب ہے مہربانی
الٰہی گر برانی ور بخوانی | تو والی بندۂ بے اعتبارم

سیہ کاری میں ہوں غلطاں پیچاں | پریشاں حال مثل زلف خوباں | کروں کیا اپنی جمعیت کا ساماں
الٰہی خاطرم را جمع گرداں | کہ مسکینم پریشاں روزگارم

نہ گریہ میں نہ سوز دل میں تاثیر | گنہ ہونگی ندامت سے ہوں دلگیر | تجھی سے ہے امید عفو تقصیر
الٰہی از کمال لطف بپذیر | دل سوزان و چشم اشکبارم

رہا میں جسطرح خرسند و فیروز | نہیں ہوں حشر کو بھی جلوہ افروز | رہوں دونوں جہانمیں بہرہ اندوز
الٰہی گر عزیزم کردی امروز | مکن فردا بہ نزد خلق خوارم

الحاصل اسیطرح خواجہ عمرو نے دو شب و روز تک درگاہ خدا میں دعا کی جب تیسرا دن ہوا خواجہ عمرو نے نہایت تضرع اور رجوع قلب سے درگاہ باری میں بگریہ و زاری اسطرح دعا کی کہ ای خالق کون و مکان ای معبود انس و جان تو تیرے بندے کا برا حال ہے تیسرا دن ہے ایک تمرا روٹی بھی نہیں کھایا ہے نہایت بھوکھا اور پیاسا ہوں ہر چند پانی نظر آتا ہے مگر پی نہیں سکتا کیا اب تو خواجہ عمرو عیار کو اس مینار ہی میں رکھیگا اِسی جگہ ملک الموت کو قبض روح کیواسطے بھیجیگا میں تو ابھی اپنے مرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوں واسطہ تجکو اپنے بندۂ خاص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا میری آرزو بر لا آگے جو تیری خوشی خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ضعف سے غش آنے لگا پروردگار کو خواجہ کے حال پر رحم آیا فوراً حکم خدا سے جناب الیاس عمرو کے پاس تشریف لائے خواجہ چونکہ ابھی بیہوش نہیں ہوئے تھے حضرت الیاس کو دیکھکر خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کر کے عرض کرنے لگے آیئے آیئے تشریف لایئے آخر خداوند عالم کو میرے حال پر رحم آہی گیا آپکو میری اعانت کیواسطے بھیج ہی دیا معلوم ہوا کہ میری ابھی بہت زندگی ہے حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ تمہاری دعا درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو کے پاس جاؤ اور اسکو مینار سے خشکی میں پہونچادو بس میں بموجب حکم خدا تمہارے پاس آیا ہوں تمکو ابھی کنارے بحر پر پہونچائے دیتا ہوں عمرو نے عرض کیا یہ تو معلوم ہو کہ آپ بھیجے ہوئے خدا کے یہاں آتے ہیں لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ کچھ میرے واسطے آب و طعام بھی لائے ہیں میں نہایت گرسنہ اور تشنہ ہوں حضرت الیاس نے فرمایا کہ مجکو فقط اتنا ہی حکم خدا ہوا ہے کہ میں تمکو کنارے پر پہونچادوں خواجہ نے ناچار ہوکر اور آب و غذا سے مایوس ہوکر کہا اچھا یہی بتایئے کہ آپکا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور یہ جال اور یہ کملی آپکے پاس کیسی ہے جناب الیاس نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میرا نام الیاس ہے میں پیغمبر ہوں اور یہ جال بیمثال ہے عجیب اسکا حال ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کتنی ہی کوئی شے گراں وزن اور کثرت سے ہو جب اس جال میں آجائیگی ایک آثار سے بھی کم وزن اسکا ہوجائیگا اور یہ گلیم بھی نادرات زمانہ سے ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی اس گلیم کو اوڑھے تو وہ کبھی کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سبکو دیکھے اور دونوں چیزیں معجزے کی ہیں حضرت الیاس نے یہ کہکر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو اب تم اپنی آنکھیں بند کرو میں تمکو خشکی میں کنارے پر پہونچادوں عمرو نے خیال کیا کہ یہ جال اور گلیم کسی طرح سے لینا چاہیے خواجہ عمرو نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر کہ آپکی زیارت مجکو میسر ہوئی اور قدمبوسی حاصل ہوئی لیکن چلنے کے بارے میں جو آپنے فرمایا کہ میں ابھی اِس مینار سے نہ جاؤنگا مجکو اب بخوبی اطمینان ہوگیا ہے کہ میری حیات ابھی باقی ہے اگر آپکا دل چاہے تو یہاں رہیے ورنہ

تشریف لیجائیے حضرت الیاسؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو تمنے تو اس مینارے سے کنارۂ بحر پر جانے کے واسطے خداوند عالم دعا کی تھی اور دعا تمھاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب مین آیا ہون او تم سے کہتا ہون کہ آنکھین بند کرو کنارۂ بحر پر چلو اب تم کیون نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپنے بجا ارشاد فرمایا بیشک مینے دعا کی تھی لیکن مین نہین جانتا دل میرا ابھی چاہتا ہے کہ اسی مینار پر رہون حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی ان باتونپر ہنسے اور خوش ہوئے اپنا نظر کرم کرکے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہے جو تم یہان سے نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائین کہ مجکو آج تیسرا روز ہے اس مینار پر آئے ہوئے علاوہ بھوکھ اور پیاس کے خوف جان سے اسقدر رو رہا ہون اور تڑپا ہون کہ بالکل زار و ناتوان ہو گیا ہون اب خالی ہاتھ یہان سے جانے کو دل نہین چاہتا ہے اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارۂ سکندری اور جو چیزین اس گنبد مین ہین تو ضرور لونگا اور حمزۂ صاحبقران کو بیجا کر دونگا حضرت الیاسؑ نے فرمایا اگر تمسے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لیچلو خواجہ عمرو نے عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھون اگر آپ یہ جال مجکو دیدیجیے تو اس نقارے کو جال مین باندھکر البتہ چلتا ہون حضرت الیاس نے عمرو کی حرص و رباتون پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمھارا چلنا اس نقارے وغیرہ کے لیجانے پر موقوف ہے تو اس جال مین باندھ لو عمرو نے خوش ہوکر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر اپنے مجکو جال دیا ہے تو اب مجھی کو دیدیجیے مجکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے مین عیار ہون میرے کام آئیگا آپ کچھ شکار تو کھیلتے ہی نہین ہین آپکے پاس جال بیٹھا بیکار ہے حضرت الیاس نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ تم بڑے شوخ و شریر ہو خیر ہمنے تمکو یہ جال دیدیا اس سے تمکو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمھارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر جناب الیاس علیہ السلام کی سنی فوراً نقارۂ سکندری کو جال مین باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا بوجھ معلوم ہوا خوش ہوکر اپنے دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسما ورد زبان کیے اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھین بند کرلو خبردار جبتک مین نہ کہون نہ کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھین بند کین پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پاؤن پر کھڑا کیا بعد ایک لمحہ کے عمرو کو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسی چیز پر کھڑا ہون کہ وہ مثل کشتی کے جلد تر چلی جاتی ہے اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہین چونکہ عمرو کی آنکھین بند تھین اسوجہ سے خواجہ نے حضرت الیاسؑ سے عرض کیا کہ ای جناب اب مین کہان ہون کون مجکو لیے جاتا ہے اور کہان لیے جاتا ہے حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارۂ بحر پر تمکو لیے جاتی ہے تھوڑی دیر مین تم کنارۂ دریا پہونچ جاؤگے عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت کلیم لینے کا ہے یہ خیال کرکے خواجہ نے عرض کیا ای پیغمبر خدا ای برگزیدۂ کبریا آنکھین بند کرنے سے میرا دل گھبراتا ہے بدرجہ مجبوری آنکھین کھولے دیتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای عمرو کہین آنکھین کھول نہ دینا ورنہ ابھی پانی مین غرق ہو جاؤگے ایک دم مین مر جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلد دامن آن حضرت کا تھام کے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب مین تو آنکھین کھولتا ہون مجھسے آنکھین بند کی نہین جاتین دم گھبراتا ہے بینا ہوکر اندھا بنا نہین جاتا ہے اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہے آپکے ساتھ سیدھا جنت مین چلا جاؤنگا رضوان مجکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت مین آپ سے خوب باتین کرونگا ہر وقت آپکے پاس بیٹھا رہونگا کبھی اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلونگا کبھی اس نقارۂ سکندری کو بجاؤنگا اور یہ غزل ایک حور سے مخاطب ہوکر گاؤنگا غزل

هر شب ستم فتاده بگرد سرائے تو
عمرے گذشت تا شده ام آشنائے تو
یک دم شب وصال میسر نشد مرا

هر روز آه و ناله کنم از برائے تو
روزے که ذره ذره شود استخوان من
ای وائے بر کسے که شود مبتلائے تو

جانان با این شکسته دلے بیوفا مشو
باشد همیشه شیفته دل در هوائے تو
بر حال زار ما نظرے کن ز راه لطف

تو بادشاہ جنتی خسرو گدا ہے تو ۔ کبھی ہمراہ آپ کے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے تر و تازہ باغ جنان کے کھاؤنگا

اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال و اسباب دیکھونگا عیار تو ہون کسی نہ کسی عیاری مکاری سے لیلونگا شب و روز عیش و آرام سے جنت مین بسر کرونگا حوروں سے وصل میسر ہوگا قصر جواہر نگار مین اپنا مسکن ہوگا غرض جس وقت کہ آنکھین کھولنے مین سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاسؑ خواجہ عمرو کی باتین سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ ای خواجہ تم نہایت شوخ طبیعت ہو لیس بہتر یہی ہے کہ آنکھین بند کیے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی مین ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہوگا دامن ہمارا تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا مین تو آنکھین کھولونگا اگر نہ کھولتا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن کسیطرح ہاتھ سے نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ کہکے عرض کیا ای جناب والا دیکھیے مین اب آنکھین کھولتا ہون آپ کے ساتھ غریق رحمت ہوتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ آیا تم آنکھین کیون کھولتے ہو کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہو خواجہ نے عرض کیا میرا دل ہی چاہتا ہے آنکھین بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر آپکو یہ منظور ہے کہ مین آنکھین بند رکھون تو گلیم مجکو دیدیجیے مین اس کملی کو بچھا کر سویا کرونگا جسوقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجائینگے آپ تو خاصان خدا سے ہین آپکو تو مال دنیا کوئی سے نہین رکھنی چاہیے پس یہ کملی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو جال ورگلیم واسطے دینے ہی کے لائے تھے جال تو دیچکے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو ہنسکے دیدی اور فرمایا کہ ای خواجہ اگر تم ایسی باتین بھی نہ کرتے اور خاموش رہتے تو بھی ہم یہ گلیم تمکو دیدیتے حضرت الیاسؑ ابھی یہ فرما رہے تھے ناگاہ مچھلی کنارے پر پہونچی حضرت الیاس نے بازو پکڑکے عمرو کو کنارے پر اتارا۔ یا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہوکے اپنی آنکھین کھولین نہ تو حضرت الیاسؑ کو دیکھا نہ مچھلی نظر آئی آخر خواجہ عمرو حضرت الیاسؑ کو نہ پاکر کنارہ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور بسلامتی کنارے پر لگنے سے خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کرنے لگے جب خواجہ آگے بڑھے عجب ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا کہ جسمین خوف سے شیرون کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا سبزے کا نام و نشان بھی نہ تھا چونکہ وقت دوپہر کا تھا آفتاب کی تمازت سے ہر ایک ذرہ اس صحراے پر بلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اس صحراے ہول خیز کا عرصہ محشر سے کچھ کم نہ تھا زمین اس درجہ گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لو چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
تھی رحمت نیست شش بخت مجبور

ہزاروں جسمین قہر آمیز سامان
مصیبت زا بشکل ہجر جانان
امید زیست دل سے منزلون دور

درازی اسکی سرحد عدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
خواجہ عمرو اول تو بھوکے اور

پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر اور پریشان ہوے لو کے جھونکے چراغ حیات بجھانے پر آمادہ ہوئے خار بیابان تلووں کے پار ہوے پسینہ اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہوگئے آخر بیتاب و بیقرار ہوکے اس صحراے بے آب و گیاہ مین گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری اور گریہ و زاری دعا کرنے لگے کہ ای پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ایک مرد بزرگ بالین خواجہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ ای عمرو اب مطلق غم و الم نہ کر خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب فرمائی مجکو تیری رہبری کیواسطے حکم فرمایا اب جلد اٹھ بیٹھ پہلے آب و طعام سے سیراب ہو پھر اس وادی پر خار سراسر آزار سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ و ذیوقار بالین پر کھڑے ہین چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی انور پر نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے بر مین ملبوس سبز ہے ایک ہاتھ مین عصا ہے اور ایک ہاتھ مین ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھکر جلدی سے اٹھے اور بصد ادب

آداب و تسلیم کرکے عرض کرنے لگے کہ آپکا اسم مبارک کیا ہے آپنے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس وادی ہول خیز مین قدم رنجہ فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ پروردگار ہون نام میرا خضر ہے حکم خدا سے گم کردگان راہ کی رہبری کرتا ہون اسوقت مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکھا اور پیاسا صحرا مین پڑا ہے جلد اسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور صحرے پرخار سے اسے نکالدو پس بموجب حکم خدا مین تمھارے پاس آیا ہون عمرو نے کہا کہ اب میرے فرمایئے طعام کہان ہے لایئے مین بہت بھوکھا ہون کھلایئے اتنے سے پانی مین میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہین سے لایئے آپ تو خضر ہین چشمہ آب بقا پر جاکر تھوڑا پانی لے آیئے مجکو پلا دیجیے مین موت سے ڈرتا ہون اگر آب حیوان مجکو پلا دیجیے تو قیامت تک زندہ رہون آپ کے واسطے دعاے خیر کرون حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ای خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس اسقدر ہے کہ اگر تم زندگی بھر اسی آب و طعام کو پیوگے اور کھاؤگے تو بھی کم نہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمھاری تقدیر مین نہین ہے عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجکو نہین پلاتے ہین تو خیر کھانا کھلایئے اور یہی پانی پلایئے حضرت خضر نے کلیجہ نکالا اور ٹکڑا اُس کلیجے کا توڑ کر عمرو کے منھ مین دیا عمرو نے وہ ٹکڑا کلیجے کا کھایا اور کلیجے کو دیکھکر عرض کیا کہ ای امین خدا بھلا اس کلیجے سے مجھ ایسے بھوکے کا پیٹ بھریگا اس فرماے کلیجے مین تو کیا میری گرسنگی زائل ہوگی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے ہین کیا اتنا سا کلیجہ میری زندگی بسر دیگا اور کم نہوگا یہ بات تو میرے ذہن مین نہین آتی اور عقل میری قبول نہین کرتی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے آپکے پاس ہین حضرت خضر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور کھڑے ہوکر طعام تناول نہ کرو اسی ایک کلیجے مین تمھارا پیٹ بھر جائیگا اور کلیجہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلیجہ کھلانے لگے اور پانی شکیزہ مذکور سے پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر و سیراب ہوئے کلیجہ اور شکیزہ اتنا کا اتنا ہی رہا ذرا بھی کم نہوا جب خواجہ عمرو سیر ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ اس کلیجہ اور شکیزے کو ضرور لینا چاہیے یہ تو دونون چیزین نہایت نادر اور بے مثل ہین یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ ای پیغمبر بزرگوار یہ کلیجہ اور شکیزہ مجکو دیدیجیے اگر کبھی اسیطرح کسی صحراے ہول خیز اور وحشت انگیز مین میرا گذر ہوگا اور مین بھوکھا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلیجے کو کھاؤنگا اور اسی شکیزہ کا پانی پیونگا تشنہ اور گرسنہ نہ ہونگا اگر آپ مجکو نہ دیجیگا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان مین تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپکو ہوگی اور یہ مجکو منظور نہین کہ آپ ایسے بزرگ کو مین بار بار تکلیف دون خضر خواجہ عمرو کی باتون پر ہنس لئے اور نظر کرم کرکے عمرو کو کلیجہ اور شکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے چلے اور راہ بتاکے نظر سے غائب ہوگئے عمرو اس بیابان کو طے کرکے قریب ایک قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہان بیٹھے ہین بجاے لباس کفن پہنے ہین کافور کی انکے جسمون سے بو آتی ہے تین چار انمین جوان معلوم ہوتے ہین اور ایک بڈھا ہے خواجہ عمرو ان اشخاص کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ یہ سب مردے ہین اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو بطرف دیگر ہٹکے آگے چلے ناگاہ اُس بڈھے مردہ نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم آگے بڑھایا اُس بڈھے نے پھر چلکے خواجہ کو روکا اور کہا ای شخص ٹھہر جا مجھ سے کہنا ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ بڈھا قریب آگیا ہے اور مجکو آگے نہین چلنے دیتا ہے اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ ای عمرو یہ مردہ حرامزادہ ہے تمکو مار ڈالیگا اور اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے اُسنے تمکو روکا ہے اب تمکو یہی لازم ہے کہ کلیجہ اور شکیزہ لو اور جال الیاسی اس حرامزادے پر مارو پھر جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال الیاسی دوش سے اتارنے کا قصد کیا کہ اُس بڈھے پر ماریں وہ بڈھا کہنے لگا ای شخص مجھسے خوف نہ کر مین تجکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو مجھے نہ ستائیگا تو مین بھی جال تجھ نہ مارونگا اُس بڈھے نے کہا مین نے تجکو اسواسطے روکا ہے کہ مجکو تجھ سے ایک کام لینا ہے اگر تو وہ کام کریگا تو تجکو

ثواب عظیم ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور وہ تیرا کیا کام ہے وہ مجھ سے بیان کر
قریب نہ آنا ورنہ یہی جال مارونگا اور تجکو اس جال مین پھانسونگا بڈھے نے کہا اے شخص میرا احوال یہ ہے کہ نام تو میرا جمشید ہے
بسبب پیشہ تجارت کے خاص و عام مجکو جمشید تاجر کہتے تھے مین نہایت بخیل تھا ایک حبہ و دانہ غربا اور فقرا کو کبھی نہ دیتا تھا
اتفاق سے اس میدان مین ایک روز مین مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگام شب نزد آئے اور میرے اسباب مال کو لوٹنے لگے
مین بمنت آنسے کہنے لگا کہ میرا مال و اسباب نہ لو انھون نے تمام مال اسباب بھی لے لیا اور مجکو اور میرے ہمراہیونکو قتل کیا پس
اے شخص بوجہ اپنے بخل کے اکثر مجھپر عذاب ہوتا ہے لہذا مین تجھسے ملتجی ہون کہ تو فلان قصبہ مین جانا وہین میرا مکان ہے اور
اہل و عیال بھی میرے وہین ہین میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہے مکان پختہ ہے اور اُس مکان کے ایک حجرہ مین جو جانب
شمال ہے اُس حجرہ مین دس ہزار اشرفیان گڑی ہین تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو مین نے تجھسے کہا ہے اُس سے بیان کرنا
اور اُس حجرے مین سے اشرفیان نکال کر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور مساکین کو دیدینا تاکہ مجکو ثواب
مجکو پہونچے اور باعث میرے رحمت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد مجکو کیا عوض ہے کہ مین بیکار اسقدر کوشش کرون ورنہ یہ بیچ
کرون اگر ڈھائی ہزار اشرفیان تو مجھے بھی دینے کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ مین اسقدر محنت اور مشقت بھی کرون مردے نے کہا اے شخص مین
شہید ہون تو مجھپر رحم کر اور نظر ثواب آخرت پر کر اور طالب اشرفیون کا نہو عمرو نے کہا اے مرد پیر مین بغیر اشرفیان لیے تیرا کام نہ کرونگا آخر
اُس شہید نے کہا کہ سو اشرفیان تو لے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہوکر اقرار
کیا اور وہان سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ اُس مقام پر پہونچے جہان شہید نے اپنا مکان بتایا تھا
خواجہ عمرو نے وہانکے باشندون سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگون نے بتایا خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر کو بلاکر
اُس سے کہا کہ اگر ہم تجکو تیرے ہی مکان مین دفینہ بتادین تو تو ہمکو کیا دیگا سلیمان نے کہا اگر آپ بتا دینگے تو آٹھوان حصہ
اُسکا مین تمکو دونگا عمرو نے سلیمان تاجر سے عہد و پیمان لیکر تمام حال اُسکے پدر کا بیان کیا سلیمان تاجر نہایت حیران ہوا آخر
خواجہ عمرو نے اُس حجرہ سے اشرفیان کھود کر پہلے سو اشرفیان بموجب کہنے جمشید تاجر کے لے لین پھر آٹھوان حصہ اشرفیونکا
لیکر سبکو جال مین رکھا پھر نصف اشرفیان سلیمان تاجر کو دین اور نصف اشرفیون کو کہا کہ میرے سامنے فقرا کو تقسیم کردو
سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیان تقسیم کرنا شروع کین عمرو نے لالچ سے کئی مرتبہ اپنی صورت
بصورت فقرا تبدیل کرکے سلیمان تاجر سے اور بھی اشرفیان لین جب سلیمان تاجر اشرفیان تقسیم کرچکا خواجہ عمرو
وہان سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب سحر ایک میدان وسیع مین پہونچے خواجہ نے دیکھا کہ خیام
اور بارگاہین برپا ہین لشکر اترا ہوا ہے مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہین عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے عنقریب لشکر کا جا
جاکر ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب سیاہ پوش کیون ہو سوار نے رو کر کہا اے شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے
اور سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اُسکا عمرو تھا بحر مین ایک سیل پر جاکر اُسنے نقارہ
بجایا تھا ہم سب جہاز پر تھے بسبب نقارہ بجانے کے کور طائر بیابانون پر سے اڑے جہاز جو رکے ہوئے تھے چل نکلے عمرو
اُسی سیل پر رہگیا اُسی ماتم مین صاحبقران اور جملہ اعلی اور ادنی لشکر مین سیاہ پوش ہین ابھی اُسکے فاتحہ کا کھانا غربا کو تقسیم
ہو رہا ہے اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جاکر لے خواجہ عمرو یہ تقریر اُس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کو
میری جدائی کا ایسا ملال ہوا کہ سیہ پوش ہوئے اور میرے ہلاک ہوجانے کا یقین کرکے میرے فاتحہ کا کھانا غربا اور مساکین کو
تقسیم کرتے ہین اور مین بافضال خدا زندہ و سلامت ہون خواجہ عمرو یہ خیال کرکے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے ہنگام شب
خواجہ گلیم اوڑھ کر لشکر مین آئے اول خیمہ پہلوان عادی مین گئے کہ پہلوان عادی پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو

فوراً پہلوان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا ہو مگر بوجھ کسی کا سینے پر ہو
پہلوان عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا مین روح خواجہ عمرو ہون آج تجھکو ہلاک کرونگی اور اپنے ساتھ تیری
روح کو بھی لیجاؤنگی کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہین آتا ہے عادی نے کہا مین تو عمرو کا دوست نہین ہون بلکہ بعد دشمنین
رہا اے روح عمرو تو مجھکو چھوڑ دے اور میرے تئین ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہو اسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر کچھ نقد دو تو البتہ
چھوڑ دون پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا اے روح عمرو واسطے میرے خیمہ مین ایک صندوق رکھا ہو اسمین کئی ہزار اشرفیان
ہین وہ صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجھکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سنی مسکرا کے سینۂ
پہلوان عادی سے اترے اور صندوق اٹھا کر جال مین باندھکر لیگئے پھر خیمۂ نعمان بن منظر شاہ یمنی مین پہونچے
نعمان کو بھی سوتا دیکھکر کلیم اوڑھکر جلدی سے سینۂ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھین کھولدین اپنے سینے پر بار پایا
کوئی بیٹھا ہوا دکھائی نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی آسیب ہے جب
نعمان پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ مین روح عمرو ہون تو میرا نہایت دوست ہے اسوقت مین تجھکو ہلاک
کرکے تیری روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہے کہ اپنے دوست کو ہلاک کرے
خواجہ عمرو نے کہا کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق مین کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا ہے اگر دل
چاہے تو یہ جواہر لے اور اے روح عمرو مجھکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینۂ نعمان سے اتر کر صندوق سے
تمام جواہر نکالا نعمان دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہے مگر نظر نہین آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور کوئی نہین ہے
ہر چند نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیکے خیمۂ نعمان سے باہر نکلے
نعمان نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت • نعمان تو اپنے خیمہ مین کبھی شکر کرتا ہے
کبھی خوف سے اٹھ بیٹھتا ہے ڈر کے مارے نیند نہین آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور نعمان جملہ
سرداروں کے سینے پر بدفعات سوار ہو ہوکے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے نکلکر ایک
طرف چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم دھر اگر دون نے تاج مہر سر پر • ہوا رونق فزا تخت سحر پر • اجالا چاندنی سے
بڑھ کے چھایا • ستارے کیا قمر نے منھ چھپایا • حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کے سرداران ذی وقار
اطاعت پروردگار بجالا کر خدمت صاحبقران [illegible] حاضر ہوئے اور بعد [illegible] آداب و تسلیمات [illegible] جگہ [illegible] بیٹھے
سب کے پہلے پہلوان عادی [illegible] بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کہ اے پہلوان عادی [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے بعد عرض کرنے پہلوان عادی و نعمان بن منظر شاہ یمنی [illegible]
سرداران نامی و نامدار یعنی [illegible] اسمٰعیل اور بہرام گرد بن صاقمان چین وغیرہ نے موافق پہلوان عادی کے اپنا اپنا
حال بھی بیان کیا • حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اسوقت صاحبقران کو تردد ہوا
اور خیال [illegible] کہ یہ کیا بھید ہے بعضے سردار عرض کرنے لگے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ بھوت اور خبیث بکثرت ہین اکثر سردار کہنے لگے
کہ یہ کام بھوت [illegible] پریت کا نہین اگر خبیثوں نے ہم سبکو ہنگام شب مضطر اور پریشان کیا تھا تو صندوق روپے اور اشرفیون کو
کون لے گیا پس صاف ثابت ہوتا ہے کہ شب گذشتہ بہت سے چور لشکر مین آئے تھے ہر ایک کے خیمہ سے زر و جواہر لیگئے
اور روح خواجہ عمرو کا بہانہ کیا ہم لوگون نے اچھی طرح نہین خیال کیا ورنہ چور ضرور نظر آتا ہر ایک شخص چور کو پکڑ لیتا
حمزہ صاحبقران گفتگو ہر ایک سردار کی سنا کیے جب دن گذرا اور شام ہوئی نظم ہوا مہتاب بھی اونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر • شب مہتاب رشک روز روشن • ستارون سے دوبالا تھا جوبن • عالم ضیائے [illegible] نور •

ان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا ہے مگر بوجھ کسی کا
عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا میں ہی خواجہ عمرو ہوں آج تجکو ہلاک کرونگا اور اپنے
ہی لیجاؤنگا کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہیں آتا ہے عادی نے کہا میں تو عمرو کا دوست نہیں ہوں
روح عمرو تو مجکو چھوڑ دے اور میرے تئیں ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہو اُسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر کچھ نقد
ون پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا اے روح عمرو اس میرے خیمہ میں ایک صندوق رکھا ہے اُسمیں
صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سنی
عادی سے اتر پڑے اور صندوق اُٹھا کر جال میں باندھکر لیگئے پھر خیمہ نعمان بن منذر شاہ یمنی میں
ن کو بھی سوتا دیکھکر کلیم اوڑھکر جلدی سے سینہ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھیں کھولدیں اپنے سینے
بیٹھا ہوا دکھائی نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی آسیب
ں پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ میں روح عمرو ہوں تو میرا نہایت دوست ہے اسوقت میں
ی روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہے کہ اپنے دوست کو
عمرو نے کہا کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق میں کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا
تو یہ جواہر لے اور اے روح عمرو مجکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینہ نعمان سے اُت
اہر نکالا نعمان نے دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہے مگر نظر نہیں آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور ک
نعمان نے دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اُٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیچلے خیمہ نعمان سے با
ن نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ نعمان تو اپنے خیمہ میں
ن سے اُٹھ بیٹھا ہے ڈر کے مارے نیند نہیں آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور
دون کے سینے پر بدفعات سوار ہو ہو کے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے
چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم دھر اگردون نے تاج مہر سپہر پہ ہوا اور فوق فرو [illegible] جالا
ے چھپایا ۔ ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا ۔ حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوئے سرداران
ت پروردگار بجا لا کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے اور بہ تہنیت بجا لانے آداب تسلیمات کے
کے پہلے پہلوان عادی نے حال شب بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کہ اے پہلوان عادی
م ہوتا ہے کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے بعد ہو فقر کرنے پہلوان عادی و نعمان بن منذر شاہ
ن نامی و نامدار یعنی اسد اسفندیار و بہرام گرد بن عادیات حبشی وغیرہ نے موافق پہلوان عادی کے
ہی بیان کیا جب حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اسوقت صاحبقران
یال کیا کہ کچھ نہ کچھ ہے بعضے سردار عرض کرنے لگے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ بھوت اور خبیث بکثرت ہیں اکثر سردار

ہوا ادا اپنی ہمراہ اس طرح بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو بشکل مہیب بارگاہ صاحبقران میں آئے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران بیدار ہیں خواجہ عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ ای امیر با توقیر آگاہ ہو کہ میں روح پاک عمرو ہوں
جنت سے بیتاب بیقرار ہو کے تمھارے پاس آئی ہوں افسوس ہزار افسوس میں نے اپنی جان تمھاری بہتری اور جہازوں کے بچنے
کیواسطے دیدی اور تمنے میرا فاتحہ حلوے پر نہ دلوایا تم سے یہ امید مجکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہوکے کہا ای روح برادر
خواجہ عمرو میں نے تو واسطے فاتحہ کے بہت سا حلوا بنوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا کہ فاتحہ دیدے شاید اسنے
فاتحہ نہ دیا ہوگا اب میں اور حلوا بنوا کر خود فاتحہ خوانی کرونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور ذرا سے
حلوے پر بھی اسنے فاتحہ نہ دلایا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجکو تمھارا فراق نہایت شاق ہے یہ کہکے عمرو نے ہاتھ اپنا
طرف حمزہ صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ عمرو نہیں ہے کوئی
اور ہے یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ کا گھونسا پڑ گیا
تو ای عمرو استخوان تیرے چورہ تو کیسے سرمہ ہو جاینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق میں مفت جائیگی پس بہتر یہ ہے
کہ جلد اپنے تئیں ظاہر کرو عمرو نے یہ خیال کرکے کہا ای عرب بیمروت خبردار خبردار دست نو در انگمدار لے خداکیواسطے
گھونسا نہ مارنا اور اگر گھونسا ماردیگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے ہاتھ اپنا
روکا اور پوچھا سچ بتا کون ہے خواجہ نے کہا میں عمرو ہوں امیر با توقیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مر گیا آج اسکا چالیسواں بھی ہو گیا
خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر عمرو مرا نہیں گیا زندہ ہے میں عمرو ہوں یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی
صاحبقران نے جلد ترا ٹھکے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق اور بہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ نے بھی سر اپنا
جانب قدم امیر با توقیر جھکایا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ نے کیفیت
سیر پری کی اور حالات راہ مفصل بیان کیے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملکے اور تمام حال سنکے نہایت خوش ہوے
اتنی دیر میں آثار سحر گردون پر ہویدا ہوے صدائے مرغ سحر کان میں آئی حمزہ صاحبقران نے وضو کیا بعد وضو کرنے
نماز سحر پڑھی خواجہ نے بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ میں حاضر ہوئے
اور آداب و تسلیم بجا لا کر ذنگلو پر بیٹھے صاحبقران نے سرداروں سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ میں عجب مجکو خوشی
ہوئی سبھوں نے عرض کی کہ [illegible] یہ تو فرمایئے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو کو بلایا جب سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوے ہر ایک سردار نے خواجہ عمرو سے
معانقہ کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام حال ابتداء سے انتہا تک بیان کیا سرداروں نے کہا ای خواجہ نقارہ سکندری
لائے ہم بھی دیکھیں خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو کھولا اور کہا اس نقارے کی آواز چوبیس کوس تک جاتی ہے
یہ کہکے خواجہ عمرو نے چوب نقارے پر لگائی زمین تھرائی خفتہ گان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت کی آئی
غرض حمزہ صاحبقران نقارہ سکندری کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نقارہ سکندری صاحبقران کو
دیا امیر با توقیر نے اس نقارے کو اپنے لشکر میں رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال و رگلیم اور [illegible] اور مشکیزہ
حمزہ صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال و رگلیم اور کلیجہ اور مشکیزہ حضرت الیاس
اور جناب خضر نے مجکو دیا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے اشیاے مذکور اپنے پاس رکھے حمزہ صاحبقران وغیرہ اشیاے
نادر دیکھکر مسرور ہوئے اور اسیوقت ملبوس سیاہ کے اتارنے کا حکم کیا بموجب حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اتارا بحکم
امیر با توقیر کے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمامی روز و شب جلسہ نشاط و انبساط رہا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا اور صحرا مین تسمہ پائون سے ہر ایک کا پریشان ہونا

محرران باتوقیر و رہ نوردان منازل تحریر شبدیز کلک کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح دوڑاتے ہین کہ جب فراش شب نے
کنولماے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا اور نظم

دھرا گردون نے تاج مہر سر پر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر	اُجالا چاندنی سے بڑھکو چھایا	ستارے کیا قمر نے منھ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزہ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ و سوار آمادۂ سفر ہوا لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی حمزہ صاحبقران بصد فروشان جانب ہندستان روانہ ہوئے لشکر ظفر اثر او رفوج نصرت موج ہمراہ رکاب صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران دوپہر رہروی کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول مین پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہان انسان کا ٹھہرنا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرا کی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ و اژدہے نظر آتے تھے غبار دمبدم اٹھتا تھا زمین تمازت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہوا سے گرم چلتی تھی زمین اسدرجہ حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزہ صاحبقران نے تمازت آفتاب پریشان ہوکر سرداروں سے فرمایا کہ اسی جگہ خیام برپا کیے جائین بمجرد حکم اسی صحراے وحشت انگیز مین خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہین برپا ہونے لگین بارگاہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و سرداران فوج مرکبون سے اترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہے ہرچند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر ہے تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہے یقیناً اسکے پاس روپیہ اور اشرفیان بھی ہونگی بس چلکے کسی طرح اس سے روپیہ وغیرہ لینا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اس شخص کی جانب چلے جب اس آدمی کے قریب پہونچے اس شخص نے دیکھکر خواجہ سے کہا اے بھتیجے میرے جلد آ مین تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق سے اس صحراے پرہول مین تجھسے ملاقات ہوگئی نہین معلوم تو کسطرح اس وادی پرخطر مین آیا مجھکو یہ یقین تھا کہ اس صحرا مین دو ایک روز مین مر جاونگا اور جو کچھ میرے گھر مین زر و جواہر ہے وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آگیا اب امید ہوئی کہ چندے مین زندہ رہونگا اور مال میرا سواے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر و جواہر کا ذکر سنا اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے مین چلا تھا کہ غیر مجکو اپنا تصور کرکے زر و جواہر بے طلب دیتے ہین اب کیا مجکو ضرورت ہے کہ مین بیگانگی سے انکار کرون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اے چچا جان آپکا مزاج تو اچھا ہے اس شخص نے کہا اے برادر زادہ یقین ہے کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ مین بہت چھوٹا سا تجکو چھوڑ کر سراندیپ کی طرف چلا گیا تھا جو وقت مین نے وہان مال و زر بکثرت پیدا کیا گھر کا خیال آیا سراندیپ مین ایسا دل گھبرایا کہ ایک لمحہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی و بیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہ طوفان آیا ہواے تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا مین اسی طوفان مین اپنی جان و مال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پاؤن ٹوٹ گیا مین نے دھوپ مین بیٹھکر پاؤن کو ملا اور کچھ پتے باندھے درد تو کم ہوگیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اٹھا نہین جاتا ہے اور وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ مین نے پوشیدہ کرکے رکھدیا ہے چند روز سے اس صحرا مین سواے نباتات کے اور کچھ مین نے نہین کھایا اب خداوند عالم نے تجکو بھیجدیا ہے تمام آرزو مین میری برآئینگی عمرو نے جواب [illegible] کہا جو کچھ آپ کہین مین بجا لاؤن اس شخص نے کہا اے برادر زادہ مین چاہتا ہون کہ تو مجکو اس [illegible] پشتہ پر سوار کرکے

پہنچا تا کہ مین وہ صندوقچہ جواہر کا لیلون اور تجکو دیدون پھر تو مجکو میرے مکان پر پہونچا دے خواجہ عمرو ہرچند کہ عیار تھے لیکن
بطمع زر و جواہر راضی ہوگئے اور بیٹھے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہجیے وہ شخص یہ تو چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ عمرو کی
پشت پر سوار ہوا اور اپنے پانون کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر مین خوب لپیٹا اور گھٹنون سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ ای میرے
رہوار خوش رفتار اب قدم اپنا بڑھا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب مین آکر اور اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے نہایت ہی پچھتائے
اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر چلدیجیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اُسکے پانون چھوڑانے لگے اُسنے اور زور سے
پانون کا تسمہ خواجہ کی کمر مین لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور مُنہ پر چپتین اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور پیٹھ پر
اُچکنا شروع کیا اور غصّے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہین ہے قدم بھی اُٹھاتا نہین ہے یہی خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض مین
مجھسے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت لیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اُس زشت خو کی
سنکر ساری عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بدرجہ مجبوری اور ناچاری حمزۂ صاحبقران کی جانب اس خیال سے
دوڑے کہ حمزۂ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچا لینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ لشکر کے قریب
پہونچے عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ بھی اسی مصیبت مین گرفتار
ہین بڑے بڑے بہادر مجبور و ناچار ہین اور جنکو دعوی شہسواری تھا انھیں پر ہزار ہا تسمہ پا سوار ہین جب حمزۂ
صاحبقران نے خواجہ عمرو کو دیکھا زبان عیاری مین کہا ای خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس بلا مین گرفتار
نہوے ہوگے کیونکہ تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہوگئے خواجہ عمرو نے
جواب دیا ای حمزۂ صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہین سُنا مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود وہ انسان مقدر کی
بدی سے بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہین سکتا شعر جو پیشانی مین لکھا ہے وہ اکدن پیش آئیگا۔ مٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ
کلک قدرت کا۔ حمزۂ صاحبقران نے زبان عیاری مین کہا ای خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے مقدر مین یہ مصیبت
اور گرفتاری لکھی نہوتی تو راہ بھول کے اِس صحرا مین کیون آتے اور ایسے غافل کیون بیٹھتے کہ یہ تسمہ پا ہم پر سوار ہوجاتے
حمزۂ صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب سے زیادہ مضطر اور پریشان ہے
ہرچند بار بار چیختا ہے اور چلاتا ہے اور تسمہ پا سے کہتا ہے کہ اگر تجکو سوار ہونے کا شوق ہے تو مین اپنا مرکب تجھے دیتا ہون
تو اُس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحرائے پُر خار اور بیابان دشوار گذار مین مرکب کو خوب دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا
گھوڑا مجھ سے زیادہ تیرا اس میدان مین دوڑے گا تجکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھسے دوڑا نہین جاتا ہے تونے
اس زور سے میری کمر مین اپنے پانون کے تسمے لپیٹے ہین کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہے پیٹ پھٹا جاتا ہے قدم آگے نہین
اُٹھتا ہے خدا کیواسطے ای تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑ دے تیرا احسان ہو لیکن تسمہ پا پہلوان عادی کی منت اور
خوشامد پر مطلق نظر نہین کرتا ہے اور دوڑاتا ہے اسیطرح اور سب سرداروں کا بھی حال ہے ہر ایک اسی مصیبت مین گرفتار
و مبتلا ہے بعضے لشکر کے سوار تسمہ پانون کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہوکر روتے ہین اکثر سوار لشکر کے نالہ و فریاد
بلند کرتے ہین تسمہ پا ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین اور باہم کہتے ہین بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑونکو خوب دوڑاؤ ذرا بھی
رہوار پر رحم نہ کھاؤ صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے مین دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف
کبھی نہ اُٹھائیگا آج لطف زندگی اُٹھا لو جا تک مرکبونکو دوڑا تا ہو دوڑا لو پھر کبھی ایسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب تھک کر
مرجائینگے تو ہم تم انکو بصد رغبت بھونکر پا دو نہین خوب کھائینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پاؤنکی سنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے
انجام ہم سب کا کیا ہوتا ہے خالق مطلق کی کیا مشیت ہے کیونکر ان حرامزادونسے جان بچی ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ میرا مرکب سب
مرکبون سے تیز رفتار ہے پس یہ خیال کرکے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب تیز رو مین تجھسے نہایت خوش ہوا خوب دوڑتا ہے
اب تا حیات تجھے نہ چھوڑونگا تجھی پر سوار رہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ او حرامزادے کسی تدبیر سے تجھکو ضرور مارونگا
اس تیرے دوڑانے کا تجھسے عوض لونگا یہ خیال کرکے خواجہ پھر دوڑے یہانتک کہ ایک ایسے میدان مین پہونچے جہان
صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت مین انگور کے خوشے بہ کثرت تھے اور ان خوشون سے بوجہ پختہ ہونے کے عرق ٹپک
رہا ہے نیچے ان درختون کے عرق خوشہاے انگور کا اسقدر ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہے کہ زمین پر جاری ہے اگر کوئی چاہے تو
گھڑے اس عرق سے بھرے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہے ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہین بعضے
کدو اسقدر نیچے جھکے ہوئے ہین کہ بیخ درختان انگور ہی سے ملے ہوئے ہین اکثر کدو خشک ہوکر گر پڑے ہین جب خواجہ عمرو
تاک انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پانے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے مرکب تیز رفتار جلد ایک کدو خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو
توڑ کے بنالے اور یہ پانی انگور کا اس کدو مین بھرے اور تھوڑا سا مجھکو پلادے تاکہ مین سیراب ہوکر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤن خواجہ عمرو نے
موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اسے درمیان سے خالی کرکے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اسمین مخلوط کرکے تسمہ پا سے
کہا کہ لو پیو اسنے کہا کہ میرے منہ مین چند قطرے عرق کے ٹپکادو خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منہ سے لگادیا تسمہ پانے
چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا کچھ قلب کو میرے فرحت
حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تمنے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دلکو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پانے
خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہے یہ خیال کرکے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو مین تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دلمین کہا او حرامزادے
اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا اب ضرور تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پانے کہا
کہ اے گھوڑے اب کھڑا رہ خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر مین تسمہ پا بیہوش ہوکر خواجہ عمرو کی پشت سے
زمین پر گرا ساری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا
بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران
افسوس تمنے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہوکے خون ان مسلمانون کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہر نگار پر عاشق نہوتے تو یہ طرف
نہ آتے تو یہ سب بیچارے کیون ہلاک ہوتے اور مین بھی اس مصیبت مین گرفتار نہوتا معلوم نہین حشر مین تمھارا کیا حال ہوگا
دیکھیے اس سفر کا کیا انجام اور مآل ہوگا بظاہر تو یہان سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہے حمزہ صاحبقران نے زبان
عیاری مین فرمایا اے خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہے مین اسکا ایک بندۂ گنہگار ہون وہ میرے گناہ عفو کریگا مین اس
صحرا مین عمداً اسکو نہین لایا ہون سہواً اس بیابان جانستان مین چلا آیا ہون اے خواجہ اب تم دیر نکرو جلد مسلمانون کی جان
بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤنکو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری مین عرض کیا مین ان تسمہ پاؤنکو ہرگز
قتل نہ کرونگا ان سبکا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤنکو ہلاک
کروگے تو فی تسمہ پا مین تمکو دو اشرفیان دونگا خواجہ عمرو اشرفیونکا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے اے حمزہ صاحبقران
خیر مین تمھاری خاطر سے ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار
اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤنکی لاشون سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہوچکے اور ہر ایک ادنی و اعلی نے تسمہ پاؤن سے
رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان عادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا آج مجھکو امید
جان بچنے کی نہ تھی مین تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑا دوڑا کر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے

افسوس صد ہزار افسوس یہیں مرنا ہوگا اس صحرا میں کوئی کسی کو غسل و کفن بھی نہ دیگا قبر بھی کسی کو میسر ہوگی لیکن شکر ہے خدا کا کہ سب کی جانیں بچیں اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزہ صاحبقران نے تسمہ پاؤں کی ایذا رسانی سے نجات پائی بارگاہ میں داخل ہوئے اس شب کو اسی جگہ مقام کیا کیونکہ جس قدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے
اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریوں میں اتنی قوت نہ تھی کہ منزل طے کریں

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جوہیں راقمان جلالت نشان، وہ لکھتے ہیں اس طرح یوں داستان، کہ حمزہ صاحبقران مع مردان لشکر اس صحرائے وحشت اثر میں بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجا لائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ گئے تھے اور صحرا میں جا چھپے تھے وہ بھی آئے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب قرار ہزارہا اشرفیاں دیں سرداروں نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ و سفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ و سفید لیکر اپنے قبضے میں کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اس صحرائے ہول خیز میں ہر ایک کو اور زیادہ وحشت ہوئی آخر بہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پر نمایاں ہوئی تاریکی شب دور ہوئی
بیت ہوا خورشید جب مشرق سے پیدا ۔ جہان میں ہر طرف پھیلا اجالا ۔ صاحبقران نماز سحر تو پڑھ چکے تھے سرداروں کو بلا کر فرمایا یہاں سے سامان کوچ کرو سرداروں نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ و خرگاہ اٹھا لہ بارگاہ لادا گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بشوکت و شان سوار ہوکے روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار میں عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اترنے کا حکم دیا بمجرد حکم مردمان لشکر ٹھہر گئے اور گھوڑوں سے اترے ملازموں نے جلد جلد خیام ایستادہ کیے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزہ صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اتر کے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبوں سے اترے اور گرد راہ سراپا سے دور کرکے خیام میں راحت پذیر ہوئے لشکریوں نے اپنے بستر لگائے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے جو طرف صحرائے سبزہ زار کے نظر کی دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہے کہ تمام دشت فرش سبزہ نوخیز سے زمرد رنگ ہے اور گنبد فیروزہ رنگ بمقابلہ سبزہ صحرا شرمندہ ہے غزال روح کو وہ سبزہ نو دمیدہ بدل مرغوب ہے اور نظر دیدہ ناظر کو وہ سبزہ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہے لیک اس سبزہ نوخیز کی دل ناظرین کو مانند معشوق سبز رنگ کے مثل حنا پامال کرتی ہے اور تازگی سبزہ آئینہ خاطر مکدر سے بکثرت صیقل مسرت فرحت زائل زنگ رنج و ملال کرتی ہے مرغ دانا جان کو وہ سبزہ زار دام مسرت میں گرفتار کرتا ہے اور صیاد سبزہ طائر دل کو دام راحت میں اسیر کرتا ہے مرغان خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے کرتے ہیں غزالان شبک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہیں حمزہ صاحبقران اس صحرا کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے مع اپنے سرداروں کے اس صحرائے سبزہ زار میں تا شام شکار کھیلا ہزارہا جانوروں اور آہووں کا شکار کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ کے قریب میلے کے زمانے میں پہونچے تھے اس وجہ سے اطراف و جوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جا کر جمع ہوتے تھے اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ کسی تاریخ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے انکو غم و رنج سے نجات بخشی تھی اور بالائے کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہے غرض دور دور سے مردم بقصد آرزو و اشتیاق آتے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بروز معین زیارت قدمگاہ آدم

کی کرتے ہین خواجہ عمرو کو حال شہر کا معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر بہنگام سحر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر کہنے لگے
کہ اگر حکم ہو تو کوہ سحر اندیپ کی سیر کر آؤن اور وہان کے حالات سے مطلع ہون امیر بآتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو سیر کوہ
سحر اندیپ کی کرکے جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا مین سیر کرکے جلد چلا آؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب شہر کوہ سحر اندیپ
پہونچے دیکھا کہ صدہا آدمی جمع ہین ہزارون آدمی چارون جانب سے چلے آتے ہین دکانداروں دکانین لگائے بیٹھے ہین کسی طرف حلوائی شیرین ادا
چرب زبان دکانون پر بیٹھے ہین مٹھائی انکی دکان پر ایسی نفیس و نادر چینی کے تھالون مین رکھی ہے کہ سب شیرین سے بھی زیادہ
شیرین ہے اور جان شیرین سے بھی بہرجا بہتر ہے پیڑے بوسہ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہین اور شکر پارے شیرینی معشوق کے
کام و دہن کو حلاوت دینے والے ہین حلوا اسقدر شیرین ہے کہ اگر گرسنہ بھی کھائے تو ذرا سے مین سیر ہو جائے اسکی شیرینی سے
منہ بھر جائے حلوے کام جان اسقدر شیرین ہے کہ جب نظر اس حلوے پر کسیکی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے اس حلوے سے چپٹ
جاتی تھی اور اس حلوے سے جدا نہین ہوتی تھی جلیبیان ایسی شیرین تھین کہ اگر کوئی شلوان جلیبیون کو کھائے شیرین سخن
ہو جائے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی ہنگام جان کنی شیرینی برفی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جائے کعب غزال اسقدر
شیرین تھے کہ انھون نے شیرین دہنون اور آہو چشمون کو اپنے دام شیرینی مین گرفتار کیا ہے ایک طرف میوہ فروش دکانین
لگائے بیٹھے ہین ہر ایک میوہ انکے پاس مثل میوہ جان کے شیرین ہے ہر ایک سیب زنخدان معشوق خوشتر ہے کیہون ہم الگفہ
رنگ و بو مین بہتر ہے اور خوشہ انگور مانند عقد پروین کے ہین اور ترنج ایسے ہین کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت یوسف کے حسن و
جمال کو دیکھکر اور محو ہوکر کارد سے بجائے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اسی طرح حضرت یوسف بھی اگر انکو کاٹین تو ایسے
محو ہون کہ بعوض ترنج اپنی انگلیان کارد سے قلم کرین شفتالو ایسے شیرین ہین کہ جان شیرین خریدارون کی قربان ہے
کیلے بصورت ہلال ہین مشتری بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کھل ایسے خوشنما اور شیرین ہین کہ مشتریان دانا و فہیم انکے دام
ذائقہ مین مبتلا ہین دانہ ہائے انار رشک گوہر آبدار ہین بہزار آرزو لعل بدخشان انکا خریدار ہے بادام رشک دیدہ معشوقان خوش نظر دکھائی دیتا
نظر آتے ہین پستے لب نازک حسینان جہان سے خوب تر ہین کسی سمت بزاز بعد انداز فرش اطلس سرخ کا بچھائے طرح
طرح کے کپڑے لیے دکانون پر بیٹھے ہین ہر ایک طاقہ انکے پاس خوبی مین طاق ہے اور شہرہ آفاق ہے حسن یوسف انکو پاس
ایسا ہے کہ نقد دل سے زلیخا بھی خریدار ہوئی اور سامنے اطلس سرخ بزازون کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہے تھان دیبا
و حریر و پرنیان کے انکے پاس ایسے نفیس ہین کہ معشوق گلبدن انکو پسند کرتے ہین بجوہان انکی دکانون پر ایسا ہے کہ رنگین
راجون کو نہایت ہی مرغوب و مطبوع ہے پرند چینی انکے پاس ایسی ہے کہ طائران گلزار رنگ بے اختیار اسکے گلون کو دیکھکے قریب
انکے بیٹھتے ہین خصوصا بلبلین پرند چینی کے دام عشق مین گرفتار ہوتی ہین تافتہ بوٹہ دار کے سامنے تافتہ بوٹہ دار صبح کو
صفائی حاصل نہین ہے خریدار پارچہ خش و باریک لے رہے ہین دلال خریدارون کو کپڑا دلوا رہے ہین دکاندار بے
اسطرح کہ رہے ہین بلیت یہ تھوڑی اتنے ارسے تر جیسے نمونہ وہ بھی نینسکہ کا مول کرو خریدار سے سودا کرو اتنا غصہ کرو
گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہین بنتی کا وقت دام کے دام دس پانچ گز کپڑا بیچو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہمکو فی گز بھی
کم نہ دینا دکاندار کہتا ہے کیون اسقدر کلام کو طول کرتے ہو جو تم سے کہدیا ہے اس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس کپڑے کو
مل ملکر دیکھو اور خریدار کو دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہے کلپ مطلق نہین ہے کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہین
دکانین انکی تختہ ہائے چمن معلوم ہوتی ہین کسی جانب شمع فروش سفید پوش شمعین موم کی اور کافوری اور اگر کی بتیان
لیے ہوئے دکانون پر بیٹھے ہین دکانین انکی خوشبوے اگر سے معطر ہین کہین تنبولی سبزہ رنگ تختون پر بیٹھے ہین گلوریان
بنا بنا کر خریدارون کو دے رہے ہین خریدار گلوریان کھا رہے ہین کسی جا کبابی بیٹھے ہوئے ہین سیخون پر کباب

[illegible]

چڑھے ہوئے ہیں نیچے سیخون کے آگ ہے اکثر خریدار کباب لے رہے ہیں کبابی یہ کہکر خریدارون کو بلا رہے ہیں چٹپٹے ہیں کباب گرماگرم کسی طرف محلہ میں میوہ فروشون کی نارنگیان اور کوے سیب وہی امرود ناسپاتی وغیرہ ٹوکریون میں لیے ہوئے بصد ناز و انداز بیٹھی ہیں نوجوان کا انکی دکانون پر ہجوم ہے کوئی جوان عاشق خصال انکے سیب ذقن کو دور سے بنظر حیرت دیکھ رہا ہے کوئی جوان خوشرو انکے انار پستان کو دیکھ دیکھ کے کف افسوس ملتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ انار کیطرح ہاتھ آجائین تو میرے نخل تمنا میں ثمر آجاے دلکو قرار ہو جان جسم زار میں راحت پاے کسی سمت ساقیین خورشید جمال مہ تمثال بناؤ سنگار کیے ہوئے تختون پر بصد حسن انداز بیٹھی ہین سامنے انکے حقے رکھے ہین نشے بازون کا انکے پاس مجمع ہے چرس کی چلمین و بیدم بھروا کے پی رہے ہین نشے مین جھوم رہے ہین ساقیون کی طرف نظر کرکے خیال گا رہے ہین ایک نشہ باز

ساقن کے حسن و جمال پر مفتون و فریفتہ ہو کر یہ مخمس پڑھ رہا ہے مخمس

ہنسنا گھڑی گھڑی کا دیسے بھلا ہی دینگے | وہ بات ہم کرینگے تم کو سنا ہی دینگے | پھر اپنی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگے
رشک عدو ہمین دیکھو جاتک گنوا ہی دینگے | تو جبو تھو جانتے ہو اک دن دکھا ہی دینگے

پامال کیا کرینگے وہ شوخ و شنگ ہوکر | لاوینگے رنگ ایسا اک روز تنگ ہوکر | تڑپینگے دیکھنے کو حسرت سے دنگ ہوکر
اڑ جاینگے جہان سے عاشق کا رنگ ہوکر | نقش قدم نہیں ہیں جسکو مٹا ہی دینگے

فریاد بیکسی ہین رو لینگے کسکو دربان | آئینگے سرمہ کھا کے حسرت نصیب حیران | دیکھینگے رنگ محفل سبکی نظر سے پنہان
آواز کیطرح سے بیٹھینگے آج غم جان | دیکھیں تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے

اک ہم ہین جس سے ہر دم نفرت کی گفتگو ہے | رنجش گھڑی گھڑی ہے دشنام دوبدو ہے | کہتے ہین بحث اسکو کیا دھوم کو بکو ہے
غیروں کی جستجو ہے ہر وقت آرزو ہے | یہ یاد وہ نہیں ہے جسکو بھلا ہی دینگے

کیونکر خبر کرین ہم داغ نہان سے اپنے | پڑتے ہین لب پہ چھالے سوز بیان سے اپنے | مانند شمع روشن سب ہے عیان سے اپنے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے | یہ آگ وہ نہیں ہے جسکو بجھا ہی دینگے

تصویر کی طرح ہم اس بت کے روبرو ہین | حیرت سے لب پہ اپنے رکھتے سدا رفو ہین | کیونکہ کہہ سکے ناحق حجاب خندہ جو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین | وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

تسلیم کیطرح ہون رحمت نصیب منزل | رکھتے ہین ہم لبین اعدا بیجا خیال باطل | بیکار کاوشون سے ہوتا ہے خاک حاصل
آنکی گلی سے جانا اب ہے تسلیم مشکل | ہون ہم نشان و فتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

نشہ باز مذکور نے یہ مخمس پڑھکر چرس کی چلم پی دھوان مثل دود آہ دہن سے نکالا اور چلا گیا خواجہ عمرو اس نشہ باز کا مخمس سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک جانب چند ہندو بیٹھے ہین طفل و جوان ان ہندوؤن مین جھول رہے ہین ہنڈولا مثل آسمان کے اپنی گردش سے ہر دم طفل و جوان کو بلندی و پستی دکھا رہا ہے پھر خواجہ نے ایک طرف یہ دیکھا کہ چند خیام ستادہ ہین خیام مین فرش نفیس بچھا ہوا ہے اسباب ضروری موجود ہے چند نازنینان خوشرو سیمتن غنچہ دہن گلپیرہن لباس پر تکلف زیب تن بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہین عشاق کا مجمع ہے کوئی عاشق اپنے معشوق حسین سے مخاطب ہوکے یہ اشعار پڑھ رہا ہے اشعار

نہ موت آتی ہے ظالم نہ جان جاتی ہے | بٹھاؤن دل پہ ترے سکہ وفا کیونکر
زبان پہ آسکے مرے حرف مدعا کیونکر | رہا ہے مجھے خاک مین کسی کا سکوت
یہ ضعف ہے کہ نہیں منہ تک نالہ آسکتا
بلند ہو لب فریاد کی صدا کیونکر

کوئی شیفتہ اپنی محبوبہ کے روبرو یہ غزل پڑھکر اپنا حال بیان کر رہا ہے غزل

تنگ چنوانے لگی ہم سے جدائی آپکی | خود دکھاگا کون لیگا جز خدائی تجھے
باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی
دیکھیے دکھ جائیگی نازک کلائی آپکی

آپکی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات | دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپکی | آپکی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال

جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپکی

کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہوکے اپنی محبوبہ سے کہہ رہا ہے شعر گرانے نظرون سے بے سبب یون نہ بقول احسان عمر دون کا ۔ یہ دل وہی ہے کہ جسمین ظالم تری تمنا سدا رہی ہے ۔ مصادق ایک خیمہ مین

روبرو اپنے معشوق ترشرو کے کتنا ہی شعار
تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین کھلتے

باور نہین آتا طپش سوز درون کا
عقدے مرے دلکے بھی تری بند قبا ہین

دیکھو مرے دلمین یہ چھپوئے نہین کیا ہین
اک برگ حنا کیا چمنستان جہان مین

ایسے تو ہزارون ترے پامال جفا ہین

خواجہ عمرو اشعار مندرجہ سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ مین ایک مہجبین بیٹھی ہے گرد اُس شمع رو کے پروانہ دار عشاق ہین او ۔ وہ نازنین سراپا تمکین یہ غزل گا رہی ہے غزل

کھولدو گلشن مین الکدن شبو کاکل کے پیچ

دو قدم چلکر ملا وہ خاک مین سنبل کے پیچ
ایسی کھائی محتسب نے میکدہ مین آج دھول
چلگیا جس روز اپنا سامنے اُس گل کے پیچ

فصل گل مین گر اسیر دام ہو افسوس کیا
آرہا دستار کا گردن مین ہر سلکے کھل کے پیچ
وہ کہان تحقیق اپنی وہ کہان تسلیم فوق

سیکڑون ایسے ہین گلچین قسمت بلبل کے پیچ
مار ہو پھرتے ہونگے گلیون مین برنگ خار غیر
خاک ہم سمجھین کلام شاعر عامل کے پیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہان سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختون کے سایہ مین فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین سنگترے چھل رہے ہین افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکون کا ڈھیر ہے مکھیان بھنک رہی ہین ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب دوسرا کوئی افیونی اُس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح مین نے پیا نہین ہے جب مین پی لونگا تو تمکو بھی دونگا مین نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تمباکو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے ارے حقہ چھوڑو مین نے افیون ابھی پی ہے نشہ خاک بھی نہین ہوا ہے یہ کہکے حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا تو اس رت ہوئے سامنے یارون کے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنا کیے آخر وہ قصہ شش قصۂ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہان سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہین دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہین کہین کھلونے مٹی کے بک رہے ہین بساطی دکانین لگائے بیٹھے ہین کہین فقیر اتیت کھپر سلگائے پھرتے ہین سوانگ تختون پر سوار ہین آگے آگے انکے ڈھول اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہین سوانگ رسول او سیف وغیرہ نکلتے ہین اکثر اہل زر فیلون اور گھوڑون اور ہاتھیون پر سوار ہین تماشا میلے کا دیکھ رہے ہین میلے مین کثرت ازدحام سے کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجیب میلہ تھا یہ نقشا تھا ابیات

پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

ڈلیان مصری کی جیسے بے آب
خوشرنگ عجب مٹر کی پھلیان
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
بازار مین قبضہ کو تھے اگنشا

نظارۂ نیشکر سے دل شاد
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر
دلسے کوئی داستان بناکر

معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر

جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر

خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھکر قصد کیا کہ پہاڑ پر جاکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرون یہ خیال کر ہی رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اسمین ایک بزرگ تشریف رکھتے ہین چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی پر انکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ مین تسبیح ہے لب ذکر خدا مین جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ یہ بیشک مسلمان ہین اور خدا شناس ہین ناگاہ وہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مردم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کاندھے سے اُتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ ڈرتے کیون ہو مین تسمہ پا نہین ہون میرا نام سام ہے اور مین بیٹا حضرت نوح کا

ہون عجب کو مجھے بشارت ہوئی کہ مجھکو خواجہ عمرو تمہارے پاس آئینگے مین تمہارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی سنکے قریب گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کیا پھر ایک گز نکال کے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے خواجہ اُس جگہ اس گز سے زمین گز بھر ناپ کے کھودو جو کچھ نکلے وہ تم لے لو خواجہ عمرو نے موافق اُنکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک لعل بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھ نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر مین رکھکر جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ بہت سے لعل ہاتھ آجائین جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہو کر خدمت مین سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا کہ یہ لعل مجھکو ملا ہے سام نے فرمایا خواجہ عمرو اس لعل کو لے لو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرو خواجہ عمرو نے عرض کیا مجھکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہین ہوتی ہے کیونکر جاؤن اور کسطرح زیارت سے مشرف ہون حضرت سام نے فرمایا اے خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہے یہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہے اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤ گے تو ضرور قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤگے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوئی کیونکہ ہیبت صفائی مین وہ صورت نور تھا * نہ چرخ غیرت وہ طور تھا جب خواجہ عمرو قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت تحفہ ہے اور اُس احاطہ کے اندر ایسا گلشن ہے کہ باغ جنان بھی اُس سے محجوب ہے ہزار و ہزار گلہائے رنگارنگ [illegible] شگفتہ ہین مرغان خوش نوا درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہین بلبلین نغمہ سرا ہین اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہین ہر ایک سرو قامت شوق سے بہتر ہے زیر درختان گل فرش ہو رہا ہے تھالے درختون کے پانی سے بھرے ہوئے ہین نہر سلسبیل کے مانند جاری ہے خواجہ عمرو سیر گلشن کر کے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدمؑ ہے وہان بہت سا جواہر بھی رکھا ہے خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بصد ادب چوما اور آنکھین اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملین اور وہان کے غبار کو سرمہ سے بہتر جانکر اپنی آنکھون مین لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہان سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال پوتے کو پہونچ سکتا ہے یہان کوئی دیکھنے والا بھی نہین ہے یہ خیال کر کے گلیم بچھائی اور تمام جواہر دونون ہاتھون سے سمیٹ کے گلیم مین باندھا اور گلیم اُٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہو گئے زمانہ آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا گھبرا کے بیٹھ گئے گلیم سے تمام جواہر اُسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہو گئے خواجہ نے لالچ سے پھر گلیم مین سب جواہر باندھا اور اُس احاطہ کے دروازہ سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچنے پائے تھے یکایک پھر آنکھون سے بینائی جاتی رہی عاجز ہو کے جواہر گلیم سے پھر ڈالدیا بمجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھون مین بصارت آگئی خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازے پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر یہ جواہر لیکر چلنا چاہیے غرض یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھدی اور جواہر کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کے دروازہ کو دروازے پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کر کے پھر جواہر گلیم مین سمیٹ کے باندھا اور گلیم اُٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہو گئے دروازہ اور کلاہ کو ہر چند آنکھین مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ دکھائی دی اُسوقت خواجہ عمرو نے منہ اپنا طرف قدمگاہ کے کر کے کہا اے دادا جان آپکو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب نہین ہے مین تو آپکا نور نظر پارۂ جگر ہون کوئی غیر نہین ہون میرے حال پر رحم کیجیے یہ جواہر آپ کیا کیجیے گا مجھکو لیجانے دیجیے بزرگون کا مال و اسباب چھوٹون ہی کیواسطے ہوتا ہے ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو آیا ہون پہاڑ پر مر مر کے چڑھا ہون آپکی قدمگاہ کو مین نے بصد ادب چوما ہے آنکھون سے لگایا ہے فاتحہ خوانی کی ہے اب مجھکو

بھی ہم لازم ہے کہ میری شفقت اور سعادتمندی پر نظر کرکے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہوکے یہ جواہر دیدیجیے مجکو بجانے دیجیے دیکھیے دادا جان مجکو اندھا نہ کیجیے مجکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجیے گا میرے دلکو خوش کیجیے گا یہ مجکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجکو اندھا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے ہرچند قدمگاہ حضرت آدم کی جانب منھ کرکے منت وسماجت کی اور جواہر کے بارے مین کہا لیکن آنکھین بینا نہوئین آخر بدرجہ ناچاری ومجبوری خواجہ عمرو نے افسوس کرکے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم اور ہوشیار ہین انکا مال کسی طرح ہاتھ نہ آئیگا یہ اپنا مال مجکو نہ دینگے نہین معلوم کیا کرینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے الٹے پانون پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر رکھدیا جواہر کے رکھتے ہی آنکھونمین روشنی آگئی ہم تاج اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر رکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آگیا تھا خواجہ عمرو نے ملول ہوکر وضو کرکے اسیجگہ نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے اسمقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ وزاری واسطے اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اسی عالم اشکباری اور گریہ وزاری مین خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر مین بند ہوگئین دیدہ باطن وارہے یکایک اسی عالم غفلت مین عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ والا رتبہ خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہین ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب ہے اور سب بزرگ بنظر شفقت مجکو دیکھ رہے ہین انمین سے ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کرم کرکے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجب جامہ ہے اسکو دیو جامہ کہتے ہین اسکے پہننے سے جمیع بلیات وآفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خباثت وجنات سے تجکو نہ پہونچیگا اور اسمین جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمین ڈال لیگا تو سما جائینگی اور فورا غائب ہوجائینگی اور سوا اسکے نگاہ داشتہ کے جس شی کی تجکو ضرورت ہوگی اسمین سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہیگا کہ دادا آدم میری شکل فلان شخص کی صورت ہوجائے فورا ویسی ہی شکل تیری ہوجائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کرنا اور جب چاہنا اسیطرح اپنی اصلی صورت پر آجانا یہی زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان مین چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام میرا آدم ہے خواجہ عمرو یہ ارشاد حضرت آدم سنکے اور دیو جامہ اسی عالم غفلت مین لیکے آداب بجالائے اور سر واسطے قدمبوسی کے جھکایا پھر حضرت دانیال وحضرت اسحاق اور حضرت داود علیہ السلام نے نظر کرم کرکے مندھی بھتوا اور رجام اور پاتابہ سقرلاطی اور قنطورۂ زربفتی اور تازیانہ اور گوپھن عیاری اور چار میخین آہنی اور وغیرہ اشیا مرحمت فرمائے ان اشیا کے اوصاف آگے داستانون مین بیان کیے جائینگے بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کرم کرکے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب مثل تیرے نہ دوڑیگا رہوار بھی دوڑنے مین تجھ سے مقابلہ نہ کرسکیگا اور اب تو دوڑنے مین نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ حضرت داود نے لعاب دہن اپنا گلوے عمرو پر لگا کر فرمایا کہ اے عمرو اب تیرے مثل دنیا مین کوئی شخص خوش آواز نہوگا الحاصل خواجہ عمرو دو پیغمبرون سے تو نظر کردہ ہوچکے تھے اب پانچ پیغمبرونکے کردہ ہوئے جب اشیاے مرقومہ پیغمبران موصوف سے دستیاب ہوچکین خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزین پاس رکھی ہین خواجہ ان اشیا کو دیکھکر خوش خرم ہوئے اور دیو جامہ پہنے اور جملہ اشیا زنبیل مین رکھکر پہاڑ سے اترے اور خدمت حضرت سام مین آئے اور اشیاے مذکور کو دکھاکر تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو یہان بھیجو تاکہ انکے مقدر مین جو کچھ ہے وہ انکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اثناے راہ مین امتحانا زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت مین زیادہ طویل القامت ہوجاؤن اور رنگ میرا قیر سے بھی زیادہ سیاہ ہوجائے اور جبتک مین کوتاہی قامت کی درخواست نہ کرون قد میرا کم نہو اور صورت اصلی ظاہر نہو خواجہ عمرو ابھی یہ کہنے نہ پائے تھے کہ دفعتہ قد بڑھ گیا خواجہ نے آئینہ مین جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ ایسا مہیب

نظر آیا کہ خواجہ اپنی صورت سے خود خائف ہوئے اور پھر آئینہ نہ دیکھا اور زنبیل پر جلد ہاتھ رکھکے کہا یا دادا آدم مجھکو اپنی صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے اب میری اصلی صورت ہو جائے اور قد بھی جتنا تھا ویسا ہی ہو جائے بمجرد کہنے خواجہ کے قد اور رنگ خواجہ کا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا خواجہ نے پھر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ میں جب چاہونگا شکل اپنی اسیطرح تبدیل کر لیا کرونگا یہ خیال کرکے اور کچھ سوچ کے خواجہ عمرو نے پھر زنبیل پر ہاتھ رکھا اور کہا اے دادا آدم صفی اللہ جیسی صورت میں چاہتا ہوں ویسی ہی صورت اور قد میرا ہو جائے بمجرد اس کہنے کے جیسی شکل خواجہ کو منظور تھی ویسی ہی صورت ہو گئی خواجہ عمرو اسی صورت سے قریب لشکر پہنچے اور ڈف نکال کر بجانے لگے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت سیاہ فام بیٹھا ہوا ڈف بجاتا ہے اکثر اہل لشکر مجتمع ہو کر سننے لگے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ اہل لشکر مجتمع ہو گئے اور صدائے ڈف سن رہے ہیں اس وقت خواجہ عمرو نے ذہن یہ غزل گانی شروع کی

غزل

پھونکتی کیا نالۂ سوزاں سے گھر صیاد کا
آج کچھ بہت برا ارادہ ہے شب فریاد کا
کیا الگ رہتا ہے عاشق کو ملا کر خاک میں
گھر ہے گلچیں کا بسا آباد گھر صیاد کا
کیا حرارت تھی کہ رگہائے جنوں سب جاگ اٹھیں
دل ابھی سے توڑنا اچھا نہیں فصاد کا
شام کو جو دیکھتے ہیں صبحدم وہ کچھ نہیں
ہوں معلم قیس کا استاد ہوں فرہاد کا
تھا وہ غمگیں وہ یا شکر تو یہ عیش بھی
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا
اوج سے اپنی پشیماں ہوتے ہیں بیداد گر
صبحدم دیکھا تھا میں نے سرخ منھ جلاد کا
یاد کیا پردہ نشیں کی آئی عصمت مجھے
آدمی ہوتا نہیں ممکن کسی ہمزاد کا
باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی ہے قتل
بجھ گیا صحن چمن جو پڑا صیاد کا
دیکھتا ہوں بیکسی کا اپنی جو بن وقت قتل
پاسباں ہے غول میرے خانۂ برباد کا
بیڑیاں لاتا ہے پہنانے مجھے ایسی کر دعا
رو دیے ہم دیکھ کر خالی قفس صیاد کا
کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد

حوصلہ ہی حوصلہ تھا بلبل ناشاد کا
مرتے دم بھی ساتھ تھی برگشتگی تقدیر کی
چرخ بھی شاگرد ہے تیرے ستم ایجاد کا
دست گلچیں خشک ہو کر رہ گئے صد شکر ہے
پانی پانی ہو کے نشتر رہ گیا فصاد کا
اپنی غفلت نے بھلایا دل سے عارض کا خیال
خواب کا نقشا ہے نقشا عالم ایجاد کا
منھ پہ چھینٹی ہے ہوائی بے ترے گلزار میں
شور ماتم ہو گیا نغمہ مبارکباد کا
یاد آتے ہیں لحد میں حسرت و اندوہ و غم
سرنگوں پایا ہمیشہ چرخ بے بنیاد کا
بدگماں جلاد کی غیرت سے میں ہوں آب آب
آگے لب تک آکے رہا نالہ دل ناشاد کا
عشق ہے تاثیر نے بخشی ندامت اسقدر
زخم گل شاہد ہے چہرہ نکہت برباد کا
جب ملی اگر گلے سے زخم تن خنداں ہوئے
آئینہ ہے منھ مجھے نا مہرباں جلاد کا
قید سے آزاد ہیں رنگیں مزاجان چمن
اے جنوں تجھکو مبارک ہو قدم حداد کا
شعر جاہل پر زبل روشن سے نکلے داد کیا
ہر بشر کے ساتھ اک جاسوس ہے ہمزاد کا

کہدیا کیا تیرہ بختی نے کہ بن سکتی نہیں
حلق پر پھر پھر گیا منھ خنجر جلاد کا
ظالموں نے کر دیا خالی گل و بلبل سے باغ
صبر ٹوٹا عندلیب آشیاں برباد کا
اے جنوں طوق و سلاسل پر کشش کھینچیں شوال
خود فراموشی نے گھر لوٹا تمہاری یاد کا
مجھسے دونوں سیکھے دشت و کوہ میں آداب عشق
رنگ میرا ہم سفر ہے نکہت برباد کا
نالہ کیسا کہ رہی ہے گل سے بلبل باغ میں
داغ دل پر ہے متاع خانۂ برباد کا
کیا نحوست تھی جہری کا سا ساماں پھر گیا
زخم نے پانی چرایا خنجر فولاد کا
فیض صحبت کے کوئی آدمی ہو کی کیا مجال
روز و شب آنچل ہے منہ پر نالہ و فریاد کا
بخت بلبل ہے کہ میں ہے فصل گل آئی نہیں
ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا
خاک بھی ہو کر دل پر داغ ہے آتش فشاں
خار سے الجھا نہ دامن نکہت برباد کا
وہ ہوا خواہ اسیری ہے کہ آزادی کے بعد
دم بھرے آئینہ کیونکر گوہر مادر زاد کا
خواجہ عمرو نے جو غزل پڑھی یہ بالحان

داد دی فرمان گا دی بعض بعض اہل لشکر مستانہ وار جھومنے لگے اکثر لشکری بصورت ساکت ایسے محو ہوئے کہ انکو کچھ دین و دنیا کی یاد نہ رہی اکثر سوار غزل سنکے لشکر میں آئے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جاکر عرض کرنے لگے کہ اسوقت

عجب ایک ڈفنواز آیا ہے کہ غلامون نے کبھی کسی کو ایسی ڈف بجاتے اور گاتے نہین دیکھا اور نہ سنا اسکی ڈف بجانے اور گانے سے دل بیچین ہو جاتا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ ہر دم اسکی آواز ڈف سنا کرون حمزہ صاحبقران نے فرمایا جلد اس ڈفنواز کو ہمارے روبرو لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور ڈفنواز مذکور سے کہنے لگے کہ چل تیری تقدیر نے یاوری کی حمزہ صاحبقران نے تجکو بلایا ہے اگر تیرے گانے سے خوش ہونگے تو بہت تجکو انعام دینگے تو مالا مال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی ڈفنواز کو تقریر اُن سوارونکی سنکے زمین سے اٹھا اور ہمراہ سوارونکے خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوا اور آداب بجا لایا امیر با توقیر صورت مہیب ڈفنواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس ڈفنواز کی عجب شکل ہے کہ آجتک ایسی شکل کا کوئی آدمی نہین دیکھا علاوہ درازی قامت کے اسقدر کالا ہے کہ زنگیون سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہے دن کو اسکی صورت سے وحشت ہوتی ہے اگر کوئی اس ڈفنواز کو ہنگام شب دیکھے تو عجب نہین کہ خوف سے فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپ کے مر جائے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے ڈفنواز ہمنے تیری ڈف بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سوارون سے تعریف سنی ہے پس ہمارے سامنے مجھ ڈف بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا ڈفنواز بموجب حکم حمزہ صاحبقران بیٹھ گیا اور ڈف بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

منت احباب کی حاجت نہیں مر کر ہمین
آرہے تھے نیند کے جھونکے تہ خنجر ہمین
نالہ دل ہی نہیں درد جگر بھی کس لیے
آزماتا ہے کسی بے رحم کا خنجر ہمین
آسمان نے خاک مین آخر ملایا بے کفن
ساتھ پھرتا ہے لیے ہر آبلہ سر پر ہمین
گر یہی کاہش رہی تسلیم مر کر دیکھنا

غسل میت دے رہی ہے آب چشم تر ہمین
بیخودی مین ہوش باقی کی خلش اب بھی نہین
رکھتی ہے عمر و در وہ آپ سے باہر ہمین
چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
جان بھی لیکر نہ دی دو ہاتھ کی چادر ہمین
اُٹھکے کس مہر درخشان سے ملینگے صبح کو
قبر سے سنوائیگا ضعف تن لاغر ہمین

بنگئی گہوارہ رحمت زمین قتلگاہ
اور کوئی جام بھر دے ساقی کوثر ہمین
تیرے صدقے تحت جانی دیکھنا غفلت نہ ہو
خوش بہت ہوگی زمین آغوش مین لیکر ہمین
برہنہ پائی ادا کرتی ہے شرط ہمرہی
مثل شبنم عادت پرواز ہے بے پر ہمین
جب غزل مرقوم ڈفنواز سے صاحبقران نے

سنی نہایت خوش ہوکے پوچھا اے ڈفنواز تیرا نام کیا ہے اور تو کس ملک کا رہنے والا ہے ڈفنواز نے عرض کیا خداوند نعمت سب مجکو محمود سیاہ تن کہتے ہین باشندہ سراندیپ کا ہون فرمانروا ہندوستان اکثر مجکو اپنی بزم مین بلواتا ہے اور میرا گانا سنتا ہے اور انعام دیتا ہے لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہین دیتا کہ مستغنی ہو جاؤن اور کسی امیر اور رئیس کے در پر نہ جاؤن خدا حضور کو سلامت رکھے مجکو امید ہے کہ حضور خسرو ہندوستان سے زیادہ انعام دینگے کیونکہ حضور قدردان ہین اور عالی ہمت ہین حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارن بخت سے فرمایا کہ اس ڈفنواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ مین لیجاؤ اور اس سے کہو جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اٹھ سکے لیلے قارن بخت بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران محمود سیاہ تن کو خزانے مین لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اٹھ سکے اس خزانے سے لیجا محمود سیاہ تن نے حمزہ صاحبقران اور قارون بخت کو دعائین دیکر جال اپنی بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے اٹھا اٹھا قریب جال کے رکھے قارون بخت نے کہا اے محمود سیاہ تن تونے تو تمام خزانے کے صندوق اٹھاکے لیجانے کا قصد کیا اگر تجسے یہ سب صندوق زر سرخ و سفید کے اٹھائے نہ جائینگے اور تم ان سب صندوقونکو اس جال مین باندھکے لیجا سکتے ہو بیکار اسقدر ہوس کرتے ہو پس بموجب حکم حمزہ صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید تجسے اٹھ سکے لیلو اور اپنے گھر چلے جاؤ اور سب صندوقونکو اٹھاکے خزانے مین رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا مین آتا ہی روپیہ لونگا جسقدر مجھسے اٹھ سکیگا آپ ذرا دیکھا کیجیے قبل از وقوع واقعہ خفا نہو جیے اگر مجھسے یہ سب صندوق نہ اٹھ سکینگے تو مین لیجاؤنگا یہین چھوڑ جاؤنگا قارون بخت نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہے یہ خیال کرکے قارون بخت دیکھنے لگا

محمود سیاہ تن نے کل صندوق خزانے کے زیر و بالا جال میں رکھے پھر جال کو اٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور ارادہ
جانے کا کیا قارون بخت یہ حال دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا اے محمود سیاہ تن ذرا ٹھہر جاؤ
جبتک ہم آئین تم یہان سے نہ جانا یہ کہکے اور لشکر کے سوار اونکے واسطے روکگئے محمود سیاہ تن کے معین کیا بیٹھا بانہ حمزہ صاحبقران
کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر با توقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اٹھا کر لیے جاتا ہے نہیں معلوم محمود سیاہ تن
جن ہے یا دیو ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے مجھکو نہایت حیرت ہے مین نے ابھی اُسکو جانے نہیں دیا ہے حکم ہو تو اُسکو تمام خزانہ لیجانے
دون ورنہ اُس سے چھین لون اور نہ لیجانے دون جب یہ گفتگو قارون بخت کی حمزہ صاحبقران نے سنی خیال کیا
کہ یہ کام سوائے خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہیں ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ اپنے قد کا بڑھانا بھی کہین سے سیکھ کے آیا ہے
کوئی شے اُسکو ایسی دستیاب ہوئی ہے کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہے یہ خیال کر کے
حمزہ صاحبقران بارگاہ سے خزانے مین تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے واہ بھائی کیا صورت
تبدیل کر کے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے ہنسنے لگے اور تمام صندوق جال سے
نکال نکال کے جہان رکھے تھے پھر رکھدیے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگے کہ اے دادا آدم اب میری صورت جیسی تھی
ویسی ہی ہو جائے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارون بخت اور جملہ سرداران لشکر کے سوا یہ کیفیت
دیکھکے نہایت متحیر ہوئے حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا کیا
اشیا تمکو ملین خواجہ عمرو نے جو چیزین کوہ سراندیپ پر پیغمبرون سے ملی تھین وہ سب چیزین حمزہ صاحبقران وغیرہ کو
دکھائین اور ہر ایک چیز کے اوصاف بیان کیے اور عرض کیا کہ اب آپکو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہے یقین ہے کہ آپ کو بھی
میری طرح سے کوہ سراندیپ پر پیغمبرون سے کچھ نہ کچھ ملیگا آپ کا وہان تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہے حمزہ صاحبقران
یہ گفتگو خواجہ عمرو سنکے مع اپنے سردارونکے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے
لشکر کو اُسی مقام پر رہنے دیا اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پرفضا ہے صندل
سفید اور گلاب اُس میدان کی زمین مین کسی نے بکثرت ملایا ہے اور زمین کو ہموار کیا ہے اُس میدان مین چمن بندی ہے ہزارہا
گلہائے رنگارنگ کھلے ہین خوشبو سے دماغ فرحت ہوتی ہے اُسی میدان مین صدہا نال سنگی گران وزن ڈھیر ہین ہزارہا بڑے
بڑے مگدر اور گرز گرانبار رکھے ہین نیزہ اور علم وغیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہے چند آدمی ورزش گاہ کے نگہبان ہین امیر
با توقیر نے نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھا کہ یہ ورزش گاہ کس دلیر کی ہے انھون نے عرض کیا خسرو ہندوستان لندھور بن
سعدان کی یہ ورزش گاہ ہے وہی یہان کا فرمانروا ہے حمزہ صاحبقران نے ورزش گاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ہے
دل چاہتا ہے کہ مین اس جگہ نال و مگدر اٹھاؤن ان نگہبانونکو اپنی قوت دکھاؤن خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ چاہیے
مگدر اٹھائیے زور آزمائی کیجیے خداوند عالم یہ ورزش گاہ آپکو ایسی مبارک کرے کہ لندھور کو زین فرش سے اٹھا کر اپنا
مطیع کیجیے حمزہ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اُس میدان فرحت فزا مین آئے اور مرکب سے اترکے نال و مگدر اور
گرز اٹھانے لگے ایک گرز کو حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہے اٹھانا اسکا دشوار ہے حمزہ صاحبقران نے
خیال کیا کہ لندھور پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہے جو ایسے گرانبار نال اور گرز و مگدر اٹھاتا ہے خداوند عالم
مجکو اُس پر نصرت دے اور ہنگام مقابلہ آبرو رکھے الحاصل حمزہ صاحبقران یہ خیال کر کے اور نال وغیرہ اٹھا کے مع اپنے سردارون
ذی وقار کے وہان سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ چلے مین پہونچے سلے کی سیر کی اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت حضرت
سام مین پہونچے سام نے انکے بخندہ پیشانی حمزہ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے وہی گردے کر

...پ اِس گز سے وہ زمین ناپ کے کھودیے جو کچھ اُسکے مقدر مین ہوگا آپکو ملے گا جب حمزۂ صاحبقران نے بموجب
...نے ناپ کے وہ زمین کھودی ایک ایسا لعل خوشرنگ بیش بہا پایا کہ خواجہ عمرو نے جو لعل پایا تھا اُس سے بدرجہ ...
...صاحبقران وہ لعل لیکر خدمت سام مین آئے اور وہ لعل دکھایا شاہ نے فرمایا یہ مال آپکا ہے اسے آپ اپنے
...ور آپ کو ہمیشہ واسطے زیارت کے تشریف لیجایے مدام خداوند کریم آپکا معین و مددگار رہے جبتک اُس طرف
...ہو گی خسرو ہندوستان پہ فتح نہ پائیگا حمزۂ صاحبقران یہ سُنکے کوہ پر تشریف لیگئے اُس احاطہ مین جا کر دیکھ...
...گلشن ہے نرگس و یاسمن تختہ تختہ ہے گل و سنبل چمن چمن ہے اشجار میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہین بلبلین نغمہ سر...
...ب ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار گلشن کی زمین ہے صحن گلزار ہین پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے شا...
...ون لیے حمزۂ صاحبقران نے سیر گلشن کرکے حضرت آدم علیہ السلام کی قدمگاہ کی زیارت ک...
...انی کے اُسی جگہ نماز پڑھکے اسطرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے مناجات بدرگاہ مجیب ا...

...ن سگسو دنیاے دو ہم	ہوا و حرص باشد جوش خوشم	سراپا اندرین عالم مفصوم	چو عمر فنی مدعا ر...
...م کدامی مصلحت بوجہ	کہ این نابود را فرمودہ بودی	اگر بہر عبادت آفریدی	بخود انصاف کن از من چ...
...ش راہت بیجگاہے	جبین کردم تر و قعت بمہ گاہے	ہمہ ناکردنی کردار من شد	ہمہ ناگفتنی گفتار م...
...سا عتے ابلیس مکار	فرستد تحفہ لاحول صد بار	نہ من آنم کہ اکثر عہد بستم	بیک پیمانہ صد پیماں...
...مد ز ہول روز محشر	نہ اندیشہ ز دوزخ شعلہ پرور	گہے مشق دہان بت خموشم	گہے با نالہاے گر...
...وش بجوش بادۂ ناب	گہے مست خمار تشنہ تو اب	گہے دل دادۂ انداز ساقی	گہے محو خرام نا...
...یال جو رنا زنینان	گہے خاک گذرگاہ حسینان	پریشانم برنگ برگ کاہے	ز رحمت کبریا بانگ...
...ے نا کل پرواز گردان	برنگ شعلہ بالا نا گردان	کشش رخضر راہ مدعا کن	جو آہ بیکسان با را...
...ہ دمے پاے دویدن	رہا از سایہ من آرمیدن	ز حسن این حسینان مجازی	عطا کن دیدہ ام را...
...م گرد کوے خوبرویان	بنازارم نہ بانازکویان	بسوز و سوز عشقت مشت خاکم	برنگ شعلہ ساز د...
...وادی کہ محشر نام دارد	کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارد	مکن رسوا الفعل ناصوابم	بیفگن از نظر ف...
...ہ بد مکن از من سوالے	من بیدل ندانم جز ملالے	ز افعالے کہ کردم شرمسارم	مجال گفتگو تا...
...ن از کرم ارشاد فرما	کہ این کس را اسیر رحمت ما		

جب اِسطرح مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات ال...
...صاحبقران نے کی دریاے رحمت آلہی جوش مین آیا اور اُسیوقت ارواح انبیا کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور
...برگزیدہ کو جو اشیا کہ واسطے اُسکے مفید ہین سُناؤ ادھر حمزۂ صاحبقران بر ینہ مناجات غفلت طاری ہو...
...نگار ارواح انبیا علیہم السلام کا نزول ہوا حمزۂ صاحبقران نے عالم غفلت مین دیکھا کہ ایک تخت پر چند بزرگ ...
...ف لائے ہین اور میری بالین پر تشریف رکھتے ہین ہر چند کہ سب بزرگون کے چہرے ملے ؛ نور پر نقاب ہے لیکن
...ر رو دو رہے نور ساطع ہے کہ زمین سے تا فلک تمام نور ہی نور ہے اُنہین سے اوّل ایک بزرگ نے نام امیر کا لو تو ...

و تیر وغیرہ سے اُسے قتل نہ کرنا نیک طینتی سے رہنا جو امان مانگے اُسے امان دینا جو بھاگ جائے اُسکا تعاقب اکثر نہ کرنا
ستہ خاطر کے شیشۂ دل کو سنگ ظلم سے نہ توڑنا سائل سے منہ کو نہ موڑنا غرور کبھی نہ کرنا ناتوانوں اور بیکسوں کو دیکھ
دینا اپنے تئین ہمیشہ خاکسار ذرہ بے مقدار تصور کرنا تشعر خویش را خاک رہ ساختی و بر باد دادی + ہوا از نفس
روان شاد روی اور ای فرزند کبھی نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تمھارے نعرہ کی آواز سے پہ گسیختہ کوس کے جا
نعرہ کی آواز سننے والون کے دلون مین ہوش اُڑ جائینگے ای حمزہ تم الطاف و اشفاق الٰہی سے کافر کفر کا
شل حرف غلط کے حک کروگے اور الف اسلام کا نیزہ بلند کروگے یہ نصیحت فرما کے بزرگ موصوف نے کہ نام
خطاب انکا صفی اللہ تھا حمزہ صاحبقران کو نظر کر کے سینے سے لگا یا پھر حضرت اسحاق اور حضرت
پیغمبرون نے حمزہ صاحبقران کو نظر کیا اور زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانے اور ٹیکے رانو
دست پانون کے اور تازیانہ امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو دیے اور شفقت بیحد فرما کر سب بزرگ
قران کی نظر سے غائب ہوگئے حمزہ صاحبقران ہوشیار ہوئے اور غفلت دور ہوئی آنکھیں کھولین اس
کو خوشبو سے معطر پایا اور اشیاے مندرجہ کو اپنے پہلو مین رکھا ہوا دیکھا حمزہ صاحبقران شکر خداوند عالم کا
تمامی اشیا وہان سے اٹھا کے چلے اور کوہ سے اتر کے سام بن نوح کے پاس آئے اور جو چیزین پیغمبرون سے کوہ پر
کو دکھائین سام نے جملہ اشیا دیکھکر فرمایا ای حمزہ صاحبقران آپکو یہ اشیا مبارک ہوون اور خداوند عالم ہمیشہ
منصور کرے الحمد للہ کہ آپ یہان تشریف لائے اور یہ اشیا آپکو ملین مین آپ ہی کا منتظر تھا اور آپکی ملاقات کا شائق
واسطے یہان بیٹھا تھا کہ آپکو اس کوہ پر جانے کے واسطے کہون اب میری زندگی تمام ہوچکی ہے لو خدا حافظ و ناصر
مین مر جاتا ہون آپ سے یہ وصیت کیے جاتا ہون کہ آپ تکلیف فرما کر تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے
سام نے ضمیر پلٹ کے پانون پھیلا دیے ہاتھ دنیا سے کھینچ لیے اور کلمہ پڑھ کر جان بحق تسلیم کیا اور فی الفور تجہ
صاحبقران نے بصد اشکباری دفن سام کو دفن کیا اور بعد دفن سام کے ورزش گاہ لنہ پھر
سے اتر کے اور اس گرز کو جو نہایت ہی گران بار تھا جسکا اٹھانا دشوار تھا اور وزن اسکا ایک ہزار
بسم اللہ کہکے مانند گل کے اٹھا لیا ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ مین رکھدیا تھا اور خواجہ عمرو نے صا
ور کی تعریف کی حمزہ صاحبقران گرز کو اٹھا کر اور گوشہ مین رکھکر بصد خوشی و خرمی گھوڑے پر سوار ہوئے
اور دیگر سرداران کے داخل لشکر ہوئے نگہبانان ورزش گاہ نے حمزہ صاحبقران کے گرز اٹھانے
چھوریت جا کر بیان کیا اندھوت متحیر ہو کر ورزش گاہ پر آیا اور گرز کو دوسری جگہ پر رکھا دیکھکر خیال کر
بانان ورزش گاہ سچ کہتے تھے اب اس سرزمین پر کچھ صاحب قوت کوئی شخص آیا ہے یہ خیال کرکے
بانان ورزش گاہ سے پوچھنے لگا تمکو معلوم ہے کہ جس شخص نے میرے گرز کو اٹھایا ہے اسکا نام کیا ہے
عرض کیا ای بادشاہ ہمکو اسکا نام نہین معلوم تو اندھوت نے کہا کہ اب اگر وہ شخص یہان آئے تو ہمکو اطلا
ہمارے اور سرو ہے آنا نگہبانون نے عرض کیا ای بادشاہ اگر اب وہ شخص یہان آئیگا تو ضرور ہم سب

برین لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوئے اور وہان سے کوچ کرکے اور آگے میدان وسیع و فرحت افزا مین مقیم ہوکے
صاحبقران کے آنے کا کھٹکا اور جو ایس سنہ بھی بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے روبرو

گلشن مین تیرے عدل سے ہر	باد بہار روشن فروان ہر بتا نجہ زن	شاہی بجا لاکر عرض کیا نظم
آہو کی دشت مین جو سنی ہے	بہ خوف تیرے عدل کے پلین پا ہیں داں	تو یقین کہ در ہند و گر بد کے
کرتے ہیں آسمہ سے ستم	اژدر ہوئے ہیں ہم کہ پا تکہ بینہ خوشکہ	شیر ڈھونڈھتے ہیں خانہ شغال

ہ عالیجاہ فلک پناہ حمزہ صاحبقران پسر خواجہ نوشیروان پا سپاہ گران بہ عزت و شان بحکم نوشیروان
اج و بقصد دعا آئے ہیں اور علمداری حضور مین داخل ہو گئے ہیں باقی خیریت ہے جا بین یہ کہکر چلے گئے لندھور
حمزہ صاحبقران کا سنکے متبسم ہوا اور وزرا امرا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اگر حمزہ صاحبقران با فوج
ہن تو کیا اندیشہ ہے جب وہ بحکم نوشیروان طالب خراج ہوئے تو جو مناسب ہوگا وہ جواب دیا جائیگا
کی کوئی ضرورت نہیں لندھور تو دربار مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا امرا و وزرا سے اسی طرح باتین کرتا ہوا
رہے ہین نوشیروان کی کیا مجال ہے کہ حضور سے خراج لے اور حمزہ صاحبقران آپ سے مقابلہ
ور امرا و وزرا کی گفتگو سن چکا حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون ارباب نشاط حاضر ہوئے
نمہ کرنے لگے لندھور نازنینان خوش جمال و مغنیان بے مثال کا گانا سننے لگا اہل دربار بھی گانا
لندھور گانا سن رہا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ کچھ سوچ کے بے اطلاع حمزہ صاحبقران
نکل کے ایک طرف چلے گئے بیابان در دولت لندھور پر جو دربان بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک شخص
کے تعریف کرتا ہوا اور قصد اندر جانے کا رکھتا ہے دربانون نے برہم ہوکر کہا اے شخص تو کون ہے کیون
آیا ہے کیون دربار شاہ مین تو قصد جانے کا کرتا ہے یہ در دولت شہنشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان
کے ٹھہرنے کا حکم نہیں پس تو یہان سے چلا جا خواجہ عمرو نے دربانون سے کہا بھائیو
وشاہ قدردان لندھور بن سعدان کا نام سنکے آیا ہون نہایت محتاج ہون
نوازی کرون اپنا کمال دکھاؤن خلعت و انعام پاؤن اگر تم میری سفارش شاہ سے کرو تو
مجکو انعام ملیگا تمکو بھی اس مین کچھ دونگا دربانون نے نوازندہ کی تقریر سنکے
ہو نوازی یہان سے چلا جا ورنہ تو ذلیل ہوگا تو ہمکو کیا دیگا اور تو کیا بجائیگا
مین جاکر بجائیگا جب وہ دربانان پر خشمناک ہوئے اسوقت
غربت پر خفا ہوتے ہو تمہارا کیا ہرج ہے شاہ سے اس بیچارے کے حاضر ہونے کی خبر کرا دو
نیکی کرے اور حتی الامکان کسی سے بدی نہ کرے پس اگر اس بیچارے کو نوازی مین کچھ انعام ملیگا
ن دربانون نے جواب دیا اگر تمکو اس شخص پر رحم آتا ہے تو تمہین آنے کی اطلاع شاہ سے کرو ہمکو
رحم دل یہ تقریر سنکے آٹھے اور عرض بیگیون سے جاکر کہنے لگے کہ اسوقت ایک نوازندہ

ذو نواز کو حضور میں لے آؤ غرض بیگی نے دربانون سے کہا ذو نواز کو جلد بھیجدو شاہ ذیجاہ بلاتے ہین دربانون
و دربار مین جانے کی اجازت دی جب ذو نواز دربار بادشاہ عالیجاہ لندھور بن سعدان مین پہونچا دیکھا آئینہ
ر بصد شان و شوکت لباس شاہی پہنے ہوئے اور تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہے چار
تخت کے چارون کونون پر ہین آنکھین انکی یاقوت احمر کی ہین عجب شجاعت چہرہ لندھور سے ظاہر ہوتی
ضر ہین امرا و روسا حکما و ندما پہلوانان نامدار و سرداران شور شعار ہین مع قیاد علی قدر مراتب کرسیون اور دونگا
ین دربار بخوبی آراستہ ہے ارباب نشاط گارہے ہین ذو نواز دربار پر نظر کرکے متحیر ہوا پھر ذو نواز موافق قاعدے
ھور کو مجرا کیا لندھور نے ذو نواز کے سراپا پر نظر کی متعجب ہوا کیونکہ لندھور نے مثل ذو نواز کی شکل
ور کوئی صورت نہین دیکھی تھی آخر لندھور نے ذو نواز سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور تو رہنے والا کہان کا ہے ذو

ے بادشاہی ہے جا لاکر عرض کیا نظم
جتنک پریشان حال ہین اہل سخن
بان جاہ و دولت نام و نشان

ای خدا جتنک ہے روس نظم ہے خاطر فریب
اہل معنی ای خدا جتنک ہین رسوای جہان

خدا شاہی ای خدا جتنک ہے رسم شا
شش جہت مین ہے سلطان کو ما

ای بادشاہ عالیجاہ و فلک بارگاہ رستم پلتین غیرت اسفندیار دہیزن میرا

ز دو بجرو ہے مولد میرا اصفہان ہے دربار نوشیروان مین گیا تھا ہرچند مین نے اپنا کمال ظاہر کیا اور ذی بجا گرگا
وان نے کچھ میری قدر نہ کی جب حمزہ صاحبقران لشکر لیکر اسطرف روانہ ہوئے مین انکے ساتھ روانہ ہوا حمزہ
قران نے بھی میرے گانے کو سنکے میری حرص خواہش کے موافق نہ دیا مین نام نامی حضور کا سنکے حاضر ہوا ہون ا
ن حرص میرا اکثرت زر و جواہر سے بھر جائیگا کیونکہ جیسی سخاوت و شجاعت مین نے حضور کی سنی تھی اسوقت بچشم خود دیکھا
حضور پر نور سے شجاعت شرمسار ہے اور ابر دست حضور فیض گنجور کا ہر بار ہے مجال نہین ہے کہ حضور کی سخاوت و شجاعت

ے کر سکون لیکن مختصر یہ ہے اشعار
حرف سخاوت کتنی ہے حاتم کی روح
رسید اتری صفر مین ہر دم ہزار
ہر نے دم بخشش یہ دکھلایا کمال
کاو مہر کا خورشید ہے اسید وا
تیغ دو پیکر سے وہ سیدا فرق ہو
ھی سامان شادی فرق تیغ ابدار

تیرے احسان و سخاوت و جود عالمگیر سے
ہمت والا کے صدقے جود و حاتم نثار
صفحہ کونین پر لکھین کراما کاتبین
کشتی درویش طوفانی ہوئی انجام کار
گر سنے افسانہ جرأت تو فرط خوف سے
صور بھی سنکر نہ روح و تن ہون باہم ہمکنار
ہفت خوان قصہ بازیچہ گاہ کودکان

ہر گدا سے بینوا ہے مثل قارون
ہو اگر سو مرتبہ صبح ازل شا
ہو نہ تو بھی اک عطا سے نیم لحظہ
ہر سحر بالا سے قصر آسمان میر
نبض بسمل کی طرح تڑپے رگ
خندہ زخم دل دشمن سے ہوتا
رستم جنگ آزما ہے ایک طفل

ھور بن سعدان نے از حد خوش ہو کر جملہ ارباب نشاط سے بالادست ذو نواز مذکور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا
ر کے سب ارباب نشاط سے بالادست بیٹھا اسوقت جتنے گویے دربار مین حاضر تھے ذو نواز کے آگے بڑھکے بیٹھنے
ن ہوئے اور باہم آہستہ کہنے لگے اس ذو نواز مین ایسا کیا کمال ہے کہ بادشاہ نے اسکو ہمپر ترجیح دی اور ہمسے بہت
ین کہ ذو زمانہ ہمارا اشوم نظیر نہین ہے اگر زہرہ مطربہ فلک ہمارا گانا سن لے تو متحیر ہو کے شرمندہ ہوا اور میان تا

ہمارے دام ترانہ میں اسیر ہو جائیں جب یہ گفتگو ارباب نشاط مذکور سے لندھور نے سنی اور آنکھ چڑھن پر تانا ریلا آئے لندھور نے ارباب نشاط سے مخاطب ہو کے کہا کہ اول تو یہ ذی نواز مسلمان ہی میرا نام سنکے راہ دور دراز سے ہمراہ حمزہ صاحبقران میرے ملک میں آیا ہی دوسرے یہ ذی نواز سیاح ہی اور مرد فقیر ہی اس سبب سے مجکو ضرور ہی کہ میں اسکی عزت اور قدردانی کروں اور اسکی خاطر کمی نہ کروں اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے نوشیروان و حمزہ صاحبقران کی ناقدردانی کی اور نا التفاتی کی مجھ سے شکایت کی ہی اسیطرح کہیں یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کرے گا شہر اور ملک ملک مجکو رسوا کریگا لندھور ارباب نشاط سے یہ باتیں کرکے ذی نواز سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ بابا زود برد یہ عجب نام تمہارا ہی مرکب دو لفظوں سے ہی ایک زود اور دوسرے برد سے اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تم دزد یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو ذی نواز نے بصد ادب عرض کیا ای بادشاہ عالی فہم و ذی وقار اول تو یہ نام میرا والدین نے واسطے میری درازی زندگی کے رکھا ہی دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظوں سے ہی ایک زود اور دوسرے برد سے پس سمجھ لینا چاہیے کہ میں ایسی تان مارتا ہوں تانسین وغیرہ سے گوے سبقت لیجاتا ہوں لندھور یہ لطیفہ ذی نواز سے سنکر بہت خوش ہوا اور ذی سننے کا مشتاق ہو کر ذی نواز سے ذی بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمہارا دل چاہے گانا ذی نواز بحکم لندھور ذی نکالکر اور دہن سے ملاکر باالحان داؤدی ذی میں یہ غزل گانے لگا غزل

ای ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ
جاے تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدۂ
من عاشق زار توام زجان خریدار توام
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ
من سعدی دلخواہ تو ابری تو چون ماہ نو

ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
ای جان من جانان من سوہم نگر سلطان من
تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدۂ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ مجنون شدم
تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدہ
ای سرو خوش بالا من ای دلبر رعنا من
من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدۂ

یکشب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدۂ
رنجیدۂ رنجیدۂ از من گناہے دیدۂ
چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدۂ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد بر گردنت
لعل لبت حلوا سیاہی از من چرا رنجیدۂ

جو وقت یہ غزل سندر بہ ذی نواز نے باالحان داؤدی دربار میں گائی اُمرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہوگئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط جو دون کی لے رہے تھے ایک ایک انمیں سے ذی نواز کی تعریف کرنے لگا اور لندھور تو غزل سنکے بقدر خوش و مسرور ہوا کہ ذی نواز سے کہنے لگا کہ جو تم کہو وہ میں دیدوں ذی نواز نے کہا ای بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجیے گا بھی کیا میں کہیں چلا جاتا ہوں جبتک اچھی طرح مدعاے دل حاصل نہ کرونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر ذی نواز نے جملہ اسباب دربار پر نظر کی خصوصاً زمرد کے طاؤسوں کو دیکھکر لندھور سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسوں کو کیسے چھوڑ دیا ہی اگر کہیں یہ سانپ دیکھ لیں گے فوراً اڑ جاینگے سانپ کو مارکے کھا جاینگے مجھے یقین ہی کہ یہ طاؤس ہاتھ نہ آینگے صحرا کیطرف اُڑکے چلے جاینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہی کہ حضور ان جانوروں کے پر کاٹ دیجیے یا پر باندھ دیجیے اگر حکم ہو تو میں انکے پر اکھاڑ ڈالوں انکو اڑنے سے مجبور و ناچار کردوں لندھور یہ گفتگو ذی نواز کی سنکے بہت ہنسا اہل دربار بھی ذی نواز کی اس نئی تقریر پر مسکرائے لندھور نے بعد ہنسی کے ذی نواز سے کہا کہ ای بیوقوف یہ طاؤس جاندار نہیں ہیں جو اڑ جاینگے یہ زمرد کے طاؤس ہیں ذی نواز یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہو کے بے اختیار ایک طاؤس پر جھکا اور کے ہاتھ پھیرنے لگا اور لندھور سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں کسی کمہار کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں رنگ بھی انکو خوب ہی لندھور اور امرا

وزرا یہ تقریر ذو نواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص بیوقوف اور محتاج معلوم ہوتا ہے یہ زمرد کو نہیں پہچانتا اور حال زمرد سے واقف نہیں ہے اسوجہ سے ان طاؤس سونگوشی کے کھلونے کہتا ہے لندھور نے وزرا سے گفتگو کرکے ذو نواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لیلے ذو نواز نے عرض کیا ای بادشاہ عالیجاہ میری چار لڑکیان ہین جب میلہ ہوتا ہے تو مین ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے لیجایا کرتا ہون لڑکیون کو کھلونے دیدیا کرتا ہون لڑکیان شریر ہین کھلونے توڑ ڈالتی ہین حضور مجکو ایک طاؤس دیتے ہین مین لیکے کیا کرون یہ کہکے ذو نواز نے پھر ڈکو اُٹھا کر دہن سے ملایا اور یہ مخمس ذو مین گانا شروع کیا اور

بیہوشی بجالا کی وہوشیاری ہر چار طرف سے اُڑانے لگا مخمس

فراق یار مین دلکو نہایت بیقراری ہے | لبو نپہ جان شیرین ہے یہ تیری یادگاری ہے | پیتم تمہرے عشق مین ہو رکت ناماس
باقی جو بیران پے نفس رہی ہے سانس | شتابی جان آؤ تم تمہاری انتظاری ہے

فقط اس دردسے ہر دم مین آہ و نالہ کرتا ہون | نکلتا دم نہیں ہے زندگی کو دن مین بھرتا ہون | تم بن پیارے شیام جی تڑپتا ہون دن رات
جیسے جل بن ماچھری تلپھ تلپھ جیہ جات | تمہارے عشق مین پیارے ہوئی یہ گت ہماری ہے

سزا اسکی یہی ہے پیارے جو تمسے دل مین ہم ہارے | تمہارے دام الفت مین بہت کچھ سہت و پامارے | پیتم پریت بڑھائے کا ہے کو کم کین
نا کچھ دیکھو ہم تمہین نا کچھ لینھو چھین | خطا تیری نہیں پیارے بری قسمت ہماری ہے

اگر ہم جانتے ایسا نہ ہرگز دل تجھے دیتے | محبت تجھسے جب کرتے قسم ہم پیلے لے لیتے | جیسی تم ہمسے کری کرے نہ کو ؤ سنگ
سندہ آتے چھاتی پھٹے کانپے سگرو انگ | تمہارے ہجر کا دلپن ہمارے زخم کاری ہے

جو کچھ اب دلپہ گذرے ہے نہیں مجھسے کہا جاتا | نہیں اب داغ فرقت کا صنم مجھسے سہا جاتا | ٹوٹی ڈور پتنگ کی کون ملاوے آئے
جو بدھنا کے من بسے آپ آئے ملجائے | اسی کو مہر کہتے ہین یہی تو فضل باری ہے

صنم اس حال فرقت کو بیان کیجے تو کیا کیجے | شتابی راز دل اپنا عیان کیجے تو کیا کیجے | کو وا ایسو ہے چتر چوبو سے کے سندیس
پیو کی ماری ہون مرت ہون ن ڈھرت کلیس | جگر مین آہ سوزان ہے نہایت بیقراری ہے

خدا کیواسطے نصرت اب آؤ جلد تم آؤ | تم اپنا روے روشن اب شتابی ہمکو دکھلاؤ | تم بن ہمرو ناتھ جی ماتھ نہین دکھلات
ہم ہی تو اب ناتھ مین ناتھ تمہارے ہات | یہ تم پر جان قربان ہے تمہاری یادگاری ہے

جب یہ مخمس مرقوم ذو نواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا و وزرا نے اپنی ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف کی اور لندھور نے بھی بدرجہ کمال خوش ہوکے اور ذو نواز کی تعریف کرکے کہا ای ذو نواز تو نے مجکو بہت خوش کیا ہے اب مانگ کیا مانگتا ہے ذو نواز نے عرض کیا ای بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہے مین اکٹھا اچھی طرح لونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی ذو نواز آیا تھا خوب ہی گا یا مالامال ہوکر چلا گیا جو بابا ے زود برو کے دل مین آیا وہی لیگیا یہ کہکے ذو نواز نے بغور اہل دربار کیطرف نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بعضے تو قلاع بازیان کھاتے ہین بعضے مستون کے مانند جھوم رہے ہین آنکھین سرخ ہین لب پر واہ واہ ہے ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اُٹھا اُٹھا کے ناچ رہے ہین اکثر اوندھے پڑے ہوئے ہین نازنینان مجع پرستے اپنے دوپٹے اور انگیا کرتیان وجد مین اکثر اتار ڈالی ہین جو ہوشیار ہین وہ خیال کرتے ہین کہ لوگ جو بیہوش ہوتے ہین صداے ذو سننے سے بیہوش ہوئے ہین اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہین لندھور کو ابھی اچھی طرح بیہوشی نے اپنا اثر نہیں دکھایا ہے ذو نواز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جسطرف بیہوشی زیادہ اُڑی ہے اُس طرف آدمی زیادہ بیہوش ہوے ہین اور جسطرف بیہوشی کم اُڑی ہے اُسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہین یہ خیال کرکے ذو نواز نے ایک طاؤس پر

ہاتھ مارا اور جلد ترا اپنی کمر مین کھ لیا لندھور نے کہا اے بابائے زرد و بر طاؤس کیون اٹھا لیا ذی نواز نے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ ابھی طاؤس نے پر کھولے تھے اور گندے تو لکر اڑا چاہتا تھا مین نے خیال کیا کہ طاؤس مفت اڑ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسوجہ سے مین نے طاؤس کو پکڑ لیا اب حضور کچھ اسکا ذکر نہ کرین کسی سے نہ کہین چپکے بیٹھے رہین لندھور نے مسکرا کر کہا اے بابائے زرد و بر طاؤس میرا ہی مال ہے اور مین ہی چپکا بیٹھا رہون اور کچھ نہ کہون اگر کوئی سن لے گا تو کیا ہوگا مین تو پہلے ہی تجھکو طاؤس دیتا تھا تو نے نہ لیا خراب اگر تو نے خوشی سے لیلیا تو مین نے بھی اس تیری حرکت مضحک کو پسند کرکے طاؤس تجھکو دیدیا لیکن ایسی حرکت پھر نہ کرنا یہ کہکر لندھور خاموش ہوا اور اشارہ ذی بجانے کا کیا بابائے زرد و بر پھر ذی اٹھا کر بجانے لگے بیہوشی زیادہ تر اڑانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

امید فیصلۂ محشر مین کیا ہو وہ جو بیٹھے ہین
کسے ناکام رکھے آسمان کسکی ہوس نکلے
لحد کی تختہ بندی چھریان کیا تنگی کھو یگی
ہزارون آشنائے مرغ مہمان قفس نکلے
شینکے خاک اپنے داغ محرومی رہائی کو
کہ میرے پانون بھی مجھسے سوا بیدسترس نکلے
تماشائے خانہ آبادی بلبل اک تماشا ہی
ہمیشہ سینے سے الجھے ہوئے تار نفس نکلے
یونہیں اڑتے جھگڑتے عمر دو روزہ گذر جائے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے
رہا بھی ہون تو کیا پرواز کی اپنی ہوس نکلے
وہان سے جان بچے دشمن یہان فریاد رس نکلے
مین کسکو غیر سمجھون وہ تو خون اپنے مین محبت مین
یہ وہ جامہ نہین تدبیر سے جسکی ترس نکلے
اسیر بیضہ لائی گلشن ایجاد مین قسمت
وہان سے خار تو دلسے یہان بنکر ہوس نکلے
نکالیگا کوئی جب کہ دل مس سے پیکان کو
جو دیکھا اشک گلگون سے نکلے کچھ خار و خس نکلے
عزیز قافلہ وہ ہون گم ہو کر مین یاد آون
نہ ہم نکلین نہ بجانے سے اے ساقی عسس نکلے
گلے مل ملکے اے تسلیم روئے خوب آپسمین
کہ ہل سکتے نہین جو بال و پر زیر قفس نکلے
ہزاران گردن خنجر مین وہ خون دیکھیے کیا ہو
نہ غم نکلے جیتے جی مرے دل سے ہوس نکلے
بھلایا صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کو
وہ بلبل ہین عدم سے ہم لیے اپنا قفس نکلے
نہ رو وین آبلے پھوٹی ہی قسمت پہ خون کہو کر
جو سو مین ایک بھی نکلے تو یہ لاکھون برس نکلے
نگذری خار خار غم سے دم بھر بے خلش اپنی
ذرا چھاتی کو پیٹے ڈھونڈھتا بانگ جرس نکلے
پڑا ہے آج سایہ کسکے دامن کا کہ مدفن سے
قفس سے چھوٹ کر جب دام اسیر قفس نکلے

جب ذی نواز اس غزل کو گا چکا ذی کو رکھکر رنگ دربار دیکھنے لگا اسوقت اہل دربار بت سے تو بیہوش ہوکر زمین پر پڑے ہوئے تھے بعضے بیہوش ہوا جاتے تھے ارباب نشاط بیہوش ہوکر اس طرح فرش پر پڑے تھے کہ ساز ندون کے ہاتھ نازنینان خوبرو کے سینون پر تھے کسی کے سر پر کسی کے پانون تھے کسیکی گردن مین کسی کا ہاتھ تھا اکثر نازنینان جوان خوبرو بڈھون کے پہلو مین پڑے ہوئے ہین وہ پٹہ کرتیان انگیان الگ پڑی تھین جو امراء اور رؤسا بیٹھے تھے انمین سے ایک امیر نے ایک وزیر کے عارض کو دیکھکر کہا کہ اے وزیر تم تو ذی کے اسطرح محو ہوئے کہ تمکو ذرا بھی خبر نہین آئینہ مین اپنے چہرہ کو دیکھو تمہاری ایک مونچھ پر پہاڑی کوا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اگر تم کہو تو مین اس زاغ کو اڑا دون وزیر نے کہا کوے کو اڑا دیجیے آپکا بڑا احسان ہوگا امیر مذکور نے ہاتھ اپنا بڑھا کر وزیر کی مونچھون پر مارا اور کچھ بال مونچھ کے نوچ کر وزیر سے کہا افسوس ہزار افسوس کوا تو حرامزادہ اڑ گیا کچھ کلیان اسکی دم کی ہمارے ہاتھ مین رہگئین وزیر اس امیر کی یہ تقریر سنکے کہنے لگا کہ آپ نے تو اسطرح کوے کو اڑایا اور کوے پر ہاتھ مارا کہ میری مونچھین نوچ لین غرض وزیر امیر مین تو باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ دوسرے وزیر نے لندھور سے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ دیکھیے کثرت بارش سے ایسی سیل آگئی ہے کہ پانی یہانتک آگیا ہے سارا مقام دربار غرق ہوگیا ہے پانی تا کمر آگیا ہے حضور جلدی سے شناوری کرکے اس پانی سے نکل جائین چونکہ بیہوشی لندھور کے بھی دماغ مین پہونچی تھی اور بخوبی تمام نشہ ہوگیا تھا وزیر کے کہنے سے فوراً اپنے تخت پر سے پانی کا خیال کرکے کود اگرتے ہی فرش پر بیہوش ہوگیا جو امراء اور رؤسا وغیرہ بیٹھے تھے وہ سب لندھور کے اٹھانے کو اٹھے ہر ایک اٹھتے اٹھتے بیہوش ہوگیا اسوقت ذی نواز نے نعرہ کیا نعرہ عمرو عم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم و رنگ از رخ نجنگ بہ اختر برم

در مجلس خسروان جو گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم * یہ نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال اسباب دربار کا مع تخت
و طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزہ صاحبقران کے خوف سے کسیکو ننگا نہین کیا پھر لندھور کو ایک رسی پر
ڈالکر فرش بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی ای لندھور آگاہ ہو کہ بابا زو و ببرد
بنگر خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران تمھارے دربار مین آیا تھا جال حضرت الیاس کا مار کر تمام مال اسباب لے گیا
جب خواجہ عمرو پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے مین باندھکے لندھور کی گردن مین ڈال دیا اور دربار سے
نکلکر در دولتسرائے سلطانی پر آئے دربانون نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہین ملی مفت اتنی دیر تک
ڈ بجایا کیے تمھارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہان سے جلد تر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین شکل
اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے اور اپنے خیمہ مین جاکر جو کچھ مال اسباب دربار لندھور سے
جلدی مین سمیٹ کر زنبیل مین رکھلیا تھا اس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیائے طلائی جنکے علیحدہ رکھے
اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہو کے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس مردی کو بھی دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عمرو تو
جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزہ صاحبقران نے اسوقت سردارون سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ آج ہمنے
دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہین دیکھا ہے ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد مین ہین کہین گئے ہین یا لشکر مین ہین اگر
لشکر مین ہون تو جس حال سے بیٹھے ہون اسیطرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزہ صاحبقران دو تین
سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے مین آئے دیکھا خیمے مین خواجہ بیٹھے ہین کرورہا روپیہ کا مال و اسباب
خیمہ مین پھیلا ہوا ہے خواجہ عمرو مال و اسباب کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہے ہین اور خوش ہوتے ہین سردار خواجہ سے کہنے لگے
کہ ای خواجہ چلو تمکو حمزہ صاحبقران بلاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا مین چلتا ہون ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ لون قسم اول و قسم دوم اور قسم سوم مال و اسباب کی علیحدہ علیحدہ کر لون اپنے مال و اسباب کو اچھی طرح دیکھ لون تو
چلون سردارون نے کہا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہون اسیطرح سے آوے
پس ای خواجہ اب تم مع اس مال و اسباب کے خدمت حمزہ صاحبقران مین جلد چلو تو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو مین آؤن گا
پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے خدمت حمزہ صاحبقران مین جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین کرورہا
روپیہ کا اسوقت مال و اسباب دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ مین ٹھہر کے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جب سنا کہ خواجہ عمرو
کرورہا روپیہ کا مال و اسباب دیکھ رہے ہین نہایت متحیر ہوئے اور اسیوقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو مین تشریف
لائے دیکھا چراغ روشن ہے کرورہا روپیہ کا مال اسباب روبرو رکھے خواجہ عمرو رکھا ہے خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے سے
گرد و غبار جھاڑ رہے ہین اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے مین ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہے تو افسوس کرتے ہین اور پھر
اس تار زر کو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہین تو اشک آنکھون مین بھر لاتے ہین اور
کہتے ہین بڑا غضب ہوا یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا پیرہن مجکو نصیب ہوگا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
پوچھا ای خواجہ عمرو آج یہ تخت و تاج اور یہ طاؤس مردی اور یہ فرش الماسی وغیرہ کرورہا روپیہ کا مال و اسباب
کہان سے جاکر لے آئے کسکو لوٹ لیا کہان سے اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر
آج مین دربار لندھور بن سعدان مین گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اور نہایت صاحب مروت ہے اسنے مجکو
اپنے دربار مین بعزت بٹھایا اور مجھسے پوچھا تم کون ہو تمھارا کیا نام ہے مینے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہے مین حمزہ صاحبقران کا
برادر جان نثار و عیار ہون ای امیر باتوقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اسوقت اسنے زیادہ تر میری

حال پر نظر عنایت کی جب مین اُس سے رخصت ہونے لگا اُسوقت اُسنے یہ سب مال و اسباب مجکو دیا مین لیکر یہان آیا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو ہمکو تو ثابت ہوتا ہی کہ تمنے جاکر وہان عیاری کی ہی اور یہ سب مال و اسباب عیاری کرکے وہان سے لائے ہو یہ مال و اسباب ایسا نہین ہی کہ لندھور نے تمکو دیا ہو اس مال و اسباب مین تخت و تاج اور طاؤس سان مردی اور میر فرش لباسی بھی ہین ہرگز عقل قبول نہین کرتی کہ لندھور نے تمکو بخوشی اپنا تخت و تاج وغیرہ دیا ہو تم جھوٹھ کہتے ہو کبھی اُسنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران آپ مجھ ایسے شخص کو جھوٹھا تصور کرتے ہین بھلا مین کبھی جھوٹھ بولا ہون جو آج آپ مجکو دروغگو تصور کرتے ہین حمزہ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم بڑے راستگو ہو تمہارا مثل و نظیر نہین تمنے کبھی جھوٹھ نہین بولا اسوقت تو نہین لیکن مجکو تمہاری دروغگوئی اور راستگوئی کا حال بخوبی معلوم ہی ہو جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا ای پہلوان عادی اس مال و اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت مین رکھو لندھور سے اس مال و اسباب کے بارے مین حال دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے خواجہ کو نہین دیا ہی تو کل مال و اسباب اُسکو دیا جائیگا اگر فی الحقیقت اُسنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہی تو پھر خواجہ کو دیدینا جسوقت یہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہوگیا حواس منتشر ہوگئے بیتاب و بیقرار ہوکر قصد کیا کہ جال حضرت الیاس کا مار کر تمام مال و اسباب مذرنبیل کر لیجیے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجیے نہین معلوم انجام اس مال و اسباب کا کیا ہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال مارنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد حمزہ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور تمام مال و اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بہت بیتاب ہوکے حمزہ صاحبقران سے کہا ای امیر با توقیر اگر میرے مال و اسباب سے ایک تار بھی کم ہوجائیگا یا کوئی لے لیگا تو مین آپسے لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم اس مال و اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تمکو دیا ہی تو موافق فرد کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری و مجبوری فرد جملہ مال و اسباب کی لکھی حمزہ صاحبقران فرد خواجہ عمرو لیکر اپنے پاس رکھی اور کل مال و اسباب مذکور پہلوان عادی کے حوالے کرکے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے بارگاہ مین آئے اور جملہ سرداروں سے مخاطب ہوکر اور مسکرا کر فرمایا آج لشکر کے سواروں سے کہدیا جاوے کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کرین اور نہایت ہوشیار اور خبردار رہین عجب نہین ہی کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جائین سرداروں نے بھی مسکراکے عرض کیا سواروں سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کرین کہین جانے نہ دین خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سنکے کہا یہ کس جرم پر سواران لشکر مجکو کہین جانے نہ دینگے اور میری نگہبانی کرینگے مین نے کیا تقصیر کی ہی کسکو مینے مار ڈالا ہی کسکا مجکو خوف ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تمنے یہ خطا کی ہی کہ لندھور والی ہندوستان کا مال و اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو آپ اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے ہمارے حکم سے تمہاری نگہبانی کرینگے کہین تمکو جانے نہ دینگے تاوقتیکہ اس مال و اسباب کے بارے مین تحقیقات کامل نہوگی خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے اور مال و اسباب کا خیال کرکے نہایت متفکر اور متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اگر لندھور نے یہ مال و اسباب لے لیا تو مین تباہ اور برباد ہوجاؤنگا پھر ایسی دولت کہان پاؤنگا کروڑہا روپیہ کی دولت ہی مین تو اس دولت کے صدمہ مین مرجاؤنگا کبھی جانبر نہونگا ہائے افسوس مینے زنبیل سے یہ سب مال و اسباب باہر نکالا بیکار تمام مال نکال کے دکھا بھالا ہائے مین کیا جانتا تھا کہ اس عرب بے مروت کو خبر ہوجائیگی اور یہ مال میرے ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر مین زنبیل سے اس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھن جانے کا صدمہ عظیم ہوتا دیکھیے اب اس مال اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہی لندھور لے لیگا یا مجکو دیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ لندھو

مجکو نہ دیگا کیونکہ کرور روپیہ کا مال اسباب ہے اگر دس بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو امید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیدے اور خود نہ لے یہ مال تو کرور روپیہ کا ہے مجکو کاہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہے کہ جسوقت لندھور یہ مال دولت پائیگا نہایت خوش ہوگا غرضکہ اے خواجہ عمرو تمنے بڑی نادانی کی تمکو ذبیل سے مال اسباب نکالکر دیکھنا مناسب تھا خواجہ عمرو نے جب یہ خیالات کیے شکم مین قراقر ہونے لگا گھبراکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ مین درد ہوتا ہے بیت الخلا مین جاتا ہون صاحبقران مسکرائے اور فرمایا اے خواجہ عمرو تمنے بیگانے مال اسباب کے واسطے رنج و ملال کیا کہ نوبت اس حال کی پہونچی خواجہ نے عرض کیا کیا کسی کے پیٹ مین درد نہین ہوتا ہے اگر میرے پیٹ مین درد اسوقت کسی وجہ سے ہوتا ہے تو آپ ہنستے ہین خواجہ عمرو یہ کہکے بیت الخلا مین گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی اسی طرح تمام شب خواجہ عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور مین نامہ اور تحائف اور تخت و تاج لیکر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر مین ہزار صدمہ و محن وہ شب بسر کی اور وہ وقت آیا مطابق اشعار سحر پردۂ شب سے باعز و جاہ ٭ عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ ٭ نمایان ہوئی جانب آسمان ٭ سپیدی سحر کی بصد عز و شان ٭ حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے نماز سحر کے واسطے دریافت کرنے احوال مال و اسباب کے ایک نامہ سیف ذوالیدین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے شیر بیشہ بہادری و اے ہژبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ مین بموجب حکم نوشیروان بطلب خراج ہندوستان آیا ہون اور یہانتک پہونچا ہون چونکہ روز جنگ و روز آشتی لازم و مناسب ہے اسوجہ سے ہمنے یہ نامہ محبت شمامہ لکھا ہے فی الحال ہمکو معلوم ہوا ہے کہ خواجہ عمرو عیار تمھارے دربار مین گئے اور کچھ مال اسباب تمھارا دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہے کہ بادشاہ ہندوستان نے مجکو یہ مال و اسباب بخوشی دیا ہے لیکن مجکو بخوبی یقین نہین ہے اس سبب سے یہ مال اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہے چاہیے کہ تحائف قبول کرکے نسبت مال اسباب مذکور سے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تمنے خواجہ عمرو کو دیا ہے یا نہین اگر خواجہ یہ عیاری سے لائے ہون تو یہ مال و اسباب لو مین خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزائے معقول دونگا فقط زیادہ والسلام جب یہ نامہ حمزۂ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال اسباب جو ہمنے تمھارے حوالے کیا تھا لندھور کے پاس پہنچاؤ اور بہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیون کے جاؤ پہلوان عادی موافق حکم حمزۂ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیون اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت روانہ ہوا اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہوا تخت و تاج وغیرہ کون لیگیا بابائے زد و برد کہان گیا اہل دربار نے عرض کی حضور ہم ایسے خواب سے غافل ہوئے کہ ابھی ہوشیار ہوئے ہمکو کچھ حال نہین معلوم ہے کہ تخت و تاج اور مال اسباب دربار حضور سے کون لیگیا اور بابائے زد و برد کہان گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن مین ایک پرچۂ قرطاس بندھا ہوا دیکھا جب اس پرچہ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران بابائے زد و برد بنکر آئے تھے اور بچالاکی کسی تدبیر سے سب کو بیہوش کرکے تمام اسباب دربار لے گئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا کہ ایک جاسوس بحراگاہ سے آکے ٹھہرے اور بصد ادب اسطرح دعا و ثنائے شاہی بجالائے اور عرض کرنے لگے

اورنگ نشین تخت اقبال

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال خورشید تو چتر ہو فلک تخت	جم مرتبہ ہمسر سلیمان جھک جائے زمانہ بہر تسلیم	قیصر ہو غلام بندہ خاقان ہو زیر نگین تمام اقلیم	ظاہر ہو فروغ اختر تخت شہریار عالی وقار کی عمر و دولت

روز بروز افزون ہو دشمن ہمیشہ ذلیل و نگون رہے دل شہریار ہمیشہ مسرور و شاد رہے حاسد تمام تباہ و برباد رہے غلاموں نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رو احل شہر کو اپنے بھائی کو کچھ تحائف دے کر اور کچھ مال و اسباب دے کر بھی ہمراہ کرکے مع بارہ ہزار سواروں کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے پہلوان عادی تھوڑی دیر میں حاضر خدمت حضور ہوا چاہتا ہے باقی خیریت ہے جواس یہ عرض کر کے چلے گئے لندھور نے امراء وزرا سے مخاطب ہوکر حکم دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بموجب حکم لندھور کے وزرا و امرا نے دربار کو از سرنو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا گیا ہزارہا کرسیاں جواہر نگار تخت کے یمین و یسار رکھی گئیں صدہا و ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے علاوہ اسکے انواع و اقسام کے سامان زیب و زینت دربار میں کیے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو گیا لندھور تاج شاہی سر پر رکھ کے سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا امرا اور وزرا وغیرہ علی قدر مراتب نگلوں اور کرسیوں پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اسوقت لندھور نے شپال ہندی اپنے عم نامدار سے مخاطب ہوکر کہا کہ پہلوان عادی برادر حمزہ صاحبقران آتا ہے آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیں تاکہ سرداران مذکور بعزت و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کرکے یہاں لے آئیں شپال ہندی نے فی الفور سرداران پر وقار و نامدار کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑوں پر سوار ہوکے مع دس ہزار سواران تہور شعار روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خورد سالی لندھور کے شپال ہندی تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور نسل اپنے برادر سعدان کے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس وقت سے لندھور نے قصر لاجوردی اسلحہ اور خزانہ اور فیل میمونہ بقوت بازو اور بہ یاوری اقبال پایا ہے شپال ہندی تخت سے اتر کر لندھور کو تخت پر بٹھا دیا ہے لندھور سلطنت و حکومت کرتا ہے شپال ہرچند چچا لندھور کا ہے اور بزرگ ہے لیکن اطاعت لندھور کی کرتا ہے لندھور ہر ایک امر میں اکثر شپال سے مشورہ کرتا ہے جس کام کے واسطے کہتا ہے شپال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہے جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ لندھور نے شپال سے کہا اور شپال ہندی نے سرداروں کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا ہے چنانچہ سرداران نے بعد گرد و فرود سلطانی سے دو فرسخ جاکر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو بصد عزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب و لشکر لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی نے جو قصر شاہی کی طرف دیکھا اشعار

خاک ہو بوسہ سیر آستان پاک کا
ہو گیا ہے سرمہ تزئین غبار آستان
اسقدر طعنے دیے غیرت نے وقت سحری
دیکھ لیتا ہے نشہ سب کے سہرا زمان

رفعت قصر معلی اسطرح آئی نظر
پستی گاو زمین ہو اوج فرق فرقدان
عالم علوی سے اسکی دلفریبی ہو چھپے
چھپ کے تا آخر نگاہ خلق سے باغ جنان
چرخ پر حکم قضا سے بہر تزئین و صفا

تارک عرش بریں ہو زیر چتر سائبان
کھنچتے ہیں آئینہ میں جن و بشر غلمان و حور
گرد پھرتے ہیں تصدق کے لیے تم آسمان
کیا مصفا ہیں فرو دیوار جنکے سامنے
صورت محراب خجالت ہے شب کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دربار شاہ لندھور بن سعدان میں پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا شعر

جلوہ فرما تخت پر دربار میں ہے اسطرح
شمع روشن جسطرح محفل میں یا قالب میں جان

پہلوان عادی دربار میں پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران پر وقار برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیوں اور نگلوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے موافق قاعدہ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی کے سر تا پا پر

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا ہیکل ہے ایک دیو ہے نہین معلوم اس شخص مین کسقدر قوت و طاقت ہوگی
اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزہ صاحبقران بھی ہونگے پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزہ صاحبقران
نے بھی پیا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بعد عزت و حرمت جانب دست راست اپنے قریب دنگل پر بٹھایا
جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی دنگلون پر بیٹھے جملہ اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان
عادی کو نور دیکھکر باہم یہ کہا اشعار

تیغ انکی گر میان عرصۂ رستم پہ چلے
بطن مادر سے عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان

گرچہ یہ دیکھین نگاہ قہر سے سوے عدو
آئے گوسون بھر سے استقبال شور الامان

عاقبت پیدا کرے تاثیر مرگ ناگہان
پشت دشمن پر اگر پڑجاے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی
دیکھا کہ ہزارہا امرا و رؤساے عالی وقار جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے ہین وزراے نیک خصال حاضر ہین حکماے حاذق
مت بقراط و ارسطو بیٹھے ہین اور صدہا پہلوانان جنگجو آتشخو رشک سام و نریمان بھی دنگلون پر بیٹھے ہین چہرون سے
انکے آثار دلیری و جوانمردی عیان ہے دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہے لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت
و شان بیٹھا ہے رعب و سطوت و شجاعت و دانائی اس طرح چہرے سے ظاہر ہے اشعار

روباہ بھی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہے کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے ہین ورق دفتر دوران کے برابر
کھینچے صف اعدا مین جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر ہو سر پیکان کے برابر

دانش مین فراست مین فلاطون ہو کہ بقراط
جھکی نہ کبھی خرمن دہقان کے برابر
قوت مین شجاعت مین فن تیغ زنی مین
دریا ہو روان خون کا طوفان کے برابر

قوت وہ عاجز ہو اگر اسکی حمایت
دونون مین بیان طفل دبستان کے برابر
عالم مین بھادر کوئی ایسا نہین آتا
رستم سے فریدون سام و نریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہے گرفتار جراحت

پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی ابھی سمت اہل دربار اور جانب لندھور
بتامل و غور دیکھ رہے تھے یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان مہ رخسار جلد شیشہ و جام لیکر حاضر ہون بمجرد حکم ساقیان
گلبدن غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہوے دل سے ناب جام مین بھر کے ایک ساقی خوشرو روبرو
لندھور بصد ادب لیگیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمین ساقی شہرۂ آفاق نے بحکم
لندھور جملہ اہل دربار کو بعشوہ و ناز و ادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان
گل اندام پیالے شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی کے جام و ساغر مے
گلرنگ سے بھر بھر کے لائے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نہ پی جب ساقیان گلعذار لندھور اور امرا
وزراے لندھور وغیرہ کو شراب پلاچکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت لندھور پہلوان عادی کی
طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیکر وہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال و اسباب بھی روبرو
رکھا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا ازحد اشتیاق ہے لندھور نے تحائف دیکھا اور گفتگو پہلوان عادی
کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال
و اسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لیتا ہون تو باعث میری رسوائی کا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے
کہا کہ یہ تحائف تو مین نے لیے لیکن یہ مال و اسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے
حمزہ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال و اسباب خواجہ عمرو کو دے دیجیے اور کبھی تصور فرمایے کہ قبل ہی
اسکے مین نے مال مذکور خواجہ کی ذرہ نوازی سے خوش ہو کر دے دیا تھا افسوس خواجہ عمرو جو چلے گئے اور شکل
اصلی اپنی ہمکو نہ دکھلا گئے ہمکو انکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہے لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیجدیجیے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان اور پہلوان عادی صرف قلعہ تنگ روحل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت لینے سے انکار نہ کر سکا جب لندھور خلعت دے چکا اسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیے اور کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے ہماری جانب سے حمزہ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپ کے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا از حد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہیں ہو سکتا ہے یہ کہکے لندھور نے عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف ہندوستان کے لیکر اور وہ مال و اسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال دربار اور حال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا وہ بھی عرض کیا حمزہ صاحبقران احوال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی صدمہ الم دل سے دور ہوا اور خوش ہوکر تمام مال و اسباب اس فرد کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر ندر زنبیل کیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای خواجہ لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اسنے شاید تمھارے ہلاک ہو جانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال و اسباب کو تم سے لیلے پس اسی وجہ سے تمکو دیدیا ہے اور تمکو بلایا ہے تمھاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تمکو مناسب ہے کہ دربار لندھور میں جاؤ اور اپنی صورت اصلی اسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر ایک مرتبہ میں گیا تھا تو آپنے یہ فرمایا کہ تم وہاں سے مال و اسباب عیاری کر کے لے آئے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہیں معلوم کیا ہوگا میں ہرگز نہ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اب تو تمھیں جانا ضرور و لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمھیں بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے خاموش ہو رہے دل میں خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت مرد معقول ہے اسنے تمام مال و اسباب مجکو دے دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب پھر ضرور اسکے دربار میں جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا اور آنا لندھور غضبناک ہوکر بارگاہ امیر با توقیر میں اور عمرو کو لیجانا

تاجران ملک نعمانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس دُر آبدار داستان کو بہر ناظرین ذی کمال و مشتریان عدیم المثال درج دہن سے اسطرح نکالتے ہیں کہ جب سیاہی شب کو کاردِ سحر نے حک کیا **ابیات** ہوا شرق کی جانب آسمان لال نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال ہوا سرخی سے پیدا شعلہ نور ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور صبحدم امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ لندھور تمھارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اسکے پاس چلے جاؤ اپنی اصلی صورت کو دکھا آؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران میں اس حال پریشان سے لندھور کے دربار میں کیونکر جاؤں لباس نفیس میرے پاس نہیں ہے اور میں آپ کا بھائی مشہور ہوں جب لندھور مجکو اس حال پریشان سے دیکھے گا تو باعث میری اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ زنبیل سے نکال کے لباس فاخرہ کیوں نہیں پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل میں ہے وہ دادا کے قبضے میں ہے اور میں نے دادا آدم کو دیدیا ہے اب اُنسے مانگنے کو دل نہیں چاہتا ہے حمزہ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے اور لباس نفیس مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ اب لندھور کے دربار میں جاؤ گے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر لباس تحفہ و بے نظیر تو آپنے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہیں ہے اور یہاں سے دولتسرای لندھور دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہیں ہو سکتا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا ہم زاد راد

بھی اس شہر پر دینگے کہ تم دربار لندھور مین جاکر عیاری نہ کرنا اور جہانتک تم سے ہوسکے ایسی تدبیر کرنا کہ لندھور میری اطاعت
اختیار کرے مین اسکو اپنا جانشین کرونگا خواجہ عمرو نے عرض کیا وہان جاکر دیکھا جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو خواجہ
عمرو کی سُنکے پانچ سو روپے صرف راہ کے واسطے دیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر اور لباس نفیس پہنکے اور قنطور وزرلفتی اور
پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ ہوکر بتعجیل تمام طرف خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے راہ مین خوب جھنے
دیکھا ہر طرف عمارات عالیشان ہین ہر ایک بازار مین دکانون پر انواع و اقسام کی اشیا ہین دکاندار لباس نفیس پہنے ہوئے
بیٹھے ہین خریدارون کا دکانون پر ہجوم ہے مرد خوشرو و خوش جمال ہین عورتین حُسن و دلربائی مین بیمثال ہین ہر ایک
کوچہ خس و خاشاک سے صاف سڑکین نہایت شفاف آبپاشی کا چھڑکاؤ اس طرح معلوم ہوتا ہو کہ گلاب اور

کیوڑے کا عرق چھڑکا ہوا جابجا بات
نظر آئے جو کوچے سب معطر
زمین سے آتی تھی خوشبو برابر

عجب چھڑکاؤ تھا پانی کا اس جا
گلاب و کشیدہ کا گمان تھا
معطر ہر سڑک تھی بسکہ ہر سو

چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
کسی جانب سے ایسی صدائے نغمہ آتی تھی کہ دلکو بیقرار کرتی تھی خواجہ عمرو
سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند سوداگر جاتے ہین کسی کے پاس جواہرات بیش بہا
معلوم ہوتا ہو کسی کے پاس لعل و گوہر بظاہر ثابت ہوتے ہین ایک سوداگر کے پاس ایک تاج جواہرنگار ہو خواجہ نے
سوداگرون کو دیکھکر اور تاج پر نظر کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ہین کہ
اُنمین سے ایک کو پسند کرکے فی الفور آپ بھی مثل ایک ضعیف سوداگر کے اپنی صورت بنائی سر پر دستار رکھی آنکھ پر چشمہ
بلور کا رکھا دست رعشہ دار مین عصا بادام کا لیا اور لباس تاجرون کے مانند زیب تن کرکے قریب اُن سوداگرون کے
گئے اور بعد سلام اُنسے پوچھنے لگے کہ اسوقت تم سب کہان جاتے ہو اُن سوداگرون نے کہا کہ ہم شاہ ہندوستان لندھور
بن سعدان کے دربار مین جاتے ہین یہ تاج جواہرنگار اور لعل و گوہر وغیرہ واسطے بیچنے کے لیے جاتے ہین ہم دور دراز
سے اسی واسطے یہان آئے ہین سوداگرون نے یہ کہکر خواجہ عمرو سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے اور باشندے آپ
کس ملک کے ہین یہان کس وجہ سے تشریف لائے ہین خواجہ عمرو نے کہا میرا نام خواجہ تو انگر ہے اور مین رہنے والا
بصرے کا ہون خاص و عام مجکو خواجہ تو انگر بصری کہتے ہین مین فی زمانہ رائن سے ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران یہان
آیا ہون مین اسوقت ایک لعل بدخشان نہایت خوشرنگ و گران قیمت لندھور کو فقط دکھانے کے واسطے لیے جاتا
ہون ہر چند کہ بادشاہ ہندوستان ہے لیکن اس لعل کی قیمت نہ دیسکیگا سوداگرون نے باشتیاق تمام کہا کہ خواجہ
تو انگر وہ لعل ہمین بھی دکھلائیے خواجہ عمرو نے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نقرئی نکالی اور اُس ڈبیا کو کھولکر ایک لعل خوشرنگ
جسکا وزن پندرہ بیس مثقال کا تھا نکالا اور اُن سوداگرون کو دکھایا جوقت سوداگرون نے اس لعل کو دیکھا حیرت سے
عجب رنگ ہوا مانند سنگ بےحس و حرکت ہوگئے ایک دوسرے کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہنے لگا کہ فی الواقع کیا
لعل ہے سوائے اس لعل کے ہمنے آجتک ایسا لعل کبھی نہین دیکھا نہین معلوم یہ لعل خواجہ تو انگر کے ہاتھ کیونکر آیا
قیمت اس لعل کی خراج ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہے جب سوداگر اُسکو بخوبی دیکھ چکے اور باہم اشارہ سے گفتگو کر چکے
اُسوقت لعل مذکور خواجہ تو انگر کو دے کر پوچھنے لگے کہ یہ لعل خوشرنگ و گران سنگ آپکو کہان سے ملا فی الحقیقت کیا اچھا
لعل ہے بیشک اسکی قیمت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کسیطرح نہ دیسکے گا خواجہ تو انگر نے مسکرا کر کہا کہ ہینے زمانہ
شباب سے ابتک ہزار ہا ملک دور و دراز کے سفر کیے ہین صدہا بیابان وحشت انگیز و صحرائے ہول خیز مین گذر ہوا ہے ایسے
ایسے مین نے عجائب و غرائب ہر ایک سفر مین دیکھے ہین کہ اگر مین تم سے ایک سفر دریا کا احوال بیان کرون تو تمکو

کسی طرح یقین نہوا اور یہ لعل بحکایہ سفر بدخشان مین دستیاب ہوا تھا آجتک کوئی بادشاہ اور شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہ دیکھا
تاجرون نے تقریر خواجہ توانگر کی سنکے کہا بیشک آپنے ہزار ہا سفر کیے ہونگے اور ہم سے زیادہ اپنے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ
لعل بھی آپکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران مذکور خواجہ توانگر سے باتین کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے ہوئے
درشاہی تک پہونچے اور قریب دردولت ایک جگہ ٹھہرکے دربانون سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہین راہ دور و دراز سے
آئے ہین ممالک مغرب کے چند در چند اشیاے نادر و نایاب لائے ہین تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونیکی خبر
کرو دربانون نے سوداگرون کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگیون سے کہا ایک عرض بیگی نے روبرو خسرو ہندوستان
لندھور بن سعدان کے جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر خدمت بادشاہ عالیجاہ مین عرض کیا نظم

دہر مین بحر معانی رہے جبتک جاری
جبتلک بطن صدف مین رہے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت

جبتلک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
مشغلہ ہو کہ ہمت کا جہان مین ہردم
تاج ہو جلوہ دہ آب صفا گوہر

جبتلک قطرۂ نیسان کی تمنا ہو مشتاق
شعرا کے دہن پاک مین بھرنا گوہر
شہریار یکتاے روزگار قائم است

تک اقبال کم نہوا اور طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہو اسوقت چند تاجر ممالک دور و دراز سے لعل و
گوہر و دیگر اشیاے نادر و نایاب لیکر برائے آستان بوسی در شہریار فلک اقتدار بہ اشتیاق تمام حاضر ہوئے ہین امیدوار
باریابی ہین خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے عرض بیگی کی سنکے حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگرون مین خلیق
و فہیم ہو کل تحائف ممالک لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر دردولت پر ٹھہرے رہین عرض بیگی یہ حکم لندھور
سنکے دردولت پر آیا اور سوداگرون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بادشاہ کشورگیر گردون سریر کا یہ حکم ہے کہ تم مین سے ایک
شخص جو لیق و ہوشمند ہو جملہ اشیاے ممالک جو لائق ہمارے ہون لیکے دربار مین آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پہ
حاضر رہین تاجران مذکور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہریار مین بھیجین خواجہ توانگر نے
کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ مین بھیجو جملہ تاجرون نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار مین تشریف لیجائین
ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہون کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا
ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہین تاجرون نے یہ کہکے کسی تاجر نے خواجہ عمرو کو درج در آبدار دیا
اور کسی سوداگر نے لعل و یاقوت دیے کسی تاجر نے تختیان الماس اور ہیرے کی دین اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا او
سب نے اپنے اپنے مال کی قیمت خواجہ توانگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال جواہر بیچ ڈالیے گا اور اگر قیمت
مذکور سے شہریار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیے گا خواجہ توانگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سمجھکے دربار لندھور
مین گیے خواجہ توانگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے پوشاک نادر
پہنے ہوئے سریر حکومت پر بیٹھا ہے گرد امرا اور رؤسا و پہلوان وغیرہ کرسیون اور رنگلون پر بیٹھے ہین دربار مانند دربار
جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ توانگر نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکے موافق قاعدہ کے مجرا کیا اور اس طرح ثناے

بادشاہ مین درج دہن کو وا کیا نظم
مشتری ہمت والا ہوئی جب سے تیری
نظر آتے ہین جہان مین تہ و بالا گوہر
درفشانی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوچہ مین
بدلے خرمہرے کے محتاج نہ دے گا گوہر

آبرو بخشے جو تو خاک نشینون کو کبھی
لعل بھی دیکھے عدن مین نہین ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہین صدہا گوہر
بے نیازانہ جو تو جانب دریا دیکھے

صاف بنجاے ہر اک ذرۂ صحرا گوہر
بحر و نیسان ہے کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر بنین کونین کے دریا گوہر
گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
کم ہو اک قطرۂ شبنم سے زیادہ گوہر

پر تو عارض روشن جو دکھائے اعجاز
روش غنچہ نسیرین ہو شگفتہ گوہر
قطرہ اسے عرق چہرہ سے نادم جو ہوئے
دیکھے مرکر بھی شب گور مین آنکھی گوہر
دیکھے تو گر نگہ گرم سے ہنگام غضب

دم نظارہ ہو اک دیدۂ بینا گوہر
رنگ رخ رعب سے ایسا ہو دم زخم سفید
چھپے ہے جاکے تہ دامن دریا گوہر
اسقدر ہے سپر مظلوم پہ دست رحمت
پگھلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

واشاہ عدل سے گر قصد کشائی تو کرے
کہ بنے قطرۂ خون تن اعدا گوہر
دیدۂ کور کو گر خاک کف پا سے ملے
رکھتے ہین گرد یتیمی کی تمنا گوہر
جب خواجہ تونگر تعریف بادشاہ ہندکی

کرچکا خاموش ہوکر کھڑا رہا لندھور نے نہایت خوش ہوکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ تونگر تسلیم کرکے کرسی پر بیٹھے لعل و گوہر الماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا لندھور نے تاج کو پسند کرکے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی لندھور نے فرد کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی تین لاکھ روپیہ ہین چونکہ تاج مذکور مین گوہر آبدار اور جواہر بیش بہا نصب تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے لندھور نے تاج کو پسند کرکے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کرکے وہ تاج اسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیان اس سوداگر کو دلوادو داروغہ جامہ خانہ اس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اٹھکر باہر چلو اور سب سوداگرون کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیان لیلو خواجہ تونگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجرون کے مجکو دی تو کچھ بھی میرا فائدہ اور نفع نہوا تاجر تمام اشرفیان لے لینگے اور مجکو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو تمہارا مدعا ہے وہ حاصل نہوگا یہ خیال کرکے خواجہ تونگر بیتاب بیقرار ہوکے کرسی سے اٹھے اور لندھور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل و منصف یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ قبل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور دیکھے لیے جاتا ہے مین حضور ہی کے روبرو حاضر ہون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور یونہین تاج لے لیگا بس اسی وجہ مین امیدوار ہون کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوا دین جسوقت داروغہ سے مجکو تمام و کمال اشرفیان وصول ہوجائینگی اسوقت مین تاج داروغہ کو دیدونگا خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان خواجہ تونگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی و بیقراری دیکھکے مسکرایا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو مین تمکو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہون تمکو اشرفیان لاکھ روپیہ کی دلوادے اسوقت تم اسکو تاج دیدینا اے خواجہ تونگر آگاہ ہو کہ مین کسی اعلی اور ادنی پر ظلم و جبر نہین کرتا اور نہ یہ چاہتا ہون کہ میرے عہد مین کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے لندھور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ تونگر کو تاج دلوادیا جب خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج آیا دل مضطر قرار آیا حواس درست ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ تونگر بصری اب اٹھو اور لاکھ روپیہ کی اشرفیان لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ تونگر بصری اٹھے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسروہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیان دین داروغہ نے خواجہ تونگر سے کہا کہ تاجر کے پاس چلو اور اشرفیان لیکر تاج مجکو دو خواجہ تونگر نے کہا تاجرون کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیون کو اس حجرے مین رکھدو مین لیلونگا داروغہ نے حجرے مین اشرفیان رکھدین خواجہ تونگر حجرے مین گئے اور تمام و کمال اشرفیان لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ تونگر جسطرح حجرے مین گئے تھے اسیطرح چلے آئے اشرفیان لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اسوقت متحیر ہوکر داروغہ نے پوچھا اے خواجہ بصری تمنے اشرفیان کیون نہین لین خواجہ تونگر بصری نے جواب دیا بھلا مجھ بڈھے سے لاکھ روپیہ کی اشرفیان اٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تمنے اشرفیان حجرے مین رکھوادی ہین مین نے جاکر حجرے مین دیکھ لین ہین اب مین اپنے ملازمون کو طلب کرکے اشرفیان اٹھوا لونگا میرا اطمینان بخوبی ہوگیا اب تم تاجرون کے پاس چلو انکے روبرو مین تمکو تاج دیدون اور یہ بھی انسے کہدون کہ تاج لاکھ روپیہ

کو بکا ہی کیونکہ یہ تاج جواہر نگار انھین تاجرون کا ہی داروغہ خواجہ کے ہمراہ تاجرون کے پاس گیا جب خواجہ تونگر بصری در دولت
سے باہر چلے آئے تاجرون سے کہنے لگے کہ یہ تاج لاکھ روپیہ کو بکا ہی جو اشرفیان لاکھ روپیہ کی ایک حجرے مین رکھی ہین اگر تمھارا
دل چاہے تو تم اس تاج کو بیچو اور نہ دل چاہے تو نہ بیچو اُس سوداگر نے کہ جسکا تاج تھا خوش ہوکر کہا کہ ای خواجہ اگر آپ نے
لاکھ روپیہ کو تاج بیچ ڈالا ہی تو خیر تاج دے دیجیے اشرفیان منگوا لیجیے خواجہ تونگر نے کہا اچھا اشرفیان تم ان سے اپنے
آدمیونکو بھیجکر اٹھوا لو مین داروغہ کو تاج دیدونگا سوداگر نے اپنے چند ملازم واسطے اشرفیان لیجانے کے بھیجے ابھی اُن سوداگرون
نے جنھون نے لعل گوہر یاقوت وغیرہ خواجہ کو دیے تھے اپنے جواہر کے بارے مین خواجہ تونگر سے کچھ نہ پوچھا تھا اور
اشرفیان حجرے سے ملازمان مذکور لیکر نہ آئے تھے داروغہ جامہ خانہ کھڑا ہوا تھا خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج تھا ناگاہ
خواجہ تونگر نے سر اپنا سوے آسمان بلند کرکے کہا دیکھنا کس زور و شور سے آندھی سیاہ آتی ہی گرد و غبار کسقدر بلند ہی
ابر بھی نظر آتا ہی ہواے تند چلا ہی چاہتی ہی یقین ہی کہ اس آندھی مین ہزارہا درخت جڑ سے اکھڑ کے گر پڑینگے مکان بلند بھی
گرجائینگے لاکھون چرند و پرند مرجائینگے جو لوگ میدان مین ہونگے کثرت باد تند سے اُڑ جائینگے اب ہم سب پر تھوڑی دیر مین
گرد و غبار ہوگا کپڑے میلے ہوجائینگے یہ تاج بھی آلودہ گرد و غبار ہوجائیگا پس یہان ٹھہرنا لازم نہین ہی آندھی قریب آ گئی ہی
جہانتک ہوسکے بھاگو مین بھاگتا ہون خواجہ تونگر بصری نے یہ کہکے تاج کو اپنی کمر مین رکھا اور ایک سمت بھاگے چونکہ داروغہ
جامہ خانہ اور جملہ تاجر جانب آسمان دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہین بھی آندھی آنے کے آثار پائے نہین جاتے ہین
اب جو خواجہ تونگر بے اختیار بھاگے داروغہ اور تاجرون نے خواجہ تونگر سے باواز بلند کہا کہ ای خواجہ آندھی نہین آئی ہی
کیون بھاگتے ہو ٹھہر جاؤ تاج دیتے جاؤ ہرچند کہ خواجہ تونگر نے آواز ہر ایک تاجر کی سُنی اور داروغہ جامہ خانہ کی صدا
کان مین پہونچی مگر ذرا بھی نہ ٹھہرے اور کچھ جواب دیا بلکہ عوض ٹھہرنے کے اور زیادہ بھاگے اتنی دیر مین ملازمان سوداگر کے
باہر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم حجرے مین گئے تھے وہان تو نام و نشان بھی اشرفیون کا نہین ہی تاجران مذکور اور داروغہ
جامہ خانہ یہ گفتگو ان آدمیون کی سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فریبی اور دغاباز ہی تاج و جواہر
و اشرفیان لیکر بھاگا جاتا ہی اسے گرفتار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے تاجران مذکور بفریاد و فغان خواجہ تونگر کے پکڑنے کو
دوڑے در دولت پر جو شور و فغان بلند ہوا خسرو ہندوستان نے متحیر ہوکے اہل دربار کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور دریافت کرو
کہ یہ کون لوگ نالہ و بکا کرتے ہین اُنپر کسی نے کیا ظلم کیا ہی جو روتے ہین لندھور ابھی یہ اہل دربار سے کہ رہا تھا کہ داروغہ
جامہ خانہ دربار مین پہونچا اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا کہ خواجہ تونگر اشرفیان اور تاج اور جواہر لیکر بھاگا جاتا ہی
چونکہ سوداگرون ہی کا تاج و جواہر اُسکے پاس تھا اسی وجہ سے جملہ تاجر نالہ و بکا کرتے ہوئے اُسکے پیچھے ابھی دوڑے گئے ہین
لندھور یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سُنکے خیال کرنے لگا اگر خواجہ تونگر کو خود گرفتار کرونگا اور اُس سے تاج و جواہر
وغیرہ لیکر ان تاجرون کو حوالہ کرونگا اور خواجہ تونگر کو اس جرم کی سزا دونگا تو پھر کوئی تاجر میرے ملک مین کبھی آئیگا
اور یہ خبر اور ممالک مین پہونچیگی میری رسوائی ہوگی ناانصافی میری مشہور جہان ہوگی غرض لندھور اسی طرح کے
خیالات کرکے اور خواجہ تونگر پر غضبناک ہوکے فوراً تخت سے اُٹھا چونکہ شبرنگ ہندی زین و لجام سے آراستہ دردولت پر
کھڑا ہوا تھا لندھور جلد تر دربار سے اُٹھا دردولت پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوا اور خود واسطے گرفتاری خواجہ
تونگر کے چلا اور گھوڑے کو عقب خواجہ تونگر دوڑایا مرکب طرارے بھرتا چلا نظم

توسن اندیشہ بھی درماندہ مانند غبار	وہ سبک خیز ہین جسم ہوا پر رکھدے جو پانون	کیا لکھون تعریف اُس اسپ صبا رفتار کی
نعل و سم کے دیکھکر جلوے یقین مردم کو ہو	ہین ہلال و بدر جوش آرزو مین ہمکنار	خواب راحت مین شُ اُسکے فرق آئے زینہار
		گرد گرداے گر خیال تیز رفتاری اُسے

گام اول مین ابد پاے ازل کا اعتبار		یہ جہان تنگ بہت قابل جولان کہان	عزم جنہیں سے کرے طے عرصہ روز شمار

جب لندھور رکب کو جولان کرکے بہر گرفتاری خواجہ تونگر روانہ ہوا فوراً اشتال ہندی مع نامدار لندھور و دیگر سرداران نامی بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خزانچی بھی جسنے اشرفیان دی تھین ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تونگر نے پیچھے مڑکے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اور تاجر بھی روتے پیٹتے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین خواجہ تونگر زیادہ تر بھاگے بھاگتے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہے کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہین ہے اُسوقت خواجہ تونگر نے خیال کیا کہ اگر دریا مین کودونگا تو ضرور ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہے گرفتار کریگا نہین معلوم کس طرحسے پیش آئیگا یقین ہے کہ مجکو مار ڈالیگا سر تیرا تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم مین تڑپکے نکل جائیگی لاش بے گور و کفن پڑی رہیگی یہان کوئی لاش پر رونے والا بھی نہین ہے کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون قبر بنائیگا کون فاتحہ خوانی کریگا خواجہ تونگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چارجانب دیکھا ایک مکان خام کے عنقریب کنارہ دریا کے نظر آیا خواجہ تونگر بمجبوری جست کرکے اُس مکان مین گئے دیکھا کہ ایک شخص لنگا فقط دھوتی باندھے ہوئے چکی مین گیہون پیس رہا ہے مکان مین ایک ایسا حوض ہے کہ مثل ایک مختصر تالاب کے ہے جسوقت خواجہ تونگر مکان مذکور مین پہونچے وہ شخص جو چکی مین گیہون پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر پوچھنے لگا میان صاحب آپ میرے گھر مین کیون چلے آئے اس قدر گھبرائے ہوئے آپ کیون ہین خواجہ تونگر نے کہا ارے بھاگ جلدی بھاگ قضا تیری آگئی اب کوئی دم مین تو مار ڈالا جائیگا مجکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے تجکو اطلاع دینے کے واسطے تیرے مکان مین چلا آیا آسیابان یہ تقریر خواجہ تونگر کی سُنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے لگا اور دست بستہ کہنے لگا میان صاحب کون مجکو مار ڈالیگا مین نے تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہین کی ہے شب و روز گیہون اس چکی مین پیسا کرتا ہون اور جسقدر اجرت گیہون کے پیسنے کی ملتی ہے اُسمین مین اپنی اوقات بسر کرتا ہون مجھسے تو کسی سے دشمنی اور عداوت نہین ہے ناحق مجھ غریب محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تونگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ فی زمانہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اور حکما اور عقلا کے روبرو اُس خواب کو بیان کیا ہے اور حکما و عقلا نے اُس خواب کی یہ تعبیر دی ہے کہ آج کل شہر پر کچھ نہ کچھ آفت و بلا آنے والی ہے اگر شہریار کسی ایسے شخص کو قتل کرین جو آسیا کو گردش دیتا ہو اور گیہون وغیرہ پیستا ہو اور اُسکے سر کے پوست سے ایک چھوٹا سا نقارہ بنوائین اور اپنے ہاتھ سے اُس نقارے کو بجائین تو یہ صحت و عافیت رہین اور جو بلا و آفت آنے والی ہے اُس سے محفوظ رہین خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب حکما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے اور اُسکو جلد قتل کرکے اُسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا جاے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو اطلاع دی ہے پس کچھ سوار اور پیدل اور جلاد خنجر بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہین یقین ہے کہ ابھی سوار اور پیدل آکر تجکو گھیر لین گے اور جلاد تیرا سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اُس بیچارہ نے سُنا بے اختیار رونے لگا جان جانے کے خوف سے خون جسم مین خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تونگر کے کہنے پر یقین کرکے اور موت کا خیال کرکے زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب بیحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اسی عالم بیقراری و اشکباری مین پوچھنے لگا کہ مین کہان بھاگ کے جاؤن کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤن کیا تدبیر کرون کہ قتل نہ ہون خواجہ تونگر نے کہا تو اسقدر کیون روتا ہے اور اس رنج ناحق مضطر ہے تدبیر تیری جان بچنے کی سہل ہے جلد اپنی دھوتی کھول کے مجکو دیدے مین تیری طرح چکی مین گیہون پیسون اور تو اسی حوض مین اُترکے اور غوطہ مارکے

چکا بیچارہ جب سوار اور پیدل مع جلاد یہاں آئینگے اور مجھسے پوچھینگے میں کیا کہونگا وہ یہاں نہیں رہتا ہے تو سوا غیرہ مجکو نہ دیکھکر چلے جائینگے جسوقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سنی فوراً خوش ہوکر او دعائیں دیکر جلد تر اپنی دھوتی کھول ڈالی بالکل ننگا ہوگیا خواجہ نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا او بموجب کہنے خواجہ کے حوض میں جاکر اور غوطہ مار کر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ تونگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی باندھی اور صورت اپنی جلد تبدیل کر کے چکی میں گیہوں پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی گھوڑے سے اُتر کے گھر میں آیا کیونکہ لندھور نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر میں خواجہ تونگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہے غرض جب لندھور اُس مکان میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی میں گیہوں پیس رہا ہے لندھور نے پوچھا اے شخص تیرے مکان میں ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہے سچ بتا وہ کہاں مخفی ہے خواجہ تونگر جو چکی پیس رہے تھے بجواب لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان میں گھس آیا تھا ہر چند میں نے کہا کہ میرے گھر سے چلا جا لیکن جب وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض میں اُتر کے اور غوطہ مار کے بیٹھا ہے جب لندھور نے یہ گفتگو سنی تو عالم غصہ میں لباس اپنے جسم سے اُتارا اور برہنہ ہی آیا اُن سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو مجکو دیدے گیہوں پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل شال باف کے رنگی ہوئی دی لندھور نے لیکر وہ لنگی باندھی اور لباس اُتار کے ادھر اُس حوض میں جو بمنزلہ تالاب تھا اُتر کے غوطہ مارا اور خواجہ تونگر کو حوض میں ڈھونڈھنا شروع کیا اُدھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ تونگر دربار میں گئے تھے اور اب آسیا گردانی میں مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک اور تاج وغیرہ اُٹھا کے جلد تر زنبیل کیے فقط ایک تلوار نذر زنبیل نہیں کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی اتنے میں اُس مکان کے دروازہ پر شپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آ کے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے باہر نکل کے شپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ میں اس مکان میں رہتا ہوں میں نے خواجہ تونگر کو گرفتار کرا دیا ہے شہریار نے اپنی تلوار مجکو دیکر فرمایا ہے کہ ہمارے خزانچی کے پاس جاکر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لے پس آپ سب صاحبوں میں خزانچی شہریار کے کون ہیں یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجکو دیدیں اور یہ تلوار مجھسے اگر دل چاہے تو لے لیں چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سرداروں کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپے خواجہ عمرو کو دیدے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے یہ خیال کر کے وہاں سے بعجلت حمزہ صاحبقران کی خدمت میں چلے اور قطع راہ کر کے بارگاہ حمزہ صاحبقران میں داخل ہوئے حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے خواجہ آج تم جلدی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں واسطے لندھور کے گیا تھا آج لندھور کسی وجہ سے برآمد نہیں ہوا ناچار ہوکے میں چلا آیا حمزہ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے سرداروں سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہاں تو خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں بیٹھے ہیں لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لندھور نے لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض میں اُتر کے غوطہ لگایا لنگی بھر پانی سے بھیگی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہوں پیسنے والا تو حوض میں ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور بھی برہنہ ہوا ایک حمام میں دو شخص ننگے ہوئے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص میری جستجو حوض میں کر رہا ہے اُس وقت اُسنے خیال کیا کہ اب میں کسی طرح جانبر نہوں گا بیشک قتل کیا جاؤں گا یہ شخص جو مجکو حوض میں ڈھونڈھ رہا ہے مجکو پکڑ کے جلاد کے حوالہ کر دے گا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ لیگا پھر

سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائے گا بعد قتل ہونے کے بھی راحت بسر نہوگی کھال میرے سر کی چوب سے پیٹی جائیگی صدا
نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند ہوگی پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پاکر فریاد
کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے کو ہے وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے
پیشانی مین کیا لکھا تھا زینت نقارہ ہوگی میرے سر کی کھال ہے ۔۔ الغرض اس بیچارہ نے یہ خیال کرکے اپنے سر کو
سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست سر کا جابجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بڈھا کو
پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوند دیکھیے اب میرے
سر کا پوست لائق درستی نقارہ نہین ہے جابجا سے شق ہوگیا ہے اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو ذرا بھی
صدا نہ نکلیگی جو مدعا بادشاہ کا ہے حاصل نہوگا اب مجکو چھوڑ دیجیے جلاد کے حوالے نہ کیجیے بیکار مجکو قتل نہ کرائیے ہندوستان
مین میرے مثل صدہا آدمی ہے یا گردا بھی ہی مین اپنی بسر اوقات کرتے ہین انہین سے کسی کو ہلاک کیجیے اور اُسکے
سر کی کھال سے نقارہ کی درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہے وہ دفع ہوجاے
میری بھی جان بچ جاے حضور مین اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان مین خوف سے نہ رہونگا ہرچند کہ مین
نہایت ہی محتاج ہون لیکن خداوند بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہانتک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب
ہندوستان مین ہرگز نہ رہونگا غریب پرور اپنی جان شیرین ہر ایک شخص کو عزیز ہے جب بادشاہ وقت یونہین خواب پریشان
دیکھیگا اور حکماے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیرین دینگے تو مجھ ایسے چکی مین گیہون پیسنے والے کسطرح
تنگ جفاے شہریار سے پس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھیے گا اگر گیہون پیسنے والے قتل ہوجائینگے
یا بھاگ کر اور کسی بادشاہ کی عملداری مین یہان سے چلے جائینگے تو خاص و عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا پسا ہوا
پھر کبھی ممکن نہوگا ہر ایک شخص وقت گرسنگی بجے اور گیہون وغیرہ اجناس چبانے گا بعضون کو تو اس قسم کی غذا ہضم
ہوجائیگی لیکن ہزارون آدمیون کو دست آیا کرینگے پیٹ مین نفخ رہا کرے گا کہانتک کوئی سکنجبین اور گلاب
پیا کریگا حکما کہانتک مریضون کا علاج روا کرینگے آخر وہ بھی گیہون چباتے چباتے بیمار ہوجائینگے ہزارون بلکہ لاکھون
آدمی آرد گندم کے نکھانے سے بے موت مرجائینگے خصوصاً امرا اور وسائی ازحد بے لطفی سے زندگی بسر ہوگی خداوند آٹا
عجب نعمت ہے دیکھیے میرے چکی کے مینڈ مین تھوڑا سا ہے ابھی سب گیہون پسنے کو رکھے ہین اگر حضور میرے گرفتار کرنے کو
نہ آتے تو مین ابتک پانچ من گیہون پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ پکاکر کھا چکا ہوتا اب اگر قتل کیا جاؤنگا تو یہ گیہون
جو رکھے ہین پیسونگا اور شام تک کچھ کھاؤنگا اور اگر حضور مجکو گرفتار کرکے جلاد کے حوالے کردینگے تو یہ گیہون یونہین بکھرے رہینگے
اور مین بھوکا پیاسا قتل ہوجاؤنگا دنیا سے بالب تشنہ و شکم گرسنہ سوے عدم جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی
تقریر سُنکے اور نہایت متحیر ہوکے کہا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانون کے گفتگو نہ کر یہ بتا تو کون ہے اور جو تیرے
مکان مین وہ بڈھا آیا تھا وہ کہان ہے اُسنے عرض کیا خداوند نعمت مین بیٹھا ہوا چکی مین گیہون پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف
آدمی آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ تو جلد بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیدل چلے آتے ہین مین نے
پوچھا کس جرم پر سوار مجکو گرفتار و قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے حکمانے تعبیر
یہ دی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھا جاے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجاے تو جو
آفت و بلا آنے والی ہے اُس سے شاہ محفوظ رہین بس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادون کو بھیجا ہے جلاد اور سوار آیا ہی
چاہتے ہین وہ اب تجکو قتل کرکے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرین گے بادشاہ اُس نقارے کو بجائیگا

حضور میں جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُس وقت اُس مرد ضعیف نے مجھسے کہا کہ تو اپنی دھوتی مجکو دیدے میں بیچکر تیرے گیہوں جکی میں پیسا ہوں تو اس حوض میں اُترکے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئیں گے میں اُنسے کچھ ایسی تقریر کرونگا کہ وہ سب چلے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خداوندنعمت میں نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو دیدی اور ننگا اسی حوض میں بیٹھا رہا حضور نے مجکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہیں معلوم ہوتا ہے یقیناً وہ شخص چلا گیا میری دھوتی بھی لیگیا دیکھیے حضور میں ننگا بیٹھا ہوں مفصل احوال میں نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہو جو میرے حق میں مناسب جانیں وہ کریں لندھور نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے بیشک یہ تیا بان ہے خواجہ تو نگر نہیں ہے یہ خیال کرکے لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہیں ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا خواجہ عمرو خواجہ تو نگر بنکر آئے تھے اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور یہ سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور تیا بان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک اور تاج اور اسلحہ لائیں تاکہ میں پانی سے نکل کے لشکر حمزہ میں جاؤں اور خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دوں ہرچند کہ تیا بان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر پس در کھڑا ہوا اور شپال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہیں پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض میں کھڑے ہوئے ہیں باہر پانی کے نہیں نکلتے ہیں شپال ہندی نے فوراً لباس اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس تیا بان کو دیا اُسنے لندھور کو لاکر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے تیا بان نے منہ اپنا پھیرا لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کرکے اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص تلوار حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہریار نے واسطے نشانی کے یہ تلوار دی ہے ہزار روپیے مجکو دلوائے ہیں لیس تلوار حضور کی دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو ہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجروں کو اشرفیاں دلوا کر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہوکے بقہر و غضب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران کی طرف رخ کیا جب لندھور نے قصد چلنے کا کیا شپال ہندی و دیگر سرداران نامی نے بھی ہمراہ رکاب چلنے کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ چلے میں اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا شپال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ گئے لندھور نے مرکب کو جولان کیا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا
چالاک میں بلند اختری تھا

واہو جو حرزہ فلک پہ جائے
صورت میں پری جگ میں شمشیر

پھیکے جو ورا زمین پہ آئے
دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

تصویر جو اسکی ہو سر سنگ
تم بدر سے چار چند بہتر

پرواز کرے ہزار فرسنگ
خورشید سے بھی کہیں منور

لندھور تو بقہر و غضب تمام شبرنگ ہندی کو دوڑاتا ہوا بتلاش عمرو و لشکر امیر با توقیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر با توقیر اپنی بارگاہ میں فرخنگل پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہرام گردن حاقان چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیر گیر و اسد مار گیر و اسد اسدان و اسد پنجہ گیر و کرتیت سپر گردان و شاہزادہ سیف الدین والیدین و پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی علی قدر مراتب ذکلو پر بیٹھے ہیں مردان لشکر اپنے اپنے مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں حمزہ صاحبقران سرداران مذکور سے باتیں کررہے ہیں کہ یکایک جاسوس لشکر اسلام بہ تعجیل تمام دوڑتے ہوئے روبرو حمزہ صاحبقران آئے اور اسطرح بعد دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے اشعار

اے خدا جبتک زمانہ دہر میں مشہور ہے
اے خدا جبتک کھاے سفری دل گریبان

بھر زغم داغ بلبل مرہم زنگار گل
شعلہ ہے جبتک حضور مرغ آتشخوار گل

رزمگاہ دو جہان میں ناوک سرکار گل

خون اعدا سے رہے بزم لب سوفار گل | حضور پُرنور کا اقبال بفضل ربّ ذوالجلال روز افزون ہو اور حال حضور کے دشمنون کا

رشک وحسد سے دگرگون ہو اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ وتنہا مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر بقہر وغضب تمام جانب بندگان حضور آتا ہی باقی خیروعافیت ہی جو سیس تھی عرض کرکے چلے گئے حمزہ صاحبقران نے حکم کیا کہ لندھور کو کوئی شخص نہ روکے اگر آتا ہی تو اُسے آنے سے کوئی مانع نہو حمزہ صاحبقران نے بعد اُس حکم دینے کے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکے فرمایا ای خواجہ عمرو بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ آج تنے جاکر دربار لندھور مین ایسی کوئی عیاری کی ہی کہ لندھور بقہر وغضب تمھارے گرفتار کرنے کو یہان آیا ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج لینے کو بیٹھے آئے ہین اُسکو خراج دینا منظور نہین ہی اسی وجہ سے وہ آپ کے مقابلہ کے واسطے آتا ہی ہوشیار ہو جائیے میری گرفتاری کے واسطے نہین آتا ہی خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہان آتا ہی یہان سے چلا جانا بہتر ہی نہین معلوم لندھور یہان آکر تمھارے ساتھ کیا سلوک کریگا اور دیکھیے کس طرح پیش آئیگا خواجہ یہ خیال کرکے بارگاہ سے نکل کے لشکر مین چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزہ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا اُن سرداروں نے جاکر لندھور کا استقبال کیا اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزہ صاحبقران کے قریب لائے جب عنقریب بارگاہ لندھور پہونچا اُسوقت

حمزہ صاحبقران بھی تا لب فرش برای استقبال تشریف لائے لندھور نے دیکھا نظم | بارگہ مین اسطرح ہین حمزہ صاحبقران

شمع روشن جسطرح محفل مین یا قالب مین جان
شوکت اسلام دکھلائین اگر کفار کو
مسجدون کے واسطے وا ہو دہانِ بتکدہ
حکمران ملک جان سرفتر دیوان دل
مشرق صبح سعادت مطلع نام ونشان
دیکھکر اوج مراتب سینہ گردون ہی چاک
آبگینہ ہی کاسۂ خورشید انور زرفشان
نسبت افشانی داماں شمیم خلق سے
بلبل تصویر بہر گفتگو کھولے زبان

رہرو دین مبین ہین اسطرح بے کیف وکم
پانی پانی ہوکے بہ جائے دل سنگ بتان
آفت امید کا فر لطف جان حق پرست
شوکت دین خلیل دعوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
وائے نادانی کہ سب سمجھے ہین اُسکو کہکشان
عادل مسکین نواز و جرم بخش ظلم کاہ
ہورہا ہے حلقۂ آغوش عالم عطردان
گر خلاف رائے عالی بند وبست شہر ہو

جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
ذات انکی دشمن بتخانہ مانند خلیل
برق کشت شرک ابر نوبہار مومنان
آسمان بخت ودولت آفتاب عزوجاہ
حمزہ نور خدا روح تن روحانیان
پڑ گئی ہی اک نگاہ مہر جود ورِ ازل
صاحب جود وسخا ودستگیر بیکسان
گر سنے تقریر روح افزا تو فرط شوق سے
دور دوران کی طرح برہم ہو ترکیب جہان

لندھور نے چہرۂ پر نور حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتہً ایسی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہاتھ واسطے تسلیم کے اُٹھایا حمزہ صاحبقران نے جواب سلام دیکے اور لندھور کو لب فرش سے لاکے اپنے دست راست ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا جابجا سرداران نامی بھی دنگلون پر بیٹھے لندھور نے جواب خور سرداران کو دیکھا تو صاف یہ ثابت ہوا اشعار کھینچ لین تلوار اگر یہ میان سے وقت وغا ✦ روح دشمن پاس سے کہدے رفیقا بالقضا منہ جائے انکے ہوروان سوئے عدم ✦ ہی انھین کی تیغ عریان جادۂ راہ فنا ✦ بعد دیکھنے سرداران کے جب لندھور نے جانب بارگاہ نظر کی اُسوقت اپنے دل مین یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھیے یہ بارگاہ ✦ شرمگین رفعت سے اسکی خیمۂ گردون بھی ہو ✦ ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کرہی رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے واسطے آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بمجرد حکم محفل عیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات مین بڑھ گئی ساقیان مہ جبین کشتیان رنگین لیکر بزم مین آئے پہلے حمزہ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام مئے ناب

بھر کے اپنے ہاتھ سے لندھور کو دیا لندھور یہ خلق و مروت مہمان نوازی حمزہ صاحبقران کی دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ مثل حمزہ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہوگا غرض لندھور نے پیالہ کے جام مے حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے لیا اور نہایت مسرور ہو کر شراب پی بعد میکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو بناز و ادا جام مے گلرنگ دینا شروع کیا ہر ایک سردار بادہ ارغوان پینے لگا دختر رز کی لذت سے حظ وافر اٹھانے لگا زیر گردون دمبدم جام بادہ گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر مین شیشون سے شراب بھرنے لگے چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہوکر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے لگا اسوقت بزم جمشید کی بزم عیش و عشرت پر بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزہ صاحبقران نے اسی عالم میکشی مین حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت مین جلد حاضر ہون بمجرد حکم ایک نازنین نہایت ہی حسین ابرو کمان فتان جہان غنچہ دہن گلبدن نرگسی چشم بناوٹ سے چہرہ پر عیان چشم الزہ بینے کے دن گیارہ یا بارہ برس کا سن نفیس سنوارے ہوئے سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوئے دہن تنگ مین گلوری دبائے ہوئے مجلس حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیواز تیز زرد رنگین پہنے ہوئے دست و پا حنا سے رنگے ہوئے سینے پر کچھ کچھ ابھار جوبن عیان آمد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا نیچی نظرون سے نوجوانون کو دیکھتے ہوئے مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی عشاق کے دلون کو مثل حنا یا مانند سبزہ پامال کرتی ہوئی جوبن جوانی کا دکھاتی ہوئی جا بجا کثرت ناز و ادا سے ٹھہرتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھ کے اور کسی بات پر خیال کر کے ڈرتی ہوئی بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے آئی اسوقت اس غیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک نوجوان کا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر ایک جوان اس رشک یوسف کا نقد دل سے خریدار ہوا خصوصاً لندھور بن سعدان اس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہوگیا لیکن بخیال بلحاظ حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اس نازنین کو بنظر شوق دیکھا کیا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر طلعت تھی

ابیات

		شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
تکلم پر تصدق بلبل باغ	سراپا انکا بس عیبون سے تھا پاک	وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
بشکل صبح پیشانی تھی خندان	تھی خنجر کٹاری تیز مژگان	نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ستون گے ایسے آہو نرگسی چشم	کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو	ہلال عید تھی تصویر ابرو
الف بینی ورق عارض ہین میم	جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم	گہر دندان لب لعلین سے یاقوت
ستارے تھے میان خانہ حوت		

نازنین مذکور نے بزم مین ٹھہر کے ہر طرف جوانون کو دیکھا جس وقت پہلوان عادی کے تن و توش اور دست و پا پر اسنے نظر کی دیو بے شاخ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگے ایک سازندے سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو ہے سازندے نے کہا اے دل آرام کیون ڈرتی ہو خوف سے بیکار کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہین ہے مین خوب جانتا ہون یہ حمزہ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی ماں نے حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سنکے بغور طرف پہلوان عادی کے دیکھنے لگی اور دل مین خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اس عورت کا کیا حال ہو یہ خیال کرکے دل آرام کے منھ مین پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اس مطربہ بیمثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہوگیا اور خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس مہ پارہ کو آغوش مین اٹھا کر اپنے خیمہ مین لیجاؤن مدعاے دل حاصل کرون حمزہ صاحبقران سامنے بیٹھے ہین بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اس وقت خواجہ عمرو بھی نہین ہین اگر وہ یہان ہوتے تو کوئی نہ کوئی ضرور تدبیر کرتے مثل دختر بختک کا مین اس سے بھی مدعاے دل حاصل کرتا

ہر چند کہ یہ بھی سیمتن نازک بدن ہنگام وصل مرجاتی لیکن میرے دل کی حسرت تو نکل جاتی دل بیتاب کو قرار تو آجاتا دل آرام کی ہم بستری سے جان دلکو آرام تو حاصل ہوجاتا پہلوان عادی یہ خیال کرکے یہ ابیات آہستہ آہستہ اُس

نازنین سے مخاطب ہوکر پڑھنے لگا ابیات
ادھر تو ہے عشرت مین اے آفتاب
ادھر تیرا عاشق پریشان ہے
خبر لے مری ورنہ مرجاؤن گا

مروت کیسی ہے اے سیمتن
ادھر ہو رہا ہے مرا دل کباب
ادھر ہین نگاہین تری ترچھیان
اسی جا تڑپ کر گذر جاؤن گا

کہ تم عیش مین ہمکو رنج و محن
تجھے زلف سلجھانے کا دھیان ہے
جگر پر ادھر غم کی ہین برچھیان
تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین

اثر عشق صادق دکھاتا نہین

دل آرام نے ابیات مندرجہ سنکے اور پہلوان عادی کو اپنے اوپر مائل دیکھکے بناز و ادا اشارے سے کہا کہ اگر مرجاؤ گے تو میرا کیا نقصان ہوگا وہ بات جسکے تم متمنی ہو کبھی نہوگی اسی حسرت مین رہوگے رنج جدائی دل پر سہوگے مین تمہارے لائق نہین ہون تمکو کوئی دیوی اپنے واسطے تلاش کرنا چاہیے دل آرام نے باشارہ چشم و ابرو یہ گفتگو کرکے اور انگوٹھا اپنا ناز سے دکھاکے منھ پھیر لیا پہلوان عادی کلیجا تھام کے رہگیا حمزہ صاحبقران وغیرہ گفتگوے پہلوان عادی اور اشارہ دل آرام سے واقف اور آگاہ ہوے جب سازندے سازونکو موافق اپنی مرضی کے درست کر چکے اسوقت مشل قیامت نا ساز عشاق سازون کو چھیڑا آواز مجیرے کی اور گمک طبلے کی بلند ہوئی دل آرام دوپٹہ سے اپنے سینے کو اور اچھی طرح نامحرمون سے چھپا کر ناچنا شروع کیا اور تھوڑی دیر تک ایسا رقص کیا کہ دل

اہل بزم کو گویا پامال کرڈالا بعد رقص کے دل آرام یہ غزل گانے لگی غزل

دور ساقی مین ملے مجھ رند کا کیونکر دماغ

بیشتر سرمست مین رہتا ہون اکثر تر دماغ
ایک کی سنتا نہین دو بت مغرور حسن مین
ایک سے رکھتا نہین عاقل ترا انجم دماغ
اب تو آہ زیر لب بھی سنکے ہوتا ہے خفا
کیون پریشان کرتی ہے او بلبل مضطر دماغ

اب تو کیا کر ساقی دوران نے حسن کی سرمین
خاک کے پتلے کا ہے عرش معلی پر دماغ
تمتو سونگھی ہے وہ زلف عنبرین دل مین
اسقدر پامال غم ہے اب بت خودسر دماغ
پوچھتے کیا ہو سر شوریدہ سودا کا حال

دیکھتا مجھ رند کا و اضطراب اور تر دماغ
مارے مفلس مین ہو آیا گلے سے ملکیا
ہم سے کیا کرتی ہے او باد صبا بڑھکر دماغ
گوش گل سنتے نہین فریاد بے تاثیر سے
کھاتے کھاتے سنگ طفلان ہوگیا پتھر دماغ

جسوقت یہ غزل دل آرام نے بصد ناز و ادا اور بہزار خوش گلوئی گائی ابیات سمان بندھگیا اُس طرح کی اس ابیات

بسیرا سے گئے جا نور اپنا بھول | درختون سے مل مل کے باد صبا | لگی وجد مین بو سے داد و دا

حمزہ صاحبقران و لندھور بن سعدان پہلوان عادی وغیرہ جسقدر بزم عشرت مین اشخاص بیٹھے ہوئے تھے سب اُس نازنین خوش گلو کی تعریف کرنے لگے اور اُسکے کمال کی صفت کرنے لگے لندھور نے اُس مطربہ بے مثال سے مخاطب ہوکر عالم نشہ مین کہا کہ اب اور کوئی غزل گاؤ دل آرام نے بموجب فرمایش و حکم یہ غزل لندھور بن سعدان سے

مخاطب ہوکر شروع کی غزل
وصل کی شب شرم سے لب تک نہ آیا راز دل
روز و شب حائل ہے زلف عنبرین دونون طرف
بد مرون سر جھکائے پانون مین نکلے ہوئے
گفتگو کرتے ہین اہل انجمن دونون طرف
سنگ سے مسجد و بتخانہ بھی خالی نہین
جل رہی ہے قبر پر شمع لگن دونون طرف

گلفشان سینے مین ہین داغ کہن دونون طرف
اک حیا باہم رہی قفل دہن دونون طرف
آرزو مند شہادت دل بھی ہے مثل جگر
کم ہوا تقدیر سے طول کفن دونون طرف
وصل کیسا بر تسکین کہدیا کرتا ہے کچھ
لوٹتے ہین او شیخ و برہمن دونون طرف
پھنک رہا ہون نہین یہان لب پر ہے آنکھے آہ گرم

ہم وہ بلبل ہین کہ رکھتے ہین چمن دونون طرف
کان تک آنکھے مری فریاد کیونکر جا سکے
دھیان رکھنا قاتل ناوک فگن دونون طرف
میرے آنکھے دیکھیے کیا فیصلہ ہوتا ہے آج
تا معدہ ہین بلبل شیرین سخن دونون طرف
مرکے بھی بجھتا کہاں ہے شعلہ داغ جگر
ایک سوز عشق ہے آتش فگن دونون طرف

کیا تعجب پر تو رخسار آتش رنگ سے
ایکسا رکھتا ہے عالم پر پڑے دونون طرف
کئے ای تسلیم کوہ و دشت مین تیرا نیا
غزل گانے لگی تو اسوقت یہ حال تھا ابیات
ہر ساگ روان تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بکان کا موتی بنے لعل یمن دونون طرف
اک نظر رہتی ہے گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اڑاتے پھرتے ہین اہل وطن دونون طرف
اُس دم تھا ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نگڑا کہ کا مود

پھوٹ نکلا رنگ جسم نازنین پوشاک سے
دیکھتی ہے عندلیب نعرہ زن دونون طرف
دل آرام جو بزم عشرت مین بہ لحن داؤدی
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

جسوقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا ہر شعر کو بتا بتا کے گاتی تھی اسوقت

اس بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام کے گانے کی تعریف کرکے اور اسکے گیسوے عنبرین و رخسار سرخ کو دیکھ کے بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر عشق گیسو مین کوئی بوسہ دوا بحان خال کا • زہر افعی کے لیے ہم سائل تریاق ہین • کوئی خط نغمہ دل آرام سے وجد مین اکر ستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی سرتان پر بیتاب ہوکے دونون ہاتھون سے اپنا کلیجہ پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ فلک کی اس ماہرو کے آگے کیا حقیقت ہے کوئی کسی سے کہتا تھا کہ مین تو اس مطربہ کا نقد دل سے خریدار ہون کیا خوب گاتی ہے اسکی آواز میرے کان کو ایسی معلوم ہوتی ہے اسکا نغمہ سنکے دل بیچین ہوجاتا ہے کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے • تجھسا بمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا غرض اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت مین دل آرام کے حسن و جمال اور رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادہ ناب سے گرم ہوا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ آج تمہارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج مین خواجہ عمرو کی تلاش مین یہانتک آیا ہون صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار مین گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہین گئے کہ مین انکی صورت دیکھتا اور انکی شکل پہچانتا اب مین انکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون اگر خواجہ عمرو یہان ہون تو انکو بلوایئے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جاکر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر مین ہون تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو مین گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کرکے نہایت متحیر ہوا بعد حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائین کہ اسوقت نے بجاکر کوئی غزل گائین حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ لندھور تمہاری نے سننے کے اسوقت مشتاق ہین لہذا تم اسوقت نے بجاکر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوڑی نے کی نکالی اور دہن سے ملاکر یہ غزل شروع کی غزل

شہید کرتا ہے تڑپا کے اپنے بسمل کو
کشان کشان مرے پہلو سے لیگیا دلکو
بتون کے عشق نے بے موت ہمکو مارا ہے
کیا ہے شاد کسی کے بھی آپنے دل کو
ہمیشہ ہمین حسینون کی یاد رہتی ہے
خدا کے گھر کی طرح وقف کردیا دل کو
وہ تیغ کھینچکے آتا ہے سخت جان ہون مین

سکھائی طرز جفا کسنے میرے قاتل کو
جو آو قیس کی آندھی چلے تو ای لیلی
گواہ رکھتے ہین اسکا خدا سے عادل کو
بیان کرتا ہون بیتابی فراق کمال
کہون نہ منزل خوبان مین کسطرح دل کو
یقین کاہ کا اور کہربا کا ہوتا ہے
خدا بچائے ندامت سے میرے قاتل کو

کمند زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے بڑھ اسے محمل کو
وہ نا امید خوشی ہون کہ انسے کہتا ہون
سیاہ اپنے ہاتھون سے اسوقت تھام لین دل کو
حسین جو آپسا چاہے وہ شوق سے آئے
وہ زلف کھینچتی ہے اس طرح مرے دلکو
کیا ہے قتل تو تا تھونکا بوسہ لینے دو

یہ خون بہا تو ہے دینا ضرور قاتل کو	یقین ہے اب مرے پہلو سے جائیگا کہین	ہزار طرح کے دیتے ہین ہم نشان دل کو
ہزار ضعف ہے لاحق ہمیں مگر پھر بھی	نہنگ عشق کا اتنا ہے حوصلہ دل کو	جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے

بالحان اوسی ڈھن مین گائی اسیوقت صاحبان محفل کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا اور آواز نے کے مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہوکر بار بار خواجہ کے گانے اور نے بجانے کی ثنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے اے خواجہ عمرو تمہارا مثل و نظیر نے بجانے اور گانے اور عیاری مین نہین ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا

نینون مین شراب کا اثر تھا	جو بزم مین تھا وہ بے خبر تھا	تھی ایسی غزل سے گرم محفل	مردون مین تھا شور جوش بلبل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے ازحد تعریف کرکے مالا مروارید کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات تاجرون سے تم نے لیا تھا اسکا روپیہ مین نے تاجرون کو دیدیا ہے اب وہ تاج و جواہرات اور روپیہ بھی بخوشی تمکو دیدیا بعد اس گفتگو کے لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپنے مجکو اپنے خلق سے نہایت خوش کیا وصف آپ کے خلق و مروت کا کیا کرون میری زبان قاصر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو ایک عبد ذلیل پروردگار ہون لائق تعریف نہین ہون بعد اس تقریر کے حمزہ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ اے دارائے ہند مجکو یہان آئے ہوئے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور ابتک ہمارے اور تمہارے مقابلہ نہین ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے پس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہرچند کہ فی الحال مجکو تم سے زیادہ الفت ہوگئی ہے لیکن بمجبوری تم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ دل سے نکال ڈالیے اور اس ارادے سے باز آئیے لطف صلح مین ہے نہ کہ جنگ مین نوشیروان نے جو آپکو مجھ سے لڑنے کو بھیجا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکا عدوے جان ہے جب ہان کسی طرح وہ آپکو ہلاک نہ کرسکا تو اسنے آپکو یہان بھیجا ہے یہ اسنے آپسے سخت عداوت کی ہے ہرچند کہ انسان کو لازم نہین ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف خود کرنا پڑتی ہے مین وہ شجاع ہون کہ مجھسے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہین کرسکتا اور خراج نہین سکتا بڑے بڑے بہادر مجھسے ڈرتے ہین پس مین نہین چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے مین مقابلہ کرون نہین معلوم ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر مین آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپ کو میرے قتل ہونے کا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا مین امیدوار ہون کہ آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہین ہے آپ نوشیروان کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسی طرح لیچلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے کہیے مین سر جھکائے ہوئے ہون جلاد کو بلوائیے گردن مین طوق خاردار نعلون مین خاردار لٹھو بازوون پر جوڑے فولاد کے پاؤن مین بیڑیان پہنوا کر روبرو نوشیروان کے گرفتار کرکے مجکو لیجائیے مین بخوشی راضی ہون وہ آپ سے خوش ہوگا آپکی بات رہ جائیگی مین وہان طوق و زنجیر وغیرہ کو اتار کر اسکو قتل کر ڈالونگا آپکو تخت پر بٹھاؤنگا پھر آپ ملکہ مہرنگار سے اپنا عقد کرکے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اٹھائیے گا بآرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو ہندوستان مین نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اٹھایا ہے بغیر مقابلہ مین اسطرح تمکو نہ لیجاؤنگا یہ امر خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ مین آپ سے بوجہ الفت کے مقابلہ نہین کرتا ہون اگر آپکو اس طور سے میرا لے جانا منظور نہین ہے تو کیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان کے پاس لیجائیے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے اسکی جرأت و شجاعت کی ازحد تعریف کی اور سر اسکا کثرت

الفت سے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجالاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور جسطرح مجھسے مقابلہ کرو مجھ بھی زور آزمائی کرو لندھور نے بہ مجبوری کہا اگر آپکی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائیے بعد آپکے مین بھی نقارہ رزمی کے بجانے کا حکم دونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دو جسقدر جی چاہے مین کرو پھر مین بھی اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تم سے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خدا چاہیگا وہ ہوگا گھٹ بڑھ کا حال معلوم ہوجائیگا لندھور نے بہ مجبوری ارشاد حمزہ صاحبقران قبول کیا اور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنی دولتسرا پر پہونچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صف آرا ہونا امیر با توقیر کا اور مقابلہ کرنا گستہم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جدال نبرد آزمایان عرصۂ مقال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہین کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار مین آکر تخت پر بیٹھا اور جملہ اہل دربار حاضر ہوے اسوقت لندھور نے شہپال ہندی اپنے چچا سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج مین لشکر حمزہ صاحبقران مین بتلاش عمرو گیا تھا حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی تھی حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر مین مجھسے بہ خلق و مروت پیش آئے اور باعزاز تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ مین بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب پلایا میری زبان انکی تعریف مین قاصر ہے ہنگام رخصت انھون نے مجھسے فرمایا کہ مجکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہر چند مین نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے فیمابین ایک طرح کا انس ہوگیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انھون نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھسے مقابلہ کرو بس اب چاہتا ہون کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون اور امورات سلطنت کا انصرام و انتظام کرین اور مجکو عہدہ سپہسالاری واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے روانہ کرین اور اسیوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دین ہنگام سحر مین آنسے مقابلہ کرون لندھور نے یہ کہکر شہپال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھا اور آپ تخت سے اُترکر قریب تخت ایک صندل پر بیٹھا شہپال ہندی نے تخت پر بیٹھکر بموجب کہنے لندھور کے طبل جنگ بجوایا

اُسوقت صدائے طبل سے یہ بات پیدا ہوئی تھی نظم

قریب آیا ہے وقت جان فروشی
جدا ہوجائینگے دو صدمین بدن سے

دکھاؤ اپنی اپنی گرمجوشی
شوکت و تشین ہونگی کفن سے

صدا دی طبل کی بیتے نا گاہ
اجل کا صبح ہو گرم بازار

کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
مقام آبرو ہے جان خبردار

جسوقت صدائے جنگ بلند ہوئی فوج اسلام مین

لشکر اسلام بعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب عاو ثنا بجالاکر عرض کرنے لگے نظم

ای خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند
ای خدا جبتک عروس دہر ہے بے اعتبار

ای خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار
آرزوے دل یہی ہے تیرے پہلو مین رہین

نال نیاز ابد جبتک تلون دست ہو
مطرب چنگ رباب ساقی و مینا و یار

امیر با توقیر گردون سریر کے دشمن تہ تیغ آبدار ہون جانثارون کے سینہ ہائے پر کینہ شمشیر سے فگار ہون اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے لندھور کا قصد ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین اگر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزہ صاحبقران نے جاسوس سے سنا کہ لشکر لندھور مین طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بھی خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ اب ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نقارہ حرب پر چوب لگائی جاوے جو کچھ خداوند عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا مجکو حقتعالی کی عنایت پر

توکل ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر تو قیر کی سنکے نقارخانہ مین آئے اور نقارہ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بیت
ز نقارہ آواز آمد برون * کہ دولت دولت گردون دون * جسوقت صدمہ نقارہ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران مین بلند ہوئی گاو زمین تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بمقتضاے ابیات صداسے اُسکی کیا کہیے کہ یکسر ہوا اک زلزلہ روے زمین پر * ہوئے اہل جہان کے گنگ کر گوش * اُڑے سر سے بر رنگ طائران ہوش * اُس شب کو فوج لندھور اور لشکر حمزہ صاحبقران مین جو جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے اُن سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہوگئی دل اُنکے نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل روز وصل شاہد شمشیر بران ہے مدت سے ہمکو اسی کے وصل کا ارمان ہی ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دلکو کوفت ہی آنکھین اسی کی چال ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہین شکر ہی کہ اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھینگے سر میدان روبرو بہادران خم کھائینگے سراپا خون مین نہائینگے غنچہ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئیگی نخل تمنا بارور ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا جو گل خوشرنگ بوے گلشن شجاعت پھل تیغ کا کھاکر اور مثل غنچہ مسکرا کر باغ جہان سے مانند بوے گل جائیگا مرکر لطف حیات اُٹھائیگا تا قیام قیامت نام اُسکا صفحہ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا مین اُسکی جوانمردی کی تعریف کریگا اگر ہم بھی میدان وغا مین زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائین تو گویا افتخار کی سند کونین مین پائین یہ خیال کرکے اکثر بہادرون نے نہاکر اور غسل کرکے بخیال وصل معشوقہ شمشیر بلا تاخیر پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن مین عطر سہاگ کا ملا آنکھون مین سرمہ لگایا اور بہادرون سے گلے مل مل کے کہنے لگے کہ بھائیو کل وقت سحر گویا روز عید قربان ہی آج ہی گلے مل لو کل قصاب اجل خونریزی پر کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون جانبر ہوتا ہی یہ وقت بہت غنیمت ہی بموجب بیت غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین ای نادان * دگرگون حال ہوجاتا ہی اک دم مین زمانے کا بعضے تہور شعار بہادر وجرار اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہر چند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد قتل کر ڈالنے کے خیال سے اور زیادہ صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادرون نے اپنی تلوار مین ڈورا ڈلوایا تاکہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے اور رشتہ جان ٹوٹ جائے بعضون نے چار آئینے صاف کیے تاکہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے اکثر بہادر روبخ ودستانون کو اپنی قوت بازو سے سر دست درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو کہ میدان آبرو رہجائے قدم میدان جنگ مین بڑھکے پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم عرصہ رزم مین ثابت قدم رکھے روبرو دلیران ذلیل نہ کرے سجاع نے ہنسکے کسی دلاور سے کہا صبح کو ہم بھی خبر ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر دیکھینگے ہم نے سنا ہی کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہی اور اہل لشکر ہی اُسکی فوج مین ہندی اپنے تئین نہایت بہادر تصور کرتے ہین بے خود وزرہ میدان مصاف مین اپنے حریف سے مقابلہ کرتے ہین دلاور ہندو کو نے جواب دیا کہ ہندی بیچارے ہم سے کیا مقابلہ کرسکینگے ہماری تلوار کی تاب بھی نہین ہی مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعداد دیکھکر خوف سے کانپ جاتا ہی ہمارے نعرون سے دل شیر فلک کا دہل جاتا ہی اب تین پہر رات باقی ہی صبح کو دیکھنا جب ہم بہادرونکی تلوارین مانند برق کے میدان جنگ مین چمکینگی اور مانند ابر سیاہ سپر اُدھر سے اُٹھیگا ہر ایک تلوار صورت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذرکے ہندیون کے خرمن جسم وجان پر اسطرح گریگی کہ تن وجان کا نام نشان بھی باقی نہ رکھیگی اور ہندیونکو سوائے بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا ساری اُنکی شجاعت تشریف لیجاویگی بجز بھاگنے کے کوئی تدبیر اُنکو نہ سوجھیگی بھاگنے مین ہزارہا ہندی قتل ہونگے صدہا زمین پر گرکے پامال سم اسپان ہوجائینگے ہزارون ہندی زخمی اور کشتہ ہوکر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑون صداے نالہ و فریاد بلند کرینگے شجاعون نے

لڑنا کچھ سہل نہیں ہے میدان میں قدم جما کر تلوار میں کھانا کچھ منہ کا نوالا نہیں ہے اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اُسکی ضرب تیغ تیز سے
بچنا بہت دشوار ہے یہ خداوند عالم نے ہمیں لوگوں کو ایسا صاحب ہمت کیا ہے کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہیں اور زخمہاے
شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہاے گلشن شجاعت تصور کرتے ہیں آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں تلوار کی آنچ کو
ہواے سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہیں بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور زخمی ہو کر خون میں نہانے کو
رنگ کھیلنا تصور کرتے ہیں بھلا ہمسے بزدل ہم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا بھاگتے پھرینگے
کوئی صف شکن کسی تیغزن سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس جری کی تیغ تیز سے کون کون ہلاک ہوتا ہے کون بندہ ہستی سے
کون سوے عدم جاتا ہے مقابلہ حریف سخت سے ہے خدا آبرو رکھے امید ظفر بھی ہے اور خیال شکست بھی ہے کیونکہ مشہور ہے جنگ دو سر دارد
بس اے برادر دعاے فتح و ظفر خدا سے کرو یہ شب دعا و مناجات میں بسر کرو تاکہ خالق بیچون برہنگام سحر ہمکو حریف پر مظفر کرے اور
دامن مراد کو ہر آرزو سے بھردے کوئی تیرانداز گوشے میں چھپکر تیروں کو ترکش میں بھرتا تھا کمان کو سینکتا تھا اور ناوک کی نوکوں
چلاکے کہتا تھا کہ اے نامدارو مرنے پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی فکر و تدبیر کرو
میں تو ان تیروں سے اپنے حریفوں کو تاک تاک کے ہلاک کرونگا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیرانداز ہیں
ذرا بھی خطا نہ کرونگا میں نے حمزۂ صاحبقران کا نمک کھایا ہے حق نمکخواری ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر پر تو ضرور
قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ مرد میدان کارزار اور نمکخوار ایسا ہی عزم کرتے ہیں ہم بھی فدویتی
اور جانبازی کے لیے موجود ہیں ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری میدان میں دیکھ لینا جبتک جسم میں روح رہیگی
اور دست و پا میں قوت باقی ہے قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار اپنے اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے باہم کہتے تھے
کہ یہ برچھا سینۂ حریف پر اس طرح مارینگے کہ وہ جانبر نہوگا جس وقت وہ گھوڑے سے زمین پر گریگا اپنے مرکب کو بڑھا کر اُسکو
پامال سم اسپ کرینگے اکثر بہادران نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر گرز گران سر کو اٹھا کر اور گردش دیکر تیغزنوں سے کہتے تھے
کہ ہم تو عمود گرانبار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار میں شگافتہ کرینگے حریف کو پیوند خاک کردینگے تیغزن کہتے تھے ہم کو
دیکھیں ہم دشمنوں کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہیں کہ تم ہمسے سوا اعداے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بظاہر ہمیں تم سے زیادہ
سواران لشکر لندھور کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار ہے اگر ہم چند ہاتھ سر اعدا پر لگا دینگے تو چندان ہمارے
دست و بازو نہ تھکینگے اور تمھارے پاس عمود گران ہے اگر تم اس گرز گرانبار سے چند حریفوں کو ہلاک کروگے دست و بازو
تمھارے تھک جائینگے بہادران نامی اُنکے جواب دیتے تھے کہ تمکو ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح معلوم نہیں ہے
یہ دست و بازو کم قوت نہیں ہیں کہ تھوڑی دیر میں تھک جائیں اگر تم کو کہنے کا ہمارے یقین نہیں ہے تو صبح بھی قریب ہے قوت و
طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو تم سے زیادہ فوج دشمن کے سواروں کو ہلاک کرینگے بہادران
نامدار اور دلاوران جرار تو فکر کارزار اور آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف و مشغول ہیں لیکن جو نامرد اور بزدل
دونوں لشکروں میں ہیں اُنکی یہ کیفیت ہے کوئی تو خوف جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا کانپتا ہے لحاف
اوڑھے ہوئے ہے و بدم آہ و نالہ کرتا ہے جب کوئی پیدل یا سوار اُس سے پوچھتا ہے کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمھارا کیسا ہے
آج بستر پر کیوں پڑے ہوئے ہو اس قدر آہ و فریاد کیوں کرتے ہو وہ جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ لرزی سے آگئی ہے
تمام اعضا میں درد ہے تپ کی شدت سے اعضا مثل شعلۂ کافوری جل رہے ہیں تشنگی سے حلق خشک ہے کلیجا جلا جاتا ہے
ذائقہ دہن کا تلخ ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہے تکیے سے سر
اٹھایا نہیں جاتا کروٹ بھی بدلی نہیں جاتی کیونکر خدا نخواستہ اٹھیں اور تم سے بیٹھکر باتیں کریں سوار اور پیدل یہ سنکر کہتے ہیں کہ لحاف

باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمھاری نبض تو دیکھین یہ کیسی تپ ہے کہ ایک دن مین بلکہ پہر ہی بھر مین تمھاری یہ کیفیت ہو گئی
کہ تم سے اٹھا نہین جاتا شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتین کر رہے تھے جسوقت سے کہ طبل جنگ
بجا ہے اُسوقت سے تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آئے ہو اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل
بخیال اسکے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سوار دنکو نہین دکھاتا ہے کہ سوار اور پیدل نبض دیکھکر کہین گے کہ تمکو تو مطلق تپ
نہین ہے اُسوقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہو جائیگی غرض اسطرح کے خیال کرکے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی یقدر
قوت نہین کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالون اور تمکو نبض دکھاؤن علاوہ اسکے تمکو نبض ہی دکھانا بیکار ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے
دیکھنے مین تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہین جو مین تمکو نبض دکھاؤن
بیکار سردی مین اپنے ہاتھ کیون باہر نکالون مین مثل تمھارے احمق نہین ہون بس جاؤ اپنے بستر پر بیٹھو زیادہ ہم سے گفتگو
نہ کرو ہم سے بات نہین کی جاتی ہے اگر خدا چاہے گا تو صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہین سوار اور پیدل بیمار کی
تقریر سنکے اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہین ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب آگاہ ہین جب کبھی طبل جنگ بجا ہے
اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار زبردستی اور بیکار ہو گیا ہے کیون ہم سے جھوٹھ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے
اصل تو یہ ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے دیکھو
مین ایسا جری ہون کہ تپ سے لڑ رہا ہون تم سے باتین کرتا ہون حواس میرے درست ہین تم سبکو پہچانتا ہون اور
تم سب کے نام جانتا ہون کہو تو بتا دون اگر میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منھ سے اُسکے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا
آنکھیں بند ہو جاتین ہوا اس خستہ بجا نہ رہتے اب تک مر جاتا قبر مین دفن بھی ہو جاتا مین ہی ایسا بہادر ہون کہ اب تک زندہ
ہون اور تم سے باتین کر رہا ہون سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ واہ تمھارا شجاعت و دلاوری مین مثل نہین ہے تم عجیب
بہادر ہو اور دھڑے ہو خوف جنگ سے بید کے مانند کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا
دمبدم دست آنے لگے رنگ رخ زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے یہ گریہ و زاری دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو عہد کرتا ہون
یا مدار صاحب تمھارے روضہ پر چھڑیان چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو کبھی
سوارون مین اپنا نام نہ لکھواتا گھر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر بن نہین پڑتی کیا کرون کسطرف بھاگ کے
جاؤن جان اپنی دشمنون سے بچاؤن کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ اے بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح ضرور
میرا مرکب زین و لجام سے آراستہ کر رکھنا ہم تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھاؤن مین اپنے مکان طرف یہان سے
چلے جائینگے ہرگز وقت سحر تک یہان نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہین ہین کہ لشکر مین ہین اور ہنگام مقابلہ کسی حریف ناکار کے
ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین امیر یا تو تیر تو اسواسطے لڑتے ہین کہ اگر لندھور مطیع ہوگا اور خراج
دیگا تو نوشیروان کی دختر رشک قمر سے عقد ہو جائیگا شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرینگے اور وصل ملکہ مہر نگار سے
لطف بے اندازہ اٹھائین گے لندھور خسرو ہندوستان اس سبب سے لڑتا ہے کہ اُسکو خراج دینا اور اطاعت قبول کرنا
منظور نہین ہے پس ان دونون کا باہم جنگ و جدل کرنا بجا و درست ہے اور ہم کو تو کسی طرحکی امید نہین اگر لڑائی مین فتح
ہوئی تو ہمکو کیا فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو وہی پندرہ بیس روپیہ مہینا بھر کے بعد ملینگے
پس پندرہ روپے کے واسطے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین
آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب نہین ہے بس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپکی ذلت و رسوائی کا ہو
اگر آپ چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے آپ کو ٹکے کو بھی نہ پوچھے گا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیون

رسالے مین اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیون باندھی خود سر پر کیون رکھا زرہ جسم مین کیون پہنی اپنے تئین بہادرون مین کیون
شامل کیا اب اگر آپنے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھایئے دو چار سو حریفون کو قتل کیجیے میدان
وغا مین دلیر و بہادرون کے نام پیدا کیجیے آپنے برسون سے اپنی اوقات بسری بہ فراغت کی ہے آج وقت پر آپ بھاگے
جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے ہین اہل لشکر آپ کو کیا کہین گے رسالے کے جوان آپکو نامرد خیال کرینگے اور یہ آپکو
کیونکر یقین ہو گیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جاینگے زندہ نہ رہین گے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ مین بازار اجل گرم
ہوتا ہے کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادرونکی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ رہتے ہین تلوار اور تیر
و تفنگ کوئی حربہ حریف اثر کارگر نہین ہوتا ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی حفاظت کرتی ہے بقول
شخصے شعر گرچہ میدان وغا مین خطرہ جان ہے مگر ٭ بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین ٭ اس سوار نے تقریر سائیس کی
سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہین مرتا سچ ہے تو نے یہ شعر شاید نہین سنا ہے شعر گرچہ کس بے اجل
نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان اژدرہا ٭ انسان کو لازم ہے کہ جانتک ہوسکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی [illegible]
جان خیال ہلاک ہو جانے کا ہو پس مین عقلمند ہون دانا ہے دہر ہون میدان وغا مین ٹھہرا کیسا جاؤنگا بھی نہین
مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر
خائف و ترسان ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپ کے کسی کو نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہون
شعر جسطرح سے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین ٭ بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین ٭ بس للہ خداوند نعمت اسطرح آپکو
اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و جدال سے خائف نہو جیے لشکری آپ کو بزدل کہین گے ذرا غور کر کے ملاحظہ
فرمایے مین آپکے گھوڑے کے واسطے چکی مین چنے دلتا ہون جس چنے کے مقدر مین دو ٹکڑے ہونا نہین ہوتا ہے وہ چنا
سالم نکل آتا ہے اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے نہین ہوتا ہے اسی طرح اگر آپ کی قسمت مین تلوار سے دو ٹکڑے ہونا
نہین ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا آگئی ہے تو گھر مین جا کر ہلاک ہو جائیے گا
اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے ہزارون دشمنون کو تہ تیغ کیجیے بعد فتح جنگ
خلعت و انعام لیجیے مجکو یقین ہے کہ اگر آپ میدان جنگ مین کارہائے نمایان کرینگے اور لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپ کا
عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو اور عزت یوماً فیوماً بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر سائیس سے
کہا کہ اے تو بڑا بیہودہ ہے ہمکو نصیحت کرتا ہے ہمارا استاد بنتا ہے جو ہم کہتے ہین اُسے قبول نہین کرتا ہے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو
ہمارے حکم کو بجا لا ورنہ پچھتائے گا تو ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے فرمانبردار نہین ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین میدان
جنگ مین جائین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل ہو جائین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنون کے
ہاتھ سے دور بار شیطان کے کان بہرے قتل ہو جائین لڑائی مین کام آئین تو ہمارے لباس پہنکے اور ہتھیار ہمارے
لیکے گھوڑے پر سوار ہو کے کسی طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہے ہمکو تیری باتون سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے
اے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے مین کبھی نہ آئینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب مین کبھی
نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہین اپنے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدوئے جان ہے یہی چاہتا ہے کہ ہم کسیطرح ہلاک
ہو جائین لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہین ہے ہم ہرچند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین اور
تو لاکھ دانا ہے مگر بیوقوف ہے ہماری اور تیری عقل مین زمین و آسمان کا فرق ہے جو ہم جانتے ہین وہ تو نہین جانتا ہے ارے ہم
وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سایے سے دھوپ مین نکلنے نہین

دیا ہے اور کبھی سپاہیونکی صحبت مین بیٹھنے نہین دیا ہے ہمنے ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجیفہ وغیرہ کے شغل مین اپنی زندگی بسر کی ہے اب تھوڑے زمانے سے ہماری خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جہنم مین داخل کرے اُنھون نے ہماری والدہ اور باجی صاحبہ کو ورغلا کر اور اُنکا زیور نقرئی و طلائی بلوا کر ہمکو گھوڑا لے دیا اور رسالے مین نوکر رکھوا دیا ہر چند ہمنے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے پر سوار نہونگے تلوار کمر سے نہ باندھین گے نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے کبھی چاقو بھی کمر مین نہین لگایا ہے گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار نہین ہوئے ہین ہمکو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے نیچے گر پڑینگے پامال سم اسپ ہو جائینگے لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سُنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مرگئین ہمکو اس نوکری کی آفت مین مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزار و پیدل و سوار تیر و تیغ آبدار سے قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونگے بازار اجل میدان جنگ مین گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت ہوگا ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار اور پیدل قتل ہونگے زمین اُنکے خون سے رنگین ہوگی بلکہ میدان مصاف مین جوے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلیگی ہزارون قتل ہو جائینگے سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جائینگے خاک مین ملجائینگے سیکڑون تیرون سے ہلاک ہونگے ہزارون ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بُران سے قتل ہوکر سوے عدم جائینگے بہت سے کفن بھی نہ پائینگے قبرین بھی سیکڑون کی نہ بنائی جائینگی لاشین اُنکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت اُنکا کھائین گے کتے ہڈیان اُنکی چبائین گے دن بھر لاشین دھوپ مین پڑی رہینگی رات کو شبنم مین زیر فلک رہینگی چادر گرد و غبار اُنکی لاشون پر پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا اُنکی لاشون پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے یہ معرکہ دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائیگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جائینگے روح جسم سے نکل جائیگی بے لڑے بھڑے موت آجائیگی لڑنے کا ارمان دل ہی مین رہجائیگا دم نکل جائیگا اے سائیس عہد طفلی سے ہماری تو یہ کیفیت ہے کہ جب ہمارے سامنے فصاد نے کسی کی رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آگیا اس امر کا اکثر ہمنے امتحان کیا ہے اور اگر کبھی کسی وجہ سے پتا کھڑکتا ہے اور آواز اُسکی ہمارے کان مین آتی ہے تو دل ہمارا دہل جاتا ہے روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہے دست و پا کانپنے لگتے ہین حواس خمسہ بجا نہین رہتے ہر چند ہم اپنے دل کو سخت کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ نہ ڈرین لیکن ڈری جاتے ہین کیا کہین مجبور و ناچار ہین خدا نے ہمکو ایسا ہی دل دیا ہے اب تک اکثر اوقات ڈر جاتے ہین اور اسی عالم خوف و اضطراب مین موافق عادت اپنی والدہ اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے لگتے ہین کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو ہمکو بچاؤ دیکھو عجیب ظلم کی آواز مہیب کان مین آئی تھی جلدی آکر ہمکو آغوش مین لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑین گے بیہوش ہو جائین گے یقین ہے کہ تڑپ کے مرجائینگے جب کوئی آواز نہین دیتا ہے تو خیال آتا ہے کہ تم کسکو پکارتے ہو اماں اور خالہ اور باجی تو انتقال کر چکی ہین غرض کہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہے تو ہمسے میدان جنگ مین جاکر حریف سے کیا لڑا جائیگا ہمکو تو تلوار لگانی بھی نہین آتی ہے اور علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یون ہی ہلاک ہو جائینگے جسوقت کسی کو قتل ہوتے دیکھین گے خود ہلاک ہو جائینگے اسوقت کسی حریف سے لڑ نہین رہے ہین فقط تجھسے باتین کر رہے ہین لیکن دل کی عجیب کیفیت ہے روح جسم مین بیچین ہے رونگٹے کھڑے ہوئے ہین ہر چند کہ دل یہی چاہتا ہے کہ ابھی اپنے گھر بھاگ جائین اپنی زوجہ کے پاس جاکر چھپ رہین جو رو ہماری ہمسے نہایت محبت کرتی ہے چار مہینے کا زمانہ گذرا ہے کہ ہماری شادی اُس نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہے اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

مین صبح کو جائین اور وہان جاکر اگر خدانخواستہ قتل ہو جائین یا خون دلاوران دیکھکر ہلاک ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہو مرنے کی خبر سُنیگے یقین ہو کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی اور اگر ہلاک ہوئی تو زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی بس ای سائیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہمکو جوانان لشکر اگر نامرد کہینگے تو کہین ہمکو انکا بزدل کہنا منظور ہو لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہو اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھڑا دیے جائینگے اور بقول تیرے کوئی ہمکو نوکر نہ رکھیگا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جو روٹیون کے ٹکڑے ملا کرینگے وہی ٹکڑے گدائی کے نان نعمت سمجھکے کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوبرو کے پاس سوئینگے اور اُسکے وصل سے اپنے دل کو خوش کرینگے ای سائیس اگر تو یہ چاہتا ہو کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین رہین تو کل تو ہماری پوشاک پہنکے اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے ہمارے عوض تو ہی میدان ستیز مین جانا اور ہم گھوڑے کی گھانس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین کیون نہین آئے تو کہدینا کہ اُنکی طبیعت ناساز تھی اُنھون نے اپنے عوض مجھکو بھیجدیا ہو اگر تو میدان رزم سے خیریت سے آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہو جائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمکو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو جائیگا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور + سیاہی شب کی لیکر ہوگئی دور + لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی + تو نکلا شہسوار آسمانی حمزہ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے حکم تیاری لشکر کا دیا بمجرد حکم سرداران اور جملہ سوارون اور پہلوانون نے اسلحہ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے امیر یا توقیر نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا دستانے چڑھائے ہتھیار لگائے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب امیر با توقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوگئے علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے صدائین نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزہ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا لکھون مین اثر گرم مزاجی سمند ہوش رفتار مین شوخی مین تگ برق نظیر	ترنہو ذرہ عرق سے صفت آب گہر تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی	صرصر تیز قدم پا سکے کیونکر اسکو ہو یہ جولان کہ نکل جائے گمان سے باہر

حمزہ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار جانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ

ہوئے اوسوقت یہ حال تھا ابیات حضیض زمین چون فلک اوج بود نقیبان خروشیدن انگیختند زسم ستوران دران پہن دشت	ز آمد شد لشکر بے قیاس سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود تزک بر تزک سو بسو در شتاب زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	زمین در تزلزل فلک در ہراس خسک بر گذرگاہ کین ریختند نہ در دل شکون و نہ در دیدہ خواب جب حمزہ صاحبقران وارد میدان

کارزار ہوئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے بٹھایا جب سقے آبپاشی کر چکے اُسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب جناح لشکر درست ہوا ناگاہ اُدھر سے لندھور فیل میمونہ پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندیونکا لشکر لیے بصد کر و فر نمایان ہوا فیل میمونہ کی بخوبی تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اُسکی یہ ہو کہ کوئی فیل اوسکا ہمسر اور اُسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل میمونہ کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والونکو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہی دندان اُسکے مثل دست دراز

مجوبہ بہتن سے مشابہ ہین یاد و جانب جوے شیر جاری تھی پشت پر اُسکی زربفتی جھول پڑی تھی طلائی کڑے دانتون پر اُسکے چوڑے چوڑے چڑھے تھے نہایت نادر و نفیس ریشمی رسون سے ہودہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی ٹھیں فیلبان لباس نفیس پہنے ہوئے اُسکی مستک پر بیٹھا تھا نظم

زلف جانان کا ہم خم چشم عاشق کی تری | کا ایسے پلہ میزان ہین جنمین تول کو | خامہ سکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت
وہ نہانے کو جو اُترے شور دریا مین یہ ہو | مردم آبی کرین کافور کی سوداگری | کشور مصر و حلب کا مال خشکی و تری

فیل میمونہ پر لندھور بیٹھا ہوا اسلحہ زیب جسم کیے ہوئے بصد شوکت میدان کارزار مین آیا لندھور نے میدان مصاف مین آکر دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار زیر سایہ علم اژدھا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہے علم اژدھا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا ہے اور دمبدم اوس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہے اور اُسی علم سے اسقدر خوشبوے مشک و عنبر کی آتی ہے کہ سارا میدان مصاف صحراے ختن یا صحراے تاتار معلوم ہوتا ہے تمام عرصہ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہے صبح کا وقت ہے اور ہوا چل رہی ہے خوشبو علم اژدہا پیکر سے نکل رہی ہے دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہے صفین سوارون اور پیدلون کی قاعدے سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشون کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہے یا سد سکندری کا ہر صف پر گمان ہوتا ہے فوج مانند موج دریا ہے تمام میدان کثرت مردمان لشکر سے بھرا ہوا ہے ہر ایک سوار نوجوان لالہ فام قمر خد گل اندام ہے مرکب سوارون کے کمیت و سرنگ ابلق وغیرہ ہین اشہب تیز گام فلک آگے اون مرکبون کی چال کے کج رفتار ہے اور صبا کا چلنا ان باد پائون کے آگے بیکار ہے قطع کیا صفت ہو مرکبون کی تھے وہ ایسے بنظیر نہ سامنے جنکے پری کو بھی ہے عذر بے پری تازیانون کے برابر ہے آنکھین تازنگاہ آنکے راکب کے اشارون پر ہے انکی یکدم یال ہر ایک مرکب کے گیسوے حور سے ہمسر بلکہ بہتر ہے چہرے مرکبون کے چہرہ پریان سے مشابہ ہین آنکھین انکی مانند چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدہ معشوقان خوبرو ہین غزلان صحرائی اگر ایک نظر اُنکی آنکھون کو دیکھ لین یقین ہے کہ آنکھین اپنی اُنکی آنکھون سے اچھی نہ سمجھکے محجوب و شرمندہ ہون سینہ ہر ایک اسپ پری پیکر کا کشادہ ہے تو تھنی مانند غنچہ گل کے ہے جو ربند ہر ایک راہوار کا جمیل و نادر اور بے عیب ہر قدم مانند معشوقان طناز کے اُٹھاتے ہین کبھی ہوا کی تیزروی پر نظر کر کے غصہ سے کف منہ مین بھر لاتے ہین دہانہ غیظ سے چباتے ہین ٹاپون سے میدان کو پامال کرتے ہین دمبدم اپنے راکب کیطرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب اشارہ پائین تو حد وہم و گمان سے بھی نکل جائین سوار اونکو روکے ہوئے ہین بار بار اُنکی پشتون پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور ان مرکبون کا یہ حال ہے کہ سُم سے سُم اور دُم سے دم ملاتے ہوئے دوش بدوش کھڑے آمادہ جنگ اور مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہے نیزے بلند ہین تیر انداز تیر افگنی پر لیس ہین علم لشکر کا جا بجا بلند ہین سرداران تہور شعار آمادہ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و ہوشیاری پشت حمزہ صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہے لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر باتوقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اُسوقت نقیبون اور کڑکیتون نے دو جانب لشکرون سے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سرداران لشکر لندھور سے بہ جمعیت سپاہ کثیر آیا ہے اُس طرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران

فوج حمزۂ صاحبقران سے مع لشکر بیکران یہان آتا ہی یا نوشیروان نے براے مدد حمزۂ صاحبقران کسی سردار
ذیشان کو بھیجا ہی اسی طراح علاوہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران کے مردمان لشکر بھی جانب گرد و غبار دیکھ دیکھکر طرح طرح
کے خیالات کرنے لگے جب اوس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردمان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہونے جانب
مقابل لوگ ہوشیار ہو گئے پچاس علمون کو دیکھکر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہی جب وہ لشکر
قریب آیا دونون لشکرون سے علیحدہ ایک جانب ٹھہرا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش صفین
اپنے لشکر کی آراستہ کرکے زیر سایۂ علم خوک پیکر کھڑا ہی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا
ای خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہی یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی مین نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان
مین اسکے دنگل کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین و ماچین سے آیا تھا اور مین اسکے دیکھنے کو بارشاہ نوشیروان
گیا تھا تو یہ بعداوت مجھسے ملا تھا اور اسنے قصد کیا تھا کہ میری پسلیان توڑ ڈالے اسوقت مجکو حق تعالے نے اسکی شر سے
محفوظ رکھا اور مین بھی اسی طور اس سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہین معلوم یہ یہان کیون آیا ہی خواجہ عمرو نے
گفتگو امیر با توقیر کی سنکے فکر کی اور فریب تجویز کرکے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چین بجبین سر جھکائے ہوئے
روانہ ہوئے اور قریب سپاہ نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال پائے
خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ ای خواجہ عمرو مزاج تمھارا کیسا ہی اسوقت تمھارے چہرے سے کچھ آثار
ملال ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان بیمثال رشک رستم و سام و زال مزاج میرا اچھا نہین ہی جو رنج مجکو
اسکو کیا بیان کرون شکایت اپنے مقدر کی کیا کرون الحمد للہ زندہ تو ہون لیکن بوجہ صدمہ دشمن کے لطف حیات مین
ہی گستہم نے یہ تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے بیان کرو شاید اوس رنج کے دفع کرنے کی
تدبیر مجھسے ہوسکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہنے لگے ای پہلوان بیعدیل جو غم مجکو ہی تم
ایسے دوست سے اس الم کو کیا چھپاؤن اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین نے حمزۂ صاحبقران
کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جانثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ
صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزۂ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ وقار قبل اسکے
صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر با توقیر میری نہایت عزت کرتے تھے کرسی پر مجکو بٹھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے
لیکن آجکل امیر با توقیر نوشیروان کی دامادی کی امید مین ایسے مغرور ہو گئے ہین کہ کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
اور اپنے ذہن ناقص مین یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مثل میرے کوئی شجاع و بہادر روے زمین پر نہین ہی اور مانند میرے
کوئی عاقل و دانا بھی صفحۂ روزگار پر نہین ہی اب تو اسدرجہ کبر و نخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف
و نادان شیر کو بزدیل کو مور قوی کو ضعیف تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہین کہ وہ کیا
صاحب قوت و طاقت تھے اگر وہ اس زمانہ مین ہوتے اور مجھسے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا
پسلیان انکی توڑ ڈالتا غرض کہانتک حال نخوت حمزۂ صاحبقران مین تمسے بیان کرون خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے تئین یکتاے
روزگار زور و طاقت و عقل مین جانتے ہین اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہین کرتے ہین ای پہلوان ذیوقار
مجکو یہ امید حمزۂ صاحبقران سے نہ تھی کہ غمزہ یہ انعام جان نثاری و سرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس
دنیا مین کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب ای پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار
روز کے زمانہ مین کسی طرف چلا جاؤن حمزۂ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤن کسی بادشاہ وزیر کی نوکری

گردون اور اپنی زندگی با آرام تمام بسر کردن گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا ای خواجہ عمرو تم ایسے
باکمال ہوکر تمہارا مثل و نظیر نہین ہی مثل تمہارے کوئی عیاری نہین کرسکتا تم جہان جاؤگے خاص و عام تمہاری قدر کرینگے
اگر تم مجکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھون اور ایسی قدر تمہاری اور عزت
کردن کہ کبھی حمزۂ صاحبقران نے بھی نہ کی ہوگی خواجہ عمرو نے سنکر کہا ای پہلوان ذیقدر و ذیلو قار سچ تو یہ ہی کہ مین سوقت
اسی امید سے تمہارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروان مین کوئی پہلوان تمہارے
مانند نہین ہی تم میری ضرور قدردانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمہارے ہمراہ
رہونگا اور ایسی خیرخواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیرخواہی کرتا ہون اور ایک راز سے مین تمکو آگاہ
کرتا ہون وہ راز یہ ہی کہ گرز لندھور کا تم جو دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہی اسکے اوپر لوہا ہی نہایت ہی ہلکا مطلق گران نہین ہی
اگر اس گرز کو تو مجھسے کہے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو باین نحافت اُٹھاؤن اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے ہوئے
کھڑا ہون اور میری جبین پر شکن نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہی لندھور مین ذرا بھی قوت
نہین ہی اسکے دست و بازو موٹے موٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہون کہ لندھور کے دست و بازو مین طاقت
مطلق نہین ہی اگر تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و بازو بسہولت توڑ ڈالو اور گرز کو اوسکے ہاتھ سے
چھین لو اور چشم زدن مین اُسکو ہلاک کرو پس اب مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تمہین لندھور سے مقابلہ کرو
اور سر میدان روبرو دے حمزۂ صاحبقران اوسکو قتل کرو لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو
حمزۂ صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم رہجائین تمہاری جرأت و دلاوری دیکھکر متحیر ہون اگر تم اسوقت لندھور
سے مقابلہ نہ کروگے اور امیر باتوقیر لندھور کو کشتی یا فن جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان
سے مشرف ہونگے تو اور زیادہ نخوت کرینگے دربار نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھتے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ
سمجھنگے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے از انجملہ تمکو بھی مثل اور پہلوانون کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو خواجہ عمرو
کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور ہنسکے پوچھنے لگا ای خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہین ہی کہ گرز
چوب کے اوپر لوہے کا خول ہی اور لندھور کے دست و بازو مین کیا کچھ بھی قوت نہین ہی مین نے تو اکثر سنا ہی کہ گرز
لندھور کا نہایت ہی گران ہی اور دست و بازو مین اسکے از حد قوت ہی اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور
مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور سے مقابلہ کردن اور اسکو قتل کرکے حمزۂ صاحبقران کو بھی ہلاک
کردن ای خواجہ اب مین تمسے کیا چھپاؤن مجکو امیر سے خصومت ہی کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہی اور ایک
روز اُنھون نے اپنا زور بھی مجھے دکھایا ہی مجھسے گلے ملکے خوب دبایا ہی آج اُسکا عوض اونسے لونگا کینہ دیرینہ کو ظاہر کرونگا
اسوقت تم میرے پاس خوب آئے مین تمسے نہایت خوش ہون نوشیروان نے مجکو اسی واسطے یہان بھیجا ہی کہ پہلے
لندھور کو جاکر قتل کرنا اور سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزۂ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر
کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس لے آنا اور انعام مین ان کار ہائے نمایان کے نوشیروان نے مجھسے اقرار
کیا ہی کہ جب تو فرق لندھور اور سر حمزۂ کاٹ کے لے آئیگا اُسوقت مین اپنی دختر ملکہ مہر نگار سے تیری شادی کرونگا
اور تجھکو اپنی دامادی کا شرف دونگا خواجہ عمرو نے گفتگوے گستہم سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہی دشمن جان
حمزۂ صاحبقران ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا ای پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تمسے بیان کیا سچ ہی ذرا بھی
دروغ نہین ہی جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تمکو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہوجائیگی پہلے اب تم مُوافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے پھر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے
مقابلہ کرنا کیونکہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہین گستہم تقریر خواجہ سنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
سچ کہتے ہین جھوٹھ مطلق نہین کہتے ہین کیونکہ اتنا بڑا گرز اٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہین ہی بیشک
یہ گرز لکڑی کا ہی اور لندھور مین چندان قوت نہین ہی حمزہ صاحبقران مرد میدان نبرد ہین یہ خیال کرکے
اور خواجہ عمرو کے دام فریب مین آکے آگے بڑھا اور باواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہان ہی اگر دعوی شجاعت رکھتا ہی
تو مجھسے آکر مقابلہ کرے مجکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہی اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے
کاٹ کے لے آ لندھور یہ نعرہ گستہم سنکے نہایت غضبناک ہوا ہر چند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران
کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ نعرہ کرنے گستہم زرین کفش کے لندھور فیل میمونہ سے اترکے گھوڑے پر سوار
ہوا اسوقت لشکر لندھور مین باجے جنگی بجے طبل و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان
کرکے میدان مین آیا اور گستہم سے کہنے لگا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تیری یہ لیاقت ہی کہ تو مجھسے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ سے
کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجکو میدان مین لے آئی ہی خیر اگر تجکو ہوس مقابلہ ہی تو حربہ کر
جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو و جملہ سرداران فوج و لشکر نے دیکھا کہ گستہم نے
بتہر غضب اپنے گھوڑے کو بڑھا اور لندھور سے تگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات
قدم گھوڑا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب لندھور رہا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ مرا گھوڑا سات
قدم ہٹ گیا اسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گھوڑے کو اشنہ مار کر آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر سر
لندھور پر لگایا جب تیغہ قریب سر آیا لندھور نے تیغے کی دھار اور باڑہ سے اپنا ہاتھ بچاکر گستہم کے بند دست
پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ گرانبار کو دست گستہم سے چھین لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے گھوڑے
کی پشت سے گستہم کو اوٹھا لیا اور گردش دیکر قصد کیا کہ زمین پر اسزور سے ٹپکے کہ بیحیا پیوند خاک ہوجاے
استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ ہو جائین چونکہ گستہم کی حیات باقی تھی ناگاہ تورہ کمربند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم
دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور سے چھوٹکے زمین پر گرا ایسا بجواس اور خائف
ہوا کہ فی الفور زمین سے اوٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکے فورا ایک طرف مع
اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اسکا
مسکرانے سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزہ صاحبقران
اشارہ تبسم لندھور سمجھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت دیکھکر باواز بلند تعریف کی
اور فرمایا اے لندھور تمھارے ہمسر اور دلاور پہلوانون مین تمھارا مثل و نظیر نہین ہی لندھور نے کہا کہ آپ چونکہ
شجاع و بہادر ہین اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے ہین لندھور نے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آج
طبل بازگشت بجوایئے کل وقت سحر مقابلہ کیجئے گا حمزہ صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہین کرتے ہو
لندھور نے جواب دیا کہ اسوقت تمازت آفتاب کی زیادہ ہی وقت دوپہر کا ہی گستہم نالایق سے مقابلہ کر چکا ہون
مردمان سپاہ بھی اسوقت کثرت حرارت آفتاب سے پریشان ہین کڑیان زرہ کی گرم ہین لون چل رہی ہی گرد و غبار
دمبدم بلند ہوتا ہی گرم گویا تنون کو جلائے دیتی ہی گرمی سے سراپا ہر ایک سوار پسینے مین تر ہی یہ میدان
مصاف گویا میدان حشر اسوقت معلوم ہوتا ہی اسوجہ سے مین چاہتا ہون کہ آج مقابلہ نہ کیجئے اور طبل بازگشت

بجوابے حمزہ صاحبقران نے گفتگو سے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمھارا مقابلہ کرنے کو نہین چاہتا تو اچھا کل مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے بمجرد حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی نہوگی حکم میدان مصاف سے پلٹنے کا ہے اور فرودگاہ پر چلنے کا ہے ابھی سواران فوج لندھور فرودگاہ پر نہ گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر اثر مین چوب پڑی صدائے طبل بازگشت بلند ہوئی زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اور تسلیم کرکے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر پر گیا اُسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کے میدان جنگ سے بصد شان وشوکت فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور مرکب خنگ مسمیہ قیطاس سے اترکے بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لیگئے سرداران لشکر بھی مرکبون سے اُترے اور داخل خیام ہوئے پھر ایک سردار اور سوار نے اسلحہ اپنے جسم سے اتارے ہر ایک اپنے بستر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ مین جاکر سلاح اپنے تن سے دور کیے اور دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل کرشیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن منظر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسلان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ صاحبقران مین جاکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران مین آئے اور اپنی کرسی پر بیٹھے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ای خواجہ تم جو گستہم کے پاس گئے تھے ہمنے دیکھا تھا کہ تم اُس سے کچھ باتین کرتے تھے اور وہ بھی تم سے کچھ گفتگو کرتا تھا بس اسوقت بیان کرو کہ تمنے اُس سے کیا گفتگو کی اور اُس سے تم سے کیا تقریر ہوئی اور گستہم نے لندھور سے کیونکر کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگو سے گستہم اور اپنے مکر وفریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ مین نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائے لیکن اُسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ کی گفتگو سنکے ہنسے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہوکر برہم ہوئے بعد سننے تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ ان شاء اللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل لندھور کے آج ہی بنوانا چاہیے تا کہ جب گرز لندھور لگائے تو ہم اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکین اگر ہم اوسکے گرز سے ہلاک نہون تو اپنا گرز اوسکے سر پر لگائین خواجہ عمرو نے بمجرد حکم حمزہ صاحبقران لُہارون سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لُہارون نے موافق حکم اُسی دن گرز تیار کردیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھکر خوش ہوئے اور لُہارون کو زر کثیر مرحمت فرمایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ابھی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہین ملا ہے جب صاحبقران پردہ قاف مین تشریف لے جاینگے اُس زمانہ مین گرز سام امیر باتوقیر کو ملیگا ان شاء اللہ آیندہ احوال گرز کے ملنے کا پردہ قاف کی داستانون مین لکھا جائیگا غرض آمدم برسر مطلب جب امیر باتوقیر گرز کو دیکھ چکے اُسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بمجرد ارشاد حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیان مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوئے اور بعد آداب آداب و تسلیم بجا لاکر شیشی سے شراب جام وساغر مین بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بعد اداب امیر باتوقیر کو دیکھ دیا پھر ساقیان سیمتن غنچہ دہن جیسے دم وساغر شراب سے مملو کرکے جملہ سرداران ذی وقار کو دینے لگے سرداران ہتور شعار جام وساغر ساقیان گلعذار سے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو نے بمجرد حکم صاحبقران نے بجا کر یہ غزل گانے لگے غزل

اللہ رے شوق دید گلستان کہ بھرگ
تو بدگمان ہے یار کا تیر نظر ہنوز
جاتے ہین اُڑکے سوچین بال دہنوز
سینے مین ڈھونڈھتا ہے ہمارے جگر ہنوز
کیون کھینچتا ہے کھینچتی ہے دل لگی ہوئی

پیکان ترا ہی تشنہ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہوا انتظار یار
مین کہ رہا ہون بیخبری سے خبر ہنوز
اللہ رے ضعف چھٹکے قفس سے قفس کے پاس
برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدقے مین اپنی مرگ کے کیا کیا خیال ہی
اپنی خبر نہین مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
جوبن ہین ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
وہ ہین بغل مین بخت کی ناکامیون سے حیف
لپٹا ہوا ہی سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے وصلت کہان نصیب
سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہی
آنکھین لگی ہوئی ہین مری سوے در ہنوز
گو مثل ابر پھوٹ بہے ہم مگر مجھے
بیٹھی ہوئی ہی بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے کسی مین نزاکت سے کھا کے بل
سینا ہی بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہرچند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہی مجکو مرا نامہ بر ہنوز
ہو چکا نہین ہی رونے کا حال انکے کان تک
سمجھے ہوئے ہین عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آکے وقت مرگ بھی لیتا نہین خبر
تسلیم اسکی ہی دہی شام و سحر ہنوز
شاید نہین ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہو چکا ہی ولیکن تہ مزار
رونے کی آرزو ہی مری چشم تر ہنوز
مرکر بھی حسرتون کے رہی کچھ ہجوم ہین
زلف دراز آئی نہین تا کمر ہنوز
قسمت کہانسے لائی تھی جاتا ہون بہ کہان
بیٹھے فرش راہ کیے چشم تر ہنوز
مہمان تھا رات کون کہ عکس جمال سے
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہی مجکو مرا ہمسفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے یہ لحن داؤدی سے بجاکر گائی اسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار محو ہو گیا سمان بندھ گیا بعد غزل مرقوم کے خواجہ عمرو اور غزلین عاشقانہ بجاکر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے یہان تو خواجہ عمرو نے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین حمزہ صاحبقران وغیرہ سن رہے ہین ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر باتوقیر اور سرداران کو دے رہے ہین دور جام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہی لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ مین گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیون نہین آئے کہان رہگئے انھون نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ رہونگا حمزۂ صاحبقران کی رفاقت چھوڑ دونگا نہین معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے جب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے امیر کے مجکو لندھور سے لڑوا دیا ہرچند کہ مین بحکم نوشیروان واسطے مقابلۂ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑتا اور بہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزۂ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجکو قتل ہی کرڈالا اگر مین دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجکو ہلاک کرڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درۂ کوہ مین پہونچا اور وہان اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزۂ صاحبقران لندھور کو زیر کرکے اسطرفسے ملک مدائن جائینگے تو مین انکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درۂ کوہ مین مقیم ہی اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سنکے اور سیکشی کرکے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اٹھکے اپنے اپنے خیمے مین تشریف لے گئے

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور بحکم تہپال ہندی عیاری کرنا وارا ب گلمیر کی کا اور قید ہو کر رہا ہونا امیر باتوقیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہین کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیارون نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزہ صاحبقران کو بصد ادب خبر دی حمزہ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا ای فرزند حمزہ صاحبقران جو تجسے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہین اور خراج ہندوستان بحکم نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہین یہ کیا شجاعان عرب سے ہین لندھور نے کہا ای عموی دیو قار جو بہادر ہین وہ جھوٹھ نہین بولتے سچ تو یہ ہی کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع ہین دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہی شہپال ہندی یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہپال ہندی کے ملازمون مین ایک نجومی صاحب کمال تھا شہپال نے خیال کیا کہ اسوقت اس نجومی سے حال فتح شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہپال لندھور کے پاس سے اٹھا اور نجومی کو خلیے مین طلب کرکے اس سے پوچھا کہ ای نجومی اسوقت بقاعدہ علم نجوم بتا کہ لندھور امیر با توقیر پر بہنگام جنگ فتح پائیگا یا حمزہ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اس نجومی کا سالم اسکا نام تھا اور نہایت علم نجوم مین دخل رکھتا تھا فوراً اسنے کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار اسنے عرض کیا کہ لندھور حمزہ صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہوجائیگا شہپال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت غمگین ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہپال ہندی نے داراب عیار کو خلیے مین بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہپال مین حاضر ہوا شہپال نے پوچھا اے داراب تجھسے ہوسکتا ہی کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ انکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا آپکے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے انکا پشتارہ لے آونگا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو مین اور تجکو زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہپال ہندی کے پاس سے اپنے خیمے مین آیا اور بانہاے عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے لشکر امیر مین داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہین جنگ کی تیاری کررہے ہین امیر با توقیر بارگاہ مین ہین داراب عیار سب کو بیدار دیکھکے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر با توقیر سے اٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے کسی ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اسوقت داراب عیار اٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشہ بارگاہ مین جاکر بیٹھا جب حمزہ صاحبقران سو رہے اسوقت داراب اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران گیا اور شمعون کو گل کرکے کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر سوراخہاے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی دماغ مین پہونچ گیا امیر با توقیر بیہوش ہوگئے اسوقت داراب عیار جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھکر اور پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہپال ہندی کے پاس آیا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت انعام دیا اور کہا ای داراب اسی وقت جزیرہ قبض مین پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان مین قید کر اور اگر لندھور تجھسے حال حمزہ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہپال ہندی امیر با توقیر کو جزیرہ قبض مین لے جاکر اسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر نے امیر کو بارگاہ مین نہ دیکھکر نہایت متردد اور متفکر ہوئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراچہ کو دیکھا یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار حمزہ صاحبقران کو لیگیا ہی اسوقت خواجہ عمرو ابو سعید اور ابو شہاب وغیرہ عیاروں کو

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر جا ہی چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو پہونچے لندھور نے عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ تم میرے پاس کیون آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای لندھور تمھاری شجاعت اور دلیری سے یہ بعید ہی کہ تمنے اپنے عیار کو بھیجا اور وہ امیر کو بیہوش کرکے اُنکا پشتارہ لیکے تمھارے پاس چلا آیا اور تمنے امیر کو قید کیا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ مین ہزارون آفتین برپا کرونگا لندھور گفتگوے خواجہ عمرو سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھاکر کہا کہ ای خواجہ مین نے اپنے عیار کو بہر گرفتاری امیر نہین بھیجا نہ مین نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہی کوئی دشمن اونکا اونکو لے گیا ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ گھوڑون سے اُترین اب ہم میدان رزم مین نجاوینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین لشکری بحکم لندھور گھوڑون سے اُترے اور اپنے اپنے بستر پر گئے لندھور نے سب عیارون کو بلاکر پوچھا سب نے قسم کھاکر عرض کیا ہمکو نہین معلوم کون امیر کو لے گیا ہم امیر یا توقیر کو نہین لائے خواجہ عمرو عیارون کی گفتگو سنکے خاموش ہوئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا مین صاحبقران کے دشمن کی تلاش کرونگا اور جو اونکو لے گیا ہی اُسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور کے پاس سے اٹھکر دور تک گئے اور ایک صحرا مین جاکر بیٹھے اور اپنی صورت بشکل زن خوبرو بنائی اور لباس رنگین زیب تن کیا اور عیارون سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی اپنی شکل تبدیل کی ابو شہاب نے اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جداگانہ شکلین تبدیل کین خواجہ نے کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو منجیرہ دیا غرض سب عیارون کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور منجیرہ وغیرہ دیکے وہان سے چلے اور آبادی مین آکر ایک بیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور مین آئے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک زن مطربہ نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندون کے راہ دور و دراز سے آئی ہی اور لشکر مین مقیم ہوئی ہی لندھور نے حکم دیا کہ جلد اُس مطربہ کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس سے کہو کہ ہمارے سامنے گاے ملازمان لندھور فی الفور مطربہ نقلی کے پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجھکو لندھور نے بلایا ہی تیرا گانا سننے کا اُسے اشتیاق ہی اگر تیرا گانا اوسے پسند آگیا تو ہزارون لاکھون روپیہ تجکو انعام مین ملینگے مطربہ نے کہا کہ مین ابھی راہ دور و دراز سے چلی آتی ہون میری جانب سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی مین ضرور ضرور حاضر ہونگی اور جیسا مجکو گانا اور ناچنا اوستاد نے بتایا ہی حضور کے سامنے گاونگی اور ناچونگی اسوقت بسبب خستگی کے حاضر نہین ہوسکتی ملازمان لندھور تقریر مطربہ سنکے خدمت لندھور مین پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے سازندون کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور مین پہونچی لندھور اوسکے روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا اُس مطربہ نے اپنے سازندون سے کہا کہ سازون کو درست کرو جب سازندے سازون کو درست کرچکے اوسوقت اُس مطربہ نے بہ تازہ ادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہوگیا اور اہل بزم بھی رقص مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب وہ مطربہ ناچ چکی اُسوقت اُسنے یہ غزل بصد کرشمہ و انداز شروع کی غزل

پانون پڑتا ہون مین دامان کی طرح
خاک اڑاؤنگا بیابان کی طرح
گلشن دہر مین پھرتی ہو صبا
داغ ہون سرو چراغان کی طرح

گلے لپٹا تو گریبان کی طرح
غم اغیار سے آیا ہمراہ
آپ کے لیے سرو سامان کی طرح
ربط باہم مین نہ فرق آئے جنون

خانہ برباد تو ہوئے وے جنون
گور تک داغ عزیزان کی طرح
ہمہ تن سوز جگر سے اپنے
چاک دامن ہون گریبان کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہے بیگان ہوا پیکان کی طرح
جاکے پھر یار نہین آنے کا
رات بھر شمع شبستان کی طرح
مجکو بھی چرخ ہنساتا ہے مگر
ناز انگوائی ہر مہمان کی طرح
جھکی تقدیر جو شب کو تو سحر
میری حسرت مرے ارمانکی طرح
روز رد مدے کی گھری ہوا کی دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح

کچھ نہین آپ کے پیمان کی طرح
نا امیدی ہے مجھے تو بھی اک دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرۂ اشک مرا گردون کو
نام کو جیب گلستان کی طرح
لب اثر ہے مرا ہنسنا رونا
مل گئے خاک مین افشان کی طرح
جاتے ہین سوے عدم دنیا سے
نہین کٹتی شب ہجران کی طرح
نظر تسلیم ہو دشوار پسند

بے جراحت بھی تڑپتا ہی جسکو
داغ دکھائیگی مہمان کی طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا
آنکھین دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم لبستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہی جو آج
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دلربا ہی مری شوریدہ دسری
خاطر ناظم و شہروان کی طرح

جسوقت یہ غزل بصد ناز و ادا مطربہ نقلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئی خصوصا لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گاچکی خاموش ہوکر کھڑی ہوئی لندھور نے اوسکی ناز نین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہین جاتا ہی کیونکہ مین نے ابھی شراب نہین پی ہی اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہی چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہوچکا ہے لطفی مزاج مطربہ گوارا نہ کرکے حکم دیا کہ ساقیان گلعذار کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو ارغوان پلائین بمجرد حکم لندھور ساقیان گلرخ کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوے اور شیشہ سے جام بلورین مے گلگون بھر کے مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پئین اور جملہ اہل بزم پئین پھر مین میکشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور مین ہرگز شراب نہ پیونگی میرا دل تو اسوقت یہ چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤن لندھور نے یہ عرض مطربہ بخوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم کیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جاکر لے آؤ جب ساقیان مہرو کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب اٹھاکر دیکھی اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین اونڈیلی اور بہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی جب موافق مرضی کے شراب مین بیہوشی ال چکی اسوقت مطربہ نقلی نے جام مین شیشہ سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور موافق قاعدے کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیکر بصد خوشی گیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار اور امیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلاچکی ایک گوشے مین گئی اور تھوڑی دیر بعد بزم مین آئی ایک سردار نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوگئے اور اکثر سردارون کے سر مین درد ہونے لگا بسبب درد کے بیچین ہوکر گھبرا کے جو اٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اسی عالم نشہ مین خیال کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہی اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سردار کو حکم دونگا تو یہ عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہ ہے کہ تمہین اُٹھکر اس عیار کو گرفتار کرو یہ خیال کرکے لندھور اُٹھنے لگا اُٹھتے اُٹھتے ایسا چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اُٹھتا تھا دفعۃً گر پڑا جو ہوشیار تھے وہ سب لندھور کے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے وہ بھی گر کے بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہوچکے تو خواجہ عمرو نے نعرہ کرکے لندھور کو اُٹھا کے نذر زنبیل کیا پھر تمام مال و اسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف مع جلد عیاران کے روانہ ہوے جب لشکر مین پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ بے جاکر اُنسے کہا کہ مین نے لندھور کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا ہے جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر باتوقیر لشکر مین نہ آئینگے اُسوقت تک مین لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا مین نے تمسے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہے کہ تم لندھور کی جانب سے بیخوف و خطر ہو جاؤ اگر کوئی سردار لشکر لندھور تمسے مقابلہ کرنے کو آئیگا تو تم بخوبی اُس سے مقابلہ کرنا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہرچند گم ہونے سے امیر باتوقیر کے ملول و پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سنکے خوش ہوے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران مین پریشان خاطر ہین لیکن اب حال شہیال ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کرکے اور لندھور کو زنبیل مین ڈال کے لشکر امیر مین چلے آئے اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور اُنھون نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوے تمام لشکر مین تہلکہ پڑ گیا شہیال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہوگیا اُسوقت شہیال ہندی نے سرداران کو بلایا اور اُنسے پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا اُنھون نے مطربہ کے آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہیال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو ہی لندھور کو بیہوش کرکے لیگئے ہین سوا اُنکے اور کوئی نہین لیگیا یہ خیال کرکے شہیال نے غضبناک ہوکر بنام عادل شیر دل طبل و بگ بجوایا عیارون نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا لشکر حمزہ صاحبقران مین بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح ادھر سے عادل شیر دل مع لشکر کثیر بصد کر و فر میدان کارزار مین آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر بصد شوکت میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بہادرون اور دلاورون کی جانب مخاطب ہوکے بآواز بلند مدحت بہادرون کی اسطرح کرنے لگے اشعار

یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
کہ رہجائے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

کسی شے کو یان کی نہین ہے ثبات
جہان جلسہ ہے ایک بزم روان
سکندر رہا نہ باقی ہے نہ طوس ہے
یونہین تم بھی اک روز جاؤگے مر
تمہین چاہیے آج ہے نام و ننگ

گئے دن جوانی کے گذری حیات
ہے لازم کہ اب دیدہ دلیر ہوکے جان
نہ جمشید و دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے بہ تنگ

اسی طرح کڑکیت کڑک کے ہندیون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے اے بہادران ہندوستان آج کا دن عجب دن ہے سامنا حریف کا ہے لازم ہے کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کرو کبھی اسطرح کہتے تھے کہ اے بہادران ہندوستان اشعار

زمان جنگی ہے نہ طوس ہے
ہوئے جلکے سب موت کے میہمان
جو انو یہ ہے معرکہ جنگ کا

نہ سہراب ہے اور نہ برز و بیان
نہ گودرز ہے اور نہ کاؤس ہے
اجل کا یہان گرم بازار ہے
یہی وقت ہے نام اور ننگ کا

نہ شکل نہ ہے رستم سیستان
کسی کا بھی باقی نہین ہے نشان
جری ہے جو لڑنے پہ تیار ہے
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو

نہ کھڑا رہو تلوارین کھاتے رہو | یہ کڑکا کھڑکھڑ کر کبٹ اور نقیب نوگنارے لشکر کے جا کر کھڑے ہوئے دلاور
بہادر کڑکا کڑکیتون کا سن سنکے نشہ بادہ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکرون مین باجے
جنگی بجے طبل دوہل کی صدائین بلند ہوئین علمہاے لشکر کو علمدارون نے جلوہ دیا پنجے علمون کے چمکنے لگے پھریرے
کھلے اول لشکر ہندوستان سے عادل شیردل جابہ سرداران لشکر سے رخصت ہو کر نکلا اور گھوڑے کو جولان
کر کے مانند شیر نر میدان کارزار مین آیا اور پکار کے کہنے لگا جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ
نعرہ عادل شیردل نعمان بن منظر شاہ نے سنا فورًا سردارون سے رخصت ہو کر مرکب اپنا صف لشکر سے
نکلا اور سامنے عادل شیردل کے آیا عادل شیردل نے تنگا دوری کا خیال بھی نہ کرے بقہر و غضب تیغہ آبدار گرانبار
میان سے کھینچا اور گھوڑے کو بڑھایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغہ کا وار کیا نعمان نے سپر اٹھائی تیغہ
گرانبار سر پر پڑا چونکہ تیغہ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان مین در آیا نعمان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر
نکل گیا خون کی چادر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون مین نہا گیا عادل شیردل نے چاہا تھا کہ سر نعمان تیغے سے جدا کرے
کہ اسد شیردل صف لشکر سے مرکب کو جولان کر کے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغے سے نہ کاٹنا عادل شیردل
نعرہ اسد شیردل سنکے رکا اتنی دیر مین اسد شیردل قریب نعمان پہونچ گیا نعمان کو تو آکے سوار لشکر مین لیگئے
لیکن عادل شیردل نے وہی تیغہ خون آلود اسد کے بھی سر پر لگایا اسد شیردل نے تیغہ خالی دیکر اور شمشیر
آبدار برق شال کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بہ تعجیل تمام وہی تیغہ
گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیردل کا پانون سوش خانہ مین در آیا ہاتھ کو نکان
ہوئی تیغہ کسی قدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد مین در آیا اسد نے بھی اسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سپر سے نکلا
لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیردل نے اپنے
گھوڑے کو بڑھا کر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی کی مدد
کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیون بڑھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر عادل
شیردل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیردل کو میدان رزم سے لیگئے عادل
شیردل نے اسد شیردل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسد اسدان کو بھی اسد پنجہ گیر نے صف لشکر سے
بصد عجلت نکل کے بچایا اور خود عادل شیردل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد پنجہ گیر کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد مارگیر پیچ و تاب کھا کر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیردل تو دو تین بہادرون کو زخمی کر کے مغرور ہو گیا مین واسطے تیری سرکوبی کے آتا ہون انشاءاللہ اپنے بھائیون
کا انتقام تجھسے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹونگا عادل شیردل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا میری
سرکوبی کریگا سرکوبی کے لائق ہی تو ہے کہ تیرا نام اسد مارگیر ہے یہ سارا زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے نکالو گی
انکی سزا معقول تجھکو دیتا ہون اسد مارگیر نے جواب دیا بجا ہے تو بکتا ہے مردان عالم سے ایسے واہیات اور بیہودہ
گفتگو کرتا ہے یہ میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیردل نے برہم ہو کے اور مرکب تیز رفتار کو بڑھا کے
تیغہ آبدار سر اسد مارگیر پر مارا اسد مارگیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی
کٹ گئی گھوڑا ہم کر زمین پر گرنے لگا اسد پشت مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیردل نے اسد مارگیر
کو پیادہ دیکھکر اور قابو پاکر جلد تر تیغے کا وار کیا ہر چند اسد مارگیر نے سپر فولادی پر تیغے کو روکا لیکن تیغہ نہ رکا اور

سپر کو کاٹکر ماود وابرو پہونچا اسد مار گیر نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اسد مار گیر خون مین نہا گیا سواران جرار فوراً امیر سے نکلے اور اسد مار گیر لشکر مین لیگئے عادل شیر دل نے اسد مار گیر کو زخمی کرکے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ آکر مجھسے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھون کو بلند کیا بصد رجوع طلب خداوند عالم سے اسطرح دعا کی اشعار قصب باف عروسان بہاری + قیام آموز سرو جویباری + بلندی بخش ہر ہمت بلندے + بہ پستی افگنے ہر خود پسندے + ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ وقت مددگاری ہے خداوندا تو جانتا ہے کہ تیرے بندہ برگزیدہ حمزہ لشکر مین نہین ہے نہین معلوم اعداے نابکار نے اُسکو نے اُسکو قید کیا ہے اسوقت یہ بیدین کئی تیرے بندونکو زخمی کرچکا ہے اور پھر مبارز طلب ہے پروردگارا تو اسکے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے لیکن بہرام گرد بن خاقان چین نے جو عادل شیر دل سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد بن خاقان چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام گرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کر چکے اکثر سردارون سے سنا کہ بہرام گرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کو سوے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پھر سوے فلک ہاتھون کو بلند کرکے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار بیت از جانب کوہ دوست اور نگ + گرد سے برخاست تو تیار نگ + جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیر دل بھی طرف گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران کے بھیجا ہے وہی فوج کثیر آتا ہے اگر وہ بھی اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو اسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کر ڈالونگا آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سردارون اور پہلوانون کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انھین مسلمانون مین سے کسی نے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو بعیاری و مکاری گرفتار کیا ہے یا قتل کر ڈالا ہے کل سے اسوقت تک کچھ پتا اور نشان انکا معلوم نہین ہوتا ہے مین انکا عوض اور انتقام مردمان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیر دل انھین خیالات مین تھا یکایک صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر خیال کیا کہ اس لشکر مین اسی ہزار سوارون کی کثرت اور جمعیت ہے جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صدہا فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ابلق و شبرنگ وغیرہ مرکبون پر عرب سوار ہین عمامے بالاے سر ہین پیشانیون پر آثار سجود عیان چہرے نورانی ہین دریاے آہن مین از سر تا پا غرق ہین چہرون سے آثار شجاعت ہویدا مرکبون کی باگین ہاتھون مین لیے چلے آتے ہین صداے نوبت و نقارہ و طبل و دہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہے ابھی مردمان ہر دو لشکر دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھہرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا ہو چکی اسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکل کے امیر باتوقیر مین داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ کون جوان میدان کارزار مین تیغہ خون آلودہ لیے کھڑا ہے اور یہ سامنے کسکا لشکر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہے یہ بھانجا لندھور کا ہے اور نام اسکا عادل شیر دل ہے اسنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی کیا بڑا بہادر ہے اب پھر مبارز طلب ہے یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہے افسوس لشکر مین حمزہ صاحبقران آج نہین ورنہ وہ اسکو ایک ہی ضرب شمشیر مین قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنکے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو جولان کرکے دلیرانہ اور شیرانہ روبروے عادل شیر دل پہونچا عادل شیر دل نے اس سردار سے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے اور تو کیون مجھسے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے اگر اپنی زندگی تجکو منظور ہے تو چلا جا مجھسے مقابلہ نہ کر مین توان مسلمانون کو قتل کرونگا اور انھین سے لڑونگا انھین کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے

کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مردون کا نام و نشان کلۂ عمود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام حرب و ضرب ظاہر و آشکار ہو جاتا ہے تجھپر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہو جائیگی اور تو مجکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین تو جو مجھسے مقابلہ نہین کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھسے ڈرتا ہے اور تجکو خیال بلکہ یقین اپنے قتل ہو جانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیر دل نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھسے مقابلہ نہ کر اجل رسیدہ کسی طرح نہین مانتا اور مجکو سخت سست کہتا ہے اب مجکو بھی لازم ہے کہ نگاور زنی کرکے نیزے سے ہلاک کرون عادل نے یہ خیال کرکے گھوڑا اپنا واسطے نگاور زنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام نگاور زنان ہوا اُسوقت مردمان لشکر نے دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عادل شیر دل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیر دل پانچ قدم اپنے مرکب کے پیچھے ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا پہلے تو ارادہ کیا تھا کہ نیزے سے اسے ہلاک کرونگا اب عالم غیظ و غضب مین تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغہ بقوت و طاقت تمام سر پر لگایا اُس سردار نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغہ گرانبار و آبدار کھینچکر عادل شیر دل کے سر پر لگایا عادل نے تیغے کو سپر فولادی پر روکا لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹ کے خود پر آیا اور خود بھی کاٹ کر چار انگل سر عادل مین در آیا اور تیغہ نے بڑھنے کا قصد کیا عادل نے فوراً گھبرا کے دستانہ مارا تیغہ تو بہ مشکل سر سے نکل گیا لیکن خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون مین تر ہو گیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیر دل نہایت متغیر ہوا اُسوقت اُس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل شیر دل تیغہ آبدار سے جدا کرے لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو دیکھا کہ حریف عادل شیر دل کا سر کاٹا چاہتا ہے فوراً بیقرار ہوکے اور جملہ لشکر کو لیکے بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو گھیر کے قتل کر ڈالین اور عادل کو اُسکے ہاتھ سے بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان اُدھر سے بڑھے اسطرف سے لشکر سردار بھی واسطے اعانت اپنے سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع جملہ لشکر حملہ کرو کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزہ صاحبقران کا ہے سرداران لشکر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے جملہ مردمان لشکر کو لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ سر تیز ہاتھون مین لیے اُسوقت اکثر شجاعون نے گرز ہائے گران سربلند کیے تیر اندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے اور سرکشون کو بنظر قہر و غضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ گوپھن مین رکھے اور حربۂ دیگر جوانان لشکر ہندوستان پر مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب تین لشکر گران سے تلوارین چلنے لگین سر کٹ کٹ کے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین تیر سینون توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پر ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جنگ رستمانہ کرنے لگے خنجر عربون کے سینہ و پہلو پر ہندیون کے پڑنے لگے اُس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی چقاچاق خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار آسمان تک جانے لگی ہاؤ ہوئے یلان سے میدان مصاف عرصہ محشر ہو گیا زمین میدان سبز ذرہ پر جوئے خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوئے خون مین حباب آسا صدہا نظر آنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصہ کارزار مین جا بجا ہو گئے جنگ مغلوبہ غضب کی ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون قتل اور زخمی ہوئے کوسون تک لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کوتل

دوڑ رہے تھے اپنے راکبون کی لاشین پامال کر رہے تھے زمین مصاف کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے جگر کو د تھا آفتاب تھرا رہا تھا باری اجل میدان رزم مین گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت دمبدم روحین دلاورون کی قبض کر تے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان مصاف مین چار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتون کی روحین قبض کرتے جتنی دیر مین ہزار بہادرون کی روحین قبض کرتے تھے اتنی دیر مین دس ہزار دلاور زخمی ہوکر زمین پر گرتے تھے اور تڑپتے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ تھی اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

قیامت کی چالش بھی آفت کا زور

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
چرھا سفہ پہ تلوار کے جنگجو
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا ملیان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
گری لاش پر لاش اور سر پر سر
کسی پر تجنتر کسی پر تھی سنان
کوئی پیر دیرینہ کوئی نوجوان
گرجتے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے
ہوا منقطع کافرون کا ثبت
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
بدن سے کمان جان نے اس سر کیا
اٹھا کر بلاتی ہر وہ تیغ ہاتھ
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
ہجوم عدو مین پڑا انتشار
ہوے سب کے سب اس جگہ سے فرار
پھر ازان سے مسرور حیش عرب
جب ہندی تاب مقابلہ جوان عرب نہ لاسکے بدرجہ ناچاری و مجبوری عادل

لگے کٹنے مرنے عیسری چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بھرے تھے قتیلون سے سب دشت و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
گئی ایک دم مین وہ روح حیات
مجھے چھوڑدے اب نہ جگا نہ ساتھ
سمائے امان تھی نہ جائے گریز
غنائم کو پھر لیکے با صد طرب

کو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو و جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران فتح پانے سے نہایت خوش ہوئے جوانمرد اس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین لیکر گئے اور نہایت اسکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کر کے باعزاز تمام ایک دنگل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو خاص و عام مجھکو حارث عرب کہتے مین بھی ایک دوستان حمزہ صاحبقران سے ہون الحمد للہ کہ مین عین وقت پر یہان پہونچا خواجہ گفتگوی حارث سنکے خوش ہوے خواجہ عمرو تو روبروے حارث بیٹھے ہین اور اکثر سردار لاشین مسلمانون کی اٹھوا کر دفن کرا رہے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہے لیکن اب حال عادل شیردل کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب عادل شیردل زخمی ہوکر اور شکست کھاکر پریشان اور بدحواس شہپال ہندی کے پاس پہونچا اور شہپال نے اسکے زخم سر کو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اسوقت شہپال کو نہایت غصہ آیا اول تو گم ہونے لندھور سے رنجیدہ تھا اب اور زیادہ غمگین ہوا آخر بقہر و غضب ایک نامہ جی پور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد سر امیر کا کاٹکے میرے پاس بھیجدیجے واضح ہو کہ وار اب عیار جو نشتارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جی پور ہی پاس گیا تھا اور جی پور نے بموجب کہنے شہپال کے خندق ارغوان مین اسیر با توقیر کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شہپال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جی پور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر چمک کر مثل برق چلا اور بعد طے کرنے راہ کے جزیرہ نعیش مین پہونچا اور در دولت جی پور ہندی پر پہونچکے ٹھہرا اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جی پور کو اطلاع کرائی جی پور اسوقت طعام تناول کرتا تھا باہر تو نہ آیا لیکن نامہ شہپال ہندی نجم سے منگوالیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر معرفت خواجہ سرا اسکے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے شہپال ہندی سے عرض کر دینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ برّان سے کاٹ کر خدمت عالی مین روانہ کراونگا خواجہ سرا نے یہی نجم سے آکے کہدیا اور جو خلعت و انعام جی پور نے نجم کے واسطے

ہو آیا تھا خواجہ سرانے نجم کو وہ انعام لیکر وہان سے روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کر کے خدمت شہپال مین آیا اور جو کچھ جے پور ہندی نے کہا تھا عرض کیا شہپال کو گفتگوے نجم سنکے اطمینان کامل ہوا کہ کل جے پور ضرور امیر باتوقیر کے سر کو تیغ تیز سے جدا کر ایگا اور میرے پاس بھیج دیگا میرا دل خوش ہوگا شہپال ہندی تو تخت پر بیٹھا ہی لیکن اب حال جے پور ہندی کا لکھا جاتا ہی کہ جب جے پور ہندی طعام تناول کر کے اور نجم عیار کو رخصت کر کے بستر نرم پر لیٹا اور سو رہا عالم خواب مین جے پور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جے پور بیدار ہوا فوراً بستر خواب سے اٹھکر قید خانے مین گیا اور حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ای امیر باتوقیر آپکو حادم ہو شب گذشتہ مجکو عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہی اب مین آپکا دوست اور تابعدار ہون اسی وقت آپکو قید سے رہا کرتا ہون اب آپ کچھ صدمہ و رنج نہ کیجیے حمزۂ صاحبقران گفتگوے جے پور سنکے خوش ہوئے اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے اپنے جسم سے دور کیا جے پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور بعد حیرت بسیار حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام مین تشریف لیجائین نہاکر پوشاک تبدیل فرمائین حمزۂ صاحبقران بموجب عرض کہنے جے پور ہندی کے حمام مین تشریف لیگئے اور بعد نہانے کے پوشاک نفیس پہنی جب امیر باتوقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کر چکے اسوقت جے پور ہندی با اعزاز تمام امیر باتوقیر کو بارگاہ مین لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تخت حکومت تمہارا تمکو مبارک رہے مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرماکر امیر باتوقیر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھے جملہ رؤسا اور امرا بھی مسلمان ہوے اور جے پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر خوشی زبانی نذران بعد ادب دی حمزۂ صاحبقران نے ہر ایک رئیس و امیر کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام و ساغر مین شراب ناب بھر بھر کے حمزۂ صاحبقران اور جملہ اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن گلبدن بعد ناز و ادا ناچنے لگین اور بالحان داؤدی گانے لگین اُن نازنینون سے ایک مطربہ ہمثال زہرہ خوش آواز نے روبرو سے حمزۂ صاحبقران عالیشان تو غیرہ یہ غزل گائی غزل

دیتے اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم
بیٹھے ہوئے مٹاتے مین نقش قدم کو ہم

سہین تنون کو بھی نہین جو سو فلک نچین
بیٹھے مین در پہ لیے کاغذ قلم کو ہم

ہر چند کچھ نہین مگر اسیر ہی بے وفا
ورنہ لگائین آگ نہ باغ ارم کو ہم

رکھتے مین ترسا عرق انفعال سے
خط لکھ کے کاٹتے مین زبان قلم کو ہم

بے زخم دل محال ہی معنی طراز یان
محشر تلک کہین ستم بیدم کو ہم

کیا منھ دکھائے حشر مین تیرے ستم کو ہم
ایمان نہ چھوڑینگے کبھی زاہد کے واسطے

پاتے مین داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
آتا ہی یاد ہجر مین کسکا خرام ناز

سب کچھ سمجھتے مین تری جھوٹی قسم کو ہم
اب کیا کہ مرنے کی فرصت نہین نصیب

دھوتے مین بیٹھے لوح جبین کی رقم کو ہم
اتنک دہان زخم سے کہ نکلے مرحبا

خالی شگاف سے نہین پاتے قلم کو ہم

وہ آنکھ تھا تو غیرے دل کمان ہو
کعبہ سمجھینگے قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم

فرصت دے ای ہجوم تمنا کہ خط لکھین
روتے مین دیکھ دیکھکے نقش قدم کو ہم

جنت ہی ترے وعدہ دیدار سے عزیز
کیون منتظم نہ سمجھین فراغ عدم کو ہم

ڈر ہی کہ راز عشق کہین داستان سنو
دم دے رہے مین یار کی تیغ دودم کو ہم

تسلیم گریہ سو کبھی ہمیری فلک

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے بعد ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جے پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسہ نشاط کے حمزۂ صاحبقران نے جے پور ہندی کے فرمایا کہ ای جے پور اب سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تاکہ ہم ادہر سے آگے

کی جانب روانہ ہوں ہمکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہی نہیں معلوم اس مدت مین ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہوگی
جو پور ہندی نے عرض کیا اگر خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیچلین تو اچھا ہی امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر مین پہنچیگے
اور تری کی راہ سے جلد پہونچینگے علاوہ اسکے سیر دریا کی بھی کرینگے غرض جو پور ہندی نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران
سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ حمزہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا چلا اور
کنارے دریا کے پہونچکے حمزہ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جملہ مردمان لشکر اعلی
و ادنی بھی جہازون پر سوار ہوئے کل مال و اسباب بھی جہازون پر بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب
جہازون پر رکھدیا گیا اسوقت بحکم صاحبقران ناخدا نے لنگر جہازون کے اُٹھوائے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق
تھی چھ روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتوین روز آسمان پر ٹکرے ابر ظاہر ہوئے ہوائے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ناخدا چلانے لگے گھبراکر سر پیٹنے لگے آنسو آنکھون سے بہانے لگے پانی مین جوش و خروش
پیدا ہوا اسرا امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردمان غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
ناخدائے عالم کو پکارنے لگے دعائین کرنے لگے حمزہ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک بلند کر کے
خالق بحر و بر سے دفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اوسی طوفان مین وہ جہاز جسپر امیر حمزہ
سوار تھے ٹوٹ گیا تختے تختے جہاز کا جدا ہو گیا ناخدا مع جہاز پانی مین غرق ہو گیا لیکن بقدرت خالق بحر و امیر باتوقیر
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک روز جزیرے مین پہونچے اور جو پور ہندی کا جہاز اُس طوفان مین ایک
سمت گیا غرض حمزہ صاحبقران شکر خالق انس و جان کر کے تختے سے اُترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہی نہ وہا
کوئی انسان ہی نہ حیوان ہی حمزہ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانہ سے
اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاؤنگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہان سے سراندیپ پہونچنا میرا ایسا دشوار اور مشکل ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کر رہی رہے تھے دفعۃً آنکھین بند
ہونے لگین نیند آنے لگی حمزہ صاحبقران تنہ درخت کے قریب بیٹھے اور سو گئے جو وقت دیدہ ظاہر بین امیر باتوقیر کے
بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ای فرزند ملول و ہراسان نہو خداوند عالم تیرا معین
و مددگار ہی تو سراندیپ مین بخیر و عافیت پہونچ جائیگا ای نور نظر یہان سے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہی اور کوہ کے
برابر ایک غار ہی اُسمین پانی بھرا ہوا ہی پس یہان سے جاکر اسی پانی سے غسل کرنا اور دو رکعت نماز پڑھنا افضال
خدا سے تجکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اُس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہونا وہ مرکب ایسا
چالاک اور تیز رو ہی کہ برق و باد بھی اُسکی تیز روی سے خجل اور شرمندہ ہی نظم عجب مرکبے چون شہاب اسپے افروزان
ز برج شرف کو کبے بجستن چو برق و برفتن چو باد + ہمانا کہ زان سان زمانہ مزاد + حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرماکر
تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر زیر درخت سے اُٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزہ صاحبقران نے اُس
غار کے پاس جاکر لباس اُتارا اور غسل و وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بصد خضوع و خشوع دو رکعت نماز
پڑھی بعد نماز پڑھنے کے سر واسطے سجدہ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر باتوقیر نے سر سجدہ شکر سے اُٹھایا دیکھا کہ مرکب زین لجام سے
آراستہ سامنے کھڑا ہی حمزہ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اُس مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ایک باغ مین حمزہ صاحبقران کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس

اور اسلحہ و زر بیشمار ملا ہی چونکہ ایک دفتر مین اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کو مین تصدق حسین داستان گو و مترجم کی
نظر سے گذرا ہی کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہی اسوجہ سے یہان لکھ دیا ہی غرض جب امیر باتوقیر
مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو چلے ایک جانب چلے ہر چند امیر باتوقیر گھوڑے پر سوار تھے بہ سبب گرسنگی کے گھوڑے
بیٹھا نہ جاتا تھا اور راہ طی ہو سکتی تھی اسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگارا کوئی شی مجھکو کھانے کی اپنی
قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک مین عنایت فرما آج تیسرا روز ہی کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہی گرسنگی سے حال میرا
بُرا ہی حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوئے تھے گھوڑا چلا جاتا تھا ناگاہ
حمزۂ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر باتوقیر قریب درختون کے پہونچے دیکھا درختون مین پھل
لگے ہوئے مین شاخین درختون کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختون کے ایک چشمہ ہی پانی اُسمین نہایت
صاف ہی حمزۂ صاحبقران نے اُن درختون پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُتر کے بہت سے
ثمر توڑ توڑ کے کھائے جب خوب سیر ہوئے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کر کے مرکب پر سوار ہوئے اب امیر
نے مرکب کو جولان کیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے امیر باتوقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزۂ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا کوسون تک فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جا بجا نہر
سلسبیل آسا جاری تھین طایران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کرتے تھے بلبلین چہکتی تھین
درمیان مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجیب صفائی و صنعت سے کسی نے اُسکو بنایا تھا اُس
گنبد کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس صحراے فرحت نشان کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے زجنون دارد دیوانگی دستی امروز شگون دارد
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحرا سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ اس
گنبد کے اندر بھی جا کر سیر دیکھنا چاہیے حمزۂ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہی غرض حمزۂ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بعد مشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑ کر اپنے قبضے مین کیا
اور وہان سے مرکب پر سوار ہو کے آگے بڑھے ناظرین پر تمکین کو واضح کہ حالات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس
مترجم نے بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند ہو القصہ
حمزۂ صاحبقران گنبد طلسمی توڑ کے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین
پہونچے اور اُس دشت مین راہ بھولکر بہت پریشان ہوئے آخر مضطر ہو کر خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول
ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لائے حمزۂ صاحبقران نے بصد ادب سلام کیا
حضرت خضر نے جواب سلام و دعاے طول عمر دے کر فرمایا کہ اے حمزۂ صاحبقران پریشان خاطر نہو تم ہمارے ساتھ
چلو حمزۂ صاحبقران مرکب سے اُتر کر حضرت خضر چلے تھوڑی دور جا کر حضرت خضر نے فرمایا کہ اب سے
یہان سے چلے جانا جہان خداوند عالم کو منظور ہوگا وہین پہونچوگے یہ فرما کر حضرت خضر ایک جانب چلنے لگے
امیر باتوقیر نے بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہو کے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا اُسیطرف روانہ
ہوئے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین کڑکیت کڑکا کہہ رہے ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کرتے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کیا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبزہ رنگ اسپ صبا رفتار سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا حمزہ صاحبقران جوان سبزہ رنگ کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے برائے جنگ صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر جری دبہادر معلوم ہوتا ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کر رہی تھے کہ زنگی نے گھوڑے کو بڑھا کر گریبان جوان سبزہ رنگ مین ہاتھ ڈالا جوان سبزہ رنگ نے بھی اُس زنگی کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم دونون زور کرنے لگے تھوڑی دیر مین زنگی نے توڑہ کمر بند فولادی مین ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً مرکب سے اُترکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اُسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا اور کہا ای سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکے جلد خنجر سے جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھا کر زنگی سے فرمایا کہ او بیحیا سیاہ رو مین نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تو نے میرا کہنا نہ مانا اور اس جوان خوبرو کو ہلاک کر ڈالا اُس زنگی نے چین بجبین ہو کر کہا ای شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے مین کیون دخل دیتا ہی خوب کیا مین نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای سیاہ رو نیزہ وردن آگاہ ہو کہ مین تیرہ ملک الموت ہون تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجھسے لونگا اس جوان مقتول کا تجھسے عوض لینے کے واسطے مجھے خدا نے یہان پہونچایا ہی جسطرح تو نے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ اسی طرح تیرا سر تن سے جدا کرونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ بار بار خدا کو یاد کرتا ہو امیر نے فرمایا بیشک مین خدا پرست ہون زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہون یہ کہکے زنگی نے بقوت تمام تر نیزہ مارا امیر نے بفن سپہگری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر بند فولادی کے توڑے مین ہاتھ ڈال کے پشت فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اُترکے اُس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا ای رو سیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون زنگی نے یہ تقریر امیر باتوقیر کی سُنکے کہا کہ مین ہرگز مسلمان نہو نگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سُنکے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا جس وقت اس زنگی کا سر امیر نے کاٹا اُسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر باتوقیر نے شمشیر آبدار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا مردمان لشکر زنگی نے باوجود قتل ہونے کے چہار جانب سے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ تیر و شمشیر لگانے لگے اوسوقت ایک جانب سے غبار بلند ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا جی پور ہندی مع بارہ ہزار سواران جرار کے حمزہ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب جہاز جی پور ہندی کا کنارے پہونچا اور جی پور ہندی نے سُنا کہ وہ جہاز جسپر حمزہ صاحبقران سوار تھے غرق ہو گیا لیکن بعض بعض آدمی غرق نہین ہوئے ہین جہاز کے تختون پر بیٹھے مین اور کسی طرف معہ تختے جہاز کے طوفان مین بہ گئے ہین جی پور ہندی بامید ملاقات حمزہ صاحبقران کنارہ بحر سے چلا تھا اور صحرا صحرا اور دشت دشت حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہان تک آیا ہی غرض جب جی پور ہندی نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے آتی ہی جی پور صدائے امیر باتوقیر سُنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہین یہ سمجھکر مع فوج بعد عجلت آیا اور اُس لشکر کو چہار جانب سے گھیر لیا اور مردمان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج جی پور نے بھی تلوارین کھینچکر مردمان لشکر رنگور کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین مردمان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے اُسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اُٹھا کر بختیار شاہ کی خدمت مین نالہ کنان پہونچے بختیار شاہ سے اوسنے

سبب گریہ پوچھا جنے لاش دکھا کر تمام حال بیان کیا بختیار شاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بمجرد حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح
ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار شاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار شاہ
تو لشکر لیکر جاتا ہی لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردمان لشکر بھاگ گئے اسوقت جی پور ہندی
نے امیر باتوقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوسی ہوا امیر نے پوچھا ای جی پور تمہارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی
نے تمام کیفیت بیان کی حمزہ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزہ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے ناگاہ امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب کوئی مع لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کر ہی رہے تھے یکایک بختیار شاہ مع لشکر آیا
اور حمزہ صاحبقران کو سلام کر کے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا پھر زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی
افضال خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمہارا فرزند کون تھا بختیار شاہ جیروتی نے عرض کیا کہ وہ
جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجھکو نجومیون
نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیر باد ہندی کو مطیع کریگا اب آپ
فرمائین کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجھکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے خبر دی تھی تمکو وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے اپنی گرفتاری اور رہائی
کا حال بیان کیا اور کیفیت دریائے زخار مفصل فرمائی بختیار شاہ جیروتی حال امیر سے آگاہ ہو کر بصدق دل سے
اسی وقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش دفن کر کے مہمانی حمزہ صاحبقران مین
مصروف ہوا دعوت حمزہ صاحبقران کی بڑی تکلیف سے کی جب حمزہ صاحبقران اور جی پور ہندی طعام تناول
کر چکے اسوقت بختیار شاہ جیروتی نے حکم کیا کہ ساقیان ماہ رخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوگئے اور بحکم بختیار شاہ جام و ساغر مین شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزہ صاحبقران
اور بختیار شاہ جیروتی کو شراب کا نشہ ہوا اسوقت بختیار شاہ بے اختیار رونے لگا حمزہ صاحبقران نے
باعث رونے کا پوچھا بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اسوقت وہ فرزند
مجھکو یاد آیا ہی اسکے فراق مین مین رونے لگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا دوسرا فرزند تمہارا کہان گیا ہی بختیار شاہ یہ سنکے
اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کے کہنے لگا ای امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایک سو طلسم ہین
اور ایک دشت ہی کہ نام اسکا دشت آہوان ہی اوس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے ان آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار ان آہوون کے شکار کے واسطے اس دشت مین جاتا ہی اور خود ان آہوون کا شکار
ہو جاتا ہی میرا فرزند کہ نام اسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی ان آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہر چند مین نے
منع کیا تھا کہ جو اس صحرا کو جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ دگر وہ طلسم ہین تو مین
بھی شجاع ہون ان سب کو مارونگا اور دشت آہوان سے چلا آونگا مجھکو کون ایسا بہادر ہی جو نہ آنے دیگا اور دست
ہی مین رکھے گا یہ کہکے مع رفقا و امرا شکار کے واسطے گیا آخر دشت آہوان مین جا کر دام بلا مین گرفتار ہوگیا اور مجھ تک
کسی طرح آ نہین سکتا اگر مین اسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اسکے اس دشت پر آفت و بلا مین قید ہو جاؤن

حمزہ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا ای بختیار شاہ انشاءاللہ مین کل صبح دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمھارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ وزاری نہ کرو بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نہ جائیے گا وہ دشت طلسمی ہی طلسم مین پھنس جائیے گا ابھی تو مجھکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین بھولا اگر
خدانخواستہ آپ وہان جاکر گرفتار طلسم ہوجائیے گا تو پھر مجھکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان شہر کہینگے کہ بختیار شاہ نے اپنے فرزند
کے واسطے حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسادیا علاوہ اسکے یہ مجھکو منظور نہین ہی کہ آپ
مجھسے جدا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب طلسمون کو توڑونگا
اور تمھارے فرزند کو انشاءاللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نہ کرتے تو مین نہ جاتا اب مجھکو مناسب ہی کہ
ضرور جاؤن غرض جبتک بختیار شاہ میٹھا رہا حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے منع کرتا رہا اور حمزہ صاحبقران
یہی فرماتے رہے کہ مین دشت آہوان ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اٹھکر داخل محل ہوا اور حمزہ صاحبقران
بھی اٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا
تھا شب کو تو امیر باتوقیر اسی ایوان مین بصد راحت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر امیر باتوقیر نے اٹھکر نماز
پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار رہو ہم دشت آہوان مین جائینگے جی پور ہندی
نے مردمان لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزہ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجائینگے مردمان لشکر بموجب حکم
مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزہ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھکر بمجبوری خود بھی مع لشکر
ہمراہ رکاب صاحبقران چلا حمزہ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے اور بالائے کوہ
کھڑے ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزہ صاحبقران نے بخوبی سنا کہ سب آہو نالہ و فریاد کرتے ہین اور اپنے حال پر
افسوس کرتے رہتے ہین اور اسی دشت مین پھرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سرسبز ہی حمزہ صاحبقران نے
سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا ہون اگر
خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز
تک میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اسوقت ای بختیار شاہ تم
میرے آنے کی امید نہ رکھنا اور ای جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سراندیب جاکر میرے لشکر کے سرداران اور
خواجہ عمرو سے تمام حال میرا کہنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہوجائین اور جسطرف منہ اونکا اٹھے
چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ حیرت نے سنی دونون نہایت گریان ہوئے اور
بمنت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزہ صاحبقران نے کہنا اونکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوئے اور امیر کشورگیر داخل ہوئے جب امیر اس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اسوقت امیر نے بہ رجوع قلب خداوند کریم و کارساز سے واسطے
اپنے مدعاے دلی کے دعا کی دعاے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام صاحبقران
کے پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھکے آہوون پر پھونکنا وہ سب
انسان ہوجائینگے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم یہ اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تیرا اثر نہ کریگا یہ فرماکر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر با توقیر اسم اعظم کو خوب یاد کر آگے بڑھے اور راہ دشت طے کرنے لگے ناگاہ بائین جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑون آہو سبزہ چر رہے ہین اکثر روتے ہین بعض نالہ و فریاد کر رہے ہین اور ایک نوجوان سر پر تاج رکھے ہوئے ان آہون کو چرا رہا ہی امیر با توقیر حال دیکھکر اُس جوان کی طرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنے جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب یہ شخص بھی مثل ان آہون کے ہو جائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران اُس نوجوان کے پاس پہنچے نوجوان نے سلام کرکے پوچھا کہ ای جناب آپ کا کیا نام ہی اور اس دشت بلا مین آپ کیون تشریف لائے ہین یہ دشت وہ دشت ہی کہ انسان آکر حیوان ہو جاتا ہی اور پھر یہان سے کسی طرح جا نہین سکتا ہی افسوس ہزار افسوس آپ کو اس دشت جانستان مین قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر با توقیر نے فرمایا ای جوان میرا نام حمزہ ہی خاص دعا گو حمزہ صاحبقران کہتے ہین مین واسطے رہا کرنے خسر زادہ ہمراہیان خسرو کے آیا ہون بختیار شاہ نے مجھکو منع کیا تھا لیکن مین نے نہ مانا اور دشت بلا مین چلا آیا اب تم حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور یہان لیاقت آہو کیون چراتے ہو اُس نوجوان نے یہ سنکے ایک آہ کی اور عرض کیا ای جناب خسرو میرا ہی نام ہی مین واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو اس دشت کی مالک ہی مجھپر عاشق ہوگئی ہی اسوجہ سے اُسنے مجھکو سحر سے آہو نہین بنایا ہی اور یہ جو آہو چر رہے ہین یہ سب انسان ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو تمہارے فراق مین تمہارے والد کا عجیب حال ہی اکثر تمکو یاد کرکے روتے ہین تمکو لازم ہی کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت مین چلو خسرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ مین کیونکر یہان سے اپنے باپ کی خدمت مین جاؤن مین تو سحر سمکال جادو مین گرفتار ہون اور یہ دشت بھی اُسی کے سحر سے سرسبز ہی تاوقتیکہ وہ ہلاک نہوگی میری رہائی کسی طرح نہوگی صاحبقران نے فرمایا ای خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور ان آہوؤن کو انسان بناؤنگا اور تمکو تمہارے والد کے پاس بھیجدونگا جسوقت یہ تقریر امیر کی ان آہوؤن نے سنی سبھون نے آکے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو دامن امیر سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزہ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان مین اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزہ صاحبقران کو ان آہوؤن پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور پھر ایک آہو دن پر پھونکا سحر سمکال جادو دفع ہوگیا پھر ایک آہو زمین پر لوٹ کر انسان ہوگیا اور حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا ادھر کو تو حمزہ صاحبقران نے ان آدمیون کو اپنے قدم سے اُٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے ادھر پریون نے سحر کے سمکال جادو کو حمزہ صاحبقران کے آنے اور آہوؤن کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم سمکال جادو جادوگرنیان اور جادوگر ہانس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر جھولیون مین رکھکر آمادہ چلنے پر ہوئے سمکال جادو بھی طاؤس سحر پر سوار ہوکے اور سب ساحرون کو ہمراہ لیکر دشت آہوان مین آئی اور ایک سنگ گران بزور سحر امیر ذیوقار پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزہ صاحبقران پر نہ پڑا سمکال جادو اور اسم سحر پڑھنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھکے اور شمشیر تیز پر دم کرکے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو پہونچکر اسطرح اُسکے سر پر تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گری اُسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی کشتی کہ مرا نام من اسمکال جادو بود بعد سکوت ہونے ہنگامہ گیر و دار کے حمزہ صاحبقران نے اُس دشت کو پرخار پایا کیونکہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہوگئی اور سحر اُسکا برطرف ہوگیا اُسوقت جملہ ساحر

لڑنے لگے اور ساحر نابیخ و تیریخ گوے اور بار فلفل صاحبقران پر مارنے لگین خسرو اور جملہ اشخاص نے دیکھا کہ امیر تو غیر
کچھ پڑھتے ہوئے تلوار کھینچکے آگے بڑھے اور ساحرون کو قتل کرنے لگے جب ساحرون نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا ہی اور بہت سے
ہمراہی قتل ہوگئے ہین سمکال جادو بھی قتل ہوچکی ہی اسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور مہیار جادو کو ایک طلسم کا حاکم
اور مالک ہی قتل سمکال جادو سے اطلاع دی مہیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے پیچ کیا اور ایک جادوگرنی
کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاو جادوگرنی دشت مین آئی حمزہ صاحبقران پر اسنے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہوگیا حمزہ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اُس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ عقب ہٹکے اور پر پرواز پیدا کرکے
دشت سے گریزان ہوئی حمزہ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور ایک شب کی رہ ہردی کے
حمزہ صاحبقران کو ایک بہار پربہار نظر آیا جب امیر قریب اُس باغ کے پہونچے اوس باغ سے بعد صدائے
نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ مین جادوگرون کی قید مین مبتلا ہون کوئی ایسا جری ہی کہ اس باغ مین آئے اور مجھکو
قید ساحران سے چھڑائے امیر اُس صدا کو سنکے اندر گئے باغ کے وہان کسی کو نہ پایا ناچار ہوکے پھرے تھے ناگاہ
ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اُسنے امیر پر ترنج سحر پڑھکے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُس ترنج سے
کچھ ضرر نہ پہونچا وہ ساحر نہایت حیران اور جلد تر چند اوراق جھولی سے نکالکر دیکھنے لگا اور ان اوراق سے اُسکو
ثابت ہوا کہ اُس شخص کا نام حمزہ ہی اور یہ صاحب اسم اعظم ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تا وقتیکہ اسم اعظم کو نہ بھولیگا ساحر
نے اوراق جمشیدی کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور ماش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا گوندھا اور
اور اُس آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اوسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہوگیا ادھر تو اُس ساحر نے طائر کو
اُڑایا ادھر حمزہ صاحبقران نے تلوار اُس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل بنانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کرلی تھی حمزہ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگاکر پھر وار کرنے کا قصد کیا تھا یکایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزہ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر
شیشے مین چلا گیا پھر اُسنے شیشے کو بند کرکے جھولی مین رکھا اور امیر پر ایک ترنج سحر پڑھکے مارا حمزہ صاحبقران نے
ہر چند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر مین گرفتار ہوکے بیہوش ہوگئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا پھر خسرو
وغیرہ پر جو بیرون باغ کھڑے تھے سحر کیا اور سب کو گرفتار کرکے مہیار جادو و مالک طلسم کے پاس لیگیا مہیار نے اُس
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اُتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھولکے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پر رکھے
تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے ساحر کرہ منظر بیٹھے ہین مہیار جادو نے پوچھا تم یہان کیون آئے تھے صاحبقران
نے فرمایا مین واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کرچکا اب سب طلسمون کو توڑونگا مہیار یہ تقریر
امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر کو زندان
کی جانب لیجایا چاہتے تھے یکایک طلسمات جادو کہ ساحران نامی سے تھا کہنے لگا ای بادشاہ امیر نے سمکال کو
قتل کیا لیکن یہ آپ کو نہ توڑ سکینگے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہین ہین انکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہین ہی مہیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری مین دیکھا اُس سے بھی ظاہر ہوا
اوسوقت مہیار جادو نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اس حوالی مین ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہین اور آپ فتاح نہین
ہین آپکی اولاد مین سے ایک شخص ان طلسمون کو بیشک توڑیگا لیکن اگر آپ ساحرون سے مقابلہ نکیجیے تو مین ابھی
آپکو رہا کردون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مہیار سنو اسمین دو شرطون سے قبول کرتا ہون اول شرط یہ ہی

کہ خسرو وغیرہ جو یہ تیرے سامنے کھڑے ہین انکو رہا کردے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہی اسکو حکم دے کہ اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونون شرطین قبول کین اور فوراً خسرو وغیرہ کو رہا کردیا اور اُس ساحر سے کہا کہ اسم اعظم کو جو تو نے بند کیا ہی کھول دے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض بعد رہا ہونے خسرو وغیرہ کے امیر باتوقیر خسرو وغیرہ کو لیکر وہان سے چلے اور دشت آہوان کو طے کرکے چند روز مین اُس جگہ پہونچے جہان بختیار شاہ اور جی پور ہندی کو چھوڑا تھا امیر نے جی پور ہندی کو تودہ کوہ مین پایا لیکن بختیار شاہ کو نہ دیکھکر احوال بختیار شاہ کا پوچھا جی پور ہندی نے عرض کیا کہ بعد آپکے جانے کے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یہ اکتالیس ہندی بھاگ کر آئے ہین انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یہ بخوبی واقف ہین حمزہ صاحبقران نے اُن ہندیون سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیون نے عرض کیا کہ جب آپ اُس زنگی کو قتل کرکے دشت آہوان مین تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیرباد کو پہونچی اوسنے اپنے سپہ سالار کو اسی ہزار سوار سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران اور غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اُسکے سردارون کے بعد جنگ بسیار گرفتار کرکے لیگیا ہی ہم بھاگ کر یہان چھپے ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ مین بختیار شاہ کو قید سے چھڑاونگا اور داراب ہندی سے لڑونگا ہندیون نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابلہ کیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے داراب ہندی کے پاس سات لاکھ لشکر ہی اور بڑے بڑے نامی سردار ہین اور اُسکا بھائی شواط ہندی ایسا قوی ہی کہ ایک ہزار ایک سو من کا سیل اپنے پاس رکھتا ہی ہنگام جنگ وہی شل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہی حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہوجاتا ہی اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہی اور نہایت بہادر ہی ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سوارون کو پیوند خاک کردیتا ہی آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہی پس اس لشکر قلیل کو ہمراہ لیکر داراب ہندی وغیرہ سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خداوند عالم میری اعانت کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہی تو ہوا کیا تمنے یہ نہین سنا ہی مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تراست + امیر باتوقیر نے یہ فرماکر اُسی وقت مع بارہ ہزار سوار ہمراہی جی پور ہندی اور خسرو وغیرہ کے قلعہ دیو عامل کیطرف کوچ کیا جب امیر قریب قلعہ کے پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران بارہ ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہین اور قریب قلعہ مقیم ہین دیو عامل نے غضبناک ہوکے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی خبر سنکے حکم دیا کہ بہ عنایت ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجایا جاے بمجرد حکم جی پور ہندی نے طبل جنگ بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُس طرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سواران جرار اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اور اُس جانب سے حمزہ صاحبقران بشوکت و شان مع بارہ ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلے اور اسطرح پکارے ای جوانان تیغ زن صفدر و صف شکن آج سامنا حریف کا لازم ہی کہ دلیرانہ میدان جنگ مین اپنے اپنے حریف کو خرب و گرز و شمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانہ کرکے نام زیر افلاک کرو نقیب اور کرکیت یہ کہکر ہٹ گئے مردان جنگجو لڑنے پر آمادہ ہوے تلوارون کے قبضون پر بہادرون نے ہاتھ رکھے لشکرون مین باجے جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ بیہودہ ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے حمزہ صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ نیزہ و گرز کے دیو عامل عاد اور حمزہ صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عامل

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردمان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد کوچہ و بازار نہایت صاف و پاکیزہ ہین دیو عامل عاد امیر با توقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جابجا بمقام مناسب پر کرسیان جواہر نگار بچھی تھین اور دنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران اُس ایوان مین جاکر ایک دنگل پر بیٹھے اور خسرو اور جیپور ہندی نے بھی علٰحدہ علٰحدہ دنگلون پر قیام کیا دیو عامل امیر کو ایوان مین بٹھا کر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ خیروقی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عامل نے بختیار شاہ کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اُسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور بعد بجالانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی کے جھکا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت رویا پھر حمزہ صاحبقران کو تسلیم کرکے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ صاحبقران بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سنکے خوش ہوا خسرو نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ تک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث اُنکے جانے کا دشت آہوان مین کسوجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار کیا ہے خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب مجکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو کو کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر با توقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے پھر جملہ ہمراہیان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عامل عاد نے کئی روز تک امیر با توقیر کی دعوت و ضیافت نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردمان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو عامل سے فرمایا کہ اب طرف زیرباد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عامل عاد نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردمان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردمان لشکر مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عامل مسلمان ہوا اور اب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہے داراب یہ خبر سنکے ساتھ لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب مشرق سے آفتاب نمایان ہوا بیت ستارون نے قمر سے ہاتھ دھویا + سحر نے جلوہ مہتاب کھویا + ہنگام سحر اُدھر سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج ظفر موج عرصہ مصاف مین پہونچے بیلدارون نے پشت بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون نے چھڑکاؤ کرکے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل نکے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکے کہا بیت روز جنگ است باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + ای مردمان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید داراب کے لشکر سے کڑکیت نکلے وہ کڑک کڑک کے یہ کہتے ہین نظم بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے + کہ پاوین آفرین سارے جہان سے + کرو اب تیغ خون آشام روشن + کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن + تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی + کرو میدان مین اپنی سرخروئی + یہ کڑکا کڑکیتون کا سنکے بہادر جھومنے لگے قبضہ شمشیر چومنے لگے یکایک شواط ہندی فیل مست پر سوار ہوکے لشکر سے نکلا جیپور ہندی وغیرہ شواط کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شواط درمیان میدان کارزار مین آیا اور فیل روک کے امیر کو بمقابلہ طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شواط کے قریب پہونچے

شواط نے وہی میل ایک ہزار ایک سو من کا اُٹھا کے اور چرخ دیکے سر امیر پر مارا امیر نے اس میل کی ضرب کو خالی دیکر شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پانون کاٹے شواط فیل مست سے جست کرکے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا کہ اب مین آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر کے اور اسلحہ بدن سے جدا کرکے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زور ہونے لگے امیر باتوقیر نے شواط کے زوردون اور ریلون کو روکنا ر شروع کیا چون سلسلہ اس حسن وخوبی کے ساتھ بندھا کر دونون لشکرون کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوئے اور تعریف کرنے لگے شواط نے تا شام کشتی لڑکے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہر چند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیکن شواط نے نہ مانا آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فرودگاہ لشکر پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب شواط لشکر مین گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب مین امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے کہا امیر نہایت ہی قوی ہین اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہین اگر مین لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاؤنگا امیر مجکو یقیناً چت کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگوے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار داراب نے اپنے عیار مسمی نعمان کو بلا کے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کرکے میرے پاس لے آ تاکہ مین انکو قتل کر ڈالون نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب بانہ عیاری تن پر آراستہ کرکے چلا اور لشکر امیر مین شکل تبدیل کرکے بہ چالاکی و ہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر مین جاکر برادے بیہوشی کے اڑا کے شمعون کو گل کیا اور حمزہ صاحبقران کو تنہا خفتہ دیکھکر انکے قریب گیا اور نے مین بیہوشی رکھکر اور قریب سوراخ بینی لیجاکر نے کو پھونکا تا مین بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہونچ گئی امیر چھینک مار کر بیہوش ہوگئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بہ چالاکی و ہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر روبروی داراب پہونچا اور پشتا امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای نعمان اسوقت تو امیر کو زندان مین لیجاکر قید کر ہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اٹھا کر زندان مین گیا اور امیر کو اسی عالم بیہوشی مین طوق و زنجیر وغیرہ پہنا کر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نہایت حفاظت سے کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو زندان سے لیجائے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت مین گیا اور عرض کرنے لگا کہ مین امیر کو بموجب حکم حضور زندان مین قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام مین دیا جب صبح ہوئی داراب نے نعمان کو بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جاکر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا ادھر بختیار شاہ اور خسرو دیو جالل عاد وغیرہ نے بارگاہ مین جاکر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے غرض جب نعمان زندان مین پہونچا امیر کو اسی طرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور مین طوق و سلاسل مین گرفتار ہون امیر باتوقیر نے جو اس دربار کفر کو دیکھا پکار کے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام ہر اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جس وقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل دربار نے انگلیاں اپنے کانون مین رکھین اور بان زبان پر جاری کرکے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے داراب بھی غضبناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے ای امیر اسوقت تونے میرے دربار مین خدائے نادیدہ کا نام لیا ہے مین تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای داراب تونے مجکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہین

کیا ہی تو نہایت بزدل اور نامرد ہی اگر میری زندگی باقی ہی تو تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کریگے خداوند عالم مجکو تیری شر سے بچائیگا اگر اپنی دو جہان مین بہتری چاہتا ہی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا اگر خدا نے چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد زشت خو تر شر و بدمال مریخ خصال روبروے داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اسطرح عرض کرنے لگا کہ شہریار ذوالوقار کا کیا حکم ہی کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کسکا رشتہ حیات قطع کرون قبضے مین تیغہ آبدار گر انبار رکھتا ہون بانند بر قوت ہون رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا ای جلاد امیر کو لیجا کر اور سر امیر کا تیغ تیز سے کاٹ کے میرے پاس لے آ جلاد نے بحکم داراب بازو امیر کا پکڑا اور دربار سے امیر کو لیکر قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ میں پہونچا بوریہ رنگ کا بنا کر بوریہ ظلمت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کوے سے نشان دیا تیغہ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ سے کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھا لو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمھارا آب تیغ سے تر ہوگا جسم تمھارا خاک پر اور سر نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی روح تمھاری صدمہ قتل کا اٹھائیگی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہی دیر سے غم کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون حمزہ صاحبقران ابھی جلاد سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور زیر سایہ تیغ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بدنہاد کو حکم اول قتل حمزہ صاحبقران کا پہونچا راوی کہتا ہی کہ جسوقت حمزہ صاحبقران زیر تیغ بیٹھے تھے اسوقت گرد مردمان شہر کھڑے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ کرنے کی یہی سزا ہی اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کرکے افسوس کرتے تھے اور جو ہنستے تھے انسے کہتے تھے بیجا ہو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہی یہ مقام عبرت ہی حمزہ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو خیال انکی شان و شوکت کا کرو اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب ہو کر یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ای مکینان تہ سقف سپہر غدار	تابکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
جلوہ فرمان تھا وہان خسرو باعز و وقار	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار	اوس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	رات دن چہلین رہا کرتی تھین سہوار و مین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
آج کل وہ لب جو چند کے ہین آئنہ دار	واہ ری تیری تنک ظرفی بایمن عز و وقار	جیسہ پڑتا تھا پرزادون کے جھومر کا عکس
چہلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت	گھونسلے سقف مین لاکھون ہین ابابیلون کے	مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
تکیہ گور دو گوزن آج ہی ہر ایک مزار	ہین خیابان مین زاغ و زغن کے انبار	قصر کو جانتے دو باشند ونکو وانکے دیکھو
	سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ وہ آرائی ہی	کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی	غرض اسیطرح مردمان رحم دل مردمان

سنگدل سے کہتے تھے اور انکو ہنسنے سے منع کرتے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران کے پہونچا جلاد کو اور شواط مع فوج کثیر بحکم داراب بخیال فساد برپا کرنے بختیار شاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزہ صاحبقران نے سنا کہ دو حکم داراب میرے قتل کرنے کے واسطے دیچکا ہی اب تیسرے حکم مین جلاد سر بر اتن سے جدا کریگا اوسوقت امیر باتوقیر نے سر اپنا سوے فلک اٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور بہ رجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین

اسطرح دعا کرنے لگے نظم	کون کیا مین ترے صفات و کمال	کہ ہم عقل بھی یان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور
کفِ خاک کو آدمی کر دکھائے
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر
یہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب

یہ دخور تجھی سے ہین لبریز نور
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو
دعا یاشکستون کی کر تو پذیر

یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
نہان و عیان سب ہین پیدا ہی تو
بچالے ہمین قہر دشمن سے اب

حمزہ صاحبقران نے جو بہ رجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا

ناگاہ بقوت پروردگار ایک سمت غبار ایسا بلند ہوا بیت ز گرد سیہ روشنائی نماند ۔ ز خورشید شب را جدائی نماند شواط وغیرہ نے جانب گرد و غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آتی ہی جب دامنِ گرد ہوانے چاک کیا سب نے دیکھا آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار تہور شعار گھوڑون پہ سوار ہین علمون کے پیچھے نکلتے ہین نقارہ و ڈہل دمبدم بجتے ہین جوانان جلتہ پوش چار آئنہ بند دوش بدوش گھوڑے دوڑتے ہوئے بیچلے آنے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اُس لشکر کو متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی اگر لشکر حمزہ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جیپور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر اس لشکر کا کون ہی بیخوف و خطر چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اسکے حکم سے حمزہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اُس نقاب دار نے کہا او بیحیا تو مجکو حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی اور گفتگو بیہودہ کرتا ہی مجکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجکو مع لشکر جانے دے ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا شواط یہ گفتگو نقابدار سنکے غضبناک ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر نقاب دار پر حملہ کیا اور تیغہ نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے تیغے کو سپر پر روک کے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی ہرچند شواط نے چاہا کہ تیغہ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آئی شواط نے دستانہ مارا تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہو گیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا اُسوقت مردمان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار بھی تلوارین کھینچکر سپاہ شواط پر گر پڑے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جیپور ہندی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزہ صاحبقران کے حال سے آگاہ ہو کر جملہ جوانان لشکر کے مسلح ہو کر جلد تر پہونچے اور مردمان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغہ پھینک کے بھاگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دیکر توڑ کے پھینک دیا اور تیغہ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک سوار کو قتل کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزہ صاحبقران مردمان لشکر کو قتل کرتے ہین اُسطرف بختیار شاہ وغیرہ نیزہ و شمشیر تیر سے ہندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے جوانان لشکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض برق تیغ ہر سمت چمک رہی تھی گھٹا سیاہ دھالون کی اُٹھی تھی مینہ تیرون کا برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل اولون لوگون کے گر رہے تھے خون بہادرون کا مانند پانی کے زمین پر بہ رہا تھا ہر ایک دلاور مانند رعد کے گرجتا تھا اُس میدان مین طور بارش کا تھا داراب شاہ فوج لیکر میدان جنگ مین آنے نہ پایا تھا کہ مردمان لشکر شواط تاب جنگ نہ لا کر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ اور نقاب دار اور جیپور اور خسرو وغیرہ حمزہ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکر گاہ کی طرف چلے جب اسیر راہ

طے کرکے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جملہ سرداروں ذیوقار بارگاہ مین آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور ب سردار ذنگلون پر بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہوکر پوچھا تمھارا کیا نام ہی نقابدار نے کچھ عرض نہ کیا لیکن نقاب اپنے چہرے سے اُٹھائی امیر باتوقیر نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ہی بہرام نے بعد نقاب اٹھانے کے اٹھکر امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہوکر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب ہوگئے عادل شیر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا چند سرداروں کو اوسنے زخمی کیا مین نے بھی اوس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ مین اوسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجکو میدان رزم سے لیے نکلا ایک صحرا مین مرکب نے مجکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا مین بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے زخم سر پر یہ شفقت ہاتھ پھیرا فوراً زخم سر اچھا ہوگیا اور مجکو ہوش آگیا مین نے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہی فرمایا میرا نام خضر ہی مین نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجکو آرزوے قدمبوسی حمزہ صاحبقران الزمانی ہی اور انکا پتا معلوم نہین ہی مین کہان جاؤن اور کیونکر امیر باتوقیر کی خدمت مین پہونچون اے امیر باتوقیر یہ تقریر میری حضرت علیہ السلام نے سُنکے فرمایا اے بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاءاللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر وہ جناب تشریف لیگئے مین اس صحراے ہولناک سے چلا بعد دو روز قلعہ آسام مین پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار مین گیا اور دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہی اور صدہا آدمی وہان جمع ہین اکثر اشخاص کہہ رہے ہین کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ دس بدرے زر سرخ کے لے اے امیر باتوقیر مین نے اس کمان کو اٹھاکر کھینچا اور بدرے زر سرخ کے جو لئے وہ فقرا کو دیدیے چونکہ وہ کمان صغیرہ تیزچنگ کی تھی جب اوسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اوسوقت وہ برہم ہوا اور لوگون سے دریافت کرکے اسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا مین نے اوسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ماموں ہومان اسامی حاکم قلعہ آسام کے پاس لیگیا اوسنے مجکو پسند کرکے اور مسلمان ہوکے اپنی دختر مسماۃ اندلس بانو سے میرا عقد کردیا چونکہ مجکو آپکی قدمبوسی کا ازحد اشتیاق تھا اسوجہ سے مین نے وہان توقف نہین کیا اور وہان سے اس طرف روانہ ہوا یہان آکر شواط کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزہ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گرد بن خاقان چین سنکے کچھ نہ فرمایا

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہوکر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر مین

راویان رنگین طبع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عادل شیردل دست حارث عرب سے زخمی ہوکر اور شکست کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر مین لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت و حرمت لشکر امیر باتوقیر مین رکھا اور سرداران مجروح زخمدوزی کرائی جب چندروز مین سرداران مجروح کے زخم سر کسی قدر اچھے ہوگئے خواجہ عمرو سرداروں کے صحیح و سالم ہونے سے خوش ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم ہونے سے کمال متردد اور پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب لشکر مین رہنا اچھا نہین ہی تمکو لازم ہی کہ حمزہ صاحبقران کو تلاش کرو خدانخواستہ اگر انکو کسی نے ہلاک کرڈالا تو ناچاری ہی اور اگر کسی نے قید کیا ہی تو چلکے امیر کو قید سے چھڑا دو اور اس عدوے امیر کو قتل کرو یا سزاے معقول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سرداروں سے کہا کہ اب مین امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہون تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہپال ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجیے تو اوس سے مقابلہ کرنا مجکو تو یقین ہی کہ ابھی شہپال ہندی طبل جنگ نہ بجوائیگا کیونکہ
عادل شیر دل کا زخم سر ابھی اچھا نہوا ہو گا علاوہ اسکے لشکر مین لندھور کے نہونے سے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران
لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نہ کیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جاییے اگر شہپال طبل جنگ
بجوائیگا تو ہم اوس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے منھ جنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی
سنکے جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب مین امیر کے ڈھونڈھنے کے
واسطے جاتا ہون تم سب لشکر سے کہین نہ جانا اور بہت ہوشیاری و خبرداری سے لشکر مین رہنا سبھون نے عرض کیا
استاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جاییے جلد حمزہ صاحبقران انکو
ڈھونڈھکے لشکر مین لے آیئے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوئے جب حارث
عرب کو معلوم کہ خواجہ برائے جستجوے امیر جاتے ہین فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آیا اور خواجہ
سے کہنے لگا کہ مین ابھی اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ مین بضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث
کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب
کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہو کر زیر باد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو ہنگام دوپہر
ایک میدان وسیع مین پہونچے چونکہ فصل گرما تھی لون اسوقت چل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی
تھی قدم پر رکھا نہ جاتا تھا جھونکے ہواے گرم کے چراغ زندگی بجھاے دیتے تھے صدہا درخت اُس میدان مین
سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش مہر سے سبزہ کا نام و نشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب کے چمکتا تھا
خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینے مین تر تھے رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلوون مین چبھے ہوئے تھے
آبلے بھی تلوون مین پڑگئے خواجہ عمرو اس چٹیل میدان مین نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان جانستان

مصیبت خیز ہو گا جنگل ایسا تھا ایسا	وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران	ہزاروں جسمین تھے آمیز سامان
درازی اُسکی سر حد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک	مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان
زیادہ قلب مضطر سے پریشان	تھی راحت اُس سے مثل بخت مجبور	امید زیست اُس سے منزلون دور

خواجہ عمرو نے اُس میدان مین چہارطرف یہ خیال کرکے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سرسبز شاداب ہو اور ذرا
بھی سایہ دار ہو تو جاکے تھوڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے لیٹون دل مضطر کو سایہ شجر مین بیٹھکر تسکین دون خواجہ عمرو
دیکھ ہی رہے تھے ناگاہ ایک درخت کسی قدر اور سب درختون سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت
تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اس شجر کے نیچے پہونچے اور تنہ درخت سے اپنی پشت لگاکر بیٹھے ہواے سرد سے
پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلوون
سے نکالے اور آبلون سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو پونچھکے اور بغور سوئی کو دیکھکے کہنے لگے کہ اسوقت
اس سوئی نے کیا راحت دی ہی ای خواجہ سے رکھ چھوڑ دیہ پھر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور
بڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہارطرف دیکھا کیے آخر ہواے سرد سے خواجہ کو نیند آنے لگی خواجہ
سر تنہ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اُس میدان مین
نعمان ہزارہ عیار عبد العزیز حاکم زیر باد ہند بالا دی کے واسطے آیا وہ رستے سے دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت
سو رہا ہی جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہان کیونکر آئے تھے

یقین ہے کہ مجھکو بینگے یا کسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے انکا یہان آنا بے سبب نہین ہی یہ بلاے بے درمان ہین اور بڑے
مرشد ہین لیکن اسوقت چوک گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے اس جا تیرے تقدیر نے یاوری کی کہ اسطرح
تجکو مل گئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس انکو لیچل بادشاہ تجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر انعام مین دیگا اور
یقین ہی کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین آکر ایسی متواتر عیاریان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
پر کین ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوادی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران بلاے بے درمان ہی دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہی اور مال اسباب لوٹ لیگیا ہی اس سے خبردار
رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمھارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہی اگر بادشاہ عبدالعزیز ان حضرت کی تصویر
نہ دکھلاتا تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب تجکو لازم ہی کہ انکے پاس نہ جا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ بیدار ہو
جائین اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے تجھے دیکھکر یہ بھی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ
قریب آئیگا تو کمند مار کر یا حباب بیہوشی مار کر گرفتار کرینگا پس بہر طور تجکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہی اسوقت
کوئی نازک عیاری کر اور انکو گرفتار کر بھلا یہ بھی جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بے مثل لاجواب ہی غرض نعمان
نے یہ خیال کرکے کسوقت عیاری نفہ بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کرکے دیکھا کہ اسوقت کس طرف کی ہوا ہی جب
بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہی یہ خیال کرکے نعمان ہزارہ نے اپنے
سوراخ بینی بند کرکے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑکر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو چھینک
آئی نعمان ہزارہ سمجھ گیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو گیا
اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن وسر باندھکر
گولا لاٹھی بنایا اور اٹھا کر ایسا تو ان حلقہ لگایا اور ڈیرہ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے خرم وشادان
روان ہوا جب بادشاہ عبدالعزیز کی خدمت مین پہونچا پشتارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج مینے
ایسا کام کیا ہی کہ اگر حضور قدردانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبدالعزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ
بیان کر آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہی اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہی نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوند نعمت ہو اکو باندھکر
لے آیا ہون عبدالعزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران
کو بڑی مشکل سے گرفتار کرکے لایا ہون عبدالعزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای
نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند انکو طوق سلاسل مین گرفتار کرائیے پھر انکو
ہوشیار کیجیے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہوکر مثل پرند کے اڑجائینگے حضور منہ دیکھتے رہجائینگے پھر خواجہ کسی طرح
ہاتھ نہ آئینگے عبدالعزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاؤ اور طوق سلاسل مین گرفتار کرکے لے آؤ نعمان ہزارہ
پشتارہ خواجہ عمرو لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق وسلاسل مین گرفتار کرکے لے آیا عبدالعزیز نے کہا
ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے فتیلہ رفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھا
خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین زیر درخت نہ پایا اور وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبراکر
آنکھین ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو اپنے
پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبدالعزیز کو بہ کمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کہ میری تقدیر
نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجکو یقین ہی

کہ بادشاہ گیتی پناہ میری قدردانی کرینگے اور خلعت و انعام مرحمت فرمائینگے مین بادشاہ ذیجاہ کی خدمت مین ہمیشہ رہونگا
اور حمزہ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب اونکی تلاش نکرونگا عبد العزیز یہ گفتگوے عمرو سنکے کہنے لگا
ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کرتے ہو مین تمکو کسی طرح رہا کر نکرونگا کیونکہ اول تو تم مسلمان ہو دوسرے
تم سے مجکو خوف ہی کہ تم مجھ عیاری کروگے اور قابو پاکر مجکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹ کے لیجاؤگے مین سن چکا
ہون تمنے لندھور پر عیاریان کی ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاریان نہ کرونگا آپ مجکو چھوڑ دیجیے عبد العزیز
نے کہا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراونگا یہ کہکے عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا
اور جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہ کہ جلد تر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم
عبد العزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو حکم شاہ تمہارے قتل کے واسطے ہو چکا خواجہ عمرو نے
دل مین خیال کرنے لگے یہ عجب طرح کا معاملہ ہے مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت
آئیگی اور تو مریگا مینے تو تین مرتبہ کیسا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہے اور سامنا قضا کا ہوگیا ہے یہ خیال کرکے مدت

دنیائے دون مین بالحان دادروی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اوڑتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا

اب نہ وہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرنہ گئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھری جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل ہے
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا
آنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالحان دلدوز گاکر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت آخر مین
امیر با توقیر کو بھی تمنے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہے جو اسوقت جائے اور حمزہ صاحبقران
کو ڈھونڈھ لائے کہ عمرو قتل ہوتا ہے جلد چلیے اور اپنی شکل اسکو دکھا دیجیے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے اور ادھر
مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ عمرو خوب گاتے ہین اگر یہ
زندہ رہتے تو مین اونکا شاگرد ہوتا اور انسے علم موسیقی حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبد العزیز نے خواجہ عمرو کے گانے
کو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمہارے گانے کو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نہ کراونگا اور اکثر اوقات تمہارا
گانا سونگا عبد العزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاؤ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی
طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے خدا کا شکر کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونے سے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا
ہو جائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوے در زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لیگیا اور حوالے
نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبد العزیز مین آیا جب شام ہوئی
مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملا کر ٹوکری مٹھائی کی قریب نصف شب
کے نگہبان زندان کے پاس لیگیا نگہبانان زندان نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ
کھانے کی چیز ہو تو ہمین کھلاؤ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہے آج مین نے خداوند لات کی نذر دلوائی
تھی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاؤ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے
اس مٹھائی کو چوم کے اور آنکھون سے لگا کے کھا لیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

بکنے لگے آخر اُنکے واسطے جو اُٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گرکے بیہوش ہو گیا اُسوقت مہتر سرور سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ مین آپکا گانا سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور مین نے دلمین عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل نہو نگے تو مین آپکا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ قدرت لات ومنات سے آپ قتل نہوئے اُسوقت مین نگہبانان زندان کو بیہوش کرکے آیا ہون اور اب آپکو رہا کرتا ہون یہ کہکر مہتر سرور نے سوہن سے ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹین اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے سرور سے کہا ای سرور تو نے مجکو زندان سے رہا کیا ہی اسکے عوض مین مین تجکو علم موسیقی اور فن عیاری مین کامل کردونگا اور تجکو اپنے فرزند کے برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کچھ فکر کرتے ہوئے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے خواجہ عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا ای خواجہ اسوقت آپ متردد کیون ہین خواجہ نے کہا ای سرور مین واسطے تلاش حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا اثنای راہ مین سوگیا نعمان ہزارہ مجکو گرفتار کر لایا تھا اب مین قید سے رہا ہوا ہون خیال کرتا ہون کہ کسطرف امیر با توقیر کو ڈھونڈھنے جاؤن مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین حمزہ صاحبقران کے پاس آپکو لیے چلتا ہون خواجہ تقریر سرور کی سنکے خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو کو لیکر لشکرگاہ امیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور عنقریب لشکرگاہ امیر با توقیر پہونچا اور خواجہ عمرو سے عرض کرنے لگا دیکھیے یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی خواجہ عمرو ہمراہی سرور حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کرکے نہایت خوش ہوئے حمزہ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجۂ کمال مسرور ہوئے اور پوچھا ای خواجہ تمہارا آنا اتنا دیر سے کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونیکا بیان کرکے عرض کیا کہ مہتر سرور جو میرے ساتھ ہی اسنے مجکو قید سے رہا کیا اور آپکی خدمت مین لے آیا ہے حمزہ صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہوکر اُسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پاکر خوش ہوا اور اُسیوقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے امیر سے پوچھا کہ آپ کو آپکی بارگاہ سے کون شخص یہان لایا امیر نے فرمایا دار اب گلبیر گی بارگاہ سے مجکو بیہوش کرکے جزیرۂ فیض مین قید کر گیا تھا افضال خدا سے مین رہا ہوا جی پور ہندی جو تمہارے روبرو بیٹھا ہے مسلمان ہوا وہان سے اسطرف آیا ہون دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو واسطے بالادوی کے روانہ ہوئے ہین لیکن اب حال عبدالعزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب عبدالعزیز نے خواجہ عمرو کو زندان مین بھجوایا تھا اُسکے دوسرے روز وقت سحر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ عمرو کو زندان سے جاکر لے آئین اسوقت انکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان مین گیا دیکھا ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ کٹی ہوئی پڑی ہین خواجہ عمرو نہین ہین نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھکر حیران ہوا اور خدمت عبدالعزیز مین عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان مین نہین ہین عبدالعزیز یہ حال سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان کو پکڑ لاؤ جلد اُن سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانون کو اپنے ہمراہ لے آیا عبدالعزیز نے نگہبانون سے غضبناک ہوکر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لیگیا ہی تمنے نگہبانی نہ کی اب تم سب کو قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ تھرا کر عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ آدھی رات تک تو ہم جاگے اوسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہین لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے ہمکو مٹھائی کھلائی نہین معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اوس مٹھائی کو کھاکر سو رہے ابھی بیدار ہوئے ہین یقین ہے

کہ آخر نصف شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا مہتر سرور ہی نے خواجہ کو رہا کر دیا ہوگا بادشاہ عبد العزیز
تقریر نگہبانون کی سنکے نعمان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان نے مہتر سرور کو
ہر چند چہار طرف ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار کر خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہے
بظاہر معلوم ہوتا ہے اسی نے خواجہ کو رہا کیا اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبد العزیز نے برہم ہو کے کہا اے نعمان تیرے
شاگرد نالایق نے خواجہ کو رہا کر دیا ہے اگر تو خواجہ کو گرفتار کر کے نہ لائیگا تو عوض سرور کے تجھکو قتل کرونگا نعمان ہزارہ
یہ گفتگو بادشاہ کی سنکے خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملگئے تو انکو گرفتار
کر کے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہ طے کر کے جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف
مسافر روتا ہوا چلا آتا ہے جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا اے مسافر تو کیون روتا ہے اسنے کہا اے بھائی غضب ہوگیا
مین اس ملک مین آکر کٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہے نعمان نے کہا اے شخص مفصل حال بیان کر
مسافر نے کہا اے مہربان مین رہنے والا مدائن کا ہون ہنگام سفر مین اپنی کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
تھا جب قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اترا ہے سوارون نے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہر چند مین
رویا پیٹا لیکن میری فریاد نہ سنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہے کہ تو بادشاہ عبد العزیز کے پاس چلا جا اور اُس سے
فریاد کر یقین ہے کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجکو دلا دیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجکو بادشاہ عبد العزیز کے
پاس لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا نعمان ہزارہ
نے وہ جواہر دیکھکے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اُس سے لے لینا چاہیے یہ سوچ کر
نعمان ہزارہ نے کہا اے مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہے چل مین تجکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس لیچلون اور
تیری مظلومی کا حال اس سے بیان کرون مین اُسکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے
آیا تھا مسافر نے پوچھا اے مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور انھون نے کیا خطا کی ہے کیون انکو گرفتار کروگے نعمان
نے تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہو جانیکا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سن چکا کہنے لگا اے مہربان
اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمہارے پیچھے آؤنگا کیونکہ مین ضعیف ہون تمہارے ساتھ چل نہ سکونگا نعمان ہزارہ
سمجھا کہ بڈھا سچ کہتا ہے تم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمہارے قریب آئیگا اُسوقت
ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہے اور تم جوان ہو یہ تمسے کیا لڑیگا اور اگر آمادہ لڑائی ہوگا تو اُسکو
مار ڈالنا نعمان یہ خیال کر کے آگے بڑھا تھا ناگاہ اُس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا اور
نعرہ کیا نعرہ عمرو و عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم ٭ رنگ از رخ نہنگ بد اختر بہ برم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم ٭ نعمان ہزارہ نے پلٹنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا نعمان کی ناک کے
پڑا نعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کر گئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن
زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی مثل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی
پھر خواجہ نے گنبد عیاری نکالا اور کچھ سوئیان اُس گنبد مین نصب کین بعدہ نعمان کو حلقہاے کمند سے
خوب مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا اے نعمان عیاری اسطرح کرتے ہین تو
ابھی لونڈا ہے اور نادان ہے تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر نکالا نعمان ہزارہ نے کہا اے خواجہ
مجکو ہلاک نکرو خواجہ عمرو نے کہا اے نعمان اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مین تجکو ہلاک نکرون تو جلد منھ کھول اور یہ گنبد

اپنے منھ مین سے نعمان نے بدرجہ ناچاری منھ کھولا خواجہ عمرو نے گیند نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبدالعزیز کی طرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبدالعزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار کیا ہی عبدالعزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی کو زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو نقلی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تجھکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبدالعزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجیے گا نعمان نقلی نے کہا اے بادشاہ گیتی پناہ دیکھیے یہ اسوقت بھی مکر و فریب سے باز نہین آتا ہی عبدالعزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا اے خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین آتا ہی زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گیند عیاری تھا عبدالعزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مارو یہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے عمرو نقلی کے دو چار چپتین لگائین اور کہا اے عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی خیر مین ابھی آتا ہون اور تیرے نہ بولنے کی تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بشکل نعمان ہزارہ دربار عبدالعزیز سے نکل کے چلے اور راہ قطع کرکے خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آئے خواجہ عمرو تو ادھر آئے ادھر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ کا انتظار کرکے خواجہ عمرو نقلی کیواسطے حکم قتل کا دیا اُسوقت نعمان ہزارہ جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق کیطرف اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبدالعزیز سے عرض کیا اے بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کیطرف اشارہ کرتے ہین اور اشارہ سے کہتے ہین کہ مجھسے بولا نہین جاتا ہی عبدالعزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا چیز اٹکی ہی جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیند ہی لوگون نے بمشکل تمام گیند حلق سے نکالا جب گیند حلق سے نکلا نعمان ہزارہ عبدالعزیز سے عرض کرنے لگا اے بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبدالعزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منھ اپنا دھویا رنگ روغن چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی عبدالعزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بیمثل عیار ہونے کا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر با توقیر سے شکست کھاکر بھاگنا

مبارزان عرصۂ سخن جوہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شواط دست بہرام گرد سے زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا بعد کئی روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبروے امیر حاضر ہوئے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنا کرکے عرض کرنے لگے اشعار ہر یہی اپنی تمنا کہ آلہی جبتک + جلوہ افروز جہان ہون فلک و شمس و قمر + آپکے حاسد و بدخواہ و عدو کو ہو نصیب + گردش بخت سیہ سوزش دل داغ جگر + اسوقت داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین اگر صبح کو ہنگامۂ جدال و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سُنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بفضل ایزدی طبل رزمی بجایا جاے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارہ رزمی پر چوب لگائی بیت بجا نقارۂ جنگی جو اُس جا + ہوا دنیا مین

شور محشر برپا ہوا جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران بہور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف
لشکرون مین سامان جنگ ہونے لگا مردان نبردار تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے صدائے
طبل جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر بکثرت خوشی سے بسان گل ہنسنے لگا اکثر جوانمردون کا از فرط مسرت
سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغزن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میری شجر آرزو
مین ثمر آیا کوئی دلیر کسی جری سے یہ کہکر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ او بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم کل زندہ
رہین یا نہ رہین کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے دلاور پھل تیغ کا کھا کر گلشن دنیا سے
سوے عدم جائینگے اکثر دلاور قتل ہوکر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہاے
زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہاے کاری سے مانند بلبل نالہ کش ہونگے اور دست و پاے
جوانان نامدار مثل شاخہاے اشجار تیغ و تبر سے قلم ہونگے روحین بہادرون کے تنون سے منتقل ہوکر پریشان ہووے گل
نکلینگے اور جوے خون بہادران نامدار میدان کارزار مین رواں ہوگی گلشن میدان رزم کی سیر لایق دید ہوگی غرض
اسی طرح کی تقریر کرکے ہر ایک بہادر سے گلے ملا اور تیاری جنگ کی کی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نظم قمری نے
چھلکے کہین طے منزلین چار ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار + ہوئی شائع جو نور افشانی مہر + بنا مشعل رخ نورانی
مہر + ہنگام سحر حمزہ صاحبقران نے بعد اداے نماز سحر اسلحہ زیب تن کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لاے
سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوکے جملہ سرداران بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوے لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران
بشوکت و شان جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر باتوقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا داراب شاہ
صف آرا ہے جسوقت بیلداران پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑک کر گرد و غبار کو مٹایا بعد درستی
میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کڑکیت نکلے نظم لگے کہنے یہی کڑکیت کڑکا + نہ رکھو ای جوانو دل مین
دھڑکا + قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے + کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جاے + جب نقیب اور کڑکیت یہ کڑکا
کہکے ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا آگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قمہور زنگی مانند پیل مست
کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا ای امیر باتوقیر اگر تمکو دعوی شجاعت ہے تو مجھسے آکر مقابلہ کیجیے
امیر نے یہ تقریر اس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قمہور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے
کھڑے ہوے قمہور زنگی نگاور زن ہوا اسوقت قدم مرکب قمہور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب خنگ
سیہ قیطاس پسپا ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو رانون مین مسل کے آگے بڑھایا قمہور نے نیزہ سینۂ امیر پر مارا امیر
باتوقیر نے سنان نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا شرر ظاہر ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ قمہور کے سینہ پر بقہر و
غضب مارا اسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بعد دو چار رد و بدل طعن نیزہ کے امیر نے قمہور
کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قمہور نے برہم ہوکر ڈانڈ ماری امیر نے ڈانڈ نیزے کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکی پھر قمہور نے
ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغہ آبدار میان سے کھینچی اور پکارا ای امیر ہوشیار ہو جائیے یہ تیغ برہنہ کا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار مجکو تیری تیغ آبدار سے بچائیگی
قمہور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر باتوقیر نے تیغ کو سپر پر روکا پھر خود تیغ تیز کھینچکر فرمایا بیت
تو ضرب نزدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + قمہور نے کہا تلوار لگائیے امیر نے سر قمہور پر ایسی

تلوار لگائی کو مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت وہ زنگی مارا گیا داراب کو قہور کے ہلاک ہوجانے کا نہایت صدمہ ہوا ایسی عالم صدمۂ الم مین تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی جملہ مردان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بڑھے اور نیزے اور تلوارین اور خنجر اور گرزگران سر اور تیر ایکبار سات لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرف سے کل مردمان فوج نے حملہ کیا وہ دریاے قہار آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی پرکالے سپرون کے اڑنے لگے تیر چلنے لگے سینے بہادرون کے ہدف تیر ہونے لگے کمانین کڑکنے لگین گرزگران سرون پر پڑنے لگے تیر سے بہادرون کے سینے کے پار ہونے لگے چقاقاق خنجر بلند ہوئی تلوارین مثل بجلی کے چمکنے لگین ابر سیاہ دھالون کا اٹھا گھوڑون کی لگا پوے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہوگئی زمانہ کثرت گرد وغبار سے تیرہ وتاریک ہوگیا ایسا اسوقت اندھیرا تھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا دریاے خون بہادران میدان مصاف مین موج زن تھا ہزارہا سر جو کٹ کٹکے گرے تھے مثل حبابون کے دریاے خون مین نظر آتے تھے لاشین جوانان لشکر کی اُس بحر خون مین گویا کشتیان تھین زخمی مانند مچھلیون کے تڑپتے تھے اور دریاے خون مین اچھلتے تھے دلاوران لشکر نہنگانہ بحر لشکر مین تُر رہے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اُسوقت طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا معلم عقل حیران تھا اب تیغ تیز دمبدم طغیانی پر تھا گرداب فنا مین ہزارہا جوانان لشکر غوطہ زن تھے دُر مدعاے ظفر کی بہادرون کو جستجو تھی غرض اُسوقت

ایسی جنگ ہوئی کہ تقطیم	ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ	کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ	دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے	ہوا گرم بازار مرگ ستیز	کیا عافیت نے وہانسے گریز	پیام اجل تیر لانے لگے
بہادر عدم مر کے جانے لگے	چلکی تھی شمشیر و پیکان تیر	پئے جان شیرین تھی وہ جوے شیر	روان ایسی تھی تیغ خنجر کی دھار
کہ موجین ہون دریامین جوں اسکا			

امیر بانو قیر عین ہنگامہ جنگ وجدال مین داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور توزہ کمربند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین لیکن توزہ کمربند ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیون نے ہجوم کرکے داراب کو قتل ہونے سے بچایا داراب گھوڑے پر سوار ہوکے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر بفتح وظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے جواکثر سرداروں اور عیارون سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا ہے انھون نے عرض کیا کہ جزیرۂ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتار کرانے داراب کے روانہ کرون بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور داراب کو گرفتار کرے آؤن امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے مین تمکو بہر گرفتاری داراب روانہ کرونگا شاید ہنگام مقابلہ لشکر تمھارا بھاگنے پر آمادہ ہو مین خود ہی جاؤنگا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہوجاےگا تو خیر ورنہ اُسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرۂ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب جزیرۂ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرۂ ہمیشہ بہار پہونچا جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین

جا کر بعد ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ داراب شاہ اسطرف آتا ہی باقی سب خیریت ہی منظر شاہ نے خبر آمد داراب شاہ نے سنکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبال داراب شاہ جاینگے بموجب حکم منظر شاہ مردمان سپاہ جلد تر گھوڑون پر سوار ہوئے منظر شاہ ہمراہ مردمان سپاہ بشوکت و شان روانہ ہوا اور داراب شاہ کو بعد عزت و حرمت لے آیا اور بعد دعوت و ضیافت کے ایک روز داراب شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک مین جاؤ اور باطمینان تمام بیٹھو حمزہ صاحبقران اسطرف ضرور آئینگے انکو مین ضرور قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنے کے تمام انکے سردارون وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا مین مثل تمھارے بیوقوف نہین ہون کہ انسے مقابلہ کرکے پریشان ہون داراب شاہ نے پوچھا ای منظر شاہ بغیر مقابلہ امیر کو کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے ہنسکے کہا تمھارے نزدیک حمزہ صاحبقران کا قتل کرنا مشکل ہی اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہین ہی مین آن واحد مین حمزہ صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا انکے ہلاک کرنے کی تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آئینگے مین انکے استقبال واسطے جاونگا اور بعد تکریم و تعظیم انکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ اپنا مجکو دوست اور خیرخواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے باغ مین لے جاونگا اور وہین انکو قتل کراونگا پھر تمام سردارون کو ہلاک کرونگا اور مردمان فوج کو تباہ کرونگا غرض اس تدبیر سے امیر اور سب دشمنون کو ہلاک کرونگا داراب شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی فہم و عقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز کے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزہ صاحبقران بعد چند روز کے مع لشکر بیکران سمت جزیرہ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سرزمین جزیرہ ہمیشہ بہار پر پہونچے حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ نہایت پربہار ہی زمین پر فرش سبزہ بچھا ہی اس سبزے پر نظر کرنے سے آنکھون کو ٹھنڈک دل کو فرحت حاصل ہوتی ہی اور سبزہ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ سبز معلوم ہوتا ہی گلہاے خود رو دو در تک شگفتہ ہین ہواے سرد ایسی چل رہی ہی کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہی اکثر نہرین مانند سلسبیل روان ہین جابجا باغ مین گلہاے رنگارنگ و بوقلمون انمین شگفتہ ہین سرو ان باغون مین ایسے ہین کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہین لالہ نعمان و شقایق کے دل مین داغ نہین ہے گل نرگس دیدۂ فتان معشوقان سے بہتر نظر آتے ہین سنبل رشک زلف پرپیچ محبوبان ہی بلبلین چہک رہی ہین اور مرغان خوش الحان بھی درختون پر بیٹھے ہین حمد خدا اپنی زبان مین کر رہے ہین اکثر طائر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے چمن مین جاتے ہین جملہ درخت سرسبز و شاداب ہین اور بار اثمار سے شاخین ان درختون کی جھکی ہوئی ہین چمن بندی معقول ہے ان باغون کی تعریف مین یہ اشعار لکھنا چاہیئے

ابیات

تھے باغ ارم سے وہ نہ کچھ کم
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
گویا خط یار دلربا تھا
تھے پھول ہی پھل کیسے کیسے

ریحان خط عذار گرد
شاید کہ بہشت مین ہون ویسے

ان باغون پہ تھا عجب عالم
اسطرح کا سبزہ جان فزا تھا

غرض حمزہ صاحبقران سیر سبزہ و باغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ غیرت خطا کشمیر ہی اور نہایت پربہار ہی یہ فرما کر وہان سے چلے جب آبادی مین پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آباد ہی بازارون مین کثرت مردمان ہی خریدار دکانداروں سے اشیاے مطلوب لے رہے ہین دکاندار نجندہ پیشانی اشیاے مطلوب دے رہے ہین جملہ مردم ہرچند کہ خوش حسین خوش لباس ہین لیکن عاشق مزاج ہین داغ الفت بتان سے دل انکے داغدار ہین لب پر آہ سرد ہی اشک آنکھون مین رنج صدمۂ ہجر معشوقان سے زرد ہین ہر جانب یہ لوگون کا حال ہی

نظم

زدیدہ چشم شان آئینہ حیران
بہر سو شور سنبل اشک شان ست

بلند آوازہ آہ عاشقان است
زہجر اشک شان تر ابر نیسان

بلبہا نالہ گرم گرم جوشی
زسوزشش دل بدل ربط فروش است
بخاک خاکساری شان قرار ہے
وجود عشق از وگرد دیدہ ظاہر

بدلہا آہ در سرد سے فروشی
زسوز سینہ ہا آتش فروزان
ہوا داری ہوائے سازگاری

زگریہ یم بہیم ہر سو بجوشش است
زآب دیدہا سیلے بہ سیلان
شدہ این ہر چہار اربع عناصر

بعد دیکھنے مردوں کے امیر نے دیکھا عورتیں نہایت حسین غیرت حسن لیلی اور شیرین نرگس چشم غنچہ دہن جادو نگاہ آتشین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہیں نازنینان جزیرہ کی تعریف میں یہ اشعار لکھا چاہیے اشعار

بہار حسن شان نور دیدن
لب شان چشمہ از آب حیوان
نگاہ شان زمستی چون مے ناب
کہ گفتن شان دل و دین بردو ہم جان

جمالش چون پری از خوش جمالی
حدیث روے شان عید شنیدن
ازان کردہ چراغ حسن روشن
از و پے خویشتن ہم شمع وہم شاب
سیہ چشمان چو آہو ارسیدہ

شدہ دیوانہ شان خوشش ادائی
رخ شان شعلہ آتش زن جان
وزین صد مردہ را جان دادہ در تن
حذر از کافران کفر ایمان
رسید از خویشتن نرگس کہ دیدہ

القصہ حمزہ صاحبقران نازنینان جزیرہ ہمیشہ بہار کے حسن و جمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسوں نے خدمت منظر شاہ میں جا کر عرض کیا اے بادشاہ گیتی پناہ حمزہ صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہیں یقین ہے کہ ہنگامہ جنگ و جدال یہاں اگر برپا کرینگے باقی خیر و عافیت ہے جسوقت یہ تقریر جاسوسوں سے منظر شاہ نے سنی مع امرا و وزرا و سرداران نامی کے چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی میں پہونچکر اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ میں تو مشتاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزوے دلی بر آئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے منظر شاہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک رہے مجکو آرزوے تخت نشینی نہیں ہے منظر شاہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی سیر چشمی کا باعث ہے یہ عرض کر کے منظر شاہ امیر با توقیر کو بہ اعزاز تمام لایا امیر با توقیر قریب تخت منظر شاہ ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلوں بیٹھے دربار منظر شاہ میں جملہ امرا و وزرا وغیرہ حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوا اسوقت منظر شاہ نے حکم کیا کہ ساقیان سیمتین غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہوں اور شراب پلائیں بمجرد حکم ساقیان گلعذار کشتیاں شراب کی لیکر دربار میں حاضر ہوئے منظر شاہ نے اشارہ کیا ایک ساقی ماہ رخسار شراب ساغر بلوریں میں بھر کے موافق قاعدہ کے روبروے امیر لایا حمزہ صاحبقران نے بیکشی سے انکار کیا منظر شاہ نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا امیر نے فرمایا ہم مسلمان ہیں اور تم لات پرست ہو اسوجہ سے میں شراب پینے سے انکار کرتا ہوں منظر شاہ نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہیں پیتے ہیں تو آپ مجکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے امیر یہ تقریر سنکے خوش ہوئے اور منظر شاہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا منظر شاہ نے خوف جان سے اور حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمہ زبان پر جاری کر لیا صدق دل سے مسلمان نہیں ہوا حمزہ صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاہ کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکہ مہر نگار میں یہ مطلع اسطرح پڑھا کہ کسی نے نہ سنا مطلع جامی مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید ٭ اگر دل خواہد از من جان و ہم عاشق چنین باید ٭ یہ مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمہ فراق ملکہ مہر نگار سے چشم پرنم ہوئی رنگ رخ متغیر ہوگیا ساقیان مہرخ و خورشید رو تو جملہ امرا و وزرا اور سرداروں کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاہ نے جو چہرہ امیر پر نظر کی رخ امیر پر آثار حزن و ملال پا کر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہرہ آپکا متغیر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے مجھے صدمہ ہوا ہے جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین اُسوقت منظر شاہ نے واسطے دفع صدمہ حمزۂ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط جلد حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت یوسف لقا بناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اُس نازنین کو دیکھا کھینچے آہ کی کسی نے یالات و منات کہکے کلیجا اپنا دونون ہاتھون سے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اُسپر عاشق ہوکے اشکبار ہوا کوئی اُسکے زلف و رُخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از برائے عاشقان خستہ خاطر روز و شب ٭ نیست ہرگز بہتر از رخسار و گیسوے کسے کسی نے اُس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا بیدل سرمن بچمن بربیدند گربدن انیست ٭ ور غنچہ صبا دم زند گر دہن انیست ٭ کسی جوان نے اس نازنین کم سن سے اشارے سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ روے زیبا کا دو نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منہ اسکی طرف سے پھیر لیا کوئی امیر اس مطربہ کو دیکھکر اور اُسپر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اُسکی تیغ ابرو کا گھائل ہوا کوئی اُسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اُسکی ادا پر مائل ہوئے بعضون کے دل اُسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوئے کسی کا دل اُسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اُسکے آئینہ رُخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اُسکی کمر کی طرف دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی مشتاق وصل نازنین زیر ناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جری اُسکی تیغ ابرو پر عاشق ہوا کوئی اُسکے سینے کا اُبھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہوکر کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس اسوقت ہاتھ پہیر اُسکے سینے تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اُسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے اُنکی بھی رال اُس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اُسپر مائل نہوا ہو حمزہ صاحبقران بھی اُس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوئے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

چو در پیش رخ خورشید انجسم
زبر ویش خلق در آتش پرستی
بغنچہ گفت گفتارش کہ خاموش
نزاکت از قد او سر بلند است
بہ پیر و شمع گر بینش بجا نیست

بتے در غارت ایمان و جان طاق
ز چشم مست او دلہا بہ مستی
سیہ چشمے سیہ خالے سیہ مو
دو زلفش را درازی در کمند است

بپیش حسن دیگر مہرخان کم
از و بتخانۂ دلہاے عشاق
شد از تحریر رفتارش روان ہوش
سیہ روست ز نیہا عاشق او
رُخ پر نور صبح با صفا نیست

الحاصل جب سازندے سازون کو درست کر چکے وہ نازنین بناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آتی غم پنہا کے عوض
آگ برسائے فلک ابر سے باران کے عوض
عاشق زلف و خط سبز ہون لیکن تقدیر
کوئی احسان نکیا اُسنے احسان کے عوض
خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈال دے چرخ
دے ہی وے زہر کسی دن مجھے درمان کے عوض
مدعا مرگ سے گو تھا فلک پیر کو کام

کاش دل ہی نکل آتا ترے پیکان کے عوض
مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہے
خار دیتی ہے مجھے سنبل و ریحان کے عوض
پہنچتا کیا ہے مرا مذہب و دین اے واعظ
بحر قلزم مین ڈبو لے انھین طبع خان کے عوض
رسم گریہ پس مردن بھی رہیگی جاری
زہر دنیا تھا مجھے تلخی دوران کے عوض

سوختہ بخت ہون مانگون جو مین پانی کی دعا
داغ جلتا ہے چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ ندیا لیکے دل عاشق کو
دل مین یاد بت بیرحم ہے ایمان کے عوض
چارہ گر کشمکش درد مداوا کب تک
شمع روئیگی ترے کشتۂ ہجران کے عوض
سنکے افسانۂ مجنون نکرو آنکھین بند

دیکھ تو حال مرا خواب پریشاں کے عوض
یہ بھی طرح کی وحشت ہو کہ بے دست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشان کے عوض
اب کہان وہ نوبہ جوش نشاط ای تسلیم

شادی قتل مین کچھ پاس وفا کر قاتل
ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر چاک گریبان کے عوض
رنگ نرگس کیطرح ہوش عنادل کے اُڑین
رہگئے دیدہ گریان لب خندان کے عوض

مہندی ہاتھون مین نہ مل خون شہیدان کے عوض
بگڑے شانہ نے جب بال بنائے آئنے
باغ مین چلکے ہنسو تم گل خندان کے عوض
جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بہ ناز و

ادا روبرو ہوئے ارباب بزم گائی ہر ایک شخص خوش ہوا خصوصاً منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زر کثیر مطربہ کو دیکر رخصت کیا حمزہ صاحبقران نے ہرچند ایسی مطربہ کا گانا سنا اور ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہر نگار کے مطلق شگفتہ خاطر نہوئے اور منظر شاہ سے فرمانے لگے کہ اسوقت طبیعت گھبراتی ہے دل چاہتا ہے کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ نے عرض کیا اس جزیرے مین ہرچند کہ باغ بہت ہین لیکن ایک باغ سب باغون سے وسیع اور بہتر ہے ہوشنگ بادشاہ کا لگایا ہوا ہے نام اس باغ کا گلشن آباد ہے کل آپ ہنگام سحر برائے سیر باغ تشریف لے جایئے گا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب آپ اس باغ کی سیر کیجیے گا مجھے یقین ہے کہ آپ یہ مطلع ضرور پڑھیے مطلع اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین است وہمین ست وہمین ست حمزہ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے مشتاق ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ مین صبح کو اس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاؤنگا یہ فرماکر خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا پھر نماز پڑھکے صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر دنگل پر آکے بیٹھے منظر شاہ نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع مین حمزہ صاحبقران کو لیگیا اور بنہایت تکلف سے صاحبقران کی دعوت وضیافت کی بعد اکل وشرب اسی ایوان مین صاحبقران نے بعیش وآرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر بانوقیر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور تسلیم بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لیچلیے سیر باغ بخوبی کیجیے حمزہ صاحبقران بموجب کہنے منظر شاہ کے اٹھے اور پوشاک زیب تن کر کے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے سرداران ذیوقار اور خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثنائے راہ مین امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمائین تو مین قبل آپ کے باغ مین جا کر باغ کی آراستگی کرون امیر نے اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عامل عادو نے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہے حضور ذرا اس سے ہوشیار رہیے گا مین اسکے مکر وفریب سے خوب واقف ہون یہ مکاری مین مثل اپنا نظیر نہین رکھتا ہے اسوقت بیوجہ باغ مین نہین گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ کے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا اے دیو عامل منظر شاہ مسلمان ہو چکا ہے اب مجھسے عداوت نہ کریگا اور بالفرض اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجکو اسکے شر وفساد سے بچائیگا ابھی امیر یہ فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے ناگاہ صداے سم مرکب امیر نے سنی مڑ کے جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان لباس شاہانہ زیب تن کیے ہوے گھوڑے کو دوڑاے ہوئے چلا آتا ہے جب وہ جوان قریب آیا بعد ادب تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جایئے امیر ٹھہر گئے خواجہ عمرو ہوشیار ہوے سرداران نامدار بھی متردد ہوئے جوان نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس پیچیدہ نکالا اور حمزۂ صاحبقران کو دیکر عرض کرنے لگا کہ اس پرچے کو آپ ہی دیکھیے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس مین لکھا ہے اُسے سمجھ جائیے گا اور موافق تحریر کے عمل کیجیے گا اگر خلاف تحریر عمل کیجیے گا تو باعث آپ کی مضرت کا ہوگا وہ جوان اس پرچہ قرطاس کو دیکر اور گفتگو امیر سے کر کے چلا گیا امیر نے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے امیر بانوقیر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ بد ریشہ نہایت مکار ہے بظاہر آپ کا دوست ہے لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر مین مسلمان ہوا ہے ہرگز ہرگز آپ باغ مین نہ جایئے گا

میرے پدر نے چار ہزار سواران چیدہ منتخب واسطے قتل کرنے آپکے باغ مین بٹھلائے ہین اگر جائیگا تو ہلاک ہو جائیگا مین نے آپکو اطلاع دیدی ہی حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع راہ کرکے در باغ تک پہونچے منظر شاہ بھی در باغ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران سنے سرداروں سے فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب انھون نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گیا لڑنے سے باز رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جاکر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے اپنے لشکر مین آئے اور شاہزادہ سلسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور جملہ امرا و وزرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سلسلہ ہو کر تخت پر بیٹھا حمزہ صاحبقران نے حال داراب شاہ کا پوچھا سلسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز زمانہ گذرا کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہی امیر باتوقیر نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیرباد ہند کی مع لشکر روانہ ہوئے اور بعد طی کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھاکر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرۂ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھیے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہی یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبرون سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرۂ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اسکے فرزند کو مسلمان کرکے تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے مقابلہ و مجادلہ کرینگے یہ خیال سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے یہ اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرۂ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیرباد ہند مقیم ہوئے ہین داراب نے یہ خبر سنکے بمشورۂ شواط وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی مہتر سرور بصد عجلت خدمت صاحبقران مین آیا اور بصد ادب دعا و ثنا اسطرح زبان پر لایا اور حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا اشعار

ای خدا عالم مین ہی جسوقت تک پست و بلند ای خدا جبتک عروس دہر ہی بے اعتبار	ای خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار ہی تمنا آپ کے پہلو مین روز و شب رہین	زال دنیا ای خدا جبتک تلون دوست ہی مطرب و چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

اسوقت داراب شاہ نے طبل زرمی بصد غضب بجوایا ہی یقین ہی کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین آئیگا فتنہ و فساد برپا کریگا باقی خیریت ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد اینزدی نقارۂ جنگی بجایا جاے جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا مہتر سرور نے حکم امیر خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور عا شیدہ اٹھاکر نقارہ زرمی پر چوب لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے لڑنے مرنے پر آمادہ ہونے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ طائر شب نے آشیانۂ دہر سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانۂ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

گئی افزائش لطف شبینا	بھرا حسرت سی مشتاقون کا سینہ	کواکب نے سفر جانا فلک سے	سفیدی چھائی چہرہ دن چھلکا

وقت سحر امیر باتوقیر نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرفروشون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے مرکب بڑھایا لشکر بھی شل دریا رواں ہوا جب امیر کشور گیر وصف شیر ومین بہونچے بیلدارون نے جلد تر پست وبلند زمین برابر کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان مصاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑکا گرد وغبار کو دفع کیا صفین لشکر کی بندھ گئین ابھی لشکر امیر میدان مین صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع شہزادہ لشکر کثیر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز نکلے اور پکارے اشعار

کہ اس کاروان گہ سے کرتا ہی نقل
کہو گے کہ آگے تھا کمتا کوئی
یہ منزل نہین جاے بود و باش

اگر بادشہ ہی کہ درویش ہے
نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
سبھون کو یہی راہ در پیش ہی
ہر اک شخص کو ہی عدم کی تلاش
تہ خاک ہی سب کا دار القرار

پس ای جوانو تم سبھون مین آج کون بہادر زخم تیر و شمشیر کھاتا ہی اور اپنے حریف کو قتل کرتا ہی بہادرون مین سرخروئی حاصل کرتا ہی نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے بڑھکر اژدہا پیکر کے سایے مین کھڑے ہوئے خوشبوے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہو گیا اور ان کلمہ بیجان سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر باتوقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہی ناگاہ خونریز نے مرکب کو جولان کر کے میدان مین آیا اور امیر کو بہر مقابلہ بلایا امیر نے مرکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغہ سر امیر پر مارا امیر نے تیغے کو سپر پر روکا اور تلوار کھینچکے سر خونریز پر لگائی ہر چند خونریز نے سپر سے اپنی سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹکر خود پر آئی اور خود کو کاٹکر کاسہ سر پر پہونچی اور سر کو کاٹکر صراحی گردن مین در آئی اور گردن سے صندوق سینہ مین اور سینے سے جوڑہی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر آئی اور پشت فرس سے زمین پر پہونچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہوکر مردان فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادرو حمزہ نے خونریز کو قتل کیا تمکو لازم ہی کہ عوض خونریز کا حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردمان سپاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی حملہ بہادرون نے گھوڑے اٹھائے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تنون سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے شور گیر دار بلند ہوا گھوڑون کی گشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہو گیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا اور جنگ بہادران دیکھکر تھرانے لگا تھوڑی دیر مین کشتون کی لاشون کے پشتے میدان کارزار مین ہو گئے داراب تاب مقابلہ نہ لا کر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزان ہوا دلاوران یکتاے روزگار اور غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال و اسباب خیمہ و بارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی جال الیاسی مار مار کے زر و مال و اسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے بفتح و ظفر میدان رزم سے پھرے اور فرودگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر بادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران نے بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت بادشاہ عبد العزیز کے ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا جملہ شاہان ہند کا مع دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ شکست کھاکر عبدالعزیز کے پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کر کے عنقریب ملک عبدالعزیز ہو پہنچکر مقیم ہوئے بادشاہ عبدالعزیز امیر کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور شواط کو ہمراہ لیکر یہ فوج کثیر شہر سے باہر آیا اور میدان مین مقیم ہوکر طبل جنگ بجوایا معتبر سر ور روبروے امیر حاضر ہوا اور بجاگاہ پر کھڑا ہوکر مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کر کے اسطرح خدمت امیر مین عرض کرنے لگا اشعار آپ بھی ہین دشمن تجانہ مانند خلیل + سجدون کے واسطے داؤد ثانی بیگمان آفت امید کا عر لطف جان حق پرست + برق گشت ترک ابر نوبہار مومنان + آپ کا دشمن رہے ربیر فلک ہردم تباہ دوستون پر آپ کے اللہ ہووے مہربان + اسوقت بادشاہ عبدالعزیز بد اندیش نے طبل زری بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہی حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجوانا چاہئے خواجہ عمرو نے نقارخانہ مین نقارۂ زری پر چوب لگائی آواز نقارۂ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے لڑنے کی تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو عرصۂ کارزار کو ہندیون کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے مردمان لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہہ رہے تھے ناگاہ وہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی + ہوا غل رات گذری صبح آئی + امیر باتوقیر اسلحہ زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب رزمگاہ چلے جب عرصۂ مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبدالعزیز بھی سپاہ گران لیکر آیا اور صف آرا ہوا پھر نقیب اور کرکیٹ لشکرون سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت نام رستم کا شاد و آج ہو وہ معرکہ + کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو نگھو ڈھال کا + یہ کہکر نقیب اور کرکیٹ ہٹ گئے ابھی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبدالعزیز کے پاس گیا اور مزاج پرسی کر کے صف آرائی لشکر مین معروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہین پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر ایک جوان جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش بیس ہزار سواران جرار لے آتا ہے جب نقابدار سبز پوش میدان مصاف مین آیا حمزہ صاحبقران کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بعد آنے نقابدار کے لشکر عبدالعزیز سے اجلال سبز پوش نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا سے مرگ ہو مجھسے مقابلہ کرے ابھی اجلال یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار سبز پوش نے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے اجلال کے آیا اجلال نے بعد لگاورزی اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ اجلال مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اسوقت بحکم عبدالعزیز سے فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار بڑھی اور لشکر حمزہ صاحبقران بھی بڑھا اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی بڑھی چارون لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زخمی زمین پر گر کے تڑپنے لگے دیر تک تلوار خوب چلی آخر شاہ عبدالعزیز طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی لشکرگاہ کیطرف مع فوج چلے اور داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبز پوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہین معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری ہی کیا خوب تلوار اسنے اجلال پر لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے غرض جب شام ہوئی شاہ عبدالعزیز نے پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صفوف آرائی ہر دو لشکر کی ہوئی فوج عبدالعزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر کو برائے مقابلہ طلب کیا امیر نے ہنگام جنگ الماس کو گرفتار کر کے خواجہ کے حوالہ کیا

بعد اسکے غوز زنگی اور مغرور زنگی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونون زنگیونکو امیر نے تہ تیغ کیا
بعد قتل ہونے دونون زنگیون کے شاہ عبد العزیز نے طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے فرودگاہ لشکر چلا گیا امیر بھی بارگاہ مین
آ کے الماس زنگی کو مسلمان کیا جب دو دن گذر گئے اور شب بھی گذر گئی تیسرے دن نقابدار سبز پوش بہمعیت سپاہ آیا اور
امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا آج مین آپکے سردارون سے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجئے امیر
نے فوج کی کمربندی کا حکم دیا مردمان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی نے امیر سے اجازت
لیکر نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس زنگی
سے کہا جا امیر سے کہدینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑ دیا اور اپنا لشکر لیکر
چلا گیا الماس خدمت امیر مین آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب مین اُس سے مقابلہ
کرونگا غرض صبح کو نقابدار مع بیس ہزار سوار پھر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند طعنون مین امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز لیکر دونون باہم لڑنے لگے گھوڑا نقابدار کا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا پھر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کر کے چاہا کہ
زمین پر پٹکین نقابدار نے عرض کیا مجھکو زمین پر نہ پٹکئے گا مین مسلمان ہون امیر نے یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ
سے زمین پر بٹھا دیا جب امیر بارگاہ مین آئے نقابدار بھی بارگاہ مین گیا اور نقاب اپنے رخ سے اٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے بعد پہچاننے کے خواجہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبرو سے امیر بیان کیا امیر حارث
سے خوش ہوئے جب خبر حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبد العزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر مین ایسا نہین
کہ امیر کو ہلاک کرے مہپال بدمست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
مین امیر کو قتل کرونگا عبد العزیز نے مہپال بدمست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح کو
بعد صف آرائی لشکر کے مہپال میدان مین آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہپال نے عرب حارث کو
ہر چند کہ تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اسی عالم زخمداری مین مہپال کو قتل کیا عبد العزیز کو غصہ آیا
مردمان فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کرو اور اُسکو قتل کرو فوج نے بموجب حکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزارون جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے بخوشی جا کر داخل بارگاہ ہوئے لیکن
بادشاہ عبد العزیز پریشان خاطر و غمگین جوانے لشکرگاہ پر پہونچا اور بارگاہ مین داخل ہوا داراب شاہ اور ملک
جبروت اور شوواط سے پوچھنے لگا کیا تدبیر کیجائے کہ امیر ہلاک ہون اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا آج نصف شب
لشکر لیکر چلیے اور امیر کو قتل کیجیے اور انکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبد العزیز نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے لشکر کے
سردارون کو اس ارادے سے آگاہ کیا عنتر سر ورہ جو لشکر عبد العزیز مین شکل تبدیل کر کے گیا تھا ارادہ عبد العزیز
سے واقف و آگاہ ہو کر خدمت امیر مین آیا اور امیر کو ارادہ عبد العزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ مین
گئے اور وہان ٹھہرے رہے جب عبد العزیز اور داراب شاہ اور شواط اور ملک جبروت لشکر کثیر لیکر بعد
نصف شب لشکرگاہ امیر کیطرف آئے امیر نے درہ کوہ سے نکلکے چہار جانب سے سبکو گھیر لیا اُسوقت دونون
لشکرون مین لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزارون جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے
شواط کو اور عرب حارث نے داراب شاہ اور دیو عامل ملک جبروتی کو مقابلہ کر کے پشتہائے اسپان سے

اٹھایا لشکر ہند شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نے چارون بادشاہون کو مسلمان کیا اور سلطنت زیرباد ہند کی نجتیار شاہ کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سراندیپ مین آئے اور سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزہ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب مین رکھا اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا نظم نیا طاؤس کا پر چرخ اخضر + ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر + اسوقت امیر باتوقیر نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفہ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادھر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران لشکر اسلام خدمت فیضدرجت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین آئے اور بعد ادب اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

جبتک مہ و خورشید آلہی رہین سیار	بے نقش قدم عالم امکان کے برابر	جبتک جگر شمع فروزان ہے آلہی
داغ دل پروانہ سوزان تجھے برابر	حاسد کو دکھاے یہ فلک دشمن آرام	ہر صبح سیہ شام عنبریان کے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان	راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر	اسوقت خسرو ہندوستان لندھور

بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین اگر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جب حمزہ صاحبقران نے ابوشہاب اور ابوسعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی امیر باتوقیر نماز تو پڑھی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجوا دو خواجہ عمرو فوراً گئے اور نقارہ سکندری کے فاتحہ کو اٹھا کر اور چوب ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکے نقارہ سکندری پر لگائی ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	ز ناہید مریخ کرد این سوال	جہان را اگر شور آخر رسید ‌| اسرافیل صور قیامت دمید
بگفتہ کہ نا طبل اسکندر ست	ز آواز او گوش گردون کرست	

ولادوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے او آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیرانداز نے اپنی کمان برج کو سنبھالا تیر درست کرکے ترکش مین رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان و تیز اور آبدار کیا غرض بہادر تیاری جنگ کرنے لگے ابیات

سویرے سے ہوا برخاست دربار	لگے ہر اپنے سب پھر آئے سردار	لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
جو تیغین تھین لگین وہ جنچ چڑھنے	لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل	پڑی لشکر مین تھی ہر سمت ہلچل
کمانین ہو کے خانہ گیر لگین تھین	وہ چکنے سے درست ہونے لگین تھین	جب دو پہر رات گئی نقیبون نے اٹھکے

یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو + سلاحون سے اپنے خبردار ہو + نقیبون کی صدا سے جو سوار سو رہے تھے بیدار ہوئے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور سپیدہ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات سحر کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعائے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے بعد آرزو مانگی بیت خدایا نصرت و فتح و ظفر دے + مجھے لندھور پر غالب تو کر دے + جب حمزہ صاحبقران یہ دعا خالق کون و مکان سے کر چکے سر سجدہ سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا امیر باتوقیر نے زرہ داؤدی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور قطورسے اور اگے چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن انور کو مزین کرکے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سواران لشکر مسلح و مکمل ہین اور مرکب جنگ سیہ قیطاس زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزہ صاحبقران قریب فرش آکر

پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چہار جانب سے بلند ہوئی جلوہ دار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا
امیر باتوقیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا **ابیات** مرکب تھا فلک سیر عجب غیرت خورشید
ڈانٹین جو کبھی اسکو توسن ہان کے برابر ہو جائے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ جھلاوہ + بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر جب
امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی خیل خیل دیل دیل بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنون اور رسالون
مین مردان جنگ آزما کو دیکھتے بجاتے جملہ سردار رسالون اور پلٹنون کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار پس پشت
امیر ذیوقار روانہ ہوئے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑون کا الف ہونا اور گرما گرم کسبو نکا چلنا دمبدم
شہ بھرنا وہ مردمان لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبون کا خوش الحانی کے ساتھ صدائین بلند کرنا
وہ صحرائے سبزہ زار کی بہار وہ گلہائے خودرو کا کھلنا وہ ہوائے سرد کا چلنا پرندان خوش الحان کا بولنا
وہ گھوڑون کے دوڑنے سے دمبدم زمین کا تھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہائے نیزہ کا مثل ستارون کے چمکنا وہ
مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان مصاف جانا لائق دید تھا غرضکہ بعد شان و شوکت **حمزہ صاحبقران** مع لشکر
فراوان میدان رزم مین پہونچے دیکھا کہ خسرو ہندوستان **لندھور بن سعدان** میدانمین صف آرا ہے لندھور آمد لشکر
امیر باتوقیر رستمانہ و دلیرانہ دیکھکر متحیر ہوا اور **حمزہ صاحبقران** کو سلام کر کے مزاج پوچھا امیر باتوقیر نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ افضال خدا سے مزاج میرا درست ہی **حمزہ صاحبقران لندھور** سے یہ فرما رہے تھے کہ بیلدارون نے نکلکر پست و بلند
زمین کو ہموار کیا سقون نے ایسا چھڑکاؤ کیا کہ ابر و ابر نوبہاری کی نہ رہی گرد و غبار دور ہوا میدان جنگ بخوبی آراستہ ہوا اب
صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا چرداول پیچھے کا چنداول ساقہ و کمینگاہ سے فرصت ہوئی اسوقت دونون
لشکرون سے نقیب اور رکیب نکلے گرما گرمی کہنے لگے طبل رزمی گرگرائے نقیب پکارنے لگے یون نعرے مارنے لگے **بیت** نام رستم کا
شاد و آج ہے وہ معرکہ دکھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو نگھو ڈھال کا + ای مردان عالم آج نام کرو میدان شجاعت مین قدم
بہادرانہ رکھو قدم نہ جھکے پیچھے نہ ہٹنے پاسے دیکھو امیر باتوقیر میدان کا نظارہ کر رہے ہین تمہاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر
تمہاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب شناور بحر جرأت ہو زندگی اس دنیائے فانی مین چار پہر
روز کی سمجھو دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیامین آئے اور تھوڑی ہی مدت مین سوئے عدم سب چلے گئے اب
اب انکا نام و نشان قبر بھی باقی نہین ہے **ابیات** جو تھے اور مشہور دنیامین مرد شجاعت مین یکتا دلیری فرد + نہ باقی ہین وہ
اور انکا نشان مگر نام انکا ہو ورد زبان + بس ای جوانمرد و زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ وقت بہت غنیمت ہے مرد میدان
حریف سے مقابلہ کرو اور جوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون مین نہاؤ جوانون مین سرخرو ہو دلیرون کی زندگی کا یہی مزہ
ہے حسرت کارزار آج دل مین نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوے جنگ دل مین باقی نہ رہجائے انسان کو
لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ رکھے کیونکہ **بیت** اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے + بہوش باش
کہ عالم روا روی پر ہے گرگیت لشکر لندھور کے کڑکیت کے یہ پکارتے تھے کہ آگے پت رہے اور ایک پا پیچھے پت جائے
کاگا ایسے پوت کپوت کا کھو انس نکھائے **نظم**

اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی	آستین زن چراغ عقل ہی ہی	عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و غش
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ	خاک جب ہوگئے قد رعنا	تب ہوئے سرو خوشنما پیدا
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین	نرگسی چشم مین جو فن ہین	چشم نرگس جھکی ہی سوتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہی	آج وہ کل ہماری باری ہے	جب مٹے ماہ جبان محفل درد	جعفری نے دکھایا جب رخ زرد
		صبح کو طائران خوش الحان	پڑھتے ہین کل من علیہا فان

اے دلاوران ہند تمھین لازم ہی کہ لڑکے مرجاؤ نام زمانے مین کرجاؤ سنا بہادران عرب کا ہی دیکھو قدم آگے بڑھکے پیچھے نہ ہٹے آبرو ٹہری نہ گھٹنے مرکر بھی قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ کہکر نقیب اور کڑکیت جب ہٹ گئے دلاوران دسپنے پر ڈٹ گئے دلیرون کی صفون پر سناٹا سا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے فرط شجاعت سے جھومنے لگے قبضہ شمشیر دمبدم چومنے لگے رخ کثرت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہو گئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارے مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علمون کو علمدارون نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم فوج آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اتر کے شرنگ ہندی پر سوار ہوا اور سب دلاوران ہند سے رخصت ہو گے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کرکے نکلا نعرہ

نہنگ بحر رزمم آتش در صحراے خون ریزان | چو بنشیند بزیر رانم فیل میمون مبارک سرا
شودم چون بمیدان اصفت شود جس شجع دشمنان | شود بہندارض رزم یکسر رستم دستان
جزیرہ ہاے ہندستان گرفتم از جوانمردی
بزیر چرخ گرد صورت گاو زمین لرزان

صداے نعرۂ لندھور سے جوانان پرجگر کے دل دہلنے لگے غرض جسدم میدان مصاف مین آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سلحشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا جب سراپا پسینے مین تر ہو گیا اور گرمایا مرکب کو ٹھہرا کر ہواے سرد میدان مصاف کھانے لگا ستانے لگا پسینا خشک کرنے لگا امیر باتوقیر نے سلحشوری لندھور کی تعریف کرکے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کے کیون میدان مین آئے فیل میمونہ ہی پر سوار رہتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا کہ آپ مرکب پر سوار تھے مجکو فیل میمونہ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنا مناسب نہین یہ امر خلاف شجاعت و مردانگی ہی لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزہ صاحبقران سے جملہ سواران لشکر روئی گوشہاے اسپان مین رکھنے لگے علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے لندھور نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی کہ سواران فوج پنبہ گھوڑون کے کانون مین رکھتے ہین حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای لندھور گوش مرکبان مین روئی رکھنے کا یہ سبب ہی کہ از افضال خداوند عالم سے میرے نعرے کی آواز جو سنتا ہی کوس تک جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیرون کے دل دہل جاتے ہین گھوڑے بیچارے صداے نعرہ سنکے ہلاک ہو جاتے ہین یہ کہکر امیر باتوقیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر بکیہ فرزند عبدالمطلب ہاشمی ام کہ در روز میدان مبارز شکنم جسوقت امیر باتوقیر نے نعرہ کیا لندھور نعرہ امیر باتوقیر سنکے متحیر ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بھڑکنے لگے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندوستان گھوڑون سے گر پڑے اگر گھوڑے اپنے راکبون کو زمین پر پٹک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گھوڑا لندھور کا بھی صداے نعرہ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب جولان کرکے لندھور کے مقابل ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر لگاوٹ زن ہوا اسوقت جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران پیچھے ہٹ گیا لندھور منفعل اور متحیر ہو کر کہنے لگا کہ یہ میرے مرکب کا قصور ہی کہ ہٹ گیا حمزہ صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہو جائیگی لندھور نے کہا آپ وار کیجیے ہنر جنگ ظاہر و آشکار کیجیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای لندھور یہ اپنا قاعدہ اور دستور نہین ہی کہ پہلے ہم حریف پر وار کرین جب خداوند عالم تمکو تمھاری ضربہاے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچائیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر باتوقیر کی سنکے خیال کرنے لگا کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و دلیر مین مثل اپنا بہادری مین نہین رکھتے ہین یہ خیال کرکے لندھور نے نیزہ اٹھایا اور گھوڑے کو بڑھا کر سینہ بے کینہ امیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا نیزہ بازی برابر سے ہونے لگی بیت

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر ٭ تو گوئی کہ بودند دو ترہ شیر

بعد ڈیڑہ سو طعن نیزہ کے ایک نبرد آزما امیر باتوقیر نے بآواز بلند ہنسکے فرمایا کہ ای لندھور ہوشیار ہو کر اب تمھارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا اب مشکل ہی آجتک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا ہی ابھی لندھور یہ کہ رہا تھا

اور حمزہ صاحبقران چند بار ہزہ چکے تھے گھوڑا بڑا اٹھایا دست باز وے لندھور کو صدمہ پہونچایا ہر چند لندھور نے چاہا کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا بالائے ہوا مثال تیر شہاب کے چلی لندھور کی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور غضبناک ہو کے گرز گران سر کو اٹھایا حمزہ صاحبقران نے واسطے گرز روکنے کے سپر اٹھائی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران ہر گز گرز کو سپر پر نہ روکیے کہ گرز نہایت ہی گران ہے امیر بانوقیر نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی چرخ گردش اس گرز گرانباری دیکھکر ڈر گیا گاؤ زمین گرانباری گرز بنظر کر کے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزہ صاحبقران وغیرہ متردد ہونے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سر کیونکر رکتی ہے خواجہ عمرو بھی متفکر ہوئے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر بانوقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمام تر وہ گرز گران سر حمزہ صاحبقران کے پر مارا اجتک گرز وہ در متعاد تھا جب گرز قریب سر آیا حمزہ صاحبقران نے رکابون مین قدم جما کر اور پشت مرکب سے کسی قدر بلند ہو کے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان مردم دل دہل گئے کلیجے کانپنے لگے اکثر آدمیون کے پردے کانون کے شق ہو گئے ثابت ہوا کہ وہ فیل مست مین باہم ٹکر یا دو پہاڑ آپسمین ٹکرائے غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ صاحبقران غبار مین پنہان ہو گئے لندھور نے گرز گران مار کے بے اختیار کہا کہ حمزہ دارا امیر بانوقیر کا کام تمام کیا یہ کہکر لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق مین نے گرز گران کا وار کیا حمزہ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع و بہادر اب روئے زمین پر پیدا ہو گا یہ خیال کر کے لندھور نے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزہ صاحبقران کو دیکھو یا زندہ ہین کہ ہلاک ہو گئے افسوس مجھسے بڑی نادانی ہوئی کہ مین نے حمزہ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر بانوقیر اور خواجہ عمرو متفکر اور متردد تو تھے جلد تر خواجہ نے اس غبار مین جا کر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزہ صاحبقران کا گھٹنون تک زمین مین غرق ہے آنکھین امیر بانوقیر کی بند ہین گرز دونون ہاتھون مین ہے دونون ہاتھ مانند ستون ہائے فولادی کے بلند ہین پیشانی پر عرق ہے ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہے مرکب بھی ہمہ تن عرق مین تر ہے خواجہ عمرو نے یہ حال حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہو کے اسطرح پوچھا کہ ای حمزہ صاحبقران اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے آنکھین کھولیے حال مزاج بیان کیجیے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو کر کے تسکین دیجیے ہر چند خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اس عالم کو مین کچھ جواب نہ دیا اور آنکھین نہ کھولین خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوئے اور جلد تر تھوڑے سے پانی سے چہرہ امیر پر چھینٹا دیا حمزہ صاحبقران نے فی الفور آنکھین کھولین اسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوئے دل کو قرار حاصل ہوا صدمہ غم دل سے دور ہوا آہستہ آہستہ امیر بانوقیر سے پوچھا مزاج عالی کیسا ہے حمزہ صاحبقران نے آہستہ فرمایا ای خواجہ عمرو اسوقت اپنے مزاج کی کیفیت مفصل بیان کرون لائق بیان نہین لیکن مختصر یہ ہے کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہے کہ میرا دل جانتا ہے گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ مجھپر پھینک مارا اگر خداوند عالم مجکو نہ بچاتا اور بازوبند عنایت کیا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا میرے بازو پر نہ بندھا ہوتا تو ای خواجہ عمرو مین ضرور ہلاک ہو جاتا کبھی گرز لندھور کا روک نہ سکتا ہے اکثر پہلوانون سے مقابلہ کیا لیکن جیسا صاحب قوت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا قوی نہین دیکھا ای خواجہ اگر خدا اپنا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو مین اسکو ضرور اپنا جانشین کرون خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر بانوقیر فی الحقیقت آپ بجا اور درست فرماتے ہین لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت و مروت ہے آپ پر گرز لگا کے

افسوس کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزہ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہی کہ اس
گھوڑے کو جو گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی جلد نکالیے اور روبرو لندھور کے جائیے تاکہ وہ آپکو دیکھکر خوش ہو
اسکو یقین ہی کہ دشمنان امیر ہلاک ہوگئے اسوجہ سے وہ غمگین ہی اور افسوس بار بار کرتا ہی اور اپنی خطا پر یعنے گرز لگانے
پر نادم اور منفعل ہی اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہین ہرچند کہ مین نے پانی بہت چھڑکا ہی اور غبار کو دفع
کیا ہی لیکن اب بھی آپ غبار مین پوشیدہ ہین امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اُس غبار سے اپنے مرکب کو تازیانہ لگاکے
نکالا مرکب خنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقہ زمین لیکر اس مقام سے نکلا اُسوقت غبار عظیم بلند ہوا بعد دفع ہونے
غبار کے جب لندھور نے حمزہ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہی اور دلاور کی دلاور کو
قدر ہوتی ہی اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہی جب حمزہ صاحبقران اس غبار سے نکلے اُسوقت امیر
باتوقیر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ بھی گرز لگائے قوت
طاقت اپنی مجکو دکھائے حمزہ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کرکے اور گرز گران سر اٹھاکے اور گھماکے
دودستی بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کو اپنے گرز پر روکا تراقا ایسا ہوا کہ برق بھی کبھی
اس زور و شور سے نگری ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند نکی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح نٹکرائے
ہونگے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار مین پوشیدہ ہوگیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز پر گرز پڑنے
کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرائے کہ گھوڑون سے زمین پر گر پڑے اکثر سوارون کے کان کے پردے پھٹ گئے بہت
سے گھوڑے سوارون کی رانون سے اس صدا کو سنکے نکل گئے لشکر مین ایک ہلچل پڑگئی زمین میدان رزم کو جنبش ہوئی
قیامت آگئی رستم کا جگر لحد مین تھرانے لگا چرند و پرند حوالی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہوکے
اُڑ سے اور بھاگے پیر فلک نے خائف ہوکر سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال
ہندی عمو نے لندھور نے دیکھا بیتاب ہوکے تخت سے اٹھا اور خود بیتابانہ اس غبار مین گیا اور مردمان لشکر نے اُس
غبار کو پانی چھڑک کرکچھ دفع کیا کچھ ہوا نے اُس غبار کو دور کیا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ تم بھی
جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہی خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور لندھور کے پاس پہونچکے دیکھا کہ لندھور کی آنکھین
بند ہین رخ و سر پر غبار ہی چہرہ متغیر سراپا عرق مین تر ہی گرز گران دونون ہاتھون سے پکڑے ہوئے ہی ہر ایک ہاتھ
مانند ستون آہنی کے بلند ہی ابرون پر شکن بخوبی ہی گھوڑا تاسینہ زمین مین دھنس گیا ہی دونون رکابین ٹوٹ گئی ہین
تسمے رکابون کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہین شبرنگ ہندی کی عجیب کیفیت ہی سراپا عرق مین تر ہی بند
بند اُس مرکب کا کانپ رہا ہی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہی مثل ہنہنانے کے ہانپ رہا ہی آنکھین دونون رخ اسکی ہین
دہن مین کف ہی جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چکے شہپال ہندی سے کہنے لگے لندھور
کو آواز دو شہپال ہندی لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ ای فرزند جلد آنکھین کھولو منہ سے بولو میرا دل بیقرار ہی
کہ ضرب گرز حمزہ صاحبقران سے کہان کہان صدمہ پہونچا ہی صدر و ساعد پر تو ضرب گرز سے محفوظ ہین شہپال
نے ہرچند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور کچھ بات نہ کی دوبارہ شہپال ہندی نے
اشکبار ہوکے پوچھا ای فرزند ارجمند اسوقت تمھارے مزاج کی کیا کیفیت ہی آنکھین ہنین کھولتے اور منہ سے کیون نہین
بولتے کیا بولا نہین جاتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہی اب بھی لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور اپنے چچا سے
کچھ کلام نہ کیا تیسری مرتبہ شہپال ہندی گریہ و زاری و نالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ای نور نظر

وای پارہ جگر اگر زندہ ہو تو جلد ہو تو آنکھین کھولو دیکھو تمھارے جملہ سردار اشکبار ہین سب لشکری رو رہے ہین اشکون نے
منہہ دھو رہے ہین لشکر مین تلاطم ہے میرا دل بیتاب و بیقرار ہے شہپال ہندی تو ادھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا تھا
اسطرف حمزہ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ
ابتک لندھور ہوشیار نہین ہوا نہین معلوم کیا ہے حمزہ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہین اور خیالات انواع و
اقسام کے کر رہے ہین لیکن اب حال لندھور کا سنیے کہ جب شہپال ہندی کے مکرر پکارنے سے لندھور نے
آواز نہ دی اسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے منہہ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو
ہوش آجائے اور آنکھین کھولدے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے منہہ پر پانی کا چھینٹا مارا لندھور
نے گھبرا کر آنکھین کھولدین دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہین خواجہ عمرو پاس میرے کھڑے ہوئے ہین جملہ
سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہین لشکر مین ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہے سپاہ مین تلاطم عظیم ہے گھوڑا تا سینہ
زمین مین دھنس گیا ہے حال گھوڑے کا اچھا نہین ہے لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے
گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ ای فرزند کہو تمھارا مزاج کیسا ہے مین نے تمکو کئی مرتبہ
پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی مین بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمھارے ہوشیار ہونے سے مجکو خوشی حاصل ہوئی دل
بیتاب کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ مین کیفیت اپنے دل کی کیا کہون اور حال ضرب گرز امیر
با توقیر کیا بیان کرون سچ تو یہ ہے کہ دنیا مین مثل و نظیر حمزہ صاحبقران کا نہین ہے قوت و شجاعت مین وہ یکتائے عصر و حید
زمانہ ہین ہر چند مین نے انکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہین ہوا لیکن دست و بازو مین درد ہونے لگا اگر میرا بھی
سپر گرز پر گرتا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچتا جیسا کہ گرز گران حمزہ صاحبقران سے میرے دست و
بازو کو صدمہ پہونچا مین حمزہ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت مین وہ شجاعان جہان سے بہتر ہین
لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہین کہ مرکب لندھور کا مرگیا اور بعضے
راوی کہتے ہین کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزہ صاحبقران
کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ کا شجاعت و جوانمردی مین کوئی ہمسر
روئے زمین پر نہین ہے جسطرح کہ حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اسیطرح سے لندھور
نے بھی حمزہ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی پھر لندھور نے اسی مرکب پر یا اور اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کے
گرز گران سر حمزہ صاحبقران کے سر پر مارا حمزہ صاحبقران نے اسی طرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزہ صاحبقران نے
گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسی طرح کئی مرتبہ لندھور نے گرز مارا اور حمزہ صاحبقران نے
روکا اور امیر با توقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز سے
باہم لڑنا بیفائدہ ہے اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہین ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے نہین معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام
کیا ہو میرے نزدیک مناسب ہے کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑین اور باہم زور آزمائی کرین حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین
ہر طرح موجود ہون اگر تمھارا دل چاہتا ہے تو کشتی لڑو مین کشتی لڑنے مین مستمند نہین ہون لندھور نے یہ سنکے اور گرز کو
اپنے برج کے شانے پر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزہ صاحبقران نے بھی فی الفور گریبان لندھور مین
ہاتھ ڈالا زور بجوئی کرنے لگے جب دونون مرکب ہانپنے لگے اور گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اسوقت تو شاطر
چلائے کہ ای بہادر و اگر کشتی لڑنا ہے تو گھوڑون سے اتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بیزبان ہلاک ہوئے

جاتے ہین لندھور اور حمزہ صاحبقران گفتگو سے شاطران تیز تگ مرکبون سے اُترے اور سلاح تن سے اُتار کے آمادۂ کشتی
لڑنے پر ہوئے اُسوقت بحکم صاحبقران زمان اور لندھور بن سعدان جلد تر بیلدار اکھاڑے کی درستی کرنے لگے زمین
گھٹنون تک نرم اور ملایم ہوئی تمام اکھاڑا اچھی صاف اور درست ہوگیا اکھاڑے پر خیمۂ نفیس برائے دفع تمازت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے بہت سے خیمے استادہ ہوئے فرش خیمون مین بچھایا گیا کرسیان رکھی گئین
دنگل واسطے سرداران کے بچھائے گئے لشکری کمرین کھول کے اور زین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے سرداران
نامی دنگلون اور کرسیون پر بحکم لندھور اور حمزہ صاحبقران بیٹھے مردمان شہر کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران اور لندھور
بن سعدان سے میدان مصاف مین کشتی ہوگی شرفاے شہر اور اہل حرفہ باشتیاق تمام شہر سے گروہ گروہ جوق جوق
چلے پہلوانان ہند بھی مع اپنے شاگردون کے اپنے اپنے مکانون سے چلے اور بعجلت تمام راہ طی کر کے میدان رزم مین
پہونچے پہلے میدان رزم مین کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزارون تماشائیون اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کوسون تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑون آدمی بڑے بڑے درختون پر چڑھ گئے تھے کہ
درختون پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختون مین آدمیون کے چہرون اور سرون کو دیکھکر کہتے تھے
کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکار ہے ان درختون مین پھل بصورت انسان نظر آتے
ہین اکثر دم ان اشخاص کو درختون پر دیکھکر مسکراتے بعضے بے اختیار قہقہے مار ہنستے تھے پھبتیان اُنپر کہتے تھے قریب
اکھاڑے کے بازار بھی آراستہ تھین دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوئے بیٹھے تھے کسی جگہ بزاز تھان گلبدن اور اطلس
وغیرہ کے سہولے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے انکے پاس دہ دہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑون کے تھے کہ جو گلبدنون کے
تن نازک و نرم سے بھی ملایم اور بلیغ زیادہ تھے معشوقان بیدرد دل آن بزازون سے پارچہ کمخواب کو دیکھکر کف
افسوس تہیدستی سے ملکے اکثر کہتے تھے کہ بغیر اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھون کو ٹھنڈک نہین ہو سکتی ہر
کسی طرف حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتل کے تھالون مین رکھے ہوئے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا فرہ قند کی
امرتیون مین کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوئے کہتا پھرتا تھا کیا عمدہ قند کی برفی ہر کسی کے پاس امرتیان گرم گرم تازی ایسی پیچدار
تھین کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت و ذائقہ سے پیچ مین لاتی تھین اور شیرین اسدرجہ تھین کہ شیرین ہونٹکے خجلی خسروی
کے سامنے لب بند ہوئے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لنگے قیمت مین مہنگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریون مین کوئے نارنگیان سیب و ناشپاتیان امرود وغیرہ رکھے
ہوئے بناز و ادا و انداز و سنگار کیے ہوئے بیٹھی تھین کوئی اُنمین پکار کے کہتی تھی فرہ انگور کا ہے رنگترون مین کوئی کنجڑن
گنڈے لیے بیٹھی تھی اور پکار کے کہتی تھی یہ گنڈے لگائے ڈبل پیسے پیسے کنجڑین سہ پارہ بیٹھی تھین اور بناز و ادا مسکراتی
تھین طبیعت سدا اپنے عاشق سے یون نخرہ زن تھی کہ نارپستان و سیب ذقن کسی طرف ساقون کی
دکانین تھین چرس پر نشہ باردم دمبدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز لعبد انداز بیٹھے تھے غرض میلے کے
مانند ہر شے وہان بکتی تھی خریدارون کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے مشکین پانی سے
بھرے کٹورے بجاتے ہوئے پھرتے تھے الغرض جب بخوبی اکھاڑہ تیار اور درست ہوچکا لندھور اور حمزہ صاحبقران
دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے زور ہونے لگے دہن بدہن اور
مشت بمشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو حمزہ صاحبقران ریلے تھوڑی دور تک اکھاڑے مین لیگئے کبھی
لندھور نے سنبھل کر حمزہ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزہ صاحبقران بغلی دوبے کبھی لندھور نے نواز بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران نے دکھنی گرہ لگائی کبھی لندھور نے کیلی کی جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب شام ہوگئی صبح کو پھر کشتی لڑیں گے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہوگئی ہے تو کیا ہرج ہے روشنی اسقدر ہو جائیگی کہ شب بھی بہ روز روشن سے ہو جائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ شب کو حریف سے دستبردار ہوں لندھور نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے اپنا چچا شہپال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجئے شہپال ہندی نے بقدر سامان روشنی کا کیا ادھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سرداروں نے سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہو چکی اور حمزۂ صاحبقران اور لندھور بن سعدان شیر کاسوں میں پی چکے پھر کشتی ہونے لگی اور پیچ اور توڑ پے درپے ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب بھی گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا انتظام ہوا اور شیر کاسوں میں دونوں بہادروں نے پیا اور پھر باہم کشتی کرنے لگے یہانتک کہ پانچ شب و روز برابر کشتی ہوئی پانچویں روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں آخری زور کرتا ہوں ہوشیار ہو جائے امیر باتوقیر نے فرمایا میں خبردار اور ہوشیار ہوں لندھور نے سر اپنا سینۂ امیر میں اڑا کر اور دونوں ہاتھ اپنے امیر باتوقیر کے دونوں شانوں پر رکھکے انتہا زور کیا اور امیر باتوقیر کو ریل کر اکھاڑے میں ٹھیلا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر باتوقیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت ہر چند لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے اپنے ہاتھ امیر کے شانوں سے اٹھا کر کہا کہ میں زور کر چکا اب آپ زور کیجئے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سنکے اپنا سر سینۂ لندھور سے ملایا اور دونوں شانوں پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہر چند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے نہ اکھڑے لیکن حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا امیر باتوقیر نے تورہ کمربند فولادی لندھور کا پکڑ کے روز اول زمین سے کسی قدر اٹھایا اور روز دوم زمین سے گھٹنوں تک اور روز سوم کمر تک لندھور کو اٹھایا تھا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کرکے زمین پر پٹکیں ناگاہ تورہ کمربند لندھور دست امیر باتوقیر سے چھوٹ گیا جب لندھور دست امیر باتوقیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا فوراً کھڑا ہو گیا چت نہیں ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو میں سر سے بلند نہ کر سکا اور زیر نہ کر سکا تورہ کمربند فولادی ٹوٹ گیا لندھور افسوس ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں اس وجہ سے تمکو تا بہ سر بلند نہ کر سکا اور زیر بخوبی نہ کر سکا اس سبب سے میں اپنے تئیں ہلاک کرتا ہوں لندھور نے عرض کیا اگر تورۂ کمربند فولادی نہ ٹوٹ جاتا تو آپ ضرور مجھکو سر تک بلند کرکے زمین پر پٹکتے اور مجھکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بہ منت لیلیا اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب میں قلعہ میں جاکر اپنے ہمراہیوں کو مسلمان کرتا ہوں امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور میں اب تمکو اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں یہ فرماکر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعہ میں گیا۔ ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راویوں کا تو یہ قول ہے کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے ساتھ روز تک برابر کشتی رہی اور ساتویں روز مسلمان ہوا لیکن اس حقیر پر تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح سنا ہے کہ پانچ شب و روز لندھور اور حمزۂ صاحبقران میں کشتی ہوئی اور پانچویں روز لندھور مسلمان ہوا الغرض لندھور تو اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر نے چاہا کہ بارگاہ شاہی کو وہاں سے پھریں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی امیر باتوقیر متحیر ہوکے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعۃً دامن گرد چاک ہوا اور ایک نقابدار اس میں سے پیدا

ہوا اور امیر بانو قیر کو آکر بعد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور کہا سے آیا ہی اور یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نقابدار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ غلام ملکہ مہر نگار کا خدمتگار ہی اور ایک نامہ اور یہ شیشۂ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور مین بھیجا ہے وہ لیکر آیا ہون امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اُس نقابدار نے وہ نامہ اور شیشۂ شراب کا امیر بانو قیر کے حوالے کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا اودھری کو روانہ ہوگیا امیر نے لفافہ اُس نامہ کا چاک کر کے جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ای امیر بانو قیر اللہ اللہ آپ بے مروتی اور بے وفائی کرین سخت تعجب ہی اللہ اللہ آپ اس زخم خوردہ شمشیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر کروٹ نہ لی ہم تو یون آپ کے فراق مین بیقرار ہون اور آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہوکر اپنے امور مین سرشار ہون مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہے کہ آپ نے ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یون سہو محو کردی لیکن آپ کی یاد ہمارے دل مین اسی طرح ہے چاہیے آپ ہمین پوچھین اور چاہے نہ پوچھین ای محبوب جانی اور ای یار جاودانی اب تو آنکھین میری انتظار کرتے کرتے سفید ہوگئین اب میری یہ حالت ہے کہ مصرع جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی + اپنے فراق مین اب نزع تک پہنچے اور برائے خدا ورسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جاے ورنہ ایک نہ ایک دن ہم تو یونہین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہو جائینگے اور آپ کے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل پردرد مین لیجائینگے شعر آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیون دیر کرتے ہو + عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے - ای امیر کشور گیر اب ہر مرتبہ دل مین یہ خیال آتا ہی - مخمس

فریاد سے کر زلزلہ عالم مین وہ برپا — جو اہل زمین اہل فلک ہون تہ و بالا — کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے پہنچا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہو اس سے غرض کیا — ای نالۂ دل عرش معلی کو ہلا دے

اور حقیقت حال تو یہ ہی کہ مخمس

ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار — شل گل تر سبز ہوئے خشک تھے جو خار — شبنم کیطرح اشک کی ریزش نہین بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے ای غیرت گلزار — بھر بھر دیے ہین آنسو سے باغ مین تھالے
پھنکتا ہے مرا داغ جنون سے بدن ایسا — جلجائے اگر تن سے لگے دامن صحرا — ہر گام پہ اب گرم روی کا ہے یہ نقشا
تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلۂ پا — جنگل مین لگے آگ جو پھوٹین مرے چھالے
دوری نے تری شعلہ رخ کی ستم آرا — جو حال کیا ہے وہ بیان ہو نہین سکتا — یہ ظاہر و باطن کا بنایا مرا نقشا
ہر آبلہ ہے سوز محبت سے سراپا — دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

ای امیر بانو قیر یہ شیشۂ شراب عقیقا کا بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی مین خدمتگار با اعتبار کے ہاتھ ارسال خدمت کرتی ہون مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف -- یہ نامہ پڑھکر امیر بانو قیر بہت مسرور ہوے اور اسی وقت یاد محبوب مین بیتاب ہوکر وہ شیشہ منھ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اترنے پائے تھے کہ امیر بانو قیر کو اچھو ہوگیا اور نہایت بیتاب ہوئے ڈگرے کے ڈگرے خون کے منھ سے گرنے لگے سرداران لشکر جو وہان موجود تھے امیر کو بارگاہ مین اٹھا لائے پلنگ پر لٹایا کہ اتنے مین خواجہ عمرو و خبر لندھور کی لینے گئے تھے وہ بھی آگئے حال پُر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوے خادمی نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمین نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ ایک نقابدار کو نامہ اور شیشہ دیکر دیکھا تھا کہ وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جدھر سے آیا اودھری کو چلا گیا اور امیر اُس نامہ کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوئے اور شیشہ منھ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اترے ہونگے کہ اچھو ہوگیا اور کلیان کی

کلیان و گُرے کے گُرے خون کے منھ سے گرنے لگے ہم لوگ وہان سے بارگاہ مین اٹھا لائے اور جیب سے ایک حیرت سی ہے
کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا اور اُس شیشہ مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہے لوگون نے وہ نامہ عمرو کو
لا دیا عمرو نے جو اُس نامہ کو پڑھا پہچان گیا کہ یہ فعل گستہم زرین لفش کا ہے اور نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد بسیار
قلم دوات اور قرطاس اٹھا کر ایک منجانب حمزۂ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے لندھور تجھسے
یہ امر بہت مستبعد تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی انسب بہتر یہ ہے کہ تو اس نامے کے دیکھتے ہی دست
باندھکر حاضر حضور ہونے کیلئے کہ ہر چند مین عمرو سے کہہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آ گیا لیکن وہ قبول نہین
کرتا دیکھ خبردار اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جاننا اور ایک لمحہ توقف نکرنا ورنہ تو عتاب صاحبقرانی کا مستحق
ہوگا اور اپنے بازوؤن کو جھینکیگا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزۂ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کرکے سرہنگ
کے حوالہ کیا سرہنگ نمکی اس نامہ کو لیکر جلد جلد راہ طے کرکے شہر سراندیب مین پہونچا اور لندھور سے ملاقات
کرکے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامہ کو بوسہ دیا بعد اسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا
پھر اُس نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اسیوقت سوار ہو کے بارگاہ امیر با توقیر کی راہ لی ادھر سے تو لندھور چلا
اور ادھر سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے یہ عیاری اُسے بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور پا شاطر مارتے ہوے داخل بارگاہ امیر ہوے سبکو تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ مت
گھبراؤ امیر کو صحت ہوئی جاتی ہے مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد پائے شاطر مارتا ہوا
جزیرۂ ہمیشہ بہار مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچکر
حکیم اقلیمون کو بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے کل ضروری باتین اور دوائین بھی اٹھا کر نذر زنبیل کین اور بارگاہ امیر
راستہ لیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ اے عمرو حکیم کو لایا یا نہین عمرو نے کہا کہ بھلا یہ بھی
ممکن تھا کہ مین حکیم کو نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین بہ حلقہ سرگردان دیکھا
نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ الٰہی یہ مین کہان سے کہان آ گیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو کون
میرے مکان سے اُٹھا لایا عمرو نے کہا کہ حکیم صاحب متردد نہوجئے گھبرائیے نہین مین آپکو اٹھا لایا ہون اگر مین آپسے
بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلئے تو شاید آپ عذر کرتے اسلئے مین آپکی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت بنکر کھانا لیکے آپ
کی خدمت مین آیا اور آپکو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا جب آپ بیہوش
ہو گئے تو آپ کو اٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لئے آنے کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا
حکیم صاحب بات یہ ہے کہ حضرت امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیدیا گیا ہے اور بیہوش
ہے اتبک امیر کو برابر خون کی قے آ رہی ہے ہم لوگ نہایت پریشان ہین کہ کیا کرین اور یہ خون کیونکر بند ہو الٰہی
مین آپکو جا کر لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمائین کیا عجب ہے کہ حق سبحانہ تعالی آپ کے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ اے عمرو خیر اب تو تم مجھکو اٹھا ہی لائے مین ہر طرح علاج کرنے کو
مستعد ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس بہتے پر علاج کرون یہان میرے پاس کتابین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبرا
کیون رہے ہین مین آپکی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھون تو کون کون
دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے ساتھ کتابین اور ساتھ مرتبان دواؤن کے اور ایک
صندوقچہ مرکب دواؤن نکال کر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوے کہ اے عمرو شاباش مرحبا مجھکو اس مجلس مین

یہ دھیان رہا کہ کتابین اور دوائین جو تمسے لائی گئین لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور مین تو یہ جانتا ہی تھا کہ آپکو کتابون
اور دوائون کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابین اور دوائین امیر کے سامنے تھین وہ سب اٹھا لایا یہ سنکر حکیم صاحب
اٹھے اور امیر کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہان بیشک امیر کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا ہے اچھا عمرو دیکھو تو ان
دواؤن کے صندوقچے زہر مہرہ خطائی الی ہے عمرو نے صندوقچہ کھولکر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ تو نہین ہے
حکیم صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرہ کے علاج ناممکن ہے اور نسخہ ناقص ای عمرو جلد جلد بن پڑے زہر مہرہ ڈھونڈھکر لاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور مین کہان سے لاؤن جہان سے فرمائیے وہان سے لاؤ مجھکو تو معلوم نہین کہ کہان ملیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ خزانہ نوشیروان مین بہت عمدہ زہر مہرہ ہے اگر تم وہان جاؤ تو البتہ ملجائیگا عمرو نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
لاتا ہون یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ
عمرو کا سد راہ ہوا اور پوچھا کہ کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قی آرہی ہے حکیم اقلیمون نے زہر مہرہ خطائی
تجویز کیا ہے اسی کی تلاش مین مدائن کو جاتا ہون مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہے مگر اتنا کرنا کہ اگر زید ملی سے ملاقات
ہوجاوے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ او نادان تونے اتنی بات کہنے کے لیے میرا ہرج کرایا اور
خواہ مخواہ اتنی دیر تک مجھکو روکے کھڑا رہا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے دوڑکر راہ
عمرو کی روکی اور کہا کہ ای عمرو ایک ضروری بات کہنا ہے سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر عمرو بن حارث
سے ملاقات ہوجائے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجب طرح کا مہمل آدمی ہے کہ
مین اتنی بڑی ضرورت شدید سے جاتا ہون اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہے یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ ہوا کوئی
نصف میل تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑکر سد راہ ہوا اور پکارا کہ ای خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس ابکی
مرتبہ کے روکنے مین عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ ہے مردود تو مجھے روکے یہ کہکر تین تازیانہ مقبل کے رسید کر
چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہین مین تمھین بیکار نہین روکا تھا بلکہ اسواسطے
روکا تھا کہ جانا تمھارا مدائن مین بیکار ہے مین یہین زہر مہرہ کا نشان تمھین بتائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ جلد
بتاؤ زہر مہرہ کہان ہے مقبل نے کہا کہ ای خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو مین ہے جاکر نکال لو عمرو نے کہا ای مقبل وغادار
یہ کیا بات تھی کہ تونے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ ای خواجہ مصلحت یہی
تھی خواجہ بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جبتک تو تین کوڑے نہ کھا لینا اسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ
خیر یہ بھی عجب بات ہے یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکالکر حکیم
صاحب کو دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہے مگر کھرل تو یہان
موجود نہین ہے زہر مہرہ کو کس چیز مین گھسون عمرو نے سنگ سماق کی کھرل اسیوقت زنبیل سے نکال کر دی اور کہا
کہ لیجیے کھرل بھی آپکی لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین ہے خواجہ تمھارے دھیان پر یہ کہکر زہر مہرہ گھسکر اور
دوا مین مرکب کرکے امیر کے حلق مین ٹپکایا گئے اس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قی زرد زرد
امیر کو آئی اور اس قی کے آتے ہی امیر نے آنکھین کھولدین اور ہوش و حواس بالکل درست ہوگئے جتنا زہر تھا
سب نکل گیا اب جو امیر بغور ملاحظہ کرتے ہین تو سب سرداران لشکر امیر کے گرد اگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین اور
ایک طرف حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے ہین پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے تم لوگ کیون اسطرح میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ خدام
حضور کے دشمنان کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا تھا یہ تابعدار آپکا حکیم اقلیمون کو خبر دیگر ہمشیہ بہار جاکر لے آیا اور انکا معالجہ کرایا جبتک

آنکھ کھولکر دیکھا ورنہ ہمین تو یاس ہوگئی تھی کہ آپ کے دشمن کاہیکو زندہ رہینگے فی الواقع خداوند حکیم صاحب کیا علاج کیا ہی یہ سنکر امیر باتوقیر اٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب کو مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود غسل صحت کرکے دربار گیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آکر جمع ہوئے نذرین خوشی کی گذرنے لگین تصدق اترنے لگے یہان تو صحبت جشن برپا تھی اور ادھر گستہم نے فوج جمع کرکے طبل جنگ بجوادیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا شور وشغب ہی عمرو اسی وقت بارگاہ سے باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ مین آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہی اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ تم جاکر اس ملعون سے کہو کہ ای گستہم امیر باتوقیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اس مرض سے نجات حاصل ہوئی ہی مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر توانائی آجائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ اے عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین ہی اگر تو اس واقعے کو بیان کردے جو میرے اور امیر کے درمیان مین ایک مرتبہ ہوا تھا تو مین تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہی یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو کچھ کہ گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ ای عمرو تو جاکر گستہم سے کہدے کہ تو جس وقت بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرلایا تھا تو اسوقت مجھے گلے لپٹ کر تو نے تین روز کیے تھے لیکن تجھسے کچھ نہو سکا تھا مگر جب مین نے تجھپر زور کیا تھا تو تیرا گوز صادر ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی یہ ماجرا از بان عمرو سے سنکر گستہم اسدرجہ شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مدائن کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو آپ کی علالت مین بعیاری بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہے یہ کہکر لندھور کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ تو نے محض بیکار اسے چھوڑدیا اگر مین اس مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اس ملعون کا کام تمام کرتا بھلا وہ مردود کون ایسا زبردست تھا کہ جسکے بھاگ جانے کو تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اسے مارلیتا تھا اگر وہ بھاگتا بھی تھا تو تم نے اسکا تعاقب کرکے اسے مارا ہوتا امیر نے کہا کہ خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان مین جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جاکر شہپال کو رہا کردون تو پھر حاضر حضور ہوکر ہمراہ رکاب چلونگا امیر باتوقیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سراندیپ مین جاکر شہپال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر باتوقیر جانب مدائن روانہ ہوا اب امیر باتوقیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمایے کہ جب اسنے امیر کو زہر دیا تھا تو اسی وقت اسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ ای بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملا کر دیا ہی کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہی ای بختک مجھے تو زیست سے حمزہ کی بالکل نا امیدی ہی جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو یہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان کے پاس لیگیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہی نوشیروان نے اس نامے کو پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ہان جو کچھ اس نامے مین لکھا ہی وہ سب صحیح ہی فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب ملاکر دیا تھا لیکن زندگی اسکی منجانب اللہ

ابھی بہت باقی ہی وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہو گیا اور اب کوئی علالت اُسے نہیں ہے
یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اٹھکر ایک نامہ اولاد بن مرزبان کو خراسان
مین بدین مضمون تحریر کیا کہ اے اولاد بن مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے ہی
اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہر نگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کر کے اپنے عیار
ہامان بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا ہامان جلد جلد راہ دشت و جبل طے کر کے قلعۂ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ
اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا اولاد بن مرزبان وہ نامہ پڑھکر ایک سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک
مدائن مین جا پہونچا خبر ورود اولاد بن مرزبان کی نوشیروان کو پہونچی تو اُسنے بختک بلا کر کہا کہ اے
بختک اولاد بن مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہے مین نے تو اُسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے
اس امر کا بالکل علم نہین ہے مگر اب تو وہ آگیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیے جائین نوشیروان
نے چار ناچار چند سردارون کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد
بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولاد بن مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی
نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا و تنگل عنایت کیا اولاد بن مرزبان سلام کر کے تنگل پر بیٹھا نوشیروان نے
محبت عیش آراستہ کی اور اُس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ حضور کل غلام نے مصلحتاً نہین عرض کیا تھا آج حقیقت حال آمد اولاد بن مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ بیان کر اسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولاد بن مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہر نگار
کو اُسکے ساتھ منعقد فرما دین نوشیروان نے کہا کہ اے بختک تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو اولاد بن مرزبان کو طلب کر
بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد نہون حمزہ تو سراندیپ مین جا کر مر گیا گستہم نے اُسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ
نہین ہے اگر وہ زندہ ہو تو اے بادشاہ مین نے اپنا خون آپ کو بحل کیا بلا تامل آپ مجھے قتل فرمائیے گا اور یہ نامہ حمزہ
کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ رہیگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان
نے اولاد بن مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے مجمع عام مین زعفران عطر مین ملا کر اولاد بن مرزبان کے سر پر
چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذرانے لگا
بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان تجھے مبارک ہو
کہ بادشاہ نے تجھکو سرفراز و ممتاز کیا اور ملکہ مہر نگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا مگر جب یہ خبر ارکان دولت و اعیان مملکت مین
مشتہر ہوئی تو وہ سب کے سب بہت متردد ہوئے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لایعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہے خواجہ
بزرجمہر کبھی خلاف نہین کہتے امیر ضرور زندہ ہین ادھر تو یہ سب متردد تھے اور ادھر دایہ نے ملکہ مہر نگار سے اطلاع کی
کہ اے ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمھارے باپ نے تمکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو کر پوچھا
کہ ارے کچھ بیان تو کر یہ کیا معرکہ ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ ساری فیلسوفی بختک بدبخت کی ہے القصہ
ملکہ تو اُسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار
آپ نے مجھپر یہ کیا ستم کیا کہ مجھکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ اے ملکہ مین مجبور ہو گیا
بختک نے بغیر میرے حکم کے اولاد بن مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ اے بادشاہ حمزہ کو تو گستہم
نے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اب اسکی امید محض بیکار ہے اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کر دیجیے اپنا خون بحل کیا اور

ای بادشاہ یہ تیرا ہم قوم وہم مذہب ہے وہ ایک مرد مسلمان تھا باین اعتبار یہ لاکھ درجے اُس سے بہتر وافضل ہے ملکہ نے
کہا کہ اچھا ایک امر کی مین بھی امیدوار ہون بادشاہ نے کہا کہ ای ملکہ وہ کیا امر ہے بیان کر ملکہ نے کہا کہ ای والد بزرگوار اولاد
بن مرزبان کو چھ مہینے تیرے پاس نہ آنے دیجیگا اگر اس عرصے مین حمزہ آگیا تو خیر ورنہ بعد انقضاے مدت
معہودہ مجھے تعمیل ارشاد مین کچھ عذر نہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار مین آکر گفتگو ملکہ کی
بختک سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے لیکن اولاد بن مرزبان نے دوسرے ہی روز سے تعجیل
کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجیے میرے شہر مین گرگین اور سیلاد بھی موجود
ہین خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اُسے بسر وچشم بجالاؤنگا یہ سنکر نوشیروان نے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان تم گھبراؤ نہین مین کل شب
بخیر ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دونگا جب رات ہوئی تو نوشیروان محل مین آیا اور ملکہ سے کل حال بیان
کرکے کہا کہ ای ملکہ اب تو مین قول دے چکا اور تجھے اُسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہے کہ تم اولاد بن مرزبان کے
ہمراہ چلی جاؤ اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے چار و ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر ای والد ماجد جو آپ کی مرضی مجھے کوئی
عذر نہین ہے جاؤنگی مگر ایک شرط ہے کہ اولاد بن مرزبان ایک فرسخ مجھسے آگے رہروی کرے نوشیروان
نے اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب بیان سے حال امیر باتوقیر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب
امیر باتوقیر سراندیپ سے جلد جلد منزل بمنزل راہ کو طے کرتے ہوئے قریب مداین پہونچے تو عمرو کو
دریافت حال کے واسطے شہر مین روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کرکے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہرنگار کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کو باغواے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ
منعقد کرکے رخصت کر دیا یہ حال سنکر عمرو وہان سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران
نے یہ سنتے ہی وہین سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب مین منعطف کیا دو منزلہ سہ منزلہ
کرتے ہوئے تیسرے روز لشکر مرزبان مین پہونچے اور خواجہ عمرو کو تلاش خیمہ ملکہ مہرنگار کے لیے روانہ کیا
عمرو بموجب حکم امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر خیمہ ملکہ مہرنگار کا تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار ثعبان
ملکہ کا شربہ طلائی لیے ہوئے جا رہا تھا یہ دیکھکر خواجہ آگے بڑھکر ایک آزاری کی صورت بنکر کنارے دریا کے
بیٹھ رہے ثعبان جو دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ ایک بڈھا خستہ حال دریا کے کنارے پڑا ہے ثعبان نے
پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا کہ مین ایک تاجر ہون راہ مین قافلہ میرا لُٹ گیا اور روپئے میرے مارے گئے مین
اُس صدمے مین علیل ہوگیا ہون مگر ایک کاہن نے کہا ہے کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح وسالم ہوجائیگا
مین ایک مرد مفلس آفتابہ طلائی کہان سے لاؤن ثعبان کو یہ سنکر رحم آگیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ
ای شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہا کر مجھکو واپس کردے کہ مین کام سے آیا ہون عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا
کہ ای بھائی ستر ان کپڑون کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہین ہے جسے مین باندھون تو منہ پھیر کر کھڑا ہو جا تو مین
جلدی سے نہالون یہ سنکر ثعبان منہ پھیر کر کھڑا ہوگیا عمرو نے اُس آفتابے کو تو زمین مین گاڑ دیا اور آپ
گلیم اوڑھکے غائب ہوگئے اور ایک درخت کے نیچے بہ شکل کاہن بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اُسنے
منہ پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہان سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہونچا عمرو نے
پوچھا کہ بابا کیون روتا ہے ثعبان نے کہا کہ ایک چور ہے مجھسے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہے عمرو نے کہا کہ تو گھبرا نہین
مین ابھی بتائے دیتا ہون یہ کہکر جھوٹ موٹھ فال دیکھکر جہان آفتابہ گاڑ آئے تھے دکھا دیتا بتا دیا اُسوقت ثعبان

وہان گیا اور آفتابہ کھود کر نکالا لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت مین آیا ملکہ نے سبب دیر ہونیکا پوچھا قعبان نے کل کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس کاہن کو میرے پاس لے آ قعبان اُسی وقت گیا اور عمرو کو دروازۂ خیمہ پر لے آیا ملکہ سے
جاکر اطلاع کی ملکہ دروازے پاس آئی اور کہا کہ اے کاہن بیٹھ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد فکر
بسیار بیان کیا کہ اے ملکہ تو ایک جوان کے واسطے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ مین اُس سے ملاقات کرون اور وہ
جوان بھی حد سے زیادہ تیرے فراق مین بیقرار ہے ملکہ نے کہا کہ اے کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجھکو بھوک بھوت
بھوت پنڈت کہتے ہین اور اے ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر مین آئین تو تو جاننا کہ وہ جوان صحیح وسالم ہے یہ باتین کرکے
بہت کچھ انعام واکرام لیکر وہان سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور عمرو کو بہت کچھ انعام واکرام دیا اور عادی اور لندھور کو طلب کرکے رنگ وروغن عیاری اُنکے منہ پر ملوا کے
ڈھولک اُنکے گلے مین ڈال کے نٹون کی شکل پر شکل کرایا اور امیر نے کہا کہ اے عمرو میری صورت بھی نٹون کی سی بنادو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ وروغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر شکل کردیا اور سب کے سب گاتے بجاتے نٹون کے
مانند افعال کرتے ہوئے لشکر مہرنگار مین آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے
اخبار کا خیال کیا اور اولاد بن مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اُسے دروازے کے باہر بھیجا
اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولاد بن مرزبان کو تماشا دیکھکر ایک ڈھولک اس زور سے اُسپر کھینچ ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا پھر تو سب کے سب اُسکے ہمراہیون پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب واصل
جہنم ہوئے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل مین گھس آیا عمرو نے
کہا کہ ملکہ منہ دھو یہ امیر حمزہ صاحبقران ہین ملکہ نے کہا کہ یہ عجیب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیون متغیر ہوگیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی نہ گئے ملکہ وہین سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس دختر
آتش پرست کو نکال دے کہ یہ اپنے شہر کو چلی جاے عمرو نے اُسی وقت ملکہ کو رخصت کردیا اور کہا کہ اب مناسب
ہے کہ تم اپنے گھر کو چلی جاؤ کیونکہ تمہاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہوگیا ہے غرض ملکہ نے مدائن کی راہ
لی اور مدائن مین پہونچکر کل حال اپنی ماں سے بیان کیا اور وہان امیر نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب یہ بتاؤ کہ میرا رنگ
پھر کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو ملجاے تو ابھی آپ کا رنگ درست ہوجاے امیر نے
کہا کہ پھر نوشدارو کہان ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانہ نوشیروانی مین بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواجہ جسطرح بنے اسطرح
سے لاؤ غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرارنامہ لکھوا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے بابا فرخی
نامے باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو کچھ اُس سے آگے
بڑھ گئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گانون مین شب باش ہوگیا اور یہ ایک گوالے کی صورت بنکر باغبان کے پاس
واپس آیا اور خوب بانسری بجائی اُسنے تھوڑے سے سیب عمرو کو دیے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے اُسکی آنکھ
بچاکر دارو بیہوشی ملائی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہوگیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے ایک
اندھے کنوئین مین ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصہ مین مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانون نے کہا بابا کیا لاے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہون میری اطلاع کردو
دربانون نے جاکر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

کہ

ناگ کیا مانگتا ہی عمرو نے کہا میرے آگے کو سانپ نے کاٹا ہی اگر نوشدارو عنایت ہو تو وہ اچھا ہو نوشیروان نے ہرمز کو حکم دیا کہ چہار مثقال نوشدارو اسکو دو خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہرمز خزانے مین پہونچا ہرمز نے آکے چہار مثقال نوشدارو تو عمرو کو دی اور ہرمز نے چاہا مین بھی تھوڑی سی لون اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اگر آپ بھی نوشدارو لین تو مین بھی لون غرض کہنے سے ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی نوشدارو لی اور خواجہ بزرجمہر نے نوشدارو لیکر اپنی جیب مین رکھلی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی جھلک دیکھی جلدی سے نوشدارو خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکال کر بختک کی جیب مین ڈال دی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی مین آئے بختک نے بادشاہ نوشیروان عادل زمان سے کہا کہ آج خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہی اور جیب مین لے گئے نوشدارو یہ سنتے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہو گیا عمرو نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک جھوٹا ہی بلکہ اسنے اور ہرمز نے نوشدارو چرائی ہی اور بختک کی جیب مین موجود ہی نوشیروان نے جو دیکھا کہ فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدارو نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار عین دربار مین کیا اور وہ بھی نوشدارو بابا زفرمی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت ذلیل ہوا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت مشرح امیر باتوقیر سے بیان کرین

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان مین

پلا ساقیا جام حیرت فزا	کہ ہی مہر تابان کی جسمین ضیا	دگرگون ہی کیون رنگ ساقی ترا
شراب مصفا کا اب جام لا	ہی بیتاب دل نشّے کا ہی آثار	لبالب پلا ساغر زرنگار
ہوا کھڑا ہوا رنگ پیمانے کا	ہی مشتاق دل کب سے پیمانے کا	جما وہ سحر دوسرا اپنا رنگ

ہر اک رند ہو دیکھکر دلمین دنگ غزل

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھے	سمجھا ہے تجھے نصیب ہی سمجھا گمان تجھے	ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہی اعتبار
نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان تجھے	عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہین ہی تو	مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے
جھڑکی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی نہ	پاتا ہون آج ای شب غم مہربان تجھے	گو دادخواہ ہون نہین محشر کی آرزو
اسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم و کمان تجھے	بہتر ہوا اس سے ای دل آزردہ اور کیا	رہ تو وہین قرار ہو ای دل جہان تجھے
میرے ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ	یہ در کبھی نصیب نہو پاسبان تجھے	دل کو نکال کر مرے سینے سے دیکھیے
مین خوب جانتا ہون ارے بدگمان تجھے	ای بیوفا نہ آئی دوبارہ کسی طرح	کسنے سکھائی چال یہ عمرو روان تجھے

بیت نگارندہ دفتر لاجواب + رقم کردہ این داستان انتخاب + آرایش نمایان بزم شوکت و اجلال و متمان محفل حشمت و اقبال محبت عیش و سرور مضامین فصاحت موفور کو بہ اعانت کارپردازی قلم تزئین رقم سے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ امیر کشور گیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بصد عز و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ ای فرزند کیون دردمند ہو غم و الم کو دل سے دور کرو فکر و تردد سے باز آؤ تمہارا حامی پروردگار ہر حال مین ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران کے پھیرا حسن و جمال جہان آرا امیر کشور گیر کا پہلے سے بھی دو چند ہو گیا دل اطمینان کامل ہوا امیر باتوقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ میں آئے چہرہ نورانی مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھا سب سردار صورت آئینہ حیران
ہوئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ میں نوشدارو لایا ہوں روپیہ عنایت ہوا امیر نے
فرمایا اب میں کیا کرون تم رہنے دو تمہارے کام آئیگی عمرو نے بہت غل مچایا امیر نے روپیہ نہ دیا القصہ بعد چند روز کے
امیر کشور گیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان پادشاہی نے نوشیروان کو خبر دی
کہ امیر با توقیر مع لندھور بن سعدان ہندوستان سے آتے ہیں نوشیروان حکم دیا کہ ہمارے سرداران
اولوالعزم برائے استقبال امیر حمزہ صاحبقران زمان جائیں اسوقت بموجب حکم محکم بادشاہ سرداران ذوی الاقتدار
استقبال کے واسطے گئے اور امیر باعزاز و اکرام بصد حشم و خدم دربار نوشیروانی میں لائے امیر نے ملازمت بادشاہ
کی حاصل کی جسنے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہہ یہ قد و قامت یہ چہرہ رعب دار نظر سے نہیں
گذرا لندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اٹھکے محل میں چلا گیا امیر کشور گیر
بھی پل شاد لگام پہ آئے اور خیمے اور بارگاہیں برپا ہوئیں امیر مع لشکر وہان اُترے نوشیروان نے بختک
سے کہا اب میں کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھ بھیجے کہ میں نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھکر
بھیج دینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیج دو
یہ نامہ لکھوا کر نوشیروان نے گرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر با توقیر نے عمرو سے کہا اے خواجہ
اب کوئی تدبیر بتاؤ کیا کیا جائے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدیں میں چھڑا لاؤنگا یہ ساری بدذاتی اور
رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکیں باندھیں اور اُسے پرڈال کے گرگس ساسانی
کے حوالے کیا گرگس ساسانی دربار نوشیروان میں اسی طرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے
کہا بہتر یہ ہے کہ اسی وقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد دست بستہ
آکر دربار بادشاہ میں سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمک حرام کو
لیجاکر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر ہرمز کو بیہوش کیا او صندوق میں بند کیا اور آپ ہرمز کی صورت بنکر بارگاہ
نوشیروانی میں آکر بیٹھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے
عمرو کرسی سے اٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے
جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکل کر بصد کر و فر بارگاہ امیر با توقیر میں آیا سرداران
امیر نے لندھور کی تعظیم کی اُدھر کا حال سنیئے کہ نوشیروان نے ہرمز کو یاد کیا لوگوں نے کہا ہرمز نہیں ہے بختک
نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لیگیا آخر تلاش جو کی ہرمز صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی
مصلحت سے امیر با توقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان میں لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور
کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ میں نے لندھور کو نہیں بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر چند روز ابوالعلا کی بیٹی امیر حمزہ آپ کے
پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہر نگار کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا تو آپ کی عزت و آبرو بادشاہوں
میں نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر میں کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیر زال میری ہے اسکو میں قتل کرتا ہوں
آپ مشہور کیجیگا کہ ملکہ مہر نگار مر گئی نوشیروان کو یہ رائے پسند آئی اور راضی ہو گیا بختک نے اپنی دادی کو
قتل کیا اور محل میں نوشیروان کے بھیجدیا جبکہ صبح ہوئی غلغلہ کیا اور مشہور کر دیا کہ رات کو ملکہ مہر نگار مر گئی

مرگئی یہ خبر امیر نے بھی سنی سرداروں سے کہا تمہیں کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل میں رونے کا غل ہے امیر دربار خاص میں نوشیروان کے پاس آئے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوئے باغ مراد میں وہ میت دفن ہوئی امیر بعد تدفین و تکفین روتے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر یہ بھی بدذاتی بختک کی ہے آج رات کو میں تحقیق کر لونگا پس عمرو آدھی رات کو باغ مراد میں آیا قبر کو کھود افتیلہ عیاری جلا دیکھا کہ ایک پیر ذات زال ہے کہ منہ میں اسکے دانت نہیں پیٹ میں آنت عمرو نے دیکھکر پھر اُسی قبر میں اُسے رکھدیا اور تڑکے سے بات میا امیر سے آکر کہا کہ چلئے میں آپ کو وہی مردہ دکھادوں جو آپ ان کو دفن کر آئے ہیں امیر باتوقیر ہمراہ عمرو کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکال کے دکھادیا اور پھر قبر میں رکھکر دفن کردیا امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ کیا مکروفریب تھا جو اُس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ دغابازی بختک کی ہے آپ نہیں جانتے بختک نے اپنی دادی کو قتل کیا جب امیر بارگاہ میں چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا منہ اُسکا کالا کرکے کسی ترکیب سے سامنے تخت نوشیروان کے باندھکر مردے کو کھڑا کردیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اُس مردے کے گلے میں باندھ دیا دوسرے دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ بندھی کھڑی ہے اور ایک کاغذ کا پرچہ اُسکے گلے میں ہے کاغذ اُسکے گلے سے کھول کے پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ اے آتش پرست یہ کیا مکروفریب ہے تو نے جو کیا اس سے کیا حاصل ہے مجھکو معلوم ہوگیا اتنے میں اُسی وقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مرگئی وہ نوجوان ہے یہ مردہ پیرزال ہے بلکہ بختک کی دادی ہے نوشیروان بہت شرمندہ و ذلیل ہوا اور پریشان ہوکر بختک کو بلا کے جوتیاں لگوائیں اور بارگاہ سے اپنی نکلوادیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے اس بختک کی بدذاتی ہے سو وہ اپنی سزا کو پہونچا پس اب یقین ہے کہ اس ہفتے میں ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کردونگا عمرو مجرا کرکے رخصت ہوا اور بارگاہ امیر میں آیا اور سارا احوال امیر سے بیان کیا جبکہ رات ہوئی نوشیروان نے بختک کو خلوت میں بلایا اور کہا اب میں کیا کروں بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک میں ہر بادشاہ کو لکھیے کہ میں امیر کو بھیجتا ہوں جسطرح ہوسکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ رائے بہت پسند آئی بختک نے کہا صبح کو امیر سے کہا کہ تم ہمارے ہفت ملک میں جاؤ کہ وہاں کے لوگ باغی ہوگئے ہیں وہاں سے جاکے خزانہ لاؤ تو تمہاری شادی کردوں اے بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہاں جائیگا پس قارن دیوبند کو بھی ہمراہ کرنا قارن امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازو کا نیمچہ اُسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا کہ جہاں موقع پانا امیر کو قتل کرنا غرضکہ صبح کو امیر باتوقیر جب دربار نوشیروان میں گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جاکے خراج لاؤ امیر نے قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہے تین گناہ تک اسے بخش دینا امیر باتوقیر نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور چوتھے گناہ پر قتل کردونگا نوشیروان نے قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان میں قارن کے کہا جو کچھ تجھسے ہوسکے اسمیں قصور نہ کرنا دوسرے دن امیر باتوقیر مع سرداران و لشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل چند روز میں برابر قلعہ الطاقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہوکے قلعہ الطاقیہ میں آیا اور نامہ نوشیروان کا ملک انور کو دیا اور کہا کہ جسطرح سے ہوسکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا انور شاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ انور شاہ کیسا بہادر ہے مگر میں طاقت امیر سے مقابلہ نہیں رکھتا لیکن ہاں کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہاں انور شاہ او

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور چھپ کے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگئے اور آپسمین صلاح کی کہ قلعے
مین ہمارے نقب ہی اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس لیچلو ناصر نے کہا بہت خوب ہی بس امیر کو ارابے
سوار کر کے نقب کی راہ سے روانہ ہوئے دوسرے دن مسلمانون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لیگیا سردارون نے
امیر کے بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا ان دنون مین خواجہ عمرو مکے کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہی تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہو گئی لندھور نے بزور شمشیر زنی و بہ
قوت تہمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سرہنگ تمی نے سرنگ کا پتا لگایا سب سرداران امیر باتوقیر نقب
کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین پایا بہرام نے بڑھکے نعرہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اٹھا لیا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون مسلمان ہوئے اسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر باتوقیر نے پیش خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بد ذاتی امیر پر ظاہر ہو گئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چندروز کے
حمزہ صاحبقران قلعہ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر باتوقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن لعین
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامہ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ ایک
امید اندازی تو ہم ضرور کرینگے حمزہ عرب سے عازم پیکار ہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے دن
امیر باتوقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کر کے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامہ امیر کشور گیر لیکر فریدم شاہ
کے پاس آیا اور نامہ اسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اس نامے کا جنگ و جدال
لکھا رات کو طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارۂ رزمی بجا ہرکارون نے خبر امیر
باتوقیر کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین کوس
حربی بجے بحکم حمزہ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبہا سے بلند آواز نقابت کر گئے صدف نوش
لشکر سے نکل کر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر باتوقیر گھوڑا اچھکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اٹھا لیا اور مشکین باندھکے اپنے سردارون کو دیدیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہو گیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشور گیر کے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ذرا تم اضطراب
نہ کر تجکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشور گیر نے اسکی بھی تلوار چھین لی اور
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اسکو بھی اٹھا لیا اور مشکین باندھکے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے امیر باتوقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
کو قیدخانے مین بھیجا دوسرے دن امیر باتوقیر نے دربار مین رونق افروز ہو کر فریدم شاہ کے دونون بیٹون کو طلب کیا
اور فرمایا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کیے جاؤ گے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے
مسلمان ہوئے شعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہو گئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن نے آکے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ کل میدانداری ہو آج طبل بجوا دیجئے میدان مین
سات کنوئین کھدوا دو اور ان کنوؤن کو خس پوش کر دو یہ رائے قارن کی پسند آئی اور سات کنوئین فی الفور

لکھدوا کے خس پوش کر دیے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے امیر با توقیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف مین بجا ہے امیر نامور
نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین جنگ ہوا صبحکو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے قارن
سیرون پر چاہون سے آگر کھڑا ہوا ادہر فریدم شاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب سیاہ قیطاس کو
جولان کیا فریدم کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پھاند گیا یہانتک کہ چھ کنوئین مرکب نے طے کیے ساتوین کنوئین
کا بہ سبب زیادتی خس و خاشاک دہوکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پانون چاہ کے کنارے پر پڑا مرکب و بچیہ کے گرا امیر کشورگیر
مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا رہے لشکر یونان دوڑا اور سنگ و خشت سے چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے ہی تلوار
کھینچ کے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا گئے بھاگ کر سب
سب قلعے مین چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام نے مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا مین خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی آ گئے امیر کو سب نے عمرو کے شریک ہو کر کنوئین سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح و سالم چاہ
سے نکلے شب تو گذری صبحکو امیر نے کہا آج انشاء اللہ قلعے کو لونگا لشکر امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام محاصرہ
کیا لڑائی نگہبانان قلعے سے شروع ہوئی امیر نے خندق کو پہلے بھروا دیا اور لشکر لیکر در قلعہ پر پہنچے در قلعہ کو توڑ کر مع
لشکر اندر دھنس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے مقابلہ کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشورگیر نے اوسکی تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اوٹھا لیا یہ دیکھکر بڑا بیٹا فریدم شاہ کا عیار نقاش بہادر یونانی پشت پر امیر کے آیا
اور چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر نے پھر کر دیکھا اوسی طرح امیر بڑھکے اوسکے برابر آئے
اوس نے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے اوٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونون
قبول کرو نہین تو زمین پر دے مارتا ہون کہ مونہ خاک ہو جاؤ گے دونون بصدق دل مسلمان ہوئے امیر نے دونون
کو چھوڑ دیا دونون قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے مین لے گئے تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا
پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دہوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ ملکہ گلشن آرا جھروکے مین بیٹھی
دیکھ رہی تھی جب امیر با توقیر پر اوسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی دایہ سے کہا کہ مین اس جوان
رعنا پر عاشق ہو گئی ہون کوئی تدبیر اوسکے وصل کی بتا اوس نے کہا کہ رات کو مین اس جوان کے پاس پہنچا دونگی غرضکہ
جب رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیرزادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر مین آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن و
جمال ملکہ گلشن آرا کا عاشق ہو گئے اور خواجہ عمرو وزیرزادی پر عاشق ہوئے رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے دن
فریدم شاہ جب دربار مین آیا اور سب سردار ہوئے امیر با توقیر بھی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ
نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ ملکہ گلشن آرا کو اپنی کنیزی مین رکھیے امیر نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ اے فریدم شاہ
مین ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نہ کرونگا کیونکہ مین پہلے عقد ملکہ مہرنگار کے ساتھ کرونگا بعد اوسکے اور کسی کے
ساتھ عقد کرونگا فریدم شاہ منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ عقد کر لیں بہتر بعد شادی ہو جانے ملکہ
مہرنگار کے ہو جیگا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے
امیر نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھ دیا صبحکو امیر تو حمام مین گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال
اوٹھا لیا اوس سے حاملہ ہوئی دوسری روایت مین یہ ہے کہ عمرو نے گلشن آرا کو مہرنگار کی صورت بنا کر امیر
کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اوسی شب حاملہ ہوئی اور بعد مدت
حمل کے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اوسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اوس سے بڑے بڑے کار نمایان

ہونگے اور فتنہ وزیرزادی کو بھی اوسی روز حمل رہا اوس سے پیدا کہ نام اوسکا فرخ بن عمرو ہے الغرض امیر تا تویم حمام مین تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی ای امیر تیرا رومال ملکہ گلشن آرا نے اوٹھا لیا ہی اوس سے وہ حاملہ ہوگئی ہی غرضکہ تیسرے پہر کو امیر غسل کرکے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پر بیٹھے کہ اژدہا زمین سے نکلا امیر نے اوسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاؤن فریدم شاہ نے عرض کیا کہ یہان شکار کم ہے قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہے میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سردار لیکر ہمراہ قارن کے روانہ ہوئے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان مین پھنسا دیا امیر اور سردارون کی پیاس سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالایق حرکت قارن کی ہی کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسایا ہی ذ سب کو قتل کیا چاہتا ہے امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ ایکایک سے سب کا حال ابتر ہے قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن ان زمانے مین خواجہ عمرو پھر مکہ کو چلے گئے تھے اون دنون عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان مین امیر کو پھنسایا ہی اور امیر بسبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہو رہے ہین قارن سے پانی طلب کیا وہ پانی مین زہر ملا کے امیر کے واسطے لایا ہی اور ایک مہرہ دیا کہ اوسکو بجا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین پہونچیگی یہان کا حال سنیے کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر نے چاہا تھا کہ آفتابے کو منہ سے لگا کے پانی پین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی کہ ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا اسمین زہر ملا ہوا ہی قارن کی بدذاتی ہی یہ سنکے امیر نے وہ آفتابہ منہ سے ہٹا لیا اور چہار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی آواز کدہر سے آئی ابھی امیر ادہر اودہر دیکھہ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوئے آتے ہین جیسے کوئی اوڑتا ہوا جانور آتا ہی چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے اے امیر اس پانی مین زہر ملا ہوا ہے قارن نے کہا لائیے مین پی لون یہ کہکے کاسہ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر برابر منہ کے لاکے زمین پر پھینک دیا کہ تمام زمین وہان کی سم آلود ہوکے سیاہ ہوگئی زہر نے اپنا اثر کر دیا امیر کو دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ تین گناہ تیرے مین نے بخشے اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک جادوگر راہ مین اوس سے قارن نے کہا تو مجھکو بچا اوس جادوگر نے بغل مین قارن کو چھپایا جب اوسکے قریب آئے اوس جادوگر نے اسم سحر پڑھکر امیر کیطرف پھونکا مرکب امیر کے پانون زمین مین غرق ہو گئے قہقہہ جادو دیکھکے ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر دفع ہوگیا اوس جادوگر نے پھر سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور اسم اعظم پڑھکے ہاتھہ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو ٹکڑے ہوئے اور دوسرا ہاتھ جھپٹ کر قارن کے مارا وہ بھی دو پارا ہوگیا گرا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوا آہستہ چلنے لگی پھر غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بہ مطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کیطرف

بلا ساقیا جام جم بے قیاس کہ ہون دنگ آئینہ ہائے حلب	کہ مے خوار بیٹھے ہین رومی لباس اوسی مے کی ساقی مجھے چاہ ہے	بلا ساقیا جام وہ روز و شب کہ تجلی ضیا صورت ماہ ہے

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب	کہ ساغر میں دکھلائی دے آفتاب	سحر تیرے میخانے کی دھوم ہے
	ترا نام ساقی معلوم ہے + غزل	

یہ زمانہ عالم خواب ہے یہ نشہ مثل سراب ہے ۔ جو نگین ہے نقش بر آب ہے جو مکان ہے شکل حباب ہے
رگ برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن ۔ جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو پسینا عطر گلاب ہے
نہ پھرے عدم کو جو چل بسے ہے ہنر اجزا کی خبر کسے ۔ یہ ہیں سب یہیں کے مباحثے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے
گئی باغ دہر سے فصل گل نہیں بلبلوں کا وہ شور و غل ۔ نہ وہ غنچے ہیں نہ جام گل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
نہ وہ وقت عیش خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا ۔ نہ وہ دل رہا نہ وہ جی نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں بسفر آگے : پیچھے ہیں سب رواں ۔ ہے رواں عدم کا یہ کارواں جسے دیکھو پا بہ رکاب ہے
لہو چشم تر سے بہاتے ہیں جگر اپنا غم سے جلاتے ہیں ۔ اسے پیتے ہیں اوسے کھاتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بیت نویسندہ دفتر بے نظیر + رقم کرد این داستان امیر + فاخان ہفت اقلیم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رنگ چمن شاخ قلم بہار رقم کو تختۂ صحن قرطاس پر یوں تر و تازہ کرتے ہیں کہ امیر کشورگیر نے بعد قتل کرنے فیلسکار قاران کے بعد عرصے کے فرمایا اے فریدم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں ہمکو یہاں بہت عرصہ گذرا یہ کہکے امیر با توقیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کرو عادی بموجب حکم امیر با توقیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر با توقیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسنگ قلعے سے فاصلے پر اترے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا اے قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خراج سات برس کا نوشیروان بادشاہ کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہیں تو بزور شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا اے خواجہ یہ نامہ میرا قیصر روم کو پہونچا دو عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ میں ایک باغ تھا وہیں آئے اور جو کچھ نقد و جنس وہیں تھا سب نذر زنبیل کیا اور نام اوس باغ کا اور باغ کے مالک کا دریافت کیا غرضکہ سیر اوس باغ کی کرنے لگے کہ اس عرصے میں ظہیر رومی داروغہ اوس باغ کا مع چالیس باغبانوں کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر جو آکے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری بیٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا میرا نام امری ہے میں نوکر امیر کا ہوں نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہوں اوس داروغہ نے کہا مال یہاں کا کیا تو نے لے لیا خواجہ نے کہا ہاں میں نے لے لیا ہے میری زنبیل میں ہے داروغہ باغ کہنے لگا عمرو نے کہا تو بھی جانتا ہے تجکو اگر قیصر نہ تو تو بچے داروغہ نے کہا کیونکر دیکھوں عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل میں ڈال کر دیکھ ظہیر داروغہ نے سر اپنا زنبیل میں جو ڈالا عمرو نے ڈال خواجہ نے پانوں پکڑ کے اوٹھا لیا اور ایک دھکا مارا کہ داروغہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھ کے بھاگے اور جاکر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے میں خواجہ عمرو بھی باغ سے نکل کے ٹہلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے دربار قیصر روم کے آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بعد تشنہ و تعریف تحریر کیا کہ اے امیر با توقیر آپ وہاں کیوں اترے یہاں تشریف لائیے میں آپ کا غلام ہوں اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے میں آئیں تو میں سات برس کا خراج روانہ کروں عمرو جواب لے کر امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوئے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعہ میں آپ کا جانا مناسب نہیں ہے عمرو چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور زمین ست انبے حمام کے چاروں کونوں پر نصب کیے ہیں اور

حمام کے ایک کونے پر ایک پیر مرد کو نقارہ دیکر بٹھایا ہے اور نیچے حمام کے تمام بارود کی تھیلیاں بچھائی ہیں اور اوس پیر مرد سے کہہ دیا ہے کہ جس وقت میں امیر کو حمام میں لاؤں اور تجھکو اشارہ کروں تو نقارہ بجانا کہ جسکے پاس فلیتہ ہے اوسکو خبر ہو وہ آتش دیگا کہ امیر مع سب سرداروں کے اڑ جائیں بعد اسکے قیصر روم نے چاروں وزیروں کو بلایا اور کہا جلد جاکر امیر با توقیر کو استقبال کرکے قلعہ میں لے آؤ دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کیواسطے آیا اور امیر کو قلعہ میں لاکر دعوت کی امیر نے قیصر سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ سرکار روم اور فرنگ میں بڑی حکمت ہے قیصر نے کہا کہ میں نے بھی ایک حمام بنایا ہے اور بہت عجائبات اوس میں رکھے ہیں امیر کو یہ سنکے بہت اشتیاق ہوا دوسرے روز سرداروں کو لیکر حمام میں داخل ہوئے عمرو اندر حمام کے نہ گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کروں کہ ناگاہ عمرو پھرتا ہوا بام پر حمام کے آیا دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لیے بیٹھا ہے اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا میں دیکھا کہ ایک شخص چترے کی پدڑ فتاکی لیکر نقب کے منہ پر فتیلہ لیے بیٹھا ہے عمرو نے اوس سے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہے اوس نے کہا قیصر نے مجھکو میاں آفتاب نکلنے تک مقرر کیا ہے تو نقارہ بجانا عمرو نے کہا ای حرامزادے سچ کہہ یہ سنکے وہ سہم گیا اور کہا سچ کہوں تو مجھکو کیا دیگا عمرو نے کہا تجھکو کوتوال شہر کا کردونگا اوسنے کہا کہ میں کوکا قیصر شاہ کا ہوں اوس نے یہاں مجھے مقرر کیا ہے کہ جب وہ اشارہ کرے میں نقارہ بجاؤں وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے وہ آواز نقارہ سنکر آتش دیگا تاکہ امیر کا مع سب سرداروں کے کام تمام کروں عمرو نے یہ سنکے کہا کہ شاباش شاباش میں تیری نیکی کو ضائع نہ کرونگا جب تک کہ میں نہ کہوں نقارہ نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اوترا دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر حمام کے کھڑا ہے اور امیر مع تمام سرداروں کے حمام میں نہانے کو تیار ہیں عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہے قیصر نے کہا پانی خوب گرم ہے تم بھی جاکر غسل کرو قیصر یہ چاہتا ہے کہ عمرو بھی حمام میں جائے تو سب کا کام تمام کروں عمرو نے کہا کہ تم بھی چلو تو میں چلوں غرض ناچار قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام میں آیا اور عمرو نے امیر سے اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لیکے جلدی سے باہر جاؤ امیر تمام سرداروں سے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور امیر کو ہمراہ لیکر دور جاکر کھڑا ہوا اور سفید مہرا بجایا اور اوس پیر مرد سے کہا کہ اب نقارہ بجادے اوسنے نقارہ بجایا دوسرے نے آتش دی حمام مع باغ سب اوڑ گیا امیر متعجب ہوئے عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے تین بیٹوں اور بیٹی کو لیکر بھاگ گئے اور ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا ساحر رومی تیسرا فتح نوش بیٹی کا نام گلنوش تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تونے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اوسکے بھاگ اب میں خراج کہاں سے دوں اور کیا نوشیروان کو جواب دونگا اب تو مجھکو سات برس کا خراج دو عمرو نے لاکھ غل مچایا امیر نے نہ مانا اور عمرو کو قید کرکے خراج بھر گیا بعد اسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجھپر ظلم کیا میں نوکری نہیں کرتا امیر نے کہا میں نوکری سے تیری در گزرا جہاں جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل میں ذکر کی کہ یہ وزیر اور بیٹے قیصر کے کہاں گئے چند روز میں نکلا تھا کہ ایک درکوہ ملا اوس میں قریب ۲۵ پچیس ہزار سوار کے اترے تھے عمرو نے انکو لشکر امیر میں آیا لندھور اور پہلوان عادی کو جالگیا صبح کو امیر نے ابو سعید کو خبر کے لیے بھیجا ابو سعید نے آکر کہا یہ کام عمرو کا ہے امیر سنکے فکر مند ہوئے اور وہاں عمرو نے لندھور اور پہلوان عادی سے کہا کہ وزیر اور قیصر کے بیٹے اس دربین نہاں ہیں اگر انکو شکست دو تو کمال مجھپر احسان ہے عرض لندھور نے نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے نام کا نعرہ کیا عمرو نے سفید مہرا بجایا اور اگر وزیروں کے لشکر پر گرے لشکر تمام بھاگ گیا وزیروں اور بیٹوں کو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام خزانہ قیصر کا عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیروں کو باندھ

چار روز مین چار گنج وزیرون سے لیے اور تین گنج خزانے کے بنیون سے قبعہ کے لیے بعد اوسکے عیارون کو اپنے لشکر امیر سے
لاکر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا اور عیارون کو اپنا سردار بنایا داراب خان اور سعید خان و اقبال خان و
سرہنگ خان عیارون کے نام رکھے اور کلنداز رمندی اور مقوی کے بناکر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور
ایک بارگاہ برپا کی نقارے بجنے لگے نقارے کی آواز سنکر امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور کو
ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیا رخصت کیا امیر بھی وہان سے کوچ کر کے دوسرے
منزل پر آئے عمرو نے بھی کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر برپا کی اور تمام گنج ڈھیر کیا اور
تخت مرصع بچھایا اور تخت پر عمرو بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جب کہ دن روشن امیر نے عمرو کو دیکھکے پوچھا کہ یہ مال اسنے
کہان سے پایا بہی عادی نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے کہا اوسکو بلا لاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو لائے
خواجہ نے تمام مال زنبیل مین ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے گلے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے کہا کوئی شخص
مدائن مین جائے اور یہ خراج تینون شہر کا نوشیروان کو پہونچا وے مقبل اوٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور کہا اگر حکم ہو تو مین
پہونچاؤن امیر نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سوارون سے گنج خزانہ مقبل کو روانہ کیا جب کہ بارہ منزل مقبل گیا قریب
ایک کوہ کے اوترا اوس مین ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ و سفلہ مع بیس ہزار قزاقون سے آئے اور شب خون مار
کے سب مال لے گئے مقبل اپنے خیمے مین نشہ شراب مین بدمست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اوسنے احوال پوچھا لوگون نے
کہا قزاق آگرے اور بہت سے لوگ آپ کے مارے گئے خزانہ وہ سب لے گئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا کہ مین
نے عمرو کو ضامن دیا ہے یہ کہکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقون کو پایا قزاق قلعے مین نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ
نعرہ کیا اور کہا پہلے جواب جنگ دو بعد اسکے یہ مال تیرے حلال ہے شعلہ و سفلہ نے دیکھا کہ ایک یکہ و تنہا سوار ہے پوچھا یہ کون ہے
لوگون نے کہا صاحب مال ہے اسکو پکڑو مقبل نے تیر مارنے شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے اونسے
چھین لیا اور تمام ترکش خالی ہو گیا مانند شیر غژان کے خواب لڑا چالیس زخم بدن پر لگے آخر مقبل بیہوش ہو کے گرا قزاق
خزانے چھین لے گئے مقبل میدان رزم مین پڑا تھا چار سوار مقبل کو لے کے تیسرے روز بارگاہ امیر مین پہونچے سارا حال
بیان کیا لندھور نے کہا مین سمجھ لونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا مین جواب دونگا بس اوسیوقت چار ہزار
سوار لندھور ہمراہ لے کے پہونچا لوگون نے اوس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے برابر اوس قلعے کے ایک باغ
دیکھا اوس باغ جا کے ایک چبوترے پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقاداں
گلگون پوش چالیس ہزار سوار لے باغ مین آیا لندھور بھی اوٹھا پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین دختر شعلہ قزاق
کی ہون دعوی پہلوانی کا رکھتی ہون ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا مین لندھور ابن شاہ سعدان اوسنے
کہا کس لیے یہان آیا ہے لندھور نے کہا واسطے جنگ شعلہ و سفلہ کے اوسنے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار
سوار ہمراہ ہین باہر کھڑے ہین غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ اور سفلہ کا بتا دیا لندھور
اگر قلعے مین دیکھا کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہین لندھور نے سلام علیک کی اونھون نے جواب دیا لندھور خفا ہوا دونون کو
تخت پر سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارین دونون اوز مش جان مسلمان ہوئے اور شراب مین بیہوشی دیکر لندھور
کو قید کیا اور چاہا کہ قتل کرین ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کرو گے تو نام ذریات تمہاری زندہ نہ
رکھیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سوارون نے یہ خبر آکر عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے بیان کیا
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا اوسی طرف روانہ کرو بعد چند روز کے برابر قلعہ براق کے پہونچے جاسوسون نے

یہ خبر صقیل و شعل کو دی باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونون کو زیر کیا دونون صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے مین لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل کو
خزانہ دیکر طرف مدائن کے روانہ کیا چندروز مین مقبل نے نوشیروان سے شکارگاہ مین ملازمت حاصل کی
نوشیروان شہر مین آیا تخت پر بیٹھا اور مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیر اندازونکو بھی خلعت دیکر مقبل کو رخصت کیا انکو نوشیروان نے بختک کو بلایا اور
اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک مین آتا ہے
اگر تو نے اوسکو قتل کیا تو مجھپر احسان کیا غرض نوشیروان باغوای بختک عزیز مصر کو لکھا اوسنے جواب مین لکھا کہ اے
بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھ اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو مین کسی نہ کسی طور سے قتل کرونگا القصہ مقبل امیر پاس آیا
تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستہ مین ایک دوراہا ملا امیر
نے وراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونون راستے کسطرف کو گئے ہین اوس نے کہا کہ یہی راہ مصر کو گئی ہے
لیکن زمانہ حضرت یوسف سے کوئی اسطرف سے نہین جاتا پس امیر نے اسد دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام لشکر
کو صاف کر کے برابر قلعۂ مصر کے فرودکش ہوئے بارگاہ بارہ کوس تک لگے فاصلہ سے باقی اور نامہ امیر نے عمرو کے
ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے ہاتھ مین عزیز مصر کے
دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا روانہ کر عزیز مصر نے کہا چند شرطین
رکھتا ہون اول ایک دروازہ فولادی کو پہلے ہی زد مین کھولین دوسرے ایک سنگ ہے کہ زمانہ حضرت یوسف
سے آدھا اوپر اور آدھا نیچے زمین کے گرا ہے اوسکو زمین سے نکالین پھر جو فرمایئنگے مین قبول کرونگا عمرو نے تمام
ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا مین جاونگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا لندھور نے منع کیا اور کہا
کہ جبتک حضور کا لشکر نہ آلے آپ نہ جایئے امیر نے نمانا دوسرے دن سوار ہو سردارونکو ہمراہ لیکے قلعے مین گئے
اور عزیز مصر سے دروازہ فولادی کو دریافت کیا اوس نے بتا دیا امیر نے ایک زد مین اوسکو کھولا اور اندر
جاکر دیکھا ایک لوح ہے اوسپر کندہ ہے کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور ایک بہادر دوران
آخر زمانے مین پیدا ہوگا اور اگر اس دروازے کو کھولیگا نام اوسکا حمزۂ صاحبقران ہے دین اوسکا برحق
ہے امیر باہر آئے اوس سنگ کو بھی قوت سے اوکھاڑ لیا اوسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ سنکے اور لوح کو
دیکھکے قدم پر امیر کے گرا اور کہا الحمد للہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپ کا برحق ہے اور از ترس جان مسلمان
ہوا باغ حضرت یوسف مین امیر کی دعوت کی اور کھانے مین بیہوشی ملاکر سب کو ایک چاہ ژندان مین قید کیا
دوسرے روز پوشاک سرخ پہنکر تخت پر بیٹھا اور وزیر نیک اندیش سے کہا کہ کیون مین امیر کو اب
قتل کرون وزیر نے کہا تم قتل نہین کر سکتے ایک نوکر اوسکا اسد دیوانہ ہے کہ تمام امیر کی فوج لیکر
یہان آیئگا پہلے اوسکا علاج کر لو بعد اوسکے جو چاہے کرو عزیز نے کہا اے وزیر تو دشمنونکا شمار کرتا ہے دوستونکا
خیال نہین کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہے یہ دشمن اوسکا ہے وزیر نے کہا کہ تو ایک عرضی
نوشیروان کو لکھ کہ امیر کو مع سردارون کے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو قتل کر ڈالون بلکہ قتل کر ڈالا چاہون حکم ہو دفن
پس اوس نے اوسی وقت ایک عرضی سرہنگ مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز مین سرہنگ مداین مین گیا
عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اس نامی کو قتل کرنا

سرہنگ روانہ ہوا یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہوگئی جب کہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہان امیر کو دوسرے دن ہوش آیا قید مین اپنے تئین مع سب سردارون کے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کروگے تمنے کہنا لندھور کا نمانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے دم کو اپنے کھینچا اور مرگیا سردارون نے غل مچایا کہ ہمارا جو عمرو عیار تھا وہ مرگیا اوسکو نکالو پاسبانون نے بادشاہ سے جاکے کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اوسکو ہمیرے پاس لاو لوگون نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر برا حرامزادہ تھا اوسکے کہنے سے سات روز ہمابر نئے نئے طرح سے عزیز نے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھوین دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینک دیا اور کہا اسکو جاکر دفن کرو غسالون نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان مین لایا اور غسال نے عمرو کو قبر کو اوتارا عمرو نے اوٹھکر غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہوگیا غسالون نے اکر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر بہت فکر مند ہوا حکم کیا کہ دروازہ شہر کا بند کرو اور نگہبان جابجا بٹھا دیے عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز مین آیا اور عزیز کا سر کاٹنا چاہا مین جو دیکھا وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اوسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر بتخانے مین عزیز مصر ملا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر چلاخور کے مکان مین آیا اور مجھکو چھپا چلاخور نے پوشیدہ کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اوسوقت چارسو عیارون سے سرہنگ مصری پہونچا اور عمرو کو گھیر لیا تمام رات عمرو لڑا جب کہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کرکے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دیوانہ لشکر لیکر برابر قلعہ مصر کے آیا عمرو نے اکر تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ای خواجہ اب کیا کرین عمرو نے کہا آج رات کو مین خبر امیر کی لے آونگا بعد اوسکے جو تیرے دل مین ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے کہ قلعہ مصر مین نقب تھی مع سردارون کے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو چہار طرف پھرکے اسد پاس آیا تھا دونون فکر مین تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو کو بھیجا ہے عمرو نے اسد سے کہا کہ مین تو اوسطرف جاتا ہون اب تم جانو اور عزیز مصر سے خبردار رہو اسد نے قبول کیا اور عمرو تمام شاگردون سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ مین دریا ملا نقاش ناخدا کا وہان مکان تھا حضرت ابراہیم نے خواب مین اوسکو مسلمان کیا صبح کو عمرو وہان پہونچا خواجہ نقاش اکر عمرو کو لے گیا اور کشتی پر سوار کرکے شہر سلو مین لاکر اوتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو امیر کو چھڑا اونگا اور شاہ شمشش کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم نے رات کو اوسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو بیڑا اور کہا جو سنگ چاہ سے اوٹھایگا وہی تیرا شوہر ہوگا غرض دوسری رات کو زہرہ مصری نے کھانے مین بیہوشی ملاکر خواص کے ہاتھہ پاسبانون کو بھیجا جب کہ وہ کھانا کھاکر بیہوش ہوئے کیاس شب کے زہرہ مصری ذی بینا اور زندان بن جاکے کندہ ڈالکر قید خانے مین اوتری عمرو بھی آیا اور زہرہ کو آتے دیکھا حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اوسی مکارہ کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکرمند ہوئی اور کہنے لگی تو کون ہے عمرو نے کہا کہ منم یا نوش بزرگ دار نایب لات اعلی اور منات معلی زہرہ مصری کہا مین کیا کرون مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا ہے جو شخص اس سنگ کو چاہ سے دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے قوت کی کچھ نہو سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ کو چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری شمع لیکر چاہ پر آئی اور اندر اوتری امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تو کون ہے اوس نے کہا کہ مین دختر بادشاہ کی ہون چاہتی ہون کہ آپ کو خلاص کرون امیر نے زور کرکے قید کو پارہ کیا سردارون کو چاہ سے نکالا باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی اور شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمشش کا باورچیخانہ تھا عادی کی ناک مین جو کھانے کی بو آئی عادی نے اکیلے دیکن

باورچیونکو مزب سوختو نسے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا آیا رکھا سب کچھ کھا گیا لوگون نے جا کر خبر بادشاہ کو دی اوسنے لشکر بھیجا اور حکم کیا کہ اوسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختہ مارنا شروع کیے سب بھاگے بادشاہ بھی لشکر لیکر آیا عادی نے اوسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر بھی مع سردارون کے آئے خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھا کر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر آکر قدم پر گرا اور کلمہ پڑھا مسمور سلوقیا بادشاہ کا تھا وزیر اوسکو خدمت امیر مین لایا امیر نے وہ قلعہ اوسکو دیا اور اوسکے ہمراہ لیکے طرف مصر کے روانہ ہوئے اور وہان اسد دیوانہ نے قلعہ مصر پر بنیاد جنگ کی ڈالی دوسرے دن اسد نے قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہرا کر سوار ہوا اور جنگ کر کے برابر دروازہ قلعہ کے پہونچا دروازہ کو توڑ کر اسد قلعے مین داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ سینے پر اسد کے مارا اسد نے روک کے ایسی ایک تلوار ماری کہ سر اوسکا تن پر سے جدا ہو گیا اتنے عرصے مین امیر بھی آئے قلعہ مصر سر سواری لے لیا مطلق مصری عزیز مصر کا بیٹا تھا اوسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوئے بعد چند روز کے امیر نے ہمراہی لشکر گران طرف مداین کے کوچ کیا اونکو تو راہ مین چھوڑ دیے اور وہان کا سماعت فرمائیے کہ نوشیروان تمام سردارون سے آکر تخت پر بیٹھا بختک نے عرض کی کہ امیر مصر مین مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ ہیرا ہر ہنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اوسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب مداین کیطرف آتا ہے نوشیروان نے کہا تم سچ کہتے ہو عرض بختک اپنے مکان مین آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا کہ تجکو معلوم ہوا امیر دربند مین مارے گئے تو زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان مین آ مین ملکہ مہر نگار کو اوسکو دلوا دونگا جب کہ یہ نامہ گستہم کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین نے نامہ اپنے بڑے بھائی بیجن غور کو دکھایا بیجن نے کہا اے برادر بختک بڑا حرامزادہ ہے اولاد بن مرزبان کو دوستی ملکہ مہر نگار مین قتل کرایا تیرا جانا مناسب نہین ہے زوبین نے کہا اب تو مین جاتا ہون بیجن چپ ہو رہا زوبین نے دیو تاج ترک اور عاج تاج ترک اور نہروان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے طرف مداین کے کوچ کیا چند روز مین برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ مین اترا مداین تین کوس وہان سے تھا زوبین نے نامہ بختک کو لکھا کہ تیرے کہنے سے مین آیا ہون اور باغ جمشید مین اترا ہون جو کچھ تو کہے اوسپر عمل کرون گستاخ کابلی نے یہ نامہ خلوت مین بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تمام سردارون سے نوشیروانکو تیری استقبال کیواسطے لاونگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا اے شاہ زوبین کامرانی سات لاکھ پچاس ہزار سوار لیکے آیا اور باغ جمشید مین اترا ہے نوشیروان سنکے گھبرایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا زوبین کو غیر اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ باغ جمشید مین آپ چلین اور اوسکو واسطے ملازمت کے طلب کرین نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی یہ سنکے سوار ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت دلاسا دیا اور حکم کیا کہ ہماری بادشاہ جمشید بھی ابر باغ جمشید کے برپا کرو عرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سردار سب آکر بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی مین روز صحبت گرم رہی چوتھے روز زوبین اپنی بارگاہ مین آیا اور بختک کو لکھا کہ مین تیرے کہنے سے آیا ہون اب جو تو نے مجھسے اقرار کیا ہے اوسکو عمل مین لا دیا جواب دے کہ اوسپر عمل کرون گستاخ زابلی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کرونگا عرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے کہا کہ آپکو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا اے مادر بخطا

کیا مین نہین جانتا تو گیا شطرنج کی چالین چلتا ہی کہا آپ کے نمک کی قسم مجھکو نہین معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو خلوت مین
بلاکر کہا کہ مین کیا کرون بختک نے کہا کہ تمکو نہین معلوم اگر ملکہ کا زوبین سے عقد نہ کردیا تو فساد ہوگا گستہم اور بہمن
عقب مین آتے ہونگے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو زوبین کے حوالے کرو جسوقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا زوبین مجھسے بزور لیگیا
اگر قوت رکھتے ہو تو جاکے ملکہ کو لے آؤ غرض دوسرے دن جب نوشیروان آکے تخت پر بیٹھا زوبین نے آکر مجرا
کیا بختک نے زعفران سر پر زوبین کے چھڑکی اور کہا تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا زوبین خوش ہوکے
کھڑا ہو گیا مگر سردار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران گرد کو لکھا
کہ شاہ نے مہرنگار کو زوبین کو دیا ہے اور آجکل مین امیر بھی آیا چاہتے ہین قلعہ مداین کو بند کر اور حفاظت ملکہ کی
کر امیر تیرا مرتبہ بلند کرینگے طوق حران گرد نے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی حیران ہوئی کہا ای
دائی اب مین کیا کرون دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران مرد مسلمان ہے اور اوسنے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا
ہے امروز فردا مین امیر بھی آیا ہی چاہتے ہین القصہ یہ خبر باغ جمشیدی مین جاسوسون نے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچائی کہ ملکہ طوق حران دونون قلعہ بند ہوئے زوبین نے یہ خبر سنکر ترک تاج کو بھیجا کہ تو جاکر طوق
حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج مجرا کرکے ہزار سوارون سے مداین کیطرف چلا اب اسکو تو راہ مین
چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مداین سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جاکے خبر لا کہ اب نوشیروان کس
فکر مین ہے جب کہ عمرو برابر مداین کے آیا تمام سرگذشت دریافت کرکے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور تمام حال زوبین
کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے مین بھرے اور لندھور سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ خنگ سیاہ
قیطاس پر سوار ہوئے اور وہان ترک تاج دروازے پر پہونچکے چاہتا تھا کہ قلعے لوگون امیر نے ایک نعرہ
ترک کے مقابل کیا امیر نے تلوار ماری ترک مع مرکب چار پرکالہ ہوا لشکر اوسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق
حران نے دروازہ کھولدیا اور آکر امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعہ کو کھود
ڈالو اور جورو بیٹیان بادشاہ نوشیروان کی سوا مہرنگار کے حامی اور شتربان اور فیلبان اور سائیسون کے حوالہ
کردین اور دختر گستہم کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھا اور کبوتر کی گردن
مین باندھکر نوشیروان کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آکے بیٹھا نوشیروان رقعہ پڑھا ترک تاج
کے مارے جانے اور خرابی شہر مداین سے بہت فکرمند ہوا خلوت مین آکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے کہی
اور بختک کی دختر کا حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور زوبین کو بلاکر کہا کہ وہ عرب آیا ہی تمام
ملک کو میرے ویران کیا ہی بھائی کو میری قتل کرکے مہرنگار کو قبضے مین کرلیا زوبین نے کہا مین کام اوسکا تمام کرونگا اور گستہم
نے کہا کہ ای شاہ مین نے سنا ہی کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت مین لایا بختک نے کہا الحمد للہ وہ بادشاہ
قلعہ تنگ روا اصل ہے تمہاری دختر کو عمرو دختر کو لیگیا کہ وہ ذات کا ساربان زادہ ہی گستہم نے کہا کہ تمام دختران
شاہی کو امیر نے حجام و جولاہے اور حجامون کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوئے اور وہان
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اوسکے
کسیطرف جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سوارون سے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکہ کے ملکہ
روانہ ہوئی بعد اوسکے امیر با توقیر پانچ لاکھ ستر ہزار سوارون سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ
نوشیروان کو لکھا زمتاش نہاد ریونانی اوٹھا اور امیر کو مجرا کرکے اور نامہ لیکر چلا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا

وہان فوزر کوہستانی بارگاہ سے نوشیروان کی گھر کو آتا تھا راہ مین زمتاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہان جا مین زمتاش نے کہا نامہ امیر کا لایا ہون فوزر نے کہا دربار برخاست ہوگیا ہی بہتر یہ ہی کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے صبح کو دربار مین جائیے گا تو زر کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور خاطر جمع رکھیے کہ گو کہ مین نوکر نوشیروان کا ہون پچاس ہزار سوار ہمن اور سب مسلمان ہین اگر بارگاہ نوشیروان مین کوئی مشکل تیرے بیگی مین اپنی جان تجھ پر نثار کرونگا القصہ جب صبح ہوئی نوزر بارگاہ نوشیروان آ کے بیٹھا اور زمتاش مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ پر آیا لوگون نے دیکھا اور روکا دس آدمی قتل کر کے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر نثار کروایا نوشیروان نامہ پڑھ کے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کرون زمتاش نے نامہ چھین لیا اور کہا یہ نامہ صاحبقران زمان کا ہی اگر مرد ہے تو لشکر گران سے سر میدان جواب دے ژوبین نے تمار ترک کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو قتل کر تمار ترک پیچھے سے اگر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمتاش کو اشارہ کیا زمتاش نے پھر کے اوسکی تلوار چھین اور کمر پر جو تلوار ماری تو دو پرکالے ہوا نوشیروان اور زیادہ غصہ مین آیا حکم کیا کہ اسکو پکڑ لو پس لوگون نے چارطرف سے یرغہ کیا نوزر نے بھی اپنے لوگون کو للکارا پچاس ہزار سوار لوٹ پڑے نوشیروان کے لاکھ سوار مارے گئے زمتاش کے بھی زخم لگے اور نوزر بھی زخمی ہوا مگر زمتاش کو گھوڑے پر سوار کیا اور لشکر امیر مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے دلوائے وہان نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے عرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا اے حمزہ تو نے مجھ سے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ نہ کرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار پرکالے ہو کے نوشیروان نے لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑ لو امیر نے تمام سردارون سے جنگ مغلوبہ شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی اور مداین مین آکر بیٹھے نوشیروان بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان آپ سے بہت پشیمان ہی بہتر یہ ہی کہ قلعہ مداین کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھے تم سے اور مہر نگار سے کچھ دعوی نہین بزرجمہر بیٹون کو ہمراہ لیکے مداین آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا کہ مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک زراعت تیار نہو اور مرکب میرا نہ کھائے تک کو نہ جاؤنگا بزرجمہر اوٹھے اور زراعت مین سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو کھلائے اور کہنے لگے کہ لو قسم تمہاری پوری ہوئی امیر یہ سب کہنے کے مکے کو روانہ ہوئے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان کو مداین مین لائے از سر نو شہر کو بنایا مگر بختک بہت پریشان تھا اپنے گھر مین ایکدم آکے بیٹھا تھا کہ جاسوسون نے خبر کی کہ ژوبین دروازے پر کھڑے ہین بختک ننگے پاؤن باہر آیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لایا اور اور کہا کیا ہی ژوبین نے کہا مین تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہون اور امیر ملکہ کو لے گئے بختک نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا ژوبین اپنے مکان مین آیا بختک نے تین دن مین ایک تلوار آراستہ کی اور سات مرتبہ اوسکو زہر مین بجھایا اور ژوبین کو بلا کے تلوار دی اور کہا مین نے رمل مین دیکھا ہی کہ خونریزی امیر کی کہ مین ہوگی جب کہ صبح ہوئی بختک ژوبین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا اور عرض کی کہ ای بادشاہ ژوبین عرض کرتا ہی کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دین تو مین مکے مین جا کے امیر کو قتل کرون یا وہ مجکو قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہی عرض ژوبین گستہم کے بیٹون کو ہمراہ لیکے ساٹھ لاکھ پچاس ہزار

سوار ہوے طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور کوہ بوقبیس کے برابر اُترا سرہنگ مکی نے یہ خبر امیر کو دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہے دوسرے روز امیر نے بھی اگر صف لشکر کی جمائی زوبین میدان مین آیا اور امیر سے مقابلہ کیا بعد چند حملون کے پانون سیاہ قیطاس کا موش خانے مین آیا وہ بلند امیر لے سر کے گر پڑا زوبین نے فرصت پاکے تلوار چلائی وہ زہر مین بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی جنگ مغلوبہ ہوئی سرداروں نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مداین مین آکر نوشیروان سے سارا حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا اے شاہ اب امیر زندہ نہ رہیگا کہ مین نے سات مرتبہ زہر مین بجھاکر تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہان امیر مرکب سے جدا ہوے زمین پر بیہوش ہو گرے عمرو اور سرداروں نے امیر کو اوٹھایا جب کہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم امیر کا ورم کئے ہوے ہے کہ شکل امیر کی پہچانی نہین جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مداین مین بزرجمہر کے پاس آیا اور امیر کا حال بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہین کر سکتا بہتر ہے کہ خالی مکان مین امیر کو لٹاوے اور ملکہ مہرنگار کو کو واسطے خدمت کے اونکے پاس بٹھاوے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا عمرو نے اگرچہ مرہم لگایا دوسرے زخم امیر کا بڑا ہو گیا عمرو فکرمند ہوا سرداران سے سارا حال بیان کیا اور امیر کو خالی مکان مین ملکہ کو پاس بٹھا دیا فقط

دو کلمہ داستان جانا حمزہ صاحبقران عالیشان کا بیدہ کوہ قاف مین حسب الطلب شہپال بن شاہرخ

راویان اخبار مسرت آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ پردہ قاف مین ایک بادشاہ ہے کہ نام اوسکا شہپال بن شاہرخ بیزہ حضرت سلیمان ہے دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا ہے ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر عاشق ہے اور عاشق ہو شہپال سے پھر گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھا کے بھاگا اور گلستان ارم مین جاگزین ہوا شہرستان زرین مین عمل عفریت کا ہو گیا دوسرے دن سرداروں نے آکر شہپال کو مجرا کیا شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن جنی سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھ کر اس عفریت نابکار کی قضا کسکے ہاتھ سے ہے عبدالرحمن نے رمل کو دیکھا خوش ہوکے کہا اے شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ مین ایک شخص ہے کہ نام اوسکا حمزہ عرب ہے مگر آجکل وہ زخمی ہے مرہم سلیمانی بھیجیے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اوسے طلب کیجیے اوسکے ہاتھ سے دیو عفریت مارا جائیگا یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور رجا جل پری اور سلطان ارزق کے ساتھ چار ہزار دیو ہمراہ کرکے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ارزق نے مرہم اکر سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر مین امیر کو ہوش آیا سلطان نے سرمہ سلیمانی امیر کے آنکھون مین لگایا امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہین اوتھون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہان سے آئے ہو سلطان ارزق نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہے مرہم سلیمانی ہمنے سر پر آپکے لگایا ہے مہرنگار حیران ہوئی امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف نے دیو و پری کو بھیجا ہے مین اون سے باتین کرتا ہون ملکہ نے بہو و خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا اور کہا تم آکر امیر کا حال دیکھو جب کہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارے سے کہا بیٹھو جب کہ عمرو بیٹھ گیا امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو آیا مین انکو دیکھون امیر نے سلطان ارزق کو حکم کیا کہ سرمہ اسکی بھی آنکھ مین لگا دو اوس نے عرض کیا یہ کون ہے امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہے اگر یہ راضی نہوگا تو جلنا میرا قاف کو نہوگا ارزق نے عمرو کی آنکھ مین دہلکی آنکھ مین سرمہ لگایا دونون دیو و پری کو دیکھکر حیران ہوے

عمرو نے کہا اے سلطان ارزق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے میں ہے تم لے لو اور چلے جاؤ ارزق نے کہا ہم
واسطے نہیں آئے ہیں اور ای خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہپال کی شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم میں آیا ہے عبدالرحمن جنی وزیر شہپال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان روزوں وہ زخمی ہے مرہم دے کر ہمکو بھیجا ہے اب ہمکو آپ جواب دیں کہ آپ عفریت سے
مقابلہ کر سکتے ہیں یا نہیں امیر نے کہا بلے عمرو نے کہا کیا خاطر جمع سے آپ اقرار کرتے ہیں اور کل جو لشکر نوشیروان
کا آئیگا کون جواب دیگا امیر سنکے ہنسے اور سلطان ارزق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ارزق نے
عمرو سے کہا کہ تم کسواسطے امیر کو جانے نہیں دیتے عمرو نے کہا تم مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیاں لیلو اور قاف
روانہ ہو ارزق نے کہا ہمکو طمع نہیں ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہیں بعد اسکے بخوبی تمام
پہونچا جائینگے آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اگر ارزق چند دیوں کو حکم کرے کہ وہ مجھکو مدائن میں لے چلیں غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مدائن میں لائے جب کہ بارگاہ نوشیروان میں عمرو آیا اسکے تئیں [illegible]
بختک دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا ای شاہ تو نے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے
نیچے باتوں میں مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہے کوئی اسکو قتل کر سکتا ہے یہ چار دیو مجھکو لیکر آئے
ہیں اگر کہوں تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہیں یہ سنکے رنگ نوشیروان کا زرد ہو گیا اور بختک کا
زہرہ تو پانی پانی ہو گیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا ای خواجہ مجھکو [illegible] کی خبر نہیں عمرو نے کہا
گذشتہ را صلوٰۃ امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہیں اور شہپال نے ضیافت کے لیے طلب کیا
ہے اگر تو نے لشکر کشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کر سکتے ہیں نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا کہ جب تک امیر نہ آئینگے تب
تک جنگ نہ کرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیے اور مہر کرائی بعد اسکے قلم دوات اور دستار
بختک کی لیکر مکہ میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر غسل کر کے بارگاہ میں
میں آکر بیٹھے سرداروں نے تصدق اتارے امیر نے سرداروں سے کہا میں تو قاف کو جاتا ہوں عمرو کو اپنی جگہ
میں نے مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سرداروں نے عمرو کو مجرا کیا نذر دی
عمرو نے غل مچایا کہ میں لائق بادشاہت کے نہیں ہوں امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اور [illegible]
ایک عیار بیٹھے خطا و ختن سے آیا اوسکا زردھنگ خطائی نام تھا نامہ بہرام کے ہاتھ میں دیا کہ ای بہرام تمکو
معلوم ہو کہ معروف شاہ مازندران نے آکے قلعہ خطا پر نرغہ کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامہ کے تم آئے تو خوب ہے
نہیں تو قلعہ ہاتھ سے گیا بہرام امیر سے رخصت لے کے روانہ ہوا اب کچھ حال زیرباد ہند کا سنئے کہ اسنے
بخت یار شاہ جبروتی کو بادشاہ تمام زیرباد ہند کا کیا تھا اور داراب و شواط اور عبدالعزیز شاہ کو
اطاعت گزار بخت یار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزوں سمیت بارگاہ میں بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جب کہ خوب نشہ ہوا حکم کیا بت لاؤ جب کہ بت آئے داراب نے کہا میں نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا اب چاہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سر کو عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اوسکے شواط اور عبدالعزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے میں ستر ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اونکے اوسی
عالم نشہ میں مست ہو کے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بخت یار شاہ میں آیا اور بخت یار شاہ کو سلام نہ کیا عبدالعزیز
نے بت منگا کر اور کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے اونھوں نے سجدہ کیا مگر بختیار شاہ

اور سلسل شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تمنے کیون سجدہ نکیا کہ یہ دین قدیم تمھارا ہے بخت یار شاہ نے کہا تم ہمراہ ہوکے ایسا کام کرتے ہو یا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آنا حمزہ کا کچھ مشکل نہین ہم کس خیال مین ہو داراب نے کہا انکو پکڑ لو غرض بخت یار شاہ کو داراب نے قید کیا اوسکا بیٹا سلسل شاہ نکل گیا اور لشکر امیر مین آیا لندھور سے سارا حال بیان کیا لندھور یہ سنکے اوٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیر باد ہند کے روانہ ہوا اور امیر پردۂ قاف کو روانہ ہوے عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور بارہ کوس امیر کے ہمراہ عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو نہ گیا آخر دیوؤن نے پھر تخت اوٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت کے دیکھتا ہوا دوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے عمرو کے غائب ہوگیا عمرو بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اوٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے مین آکر تخت پر بیٹھا اب حال امیر کا سماعت فرمایئے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا سلطان ازرق سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اوس نے کہا باغ سام بن نریمان کا ہے اسمین ایک گنبد ہے اور اوس گنبد مین تین قبرین ہین ایک قبر سام کی ایک رستم کی اور سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ مین اوتارا تخت اترا امیر نے قبر کا طواف کیا فاتحہ پڑھا امیر کو خواب آیا امیر نے تینون پہلوانونکو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو بخشا پھر رستم سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکوگے بعد اسکے سہراب سے نیچہ طلب کیا سہراب نے بھی نیچہ بخشا امیر خواب سے بیدار ہوئے گرز سام کا اوٹھایا نیچہ سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ ڈالا بعدہ تخت پر سوار ہوئے اور قاف مین پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولادی دیکھی امیر نے کہا یہ کون دربند ہے سلطان ازرق نے کہا یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہے کہ اوسکا نام دیو راہدار ہے اور دیو عفریت کو رمل سے معلوم ہے کہ تو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اوس نے دیو راہدار کو یہان مقرر کیا ہے کہ تو اوس آدمی کو زندہ نچھوڑنا غرض وہین امیر اترے اور نماز پڑھنے لگے اوسیوقت دیو راہدار سلطان ازرق اور سلاسل اور جلاجل پری اور دیوؤن کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کوئی میرے پاس نہین ہے حیران ہوئے دن گذرا رات ہوئی امیر عبادت خدا مین مشغول ہوے جب کہ صبح ہوئی چار امیر کمر ہمت باندھکر اوسی کوہ پر روانہ ہوے ایک چشمہ ملا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیر مرد بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مشغول تھا امیر نے آکر سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا تم کہان سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان کیا پیر مرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کار نمایان ہونگے کہ تا قیامت نام تمھارا رہیگا امیر نے نام اوسکا پوچھا اوس نے کہا نام میرا عبد سالم اسکندر کہتے ہین تمام جہان کی مین نے سیر کی ہے اور یہان آکر بیٹھا ہون امیر نے کہا مین قاف کو جاؤنگا اس اثنا مین حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو حکم نہین ہے کہ قاف جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اسکے پیر مرد نے امیر سے کہا مین نے بہت فکرین کی ہین اور رمل مین دیکھا ہے کہ عرب ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف مین اوسکا عمل ہوگا اور نام اوسکا حمزۂ عرب ہوگا امیر نے کہا وہ میرا نام ہے حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند طلسم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جانا امیر نے کہا کب کھلیگا اوس نے کہا روز جمعہ کو یہ در کھلیگا اور تم اندر جاکر کہنا کہ مین مہمان دیو راہدار کا ہون سب تمکو ناچار راہ دینگے غرض جمعہ کو امیر دروازہ پر آکر بیٹھے اور راہ دیکھتے تھے کہ کسطرح سے در کھلے اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور وہ دربند کھلا امیر فوراً اوس دربند مین آئے دیو انکی صورت دیکھکر داہنے بائین سے امیر کے دوڑے اور کہا ای آدم زاد تو یہان کہان آیا ہے اور کہان جاتا ہے امیر نے بجلدی تمام کہا کہ مین مہمان راہدار کا ہون غرض ناچار اونہون نے راہ امیر کو بتادی امیر تو آگے چلتے تھے اور پیچھے

دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جب بارگاہ راہدار مین آئے دیکھا کہ چار طرف دیو بیٹھے ہین سامنے بیچ رہا ہے راہدار تخت
پر بیٹھا ہے امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی دیوون نے جواب سلام دیا اور ایک دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا
کیا مین یہان راہدار ہون راہدار نے کہا آؤ بیٹھو پس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر دیو راہدار کے کہا تم کہان سے آئے ہو امیر
نے کہا تجکو معلوم ہو کہ مین پیروہ دنیا مین زخمی تھا شہپال نے چند دیو بھیجے مجکو اچھا کیا اور یہان اگر آئے تو تونے انکو قید
کیا ہے بہتر یہ ہے کہ اونکو چھوڑ دے کہ مجکو وہ قاف مین پہونچاوین اور مین دیو عفریت کو قتل کرکے اپنے گھر کو جاوُن راہدار
یہ سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا مین ہون گر وہ حکم کرے تو مین تجکو قاف مین جانے دون امیر نے کہا تجکو
اوس سے کیا کام ہے راہدار نے کہا مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے کہا مین تجکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور
آواز دیوون کو دی کہ اسکو پکڑ لو پس دیو چار طرف سے دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائین وار کرنے لگے غرض
چند دیو ونکو قتل کیا راہدار غصہ مین آیا اور کہا ای نامرد ایک آدمی زاد کو تم قتل نہین کرسکتے کب تمھاری بہادری
کام آئیگی پس دور ہو مین خود اس آدم زاد سے لڑونگا یہ کہکر آپ اوٹھا اور دار شمشاد اوٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
ضرب کو رد کرکے تلوار کمر پر اوسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے راہدار کے ملازمون سے لڑائی ہونے لگی ایک نقارہ پیدا ہوا اور
اور امیر نے دیوونکو مار کر بھگا دیا بعد اوسکے حضرت خضر پیدا ہوئے اور انھون نے قیدخانہ بتایا امیر نے سلطان ازرق
وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار ہوکے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے اب انکو مین چھوڑ کر اب کچھ حال لندھور
کا سنو کہ لندھور نے بعد چند روز کے دریا سے عبور کیا وہان داراب وشواط نے لشکر جمع کیا اور سراندیپ کیطرف
کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیپ مین پہونچے شہپال ہندی قلعے سے باہر آیا بعد آراستگی صفوف ہر دو لشکر عبد العزیز
کیطرف سے ظہیر ہندی میدان مین آیا اور شہپال ہندی کے ہاتھ مارا گیا القصہ سات آدمیونکو شہپال نے
قتل کیا داراب نے آپ اکر مقابلہ کیا گرز سے شانہ شہپال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شہپال ہندی نے شکست
کھائی سرسواری قلعہ سراندیپ لیلیا لندھور بن سعدان کو راستہ مین جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ
داراب نے قلعہ سراندیپ پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب مین آیا بخار چڑھ آیا بیمار ہو گیا ادھر عادل
شیردل وجے پور ہندی بہت فکرمند ہوئے داراب نے طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا عادل
شیردل نے مقابلہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کے پھر آیا جے پور ہندی فکرمند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے
عرض کیا کہ یہان سے چار سو کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو مین جاکر انکو لے آون
پس جے پور نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو مین جاکر انکو لے آون پس جے پور
نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کو بدین مضمون تحریر کیا کہ داراب وسواط و عبد العزیز وغیرہ نے چار طرف
ملک پر لشکر کشی کی شہپال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر معرض زوال مین ہے لندھور بھی اتفاق سے
بیمار ہو گیا ہم لوگون کی حالت تباہ ہے لہذا ای پہلوان دوران اسوقت تنگی مین مدد کیجیے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی
کرنا ضرور ہے جے پور ہندی نے نامہ رقم کرکے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہہ دینا کہ آپکی استعانت کا منتظر ہے نجم بن
شہاب نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ مین اگر بیہوش ہو گیا ملازمان بہرام نے ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے
نامہ پڑھا مضمون سے مطلع ہوا فراق امیر مین بہرام روتا تھا مگر اوسپر بھی بہرام گرد بن خاقان چین نے تین روز مین اپنی تبئین لشکر لندھور
بن سعدان مین پہونچایا لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب عبد العزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد نے
کہا عالم مین تماشا کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہون غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون

لشکر میدان کارزار مین اکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی مین کرگدن بہرام گرد کا مارا گیا تیرے مین برابر رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کودا کشتی ہونے لگی جب کہ شام ہوئی شواط نے بہرام کا ہاتھ کشتی سے تھام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہر چند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کیطرف چلا گیا جب کہ دونوں لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے داراب نے شواط سے پوچھا کہ تو نے کس واسطے بہرام کا ہاتھ لڑائی سے تھام لیا شواط نے کہا ای داراب غنیم مجھسے زبردست ہے نعمان ہزارہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بہرام کو چرا کے باندھ لاؤن داراب نے کہا اچھا پس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام کو بیہوش کرکے چرا لایا عبدالعزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھ دو بہرام ستون بارگاہ سے بندھا اکر شبخون لشکر لندھور پر مارا جے پور نے اکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے میل سر پر جے پور ہندی کے مارا جے پور ہندی نے سر کو بچایا میل سر پر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جے پور نیچے گرا ملازم جے پور کے دوڑے اور جے پور کو اٹھا لائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے اسلحہ لاؤ عادل شیر دل اور اسکند دہلوی نے عرض کیا کہ آپ کا یہ حال ہے کسطرح سے مقابلہ کیجیے گا لندھور نے کہا مین اسی حال مین مقابلہ کرونگا وہ خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے عمود کاندھے پر رکھا اور فیل میمونہ پر سوار ہوکے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے سامنے آیا اور میل سات سو من کا سر پر لندھور کے مارا لندھور نے اوسی حالت مین شواط کی ضرب کو رد کیا اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل پتھا ہو گیا اور داراب اور عبدالعزیز کو شکست دی وہ بھاگے لندھور نے بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ دربارگاہ داراب و عبدالعزیز وغیرہ کا لوٹ لیا منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار تھا اوسنے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے منظر کلاہ کو خلعت دیا اور سرفراز کیا شہر مین آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہپال ہندی کو قیدی سے چھڑایا اور لندھور نے گلے لگایا داراب اور عبدالعزیز جو بھاگے مالک اجدرو کی نے کہا کہ تمہارا زیرباد ہند کیطرف جانا مناسب نہین انکو راہ مین چھوڑو اب کچھ حالات امیر با توقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہین کہ پری نے پہلے ایک دیو کو شہپال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے اکر شہپال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال راہدار کے مارے جانے کا بیان اور آنا نقابدار باوقار کا واسطے مدد امیر کے مفصلاً عرض کیا شہپال یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ادھر امیر کشور گیر کو پریان تخت پر سوار کیے لیے جاتی تھین امیر با توقیر نے ایک شہر کو دیکھا پریون سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہپال بن شہرخ کے زیر حکومت ہے مگر مجھسے تعلق رکھتا ہے مین اس شہر مین رہتی ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان مین فرودکش کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہپال بن شہرخ آپ کو یہان اوترنے سنیگا تو مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین نہین جانتا مین تو یہین اوترونگا غرض سلاسل پری ناچار ہوئی اور امیر کو لاکر اپنے مکان مین اوتارا جاسوسون نے یہ خبر شہپال بن شہرخ کو پہونچائی شہپال بن شہرخ یہ سنکے غضب مین آیا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت

نے یہ کیا حرکت کی عبد الرحمن نے کہا اے بادشاہ اس مین کچھ گناہ سلاسل پری
کا نہین ہے امیر آپ اترے ہین عرض دوسرے دن شہپال بن شہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونون
طرف دیو و پری صف باندھکر کھڑی ہون اور زر و جواہر واسطے نثار کے امیر پر بھیجا اور ادھر سے امیر باتو قیر تخت پر
ہوکے چلے جب کہ سہپال بن شہرخ کی نگاہ امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا او عبد الرحمن جنی نے کہا
کہ اسی آدم زاد نے دیو راہدار کو مارا ہے عبد الرحمن جنی نے کہا ہان اسی شخص نے راہدار کو قتل کیا ہے اگر آپ کو
یقین نہو تو کسی دیو کو بھیجے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگائے سارا حال معلوم ہو جائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق
دندان کو بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑ لا وہ دیو امیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا ای آدم زاد تو کہان جاتا ہے
ہمارے بادشاہ کا حکم نہین ہے کہ تو آگے بڑھے امیر باتو قیر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ ہوا بعد ایک مشت مین کام
دیو طمطراق دندان کا تمام کیا شہپال بن شہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑکے امیر باتو قیر کو گود مین اوٹھا لیا تخت پر
اپنے اسوار کرکے دُر بے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ مین لایا اور امیر کیطرف دیکھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر
باتو قیر نے دونون جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے ہر دیار کے جابجا اپنی صندلیون پر بیٹھے ہین مگر
شہپال کے تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار کی خالی بچھی ہے امیر باتو قیر نے اوسکا محاذ یعنی اوٹھایا اور اوسپر آکر
بیٹھے اتفاق سے وہ کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہونچی کہ شہپال نے واسطے
مارنے عفریت کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہے اور آپ کی کرسی پر بٹھایا ہے آسمان پری یہ خبر سنکے نہایت غیظ و غضب مین
ہوئی اسوقت نیچہ جمال کئے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئی جوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ مین اتری ایک شور برپا ہوا
جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اوسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا اشعار

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ۔ وہ نظر ہی وداع طاقت تھے
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ۔ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
طبع نے اک جنون کیا پیدا ۔ اشک نے رنگ خون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک ۔ چاک کے پھیلے پانون دامان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اوٹھا کر جو بغور دیکھا ہژبر بیشہ شجاعت نہنگ دریای ہمت کو اپنی کرسی جواہر نگار پر متمکن پایا لیکن زور
شوکت چہرے سے عیان رعب و دبدبہ تہوری و شجاعت نہنگ چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ مین بل ابرو کے خدار پر شیر کے تیور
نگاہ مین رستمی مزاج مین ہے بی مگر حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق تو و
دل کے پار ہو گئی قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر گرے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دلمین اپنے کہا کہ ای آسمان پری ایسا نہو کہ
تو اس آدم زاد کے دام محبت مین گرفتار ہو جای بقول شاعر شعر سبز رنگی بخط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم
پس دل کو تھام کے سہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھگئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے شہپال
سے پوچھا کہ ای والد بزرگوار آدم زاد جو دنیا کے پردے سے آیا ہے وہ یہی ہے شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے یہ
بیان کیا کہ راہدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اوسکے ملکہ آسمان پری نے امیر باتو قیر کو
پوچھا کہ تمھین نے راہدار اور طمطراق دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزہ صاحبقران
نے جواب دیا اگر عنایت الہی شامل حال ہے تو عفریت نابکار کو ایسے عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ روح اوسکی
حشر تک میرے نام سے خایف و ترسان پھریگی اور نہین تو کجا آدمی زاد اور کجا دیو زاد القصہ

ضیافت امیر باتوقیر کی شروع ہوئی ناچ پریون کا ہونے لگا جاسوسون نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارژنگ دیو نے عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شاہرخ کو تحریر کرو اور میرے ہاتھ روانہ کرو مین اوس آدم زاد کو جاتے ہی تیغ بارگاہ مین شہپال کی کھاؤنگا اگر اس مین فرق ہو تو ارژنگ میرا نام نہین عفریت پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا اور نامہ لکھکے ارژنگ کے ہاتھ مین دیا چار ہزار دیو ارژنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپال مین آیا ایک شور اوٹھا شہپال نے پوچھا کیسا غل ہے عرض کیا ارژنگ عفریت کا نامہ لایا ہی شہپال نے کہا نہین معلوم کہ حرامزدہ کیا مطلب رکھتا ہی غرض ارژنگ سامنے شہپال کے آیا چین بجبین ہو کر شہپال کے ہاتھ مین نامہ دیا لیکن سلام نہ کیا اور آکر سامنے کھڑا ہوا نگاہ تیز سے شہپال کو دیکھا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اوسمین تعریف ابلیس پلید کے بعد یہ مرقوم تھا کہ ای شہپال تجھکو معلوم ہو کہ مین نے ہر چند تجھکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے نمانی بہتر یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کو میرے پاس بھیجدے اور اوس آدمی زاد کو کہ جس نے زاہدار کو مارا اور تیری مجلس مین آیا ہی اوسکو بھی باندھ کے میرے پاس روانہ کر اگر تو نے یہ نکیا تو مین تجھسے بے طرح پیش آؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا ارژنگ سے شہپال نے کہا کہ حضرت سلیمان نے فرمایا ہی کہ جو عفریت کو مار یگا وہ کشندہ زاہدار ہے پس معلوم ہوا کہ یہ آدم زاد کشندہ عفریت پلید ہے کیونکہ اسی کے دست زبردست سے زاہدار واصل جہنم ہوا پس عفریت ملعون سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتونکو ترک کیا تو بہتر نہین تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اوسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجکو دیجیے ذرا مین بھی اس نامے کی عبارت پڑھون دیو ارژنگ نے کہا ای شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدم زاد کو نہ دینا شہپال نے کہنا ارژنگ کا نمانا اور نامہ امیر باتوقیر کو دیدیا امیر باتوقیر نے جو نامہ کو پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارژنگ نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا ای آدم زاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامۂ عفریت پھاڑ ڈالا اور کچھ ادب ہمارے بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اول تو خطا تیری یہ ہی کہ تو نے زاہدار کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ کی کہ نامہ میرے بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہی کہ کھا لون یا تجھکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیجاؤن اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤن جوقت یہ گفتگو ارژنگ دیو کی امیر اور شہپال نے سنی نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارژنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر توقیر نے بصد غیظ و غضب ارژنگ کو جواب دیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خاموش رہ تیرے بھی یہ مجال ہی کہ تو مجکو کھائے یا گرفتار کرکے عفریت لعین کے پاس لیجائے ارژنگ نے یہ تقریر امیر کی سنکے دار شمشاد اوٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر نے بچالاکی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسطرح شمشیر آبدار سر ارژنگ نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور لاشہ اوسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارژنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب مقابلہ نلاکر لاشہ ارژنگ کا اوٹھا کر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب عفریت ضرور لشکر لیکر یہان آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم میری مدد کریگا مین اوسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اوسکے تباہ اور برباد کرونگا کچھ آپ اندیشہ نکیجیے حمزہ صاحبقران تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہان عفریت کے روبرو جملہ دیو لاشہ ارژنگ کا لیے ہوئے پہونچے عفریت نے دیوون سے پوچھا ارژنگ کیونکر مارا گیا دیوون نے دست بستہ تمام حال نامے کا چاک کر ڈالنے کا اور ارژنگ کے قتل ہونے بیان عفریت حال قتل ارژنگ سے آگاہ ہو کر غضبناک ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم جملہ دیو دراز قامت مہیب صورت جمع ہوئے عفریت بھی

بخوبی سامان جنگ کرکے تخت پر سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیو ڈنکا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کیجانب
روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اجروکی جانب سراندیپ و لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر سارق کے،

راویان خوش بیان اس داستان ولستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بھاگے اثنای راہ مین مالک اجروکی نے داراب شاہ اور عبدالعزیز سے یہ کہا کہ تمہارا بھاگنا مناسب نہین ہے دلیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ بنو داراب شاہ اور عبدالعزیز نے کہا اے مالک اجروکی لندھور سے ہم مقابلہ نہین کرسکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہے اجروکی نے جواب دیا تم میرے ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے مالک اجروکی کے کہنے سے قصد لڑنیکا کیا اور مالک اجروکی کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز مین سراندیپ مین داخل ہوئے لندھور کو داراب اور عبدالعزیز کے آنے کی خبر ہوئی اوسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی داراب گلبرگی صدائے طبل رزمی سنکے خدمت لندھور مین آیا اور بعد ادب دعا اور ثنا کرکے اس طرح عرض کرنیلگا

قطعہ دانہ انجم گردون سے پڑے جب تک ؛ رشتہ کاہکشان مین شب یلدا گوہر ؛ جب تلک جوش بہاران سے ہو آدم صبح ؛ ثمانکے شبنم پہ سر دامن صحرا گوہر ؛ دوستونکو ہو ترے گنج دگر زر و نصیب ؛ ہو نہ خراشک سر دامن اعدا گوہر

داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بدتمیز نے پھر آکے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم لندھور طبل رزمی پر چوب لگائی گئی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی دلاوران بے مثال و بہادران بے عدیل اور طبل رزمی سنکے سامان جنگ کرنے لگے آخر وہ وقت آیا کہ میمنہ سحر کا نور اختر نیکے چمکا ستارون نے لیا رستہ عدم کا وقت صبح دلاورون نے نوش ہوکر زرہ واسلحہ زیب تن کے رستمانہ گھوڑون پر سوار ہوئے ادھر سے لندھور مع سرداران نامدار لشکر جرار لیکر میدان کارزار مین پہنچے ادھر سے داراب شاہ اور عبدالعزیز و مالک اجروکی مع فوج عرصہ رزم مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونو طرف صف آرائی لشکر ہوئی پھر نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے اے بہادران بے مثال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا اک سراے فانی ہے جو بڑے بڑے پہلوان اور دلاور مثل رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہرچند اب انکی قبرون کا بھی نشان نہین ہے لیکن بوجہ دلاوری اور بہادری کے نام اونکا باقی ہے اکثر بہادرون کی زبانون پر انکا ذکر شجاعت آتا ہے پس آج سامنا حریف کا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دلیرانہ کرو خون اعداے زمین کو رنگین کرو بڑھ بڑھکے تلوارین کھاؤ دشمنونکو خاک مین ملاؤ ایسی کارزار کرو کہ روح رستم خجل ہو جاوے اور روح اسفندیار بھی شرمندہ ہوجاوے نقیب اور کڑکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاورون نے جو نقیبون اور کڑکیتون کی تقریر سنی کثرت شجاعت سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعداکے مقابل جا کر ایک کو تہ تیغ کرین میدان مصاف مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگادین لوک لوٹ کے ہر ایک

دشمن کو ماریں جوہر تیغ آبدار دکھائیں حریفوں کو قتل کریں خود بھی زخم تن پر کھائیں خون میں نہائیں ابھی بہادر دونوں
دونوں لشکروں کے میدان میں قصد نکلنے کا کر رہے تھے کہ یکایک لشکر داراب شاہ سے مالک اجدری
گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار میں آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راوی کہتے ہیں مالک اجدری کی
کا نام شاہ شرق اجدری تھا اکثر راویوں کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب شاروق
میدان میں آیا پکارنے کہنے لگا کہ اے لندھور اگر تجھکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ کر ورنہ
اور کسیکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان میں نکلنے کا کر کے مرکب کو اپنے بڑھایا
تھا کہ لندھور نے بہرام کو روکا اور کہا اے بہرام گرد تم میدان کارزار میں نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ
نہ کرو کیونکہ یہ مجھکو بلاتا ہے میں لڑنے کو جاتا ہوں یہ کہکے لندھور میدان میں آیا شاروق نے بعد نیزہ بازی
کے گرز گراں اٹھایا۔ لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا
شاروق نے ضرب گرز سے سر کو تو بچایا لیکن شاروق کے مرکب پر گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین
پر آیا لندھور نے قصد گرز لگانے کا کیا داراب شاہ نے جملہ مردان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ
اور لندھور کو قتل کرو بموجب حکم مردان لشکر اکبارگی بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تیر
لگانے لگے ادھر سے بہرام گرد اور عادل شیر دل اور شہپال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونوں لشکر باہم گتھے
جنگ ہونے لگی برق شمشیر چمکنے لگی تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گر کے
تڑپنے لگے جوانوں کے سر تن میں جدائی ہونے لگی گھبراہٹ میں باپ اور بیٹے میں لڑائی ہونے لگی بھائی نے
بھائی کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا بڑھکر تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یوں حریف کو مارتے ہیں کسی دلبر
نے ہنگامہ جدال و قتال میں اپنے دوست کو دشمن جان خیال کر کے تیغ لگائی اوسنے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رسالے
کے جوان ہیں ہمارے اور تمہارے دوستی ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنے ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ دوست ہوکر دشمن نہ بنجاؤ
لیکن اوس تیغ زن نے اپنی گھبراہٹ میں نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف یہ مکر و فریب جان اپنی بچانا چاہتا ہے اسکو زندہ
نہ جانے دیجیے جلد قتل کیجیے یہ خیال کر کے تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسیطرح ہنگامہ جدال و قتال تا شام گرم رہا
ہزارہا جوان دونوں لشکروں کے قتل ہوئے صدہا زخمی ہوے دریا خون عرصۂ مصاف میں جاری ہو گیا کشتوں کے پشتے
لاشوں کے انبار میدان کارزار میں جا بجا ہو گئے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا
گیا لندھور بھی مع جملہ سرداروں کے میدان سے صدہا کو قتل کر کے پھرا جب داراب اور عبد العزیز اور
شاروق داخل بارگاہ ہوے اور بیٹھے اسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ اے شاروق آج
تم نے لندھور سے مقابلہ کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو تمنے دیکھا شاروق نے کہا اے داراب شاہ اگر
میں پیچھے نہ ہٹتا اور سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسیطرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سرمہ سا ہو جاتیں
اگر گھوڑا میرا ہلاک ہو گیا تو کچھ غم نہیں میں تو بچگیا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت، داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل وقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا اے داراب کل
کے روز اگر لڑائی ہوگی تو میں دلیرانہ لڑونگا اور تمہاری محبت میں اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے
پیچھے نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اوٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیاں ہیں اور
دو بیٹیاں اسکے ہمراہ ہیں اور ایک خیمے میں اپنی جلیسوں اور انیسوں اور کنیزوں کے فرودگش ہیں شاروق

بارگاہ سے اٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا لڑکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھکر کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا حال بھی پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین پھر لڑونگا اور میدانِ جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہوجاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہوجاؤن تو تم یہان سے چلی جانا اور پھر صدمے مین چندان نالہ و فغان نہ کرنا لڑکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سنکے محزون ہوئین اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ چالیس روز تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجا جب لندھور مہلت چالیس دن کی دیدیگا ہم آپ سے اقرار کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردینگے اوسوقت آپ کو اختیار ہے خواہ اُنکو قتل کیجیے گا خواہ قید کیجیے گا شاروق نے خوش ہوکر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس تدبیر سے لندھور وغیرہ کو گرفتار کروگی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور لندھور وہ بادشاہ دلیر کہ بڑے بڑے پہلوان اوس سے لڑ نہین سکتے ہین لڑکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم اسطرح لندھور کو گرفتار کرینگے کہ لڑائی نہوگی کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا نہ جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کرینگے آپ ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا شاروق نے یہ سنکے اپنی دخترونکو سینے سے لگایا اور خوش ہوکر پیار کیا اور وہ اوسیوقت اپنی بیٹیون کے پاس سے اُٹھکے داراب شاہ اور عبدالعزیز کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسوقت نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم لڑینگے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ لکھو تو بہتر ہے مہلت مانگنے کا سبب تمپر ظاہر ہوجائیگا ہرچند عبدالعزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب کرنے کا پوچھا لیکن شاروق نے صاف صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق کے نامہ لکھا اور بعد لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیدے اور جواب اس نامہ کا اوس سے لے آ نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہپال مین پہونچا لندھور کو نامہ دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہوکر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ ہمنے بموجب تمہاری استدعا کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے جو کچھ لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اوٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمہارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اوس نے چالیس روز کی مہلت دی ہے اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبحکو اپنے باپ سے کہنے لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا اونکو صحرا مین جانے کو منع نہین کرتا لیکن راتکو صحرا مین نہ رہنا لڑکیون نے کہا اچھا ہم راتکو صحرا مین نہ رہینگے چلے آیا کرینگے غرض دختران شاروق ایک خیمہ اور جملہ اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحرائے سبزہ زار مع سامان ضروریہ سوار ہوکے چلین اور صحرا مین پہونچکر خیمے مین اترین اور بناؤ سنگار کرکے اور پوشاک نفیس و بناؤ زیب تن کرکے سیر صحرا کی خیمے سے نکل کے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین تھین اور انیسین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت انکے ہمراہ تھین جسوقت وہ دونون مع اپنے ہمراہیون کے صحرائے سبزہ زار مین بہ ناز و ادا ٹہلنے لگین لوگ دیکھنے لگین اوسوقت وہ ون گلعذارون کے سبب سے صحرا رشک گلستان

ہو گیا صحرای سبزہ زار میں تو وہ نازنینان پری جمال ٹہل رہی ہیں اور سیر صحرا کی کر رہی ہیں کنیزیں اور خواصیں دوڑ
رہی ہیں اکثر کنیزیں ہمراہ دختران مہر لقا ہیں بعضی انیسیں اور جلیسیں باہم گیند کھیل رہی ہیں جسکے ہاتھ سے گیند اُڑ
کر گرتا ہے وہ پلکوں بلکہ آنکھوں سے گیند کو اوٹھاتی ہیں دوپٹے اکثر نے اتار ڈالے ہیں سینے کھلے ہوئے ہیں اور جا
بہ سینوں کے گیندوں کے مخفی کرنیکا دیکھنے والیکو گمان ہوتا ہے دختران شاہ ذوق بھی کبھی باہم گیند اُچھالتی ہیں کبھی
تھک کر انیسیوں کے گیند سے کی سیر دیکھتی ہیں اور ہنستی ہیں لیکن اب حال لندھور اور بہرام گرد کا لکھا جاتا ہے کہ
کہ جب داراب شاہ نے چالیس روز کی مہلت طلب کی لندھور نے قصد شکار کھیلنے کا کیا بہرام گرد نے کہا
میں بھی واسطے شکار کھیلنے کے چلونگا لندھور نے اوسی روز حکم کیا کہ سامان شکار تیار ہو ہم واسطے شکار کے جاوینگے
بموجب حکم قراول اور بیلچے اور میر شکار حاضر ہوئے بازداروں نے بازوں کا طعمہ روکا اور ملازموں نے
جرہ بہری ترمتی شاہین جانوران شکاری کو آمادہ شکار کیا اور طعمہ ہر ایک طائر شکاری کا روک رکھا علاوہ
طائران شکاری کے جو پاوں کو بھی ملازموں نے گوشت نہ کھلایا جو وقت چلنے اور کتوں کی کھولیاں تانگوں پر
کسی گئیں اور خیمہ و خرگاہ کا اوٹھا لیجانا لندھور اور بہرام مرکبوں پر سوار ہوئے مصاحب و رفیق بھی گھوڑوں پر
تھے داراب گلبری [illegible] بھی ہمراہ رکاب لندھور ہوا اور غلامان زرین کمر زرین کلاہ نمکدان اور جملہ سامان عیش و عشرت لیکر
ہمراہ رکاب لندھور چلے جب لندھور سوار ہوا شہر سے نکل کے صحرای سبزہ زار میں پہنچا دیکھا کہ عجب صحرا ہے
سبزہ زار ہے کوسوں تک فرش سبزہ زمین پر بچھا ہوا ہے سبزہ چل رہی ہے مرغان صحرا صحرا میں بکثرت ہیں علاوہ طائران
صحرا کے ہرن اور نیل گاوٴ بھی از حد ہیں لندھور اور بہرام آہووں اور سبزہ صحرا کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے
کیونکہ اوس صحرا میں یہ حال تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریبندہ ✽ مردہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ
ہوئی اوس سبزہ پر اگر جو نگاہ ✽ بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام
تھا درستی سے ساتھ ہموار ✽ سبز مخمل کا فرش ہی تھا تمام
یہ ہوای خوش اوس میں آتی تھی ✽ روح بالیدگی ہی پاتی تھی

نصب ہوئے بارگاہ و خیام کے اور سبزہ دیکھتے ہوئے
سبزہ زار کے حکم لندھور سے بازداروں نے بازونکو طائران صحرا پر چھوڑا اور بعض شکاریوں نے بھی بازی یا [illegible]
چو نالیدن آمد طبلک باز ✽ در آمد مرغ صید افگن بپرواز ✽ روان شد بر ہوا بار میک پر ✽ جہان شد خالی از کبک
و کبوتر ✽ ملازمان لندھور صحرا میں ہر طرف طائروں کا شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر میں شکار کیے ہوئے طائروں
سے جھابے بھر گئے اکثر رفقای لندھور نے طائروں کو حلال اور صاف کرا کے اونکے کباب درست کیے اور
اور ظروف زمین رکھکر روبروے لندھور اور بہرام لے گئے لندھور اور بہرام نے وہ نمکین کباب بصد شوق
کھائے ابھی لندھور اور بہرام کباب کھا ہی رہے تھے کہ قراول دوڑتے ہوئے خدمت لندھور اور بہرام میں
حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اسوقت ایک مقام پر بہت سے آہو سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہیں اگر خلاف طبع عالی
نہو تو جلد تر تشریف لے چلئے اور ان آہوؤں کو صید کیجئے لندھور اور بہرام نے قراولوں کی تقریر سنکے جلد تر پانی سے
ہاتھ دھوئے اور گلوریاں پان کی کھا کر نیمچے و تیغ و دو تالی اور تیر و کمان لیکر جلد اسجگہ پہونچے اور آہوؤں کو تاک
تاک کر تیر لگانے لگے اتفاق سے بہرام گرد اور لندھور نے جس جس ہرن پر لگایا وہ دونوں ہرن تیر کھا کر افتان و خیزان
ایک جانب کو بھاگے اور رفقای لندھور اور بہرام گرد نے جن آہوؤں پر تیر لگائے تھے وہ سب آہو اور ایک سمت
بھاگے رفقا نے لندھور اور بہرام تو اپنے آہوؤں کے شکار کرنے کیواسطے اوسطرف گئے لیکن لندھور
اور بہرام گرد نے اپنے اپنے آہو کے شکار کرنے کو اوس جانب گھوڑے اوٹھائے ہر چند کہ آہو تیر کھائے

ہوئے لیکن بھاگے جاتے ہیں جب دو تین کوس اون آہوؤں کے تعاقب میں بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا میں ایستادہ ہے اور پچیس تیس نازنینان خوبرو رنگین لباس خیمہ کے پاس گل بازی کر رہی ہیں کچھ کنیزیں دوڑ رہی ہیں ایک کنیز اون کنیزوں کے پیچھے لٹو اور باز کو پکڑنے کو دوڑ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام گل لبان گل مثل ہنس رہی ہیں بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہیں اکثر نازنینان گل پیرہن بآواز بلند ہنس رہی ہیں اور دو نازنینان بے مثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے اور قہر و غضب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہیں لندھور نے بہرام گرد سے دیکھا یہ دونوں عورتیں کس ناز کے ساتھ صحرا میں ٹہل رہی ہیں بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے بڑھکے قریب انکے چلو اور انکے حسن و جمال کا نظارہ کرو اہوان زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا چلو غرض جب دونوں دلاور جادو قریب اون عورتوں کے آئے اول لندھور اون دونوں عورتوں میں سے ایک نازنین سبز پوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کے نظارہ اوس نازنین خوش خصال بہر تمثال کا کرنے لگا اوسوقت دل لندھور کا اوس نازنین کے عشق میں دل مثل سیماب پہلو میں تڑپنے لگا اور آنکھیں محو نظارہ ہوئیں کیونکر یہ حال لندھور کا ہوتا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ جبین تھی **ابیات**

بری وقتیکہ بیند آن ہمہ ناز
دو عالم را دو لب جان بر لب آور
میان نازکش رشک رگ گل
کہ ہم جنس ست باہم جنس و مساز
ز انداز خوشش خوبے بناری

ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز
چہ گویم از صفائی آن بر و دوش
بہ پیچ و تاب تا ز زلف و سنبل
خدنگ آن نگاہ سحر پیوست
نیازش دلبر یائی را انباری

حدیث صد ہزاران روز محشر
بہ شوقش مہ ز ہالہ حمایل آغوش
ازان مو بالمر گردید ہمہ از
نشستہ بر نشان تا جستہ از شست
لندھور نے پھر اوس خوبرو کی چشم

پر نظر کر کے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو غش آنے لگا **مطلع** مرا لعشق دو چشمت چہ مشکل افتاد است کہ دل یکے و بدست دو قاتل افتاد است بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاروق کو جو دیکھا اوس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کیطرف بہ ناز و انداز دیکھا مسکرا دیا اوسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر نازنین ہوا بہرام شکار گورخر کے واسطے آیا تھا جو شکار آہو ہوا دام عشق میں گرفتار ہوا اور بے اختیار یہ مطلع زبان پر لایا **مطلع** گو رہ بہ چشمے کہ لذت گیر دلدارے نشد قطع بہ دستی کہ خم در گردن یارے نشد بہرام یہ مطلع پڑھکر اوس نازنین رشک ماہ و مہر کو بہ نظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل دیکر بہمہ خواہش سے خریداری متاع حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ **اشعار** بکوئیش مردے افتاد بسمل ؎

طپیدے در غمش دل بر سر دل
بآن قامت ز بس دلہا اسیر ست
دل و ہم دیدہ را زنجیر بر پا
ز کفرش کفر شد اسلام ہر یک
الف بر سینۂ او دل نشین بود
شدہ دل ہندوی آن زلف ہندو
کہ از یک شعلۂ او رخت و دین سوختہ

بہار گلشن ہستی فردوس است
تو پنداری مگر گلبن نہیر است
مسخر کردہ از مہ تا بماہی
شدہ کافر بعہدش نام ہر یک
ز زناری کہ او را بود بر دوش
جہان کافر چشم کافر او
ازان حلقہ کہ او در گوش افگند

برائے بلبلان تاراج ہوش ست
سمن سا آن دو زلف سنبل اسا
دہد آن دست دو شینہ گواہی
ازان قشقہ کہ او را بر جبین بود
کنندی بود بر ہر گردن ہوشش
چراغ دہر از رویش برافروخت
جہانے حلقۂ اش در گوش افگند

بہرام گرد اور لندھور اون نازنینان پری تمثال کو دیکھ رہے تھے اور آہیں سرد میدم بھر رہے تھے ناگاہ اون نازنینون کی کنیزون نے بہرام اور لندھور کو دیکھا اون مسابنون نے بحرب زبانی لندھور اور بہرام کیطرف مخاطب ہو کے اپنے حسن وجمال کو دیکھا بھلے کہا کہ اے مردو نگوڑو لات وشامت تمہے خوش ہوں تم کون ہو یہاں اپنی انکھیں پھوڑنے جانے دینے کیون آئے ہو ہمارے دونون ملکہ اور ہم سب کو کیون گھور گھور کے دیکھ رہے ہو وہ سے ہوئے دو موئے دو ان ہے و دیکھی بیوٹی کو نظر بد سے نہ دیکھو دیکھو اندھے ہو جاؤ گے سب خدا نکلے تمہاری آنکھیں پھوڑ دالینگے ہم کوئی حاجی کسبی نہین ہین یہان تمہارا مدعا سے دل خواب مین بھی حاصل نہو گا ہم ہین کوئی دو کوڑی کو بھی نہین نہ پوچھیگی کوئی اپنی آبرو کھوئیں ندیکھی لا کھہ ہاتھہ جوڑو خوشامد کرو ردو پیٹو قدمو بر گرو یہان کوئی تمہاری فریاد نہ سنیگی اور تمہارے دل کی تمنا بر نہ لاٸیگی تم اپنے موٹے موٹے ہاتھہ باؤن پر غرور نہ کرنا اور ہمکو عورتین سمجھکے نہ دھمکانا میان ہم وہ عورتین ہین کہ پانی کی باندھے زنجیر زلف مین گرفتار کرینگے تیغ ابرو سے ایکدم مین قتل کرینگے تیر مژگان تمہارے دل وجگر پر مار ینگے تم سپر پر بھی روک نہ سکو گے مرغ بسمل کیطرح میدان صحرا مین تڑپو گے چلاؤ گے اپنی جان سے جاؤ گے کوئی تیر رحم نہ کریگی ہر ایک خرام ناز سے تمکو پامال کر یگی ہماری دونون ملکہ بھی بیدرد نارحم نہ کرینگی بس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ یہان سے جاؤ اپنے مقدر کی شکایت کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور خیال محال ہملوگون کے وصل کا اپنے دل مین نہ لاؤ یہ کہکے کنیزین خاموش ہوئین بہرام گرد اور لندھور نے عشق نازنینان مین کنیزون کی گفتگوی بیہودہ پر چندان خیال نکیا اول لندھور نے کنیزون سے کہا کہ آگاہ ہو کہ مین بادشاہ ہندوستان ہون نام میرا لندھور بن سعدان ہے تمہاری ملکہ پر مائل ہوں اگر تمہاری ملکہ کے خلاف مزاج نہو تو مین خیمے مین آؤن ملکہ کے پاس بیٹھون اسیطرح بہرام نے بھی کہا کہ مین بادشاہ چین وماچین ہون ملکہ سرخ پوش سے کہو کہ شاہ چین ماچین تمپر فریفتہ ہوا ہے طالب بوس وکنار ہے یہ کہکے بہرام اور لندھور نے گھوڑے طرف خیمے کے بڑھائے دختران شارق نہ ناز و ادا و بعشوہ وغمزہ خیمہ کیطرف بھاگین اور حیلہ امنیمن وحلیمن وغیرہ بھی خیمے مین چھپے کو دوڑین جبوقت نازنینان سرخ پوش طرف خیمے کے بھاگین بہرام گرد نے تو اشعار عاشقانہ پڑھے لیکن لندھور بن سعدان نے یہ مخمس اپنی زبان پر جاری کیا مخمس

ترپتا ہے مریض عشق کیونکر دیکھتے جاؤ	اجی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ	دم رخصت ذرا حسرت کی تیور دیکھتے جاؤ
	نکلتی کسطرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ	ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑکر دیکھتے جاؤ
کسلئے ایسے قیامت زا چلین بھاگے ہین حضرت کی	نزاکت بین زیادہ اڑھائی صاحب کے	خلاف وضع ہے پامال جلاتے ہین صاحب
	قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کی	ستم رفتار ہین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
قیامت زا تمہاری جلوہ قامت کی ہے شوخی	خراب اس چال سے کی حشر کان کی ہستی	جگایا فتنہ محشر تو بدلو اک ذرا تیوری
	خرام ناز مین عاشق سے ہو سکا اشارہ بھی	تم اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
تماشا ہے کہ وہ تو خوف سے عاشق سے ڈرتے ہین	خطا بخشے جان نثاری کا ذرا ہم اسپہ مرتے ہین	دم رخصت بہی کہدینگے جو دم آہین بھر
	کوئی لمحہ اگر منہ پھیر کر وہ قتل کرتے ہین	تڑپنا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ
کہین طاؤس کبک الہین سراک کام لڑتے ہین	کہین پامال رفتار قیامت مین جھگڑتی ہین	شراب حسن کی نشہ مین بھی اترا کر سے ہر
	روش مستانہ چلنے سے قدم سیدھا پڑتی ہین	خدا کیلئے سطرح پھر میر دیکھتے جاؤ
نرالے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے	صدا خلخال پاکی مژدہ صحت سناتی ہے	تمنائے حیات بیخودزہ آزمائی سے ہے

جدھر جاتے ہو اوس گھر سے یہی آواز آتی ہے ۔ مسیحا ہو تو بیمارونکو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دیدۂ تر جلوۂ عارض سے ترسایا ۔ فروغ حسن عالمگیر در پردہ نہ دکھلایا ۔ ترستا ہے کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان ہا

نقاب اک دن الٹ کر تم نے منہ سے نہ فرمایا ۔ جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

توکل ہی بڑی دولت بشر اتنا نہ گھبرائے ۔ صفت اسکی نہ کیونکر ہر گھڑی لب پر مرے آئے ۔ قلق پہ جیب جناب خواجہ مرحوم فرمائے

نہ منہ موڑو اس سے ای افسر جو کچھ در پیش آ جائے ۔ دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

جسوقت بہرام گرد اور لندھور اشعار عاشقانہ اور مخمس پڑھتے ہوئے قریب اوس خیمے کے پہونچے اور دختران شاروق کو خیمے میں جاکر بخوبی معلوم ہوا کہ یہ دونوں لندھور اور بہرام ہیں اور ہمپر مائل اور فریفتہ ہوگئے ہیں تو دونوں نازنینان پری چہرہ نے اپنی دایہ سے جو ہمراہ آئی تھی کہا کہ ای مادر مہربان ذرا تم خیمے کے باہر جاؤ اور لندھور اور بہرام سے ہماریطرف سے بعد مزاج پرسی کے کہو کہ تم ہمارے عشق و الفت میں اسقدر بیتاب و بیقرار نہو اور اس درجہ نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو کیونکہ مشہور ہے مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔ اسوقت ہماری خاطر سے چلے جاؤ ہنگام شام ہمارے پاس آؤ جو کچھ تم کہوگے ہم سنینگے اگر وہ بات لایق منظور کرنے کے ہوگی تو قبول کرینگے اور یہ بھی کہدینا کہ یہ کنیزیں نہایت بیہودہ ہیں اور انکی بیہودہ گوئی کا تمکو ہمارے سر کی قسم کچھ ملال اور خیال نہ کرنا میں انکو اس گستاخی کی سزا دونگی ہر چند کہ یہ سب بے قصور ہیں تمہارے نام و رتبہ سے انکو آگاہی نہ تھی لیکن ان کنیزوں کو ایسی بدزبانی نہ کرنا تھی اس وجہ سے میں انکو تعزیر دونگی وہ دایہ بموجب کہنے دختران شاروق کے خیمے سے باہر آئی اور قریب بہرام گرد و لندھور کے جاکر بعد دعاے درازی عمر و دولت و اقبال کہنے لگی کہ ای بادشاہان ذیوقار سعادتمند و برخوردار خوش قسمت ہو نہایت مقدر تمہارا کہ دختران شاروق کہ جو چاہو اور عاشق کش اور عابد فریب ہیں وہ بھی تمپر فریفتہ اور شیفتہ ہوگئی ہیں ایک کا نام ملکہ جہان آرا اور دوسری کا نام بلکہ مہرافروز ہے یہ دونوں میری گود کی کھلائی ہوئی ہیں میں نے انکو دودھ پلایا ہے درا میرا بھی خیال رکھیے گا یعنی زر و جواہر گرانبہا دیجیے گا پھر ہنگام وصل خوب مزے کیجیے گا بعد اس تقریر کے دایہ نے جو کچھ جہان آرا اور مہرافروز نے کہا تھا بیان کیا بہرام گرد اور لندھور نے نہایت شاد و خرم ہوکے کہا ای دایہ ہم تجکو اسقدر زر و جواہر دینگے کہ تو خوش ہو جائیگی اور ای دایہ اپنی دختروں سے بعد شوق وصال و اشتیاق بوس و کنار کے کہدینا کہ ہمارا دل تو نہیں چاہتا ہے کہ یہاں سے جائیں لیکن تمہارے کہنے سے اسوقت بمشکل اور بہ جبر جاتے ہیں وقت شام ضرور آئینگے یہ کہکے لندھور اور بہرام گرد اپنے خیمہ و بارگاہ کیطرف چلے دایہ بھی خیمہ میں چلی گئی جب لندھور اور بہرام گرد تھوڑے بڑھے لندھور نے بہرام گرد سے ہنسکر کہا آج کیا اچھی ساعت سے اس صحرا میں شکار کے واسطے آئے تھے کہ عجب شکار ہاتھ آیا ہے میری معشوق سبز پوش حسن و خوبی میں کوئی حسین ہمسر نہیں ہے بہرام نے جواب دیا کہ میری مطلوب سرخ پوش کے حسن کے سامنے آپکی معشوق کے حسن کی کیا حقیقت ہے میرا محبوب حسن میں بمنزلہ آفتاب ہے اور آپکا معشوق سبز پوش ایک ذرہ ہے لندھور نے کہا ای بہادر اگر تم میری چشم و نظر سے میرے محبوبکو دیکھو تو اوسکے حسن و خوبی کا حال تمپر ظاہر ہو اور پھر اپنے معشوق کو تم ذرہ خیال کرو اور معشوق کو آفتاب سے مثال نہ دو کیونکہ مشہور جہان ہے لیلے را بچشم مجنون باید دید بہرام نے کہا یہ بھی جواب ہے غرض بہرام گرد اور لندھور دونوں باہم اپنے اپنے محبوب اور مطلوب کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے قریب بارگاہ پہونچے یہاں رفقای لندھور اور بہرام نہایت مضطر اور پریشان تھے اور ہر طرف ڈھونڈھ رہے تھے جب بہرام اور لندھور بارگاہ میں آئے اور بیٹھے اکثر رفقا نے لندھور اور بہرام گرد سے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لیگئے تھے ہمکو نہایت فکر تھی لندھور اور بہرام نے اصل حال تو نہ

لیکن یہ کہا کہ ہم آہوون کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا یہ تقریر سنکے چپ رہے یہان تو
لندھور اور بہرام گرد بارگاہ مین بیٹھے ہین اکثر رفقا شکار کھیل رہے ہین وہان بعد چلے آنے لندھور اور بہرام
گرد کے دایہ نے خیمے مین جاکر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آئینگے ملکہ
مہرافروز اور ملکہ جہان آرا کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام ضرور آئینگے اوسی وقت دختران شاروق
نے دایہ اور چند کنیزون کو بلایا اور کہا تم اسوقت سوار ہوکر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ آج بعد
شام آپ ہمارے پاس مع چند سوارون کے ضرور آئیے گا جب دایہ اور کنیزین سوار ہوکر جانے لگین اوسوقت
ملکہ مہرافروز نے کنیزون سے کہا کہ وہان جاکر بیٹھ نرہنا جو کچھ ہمنے تمسے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور
چند کشتیان شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد تر آنا کنیزین وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئین اور جب خدمت
شاروق مین پہونچین جو کچھ ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہوکر حال
صحرا مین لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزون نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنیکا
اور کیفیت صحراے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری دخترون نے تدبیر گرفتار کرنی لندھور اور
بہرام کی کی ہے یہ سمجھکر بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب کی اور دیگر اشیا مطلوبہ اور سفوف بیہوشی دایہ اور
کنیزون کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دخترون سے میری طرف سے کہدینا کہ مین بعد شام ضرور آؤنگا دایہ اور کنیزین
اشیاے مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور بعد تھوڑی دیر کے اوس صحرا مین پہونچین اور سواریون سے اوترکے خدمت
دختران شاروق مین گئین اور بعد اشیاء مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہرافروز اور
جہان آرا نے قبل شام کنیزون وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آراستگی کرو بموجب حکم کنیزین وغیرہ بزم کی آراستگی مین
مصروف ہوئین پہلے فرش نفیس بچھاکر مسندین زر نگار بچھائین بعض کنیزون نے روشنی کا سامان کیا کنول اور مردنگ
اور فانوس قرینے سے رکھیں شمعین مومی اور کافوری لگائین کسی کنیز نے اشیاے گزک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی
بزم آراستہ و پیراستہ ہوگئی جب آفتاب غروب ہوا کنیزون نے روشنی کی مہرافروز اور جہان آرا مسندون پر لباس
رنگین پہن کے بیٹھین اور انتظار بہرام گرد اور لندھور کا کرنے لگین ادھر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام
نے باہم خلوے مین کہا کہ اب وہان چلو اور سوای داراب گلگبری کے اور کسیکو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے
اس حال کو بھی بیان نہ کرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور داراب گلگبری کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار
ہوے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہین رہو ہم واسطے سیر صحرا کے جاتے ہین یہ کہکے لندھور اور بہرام مع
داراب گلگبری کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا چند کنیزین در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہماری انتظار
کررہی ہین جسوقت کنیزون نے دیکھا کہ دونون جوان آئے ہین فی الفور روبرو دختران ملک جروکی کے جاکر
عرض کرنے لگین لیجیے خداوند لندھور اور بہرام آتے ہین ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم
متبسم ہوئین جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے اسپین اور چلیین حکم مہرافروز سے تا بہ در خیمہ
واسطے استقبال کے آئین جسوقت لندھور اور بہرام خیمے مین گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ ہے
ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکر بہ ناز و ادا و شرم و حیا دوپٹے سے منہ
چھپانے لگین اور مسند زرین سے براے تعظیم اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین بیت رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی معشوقہ سے سنکر نہایت خوش ہوے
لندھور تو اپنی محبوبہ کے پہلو مین بیٹھے اور بہرام گرد اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا اوسوقت اوس بزم کی عجب کیفیت تھی اور

تو کثرت روشنی سے خیمہ پرُ نور تھا دوسرے معشوقان خوبرو سے خیمہ مملو تھا جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا تھا ملکہ
مہر افروز نے کنیزونکو اشارہ کیا کہ شراب مین بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاؤ کنیزین اشارہ ملکہ کا سمجھ گئین اور شراب مین
بکثرت بیہوشی ملا کر گلستان شراب کی لائین اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہر افروز کے رکھدی دایہ نے کہا اے ملکہ
بس شرم ہو چکی اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمہارے عاشق صادق ہین انکے دلکو
رنجیدہ نکرو شرم سے جھجکی نجاؤ کچھ باتین کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہر افروز نے بموجب کہنے دایہ کے بناز
و ادا اپنے ہاتھ جام بلورین مین شراب بھری اور بخجہ شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد
مسرور و شاد ہو کر مئے ناب اوس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعد دو تین جام پلانے کے ملکہ
مہر افروز نے اشارے سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اوٹھا لو کنیزین وہ کشتی شراب کی اوٹھا لیگئین ایک اور
کشتی لاکر روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے مین تامل کیا اوسوقت دایہ نے
کہا کہ اے ملکہ کس درجہ تمکو حیا اور غیرت ہے اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہین
کہ ہمارا چاہنے والا جان فدا کرنے والا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اوس سے کچھ باتین کرین شراب پلائین حال دریافت
کرین غنچۂ دل عاشق کو شگفتہ کرین ای ملکہ اب تمکو ہمارے سر کی قسم حیا و غیرت نکرو یہ وقت بہت غنیمت ہے باتین ہنس
ہنسکے اپنے عاشق شیدا سے کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوی دل نکالو چرخ جفا جو سے امید
راحت نرکھو جو کام کرنا ہی جلدی سے کر لو ایسا نہو کہ تمھارے والد کو اس حال کی خبر ہوجائے یا کوئی آفت ارضی و سماوی
آجائے کہین حسرت و آرزو دل ہی مین نہ رہجائے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ دایہ سچ کہتی ہے ایسا نہو کہ دونون
بیہے باب ہنگے دشمن اسوقت دام مکر و فریب سے ہوشیار ہوکے یا اور کسی وجہ سے نکل جائین تو پھر انکا گرفتار کرنا
مشکل ہوگا یہ خیال کر کے جہان آرا نے اپنے دست نازک سے شیشہ شراب اوس رشک مہر کے پہلو مین بیٹھکر پیا
ملکہ نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام گرد جام لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اوٹھایا اور چاہا
کہ ملکہ کو شراب پلاؤن چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہو گیا تھا کنیزین دوڑ کے دوسرا شیشہ شراب لے آئین کہ جسمین
بیہوشی نہین ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزون نے بہرام کو دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کر کے
جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذرا سی شراب خاطر سے بہرام کی پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ
سے ملکہ مہر نگار نے بھی پی پھر اشارے سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب سازندون کو درست کرکے کچھ گاؤ بمجرد حکم ملکہ کے چند
نازنینان خوبرو نے سازونکو درست کیا اور گانے لگین لندھور نے کہا ہمارا عیار علم موسیقی اور ساز بجانے
سے بخوبی واقف ہے اور در خیمہ پر کھڑا ہے اے ملکہ اوسے بھی یہان بلوا لو ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور
داراب گلبرگی کو خیمے مین لے آئی داراب ایک نازنین کیطرف دیکھکے دست بستہ روبروے لندھور
کھڑا ہوا لندھور نے اوسی نازنین کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نازنین کو مین تجھے دونگا راوی
بیان کرتا ہے کہ اوس نازنین کہ نام فہرست بانو تھا داراب آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور حکم لندھور سے
ساز بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہین کہ ملکہ مہر افروز نے خود غزلین گانا شروع کین اور اکثر راویون کا یہ
قول ہے کہ ایک اور نازنین بحکم مہر افروز گانے لگی اور اہل بزم کے دلونکو اپنے گانے سے خوش کرنے لگے اوسی
عالم مین باشارہ ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام مین بھر کے سامنے داراب
گلبرگی کے لائی داراب نے حالت محویت مین جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نہ کیا جب داراب عیار

شراب کے کئی جام پی چکا اوسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل سناؤن گر تجھے درد دل وجگر صیاد

یقین ہو تمام سے تو رووی تا سحر صیاد	بیان مین کس سے کرون حال تو سنتا ہے	کسے بتاؤن مین بیتابی جگر صیاد
اسیر کنج قفس ہون مین اب تو مدت سے	کبھی مرا بھی گلستان مین تھا گذر صیاد	سناؤن کسکو میں بیچارگی دل کسکا
مرے تو نالون کا جاتا رہا اثر صیاد	چھپا ہے جب سے چمن کچھ نہ پوچھ حال مرا	کہ رخ ہے زرد و ہین خشک چشم تر صیاد
چمن مین رہنے دے بلبل کے آشیانے کو	اجاڑتا نہیں اچھا کسیکا گھر صیاد	اسیر دام بلا کر کے مجھکو اے عاشق

ہوا ہے آج خوشی دل مین کسقدر صیاد جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے

ابھی اہل بزم نازنین کی تعریف کر ہی رہے تھے کہ ملکہ مہرافروز اور جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلو وُن
او ٹھین لندھور بہرام بھی بیقرار ہوکے اُٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اوٹھنے لندھور کے اپنی جگہ سے
اوٹھنے لگا ابھی اچھی طرح سے لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی نہ اوٹھے تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر
پر گرکے بیہوش ہوے ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہوکر تین صندوقون مین لندھور اور بہرام گرد
داراب گلبرگی کو ڈال کے بند کیا اوسی وقت مالک جرو کی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہے مع چند سوارون
کے خیمے مین آیا دختران شاروق نے تینون صندوق اوسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان شاروق
بہت خوش ہوا اور اپنی دخترونکو پیار کیا اور سینے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیون کو لشکر مین
روانہ کیا و صندوقون کو اٹھوا کر اوسی صحرا کے قریب ایک انیسے دریا کے کنارے پر آیا بیت سنگین آب کہ
مرغابی در وامین نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام
گرد و لندھور اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانکر وہ تینون صندوق دریا مین ڈال دیے صندوق پانی مین
بہتے ہوئے ایک طرف روان ہوئے ان صندوقون کا حال توانشاء اللہ تعالے آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال
شاروق کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ صندوق دریا مین ڈال کر بصد خوشی و خرمی اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین جاکر داراب
شاہ سے تخلیے مین کہنے لگا کہ مین بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا مین ڈال آیا ہون اب آج
ہی شب کو لشکر لندھور پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اوسی شب کو لشکر
گران لیکر فوج لندھور پر حملہ آور ہوا اور مردمان فوج کو قتل کرنے لگا مردمان فوج لندھور اور بہرام غافل
سو رہے تھے صدای سمندان اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہوکے جے پور ہندی اور شہپال ہندی اور عادل
شیر دل وغیرہ بھی ہوشیار ہوے اوسیوقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنے اپنے
بدن پر آراستہ کیے اور مسلح ہوکر اور سامان روشنی کا بخوبی کرکے اول جے پور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردمان
فوج جلو ہمراہ لیکر کرنے لگا تلوار ہر ایک بہادر کی چلنے لگی لاشین جوانون کی تڑپنے لگین سر تلوار سے کٹ کٹکے زمین پر گرنے
لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے جوے خون بہادران جاری ہوئی اوسی ہنگام جدال مین جے پور زخمی ہوا شاروق
نے اگر خیام لشکر لندھور مین لگادی خیام جلنے لگے شعلہ ہای آتشین بلند ہوے شہپال ہندی اور عادل شیر دل بھی
اوسی وقت فوج و لشکر لیکر پہونچے اور نعرے کرکرکے بہادر و دلاور فوج داراب شاہ پر گرے لڑائی ہونے لگی
جوان کی سروتن مین جدائی ہونے لگے پہلوانون نے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر
پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گرگرکے زمین پر پڑنے لگے تمام اہل گھوڑے دوڑنے لگے اپنے راکبون
کو خود پامال کرنے لگے غرض اوسوقت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا دونون لشکر باہم ملے ہوئے تھے تلوار

چل رہی تھی ہنگامہ حشر برپا تھا صدائے دار وگیر بلند تھی اشعار

نو گفتی بہ یک دیگر آمیختند
سواران جو گشتی روان اندرو
چو باد خزان بار واز بید برگ

چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
بر و اندر آورد از کینہ جو
فراوان سر افتاد مانند گوی

دو لشکر بہم انداز آویختند
ز خون یلان دشت گشت آبگیر
ہمین گرز بارید بر خود و درگ
دل و سینہ ہا خاک و خون بڑ جوے

عادل شیر دل اور شہپال ہندی بھی زخمی ہوئی جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بعد مشقت بسیار سکے دارب شاہ اور ملک اجرو کی یعنی شاروق اور بادشاہ عبدالعزیز نے شہپال ہندی اور عادل شیر دل اور جے پور ہندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا بلکہ ہزارہا مردان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام تیسرے شہپال ہندی اور جے پور ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنھیں قید کیا تھا لیکر طرف اجرو کیہ کی جو تھی وخرمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور دوسری داستان کا لکھا جاتا ہے،

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور رقعون پر مہر کرا کے لانا اور زوبین وغیرہ سے لڑنا اور عیاران کرلشکر بہزاد و فرام زبرآخرکار ملکہ مہرنگار کو قلعہ تنگ رو احل کی طرف روانہ کرنا

محرران نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بردہ قاف کیطرف روانہ ہونے لگے تھے اوسوقت امیر نے ملکہ مہرنگار سے وعدہ کیا تھا کہ مین اٹھارہ روز مین ضرور آؤنگا اور انشاء اللہ کہا تھا اسوجہ سے امیر کو بردہ قاف مین اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہرنگار رفیقت حمزہ صاحب قران مین نہایت بیقرار ہوئین اور خواجہ عمرو سے بہ گریہ وزاری کہنے لگین کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور اون سے پوچھیے کہ امیر کب تک بردہ قاف سے یہان تشریف لاینگے خواجہ عمرو بموجب کہنے ملکہ مہرنگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کرکے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہین فوراً خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان مین بلوایا جب خواجہ عمرو اوس مکان مین گئے بزرجمہر کو تسلیم کرکے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنیکا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر باتوقیر ملکہ مہرنگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے بردہ قاف کیجانب گئے ہین ایکسال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہین آئے ہین ملکہ مہرنگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہین مجکو ملکہ نے آپکی خدمت مین بھیجا ہی اور یہ مجھسے کہا ہی کہ تم میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ ذرا آپ علم رمل سے دریافت کیجیے کہ امیر باتوقیر کا مزاج کیسا ہے اور کب تک یہان آئینگے بس مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون امیدوار ہون آپ بعلم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور اونکی کیفیت سے اطلاع دیدیجیے خواجہ بزرجمہر نے بہ علم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواجہ آگاہ ہو مجکو بعلم رمل ثابت ہوتا ہی کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہان آئینگے کیونکہ ہنگام رخصت امیر نے بغیر کہنے انشاء اللہ کے کہا تھا کہ مین اٹھارہ روز مین ضرور آؤنگا اور یہ جو تمنے پوچھا کہ امیر کا مزاج کیسا ہی مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ امیر بصحت و عافیت ہین اور ایک دیو کو انھون قتل بھی کیا اب کہ ایشان اور دیون سے اور اونسے حرب ہونگی انشاء اللہ امیر دیونپر غالب ہونگے یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو عمرو کی سنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوے اور آثار حزن و ملال چہرہ عمرو سے ہویدا ہوئے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھکر فرمایا کہ اے خواجہ کچھ رنج و ملال نکرو انشاء اللہ سولہ سترہ برس کا زمانہ جلد

گذر جائیگا امیر بہ خیر و عافیت تم سے اور ملکہ مہر نگار سے آکر ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت و ضیافت کی اور دو تین روز تک بہ آرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد تین روز کے ہنگام رخصت بزرجمہر نے عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے ژوپین اور فرامرز اور بختک کو حکم دیا کہ ملکہ مہر نگار کو جا کر لے آؤ اور جو کوئی سردار امیر کا لڑے اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر کثیر روانہ ہوں پس اے خواجہ عمرو تم جا کر سامان جنگ کرو اور جو کچھ میں نے امیر کے بارے میں کہا ہے ملکہ مہر نگار سے جا کر کہدینا اور میری طرف سے بہت تسلی اور تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ زبانی جو کچھ میں مہر نگار سے کہونگا اوسے یقین نہ آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کی جانب سے اسوقت تھوڑے رقعہ اس مضمون کے لکھتا ہوں کہ امیر چھ مہینے میں آئینگے اور وہاں امیر بصحت و عافیت ہیں رقعوں پر آپ اپنی مہر کر دیجیے میں بعد چھ مہینے کے ایک رقعہ ملکہ مہر نگار کو دیا کرونگا اسی طرح اوسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی ہوجائیگی کیونکہ ملکہ آپ کے رقعہ اور مہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب چھ مہینے کے تشریف لاوینگے خواجہ بزرجمہر نے یہ تدبیر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک میں یہی مضمون تھا کہ امیر بالتوقیر بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعہ لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعوں پر اپنی مہر کر دی عمرو رقعہ لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب کعبہ روانہ ہوے اوسی روز ہرمز اور فرامرز اور بختک اور ژوپین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کرکے لشکر کے ہمراہ ہوے جب ہرمز اور فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا میں پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور دل میں خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہیے اور اس صحرا میں ہرمز وغیرہ کو پریشان کرنا چاہیے یہ خیال کرکے اور صورت تبدیل کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور نے زنبیل سے نکالکر بجانے لگے جب ہرمز و فرامرز اوس جگہ آئے اور آواز اونھوں نے نے کی سنی بیتاب ہو گئے اور ہمراہیوں سے کہنے لگے کہ دیکھو تو یہاں کون شخص ہے نے بجاتا ہے کیا خوب گاتا ہے دل بیچین ہوا جاتا ہے مردان لشکر نے عرض کیا خداوند ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا ہے اپنی نے بجا رہا ہے ہرمز اور فرامرز نے کہا اوس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردان لشکر گئے اور اوس شخص سے کہنے لگے کہ چل تجھے پسران نوشیروان نے بلایا ہے وہ شخص یعنی عمرو مردان لشکر کے ہمراہ چلا اور پاس ہرمز اور فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپ نے مجھکو کیوں بلایا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا ہم تمہاری نے سننے کے مشتاق ہیں اسوقت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بیٹھکر نے بجائی اور یہ غزل با سجان داؤدی گائی

ہو وفا باتیں بنا جاتا ہے کیا کیا جھوٹ سچ
دیکھ لینا بے مروت آج میرا جھوٹ سچ
بات کے موقع اب تو کچھ باتیں بھی کر لیتے ہیں وہ
کہ تو لیتے اوس سے کچھ دل کی تمنا جھوٹ سچ
کوئی کیا سمجھے حسینان جہان کی گفتگو
الجھا ابھی تک دیر رہا ہے ساتھ سا جھوٹ سچ
عمر بھر باتیں سنی ہر شب جب عیار کی
قصے لکھ جاتے ہیں خاطر سے اطبا جھوٹ سچ

وصل کی امید پر سنتا ہوں سب کا جھوٹ سچ
تجھ تو ہو تسکین دل ظالم دم اقرار وصل
رہ گیا ہے میری اونکے یونہیں پردہ جھوٹ سچ
جھگڑے دیر و حرم میں برہمن سے شیخ کی
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہے سراپا جھوٹ سچ
کوئی کیا جانے جو میرے آپ کے باہم ہیں
پر زبان شمع کو کہنا نہ آیا جھوٹ سچ
تا قدر جز اعتراض معنی فرمائیے

خیر یونہیں روز کہجاتا ہوں مرجائیگا کوئی
ایکدن تو اپنے منہ کہدو اچھا جھوٹ سچ
ہمنشیں سنتی نہ سنتے وہ ملاتے دو گھڑی
عمر بھر ہمنے بکا بیکار کیا کیا جھوٹ سچ
دشت غربت میں سوا ہمزاد کی اپنا ہے کون
کس سے وہ کہتے ہیں جو کچھ اہل دنیا جھوٹ سچ
انتظار مرگ میں بالیں پر آکر گاہ گاہ
کیا ملا تسلیم تمکو کہکے اتنا جھوٹ سچ

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہی صحرا کے چرند و پرند صدا سنکے محو ہوگئے ہرمز
و فرامرز نے نواز کی از حد تعریف کی اور ایک خلعت پر زر اور زر کثیر انعام مین دیا اور کہا ای نواز کیا اچھی
غزل تمنے جو شخص کی گائی دل ہمارا تم سے بہت خوش ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم جھوٹھ بولتے ہو یا سچ نواز نے کہا کہ خداوند
نعمت جھوٹھ بولنے سے کیا فایدہ جو سچ بولنے مین ہی بلکہ جو جھوٹھ بولنے مین ہر طرح کا ضرر ہے ہرمز و فرامرز نے
پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا مین کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہی ہمکو پانی کی جستجو ہی سنا ہی کہ آگے ایک تالاب ہی پانی اوسکا
نہایت صاف و شیرین ہی نواز نے کہا خداوند نعمت مین خوب جانتا ہون کہ اس صحرا مین تالاب ہی اور پانی اوسکا
نہایت سرد اور شیرین ہی اکثر اوس تالاب پر نہایا ہون بارہا مین نے اوس تالاب کا پانی پیا ہی ہرمز و فرامرز نے کہا
ہمارے لشکر مین پانی ہوچکا ہی ہر ایک شخص اس وقت لشکر مین پیاسا ہی اگر تم ہمکو اوس تالاب پر پہونچا دو اور ہمکو
راہ کعبہ کی جانے کی ایسی بتا دو کہ ہم جلد پہونچ جائین تمکو اور انعام دینگے نواز نے کہا آپ چلیے ایسی راہ بتا دونگا
کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگو اوسکی سنکے حکم دیا کہ ہمارا لشکر یہان سے روانہ ہو بموجب حکم لشکر اوس
جگہ سے روانہ ہوا نواز تالاب اور راہ راست بتانے کو ہمراہ ہوا اثنائے راہ مین نواز ہرمز فرامرز سے
کہنے لگا کہ خداوند نعمت جب مین آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتا دونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز
نے کہا ای نواز ہم پسر نوشیروان ہین ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہین ہی جسقدر رقم مانگوگے ہم اوسقدر تمکو
دینگے نواز نے ہنسکے کہا اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے
مین تالاب پر آپکو پہونچا دون یہ کہکے نواز نے داہنے ہاتھ کی راہ لی ہرمز و فرامرز وغیرہ بھی اوسیطرف
چلے بعد دو پہر کے نواز تو وہین اور ہرمز کو ایک صحرای ہولناک اور وحشت خیز مین لے گیا اور خود غائب
ہوگیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اوس دہشت پر ہول کو دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور شدت تشنگی سے از حد مضطر ہوئے
اکثر لشکر صدمہ فرط عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار ایذائے تشنگی سے اشکبار ہوئے جب ہرمز و فرامرز
نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا نے نواز کہان ہی اوس سے پوچھو وہ تالاب اب یہان سے کتنی دور ہی
بختک نے ہرچند سے نواز کی جستجو کی لیکن کہین نے نواز کو نہ پایا اوسوقت بختک نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا
ای شاہزادگان والا قدر اوس نواز کا تو لشکر مین نشان نہین ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ نہ نواز ہی وہ مرشد خواجہ عمرو
وہی اس صحرای جانستان مین واسطے ہلاک کرنیکے ہم سبھونکو لائی تھی خود چلے گئے یہی ہمیشہ ہی اگر اس صحرا مین کسی بہر
مار ڈالتی تو اونکی نزدیک کوئی امر اہم نتہا یہ کہکے بختک نے عرض کیا اب اسطرف نہ جائیے پیچھے پلٹیے ہر معلوم ہوتا ہی کہ
اودھر تالاب نہین ہی ہرمز و فرامرز برہم ہوکے پلٹے اور قریب شام تالاب پر پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب پر
بیٹھا ہی بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہی
یقین ہی کہ خواجہ عمرو وہین انکو گرفتار کر لیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا ای بختک نے نواز جسکو تم خواجہ عمرو کہتے
تھے اوسکی صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہی یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہی یا کوئی مسافر ہے اسکو گرفتار کرنا اور
قتل کرنا اچھا نہین ہی بختک نے عرض کیا خداوند نعمت مین حضور سے سچ کہتا ہون یہ خواجہ عمرو وہین آپ انکو دہقانی اور
مسافر نہ سمجھیں اور صورت شکل کا خیال نکرین خواجہ عمرو دم بھر مین ہزار شکلین انواع اقسام کی تبدیل کر سکتے ہین آپ
میرے عرض کرنیکے موافق اس شخص کو گرفتار تو کیجیے اگر خواجہ عمرو نہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز نے موافق کہنے
بختک کے سوارون کو حکم کیا کہ جب تالاب پر پہونچنا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہوا ہے گرفتار کر لینا بعد پانی سوارون نے عرض کیا

خداوند ہم حکم حضور کا ضرور بجا لاینگے جسوقت تالاب تک پہونچنگے تو اس شخص کو گھیر کے پکڑ لینگے اور حضور کے حوالہ کر دینگے غرض جب سواران لشکر بہزار خرابی و مشکل تالاب پر پہونچے اوسوقت یہ قصد گرفتاری اوس شخص کے بڑھے وہ شخص ہوشیار ہوا اور کہنے لگا کہ مجکو کیوں گرفتار کرتے ہو سواروں نے کہا ہمکو یہی حکم ہے کہ تمکو گرفتار کریں اوسوقت اوس شخص نے خنجر کمر سے نکالا اور جست کر کے تھوڑے سواروں کو قتل کیا اور یہ نعرہ کر کے نکل گیا نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار ہما جعفران	ہوئے مکر سے کانپتی ہے جہاں	تراشندہ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار عدار ہوں
ہرا تیز رفتار گر ہوں قدم	صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم	اڑا دوں صبا کو بھی میں ہر کو	نہ پائے مری گرد یا پوش کو

ہر چند سواران لشکر نے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو کے گھوڑے دوڑائے لیکن خواجہ عمرو سواروں کے ہاتھ نہ آئے آخر سواران لشکر عاجز و مجبور ہو کر پھر آئے اور ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگے خداوند خواجہ عمرو تو اتقدر تیز رو ہیں کہ ہم نے ہر چند گھوڑے دوڑائے لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آئے بختک ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا کیوں میں جو کہتا تھا وہی ہوا خواجہ ہی تھے سواروں کو قتل کر کے اور نعرہ کر کے لشکر سے نکل گئے ہرمز و فرامرز اور ژوبین وغیرہ خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت متحیر ہوئے بعد متحیر ہونے کے ہر ایک شخص نے تالاب سے پانی لیکر پیا اور بعد پانی پینے کے پھر سب آمادہ چلنے پر ہوئے ہرمز اور فرامرز مقتولوں کو تالاب پر چھوڑ کے آگے بڑھے لشکر بھی چلا بختک نے بھی اپنے خچر کو بڑھایا ہرمز و فرامرز کو لشکر لیکر جاتے ہیں دیکھیے کعبہ میں کب پہونچیں انکا احوال لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو سواروں کو قتل کر کے بعد عجلت روانہ ہوئے اور بعد راہ طے کرنے کے قریب قطعے کے پہونچے سرداروں کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو آتے ہیں اکثر سرداران حمزہ صاحبقران نے خواجہ کے استقبال کا ارادہ کیا تھا کہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور ہر ایک سردار سے ملکے ملکہ مہرنگار کے پاس گئے اور ایک رقعہ مہری خواجہ بزرجمہر کا نکال کے مہرنگار کو دیا اور کہا ای ملکہ اس رقعہ میں خواجہ بزرجمہر نے تعین لکھا ہے کہ پریشان خاطر نہو حمزہ صاحبقران بعد چھ مہینے کے بصحت و عافیت بردہ قاف سے آئینگے ملکہ مہرنگار نے رقعہ خواجہ بزرجمہر کو دیکھکر عمرو سے کہا کہ چھ مہینے تک مفارقت امیر میں بھلا میں کیونکر زندہ رہونگی یقین ہے ہلاک ہو جاونگی خواجہ عمرو نے کہا جسطرح ہوسکے چھ مہینے مفارقت امیر میں بسر کرو اور ای ملکہ آگاہ ہو کہ تمہارے باپ کے حکم سے ژوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ فوج لیکر مجھسے لڑنے کو آتے ہیں اور تمہارے لینے کو آتے ہیں اسوقت میں امیر کے پاس کسی تدبیر سے جا نہیں سکتا ورنہ جسطرح ہوتا امیر کو یہاں لے آتا ملکہ مہرنگار یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہیں خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے گفتگو کر کے لشکر میں آئے اور پہلوان عادی وغیرہ سرداران کو جمع کر کے اونسے کہنے لگے کہ ژوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ کا لشکر لیکر ہمسے لڑنے کو آتے ہیں نوشیروان نے نامبردگان کو اسی واسطے مع سپاہ کثیر بھیجا ہے کہ ملکہ مہرنگار کو لے آئیں اور اگر عمرو ملکہ مہرنگار کو ہرمز و فرامرز کے حوالے نہ کرے اوس سے لڑیں اور قتل کریں اور امیر باتوقیر ملکہ مہرنگار کو بپاے حفاظت میرے حوالے کر گئے ہیں اور اپنے آنے تک اپنی جگہ مقرر کر گئے ہیں پس تم سب اب کیا کہتے ہو میری اطاعت کروگے یا نہیں اور بختک اور ژوبین اور ہرمز و فرامرز سے لڑوگے یا نہیں سب سرداروں نے تو کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے اور جو کچھ ہمسے فرمائیے ہم بسر و چشم بجا لائیں اگر ہرمز اور فرامرز آئینگے اور آمادہ جنگ ہونگے تو ہم اونسے لڑینگے جب تک زندہ ہیں کیا مجال ژوبین وغیرہ کی جو ملکہ کو لیجائیں لیکن پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ عمرو تم جانتے ہو کہ ہم مدام بھوکھے رہتے ہیں اگر تم ہمارا پیٹ بھرنے کا اقرار

کرو تو البتہ ہمسے مقابلہ اور مردی کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے ہمسے تو اوٹھا نہین جائیگا خواجہ عمرو نے
ای پہلوان عادی ہمنے آج سے چالیس من برنج فی یوم مقرر کیے یقین ہو کہ تمہارا پیٹ اتنے عادل مین بھر
جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے فواکہات معین دونگا پہلوان عادی بہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور
کہنے لگا ای خواجہ اگر اسی قدر روز طعام مجکو دوکے تو مین بھی ایسا لڑونگا کہ زومین اور فرامرز وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہے
رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسیکو نہ آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی
فورا حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جاے اور خندق پانی سے پر کردی جاے اور قلعہ پر ہزار ہا توپین چہار طرف لگادی جائین گولے
اور بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھ لی جائین تاکہ وقت جنگ گولہ اندازونکو آسانی ہو جسوقت عمرو
نے یہ حکم کیا فورا در قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بکثرت توپین بڑی بڑی لگادی گئین توپون مین
گولے وبدلے سے گولہ اندازون نے چماق توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سردارون
نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سب نے عرض کیا کہ آپ تخت پر رونق افزا
ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑنیگے دیکھنے گا کہ ہم کیسے گولہ مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ
کنارے بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگوے سرداران جمہود شعار سنکے خوش ہوے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ
و خیام برپا ہون تخت بچھایا جاے سامان عیش و عشرت مہیا ہون ہم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران
لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فورا عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کا
کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوچکی خواجہ عمرو لباس شاہان زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار و
عیار تعظیم خواجہ اوٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے بسم اللہ بلند کی خواجہ عمرو
تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے بقدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین
قبول کین اور رحلہ زر و جواہر نذر منبل کیا اب خواجہ عمرو کو لقب شاہ عیاران ہوا غرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب
نشاط روبرو خواجہ عمرو حاضر ہوے اور مبارکبادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چہار جانب سے
بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اوس بزم کی کیفیت تھی نظم صداے نغمہ خوش رودیون کی آواز

دف و چنگ و سرود و مطرب ساز	حضور انجمن ہونے لگا رقص	عجب راحت فزا اوس جا کا تھا رقص
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا	کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا	دہن نزہت کے عشرت فزا سے
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے	ہر اک معشوق داں رشک پری تھی	امنگون مین جوانی کی بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال زنگ ماہ وش مبارکباد دیچکین اوسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبرو

شاہ عیاران گائی غزل	دیکھین کیفیت مستی ہین تو یہ ٹوٹ کر	خوب برسا میکدے مین ابر مینا ٹوٹ کر
جب سے مستی ہین کیا کیا ہم نے سیکون پایا	کاش مینا دل ہمارا جام مینا ٹوٹ کر	وصل کی سب بالون جب چھوٹا ہوئین ہین جو کہتے
خشک ہوجاتا ترا دست تمنا ٹوٹ کر	سلسلہ اشکون گرنے کا لگا ہے دم کے ساتھ	دیکھیے اب کمانے تیرا سہارا ٹوٹ کر
رنج کیا پائے جنے قسمت ملائی خاک مین	غیر ممکن ہی کہ پھرتا ما ہوتا رکوٹ کر	تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہین سامان وصل
شاخ تر سے کب ملا ہی خشک تنا ٹوٹکر	یہ خلش ہر دم دل مجروح کی باعث نہیں	رہگیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کر
دیکھنا اعجاز ساقی املا مندوستے آج	صوفیون سے زاہد پابند تقوی ٹوٹکر	مینی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹتا نہین
بہگیا دریا حباب آب دریا ٹوٹ کر	کیا اوا کی شرہ صحرای رمیق دشت جنگ	رہگئی تلوون مین نوک خار صحرا ٹوٹ کر

ہم بھی ہونے پر عدو ہی دل دکھانیکو بہت
گر پڑے آگے مرے کچھ بال عنقا ٹوٹکر
قہر ہوگی ٹیس اپنی قیسلیم اک دن آہ کی

معرکہ میں تیر نجاتا ہے نیزہ ٹوٹکر
راہ دکھلاتا ہی کسکی وقت آخر انتظار
آنکھ سے بہ جائیگا دلکا پھپھولا ٹوٹکر

جب کمر کی میں صفت لکھنے لگا پھر قلم
آنکھ میں ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹکر

جسوقت یہ غزل اوس نازنین نے بہ ناز و ادا گائی جو ارباب محفل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور کچھ نازنین کو انعام دیکر رخصت کیا پھر خواجہ نے اکثر عیارون وغیرہ کو خلعت دیے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی نازنین سامنے ہمارے غزل عاشقانہ گاوے بمجرد حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے لگی خواجہ عمرو اور جملہ سردار و عیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابوسعید لنگری اور ابوشہاب خرقہ پوش عیاران لشکر اسلام بتعجیل تمام روبرو خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا نفس گرم نیک جنبان است + بیک لباس درون یا اجابت یاری + حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان + چنان بعید کہ ناقوسیان زناری ای شہنشاہ عیاران جہان اسوقت ہرمز و فرامرز اور ژوپین اور نجک بہ جمعیت سپاہ کثیر آئے ہیں اور اس قلعہ سے دور ایک میدان وسیع میں فرود کش ہیں باقی خیریت ہے ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر ہی رہے تھے کہ ژوپین اور نجک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آئے اور خواجہ عمرو کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران ہوئے اور کہنے لگے اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ شہنشاہ نوشیروان نے واسطے ملکہ مہرنگار کے لے آنے کے لئے بھیجا بھیجا ہی پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے کردو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائین اور اگر ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے نہ کروگے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر امیر کو قتل کرینگے اور اس قلعہ کو جسے تمنے خوب آراستہ کیا ہی ایک آن واحد میں لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے میں زندہ نہ رکھینگے سب کو تہ تیغ کرینگے اور ملکہ کو ضرور لیجائینگے خواجہ عمرو تقریر ژوپین وغیرہ سنکے برہم ہوئے اور بقہر و غضب کہنے لگے کہ او ژوپین اگر تو اپنے حق میں بہتری چاہتا ہی تو چلا جا ورنہ میں تجکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری کیا یہ مجال کہ تو ملکہ مہرنگار کو یہان سے لیجاے ہرچند حمزہ صاحبقران یہان نہین ہین پر وہ قاف مین تشریف رکھتے ہین لیکن مین تو موجود ہون تجھسے مقابلہ کرونگا اور جب تک زندہ ہون ملکہ مہرنگار کو تیرے اور فرامرز وغیرہ کے حوالہ نہ کرونگا ژوپین وغیرہ گفتگوی خواجہ عمرو سنکے برہم ہوئے اور اپنے لشکر مین آگئے اسیوقت ہرمز و فرامرز نے بقہر و غضب حکم دیا کہ طبل پرخاش بجایا جاے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بمجرد حکم ہرمز و فرامرز طبل پرخاش بجایا گیا صدائے طبل پرخاش بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام صدائے طبل پرخاش سنکے خدمت عمرو میں آئے اور بصد ادب یون عرض کرنے لگے اشعار تا کجے روبہ فراز آرد وگاہے بہ نشیب + بہر احداث حوادث فلک دائرہ ساز + بیکر خصم ترا خاک بود بسر بہ نشیب + دشمن جاہ ترا وارکند رو بہ فراز + ای اوستاد والا نژاد و اے شاہ عیاران آپ کو معلوم ہو کہ ہرمز اور فرامرز بانی فساد نے طبل پرخاش بجوایا ہی ارادہ انکا یہ ہے کہ صبحکو قلعے پر حملہ کرین اور آتش کینہ کو کانون سینے سے ظاہر کرین باقی خیر و عافیت ہی خواجہ عمرو نے طبل پرخاش بجنے کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھوا کر مع جملہ عیارون اور سردارون وغیرہ کے قلعہ مین آئے اور در قلعہ کو بند کر کے سامان جنگ کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین لڑائی کا سامان ہوا تلوارین اور تیر و تبر سے درست ہوئی جب وہ وقت آیا کہ نظم نشان شب ہوا عالم سے نابود + اٹھا رنگ تیرہ کا صورت دود + سحر پھر رکھے تاج مہر سر + ہوئی رونق افزا بخشمت و فر + صبحکو ہرمز اور فرامرز اور ژوپین

ترتیب لشکر کا حکم دیا فوراً جملہ مردمان لشکر مسلح ہوکر آمادۂ حرب و پیکار ہوئے سب نے کمرین لڑائی پر کسین پھر مرکبون پر سوار ہوئے نقارۂ پرش بجنے لگے علمہای لشکر کے پھر پھرے کھلے ہرمز فراد و فرامرز اور ژوبین اور نجتاک بھی سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر چلے اوسوقت وہ گردیلون کا کرک کرک کرنا کاکناوہ سوارون کے پرے اور پیدلون کی صفین وہ گھوڑون کا دوڑنا زمین کا تھرانا اور غبار کا بلند ہونا غرضکہ نہایت شان اور شوکت سے لشکر چلا جب ژوبین مع لشکر قریب قلعہ پہونچا اوسوقت ہرمز اور فرامرز و ژوبین نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ پر دھاوا کرو اور ای بہادرو ان مسلمانونکو زندہ نہ چھوڑو یہ سنکے سوارون نے گھوڑے بڑھائے پہلوانون نے گرز اوٹھائے تیغزنون نے تیغین کھینچین سپرین ہاتھون مین لین ہر ایک طرف ابر سپر مین برق شمشیر چمکنے لگی نقیبان خوش گلو کوئل کیطرح کوکنے لگے سوارون اور پیدلونکو آمادۂ حرب و پیکار کرنے لگے جب ژوبین لشکر کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوا اور میدان زد کا طی کیا اوسوقت بحکم خواجہ عمرو گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر بنجاک رکھکے جلد جلد فیر کرنا شروع کر دیا لشکر ہرمز پر گولے مانند اولون کے پڑنے لگے ابر دھوئین کا چھا گیا آگ کا مینھ چارطرف برسنے لگا ہزارہا کفار کا کھیت پڑ گیا لاشین میدان مین تڑپنے لگین زخمی چلانے لگے گھوڑے کوتل میدان مین دوڑنے لگے زمانہ کثرت دود سے تیرہ و تار ہو گیا گاو زمین دمبدم توپون کی آواز ہیبتناک سے کانپنے لگی پیر فلک تھرانے لگا کوئی حربہ جوانان لشکر ہرمز اور فرامرز کا اہل قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچا اور اہل قلعہ نے ایسے گولے اور تیر اور عیارون نے پتھر مارے کہ فوج ہرمز اور فرامرز کا منہ پھر گیا قریب شام ہرمز اور فرامرز اور ژوبین بدرجہ ناچاری بمجبوری طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکرگاہ مین نہایت ملول پھرے خواجہ عمرو کفار کے ہلاک ہونے سے اور ملول پھر جانے سے خوش ہو کے دوسرے

روز پھر ژوبین مع ہرمز و فرامرز بہ جمعیت بیکران قلعہ پر حملہ آور ہوئے ہر چند ہزارون قتل ہوئے لیکن قلعہ تک پہونچ نہ سکے اسیطرح چھ مہینے کے تک ہرمز و فرامرز و ژوبین وغیرہ نے قلعے پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا بعد چھ مہینے کے ایک روز خواجہ عمرو قلعے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سرداران لشکر حاضر ہوئے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اب غلہ وغیرہ قلعے مین ختم ہو چکا ہے آپکو کچھ تدبیر کرنا چاہیے ای خواجہ مردمان لشکر سے خصوصاً مجھسے حالت گرسنگی مین نہ لڑا جائیگا خواجہ عمرو پہلوان عادی کی گفتگو سنکے متردد ہوئے اور بعد فکر بسیار ایک تدبیر سوچ کے سردارون سے کہنے لگے کہ تم سب جاؤ اور بیٹھو آج مین غلہ وغیرہ کے بارے مین کوئی تدبیر کرونگا سردار تو خواجہ کے پاس سے اپنے جگہ اور مقام پر چلے آئے لیکن خواجہ عمرو ہنگام شب شکل اپنی تبدیل کرکے اول خیمہ ژوبین کیطرف آئے نگہبانون وغیرہ کو بیہوش کرکے خیمے مین آئے دیکھا کہ ژوبین غافل سو رہا تھا خواجہ عمرو نے کفچہ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بینی ژوبین کے اوس کفچہ کو لے گئے جسدم ژوبین نے سانس کھینچی بیہوشی کفچہ سے دماغ ژوبین مین چلی گئی ژوبین کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا خواجہ عمرو نے دو حلقہ کمند سے ژوبین کے ہاتھ اور حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن اور سر کو باندھکر گولا لاٹھی بنایا اور اوٹھا کر ساتوان حلقہ لگایا اور دیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور قنات خیمہ کی چاک کرکے پشتارہ ژوبین لیے ہوئے لشکر سے نکلے اور قلعے مین پہونچے اور پشتارہ ژوبین کا رکھکر ابوشہاب خرقہ پوش اپنے شاگرد کو لیکر قریب بارگاہ ہرمز آئے اور خدمتگارون وغیرہ کو بیہوش کرکے مثل ژوبین کے ہرمز کو بھی کرکے پشتارہ ہرمز کا ابوشہاب کے حوالہ کیا اور کہا کہ قلعے مین لیجا ابوشہاب پشتارہ ہرمز کا لیکر چلا اور راہ طی کرکے قلعے مین پہونچا بعد جانے ابوشہاب کے خواجہ عمرو نے مانند ہرمز کے فرامرز کو بھی بیہوش کیا اور مثل ژوبین کے فرامرز کا پشتارہ لیکر بہ چالاکی لشکر سے نکلے اور راہ طی کرکے قلعے مین پہنچے اور پشتارہ رکھنے

رکھنے کیلیے در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے زوبین اور ہرمز اور فرامرز کو در قلعہ پر مضبوط باندھکر
لٹکایا جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا مرزبان لشکر اور خدمتگار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اوسوقت عیار اور خدمتگار
زوبین اور فرامرز اور ہرمز کو خیمے اور بارگاہ ہو میں نہ دیکھکر متحیر ہوگئے ملوان فوجوں بختک کے پاس آئی اور
بختک سے کہنے لگے کوئی عیار زوبین اور ہرمز و فرامرز کو لے گیا ہے خیمے میں زوبین اور بارگاہ ہوں
میں ہرمز و فرامرز نہیں ہیں بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو وہی
ہرمز و فرامرز اور زوبین کو بیہوش کر کے لیگئے ہیں یہ خیال کر کے بختک اپنے خیمے پر سوار ہوا اور طرف تکنے
کے چلا لشکر میں ہرمز وغیرہ کے گم ہونے سے تہلکہ پڑ گیا سوار اور پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار سو
کرینگے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش کر کے لیجائے یا آکے قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنے کی آرزو ہی
دل میں رہجائے سوار اور پیدل تو لشکر میں باہم اسی طرح گفتگو کر رہے ہیں لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہے کہ بختک
مع چند خدمتگار مضطر و بیقرار خیمے کو دوڑاتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ زوبین اور ہرمزاد و فرامرز
در قلعہ پر بندھے ہوئے لٹکے ہیں خواجہ عمرو بالاے قلعہ تشریف رکھتے ہیں عیار سردار وغیرہ بھی روبرو خواجہ
حاضر و موجود ہیں خواجہ سرداروں سے کچھ باتیں کر رہے ہیں بختک زوبین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو سے
ملتجی ہو کے کہنے لگا ای خواجہ آپ نے زوبین اور ہرمز و فرامرز کو کیوں گرفتار کیا ہے کچھ مجھے فرمائیے تو میں
تو آپ کا غلام اور تابعدار ہوں خواجہ عمرو نے کہا ای بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے میں غلہ وغیرہ ہو چکا ہے مردمان
مردمان لشکر پریشان و مضطر ہیں اگر تو چھ مہینے کا غلہ اور دیگر اشیاے مطلوبہ بھیجا دیگا تو سبکو رہا کر دیگا ورنہ انکو گرفتار ہی
یا زنبیل میں داخل کرونگا بختک نے کہا میں ابھی چھ مہینے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہوں آپ انکو زنبیل
میں داخل نہ کیجیے گا بختک یہ کہکے اپنے خیمے کیطرف آیا اور لشکر میں پہونچکر چھ مہینے کا غلہ وغیرہ چھکڑوں پر بار کرا کے
ہمراہ اپنے در قلعہ تک لیگیا اور منت کہنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیا حاضر ہیں انہیں منگوا لیجیے اور زوبین اور ہرمز
اور فرامرز کو چھوڑ دیجیے ایسا نہ کیجیے گا کہ غلہ بھی لے لیجیے اور نامبردگان کو رہا نہ کیجیے خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا ای
بختک تم مطمئن رہو میں غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے یہ کہکر عیاروں سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر اشیا
چھکڑوں سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ مزدور ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ لے گئے جب غلہ قلعہ میں
پہونچ چکا اسوقت خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرزاد اور زوبین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر میں آیا اور عیاروں سے
کہا انکو ہوشیار کرو عیاروں نے زوبین وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت زوبین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہوئے
بختک سے پوچھنے لگے کہ آج لشکر میں کیا تہلکہ ہے عیار ہمارے پاس کیوں کھڑے ہیں بختک نے کہا لات
منات نے بڑی خیر کی تم سب زندہ بچ گئے ورنہ روحیں تمہارے جسموں سے نکل گئی ہوتیں اجسام تمہارے بے گور و کفن
کہیں پڑے ہوتے زوبین نے کہا ای بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتیں کرتے ہو کیا شراب زیادہ پی ہے جو حواس
تمہارے بجا نہیں ہیں جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا ہیں لیکن تم ابھی
بیہوش پڑے تھے میں نے عیاروں سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہے خواجہ عمرو تمکو اور ہرمز اور فرامرز شاہزادگان عالی وقار
کو بیہوش کر کے لے گئے تھے اور در قلعہ پر انہوں نے لٹکایا تھا جب مجکو خبر ہوئی اور میں نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ دیا
اسوقت خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر میں تمہاری رہائی کی تدبیر نہ کرتا تو خواجہ عمرو سر تمہارا کاٹ لیتے یا قید کر لے لشکر میں
آنا نصیب نہوتا اب کہو تم غافل اور بیہوش تھے یا میرے حواس بجا نہیں ہیں زوبین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

ہوا اور ہرمز اور فرامرز سے کہنے لگا کہ آپ طبل برتش بجنے کا حکم دیجیے پھر کل قلعے پر حملہ کرونگا ہرمز اور فرامرز
نے طبل برتش بجوایا خواجہ عمرو کو طبل برتش بجنے کی خبر ہوئی پہلوان عادی وغیرہ نے کہا ای خواجہ آپ اندیشہ نہ کیجیے
اب کھانیکو غلہ قلعے میں آگیا ہے بخوبی ژوبین وغیرہ سے ہم لڑینگے غرض وہ دن گذر کے شب بھر تیاری لڑائی کی
ہوئی ہنگام سحر ژوبین و ہرمز وغیرہ فوج کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوئے ہرچند دلیرانہ قلعے پر حملہ کیا لیکن وہ قلعہ ہاتھ
نہ آیا مردمان فوج صدہا ہلاک ہوئے آخر ژوبین وغیرہ قلعہ کیطرف سے پھرے اور لشکرگاہ پر آئے اسی طرح کئی مہینے
تک ژوبین اور ہرمز و فرامرز وغیرہ قلعہ پر حملہ کیا کیے لیکن قلعے میں داخل نہو سکے آخر ایک روز ژوبین نے
ہرمز و فرامرز سے کہکر پھر طبل برتش بجوایا اور لشکر کو لیکر اسطرح قلعے پر حملہ کیا کہ خندق سے گذر کے در قلعہ پر پہونچ
اور قصد در قلعہ کے توڑنے کا اوسوقت حکم خواجہ عمرو سے گولہ اندازوں نے گولے مارنا موقوف کیے اور
اکثر مردمان قلعہ نے تیر مارنے شروع کیے بعضوں نے گرم گرم تیل کڑھا کا ژوبین پر ڈالا عیاروں نے گوپھن
میں پتھر رکھکر لگانے شروع کیے ژوبین تیروں اور نیزوں وغیرہ سے بچنے لگا خواجہ عمرو نے اوسوقت جلدی
سے زہرہ مصری کو بہ شکل ملکہ مہرنگار رنگ و روغن سے بنایا اور نقاب چہرے پر ڈال کے اور کچھ باتیں سمجھا
کے بالای در قلعہ بھیجا زہرہ مصری نے در قلعہ پر آکے اور ژوبین سے مخاطب ہوکے کہا ای ژوبین خبردار خبردار
در قلعہ کو ہرگز نہ توڑنا اور قلعے میں نہ آنا ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالونگی دیکھ یہ ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ
میں ہے ابھی ہیرے کو پیسکر کھا لونگی اگر تجھکو یہی منظور ہے کہ مجھکو میرے پدر کے پاس لیجائے تو یہاں سے دس کوس
کے فاصلے پر ٹھیرو میں خواجہ عمرو کے ہمراہ آتی ہوں ژوبین نے یہ تقریر ملکہ مہرنگار نقلی کی سنکے خیال کیا کہ در قلعہ
کو توڑ کے قلعے میں جانا اب بیکار ہے کیونکہ جس واسطے میں قلعے میں جاتا تھا وہ مطلب نکل آیا یعنی ملکہ مہرنگار پھر
ہمراہ نوشیروان کے پاس چلنے کو راضی ہے یہ سوچ کر ژوبین نے کہا ای ملکہ آپ ہمراہ خواجہ کے تشریف لائیے
میں جاتا ہوں یہ کہکے ژوبین مرکب کو خندق سے پھندا کر اسطرف آیا زہرہ مصری قلعے میں چلی گئی جب ژوبین
لشکر میں آیا مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ اب تم سب میرے ہمراہ چلو یہاں نہ ٹھیرو اکثر مردمان لشکر ژوبین کے ہمراہ
ہوئے ژوبین ایک طرف چلا بختک یہ حال دیکھکے متعجب ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا کہ او ژوبین کہاں چلے
ہو کیا غضب کرتے ہو گئے در قلعہ پر پہونچکے در قلعہ کو کیوں نہ توڑا خیر اب بھی جا در قلعہ کو توڑ کر ملکہ مہرنگار کو
قلعے سے لیکر مداین کیطرف چلو اہل قلعہ کو قتل کرو خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرلو ہرچند بختک نے ژوبین کو بلایا اور
پکار کے کہا لیکن ژوبین بختک کے پاس نہ آیا اور تقریر بختک کی مطلق نہ سنی بعد چلے جانے ژوبین کے ہرمز اور فرامرز
اور فرامرز بھی میدان جنگ سے پھرے اور لشکرگاہ پر آکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے بعد جانے ہرمز و فرامرز کے
خواجہ عمرو نے جملہ سرداروں کو بلایا اور کہا یہ قلعہ مختصر ہے اور غلہ بھی کم رہگیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے پہلوان عادی
نے کہا اگر آپ قلعہ تنگ رواحل میں چلیں بہ نسبت اس قلعے کے وسیع و مستحکم ہے اور غلہ بھی اوس قلعہ میں زیادہ ہے
بہ راحت و آرام بسر ہوگی خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سنکے کہا اب میں ایک عیاری کرتا ہوں ہرمز اور فرامرز
کو مع لشکر یہاں سے لیے جاتا ہوں تم ہمراہی مقبل ملکہ مہرنگار کو بصد پردہ داری لیکر طرف قلعہ تنگ رواحل
کے چلو عادی وغیرہ نے کہا بہتر اوسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز سن رسیدہ کہ نام اوسکا نقشہ تھا اور آنکھوں
سے بھی اوسے بصورت ملکہ مہرنگار بنایا اور زیور رانگے اور پیتل کا پہنایا اور لباس بھی پرانا پہنا کر پھر اوسکو
محافہ میں سوار کیا کہاروں نے محافہ اوٹھایا خواجہ عمرو اوس محافہ کے ہمراہ قلعے سے باہر آئے اور راہ قطع کرکے ایک درخت کے

کے نیچے خانے کو رکھوکر دربارگاہ ہرمز و فرامرز بصورت اصلی آئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربارگاہ پر آئے ہیں ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو بلاؤ جب خواجہ عمرو بارگاہ میں گئے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا اے خواجہ عمرو کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہوکر کہا کہ اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کروں کیونکہ فی الحال میں نے سنا ہے کہ امیر نے خدانخواستہ پردہ قاف میں انتقال کیا ہے یہ خبر سنکر مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہے اور سو بہتر ہے ملکہ مہرنگار کو محافہ میں سوار کرکے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمہارے حوالہ کروں کیونکہ اب ملکہ کو قلعہ میں رکھنا اور لڑنا بیکار ہے اور اتنے دنوں جو میں لڑا ہوں یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے گا ہرمز و فرامرز نے خوش ہوکر کہا اے خواجہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ضرور تمہاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اس کے فرامرز نے پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہیں خواجہ نے کہا یہاں سے قریب ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ بھائی یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے میں ڈرتی ہوں کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف ہو جاوینگے تو لڑائی ہوگی اور میرا جانا خدمت والدین میں نہوگا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے آگے جا کر ٹھہری ہوں فی الفور تم بھی آؤ اور میرے آنے کا حال ترود میں سے بیان نہ کرنا فرامرز نے کہا اے خواجہ عمرو ہمشیرہ صاحبہ سے کہدینا کہ آپ یہاں سے چلیے بعد آپ کے میں بھی یہاں سے کوچ کرکے آتا ہوں خواجہ عمرو یہ سنکے بارگاہ سے باہر آئے کہاروں سے کہا محافہ اوٹھاؤ کہاروں نے محافہ اوٹھایا چوبدار وغیرہ محافہ کے ہمراہ ہوئے خواجہ بھی عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طے کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے کہاروں نے ایک تالاب پر محافہ کو رکھا مہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار بھی ٹھہرے خواجہ تو تالاب پر محافہ کے قریب بیٹھے ہیں اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور لشکر کو لیکر بصد کر و فر روانہ ہوئے مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے گئے سرداروں نے سامان چلنے کا کر ہی چکے تھے فوراً ملکہ مہرنگار خاتون و دیو قاروں کو بصد پردہ داری سکھپال میں سوار کرکے اور ہمراہ تمام لشکر کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ تنگ واصل روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑیے اور اب حال ہرمز و فرامرز اور خواجہ عمرو وغیرہ کا سنیے کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہنچے ایک جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ اور خواجہ عمرو کے چند تحایف شاہانہ کشتیوں میں لگا کر خواجہ قابل اور خواجہ مقبول سراؤں کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤں کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤں نے تالاب پر پہونچکے خواجہ عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحایف شاہزادوں نے اپنی ہمشیرہ کو اور آپ کو بھیجے ہیں اور تھوڑی دیر میں خود بھی تشریف لاتے ہیں خواجہ عمرو نے جملہ تحایف لیکر اپنے پاس رکھے اور خواجہ سراؤں سے کہا کہ تم جاکر ملکہ کی طرف سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ جلد آئیے میں آپ کا منتظر ہوں خواجہ سرا رخصت ہوے عمرو نے تحایف مع کشتیاں اور کشتی پوش نذر زنبیل کیے اور اون چوبداروں اور خدمتگاروں کو کہ وہ بھی عیار لشکر اسلام کے تھے اونھیں اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار نقلی کو محافہ میں چھوڑکر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ واصل کی روانہ ہوئے اور راہ طے کرکے سرداران امیر کے پاس پہنچے اور پہلوان عادی وغیرہ سے اپنی عیاری تمام کیفیت بیان کی سب خوش ہوئے عمرو کو جانب قلعہ تنگ رواصل چلے جاتے ہیں لیکن اب حال یہاں کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جب خواجہ سراؤں نے پیغام عمرو پہونچایا ہرمز و فرامرز ہنگام شب پانچ لشکر سے بہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوئے بختک نے درمیان راہ خیال کرنے لگا کہ اسے کیسطرح عقل قبول نہیں کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

کو ہرمز و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بھی ایک عیاری ہے بختک یہ خیال کرتا ہوا جب تالاب پر پہونچا دیکھا محافہ تو رکھا ہے لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں بختک سمجھ گیا کہ جو میں نے خیال کیا تھا وہی ظہور میں آیا چاہتا ہے بختک تو سمجھکے چپکا رہا لیکن ہرمز و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافہ کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے بہت دنوں کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپ کی ملاقات کا تھا شکر ہے کہ لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی ہوئیں کیسے جو ہمنے ہدایہ آپ کو مقبول اور قبول خواجہ سے اون کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہے یا نہیں ہرچند ہرمز و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا ہرمز نے فرامرز سے کہا شاید ہمشیرہ صاحب ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا صدمہ حمزہ صاحبقران سے اسوقت بیہوش ہو گئیں ہیں فرامرز نے کہا ذرا بہ آواز کہو کہ ہم ہرمز ہیں آپ ہم سے کلام کیجیے ہرمز نے موافق کہنے فرامرز کے کہا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ میں ہرمز آپ کا بھائی اور فرامرز دوسرا بھائی بھی آپ کے پاس بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سوا بختک کے کوئی یہاں غیر نہیں ہے آپ ہمسے خفا ہیں تو کوئی خطا بھی آپ کی نہیں ہے اور اگر اتفاقاً کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات کیجیے حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا صدمہ نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپ کی شادی کسی بادشاہ جلیل القدر کے ساتھ موافق اپنے ملت اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے ہمارے مذہب کے خلاف اونکا دین تھا جب ہرمز نے باواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت مہرنگار نقلی نے بہ غیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہے کیوں مجھکو گالیاں دیتا ہے نوشیروان کو میرا باپ بتاتا ہے بتاتا ہے میرے باپ بھائی تو سب مر گئے خاک میں مل گئے تم کہاں میرے بھائی پیدا ہوئے خدا تمھیں غارت کرے کہ تم لات منات پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ انھوں نے انتقال کیا مجھکو ملکہ مہرنگار سمجھے ہو میری شادی کی فکر میں ہو ادنی کو اعلی بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو میں تو اندھی ہوں کیا تم بھی اندھے اگر کچھ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو میں ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہوں نام میرا بنفشہ ہے خدا سلامت رکھے ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسے محافے میں سوار ہوں اور خدا نہ کرے شکل میری صورت سے انکی شکل ہو ماشاءاللہ چشم بد دور وہ نوجوان اور حسین ہیں میں بڑھیا اندھی بہری چراغ سحری ہوں مجھے اور انسے کیا مناسبت تم ناحق مجھکو ملکہ مہرنگار بناتے ہو ہرمز و فرامرز نے یہ سنکے پردہ محافہ کا اوٹھایا دیکھا تو فی الواقع ایک اندھی عورت بصورت ملکہ مہرنگار محافے میں بیٹھی ہے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا تجھکو کس نے ملکہ مہرنگار کی شکل بنایا ہے اوس نے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہیں معلوم کیسی بنائی ہے مجھسے کہا تھا کہ تو محافے میں بیٹھکر چل میں یہاں محافے میں سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں معلوم کہاں چلے گئے یقین ہے کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا کہ جب ہرمز و فرامرز یہاں سے چلے جائیں تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلیں اور اس قلعہ کو خالی کر دیں وہ سب تو قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس مجھکو یہاں چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہوگی القصہ ہر کہ اسی محافہ میں ہے آپ بغداد مرجاوینگی ہرمز و فرامرز اوسکو متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوئے یکایک چند عیار بھی تالاب پر آئے ہرمز نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ مکہ میں ہیں یا تنگ عیار گئے اور بعد تھوڑی دیر کے

دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے خداوند نعمت قلعے مین تو کوئی بھی نہین ہے بجز اکثر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سردارون وغیرہ کے قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہین زنجنگ سنکے پیچنے لگا اور کہنے لگا واہ خواجہ
عمرو کیا عیاری کی ہے مین تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو کبھی نہ دینگے ہرمز اور فرامرز عیارون اور زنجنگ کی تقریر
سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہین تو کیا ہم وہان نہین جا سکتے یہ کہکے
کنیز کو تو حکم کیا کہ اسکو لشکر مین داخل کرو کنیز تو لشکر مین داخل کر دی لیکن تو لشکر مین واصل کی گئی لیکن ہرمز اور فرامرز
مع زنجنگ سبزہ ... بی کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ اور تالاب سے فرات دینے لگے بعد سیر کرنے کے
ہرمز اور فرامرز لشکر مین آئے اور عیارون کو بلا کر کہا ژوبین اسطرف گیا ہے یقین ہے کہ یہین مقیم ہوگا اور
یہان بلا لاؤ عیار بموجب حکم روانہ ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہان ژوبین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے
آنے کا انتظار کر رہا تھا وہان عیار پہونچے اور ژوبین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادون نے بلایا ہے ژوبین
نے کہا مین ملکہ مہرنگار کے آنیکا منتظر ہون وہ یہان آتی ہونگی انھون نے مجھسے عہد یہان آنے کا کیا ہے
مین وہان نہ جاؤنگا اور یہین سے ملکہ مین اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاؤنگا عیارون نے عرض
کیا آپ بیکار ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے ہین خواجہ عمرو عیاری کر کے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف روانہ
ہوگئے ہین ہم خود جا کر قلعے مین دیکھ آئے ہین ژوبین یہ تقریر عیارون کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً مع اپنے ہمراہیون
کے وہان سے چلا اور بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ
عمرو کی عیاری کا ژوبین سے بیان کیا غرض چند روز تک ژوبین اور ہرمز و فرامرز اوسی جگہ مقیم ہوئے اسی
زمانہ مین خواجہ عمرو مین مع سردارون کے ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعہ تنگ رواحل ہوئے اور قلعہ کو آلات
حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ عمرو تو وہان قلعے کو آراستہ کر کے باطمینان تمام بیٹھے ہین لیکن اب
حال ژوبین اور ہرمز وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ چند روز تک ژوبین وغیرہ اوس جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کر کے وہان سے طرف
قلعہ تنگ رواحل کی بارادہ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاء اللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزہ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے

داستان حیرت نشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم مین اور مقابلہ کرنا امیر باتوقیر کا دیوون سے

راویان ذیوقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عفریت جو خبر قتل دلوار جنگ سنکے بہ قہر و
غضب لشکر سات لاکھ دیون کا لیکر چلا تھا اب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہ ہین
اور خیام برپا ہون چنانچہ سوافق حکم عفریت جملہ دیو اوسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہ ہین اور خیام کو سونسنک پا ہوگئے عفریت داخل
بارگاہ ہوا اور ہمان اوسکی ملعون بھی بارگاہ مین داخل ہوئی اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا مین مقیم ہوئے دیونند کی
دیو برق و دیو کیوان و دیو اکوان کہ یہ چارون ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہین اور نہایت نمک حلال
دولتخواہ شہپال بن شاہرخ کے ہین انھون نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت سات لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر
بارادہ جنگ و جدال آیا ہے اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہے فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہپال بن شاہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد ادب تسلیم و مجرا کر کے اسطرح اپنی زبان مین دعا و ثنای بادشاہی بجا لا کر ملتمس ہوئے اشعار
ہمیشہ تا لب الیاس خضر سیراب ست + ز چشمہ کہ ہنوز عیش کند سکندر یاد + لب عدوی تو سیراب لیک از آن آبی

کہ حضرت تو جانتے ہی ہیں کہ فولاد شہنشاہ عالی وقار پر مدام عنایت والطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن شہنشاہ فلک بارگاہ کا ہمیشہ مزاج ناساز رہے آج عفریت بدکردار نابکار سات لاکھ دیوؤں کی جمعیت سے سرحد گلستان ارم پر آکے خیمہ زن ہوا ہے ارادہ اوسکا یہ ہے کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سر میدان بندگان شہنشاہ سے پیکار کرے باقی خیر و عافیت ہے جوقت چار دیو نے شہپال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنے کی بیان اوسوقت حمزہ صاحبقران روبروے شہپال بن شاہرخ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہزارہا دیو دراز قامت صاحب عزت اور پری نژاد عالی نژاد بصد ادب صندلیوں اور دنگلوں وغیرہ پر بیٹھے تھے شہپال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فزا تھا پہلوے شہپال میں ملکہ آسمان پری زوجہ امیر باتوقیر نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے بیٹھی تھی علاوہ لباس رنگین کے سراپا زیور جواہر نگار پہنے تھی اشعار

جواہر نگار پہنے تھی اشعار	گیسوی عنبرین بدر آراست	خستہ تافتہ بہ شب بیاراست	حلقۂ گوش و ہمیشہ جنگ
حلقۂ در گوشش ہر دو لعل و گہر	بر دو در دست خاتم زرین	دل و را نجا نمود جای نگین	یار در صفای ان سینہ
موج گوہر در آب آئینہ	نیست بازیب زیب آن بانہ	کہ ازان یافت زیب آن بانہ	کبھی امیر باتوقیر صورت ملکہ

آسمان پری پر نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن دستیاب امیر باتوقیر پر نظر کرکے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارہ اور کنائے ہوتے تھے زوج و زوجہ باہم باہماد اشارہ ہنستے تھے ناگاہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ یہ عفریت نابکار جواب ہمسے پیکار آیا ہے قبل اسکے ہمارا ملازم تھا اور ہمنے اس نالایق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل فوج کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیوؤں اور پریزادوں کی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر بھی بداختر تھا اب تھوڑے زمانے سے اس نمکحرام نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہے اور وہی لشکر دیوؤں کا جسکا یہ افسر تھا اوسی لشکر سے لاکھوں نمکحرام دیوؤں کو ہمراہ اپنے لے گیا ہے اور بجای خود حاکم ہوگیا ہے حمزہ صاحبقران نے کہا اب آپ بھی سامان جنگ کیجیے عالم بارگاہ کا نکلوائیے مقابلے میں عفریت کے چلکر صف آرا ہوجیے اور میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے میں عفریت اور لشکر کے دیوؤں سے مقابلہ کرونگا اور بخوبی لڑونگا ہر ایک دیو ناپاک کو انشاء اللہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ حمزہ صاحبقران کسی دیو ناپاک و سرکش کے ہاتھ سے قتل ہوئے تو میرے عیش میں خلل آجائیگا زمانۂ شباب میرا بے لطف گذریگا خیال امیر میں راتوں کو نیند نہ آئیگی دنکو ایک لمحہ چین نہوگا روح ایکدم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز کی گریہ و زاری اور نالہ و اشکباری میں میری جوانی خاک میں ملجائیگی فراق امیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ انکی جان مبتلای غم و الم ہو اور عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آئے انکی جان بچے اپنا مدعای دل بر آئے ہر شب امیر سے میرا پہلو گرم اور آباد رہے یہ خیال کرکے ملکہ آسمان پری نے شہپال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انکے کہنے پر عمل نہ کیجیے اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیے گا اور انکو دیوؤں سے نہ لڑوائیے گا بلکہ انکو میدان جنگ میں بھی جانے نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہوجائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر شمشاد یا کوئی سنگ گران لگائے تو خدانخواستہ انکا تو کام اکدم میں تمام ہوجائے میں صرف اسوجہ سے عرض کرتی ہوں کہ اگر خدانخواستہ یہ قتل ہوگئے یا زخمی ہوئے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیے گا سوا اسکے کہ سب شرمندہ او محجوب ہوجیے گا اور آپکو بھی انکے ہلاک ہوجانے کا صدمہ جانکاہ ہوگا پس میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ انکے والد و احباب کے شرمندہ او منفعل ہوں اور یہ بھی مجکو منظور نہیں ہے کہ آپ کو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ ہو اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیے گا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائینگے کیونکہ

ضعیف انسان قوی انسان سے توڑ نہیں سکتا ہی بھلا نحیف الجثہ آدم زاد دیون سے کیونکر لڑینگے آپ نے ملاحظہ تو کیجے
کہ دیو کا ایک ہاتھ انکے قد و قامت سے کہین بڑا ہی لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نہ کرنا چاہیے جس سے آخرکار صدمہ و
محن مین مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اوسکا علاج نہو سکے شہیال بن شاہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکے
کہا ای نور نظر پارہ جگر جو کچھ تمنے کہا بظاہر سچ ہی لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہین ہی امیر
اس درجہ قوت ہی کہ انکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ اور دیو ایک مور ہی اور شیر ایک غزال ہی تمنے سنا ہی کہ امیر نے
راہدار کو قتل کیا ہی اور تمہارے ارژنگ کو ہلاک کیا ہی غرض انسے دیو کسی طرح لڑ نہین سکتے ہین خداوند عالم نے انکو عجب
طاقت اور قوت دی ہی کہ عقل کو حیرانی ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیوار جنگ کے اوپر تلوار انکی
پڑ گئی وہ مارا گیا اوسکی قضا ہی آگئی تھی اسی بہانے سے وہ جہنم مین گیا اور راہدار کا جو آپنے ذکر کیا اوسے مین نے
نہین دیکھا نہین معلوم تنہا انھون نے اوسکو قتل کیا یا یہ لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوئے جب وہ مارا گیا مین جانتی ہون
کہ وہ پڑا ہوا سو رہا ہی انھون نے آہستہ جاکر اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر راہدار بیدار اور ہوشیار ہوتا وہ کبھی انکے
ہاتھ مارا نہ جاتا اور جو آپ نے فرمایا ہی کہ انمین قوت طاقت بہت ہے یہ آپ نے بجا اور درست فرمایا ہی بیشک کوئی
آدمزاد فی زمانہ انسے مقابلہ اور مجادلہ نہین کرسکتا لیکن دیو انسے قوت و طاقت مین بڑھے ہوی ہین مین کبھی نہ مانونگی
کہ یہ سب دیوؤن سے زور و قوت مین زیادہ ہین انکے دست و پای ضعیف اور نحیف ہین صاف ثابت و ظاہر ہی کہ کمزور ہین
اور دیون کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہی کہ دیوون مین طاقت و قوت اور زور زیادہ ہی
بس میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ واسطے مقابلہ عفریت بھیجائے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوون کا روانہ کیجے
وہی سردار اوس بدکردار سے لڑے باہم دیوون مین خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف مین تشریف نہ لیجائیے یہین
بیٹھے رہیے وہان فتح آپکی ہوگی اگر آپکے لشکر کے دیو قتل بھی ہوجاینگے تو چندان رنج و غم نہوگا اور اگر سو دو سو پریزاد و
ہنگام جنگ ہلاک ہونگے تو بردہ قاف پریزادون سے خالی نہوجائیگا شہیال نے ہنسکے جواب دیا ای نور چشم یہ تم کیا
کہتی ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جائینگے ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہوجائینگے میدان
مصاف لاشون سے بھر جائیگا کشتون کے پشتے میدان کارزار مین ہر طرف نظر آئینگے غضب کی جنگ ہوگی زمین
تھرائیگی آسمان کانپنے لگیگا دریای خون عرصہ رزم مین بہیگا خیر اگر تمہاری خوشی یہی ہی کہ امیر کے نام پر طبل جنگ بجوایا
جای اور انکو دیوون سے ہم نہ لڑوائین حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم نہ جانے دینگے یہ کہکر
شہیال بن شاہرخ نے دیوون سے حکم کیا کہ ابھی بارگاہ سلیمانی کا نکلوا و نقارخانہ سلیمانی کو بھی درست کروا و
جلدتر سامان جنگ کروا اور مقابلہ عفریت نمک حرام کیواسطے آمادہ و مستعد ہو اور آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بعجلت تمام سامنے عفریت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام ایستادہ کرو دیون نے موافق حکم
شہیال بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور جملہ دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ چلنے پر ہوئے
جب لشکر کثیر دیوون اور پریزادون کا جمع ہوگیا اور کل سامان جنگ ہوچکا اوسوقت شہیال بن شاہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اوٹھاؤ بموجب حکم پریزادون نے تخت شہیال کا اپنے دوش پر اوٹھایا شہیال نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ تم اپنے مکان مین جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای فرزند تم یہین رہو امیر نے کہا مین ضرور
آپکے ہمراہ چلونگا ناچار شہیال نے امیر کو بھی اپنے ہمراہ کیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر برای مقابلہ عفریت بدگوہر
چلا اوسوقت روانگی لشکر دیو اور پریزادون سے جنبشے زمین ہلتی تھی آسمان اوس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا

تھا آفتاب خوف سے تھراتا تھا وہ دیوؤن کی مہیب شکلین اور اونکی درازی قامت وہر ایک دیو کا دمبدم نعرہ کرنا
اور وہ دیوؤن کا دوش بر دار شمشاد گرانبار کا لیکر چلنا اور پرواز کرنا اور وہ پریزادون کا باہم پرواز کرنا کبھی بالا
زمین چلنا و شور و غوغائی لشکر دیو العیاذ باللہ ہنگامۂ حشر کا نمونہ تھا غرض شہپال بن شہرخ بصد شوکت و شان بعد
راہ طے کرنے کے جب قریب لشکرگاہ عفریت پہونچا حکم کیا کہ یہین لشکر ٹھہر جائی اور اسی جگہ بارگاہ و خیام برپا کیے
جائین دیوؤن نے حسب الحکم اوسی جگہ بارگاہ سلیمانی کہ جو لاثانی تھی برپا کی امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ عجب بارگاہ
فلک شکوہ ہی کہ جسکی تعریف بشر سے بخوبی ہو نہین ہوسکتی اونچی تھا اوسکی یہ ہی کہ اسقدر بلند تھی کہ خیمۂ آسمان باوجود
اس نخوت کے اوسکی بلندی سے شرماتا تھا اور وسیع وہ اسقدر تھی کہ پیک خیال بھی اوسکی وسعت کی خبر مشکل لاتا
تھا علاوہ بارگاہ کے خیام رشک خیمۂ فلک بھی استادہ کیے گئے شہپال بن شہرخ اور حمزہ صاحبقران
داخل بارگاہ ہوی اور لشکر دیو پریزاد بھی بہ مقابلہ عفریت مقیم ہوا عفریت نے شہپال اور حمزہ صاحبقران
کے آنے کی خبر سنکے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا دیوؤن نے موافق حکم عفریت نہایت بڑے بڑے نقارونکو چوب
چوب خرد جسے مجسے درختون کی شاخون سے بجایا صدا نقارون کی بلند ہوئی جسوقت آواز نقارہ رزمی بلند ہوئی
دیو تہندک اور دیو اکوان وغیرہ نقارۂ جنگی کے بجنے کی خبر لیکر سامنے شہپال بن شہرخ کے آئے اور اپنی اپنی
مین اطلاع دعا و ثنا بجالا کر عرض کرنے لگے ابیات تا فنا سطاق رو د در ترکتاز انقراض + ماہ بقا بادنو مہر دین بار
گاہ انقلاب + عمر ابد آنوشب گیر فتار اہمنان + عہد اقبال تو توفیق نقار انقلاب + ای شہنشاہ فلک بارگاہ
عفریت نالایق نے نقارۂ جنگی اور طبل رزمی بجوایا ہی ارادہ عفریت بدسیرت کا یہ ہی کہ میدان کارزار مین اگر حضور
شہنشاہی مقابلہ کرے باقی خیریت ہی شہپال بن شہرخ نے دیو تہندک وغیرہ سے خبر نقارۂ جنگی بجنے کی سنکر حکم
کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجایا جائی بموجب حکم شہپال بن شہرخ قلابی چینی و کباب چینی وغیرہ پریزادون
نے نقارخانہ سلیمانی مین بیٹھکر نقارہ ہای سلیمانی پر چوبین لگائین شہنا نوازان باواز دلکش شہنائی بجانے لگے
دیو پریزاد صدا شناس سنکے وجد مین آنے لگے اکثر پریزاد کہ دیو جو ہوکر جھومنے لگے صدائے نقارۂ سلیمانی جو
بلند ہوئی گاوزمین تھرائی بیزولک کا بینے لگا شیر فلک کا دل دہل گیا جملہ پریزاد آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ
ہوئے کہ نقارۂ جنگی بجا ہی اب کل جنگ ہوگی غرض رات بہر دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب
وہ وقت آیا کہ دیو شب بخیال جنگ و جدال دیوان بردۂ قاف گریزان ہوا اور آفتاب نمایان ہوا ہنگام
سحر شہپال تخت پر سوار ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوئے بعد لشکر دیو پریزاد خیل
خیل فوج فوج قشون قشون جانب میدان مصاف روانہ ہوا کثرت گرد و غبار سے روی آفتاب پنہان ہوگیا زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا معذور وغیرہ گویا شب تیرہ تھا اونستو دیوؤن کا رعد آسا نعرہ کرنا اور ہوا صبح کا چلنا غبار کا بہ کثرت
بلند ہونا دیو و بنگالات حرب و ضرب لیکر نکلنا کبھی بالا ہوا لشکر دیو پریزاد کا چلنا کبھی زمین پر ہمراہ رکاب شہپال
بن شہرخ اور حمزہ صاحبقران چلنا اور نقارہ سلیمانی دمبدم بجاے دیوؤن اور پریزادون کا شور و غل بپا ہوا تھا
غرض جب شہپال اور امیر مع لشکر دیو اور پریزاد میدان کارزار مین پہونچے اسطرف عفریت بھی مع سات لاکھ
دیوؤن کے میدان رزم مین آیا اور بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہردو لشکر کے اول عفریت
کے لشکر سے دیو خر جنگ برادر دیو ارژنگ مقتول کا نکلا اور مانند رعد کے چلا کر کہنے لگا کہ ای آدم زاد اگر تجھکو دعوی
شجاعت ہی تو میدان مین آ اور مجھسے مقابلہ کر مین اپنے برادر ارژنگ کا تجھسے عوض لونگا اور ایک ہی ضرب گرز شادی تجھے قتل کرونگا

امیر باتوقیر نے نعرہ دیو خرخنگ سنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہپال بن شہرخ نے مقابلہ کرنی سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نمانا اور کہا کہ دیو خرخنگ مجھے کو طلب کرتا ہے آپ مجھے جانے دیجیے انشاء اللہ اس نابکار کو قتل کرونگا آخر بدرجہ مجبوری شہپال نے امیر کو اجازت دی امیر شہپال سے رخصت ہوکر سامنے دیو خرخنگ نے امیر کے قد و قامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیو ارژنگ کا خیال کرکے بہ غصہ و غضب وار شمشاد سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وار شمشاد کو سپر پر روک کر تلوار کھینچی اور دیو خرخنگ کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے وار شمشاد پر شمشیر تیز کو روکا لیکن تیغ آبدار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی دیو خرخنگ دو ٹکڑے ہوکر اسطرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہوکر بالائی غبار اگر زمین دیو خرخنگ کے گرنے سے تھرائی لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے خرخنگ کے متحیر ہوئے خصوصاً عفریت بیحد حیران ہوا شہپال بن شہرخ خرخنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا بعد قتل ہونے اوس دیو کے عفریت نے اپنے لشکر کے دیکھ کر کہا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا قوی کہ اس آدم کا سر کاٹ کے میرے پاس لائے بارے میدان کارزار میں ہلاک کرے اور میرے دلکو خوش کرے دیو خونخوار دندان گنگوہی عفریت سے عرض کرنے لگا کہ میں جاتا ہوں اور اس آدم زاد کو ہلاک کرکے سر اسکا کاٹکر لاتا ہوں لیکن خونخوار دندان مثل فیل دمان نعرہ سا نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکر کہنے لگا کہ ای آدم زاد اب ہوشیار ہو جا میرے ہاتھ سے تو کسیطرح نہ بچیگا کیونکہ میں مثل دیو ارژنگ اور خرخنگ کے نہیں ہوں چونکہ امیر توقیر زبان دیو اور پریزاد سمجھتے تھے گفتگوی خونخوار دندان سنکے زبان دیو میں کہنے لگے کہ او بیحیا مانند خرخنگ کے تجکو بھی قتل کرونگا تو بیکار مجکو ہوشیار کرتا ہے میں بخوبی خبردار اور ہوشیار ہوں حربہ کر اوس دیو نے تقریر امیر کی سنکے اول وار شمشاد گرانبار کا کیا دیکھ سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری وار شمشاد کو سپر پر روکا دوبارہ اس دیو نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا حمزہ صاحبقران نے اسکی ضربکو خالی دیکر تلوار ہر خونخوار دندان پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے ارہ پر تلوار کو روکا مگر تلوار ارہ پشت نہنگ کو کاٹکر سر خونخوار دندان میں در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرہ کو کاٹتی ہوئی حلق کو گردن میں آئی اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹکر زمین میں در آئی خونخوار دندان قتل ہوکر زمین پر گرا زمین خون دیو ہا سے رنگین ہوگئی بلکہ جوی خون خونخوار زمین پر جاری ہوئی جملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے سے کانپنے لگے اور فضل صاحب تب تھرانے لگے ہر ایک دیو کا چہرہ سیاہ خوف امیر سے مائل بہ زردی ہو گیا ناظرین لکھتے ہیں اگر یہ اعتراض کریں کہ حمزہ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ خونخوار دندان قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیب پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو عالم خواب میں ایک بازو بند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا کہ ای فرزند اس بازو بند کو اپنی بازو پر باندھیو کیسا ہی کوئی حریف دراز قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمھاری بہ برکت بازو بند کو اوسکے سر پر پہونچیگی اور بازو تمہارا اس بازو بند کی برکت سے نہ تھکیگا چنانچہ وہی بازو بند امیر کے بازو پر بندھا تھا اوسی بازو بند کی برکت سے ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک پہونچا اور قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان کے عفریت نے ہرچند داہنی جانب اور بائیں جانب لشکر کے دیوؤں کو دیکھا اور کہا دیوؤں سے کہا کہ جاکر اس آدم زاد سے مقابلہ کرو اور کسیطرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے نہ نکلا اور کہنے لگے کچھ جواب ندیا ایک

اپنا سر جھکا لیا عفریت نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا جب صدائے طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے آواز سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکر گاہ پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی روبرو دی شہپال آئے شہپال بہت خوش ہوا اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو و پریزاد اپنی لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا

داستان گلستان قید ہوجانا امیر بانوقیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندون ہزاردست کو اور آنا دیو سیامک کا اور رنجیدہ ہوکر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہوکر لڑنا لشکر عفریت بدکردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پردۂ قاف کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے اپنی لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بسبب رنج وغم کے عفریت نے طعام تناول نہ کیا اور بارگاہ میں محزون وملول بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب عفریت نے تناول نہ کیا اوسوقت مادر عفریت کہ جو کاہنہ کامل تھی از راہ محبت مادری کے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی ای فرزند آج تو طعام کیوں تناول نہیں کرتا باعث تیرے صدمہ وملال کا کیا ہے عفریت نے اپنی ماں سے کہا کیا طعام تناول کروں مجکو نہایت صدمہ ہے مادر عفریت نے پوچھا ای فرزند بیان کر مجکو کس وجہ سے ہے عفریت نے کہا ای مادر مہربان باعث رنج وملال یہ ہے کہ امیر نے میرے کئی دیووں کو قتل کیا ہے آج میں نے ہرچند اپنے لشکر کے دیوں سے کہا کہ اس آدم زاد کو میدان میں جاکر قتل کرو اور اس سے مقابلہ کرو لیکن کوئی دیو آدم زاد سے بسبب خوف کے لڑنیکو نہ گیا اور کسینے میرے حکم کی تعمیل نہ کی آخر میں بمجبوری طبل بازگشت بجواکر میدان رزم سے چلا آیا اب مجکو یہ فکر ہے کہ دیکھئے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے یہ آدم زاد مجکو قتل کرتا ہے یا میرے ہاتھ سے مارا جاتا ہے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھی کو یہ آدم زاد قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ذرا آپ اسوقت اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ میں اس آدم زاد پر فتحیاب ہونگا یا آدم زاد مجھپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت غدار نامہ ملعونہ تھا یہ شفقت مادری کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھاتا تو کھا میں ابھی اپنے علم کے ذریعے سے حال فتح و شکست بتائے دیتی ہوں تو اسقدر کیوں رنجیدہ خاطر ہے یہ کہکے ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب لیکر آئے عفریت نے اپنی ماں کے کہنے سے طعام تناول کیا اور بعد اکل وشرب کہنے لگا کہ اب دریافت کیجیے کہ انجام جنگ کا کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے بعد غور وفکر بسیار کے کچھ لیا اور دریافت کیا کہ نالہ بلند کیا اور نہایت اضطرار ہوکر زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور نالہ وفریاد کرکے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھکر گھبرایا اور پوچھنے لگا کچھ کہیے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہے ملعونہ نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا ای پسر کیطرح تیری جان کی خیر نہیں ہے مجکو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدم زاد ضرور تجکو قتل کریگا اور مجکو تیرے غم والم میں رولانے گا اوسوقت جسقدر دیو بارگاہ میں قریب عفریت کے بیٹھے تھے سب دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ ایک نامہ سمندون ہزاردست کو اس مضمون کا لکھیے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور آدم زاد یعنی امیر کو آکر قتل کرو عفریت نے دیووں کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ میں سمندون ہزاردست کو بہ امداد نامہ لکھوں اور اوسے بلاؤں میں ہرگز اوسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اوسکے پہونچیگا اور وہ نامہ میرا پڑھیگا تو میری بزدلی اور نامردی پر ہنسے گا اور تمام دیو اوسکے لشکر کے مجھپر خندہ کرینگے اور کہینگے کہ عفریت باوجودیکہ

خود بھی قوی ہی اور لشکر بھی ساتھ لاکھ دیوؤن کا رکھتا ہی اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اوس سے قتل کیا نہین جاتا
اسیطرح سمندون ہزار دست بھی کیگا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت وحقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکی
خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی جگہ اوٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای افسر اور بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر اندیشہ نکیجیے
اور اپنی والدہ کو تسکین دیجیے مین آدمزاد یعنے امیر کو ضرور گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردونگا آپ قتل کرڈالیے گا عفریت
نے خوش ہوکر پوچھا اے خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا کیا کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارہ رزمی
وطبل جنگی بجوائین صبحکو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائین پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدم زاد کے میدان
مقابلہ مین بھیجین اگر وہ دیو قتل ہوجائے تو آپ مجھسے کہیے گا کہ اب تو جا کر حمزہ سے مقابلہ کر مین اوسوقت انکار کرونگا اور یہ عرض
کرونگا کہ مین آدمزاد سے مقابلہ نکرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہین ہی علاوہ اس گفتگو کی ای بادشاہ
مین اوسوقت اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر مجبور زدوکوب کرکے اپنے لشکر سے نکال
دیجیے گا اور طبل بازگشت بجوا کر چلے جایئے گا اور مین روتا ہوا شہپال بن شہرخ کے پاس جاؤنگا اور اوس سے فریاد
کرونگا ای بادشاہ شہپال رحم دل ہی اوسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کریگا چند روز کے زمانہ مین
کسی نہ کسی طرح امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو تو کہین قید کر آؤنگا اور امیر کو گرفتار کرکے حضور کے
پاس لے آؤنگا آپ حمزہ کو فوراً قتل کرڈالیے گا جب حمزہ ہی قتل ہوجائیگا پھر آپ کو کون قتل کریگا عفریت اور مادر عفریت
دونون تقریر خرپا کی سنکے خوش ہوے اور اوسکے مکر فریب فہم وفراست کی بہت تعریف کی بعد تعریف کرنے کے عفریت نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جائے فوراً موافق حکم دیوون نے نقارہ رزمی بجایا آواز نقارہ جنگی سے زمین کانپنے
لگی جسوقت صدائے نقارہ رزمی بلند ہوئی چند دیو خدمت مین شہپال کے بعجلت آئے اور بعد ادائے تسلیم کے بعد ادب
اپنی زبان اسطرح دعا وثنائے شاہی بجالا کر عرض کرنے لگے **اشعار** ہمیشہ تا کہ نہ گردد حلال بر فرزند
حلیلہ کہ شود با پدر بحبلہ مقیم + خسروا ناز نعیم تو بہر درطالع + بود عزیب جو طامع بر آشیان لئیم
اسوقت عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہی باتی حیرت ہی شہپال نے تقریر دیوون کی سنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین
بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر قلاب چینی اور کباب چینی نے چوب لگائی صدائے
نقارہ جنگی بلند ہوئی دیوون کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہل گئے دیوون اور بہادرون نے صدائے نقارہ جنگی
سنکے آلات حرب وضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر کے وہ وقت آیا کہ **بیت** یکایک صبح کا اوبھا
ستارہ + کیا تاریکی شب نے کنارہ + صبحکو دونون لشکر بہ کروفر میدان مین آکر صف آرا ہوے دیو سخران
فیل زور عفریت کیطرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اوسنے بہر مقابلہ طلب کیا حمزہ صاحبقران نے
شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر سخران فیل زور سے مقابلہ کیا سخران نے دار شمشاد ہرا امیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد
کی ضرب سے بچکر تلوار کھینچی اور سخران پر لگائی سخران فیل زور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سخران فیل زور
کے عفریت نے دیو خرپا سے مخاطب ہوکر کہا کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدمزاد سے مقابلہ کر خرپا نے بہ آواز بلند
کہا کہ اے بادشاہ مین اس آدمزاد سے ہرگز ہرگز لڑنے کو نہ جاؤنگا مجکو قتل ہونا منظور نہین ہی اور کسیکو میدان مین بھیجیے یا خود
اس آدمزاد سے مقابلہ کر عفریت نے دیوون سے کہا کہ خرپا کو زدوکوب کرکے ابھی ہمارے لشکر سے نکالدو کیونکہ یہ ہمارا حکم
بجا نہین لاتا ہی اور ہر گفتگو سخت کرتا ہی دیوون نے بموجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زدوکوب کرکے نکال دیا
امیر با توقیر اور شہپال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت دیو خرپا کو اپنے لشکر سے نکالا اور طبل بازگشت بجوا کر چلے

لشکرگاہ کیطرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی مین آئے شہپال بارگاہ مین جاکر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہرنگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد و سردار نامی بھی بارگاہ سلیمانی مین صندلیون پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نالہ و فریاد کنان دربارگاہ حضور پر آیا ہے عفریت نے اوسکو اپنے لشکر سے نکال دیا ہے امیدوار ہے کہ حاضر خدمت حضور ہو کر شرف زمین بوسی بجالاوے شہپال نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لے آؤ دیوون نے خرپا سے کہا جا تجکو شہپال نے طلب کیا ہے خرپا روبروے شہپال جاکر بعد ادائے آداب شاہانہ کے دعا و ثنائے شاہی بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ مجکو عفریت بدسرشت نے اپنے لشکر سے باہر نکال دیا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور کی خدمت عالیہ مین حاضر رہون شہپال نے رحم کر کے دیو خرپا سے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر مین نہ جانا اب ہمارے ہی لشکر مین رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی سنکے مجرا کیا اور بہ اجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا دوسرے روز ملکہ آسمان پری برائے سیر ہمراہ چند پریون کے ایک جانب تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اوسطرف چلا اور تھوڑی دور جاکر مارا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجاکر جزیرہ شبنم مین قید کیا اور جلد تر خدمت شہپال مین آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا شہپال اور امیر باتوقیر وغیرہ کو خرپا دیو کی شرارت سے مطلق آگاہی نہوئی جب سلطان ازرق نے ہمراہ پریون اور دیوون سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہان ہے سب نے عرض کیا واسطے سیر کے گئی ہین جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ آسمان پری نہ آئی اوسوقت سلطان ازرق نے شہپال سے آکر ملکہ آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا مین نے سنا ہے کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھین ابھی تک نہین آئین ہین شہپال بن شہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور دیو اور پریون کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے چہار طرف روانہ کیا اور اکثر دیوون اور پریون سے ملکہ آسمان پری کا حال پوچھا چند پریون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم ملکہ کے ہمراہ واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت سے اوٹھا لے گیا ہم اوسکو روک نہ سکے شہپال نے پریون سے سنکر خرپا کے اوپر گمان بھی نہ کیا غرض دیو اور پریزاد تو بتلاش ملکہ آسمان پری گروہ گروہ چہار طرف گئے ہین لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری کو تخت سے اوٹھا کر لے گیا ہے امیر صدمہ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر بیتاب اور بے قرار و اشکبار ہوئے کہ اگر مفصل بیقراری اور اشکباری امیر کی تحریر کیجاوے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان کئی جزون مین تمام ہو پس خیال طول حال بیقراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہین گیا جب تین چار روز گذر گئے اور ملکہ آسمان پری کا کچھ پتہ اور نشان نملا شہپال اور امیر باتوقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوئے خواب و خور حرام ہو گیا لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ہر ایک دیو پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے ہنگام شب امیر کو بیہوش کیا اور امیر کو اوٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا ادہر عفریت اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ دیو ارجل اور ارجال دست ماران نے آکر عفریت کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے عفریت نے دیوون سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہین آیا نہین معلوم کس فکر و تردد مین ہے ملعون نہاد عفریت اور دیوون نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار کرنے کی فکر مین ہوگا جب وہ امیر کو گرفتار کریگا اوسوقت حاضر ہوگا ابھی دیو یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ خرپا آیا اور عفریت کو سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ بڑی مشکل سے مین نے امیر کو بیہوش کیا یہ لیجئے امیر کو حوالہ عفریت کیا عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اوٹھکر گلے سے لگا لیا اور بعد دینے انعام کثیر کے

اوسے اپنا وزیر کیا پھر لشتپارہ امیر کا چادر سے کھلوا کر عفریت نے جو زخم امیر بیہوش سے لیکن بہ سبب رعب و
دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا اور چہرہ سوختہ من کی قید مین امیر کو گرفتار کیا بعد طوق سلاسل وغیرہ پہنانے کے
عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار کرو خبردار نے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ تخت پر
عفریت بیٹھا ہی صدہا دیو مین دیسار عفریت کے بیٹھے ہین اور اپنے تئین گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کی
دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ مین کیسا قوی دلیر ہون کہ مین نے تجھے گرفتار
کیا امیر نے جواب دیا او بے حیا تو نے مکر سے مجکو قید کرایا اگر اسوقت بھی ایک ہاتھ میرا کھول دی اور پھر مجکو
گرفتار کرے تو مین جانون کہ تو دلیر ہے عفریت نے کہا ای آدم زاد مین ایسا نادان نہین ہون کہ تجھے رہا کرون
اور ایک ہاتھ تیرا کھولکے اپنے اوپر خرابی لاؤن اور تیرے ہاتھ سی قتل ہون یہ کہکے عفریت نے جلاد کو طلب
کیا جب جلاد آیا عفریت نے حکم کیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کر سر اسکا میرے پاس لی آ
جسوقت عفریت نے جلاد سی یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اوس وقت امیر نے رجوع قلب خداوند عالم
سے اپنے قتل نہونے کی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بقدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اوسکا
مستورہ تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد
نے کیا قصور کیا کیون جلاد اسکو قتل کرنے کے واسطے لیے جاتا ہی عفریت تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنی دختر
سے بیان کیا اور کہا ای آدم زاد کا قتل کرنا میرے نزدیک بہتر اور مناسب ہی مستورہ نے تقریر اپنے پدر کی سنکے
کہا یہ آدم زاد شہپال سے تعلق رکھتا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال اور آپ سے بہت لڑائی ہوگی اور انجام
جنگ کا اچھا ہو گا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون
کا لکھیے کہ مین نے امیر کو قید کیا ہی اور شہپال سی مجھسے لڑائیان ہو رہی ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ میری مدد کو واسطے آئین
اور اس آدم زاد کی قتل کرنے یا قید کرنے بارے مین بھی کچھ فرمائین عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکے خیال کیا کہ دختر
سچ کہتی ہی یہ خیال کر کے حکم کیا کہ امیر کو زندان مین قید کرو اور دیو افراغ سی کہا کہ تو اس آدمزاد کی حفاظت کر خبردار کوئی
زندان سے اسے نہ لیجائے دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک آ پائے اور کیا کسکی طاقت اور کیا
کہ اس مجرم کو زندان سی رہا کر کے لیجائے یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے زندان تک گیا دیوون نے امیر کو زندان مین قید کیا
دیو افراغ مع اور دیوون کے واسطے حفاظت و نگہبانی کے در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے امیر کے عفریت نے نامہ
سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامہ سمندون ہزار دست کے پاس لیجا وہ دیو نامہ لیکر روانہ
ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہو کر تخت پر بیٹھا ناگاہ چند دیو اور پری روتے ہوئے آکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذیجاہ امیر بالو پیر کو
کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہین ہین شہپال یہ حال سنکے اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار عبد الرحمن
جنی سے کہا کہ تم علم رمل دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہی عبد الرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال پر
نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ و عالیجاہ مجکو ثابت ہو گیا ہی کہ دیو خر پا
امیر کو لیگیا ہی شہپال یہ تقریر عبد الرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا عبد الرحمن نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ پریشان خاطر نہون امیر جلد رہا ہو کر حضور کے پاس آئینگے شہپال کے دلکو عبد الرحمن کی اس تقریر سے تسکین ہوئی
شہپال تو خیال ملکہ آسمان پری اور امیر مین مخروج ہے لیکن اب حال مستورہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب شام ہوئی مستورہ
عشق امیر مین بیتاب و بیقرار ہو گئی اور بڑی دیر تک فکر کیا کی آخر بعد فکر بسیار قریب نصف شب در زندان پر گئی دیو افراغ نی مستورہ

سلام کیا مستورہ نے کہا اے دیو افراغ مین اسوقت اسواسطے آئی ہون کہ آدم زاد کو ایک نظر دیکھ لون دیو افراغ
نے کہا مین آپ کو زندان مین نجانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان مین جانے دینے کا نہین ہے مستورہ نے دیو افراغ
کو کچھ جواہر دیا اور کہا مین ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہون میرے باپ کو اس امر کی کوئی خبر نہ ہوگی کیونکہ اسوقت
سوائے تیرے یہان کوئی نہین ہے تو کیون ڈرتا ہے دیو افراغ نے بہ طمع جواہر مستورہ کو زندان مین جانیکی
اجازت دی جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ امیر محزون وملول طوق وسلاسل مین گرفتار زندان مین
بیٹھے ہین مستورہ سمجھی کہ یقیناً یہ آدمزاد اپنے قید ہونے سے ملول ہے اسکو یہ نہ معلوم تھا کہ امیر خیال ملکہ آسمان پری اور
ملکہ مہرنگار مین محزون وملول ہین غرضکہ مستورہ نے امیر کو پریشان خاطر اور چشم پرنم دیکھکر اپنی زبان مین
کہا کہ اے آدم زاد آگاہ ہو کہ مین بیٹی عفریت کی ہون اور تیری دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی ہون اگر تو مجھے بہتر ہو تو
مین ابھی تجکو قید سے چھڑا دون اور مین تیرے وصل سے شاد کام ہون امیر با توقیر خیال ملکہ آسمان پری
اور ملکہ مہرنگار مین بیٹھے ہوئے تھے مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور گفتگو بیہودہ سنکے برہم ہوئے چونکہ مستورہ
عنقریب امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا پھٹ گیا اور وہ زمین پہ
گر کے تڑپنے لگی تھوڑی دیر مین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوئے جہنم گئی جب زیادہ دیر ہوتی اور
مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ کو تردد ہوا آخر زندان مین گیا وہان دیکھا کہ مستورہ کا سر شق ہے اور
مری ہوئی پڑی ہے دیو افراغ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدمزاد نے مستورہ کو مار ڈالا ہے دیکھئے
اب کیا ہوتا ہے یہ سمجھکے باہر زندان کے آیا اور وقت سحر خدمت عفریت مین جا کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ ہمارے
بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہین معلوم کیونکر زندان مین چلی گئی آدمزاد نے اوسکو مار ڈالا ہے مین بے خطا
ہون مین نے آپکی دختر کو زندان مین جاتے نہین دیکھا اگر مین آپ کی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی نہ جانے دیتا
عفریت دیو افراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور اوسی عالم رنج وغم مین عفریت
دیو افراغ سے بولا کہ جلد امیر با توقیر کو زندان سے میرے پاس لا تاکہ مین اوسے قتل کرون اور اپنی کا انتقام
ابھی عفریت بدسرشت یہ کہ رہا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم ہوا عفریت نے گھبرا کر پوچھا کہ شور کیسا ہے دیوون نے عرض کیا کہ
سیاملک بھانجا سمندون ہزار دست کا بہ کثرت دیو اپنے ہمراہ لیکر آیا ہے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست
کا لایا ہے عفریت نے یہ سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم بعد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا اتنی دیر مین
سیاملک بھی دربار عفریت مین آیا اور بعد سلام کے نامہ سمندون ہزار دست عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا
نامہ مین لکھا تھا کہ اے عفریت نامہ پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو برائے
برائے طلب مدد بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سے مہلت اور فرصت نہین ہے اسوجہ سے بعوض اپنے
بھانجے سیاملک کو تمھارے پاس بھیجا ہے اب تمکو لازم کہ موافق تدبیر سیاملک کے شہپال سے لڑنا اور آدمزاد
کو بھی اسی کے مشورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میرے تصور کرنا عفریت نے اس مضمون سے آگاہ ہو کر
ہوکر نامہ رکھدیا اور سیاملک کو برابر دیو خرپا کے بٹھایا خرپا کے برابر بیٹھنے سے سیاملک کو ملال ہوا
سیاملک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا سے بعد غضب کہا او نالائق میرے پاس سے اوٹھ جا اور کہین
جا کر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرپا گفتگوی سیاملک سنکے عفریت کیطرف دیکھنے
لگا عفریت نے کہا اے سیاملک دیو خرپا کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو مینے اپنا وزیر کیا ہے اور

اسنے یہ کارنمایان کیاہی کہ آدم زاد کو جسنے امیر کو پکڑا یا ہی مین اس سے نہایت خوش ہون سیامک نے تقریر عفریت
سنکے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کیطرف متوجہ ہوکر بصد عتاب کہا کہ او ملعون یہان سے اوٹھ جا اور اپنے
ہمسر اور ہمرتبہ دیوؤن کے پاس جاکر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اوٹھ جا کہ تو لایق میرے
برابر بیٹھنے کے نہین ہی سیامک یہ تقریر خرپا کی سنکے برہم ہوا اور طوق کو گردن خرپا کے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور
ایک گھونسا کلے پر خرپا کے اسطرح مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منہ سے لہو بہنے لگا اور چند دانت ٹوٹ کر دہن
سے زمین پر گر پڑے ہر چند کہ اوسوقت صدہا دیو دربار مین عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسیکو اتنی جرات نہوئی
سیامک کو منع کرے یا سیامک سے مقابلہ کرے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے
کا ملال ہوا عفریت چاہتا تھا کہ کچھ کہے کہ ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہوکر اوٹھا اوسوقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک
آئے تھے وہ سب بھی اوٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اوسی غیظ و غضب مین بارگاہ
شہپال بن شہرخ کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہوکر آتا ہی شہپال نے
فوراً دیو دنکو برائے استقبال بھیجا دیو سیامک کو بصد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی مین لائے سیامک نے
شہپال کو سلام کیا شہپال نے سیامک کو اوس جگہ بٹھایا جس جگہ کبھی عفریت نہ بیٹھتا تھا سیامک دلمین خوش ہو
بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ کہ وہ کسی زمانہ مین سپہ سالار
تھا مجکو بٹھایا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شہپال نے مجکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہی سیامک ابھی یہ خیال
تھا اور خوش ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض کہتے ہین کہ سیاہ قبا شہپال
نے سیامک کو بطور خلعت عطا کی اسسے سیامک اور شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنیلگا کہ آپ طبل جنگ
میرے نام پر بجوایئے مین عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ
رزمی بجوایا بعض راوی کا مقولہ ہے کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض ہرطور تمام رات دونون
لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونون
لشکر کر و فر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ مین آیا سیامک سیاہ کلاہ نے
مقابلہ کیا خرپا نے دارشمشاد بہ قہر و غضب سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے دارشمشاد کو خالی دیکر
خود بھی دارشمشاد سر خرپا پر بدبنیاد پر ماری خرپا نے سر کو ضرب دارشمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا
کا ٹوٹ گیا خرپا مجروح ہوکر لشکر عفریت مین چلا گیا بعد اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے
سیامک سیاہ کلاہ نے ایک کو قتل کیا آخر عفریت خود بقہر و غضب میدان کارزار مین آیا اور بعد جنگ
سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کر کے اپنے لشکر مین لیگیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب
عفریت اپنی بارگاہ مین پہونچا حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو لاؤ جسوقت بلا زمان عفریت سیامک کو لے آئے
عفریت نے بہ قہر و غضب حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو قتل کردو دیودنگ عفریت سے عرض کیا یہ بھانجا سمندون
ہزاردست کا ہی حضور اسے قتل نہ کرائین اگر یہ قتل ہو جائیگا تو سمندون ہزاردست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور
سے مجادلہ کریگا پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ سیامک کو چھوڑ دیجیے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیلوق
کے سیامک سیاہ کلاہ کو قید سے آزاد کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک پھر ناراض ہوا لیکن بہ جبر
اور مصلحت برابر خرپا کے بیٹھا جب شام ہوئی دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے باہر بارگاہ کے آیا اور اپنی بارگاہ

کیجانب چلا ناگاہ چند دیوون نے بآواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہے خبردار ادھر کو نہ آئیے سیامک سیاہ کلاہ نے لشکر عفریت کے دیوؤن سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روکتے ہین دیوؤن نے کہا اسطرف زندان ہے خرپا نے امیر کو گرفتار کیا ہے وہ اسی زندان مین قید ہے اسیوجہ سے دیو ادھر کسیکو آنے نہین دیتے ہین سیامک نے یہ تقریر دیوون کی سنکے خیال کیا زندان مین جاکر آدمزاد کو دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے سیامک اور آگے بڑھا دیوون نے روکا سیامک نے قریب دیوؤن کے جاکر کہا کہ مین سیامک ہون مجھے کیون روکتے ہو دیوون نے کہا زندان مین آدمزاد قید ہے اور ہم نگہبان ہین اسوجہ سے آپکو روکا تھا برا نہ مانیے گا سیامک نے ہنسکے کہا کہ اگر تمہاری خلاف طبع نہو تو ہم ذرا آدمزاد کو دیکھ لین ہمکو آدمزاد کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے دیوون نے برہم اور ترشرو ہوکر جواب دیا کہ ہم تو ہرگز زندان نہ جانے دینگے اگر تم جاؤ گے تو سزای معقول پاؤ گے سیامک سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے ازحد غصہ آیا اور دار شمشاد اوٹھاکر اول دیو افراغ کے سر پر لگائی دیو افراغ ضرب دار شمشاد سے جانبر نہوا پھر دیوونکو بھی اسیطرح ہلاک کیا اور دروازہ زندانکو کھولکر اندر زندان کے گیا اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھاکر زندان سے باہر آیا اور طرف بارگاہ شہپال کے چلا دیوون نے عفریت سے جاکر عرض کیا کہ سیامک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدمزاد کو لیے جاتا ہے عفریت یہ خبر سنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اوٹھاکر عقب سیامک چلا جملہ دیو بھی ہمراہ عفریت ہوئے یہ خبر ہرکارون نے شہپال بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیامک سیاہ کلاہ امیر با توقیر کو اپنے کاندھے پر سوار کیے ہوئے آتا ہے اور پیچھے اوسکے عفریت مع لشکر بقصد ہلاکی سیامک چلا آتا ہے شہپال نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو پریزاد آمادہ کارزار ہون بموجب حکم شہپال کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ ہوئے ہر ایک دیو پریزاد نے آلات حرب و ضرب اوٹھائے جب لشکر تیار ہو چکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر مع لشکر چلا ادھر عفریت عنقریب سیامک سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیامک کہان جاتا ہے مین آن پہونچا سیامک نے صدائے نعرہ عفریت سنکے جلدتر امیر کو زمین پر بٹھا دیا اور عفریت سے مقابلہ کیا عفریت نے اژدہ پشت نہنگ سیامک سیاہ کلاہ پر لگایا ہر چند سیامک نے چاہا کہ اس سے بچون لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد زخمی کرنے سیامک کے حمزہ صاحبقران کیطرف چلا امیر نے طوق و سلاسل کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے پھینک دیا عفریت نے قریب امیر کے آکر سر امیر پر دار شمشاد کا وار کیا امیر نے دار شمشاد دست عفریت سے چھین لی اتنی دیر مین شہپال بھی قریب امیر با توقیر آگیا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو سب ملکے قتل کرو جملہ دیو امیر کیطرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے لشکر کے دیوؤن سے کہا کہ عفریت کے لشکر پر جاکر حملہ کرو بحکم دیوون نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دار شمشاد اور اژدہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو پریزاد مارے گئے حمزہ صاحبقران نے تیغ تیز سے صدہا دیوؤن کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی میدان جنگ مین کشتون کے پشتے ڈھیر لاشون انبار ہوگئے میدان مصاف مین دریائے خون رواں ہوا وقت شام عفریت طبل بازگشت بجوا کر درگاہ لشکر کیجانب روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا اسطرف شہپال خوش و خرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لے گیا پھر سیامک سیاہ کلاہ کے زخم سر مین ٹانکے لگائے گئے اور حکم شہپال سے پھاہا مرہم سلیمانی کا زخم سر سیامک پر رکھا گیا علاج بخوبی سیامک کا ہونے لگا اب

امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی میں شہپال بن شاہرخ کے پاس ہیں اور ملکہ آسمان پری جزیرۂ شبنم میں قید ہے
سیاہ لنگ سیاہ کلاہ زخمی ہو عفریت پلید اپنی بارگاہ میں ہے، انشاءاللہ ان سب کا حال بمقام مناسب آئندہ لکھا جائیگا

داستان جانا مہتر شاہین کا قلعۂ تنگ رواحل میں اور عیاری کر کے ملکہ مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ پھر ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل میں لانا اور مہرفروز و زروین کا چڑھائی کرنا

راویان سرپا دانش اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب زروین اور مہرفروز و فرخ زاد و رنجک مع لشکر کثیر سمت قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں زروین نے اپنے عیار مہتر شاہین سے کہا کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف لے گئے کوئی عیاری تو نے ایسی نہیں کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھکو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جانیکی اجازت دیں اور میرے بعد آپ بھی قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جلد آئیں تو میں ملکہ مہرنگار کو بہ عیاری قلعۂ تنگ رواحل سے لے آؤں زروین نے کہا تو جا میں بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا مہتر شاہین یہ سنکے اور بانے عیاری سے اپنے تن پر آراستہ کر کے طرف قلعۂ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثنائے راہ میں مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ مکی عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہے مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ مکی قلعۂ تنگ رواحل میں جائیگا پس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال کر کے مہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہنچکے دو تین بچھے اور چمٹے اور چلمیں اپنی کسوت عیاری سے نکالیں اور جلدی سے بچھون کو جھیل کے پانی سے تر کیا اور کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ شکل فقیر بنائی اور سر راہ حقے لیکر بیٹھا جب سرہنگ مکی فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ اے مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصود پر بخیر و عافیت تجھے پہونچاوے اور تمنای دلی بر لاوے بابا حقہ میں نے بھرا ہے ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر حقہ پی لے پھر جہاں تجھکو جانا منظور ہو چلا جائیو سرہنگ مکی گفتگوئے فقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہے ذرا اسکے پاس بیٹھکے حقہ پی لینا چاہیے اور حال اپنے استاد کا اس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کر کے سرہنگ مکی فقیر نقلی کے قریب آیا فقیر نقلی نے ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا دیا سرہنگ بیٹھا فقیر نے اس سے پوچھا بابا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے سرہنگ مکی نے کہا میں کعبہ سے آتا ہوں اور تنگ رواحل میں جاؤنگا فقیر نقلی نے پھر پوچھا قلعہ تنگ رواحل میں کسواسطے جائیگا سرہنگ مکی نے جواب دیا کہ میں بہ ضرورت کعبہ میں رہ گیا تھا چونکہ استاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہرنگار قلعۂ تنگ رواحل کیجانب گئے ہیں اسوجہ سے اب میں بھی انکے پاس جاتا ہوں فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہے تین روز زمانہ گذرا ہے کہ اسیطرف سے خواجہ عمرو مع لشکر گئے تھے میں نے جو دعا دی تو انھوں نے مجھکو زر و جواہر موافق میری لیاقت کے عطا فرمایا اور حقہ پیا اور چلے گئے مجھکو یقین ہے کہ وہ قلعے میں پہونچ گئے ہونگے سرہنگ نے اس سے دریافت کیا کہ تیرا کیا تو اسی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہے فقیر نے جواب دیا نہیں بابا دن بھر یہاں رہتا ہوں اور شب کو سامنے جو وہ گاؤں ہے چلا جاتا ہوں گاؤں میں میرا مکان ہے اہل عیال بھی ہیں یہ کہکے فقیر نقلی نے تنباکو بنا

ہو آلکالا اور چلم مین رکھکر آگ رکھی اور نیچہ پانی سے تر کرکے حقہ سرہنگ کلی کو دیا سرہنگ کلی نے پانی سے منہ اور ہاتھ دھو کر حقہ پیا چونکہ تمباکو مین مہتر شاہین نے بکثرت بیہوشی ملادی اسوجہ سی حقہ پیتے ہی سرہنگ کلی کا حال متغیر ہوا فقیر نقلی نے کہا بابا ذرا ٹھہرے ہو جاؤ ہوا کھاؤ دور سے تم آئے ہو حقہ جو پیا اسوجہ سے یہ حال ہو گیا سرہنگ کلی یہ تقریر فقیر کی سنکے اوٹھنے لگا یکایک ایسا چکر آیا کہ سرہنگ کلی زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا فقیر نے نعرہ کیا منم شاہین عیار زودبین یہ نعرہ کرکے جلد تر مہتر شاہین نے رنگ و روغن عیاری نکال کر اپنی شکل مثل شکل سرہنگ کلی بنائی اور سرہنگ کلی کے دماغ پر بیہوشی کی رکھی اور چادر عیاری مین باندھکر ایک درخت کی شاخون پر پشتارہ سرہنگ کلی کا رکھدیا اور تہ ٹہنیون سے درخت کے پشتارہ سرہنگ کو کسیقدر پوشیدہ کردیا بعد اسکے مہتر شاہین نے پھول اور حقون کو پھینک کر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد قطع راہ دروازہ تنگ رواحل پر پہونچا اوسوقت سرہنگ مصری کو کہ یہ بھی ہمراہ عمرو قبل اسکے آیا تھا خبر ہوئی سرہنگ مصری نے خواجہ عمرو سے عرض کیا کہ سرہنگ کلی کعبہ سے آیا ہے اگر آپ فرمائین تو قلعے مین وسے بلالون عمرو نے کہا بلالو سرہنگ مصری نے مہتر شاہین کو سرہنگ کلی تصور کرکے قلعے مین بلالیا جب سرہنگ کلی نقلی روبرو خواجہ عمرو پہونچا اوسوقت سرہنگ نے خواجہ کو بہ ادب تمام سلام کیا خواجہ عمرو سرہنگ کلی نقلی سے پوچھا کہ زودبین اور فرامرز وغیرہ اب کہان ہین سرہنگ کلی نقلی نے عرض کیا کہ زودبین اور مہر فراور فرافزاد بخت جمعیت سپاہ کثیر اسطرف آتے ہین مجکو راہ مین ملے تھے بعد اسکے سرہنگ کلی نقلی نے خواجہ عمرو کی عیاری کی تعریف کی خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا کہ یہ کیا عیاری تھی اگر تم ہماری عیاریان دیکھوگے تو متحیر ہوگے بہکم خواجہ عمرو نے قلعے مین ایک جگہ سرہنگ کلی نقلی کو رہنے کیواسطے حکم دیا سرہنگ کلی نقلی موافق حکم خواجہ عمرو اوسی جگہ مقیم ہوا خواجہ عمرو تو غافل ورد کراور امورمین مصروف اور مشغول ہوے لیکن مہتر شاہین نے اکثر اہل قلعہ سے بہ دانائی و ہوشیاری حال خوابگاہ ملکہ مہرنگار دریافت کیا اور ہنگام شب ایک گوشۂ قلعہ مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی آخر بعد نصف شب کے مہتر شاہین نے دہنہ نقب کا قریب خوابگاہ ملکہ مہرنگار وا کیا دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مسہری پر بیٹھی اور فتانہ چند کنیزین روبرو ملکہ مہرنگار حاضر ہین فتانہ قریب مسہری کے بیٹھی ہوئی ہے ملکہ مہرنگار یاد امیر با توقیر مین یہ غزل پڑھ رہی ہے

ہرکجا باشم اسیر دام آغوش توام
معرجہ دیجب از خاطر فراموش توام
گل بجیب خرمی ریزد سکستین ہے باد
این قدر دیوانۂ امیر قبا پوش توام

سیلہ نزدیک توام از دل فراموش توام
در تب از کم خری لعل لب نوشین ام
آنقدر کز خویشتن رفتم در آغوش توام

ای کنی یادم وی یادت ہمی آیم بہ ہوش
من کباب آتش بیار خاموش توام
طوق قمری جلوۂ چشم پری با من کند

فتانہ ملکہ مہرنگار کو یون سمجھا رہی ہے کہ اے ملکۂ عالم اب چھ مہینے کی بعد میر بالو فیر پردۂ قاف سی تشریف لاینگے ایام مفارقت جلد تر گذر جاینگے اب اسقدر صدمہ و غم نہ کیجیے دیکھیے رنگ گل عارض مائل بہ زردی ہو گیا ہے ہردم نالہ و بکا کرنا اچھا نہین ہے خدانخواستہ اس گریہ وزاری کا انجام بیجا ہے ملکہ فتانہ سے کہہ رہی ہے کہ اے فتانہ مین ہرچند ضبط گریہ و بکا کرتی ہون لیکن خیال امیر مین ممکن نہین کہ اشک میری آنکھون مین نہ آئین اور آہ لب پر نہ آئے مہتر شاہین تقریر ملکہ مہرنگار و گفتگوی فتانہ سنکے خیال کرنیلگا کہ کسقدر ملکہ مہرنگار کو جدائی امیر کا ملال ہے یہ خیال کرکے مہتر شاہین نے نقب مین ایک وٹہ بیا اپنی کسوت عیاری سے نکالی اور ڈبیا کے سر وانے اصلی اور زندہ نکالی اور اوسکی پرون پر خوب سفوف بیہوشی چھڑک کر اوسکو نقب مین اوڑا دیا یہ پروانے تو شمع پر عاشق ہوتے ہین

شمعون کو روشن دیکھکر بیتابانہ شمعون پر گرے اور شمع مین شعلہ شمع سے جل گئے سفوف بیہوشی جو اونکے پرون مین تھا
اوسکا دھوان بلند ہوا جسکے دماغ مین دھوئین نے تاثیر کی وہ بیہوش ہوگیا چنانچہ ایک دم بھر مین ملکہ
مہرنگار اور رقاصہ اور جملہ کنیزین بیہوش ہوگئین مہتر شاہین نے نقب سے نکل کے ملکہ مہرنگار کو چادر عیاری مین
باندھا اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اوٹھاکر نقب مین گودا اور راہ نقب سے اوسی گوشہ قلعہ مین آیا نقب سے
نکل کے دیوار قلعہ پر کمند پھینکی اور جلد سے بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچا اور پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ
مہرنگار کا نیچے اتارا کسی اہل قلعہ کو مہتر شاہین کے آنے اور جانے کی خبر بھی نہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار
قلعہ کے پہونچا فوراً جانب لشکر ژوبین روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان وسیع
مین لشکر اوترا ہوا ہے اور خیام بارگاہ ایستادہ ہین مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر ژوبین کا معلوم نہین ہوتا ہے بھاگ کے
جلد تر پشتارہ لیکے نکل جانا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین بعجلت چلا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قیطاس
سیر شکار حاکم قیطاسیہ بمدد ژوبین وغیرہ بجمعیت چہل ہزار سواران جرار جو اپنے ملک سے روانہ ہوا تھا
اس جگہ مقیم تھا اس نے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوے جلد تر چلا جاتا ہے خیال کرنے لگا کہ شاید یہ شخص چور ہے
مال اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے قیطاس سیر شکار نے اپنے لشکر کے سوارونکو حکم دیا کہ اس شخص کو
جو پشتارہ لیے جاتا ہے جسطرح ہوسکے اسے ہمارے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص جانے نہ پاوے سواران لشکر نے بموجب حکم
قیطاس سیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہونچ کے آواز بلند کہنے لگے کہ او دزد کہان جاتا ہے ٹھہر جا
مہتر شاہین سوارون کی آواز سنکے بھاگا سوارون نے گھوڑے دوڑا کر شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تمنے مجکو کیون
پکڑا ہے چھوڑ دو سوارون نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے تجکو بلایا ہے جلد چل شاہین نے کہا مین تو نہ جاونگا سوارونکے تلوارین اور
نیزے سر و سینہ مہتر شاہین پر رکھ دیے اور کہا کہ اگر نہ چلیگا تو ابھی تجکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ اپنے بادشاہ
کے پاس لیجائینگے جب مہتر شاہین نے دیکھا کہ اگر مین نہین چلتا ہون تو سوار ضرور مجکو قتل کر ڈالینگے اوسوقت بمجبوری
وناچاری شاہین ہمراہ سوارونکے چلا جب سواران قیطاس سیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ مین لائے
قیطاس سیر شکار نے مہتر شاہین سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری نسبت یہ پشتارہ کیسا ہے مہتر شاہین نے عرض
کیا پہلے آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر مین اپنا نام اور حال پشتارہ کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا
اے شخص آگاہ ہو نام میرا قیطاس سیر شکار ہے اور مین حاکم قیطاسیہ کا ہون مین نے سنا ہے کہ فی الحال ژوبین
اور ہرمز و فرامرز لشکر لیکے کیطرف آئے ہین اور امیر کے سردارون سے لڑ رہے ہین قلعہ فتح نہین ہوتا ہے اسوجہ
سے مین انکی مدد کیواسطے آیا ہون وہان پہونچکر ایکدم مین قلعے کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھسے خوش ہوگا
مہتر شاہین نے تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس سیر مدد ہوگا کیونکہ یہ دوست ژوبین وغیرہ کا ہے یہ خیال
کرکے مہتر شاہین نے عرض کیا اے بادشاہ آپکو معلوم ہو کہ مین عیار ژوبین نام میرا مہتر شاہین ہے قلعہ بالکل خالی ہوگیا
ہے سرداران امیر قلعہ تنگ رہ اصل مین ہین یہ پشتارہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ہے حکم ژوبین بیہوش کرکے مین
ملکہ کو لیے جاتا ہون ژوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوے اسیطرف آگئے ہین اب مین امیدوار ہون کہ جلد حضور بھی تشریف
لے جانے کی دیر نہ فرمائیے ایسا نہو کہ خود حمزہ و دیگر سرداران لشکر امیر آکر مجکو گرفتار کرلین اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا مجھسے چھین لین
قیطاس سیر شکار نے تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا اے شاہین یہ مناسب نہین ہے کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان
کو اسطرح لیجاے تجکو بادشاہ ہفت کشور کا ادب کرنا لازم ہے اگر تجکو خوف دختر سرداران لشکر امیر کا ہے تو مین خود

اوسنے مقابلہ کرونگا پس تجکو لازم ہی کہ ملکہ کو ہوشیار کرکے ایک محافہ یا قفس مین بٹھا اور بعد پردہ داری ملکہ مہرنگار کو
پاس زوبین کے لیجا کر ملکہ ہمراہ لیکر مین یہان سے کوچ کرتا ہون اور آگے بڑھکر اثنای راہ مین زوبین وغیرہ سے
ملاقات کرتا ہون مہترشاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شیر شکار کے تنہائی ایک محافہ مین پشتارہ ملکہ
مہرنگار کا رکھا اور چادر عیاری سے ملکہ نکال کر محافے مین رہنے دیا ہوشیار نہین کیا جب مہترشاہین ملکہ مہرنگار کو
محافے مین سوار کر چکا قیطاس نے حکم کوچ لشکر آمادہ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شیر شکار کے چلا کہاروں نے محافہ ملکہ
مہرنگار کا اوٹھایا تھا ہمن عیار ہمراہ قیطاس شیر شکار رہا قیطاس شیر شکار تو زوبین کیطرف جاتا ہی لیکن اب حال
قلعہ تنگ رواحل کا لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی فتانہ اور کنیزین ہوشیار ہوئین سب نے دیکھا کہ
ملکہ مہرنگار مسہری پر نہین ہین فتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہر طرف ملکہ مہرنگار کی جستجو کرنے لگی
ایک سمت فتانہ نے دیکھا کہ نقب ہی فتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا اوسوقت فتانہ اور کنیزین
اس درجہ روئین اور فریاد و فغان کرنے لگین کہ جملہ اہل قلعہ نے صدای نالہ بکا سنی خصوصاً خواجہ عمرو نے صدای
فریاد سنکے خیال کیا کہ آج کنیزین کیون روتی ہین یہ خیال کرکے خواجہ بتیاب و بیقرار ہوکے خوابگاہ ملکہ مہرنگار کے
پاس گئے اور فتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ و فریاد کیا ہی فتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لیگیا
ہے نقب موجود ہی خواجہ عمرو نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ
نے اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعہ مین آیا تھا سب نے عرض کیا سرہنگ مکی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا وہ
سرہنگ ہی یا نہین ہر چند سب نے سرہنگ مکے کو تلاش کیا لیکن کہین قلعے مین سرہنگ مکی نہ ملا خواجہ کو
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ مکی آیا تھا وہی ملکہ مہرنگار کو لے گیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے
وبیقرار ہوئے اور سرداروں سے کہنے لگے کہ اگر عیار ملکہ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس لیا اور کہین لیگیا اور
حمزہ صاحبقران نے ہمسے اگر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ہم سب عیار کی تلاش و
جستجو مین چلین اور عیار سے جسطرح ہوسکے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا لیلین اور اوسے گرفتار کرین جملہ سرداروں
نے عرض کیا ای خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہین آپ کے ہمراہ ابھی چلتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو
اور مین بھی چلتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ تلاش عیار روانہ ہوئی پھر کرتیت
سیرگردان اور نعمان بن منظر شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئی اسیطرح ذوالخمار عمادی وغیرہ برادران
پہلوان عادی مع فوج ایک سمت بتلاش عیار نابکار روانہ ہوئی ایک طرف زمتاش بہادر یونانی نیسر فرید
شاہ یونانی برادر بستی امیر با توقیر وغیرہ مع سپاہ بجستجوی عیار نابکار کیو اسطے چلے ایک سمت پہلوان
عادی لخت شدادی لیکر اور گھوڑے لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان
عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعہ تنگ رواحل مین چند کس رہگئے اور باقی جملہ سردار اور عیار بہ تلاش
عیار بدکردار چہار جانب نکلے روانہ ہوے اور گھوڑے دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض
سب سرداران کا حال تو لکھا جائیگا لیکن حال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جو گھوڑے سوار ہوکے اور لخت شدادی
لیکے مع فوج دس بارہ کوس تک گیا دیکھا ایک لشکر چلا جاتا ہی پہلوان عادی سرہنگ مصری سے پوچھا نہین
معلوم یہ لشکر کسکا ہی سرہنگ مصری نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے کہ ایک محافہ ہی یقین ہی کہ محافہ مین
ملکہ مہرنگار ہو پہلوان عادی نے تو سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سب لشکر نے نعرہ کیا + پل عادیان بو شدادیان

نشان آن عمرو عادی پہلوان ۞ گران سر گرا بار بر سر تن است ۞ بحکیم علاجش بدست من است ۞ قیطاس شیر شکار نعرہ پہلوان عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا پوچھنے لگا تو کون ہے اور اس محافے میں کون ہے قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور اس محافے میں دختر نوشیروان ہے میں ملکہ کو لیے جاتا ہوں پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر دے ورنہ میں تجکو ہلاک کرونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا بہ قہر و غضب جواب دیا کہ تیری کیا لیاقت ہے کہ تو مجھسے ملکہ کو لے لیگا میں تجہ ایسے ہزار آدمیوں کو قتل کرونگا تو نہیں جانتا کہ میں شجاع اور بہادر ہوں پہلوان عادی نے جواب دیا اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو پھر تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار نے بیشتر نیزہ پہلوان عادی کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے نیزے کے سے اپنے تئیں بچایا اور تخت گرز کی سر پر قیطاس کے مار کر قیطاس کو ہلاک کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے ہی کو تھا ناگاہ زوبین ہزار سوار سے آیا اور پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی عادی نے تو سر کو شمشیر تیز سے بچایا لیکن اپنے شکم کلاں کو ہر چند بچایا اور بچایا لیکن تلوار شکم پر پڑ ہی گئی اور قریب ایک ہاتھ بھر کے پوست شکم کو کاٹ نکل اوسوقت پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے تخت شدادی زوبین کے سر پر لگائی ہر چند زوبین نے سر کو بچایا لیکن سر زوبین کا زخمی ہوا زوبین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ پہلوان کو قتل کرو بمجرد حکم مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی حملہ آور ہو مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونوں لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سوار دونوں طرف کے تیر و نیزہ و شمشیر گرز سے قتل ہو ہو کر گھوڑوں سے زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گر کے تڑپنے لگے اور زخمہای کاری سے نالہ و فریاد کرنے لگے زمین کثرت خونریزی سے رنگین ہو گئے جا بجا لاشوں کے انبار اور کشتوں کے ڈھیر ہو گئے ادہی گرمی جنگ میں ہو رہے تھے سواروں نے محافہ ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کیطرف جو وہاں سے قریب تہا لیکر چلے مہتر شاہین نے عین جنگ میں زوبین سے کہا حضور دیکھیے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے جاتے ہیں زوبین یہ حال دیکھکے طرف محافے کے چلا سواران عادی محافہ کو بالاکوہ لیگئے زوبین بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا اوسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی تھی اور جنگ و جدال سے آگاہ ہوئی تہیں اب زوبین کو آتے دیکھکر محافے میں بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ بیقراری درگاہ باری میں برائے حفظ و آبرو و عزت دعا کرنے لگیں ناگاہ بقدرت پروردگار ایک جانب سے گرد و غبار بلند ہوا زوبین دیکھنے لگا جب اوس غبار کو ہوا نے دور کیا زوبین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لعید بعجلت چلے آتے ہیں جب خواجہ قریب کوہ پہونچے سواروں نے پہاڑ پر سے کہا ای خواجہ جلد آئیے دیکھیے زوبین منہ چند سوار لیکر اس پہاڑ پر آتا ہے ہم تو ملکہ مہر نگار کے محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہاں لے آئے ہیں لیکن اب زوبین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو سواروں کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کیا مجال زوبین لائق کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے خواجہ عمرو نے گوپھن میں ایک سنگ تراشیدہ رکھا اور گوپھن کو کھینچ کر بازوے زوبین پر پتھر مارا زوبین کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن میں پتھر رکھکر رکھا اور تاک تاک کر زوبین پر لگانا شروع کیے یہانتک پتھر مارے کہ زوبین گر پڑا اور سوار دنکو گمان ہوا کہ زوبین مرگیا جو سوار کہ ہمراہ زوبین پہاڑ تک آئے تھے اونہوں نے زوبین کو زمین سے اوٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

طرف لشکر کے لے چلے خواجہ عمرو بہار پر پہونچے اور ملکہ مہر نگار سے کہنے لگے کہ اب مین یہان موجود ہون تم
کیسطرح پریشان خاطر نہونا ملکہ مہر نگار خواجہ عمرو کے آنے سے اور زوبین کے گر پڑنے سے کسیقدر مطمین ہوئین
خواجہ تو بہار پر ہین اور وہان لشکر زوبین اور فوج پہلوان عادی مین جنگ ہو رہی تھی لاش پر لاش سوار گرد
صندل کی گر رہی تھی فوج قیطاس شیر شکار بھی لڑ رہی تھی یکایک ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی مردان
لشکر گرد غبار کیطرف دیکھنے لگے جب غبار کو باد صرصر نے دور کیا مردمان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ہرمز
و فرامرز بہ سپاہ کثیر آتے ہین تھوڑی دیر مین ہرمز و فرامرز قریب لشکر آہی پہونچے اور اکثر پہلوان زوبین
کو بیجان کر باعث پوچھنے لگے اونھون نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک جو کچھ دیکھا تھا اور سنا تھا جلد بیان
کیا اور لڑنے لگے ہرمز و فرامرز نے بھی حکم دیا کہ فوج پہلوان عادی کو چار جانب سے گھیر لو اور سب کو تہ
تیغ کرو مردمان لشکر ہرمز و فرامرز نے اور سپاہ پہلوان عادی کو گھیر کر قتل کرنے لگے اوسوقت مردمان
لشکر پہلوان عادی نے دعا کی یکایک ایک سمت سے کرتیت سپہر گردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی مع فوج
لشکر آئے اور پہلوان عادی کو فوج ہرمز مین گھرا ہوا دیکھا تاب نہ لاتے فوراً مع فوج لشکر فرامرز و ہرمز
پر گرے اور تیغ و تبر و نیزہ سے قتل کرنے لگے ابھی کرتیت سپہر گردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی آئے تھے
اور فوج ہرمز کو قتل کر رہے تھے کہ ایک سمت سے برادران پہلوان عادی و دیگر سرداران مع لشکر
جرار آئے اور یہ بھی شریک جنگ ہو گئے پھر ایک سمت سے غبار بلند ہوا ہرمز و فرامرز گھبرا کر دیکھنے
لگے اور خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے ابھی ہرمز و فرامرز خیال کر رہے تھے کہ زمتاش بہادر یونانی
عیار کی تلاش کرتا ہوا مع سپاہ آیا اور سرداران سپاہ امیر کو لڑتے ہوئے دیکھکر خود بھی مع لشکر
ہرمز و فرامرز سے لڑنے لگا راوی لکھتا ہے کہ اوسوقت ہر ایک سردار لشکر امیر ایسی شجاعت اور بہادری سے
لڑا کہ ہر ایک نے صدہا کفار قتل کیے خصوصاً زمتاش بہادر یونانی نے ہزارہا مردمان لشکر زوبین
اور ہرمز اور فرامرز کو قتل کیا زمین پر جابجا لاشون کے انبار لگا دیے خون کا دریا میدان مصاف مین بہنے لگا ہزارہا
کفار زمین پر گر گئے اور زخمی ہو گئے تڑپنے لگے صدہا کاسہ سر گھوڑون کی ٹاپون سے مانند گیند کے ادھر اودھر جاتے تھے لاشے
کشتون کے فرس پامال کرتے تھے ایسی تلوار چل رہی تھی کہ زمین کانپتی تھی فلک تھراتا تھا گرد و غبار سے جہان تیرہ
و تاریک تھا گھٹا سیاہ ڈھالون کی اوٹھی تھی برق شمشیر کی کوس کے حلقے مین چمک رہی تھی کسیطرف تیر انداز اپنے
دشمنونکو تیر سے ہلاک کرتے تھے ایکطرف پہلوان گرز گران سر سے سوارونکو پیوند خاک کرتے تھے بہادران لشکر امیر
نیزون سے سواران فوج ہرمز کو دمبدم ہلاک کرتے تھے عیار خنجر اور تیر و کمان سے مردمان فوج فرامرز کو قتل کرتے تھے
نقیب ہر طرف غول اور پرے مین پکارتے تھے کہ اے بہادرو یہ وقت جنگ و جدال ہے اگرچہ سر تیغ ابدار سے کٹ جاتا لیکن
لیکن تقاضائے شجاعت یہی ہے کہ قدم معرکے سے نہ ہٹے دلاورو اور بہادرو صدائے نقیبان راست گو تحسین شجاعانہ حملہ ہا خیرہ کرتی تھی
اور نامی جوانونکو ناک کے ضرب تیغ و تیر سے قتل کرتے تھے جب ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ ہزارہا سوار ہمارے لشکر کے کام
آئے اور سرداران لشکر امیر نے ہمکو چار جانب سے گھیر لیا ہے قریب ہے کہ اب ہمکو بھی قتل کرین اوسوقت ہرمز و فرامرز نے زوبین کو ہمراہ
لیا تھا ہمراہ لیکر مع باقیماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگے زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز وغیرہ کا تعاقب کیا اور ہزارہا
مردمان لشکر فرامرز کو بھاگتے وقت قتل کیا یہانتک کہ بارہ کوس تک زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو
بھگایا اور ہزارہا ہلاک کیا پھر زمتاش بہادر یونانی و دیگر سرداران لشکر امیر نے ملکہ مہر نگار کو بصد عزت و حرمت ہمراہ اپنے

لیجا کر قلعہ تنگ رواحل میں داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان حادی کے پیٹ پر جو زخم تھا اوسکا علاج ہونے لگا زخم میں ٹانکے لگانے گئے مرہم کا پھاہا بنا کر زخم شکم پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سردار اور خواجہ عمرو فتح پانے سے اور ملکہ مہرنگار کو نے آنے سے بہت خوش ہوئے ملکہ مہرنگار بھی سردرہ وہیں قلعے میں سب شاد و خرم ہیں لیکن احوال مہر سنگ بلی کا لکھا جاتا ہے کہ جب حضرت شاہین پٹارہ سر جنگ گی کا درخت پر رکھکے قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اوسطرف آ لیے اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھکر اکل و شرب میں مصروف ہوگئے اتفاق سے ایک مسافر نے بالائے درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گٹھری رکھی ہے اوس مسافر نے نہایت خوش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ لات منات نے شاید میرے حال پر رحم کھایا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت کیا اب پریشانی تنگدستی دفع ہو جائیگی دولت کثیر ہاتھ آئیگی امیر ہو جاؤنگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرونگا سیکڑوں خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواؤنگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و آرام بسر کرونگا اب تو ستو کھا رہا ہوں کل سے پوریاں اور دیگر اغذیہ لطیف کھاؤنگا آج تو یہ کپڑے پرانے پھٹے ہوئے پہنے رہونگا لیکن کل دن سے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی نے ویسا لباس جو اب میں بھی نہ دیکھا ہوگا علاوہ اسکے آج تک تو ننگے پاؤں پھرا کیے کبھی جوتا پہننا نصیب نہوا اس سفر میں سیکڑوں کانٹے تلووں میں چبھے اور بہت سے آبلے تلووں میں پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہو صحرانوردی سے نہایت مضطر ہوئے لیکن اب لات و منات نے مجھ پر رحم کیا ہے اب میں کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بجز سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شب روز گاڑی یا گھوڑے پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑے دوڑاؤنگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور مر جائینگے تو مجھے ذرا بھی رنج نہو گا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست رہیگی تو لات منات کی پرستش اور ورزش کیواسطے بتکدہ و چشم جاؤنگا راہ میں اگر فقرا مجھسے کچھ طلب کرینگے تو کسیکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ آج تک مجھکو بھی کسی نالائق نے کچھ نہیں دیا ہے یہ باتیں مجھکو تا حیات یاد رہینگی یہ اپنی مصیبت و تکلیف کبھی فراموش نہوگی کسی بیچارہ مسافر پر کبھی رحم نہ کرونگا اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو اوسے پانی نہ دونگا جانتک مجھسے ہوسکیگا ہر ایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھپر کسی نے رحم نہیں کھایا ہے اور اس مسافری اور غربت میں کسی نے ایک قطرہ پانیکا مجھے نہیں پلایا ہے میں ہی اپنے ہاتھ سے پانی کنوئیں سے نکالتا تب مجھکو پانی میسر ہوتا یہ خیالات سنکر دیگر مسافروں نے کہا او نالائق خاموش رہ اسوقت کیسی واہیات باتیں کر رہا ہے کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہو گیا ہے بیکار دیوانہ وار گفتگو کرتا ہے شاید حرارت آفتاب کی گرمی تیرے دماغ میں زیادہ ہو گئی ہے دماغ تیرا صحیح نہیں ہے یا تجھکو جنون ہو گیا ہے یا کوئی بھوت پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہو گیا ہے تجھکو لازم ہے کہ موافق لیاقت کے اپنا علاج کرا اور اب سے گھر کیطرح چلا جا ہمارا ساتھ نہ رکھ اگر کوئی تیری یہ باتیں سنیگا تجھکو مار ڈالیگا اور ہملوگوں کو ضرور کچھ نہ کچھ تیری ہمراہی کے سبب سے سزا ملیگی پس ہمکو منظور نہیں ہے کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا میں پھنسیں مسافر نے کہا میں تو دیوانہ نہیں ہوں لیکن تم سب اندھے ہو اور بیوقوف ہو میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کیونکہ مجھکو دولت نظر آتی ہے مسافروں نے پوچھا وہ دولت تجھے کہاں نظر آتی ہے کہ ہمکو تو نظر نہیں آتی اوس مسافر نے کہا اسیوجہ سے تو میں تمکو اندھا کہتا ہوں کہ دولت سامنے ہے اور تمہیں نظر نہیں آتی ہے اگر ذرا بھی آنکھوں میں بصارت ہو تو دیکھو میرے اور تمہارے سر پر گٹھری دولت کی مسافروں نے اپنے سر و نیز ہاتھ پھیر کے دیکھا اور کہا ہمارے سر پر تو بال ہیں اور گرد و غبار ہے نہ تو کوئی گٹھری ہے نہ پٹارہ ہے مسافر نے کہا بیشک تم سب اندھے ہو گئے ہو تم تو مجھے کہتے تھے کہ علاج کرو اب تمکو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھوں کا علاج

اگر کسی کحال کے پاس جاؤ اپنی آنکھیں اوسے دکھلاؤ کوئی سرمہ برائے بصارت چشم آنکھوں میں لگاؤ تمکو میری سمجھ پر خیال نظر آتا ہے مردم عقیل و دیدہ دانستہ کبھی تمکو بینا نہ کہیں گے میری طرح وہ بھی تمکو اندھا کہیں گے مسافروں نے کہا ہم تو اندھے نہیں ہیں ہم کو تو ہر ایک شے نظر آتی ہے لیکن دولت نہیں دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا جب کٹھری دولت کی تمھیں نظر نہیں آتی پھر کیا تمھیں دکھائی دیتا ہے مسافروں نے گھبرا کر اور آنکھیں اپنی ملکر بہت پوچھا کہ ذرا تمھیں بھی اچھی طرح دولت کو دکھلا دو اگر دولت ہمکو نظر آئیگی تو ہم یقین کرینگے کہ تم سچے ہو اور ہم بھی بینا ہیں ورنہ ہمکو گمان آپکے اندھے ہونے کا ہوگا اور ہمکو یہ یقین ہو جائیگا کہ ہم اندھے ہو گئے مسافر نے کہا دیکھو درخت کے اوپر کٹھری رکھی ہے جب مسافروں نے بغور تامل دیکھا پشتارہ نظر آیا مسافروں نے کہا ایک کٹھری درخت پر رکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا ہاں یہی دولت ہے اسکو میں بڑی دیر سے تک رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسافر نے اپنا مال و زر اس درخت پر رکھا ہے اور بھول کر چلا گیا ہے اب یہ مال و اسباب میری قسمت کی یاوری سے مجکو ملا ہے میں پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں کہ اس مال و زر سے میں تمکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا مسافروں نے کہا کہ نصف مال و زر ہمکو دینا اور نصف تم لینا کیونکہ ہم بھی محتاج ہیں تونگر نہیں ہیں مسافر نے جواب دیا کہ تم نے مجکو دیوانہ بنایا ہے اور جو کچھ میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے وہ سب میں سمجھ گیا ہوں تمکو کچھ نہ دونگا مسافروں نے کہا ہم ضرور لینگے آخر بہت گرخوب سخت کلامی کی اور مار پیٹ ہوئی آخر کار ایک مسافر نے کہا کہ کٹھری کو تو درخت پر سے اوتارو دیکھو تو پشتارہ میں کیا ہے اور کس قسم کا مال و اسباب ہے پھر سمجھ لینگے وہ مسافر جسنے پہلے کٹھری درخت پر دیکھی تھی وہی درخت پر چڑھا اور پشتارہ دیکھا اوٹھا کر خوش ہو کہنے لگا کہ اسمیں بہت مال و زر ہے مسافروں نے کہا کہ درخت سے اوتارو پشتارہ کھولکر دیکھو تو پہلے ہی سے کہتے ہو کہ اسمیں بہت مال ہے غرض جب وہ مسافر تمام پشتارہ لیکر درخت سے اوترا اور جاکو کھولا دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش ہے بعض مسافر تو ڈر گئے اور بھاگے بعض مسافروں نے کہا کہ اس سے ڈرنا بیکار ہے مثل ہمارے یہ بھی انسان ہے اسکو ہوشیار کرنا چاہیے اور حال اسکے بیہوش ہونے کا پوچھنا چاہیے یہ کہکر ایک مسافر نے بیہوشی کی دوا ناک پر سے اوتاری اور سرہنگ ملکی کے منہ پر پانی چھڑکا اور دست و پا بھی سرہنگ ملکی کے آب سرد سے تر کیے اور کچھ باقی دماغ پڑا والا سرہنگ ملکی کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر دیکھا کہ چند مسافر میرے گرد بیٹھے ہیں مسافروں نے سرہنگ ملکی سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس نے تمکو بیہوش کیا سرہنگ ملکی نے اپنا نام بتایا اور تمام حال فقیر کے حقہ پلانیکا بیان کیا مسافر تو چلے گئے اور راہ میں وہ مسافر سے کہنے لگے خوب کٹھری درخت پر سے اوتاری اور خوب دولت تمنے دیکھی اور پائی ناحق ہمسے اور تمسے اسقدر لڑائی ہوئی اوسنے کہا کٹھری تو تھی لیکن مقدر کی بدی سے کٹھری میں مال و زر نہ نکلا ایک آدمی نکلا غرض وہ مسافر تو منزل مقصد کیطرف روانہ ہوئے لیکن سرہنگ ملکی کو جب اچھی طرح ہوش آیا اور حواس درست ہوے سمت قلعہ تنگ بر واحل چلا اور بعد طے کرنے راہ کے قلعہ تنگ بر واحل میں داخل ہوا عمرو نے حال تژدہین کا پوچھا سرہنگ نے کہا میں نے راہ میں دیکھا ہے کہ تژدہین تنہا علیل ہے اور بیس کروہ نہیں چل سکتی جاتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال مہتر شاہین کے آنے کا اور لڑائی ہونے کا مفصل بیان کیا سرہنگ نے اپنے بیہوش ہونے کی اور ہوشیار کی کیفیت بیان کی عمرو واسطے علاج تژدہین کے اوسیوقت روانہ ہوے فقط

داستان پیدا ہونا عمرو بن حمزہ یونانی در فرخ کا اور پرورش پا کر بر اسیر و شکار جانا اور قتل کرنا اهرن بن شنگل نجراوی کو

ساقی نامہ

آنکھ اے مرشد مغان کھول	بیدار ہو دیدۂ دکان کھول	قسمت مری سوتی ہے جگا دے

چھینٹا منھ پر شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب نکلے
اس پانی سے آچمن کرون مین
منجن کو مے کا درد کا نے
دے تو ڑکے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارہ
صد چاک ہے صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہے
سر خاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل سحر ہوا چھپاک سے
وہ بانگ اذان بتا ہے سبکو
تارے جو تھے دیدۂ مھاک سے
ہے بہر وضو سے گل وہ پانی
گل لحن طیور سنکے سن ہے
او تکلی کیطرح چٹک رہی ہے
لانا بنت العنب کو لا نا
دو چار برس ادھر کی دنیا
بوسہ جی رو سے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر خم دل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہے
جو چاند کہ مار شب کا مہن تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
گھتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہے
ہر مرغ کو پھیرو ہن کی دھن ہے
ساقی لانا شراب سر جوش
جیتی ہو شراب شب پلانا
وہ مے جو ہو ہمیشال لب مین
جو بو عرق بہار کی دے
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
آپہونچی دخت زر پری جھم
وہ آئی کیا مراد آئے
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

ہو بانگ اذان صدای قلقل
جلوہ مین شراب تر بھرون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہے انتظار مسواک
صہبائے سبو پے وضو دے
پہ رہے پر رہے ہے گل دامان
چھینٹے دیتی ہے اوس منھ پر
ہے نے رہ التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا سبکو
وہ نکلے اشجر باغ کے پھول
شبنم بھی جو محو در فشانی
پریون کیطرح شل رہی ہے
ہر ایک کلی مہک رہی ہے
پھر آ پہونچے ہین حضرت ہوش
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
کیا مہر سے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئے
پھر تو تن تن کے پان تالک پی
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

رہ نوردان غریب الوطن و طے کنندگان صحرای خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے برگ و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان بہ طلب خراج جانب ہفت ملک گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کرکے فریدون شاہ یونانی کو مع مردمان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام توزشاش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صدف نوش تھا اور چھوٹے پسر کا اسم استغنا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو نہایت پسند کرکے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر با توقیر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جب تک مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

یونانی نے عذر امیر کو سنکے ارادہ کیا تھا کہ مین اسے تمہین ہلاک کرڈالون کیونکہ امیر نے شاید مجکو کم مرتبہ جانکر
میری دختر کو قبول نہ کیا اوسی زمانہ مین خواجہ عمرو نے ملکہ گلشن آرا کو بصورت ملکہ مہرنگار رنگ و روغن ہی بنایا
تھا اور عقد ملکہ گلشن آرا سے دھوکے مین حمزہ صاحبقران نے کرلیا تھا لیکن اس حقیر کو مین شیخ تصدق حسین
نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح اکثر اساتذہ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہی کہ جب عقد کرنے سے
امیر بانو قیر نے انکار کیا تھا اور فریدون شاہ نے ارادہ اونکے ہلاک کرنے کا کیا تھا اوسی زمانے مین ہنگام
شب عالم خواب مین امیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے فرزند تمکو لازم ہے کہ ملکہ گلشن آرا سے عقد
کرلو اسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ تم سے بھی زبر ہوگا اور اکثر تمہاری اعانت کریگا اور نہایت شجاع
بہادر ہوگا امیر نے خواب سے بیدار ہوکے اوسی زمانہ مین یا بعد کئی روز کے بموجب ارشاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ملکہ
گلشن آرا سے عقد کرلیا تھا اور ملکہ سے ہمبستر ہوئے تھے بقدرت پروردگار گلشن آرا شب زفاف مین حاملہ
ہوگئی تھین اسیطرح خواجہ عمرو بھی بعد عقد فتنہ وزیرزادی ملکہ گلشن آرا سے اوسی شب کو ہمبستر ہوئے تھے اور بقدرت
خدا فتنہ بھی اوسی شب کو حاملہ ہوئی تھی اور اوسی زمانہ مین امیر بانوقیر ایک باغ مین فریدون شاہ
کے ہمراہ سیر کو گئے تھے اور وہان ایک شیر طلائی نہایت پائدار اور مستحکم دیکھا تھا امیر بانوقیر نے داہنے ہاتھ
سے ایک طمانچہ رخسارہ شیر پر اسطرح مارا کہ منہہ شیر کا پھر گیا تھا اور طمانچہ شیر کو مار کر یہ فرمایا تھا کہ ہمسے وہ شخص مقابلہ
کرے جو اس شیر کے منہہ کو سیدھا کرے باغبانون نے یہ تقریر امیر کی سنی غرض امیر زمتاش بہادر
یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر یونان سے چلے آئے تھے چنانچہ اب تک زمتاش بہادر قلعہ تنگ رواحل مین
موجود ہین اور امیر پردہ قاف مین تشریف رکھتے ہین القصہ بعد گذرنے نو ماہ کے ملکہ گلشن آرا کے
شکم سے ایک فرزند شیر صولت نہایت حسین خوبصورت پیدا ہوا اور فتنہ کے بطن سے پسر پیدا ہوا فریدون شاہ
نے اپنے نواسے کا نام عمرو بن حمزہ رکھا اور پسر عمرو کا نام فرخ رکھا اور کئی روز تک اس خوشی مین جشن کیا اور
عمرو بن حمزہ کی پرورش کرنے لگا جب عمرو بن حمزہ کا سن چھ برس کا ہوا معلم واسطے پڑھانے کے معین ہوئے اوسکی
بھی خوشی نہایت ہوئی یعنی جسروز عمرو بن حمزہ یونانی کو پڑھنے کے واسطے بٹھایا اوس روز بھی جشن کیا اور ہزارہا روپیہ
غربا اور مساکین کو تقسیم کیا اور صدہا خلعت اور زر و نثار وغیرہ کو دیے جب عمرو بن حمزہ یونانی دس بارہ برس
کے ہوئے فریدون شاہ نے تیراندازی اور فنون پہلوانی کے لیے اوستادان چابک عمرو بن حمزہ یونانی کے
واسطے ملازم رکھے اور اونسے عمرو بن حمزہ نے تعلیم پائی عمرو بن حمزہ فنون سپہگری سے ایسے آگاہ ہوئے کہ اپنے
کو بھی تعلیم کرنے مین پریشانی اور دقت ہوتی اکثر اوستاد فنون سپہگری مین ہنگام مقابلہ عمرو بن حمزہ یونانی
سے عاجز اور زیر ہونے لگے اور فرخ بھی فن عیاری مین کامل ہوا ایکروز عمرو بن حمزہ یونانی نے اپنی مادر
سے کہا کہ مین باغ مین واسطے سیر کے جاتا ہون مادر عمرو بن حمزہ یونانی نے اجازت دی جب عمرو بن حمزہ باغ
مین آئے دیکھا کہ شیر طلائی کا منہہ ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے باغبانون سے پوچھا کہ اس شیر طلائی کا منہ کیون
ٹیڑھا ہوگیا باغبانون نے عرض کیا کہ آپ کے والد حمزہ صاحبقران ایک روز اس باغ مین تشریف لائے
تھے اس شیر کو دیکھکر اونھون نے ایک طمانچہ مارا منہہ اس شیر کا ٹیڑھا ہوگیا بعد طمانچہ مارنے کے یہ فرمایا تھا کہ وہ
بہادر ہمسے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کردے ای شاہزادہ والاقدر آج تک کسی نے
اس شیر کے منہ کو سیدھا نکیا دس بارہ برس سے منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی

نے گفتگو باغبانون کی سنکے طرف فرخ کے دیکھا اور بائین ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ منہ تیر کا سیدھا ہوگیا فرخ اور باغبان وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے پھر عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی اوسکے پاس آگئے دوسرے روز عمرو بن حمزہ نے اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا مین جاؤن اگر آپ اجازت دین تو مین صحرا مین جاؤن اور شکار کھیل کے چلا آؤن ملکہ گلشن آرا نے کہا آہو کہ مالک شنگل بن شنگال فیل زور سوار زرمی کا تمہارے نانا کے ملک سے قریب ہے اور شنگل بادشاہ جابر و کافر ہے مسلمانون سے از حد عناد اور دشمنی رکھتا ہے مین ڈرتی ہون کہ کہین تم ملک مین اوسکے نہ چلے جاؤ اور وہ تمہارے حال سے آگاہ ہوکر تمکو گرفتار نہ کرے تمہارے نانا کہ کریومان کے بادشاہ ہوئی لیکن شنگل سے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکینگے کیونکہ اوسکے پاس اٹھ نو لاکھ فوج ہے اور بڑے بڑے پہلوان اوسکے ملازم ہین عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین آپ نانا کے ملک مین شکار کھیلونگا ملک شنگل مین نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی عمرو بن حمزہ خوش ہوکر باہر آئے اور چالیس ہزار لڑکونکو جو اونکے ہمراہ رہتے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار مہیا کرکے گھوڑے پر سوار ہوئے فوج بھی ہمراہ رکاب تھا عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار لڑکونکو لیکر یونان سے چلے اور جانب صحرا روانہ ہوئے جب تھوڑا طے کرنے راہ کے صحرا کے نزدیک پہونچے طائر دیکھے شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے مرکب اپنا اون آہوون کے پیچھے دوڑایا وہ آہوان صحرا چوکڑی بھر کر ایکطرف بھاگے عمرو بن حمزہ نے آہو کا تعاقب کیا یہانتک کہ اپنے لشکر سے جدا ہوگئے فرخ بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس تک آہو کے تعاقب مین چلے گئے آخر قریب آہوون کے پہونچکر اور تیر کمان مین لگا ایک پر چلایا وہ آہو زخمی ہوکر زمین پر گرا دوسرا آہو صحرا مین ایک سمت چلا گیا عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے اوترکے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہو کے ذبح کرکے کباب طیار کرین اور کہا مین ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو زخمی ہو اور بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا اور کمان کو کھینچا اور ہرن کی پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہوکر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ یونانی نے خوش ہوکر اوس آہو کو بھی ذبح کیا اور آہوی اول کے برابر اوس آہو کو رکھا یکایک دیکھا ایک سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوئے چلا آتا ہے جب وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اپنے آہو کو پہچانکر عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے لگا کہ اے طفل تو نے میرے آہو کو کیون شکار کیا تو نے نہین دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے برادر مین نے اوس آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیون نے اوس پر تیر مارا ہی مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ تمنے اس آہو پر تیر لگایا ہے خیر اب یہ آہو موجود ہے لیلو اور جو آہو قبل اسکی ہو کے مین نے شکار کیا ہے وہ بھی موجود ہے تم لیجاؤ مین اور آہو کو شکار کرلونگا سوار نے کہا یہ تو بتا تو کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا مین فرزند حمزہ صاحبقران کا ہون میرے نانا فریدون شاہ ہے اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی اوس سوار نے بصد غضب کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے مین تجھکو قتل کرونگا اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو کو اپنی پشت پر اوٹھا کر میرے ساتھ چل ورنہ مین ابھی تجھکو مار ڈالونگا مین بیٹا ہون شنگل بن شنگال فیل زور بہ مست سوار زرمی کا نام میرا مہراکن ہے مجھ مین زور و قوت اسقدر ہے کہ فیل کلان کو شل گل کے تیر ہزار بار ایک ہاتھ سے ایک منٹ مین اودھر سے ادھر اوٹھا کے پھینک دیتا ہون تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کرڈالنا میرے نزدیک نہایت سہی آسان ہے مین خلل سمجھکر تجھکو خیال کرتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا مجھکو بھی بتصور نکرنا مین فیل مست کو ایکدم مین ہلاک کرتا ہون میرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجھکو آہو لیجانا منظور ہے تو لیجا مین ہرگز اس آہو کو اوٹھا کر تیرے ہمراہ نجاونگا

بن شنکل تقریر عمرو بن حمزہ سنکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی نے تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچکر مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن شمشیر سپر کو کاٹکر خود پر پڑی اور خود کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی اور دوا دم لیکر شکم و کمر کو کاٹکر زین فرس میں پر آئی اور مرکب کو بھی دو ٹکڑے کرکے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ یونانی مہران کو قتل کرکے خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالائق نے مجھسے نہایت ہی بدزبانی کی تھی اسکی قضا ہی آگئی تھی ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین پر پڑا ہوا دیکھکر اسطرح پوچھنے لگا کہ اے شاہزادہ ذیوقار یہ نابکار کون ہی عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن شنکل ہی بعد اسکے تمام حال مہران کے آنے اور گفتگوے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ نجیب کا اب یہاں ٹھہرنا آپ کا مناسب نہیں ہے کو لازم یہی ہی کہ آپ اپنے گھر کیطرف تشریف لیجلیے اگر اسکے ہمراہی جا پہنچے تو اس دشت میں خوب تلوار چلیگی ہزاروں آدمی دونو طرف کے قتل ہونگے میدان صحرای سبزہ زار خون سے سرخ ہو جائیگا انجام لڑائی کا نہیں معلوم کیا ہوگا پس میرے نزدیک بہتر یہی ہی کہ یہاں توقف نہ کیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل نہ چاہتا تھا کہ صحراے سبزہ زار سے روانہ ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہیوں نے دونوں آہو اٹھا کر شکار بند میں لٹکا دیے بعرض عمرو بن حمزہ بعد قطع راہ یونان میں پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت میں گئے گلشن آرا نے پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے اسکا کیا سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے مجھسے کہا اب صحرا سے چلو اسوجہ سے میں چلا آیا یہ کہکر عمرو بن حمزہ خاموش ہوئے اور حال مہران کے قتل کرنیکا بیان نکیا بعدہ دونوں آہو جنکو شکار کیا تھا اپنی والدہ کی خدمت میں لائے ملکہ گلشن آرا آہوؤں کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ میرے فرزند نے پہلے پہل ان آہوؤں کو صحرا میں جاکر شکار کیا ہی عمرو بن حمزہ پر زر نثار کیا ::

داستان لاش مہران کی دیکھکر روانہ کرنا شنکل کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل سیر شجاع اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف یونان کے اور جانا عمرو بن حمزہ کا جانب بصرہ اور قتل ہونا فریدون شاہ اور زخمی ہونا پسران فریدون شاہ کا اور تباہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا وغیرہ کا

راویان خجستہ خواص داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کرکے یونان میں چلے آئے اور ہمراہیان مہران نے لاش مہران کی صحرا میں دیکھی نہایت محزون ہوئے اور گھسیاروں سے جو وہاں گھاس چھیل رہے تھے اونسے پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہی گھسیاروں نے عرض کیا خداوند ہمارے سامنے ایک لڑکے نے قتل کیا ہی اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہی یونان کا رہنے والا ہی ہمراہیان مہران نے یہ کیفیت گھسیاروں کی سنکے بصد آہ و فغان لاش مہران کی اٹھائی اور صحراے سبزہ زار سے چلے بعد طے کرنے راہ کے خوارزم میں پہونچے شنکل نے جو شور نالہ فریاد سنا گھبرا کر اپنے ملازموں سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں ملازمان شنکل گئے اور ہمراہیان مہران کو گریہ کناں دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے تمام حال مہران کے قتل ہونے کا بیان کیا ملازمان شنکل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے شنکل کے پاس لائے شنکل نے بھی باعث نالہ و فریاد پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا شنکل اپنے فرزند کے غم و الم میں نہایت اشکبار ہوا اور تمام اہل دربار بھی بآواز بلند رونے لگے اوسوقت تاریخ جادو بہن زلزلہ جادو کی کہ شنکل پر عاشق تھی اور تمام طلسم تاریخ کی مالک ہی پہلوے شنکل میں بیٹھی تھی ہر چند کہ صورت اوسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئین بہتر وخوب یہی سے جانتی تھی اور جو دیکھا کہ مہران کی لاش آئی اور شنگل رو رہا ہے اور تمامی اہل دربار
بھی اشکبار ہین خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور شنگل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جا کر یونان
مین سب کو قتل کرون کسیکو زندہ نہ چھوڑون اور تیرے فرزند کے قاتل کے کو گرفتار کرکے تیرے پاس لاؤن
شنگل نے اوسی عالم گریہ وزاری مین جواب دیا کہ تم نہ جاؤ مین اپنے لشکر کے سردارونکو مع فوج طرف یونان کے
روانہ کرتا ہون وہ جا کر سبکو قتل کرینگے پھر شنگل بن شنگال فیل زور بدمست خوارزمی نے لہراسپ
بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد تم تیس ہزار سواران جرار اپنے لیکر
یونان کیطرف جاؤ جب یونان مین پہونچنا سب کو قتل کرنا شہر تباہ برباد کرنا عورتونکو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو
یا قتل کرنا یا گرفتار کرکے میرے پاس لے آنا لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اوسی وقت مع تیس ہزار سوار کے جانب
یونان روانہ ہوئے ادھر تو لہراسپ وغیرہ سمت یونان جاتے ہین لیکن ادھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ سے جا کر عرض
کیا کہ آپکے نواسے نے صحرا مین مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنیکا بیان کیا فریدون شاہ نے یہ حال سنکر خیال کیا
شنگل سپاہ کثیر لیکر ضرور آئیگا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچائیگا یہ خیال کرکے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ
کو بلایا اور بعد دعائے درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنون کے واسطے بصرہ چلے جاؤ
اور سیر بصرہ کی کرو وہان شکار کھیلنا آب وہوا نہایت اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ نے عرض
کیا اگر آپکی خوشی یہی ہے جو مین آج ہی بصرہ کو روانہ ہوتا ہون یہ عرض کرکے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے
رخصت ہوئے فریدون شاہ نے ہنگام رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند مین
ضعیف ہوا میری زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحر کے کوئی دم کا اس دنیائے فانی
مین مہمان ہون اگر بعد تمہارے جانے کے مر جاؤن تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول ہونا اور مطلق رنج نکرنا
جہانتک ہوسکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیائے فانی سے بڑے بڑے نامی گرامی شاہان جلیل القدر ونامداران
خدا جانب ملک عدم گئے ہین میرے اور تیرے آگے کیا حقیقت ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین سبکو ایکدن مرنا ہے
بقا سوائے پروردگار کے اور کسیکو نہین ہے دیکھو اے فرزند اور غور کرو نظم کدھر ہے سکندر کا وہ تخت وتاج ٭ کہان ہے وہ
دارا کا لشکر سب آج کہان اب کیومرث کا نام ہے کہان اب جمشید کا جام ہے ٭ یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو
گلے لگا کر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ طفولیت کے بوجہ بصرہ کیطرف روانہ کرنے اور تقریر فریدون شاہ کی نہ سمجھے
ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کیطرف نہ جاتے بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی مان کے پاس گئے اور ان سے
بھی رخصت ہوکے بہمراہی فرخ وغیرہ یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے بصرہ پہونچے
یہان ایک روز فریدون شاہ کو خبر ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار
قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ صدف نوش اور استغفا نوش اپنے فرزندون کو ہمراہ لیکر مع فوج شہر
سے باہر آیا اور لہراسپ نے ملاقات کرکے بہ عجز کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر مین دیکھ لو کہ پسر حمزہ نہین ہے
لہراسپ نے جواب دیا تم نے پسر حمزہ کو کہین پوشیدہ کیا ہے یا کہین بھیجدیا ہے اب ہم اوسکے عوض تم سے انتقام لینگے
یہ کہکر لہراسپ نے فریدون شاہ کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدف نوش اور استغفا نوش نے دیکھا تلوارین کھینچکر مع
لشکر لہراسپ پر حملہ ور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تنون سے جدا ہونے لگے تیر
چلنے لگے سینون کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گرکے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے دلاوروں کو پیغام قضا آنے لگے بہادر عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے لگے گرد و غبار عرصۂ کارزار میں بلند ہوا اور سوت حال
نظم یکے داشت در سر ہوائے گریز * یکے داشت در سر ہوائے ستیز * یکے چارہ جو از دم تیغ تیز * یکے راز پیکان جگر
کاستہ * یکے مرگ را از خدا خواستہ * یکے بود بے پا و بے سر یکے * یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے * اوسی گرمی میں
صدف نوش اور استغفا نوش نے صدہا بلکہ ہزارہا سوار و پیادوں کو قتل کیا آخر دونوں سراپا زخمی ہوئے اور مرکب
میدان کارزار سے ایک سمت کو گئے جب یونانیوں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کو مرکب لیکر نکل گئے
اور سوت یونانی پیچھے ہٹے ہزاروں بھاگتے میں قتل ہوئے سیکڑوں بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہو گیا
لہراسپ نے ایک ستون بہ نشان یونان رہنے دیا باقی تمام شہر کھدوا کر ہموار کر دیا جو شہر نہایت آباد تھا اوسے ویران
کر دیا بعد قتل کرنے مردمان شہر اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور نغمہ دختر زادوی اور جبلہ کسرٰی کو گرفتار
کرکے فولاد زنگی کے حوالے کیا پھر ایک اس مضمون کی لکھی کہ ای بادشاہ ذیجاہ میں نے حضور کے حکم سے
فریدون شاہ وغیرہ کو قتل کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتوں کو اسیر کیا ہے اب میں نے ہمیں فولاد زنگی
کے فریدون شاہ کے سر کو اور عورتوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور میں عمرو بن حمزہ کو ڈھونڈھتا
پھرتا ہوں شاید وہ حضور کے خوف سے کسی طرف نکل گیا ہی اگر وہ طفل ملگیا تو اوسکا بھی سر کاٹ کے روانہ
کرونگا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آونگا زیادہ کیا عرض کروں جب لہراسپ اس مضمون کی عرضی لکھ چکا
ملفوف کرکے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ عالیجاہ کو دیدینا اور جو کچھ یونان میں
گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتوں کو بہ حفاظت تمام لیجانا یہ کہکر فولاد کو روانہ کیا فولاد زنگی
سر فریدون شاہ کا لیکر اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکے مع تھوڑی سپاہ کے جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیوں کا حکم شنکال سے پاس خداوند دم خبیثہ کے کوہ بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ مانند کمان اور سہیل شیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو

راویان خوش اطوار اس داستان کو اسطرح لکھتے ہیں کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو لیکر قریب خوارزم
پہونچا شنکال کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو ہمراہ اپنے لیکر آتا ہے شنکال یہ خبر سنکے خوش ہوا
اور ایک نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کر دے اور قیدیوں کو کوہ بوقلمون خداوند
دم خبیثہ کے پاس لیجا اور تمام حال اوسسے بیان کر اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کر جو کچھ وہ ان قیدیوں
کے باب میں کہیں وہی کرنا بلکہ ان قیدیوں کو انہیں کے سپرد کر دینا جو انکے مزاج میں آئے وہ انکے حق میں کریں جب
نامہ شنکال لکھوا چکا مہر اپنی نامہ پر کرکے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچا دو شتر سوار وہ نامہ لیکر
چلا اور طے کرنے راہ کے نامہ فولاد زنگی کو دیا فولاد زنگی بموجب حکم سر فریدون شاہ تو بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا اور خود
گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ بوقلمون کیجانب چلا اور بعد قطع راہ پاس دم خبیثہ کے پہونچا بعد لوازم آداب تسلیم کے سب احوال عرض کیا
جو کچھ شنکال نے قیدیوں کے باب میں کہا تھا عرض کیا دم خبیثہ نے یہ تقریر فولاد زنگی سے آگاہ ہوکر کہا کہ آج تو ان قیدیوں کو اپنے پاس رکھ کل
میں سزا دونگی فولاد زنگی یہ سنکے دامن کوہ میں مقیم ہوا ادھر فولاد زنگی زیر کوہ بوقلمون مقیم ہے لیکن احوال عمرو
بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار مع سواران جرار عنقریب یونان پہونچے اور فریدون
شاہ نے شہر سے نکل کے اونسے جنگ کیا اور لہراسپ نے فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ
ویران کیا اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اوسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اس صدمۂ جانکاہ سے ملال ہوکر اشک بے اختیار

آنکھون مین بھر آئے نانا اور ماں اور ماموں یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسی عالم رنج و ملال مین فرخ سے کہا کہ ای فرخ
کیا سبب ہے کہ آج خود بخود میرا یہ دل چاہتا ہے کہ نالہ و بکا کرون اور خوب روؤن اسوقت ضبط کرتا ہون لیکن آنسو
نکلے آتے ہین دل بیقرار ہے والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہین علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ایک قصر
و مکان یاد آتا ہے اور وہ نانا کا مجھسے گلے ملکے رونا اور والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہے نہین معلوم انہون نے
کس وجہ سے مجھے اسطرف بھیجا اور مجھسے گلے ملکر وہ اس درجہ کیون روئین اور آج مین کسوجہ سے محزون و ملول ہوا
نہین معلوم بعد میرے آنے کے انپر کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال مین ہین شب کو مین نے خواب پریشان بھی
دیکھا ہے خداوند عالم خیر کرے نانا اور والدہ صاحبہ اور ماموں بخیر و عافیت ہون شہر مین کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو شب
آرام و راحت ہون فرخ نے عرض کیا آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیے وہان افضال خدا سے سب اچھے ہونگے عمرو بن
حمزہ نے کہا ای فرخ اسوقت دل یہی چاہتا ہے کہ یونان کیطرف جاؤن اور والدہ صاحبہ و نانا صاحب کی زیارت سے مشرف
ہون اور وہان جاکر اپنے دل مضطر کو تسکین دون فرخ نے عرض کیا آپکو اختیار ہے تشریف لیچلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ
سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے ان یونانیون کو
اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم سب کیون پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو سبھون نے عمرو بن حمزہ
کو پہچان کر نالہ بلند کیا اور عمامے اپنے سرون سے اتار کے زمین پر پھینک دیے اور بعد اشکباری اور نالہ و بیقراری عرض
کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذی قدر و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کرین آپ کو صدمۂ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ نے
بیتاب ہوکر کہا برائے خدا حال یونان جلد بیان کرو اور اپنی پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیون نے
عرض کیا ای شاہزادہ دیکھا ہزار غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہوگیا شنکل حاکم خوارزم نے لہراسپ اور سہیل
کو مع فوج کثیر بھیجا انسنے یونان مین آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا پھر آپ کے دونون ماموں
خوب لڑے ہزارون کو انھون نے قتل کیا سنا ہے کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو میدان جنگ سے کسی طرف
لیگئے لشکر آپ کے نانا فریدون شاہ کا بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھدوا ڈالے رعایا کو بھی
قتل کیا آپ کی والدہ صاحبہ کو اسیر کر لیا اسطرف بھاگ کر آئے ہین ای شاہزادۂ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف
نکل جایئے لہراسپ آپ کی تلاش مین ہے یہ کہکر یونانی خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی اسقدر روئے کہ اگر
بتفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے تو اس داستان کو نہایت ہی طول ہو اور دل بھی طول افسانہ سے ازحد ملول ہو
پس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو بن حمزہ نہین لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہے کہ عمرو بن حمزہ اپنی نانا کے قتل ہو جانے
اور ماں کے گرفتار ہونے سے ازحد گریان ہوئے اور اسی عالم آہ و فغان مین فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دلکے گھبرانے اور پریشان
ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب قتل ہوگئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہوگئین ای فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا
اور گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہے اب مجکو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا کچھ اعتبار
نہین ہے افسوس مین انکی تقریر کو نہ سمجھا اور انکے فرمانے سے اسطرف چلا آیا انسطور یہ ہوا کہ مجکو شکار و سیر کے بہانے اسطرف بھیجدیا تا
تاکہ مین لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن اور قتل نہون اگر یہ مین جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو
مین کبھی اسطرف نہ آتا فرخ نے بہ گریہ و زاری عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیوقار مشیت پروردگار مین کسی کو دخل نہین ہے جو منظور خدا کو
تھا وہ ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہوجائیگا عمرو بن حمزہ ذیجاہ نے کہا ای فرخ یہ وہ صدمۂ جانکاہ
ہے کہ صبر نہین ہوسکتا اور اشکباری موقوف نہین کر سکتا اب جبتک کہ شنکل سے اسکا عوض بخوبی نہ لونگا اسوقت تک

میرے دل کو قرار ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر یونان کی طرف اسیوقت روانہ ہو بموجب حکم چالیس ہزار لڑکے مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر بصرہ سے چلا بعد طی کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا امراسپ کہان ہی سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور اونکو کچھ روپیہ دیکر اونسے پوچھا کہ امراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے عرض کیا خداوند نعمت یہانسے دور ایک باغ ہے اوسی باغ مین امراسپ مع لشکر ہفتم ہی ہم اوسی لشکر کے گھوڑون کے واسطے گھاس لینے یہان آئے ہین آپ چلے جایئے اسی باغ مین امراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی سنکے آگے روانہ ہوئے امراسپ کو بھی خبر ہوئی اوسنے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آتے ہین مردمان لشکر مسلح ہونے لگے ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوارون نے باغ سے نکلکے مقابلہ کیا اور نیزہ و تیزہ و شمشیر لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر گرے اور قتل کرنے لگے طفلان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپرین اور تیغچے لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ نے بھی بصد غیظ و غضب تلوار کھینچی اور سوارون کو قتل کرنے لگے زنگیان سیاہ رو خون مین ہمہ تن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے کہ زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کفار کو راہ عدم دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین رہوار پامال کرنے لگے گھوڑون کے گشت سے گرد و غبار بلند ہوا روے خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا مریخ

خون آلود تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر تحیر ہوا نظم

تھا گرم وہان اجل کا بازار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
خاکستر ابر مین فسردہ
لکھون جو بیان رستم خون
تلوار کو وان جو عزم کین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
شیر تنگ قلم ابھی ہو گلگون
دم خنجر برق مین نہین تھا
رو جون کا گذر تھا یہ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین امراسپ بلند کمان قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ ای طفل ہوشیار ہو جا میرے تیغ آبدار سے صد با پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور پھل تیغ کا کھا کر سوے عدم گئے ہین شل اونکے تجھ مین قوت و توانائی نہین تجھکو تو آن واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ نفنون سپہ گری سپر پر روکی اور پھر تیغ آبدار امراسپ کے سر پر لگائی امراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی امراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہی کہ تجھے قتل کرون لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہی جلد اٹھ اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھسے مقابلہ کر سہیل شیر و شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ کی سنکے باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجاع اور بہادر ہی ایسے وقت مین حریف کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی سہیل وغیرہ یہ تقریر باہم کر رہے تھے کہ امراسپ ایک مرکب پر سوار ہوا اور نبرگام مقابلہ پھر اوسی طرح اسپ گرا اور پھر عمرو بن حمزہ نے چھوڑ دیا اور کہا ای امراسپ پھر گھوڑے پر سوار ہو دیکھ اب بھی مین نے تجکو چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا امراسپ یہ شجاعت و خلق و مروت دیکھکر خیال کرنے لگا کہ ای امراسپ لازم ہی کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو ادھر تو امراسپ یہ خیال کر رہا تھا اودھر سہیل شیر شکار اور جملہ سوار باہم کہ رہے تھے کہ اب کی مرتبہ امراسپ قتل ہو جائیگا پس اب بہتر اور مناسب یہ ہے کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کرلین یہ تجویز کرکے سہیل اور سوار آگے بڑھے امراسپ نے سب کو منع کیا اور ڈرکا اور کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا نہ کرو اور سب ملکر یکبارگی تنہا پر حملہ نہ کرو یہ کہکر امراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ

دیو قار آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ خوش ہو کر لہراسپ کو اپنے قدموں پر سے اٹھایا اور کلمہ پڑھایا لہراسپ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سب نے کہا کہ اے لہراسپ خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو ایکی مرتبہ ہم تجکو گرفتار کر کے شاہزادے کے حوالے کر دیتے یہ کہکے سہیل شیر شکار مع بیس ہزار سواروں کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کر کے ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہزادہ دیو قار یہ خادم گنہگار حاضر ہے اسی خاکسار نے آپ کے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہے حضور میرے ہاتھوں کو کاٹیے یا مجکو قتل کیجیے کہ مین نے آپکے نانا کو قتل کیا ہے اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کر کے جانب خوارزم روانہ کر دیا ہے مین نے سنا ہے کہ آپ کے نانا کا سر شستکل بدکردار نالایق و بداطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہے اور بنہایت خوش ہوا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای لہراسپ تمنے عالم کفر مین میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے اور تمنے میری اطاعت قبول کی ہے اب مین تمکو کیا قتل کرون خداوند عالم کو جو منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے پوچھا ای لہراسپ میری والدہ کہان قید ہین لہراسپ نے عرض کیا کہ مین نے فولاد زنگی کے ہمراہ انہین خوارزم کی طرف روانہ کیا ہے عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اوس جگھہ آئے جس جگھہ لاش فریدون شاہ کی پڑی تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر بہت روئے اور اوسی جگھہ کھڑے ہو کر قلمدان طلب کیا فرخ نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای جناب عموی صاحب آپنے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپنے تشریف لانے کا کیا تھا خوب ایفا کیا افسوس آپ ہمکو بھول گئے یہان ہم رنج و غم مین مبتلا ہو گئے ہین ہمارے نانا صاحب قتل ہو گئے اور دونون ماموں صاحب وقت جنگ زخمی ہو کر کسی طرف گھوڑے انکو لیگئے ہین بعضے اشخاص کہتے ہین کہ وہ بھی کسی جگھہ مر گئے والدہ صاحبہ ہماری اسیر ہو کر خوارزم کی طرف گئی ہین اور تمام شہر یونان تباہ اور ویران ہو گیا ہے اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہین رہا ہے یہ سب ظلم و بدعت شستکال بن شستکال فیل زور بدمست خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہے چونکہ قبل تباہی یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سے سیر و شکار کے مجکو طرف بصرہ کے روانہ کر دیا تھا اسوجہ سے مجکو اب خبر ہوئی اور اب مین یونان مین آیا ہون اور زندہ رہا ہون ورنہ مین بھی قتل ہو جاتا یا زخمی ہوتا پس اے عموی صاحب اگر میری خبر لینا آپ کو منظور ہے تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق قدمبوسی کے اور کیا لکھون بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرفشان بہادر کو بھی اسی مضمون کی لکھی اور دونون عرضیان ملفوف کر کے فرخ کے حوالے کین اور کہا ای فرخ ان عرضیون کو لیکر بہت جلد قلعہ تنگ رواحل مین جا کیونکہ مین نے سنا ہے کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب قلعہ تنگ رواحل مین تشریف رکھتے ہین یہ عرضیان دونون صاحبون کو دے کر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا کہ مجھسے وہین ملاقات ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیان آپ اور کسی شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے کیو اول تو مین راہ سے ناواقف ہون دوسرے میرا دل نہین چاہتا کہ مین آپ کو چھوڑ کے اسطرف جاؤن عمرو بن حمزہ نے فرمایا ای فرخ نشان قلعہ تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاء اللہ پہونچ جاؤ گے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند عالم میرا حافظ و نگہبان ہے جبتک میری زندگی ہے کوئی مجھے ہلاک نہین کر سکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیان لیکر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش و سر اپنے نانا کی دفن کی پھر

چالیس ہزار کا لشکر اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر یہ جمعیت ہفتاد ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہوئے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ مین خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعۂ تنگ رواحل مین جاکر عضبان دیکر خوارزم کی طرف آنا اور زرتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

محرران ہنبال اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی راہ طی کی راہ مین سنا کہ سنگل نابکار کے حکم سے فولاد زنگی ملکہ گلشن آرا وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوند دم خبیثہ کے پاس لیگیا ہے عمرو بن حمزہ یہ خبر سنکے جانب کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آتے ہین لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور کچھ کیفیت میلے کی تحریر کیجاتی ہے واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہے شکل اسکی بندر کی ہے دُم مین گچھ مقیش کا ہے اور تمام پوست بھی مقیش کا ہے اور دانت نہایت صاف و آبدار مین ایک احاطہ سا ہے اسمین ایک گنبد پر تکلف و بلند ہے اسی گنبد مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہے اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلان رکھا ہے اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھتی ہے جب آفتاب نکلتا ہے اور ضیا آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہے اور دانتون کی بھی چمک ہوتی ہے کچھ سحر کی تاثیر سی بھی ایک ق چمکتی ہے سجدہ کرنے والے برق چمکنے کے وقت دُم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جلوۂ نور خداوند دم خبیثہ کا تھا علاوہ اسکے یون بھی مرد و زن سجدہ کرتے ہین غرض دوسرے روز کچھ رات رہے سے کفار اطراف و جوانب سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکانداروں نے بھی دور دور سے آکر میلے مین دکانین لگائین حلوائی کنجڑے کبڑیے گل فروش تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے مین آئے اور جابجا زیر کوہ دکانین لگانے لگے ساقنین بھی جوان جوان گورے اور سانولی لباس رنگین زیب تن کرکے میلے مین آئین سوداگر بھی راہ دور دراز سے انواع اقسام کا مال و اسباب لیکر برائے تجارت آئے او خیام برپا کرکے زیر کوہ مقیم ہوئے کمہار کھلونے ٹوکرون مین رکھکر لائے میوہ فروش بھی نارنگیان اور امرود و سیب اور بہی ناشپاتی اور انار ترش و شیرین نارنج اور ترنج اور بیٹھے وغیرہ لیکر راہ دور و نزدیک سے آئے غرض اسی طرح سے جملہ دکاندار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی صدہا بلکہ ہزارہا تماشا بین آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیائے مطلوب و مرغوب لیکر کھانے لگے ساقی مردم کو حقے پلانے لگے تنبولی گلوریان بنا بناکر خریدارون کو دینے لگے گل فروش برنگ گل شگفتہ ہوکر ہر ایک غنچہ دہن سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہین عطر بار + شگفتہ ہین بیلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان و خوبصورت کنجڑنین جوانون سے سینے دکھاکے کہنے لگین شعر ذرا ہاتھ سے دیکھ تو لو میان + بہت خوب دونون ہین نارنگیان + کوئی کنجڑن کسی جوان حسین کو سیب دکھاکر کہنے لگی شعر کسی کو نہین اسمین جائے سخن + یہی سیب ہین رشک سیب ذقن + کوئی جوان خوبرو کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھ اور بیتاب و بیقرار ہوکے بصد آرزو و تمنا یہ خیال کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت مین آئے بہار + اگر ہاتھ آجائین یہ دو انار + کسی طرف حلوائی بصد زیبائی تحفہ اور نفیس مٹھائی لیے ہوئے دکانین لگائے بیٹھے تھے شکر لب شیرین ادا مٹھائی خوانچون مین لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری علاوہ زیور طلائی و نقرئی کے موتی گنٹھیا یاقوت یمنی لعل بدخشانی فیروزہ کہنہ ہیرا اور زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا روپیہ کا مال و اسباب خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے ہین ایک طرف ساقنین سیمتن نازک بدن بناؤ سنگار کیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا ایاتون مین بیٹھی ہین انکے پاس نشہ بازون کا ہجوم تھا کوئی چرس ہر دم لگاتا تھا اور دھوان دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر جلتا تھا کوئی نشہ باز جھوم کے

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھ مین لیکر بجاتا تھا اور خیال گاتا تھا کوئی نشہ باز ساقی سے مخاطب ہو کر کہتا تھا مطلع ہمائی بر
بھی ہی ہوس ، پلا دو ہمین جلد ساقی جرس ، ساقی مسکرا کر کہتی تھی آیئے آپ کیئے ایک پیچ پیجیے گا یا دو نشہ باز بیوقوف کہتا تھا بیوی
چاہیے ایک پلاؤ خواہ دو چلمین پلاؤ تمھین اختیار ہی تم تو ہماری مالک ہو غرض اسیطرح ہر ایک ساقی کے قریب نشہ بازونکا مجمع تھا
کہین میلے مین سوانگ انواع و اقسام کی حیرت افزا لاگین کرتے ہین بعضے سوانگ سیف نگلتے ہین اکثر گیہون چبا کر خوشۂ گندم دس
سے نکالتے ہین بعضے آگ کے انگارے بخوف و خطر چبا جاتے ہین القصہ جیب کئی کوس تک مین خوب مجمع مرد مان ہو گیا اسوقت
دم خبیثہ اُس گنبد مین تخت پر بیٹھی اور در گنبد کھلا اور برق بہ قاعدہ معمولی چمکی اُسوقت ہزارہا بلکہ اس سے بھی زیادہ کفار یا خداوند
دم خبیثہ کہکے سجدے کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے ڈفلے بجا کر بھجن خداوند دم خبیثہ کے گانے لگے
کوئی ایک پانوسے کھڑا ہو کر پرستش کرنے لگا کوئی گھنٹ بجانے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ مین گیت پڑھنے لگا اکثر عورتین
باہم ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے باواز بلند عرض کرنے لگین کہ یا خداوند اسی سال ہمین بیٹا دیجیے بعضے بجا خاک آستانِ
خداوند دم خبیثہ لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھون سے لگانے لگے بعضے گرد گنبد
پھرنے لگے بار بار تصدق ہونے لگے غرض اُسوقت تمام میلے مین سواے ملکہ گلشن آرا وغیرہ کے ہر ایک کی زبان پر
یا خداوند دم خبیثہ جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا اور جب اُسی طرح
برق چمکتی تھی اور روشنی ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ و تجلی دکھاتی ہین یہ کہکے
سجدہ کرتے تھے اور ناقوس دمبدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا
کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پانون سے کھڑا ہو کر موافق اپنے مذہب کے
پرستش کرتا تھا بعد پرستش کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوند اب ان قیدیون کے باب مین کیا
حکم ہوتا ہے دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان قیدیون کو ہمارے روبرو لاؤ فولاد زنگی قیدیون کو روبرو دم خبیثہ لیگیا فولاد
نے کہا اے قیدیو اگر تمکو رہائی اپنی منظور ہی تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تمپر رحم آجائیگا تمکو رہائی کا حکم دیدینگی غرض
سب نے قیدیون سے کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نہ کیا اُسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا کہا کہ ان قیدیونکو
آدھے جسم سے زمین مین گاڑ دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھین ماریگا ہم اسکو جنت مین ایک
قصر دینگے علاوہ اسکے جو کوئی انواع و اقسام سے انھین ایذا پہونچائیگا اسکو بڑا ثواب ہوگا اور ہم اُس سے
نہایت خوش ہونگے یہ حکم خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر بصد غضب ملکہ گلشن آرا کے بازو پر
اسطرح مارا کہ بازو ملکہ گلشن آرا کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھ کر اور اشکبار
ہو کے چار طرف دیکھنے لگین سواے دشمنون کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھین کہ علحدہ
میلے سے گڑھے کھودے گئے اور ہر ایک کو گڑھے مین تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد اور موجود ہوئے
ہزارون زن و مرد نے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھون مین اٹھاے اور قصد مارنے کا کیا اُسوقت
فتنہ نے اشکبار ہو کے سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

اے چرخ تجھے دلدہی کرنی نہین آتی

تو بکے دل و جان کا جو خواہان ہی برابر
دریا مرے اشکون سے یہ بہتا ہی لہو کا
نرگس سبب جو دیدہ گریان سے برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار

یونہین جو ہی خاطر مین تری مین بھی ہون حاضر
مژگان سے تری بخیۂ رگ جان ہی برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے تری زخم
جو غنچہ ہی سو وہ دلِ سوزان کے برابر

یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی اک آہ
قسمت ہی بُری اپنی کہ گریزان ہی برابر
انسو نہ تجھے تجھے کبھی میرے کہ تجھہ پاس

لخت دل و جگر پارہ پارہ ہیں میرا | فتنہ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے بظاہر ناامید ہوئی لیکن اسوقت کنیزون کا گھبراکر اور رو رو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصاً ملکہ گلشن آرا کا درگاہ خداوند عالم مین بگریہ زاری دعا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہوکر کہنا کہ اے فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیا ہوا افسوس آخر وقت مین بھی اُسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اگر اسوقت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اُسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے یہان رہے اچھا ہے ملکہ فتنہ سے یہ کہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اسوقت ملکہ نے برجوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح دعا کی اشعار

خدایا مثل گلک سینہ افگار

سینہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار | بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی سے | بلائے جان ہے آشوب جوانی
کوئی فعل زبون ایسا نہین ہے | عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے | گذرتی ہے عجب غفلت مین اوقات
دریغا حسرتا ہیہات ہیہات | لحاظ بندگی جب تا رہا ہے | سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
گمان و وہم و جان درد آمیز | یہ سب ہین شان شیطانی سے لبریز | اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا
مرے سایے سے ابلیس پیدا | نگاہ لطف سے غفرا اشارا | دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
لب مایوس ہون خندان طرب سے | نہ گریان دیدہ پُر خون ہون اب سے | تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن
جگر کو جان کو آباد پاؤن | تجمل ہو دیکھکر مغرور زاہد | مری محفل سے بیٹھے دور زاہد
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے | غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے | کرے رحمت تری گر پردہ داری
مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری | بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین | ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
جو دشمن ہے ایک بھی تو رحم کھاکے | نکل جائین سب ارمان مدعا کے | غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
یہ سب ہون سینۂ مضطر سے باہر | خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے | رگ و فردوس دل کا داغ ہو جائے
امنگون پر دل افسردہ آئے | جوانی کے غرے پیری دکھائے | بڑھے ارمان سخی کی جیسی ہمت

کھلے غم جسطرح کسک کی نیت | ابھی ملکہ گلشن آرا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھا کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سپاہ لیے چلا آتا ہے نظم

عیان نور خدا احسن جبین سے | شبابہ لوح قرآن مبین سے | دو ابرو مثل دو شمشیر خونخوار
پے قتل و تباہ گبر و دیندار | ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل | بہ رنگ نکہت و گل نشہ و مل
تہ ابرو خط بینی ہو پیدا | ہمیشہ راستی سے جس پہ شیدا | خط و رخسار کا عالم نیا تھا

گئے تو رحل پر قرآن دھرا تھا | کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطر و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روک کر کہنے لگا کہ اسطرف شنگل بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اس طرف قصد آنے کا نہ کرنا اور عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ او سیاہ رو او سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کر و ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی نے یہ تقریر سنکے تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تلوار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ ذیوقار نے تلوار کو روک کے بعد غیظ و غضب شمشیر آبدار سر فولاد نابکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہر چند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ ذیوقار سپر کاٹ کے کاسۂ سر

سر مین در آئی اور کاسۂ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم لیکر شکم و کمر کاٹتی ہوئی
زین فرس پر پہونچی پھر پشت فرس سے زیر تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ہلاک ہوگیا لکھنے والے
یہ کہتے ہین کہ جب شاہزادہ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اسوقت فولاد زنگی
مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار سوار ان
جرار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردمان فوج و لشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور مردمان سیاہ
فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردمان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہوکر بھاگ گیا
غرض بہر طور بعد جنگ شاہزادہ ذیوقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا ملکہ گلشن آرا
اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن حمزہ
اور فولاد زنگی سے لڑائی ہوتی تھی اسوقت دم خبیثہ نے گنبد کا در بند کر دیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے پاس
آئے تھے انسے سرگرم اختلاط تھی اور اسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے ہین اور مدعائے دل حاصل کیا کرتے
ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہے کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہے غرضکہ جب شاہزادے نے
اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھڑایا اور اسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دکاندار دکانین چھوڑ چھوڑ
کے خوف سے بھاگ گئے اسوقت لہراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذیوقار اب
اگر مناسب ہو تو درہ کوہ بوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام معلوم ہے
شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ بوقلمون کے درے مین چلو لہراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب شہزادہ
ذیجاہ چلا اور کوہ بوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ ہر درہ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح اور مکمل
ہر وقت موجود رہین مبادا اشتنگل فوج لیکر آ جائے پھر ایک درہ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا
وغیرہ محافون سے اترین ملکہ اور فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے
نے لہراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ لہراسپ نے چند سوار ون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین بھی
خاص و عام جمع ہوگئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے
کچھ قسم طعام وغیرہ سے خرید کر لیگئے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوار ون سے
اشیائے مطلوبہ لیکر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو بھی دین اب عمرو بن حمزہ تو درہ کوہ بوقلمون
مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم کے ناکے
پر رواں کر دیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درہ کوہ مین رہنے دیجیے
لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لیکر یونان سے چلا انثاے راہین
نہایت صعوبت اور مصیبت اٹھا کر بمشکل قلعہ تنگ رواحل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے انسے کہنے
لگا کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان بیان دینے کے لیے لایا ہون سرہنگ مصری نے
زرتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان
لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زرتاش بہادر نے کہا اے سرہنگ مصری اس
عیار کو قلعے مین بلا لو سرہنگ مصری بموجب ارشاد زرتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لیگیا جب وہ زبردست
زرتاش بہادر کے پہونچا بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کمان تشریف رکھتے ہین مجھسے انکنے

کچھ عرض کرنا ہی اور ایک عرضی انھین دینا ہے زرمناش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور عرضیان کس شخص کی لایا ہی خواجہ عمرو تو فی الحال جانب خانہ کعبہ برائے علاج تشریف لیگئے ہین اس قلعے مین نہین ہین ہمارا نام زرمناش ہی اگر تیرا دل چاہے تو عرضیان دیجا یا خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ ہی مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کا چیارہ ہون انھون نے دو عرضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہے اور دوسری خواجہ عمرو کے نام لکھی ہی یہ کہکے فرخ نے ایک عرضی زرمناش بہادر کو دی جب عرضی زرمناش بہادر نے پڑھی اور حال مندرجہ عرضی سے آگاہی ہوئی اسوقت زرمناش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے صدمے سے بہت گریان ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا زرمناش بہادر کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عرضی سرہنگ مصری کو دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو دیدینا اور میری تسلیم کہدینا اور میری جانب سے یہ بھی کہدینا کہ آپ کا خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانیکا کیا ہر چند کہ زرمناش اور سرہنگ مصری نے کہا کہ ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے عذر کیا کہ ای شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان قیام نہ کرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعہ تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بصد عجلت روانہ ہوا بعد جانے فرخ کے زرمناش بہادر یونانی قریب ملکہ مہرنگار گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے بھائی بھتیجے عمرو بن حمزہ نے مجکو یہ عرضی لکھی ہی یہ کہکر عرضی پڑھی بعد پڑھنے عرضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ شنتکل بدکردار سے لڑکر قتل ہو جاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور بیس ہزار سواران یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے جب قریب خوارزم پہونچے شنتکل کو خبر ہوئی کہ زرمناش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بہ ارادۂ جنگ آئے ہین یہ خبر سنکے شنتکل نے حکم دیا کہ جلد فوج ہماری مسلح ہو موافق حکم تو لاکھ سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر کو لیکر صف آرا ہوئے اٹھا کے بارگاہ وخیام کے قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے شنتکل بن شنتکال فیل زوربدست خوارزمی بھی فیل پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن مین بجے طبل سفر پر چوب پڑی شنتکل بن شنتکاول فیل زوربدست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا اور شہر کے باہر نکل کے بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ابھی شنتکل نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ زرمناش بہادر یونانی بھی مع اپنے قلیل لشکر کے قریب شام آئے اور سامنے فوج شنتکل کے بارگاہ وخیام برپا کرا کے مقیم ہوئے شنتکل نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی زرمناش بہادر یونانی نے صداے طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ مدد ایزدی طبل جنگی بجایا جاے بموجب حکم طبال رزمی پر چوب لگائی گئی آواز طبل جنگ اسطرح بلند ہوئی کہ صداے طبل جنگ سنکے پھر فلک کانپنے لگا زمین تھرانے لگی دل پہلوے رستم و اسفندیار بابین ہزار دل گیا جوانان لشکر صداے طبل رزمی سنکے تیاری جنگ کی کرنے لگے آلات حرب وضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذر کے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جمالِ صبح نے کی بارشِ نور، جبینِ خاک چمکی مثلِ بلور، جدا پروانوں سے ہونے لگی شمعِ بزم رخصت ہو تھا خاموش تھی شمع ہنگامِ سحر بہادرانِ یونانی اپنے اپنے بستر سے اٹھے ہر ایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی چار آئینہ لگائے تلوار کمر سے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہو کر ہر ایک جوان باہمدگر گلے ملا اور کہنے لگا کہ آج بظاہر زندہ رہنے کی امید نہیں ہے کیونکہ سامنا اور مقابلہ شخشکل سے ہے اور شخشکل کے پاس نو لاکھ سوار ہیں ادھر جوانانِ لشکر بہت کم ہیں یقین ہے کہ سب قتل ہوں پس جو کچھ میری خطا کی ہو عفو کرو اسیطرح دوسرے جوان نے بھی کہا کہ میں نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانانِ لشکر باہمدگر مل چکے گھوڑوں سوار ہوئے زرتاش بہادر بھی شیرانہ مرکب پر سوار ہوئے اُسوقت ڈنکے پر چوب پڑی باجے جنگی رسالوں میں بجے علمہائے فوج جلوہ گری پر آئے زرتاش بہادر نے گھوڑا اپنا جانب عرصۂ کارزار بڑھایا :

لشکر بھی رواں ہوا اُسوقت وہ ہوا سے سرو کا جھومنا باغ میں گلوں کا ہنسنا غنچوں کا مسکرانا بلبلوں کا چہچہے کرنا میدانِ کارزار میں سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت دیتا تھا جوانانِ یونانی بہ خندہ پیشانی واسطے لڑنے اور مرنے کے گھوڑوں پر سوار جانب عرصۂ کارزار چلے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو یہ خوب خیال کر لو کہ آج اس لشکر میں کوئی زندہ نہ رہیگا کیونکہ یہ لشکر نہایت ہی قلیل ہے اور فوجِ دشمن کی کثیر ہے لہذا آج وہ جنگ رستمانہ کرنا کہ قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے جوانانِ دیگر جواب دیتے تھے کہ ای برادران تم تو شعار ہماری جنگ میدانِ کارزار میں دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے چاہا تو صدہا کفار کو قتل کر کے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی آگے قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹینگے دلاور ہمارے نزدیک وہی ہے کہ سر کٹ جاے لیکن قدم میدانِ جنگ سے پیچھے نہ ہٹائے اپنا تو یہ ارادہ ہے کہ بعضے کفار کو تہِ تیغ کرینگے اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزے سے سوے عدم روانہ کرینگے کسی سرکش کو گرز سے پیوندِ خاک کرینگے اور خود بھی اُدھر مڑ کے سینہ و سر پر زخمہاے تیر و شمشیر کھائینگے لہو میں نہائینگے میدانِ جنگ میں نام کر کے مر جائینگے ہرگز بھاگ کر یونان کی طرف نہ جلینگے آبرو اپنی خاک میں نہ ملائینگے ہمیں یہ منظور کسی طرح نہیں ہے کہ تم ایسے بہادروں کے سامنے سے بھاگیں اور بہادروں سے محجوب اور شرمندہ ہوں اور چار دن کی زندگی کے واسطے یہ ذلت و رسوائی گوارا کریں تم تو ہمے اور ہمارے آبا و اجداد کی جرات و شجاعت سے آگاہ ہو اکثر تم نے ہمکو میدانِ جنگ میں حریف سے لڑتے دیکھا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کی جنگ و جدال کا فسانہ سنا ہے تمکو تو ہمیں اسطرح سمجھانا مناسب نہیں ہے ہم خود خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ آج تا شام زندہ نہ رہینگے یہی لباس ہمارے ہمارے کفن ہونگے میدانِ کارزار میں لاشے ہمارے بے گور پڑے ہونگے روحیں ہم سب کی جنت میں جائینگی سنا ہے کہ شہیدوں کا مرتبہ بڑا ہے حور و غلمان انکی خدمت میں رہتے ہیں باغِ جنان میں انواع و اقسام کے لطف اٹھاتے ہیں آبِ کوثر پیتے ہیں میوے جنت کے کھاتے ہیں جس میوۂ تر و خشک کی خواہش کرتے ہیں فی الفور ذائقہ اُسکا زبان پر آجاتا ہے سیر باغِ جنان سے اہل جنت کا خصوصاً شہدا دل خوش ہوتا ہے پس ہم بھی باغ میں جا کر انشاءاللہ حوروں سے ہم آغوش ہونگے کسی قصرِ جواہر میں بہ عیش و عشرت بسر کرینگے ای برادر عجیب نہیں ہے کہ ہمسے اور تمسے وہاں بھی ملاقات ہو اور اسیطرح وہاں بھی ہم اور تم باہم گفتگو کریں اُن جوانوں نے شاباش و مرحبا کہکے اور مثلِ گل ہنسکے کہا کہ اگر یہی عزم ہے تو ایسے وقت میں اپنے لباس کو بصورتِ کفن بنا لو سورۂ فاتحہ اور آیہ کل من علیہا فان پڑھ لو احتیاطاً گناہانِ صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کر لو بالکل گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن

کو شکل کفن بناتے ہین اور تمھارے سامنے دعاے توبہ پڑھتے ہین گناہون سے پاک ہوتے ہین تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے کے شاہد رہنا یہ کہکے انھون نے لباس اپنا بصورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر ہمنے ہزارہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہی اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہے پروردگارا تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہونکو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جب ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل انکے لباس اپنا بصورت کفن بنا کر اپنے گناہون سے توبہ کی اسوقت بعجیب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے نظم

اللہ رے احتشام لشکر	سردار ہر ایک جسکا صفدر	بخشا وہ خدا نے زور وہ دل	رستم بھی ہو نہ سکے مقابل
دیکھی ہی جو انکی تیغ خوش آب	چکر مین ہی بحر مثل گرداب	آئینہ تیغ برق تمثال	دعواے اجل کا فوت حال
قربان در شکوہ تعظیم	کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم	عالم پہ ہوا تھا خوف طاری	تھا نعرہ دورباش جاری

شمشیر سے انکی خون تازہ رخسارہ فتح پر تھا غازہ

جب یہ لشکر قلیل بصد کر و فر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ شنتکل بن شنتکاول فیل زور بدمست خوارزمی میدان مین صف آرا ہی کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہی علمہاے کفر نشان بلند ہین صفین اراستہ ہین سرداران لشکر بصد نخوت و غرور اپنے اپنے رسالے اور پلٹنین لیے ہوے آمادۂ جنگ کھڑے ہین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین نیزے ہاتھون مین گرزگران سر پہلوان ہاتھون مین لیے ہوے ہین سبکی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث انھین دیکھ لین تو ڈر کے بھاگین اکثر جیشو نکو بوجہ خوف کے غش آجاے یعنے دیو بد صورت انھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کرکے ہلاک ہو جائین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تمنے ان کافرون کی صورتون کو دنیا پر تو انکی یہ صورت ہی دیکھیے بعد مرنے کے انکی کیا صورت ہوتی ہے یہ لوگ پونے دو سو خداؤن کو اپنا خدا جانتے ہین از انجملہ ومجیبنہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کر رہے تھے کہ حکم رتمانش بہادر یونانی سے بیلدار پھاؤڑے لیکر لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور کرگیت زشت خو نکلے اور میدان کارزار مین آکر جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگے کہ ای بہادرو آج سامنا حریف کا ہی دیکھو کہین قدم تیرے ہٹکے پیچھے نہ ہٹین اگرچہ سر تن سے کٹ جاے مناسب ہی کہ قدم بڑہکے پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ میدان روبرو دلاورون اور بہادرون کے عزت گھٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگینگے پس لازم ہی کہ چارون کی زندگی کا خیال کرکے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نہ کھونا اور بڑھ بڑھکے حریف سے لڑنا نقیب اور کرگیت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاور اور بہادر پند و نصائح نقیبون کی سنکے شیرانہ آمادۂ جنگ ہوے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سنکے مستانہ جھومنے لگے و میدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب بڑھا کر لشکر شنتکل سے نکلا اور میدان مین اگر بکبر و نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد سوے عدم جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر نہ در کرون تو اُسے سر کا دون سامنے میرے شیر ایک کتا صحرائی ہی اور فیل ایک

پشہ ہی دیو بھی اگر مجھسے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر مین کام اسکا تمام کرون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی زرتناش نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہے اور کیا اپنی تعریف کرتا ہے یہ خیال کرکے زرتناش بہادر یونانی نے اپنا مرکب صفِ لشکر سے نکالا اسوقت پھر باجے جنگی بجے اور علم لشکر اسلام جلوہ گری ہوا جب زرتناش بہادر بہ مقابلہ پہلوان پہونچے پہلوان نے نیزہ سینہ زرتناش بہادر پر مارا انھون نے سنان نیزہ نیزے کی ستان پر رد کی سنانِ نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زرتناش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہرچند اُس پہلوان نے چاہا کہ نیزے سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زرتناش بہادر نے نکال دے کر پہلوان کو پشت فرس سے اٹھایا اور اس طرح زمین پر پٹکا کہ استخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہوگئین اسی طرح کئی پہلوان نامی نوناموں زرتناش بہادر نے قتل کیے شنشگل ملعون کو غصہ آیا اور مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ سب مل کے اس خداپرست پر حملہ کرو اور اسے قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور نو لاکھ سوارون نے گھوڑون کو تیغین کھینچکر بڑھایا اسوقت قدم گاوزمین تھرا گئی طبقے زمین کے ہلنے لگے گرد و غبار بلند ہوا روز روشن مثل شب تیرہ و تار کے ہوگیا خفتگان لحد ڈر کے بیدار ہوگئے اور زمین کو لرزتے دیکھکر خیال کرنے لگے کہ قیامت آگئی اب میدان محشر میں جانا ہوگا غرض جب اسطرح لشکر شنشگل بڑھا ادھر سے بیس ہزار جوانان تہور شعار نیزے اور تیغین اور گرز گران لیکر اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کرکے بڑھے اور لشکر شنشگل روباہ خصال پر مثل شیران صحرا کے حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی صدائیں کھچا کھچ کی آنے لگین دلاور زخمی ہونے لگے اکثر کفار نابکار قتل ہوکر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے پہلوے کفار پر چلنے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی کفار نابکار مجروح ہوکر زمین پر گرنے لگے لاشے اُنکے تڑپنے لگے فریاد و فغان کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال کرنے لگے گھائل ہین کرنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرز گران پہلوانون کے جوانون کے سرون پر پڑنے لگے جوان تیغزن صف شکن ہیبتناک ہونے لگے یونانی بڑھ بڑھکے اور نیزے گرگرکے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو ٹوک ٹوک کے قتل کرنے لگے زرتناش بہادر یونانی بھی شیرانہ و رستمانہ جدال و قتال مین مصروف ہوئے تاک تاک کے نامی افسرون کو قتل کرنے لگے نعرہ دمبدم کرنے لگے سواران لشکر شنشگل سامنے سے زرتناش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اسوقت شنشگل نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر بہ آواز بلند کہا کہ ای نالائقو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہین لیکن تم ایسے خائف ہو کہ آگے نہین بڑھتے اور انکو گھیر کے قتل نہین کرتے افسرانِ فوج یہ گفتگوے شنشگل سنکے خیال کرنے لگے کہ شنشگل سچ کہتا ہے مسلمان کم ہین اور ہم سب بکثرت ہین یہ سوچ کر افسرانِ فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بصد قہر و غضب آگے بڑھے اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار کفار ستمگین لیکر گرے اور یونانیون کو چہار طرف سے گھیر لیا اسوقت ایسی تلوار چلی اور اسدرجہ کشت و خون ہوا کہ میدان رزم مین دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر قتل کیا کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صدہا کفار قتل کیے آخر یونانی بیچارے بھی گھر گئے اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل ہونے لگے اسوقت بھی جس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار نکلا اُس یونانی نے اُسی عالم مین جھپٹ کے اپنے قاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے

پکارا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار اس نمکخوار نے جان اپنی کفش پاے حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے بہنایت مجروح ہوکر اپنے قاتل کو بڑھکے ہلاک کیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ اے شاہزادہ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک ادا کیا اب بوجہ زخم کاری کے گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا ہے زمین پر یہ خاکسار گرتا ہی حضور کو حوالہ خدا کرتا ہے یہ کہکے وہ یونانی زمین پر گرا کافر نے بڑھکے سر اُسکا تیغ سے کاٹ لیا اور باہم کہا کہ اس یونانی کو ہمنے کیا مارا گویا رستم قتل کیا یہ نہایت ہی شجاع تھا بڑی مشکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صدہا کفار نے ملکر کسی اور یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ و نیزے سے اُسے زخمی کیا اُسنے کفار سے کہا کہ اے مردود و عجیب تم نالایق ہو کہ مجھ ایک شخص پر اتنے اشخاص حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھسے مقابلہ کرو ہرچند میرے دست و بازو تھکے ہوئے ہین لیکن مین تمسے لڑونگا اور جہانتک ہوسکیگا تمکو قتل کرونگا کفار نے بیچارے یونانی کی تقریر نہ سُنی اور یکبارگی سیکڑون نے اُسپر حملہ کیا اسوقت بھی اُس یونانی نے دو چار کو قتل کیا آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہوکر اپنے قاتل کی طرف جھپٹا اور اُسی عالم زخمداری مین نیزے سے اُسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے لگا پکارا کہ اے آقاے نامدار یہ غلام آپ کا گھوڑے سے گرتا ہے دست و بازو مین اب قوت نہین باقی ہے زخم کاری لگا ہے گھوڑے کی پشت پر بیٹھا نہین جاتا ہے یہ کہکر کب سے گرا کوئی کافر واسطے سر کاٹنے کے بڑھا وہ یونانی مجروح اُس سے کہنے لگا کہ سر میرا کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھپر کرنا کہ سر میرا قدم شاہزادۂ ذیشان بہادر پر رکھدینا یہ کہکے یونانی بیہوش ہوگیا اس کافر نے سر اُسکا ڈرتے ڈرتے اسوجہ سے کاٹا کہ کہین ہوشیار ہوکے مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا اور اپنے رسالے کے جوانون سے کہنے لگا کہ آج مین نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہے اگر بادشاہ میری شجاعت پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج کا مجھکو سپہ سالار کردے اور خلعت و انعام دے اور مجھکو شجاعت مین رستم سے بھی زیادہ تصور کرے کیونکہ مین نے اس یونانی کا سر نہین کاٹا گویا دس لاکھ بہادرون کو قتل کیا یہ وہ دلاور تھا کہ اسنے مرتے مرتے بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ نہ تھی یہی ایک مسلمانون کے لشکر مین شجاع تھا رسالے کے سوارون نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا سر کاٹا ہمسے تو کبھی اسکا سر نہ کاٹا جاتا بلکہ اُسکے رعب سے قریب بھی اُسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھے اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور ہوئے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہے قریب ان یونانیون کے اب نہ جاینگے دور سے تیر لگاینگے یہ تقریر کر رہے تھے کہ ایک پہلوان گرز گران لیے ہوئے اُسطرف آیا سوارون نے پہلوان کو بلایا اور کہا اے بھائی یہ یونانی جو سامنے کھڑا ہے کسی طرح مارا نہین جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ مین لیے ہوئے ہو دست و بازو بھی بہ نسبت ہمارے موٹے موٹے ہین اور قوی ہین شاید تمھارے ہاتھ سے یہ مارا جاے تم اس بہادر سے جاکر مقابلہ کرو تمھاری تنخواہ بھی زیادہ سب سے ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سوارون کی سُنکے کہنے لگا کہ تم کہ تم سب نامرد ہو اتنے بودے ہو کہ ایک دُبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہین سکتے اور اُسکے خوف سے یہان بھاگ کر کھڑے ہوئے ہو دیکھو مین جاتا ہون اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکر پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچکے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

ہارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہوگیا یونانی نے اُسی عالم مین بصد عجلت پہلوان کی کمر پر تلوار لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور یہ کہنے لگا کہ افسوس ان سوارون نے مجھے اس یونانی سے لڑوا کے قتل کروا یا یہ کہکے پہلوان مرگیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا بہ آواز نحیف پکارا کہ اے شاہزادہ ذیقدر یہ کمترین بھی حضور پر نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہی یہ کہکے مرکب سے گرا ہر چند رسالے کے سوارون نے دیکھا کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اُسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو کہ اس یونانی کا سر کاٹ لائین رسالے کے سوارون نے جواب دیا ہے اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائیگا ابھی ہم دیکھ چکے ہین کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہی ہمین بھی ضرور قتل کرڈالیگا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے گر پڑا ہی اور تڑپ رہا ہی میان اسکا مردہ بھی ہم ایسون پر بھاری ہی اگر تمکو دعوے شجاعت سے تو جاؤ یا تو تم اسکا سر کاٹ لوگے یا وہی تمھارا سر کاٹ لیگا جوانی تمھاری خاک مین ملا دیگا وہ سوار یہ گفتگو ان سوارون کی سنکے ایسا ڈرا کہ قریب بھی لاش یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کرکے گھوڑے سے گرا جب اکیلے زرمتاش بہادر یونانی رہگئے اُسوقت افسران فوج نے یکبار حملہ کیا زرمتاش بہادر اگرچہ ہزارون کو قتل کرچکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اُسی عالم مین شمشیر خون آلودہ سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کرکے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اگر دو دو پہلوان سامنے زرمتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زرمتاش بہادر کسی طرح گھوڑے سے نہین گرتے اور ہزارہا کو قتل کر رہے ہین اُسوقت تمامی فوج نے زرمتاش بہادر پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اُسوقت شاہزادہ ذیوقار نے اپنی زندگی سے بظاہر نا امید ہوکر اسقدر شمشیر آبدار سے سوارون کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کمر تک لاشون کا انبار ہر ایک جگہ کردیا اور جس مقام پر گھوڑے کو بڑھا کر آئے اور سوارون نے ہجوم کرکے چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین زرمتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑون قتل اور زخمی ہوکر ہٹ گئے آخر تیراندازون نے پٹے سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا کمر مجروح کردیا اُسوقت کثرت زخمہاے کاری سے زرمتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سوارون اور سردارون نے خوش ہوکر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زرمتاش بہادر کا کاٹ لین اور نیزے پر چڑھا کر بلند کرین شنشکل نے یہ حال دیکھکے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون کو زرمتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار اس بہادر کا سر نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کرلو اور زندان مین اسے قید کرو شاید یہ جبری بعد پند و نصیحت کے میری اطاعت قبول کرے سردارون نے بموجب حکم شنشکل زرمتاش بہادر کو اُسی عالم بیہوشی مین گرفتار کرلیا پھر حکم شنشکل سے بارگاہ و خیام زرمتاش بہادر کی فوج کی لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال و اسباب تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شنشکل عنقریب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر آیا زرمتاش بہادر کو تو زندان مین بھیج دیا اور آپ داخل بارگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت شجاع و دلیر تھے کہ انھون نے قریب لاکھ سوارون کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو تو شنشکل اسی جگہ رہا دوسرے روز وہان سے شہر مین آیا اور حکم کیا کہ لاشین اُٹھائی جائین بموجب حکم لاشین اپنے مردمان لشکر کی افسرون نے اُٹھوائین اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلایا اور دفن کیا جب شنشکل دربار

مین تخت پر آکے بیٹھا امرا و وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون نے ان مسلمانون پر مجکو فتحیاب کیا سیمون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہی کہ ہمکو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال سے اور خداوندون کی مدد سے فتح ہوگئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا وزرا اشتکل سے یہ عرض کر رہے ہین اور شتکل تخت پر بیٹھا ہی اور زرتناش بہادر زندان مین ہین لیکن اب حال فرخ کا لکھا جاتا ہی کہ جب فرخ راہ طی کرکے شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر کیے تھے انھون نے فرخ کو دیکھکر کہا کہ ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ ذیوقار عمرو بن حمزہ نامدار نے ہمین یہان تمھارے ہی واسطے معین کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کی جلد چلو تمنے سُنا ہے کہ شہر کے فلان ناکے پر شتکل نابکار سے اور زرتناش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی نہو فرخ نے کہا مین نے بھی سنا ہے افسوس غضب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہوگئے کافرون نے عالم بیہوشی مین انھین قید کر لیا اب یہان سے جلد چلو اور یہی احوال چلکے شاہزادہ ذیوقار سے بیان کرو یہ کہکے فرخ ہمراہ اُن سواروں کے چلا اور بعد قطع راہ درۂ کوہ بوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے یعنے خواجہ عمرو تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپ نے انھین لکھی تھی وہ سر ہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون یقین ہی کہ سر ہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو دے دی ہو یا اب دے دیگا دوسری عرضی مین نے آپکے ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثناے راہ مین بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب تاکہ قریب آیا باشندگان خوارزم سے مین نے سنا کہ آپکے ماموں صاحب اور راستہ سے قلعہ تنگ رواحل سے خوارزم مین آئے اور شتکل سے خوب لڑے آخر انکی فوج قلیل سب قتل ہوگئی اور وہ عالم زخمداری اور بیہوشی مین گرفتار کر لیے گئے اتبک زندان مین ہین ہرچند کہ یہ خبر آپ سے کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی اس کا بہتر نہ تھا اسوجہ سے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن حمزہ یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ یونان مین پہونچا دو یہان انکا رہنا اچھا نہین ہے یہ فرما کر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور فتنہ وغیرہ کنیزون کو بھی ڈولیون مین سوار کرا دیا اور فرخ مع چند سوارون کے ہمراہ گیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ بوقلمون سے جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ ذیجاہ نے لہراسپ سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر خدا نے چاہا تو مین شتکل کو اور اُسکی فوج کو قتل کرونگا اور اپنے ماموں کو قید سے چھڑا دونگا لہراسپ نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اگر آپ اسطور سے جانب خوارزم تشریف لیجائیگا تو ہرگز ہرگز شتکل پر فتحیاب نہو جیے گا بلکہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح آپ کے ماموں صاحب گرفتار ہوگئے خدانخواستہ اُسی طرح آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جائینگے کیونکہ شتکل کے پاس تو لاکھ فوج ہے اور آپ کے پاس گنتی تیس ہزار سپاہ ہے پس آپکو مناسب ہے کہ جسطرح مین عرض کرون اُسی طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شتکل نابکار کے پہونچ جایے ہرچند کہ جسطرح مین آپ کو لیجاؤنگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپ کی اُسی صورت سے ہوگی عمرو بن حمزۂ یونانی نے پوچھا اے لہراسپ تم کسطرح مجکو خوارزم مین لیجاؤ گے اور کیونکر خوارزم پر مین فتحیاب ہونگا لہراسپ نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شتکل کو اس مضمون کی لکھ دیتا ہون کہ مین

کہین نے حکم بادشاہ فلک جاہ یونان کو تباہ او ر ویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عور تون کو
اسیر کیا اب ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون
اور مین ابھی یونان مین اسوجہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب اُنکو
گرفتار کر لونگا اسوقت مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونکہ بحکم شتنکل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر آپ کے
نانا صاحب کا تو شتنکل کے پاس بھیجدیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اسطرف لایا یہان حضور نے
اپنی والدہ کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا
یہ خبرین مجھے یقین ہے کہ شتنکل کو نہ پہونچی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا اور اس خیال مین روز و شب
رہا کرتا ہوگا کہ اب امراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہان سے
تو یونہین اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر
ڈالدونگا آپ اس عبا مین تلوار اور اپنے ہاتھ چھپا لیجیے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپکے
گرد سیکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوئے ہونگے جو کوئی دیکھیگا یہی خیال کریگا امراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی کو قید کرکے لایا ہے اور شتنکل کے پاس لیے جاتا ہے جب میرے آنیکی شتنکل کو خبر ہوگی یقین ہے
کہ چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجیگا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ عنقریب تخت
شتنکل کے دربار مین پہونچ جائیگا اسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شتنکل کو قتل کیجیے گا اور
اسکی فوج سے لڑیے گا اس ترکیب سے اُسکے قریب پہونچ جائیے گا اور مدعائے دل انشاءاللہ حاصل ہو جائیگا
آپ غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر امراسپ خاموش ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا اے امراسپ
تدبیر تو نے اچھی سوچی ہے اب کل تم اسی طرح مجکو اُسکے پاس لے چلنا یہ فرماکر عمرو بن حمزہ یونانی خاموش ہوئے
اور جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شتنکل کو اور آنا مارنج جادو کا اور سحر کرنا و دیگر حالات

ساقی جام جہان نما دے
منگوا دے پھول کی گلاسے لے
جب نشہ مین دو نون لب ہلاؤن
بلبل کا ناطقہ کردون بند
ہو ملک سخن کی شہریاری
پھر درد بھری ہوئی فغان سن

کیفیت دو جہان دکھا دے
وہ بادہ پلا جو مست کردے
مُردہ مضمون کو جلاؤن
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر
سکہ مرے نام کا ہو جاری
گلدستہ بناؤن شاعری کا

گل ہو مرا خار تم سے شاداب
وہ می جو سخن پرست کردے
لکھو لون جو زبان مین ہنر مند
پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر سحر دکھاؤن سامری کا

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقہ افسون گری شاخسار نخل چمنستان
بیان پر مصروف رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم کیا کہ فوج ہماری مستعد ہو
بموجب حکم فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی بھی مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور امراسپ ملند کمان
وغیرہ کو ہمراہ لیکر درہ کوہ بوقلمون سے چلے بعد طے کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا
فاصلہ رہگیا اسوقت امراسپ نے ایک عبا عمرو بن حمزہ نامدار پر ڈالدی اور سوارون نے گھیرا کہ گرد

شاہزادے کے تلوارین برہنہ لیکر چلو سوارون نے بموجب کہنے ماہراسپ کے اور باشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کے تلوارین کھینچین اور گرد عمرو بن حمزہ یونانی کے آئے اور چہار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم چلے مرد مان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ ماہراسپ بلند کمان نے بڑی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لے آیا یہ خبر شتنکل بن شتنکال فیل زور بد مست خوارزمی کو پہونچی کہ ماہراسپ عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لایا ہے یہ خبر سُنکے شتنکل خوش ہوا اور دو تین سرداروں کو حکم دیا کہ ماہراسپ کا استقبال کرکے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر شتنکل روانہ ہوئے شتنکل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہون آج مجکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہوکے آتا ہے جسوقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے بیٹے کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم ادھر تو بخوبی تمام دربار آراستہ ہوا جملہ ارکین سلطنت و اعیان مملکت دربار مین حاضر ہوئے اور کرسیون اور تختون پر بیٹھے ارباب نشاط و ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن تو شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط بصد اقبال گانے لگے گویا مبارکبادی گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی گانے لگے از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل روبرو شتنکل بن شتنکال فیل زور بد مست خوارزمی شروع کی غزل چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی	گر کسان اٹس سے چھپے اس سے جگر ہو جائے لال	ماہ تابان اور ہی مہر درخشان اور ہے
سینہ نقش مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج	باغ دلستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی	ایک یوسف وان گرانقیاں گرویدہ کتنا خلق
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی	برق اسپر ہنستی ہی روتا ہی اسپر آسمان	ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہے
خاک جنت میں لگیگا بعد مردن دل مرا	ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہے	اسمین ہی داغ فراق اس صبح ہی اسمین آفتاب
یہ گریبان اور ہی ہیں تار گریبان اور ہے	دل سے ہی کاوش اُسے تلووں سے ہی سکو عیش	خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہے
جا لو اسپر ہی عاشق اسپہ عاشق آدمی	سرایستان اور ہی سرو خرامان اور ہے	ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو اسکے غربہی
چشم گریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی	گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی	سبستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
نا تراشیدہ ہی وہ اور ہی سانچے میں ڈھلا	شاخ مرجان اور ہی دست حنیان اور ہی	باعث ایمان ہے وہ غارتگر ایمان ہے یہ
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی	فرق ہی شاہ و گدا مین قول ناسخ ہی یہی	شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے ہنگام رقص اور روبروے اہل دربار گائی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً شتنکل نہایت ہی خوش ہوا اور مثل چراغ سحری کے ہنسنے لگا یہان تو دربار مین نازنینان خوبرو خوش گلو ناچ اور گا رہے ہین شتنکل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سُن رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے اور مرگ سے بیخبر ہے لیکن سرداران شتنکل جب وہان پہونچے دیکھا کہ ماہراسپ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے اُن سرداروں نے ماہراسپ کا استقبال کرکے اور مزاج پرسی کرکے پوچھا کہ اے ماہراسپ تم نے عمرو بن حمزہ یونانی کو کیونکر گرفتار کیا ماہراسپ نے جواب دیا کہ مین نے بڑی شکل سے اس شاہزادے کو گرفتار کیا ہے سرداران نے کہا فی الحقیقت تم نے بڑی بہادری کی خیر اب روبروے بادشاہ چلو وہ تمہین انعام کثیر دیگا کیونکہ آج اُسے نہایت خوشی ہے دربار مین بیٹھا ہوا ہے امرا و وزرا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجیب نہیں ہے کہ کسی نازنین کا اسوقت گانا سُن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو ماہراسپ نے کہا چلو دیکھے شتنکل مجھے کیا انعام دیتا ہے یہ کہکے ماہراسپ بلند کمان اُن سرداروں کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا مردمان شہر عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور جفلی پر نظر کر کے بعضے افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادہ کم عمر کو شنگل قتل کروا لیگا اکثر کفار سنگدل کہنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اسنے مہران کو صحرائے سبزہ زار مین قتل کیا تھا اب یہ بھی ضرور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا در شہر پر لٹکایا جائیگا ہرچند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگوے اہل شہر یہ سنتے تھے لیکن بمصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار عمرو بن حمزہ عالی وقار کو قریب در شاہی لائے مردمان لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزہ یونانی کو دربار مین لیگئے عمرو بن حمزہ یونانی نے دربار مین جا کر دیکھا کہ شنگل تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین نازنینان گل پیرہن نازک بدن بہزار ناز و ادا غزلین گا رہے ہین ساقیان گلعذار جام بلورین مین مئے ناب بھر بھر کے شنگل اور اہل دربار کو دے رہے ہین ہر ایک شراب پی رہا ہے بعضے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہین شاہزادہ ذیوقار نے کیفیت دربار کی دیکھکے جلد غضب کو بھینکا اور نعرہ کیا کہ او شنگل ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون اور اپنے ناما کے خون ناحق کا تجھسے انتقام لیتا ہون جس وقت یہ نعرہ اہل دربار اور شنگل نابکار نے سنا شنگل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار دونون سردار عمرو بن حمزہ یونانی کے شریک ہوگئے اور دونون نے اس شاہزادے کی اطاعت قبول کی اور بمکر و فریب یہانتک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو اپنے ہمراہ لائے یہ خیال کر کے شنگل نے ایک پہلوان کو حکم دیا کہ جلد اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگے اور ارباب نشاط نے بھی اس خیال سے ناچنا و گانا موقوف کیا اور دربار سے فرار ہوئے کہ اب یہان رقص بسمل ہوگا اور عوض نغمۂ مجروح صدائے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار مین ایک تہلکہ پڑ گیا اس پہلوان نے گرز گران سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گرز کو سر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اس پہلوان کی کمر پہ لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب تو جملہ اہل دربار تیغ و گرز لیکر اٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور ہوئے شنگل بھی تخت سے اٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادہ کارزار ہوا لہراسپ نے اسی وقت سوارون کو جو در شاہی پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغین کھینچکر بصد عجلت دربار مین آئے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ نے کئی پہلوانون کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک کیا سوارون نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشین زمین پر کافرون کی تڑپنے لگین دربار شنگل کا میدان کارزار ہوگیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہوگیا تلوارین تلوارین بہادرون کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہوگئین گرز گران سرہاے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگے رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا شنگل یہ حال دیکھکر گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد کسی طرح دربار سے جاؤ اور جاکر میری طرف سے افسران لشکر کو حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار مین تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمھارا دشمنون مین گھر گیا ہے اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے خبردار دیر نکرنا جلد آنا امرا و وزرا لڑتے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے بصد مشکل دوڑ کر دربار سے باہر گئے اور جلد تر لشکرگاہ پر پہونچکے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے مع لشکر تمکو بلایا ہے حریف دربار مین آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہو رہے ہین بادشاہ بھی تمھارا اور ہمارا قتل ہوا چاہتا ہے افسران فوج نے کہا تم بیکار آئے ہو ہمکو پہلے ہی خبر ہوگئی تھی بادشاہ سے کہو کہ گھبرائے گا نہین افسران فوج لشکر لیکر آتے ہین امرا تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلدی مسلح ہو دیر نہ لگاؤ

ایسا نہو کہ بادشاہ قتل ہو جاے مردمان لشکر نے جواب دیا کہ ہمین گھبراے نہین زرہین پہن رہے ہین ہتھیار لگا رہے ہین اگر آپ کے مزاج مین جلدی زیادہ ہی تو پہلے آپ ہی جایئے دشمنون کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آپہنچینگے آفسران فوج یہ تقریر مردمان لشکر کی سنکے خاموش ہوئے یہان تو فوج مسلح ہو رہی ہی اور وہان دربار مین خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر پر سر لاش پر لاش گر رہی ہے دریاے خون دربار مین رواں ہی علاوہ سرہاے کفار کے کرسیان جواہر نگار حباب آسا نظر آتی ہین فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہی اور تخت جواہر نگار شنشکل کو جو کوئی دیکھتا ہے اُسے تخت پر گرداب کا زار نہا ہوتا ہی دنگل مانند مگر او گھڑیال کے اُس دریاے خون مین دکھائی دیتے ہین کشتیان مرگ کی بحر خون مین رواں ہین بلا مرگ پر بہی دیدۂ سبا انو صبا برنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہی شیشۂ مے بھی بصورت حباب دکھلائی دیتے ہین بنت العنب کو جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہی کہ ہیکشون سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ دمبدم اُڑ رہا ہے کفار غرق دریاے فنا ہو رہے ہین بہادر گوہر فتح کی جستجو کر رہے ہین ناگاہ عین گرمی جنگ مین شنشکل اور عمرو بن حمزہ سے سامنا ہو گیا شنشکل نے تیغ آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روک کے اور تیغۂ آبدار خون آلود لیکر شنشکل پر حملہ کیا شنشکل نے خیال کیا کہ اگر یہان ٹھہرونگا تو ضرور قتل ہو جاؤنگا پس بہتر یہ ہی کہ بھاگ جاؤن یہ خیال کرکے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا شنشکل نے دیکھا کہ ایک فیل جسپر ہودج زرین رکھا ہی کھڑا ہوا ہی شنشکل فیل کو دیکھکر ایک دیوار پر جست کر گیا اور دیوار پر جا کر رسا پکڑ کے فیل پر سوار ہونے لگا اتفاق سے رسا ٹوٹ گیا شنشکل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر شنشکل نابکار پر لگائی ہرچند شنشکل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اور صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے اُتر کر سینے مین پہونچی اور کچھ دم لیکر شکم و کمر سے گذر کر زمین مین در آئی شنشکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادہ ذیوقار شنشکل کو قتل کرکے خوش ہوا اہل دربار بعد قتل شنشکل بھاگنے لگے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر آٹھ لاکھ سوارون کی جمعیت سے زیادہ اپنے ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام سے تیغین کھینچکر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع مین جنگ ہونے لگی کہ دیکھنے والون کے ہوش و حواس کھونے لگے تیغ و تیر سے بہادرون کے سرو تن مین جدائی ہونے لگی روحین جسمون کو چھوڑ چھوڑ کے جانب عدم جانے لگین کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے

بموجب ابیات

وہاں تھے جو سب بانی دشمنی
قیامت کے تھے محو تیر افگنی
کہیں تیغ چمکی کسی جا سنان
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
یہ کافر بڑھا اور وہ غازی بڑھا
یہ مرکب گرا اور وہ راکب گرا
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
جوانون کے خون سے ہوئی ارض تر
چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگجو
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
مسلمان بڑھے جب بصد کر و فر
قضا یہ پکاری ہوئے اہل شر
کہ ای کافرو ان جلد مانگو امان
سرک جاؤ سر کی ہے خیر اب کہان
غرض تا دیر باہم کفار و اہل اسلام

مین خوب تلوار چلی ہزارون جوان کام آئے سیکڑون زخمی ہوئے جب امر اسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے شنشکل کے افسران فوج دیوانہ لڑ رہے ہین ہرچند ہزارہا زخمی ہوئے اور سیکڑون قتل ہوئے لیکن نہین بھاگتے ہین اُسوقت امر اسپ بلند مکان نے ایک بلندی پر جا کر بآواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر و اے بہادران نامی و نامور بادشاہ تمھارا شنشکل قتل ہو گیا اگر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہین تو تم خود جا کر دیکھ لو وہ لاش شنشکل کی پڑی ہوئی ہی مین نے تو اس شاہزادہ ذیوقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہون اب تمکو بھی لازم ہی کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمانبرداری مثل میرے شاہزادہ ذیوقار کی قبول کرو ڑنا میرے

نزدیک اب بیکار ہی آیندہ تمکو اختیار ہی افسران لشکر یہ گفتگوے لہراسپ سُنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کرین اطاعت اس شاہزادے کی اختیار کرین یا اس میدان مصاف مین شاہزادے سے کارزار کرین اکثر افسرون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر اور مناسب یہی ہی کہ اطاعت عمرو بن حمزہ یونانی کی اختیار کرو اور پوچنے دو سو خدا و ندون کی پرستش سے اجتناب کرو اسوقت شستگل کو کسی خدا نے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شستگل قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدا نے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شستگل پر فتحیاب ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کروگے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہی وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہمکو ہوا کہ اس شاہزادے کا دین اور آئین اچھا ہی سرداران دیگر نے یہ سنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہی تو ہم بھی اطاعت اختیار کرینگے یہ کہکے افسران فوج نے مردمان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر نے لڑنے سے ہاتھ روکے تلوارین میان مین رکھین اُسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزہ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اب حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپ کی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی یہ تقریر افسران لشکر کی سنکے خوش ہوئے اور ہر ایک افسر پر مہربانی و نوازش علیٰ قدر مراتب کر کے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سب افسران فوج شستگل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینۂ دل سب کے نور ایمان سے روشن اور منور ہوئے بعد اسکے تمام مردمان لشکر کو شاہزادہ ذیوقار نے مسلمان کیا پھر حکم عمرو بن حمزہ یونانی سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر جاننے لگے بعد اسکے شاہزادۂ ذیجاہ نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرتاش بہادر اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خوارزم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شستگل کا تھا اور نہایت سرسبز و شاداب تھا ہزار در ہزار گلہاے رنگ برنگ و بوقلمون اُس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا اُسی باغ مینو سواد مین فروکش ہوئے اور بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور سیر باغ کی زرتاش بہادر اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے باغ کو دیکھا تو بموجب ان ابیات کے ایسا تھا

ہی زیور زر گل زیب بخش ساعد شاخ
بہار نے پئے حفظ ثمر اُٹھائے ہین جال
الف کیطرح سے جو شاخ ہی قامت رعنا
کہ سنگریزون پہ ہی عالم زمرد و لال

ہی شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
مزاج نازک گل سے ہی بلبلون کو خوف
ہی بار گل سے لچک کر خم آج ہوتے نہال
قواے نامیہ سے یہ زمین ہی بالیدہ

جو عشق پیچا ہی وہ بھی نقاب روے نہال
لسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہی لال
یہ رنگ سبزہ و گل ہر طرف ہی عکس فگن
کہ آسمان کو سمجھتی ہی سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کر چکا حکم دیا کہ اسی باغ مین جشن جلدی سے مہیا کیا جاے لہراسپ وغیرہ سرداران لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی بصد زیب و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات مزین فرش رنگین ہر مکان مین + کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بشکل آئینہ ہر شی مقابل + کہین الماس کے مینا و ساغر + غرض ہر ایک شی نایاب و بہتر + جب بخوبی سامان عیش و عشرت ہو چکا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرتاش بہادر بھی ایک دنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علیٰ قدر مراتب جا بجا دنگلون پر متمکن ہوئے اسوقت بموجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادہ ذیوقار یعنی عمرو بن حمزہ نامدار اول ساقیان مہ جبین گلشیتان

انگبین کی لائے اور بصد ناز و انداز جام ساغرین بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زرتاش بہادر و عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے اسوقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بصد جوش

رندانہ زبان پر لاتا تھا غزل
آنکھوں جانتا ہوں پیالہ شراب کا
ستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
خمخانہ جہان مین وہ علامہ دہر ہون

دیتا ہی محتسب مجھے فتوی شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا چاہ
دکھلا کے مجکو توڑا جو شیشہ شراب کا

بعد میکشی کے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرتاش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زرتاش بہادر نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون بموجب حکم شاہزادہ والا قدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندون کے حاضر ہوئین اور روبروے شاہزادہ والا جاہ ناچنے اور گانے لگین بعد اُن نازنینان حور شمائل کے ایک نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت افزا مین حاضر ہوئی اہل بزم اُس نازنین مہ جبین کے گلشن حسن و جمال کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ اشعار پڑھنے لگی

تھین آنکھین ترک نگہ کا لیئے ہوئے برچھا
وہ ہینی اُس بت پرفن کی دیکھے جو وہ کے
قزہ تھی غیرت ناوک بھوین تھین رشک کمان

جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خورشید
نو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
ہی خط نسخ مین لکھی اگر یہ حمد خدا

گلون کو نوچ کے منقار سے کرے غوغا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

جسوقت سازندے اپنے سازون کو درست کر چکے اسوقت نازنین ماہ جبین بصد ناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی مطرب فلک اُسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ ہونے لگی اہل بزم تعریف اس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا بصد ناز و عشوے لینے لگی غزل

ادا و ناز و طرز دلربائی
یہ غنچے مسکراتے ہین صبا کیا
کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا

دم گردش ترا خنجر رُکا کیا
سکھایا تمکو آئینے نے کیا کیا
نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو نے

وہی بے پردگی شیشے مین بھی تھی
شرر ہم جلوہ شمع عدم تھا
فروغ زیست پر اپنے ہنسا کیا

بھلا ای چارہ گر مجھ مین رہا کیا
نہی ہے دختر رز پارسا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہینگے
غبار کاروان بے نشان ہین
ہماری عمر مین بانگ درا کیا

بتا ای نامہ بر تو نے کہا کیا
تمنا کی ہماری مدعا کیا
ہوا کیون سنکے برہم یار جانی

اگر رسوائے عالم بھی ہون مین
جہان مین ہر بشر آتا ہی عریان
عدم بھی ہی کوئی وحشت سرا کیا

یہی عالم رہیگا بیوفا کیا
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کیا
غرور حسن ہی کچھ دن کا مہمان

اگر چھیڑا انہین باد سحر نے
وہ افتادہ ہون سنگ دستگیری
جو اٹھا ہے تو شعل نقش پا کیا

ترا چرخ ستمگر ہو صلا کیا
ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا
ہین جز داغ تو کیا اور دنگا

عبث تسلیم مشق غیبت عیسیٰ
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
شکست رنگ عاشق دیکھتا کیا

برا کہنے سے ملتا ہی بھلا کیا
جب یہ غزل اُس نازنین نے

گا کر تسلیم کی اسوقت ہر ایک سردار تعریف اُس خوش گلو کی کرنے لگا پھر اُس نازنین نے اور کوئی

غزل شروع کی بزم گانا سننے لگے یہان تو عمرو بن حمزہ یونانی ناچ دیکھ رہے ہین اور گانا سن رہے ہین بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک شاد و خرم ہے ظلم و جفا سے فلک سے غافل ہے لشکر بیرون باغ اترا ہے لیکن اب حال نارنج جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی شنگل کو قتل کرکے بہ فتح و ظفر اُس باغ مین آئے نارنج جادو کہ اکثر پاس شنگل کے آیا کرتی تھی اور شنگل سے ہم آغوش ہوکر مدعاے دل حاصل کیا کرتی تھی چنانچہ موافق دستور اور بہ قاعدہ معین نارنج جادو دربار شنگل مین آئے دیکھا اسنے ہزارہا لاشین پڑی ہین دربار سے خون رواں ہے دربار کے باہر لاشہ شنگل کا بھی خاک و خون مین آلودہ پڑا ہے دربار سناٹا ہے جہان تخت پر شنگل بیٹھتا تھا اور امرا وغیرہ بھی بیٹھتے تھے وہان لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار ہین جو جب اسیان گل جہان پر شگفتہ گل تھے آج دیکھا تو خسار بالکل تھے جیسے چمن مین بھنا بلبلون کا ہجوم ہو آج اُس جا ہو آشیانہ بوم ہے یہ حال نارنج جادو دیکھکر نہایت گریان ہوئی اور لاشہ شنگل سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی نوحہ

مین تو مدت سے کبھی تجھ پہ مائل ہاے ای آشنا میرے شنگل	بد عذاب ہوئیگا حاصل ہاے ای آشنا میرے شنگل
قتل تجھکو کیے کسنے اگر مرگیا ہے تو تیغ کھٹ کر	تھا تو ہی میرے مطلب کے قابل ہاے ای آشنا میرے شنگل
نیند تجھ بن نہ آئیگی مجھکو یاد تیری رلائیگی مجھکو	دل کو راحت نہ اب ہوگی حاصل ہاے ای آشنا میرے شنگل
یہ فلک ہوگیا میرا دشمن اب مرا کون دیکھیگا جو بن	ہوگیا تو جہنم مین داخل ہاے ای آشنا میرے شنگل

نارنج جادو یہ بین حالت بیخودی و بیقراری مین کرکے لاش شنگل کو چھوڑ کے اُٹھی اور چند آدمیون سے پوچھنے لگی کہ شنگل کو کسنے قتل کیا ہے اور قاتل شنگل کا کہان ہے آدمیون نے بتانے مین تامل کیا نارنج جادو نے کہا اگر تم نہ بتاؤگے تو مین ابھی بزور سحر دریافت کرلونگی مردمان شہر نے کہا ای نارنج جادو شہزادہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو قتل کیا ہے اور اب بیرون شہر شنگل کے باغ مین شاہزادہ فروکش ہے نارنج جادو یہ سنکر فوراً جانب باغ تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوئی جب قریب باغ پہونچی دیکھا کہ لشکر اُترا ہوا ہے خیمہ و بارگاہین بپا ہین ہر ایک خرم و شادان ہے نارنج جادو لشکر کو دیکھتی ہوئی باغ مین آئی دیکھا کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ ہے دور جام بے وقفہ گردش ایام چل رہا ہے نازنینان خوبصورت ناچتی ہین اور گاتی ہین عمرو بن حمزہ بزم عشرت مین نہایت شاد و مسرور بیٹھا ہوا ہے اور افسران فوج بھی یکین و یسار جمع ہین سب بصد خوشی ناچ دیکھ رہے ہین نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھکر اور بزم عشرت پر نظر کرکے خیال کرنے لگی کہ یہ مسلمان شنگل کے قتل کی خوشی کر رہے ہین یہ خیال کرکے نارنج جادو نے برہم ہوکے ایک ترنج سحر پڑھکر اہل بزم پر مارا وہ ترنج اہل بزم پر پڑا فوراً ایک برق چمکی اور دھوئین نے گھیر لیا اہل بزم متحیر ہوئے اور اکثر سردار گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن زمین نے ہر ایک کے پاؤن بوجہ سحر کے پکڑ لیے سرداران لشکر عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذیوقار غضب ہوا نارنج جادو آگئی اُسنے سحر کیا ہے ہوشیار ہوجائیے ابھی سردار یہ عرض کر رہی تھی یکایک ناگہ پتھر کے ہوگئے اُسوقت سردارون کی بیتابی اور بیقراری اور عالم یاس کا حال کیا لکھا جاے بعد ایک لمحہ کے سر سے پاؤن تک سب اہل بزم پتھر کے ہوگئے پھر اسی طرح نارنج جادو نے مردمان لشکر پر سحر کیا وہ سب بھی پتھر کے ہوگئے جو شخص کھڑا تھا کھڑا ہی رہگیا اور جو شخص بیٹھا تھا بیٹھا ہی رہگیا جب سحر نارنج جادو سے سب پتھر کے ہوگئے اُسوقت نارنج جادو نے لاش شنگل کی اٹھوا کر اسی باغ مین دفن کی اور اُسکی قبر سے لپٹ لپٹ کے بہت روئی اور قبر پر شنگل کی بیٹھی اس اثنا مین فرخ یونان سے آیا اور داخل شہر ہوکر مردمان شہر خوارزم سے عمرو بن حمزہ

کو دریافت کرنے لگا مردمان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ مین شنگل کے مقیم ہین فرخ یہ سنکے مشتنگل کے
باغ مین آیا وہان دیکھا کہ سب پتھر کے ہین فرخ یہ ماجرا دیکھکر بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے
لپٹ کے رونے لگا اور نالہ و فریاد کرنے لگا اسوقت خبر نارنج جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دبلا سا آیا ہے اور
عمرو بن حمزہ سے لپٹ کے رو رہا ہے یہ خبر سنکے نارنج جادو نے ذوالحجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا یہ شیشہ
پُر آب لیجا ایک قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر میرا بر طرف ہوجائیگا یعنی تو غم و الم شنگل مین مبتلا ہون
تو اس دبلے شخص کو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ ذوالحجام جادو نے فوراً آکے فرخ
پر سحر کیا دست و پا فرخ کو بیحس و حرکت ہوگئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر نارنج جادو کا
بر طرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے دست و پا قابو مین آگئے اور چاہا کہ ذوالحجام پر تیغ لگائین ذوالحجام
نے فوراً ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادے کے بھی دست و پا بیحس و حرکت ہوگئے اور پانون زمین نے پکڑ لیے
اسوقت فرخ نے ہرچند ذوالحجام سے کہا کہ مجھکو چھوڑ دے مین نے تیری کیا خطا کی ہے لیکن ذوالحجام نے
فرخ کو رہا نہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بخوبی سحر مین گرفتار کرکے اور قید کرکے روبروے نارنج جادو
لیجا کر کہا کہ یہ دونون شخص حاضر ہین اس جگہ بعض راوی تو کہتے ہین کہ نارنج جادو باغ شنگل ہی مین رہی
اور قبر پر بیٹھی رہی اور وہین ذوالحجام جادو کو طلب کرکے فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کراکے اپنے
پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہین کہ نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو سحر سے پتھر کا بناکر اور شنگل کو دفن
کرکے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ مین آیا اسوقت سحر کے پیرون نے نارنج جادو کو اطلاع
دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ مین آیا ہے اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ کے رو رہا ہے اسوقت نارنج جادو
نے ذوالحجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالحجام نے بحکم نارنج جادو عمرو بن حمزہ اور فرخ
کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے روبروے نارنج جادو لیجا کر عرض کیا تھا کہ یہ شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونون حاضر
ہین غرض بہر طور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے نارنج جادو پہونچے اسوقت نارنج جادو
نے بصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ او ظالم تو نے میرے آشنا سے صادق اور یار واثق کو بیجرم و خطا
کیون قتل کر ڈالا اور کیون تو نے مجھے اسکے غم و الم مین مبتلا کیا اور مجبور رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا
کہ اسنے میرے نانا کو بیجرم و گناہ قتل کرایا تھا مین نے بھی اسکو قتل کیا ابھی عمرو بن حمزہ یونانی نارنج جادو
سے یہ گفتگو کر ہی رہے تھے اور نارنج جادو قبر پر شنگل کی بیٹھی ہوئی ہے اور وہ یہی قصد کرتی ہے کہ عمرو بن حمزہ
کی بوٹیان کاردسے کاٹ کرا اور مثل کباب آگ پر بریان کرکے ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمودار ہوا کچھ بوندیان
پڑنے لگین برق دمبدم چمکنے لگی دفعتہً لکہ ابر سے دو تخت ظاہر ہوئے نارنج جادو جسیوقت تخت
دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک دیکھنے لگا جب وہ دونون تخت نارنج جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے دیکھا ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہے اور دوسرے تخت پر تین عورتین بیٹھی ہین واضح ہو کہ دونون
تختون پر جو چار عورتین بیٹھی ہین اُنمین جو ضعیفہ ہے اسکا نام زلزلہ جادو ہے اور یہ بہن ہے نارنج جادو
کی اور دوسرے تخت پر جو تین عورتین نوجوان بیٹھی ہین وہ زلزلہ جادو کی تینون بیٹیان ہین ایک کا نام
تنزلزل جادو ہے اور دوسری کا نام ازلال جادو ہے اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہے اور نہایت خوبصورت ہے اسکا نام
گلشن جادو ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلشن جادو کو دیکھا بصورت آئینہ حیران ہوئے اور سراپائے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل پہلو میں تڑپنے لگا آنکھیں محو دیدار ہوئیں عمرو بن حمزہ یہ کیفیت دیکھکر کیونکر نہ محو ہوتے

کیونکہ گلشن جادو ایسی تھی کہ نظم
ہویدا ہیں ہوتی ہر اک تار میں
کہ تھے سنبلستان میں جگنو عیان
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کشا
عجب انکی چتون تھی عالم فریب
تو فی الفور بجلی گری خاک پر
نظارہ اس ابروے خمدار کا
شہ لا فتیٰ کی مدد سے بچے
وہ رخسار سنج انکے تھے جنکا خیال
چھنتے تھے باتوں میں باہمدگر
جو سُن پائے نور بیاض گلو
نگر و حجاب اسمیں تھے جلوہ گر

گیا شاہزادے نے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار میں
کمند انکے گیسو تھے یا جال تھے
خضر کو یہ دیتے تھے آب حیات
ذرا اشک وشبہ نہ زنہار تھا
دلوں کو ہو دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی میں نمایاں جو دندان ہوئے
بلا شب کھاتا تھا تلوار کا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہوا نسے مگر کمال
نزاکت کو موسے میان باندھا ہے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو وقت وہ دیکھے محشر اسے آئے یاد

شب تار عشاق تھے سر کے بال
نہ تھے سر کے بالوں میں لولو عیان
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ پتا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑ گئی نور آگیں نظر
تو بنتیں تارے درخشاں ہوئے
ہزاروں دن اس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ سہیل انکے دو مشتری
وہ لب انکے تھے دونوں تھے قند و شکر
دہن ڈھونڈتے تو خود عدم کو وہ جاے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذیوقار سراپاے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار ہوا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور موجود ہوا ادھر گلشن جادو بھی چہرہ زیباے عمرو بن حمزہ یونانی دیکھکر عاشق ہو گئی جب زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے پاس نارنج جادو کے آئی اور کہنے لگی اے بہن میں نے سنا ہے کہ تمہارے چاہنے والے کو کسی ظالم نے قتل کر ڈالا اور جسنے اُسے گرفتار کیا اب یہ بتا وہ ستمگر کہاں ہے نارنج جادو نے اشکبار ہوکے کہا اے بہن میں تو لٹ گئی شنگل قتل ہو گیا قاتل شنگل کا یہ ہے اور یہ دبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہے اور یہ بنیا خواجہ عمرو کا ہے مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہے ابھی نارنج جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر رہی تھی اور زلزلہ افسوس کرتی تھی ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایاں ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیاں پڑنے لگیں کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابر سیاہ سے برق پڑنے لگی غرض اسیطرح عجائب و غرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز ترانے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی ابر سیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدر اٹھاے ہوئے ہیں ہر ایک اژدر کے منھ سے شعلے نکلتے ہیں اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے بال اسکے سر کے سفید ہیں کمر میں خم ہے دانتوں کا منھ میں نام نہیں جھریاں اعضا پر پڑی ہیں دست و پا ضعف سے کانپتے ہیں پوست سے استخوان نظر آتے ہیں آنکھیں نہایت چھوٹی ہیں اور پیشانی نہایت تنگ ہے سر پر ایک نیلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے گلے میں گاڑھے کی نیلگون کرتی ہے اسکا نہایت کثیف بیٹھنے والے ہیں جنکے سے ایسی بوے بد آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے منھ سے رال بہ رہی ہے سانس دمبدم چڑھ رہی ہے کیونکہ سن اسکا سات سو برس کا ہے جب بلندی سے تخت نیچے اتری نارنج جادو نے دیکھکر کہا اے بہن زلزلہ دیکھو نانی ہماری فرہانہ جادو آتی ہیں ابھی نارنج جادو یہ کہہ رہی تھی کہ تخت روزبادہ کا عنقریب نارنج آیا نارنج جادو نے سلام کیا اور زلزلہ تزلزل وغیرہ نے بھی سلام کیا روزبادہ نے دعا دیکر نارنج جادو سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ نوبت کہ کس بیداد گر اور

ستمگر نے تیرے شوہر کو قتل کیا تجھکو صدمہ دیا اس سن و سال مین تجھکو رانڈ کیا نارنج نے رو کر کہا اے بہن یہی ظالم نے میری مانگ کو اُجاڑا ہے نام اسکا عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرا جو یہ کھڑا ہے اسکا نام فرخ ہے یہ میرے شوہر کے قاتل کا عیار ہے زروزبانہ نے سنکے فرخ کو کانپتی ہوئے ہاتھون سے ایک طمانچہ مارا پھر عمرو بن حمزہ کیطرف طمانچہ مارنے کو ہاتھ بڑھایا چونکہ گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوگئی تھی اسنے جو دیکھا زروزبانہ طمانچہ مارا چاہتی ہے بے اختیار کہنے لگی کہ بہن اچھی بی بی اس شخص کو طمانچہ نہ مارئیگا اس پیرانہ سالی مین تمہارے ہاتھ کو صدمہ پہونچیگا زروزبانہ نے یہ گفتگو سنکے طمانچہ تو نہ مارا و سے گھونسا مارا لیکن تیوری گلشن جادو کیطرف دیکھنے لگی ہوری عمرو بن حمزہ نے بھی گلشن جادو کیطرف دیکھا گلشن جادو نے بھی شاہزادہ کو دیکھا باہم کچھ گفتگو باشارہ چشم و ابرو ہوئی اسوقت گلشن جادو کی آنکھون مین اشک بھر آئے اور رنگ زرد و تغیر ہوا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن گلشن نے اپنے تئین سنبھالا چونکہ زروزبانہ نہایت زبردست ساحرہ ہے اور سن کے گلشن کی گفتگو سنکے کچھ اوراق دیکھکر اور انگلیون پر شمار کرکے زلزلہ کی جانب متوجہ ہوکے کہنے لگی کہ اے لڑکی تو اس چھوکری کو باغ مین کیون لائی اور تجھے ذرا بھی خیال نہین کہ ان رنگون کا ابھی کورا نیند ہے اگر باغ مین کچھ ہوجائے تو گویا قیامت ہو پا ہے مفت تجھے ملال ہو اور مجکو بھی صدمہ ہو پس مین یہ نہین چاہتی کہ چھوکریان باغ مین آیا کرین اور بیٹھا کرین اسیوقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہان سے روانہ کرو نے زلزلہ نے کہا نانی بہن ابھی اسکو بھیجے دیتی ہون یہ کہکے گلشن کو سمجھا کر کہا کہ اب گھر جاؤ مین بھی آتی ہون ہرچند کہ عشق والفت عمرو بن حمزہ سے گلشن جادو کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مجبوری تخت پر بیٹھکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین خیال کرنے لگی کہ دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہے جان اپنی کو جُب عشق مین جاتی ہے یا مدعا اپنے ہاتھ آتا ہے گلشن جادو تو اسی طرح کے خیالات کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہے لیکن اب حال زروزبانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے گلشن جادو کے زروزبانہ جادو نے نارنج جادو سے بہ آہستگی کہا کہ ای لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجھکو اب صدمے چند در چند پہونچینگے تیرے عزیز و اقارب تجھسے بدی در دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگیگی اور ایسی آگ لگیگی کہ تیرا طلسم برباد ہوجائیگا اور فتاح طلسم طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی اسی کے ہاتھ سے ہے اور باشندگان طلسم دین سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے اور باشندگان طلسم ادنی و اعلی قتل ہونگے دوست تیرے تیرے دشمن ہوجائینگے دن تیرے نہایت ہی سخت ہین اب تجھکو لازم ہے کہ شنگل کا صدمہ اور غم نہ کر اور قبر پر شنگل کی نہ بیٹھ اپنی فکر کر اور جان اپنی اپنے دشمنون سے بچا اور یہ لقو نہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹیگا مجکو میرے علم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد یہ طلسم فتح ہوجائیگا عمر اب اس طلسم کی نہایت قلیل باقی جاتی ہے یہ کہکے زروزبانہ خاموش ہوئی نارنج جادو نے کہا اے نانی اب مین بموجب آپکے کہنے کے اس باغ سے چلی جاؤنگی اور اپنے طلسم مین رہونگی ہرچند کہ شنگل کی قبر سے اٹھنے کو میرا دل نہین چاہتا ہے لیکن بموجب آپکے فرمانے کے اور بخوف اپنی جان کے اب مین یہان سے چلی جاؤنگی فرمانا آپکا بسر و چشم بجالاؤنگی زروزبانہ جادو نے کہا ہرچند کہ جب قضا آتی ہے انسان یا حیوان کہین ہو مر جاتا ہے اور زندہ کسی حکمت اور تدبیر سے نہین رہسکتا ہے لیکن یہ لازم نہین ہے کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئین مبتلائے بلا کرے اسیوجہ سے مین نے تجھے سمجھایا آگے تجھے اختیار ہے اگر تو ہمارا کہنا مانیگی تو تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ مین رہکر مار ڈالی جائیگی یہ کہکر زروزبانہ نے کہا اے اژدر دن سر اب تخت میرا یہان سے لیچلو اژدر بموجب کہنے زروزبانہ جادو کے تخت لیکر بلند ہوئی زروزبانہ اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی بعد جانے زروزبانہ کے زلزلہ جادو نے اپنی بہن نارنج جادو سے کہا اے بہن میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ فرخ اور عمرو بن حمزہ کو ابھی قتل نہ کرو دو تین روز کے بعد خداوند دم جمشید کے پاس ان دونون کے بارہ مین پوچھنا چاہیے جو

حکم دین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کر دیہ کہکے زلزلہ جادو بھی مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر
چلی گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے نارنج جادو نے ذوالحجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون
تو ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے کسی جا انکو قید کر اور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکو رہا کر کے
لیجائے یہ کہکے نارنج جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر
ہوئے ساحران مذکور سے نارنج نے کہا کہ تم ذوالحجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت و نگہبانی
کرو یہ کہکے نارنج جادو قہر سے شنگل کی اٹھی اور روتی ہوئی تخت سحر پر سوار ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئی بعد
جانے نارنج جادو کے ذوالحجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کو ایک مکان مین لے گیا اس مکان مین ایک
مختصر تالاب تھا اسی تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے قید کیا اور اس تالاب اور مکان کو سحر سے بند کر دیا پھر
ذوالحجام جادو اور ایک مکان متصل باغ آیا چونکہ وہ مکان متصل اس مکان سے تھا اسوجہ سے برائے نگہبانی
عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ اسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم ہوا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج ثروین کا کر کے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور زخمی عمرو بن حمزہ یونانی کی تیر تھا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے
اسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے ذہن
مین آئے خواجہ عمرو نے اسمین سے ایک مکر اور عیاری کو پسند کر کے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ روغن
نکالکر مرد ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکال کے زیب تن کیا اور عصاے بادام تلخ
ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بنا کر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور کنارہ لشکر پر جا کر کھڑے
ہوئے اسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ استادہ ہین لشکر اترا ہوا ہو صدہا سوار
زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے ہین کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ رہے ہین بعض سواران زخمی
در خیام پر بیٹھے ہین اور جوانان لشکر سے باتین کر رہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے پٹیان بندھی ہوئی ہین
ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اس بارگاہ سے صداے نالہ و فغان آتی ہی خواجہ عمرو نے خیال کیا
کہ یقینا ایسی بارگاہ مین ثروین ہی اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہی یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے چند
سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور تم کہان لڑے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے سوارون نے
کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہی قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی اس لڑائی
مین ہزارون جوان قتل ہو گئے اور سیکڑون زخمی ہوئے از انجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر ثروین وہ بھی
زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گوپھن مین رکھ رکھکر ثروین کے
سینہ و بازو پر مارے کہ ثروین گر پڑا آخر ثروین کو وہانسے اٹھا کر یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اسکا سوجا
ہوا ہی کروٹ بھی اس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہی دمبدم نالہ و فریاد کرتا ہی ہر چند علاج اسکا ہوتا ہی لیکن صحت
نہین ہوتی ہی آج حال اسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہی اسیوجہ سے کراہتا ہی سن لیجے یہانتک
کراہنے کی آواز آتی ہی آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت
مغشوش ہین ہمکو تو یقین ہی کہ ثروین جانبر نہوگا آج سے کل تک مرجائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا عمرو کیا نہایت قوی ہے

کہ ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مارکے گرادیا سوارون نے کہا عمرو فربہ نہین ہی اور قوی تن تو نہین بلکہ نہایت دُبلا پتلا ہے
لیکن غضب کا چالاک عیار ہی خداوند لات و منات اور خداوند آتش اُسکی شر سے ہم سبکو بچاے انسانکی تو اُسکے سامنے
کیا حقیقت ہی اگر دیو بھی اُسکے سامنے آئے تو وہ کسی تدبیر سے مارڈالے ہزارون بلکہ لاکھون مکر و فریب اُسے ایسے
یاد ہین کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب مین آجاتے ہین وہ عیار بلا کا ہی ایک لمحہ مین ہزار طرح کی صورتین بدلتا ہے
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہی کبھی اپنی شکل مسن عورت کی بناتا ہی کبھی یہ نہین معلوم کسطرح سے لڑکا بنجاتا ہی غرض جیسی صورت
چاہتا ہی ویسی ہی اپنی صورت بنا لیتا ہی اور کوئی اُسے نہین پہچان سکتا ہی اور گاتا بھی وہ خوب ہی اور نَے بھی خوب
بجاتا ہی اور طماع بھی از حد ہی ہمیشہ اُسکو یہی فکر رہتی ہی کہ کسیکو بیہوش کرکے روپیہ لیجیے کسی سے زر و جواہر
چھین لیجیے کسیکو مارڈالیے اور کُل اثاث البیت لوٹ لیجیے پس اوسکے نزدیک ٹروین کی کیا حقیقت ہی یہ تو اُسنے
رحم کیا کہ ٹروین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اُسیوقت خنجر سے ٹروین کا سر کاٹ لیتا کوئی اُسے گرفتار بھی نکرسکتا
غرض اُسی کے پتھر لگانے سے اسوقت ٹروین مر رہا ہی خواجہ عمرو گفتگو سوارونکی سُنکے خیال کرنے لگے کہ یہ نالایق
مجکو طماع کہتے ہین اور لٹیرا بناتے ہین اب ان بیحیاؤن اور نالایقون سے بھی کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے اُن سوارون سے کہا کہ اگر ٹروین اچھا ہوجاے اور فی الحال نہ مرے تو تمکو کیا دیگا اور پیران
نوشیروان کیا انعام دینگے سوارون نے جواب دیا کہ اگر آپکے علاج سے اچھا ہوجاے تو بہت زر و جواہر آپکو
ملیگا اور بہرزاد اور فرامرز بھی آپکو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ کون ہین
نام آپ کا کیا ہی کہان سے آپ آئے ہین اور اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو خاص و عام حکیم شفا بخش
کہتے ہین اسی نام سے مشہور ہون اور باشندگان ممالک مغرب سے ہون اپنے وطن سے براے سیاحی نکلا ہون
جدھر آب و دانہ اور مقدر لیجائیگا اُسطرف جاؤنگا آج سیر کرتا ہوا ادھر تک آیا ہون اثناے راہ مین ہزارہا بیمارونکو
اچھا کیا ہی نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہین مین مریض کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہون کہ یہ مرض ہے مجھے
ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہین ہی اگر نبض دیکھی اور قارورہ کا رنگ دیکھکے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال
یہ ہی کہ مریض کی شکل دیکھکے بیمار کا عارضہ پہچان جاے اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز مین اچھا ہوجاے میرے
نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک اور آتشک فالج اور لقوہ طحال اور رعشہ پیچش اور بواسیر
خونی و بادی و جذام اور برص ناسور اور زخم ضیق النفس اور یرقان وغیرہ امراض کا مریض سے دفع کردینا کچھ مشکل نہین ہے
اگر مین چاہون تو کور مادر زاد کو بینا کردون اور بینا کا ایسا علاج کرون کہ وہ نابینا ہوجاے ضعیف کا اگر
علاج کرون تو پیر نوجوان ہوجاے اور اگر برعکس اسکے علاج کرون تو نوجوان ضعیف اور پیر ہوجاے
جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سُنی فوراً بے اختیار حکیم صاحب کے قدمون پر گر پڑے
اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخمون کا ایسا علاج کیجیے کہ جلد زخم ہمارے اچھے ہوجائین
ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کررہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی آئے اور حکیم صاحب
کے حال سے آگاہ ہوکر انمین سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار کا ہی جراح نالایق ہے
نہین معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہی کہ زخم سر کسیطرح بھرتا ہی نہین آپ ہمارے زخم سر پر کوئی ایسا مرہم بنا کر
پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہوجاے مین موافق اپنی لیاقت کے روپیے دونگا کسی مجروح نے
اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم پتھر کا ہی مجکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

تکلیف ہی جب سانس لیتا ہون سینہ مین درد ہوتا ہی آپ اگر میرے اس زخم کو اچھا کر دیجیے تو مین بھی کچھ صرف راہ کے واسطے آپکو دونگا حکیم صاحب نے گفتگو ہر ایک زخمی کی سُنکے کہا کہ مرہم تو میرے پاس نہین ہی لیکن مرہم بنا دونگا سب زخم تمھارے اچھے ہو جاینگے بلکہ نشان بھی زخمون کے باقی نرہینگے تمکو لازم ہی کہ روپیہ جمع کر کے میرے پاس لے آو مین مرہم بہت سا تمکو بنا دون یہ زخم تو ایک ایک پہاہے سے مرہم کے اچھے ہو جاینگے لیکن مرہم باقی رہیگا وہ آیندہ تمھارے کام آیگا مجھسے اور تمسے پھر ملاقات ہو یا نہو مرہم مجھسے بنوا لو سوارون نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے سواران لشکر اور سواران مجروح اور غیر مجروح کے پاس گئے اور سب سے احوال حکیم صاحب کے آنیکا بیان کیا ہر ایک سوار نے موافق اپنی لیاقت کے روپیہ دیا اور کہا یہ روپیہ حکیم صاحب کو دو اور اُنسے کہو کہ آپ مرہم بنا دیجیے ہم لوگ اکثر حریف سے لڑا کرتے ہین اور زخمی ہوتے ہین الغرض چند سوار کئی ہزار روپیہ حکیم صاحب کے پاس لائے حکیم صاحب نے روپیہ لیا اور سوارون سے کہا اب تم میرے آنے کی ہرمز اور فرامرز سے اطلاع کرو آج تو مین ژوپین کا علاج کرونگا اور کل تمکو تمھارے زخمونکے واسطے مرہم بنا دونگا سوارون نے خیال کیا کہ حکیم صاحب سچ کہتے ہین کل مرہم بنا دینگے یہ خیال کر کے چند سوار بارگاہ ژوپین مین گئے ہرمز اور فرامرز سے تمام حال حکیم صاحب کا بیان کیا چونکہ ہرمز و فرامرز ژوپین کے کراہنے اور تڑپنے سے گھبرائے ہوئے تھے سوارون سے کہنے لگے کہ جلد حکیم صاحب کو ہمارے پاس لے آو سواران مذکور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضور چلیے آپکو پسران نوشیروان بلاتے ہین حکیم صاحب آہستہ آہستہ بارگاہ تک گئے جو نہین داخل بارگاہ ہوئے دیکھا ژوپین بستر نرم پر لیٹا ہوا ہی کبھی آنکھین کھولتا ہی کبھی بند کر لیتا ہی گاہ درد اعضا کی وجہ سے کراہتا ہے اور تڑپتا ہے کبھی نالہ بلند کرتا ہی ہرمز و فرامرز بالین ژوپین پر بیٹھے ہوئے ہین کچھ اور افسران فوج بھی بیٹھے ہین نیچتک نہین ہی اکثر سرداران لشکر متردد ہین غرض حکیم صاحب بھی جب بارگاہ ژوپین مین پہونچے ہرمز اور فرامرز کو سلام کر کے قریب ژوپین بیٹھے ہرمز نے پوچھا حکیم صاحب انکا کیا نام ہی خواجہ نے کہا خاص و عام مجکو حکیم شفا بخش کہتے ہین فرامرز نے کہا حکیم صاحب ذرا ژوپین کی نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ ایسا لکھیے کہ ژوپین جلد اچھا ہو جائے حکیم صاحب نے ژوپین کی نبض دیکھی پھر سینہ و بازو پر ہاتھ رکھ کے آماس کو دیکھا اور فرامرز سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ آماس تو بوجہ ضرب کے معلوم ہوتا ہے فرامرز نے کہا حکیم صاحب آپ نے خوب پہچانا ٹھیک آپ حکیم حاذق ہین آپ علاج خوب کیجیے گا اب یہ فرمائیے کہ ژوپین اچھا ہو جائیگا یا نہین اور اگر صحیح ہوگا تو کب تک صحیح ہو جائیگا حکیم صاحب نے جواب دیا کہیے دم بھر مین اچھا ہو کہیے ابھی اچھا ہو جائے فرامرز نے کہا اگر ابھی اچھا ہو جائے تو نہایت بہتر ہی حکیم صاحب نے کہا اگر جلد ژوپین کو اچھا کرونگا تو آپ مجکو کیا دیجیے گا مین پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ لونگا اور پہلے روپیہ لونگا اور جو کچھ مین کہونگا آپکو وہی تدبیر کرنا پڑیگی ورنہ ژوپین ہلاک ہو جائیگا اور مین علاج نہ کرونگا چلا جاونگا ہرمز اور فرامرز نے اقرار زر کے دینے کا کر کے کہا جو کچھ آپ کہیے گا وہی تدبیر کیجائیگی حکیم صاحب نے کہا اول تو روپیہ منگواکر یہان رکھ دیجیے علاوہ زر کے روغن واسطے مالش کے منگوائیے اور گرد ژوپین کے بکثرت آگ روشن کرائیے اور آپ یہان سے چلے جائیے اور جبتک مین علاج کرون آپ حکم دیجیے کہ برابر نقارے نقارچی زور زور بجائین ہرمز نے پوچھا نقارون کے بجوانے کی کیا وجہ ہے حکیم صاحب جواب دیا مین ایسی ادویہ کا ورم ژوپین پر ضماد کرونگا کہ اس ضماد کی وجہ سے گھڑی دو گھڑی ژوپین اس سے زیادہ چلائیگا اور جو شخص اسکی آواز سُن لیگا بسبب تاثیر دوا کے فوراً ہلاک ہو جائیگا اس سبب سے مین نے کہا ہی کہ نقارے بجائے جائین تا کوئی آواز ژوپین کی نہ سنے

بعد پہر بھر کے ژوبین بخوبی اچھا ہو جائیگا زخم اور ورم اور درد دفع ہو جائیگا فرامرز نے کہا آپ تو ژوبین کے پاس
بیٹھ کے علاج کیجیے گا ضرور آواز نالہ ژوبین کی سنیئے گا تاثیر ادویہ مذکور سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہو جائیگا کیونکہ آپ نے
ابھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگوے فرامرز سُنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ میں حکیم ہوں میں اپنی حکمت
سے ایسی تدبیر کرونگا کہ مجھے آواز ژوبین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سُنکے خاموش
ہو رہا ہرمز نے اسی عالم اضطرار میں عیاری کا مطلق خیال نکر کے پچاس ہزار روپیہ منگوا کے حکیم صاحب کے پاس
رکھوا دیا اور روغن بھی منگوا کر رکھوا دیا اور حکم کیا کہ جسقدر گرد ژوبین کثرت سے آگ روشن کیجاے بموجب
حکیم ملازموں نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہاں سے چلے جایئے اور نقارے بجوائے
میں علاج شروع کرتا ہوں یہ سُنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اُٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیوں کو
حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب ژوبین کا علاج کر رہے ہیں خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا ورنہ
تم سب مرجاؤگے اور جو شخص آواز ژوبین کی سُنیگا فوراً ہلاک ہو جائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور
ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سُنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردمان لشکر خوف جان سے احتیاطاً اور
چلے گئے تاکہ ژوبین کی آواز کان میں نہ آئے ادھر تو نقارے بجنے لگے ادھر خواجہ عمرو ژوبین کے دست و پا
حلقہ کمند سے خوب مضبوط باندھنے لگے ژوبین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیوں باندھتے ہو
میں نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں تمھارا علاج کرتا ہوں ترکیب اور تدبیر علاج کی یہی ہے ژوبین
نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھیے غرض حکیم صاحب موصوف نے ژوبین کے
دست و پا جلد تر باندھے اور کارد نکالکر زخم سر ژوبین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدر اور کمر اور بازو کو کارد سے
چیر ڈالا ژوبین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا تو نے مجھے نہیں پہچانا
کہ میں کون ہوں منم خواجہ عمرو آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا اور نمک باہم
ملا کے خوب زخموں میں بھر دیا اُسوقت اسقدر ژوبین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکل جاے
خواجہ عمرو نے اُسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر جال الیاسی زنبیل سے نکالکر اور روپیہ اور جو اشیا قیمتی تھیں سب لیکر
او مع فرش ہر ایک شئی کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پاے ژوبین سے حلقہ کمند کھولنے لگے اُسوقت ژوبین
بیہوش ہو گیا تھا ادھر تو خواجہ عمرو حلقہ کمند دست و پاے ژوبین سے کھول رہے تھے ادھر سنجتک نے
جو سُنا اور دیکھا کہ صدہا نقارے زور زور نقارچی بجا رہے ہیں مردم لشکر قرب بارگاہ ژوبین سے دور بھاگ کر
ٹھہرے ہیں دل میں خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیوں بھاگے جاتے ہیں بےوجہ اور بے کام صدہا
نقارے کیوں بجتے ہیں یہ خیال کر کے سنجتک نے بڑھ کے ایک سوار سے پوچھا ارے تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہ نقارے
کیوں بجاتے ہیں سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہیں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ژوبین کا علاج
کر رہے ہیں اُنھوں نے کہا ہے کہ میں ایسی دوا لگاؤنگا ژوبین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر میں ژوبین اچھا ہو جائیگا
اور اسقدر چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز ژوبین کی سُنکے مر جائیگا اسیواسطے نقارے
بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز ژوبین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیگا ورنہ ابھی مر جائیگا اور میرے نزدیک
یہاں سے دور بھاگ جاے توقف نہ کیجیے دیر نہ لگائیے یہ کہکے سوار بھاگ گیا سنجتک خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
ہی تشریف لائے ہیں وہی حکیم بنکے آئے ہیں سوائے اُنکے یہ اور کسیکا کام نہیں کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکولازم ہی کہ جلد ثروین کی خبر لون ورنہ پیرومرشد کا شیرہ وبین کا تمام کر دینگے کسی نہ کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کر کے بختک قریب نقارچیون کے گیا اور ہاتھ اٹھا کر نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ ٹھہر جاؤ نقارچی یہ سمجھے کہ بختک کہتا ہی جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صدائے نقارہ ہائے کلان سے دمبدم لرزنے لگی بختک کو غصہ آیا اور عنقریب نقارچیون کے جاکر کہا ای ملاعینو نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے جواب دیا واہ واہ ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز ثروین کی سن لین اور مر جائین ہم تو ضرور نقارے بجائینگے ہمین اپنی جان عزیز ہی علاوہ اسکے ہمکو حکم یہی ہی کہ نقارے بجاؤ ہم اسوقت آپکا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجائینگے بختک نے خیال کیا عجیب طرح پیرومرشد نے سب کو ورغلایا ہی یہ نقارچی تیرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ ثروین مین چل دیکھ تو کہ وہان خواجہ عمرو نے مار ڈالا ہی یا قتل کر رہے ہین یہ خیال کر کے بختک بیتابانہ بارگاہ ثروین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ ثروین مین آیا دیکھا کہ حکیم صاحب حلقہ ہائے کمند کھول چکے ہین گرد ثروین کے بکثرت آگ روشن ہی ثروین بیہوش پڑا ہی بارگاہ مین سوائے حکیم صاحب اور ثروین کے اور بجز آگ کے اور شی نہین ہی یہ دیکھکے بختک نے خیال کیا کہ خواجہ نے ثروین کو مار ہی ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک آگیا جلد اٹھے اور کہنے لگے او بختک مین جاتا ہون اور تجھسے کہے جاتا ہون کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو لیکر نہ آنا ورنہ مین اسیطرح تجکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ سراپچہ بارگاہ کا چاک کر کے نکل گئے اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کر کے جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے ادھر بختک نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو شتکل بلایا اور حال ثروین کا سبکو دکھلایا اور کہا کہ جسے تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو تھے اب جلد گرد ثروین سے آگ کو ہٹاؤ دیکھو ثروین زندہ ہی یا نہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ گفتگوے بختک سنکے نہایت متحیر ہوئے اور گرد ثروین سے آگ ہٹوا کر ثروین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور چونا اور نمک زخمہائے ثروین سے بمشکل نکالکر ثروین کا علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سواروں نے ہرمز اور فرامرز اور بختک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہمنے کئی ہزار روپیے واسطے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہین بختک نے جواب دیا شکر کرو کہ جانین تمہاری بچ گئین روپیہ بھی تمسے خواجہ لیگئے اب خبردار کسیکو کچھ نہ دینا سواران لشکر نالان و گریان اپنے بستروں پر گئے ثروین کو ہوش آیا بختک نے کہا ای ثروین بغیر ہمارے مشورہ کے حکیم صاحب کا بے سمجھے ہوئے علاج تمنے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی مین بارگاہ مین تمہاری چلا آیا خواجہ عمرو مجھے دیکھکر چلے گئے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تمکو مار ہی ڈالتے ثروین تقریر بختک کی سنکے چپ رہا اور بوجہ درد اور ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہان تو ثروین کے زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین اور علاج ہوتا ہی دیکھیے کب تک اچھا ہوتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ بارگاہ ثروین سے نکلکر بعد عجلت راہ طی کر کے قلعہ تنگ رواحل مین پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کر کے اپنی عیاری کا حال بیان کیا سرداران لشکر خوش ہوئے پھر سرہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ کو دی خواجہ عمرو نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہو کر نہایت محزون ہوئے پھر اس عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہرنگار کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہے نانا کو انکے شتکل بادشاہ ثروین نے قتل کر ڈالا ہی اور شہر یونان ویران کر دیا ہی اور ماں کو انکے سرداران لشکر شتکل نے اسیر کر لیا ہے عمرو نے مجکو بلایا ہی اب مجکو لازم ہی جاؤن اور عمرو بن حمزہ کی والدہ کو قید سے چھڑاؤن پس تمسے رخصت ہوتا ہون ملکہ مہرنگار نے کہا مجکو ثروین اور ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے خوف ہے کہ وہ اس قلعہ تنگ رواحل پر حملہ ور ہونگے اور

اور بعد تمھارے جانے کے جنگ وجدال کرینگے پس جانا تمھارا یہان سے اچھا نہین ہے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ مین علاج ترو پیچین کا کر آیا ہون کہ چھ مہینے تک تو کسیطرح وہ اچھا ہوگا اور جب تک اچھا ہوگا یقین ہے کہ ہرمز اور فرامرز لشکرکشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجکو وہان جانا لازم ہے ملکہ مہرنگار نے یہ گفتگو سنکے بمجبوری خواجہ عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کی رخصت لیکر سرداران لشکر کے پاس آئے اور سب سے کہنے لگے کہ مین جانب شہر یونان جاتا ہون تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسیطرح مقبل سے خواجہ عمرو نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہرنگار کی حفاظت بخوبی کرنا مین خوارزم کی طرف جاتا ہون رستاش بہادر تو یقین ہے کہ بیہو بچ گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ ہر ایک سردار اور عیار سے رخصت ہوئے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم مین اور گرفتار کرنا دم شبینہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحر بیان اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو ہر ایک سردار سے رخصت ہو چکے بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے قلعہ تنگ رواحل سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ طے کرکے یونان مین پہونچے اور شہر کو تباہ دیکھکر اندوہناک ہوئے جب خواجہ عمرو دیوان ملکہ گلشن آرا مین داخل ہوئے اُسوقت فتنہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان مین واقعہ گذرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فتنہ نے خواجہ سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزہ صاحبقران بپردۂ قاف مین ہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے مین لڑائیون مین معروف رہا اسوجہ سے میرا یہان آنا نہوا اب عرضی عمرو بن حمزہ سے یونان ویران ہونے کا حال معلوم ہوا اور انھون نے مجکو طلب کیا تو مین یہان آیا ہرچند کہ کوئی شخص میرے یہان آنے پر راضی نہ تھا لیکن مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے آیا ہون اب یہ بتاؤ کہ برخوردار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہان ہے اور فرخ کس جگہہ ہے مجکو حال فرخ کی عرضی لانے کا سرہنگ مصری وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم مین ہے اور فرخ فی الحال نہین پہونچا کر جانب خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے لگے کہ اب مین عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہون ہرچند ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ چند روز کے بعد جانا مگر خواجہ عمرو مقیم ہوئے اور ملکہ گلشن آرا اور فتنہ اپنی زوجہ سے رخصت ہوکر سمت خوارزم روانہ ہوئے اور بعد طی کرنے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور باشندگان خوارزم شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو پوچھنے لگے کہ کس جگہہ اور کس مکان مین قیام پذیر ہین مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کرکے کہا کہ باغ تشتکل مین جا پڑے ہین سنا ہے کہ نارنج جادو مالک طلسم نارنج نے شاہزادہ وغیرہ کو سحر کرکے پتھر کا بنا دیا ہے خواجہ عمرو یہ تقریر مردمان شہر سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ تشتکل اپنی شکل تبدیل کرکے چلے جب قریب باغ پہونچے دیکھا کہ ہزار ہا مردمان لشکر جادو سے پتھر کے ہوگئے ہین جب خواجہ اندرون باغ آئے دیکھا رستاش بہادر اور اکثر سرداران لشکر مع نارنجیان بہمیر پتھر کے ہوگئے ہین عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین خواجہ عمرو رستاش بہادر وغیرہ کو سحر مین گرفتار دیکھکر گریان ہوئے اور فرخ اور عمرو حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر از حد ملول ہوئے ہرچند کہ خواجہ عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہین دیکھا تھا اور انکی صورت و شکل سے آگاہی نہین رکھتے تھے لیکن خواجہ عمرو نے فہم و فراست دریافت کیا کہ یہان فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہین ہین کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری مین زن و مرد سب پتھر کے ہوگئے تھے انمین کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہان عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آگئے تھے اُسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اسی مکان مین جسمین قید تھے باہم کہہ رہے تھے کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کسی فکر و تردد مین ہین کہ شہر جوار ترم مین انکا آنا اتبک نہوا مکان مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو تنہا دیکھکر اور سبکو بتلا سحر دیکھکر بے اختیار روئے ناگاہ خواجہ نے بالاے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادوگر آتا ہو خواجہ یہ خیال ہی کر رہے تھے اور بادا زر در ہے تھے وہ بارہ ساحر جو نارنج جادو نے براے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو صداے گریہ سنی خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرونکو آتے دیکھکر جلد گلیم اوڑھکر باغ کے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے بارہ دری مین پہونچکر ہر چند سحر کیے اور لفظ گیر زبان پر لائے لیکن کوئی انکو نظر نہ آیا آخر ناچار ہوکر سب ساحر ذوالجام جادو کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رو رہا تھا ہر چند ہمنے سحر کیا لیکن اُسکا پتا اور نشان ابھی نہ معلوم ہوا شاید وہ ہمسے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کرکے باغ سے چلا گیا یا باغ مین کہین پوشیدہ ہوگیا ہر چند ہمنے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالجام جادو یہ گفتگو ساحرونکی سُنکے متردد و متحیر ہوا اور باغ مین اُس شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف سحر کرنے لگا جب ذوالجام نے کسیکو نہ پایا نہایت متفکر ہوا اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمھارے سحر سے نکلکر ہرگز نہ جاسکیگا جسوقت ظاہر ہوگا ہم اُسکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے ذوالجام خاموش ہوا باغ شتخل مین ذوالجام خواجہ کو تلاش کرکے اور ساحرون سے گفتگو کرکے خاموش بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوئے کئی منزل تک برابر چلے گئے آخر شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھ کے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ آج شبکو کنارے دریا کے رہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا جاؤنگا خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے تھے یکایک خواجہ نے دیکھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دور تک دھوان ہے کہ کچھ نظر نہین آتا ہے خواجہ اسوجہ دھوان دیکھکر نہایت متحیر ہوئے خواجہ کو یہ معلوم تھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ نارنج جادو کا ہے اور دھوان جو نظر آتا ہے وہ دود سحر ہے کیونکہ دفریانہ جادو نے جو روبروے زلزلہ جادو و نارنج جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون کے مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسیوجہ سے زلزلہ جادو نے اپنے شہر کو بند کیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ میرے شہر مین نہ آنے پائے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب سے دھوئین کو دیکھکر بے اختیار متحیر ہوئے خواجہ ابھی دھوئین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کنارے آکر بیٹھا خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر مارا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے مرگیا جب عقاب مذکور ہلاک ہوگیا فوراً سنگباری اور برف باری شروع ہوئی اور تاریکی ہوگئی اور ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مارا مجھکو کہ نام میرا انصار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو درخت سے اُترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہے خواجہ نے جو اُسکی کمر اور جھولی مین دیکھا تو ایک نامہ نارنج جادو کا ملا کیونکہ نارنج جادو نے نامہ دیکر انصار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ نامہ میری بہن کو جا کر دیدے جب خواجہ نے نامہ پایا فوراً صورت اپنی بشکل انصار جادو بنائی اور انصار جادو کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور دریا کنارے ایک رزائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقاً اُسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت کے عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو دریا کنارے آیا دیکھا کہ انصار جادو دریا کنارے پڑا ہے اور کانپ رہا ہے یہ حال انصار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انصار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انصار جادو

یہان کیون پڑے ہوے ہو اسوقت مزاج تمھارا کیسا ہی تو جہ عمرو منہ سے تو نہ بولے نامہ مارنج کا دکھایا اور اشارے سے
کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گر پڑا اب مجھسے اٹھا نہین جاتا ہی عقاب جادو نے کہا بھائی تم گھبراؤ نہین اور مطلق پریشان
خاطر ہو مین ابھی تمکو زلزلہ جادو کے پاس لیئے جاتا ہون یہ کہکے عقاب جادو نے انصار جادو نقلی کو
اٹھایا اور بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے انصار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طی کرنے کے انصار کو روبروے زلزلہ جادو
لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی انصار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر مین انکو نہ دیکھتا تو یہ مرجاتے انکو تپ آگئی تھی اور اسوقت تک
موجود ہی یہ نامہ آپکی بہن کا لیکر آئے ہین نامہ ملاحظہ کر لیجیے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ مین مارنج جادو نے زلزلہ جادو
کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کے یہ لکھا تھا کہ ای بہن آگاہ ہو کہ ہماری نانی دوزبانہ جادو
طلسم مین میرے پاس آئی تھین اور مجھسے تاکید کہ گئین ہین کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا لکھو کہ بہت ہوشیار
و خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر مین اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب انکے کہنے کے مین نے تمکو یہ نامہ
لکھا ہے اور انصار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمھارے ملک مین آنے نپائے مجکو
بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہی زیادہ کیا لکھا جائے زلزلہ جادو نے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ کیا مین نادان ہون کہ طلسم کشا یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر مین آنے دونگی اور طلسم کو برباد کرا دونگی اور
اپنی بہن کو قتل کراؤنگی مین نے تو پہلے ہی سے شنگل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو سحر سے بند کر دیا ہی اب بھلا میرے شہر مین
اور میرے پاس کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ میرے شہر مین قدم رکھ سکے انصار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنی
ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض کرنے لگے آپ بجا فرماتے ہین زلزلہ جادو گفتگوے ساحران سنکے
انصار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال بخار کی وجہ سے اچھا نہین ہی کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہوگا اسوقت
چلا جائیو انصار جادو بموجب کہنے زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشے مین لیٹ رہا ابھی انصار جادو نقلی
لیٹا تھا کہ دوزبانہ جادو بہن دوزبانہ جادو کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اُترکے قریب
زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی دوزبانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ ای زلزلہ خداوند دم خبیثہ
کی خدمت مین بھی چلو کل صبح کو بہر میلہ مین مجکو خداوند دم خبیثہ نے بلایا ہے مین تو ابھی سے جاتی ہون
زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لیجائین مین بھی حاضر ہونگی ذرا میری دختر گلشن جادو کو ہوش
آنے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہی طبیعت میری ازحد پریشان ہی دوزبانہ جادو نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت
کب سے ناساز ہی زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مین گلشن جادو اور ترزل اور رازلال اپنی بیٹیون کو اپنے
ہمراہ لیکر باغ شنگل مین اپنی بہن مارنج جادو کے پاس گئی تھی وہان عمرو بن حمزہ اور فرخ عیار عمرو بن حمزہ کو
مین نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونون اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے مین جانتی ہون کہ میری دختر انھین قیدیون کو
دیکھکر ڈر گئی ہی یا باغ مین جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہوگیا ہی آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہی نہ کچھ کھاتی ہی نہ کسی سے
بات کرتی ہی ہروقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہی گل عارض اسکے زرد ہو گئے ہین صورت غنچہ خاموش ہے
جیسے باغ مین آتی ہی یہی کیفیت اسکی ہی مجکو خار خار تردد و فکر ہی مثل زلف طبیعت میری پریشان ہی آپ جانتی ہین
کہ مین سب سے زیادہ اسی لڑکی کو چاہتی ہون ہرچند کہ ترزل اور رازلال یہ بھی میری بیٹیان ہین لیکن مجکو اسنے
بھی زیادہ اسی سے محبت اور الفت ہی مین اپنی روح اور جان اسی کو سمجھتی ہون ہواے گرمی مین کبھی اس گل پیرہن کو
نکلنے نہین دیتی ہون آجکل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دلمین گذرتے ہین ابھی

اسکو اپنڈا ہو سامری اور جمشید خیر کرین جلد میری دختر رشک چمن کو اچھا کردین زوربانانہ جادو نے تعزیز زلزلہ جادو سے سنکے
کہا ابتو تمکو خداوند دم خبثیہ کی خدمت مین فورا جانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے اسوقت تمہاری دختر
بیہوش پڑی ہے اُسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی ورنہ مین جاکر اُسے جگا لیتی اور اُسکا مزاج پوچھتی اور حال اُسکا
دیکھتی یہ کہکے زوربانانہ جادو تخت پر سوار ہوکے جانے لگی الضفار نقلی نے جو دیکھا کہ زوربانانہ جادو دم خبثیہ
کے پاس جاتی ہے اُسوقت الضفار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین نارنج جادو بھی آئیگی اور عجب نہین کہ عمرو بن حمزہ
اور فرخ کو اپنے ہمراہ لائے اور دم خبثیہ سے درباب قتل فرخ اور عمرو بن حمزہ کچھ پوچھا پس یہان سے میلے مین
چلنا چاہیے اور دم خبثیہ نالایق کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور نارنج جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے الضفار نقلی نے عقاب جادو سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو کہ الضفار
کہتا ہے کہ آپ مجکو ازراہ عنایت زوربانانہ جادو کے ہمراہ خداوند دم خبثیہ کے پاس بھیجدیجیے وہان میری تپ کو خداوند
دم خبثیہ ایک لحہ مین دفع کردینگے جلدی سے صحت ہوجائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے الضفار جادو نقلی کے زلزلہ
جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زوربانا جادو سے کہا کہ الضفار نہایت بیمار ہے اسے ایسے اپنے ہمراہ جانب
خداوند دم خبثیہ کے لیجائیے زوربانا جادو موافق کہنے زلزلہ جادو کے ایک تخت پر الضفار جادو نقلی کو بٹھا کے
جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی بعد جانے زوربانا جادو کے زلزلہ جادو بھی مع تیز لزل اور بازلال اپنی دخترون
کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی پہلے زوربانا جادو خدمت دم خبثیہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو
بھی خداوند دم خبثیہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبثیہ کو سجدہ کیا دم خبثیہ نے زلزلہ جادو سے کہا اے زلزلہ جادو
جو تمسے زوربانانہ جادو نے کل کہا تھا تمنے اُسپر عمل نہ کیا اور آج خواجہ عمرو عیار حمزہ کو انضار جادو تصور کرکے
ہمراہ زوربانانہ جادو کے یہان بھیجا ہے یہ وہ عیار ربلا ہے روزگار ہے کہ اسکا مثل و نظیر نہین ہے اسکی شر سے تمہین بچنا چاہیے
زلزلہ جادو تقریر دم خبثیہ سنکے حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہے دم خبثیہ نے کہا اپنے پیچھے دیکھ زلزلہ پس پشت
دیکھا چاہتی تھی کہ عمرو نے خیال کیا دم خبثیہ نالایق ساحرہ بلا کی ہے اسنے تمہین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہوجاؤگے
یہ خیال کرکے عمرو جست کرکے اور گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے زلزلہ جادو نے پیچھے ہٹ کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو نے عرض
کیا یا خداوند پس پشت تو میرے کوئی آدمی نہین ہے دم خبثیہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زوربانا جادو وغیرہ
یہ گفتگو خداوند دم خبثیہ کی سنکے سب کی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لحظہ کے عمرو ایک
کی شکل بنکے روبرو دم خبثیہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبثیہ نے پھر زلزلہ جادو سے کہا کہ اے
زلزلہ دیکھ اور اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہے اور مفسد کی شکل بنکے آیا ہے یہ کہکے دم خبثیہ نے منہ پھیر لیا
خواجہ عمرو سے کہا کہ اے بے حیا میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوئے کھڑا ہے کیا مجھپر عاشق
ہوگیا ہے بار بار میرے سامنے آتا ہے اور سجدہ مجکو نہین کرتا ہے عمرو یہ گفتگو دم خبثیہ کی سنکے پھر گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اور
لشکر سے نکل گئے زلزلہ جادو نے پھر پیچھے مڑکے دیکھا کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ کمال حیران ہوئی
غرض اسی طرح عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبثیہ کے آئے اور دم خبثیہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور زلزلہ
وغیرہ سے کہا کہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے آخر
زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپ کے سامنے آیا اور آپنے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبثیہ نے ہنسکے اور دم کو
اپنی اونچا کرکے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ اسکے

تجھے تمھارا امتحان سحر کا بھی منظور تھا اب اگر عمرو آئیگا تو میں ضرور گرفتار کرونگی خواجہ اسوقت گلیم کو اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ تقریر دم جبشیہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ اور اس گنبد سے باہر نکل جاؤ اور پھر اس کے سامنے نہ آنا ورنہ یہ تمکو گرفتار کرلیگی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو گنبد سے باہر نکل گئے بعد جانے عمرو کے تھوڑی دیر تک دم جبشیہ بیٹھی رہی زلزلہ جادو اور زور بابا جادو عرض کرنے لگیں کہ ای خداوند جب آپ کے سامنے عمرو مشر نہ آیا اور گرفتار نہ ہوا اور ہمیں نظر نہ آیا تو اس عیار سے ہماری جانیں کیونکر بچینگی یہ تو ہم سبکو جسوقت چاہیگا مار ڈالیگا اسکے نزدیک ہم سبکا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہیں دم جبشیہ نے جواب دیا جہانتک ہوسکے اس عیار سے اپنی جان بچانا اور ہم بھی تمھاری جان کی حفاظت کرینگے اور شر سے اسکی بچاینگے یہ کہکے دم جبشیہ اپنی جگہ سے اٹھی بمجرد اٹھنے دم جبشیہ کے زلزلہ جادو اور زور بابا جادو وغیرہ سب اٹھ کھڑی ہوئیں زلزلہ جادو خواجہ عمرو کے گنبد سحر تک آنے سے ایسی حیران اور پریشان ہوئی کہ اپنی دختر گلشن جادو کا حال بھی بیان نہ کیا غرض دم جبشیہ گنبد سے چلی گئی زلزلہ جادو مع اپنی دونوں دختروں کے اپنے مکان کی طرف چلی گئی اور دیگر ساحر بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے دروازہ گنبد کا بند ہوگیا خواجہ عمرو تا شام زیر کوہ بوقلموں گلیم اوڑھے ہوئے پھرتے اور سیر کیا کیے جب شام ہوئی اور ماہ انور فلک پر ظاہر ہوا اسوقت خواجہ عمرو نے زیر کوہ گانے کی آواز سنی خواجہ عمرو نے جب خوب خیال کرکے سنا معلوم ہوا کہ بالاے کوہ کوئی گا رہا ہے اور آواز طبلے اور سنجیرے کی بھلی آتی ہے خواجہ عمرو نے آواز طبلہ وغیرہ سازوں کی سنکے خیال کیا کہ ای عمرو بیکار زیر کوہ پھر رہے ہو آؤ بالاے کوہ جاکر گانا سنو دیکھوں کون گانا سنتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ بالاے کوہ بوقلموں وقت نصف شب گئے خواجہ نے بالاے کوہ جاکر اول دیکھا کہ کوہ بوقلموں پر گلہاے زنگا رنگ و بوقلموں اور اشجار میوہ دار ہر قسم کے سرسبز و شاداب ہیں اور شیشہ ہاے سبزہ اشجار اور گلہاے زنگا رنگ پر عجب بہار ہے پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے ہواے سرد چلتی ہے ہر ایک گل و شجر سے صنعت باغبان جہان ظاہر و آشکارا ہوتی ہے کوہ مثل کوہ طور پر نور ہے خواجہ سیر کوہ کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک باغ ہے دروازہ اسکا بند ہے دیواریں باغ کی نہایت خوبصورت اور بلند ہیں اور صورت آئینہ صاف ہیں عمرو نے دیوار باغ پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند سر دیوار پر ہوکر خواجہ نے دیکھا کہ درمیان باغ ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور گردا گرد اس چبوترہ پر نہایت نادر ساختہ ہے فرش بھی نفیس بچھا ہوا ہے اور ایک ساحرہ کریہ منظر و بدصورت زیر گیر بالا تخت بیٹھی ہے سامنے اسکے چند کنیزیں دست بستہ نہایت ادب سے کھڑی ہیں اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ مع اپنے سازندوں کے حاضر ہے اور یہ غزل گا رہی ہے غزل

تو تج ادا قاتل مگر تیر کھاؤں تو سہی
آب پیکان سے تری دل کی بجھاؤں تو سہی

زندگی باقی ہے تو پھر گل اگر آتو دے
وہ کرو جو کہ بدن مجھ سے بعد قضا
سقر بگڑوں عدو پاؤں گردہ پر مجھے
جو مجھکو تری محفل میں رونے لگے
تو نہیں ملتا نہ دل میں جگہ وہ تم مرے
بات پھر چھیڑو نہ سو دو گھڑی وصل میں

آپ بگڑو تم مجھکو ادا اپنا بناؤں تو سہی
ذرہ تیری سر کی جھوکی تمہیں کھاؤں تو سہی
اٹھا کر خاک میں اسکو ملاؤں تو سہی
شمع کی طرح طوفان اٹھاؤں تو سہی
تیری شمشیر کو گلے سے لگاؤں تو سہی
بخت دشمن کی طرح تجھکو جگاؤں تو سہی

اتنی منت سے نہیں دیکھتے میری حال
تو مجھے دیکھو نہیں دیکھوں میں صورت تری
پیلا کردوں تو پھر اسکے رخ گلگوں کا
وہ کرو تاکہ سنکر کہ مرے آنکھ نہ
تو نہیں تا نہ میں بھی شب فرقت میرا آج
گرز تو بلبے ہم نقش قدم سے بدگمان

بخت کی گرمی بھی الکے تاثیر تو سہی
ایسا مشکل ہو ایک کو میں سماؤں تو سہی
ارغوان کو میل میں سن ناز دون تو سہی
ہوش میں ہے کیفیت بیہوش تو سہی
داغ ناکامی کو سینے پر لگاؤں تو سہی
پھول گل بکر تری کو چہ میں آؤں تو سہی

ہم دلرعیت کی نہیں تسلیم گمراہی مری
تم تو کیا ہو خضر کو رستہ بتاؤں تو سہی

جسوقت غزل مرقوم نازنین نے بہ ناز و ادا گائی اور تمام کی وہ ساحرہ نازنین سے بہت خوش ہوئی اور نازنین سے کہنے لگی کہ اگر تجھے کوئی غزل دوہا یا گیت ملی ہوگی یاد ہو تو اسوقت گا اور دو برد گا ہم تیری زندگی ہزار برس کی کردینگے خواجہ یہ سنکے کہ ساحرہ یہ کہتی ہے کہ ہم تیری عمر ہزار برس کی کردینگے خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ دم جبشیہ ہے ادھر تو خواجہ یہ سمجھے ادھر باغ میں پہنچے ادھر نازنین نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند حکم بجا لاتی ہوں پھر عمر مری بڑھا دیجو دم جبشیہ نے کہا جتنی تیری عمر ہے علاوہ اسکے

ہزار برس کی او عمر بڑھاوی نازنین یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور بعد کرشمہ نازیہ غزل آغاز کی غزل فراق یار مین ہر دم لبون پر آہ و زاری ہے

برہم سکر نین کا ایسا مارا تیر
سن بلاوت دن گیو مہا کٹھن ہی رین
تن پر اچر انار ہو باڑھ گئے سب کیس
رکت ماس تن مان نہین کاٹے پوچھون دعا
جیتیم دکھ انکے دیو سکھ کو لے گیو ساتھہ
پیارے تم مت جانیو کہ تم بچھڑے موہ چین
پردیسی کی پیت کو سکو من للچاے
پیت تو واسون کیجے جا سون من تپیاے
گری ندیا گم ہی جو بیت ہر دعا ر +

تن من سارا چھید گیا اکھت کرتے پیر
ہاے دل کیسی کردن بن دیکھے نہین چین
سدہ بدہ اب کچھ نا رہی ہنست ہر سگرا دیس
پاپن بیری لاج کی ذرا نہ سر کو جاے
رین بچھوہا ہو گیو ملتی رہ گئی ہاتھ
جیسے بن کی لاکڑی سلگت ہون رین
داموا اپنے کھونٹ ہے رہے نہ سنگ لیجاے
جنے جنے کی پیت مان جنم اکارت جاے
کھیوت سے پہلے ملو جو ترو چاہو پار

تمھاری تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہے
گلے سے آکے لگ جاؤ ہمین امید واری ہے
تمھارے عشق مین پیارے عجب حالت ہماری ہے
عدم کی دور ہے منزل کہ سر پر بوجھ بھاری ہے
اسیر کاکل جانان کی اب ہوتی تیاری ہے
گذرتی جان پر میری نہایت بیقراری ہے
محبت اسکو کہتے ہین کہ برسون انتظاری ہے
جگر پر چھا رہی پیارے محبت اب تمھاری ہے
سنو تم آشنا ہر نصیحت اب ہماری ہے

نازنین ندکورنے یہ بھی غزل تمام کی دم خبیثہ کثرت نشہ مے سے اور غزل مرقومہ سے سننے سے جھومنے لگے اور نہایت مسرور ہوئی بعد تخت سے اٹھی اور جھومتی ہوئی باغ کی بارہ دری مین گئی اور پلنگ پر لیٹ کے سو رہی بعد جانے دم خبیثہ کے وہ سطریہ بھی مع سازندون کے چلی گئی جب خواجہ نے دیکھا کہ چبوترے پر اب کوئی نہین ہر دیوار سے نیچے اترے اور سیر باغ کی کرنے لگے اور گلہاے رنگارنگ کو دیکھ کے حمد باغبان گلشن جہان کرنے لگے اور ہر ایک چمن کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کیونکہ ہر ایک شجر اس باغ کا قامت محبوب خوش قامت سے اچھا تھا اور ہر ایک گل اس باغ کا گل رخسار یار سے کہین بہتر تھا گل نرگس چشم بتان جہان سے خوشنما نظر آتے تھے پیچ سنبل کے زلف پرشکن معشوق خوبرو سے بھی سراسر اچھے تھے غرض ہر گل و غنچہ اور ہر نہال و ثمر اس باغ کا بے مثل و بے نظیر تھا خواجہ عمرو بعد سیر باغ کی سیر کرکے چبوترے پر آئے اور چاہا کہ فرش اور تکیہ کو بھی داخل زنبیل کرین لیکن کچھ خیال کرکے رہنے دیا اور داخل زنبیل نہین کیا پھر خواجہ آہستہ آہستہ قریب بارہ دری کے گئے دیکھا بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ ہے اور ہر ایک کنول اور فانوس مین شمعین مومی اور کافوری روشن ہین خواجہ عمرو نے دیکھا کہ دم خبیثہ پلنگ پر چت پڑی ہوئی سو رہی ہے اور کنیزین بعضے ہوشیار بیٹھی ہوئی ہین بعضے اونگھ رہی ہین اور دو کنیزین دم خبیثہ کے قریب بیٹھی ہوئی ہین ایک کنیز پنکھا ہلا رہی ہے اور ایک دم خبیثہ کے پاؤن دبا رہی ہے خواجہ عمرو نے کنیزون کو ہوشیار دیکھکر پروانے نکال کے بیہوشی انکے پیرون پر چھڑک کر اوڑاے پروانے شمعون پر گرے جب پروانے جلے دھوان بیہوشی کا بلند ہوا کنیزون کے دماغ مین جو دھوان نے سرایت کی جملہ کنیزین بیہوش ہو گئین خواجہ عمرو نے دم خبیثہ کے پاس جاکر کنفچہ عیاری مین تھوڑا سا سفوف بیہوشی رکھا اور کنفچہ عنقریب بینی دم خبیثہ کے لے گئے جب دم خبیثہ نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی کنفچہ سے دماغ مین پہونچ گیا دم خبیثہ کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے جلدی سے اپنی شکل مثل صورت دم خبیثہ کے بنائی اور لباس دم خبیثہ کا ایک لنگی انکے باندھکر اتار لیا پھر خواجہ نے وہی لباس زیب تن کیا اور دم خبیثہ کو اٹھاکر نذر زنبیل کیا اور کہا اے دادا آدم اس ساحرہ سے کام اور فرد دی زیادہ کراے گا یہی اور اینٹین اس سے اٹھواے گا یہ اپنے تئین مردم سے خدا کہواتی ہے اور دعوی خدائی کرتی ہے لو باس کہنے کے خواجہ عمرو نے جو کچھ بارہ دری مین تھا سوا فرش اور پلنگ کی سب چیزین نذر زنبیل کین اور تکیہ و در فرش چبوترے کا بھی نذر زنبیل کیا اور پلنگ پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی کنیزین ہوشیار ہوئین بیہوشی دفع ہو گئی گھبرا کر اٹھین اور باہم کہنے لگین کہ آج نسیم

سبب ہی کہ بیدار نہیں ہوئیں یہ کہکے ایک کنیز نے بیدار کرکے عرض کیا خداوندا آج حضور کا کیا مزاج ہی دم خبیثہ نقلی نے کہا
آج مزاج اچھا نہیں ہی رات کو زیادہ جاگنے سے اٹھنے کو دل نہیں چاہتا ہی اگر تم سے ہوسکے تو مجھکو لیچلو خود مجھسے نہ جایا جائیگا
کنیزون نے عرض کیا ہم تو روز خداوند کو تخت پر سوار کرکے اور تخت کو اٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے تھے آج سوائے پلنگ اور فرش
کے اور یہان کوئی شے معلوم نہیں ہوتی ہی ہمکو نہایت حیرت ہی کیون خداوند کل اشیا اس بارہ دری سے اور باغ سے کیا
ہوئے دم خبیثہ نقلی نے برہم ہوکر کہا نا لائق اوباش تمھین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی تم جانتی ہو کہ مین کون ہون
کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند اپنا سمجھتے ہین اور حضور کو سجدہ
کرتے ہین دم خبیثہ نقلی نے کہا جب تم مجھے خداوند جانتے ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھے پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا
وہان ہمنے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منھ پھیر دین تخت بھی منگوائی ہون کنیزون
نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شی خواجہ عمرو طلب کرتے ہین زنبیل
سے نکل آتی ہی غرض خواجہ نے تخت نکالکر پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب کنیزون نے خواجہ کی طرف
منھ پھیرا تخت پر وہی کھال تیندوے کی جس مین دم مقیش کی لگی ہوئی تھی بچھے ہوئے دیکھا اور پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا
کنیزین دل مین خیال کرنے لگین کہ خداوند دم خبیثہ مین عجیب قدرت ہی تخت فی الفور منگوالیا اور پلنگ اور فرش کو
بھیجدیا یہ خیال کرکے واسطے سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی دیر ہوگئی جلد تخت
اٹھاؤ کنیزون نے بموجب حکم سجدہ نہ کیا اور تخت اٹھا کرلے چلین بعد تھوڑی دیر کے اس جگہہ پہونچین جہان دہنہ نقب کا تھا
اور جس راہ سے دم خبیثہ گنبد مین اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہہ کنیزون نے تخت رکھدیا اور عرض کیا کہ اب حضور زینہ
مین نقب کے جائین اور راہ طے کرکے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ کرنے کے موجود ہونگے
اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو یہ سنکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہی تخت جواہر نگار بچھا ہی سامنے
تخت کے آئینہ لگا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے اسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آفتاب کا آئینہ پر پڑا چمک
ہوئی ہر ایک کافر اور ساحر جھکنے لگا واسطے سجدہ کرنے کے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میلے مین ہزارہا آدمی جمع ہین
گھنٹے بج رہے ہین زن و مرد پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میلے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور زور بانہ جادو
وغیرہ نے روبرو خواجہ عمرو کے آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا ای زلزلہ جادو رات کو تو عمرو نہین آیا تھا
زلزلہ جادو نے دست بستہ عرض کیا خداوندا تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار رہی مطلق یہان سے جا کر نہین
سوئی عمرو نہین آیا عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سنکے پوچھا اے زلزلہ جادو تم سب نے کبھی گنبد سامری اور
جمشید کی بھی سیر کی ہی تو شب کو سامری اور جمشید سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی
اسیوجہ سے آج یہان آتے ہین کسیقدر دیر ہوئی سامری اور جمشید آنے نہین دیتے تھے لیکن مین
چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہمنے کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم خبیثہ نقلی نے
کہا آج ہم تم سبکو بہشت دکھلاوینگے تم سب بہشت کی سیر کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوئے بخوبی حاصل
نہوگا پس لازم ہی کہ جو ہم شراب پلائین وہ پیو اور بعد ہمراہ ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا یا خداوند
پھر شراب پلایئے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین بند کرلو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کرلین عمرو نے
کئی شیشے شراب کے مع ساغر بلورین زنبیل سے جلد تر نکالے اور سفوف ادویہ بیہوشی جلد شراب مین ملا کر کہا
اب آنکھین کھولو سبنے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

دم خبیثہ کے اور زیادہ قائل اور معترف ہوئے پھر خواجہ عمرو نے تمر خرما جو تا زنبیل سے نکال کر ہر ایک ساحرہ پر مارنا شروع کیا جس ساحرہ یا ساحر سے ناراض ہوئے اُس سے خواجہ عمرو نے کہا کہ تیری زندگی اور عمر سے دس برس کم کردیے اور جو ساحرہ جوئے اور رسم خر سے بچ سکے ناراضی ہوئی اور جبکی گھڑی رہی خواجہ عمرو نے خوش ہوکر اُس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی علاوہ اوسکے اور اسی عمر مین بیس برس بڑھا دیے بعد کو خواجہ عمرو نے شیشہ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب تم سب پیو پھر ہم تمکو بہشت مین لیجا ینگے اور سیر بہشت کرائینگے سب نے بصد آرزو شراب پی چونکہ شراب مین سفوف ادویہ بیہوشی بکثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہوگئے اسوقت عمرو نے چار جنتون کے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے جنتون کے خواجہ عمرو سینہ زلزلہ جادو پر چڑھا چاہتے تھے کہ سر جدا کرین بکایک نارنج جادو آگئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھ کے پکاری اور چلائی کہ اسے شخص میری بہن کے سر کو کیون کاٹتا ہی چونکہ خواجہ عمرو نے اُسوقت بندر کی کھال اُتار ڈالی تھی اور بصورت اصلی تھے اسوجہ سے نارنج جادو نے خواجہ پر سحر کیا خواجہ کے دست و پا مین حرکت باقی نہ رہی اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ گرا نارنج جادو نے خواجہ کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر نارنج جادو نے خواجہ کو بذریعہ اوراق جمشیدی آگاہ ہوکر پوچھا کہ اے خواجہ عمرو تمنے خداوند دم خبیثہ کو کیا کیا اگر انکو گرفتار کرلیا ہی تو چھوڑدو وہ ہمارے خداوند ہین اگر تم انکو نہ چھوڑو گے تو مین ابھی تمکو قتل کردونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا او چھنال کیا بکتی ہی تو کیا مجھے قتل کریگی جس طرح بہن نے تیرے خداوند دم خبیثہ کو گرفتار کیا ہی اسی طرح تجکو بھی گرفتار کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو میرے حوالے کردیگی تو البتہ دم خبیثہ کو مین چھوڑدونگا ورنہ دم خبیثہ کو قتل کرڈالونگا اور تجکو بھی ہلاک کردونگا جب یہ گفتگوے خواجہ عمرو زلزلہ جادو نے سنی نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ او عیار خاموش ہو او میری بہن نارنج جادو سے سخت گفتگو کرتا ہی بہتر ہی کہ خداوند دم خبیثہ کو رہا کردے خواجہ نے جواب دیا مین ہرگز دم خبیثہ کو اسوقت رہا نہ کرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور اُسنے سحر ایسا کیا کہ خواجہ عمرو ایک گھنگھرو کا دانہ ہوگئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب مین اس گھنگرو کے دانے کو گھنگرؤن مین شامل کرلیا اور کہا اے بہن نارنج جادو مین اس عیار کو اپنے پاس رکھونگی اسنے مجکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ مجکو قتل کرڈالتا نارنج جادو نے کہا اچھا بہن تمھین عمرو کو اپنے پاس قید کر رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور خبردار اسے رہا نہ کرنا زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض نارنج جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالے کرکے اپنے طلسم کی طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گھنگرو بنا کر اور پازیب مین اس گھنگرو کو شامل کرکے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا فوا انجام کو اور لوح محفوظ لا دینا عمرو بن حمزہ کو اور جلاد بنا رفوز بابا کا دختر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان سحر گفتار اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کرکے اپنے مکان مین پہونچی اسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ آج سامری اور جمشید نے مجکو بچالیا ورنہ خواجہ عمرو مجکو ہلاک کرڈالتا جو ساحر جو متقر تھے اس احوال سے آگاہ ہوئے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کرکے خاموش ہوئی اور تخت پر بیٹھی اسے تو تخت پر بیٹھے رہنے دیجیے اودھر حال گلشن جادو کا سنیے کہ جیسے گلشن جادو باغ شکل سے اپنے مکان مین گئی ہی بادشاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی مین بستر پر لیٹی ہوئی تنہائی مین رویا کرتی تھی اور تصور خیالی عمرو بن حمزہ سے مخاطب ہوکر یہ چند بند مخمسہ کہ رہی تھی مخمسہ

قلق سے دل کے بیان کریں کیا اٹھاتے ہیں ہم جو صدمے تجھ بن
نہ موت آتی ہے اندنون میں نہ کاٹے کٹتے ہیں ہجر کے دن
شب خدائی کی صبح کرتے ہیں آسمان سے تارے گن گن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم ہیں غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہیے حال دل کا نہیں ہے فرصت فغان کی ہمکو

فراق کی جب تلک بھی طاقت شکیب کا جب تک تھا یارا
پیا انہو خود داری اپنے دلکو ہوئی ہے ازبسکہ ناگوارا
سہیں ہزاروں جفائے ہجران نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
دیار وحشت میں اتنوا بجان ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکوں کے قطرے تار نہ ہیں موتی پروگئے ہیں
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہوگئے ہیں
ہم اپنی ہستیا ہیوں سے دل کی مثال طاقت کے کھوگئے ہیں
چمن میں رہنے دے چین سے تک کبھی تو درد کے سوگئے ہیں
خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگانہ خواب گران سے ہمکو

کبھی گلشن آرا بصد نالہ و بکا و بوانیوں کی طرح اٹھکر گھر میں پھرتی تھی کبھی امید وصل عمرو بن حمزہ یونانی میں ہنستی تھی کبھی دل سے ناامید ہوکر روتی تھی گاہ خیال کرتی تھی کہ اب وہ تدبیر کروں کہ شاہزادے سے ملاقات کروں بروئے زیبا عمرو بن حمزہ دیکھوں انکے وصل سے اپنے دل مضطر کو تسکین دوں کبھی خیال کرتی تھی کہ مجھ بدبخت سے کوئی تدبیر نہوسکیگی مدعا دل حاصل نہوگا یونہیں تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی شاہزادے کو میرے مرنے کی خبر بھی نہوگی اور اگر خبر بھی ہوگی تو انکو میرے مرنے کا کچھ ملال نہوگا کیونکہ وہ خود حسین ہیں سیکڑوں مجھ ایسی عورتیں انپر مرتی ہونگی کبھی تصویر خیالی شاہزادے سے مخاطب ہوکر یہ مطلع پڑھتی تھی ۔ جگر از غم تو مسرور دل بے غم شاد است ۞ بے تو میں جور تو اقلیم دلم آباد است ۞ غرض فراق عمرو بن حمزہ یونانی میں گلشن آرا کا حال متغیر ہوا کہ کھانا اور پانی ترک ہوگیا راتوں کو خیال شاہزادوں میں تڑپنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی اشعار

جب آتی رات یعنی پردہ راز
نقاب چہرۂ یاران دمساز
اکیلی گوشۂ خلوت میں آتی
وہ کثرت چھوڑ کر وحدت میں جاتی
خیالی کھینچتی شکل جوان کو
طلسم خانہ بنا کر اس مکان کو
برنگ شمع بزم جان گدازی
کیا کرتی تھی تکنگ عشقبازی
کبھی حال دل پرداغ کہتی
کبھی افسانہ ہای باغ کہتی
کبھی کہتی کہ اے دلدار جانی
عروج نشۂ جوش جوانی
نہ کیونکر دل میں تیری آرزو ہو
تصدق اس بغل کے جس میں تو ہو
کبھی کرتی بیان سوز دروں کا
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا
کہ فرقت سے تری میں شعلہ رو ہوں
صدائے خندۂ زخم نہان ہوں
لگی ہے آگ ہر داغ کہن میں
زبان مانند شعلہ ہے دہن میں
نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار
میں ہوں مانند چشم یار بیمار
ہمیں ہے شغل ہر دم آہ کھینچنا
صدا انجیل ہے نغمہ پردۂ دل کا
یہ آنکھیں کیا ہیں یاد بوستان میں
برنگ چشم بلبل گلفشان ہیں
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے
فلک کا تیر کوہ درد جگر ہے
بھرا ہے آنکھ میں جوش بلا ہے
خسب غم تو تیلے چشم واہی
ذرا فرقت میں دیکھو اے ماہ آنکھیں
عوض والعے کے ہیں بیدار آنکھیں
غرض تا صبح وہ مہر دل افروز
بیان کرتی تھی احوال جگرسوز
شب غم جس گھڑی سوپوش ہوتی
برنگ شمع یہ خاموش ہوتی

القصہ گلشن آرا فراق عمرو بن حمزہ میں نہایت نحیف و زار ہوگئی ایک روز دلربا وزیرزادی نے بعد منت گلشن جادو سے پوچھا شعر

طبیعت کیوں مصیبت آشنا ہے
غرض کیا گریہ بیچارگی سے
جنون ہے خبط ہے وحشت ہے کیا ہے
رگ گندی ہے دل غمناک پر کیا
تعلق کیسے آزار کی ہے
بلا ہے خاطر نمناک پر کیا

گلشن آرا نے کہا اے دلربا آجکل میری طبیعت کچھ ناساز ہے اسیوجہ سے بیٹھی رہتی ہوں دلربا نے عرض کیا اے ملکہ میں تو آپکی خانہ زاد دوست ہوں مجھسے راز کو مخفی نہ کیجیے جو کچھ رنج و صدمہ کی وجہ ہو بیان کیجیے شاید میری تدبیر سے رنج و الم حضور کا دفع ہو جائے اور مدعا ہاتھ آئے پس حضور مجکو اپنا جان نثار اور غمخوار سمجھ کے حال دل بیان

بیان کرین تو مین بھی سنون کہ حضور کو کس بات کا غم ہے گلشن آرا نے بسبب اخفا کرنے کے آخر اپنا مجبور جانکر تخلیے مین سارا ماجرا
عمرو بن حمزہ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ مین شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا اور کہا اے دلربا یہ راز
کسی پر فاش نہ کرنا مین اسی شاہزادے کے ہجر مین روتی ہون اور یہی چاہتی ہون کہ کسی طرح اس شاہزادے کو دیکھون اور
اسکے پاس بیٹھکر اُس سے باتین کرون دل بیقرار کو تسکین دون دلربا نے گفتگوے گلشن آرا سنکے عرض کیا حضور آپ کچھ اندیشہ و غم
نکیجیے دیکھیے مین تدبیر کرتی ہون اول جاکے آپ کی والدہ سے واسطے آپ کے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہون پھر آپکو
اُسی باغ مین لیے چلتی ہون وہان جاکر ساحرون سے باتین کیجیے گا اور قابو پاکر اُن ساحرون کو قتل کیجیے گا یا حکم
دیجیے گا مین اُن نگوڑون کو ہلاک کرونگی پھر شاہزادے کو قید سے رہا کرکے جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا دل
ناشاد کو شاد کیجیے گا قید غم سے دل کو آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادہ ذی وقار کے
پہلو مین بیٹھکر رخ شاہزادہ پر نظر کیجیے گا اسی تدبیر سے نخل تمنا مین ضرور ثمر آجائیگا تمناے دلی حضور کی حاصل
ہو جائیگی گلشن آرا یہ گفتگو دلربا کی سُنکے مسکرائی مگر شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اسی وقت روبرو
زلزلہ جادو جاکر عرض کی کہ آپ کی دختر کا دل اسوقت گھبراتا ہے اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہے اگر حکم ہو تو
ملکہ گلشن آرا کو مین لیجاؤن اطراف و جوانب شہر کی سیر کرا لاؤن اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار
بھی لیجاؤن ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی کرکے خوش ہونگی اور دل کو اُنکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا
اے دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو مین اجازت دیتی ہون جہان تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرا لا لیکن
باغ مین نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی مین جاکر اُسکی یہ کیفیت ہوگئی ہے دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف
فرمایے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت خوش ہوتی ہے اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار
کی نافع ہوتی ہے سفر کسی طرح نہین ہوتی ہے زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا کی سُنکے خاموش رہی دلربا
سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت کے ہے یہ سمجھکر دلربا خدمت گلشن آرا مین آئی اور
عرض کرنے لگی سواری جاؤن آپ حضور تخت پر سوار ہون مین آپ کی والدہ سے اجازت لے آئی ملکہ
گلشن آرا یہ سُنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزین جو جان نثار اور فرمانبردار تھین اپنے ہمراہ لیکر مع دلربا
کے جانب باغ شکل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن آپ کچھ حال بیتابی و بیقراری دیکھیے
شاہزادے ذیجاہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جیسے عمرو بن حمزہ نے گلشن آرا کو دیکھا تھا اور فدو انجام جادو نے
شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا مین شب و روز رہتا تھا جب گلشن آرا کے گل عارض اور گیسوے
شکین یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک آنکھون مین بھر لاتا تھا ہر چند فرخ سمجھاتا تھا کہ اے
شاہزادہ ذی وقار اسدرجہ بیتاب و بیقرار نہو جیسے گلشن آرا ابھی آپ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے وہ خود بیقرار ہو کے
یہان آئیگی لیکن شاہزادے کے دل کو کسیطرح قرار نہ آتا تھا اور آہ و زاری موقوف نہوتی تھی کبھی شاہزادہ
کہتا تھا اے ملکہ گلشن آرا افسوس تمنے اپنے عاشق کی خبر نہ لی حال میرا تمھاری جدائی مین اچھا نہین ہے مین
تو قید ہون تمھین از راہ عاشق نوازی یہان آؤ اور روے زیبا اپنا مجھے دکھاؤ آنکھین میری تمھارے
دیدار کی مشتاق ہین ہر وقت تصویر تمھاری پیش نظر ہے لب پر اپنے نالہ ہے اور چشم مانند ابر بہاران
ہر گز کچھ کبھی میرے حال کی خبر پاتی نہین اگر میرے حال سے اطلاع ہے تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی بیتابی کی
مسیحائی کرو ورنہ مین تمھارے عشق مین اور تمھارے فراق مین ہلاک ہو جاؤنگا کہ شاہزادہ ذیجاہ

البتہ نالہ و آہ خیال ملکہ گلشن جادو میں یہ غزل بحر طویل زبان پر جاری کرتے تھے **غزل**

عورتیں ہجر میں دل جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا
اتنو جیسے کبھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا

جان آخر ہے بس اب ہو چکو نہ آیا مرا دم شکل دکھلا دے صنم
کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا

ڈھونڈھتا ہوں اُسے پہلو میں مگر پاس نہیں ملنے کی آس نہیں
حیف جب دن سے جدا مجھسے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا

خواب میں بھی نہیں شکل اپنی دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم
اتنو صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا

ہوگیا تھا ترے سودائی کو وحشت میں سکون پھر ہوا اُسکو جنون
بعد مدت کے قفس سے پھر اُسے آزار ہوا تہمت بیمار ہوا

شہر کو جا ہا بن جیسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم
جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا سب سے انکار ہوا

جیسے صورت کو تری دیکھا ہوا حماد لتار ہا ہوش عجب
نشئہ عشق سے اسعد جو میں سرشار ہوا پھر نہ ہوشیار ہوا

وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو میں اُسسے ملوں پھر خوش ہو کے کہوں
طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا وصل دلدار ہوا

کونسا ملنے کا تیرے کرے عاشق سامان اے مری جان جہان
راہ میں سلسلہ بھی گرا نبار ہوا ملنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزہ یہ غزل پڑھکے اشکبار ہوئے فرخ پھر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ عالیجاہ عشق گلشن آرا میں اسقدر نالہ و آہ نہ کیجیے جہان تنگ ہوتے صبر کیجیے ورنہ ہلاک ہو جایئے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیوں کے باغ شنگل میں آئی ہر چند کہ باغ شنگل ایسا تھا کہ **نظم**

وہ باغ کہ جس میں سرو کو ناز
وہ بلبل و گل میں خوش بیانی
جادو تر اور برگ اعجاز
بحث ارنی و لن ترانی
سنبل دل عارفان کشادہ
خورشید ہر ایک گل کا رخسار
گلزار بہشت سے زیادہ
سنبل کو دماغ گیسوئے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر میں سراسر خار تھا کیونکہ ہجر شاہزادہ ذی وقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شنگل میں داخل ہوکر تخت سے اُتری تھی کہ ذوالجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالجام جادو جلد تر روبرو گلشن آرا آیا اور بعد آداب تسلیم بجالایا دلربائے کہا اے ذوالجام بہ تعجیل تمام جس مکان میں تالاب ہے اُس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک نمگیرہ بالائے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذائے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکہ عالم نے بوجہ ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہیں کیا ہے اسوقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھائیں اور کنارے تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کریں ذوالجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکہ عالم میرے یہاں کی نان خشک نوش فرمائیں اور میرے پاس تشریف لائیں میں ابھی بسر و چشم حکم ملکہ کا بجالاتا ہوں یہ عرض کرکے ذوالجام نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو ملازمان ذوالجام جادو تو تیاری طعام میں مصروف ہوئے اور ذوالجام ملکہ گلشن آرا کو اُس مکان میں لے گیا صحن مکان میں مختصر تالاب تھا اور بارہ ساحر شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کے محافظ تھے اور اُسی تالاب میں بزور سحر ذوالجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالجام ملکہ کو اُس مکان میں لے گیا جلد تر فرش بچھوا کر اور نمگیرہ ایستادہ کرا کے عرض کرنے لگا حضور اب بالائے فرش تشریف رکھیں میں دو چار شیشے شراب لے آؤں یہ کہکر ذوالجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجالائے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالائے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان میں تالاب کے ایک گنبد سحر میں قید ہیں ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادہ کو دیکھا ادھر عمرو بن حمزہ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم محو دیدار ہوئے

اور دونوں کے رخ پر آثار مسرت ظاہر و ہویدا ہوئے اور باہم بایما و اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سوائے دلربا اور فرخ کے
کسیکو ایما و اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہیں ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب مین قید تھے اسوجہ سے
تالاب کا جگر آب آب تھا اور بموج آب مار سیاہ کی لہر سے بدتر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے روتے تھے مچھلیاں اسی
صدمہ سے دمبدم تڑپتی تھیں غوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کی سیڑھیوں سے سر ٹکراتا تھا ماہی رو ہو کی روح پر صدمہ
تھا بے چھری کے حلال ہو گئی تھی گرئی بانی پر اسی صدمہ سے ابھر نہ سکتی تھی بام غرق دریائے رنج تھی پر بعض گشت
بحن سے مانند مینڈھے کے ہر مرتبہ اچھلتی تھی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی کچھوے دام تحیر مین گرفتار
تھے غرض ہر ایک ماہی کماہی حال پر شاہزادہ دریادل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن ان ساحران نابکار کو شاہزادہ
پر ذرا رحم نہ آتا تھا گلشن جادو بھی جانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی ناگاہ ذوالنجام جادو دو تین گلابیاں شراب
کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب بھیجی ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل چاہیگا تو پی لینگے یہ کہکر گلشن آرا
اٹھی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتین کین پھر ملکہ نے دلربا سے پوچھا اے دلربا یہ کون قیدی ہے
دلربا نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ ہے عمرو بن حمزہ نے آپ کے
خالو شنکل کو قتل کیا ہے اسیوجہ سے گرفتار ہو کر یہان قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا
کہ تجھے ان قیدیوں کا حال پوچھونگی تو بیان کرنا مین بظاہر غضبناک ہو کر گنبد مین جاؤنگی اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو
رہا کرونگی پس موافق مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے شنکل کو قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی
اور تیغ کھینچکر قتل کرنے کو چلی ذوالنجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو
سے عرض کرنے لگا حضور ان قیدیوں کو آپ قتل نہ کرین کل آپ کی خالہ صاحبہ خداوند دم خشتیہ سے انکے قتل
کے مقدمہ مین مشورہ کرینگی پھر بموجب ارشاد خداوند انکو قتل کر ڈالینگی انکا قتل کرنا ابھی مناسب نہیں ہے ہرچند کہ گلشن آرا
نے بھی چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کردوں لیکن پھر کچھ خیال کر کے ذوالنجام سے کہا کہ اچھا مین انھین قتل نہ کرونگی
یہ کہکے گلشن جادو اسی فرش پر جاکے بیٹھی اتنی دیر مین ملازمان ذوالنجام طعام لیکر آئے اور روبروئے ملکہ
دسترخوان پر ظروف پر از طعام لذیذ رکھکے چلے گئے ذوالنجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول
فرمائین ملکہ گلشن آرا نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے کے کھانا کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہیں ہے یہ خیال کر کے گلشن جادو
نے کہا اے دلربا تھوڑا طعام ان دونوں قیدیوں کو جا کر دے آ اگر مین بغیر انھین طعام دیئے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیوں
کی نظر لگے گی غذا مجھکو ہضم نہوگی اور مین علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف مین رکھکر
دلربا کو دیا دلربا طعام مذکور لیکر اٹھی اور بزور سحر گنبد تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکر کہنے لگی کہ اے قیدی
بھوکے پیاسے یہ طعام لے اور ہماری ملکہ کو دعا دے کہ انکی طبیعت اچھی رہے اور مراد دلی اسکی بر آئے انھون نے
تجھکو محتاج اور خاک نشین تصور کر کے بطور صدقہ تجھپر رحم کر کے یہ طعام تجھے دیا ہے اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتین تو
تو ان بڑی بڑی آنکھوں سے طعام کو دیکھتا اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہوتا فرخ نے جو دلربا کو
دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ او چڑیل کیا بکتی ہے پیغام لیکر آئی ہے چرب زبانی کر رہی ہے یہان یہ
طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جا کر نگل مجھکو ایسے سڑے ہوئے طعام کی خواہش نہیں ہے نہ ہمارے شاہزادے
کھائینگے یہ مسلمان ہین اور یہ کھانا کافرون نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام تو انکی لونڈیاں بھی کبھی نہین کھاتی ہین
وہ بھی ایسے طعام کو اٹھا کر کنارے ڈال دیتی ہین یہ تیری ہی ایسی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئین بھی

کچھ اچھا سمجھتی ہو ہمیں تو طعام مطلق مرغوب نہیں ہے نہ تو ہمیں پسند ہو تجھ ایسی لونڈیاں ہمارے ہاں یوں والے اور خدمت کرنے کی امید رکھتی ہیں
مگر ہم تجھ ایسی بدصورت لونڈیوں سے جوتی کی پر لوٹا بھی نہیں رکھواتے تو ایسی بدنظر ہو کہ میری آنکھوں کو نظر لگاتی ہو اور میری
بڑی بڑی آنکھیں دیکھکر رشک سے گھورتی ہو تیری ان ننھی ننھی آنکھوں کو پھوڑ دونگا میں عیار ہوں میرے پاس ہر قسم کے
اوزار ہیں اگر تجکو یقین نہو تو میں توڑنے پھوڑنے کے اوزار بھی تجکو دکھادوں تجکو اب لازم ہو کہ یہاں سے دور ہو
اور یہ طعام لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادے یہ طعام ہرگز ہرگز نہ کھائینگے
جس وقت یہ تقریر فرخ کی عمرو بن حمزہ یونانی نے سنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ میں نہ کھاؤنگا لیکن تم دلربا سے لے لو
اور کھدو ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا میں تو طعام اس لنگوڑی کے ہاتھ سے کبھی نہ کھاؤنگا اب اسے
طعام لیجانے دیجیے میں اقرار کرتا ہوں کہ میں آپکو شریک طعام ملکہ گلشن جادو اس طور سے کرونگا کہ ایک قاب میں آپ
ملکہ کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھائیےگا دلربا کل تقریر فرخ کی سنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر مائل ہوئی تھی اور اب تو ہزار جان سے
عاشق ہوگئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہے یہ خیال کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی کہ اے جھوٹے
مکار دغاباز جعلساز تو لاکھ مجھے لپیٹ کرے اور میرے آگے ہاتھ جوڑے میں تجھے کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دل کو خوش
کرلے میرے ملازم بھی تجھسے بہتر ہیں بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او دبلیے یہ کیا تو نے کہا کہ میں ملکہ کے ساتھ آپکو طعام
کھلواؤنگا بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ ملکہ ان ساحروں کے سامنے شاہزادے کے ساتھ کھانا کھائینگی فرخ نے کہا
او لنگوڑی بیوقوف ہم عقلمندوں سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہو فرخ نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جاؤ
اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب میں ملاکر ان سب ساحروں کو شراب پلادو ساحر سب بیہوش ہوجائینگے اسوقت
ہمارے شاہزادہ تمہاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھائینگے بشرطیکہ ملکہ تمہاری کلمہ پڑھکر مسلمان ہونگی ورنہ اسوقت بھی
طعام تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سنکے اور پڑیہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو میں گئی اور اسنے
گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے بھی آہستہ کہا ہر چند میں سحر میں ذوالجحام وغیرہ سے کسی طرح کم نہیں ہوں
بلکہ زیادہ ہوں ممکن ہو کہ ان ساحروں سے لڑکر شاہزادے کو رہا کروں لیکن فرخ کی رائے پسند کرلی ہوں بعد بیہوش
ہوجانے ان ساحروں نابکار کے بسہولت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرونگی یہ کہکے گلشن جادو نے
ذوالجحام سے کہا کہ اے ذوالجحام دیکھو جو طعام ان قیدیوں کو بھیجا تھا قیدیوں نے طعام نہ لیا اب میں بخوف نظر کے
یہ طعام ابھی نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالجحام جادو نے عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور
کریں یہ عرض کرکے وہ طعام روبروے گلشن جادو سے اٹھا کر علیحدہ رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب
میں خوب ملاکر جام بلورین شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو دیا ملکہ نے جام مے کو فقط منہ سے لگاکر ذوالجحام
جادو سے کہا اے ذوالجحام تم ہماری جھوٹھی شراب پیوگے ذوالجحام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل
ہوگئی ہو اور اسوجہ سے یہاں آئی ہے یہ سمجھکے ذوالجحام نہایت ہی مسرور ہوا اور ہنسکے عرض کرنے لگا کہ ہے
مقدر کہ حضور کی جھوٹھی شراب میں پیوں اسکی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے جام مے لینے کو ہاتھ بڑھایا
گلشن جادو نے وہی جام صہبا دیا ذوالجحام جادو شراب بے دغدغہ سب جام پی گیا پھر ملکہ نے ان بارہ
ساحروں کو کئی شیشے شراب بیہوشی آمیز کے دیئے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحروں نے سلام کرکے
شیشہ ہائے شراب سے لیے اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر میں سب ساحر
مع ذوالجحام جادو کے بیہوش ہوگئے اسوقت دلربا اٹھی اور خنجر کھینچکر ان بارہ ساحروں کو قتل کرنے لگی جب دلربا بارہ

ساحرون کو قتل کر چکے اور جو ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو چکی تھی اُسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی کہ ذوالنجام بڑا ساحر ہے شاید مجھسے قتل نہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہ گفتگو دلربا کی سنکے کہا اے دلربا نیمچہ مجھکو دو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دلربا نے نیمچہ دیا ملکہ نے اٹھکر بصد غضب اسی نیمچے سے سر ذوالنجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالنجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا سحر کے بیرون نے فریاد کی پھر اور آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نہ رسیدیم مارا الحکیاو زنام ہیراد ذوالنجام جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہونے لگی اور شور و غل موقوف ہوا آفتاب نظر آیا چونکہ عمرو بن حمزہ یونانی و فرخ سحر ذوالنجام جادو مین گرفتار تھے جب ذوالنجام جادو قتل ہو گیا سحر اسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ قید سحر سے رہا ہو گئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا کے ساتھ ساتھ کنارے پر تالاب کے آیا عمرو بن حمزہ گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو مین بیٹھکر از حد شاد و مسرور ہوئے بعد اشکباری کے مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی دلکی بیتابی و بیقراری دور ہوئی پھر باہم شکوہ و شکایت کر کے طالب و مطلوب ہم پہلو بالاے مسند بیٹھے فرخ پہلوے دلربا مین بیٹھا اُسوقت گلشن جادو نے طعام کی جانب توجہ کی مگر وہ شیشہ مے کہ جسمین بیہوشی نہین ملائی تھی اٹھایا اور اپنے دست رنگین سے ساغر بلورین مین شراب بھری اور بہ ناز و ادا مسکرائی عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ نے مے پینے سے انکار کیا اُسوقت دلربا نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرمالیجیے اور ملکہ کو رنجیدہ نہ کیجیے میرے ہی اشارے سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مین شراب مملو کی ہے آپکی محبت اور الفت مین یہ بہت تنگ آئی ہین اور صدمے اپکی مفارقت کے انھون نے اٹھائے ہین دیکھیے آپکے عشق مین ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے گل عارض زرد ہو گئے ہین برسونکی بیمار معلوم ہوتی ہین آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہین ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے دلربا آگاہ ہو شراب نہ پینے کا یہ سبب ہے کہ مین مسلمان ہون اور ملکہ ابھی مسلمان نہین ہوئی ہے اور اگر ملکہ دین اسلام قبول کرین تو پھر مین بے عذر شراب پیون دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادے صاحب نے ارشاد کیا ہے آپ نے تو سنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ نے دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر راضی ہین اب حضور انھین مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ پڑھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزین بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کرتی گئین بعد مسلمان ہونے ملکہ کے شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر شراب پی پھر شاہزادے نے ساغر مین شراب بھر کے ساغر ملکہ کو دیا الحاصل بعد میکشی کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ جلد نازنینان خوش گلو اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے موافق حکم کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان خوش گلو روبروے ملکہ حاضر ہوئین بعد بجالانے آداب و تسلیم کے اور سب تو علیحدہ بیٹھین لیکن اُنمین سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن نے مع اپنے سازندون کے بزم مین آئی اور سامنے گلشن جادو اور شاہزادے ذیجاہ کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکورہ نے روبروے ملکہ یہ غزل گانا شروع کی

غزل

خدا کو مانو نہیں نچاؤ نہ میرے دلبر جفا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا

زمانہ الٹا ہے کیا کرو تم برا جو ہو وہ ادا کرو تم
ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق مین برا کرو تم

ابھی کمسن ہے بیچارہ ابھی فرزند ہے سرکار لیکن
کریں تکلیف دلبر کچھ نہ ہم سے شرم و حیا کرو تم
بہت بہکے ہوئے ہو تم مجھے ہے اب تو پرہیز رہو تم
یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

ابھی مجبور شر کی چلکے لیں ذرا قیامت بپا کرو تم
چلو بہت ہو چکی لگاوٹ کہا لگا کر تو اچھا لگوٹ
جو بوسے لیلیوں تو کیا کرو تم گلے لگالوں تو کیا کرو
اتنا و اتر قدر کیا کیا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا

نباہ ہوگا کسی میں یا ہم ہے دونوں طرف کا عالم
لپٹ ہی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ مکر و دغا کرو تم
بجا ہی بجا مرا گلا تھا تمہارا اس میں قصور کیا تھا
غریب بلبل ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

جسوقت غزل مرقوم مطربہ نے روبروے شاہزادہ و گلشن جادو بصد ناز و ادا گائی دلربا اور فرخ سے زیادہ شاہزادہ خوش ہوا اور ملکہ گلشن جادو مسرور رہی اور اسی عالم خوشی میں ملکہ نے خیال کیا کہ میں نے زوال انجام کو قتل کر ڈالا ہے اور شاہزادے کو رہا کیا ہے یقیناً یہ خبر نارنج جادو کو پہونچیگی میرے اوپر تو نہیں معلوم کیا ظلم کریگی لیکن شاہزادے کو تو قتل ہی کر ڈالیگی پس اوس غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیئے کہ جس تدبیر سے شاہزادہ اوسکے شر سے محفوظ رہے اور خالہ یعنے نارنج جادو کا سحر شاہزادے پر تاثیر نہ کرے ہر چند اس تدبیر کرنے سے حملہ ساکنان طلسم میری جان کے دشمن ہو جائینگے خصوصاً نانی زور بانانہ جادو تو مجھے حتے الامکان کسیطرح زندہ نہ چھوڑیگی لیکن شاہزادہ کی جان بچیگی اور شاہزادہ مجھسے خوش ہوگا اگر میں بعد ایسی ہی تدبیر کرنے کے زندہ نہ رہی تو ضرور بعد میرے مرنے کے شاہزادہ مجھے یاد تو کریگا اور خیال ضرور کریگا کہ گلشن جادو نے میری بہبودی کے واسطے اپنا مر جانا اور قتل ہو جانا قبول کیا اور شرائط الفت و عشق خوب ادا کیے یہ خیال کر کے گلشن جادو نے عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھیں اور گانا سنیں میں آپ کے لیے بہبودی کی فکر میں جاتی ہوں اگر خدا نے چاہا تو پھر یہاں آؤنگی ورنہ جو میرے مقدر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہزادے کو پہلو سے ملکہ کا اٹھکے جانا نہایت ناگوار ہوا بیتاب و بیقرار ہو کے کہا اے ملکہ تم میرے پہلو میں بیٹھی رہو کہیں نہ جاؤ ہر چند اسیطرح شاہزادہ نے مکرر و متواتر کہا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا میں جلد چلی آؤنگی یہ کہکر گلشن جادو تخت پر سوار ہو کے بہمراہی اپنی ہمسونکے نانی زور بانانہ جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوئی گلشن جادو کو تو اثنا راہ میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ کا سنیئے کہ جب ملکہ پہلو سے شاہزادے کے اٹھکر چلی گئی وہ بزم عشرت محفل ماتم ہو گئی دل پہلو میں بیقرار ہوا طبیعت گھبرائی آثار غم چہرے پر ظاہر ہوئے دلربا نے یہ حال شاہزادہ کا دیکھکر اور ایک مطربہ کو طلب کیا جب وہ مطربہ خوش گلو بزم میں آئی دلربا نے کہا اے مطربہ اسوقت شاہزادہ ذیجاہ پریشان خاطر میں جب تک ملکہ تشریف یہاں لائیں تو دو چار غزلیں ایسی عاشقانہ روبروے شاہزادے کے گا کہ دل شاہزادہ کا مسرور ہو مطربہ نے بموجب حکم یہ غزل شروع کی غزل

دل ناداں تجھے آزار ہوا خوب ہوا
بدلے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا
بار منت کا مری کون اٹھاتا سر پر
میں جو رسوا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوف بخشش کا نہیں دل میں بھی تجھ پر سے خلیل

دام گیسو میں گرفتار ہوا خوب ہوا
یہ سزا ہے دل ناداں کی نہ مانا کہنا
وہ نہ اپنا کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا
روز کے جھگڑے سے چھٹنے بھی فراغت پائی
رہنما حیدر کرار ہوا خوب ہوا

ایک کافر کی محبت نے بھلایا سبکو
نرگسی چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا
ناصحا مجھسے تجھے کوئی سروکار نہیں
انکو ملنے سے بھی انکار ہوا خوب ہوا
ہر چند غزل مرقوم مطربہ نے گوریتے

بتا بتا کے یہ ناز و ادا گائی لیکن دل شاہزادے کا مسرور نہوا پھر مطربہ نے اور غزل شروع کی اور یہ ناز و ادا اشعار غزل عاشقانہ گانے لگی یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تھے مطربہ گا رہی تھی فرخ اور دلربا وغیرہ بھی بیٹھے ہیں لیکن اب حال گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب گلشن جادو اپنی نانی کے پاس قریب شلم پہونچی زور بانانہ جادو کو تسلیم کر کے سامنے بیٹھی زور بانانہ جادو نے پوچھا اے لڑکی تو اسوقت یہاں گھبرائی ہوئی کیوں آئی ہے خیر تو ہے طبیعت کیسی ہے گلشن جادو نے عرض کیا میں بے اسیرانی تھی اثنائے راہ میں مجکو تپ آگئی طبیعت

بے لطف رہی اسوجہ سے اپنے مکان تک جا نہ سکی اور آپ کے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھسے بیٹھا نہیں جاتا ہی علاوہ درد کے
اعضا شکنی بھی ہی اسی سبب گھبرائی ہوئی ہوں زور بانانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو یہیں رہنا اب اپنے
گھر نہ جانا یہ کہکے زور بانانہ جادو نے کہا پلنگ پر جاکے لیٹ رہ گلشن جادو فوراً اٹھی اور پلنگ پر کچھا دوڑھ کے
لیٹ رہی اور محمد اکا پڑھنے لگی زور بانانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس سے ہٹا دیا اور سب کنیزوں سے
کہا کہ باتیں باواز بلند نہ کرو لڑکی کو اب نیند آگئی ہی سونے دو یہ کہکے زور بانانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو کے بیٹھی رہی
پھر بعد اکل و شرب بستر خواب پر لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سو گئی اور کنیزیں بھی جابجا سو رہیں جب گلشن جادو
نے دیکھا کہ زور بانانہ غافل سو رہی ہی اسوقت گلشن جادو اٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل اور خفتہ دیکھکر آہستہ آہستہ ڈرتی
ہوئی قریب زور بانانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زور بانانہ جادو کے گلے سے اتار لی اور جلد تر وہاں سے
تخت پر سوار ہوکے باغ شنکل کی طرف مع اپنی کنیزوں کے روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنار
پر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گا رہی تھی عمرو بن حمزہ فرخ سے کہہ رہے تھے کہ آدھی رات
کا وقت آگیا ابھی تک ملکہ نہیں آئیں انھوں نے تو کہا تھا کہ میں جلد آؤنگی نہیں معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک
نہیں آئی میرا دل گھبراتا ہی فرخ کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ ملکہ روبرو عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اترکے پہلو سے
شاہزادہ میں بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے ملکہ تم کہاں گئی تھیں میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا اے
شاہزادہ ذیوقار میں اپنی نانی زور بانانہ جادو کے پاس گئی تھی جب وہ سو رہی میں اسکے گلے سے لوح محفوظ اتار
لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ شاہزادہ کو دکھا کر گلے میں شاہزادے کے لوح پہنا دی شاہزادہ نے پوچھا اے ملکہ اس
لوح کی کیا خاصیت ہی اور کیا اسکا وصف ہی ملکہ نے کہا اے شاہزادہ جانی یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو
اسپر سحر کسی کا اثر نہیں کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا میں آپکی محبت میں یہ تحفہ لے تو آئی ہوں لیکن مجھکو
زور بانانہ جادو سے نہایت ہی خوف ہی جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے میں نہ دیکھیگی تو سمجھ
جائیگی کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھکے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور سزا سخت دیگی عجب نہیں کہ مجھکو
قتل کرے پس اے شاہزادے میں امیدوار ہوں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو آپ مجھکو نہ بھولیے گا کبھی کبھی میری
قبر پر تشریف لائیے گا اور تھوڑی دیر بالین پر تشریف رکھیے گا اور صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام پڑھیے گا اور
ثواب اسکا میری روح کو بخشیے گا ہر چند کہ آپ کو تصدیع تو ضرور ہوگی لیکن میری روح نہایت
خوش ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے محزون و اندوہگین و بیقرار ہوکر کہا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم
مجکو وہ روز بد نہ دکھلائے کہ تم گرفتار ہو یا خدا نخواستہ قتل ہو اگر زور بانانہ جادو یہاں آئیگی میں تیغ
آبدار سے اسے قتل کرونگا تم ناحق اس بڑھیا سے ڈرتی ہو اسکی یہ مجال ہی کہ تمھیں میرے روبرو
سزا سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار ہر چند کہ زور بانانہ جادو بڑھیا ہی اور
نہایت نحیف اور ضعیف ہی لیکن بلای بدروزگار بڑی ساحرہ ہی خدا اسکے سحر اور شر سے آپکو بچائے جسوقت وہ سحر کریگی زمین
کانپیگی آسمان تھرائیگا اسکے سحر کو کون روک سکیگا یہ کہکے گلشن جادو خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہانتک
کہ تا سحر بزم عشرت میں بیٹھی رہی اور نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کئے ہنگام سحر زور بانانہ جادو جو بیدار ہوئی اسنے اپنے
گلے میں لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبرا کر کنیزوں کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو اس پلنگ پر سوتی تھی کہاں گئی کنیزوں
نے عرض کیا حضور ہمیں نہیں معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہاں سے چلی گئیں زور بانانہ نے خیال کیا

کہ گلشن جادو ہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کرکے زور بانا جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی سے ظاہر ہوا کہ لوح محفوظ گلشن جادو لے گئی ہے اور باغ شنگل کے متصل ایک مکان مین بیٹھی ہے زور بانا جادو ان اوراق کو دیکھکر گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہوکے بعد قہر و غضب جانب باغ شنگل روانہ ہوئی یہان ملکہ گلشن جادو پہلوے شاہزادہ مین بیٹھی تھی ناگاہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر ایک طرف سے آسمان پر ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اس مکان پر محیط ہوا ملکہ نے شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ عالم غضب ہوا ایسا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زور بانا جادو آگئی اب مین اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگی یہ کہکے ملکہ چاہتی تھی کہ سحر کرکے غرق زمین ہو کہ یکایک برق چمکی اور درمیان ابر سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے او جھولی اسباب سحر کی زیب دوش کیے تھی ابھی سب سبکو دیکھ رہے تھے اور ملکہ خوف زور بانا جادو سے غرق زمین ہوا چاہتی تھی کہ زور بانا جادو نے بعد غضب پکار کے کہا کہ او گلشن جادو کہان بھاگی جاتی ہے مین آن پہونچی غضب کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اوتار لائی اور اپنے آشنا کو لا کر دیدی یہ کہکے زور بانا جادو نے ایک ترنج سحر کے زمین پر جو مارا ابجو گرنے ترنج کے زمین سخت و سنگین ہوگئی ملکہ غرق نہو سکی پھر ملکہ نے چند موے مشکین اپنے سر سے توڑ کر اور اسم سحر پڑھکر زور بانا جادو پر پھینکے وہ موے مشکین مار سیاہ بنکر زور بانا کی سمت چلے اسی اثنا مین دلربا اور کنیزین اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا شاہزادے نے تلوار کھینچی دلربا وغیرہ نے بھی زور بانا پر ہر چند سحر کیے لیکن زور بانا نے ہر ایک کا سحر رد کرکے اور جلد آکے سوے مشکین گلشن جادو کے پکڑے دلربا اور کنیزین رونے لگین اور بعد نالہ و بکا کہنے لگین کہ اے زور بانا جادو ملکہ کو چھوڑ دیجیے انکی کچھ خطا نہین ہے یہ لوح محفوظ آپ کے گلے سے اوتار کے نہین لائی ہین زور بانا جادو نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب کٹنیان ہو مجھسے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو مین اس چھوکری کو ضرور سزاے سخت دونگی یہ کہکر زور بانا جادو نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ مع دلربا اور کنیزین غرق زمین ہو گئین سحر زور بانا جادو مین گرفتار ہو گئین عمرو بن حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زور بانا جادو پر حملہ کیا اسنے بھی ان پر سحر کیا لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب تر زور بانا جادو کے پہونچے زور بانا جادو بھی سحر سے غرق زمین ہوگئی اسوقت شاہزادے ملکہ کے گرفتار ہوتے سے اسقدر اشکبار اور مضطر ہوئے کہ غش آگیا فرخ درخت سے اتر کے شاہزادہ کے پاس آیا اور حال شاہزادے دیکھکر محزون ہوا یہان تو شاہزادے کو غش آگیا ہے فرخ رو رہا ہے اور تدبیرین دفع غشی کی کر رہا ہے لیکن اب حال زور بانا جادو کا سنیے کہ زور بانا جادو غرق زمین ہوکر اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیکر فوراً طلسم نارنج مین پہونچی اور نارنج جادو سے تمام حال ملکہ کے لوح محفوظ لیجانے کا بیان کیا نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زور بانا جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد جا اور زلزلہ جادو اور اسکی دونون لڑکیون کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور زلزلہ جادو کے پاس پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم نارنج مین زور بانا جادو نے آپ کو بلایا ہے زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہے کیون بلایا ہے ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہان چلیےگا آپ کو سب حال وہان چلنے سے خود معلوم ہو جائیگا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ مین اسوقت نہایت متردد ہون کہ میری لڑکی گلشن جادو کل واسطے کرنے کے گئی تھی وہ ابھی تک نہین آئی ہے اس سبب سے دل میرا نہایت پریشان ہے لیکن مین چلتی ہون یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئی مقتاب سحر اور طاؤس سحر پر تزلزل اور ازلال سوار ہوئین اور جلد تر
ہمراہ اپنی مان کے طلسم نارنج مین پہونچین زلزلہ جادو نے طلسم نارنج مین جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع زلزلہ باد وغیرہ
کے سحر زور ربا جادو مین گرفتار سب کھڑی ہین زور ربا جادو نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہی غصہ سے کانپ
رہی ہی نارنج جادو کے بھی چہرہ پر آثار غیظ ہویدا ہی زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرا گئی غرض زور ربا جادو کو تسلیم
کرکے روبرو بیٹھی زور ربا جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ تمھاری اس چھوکری نے کیا کیا ہی
زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہین ہی آپ بیان کیجیے زور ربا جادو نے کہا تمھاری بیٹی نے
ذوالجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کردیا اور اس شاہزادہ پر عاشق ہوئی اور اوسکے عشق مین ایسی
دیوانی ہوئی کہ اسکی بہتری کے واسطے کل شبکو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہین ہی مین پلنگ پر سورہونگی
کو کہا یہ تمھاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب مین سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے اتار کے
لیگئی اور شاہزادے کو جاکر دیدی اتبک لوح محفوظ اسکے گلے مین تھی غرض جب صبح ہوئی اور مین بیدار ہوئی مین
لوح اپنی نہ دیکھکر ازحد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمھاری لڑکی لیگئی ہی اور باغ شنکل کے متصل ایک
مکان مین مصروف عیش نازنینان خوبرو کا گانا سن رہی ہی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پہلو مین بیٹھی ہی مین یہ
حال دریافت کرکے باغ شنکل کی جانب گئی اور اس عیارہ اور مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہون اب میرے
نزدیک یہی مناسب ہی کہ مین اسے آگ مین جلادون تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہ گئی تو بسطرح عمرو
بن حمزہ کو اور تحایف طلسم دیدے گی خصوصا لوح طلسمی کو پھر ڈھونڈھکر شاہزادے کو دیدے گی ہرچند کہ حال
اس طلسم کی لوح کا کسیکو نہین معلوم ہی کہ لوح کس جگہ ہی لیکن چھوکری شاہزادے کے عشق مین ضرور
لونگاکے گی اور لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیدے گی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو
توڑ ڈالیگا اور ساحرون کو قتل کریگا خصوصا مجکو اور نارنج جادو کو اور ہمتین تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو
تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلادینا ہی بہتر ہی اسکے جلادینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحرہ
وساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ ٹوٹے گا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سبکو شاہزادہ قتل کریگا
زلزلہ جادو یہ گفتگو زور ربا جادو سنکے نہایت اشکبار ہوئی اور از الفت مادری سے بیتاب و بیقرار ہو گئی کہنے لگی کہ اے نانی جان
ہرچند میری لڑکی نے تقصیر کی ہی لیکن آپ جانتی ہین مین اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہون اور اسے ازحد چاہتی ہون
اگر آپ اسے جلا دیجیے گا تو مجھے ازحد ملال ہوگا اور مین اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگی آپ اسے قید
کیجیے اور جلائیے نہین اب یہ ایسی خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہی بارہ تیرہ
برس کی عمر ہی بیوقوف ہی میری خاطر سے اسکی خطا عفو کیجیے فقط برائے تنبیہ قید کر دیجیے زور ربا جادو نے جواب دیا اے زلزلہ جادو اس مقدمہ
مین دخل نہ دے اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کر اس چھوکری کے جلادینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلادینا
بہتر اور مناسب ہی یہ کہکے زور ربا نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر آئے اور اونے جمع ہوئے زور ربا نے ان سب
سے بھی تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا مین چاہتی ہون کہ اس لڑکی کو آگ مین جلادون تم سب اس مقدمہ مین کیا کہتی ہو
اکثرون نے یہ کہا بہتر ہی کہ گلشن جادو کو جلا دیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہو جائیگا جب ساحرون سے زور ربا نے یہ تقریر سنی
فورا حکم کیا کہ لکڑیان ایک میدان مین جمع کی جائین بموجب حکم اکثر ساحرون نے میدان لکڑیان لیجاکر جمع کین
اور لکڑیون پر آگ رکھدی زور ربا جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لیجاکر لکڑیون پہ بٹھا دو ساحران

غدار و نابکار گلشن جادو کو لیکر چلے اور نارنج جادو اور روز بانا جادو اور زلزلہ جادو و جملہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف
چلے اُسوقت زلزلہ جادو و گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھوں سے جاری تھے و مبدم نالہ و آہ
کرتی تھی ہر ایک قدم زمین پر گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ رویئے
اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادو
گرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا
حال لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اُسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور
یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہو کر مین نے چار روز بھی عیش نہ کیا فلک پیر نے یہ ظلم کیا
حیف میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب نہ اٹھایا دنیا سے بر ارمان ہی چلی امید دلی بر آئی عاشق
ہو کر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانیکے
زور بانانہ جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہے اُنکو قید کرتی ہی یا قتل کرتی ہی خداوند عالم شاہزادے
کو زور بانانہ جادو اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھے اور بچائے افسوس اُسوقت کوئی ایسا نہین ہی کہ جو
شاہزادے کے پاس جائے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہدے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اب آپ اپنی والدہ کے
پاس یونان مین چلے جایئے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لایئے سب ساحران نابکار آپکے دشمن جان ہین
حتے الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجکو تو زور بانانہ جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہی کہ ساحر مجکو آگ
مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر تکلیف نہو تو ایکدم بھر کے واسطے چلے آیئے اپنے عاشق کو جلتے ہوئے دیکھ لیجیے مین بھی وقت
اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہو گی اگر بعد میرے جل جانے کے یہان آیئے گا تو سوائے خاک کے کچھ نہ پایئے گا اور جب
میرے جل جانے کی خبر سن پایئے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار ہو جیئے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ ایک خادمہ
ہمارے نقش کف پا پر تصدق ہوا اور نثار ہو گئی ملکہ یہی خیالات کر رہی تھی کہ ساحران نابکار میدان مین پہونچے اُسوقت
زور بانا جادو نے بار دیگر ان ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلا دو
ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اُسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ ور نہین ہوئی
تھی جا بجا لکڑیاں آگ سے جلی تھین دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اُسوقت تک آگ سے نہ جلی
جب ساحر گلشن جادو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اُسوقت گلشن جادو نے نہایت اشکبار و بیقرار ہو کر منھ اپنا
بیت المقدس یا سوے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھکے بہ رجوع قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق بحر و بر
و اے معبود جن و بشر تو بخوبی واقف و آگاہ ہی کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ عالیمقام سے مجھے دستیاب
ہوئی ہے خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ تو نے اُنھین آگ سے بچایا
ہے مجھے بھی اس آگ سے بچا اور محفوظ رکھ تو نے ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہی
اور اب بھی بچاتا ہے جب کوئی مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا ہے تو نے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک
کو آفت سے بچایا ہے بموجب

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین	آخر کو ہوئی نصیب شاہی ایوب کی کتنی کین دوائین	یونس رہے حوت کے شکم مین یعقوب کی کٹ گئین بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا مین بہ تضرع وزاری و بہ نالہ و بیقراری دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور حرارت آتش سے تن نازک ملکہ کو صدمہ پہنچنے لگا دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اسوقت ایک ساحر کو کہ نام اسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اسے ملکہ پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی اشک آنکھوں مین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اسوقت دھوان کثرت سے ہے تو اس دھوئین مین جا کر انبار ہیزم پر سے ملکہ کو اپنے گھر لیجا کر کسی ساحر کو خبر بھی نہوگی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین بھی دریائے سحر مین ہزارون ساحرون کو غرق کر دونگا یہ خیال کر کے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہے کہ سبکی نظر سے غائب ہو گیا اور انبار ہیزم پر سے ملکہ کو اٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بصد عزت و حرمت اور بہ آرام و راحت اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا کہ جب تک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تمکو یہان سے لیجائے یا کسیطرح کا تمہین صدمہ پہونچائے ملکہ نے بعد شکر خداوند تعالے طوفان جادو سے خوش ہو کر کہا کہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجکو اٹھا لائے اگر تم مجکو نہ اٹھا لاتے تو مین جل جاتی ملکہ جلکر خاک ہوجاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجکو اپنا خادم اور جان نثار اور تابعدار جانکر یہین تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ طلسم نارنج کو توڑ چکینگے اور نارنج جادو اور زور بابا جادو قتل ہوجائینگے اسوقت مین آپ کو شاہزادے کے پاس پہونچا دونگا یا شاہزادے کو آپ کے حال سے اطلاع دونگا ملکہ طوفان جادو کی گفتگو سنکے خاموش ہو رہی ملکہ طوفان جادو کے مکان مین ہے اسکا حال انشاءاللہ آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب طوفان جادو ملکہ کو لے گیا اس ہنگامہ مین کسی ساحر نے طوفان جادو کو جاتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہو گیا زلزلہ جادو بیقرار و اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اسوقت نظم

تقاضائے تپ سوز نہان سے	ہوئی معروف شیون اس بیان سے	کہو ہو گیا یہ قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی	یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی	یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
یہ پر ارمان سفر کرنا جہان سے	یہ تیرا بے نشان ہونا جہان سے	کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد
	دریغا حسرتا اے واے فریاد	

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال روتے روتے متغیر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ اے زلزلہ جادو اب صبر کرو اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمہاری بیٹی اس فریاد و بکا سے زندہ نہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمہاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیان نے زلزلہ جادو کو خاک سے اٹھایا سب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے نارنج جادو نے بھی زلزلہ جادو و اور تزلزل جادو اور زلزال جادو کو سمجھا کر اور دو تختون پر زلزلہ اور اسکی بیٹیون کو سوار کر کے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بہ نالہ و فغان و گریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو اپنے گھر جاتی ہے لیکن اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کو جو روتے روتے تالاب کے کنارے غش آگیا تھا اسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ عمرو تو کیون اسقدر ملول و مغموم ہے جلد اٹھ اور ہمت کو مہ بلا جادو پر باندھ مدعائے دل تیرا با فضال خدا حاصل ہوگا یہ فرما کر بزرگ موصوف تشریف لے گئے

عمرو بن حمزہ کی غشی رفع ہوئی ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا کہ فرخ بالین پر بیٹھا ہی اور رو رہا ہی عمرو بن حمزہ نے فرش خاک سے اٹھکے فرخ سے کہا کہ عالم بیہوشی مین ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہان تیرا مقصد بر آئیگا پس اے برادر تم اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو فرخ نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیچلیے انشاء اللہ آپکی مدعا دلی بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے ایک روز عمرو بن حمزہ ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہی اور کئی توڑے اشرفی کے قریب اسکے رکھے ہین چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو ہی اشرفیون کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا اور منھ مین پانی بھر آیا فرخ اشرفیون کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اس کمان کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے انسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہان کیون رکھی ہی اور یہ توڑے زر سرخ کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہین ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ شہباز یکہ تاز جو اس شہر کا بادشاہ ہی اسی نے کمان کو یہان رکھوایا ہی اور حکم دیا ہی کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے اشرفیون کے لے فرخ کو طمع زر سرخ نے اس قدر بیتاب کیا کہ اسنے کمان اٹھائی اور ہر چند اس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھنچی آخر مجبور و ناچار ہو کے رکھ دی دل مین خیال کیا کہ یہ زر سرخ میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کر کے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑ کے گرفتار کیا فرخ نے گھبرا کے عمرو بن حمزہ کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگون نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کیا ہی عمرو بن حمزہ نے ملازمان بادشاہ کے پاس جا کر پوچھا کہ تمنے فرخ کو کیون گرفتار کیا ہی اسنے تمھاری کیا خطا کی ہی ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر کے بادشاہ کا یہی حکم ہی کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھنچے اسے گرفتار کر لو چونکہ اس شخص سے کمان نہ کھنچی ہمنے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کر لیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہی جب وہ صحرائے سبزہ زار سے آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجائینگے اگر اسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا یا قتل کریگا اگر آپ کو اس شخص کی رہائی منظور ہی تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے کیونکہ یہی حکم بادشاہ ہی عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اٹھایا اور زور سے جو اس کمان کو کھینچا تو اس کمان کے تین ٹکڑے ہو گئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور کہنے لگے کہ آپ نے کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہو گئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہی بہت سے شجاع اور بہادرون نے اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھنچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ کہکے خاموش ہوے عمرو بن حمزہ نے تقریر ملازمان شاہ کی سنکے فرخ سے کہا کہ یہ توڑے اشرفیون کے فقرا کو تقسیم کر دو ہر چند کہ فرخ کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو بن حمزہ کے کچھ زر سرخ کو فقرا کو دیے اور کل اشرفی خود لی جب فرخ زر نقد کو فقرا کو تقسیم کر چکا اسوقت شاہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر جو شہر کے اندر داخل ہوا اور موافق رونق شہر کے یہ نظم پڑھتا تھا نظم

دیکھا عجب اژدہام مردم
اوڑتی ہین وہان عجیب تانین
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی بھی ٹپک پڑے رال
ہر چیز کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

ہر سمت ہجوم عام مردم
عالم وہ دکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ تافتانین
لیلی نے لگائی تھی سنہاری
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

بھنگیرون کی ہین کہین دکانین
جس طرح کہ برج ماہ و اختر
پر نور مٹھائیون کے وہ تھال
بھوکھون کی فدا تھین جنکی جانین
اثمار تھے تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جیسے پر آب

عمرو بن حمزہ نے شہر کی سیر کرکے فرخ سے فرمایا دل چاہتا ہے کہ چند روز اس شہر میں رہیں اور اچھی طرح اس شہر کی سیر کریں کوئی مکان کرایہ ٹھہراؤ تاکہ اُس مکان میں مقیم ہوں فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا چونکہ ایک شخص نے در شہر پر عمرو بن حمزہ کو کمان کھینچتے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ کو دیکھکر متحیر ہو گیا تھا اور اُسکے کئی مکان شہر میں تھے فرخ نے جو اُس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اُسنے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان ہیں اُنمیں سے ایک مکان میں تشریف رکھیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان میں گئے اُسنے مکان میں فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ سے جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اسی مکان کے دروازے پر آکے اسی طرح پکارا کہ جو شخص اس مکان میں فی الحال مقیم ہوا ہے جلد باہر آئے عمرو مع فرخ اُٹھے اور دروازے پر جاکر اُس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیوں پکارتا ہے تیرا ہم سے کیا کام ہے اُسنے کہا میں ملازم وزیر کا ہوں وزیر شہر نے مجھکو بھیجا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اُسے ہمارے پاس جلد لے آؤ پس میں آپکی تلاش کرتے کرتے یہاں تک آیا ہوں اب آپ جلد چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا میں ابھی اس مکان میں آیا ہوں میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک میں تمھارے پاس آؤنگا ملازم وزیر نے کہا میں آپکو اسیوقت اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھسے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اُسے ابھی اپنے ہمراہ لانا پس میں بموجب حکم وزیر ابھی آپ کو لیجاؤنگا عمرو بن حمزہ نے پھر اُس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی میں نہ جاؤنگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہوکر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیےگا تو میں آپ کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جسوقت ملازم وزیر نے کہا شاہزادہ کو غصہ آیا کہ ایک طمانچہ اس طرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہو گیا طمانچہ نے تیغ تیز کا کام کیا ملازم وزیر زمین پر گرکے فوراً مر گیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت عمرو بن حمزہ پھر اُس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیوں سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کر ڈالو سپاہیوں نے بھی تلواریں کھینچیں کوتوال نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچکر اور زمین پر لوٹ لگاکر سپاہیوں کے پاؤں قلم کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیوں کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر کو پہونچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور شاہزادہ کو چار طرف سے گھیر لیا اُسوقت شاہزادہ نے سواروں پر حملہ کیا اور تیغ تیز سے سواروں کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر میں شاہزادہ نے سیکڑوں سواروں کو قتل کیا زمین خون سواران نابکار سے رنگین لاش پر لاش گرا دی نظم

عجب تیز شہزادے کی تھی حسام	الگ قطع اور گیسو کرنے تمام	جسے چھو گئی وہ بلا کی جھپٹ
گیا خاک پہ مثل ماہی تڑپ	قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی	وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
زمین پر گرے تن سے اُڑ اُڑ کے سر	ہوا سے درختوں کے جوں برگ تر	عمرو بن حمزہ ایک سمت سوارون

کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گوپھن میں پتھر رکھکر سواروں کے سینہ و سر پر مارتا تھا کبھی خنجر سے چار دن کو ہلاک کرتا تھا سپاہی و سوار فرخ عیار کے قریب نہ آتے تھے مارے خوف کے ادھر اُدھر دوڑتے پائیں بھاگتے تھے اسپر بھی جانبر نہوتے تھے فوج میں تہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار جان سے تنگ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ کی چمک سواران نابکار دیکھتے تھے جھجک جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہے اپنا خرمن حیات اس سے بچانا محال ہے ابھی سیکڑوں سواروں کے اسنے کاٹے ہیں نخل قد ایک نخل نے چھانٹے ہیں یہ وہ رہنما ہے کہ راہ عدم دکھلاتی

بھائیو بھاگو دیکھو وہ پھر چمک کر آتی ہے سواران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے تھے بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز یکہ تاز مشرقی شکار کھیل کے در شہر پر آیا ملازمون نے دست بستہ عرض کیا کہ آج دو شخص حضور کے شہر مین تازہ وارد ہوئے ہین انمین سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہے اور وزیر کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہے اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہے صدہا کو اُسنے قتل کیا ہے کوتوال اور وزیر بھاگا چاہتے ہین شہر مین ایک آفت برپا ہے غل و شور رہا ہے دکانین دکانداروں نے بند کر دی ہین بازار جن سب بند ہین رعایا بدحواس ہے حضور جلد تشریف لیجائین جو مناسب وقت ہو جلد کرین ورنہ رعایا بھاگ جائیگی شہر خالی ہو جائیگا شہباز یکہ تاز اپنے ملازمون سے تمام حال سنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر مین آیا دیکھا تو فی الواقع تلوار چل رہی ہے کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار جا بجا لگے ہین زمین خون سے رنگین ہے کوتوال اور وزیر آمادہ بھاگنے پر ہین شہباز یکہ تاز نے یہ حال دیکھنے کے بعد کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ دو آدمیون سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلوارین میان مین کر لو لڑائی موقوف کرو وزیر اور کوتوال وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلوارین نیام مین رکھین جب لڑائی موقوف ہوئی شہباز یکہ تاز خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے ان نالائقون سے آپ نہ لڑیے مین بہادرون کا نہایت قدردان ہون کیونکہ مجکو بھی خادم عام دلاور جانتے ہین یہ کہکے عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لے گیا اور دربار مین جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے کو عنقریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرخ کو بھی موافق انکے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا شہباز یکہ تاز نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیان زنگبین کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی بادشاہ کے روبرو جام مے گلرنگ سے بھر کے لے گیا بادشاہ نے ساقی سے پیا اور اشارہ کیا کہ جام بادہ گلگون اس نوجوان کو دے ساقی ساغر صہبا سامنے شاہزادے کے لے گیا شاہزادہ نے پینے سے انکار کیا بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا کہ مین مسلمان ہون جب تک تم مسلمان نہو گے مین شراب نہ پیونگا شہباز یکہ تاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطون پر منحصر ہے شاہزادہ نے پوچھا وہ شرایط کیا ہین بادشاہ نے کہا ایک شرط آپ پوری کر چکے ہین یعنے کمان کھینچ چکے ہین دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھسے کشتی لڑیے اور مجھے زیر کیجیے اور تیسری شرط یہ ہے کہ کوہ بلا کی خبر لائیے جب یہ تینون شرطین آپ پوری کیجیےگا اسوقت مین مسلمان ہونگا یہ کہکے بادشاہ نے اگر آپ نہین پیتے تو کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جب تک تم مسلمان نہوگے مین نہ شراب پیونگا نہ طعام تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ بھی نوش نہین کرتے تو آپ کشتی مجھسے لڑیے عمرو کشتی لڑنے پر آمادہ ہوے شہباز یکہ تاز تخت پر سے اُٹھا اور بارگاہ مین عمرو کو لے گیا اور فرش نرم پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادے بعد چار پہر کے شہباز یکہ تاز کو زیر کیا شہباز یکہ تاز نے زیر ہو کر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہو کے کہنے لگا اے شاہزادہ مین مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے نجائیے گا شاہزادہ نے جواب دیا اے شہباز یکہ تاز مین تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تمنے مجھے یاد دلایا مین تو وہان ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر مین وہان جاؤنگا تو موافق ارشاد بزرگ میرا مقصد دلی بر آئیگا شہباز یکہ تاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور ہوا اور شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر دار الامارہ شاہی مین گیا اور نہایت خوبی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت و ضیافت کی

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا مین اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر

اور قتل کرنا زور بانا جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شہباز یکتا ناز نے مسلمان ہوکر بخوبی شہزادہ کی دعوت کی اور تمامی مردمان شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی بعد کئی روز کے شہزادے نے عزم کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز یکتا ناز نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ نے کہنا بادشاہ کا نہ مانا آخر مجبور و لاچار ہوکر مع امراو وزرا وغیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب شہزادہ بعد طے کرنے راہ کے کوہ بلا کے عنقریب پہونچا اسوقت شہباز یکتا ناز سے رخصت ہوا بادشاہ صدمہ جدائی شاہزادہ سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آؤنگا یہ کہکے شہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کر تا وقتیکہ شہزادہ کوہ بلا سے پھرکے نہ آئیگا مین اسی جگہ مقیم ہون وزیر خوش تدبیر بموجب حکم بادشاہ شہر مین آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز یکتا ناز عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا عمرو بن حمزہ جو بادشاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ مین لیکر اور بسم اللہ کہکر درہ کوہ مین قدم رکھا اور راہ طے کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درہ کوہ نظر سے ناپدید ہوگئی کیونکہ وہان اس قدر تاریکی تھی کہ سوا تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب فرقت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی از حد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اوس تاریکی کے آگے گویا روشنی تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہان نہ آتی تھی بموجب

نظم

تاریکی وہان تھی ایسی چھائی	دیتا تھا وہان نہ کچھ دکھائی	ہوش اڑتے تھے دیکھکر سیاہی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی	ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی	ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز	سنتا تھا کسی کی کون آواز	آوازین تھین وہ مہیب اللہ
تھا گوش فلک بھی پنبہ ماہ	وہ شور اگر سنے ہو فرق	مچھلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبرا کر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا اے شہزادہ یہ عجیب تاریکی ہے یہان تو کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم مین گھبراتی ہے جان گھبرا کر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو مین دل بیتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی مین تو مر جاؤنگا دم گھبرا کر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا اے فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دل بھی گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا مین تو قدم اٹھاتا ہون لیکن بوجہ سیاہی خوف کے اچھی طرح قدم نہین اٹھتا ہے غرض اسیطرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بمشکل آگے بڑھا بعد چار گھڑی راہ طے کرنے کے بہ افضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوئے فرخ اور شہزادہ نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ نے روشنی مین دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہین ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ مین دونون پہاڑون کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونون پہاڑون کا آب دریا مین پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زردی نظر آتا ہے اور پانی اس دریا کا نہایت صاف و شفاف ہے

نظم

تھا صاف وہ مثل مہر انور	غیرت دہ سلسبیل و کوثر	اس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
صدقے کرے جوے شیر شیرین	اس بحر مین مچھلیان وہ گلگون	جن پر تھا نثار حوت گردون

شاہزادہ پہاڑون اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جا لب صحراے سبزہ زار بے اختیار

نظر کے سیر صحرائے سبزہ زار کی کرنے لگا اور خوش ہونے لگا کیونکہ مثل اُس صحرائے سبزہ زار کے شہزادہ نے کبھی کوئی صحرا سبزہ زار نہ دیکھا تھا عجیب وغریب وہ صحرائے فرحت افزا تھا کہ نظم

دیکھا کہ ہر طرف دشت رنگین | پھولوں سے چمن چمن ہے تزئین | کلیوں کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتوں کا ڈالوں کی طرح ہلنا | پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی | خود جان ہوا ہوئے ہوا کی
آئینہ بہار فیض صبا دید | کچھ ابر تو کچھ شعاع خورسید | پھولوں پہ وہ قطرہائے شبنم
یاقوت پہ موتیوں کا عالم | انداز خرام کبک زیبا | طاؤس کا رقص اک تماشا

شہزادہ ذیوقار صحرائے سبزہ زار اور گلہائے خودرو کی سیر کر رہا تھا اور کبھی سبزے کوہ و دریا دیکھتا تھا ہوائے سبزہ دل کو فرحت بے اندازہ ہوتی تھی پھولوں کی خوشبو سے تمام صحرا ایسا تھا اور معطر تھا شہزادہ باربار فرح سے کہتا تھا ای برادر عجیب یہ مقام فرحت افزا اور راحت فزا ہے کوہ بلا نام اسکا کسنے رکھا ہے یہ تو وہ جگہ ہے کہ دل کو یہاں فرحت حاصل ہوتی ہے شہزادہ فرح سے یہ کہہ رہا تھا ناگاہ شہزادے نے دیکھا کہ اُسی صحرائے سبزہ زار مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا سو گز کے مربع مین ہے نہایت صاف وخوش قطع بنا ہوا ہے شہزادہ چبوترے کو دیکھ رہا تھا کہ دریا مین سے ایک مورپنکھی پیدا ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ مورپنکھی پر ایک نازنین مہ جبین حسن مین غیرت وہ مہر یوسف جمال نارنجی رنگا ہوا پیرہن زیب تن کیے ہوئے بیٹھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ مہ انور شفق مین ہے زلفین اُسکی واسطے پریشان کرنے دل عاشق کے سراسر آمادہ ہیں پیشانی نور سے معمور ہے شکن پیشانی موج دریائے نور حسن کی ہے ابروے خمدار رشک تیغ آبدار ہین آنکھین غیرت سحر سامری ہین ہر ایک غمزہ تیر دلدوز ہے روئے پر رونق رخسار رنگینی شرمندہ ہے تنگی دہن سے غنچہ گل خجل نظم کرتے ہین مطلع رنگین مضامین روشن

عرق شرم مین ہین تر دُر خوش آب عدن | ذکر تبسم لبش خندہ ہنین تنگی کے سبب | غنچہ مسان جبین مبسم سے ہے لبریز دہن
وصف آب دُرِ دندان و لب لعلین کے | آتش رشک سے انگارا ہے ہر لعل یمن | سرمۂ دیدۂ بینش ہے سواد گیسو
نور عینین بصیرت ہے بیاض گردن | جلوہ گر کنج زنخدان مین ہنہن اختر خال | چاہ نخشب مین ہے گویا مہ کامل روشن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہے صفائی دیکھو | مئے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن | شمع روشن ہے گلا شعلہ ہے رخ دود ہے زلف
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہین اور سیب ذقن | خرمن ماہ مین ہے دانۂ انجم کی بہار | حلقہ طوق مرصع ہین زیب گردن
علاوہ اسکے تعریف اسکے پستان کی کیا کیجیے نظم | وصف پستان کا کرے کیا کوئی مشہور ہین یہ | کتنے ہین شمس و قمر ممتقمہ نور ہین یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ | ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ | آشنا آنکھوں سے جس روز وہ انگیا ہو جا
طاہر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے | کمر اسکی یہ ایسی ہے کہ نظر نہین آتی ہے شکم ایک دریائے نور ہے ناف صاف ایک

گرداب دریائے نور ہے وصف اسکے زیر ناف کا صاف صاف قلم کیا تحریر کر سکے جائے شرم وحجاب ہے لیکن در پردہ تعریف زیر ناف قلم شوخ طبع رقم کرتا ہے عقلا سمجھ جائیں نوجوان بیتاب و بیقرار ہو جائیں بیت سمجھو مضمون حیا خوب پسندیدہ ہین ٭ دو سہ تو ہین نئے طور سے چسپیدہ ہین ٭ زانو ایسے نرم ونازک ہین کہ دل عاشق اُن زانوں کو دیکھکر بیتاب ہو جائے اور کچھ خیال اپنے مطلب کا فوراً دل مین لائے ساق پا بمثل ولاجراب ہین اور پانازک و رنگین ایسے ہین کہ دل عشاق کو مانند سبزہ پامال کریں شہزادہ ملکہ کو دیکھکر عاشق ہو گیا اور محو دیدار ہوا جب مورپنکھی کنارہ دریا ٹھری نازنین نارنجی پیرہن بعد شہزادا اپنی وزیرزادی کا ہاتھ پکڑکے مورپنکھی سے اُتری اور چند کنیزین وغیرہ بھی جو اُس نازنین کے ساتھ مورپنکھی لئی تھین وہ بھی اُتریں کنیزوں نے جلد جاکر چبوترے پر فرش بچھایا اور ایک نہایت تختہ چبوترے پر استادہ کیا اور بالائے فرش مسند زرین بچھائی اتنی دیر مین نازنین نارنجی لباس خرامان خرامان مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی

اپنی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی اور جانب صحراے سبزہ زار دیکھتی ہوئی چبوترے پر آئی اور مسند زرین پر بیٹھی اسوقت فرخ تو تھوڑی دور صحراے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اور اس نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اُسکا صنوبر تھا اُسے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے کو نہ دیکھکر سامنے اُسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اُس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد اُٹھ کھڑی ہوئی اور ساری باندھ کے شہزادے سے بصد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہے انسان ہے یا جن ہے یہان کیون آیا ہے غضب کیا تونے کہ میرے اُس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہین دیکھا تھا تونے اسوقت خوب گھور گھور کے دیکھا ہوگا اور ران تیری عضو مذکور کو دیکھکر ٹپک پڑی ہوگی دل بیتاب ہو گیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا شہزادہ نے قسم کھاکر کہا اے عورت مین نے تجھے برہنہ نہین دیکھا مین اور طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سنکے البتہ مین نے تیری طرف اب دیکھا ہے تو مجھپر بیکار خفا ہوتی ہے مین انسان ہون مجھے جن کہتی ہے صنوبر نے جواب دیا او موے تو جھوٹھ کہتا ہے تونے ضرور وہ مقام اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ مین تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہان سے جاکر ہر ایک سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو مذکور کھینچکر ہر ایک محرم کو دکھائیگا میری ذلت اور رسوائی اور تیرے بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے کنیز نہ تو مین نے تجھے برہنہ دیکھا ہے نہ مین کسی سے تیرا حال بیان کرونگا تو ناحق مجھسے گفتگوے سخت کرتی ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہے تو چلی جا ورنہ مجھے غصہ آئیگا تو تجھے قتل کرونگا یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موے لنگوٹے تجکو یقین ہے کہ تونے مجھے ننگا کھلا دیکھا ہے تو مجھے کیا قتل کریگا اور سزا دیگا مین خود تجھے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر صنوبر نے اپنی جھولی سے ایک ترنج نکالا اور کچھ سحر پڑھکر شاہزادہ پر مارا ترنج شہزادہ کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن شہزادہ کو مطلق ضرر نہ پہنچا کیونکہ انکے گلے مین لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہین کیا اسوقت صنوبر نے کہا او موے اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی بڑا ساحر ہے تونے میرے سحر کو رد کر دیا جب کئی مرتبہ شاہزادہ کو صنوبر نے لنگوٹا اور موا کہا اور بدزبانی کی شہزادے کو کسی قدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا کہ یہ شخص ساحر ہے اور تجھے ننگا دیکھ چکا ہے اب عاشق ہوکر آتا ہے یقین ہے کہ اپنا مدعاے دل تجھسے حاصل کریگا تجھے اسی جگہ خراب کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر جلد تر بھاگ کر پس پشت نازنین نارنجی پیرہن جاکر چھپی شہزادہ بھی چبوترے پر پہونچا آپ نازنین نارنجی پیرہن نے جو شاہزادے کے روے زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہوگئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو نام تمھارا کیا ہے میری کنیز کو کیون پکڑتے ہو اس سے تمھارا کیا مطلب ہے زبردستی کسی سے مطلب نہین نکلتا ہے شہزادہ نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے مین کوہ بلا کی سیر کے واسطے آیا ہون اس کنیز نے مجکو موا لنگوڑا کئی مرتبہ کہا ہے ہرچند مین نے قسم کھاکر اس سے کہا کہ مین نے تجھے برہنہ نہین دیکھا اسکو کسی طرح میرے کہنے کا یقین نہین آتا ہے مجھسے بدزبانی کرنے کی ہے مین اسکو سزا دونگا اور کچھ مجکو اس سے مطلب نہین ملکہ نے شاہزادے کے نام سے آگاہ ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اس شہزادے کے عشق مین میری بہن گلشن جادو نے اپنی جان دی یعنی جلا دی گئی ہے یہ شاہزادہ میری موئی ہوئی بہن کے آپ سے دو دو پہلو مین بیٹھا تھا اسکی جہانتک ہوسکے خاطر کرو اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ یہان آیا ہے اپنی حمیت اور مروت سے بعید ہے کہ اسے نہ سمجھا لین اور دو ایک

جام مے سے پلائیں اے راحت افزا تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتون سے نفرت ہے راحت افزا نے بھی آہستہ عرض کیا اے ملکہ گستاخی معاف مجھکو تو آپ کے چہرے پر آثار عشق شاہزادہ پائے جاتے ہین مجھسے آپ بیکار چھپاتی ہین مین تو حضور کی خادمہ ہون ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہو گی تیری رال اسکے حسن و جمال کو دیکھکر ٹپک پڑی ہو گی مین تو راہ کوچہ عشق سے واقف ہی نہین لفظ عشق کے معنی نہین جانتی ہون ابھی تک مجھکو معلوم نہین کہ عاشق کسکو کہتے ہین اور معشوق کسکو کہتے ہین اور باہم عاشق و معشوق مین کیا ہوتا ہے راحت نے چپکے سے عرض کیا حضور خطا معاف اب آپ جوان ہین نیک و بد سے آگاہ ہین سب باتون سے واقف ہین یہ ظاہر انکار کرتی ہین اور بالفرض اگر آپ دنیا کی باتون سے واقف نہین ہین تو آپ آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے شرمندہ ہو کر کہا تیرا خیال خام ہے مجھکو عشق سے کام کیا ہے یہ کہکے ملکہ مسند سے اٹھی اور شاہزادے دیو قار سے بعد شرم و حجاب مسکرا کر کہنے لگی آئیے تشریف رکھیے بیت رواق منظر چشم من آشیانہ تست ؛ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ؛ شہزادہ دیو قار تقریر ملکہ کی سنکے خوش ہوا اور مسند زرین پر پہلوے ملکہ مین بیٹھا ناگاہ فرخ بھی آیا اور راحت افزا پر عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرخ پر فریفتہ ہوئی غرض فرخ پہلوے راحت افزا مین بیٹھا راحت افزا ناز سے کہنے لگی میرے پہلو سے اٹھ جا فرخ نے کہا تیرے پہلو سے نہ اٹھونگا مجھے تیرے پہلو مین سے راحت زیادہ ملتی ہے غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزون سے بلایا و اشارہ کیا جلد شراب لاؤ کنیزین شیشہ لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے راحت افزا سے یہ اشارہ کہا کہ شاہزادے کو شراب پلا راحت افزا نے بھی باشارہ عرض کیا کہ حضور ہی شاہزادے کو شراب پلائیں ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے شراب پلانے مین تامل کیا اسوقت راحت افزا نے عرض کیا اے ملکہ عالم شیشے شراب کے تھوڑی دیر سے رکھے ہین شاہزادہ کو شراب پلائیے کچھ باتین باہم کیجیے حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو پلائیے اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام بلورین مے گلگون سے بھرے اور ساغر مے اپنے ہاتھ سے بعد ناز اٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے مے نوشی سے انکار کیا اسوقت راحت افزا نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادے بالتعجب ہے کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو جام شراب دیتی ہین اور آپ انکار کرتے ہین قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلے و ادنے کو اپنے ہاتھ سے جام شراب نہین دیا ہے اسوقت ملکہ از راہ مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہین آپ کو لازم ہے کہ جام صہبا ملکہ کے دست نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہین آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ ہونگی اور آپکے شراب نہ پینے سے انکو ملال ہوگا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہین ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہین اور یہ کیونکر نازک مزاج نہون دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہین حسن و جمال بھی خداوند ساحری اور جمشید اور خداوند دم خبیشہ نے ایسا دیا ہے کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن رکھا گیا ہے اکثر مرد و زن انھین ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی کہتے ہین انکی والدہ مالک طلسم نارنج ہین نانی ملکہ پر نانی انکی ملکہ زور بانا جادو ہین اور یہ صحراے سبزہ زار اور کوہ و دریا انھین کے قبضہ مین ہین ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ہماری اکثر اسی صحرا مین براے تفریح طبع تشریف لاتی ہین اور دل کو اپنے بہلاتی ہین اور اسی جگہ بیٹھتی ہین آج آپ یہان رونق افروز ہوئے ہین اور تشریف فرما ہین مجھکو خوف ہے کہ ملکہ زور بانا جادو کو آپکے تشریف لانے کی کوئی جا کر اطلاع نہ کر دے اگر ملکہ زور بانا جادو یہان پر آئینگی تو بڑا غضب ہوگا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سبکو یقین ہے کہ گرفتار کر لینگی پس آپ کو مناسب ہے

کہ تاخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لے لیجیے اور شراب پی لیجیے جب شاہزادہ نے یہ تقریر راحت افزا کی سنی خیال کیا کہ یہ نازنین دختر نارنج جادو ہے اور یہ صحرا زور بابا جادو کے قبضہ میں ہے یہ خیال کر کے شاہزادے نے فرمایا مین اسوجہ سے شراب نہیں پیتا ہون کہ میرا مذہب اور ہے اور تمھاری ملکہ کا مذہب اور ہے اگر تمھاری ملکہ کو مجھے شراب پلانا اور خوش کرنا منظور ہے تو مسلمان ہون ورنہ انھین اختیار ہے جب یہ گفتگو شاہزادہ ملکہ مہ جبین نے سنی چونکہ ملکہ شاہزادے پر عاشق ہو چکی ہے اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ اے راحت افزا مجھے شاہزادے کا رنجیدہ خاطر ہونا گوارا نہین ہے کیونکہ یہ میرے مہمان ہین تو انسے پوچھ کہ اگر مسلمان ہو تو کس طرح مسلمان ہو راحت افزا نے بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اُسے لازم ہے کہ کلمہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سُنکے راحت افزا سے کہا تو انسے کہہ کہ ملکہ تمھاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہین تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا سے جو کچھ ملکہ نے کہا راحت افزا نے شاہزادہ سے عرض کیا شاہزادہ نے نہایت خوش ہو کر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو کلمہ پڑھایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین پھر راحت افزا اور جملہ کنیزون وغیرہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہو چکی شاہزادے نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مے ناب بے دغدغہ گردش ایام ہونے لگا ہر ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتین کرنے لگی باہم اختلاط ہونے لگا اور اسوقت بموجب حکم ملکہ نازنین عورتین ساز لیکر روبرو ملکہ آئین اور ساغر بجانے لگین اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

قہر ہوا آغاز الفت مرگ ہے انجام عشق
خط ہے سبزہ خال دانہ زلف پر خم دام عشق
چاہتا ہوں عیش و غم کس واسطے لیل و نہار
اس طرف بھی ساقی بیہوش کوئی جام عشق
خاک سے اپنی نہین اٹھتے بگولے بے سبب
ہے یہ کہتا کیا اگر خیال خام عشق

توبہ توبہ کر نہ لے بیوے سے غافل نام عشق
مر کے بھی ارشون نہین خاک لاکھوں کے داغ
صبح حسن روے دو روشن شام تیرہ فام عشق
حسن جانان ہے مخاطب آج کل اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہے شاید گردش ایام عشق
کچھ جلش و ن رات اے تسلیم دل مین چاہیے

بلبل دل گلرخون سے ملکے آزادی محال
شمع کی پروا نہین رکھتی ہماری شام عشق
کب سے تھے امیدوار جوش کیف بیخودی
کہتی ہے کچھ زلف برہم کان مین پیغام عشق
ابھی بھی خوش ہوتا ہے دل سن سنکے تدبیر و مآل
ورنہ رکھین کام سے کیون کام ہم ناکام عشق

جسوقت غزل مذکور نازنین پری پیکر خوش رو خوش گلو نے بالحان داودی گائی حاضرین بزم نشاط کا یہ حال ہوا بیت غش لوگ ہوئے عجب نہ جانے کہ نگاہ کی جو نوراوہ گو رسا رنگ ٭ بعد اسکے غزل کے وہ مطربہ جمال جہان آرا اور ایک غزل عاشقانہ پُر درد گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش خوش ہو کر سننے لگی ابھی نازنین گا رہی تھی اور سب بیٹھے ہوئے گانا سُن رہے تھے ناگاہ زور بابا جادو شاہزادے کے صحرا مین آنے کی خبر سُنکے بعد قہر و غضب تخت پر سوار ہو کر اُس صحرا مین آئی اور ملکہ نارنجی پیرہن کو پہلوے شاہزادے مین بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آکر کہنے لگی کہ او گیسو بریدہ بد تہذیب او نا لائق بیخوف بد تمیز تو نے بھی مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے نابکار عمرو بن حمزہ سے سلسلۂ محبت شروع کیا ہے اور یہانتک کہ پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی اور ناچ دیکھ رہی ہے کچھ تجکو حیا و شرم نہین آتی یہ کہکر زور بابا جادو ملکہ کو پکڑنے چلی ملکہ تو زور بابا جادو کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے عالم نشۂ شراب مین تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرخ

دور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گو بہین ہین تھپر رکھکر زوربانا کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار
کھینچکر دوڑے اسی عالم زوربانا نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر شق ہوا اور
اور دھوان اور شعلے اسمین نکلے ہر چند کہ سحر نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوان مین پنہان ہوگیا اور جلد تر
بوجہ تاریکی کے زوربانا تک نہ پہنچ سکا زوربانا نے شاہزادے پر نارنج مارکر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑی اور دو ایک
طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجاے اسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہوکر دوڑی اور دست بستہ زوربانا
جادو سے کہنے لگی کہ اے ملک آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نہ ماریے یہ بے قصور ہین انھون نے
کوئی خطا نہین کی ہی ذرا آپ ٹھہر جائین جو کچھ مین عرض کرتی ہون آپ سن لین پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے
راحت افزا نے جو اشکبار و بیقرار ہو کر اس طرح دست بستہ زوربانا سے کہا وہ ٹھہر گیا اور پوچھنے لگی اے
راحت افزا جلد کہو کیا کہتی ہو راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زوربانا کا زور سے گلا پکڑ کے دبا دیا زوربانا جادو
کی زبان دہن سے نکل آئی سحر نہ کرسکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئین چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا
نے زوربانا کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ لے شاہزادہ ذی وقار جلد آئیے مین نے زور سے
زوربانا جادو کا گلا دبایا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر مین دھوان اور تاریکی دور ہوچکی تھی شہزادہ
تیغ آبدار لیے کر دوڑا ادھر سے فرخ نے تھپر مارا زوربانا کے سر پر ٹیڑا شہزادہ نے قریب پہونچکر تیغ تیز سے
زوربانا کو قتل کیا جسوقت زوربانا جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پتھر برسنے لگے
اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ
تاریکی اور آفت دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حیف مارا مجکو اور قتل
کیا مجکو کہ نام میرا زوربانا جادو تھا جب زوربانا جادو قتل ہوچکی اور تاریکی دور ہوچکی ملکہ نارنجی پوش پھر آکر
اس چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا اے شاہزادے
اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کرکے زوربانا کا گلا پکڑا ورنہ زوربانا جادو ہم سبکو
گرفتار کر لیجاتی اور نہین معلوم قید کرتی یا مثل گلشن جادو کے ہم سب کو جلا دیتی سوا شاہزادے
کے سبکو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو مین بیٹھکر پھر شراب پینے لگی اور خوش ہوکر شکر خدا کرکے ناچ
دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی اسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ جسوقت
زوربانا جادو کو آپ نے قتل کیا تھا مین نے زوربانا جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا مین نے فوراً اٹھا
لیا لیجیے آپ یہ عصا اب اپنے پاس رکھیے یقین ہے کہ یہ عصا اکثر جگہ آپکے کام آئیگا شاہزادے نے یہ عصا راحت
افزا سے لے لیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ہی
اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پیرہن کے پاس صحرا مین برائے سیر آتی تھین اور باہم بیٹھکر سیر
صحرائے سبزہ زار کرتی تھین اور شراب پیکے ناچ اور گانا نازنینان خوش گلو کا دیکھتی تھین اور سنتی تھین
چلی جاتی تھین فی الحال گلشن جادو کو جو زوربانا جادو نے جلا دیا ہی اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تزلزل جادو
اور ازلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی تھین جس روز ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اس صحرا مین بیٹھی ہوئی
گانا سن رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ زوربانا جادو کو قتل کرکے پہلو سے ملکہ مہ جبین مین بیٹھے
ہوئے نازنینون کا رقص دیکھ رہے تھے اسی روز تزلزل جادو نے ازلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہی اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحرائے سبزہ زار کی مجھے سیر کراؤ تو شاید کچھ دلکو فرحت حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا ای بہن چلو مین تمہارے ہمراہ چلنے کو موجود ہون تزلزل جادو نے یہ گفتگو اپنی ہمشیرہ کی سنکے فوراً تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو برابر تخت پر بٹھایا جانب صحرائے مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب قریب صحرائے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پہلوے عمرو ثانی حجرہ مین چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہی اور بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہی تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا دیکھو بہن عجب رنگ دنیا ہی کل اور تھیں گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال ہی بہن مہ جبین شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے جل جانے کا ملال نہین ہی بلکہ خوشی ہی شاید یہی چاہتی تھین کہ گلشن جادو مر جاے اور جل جاے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین بیٹھین اور لطف جوانی کے اٹھائین یہ ہماری خالہ زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور کوئی دنیا مین مرد انکو کیا نہ ملتا تھا ای بہن یہ وہی شاہزادہ ہی جسکو خالہ نے باغ شکل جادو مین گرفتار کیا تھا اور ہمنے اور تمنے امی جان کے ہمراہ جاکر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو مسلمان ہوئین تھین اور زنور بانا جادو کے گلے سے لوح محفوظ لاکر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے زنور بانا جادو نے ہماری بہن کو جلا دیا ہی اور وہی لوح اب تک شاہزادے کے گلے مین موجود ہی افسوس ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو تو جلادی جاوین اور یہ مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے ساتھ عیش و عشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی اس سے ضرور لینگے یہ کہکے تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا ای بہن اب یہین سے گھر پلٹ چلو ہم تو یہان اس خیال سے آئے تھے کہ غم و رنج رفع ہوگا یہان تو زیادہ تر یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب دیا ای بہن ہرچند صدمہ از حد ہوگا لیکن اسوقت مہ جبین کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر و فریب سے مہ جبین بدآئین کو اور شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن یعنے گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے کی وجہ سے ہماری بہن گلشن جادو جلادی گئی ہی اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مرجانے اور جل جانے کی ایسی خوشی ہوئی ہی کہ ناچ دیکھ رہی ہی تزلزل جادو نے یہ تقریر اپنی بہن کی سنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو گرفتار کرو القصہ باہم مشورہ کرکے جب یہ دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون کو دیکھکر پہلوے شاہزادے سے سروقد اٹھی اور انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے کہا کہ جلد کشتی بادۂ ناب کنیزون سے منگواؤ شراب ہماری بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ کشتی شراب طلب کرکے جام صہبا تزلزل جادو اور ازلال جادو کو دیئے انھون نے بعد عذر و انکار آخرکار شراب پی جب دماغ دونون کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین نے اپنی بہنون سے کہا کہ مین نے تو اس شاہزادہ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا ہی اور کوئی مطلب غرض مجھکو شاہزادے سے نہین ہی تم مجھسے رنجیدہ نہو اور یہ خیال نہ کرنا کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح شاہزادے پر عاشق ہوئی ہی اور طالب وصل شاہزادہ ہی مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہی مین کوچۂ عشق مین بھولے سے بھی قدم نہین رکھتی صرف اس شاہزادے کے دین کو اچھا سمجھکے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہی کہ مثل میرے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو اور سامری و جمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور ناحق دعویٰ خدائی کا کرتے ہین یہ سب بندے ہین اس خداے عزوجل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہی

اور مجھے اور تجھے اور کل موجودات کو خلق کیا ہی وہ وحدہ لاشریک ہی ہم سب حادث ہیں اور وہ قدیم ہی اور ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا تزلزل جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمھارے نادان نہیں ہیں کہ ہونے دو سو خداوندوں کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کی پرستش کریں ہم اپنے آبا و اجداد کے خداوندوں کی پرستش کرتے ہیں اور سب کو اپنا خداوند جانتے ہیں از انجملہ سامری و جمشید کے اوصاف پر نظر کرو اور خداوند دم خشتیہ کی دم کا خیال کرو تمنے تو دم خشتیہ کی دم دیکھی ہی کیسی خوشنما ہی منقش کا گپھا لگا ہوا ہی پوست بھی ہمارے خداوند کو رنگا کا چھپا غریب ہی نور خداوند دم خشتیہ کا عالم تمپر خوب روشن ہی جسوقت خداوند روئے زیبا اپنا دکھاتے ہیں ایک برق چمکاتے ہیں علاوہ اسکے خداوند دم خشتیہ باتیں کرتے تھے ہم انکی تقریر سنتے تھے وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہیں اور ہم اب اونکے پاس جا سکتے ہیں پس ایسے دم وار خداوند اور جملہ خداوندوں کو چھوڑکے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا بھی نہیں اور گفتگو بھی اُس سے نہیں کی ہی خلاف عقل ہی یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ جن خداوندوں کی تم تعریف کرتی ہو اکثر انہیں ساحرین ہیسے اور مثے وہ سحر میں زیادہ ہیں اسی سبب سے اُنسے عجائب و غرائب ظاہر ہوتے ہیں دم خشتیہ ایک زن ساحرہ ہی بدصورت اور کریہ منظر تھی بدن پر بڑے بڑے نیدر کی کھال پہینے رہتی ہی اکل و شرب مثل ہمارے تمھارے کرتی ہی ہم اُس سے بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ وہ بدکار ہی فعل بد کرتی ہے غرض تمھارے سب ایسے ہی خداوند ہیں ہر ایک انہیں بیہودہ اور نالایق ہی تمکو چاہیے کہ ان سب خداوندوں کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر خیال کرو تزلزل اور ازلال جادو نے کچھ خیال کرکے کہا اچھا ہم ہم تمھارے کہنے سے مسلمان ہوتے ہیں تم ہمیں کلمہ پڑھاؤ یا شہزادہ سے کہو کہ ہمکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کریں ملکہ نے خوش ہو کر شہزادے سے کہا شہزادے نے دونوں کو کلمہ پڑھایا تزلزل اور ازلال جادو نے بمکر و فریب کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان نہوئیں بعد کلمہ پڑھنے کے دختران زلزلہ جادو مہ جبین سے کہنے لگیں کہ اب ہم یہیں رہینگے اپنی ماں کے پاس نہ جائینگے یہ کہکے دونوں نازنین خوش جمال کا گانا سننے لگیں یہ تو گانا سن رہی ہیں لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ گلشن جادو کو زور بانا جادو نے آگ میں جلادیا تھا زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی تھی اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کرکے رویا کرتی تھی ساحران نامی سمجھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ملکہ اسقدر نہ رویئے ناچ دیکھا کیجیے نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کیجیے ذرا دل بہلایا کیجیے ورنہ ہلاک ہو جایئے گا اکثر لوگوں سے سنا ہی کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہی اور نَے خوب بجاتا ہی اور یہ بھی سنا ہی کہ آپنے اُسے گرفتار کیا ہی پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بناکر کبھی کبھی نَے سنا کیجیے زلزلہ جادو نے موافق کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر میں گرفتار کرکے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے نَے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے سلام کرکے کہا اے ملکہ میرے پاس نَے نہیں ہی اگر آپ نَے منگوا دیجیے تو البتہ آپ کے سامنے نَے بجاؤں اور گاؤں ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل میں رہتی تھی اور نَے بھی زنبیل میں رہتی تھی اور جب خواجہ گرفتار ہوتے ہیں زنبیل خواجہ کے پاس نہیں رہتی ہی غائب ہو جاتی ہی اور جب خواجہ رہا ہوتے ہیں پھر زنبیل خواجہ کے پاس آجاتی ہی کیونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شی ہی اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے پاس نَے نہیں ہے زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو نَے منگادی خواجہ نَے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

لگی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہی
تڑپ بیمار کا ایسا کوئی دم بیدم نکلتا ہی

خبر دیتا ہی بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہی
ملیں مہندی و خوش ہو کر نہیں کیا ہی خبر انکی

خدارا جلد لے آ کر خبر ای عیسے دوران
کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہی

وہ دن آئین کہ وہ پہلو مین تمہارے وصل کی شب ہو	زمانہ ہجر کا کب دیکھیے کروٹ بدلتا ہے	بجز غمخوار تنہائی نہ مونس ہو نہ ہمدم ہے
مگر ہان ای خیال یار تجھسے جی بہلتا ہے	خدا شاہد کسیکی اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھین پہچان تیری ہین تمھین پر دم نکلتا ہے
یہ ہیں مردون سے بھی انکو اسقدر نفرت ہوا ای تمکین	ہماری قبر سے منہ پھیر کر وہ شوخ چلتا ہے	جسوقت عمرو نے یہ غزل با لحان داؤدی

سے بجا کر گائی جتنے ساحر اسوقت بیٹھے تھے سب وجد مین آکر جھومنے لگے اکثر ان مین سے خوش ہو کر خواجہ کی تعریف کرنے لگے حضور ملکہ زلزلہ جادو و صداے نی اور غزل مرقوم سنکے نہایت خوش ہوئی اور مستون کے مانند جھومنے لگی اسوقت اسی کیفیت مین زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی مے لیکر آئے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ علاوہ گانے کے مین شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون جو سا ای گھنگھرو اپنے پانون مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھپر سے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپ کو اس طرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی ساقی نے اس طرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا ای ملکہ مین آپ سے اقرار کرتا ہون کہ مین نہ بھاگونگا آپ ایسی ملکہ کو چھوڑکر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپکے دنیا مین کوئی قدردان میرا نہین ہو اب مین آپ کے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہی اگر آپکو میرے بھاگ جانیکا یقین کامل ہو تو حصار سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جا سکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگوے عمرو سنی خیال کیا کہ عمرو نے اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہی اور اقرار کیا ہی کہ مین یہان سے نجاؤنگا اب یقین ہو کہ یہ بھاگ کر نہ جائیگا یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تمھین شراب ہمکو پلاؤ جیسے ہم نے سحر دفع کر دیا خبردار بھاگ کر کہین نہ جانا ورنہ پھر مین تمکو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمھارے قول و قرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے کہا ای ملکہ مین بھاگ کر ہرگز نجاؤنگا یہ کہکے خواجہ اٹھے اور شیشہ شراب کا اٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے بچالاکی نکالکر جلد تر شراب مین اس طرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اسوقت اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحرون کو شراب پلانے لگے جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب پلا چکے پھرنی جانے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جب ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا ہر ایک ساحر باہم گفتگوے سخت کرنے لگا اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخر اسی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جوش کھاکے سب ساحر زمین پر گرپڑے اور بیہوش ہوگئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے جلد ملکہ زلزلہ جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنکے اور لباس اسکا پہن کے تخت پر بیٹھے پھر سوچ کے تخت سے اٹھے اور ہر ایک ساحر کو رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہو کے پوچھا ای ملکہ عالمہ خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کر کے چلے گئے مین نے عمداً انکو گرفتار نہین کیا جملہ ساحر یہ گفتگوے ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لانا گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب زلزال جادو اور زلزال جادو کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوئین ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اور عمرو بن حمزہ نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق دل سے مسلمان ہوئی ہین تب ہر ایک شخص انکی طرف سے مطمئن ہوا اور کسیکو گمان بدی کرنے کا انکی جانب سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا جب دو

شراب شاہزادے وغیرہ نے پی ہر ایک بیہوش ہوگیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے
اتار کے اور پھر سبکو سحر مین گرفتار کرکے باہم خوش ہوئین تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان
سبکو لیکر اپنی مان کے پاس چلو جو وہ انکے حق مین مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکے تزلزل جادو نے سبکو دونون تختون پر
ڈالکر خود بھی انھین تختون پر سوار ہوئین اور بزور سحر دونون تختون کو بلند کرکے اور راہ طے کرکے اپنے گھر مین آئین
دیکھا کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہے دونون نے سلام کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ اور ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے لے آئے
ہین یہ کہکے تمام حال اپنے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہ جبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا تھا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اٹھا کر اور خوش ہوکر کہا کہ تمنے خوب کیا جو
انھین گرفتار کرکے آئے ہین انکو شراب سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ کرو
تزلزل جادو نے عمرو بن حمزہ کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہے اور اردگرد
اسکے صدہا بڑے بڑے ساحر بموافق اپنے رتبہ اور رتبہ کے بیٹھے ہین ہر ایک ساحر بلاے بے درمان آفت
روزگار ہے شاہزادے نے ساحرہ اور ساحرون کو دیکھکر خیال کیا کہ تزلزل و ازلال نے دشمنی کی اور ہم سبکو گرفتار
کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہان سے رہائی کیونکر ہوتی ہے بالفعل تو سحر مین گرفتار ہین دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ
ان ساحرون کو قتل کرکے یہ خیال کرکے شاہزادہ خاموش بیٹھا رہا زلزلہ جادو نقلی نے شاہزادے کی طرف بغضب
عتاب دیکھکر کہا کہ اے عمرو بن حمزہ تمکو اس روز بد کی خبر نہ تھی اب کہو تمکو کس طرح مین قتل کرون شاہزادے نے جواب
دیا تمھین اختیار ہے ملکہ نقلی نے کہا تم تو طلسم ہانج کو توڑنے کے واسطے آئے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونون
چھوکریون نے تمھین گرفتار کرلیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جلد ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لے کے حاضر ہون
اسوقت مجھکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہے مین شراب پلاؤنگی اور سب ساحرون کو بھی شراب پلائین ساقیان
مہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے ہر ایک شیشہ شراب کو دیکھکر اور یہ چالا کی ہر ایک شیشہ مین
سفوف بیہوشی ملا کر حکم کیا کہ پہلے سب ساحرون کو شراب پلاؤ ساقیان مہ جبین نے ساحرون کو اور تزلزل جادو
اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمر داد وغیرہ
کرکے لوح محفوظ گلے مین شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہوکر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ یہان
کیونکر تشریف لائے خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا اے عمو جان آپ زلزلہ جادو کو زنبیل سے
نکالیے اور ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہو جاے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے شاہزادہ کے
زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور حلقہ ہاے کمند سے ایک ستون مین مضبوط باندھا اور کہا اے زلزلہ
جادو آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون دیکھو سبکو بیہوش کیا ہے اور تمھین گرفتار کیا ہے اگر مین چاہون تو سبکو اور
تمھین ابھی قتل کر ڈالون لیکن مین چاہتا ہون کہ تمھین قتل نہ کرون تمھین لازم ہے کہ اس شاہزادے کی اطاعت
کرو اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے انکار سے کہا کہ مین کبھی مسلمان نہونگی جب شاہزادے
نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ تزلزل جادو نے بروقت
ہوشیار کرنے کے سحر بھی دفع کردیا تھا اور لوح محفوظ گلے مین تھی اس سبب سے عمرو بن حمزہ بخوف و خطر قریب
ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن ملکہ کی زبان سے نکالکر اور حلقہ ہاے کمند سے کہنے لگے کہ اے ملکہ مین
آپ کو بجاے اپنی والدہ کے جانتا ہون اب آپ کو اختیار ہے خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

میں آپ کے روبرو کھڑا ہوں اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو ے شاہزادہ سنکے کہا ای شہزادہ دیکھا
میں تمہاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے مطیع اسلام ہوتی ہوں وگرنہ خواجہ عمرو کے کہنے سے مطیع
اسلام نہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ ای شاہزادہ ذیوقار میں ابھی اسوجہ سے کلمہ نہیں پڑہتی
ہوں کہ ابھی مجھے تمہارے ہمراہ نارنج جادو سے لڑنا ہے اگر کلمہ پڑھ لونگی او بخوبی مسلمان ہوجاؤنگی تو سب سحر بھول
جاؤنگی شاہزادے نے کہا بہت مناسب اور بہتر ہے ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ ای عمو ان سب
کو بھی ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے سب کو ہوشیار کیا جب تزلزل اور ازلال اور رحملہ ساحروں کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے
اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہیں اسوقت تزلزل اور ازلال جادو اور رحملہ ساحر مطیع اسلام ہوئے پھر فرخ
اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ نے آگاہ ہوکر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو حاصل کیا اور اپنے باپ کو دیکھا بعد ازیں
مہ جبین نے اشارہ عمرو بن حمزہ سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو دعا دی جب سب ہوشیار ہو چکے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام
ہوچکے اور زلزلہ جادو پوشاک پہن کے بیٹھ چکی اور راحت افزا اور مہ جبین اور فرخ او عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ چکے
اسوقت خواجہ نے ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجھکو دو ساحروں کو دو میں انکی شکلیں تبدیل کرکے انھیں نارنج جادو
کے پاس لیجاؤنگا اور عیاری کرکے نارنج جادو کو گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحروں سے کہا کہ تم خواجہ
عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ تم سے کہیں انکا فرمانا بسر و چشم بجالاؤ ساحران مذکور روبروے خواجہ عمرو حاضر
ہوئے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن نکال کر پہلے اپنی شکل بصورت ازلال جادو پھر ایک کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا
اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن حمزہ بنایا اور پوشاک اور لباس پہنا کر اور دونوں ساحروں کو گرفتار
کرکے ایک تخت پر بیٹھے اور انسے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ یہ تخت بلند ہو جب ساحروں نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا
اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجھکو نارنج جادو کے پاس لیچلو وہاں چپکے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منہ سے نہ بولنا
ساحروں نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے یہ کہکے ساحروں نے سحر کیا تخت جانب طلسم
نارنج جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو نارنج جادو کے پاس پہونچے سلام کرکے کہنے لگے کہ دیکھیے آپ کی یہ
صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پر عاشق ہوئی ہیں میں ان دونوں کو گرفتار کرکے آپکے پاس لے آئی
ہوں اب آپکو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے ابھی اسیقدر گفتگو کی تھی کہ ملکہ
نارنج جادو نے اوراق جمشیدی میں دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بشکل ازلال جادو ہیں اور دو
ساحروں کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بنا کر لائے ہیں یہ دریافت کرکے نارنج جادو
نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہوجائیں ناگاہ بوجہ سحر نارنج جادو کے خواجہ کے
پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور ہاتھ بے حس ہوگئے اسوقت نارنج جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو اور
ان ساحروں کو گرفتار کرو اور اپنی حفاظت و حراست میں ایکو رکھو شطرنج جادو نے موافق حکم خواجہ عمرو
اور ان دو ساحروں کو قید کیا ہرچند خواجہ عمرو نے نارنج جادو اور شطرنج جادو سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تو
برائے امتحان یہاں آیا تھا تمنے مجھے پہچان لیا اب مجھکو معلوم ہوگیا کہ مثل تمہارے دنیا میں کوئی
ساحر نہیں ہے اب میں کبھی نہ آؤنگا لیکن نارنج جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا آخر
خواجہ قید ہوئے شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہاں ایک شب کو عمرو بن حمزہ یونانی نے خواب
میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور انھوں نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اب تمھیں

لوح طلسم نارنج کی جو تمکو ہو تو قہقہہ جادو کو طلب کرکے اُس سے مانگو ہرچند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن افعال خدا سے لوح تمکو ملجائیگی یہ فرماکر بزرگ موصوف نظر عمرو بن حمزہ سے غائب ہو گئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت صبح صادق ہو شاہزادے نے اٹھکر جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور جملہ ساحران نامی حاضر ہوئے اُسوقت شاہزادے نے وہ خواب روبروے زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سنکے شاہزادے ذیوقار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہین ہی شاہزادہ تقریر ساحرہ سنکے اسقدر برہم ہوا کہ وہی عصا زور بازو جادو کا تحفی جو باعث افزائی دیا تھا شاہزادے نے اُس ساحرہ پر مارا عصا ٹوٹ گیا اور ایک پرچہ قرطاس اُس عصا سے نکلا شاہزادے نے اس پرچہ قرطاس کو پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ لوح طلسمی قہقہہ جادو پاس ہی اور وہ ہروقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہی کسی وقت کسی جگہ نہین رکھتا ہی شاہزادہ ذیجاہ عبارت پرچہ قرطاس پڑھکے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ آپ ابھی قہقہہ جادو کو بلائیے اور لوح اُس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو کو میرے پاس لے آ وہ ساحر گیا اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبروے ملکہ زلزلہ جادو آیا سلام کرکے بحکم ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مہیب صورت ہی اور لوح طلسمی اُسکی گردن مین بندھی ہوئی ہی ساحر سغزر ہی جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد میکشی دماغ بھی بادہ ناب سے گرم ہوچکا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ ای قہقہہ جادو مین نے تمھین اسواسطے بلایا ہی کہ مین نے اس شاہزادہ ذیوقار کی فرمانبرداری اختیار کی ہی اور مین مطیع اسلام ہوئی ہون اور تم جانتے ہو کہ مین قریبی بہن نارنج جادو کی ہون لہذا تمکو مناسب ہی اب لوح طلسم ہمکو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہوکر شاہزادہ نامدار کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اگر تم مجھکو لوح نہ دوگے تو مین تمھین ہلاک کردونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا ای ملکہ مین مثل تمھارے نادان اور بیوقوف نہین ہون کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کی پرستش نہ کرون میری جان تو تمام سامری و جمشید اور رم خبیثہ وغیرہ خداوندون پر قربان ہی مین ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جبتک مین زندہ ہون تو تمھین نہ دونگا ہرچند کہ تم بڑی بہن ملکہ نارنج جادو کی ہو لیکن اب بوجہ مطیع اسلام ہونے کے میرے نزدیک کچھ تمھاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب مین تمھین بدترین جہان سے سمجھتا ہون اور تمکو ایک ادنے ساحرہ جانتا ہون تم مجھسے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی بچہ ہو تونے سحر سیکھا اور یاد کرو میرا قتل کرنا بہت مشکل ہی مجھے کوئی ساحر قتل کرہی نہین سکتا میرے اوپر سحر اثر کرہی نہین سکتا دیکھو یہ لوح طلسم میرے گلے مین پڑی ہوئی ہی اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیان مجھپر سحر کرینگی تو کیا ہوگا مین ہرگز سحر سے ہلاک نہونگا تم ناحق مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو مین ہرگز تم سے نہین ڈرتا اگر تم مجھ سے لڑوگی تو پچھتاؤگی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگی جان سے جاؤگی بے موت مروگی یہ نخوت تمھاری خاک مین ملجائیگی لوح طلسمی کسیطرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہوکر اپنی چھوٹی بہن ملکہ نارنج جادو کی دشمن ہوگئین چاہتی ہو کہ ملکہ نارنج جادو قتل ہوجاے اور طلسم نارنج لوٹ جاے اگر یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچیگی تو وہ تمھین اس طرح سے قتل کریگی کہ تمھارے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگی تمکو لازم ہی کہ مطیع دین اسلام اب نہو اور خداوند سامری

اور دیگر خداوندون کو سجدہ کرو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے حوالے کردو ورنہ انجام اس تمہاری سرکشی کا اچھا نہوگا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگوی قمقمہ جادو کی سنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار کو بدزبانی کی سزا دینا چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے اٹھی اور جانب قمقمہ جادو چلی قمقمہ جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سنکے خوف سے لرز گئی ہے اب میری پاس براے عذر آتی ہے قمقمہ خیال کررہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی بعد ساحرون سے اشارہ کیا کہ اس بدکردار کو گھیر لو اور زمین پر اسکو گراکر لوح اسکے گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے داڑھی قمقمہ جادو کی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ و بدکردار تو مجھسے گفتگو سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے مجھسے گفتگو کرتا ہے ہمارا حکم بجا نہین لاتا لوح طلسم نہین دیتا اگر تجھے زندہ رہنا منظور ہو تو لوح طلسمی دیدے ورنہ مین تجھے ابھی قتل کرونگی قمقمہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکے فوراً ملکہ زلزلہ جادو کی چوٹی پکڑی اور کہا ای ملکہ تُنے مجھے بلاکر مارا ہے اور ذلیل کیا ہے مین بھی تمہین اسیوقت مار ڈالونگا یہ کہکر قمقمہ جادو نے چوٹی کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے جھٹکا دیا ساحران ناری جو اسوقت اس جگہ موجود تھے وہ سب آگئے اور موافق اشارہ کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے قمقمہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دہن قمقمہ جادو کا کھل گیا زبان منہ سے باہر نکل آئی دم سینے مین رکنے لگا آنکھین حلقہ چشم سے باہر نکل آئین کسی ساحر نے قمقمہ کے پاؤن پکڑ کے کھینچے تاکہ قمقمہ جادو زمین پر گر پڑے کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قمقمہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے موے سر قمقمہ جادو کے پکڑے کسی ساحرہ نے باواز بلند ساحرون سے کہا کہ ای بھائیو اس ساحر نابکار پر سحر نہ کرنا اسکے گلے مین لوح طلسمی ہے سحر تمہارا اثر نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قمقمہ جادو کو سب ساحر نابکار گھیرے ہوئے ہین خیال کیا کہ یہ ساحر ایسا قوی ہے کہ اتنے ساحرون کے لپٹنے سے زمین پر نہین گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گرے اور بغیر قتل کئے ہلاک ہوجاے یہ خیال کرکے آپ بھی فرخ اُس مجمع مین گیا اور وہ اعضا سے قمقمہ جادو پکڑے کہ جو مثل بیضۂ مرغ کے جسم انسان مین نازک ہین اور اسطرح بقوت تمام ان اعضا کو دبایا کہ قمقمہ جادو کثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہوکے زمین پر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگا اسوقت چوٹی ملکہ زلزلہ جادو کی دست قمقمہ جادو سے چھوٹ گئی اسی ہنگامہ مین فرحت افزا معشوقہ فرخ نے قمقمہ جادو کے گلے سے لوح اتار کر شاہزادہ کے گلے مین ڈالدی اور عرض کیا ای شاہزادہ ذی وقار جلد تیغ آبدار سے اس ساحر نابکار کو قتل کر ڈالیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے راحت افزا کے تیغ آبدار سے قمقمہ جادو کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جاہ ساحران نامے وغیرہ قمقمہ جادو کے قتل سے نہایت خوش ہوے جسوقت قمقمہ جادو قتل ہوا اور زمین پر تڑپ کے مر گیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا پیر قمقمہ جادو کے سحر نے نالہ و فریاد کرنے لگے ہوائے تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی آواز آئی مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا قمقمہ جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے حکم دیا کہ لاش اس ساحر بدانجام کی یہان سے اٹھاکر کہین پھینکدو چند ساحرون نے بموجب حکم ملکہ لاشہ قمقمہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا مین پھینکدیا جب لاشہ قمقمہ جادو کا اٹھ گیا ملکہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان خوبرو بحکم زلزلہ جادو کشتیان شراب کی لیکر آئے اور جامہاے بلورین مے گلگون سے بھر بھر کے ملکہ او عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر و غیرہ ساحر شراب پینے لگا بعد میکشی کے ملکہ نے

حکم کیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہوں بمجرد حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن و سیمتن مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئین اور ملکہ اور شاہزادے کو بصد ادب آداب و تسلیم بجالاکر موافق اپنے مراتب کے علیحدہ بیٹھین پھر انمین سے بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبرے ملکہ زلزلہ جادو اور شاہزادہ ذیجاہ کے بصد ناز و ادا ناچنے لگی اور دل لبھانے اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

دلوں مین کتنے سے عداوت آہی جاتی ہے
جب آنکھیں چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے
جب انکو دیکھتے ہین غیر سے ہم بولتے ہنستے
چرا لیتے ہین آنکھیں انکو غیرت آہی جاتی ہے
ہر اک ساعت کی صحبت مین جھیگی دوستی کیونکر
کسی ڈھب سے کہین رنجش کی صورت آہی جاتی ہے
چھپانے سے نہین چھپتا ہے ریحان شوق الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
نہین موقوف سن پر دیکھکر صورت حسینوں کی
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے
سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
کدورت گھٹتے گھٹتے دلکو نفرت آہی جاتی ہے
ہے کسی کی تاب طاقت کیا جو بچ جائے محبت سے
ضرور آنکھوں مین کچھ اس مے کی لگاوٹ آہی جاتی ہے

دل رنجندہ کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن
جوان پیر دونوں کی طبیعت آہی جاتی ہے
شب وصلت کا جب مین چھیڑتا ہون ذکر کچھ بھی
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہے
برابر دوستی نبھتے کہین دیکھی نہ دنیا مین
اگر آنے کو ہوتی ہے تو شامت آہی جاتی ہے

جب یہ غزل اس نازنین نے بہزار ناز و ادا گائی جملہ ساحرو ساحرہ اشعار غزل سنکے خوش ہوئے خصوصًا ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گاکے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مہجبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے محفل مین حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجالائی جب سازندوں نے سازوں کو موافق اپنی مرضی کے درست کرلیا نازنین ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی ساحران نامی اسکے سحر خوش آوازی مین گرفتار ہوکے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اسکے نغمۂ دلکش کو سنکے جھومنے لگے جب وہ نازنین و دیگر نازنینان زہرہ خصال پری تمثال ناچ اور گاچکین اور زر کثیر انعام مین لیکر جاچکین اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ الحمدللہ کہ قہقہہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی مل گئی از روے دل آپ کی برائی شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت مجکو لوح کے ملنے سے ازحد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہے کہ ملکہ نارنج جادو تمھاری بہن سے مقابلہ کرون اور مرحلات طلسمی بافضال پروردگار فتح کرون آپ فقط میرے لشکر پر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجئے تاکہ مین اپنے ماموں صاحب زمتاش بہادر کی قدمبوسی حاصل کرون اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤن اور ساحرون کو قتل کرون ملکہ زلزلہ جادو نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار ہرچند کہ مین اپنی دختر نیکخو گلشن جادو کے الم مین مبتلا ہون لیکن مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہان سے کوچ کرکے برای مقابلۂ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اٹھے اور باہر دربار کے جاکر جملہ ساحرون کو حکم ملکہ سے واقف ہوا پھر ساحران نامی اپنے خیام مین داخل ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا اپنا سحر جگانے لگا بھٹیاں چڑھنے لگین ہر چہار طرف آگ پر جلنے لگین انگیاریان روشن ہوئین بیر آنے لگے ساحر ڈہرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام خوب تیاری ہوئی جب مثل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی لینے ترک شب نے تیغ مہر میدان افلاک مین چمکائی النظم

سپہر نیلگون نے رنگ بدلا ہوا روشن رخ مہر تجلا اُٹھا رو دے سحر سے پردۂ شب در آیا مہ میان برج عقرب وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہو کر نفیر سحر بجائی جملہ ساحرون کو خبر ہوئی فوراً اثاثہ بارگاہ و خیام و خیام کا فیلان آتشین سحر پر جلد تر لاد آگیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذوہی و قار مرکب صبا رفتار پر سوار ہو چکا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور راحت افزا اور رعد زلزل جادو اور زلال جادو و جملہ کرزین تخت اور طاؤس سحر وغیرہ پر سوار ہو چکین جملہ ساحر گروہ گروہ و جوق جوق ہنس آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئے نشانہاے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صداے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہو چکے ملکہ زلزلہ جادو نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بہزار تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صفوف بستہ بصد ادب روانہ ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا فرخ ہمراہ رکاب ہوا اُسوقت روانگی لشکر لائق دید تھی ابر سحر سے آگے آگے برستا جاتا تھا چھڑکاؤ زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار ہر طرف ہوتا جاتا تھا سقف انجم سحر سے دلون کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران نامدار مثل باد بہار راہ صحرا سے سبزہ زار سے جاتا تھا لنبے ساحر ہوشان پرے باندھے ہوئے تھے پیشانیون پر قشقے سفید در کے کھینچے ہوئے تھے کھنور چندن لگے دیے ہوئے تھے انگشت ساحر لوڑیا سے ہاتھ رنگین کیے تھے بھبوت رمائے ہوئے تھے ترسول چھاتیون پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیون میں بھرے ہوئے تھے دمبدم اسما سامری و جمشید کی زبان پر جاری کر رہے تھے کبھی ایسی باتیں کرتے تھے اور ہنستے ہوئے دلیرانہ پس پشت ملکہ زلزلہ جادو چلے جاتے تھے دمبدم سب عجائب و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ باز اُنکے نیرنگ و افسون کو دیکھ کے دنگ ہوتا تھا آفتاب اُنکے سحر کے گولے دیکھ کر تھرآتا تھا مریخ فلک اُنکی سحر کی تیغین دیکھکر ڈرتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحرون کے ہر ایک ساحرہ خوش انداز سراپا ناز ناریل اور ترنج و نارنج اُچھالتی ہوتی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوتی ہوتی تھی نظم

ہر ایک ساحرہ تیز و شمشیر زن
ہزارون جسے یاد جادو و فن
کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی
کسی کی بھری مانگھ کاجل سے تھی
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر
چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گولے جلاتی ہوئین
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان
سرون پر سیہ ابر کے سائبان

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی تھی اور عمرو بن حمزہ ذوہی و قار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادہ نے فرخ سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کثیر اسطرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزہ یونانی فرخ سے کہہ رہے تھے کہ غبار ہواے تند سے دفع ہوا شہباز یکہ تاز شرقی مع پچاس ہزار سواران جرار کے ظاہر ہوا شاہزادی نے دیکھا کہ آگے آگے شہباز یکہ تاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پس پشت پچاس ہزار سوارون کے پرے ہین ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہیں پہنے ہوئے ہین چار آئینے لگائے ہوئے ہین تلوارین زیب کمر کیے ہین تہور و شجاعت سبکے چہرون سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے صحراے شجاعت کے شیر ہین سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہین نظم

دل مین مرے یقین ہے کہ سیدان مین جگر ہا
للکارین وہ یلو نکے تیغین کھینچکر کمت ار
ڈر جاے انکے نعرون سے رستم سا پہلوان

بیت الخلا کو یاد کرے سام باربار | پتلا زیادہ پانی سے ہو گئے بس حضور | ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جاب دار

جب شہباز یکہ تاز غزنی قریب تر آیا فوراً شاہزادہ سے کو دیکھکر اپنے مرکب سے اتر آئے شکر بجا لایا شاہزادہ نے بھی مرکب کو روکا شہباز یکہ تاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درۂ کوہ بلا ہوئے تھے مین قریب درۂ کوہ مقیم ہوا تھا درۂ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد پہر بھر کے وہ تاریکی دفع ہو گئی درۂ کوہ مین روشنی ہو گئی ہین اُسی درۂ کوہ سے نکل گئے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا ہون عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر شہباز یکہ تاز کی سنکی خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زور زبانہ جادو کی ہے جب وہ قتل ہو گئی سحر اُسکا برطرف ہو گیا یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار شہباز یکہ تاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ سنگدل روانہ ہوا اور مرکب تیز رو کو بڑھایا وہ سمند بادپیما تیز روی مین رشک برق فلک تھا اُس سمند کی کیا تعریف کرون نظم

جہان کے دور مین نقاش ایسے گلگون کے | جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر | کہا مصور باد بہار نے اُس آن
اگر قیاس بھی ٹھہرے تو کھینچے تصویر | نہ دو دن کا اُسکو مین تشبیہ برق آتش سے | کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
نہین ہے مرکز خاکی پہ اُسکی سرعت کا | سحر طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر | اُٹھی رکاب کے بوسے کی آرزو ہی دلے

الحاصل عمرو بن حمزہ یونانی ہمراہ شہباز یکہ تاز چلا شاہزادہ نہ آیا اپنے تئین راہ تو سمجھ کے حقیر ذیجاہ بعد طے کرنے راہ کے باغ سنگدل مین آیا ملکہ زلزلہ جادو نے جملہ مردمان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی سے سحر نارنج جادو سے پتھر کا ہو گیا تھا بہ صورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسب بلند کمان شاہزادہ ذیشان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجا لاکر دونون نے شرف قدمبوسی شاہزادۂ ذیجاہ حاصل کیا بعد اُسکے شاہزادۂ ذی وقار اپنے ماموں زمتاشش بہادر یونانی سے ملا زمتاشش بہادر عمرو بن حمزہ کو دیکھکر خوش ہوئے اور حال پوچھا شاہزادہ نے تمام کیفیت بیان کی زمتاشش بہادر حال سنکے اور جاہ و حشم عمرو بن حمزہ دیکھکر خوش ہوئے بعد اُسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز اور لہراسب بلند کمان اور سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بعد شوکت و حشمت مع لشکر جران و سپاہ غیر ساحر قریب درۂ طلسم نارنج پہونچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادۂ ذیجاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش اور شرخ ایک بارگاہ مین مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دخترون کے دوسری بارگاہ مین مقیم ہوئی زمتاشش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ بارگاہ و خیام مین فروکش ہوئے جملہ مردمان لشکر بھی خیام مین استراحت پذیر ہوئے یہ خبر طائران سحر نے نارنج جادو کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحرون کے مطیع دین اسلام ہو کر ہمراہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ بہ ارادہ جنگ آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زور زبانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچی تھی اور نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سنی تھی اس سبب سے نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ مع فوج و لشکر قریب درۂ طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار جادو سے کہا کہ جلد جاؤ اور سبکو سحر سے پتھر بنا کر دو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے در طلسم پر آیا اور سحر کرنے لگا لشکر عمرو بن حمزہ یونانی مین سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر اور پانی برسنے لگا اور اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہون مین پانی ٹپکنے لگا شاہزادۂ ذیجاہ جانب ابر باران دیکھ رہا تھا

دو کچھ قطرۂ آب فرخ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر پڑے فی الفور مہ جبین پتھر کی ہوگئی اور فرخ بھی ہمہ تن سنگ ہوگیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ حال دیکھکر متحیر ہوئے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کی تصویر سے لپٹ گئے رونے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ نازک بدن و گل پیرہن افسوس ہزار افسوس یہ کیا بلاے آسمانی آئی کہ تم تصویر سنگ ہوگئیں تمہارا یہ حال مجھسے دیکھا نہیں جاتا ہے اب میری زندگی ہونا بہت دشوار ہے یہ کہکے عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ ای برادر حیف تم بھی سحر مین گرفتار ہوگئے اب دیکھیے یہ سحر تم پر سے کب دفع ہوتا ہے اور کب تک تم بصورت اصلی ہوتے ہو یہ فرماکر عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین ایک ہنگامہ برپا ہے ہزار ہا ساحر اور غیر ساحر قید ہوگئے ہین اور جو لوگ پتھر کے نہین ہوئے ہین وہ فریاد و فغان کر رہے ہین عمرو بن حمزہ حال لشکر دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو گبھراکر اپنی بارگاہ سے نکلی اور فوراً باران سحر سے تر ہوکر پتھر کی ہوگئی غرض اسی طرح تھوڑی دیر مین زمستان بہادر اور سرداران لشکر اور شہباز یکہ تاز مشرقی در جملہ ساحر جو وہان موجود تھے سب پتھر کے ہوگئے فقط عمرو بن حمزہ یونانی اس سبب سے پتھر کے نہین ہوے کہ انکے گلے مین لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونون لوحین پڑی ہوئی تھین جب سب پتھر کے ہوگئے اوسوقت پانی کا برسنا موقوف ہوگیا عمرو بن حمزہ یونانی اپنے لشکر کا حال دیکھ کے نہایت حیران تھے اور خیال کر رہے تھے کہ یہ سحر کسنے کیا ہے ناگاہ ایک ساحر لشکر کا کسی کام کے واسطے کہین گیا تھا آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار یہ کس ساحر نابکار نے آپکے لشکر پر سحر کیا ہے ہر ایک شخص پتھر کا ہوگیا ہے شاہزادے نے جواب دیا مجھے نہین معلوم کہ کس ساحر نے سحر کیا ہے مین خود متحیر ہون ساحر یہ گفتگو سے شاہزادۂ ذی وقار سنکے چار جانب دیکھنے لگا آخر درۂ طلسم کی جانب دیکھ کے عرض کرنے لگا ای شاہزادۂ ذیجاہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسطرف جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ بالاے درۂ طلسم نارنج ایک ایسا ساحر پیر کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور مقراض اور پرچہ قرطاس اُسکے ہاتھ مین ہے تصویرین کاغذ کی کتر رہا ہے اور سحر پڑھ رہا ہے کہ بمقتضاے ابیات

مہیبی سیہ نامہ و سخت دل	زنا پاکی ابلیس از وی خجل	سرش خالی از عقل پر احتشام	شکم فربہ از لقمہ ہاے حرام

شاہزادۂ ذیجاہ نے جو اُس ساحر مہیب صورت کو دیکھا فوراً شانے سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر نعرہ کیا کہ او ساحر بدکردار و نابکار ہوشیار ہوجا کہ تیری اجل قریب آئی صورت نگار جادو نعرہ شاہزادے کا سنکے ڈر گیا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ سے اشارہ کیا فی الفور برق چمکی اور اس ساحر پر گری جسنے شاہزادے سے عرض کیا تھا کہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا سحر کرتا ہے جب وہ ساحر برق سحر سے ہلاک ہوگیا صورت نگار جادو خوف شاہزادۂ ذی وقار سے بھاگ گیا اور نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا بعد غائب ہوجانے صورت نگار جادو کے عمرو بن حمزہ اپنے لشکر کا حال دیکھکر اسدرجہ روے کہ گر پڑے اور غش آگیا اُسی عالم غشی مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بالین پر کھڑے ہین اور شفقت فرماتے ہین کہ ای طلسم کشا اسقدر رنج و غم نکر افضال خدا پر نظر رکھ انشاء اللہ یہ رنج و غم تیرا دفع ہوجائیگا در مدعا ہاتھ آجائیگا تجکو لازم ہے کہ یہان سے جانب شمالی جا اور جو کچھ عجائب و غرائب اثناے راہ مین نظر آئین انھین دیکھنا اور خبردار بغیر دیکھے لوح طلسمی کے کوئی کام نہ کرنا یہ فرماکر مرد بزرگ موصوف نظر شاہزادہ سے غائب ہوگئے شاہزادے کو جب غش سے افاقہ ہوا خیال کیا کہ عالم خواب مین مجھے مرد بزرگ نے ہدایت کی ہے اب مجکو بھی لازم و مناسب ہے کہ جانب شمال جاؤن یہ خیال

کرکے اُسیوقت جانب شمال روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی تو روانہ ہوتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا لیکن اب حال صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب صورت نگار جادو نارنج جادو کے پاس پہونچا کہنے لگا کہ مین نے سحر سے سبکو بیچر کا کردیا ہی فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہی نارنج جادو نے گفتگوے صورت نگار جادو سُنکے کہا اب فرخ اور زلزلہ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کردو اور اپنے سحر مین رکھو اور میری دختر مہ جبین نارنجی پوش و راحت افزا کو میرے پاس لے آؤ صورت نگار جادو یہ سُنکے درِ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جاکر مہ جبین اور راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کرکے پاس ملکہ نارنج جادو کے لیگیا اور دونون کو نارنج جادو کے حوالہ کرکے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کیا اور اپنے سحر مین گرفتار رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہی اور مہ جبین نارنجی پوش اور راحت افزا نارنج جادو کے پاس ہین انکا حال آیندہ مندرج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہی کہ جو موافق ہدایت مرد و بزرگ جانب شمال روانہ ہوئے تھے جاتے جاتے ایک ایسے صحرای ہولناک مین پہونچے کہ بشر کی تو کیا حقیقت ہی شیر کا زہرہ اُس صحراے پرہول مین آب آب ہوتا تھا اگر رستم بیلتن خواب مین بھی خیال اُس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہی کہ دہل جاتا اور اگر اسفندیار احوال اُس صحراے ہولناک کا کسی سے سُن لیتا یقیناً خوف سے اُسے غش آجاتا کیونکہ ادنا حال اُس بادیۂ پرخوف و خطر کا یہ ہی کہ دمبدم ہر طرف بگولے اٹھتے تھے ہواے گرم چلتی تھی لوئین بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت مہر سے گویا کرہ نار تھا ہر ذرہ اُس صحراے پر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی بیحد کثرت تھی شاہزادے کو قدم اُٹھانا دشوار تھا رہروی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا تلوون مین آبلے بھی پڑ گئے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین شرابور تھا تشنگی سے عجب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑے تھے کثرت حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرۂ انور تمازت مہر سے سانولا ہو گیا تھا ہر طائر روح قفس تن سے بیقرار ہوکر مائل پرواز تھا زمین تابۂ آہن کیطرح جلتی تھی دھوان دمبدم نکلتا تھا ہر چند آفتاب کا منہ اُس دشت ہولناک کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے بار بار کانپتا تھا غبار ہر مرتبہ اُس دشت جانستان سے اُٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند و پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادہ ذیجاہ پریشان خاطر تھا یکایک پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے پھر کر پس پشت جو نظر کی دیکھا اور تو کوئی نہین ہی لیکن ایک اژدہا از حد طویل ہی دمبدم اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا کرۂ آتش سا ہوجاتا ہی اُسی اژدہی کی پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لئے جاتا ہی جب شاہزادے نے اچھی طرح فرخ اور زلزلہ جادو کو دیکھا اور پہچانا اُسوقت فرخ نے پکار کے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ آپ تو طلسم کشا ہین جلد آیے اور مجھے اس اژدر سے بچایے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیگا پھر مجھکو زندہ نہ پائیگا یہ اژدہا ایکدم مین مجھے نگل جائیگا یا اُسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا اگر آپ جلد مجھ تک نہ آسکین تو لوح طلسمی میری طرف پھینکدیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کی گزند سے بچون جب فرخ یہ تقریر کرچکا ملکہ زلزلہ جادو نے بآواز بلند کہا ای شاہزادۂ ذی وقار اسطرف نہ جایے ذرا ادھر تشریف لایے مجھکو اس اژدر کی شر سے بچایے مین مطیع دین اسلام ہو چکی

ہون جلد میری مدد کے واسطے آیئے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو سے نقلی کی گفتگو سنکے کمان دوش سے ہاتھ مین لی اور ترکش سے تیر نکالکر چاہا تھا کہ اژدہے کو تیر مارین یکایک اژدہا نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ اژدہے کے غائب ہوجانے سے نہایت متحیر ہوے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال کر کے محزون ہوئے آخر پھر بہزار دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طی کی دیکھا کہ ایک نالا ہی اور اسی نالہ بر زیر دار لاشین فرخ اور زلزلہ جادو بالاے زمین پڑی ہوئی ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین شاہزادہ نامدار لاشین دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اور بے اختیار اشکبار ہوا ابھی شاہزادہ لاشون کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے سے ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا چھ سر تو اُسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپاؤن کے سرون کے مانند تھے لیکن ایک سر اُسکا شکل ہاتھی کے سر کے تھا اور قد و قامت اُسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا شکل اُسکی ایسی ہیبتناک تھی کہ انسان تو ضعیف البنیاد ہی اگر دیو بھی اُسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا فوراً خوف سے ہلاک ہوجاتا شاہزادہ ذیجاہ و عالی گہر اُس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اُسنے شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے اُس بلاے ناگہانی اور آفت آسمانی کو آتے دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ ای طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہی یہ ایک ساحر ہی تجھے لازم ہی کہ خیال کر کے دیکھ کہ بیچ مین جو سر ہاتھی کا ہی اسی سر کی پیشانی پر ایک ٹیکا سرخ ہی یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے اسی ٹیکے پر تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ فیل ہفت سر ہلاک ہوجائیگا اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا تو تمھارے حق مین بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس مضمون لوح سے آگاہ ہو کر فوراً وہی اسم بزرگ تیر پر دم کر کے اُس ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت پروردگار تیر اُسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر آتشبازی کی چرخی کی طرح گھومنے لگا اور ہر ایک بن مو سے اُسکے ایک شعلہ نکلا یہانتک کہ فیل ہفت سر جلکر خاک ہوگیا جسوقت وہ فیل ہفت سر جلگیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن رشک شب تار ہوگیا ہواے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی پیر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ شور و غل دفع ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا فیل جادو تھا جب بخوبی روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا شاہزادے نے دیکھا کہ لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی نہین ہین اور داد کا بھی نام و نشان نہین ہی اور وہ حرارت آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہوگئی شاہزادے نے فیل جادو کو ہلاک کر کے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب سے ایک شیر نر نعرے کرتا ہوا بصد غضب آتا ہی اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہی شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے جسوقت چیتا تمھارے قریب آے فوراً تیغ سے ہلاک کرنا اور شیر تم پر حملہ کرنے پاے کہ تم شیر پر جست کر کے سوار ہوجانا اور جس جگہ شیر تمھین لیجا کر ٹھہر جاے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا بعد ازان پشت شیر سے اُترنا اور اگر خلاف اُسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ شیر اور چیتا دونون قریب آے شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اُسی تاریکی مین فی الفور جست کر کے بیٹھ پر شیر کی سوار ہوا شیر ناچار و مجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طی کرنے راہ دور کے ایک باغ کے دروازے پر لیگیا اور وہین ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر پشت شیر سے زمین پر قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور زمین ضیاے آفتاب سے پرنور ہوئی عمرو بن حمزہ

اس باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں درختان میوہ دار بار ثمار سے جھکے ہوئے ہیں بیچ میں باغ کے ایک چبوترہ ہے کیلون کے درختوں کی قطار دو جانب ہے نہرین میں پانی نہایت صاف و ایذار ہے علاوہ اسکے کیلون کے درختون کے نیچے صدہا دکانین ہین اُن دکانون مین انواع اقسام کی اشیا رکھی ہین لیکن کوئی دکاندار نظر نہین آتا ہے شاہزادہ موی و قار گلہائے باغ کی بہار دیکھ کے خوش ہوئے وہ باغ ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گلشن کہ جس پر فدا تھی بہار ۔ وہ بستان خرمی جسکی ہمکنار

کھلے جاتے تھے اسکے گل جزء و کل ۔ اسی جا تو ہنستا تھا ہر ایک گل
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر ۔ جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکو نہین کہان نہر کی ۔ جواہر کی تھین نہریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بطا و تذرو ۔ شجر بار و رہتے یا ناک ہر سرو
کسی سمت پودھے و ہان تھے بس خوش ۔ جو پریان بھی دیکھین تو جائین غش

بہشت برین اس سے بہتر نہ تھا ۔ نظیر اسکا روے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہرون کے مانند دوان ۔ ستارے ہون جیسے فلک پہ رواں
وہ گل بوٹے اسمین نمایان ہوئے ۔ کہ ہزاد و مانی بھی حیران ہوئے
منڈھے تھے زبیلی تمامی سے سب ۔ بہار اسکی تھی چاندنی مین غضب

شاہزادہ باغ کی سیر کرتا ہوا آگے جو بڑھا دیکھا کہ ایک گنبد نہایت بلند ہے اس گنبد پر ہزارہا طائر ہر رنگ کے بیٹھے ہوئے ہین اور درمیان گنبد کے تصویر سامری رکھی ہے اور ایک جانب اس گنبد کے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کی تصویرین ہین دونون تصویرین گھے بنے ہوئے علیحدہ علیحدہ کھڑے ہین شاہزادہ عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے لپٹ کے اشکبار ہوئے اور تصویر ملکہ زلزلہ جادو کو بھی دیکھ کے مغموم و ملول ہوئے پھر اس گنبد سے نکل کے اس گنبد کو بنظر غور دیکھنے لگے وہ گنبد ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا ۔ سراسر اسے کہیے تھا نور کا
تھے بلور کے اسکے دیوار و در ۔ صفائی پہ اسکی پھسلتی نظر
کروں اسکی رفعت کا کیا میں بیان ۔ تھے دیوار و در اسکے آئینہ سان

عمرو بن حمزہ یونانی اس گنبد لاثانی کو خوب دیکھ سیر کرتے ہوئے اسی باغ کے چبوترون پر آئے اور بیٹھ کر گلہائے باغ کی سیر کرنے لگے طائرون نے جو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا فورا شور و غل کر کے گنبد سے اڑے اور نہر مین گر گر کے غوطے لگانے لگے اور بصورت انسان نکلے اپنی اپنی دکانون پر ہر ایک بیٹھا اسی طور سے ہزارہا چھوٹے اور بڑے جانور غوطے لگا کر شکل انسان ہوگئے اور دکانداروں سے اشیائے مطلوب لینے لگے گرم بازاری ہونے لگی ہر ایک چیز بکنے لگی خریدار مول لینے لگے کسی جانب حلوائی تحفہ مٹھائی تھالون مین لگا کر بیٹھے کسی حلوائی نے بصد صفائی پوریاں روغن مین تل کے تھال پر رکھین اور ترکاری بھی نہایت نمکین اور چٹ پٹی بنا کر رکھی پھر کچوریان تیار رکھین اور حلوا بھی بنایا خریدار گرم گرم پوریان دیکھکر خریدنے لگے کہین بہت میوہ فروش بیٹھے ہوئے انار و سیب و بادام وغیرہ خریدارون کے ہاتھ بیچنے لگے کسی طرف ترہ فروش بصد جوش و خروش ترکاری پکار پکار کے بیچنے لگے گل فروش ہار بیلے اور چنبیلی کے تیار کرنے لگے خریدار پھول ہار خرید کے تصویر سامری پر چڑھانے لگے گھنٹہ اور ناقوس و سنکھ بجانے لگے پوجا کرنے لگے اکثر مردم تصویر سامری کو سجدہ کرنے لگے بعض ایک پانون سے کھڑے ہوکر پرستش کرنے لگے اشیائے خوشبو آگ پر رکھنے لگے صدہا مردمان کفرنشان یا خداوند سامری پکارنے لگے سیکڑون عورتین بھی پھول ہار چڑھا کر اور ڈنڈوت اور سجدہ کر کے خداوند سامری سے بعض حاجت اپنی بیان کرنے لگے مین بیٹا مانگنے لگین اور خاک گنبد اٹھا کر اپنے پیٹ اور مقامات وغیرہ پر لگانے لگین اور دست بستہ عرض کرنے لگین کہ اسی سال مین لڑکا شکم مین آئے میت رہ جائے غرض گنبد سامری مین تو اکثر زن و مرد اپنی اپنی مراد مانگتے تھے اور بازار مین بھکوے ایک طرف کمہار لیے ہوئے بیٹھے تھے اور پکار رہے

کرکھلونے ہین بالے بھولون کے کسی جانب ہندولون طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے تھے کوئی گنّے کی گند یریان بیچتا تھا کوئی مٹر کی پھلیان خریدتا تھا غرض بازار مین کثرت مردمان اس درجہ تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ پہلے تو کوئی اس باغ مین نہ تھا یہ عجب جانور ہین کہ نہر مین غوطے لگا کر انسان ہو گئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ مین آئے پھر چار اژدہون پر ایک تخت رکھا ہوا نظر آیا دیکھا کہ اُس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہی اور اپنے زانوون پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی پوش کا سر رکھے ہوے ہی اور شطرنج جادو اور کمید شعلہ افزا صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران غیر نامی ہمراہ ہین جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد سامری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے کہا کہ ای دختر دیکھ یہ گنبد سامری ہی اس گنبد مین خداوند سامری کی تصویر ہی تجکو لازم ہی کہ جلد بصد ادب تخت سے اُتر کر خداوند سامری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ مجکو صحت ہو جاے طبیعت میری اچھی ہو جاے اور محبت پسر حمزہ کی میرے دل سے دور ہو جاے ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا خدا سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ انھون نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان ہی مین اس سامری نالائق پر لعنت کرتی ہون کبھی تصویر سامری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو یہ گفتگو اپنی دختر کی سنی برہم ہو کر ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کو مارا اور غضبناک ہو کر کہا کہ ای گیسو بریدہ وننگ خاندان اگر تو مر جاتی تو بہتر ہی خداوند سامری کو بُرا کہتی ہی اور نشہ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ مین مست ہی خداے نادیدہ کو سجدہ کرتی ہی ہمارا کہنا نہین مانتی ہی جو چاہتی ہی وہ کرتی ہی جوان ہو کر مستانی ہو گئی ہی نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادہ نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو رہی ہی یہ حال دیکھکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ ابدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہونچایا اب مین تجکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام کماحقہ تجھسے لونگا یہ نعرہ کرکے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوے اور نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش کے دانے سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ ابدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے قتل ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب آپ یہان توقف نہ کیجیے جلد یہان سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جاءین نارنج جادو تو گفتگوے شطرنج جادو سنتے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ساحر ہمراہیان نارنج جادو باغ مین رہ گئے شاہزادہ ذیوقار تیغ ابدار سے انھین قتل کرنے لگا ساحرون کے سر تن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار شاہزادہ ذیوقار کی ایسی تیز ہی کہ دم مین ہزارون کے گلے کاٹتی ہی نظم

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اس قدر موج زن
برستے تھے سر مانند برسات تھی
غرض شاہزادے نے باشد و مد

کہین خون کی ندی زمین پر بہی
لیے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

ہوا گرم ہنگامہ دار و گیر
کہین بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
دل دشت مین تھے پھپھولے پڑے
فوج مخالف مین زلزلہ پڑ گیا آخر بد جہ

مجبوری و ناچاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میلہ درہم و برہم ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی نے ساحران نابکار کو ہٹا کر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو کا تخت سحر پر بیٹھا ہے اور مقراض سے پتلے کاغذ کے کتر رہا ہے اور سحر کر رہا ہے شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کرو اور دھبا سرخ جو صورت نگار کی پیشانی پر ہے اُسی جگہ تیر لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائیگا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمھاری ہزیمت کا ہوگا شاہزادۂ ذی وقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ مین کمان کے رکھکے لگایا تیر اُسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشا بگڑ گیا فوراً زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر ایکدم مین مر گیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی پر اُسکے سحر کے چلانے لگے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو دونون باہر آئے کیونکہ یہ دونون صورت نگار جادو کے سحر مین گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اُسکا برطرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے نے فرخ کو قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے کی جرأت و ہمت کی تعریف کرنے لگی اور ممنون احسان ہوئی یہان تو صورت نگار جادو کے قتل ہونے سے فرخ اور زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہو گیا اور وہان جملہ ساحر و غیر ساحر پر سے سحر صورت نگار کا برطرف ہو گیا ہر ایک بصورت اصلی ہو گیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک طائر سحر کو روانہ کر کے سب کو اپنے پاس بلوایا تزلزل جادو اور ازلال جادو و دختران زلزلہ جادو و جملہ لشکر کو لیکر باغ مین آئین اور اپنی مان سے ملین زلزلہ اپنی بیٹیون کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز نیکہ تاز مشرقی سے بغلگیر ہوئے پھر حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی جملہ حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرین بمجرد حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز نیکہ تاز اور زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت مین بیٹھے نازنینان مغنی مین سے ایک مطربہ خوش آواز با ناز و انداز مع اپنے سازندون کے بزم عیش مین حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

عشق بت مین نہ فقط جور و جفا دیکھ چکے
بس تمھے او اغراہ رسا دیکھ چکے
بخدا دشت ہی رو گردۂ وحشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چکے
تشنہ کامی کے لیے کسکی نہین منت کی
دیکھتے تھے جو ہمین ناز و ادا دیکھ چکے
شوق وسپردہ بھی وصل مین کرتا ہے سوال
بارہا نقش رگ تار قبا دیکھ چکے

ہمتوا ای چرخ کچھ اس سے بھی سوا دیکھ چکے
دل سے کہتا ہی یہی حوصلہ مبتلا بھی
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے
ناامیدی یہ سنائی ہے شب فرقت مین
تجکو بھی آج مرے تیغ جفا دیکھ چکے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
انتہائے ستم رسم جفا دیکھ چکے
ہجر گیسو مین کوئی وجہ تسلی نہ ہوا

کھینچ لایا نہ کبھی شکوہ مری بالین تک
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چکے
ابتو رخصت دے مجھے ملک عدم کی قاتل
کیون فریب اثر وحشت دعا دیکھ چکے
اب کسی اور کو پامال تمنا سمجھے
نکہت افشانی دامان صبا دیکھ چکے
نازکی ندامی جانان کی خبر کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک خطا دیکھ چکے

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم بارہا جلوۂ بزم شعرا دیکھ چلے

جب غزل مرقوم مطربہ مطور نے بہ لحن داودی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے اور اُسکو انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ تو بزم عشرت سے زر کثیر انعام مین لیکر چلی گئی اور ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی اور دور جام مئے گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب مین واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہون زیادہ عیش و راحت مین بسر کرنا مناسب نہین ہی ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادہ ذی وقار استماع کرکے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائین مین اسی جگہ رہونگی اگر یہان نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو مین اس سے مقابلہ کرونگی اور اگر آپ کے ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقیناً نارنج جادو سے مقابلہ نہ کرسکونگی کیونکہ وہ مالک طلسم ہی فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا مین ہمراہ رکاب شاہزادہ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا شاہزادے کو ہرگز نہ جانے دونگا زلزلہ جادو نے کہا ای فرخ تمھارا جانا بھی مناسب نہین ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہی اور طلسم کشا کو لازم ہی کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرے اور نہایت ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سُنکے لوح طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ ای طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جاے تو تجھکو لازم ہی کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو بن حمزہ بخوبی مضمون حکم لوح سے ماہر ہوکر بہ ارادۂ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اُٹھ کے عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ ذیشان آپ کچھ خیال الملکہ زلزلہ جادو کے کہنے کا نہ کیجئے مجکو اپنے ہمراہ لیچلیے ہرچند شاہزادے نے فرمایا کہ ای فرخ تم یہین مقیم رہو تنہا مجکو جانے دو لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجۂ مجبوری شاہزادے نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے طلسم کشائی روانہ ہوے زلزلہ جادو اور شہباز کلہ تاز و سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر آئے اور اُسی باغ مین سب کے سب مقیم ہوئے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر اُنکا رہا ہونا بوجہ گلگونہ جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رفیع الامکان و ناقلان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی و زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوکے سمت جنوب روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طی مراحل ایک ایسی جگہ پر پہونچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ بنے ہوے تھے اور ایک گنبد کلان تھا اور وہ گنبد بہ صورت گنبد فلک بلند تھا اور نہایت خوش قطع بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر طلائی درمیان دونون مینارون کے تھی اور اُسی زنجیر طلائی پر ایک تخت زرین قائم تھا اور بالاے تخت ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون بھی اُسکے رقص و گردش کو دیکھکر بار بار گرد اُسکے پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور در گنبد سے ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربۂ فلک بھی اُس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی تھی شاہزادۂ ذی وقار نے جو رقص طاؤس کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہوکر فرخ سے کہا کہ ای فرخ دیکھو یہ طاؤس عجب انداز سے گردش کرتا ہی اور کیا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہے فرخ نے جو طاؤس

تو دیکھا اور آواز گانے کی سُنی فی الفور نا گمر پتھر کا ہوگیا اُسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ دیو قار جلد لوح دیکھیے ہیں تو نا گمر پتھر کا ہو گیا شاہزادہ نے جلد تر لوح پر نظر کی لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے جلد تر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پوٹے پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا اُس جگہ پر پڑا جس جگہ اُس طاؤس کے پوٹے طیر پر نشان سرخ ہی تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہو جائیگا ورنہ باعث خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے یہ حال لوح سے دریافت کر کے فوراً وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کر کے اور وہی نشان سرخ طاؤس کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس و جان تیر اُسی نشان پر پڑا اور پشت طاؤس کو توڑ کر نکل گیا طاؤس تخت پر سے گر کے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کے مر گیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہو گیا آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا پتھر جانب آسمان سے گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوائے تند و تیز چلنے لگی زمین تھرانے لگی پیر نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام کہ نام میرا طاؤس جادو تھا جسوقت وہ اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہی اور نہ وہ دونوں مینار ہیں فقط نیچے کا درجہ گنبد کا باقی ہی آواز گانے کی سنائی نہیں دیتی ہی اور فرخ بصورت اصلی ہی شاہزادے نے طاؤس کو ہلاک کر کے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے صدائے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اُس گنبد میں جانے کا کیا اُسی وقت ایک طائر نے صدا دی کہ ای طلسم کشا خبردار اُس گنبد میں نہ جانا شاہزادے نے اُس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اُس طائر کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور در گنبد کو بقوت تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا ایک جوان مجبوس گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا زرد ہی ناخن بڑھے ہوئے ہیں موے سر پریشان ہیں جب وہ جوان قریب شاہزادے کے آیا اُس سے پوچھا سچ کہ تو کون ہی اُسنے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ میرا نام شہرت جادو ہی ذوزبانو جادو نے مجکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز نارنج جادو نے یہ خیال کیا کہ ذوزبانو جادو چند روز میں مر جائیگی تمام دولت ذوزبانہ جادو کی شہرت جادو کے قبضے میں آئیگی مجکو ایک کوڑی بھی نہ ملیگی بس یہ خیال کر کے نارنج جادو نے مجھے گرفتار کر کے طاؤس جادو کے حوالے کر دیا تھا اُسنے مجکو اس گنبد میں قید کیا تھا شب و روز میں اس گنبد میں رویا کرتا تھا آج آپ نے یہاں آکر مجکو قید سے رہا کیا ہی اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی اور یہاں کیوں تشریف لائے ہیں شاہزادے نے اپنا نام بتایا اور باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا اور طاؤس جادو وغیرہ ساحروں کے ہلاک کرنے کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع دین اسلام ہوا شہرت جادو بموجب حکم بخوشی خاطر مطیع دین اسلام ہوا جب شہرت جادو مطیع دین اسلام ہو چکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو بن حمزہ نے تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ بمقتضائے بیت

سہمگین آبے کہ مرغ آبیے درد امین بنو دے ؛ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربو دے ؛

شاہزادۂ ذی وقار اُس بحر ذخار کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک مہیب صورت ہیبتناک خرس ظاہر ہوا اُسنے فرخ پر حملہ کیا فرخ اُس سے خوفناک ہو کر شاہزادے کو آواز دی اور عرض کیا کہ ای شاہزادۂ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچائیے جلد اس طرف تشریف

لائے شاہزادۂ ذیجاہ سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت جادو کے ہلاک کرنے کا قصد کیا شہرت جادو اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ سے مضطر و پریشان ہوکر التماس کرتے لگا کہ ای شاہزادۂ شیر صولت اس خرس بدصورت سے جلد مجھے بچا لیجیے دیر نہ لگایے شاہزادۂ ذی وقار تیغ آبدار کھینچکر برای قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس اول فرخ کو اٹھا کر لیچلا فرخ نے بیتابانہ عرض کیا ای شاہزادۂ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجکو لیے جاتا ہی لیقین ہی کہ اب مجکو کھا جائیگا ناخن دندان سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آگئی یہ بلاے بد مجکو باگئی حیف ساتھ آپ کا چھٹیگا یہ غلام اب آپ کو کہا پائیگا جو مین نے خطا کی ہو براے خدا معاف کیجیے گا اور میرے والد کو میری طرف سے تسلیم آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذاے خرس بدگہر ہوگیا شاہزادے نے جو تقریر فرخ کی سنی اور دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہی شاہزادہ فرخ کے بچانے کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او خرس بدکردار کہان میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہی جب شاہزادہ قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا شہزادۂ ذیجاہ نے فرقت فرخ مین ایک آہ کی اور بہت اشکبار ہوئے ادھر خرس دیگر قریب شہرت جادو آیا ہرچند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا آخر خرس نے شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پر لاد کے سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا ای شہریار اس خرس نے جفا کار سے مجھے بچا لیجیے جلد تر یہان تشریف لایے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لیگیا اور دریا مین جا کر غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ شہرت جادو کی مفارقت مین محزون ہوئے اور خیال کرنے لگے افسوس قبل اسکے مین نے لوح نہ دیکھی ورنہ حکم لوح سے مثل طاؤس جادو کے ان دونون خرسون کو بھی ہلاک کرتا خیال کرکے عمرو بن حمزہ بعد رنج و محن آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ایک صحراے وحشت انگیز مین پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر گیے چار جانب اس صحرای ہولناک کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ اُسی درخت پر آکے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ ای شاہزادۂ نیک خو آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا مالک شطرنج جادو ہی یہ نابکار بے مثل ساحر و عیار ہی جہانتک ممکن ہو اُسکی شر سے بچیے گا اور بغیر دیکھیے لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلاے بلا ہو جایے گا مین آپ کا دوست ہون اسوجہ سے آپکو سمجھاتا ہون افسوس بخوف اس جگہ ٹھہر نہین سکتا ہون ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے آپ کو بچاتا خیر اسوقت تو جاتا ہون لیکن کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکے طائر خوش رنگ اڑگیا عمرو بن حمزہ گفتگوے طائر سُنکے حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طائر کون تھا جو بہ درجہ میرے حال پر مہربانی کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے بوجہ تشنگی کے نہایت پریشان خاطر ہوئے آخر زیر درخت سے اُٹھے اور براے جستجوے آب آگے بڑھے ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا چند درختون کے سایہ مین بیٹھی ہی اور چرخے کو گردش دے رہی ہی سوت کات رہی ہی اور قریب اُسکے کئی گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوئے رکھے ہین آب خورے اور پیالے گھڑون پر رکھے ہین اور انھین درختون کے نیچے ایک مختصر سا چھپر پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ نے اس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہی یا شطرنج جادو

تیرے گرفتار کرنے کو یہ قطع اور یہ شکل بناکر بیٹھا ہی یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے صاف یہ ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اس بڑھیا سے مطابق خالف نہو یہ ساحرہ نہین ہی مدت سے اسی بیابان مین رہتی ہی عمرو بن حمزہ مضمون احکام لوح سے آگاہ ہوکر قریب اسی ضعیفہ کے تشریف لیگئے اور کہنے لگے کہ ای بڑھیا مین اسوقت پیاسا ہون اگر تیرے مزاج کے خلاف نہو تو مین تھوڑا پانی پی لون اُس ضعیفہ نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ جسقدر دل چاہے آب سرد پیو شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ ضعیفہ بوریے پر سے اٹھی اور آبخورے مین آب سرد و شیرین گھڑے سے انڈیل کر روبرو شاہزادے کے لائی شاہزادے نے آبخورہ ضعیفہ کے ہاتھ سے لیکر پانی پیا اور بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا کا کیا نام ہی یہ کون مقام ہی ضعیفہ نے جواب دیا اس صحرا کو سب بیشہ شطرنج کہتے ہین عمرو بن حمزہ نے پوچھا شطرنج جادو کس جگہ رہتا ہی بڑھیا نے کہا مجھے یہ معلوم نہین ہی کہ شطرنج جادو کہان رہتا ہی عمرو بن حمزہ نے گفتگو ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ طائر خوشرنگ سچ کہتا تھا کہ یہ صحرائے شطرنج جادو ہی یہ خیال کرکے شاہزادہ وہان سے چلا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور قریب شام اسی صحرا مین ایک مقام پر بیٹھ گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ دیکھا کہ ایک باغ ہی اور ایک بنگلہ مجوس کا اُس باغ مین پڑا ہی اور اُس بنگلے مین راحت افزا کا حال پریشان کھڑی ہی عمرو بن حمزہ نے راحت افزا کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ یہان کیونکر آئی اور کون شخص اسکو یہان لایا ابھی عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے آواز بلند پکارکے کہا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے مین اس حال تباہ سے اس جگہ قید ہون اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی اسی باغ مین قید ہین شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو مجھے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو یہان قید کیا ہی اسوقت شطرنج جادو کہین گیا ہی آپ اُس طرف سے باغ مین تشریف لائیے کیونکہ دروازہ اس باغ کا اُس جانب ہی مین تو دعا مین مانگتی تھی کہ آپ یہان تشریف لائین تاکہ ہم اور ملکہ مہ جبین قید سے رہائی پائین شکر ہی کہ آپ یہان آگئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی امیدین جو دل مین تھین بر آئینگی اگر آپ دو چار روز کے بعد یہان تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آکے دیکھیے تو کہ ملکہ مہ جبین کا کیا حال ہو گیا ہی شکل بھی طرح پہچانی نہین جاتی ہی رنگ چہرے کا زرد ہی آپ کی مفارقت مین اسدرجہ روتی ہین کہ آنکھون پر ورم ہی اور کثرت اشکباری سے آنکھین سرخ ہو گئین ہین فرط ضعف و نقاہت سے اٹھا بیٹھا بھی نہین جاتا ہی ہر وقت آپ کی یاد مین پڑی رہتی ہین اور رویا کرتی ہین ہرچند کہ اس زندان مین آب و طعام ملتا ہی لیکن ملکہ مہ جبین ہماری آپ کے صدمۂ مفارقت مین کچھ طعام تناول نہین کرتی ہین جب مین عرض کرتی ہون کہ ای ملکہ دو چار نوالے تو غذا کے کھا لیجیے اور تھوڑا پانی پی لیجیے تاکہ کچھ قوت ہو اور زندگی بھی رہے ملکہ مہ جبین مجکو یہ جواب دیتی ہین بیت دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت مین اب تو بس یہی آب و غذا ہے عاشق جانباز کی ۔ ای شاہزادہ ذی وقار یہ شعر پڑھکر بے اختیار روتی ہین ہرچند مین سمجھاتی ہون کہ آپ اسقدر نہ روئیے شاہزادہ ذیجاہ یہان جلد آئینگے آپ کو اس قید سے چھڑا لینگے کیونکہ وہ طلسم کشا ہین صاحب غیرت و حیا ہین لیکن ملکہ مہ جبین کسی طرح رونا موقوف نہین کرتی ہین اکثر دیوانون کے مانند گفتگو کرتی ہین گریبان کو چاک کرتی ہین خود بخود کبھی ہنستی ہین اور کبھی روتی ہین کبھی آپ کی تصویر خیالی سے مخاطب ہوکر بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری ہر ایک مطلع اور ایک شعر کچھ اپنے حسب حال پڑھتی ہین ابیات

میں وہ سوختہ حال ہوں کہ مر گئے پر بھی خاک سے دانہ شجر نہ ہوا ❊ جو ہوا بھی تو ہو کے جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہوں کس سے ملال کا اپنے سبب ہی غم کی سیاہی رنج و تعب ❊ گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل میں ذرا بھی اثر نہ ہوا

شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے جو کل تقریر راحت افزا نقلی کی سنی از حد بیتاب و بیقرار ہوئے اُٹھے اور راحت افزا سے کہنے لگے کہ میں ابھی آتا ہوں اور تمہیں اور ملکہ کو قید سے چھڑاتا ہوں راحت افزا نے عرض کیا اے شاہزادۂ ذیوقار دروازۂ باغ پر جلد آیئے لیکن یہ خیال رکھیگا کہ دروازۂ باغ پر ایک شخص درخت سے بندھا ہوا ہے وہ آپ کو اپنے پاس بلائیگا اور آپ سے باتیں مکر و فریب کی کریگا آپ اُسکی تقریر نہ سنیے گا اور باغ میں چلے آیئے گا عمرو بن حمزہ نے عشق ملکہ مہ جبین نارنجی پوش میں لوح کو نہ دیکھا اور راحت افزا کی گفتگو سنکے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے ملکہ ابھی باغ میں قید ہے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ در باغ پر آئے دیکھا کہ ایک شخص درخت میں زنجیروں سے بندھا ہے جب اُس شخص نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا کہنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذی وقار ذرا میرے پاس تشریف لایئے مجھکو اس قید سے چھڑا لیجئے شاہزادے نے پوچھا تو کون ہے اُسنے عرض کیا میں اُس باغ کا داروغہ تھا یہ باغ میرے ہی حوالے تھا شطرنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے میرے ہی سپرد کیا تھا چونکہ میں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو دختر ملکہ نارنج جادو کی جانتا تھا اسوجہ سے ہر طرح کی خدمت کرتا تھا اور شراب و کباب اور طعام لذیذ دیتا تھا یہ خبر شطرنج جادو کو جو ہوئی اُسنے برہم ہو کر اب مجھکو قید کیا ہے اور باغ سے نکال دیا ہے میں آپ کا اور ملکہ کا دوست ہوں مجھے دشمن تصور نہ کیجیے گا عمرو بن حمزہ نے تقریر اس شخص کی سُنکے خیال کیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے اگر لوح حکم دے تو میں اُسکے پاس جاؤں اور اسے قید سے چھڑاؤں یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح کو اس نیت سے دیکھا کہ میں اس شخص کے پاس جاؤں اور قید سے اسے رہا کردوں یا نہیں سوائے اس نیت کے اور کچھ نیت نہ کی چونکہ جس امر کے دریافت کرنے کے واسطے طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہے اُسی باب میں لوح طلسمی سے احوال ظاہر ہوجاتا ہے اور دیگر حالات ظاہر نہیں ہوتے ہیں غرضکہ شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ یہ شخص شنگل جادو ہے خبردار اے طلسم کشا اسکے قریب میں نہ آنا تمہیں لازم ہے کہ اس اسم بزرگ کو جلد تر تلوار پر دم کرکے اُسکے سر پر لگاؤ بس یہی حکم لوح نے دیا اور یہ لوح سے نہ ظاہر ہوا کہ باغ میں نہ جانا کیونکہ شاہزادے نے فقط شخص مقید کے باب میں لوح کو دیکھا تھا الغرض ادھر تو شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا ادھر شنگل جادو گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اگر شاہزادے نے لوح کو دیکھا تو میرا حال شاہزادے پر ظاہر ہو جائیگا اور شاہزادہ مجھکو قتل کریگا یہ خیال کرکے شنگل جادو عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ نامدار آپ لوح کو نہ دیکھیے مجھکو دروغ گو تصور نہ کیجیے جو کچھ میں نے عرض کیا ہے سچ سچ عرض کیا ہے جلد آیئے مجھکو رہا کیجیے یہ وقت لوح کے دیکھنے کا نہیں ہے ایسا نہو کہ شطرنج جادو آجائے تو میں رہا نہ ہو سکوں گا عمرو بن حمزہ لوح کو تو دیکھ چکے تھے شنگل جادو کہتا ہی رہا شاہزادے نے جلد تلوار کھینچی اور سر شنگل جادو پر لگائی شنگل جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے اور زمین پر گر کے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر مر گیا اُسوقت اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہوا تند چلنے لگی بعد اسکے فریاد کرنے لگے آخر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا شنگل جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ پہلے دروازہ باغ کا بند تھا اب کھلا ہے شاہزادہ داخل باغ ہوا دیکھا عجیب باغ ہے ہر ایک غنچہ و گل و ثمر عجیب و غریب ہے شاہزادہ متحیر ہو کر اس باغ کے ہر درخت کیطرف دیکھتا تھا کیونکہ وہ باغ ایسا تھا کہ نظم

طلسمی تھے وہان کے کارخانے
ہر اک پتے تھے طائر سحر کا ڈھنگ
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
سنے انسان اگر اسکو تو ہو غش

جدھر دیکھو تھے جادو کے ٹھکانے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون مین بھرا افسون و نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلون سے آتی ہو آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل چہچہاتی

شاہزادہ ذیوقار اس باغ کیطرفہ بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شہزادہ ذیوقار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابہ زنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لیچلیے ذرا ملکہ مہ جبین کا تو حال دیکھیے کہ آپکے فراق مین اور اس قید خانے مین انکی کیا کیفیت ہوگئی ہے مجکو یقین نہین ہے کہ اب ملکہ مہ جبین جان بر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہوکر مانند فیل صحیح و توانا ہو جائین ای شہریار مین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آئیے اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے مین اس بنگلہ مین کھڑی رہتی تھی اور آپکے آنے کا انتظار کرتی تھی شکر ہے کہ آپ یہان آئے میری امید برائی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لیکر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے رخ زرد ہے آنسو آنکھون سے جاری ہین آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اداس ہے موے سر الجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہے گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین یہ اشعار پڑھتی ہین

اشعار

عجب ہے اب تلک ہے چشم نمناک
اسے اب فرصت آنیکی نہین ہے
عجب مین کشمکش کے درمیان ہون
پس مردن بھی اس داغ ابد ہے
ہزارون خون شدہ ہین لالہ رخ
نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کی
چراغ دامن صحرای غم ہون
برنگ نکہت گل جو خزان سے

نہ آیا شاہزادہ مین ہون غمناک
کسی جا شرط جانیکی نہین ہے
گرفتار عذاب دو جہان ہون
مین چونکہ شوق کی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہے مرا گنج شہیدان
سحر ہوتے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہوا خواہ عدم ہون
سفر کرتی ہون مین باغ جہان سے

کہین کیا اور شمع حسن پائی
نئے معشوق سے پہلو ہے آباد
یہان ہو وجہ ماتم لطف ہستی
یقین ہے شورش دل سے مری جا
رہیگا تا ابد ماتم مین پر شور
کسی کی اے فلک تقصیر کیا ہے
وہ قطرہ ہون کہ شل نہ تک حسرت

بنا پروانہ تازہ لو لگائی
مری بھولے سے بھی آتی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب جو سے زیادہ تر لب گور
نصیبون سے مجھے اپنے گلا ہے
سر مژگان سے ہون مشتاق رخصت

جسوقت شاہزادہ ذیجاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور اشعار مندرجہ سنکے قریب تھا کہ فرط غم اور کثرت الم سے روح جسم سے نکل جاے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ مین تمہارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمہارے بغیر ایک لمحہ راحت نہ تھی مجھسے قسم لے لو کہ جو اب تک کسی معشوق سے سروکار ہو مین تو تمہاری تیغ ابرو کا گھایل ہون اور تمہین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانے مین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہو جائین اور اگر کسی معشوق کو فی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہو جائین ملکہ مہ جبین نے بناز و ادا اٹھکے جواب دیا کہ مجکو تمہاری باتون کا اعتبار نہین ہے اور صداقت کا تمہاری گفتگو پر گمان بھی نہین

ہو تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان نہ آئے ہوتے جب مین مرجاتی اُسوقت اگر تمکو فرصت ہوتی تو چلے آتے
اور خاک مین مجکو ملا دیتے افسوس ہم تو تمھارے باعث سے قید ہون اور تمھین کچھ پروا نہ ہو یہ کہکے
ملکہ مہ جبین نے منھ پھیر لیا اور کہا ای راحت افزا ان سے کہو کہ اب یہ یہان سے چلے جائین مجھسے نبولین
راحت افزا نے عرض کیا ای ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہی مناسب
ہی کہ شاہزادے سے شگفتہ خاطر ہو کر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا
ہو جائینگی شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالیگا غرض اسطرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو
سمجھایا کہ ملکہ نے منھ شہزادے کیطرف پھیرا اور تا دیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون
نے بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے یہ بھی کہا کہ ہرچند نارنج نے مجھسے ناراض ہو کے یہان مجکو قید
کیا ہی لیکن طوق و زنجیر مین مجھے گرفتار نہین کیا ہی صرف اس باغ سے مین نکل کے جا نہین سکتی ہون الحاصل
انھین باتون مین وہ وقت آیا بیت ہوا نہان نظر سے مہر انور ۔ ہوے پیدا فلک پر ماہ و اختر ۔ عمرو بن حمزہ یونانی
نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت تھکا ہوا ہون چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ
مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا مہ جبین پانون دبانے لگی عمرو بن حمزہ نے
کہا ای مہر سپہر خوبی وای ماہ فلک محبوبی برای خدا تم میرے پانون نہ دباؤ تمکو میری جان کی قسم تم بھی میرے پاس
میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انھین سے کوئی کنیز میرے پانون دبائیگی مجکو نیند آجائیگی یہ کہکے
شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین سامنے موجود ہین اسوقت
اختلاط کرنا لازم نہین ہی شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب ملکہ نے کہا کہ ای شہزادے تم
ان دونون لوحون کو گلے سے اتار کے کہین رکھدو یا میری طرف سے ہٹا لو تاکہ وقت خواب لوحون سے میرے
تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اتارا لیکن ملکہ مہ جبین کیطرف سے ہٹا کر پس
پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ ای ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور شطرنج جادو یہان
تو مجکو بیدار کر دینا مین اُس نابکار کو قتل کرونگا کہ اُسنے تمکو حکم نارنج جادو سے قید کیا ہی ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا
اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئیگا فوراً اُسکے آنے سے آگاہ کر دینگی شاہزادہ یہ سنکے مطمین ہوا
چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام
سے نیند آگئی ملکہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل سو رہا ہی اسوقت دونو لوحین گلے سے
اتار لین اور عمرو بن حمزہ کو مقید کر کے بہ قہر و غضب بیدار کیا جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین
نے ایک نعرہ کیا کہ او طلسم کشا دیکھو یون عیاری سے لوحین لے لیتے ہین منم شطرنج جادو شاہزادے نے
جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا قصد کیا کہ پلنگ پر سے اُٹھکر تیغ تیز کھینچکر شطرنج جادو کو قتل کرون اور
دونون لوحین اُس سے لون شطرنج جادو نے چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے
دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہو گئے اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو
نے چال کی اور عیاری سے دست لوحین مجھسے لے لین افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اُسکے
دام مکر مین گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھسے لوحین نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہوتی ہی اور لوحین کیونکر
ملتی ہین ظاہرا تو لوحونکا ملنا مشکل ہی اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہی کہ نارنج جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ

تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شطرنج جادو نے ساحرون کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزین اور راحت افزا کو جانتا تھا وہ سب ساحر تھے غرض جب ساحران روبروی شطرنج حاضر ہوے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجالائین شطرنج نے کہا مین تو ملکہ نارنج جادو کے پاس لوحین لیے جاتا ہون تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو قبل شاہزادے کے قید کیے گئے تھے سب کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے شطرنج جادو نے دونون لوحون کو رومال مین لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہوکے اور قطع راہ کرکے جلد تر خدمت ملکہ نارنج جادو مین پہونچا اور تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ اے ملکہ عالم مین نے کشا کو گرفتار کیا اور لوحین اُس سے لے لین یہ کہکے دونون لوحین روبرو ملکہ نارنج کے رکھدین نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحون کے لے لینے سے نہایت شاد و مسرور ہوئی اور اسیوقت شطرنج جادو کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر خلعت دیا ہے اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر روبروے ملکہ نارنج جادو دربار مین بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے شطرنج جادو کے وہ ساحران نابکار فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اُس باغ سے چلے اور بتعجیل تمام راہ طے کرکے خدمت ملکہ نارنج جادو مین آئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے چارون قیدیون کو ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا ملکہ نارنج جادو نے شطرنج سے کہا کہ آجکی رات تو ان قیدیون کو تم اپنے حجرہ مین گرفتار رکھو اور بنہایت خبرداری اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو مین تمام ساحران طلسم کو بلاؤنگی اور سب کے سامنے ان سبھون کو قتل کرونگی اور کچھ خیال قاعدے کا نہ کرونگی ہرچند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے سر دربار عرض کیا کہ اے ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے مین آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ کو رہا نہ کیا اور شطرنج جادو بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار سے ایک میدان وسیع مین لیگیا اور ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیوارین آتش کی ہوگئین بعد اسکے شطرنج جادو چارسو ساحران غدار چہار جانب اُن دیوار ہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور سب ساحرون سے کہا کہ بخوبی ہوشیار رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ ان قیدیون کو کوئی آکر لیجاے ساحرون نے عرض کیا آپ مطمئن رہین ہم ہوشیار رہینگے شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو مین آیا اور اپنی جگہ بیٹھا اسوقت ملکہ نارنج جادو نے کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر کہا ابھی سوہن لاؤ تاکہ مین اپنے ہاتھ سے ان دونون لوحون کو ریت کر خاک مین ملادون جب یہ لوحین نہ ہونگی تو کون میرے طلسم کو فتح کریگا کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا ہم سوہن حاضر کرتے ہین آپکو اختیار ہے جو منشا ہو ان لوحون کے باب مین کیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ انمین ایک لوح محفوظ ہے اور دوسری لوح طلسمی ہے نارنج جادو نے تقریر کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار اپنے کوکا سے کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحون کو بحر ذخار مین پھینک آئیگا میلاد نے عرض کیا کہ مین آپکا تابعدار ہون جو آپ حکم کرینگی مین بلا عذر بجالاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ اے میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہے کہ یہ لوحین کسی کو نہ ملین اسیوجہ سے مین انکو دریا مین پھکوائے دیتی ہون جب لوحین طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم کبھی نہ ٹوٹیگا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور مین بھی قتل نہ ہونگی پس تو جا کر ان دونون کو بحر مین ڈالدے پھر مین عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو وغیرہ کو ہنگام سحر قتل کرکے ابھی مین زلزلہ جادو اور بہزاد عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اور لشکر طلسم کشا سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونون لوحین رومال مین جب

کو دین میلاد جادو لوحین لیکر بصورت عقاب پرواز کر کے چلا گلگونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہی اور ملازمان ملکہ نارنج جادو سے ہی اور عاشق ہی شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے طائر خوشرنگ بنکر بیشۂ شطرنج مین عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب مین اسوجہ سے روانہ ہوئی ہی جانتی ہی کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہونگے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعاے دل حاصل نہ ہوگا غرضکہ جب گلگونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگونہ جادو بہ شکل باز تھی اس سبب سے سر عقاب مذکور پر پہونچکر تھرائی اور عقاب پر گری اور پرون سے تھپیڑ مار کر چنگل و منقار سے عقاب کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوے اور دوپہر دونون کو لڑائی مین بج گئی عقاب ہوجہ سے غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین تھین اور گلگونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ یہ ایک نازنین نحیف الجثہ غرض باز بر ہنگام جنگ عقاب نے چاہا کہ باز تیز پرواز کو مار ڈالون اور باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا نہ ہوا اور میرا مدعاے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہی کہ اس عقاب یعنے میلاد جادو سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کر کے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا آگیا اُسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اُسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی گلگونہ جادو فوراً لوحین لیکر بصورت باز وہان سے بصد خوشی اڑی اور راہ طے کر کے قریب اُس احاطۂ آتش کے آئی جس مین عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو وغیرہ مقید تھے اور پھر کندے تولکر اُس احاطۂ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجا لانے کے دونون لوحین شاہزادے کے گلے مین ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ فرخ نژاد اب کسی کے فریب مین نہ آئیگا ان لوحون سے نہایت ہوشیار رہیگا مین ہی ہون کہ طائر خوشرنگ بنکر صحراے شطرنج مین گئی تھی اور درخت پر بیٹھ کے آپکو مکر و فریب شطرنج جادو سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہی یہ اُسی کا صحرا ہی اُس سے ہوشیار رہیگا ایسکے دام فریب مین نہ پھنسیے گا یہ عرض کر کے گلگونہ جادو نے بنگاہ الفت شہرت جادو کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی پھر بصد عجلت وہان سے چلی اور روبروے نارنج جادو آکر بیٹھی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم نہ ہوا کہ گلگونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض ادھر تو گلگونہ جادو دربار نارنج مین آئی ادھر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور بالکل گل ہوگئی پھر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اُس احاطۂ آتش کے براے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے عمرو بن حمزہ وغیرہ بعد دور ہونے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ سکے آخر بدرجہ مجبوری بھاگے اور شطرنج جادو کے پاس جا کر کہنے لگے کہ ہمین اُسوقت تعجب یہ ہی کہ ساحر کا سحر جب دفع کرتا ہی یا ساحر مر جاتا ہی اُسوقت سحر دفع ہوتا ہی آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپکا سحر دفع ہوگیا سب قیدی چھوٹ گئے ہر چند ہمنے سحر کر کے روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رُکے اور طلسم کشا نے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر ساحرون کو قتل کیا لاشین انکی ابتک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر واسطے اطلاع دہی کے حاضر ہوے ہین اب آپ جا کر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سنکر نہایت حیران ہوے اُسوقت

شطرنج جادو متحیر ہوکر دربار نارنج جادو سے اٹھا اور بقہر و غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہی لیکن اب حال ملکہ مہ جبین کا لکھا جاتا ہی کہ ملکہ نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو اسکی چھچھو شگوفہ کے حوالے کر دیا تھا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز یاد عمرو بن حمزہ مین رویا کرتی تھی ہرچند شگوفہ سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ و زاری سے موقوف نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ تو بھی میری طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ عرض کرتی تھی کہ ای ملکہ مین تو مسلمان نہ ہونگی کیونکہ مین نے سنا ہی بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو قید ہوگئے ہین اور اب وہ قتل کیے جاوینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ و زاری کرنے لگی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز فراق مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور ہجر مین جان کھونیلگی شعر

آتی ہی کان مین یہی ہردم صدائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
یارب انھین بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہو کسی پہ تمہارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمھین
کس سے کہون سناؤن کسے ماجرائے دل
ملووں سے مل رہے ہو دل مضطرب جو تم
بس چپ رہو جو پاتا تھا اپنی سزائے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اٹھائے دل
ترچھی نظر سے سیکڑون دل ہوگئے شکار
جو رات دن ستاتے ہین ناحق پرائے دل
جب تک ہین زندہ ظلم کرو بیوفا د تم
برباد مفت کر دیے تمنے پرائے دل
دکھلانا انکو بت نگارین کا شاق ہی
ای سپہر کجاق ہان یہی بس ہی سزائے دل

ہر وقت ہر گھڑی ہی یہی بس دعائے دل
تیغ نگاہ یار سے خالق بچائے دل
ہمپر جو کر رہے ہو یہ بیداد بے سبب
مرنیکے بعد یاد کروگے وفائے دل
مونس نہین انیس نہین ہمنشین نہین
کیا خوب دے رہے ہین مجھے خونبہائے دل
خاطر بتون کے ہجر مین تڑپوگے کب تلک

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار درد آمیز پڑھ پڑھکر رو رہی تھی اور شکایت فلک کجرفتاری کی کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ نے سنا کہ عمرو بن حمزہ کو کسیطرح لوحین مل گئین اور خواجہ عمرو وغیرہ قید سحر سے رہا ہوگئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اور فرط خوشی سے قہقہے لگانے لگی اسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانون کا بہت اچھا ہی اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمہ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ مین نے اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر شگوفہ کو کلمہ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہوچکی اسوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا کہ ای میری اچھی چھچھو مین تیرے صدقے ہو جاؤن اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کے پاس لیچل شگوفہ نے عرض کیا واری جاؤن آپ یہ کیا فرماتی ہین چلیے مین ابھی لیے چلتی ہون یہ کہکے شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو جو دربار نارنج جادو سے اٹھکر چلا تھا بعد طے کرنے راہ کے اسی میدان مین پہونچا دیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے ہین اور میرا سحر دفع و برطرف ہوگیا ہی شاہزادے کے گلے مین دونون لوحین پڑی ہوئی ہین اور شاہزادہ ساحرون کو قتل کرکے ایک سمت جاتا ہی فرخ اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہین شطرنج جادو یہ حال دیکھکر احد متحیر ہوا اور کچھ سوچکے جانب عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب پہونچکر پانون پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمایئے مین نے آپکو مکر و فریب قید کیا تھا اور یہ جانتا تھا کہ دین سامری و جمشید برحق ہی لیکن اب ثابت ہوگیا کہ خدائے نادیدہ کے آگے سامری و جمشید کی کچھ حقیقت نہین اور دین اسلام اچھا ہی بس اب مین مطیع دین اسلام ہوگیا اور ساتھ نارنج جادو کا نیچ ہوا

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ ای شطرنج جادو اگر تم ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمین یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوے ہو اگر تم ملکہ کو نہ لاؤ گے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہمسے مکروفریب کی باتین کرتے ہو اور پھر قصد ہمارے گرفتار کرنے کا کرتے ہو شطرنج جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ فیجاہ ملکہ مہ جبین تو نارنج جادو کے پاس ہین انھین مین کیونکر یہان لا سکتا ہون لیکن جاتا ہون حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ نہین ٹھہریے یہ لیکر شطرنج جادو چلا چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ مین شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور سگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا ای ملکہ تم مجھسے نہ ڈرو مین تمھین تو لینے کے واسطے آیا تھا اور اب مین مطیع اسلام ہو چکا ہون ملکہ مہ جبین یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج جادو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوے اور ملکہ بھی از حد شاد و مسرور ہوئی پھر اسکی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کراے اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اب تو میرے مطیع دین اسلام ہونیکا آپکو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھکر کہا ہمنے تمھین خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ مین نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو کے باہر بارگاہ کے رہا شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے لگا شاہزادہ میکشی کر رہا تھا کہ کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کرنے لگین کہ ہمنے جو حضور کے یہان آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوے عرض بعد میکشی کے انھین عورتون مین سے ایک عورت ایک غزل گانے لگی یہان تو ناز نین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ نارنج جادو کا لکھا جاتا ہی کہ نارنج جادو نے جو سنا کہ لوحین طلسم کشا کو مل گئین اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ نارنج جادو کو نہایت رنج ہوا اور کمید شعلہ افزا سے کہا کہ اگر مین یہان رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی مین گنبد ارسطو کی جانب جاتی ہون کمید شعلہ افزا نے کہا ای ملکہ مجھے یقین نہین ہی کہ شطرنج جادو ہوا ہو آج آپ نہ جایے کل گنبد ارسطو کی طرف روانہ ہوجیے گا نارنج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ کیا یہان شطرنج جادو نے پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہواے تند چلنے لگی خواجہ عمرو کلیم اوڑھکر چونکہ اسوقت مین عمرو بن حمزہ نے لوحین گلے سے اتار کے علیحدہ رکھدین ہین اسی سبب سے بوجہ سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب بارگاہ مین پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو مین گرفتار ہو کر پتھر کے ہو گئے شطرنج جادو لوحین لیکر اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے نارنج جادو پاس گیا نارنج خوش ہوئی کمید شعلہ نے عرض کیا ای ملکہ اب یہانسے سہیلیہ کی جانب چلیے اور سہیل کی راے سے سب کو قتل کیجیے جب تک آپ وہان سہیلیہ مین جاتی تھین کوئی آفت طلسم پر نہ آئی تھی پس ملکہ نارنج جادو بموجب کہنے کمید شعلہ افزا اور عمرو بن حمزہ اور مہ جبین وغیرہ کو لیکر جانب شہر سہیلیہ بخدم و حشم روانہ ہوئی

دو کلمے داستان سحر بیان جانا نارنج جادو کا شہر سہیلیہ قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو یعنی خونخوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب	کہ ہو سوزش ہجر سے دل کباب	نہ بادہ مجھے وحشت انگیز دے	محبت سے اک جام لبریز دے

کوئی ایسا افسون بتا ساقیا
نہین میل بنت العنب کیطرف
غم ہجر سے ہون رہا ساقیا
ہی دل اور تیر نگہ کا ہدف
ہوا کشتہ اُس تیغ خونخوار کا
اُسی گل کی ہر وقت بس تاک ہی
ہی شہرہ میں ابروے خمدار کا
مٹے آنکھین پر پڑی خاک ہی
گرفتار دام مصیبت ہوا
اسیر بلائے محبت ہوا

غزل

آئی بہار دیکھینگے فصل بہار مین
گردش ہی پتلیون کو نہین چشم یار مین
تونے تو مجکو ڈالدیا ہی فشار مین
آغاز خط ہوا رخ رنگین یار مین
بوے وفا نہین چمن روزگار مین
جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی
اُٹھتا ہی لطف وصل ہین انتظار مین
رہتا ہی زلف و رخ کا ترے روز و شب خیال
پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ساقی بسا گلابیون کو یون بہار مین
شیرون کے بدلے پھرتے ہین آہو کچھار مین
جلتے رقیب دیکھ کے بوس و کنار مین
گھیرا خزان نے باغ کو فصل بہار مین
کھل جائیگا جو باغ مین بولینگی بلبلین
درکار ہونگے قبر کے تختے مزار مین
سودا ہوا اک آئینہ رو کی جو زلف کا
کٹتی ہی زندگی اسی لیل و نہار مین
بیت روان کردہ خامہ برق دم

یہ سیکڑون جو گل ہین دل داغدار مین
ہو عطر کیتکی کا مٹے خوشگوار مین
شوخی تو دیکھو کہتے ہین بوس و کنار مین
کیا کیجیے کہ یار نہین اختیار مین
رنگ خزان ہی باغ جہان کی بہار مین
میری زبان بند نہ ہوگی ہزار مین
ہر وقت مین کسی سے تصور مین ہم بغل
جاتے ہین ہم حلب مین کبھی گہ تتار مین
مین لاکھ چاہتا ہون انشا ہو راز عشق
نمودند این داستان راز رقم

گرفتاران بلاے بے درمان دام عشق مضامین جوش آگین و اسیران مجلس شوق عبارات زنگار رنگ آفت جہان اس داستان اشتیاق نشان کو قلم شوق رقم سے صفحہ قرطاس محبت اساس پر مثل نقوش حب یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار جستجو و تلاش مین عمرو بن حمزہ کی چلا بعد قطع منازل بیابان و طی مراحل خارستان جب شہر نارنج مین آیا تو وہان یہ خبر سنی کہ عمرو بن حمزہ کو قید کر کے سہیلیہ کیطرف لیجاتے ہین خواجہ عمرو فوراً ایک ساحر کی شکل بنکر اُسکے لشکر مین گیا وہان ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی عمرو اُس سے باتین کرتا ہوا آگے آگے لشکر کے چلا جب قریب سہیلہ کے پہونچا تو اُسوقت عمرو نے اُس جادوگر سے پوچھا اے عزیز مین تو فلان شہر کو بغرض گیا ہوا تھا آج عرصہ کے بعد آیا ہون اب یہ لشکر کہان جاتا ہی اُس جادوگر نے کہا اے شخص سہیل جادو نبیرہ جمشید کے پاس نارنج جادو قید طلسم کشا کی لیے جاتی ہی جب تو عمرو نے اجنبی بنکر کہا ہان ہان وہی سہیل جادو اُس جادوگر نے بھی گردن ہلا کر کہا ہان وہی سہیل جادو غرضکہ عمرو اور وہ جادوگر شہر مین داخل ہوئے عمرو نے دیکھا کہ شہر مین سات بازار سات رنگ کے ہین اور ہر بازار مین ایک ایک جھنڈا جدا جدا رنگ کا ہی کسی بازار مین سیہ جھنڈا کھڑا ہی کہین سرخ رنگ کا جھنڈا ہی کسیطرف سفید ہی کہین صندلی ہی ایک جانب نفشی جھنڈا ہی ایک سمت نیلم کا ہی ایک طرف پکھراج کا جھنڈا کھڑا ہی اور باہر شہر کے ایک دریا جاری ہی اُسی دریا مین سے ہوکے ہزارہا آدمی چلے آتے ہین مگر باہر دریا سے جو نکلے دیکھا تو کہین کپڑا بھی اُنکا تر نہین یہ عجائب ماجرا دیکھکر عمرو حیران ہوا اور وہی لوگ جو دریا سے نکلکر آئے ہین انھین بازارون مین اشیاے نادرہ خرید و فروخت کرنے لگے بعد اسکے سات رنگ کے سات نقابدار آئے آگے آگے نقابدار یاقوت پوش اور پیچھے نقابدار سیہ پوش وغیرہ یہ سب نقابدار اگر اپنی اپنی بازارون مین ایک ایک کوتوال بنکر کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اور عدل و انصاف ہر ایک کا کرنے لگا رو بکاریان ہونے لگین حکم موافق مقدمے کے جاری ہوے چنانچہ ایک شخص نے کچھ قصور کیا تھا اُسے سپاہی پکڑ لائے اور نقابدار سیہ پوش کے سامنے اُسکا مقدمہ پیش کیا اور آپسے حاضر کیا بعد دریافت کرنے رو داد مقدمہ کے نقابدار سیہ پوش نے حکم دیا کہ اس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دو تم سب اُسکی ماہیت سے آگاہ ہو جاؤگے سپاہیون نے کوالی

چبوترے کے تب اُس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دیا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو کتا ہو گیا ہر ایک کے پیچھے بھونکنے لگا نقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اُسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے اُٹھا کر مارے اور دوت دوت کہکر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وہ کتا یون یون کر کے بھاگا خواجہ عمرو یہ تازی کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہگیا نقابدار سیہ پوش اُٹھا اُدھر ملازمون نے ترحلوا اگر ما گرم ترتراتا ہوا اطباق مین آگے نقابدار سیہ پوش کے لا کر رکھا نقابدار سیہ پوش نے نہین معلوم کسکی نذر دی اور تمام میلے والون کو تقسیم کر دیا عمرو متحیر ہو کر دوسرے بازار مین آیا وہان اسیطرح سے ترحلوے پر دوسرے نقابدار نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض غرض ساتون بازارون مین ایک ہی وقت پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سب کو تقسیم کر دیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی آئی اور اسی دریا کے پل سے اوپر سے چلی عمرو بھی اُسی کے ہمراہ اُتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہے اوپر زینہ اُسکا اتنا چوڑا ہے کہ سیڑھیون پہ تخت نارنج جادو کا لوگ سیدھا لیگئے جب اوپر کے درجے مین پہونچے تو دیکھا صدہا مہنت کھڑے ہین اُنھون نے نارنج جادو کو سلام کیا اور کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہے اور جب نارنج جادو آتی تھی تو ہزارون روپیے مہنتون کو دیتی تھی اُسپر نارنج جادو کو اندر نہ جانے دیا باہر ٹھہرا لیا یہ دیکھکر عمرو اوٹ مین آے اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک مہنت کی صورت بنکر اُن مہنتون مین ملگئے اور ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھنے لگے گنبد کیطرف جو نگاہ کی تو ایک تخت جواہر نگار ہے اور برابر تخت کے سات دنگل بچھے ہین اور دو پیچھے تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار کا رکھا ہے اور تمام گنبد مین وہ جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی ہے خواجہ کھڑے ہوے حیران دیکھ رہے تھے کہ یکایک دروازے سے ایک سواری بڑے جاہ و تجمل سے آئی دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص ادھیر اور چالیس آدمی اور اُسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین مقدسون کی پہنے ہوے ہین اور دو شخص کتابین بغل مین دبائے چلے آتے ہین جب مرد دیرینہ گنبد مین آیا نارنج جادو نے سلام کیا گمید شعلہ افزا نے بڑھ کے عرض کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہے یہ سنکے سہیل جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا تبسم سلام لینے کے کہا اہو بی بی نارنج جادو اتنے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو رہین نارنج جادو نے عرض کیا کہ حضور کی دعا کی دعاے دولت و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور جب سے حضور کے جمال بمثال کی زیارت چھوٹی یہ حال ہو گیا الغرض کہ سہیل جادو آ کر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے یہ کرسی جواہر نگار ہوتے اور وہ جو دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوے تھے پیچھے تخت کے دنگلو پر بیٹھے پھر وہی ساتون نقابدار اور اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوے لیکن نقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت سے کے ہے جب سب دربار جمع ہو لیا سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھ مین کھولین اور آواز بلند بلند کہا کہ اس سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہوگا اور خون ریزی بہت ہوگی مگر جو نقابدار سرخ پوش اطاعت کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر سے اُتر آیا ملازمان درباری نے پکار کے کہا کہ جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری پیش ہو غرضکہ پہلے ہی روبکاری نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ برملا ملکہ مہ جبین اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو لیکر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کر

مہ جبین نے سلام کرکے سہیل جادو سے کہا اے سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھ کے سلام کیا ورنہ تو لائق سلام کے نہین ہے یہ سنکر سہیل نے کہا او مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہے اور اپنی مان کی اطاعت کیون نہین کرتی مہ جبین نے کہا او سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہریار کھڑا ہے اسیکے سبب سے مجکو دولت ایمان حاصل ہوئی فقط ایک کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سوائے اسکے کہ گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابھی تک مین نے کوئی حرکت بیجا نہین کی اور مین جمشید و ساحری پر ہر روز ہزارہا مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین نے کہا سہیل جادو غضبناک ہوکر تھرانے لگا کسواسطے کہ جمشید تو اُسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ او مہ جبین تو تو میرے منھ پر میرے نانا جمشید کو برا کہتی ہے مہ جبین نے کہا اے سہیل پھر تو کیون مجھ سے ایسی باتین کرتا ہے تو اپنی بزرگی اپنے ہاتھ رکھو یہ سنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد ایک لگن مین پانی لا وہ شخص اسیوقت ایک لگن مین پانی بھر کر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اُسنے اپنا پانون کا انگوٹھا تین مرتبہ اُسمین مین ڈالکر ہلایا پھر اُس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اُسنے حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اسنے وہ پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک پھریری لی اور مڑکر نارنج جادو سے کہنے لگی اے امان جان آپ کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج جادو نے کہا اے نور نظر و اے پارہ جگر یہ دربار میرے جمشید کا ہے تجکو بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سنتے ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض کیا حضور میرا قصور میرا معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہے نارنج جادو نے کہا اے بیٹی انہی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا اے امان جان اب جلدی اپنے مکان پر چلیے مین کیا جانون کہ یہ نگوڑا کون ہے نارنج جادو ملکہ مہ جبین کی ایسی باتین سن سنکر بہت خوش ہوئی اور سہیل جادو کے قدمون پر گر پڑی اور عرض کیا اے سہیل جادو آپ کی عنایات و مرحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی کلیجہ ٹھنڈا ہوا یہ کہکر دونون لوحین سہیل جادو کو دیدین سہیل جادو نے کہا اے نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور ملکہ مہ جبین کا فسانہ کرا ما نارنج جادو نے کہا کہ مین اس نگوڑے کو لیجا کر کیا کرونگی اسکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی ہون آپ جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو کو لمید شعلہ افزا نے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرض کہ نارنج جادو نے خوشی مین اگر ہزارہا روپیے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے پھر مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار نیلم پوش کو دونون لوحین دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہٗ سہیل جادو سوار ہوکر تخت جواہر نگار پر چلا گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین لاکر اُتارا اب جو عمرو بن حمزہ نے دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درے ہین اور سامنے بہت سے درخت چنار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ و فرخ کو لیکر اُنھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی قیدی طلسم مین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ اُنکے پاس آے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ تم سب قیدی ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ کہنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے پھر قریب شام خوانہاے طعام سب کے واسطے آے عمرو بن حمزہ نے اُن سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاؤ سب کے سب عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا اُن سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اُسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتون سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جسوقت سب کے سب اپنے
اپنے مکانون مین سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا اے شہریار باغ کی دیوارین بہت نیچی ہین اور ہمارے ہاتھ
پانون کھلے ہین مین دیوار کو اُچک کے تمکو بھی لیے جاتا ہون یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند ہوگئی فرخ
نیچے گر پڑا جون جون فرخ اُچھلتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی غرض فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار مثل دیوار قہقہہ کے
ہوگئی تمام بدن فرخ کا گر گر کر چھل گیا ناچار ہوکر عمرو بن حمزہ سے آکے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا یاد کرو غرضکہ
بیچارے مایوس ہوکر رہگئے جب کئی روز گذرے تو کامران نے کہا اے عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہے
وہ بیچارہ قتل ہوگا چنانچہ ایک حبشی آتا ہے اُس سے کشتی ہوتی ہے جب وہ زیر کرتا ہے تو گلا کاٹ ڈالتا ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ
نے کہا اگر تم سب مسلمان ہو تو مین اُس حبشی سے لڑون انھون نے کہا اے شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے
ہوتے ہین انکو راضی کرکے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر اُسکے
مکان مین آیا کہ جسکی باری تھی کہا اے شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہے جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ
زرد ہے اور مردنی منہ پر چھائی ہے اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوئے اور اُسکو تسلی دی کہ مین ہرگز تجھے
جانے نہ دونگا یہ کہکر سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر نقابدار یاقوت پوش بیٹھا
ہے پیچھے دو وزیرزادیان سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہین اور سامنے اکھاڑا بنا ہوا ہے اور ایک کشتی مین چیت لنگوٹ بلکہ تمام
ہتھیار جنگ کے رکھے ہین اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا پکار رہا ہے کہ جسکی باری ہو وہ اگر جس فن مین چاہے
مجھسے لڑے یہ نہو کہ بعد اُسکے کہے کہ مجھکو اس فن مین زیادہ دخل تھا غرض اُسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے اُسکے
آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن مین لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن مین تیرا جی
چاہے لڑلے یہ سنکر حبشی حیران ہوا کہ آج تک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہین کی حبشی نے پوچھا کہ تجھکو آج کے روز ہوئے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجھکو اس بات سے کیا مطلب ہے کہا یہ آئین نہین بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہے بتا تجھکو
کے روز ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوئے ہین حبشی نے کہا جاکے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہین ہے وہ شخص
آئے جسکی باری ہو یہ سنکر وہ بیچارا آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجھکو مار ڈالونگا
یہ کہکر اُس حبشی سے کہا کہ او گیدی اگر تجھکو لڑنا ہو تو آ لڑلے لازم ہے بشر کو جو سامنے آئے اُس سے لڑے یہ سنکر اُس
حبشی نے کہا تو بڑا جاہل ہے ارے یہ آئین یہانکا نہین ہے عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہے غرض اتنی دیر تکرار ہوئی کہ
زیادہ جھگڑا ہوگیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہے اور جو یہ قیدی نیا آیا ہے وہ لڑنے کو کہتا ہے کسی طرح نہین
مانتا ہے ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا لینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجھکو ملکہ
بلاتی ہے غرض کہ عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہے عمرو بن حمزہ
کی جو نگاہ چہرہ بے مثال پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوئے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و یاسمن
سے حکم کیا کہ اس کہو تو کیون اپنی جان دیتا ہے بھلا تو اس حبشی سے لڑ سکیگا جا جسکی باری ہو اُسکو بھیجدے سمن
و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر عمرو بن حمزہ
نے انکا بھی کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو کل مین اپنے باپ سے پوچھ
آؤنگی حبشی نے عرض کیا آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہے ہم آپ کو بجائے سہیل جادو کے جانتے
ہین غرضکہ یہ باتین کرکے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سبکو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے

کہا ای شہریار ایک آئین میں تو فرق آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آکے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی نے فوراً عمرو بن حمزہ کو زیر کرکے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اسکی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کروں اور لہو اسکا طشت میں لاؤں آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون میں ڈبوئیں یہ سنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ کل میں پوچھنا بھول گئی اُسکو یہاں بھیجو جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے انکو سمجھایا اور کہا دیکھا تمنے بھلا چاہا تھا واب کیونکر بچو گے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بخدا جب تک میرے دم میں دم ہے ہرگز نہ انکو یہ سنکر ملکہ ناچار ہوکے چلی گئی اور یہاں فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے سامنے جانا اور اور اُسکا گلا دبانا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مار ڈالنا غرض دوسرے روز جب وہ حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مار ڈالا تمام باغ تیرہ و تار ہوگیا اور وہ درخت اور مکان سب فی النار ہو گئے لیکن دیواریں زیادہ بلند ہو گئیں جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوئے کہ اب ہم سب قید سے چھوٹ جائینگے مگر وہاں قید زیادہ ہو گئی لیکن اسی کی خوشی ہوئی کہ جانیں بچ گئیں مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ خبر جو صندل جادو کو ہوئی کہ قیدیوں نے حبشی مریخ جادو کو مار ڈالا اُسنے غضبناک ہوکر اور زیادہ قید کردی کھانا موقوف کردیا کہ سب قتل کیے مرجائینگے جب تین روز گذرے تو سبھوں نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے بھوک کے غش کر گئے اور سبکا حال قریب مرگ کے پہونچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے عمرو بن حمزہ کھانا نہیں کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا یاسمن و یاسمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا جب تک وہ شہریار کھانا نہ کھائیگا میں بھی نہ کھاؤنگی اُسوقت اُن دونوں نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس باغ میں آئیں ایک گوشے میں ملکہ کو پوشیدہ کرکے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئیں اور کہا یہ کھانا کھاؤ عمرو بن حمزہ نے کہا جب تک سب نہ کھائینگے بخدا میں بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر سمن نے کہا ہم تو تھوڑا کھانا لائے ہیں تم کھالو اُنکے واسطے لادینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے سمن سے تکرار ہو رہی تھی کہ صندل جادو اور انور جادو اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہاں دونوں آئیں اور صندل جادو نے کہا او سمن و یاسمن تم دونوں گُٹنا پن کرکے ملکہ کو لائی ہو تمکو خوب مزا اسکا دیتا ہوں یہ کہکر فوراً ایک نارنج سحر پڑھ کر ایک درخت چنار پر مارا اُس درخت میں آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہاں تک کہ تمام باغ آتش بار ہوگیا عمرو بن حمزہ مع چالیسوں قیدیوں کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے وہ سب کہنے لگے کہ ای شہریار اب ہم سب جل جائینگے جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا ای بھائیو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ سمن نے دوڑکر کئی پتیاں انار کی توڑیں اور سحر جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیاں پڑنے لگیں دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا یہ قدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کرکے انور جادو سے کہا تو جا کر سہیل جادو کو خبر کردے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ میں جلکر خاک ہو گئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیاں بری برستی ہیں دوڑکر سمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری میں زیادہ ہے جو ردسحر میرا کیا اور یہ کہکر سمن پر حملہ کیا سمن نے ایک چھڑی درخت سے توڑی اور اسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو کی پشت کو توڑکر باہر نکل گیا سارا طلسم صندل جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہوگیا پھر سمن نے کہا ای عمرو بن حمزہ و ای لالہ خونخوار جادو اب تو چل کے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا انکو بھی لیجاؤ سمن نے یہ سُنکے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسوں قیدیوں کے سروں پر اور شانوں پر لگائی سب کے پر پرواز

پیدا ہوئے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑ لو سبھون نے تخت کے پایہ کو پکڑ لیا اور عمرو بن حمزہ اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سبکو لیجاکر ملکہ کے گھر مین اُتار دیا غرض اُن چالیسون نے جب کھانا کھا لیا اسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو ہنت بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو اپنے مکان مین آیا اور شب کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چونک دوسرے ہاتھ مین تھالی پیتل کی اُس مین کجی سیب رکھکر لائے مگر لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سر تا پا پہنے ہوئے پازیب جواہر نگار پاؤن مین دیوار سے کود کر چھم چھم کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اس پری پیکر کی دیکھکر چالیسون مقدس اور سہیل جادو محو ہوگئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقلی نے کہا مین پری ہون اور پرستان سے آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہوگیا تھا مین نے اکثر لات اعلے منات ہبلے کے نام لیے لیکن وہ ہرا نہو جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فوراً وہ ہرا ہوگیا اُسوقت مین نے یہ عہد کیا کہ جب درخت بارور ہوگا پہلا پھل اُسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھال سیب کا آگے سہیل جادو کے رکھدیا اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو بھی کھلایا سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فوراً سہیل جادو کے گلے سے لوح محفوظ اُتار کر سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سبکو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ پری چلی گئی آپ کو نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقلی نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت تھی کیونکر اُسکا دل میری طرف رغبت کرتا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو بسر کی صبح کو تخت پر سوار ہوکر اُسی گنبد زرنگار مین آیا اب یہ دن میلے کی رخصت کا ہی مگر جو سہیل جادو کہیگا اُسپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت جمع ہی اور راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہی وہان سمن و یاسمن نے کہا ای ملکہ چلو تمھارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے کیا کرتا ہی جیتے تو جان اپنی تمپر صدقے کی ہی ملکہ لالہ خونخوار سمن و یاسمن کو ساتھ لیکر ڈرتی ہوئی چلی اور اُسی طرح سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اُسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار نیلم پوش کہ جسکے پاس لوح رکھوائی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مر گیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا مگر لوح کہین نہ آئی جب عمرو بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچ کر کتاب کھولی اور کہا صاحبو اس سال مین تمام طلسم ٹوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُتر آیا ملکہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ ای شہریار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے کچھ نہ کہا بلکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہوکر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سرخ پردہ بہت بھاری مخمل کا ہی ای خواجہ اسمین چلو یہی اُسکا محل ہوگا یہ سوچ کر اس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی خواصون نے آکر ملکہ سے کہا ای ملکہ تمھارے باپ آتے ہین یہ سنکر ملکہ بدحواس ہوگئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ بیٹھے رہے سب خواصون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہ ہوئے سامنے بیٹھے رہے

سب خواصین قطار باندھکر کھڑی ہوگئین عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑ مین چھپا لیا جب سہیل نقلی یعنی عمرو آگے آیا جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ بیٹھا ہی سہیل جادو نے چین بجبین ہو کر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیون تو اسکو اپنے گھر مین لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کانپنے لگی پھر عمرو عیار مشکل بہ شکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا او طلسم کشا اب کہان تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے خفا ہو کر کہا کہ او سہیل اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران و پریشان خائف و ترسان کر چکے اُسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین عمرو بن حمزہ کے ڈالدی اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ملکہ لالہ خوانخوار جادو یہان دیکھکر خوش ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو و ملکہ لالہ خوانخوار کو علیحدہ لے گیا اور سہیل جادو کو زنبیل سے نکالا اور سوزن فولاد دہن مین اسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای سہیل مسلمان ہو دین اسلام قبول کر جمشید سامری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلا کر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگا اور مسلمان نہو گا تو مین تجکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو رہا کیا اور سوزن نکال لی اور سر اپنا آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ لے سہیل جادو یہ جرأت وہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اُٹھ کے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے لگا اور کہا ای طلسم کشا حقیقت مین تو قتل ہو جاتا مگر مین اب مطیع و فرمانبردار ہون اب مجکو دین اسلام تلقین کیجیے کہ مین صدق دل سے مسلمان ہوا اور بت پرستی پر لعنت کی مگر اُسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارا کرتا اور مسلمان ہرگز نہوتا یہ کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور باہر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا پھر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا کہا ای شاہزادہ ذی وقار نقابدار نیلم پوش تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مر جائیگا ورنہ مین لوح طلسمی اُسے نہ دیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے مین کماحقہ کوشش نہ کرینگے لوح طلسمی ہاتھ نہو گی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذی وقار لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نمائے طلسمی ہی اُس گنبد مین آپ جائیے اور اُسکی سیر کیجیے خاصیت ادنے اُس گنبد جہان نما کی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد مین جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہان ہی مجکو معلوم ہو جائے فوراً اُس گنبد مین معلوم ہو جاتا ہی اور جس آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور ہوتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہین یا مر گئے اور وہ شخص گنبد مذکور مین اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی ہی اگر اُسکے عزیز و اقارب زندہ ہوتے ہین تو اُس گنبد مین زندہ نظر آتے ہین اور اگر مر گئے ہوتے ہین تو مردہ نظر آتے ہین اسی طرح سے ہر ایک حال اُس گنبد جہان نما مین جانے سے معلوم ہو جاتا ہی پس آپکو لازم ہی کہ آپ اُس گنبد مین جاکر سیر کیجیے اور نیت کیجیے کہ مجھے معلوم ہو جائے جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہوئی ہو یا جس شخص کے پاس ہو جب آپ کو لوح طلسم نارنج کا احوال معلوم ہو جائیگا اُسوقت جہان لوح ہو گی وہان جانے گا اور مین بھی حتی الامکان لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرہ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ عمرو اور فرخ کو مین آپکے پاس چھوڑے جاتا ہون انھین یہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا دو دو گھڑی تک کچھ کان مین شاہزادے کے باتین کہین

عمرو اور فرخ وغیرہ کے کسی نے بھی وہ باتین نہ سنین بعد باتین کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ اور خواجہ عمرو اور سہیل سے ملکر موجب کہنے سہیل کے مرکب پر سوار ہوکے شہر انوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہے عمرو بن حمزہ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے بعد گذر جانے جلوس کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہے اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولون کا نہایت تحفہ بندھا ہے لیکن ہر گھوڑے پر دولھا نہین ہے اور صدہا اقسام کے باجے مردمان ہمراہی بجاتے ہین اور ہزارہا خوان آدمیون کے سرون پر رکھے ہین اور اسباب جہیز بھی بحد و بیشمار ہے اور صدہا فیلون پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہین اور فنسون اور سکھپالون مین عورتین بیٹھی ہین کہار وردیان نئی بانات کی پہنے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے فنسین اٹھائے ہین جب عمرو بن حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھین کہ یہ برات کسکی ہے اور کہان آئی ہے لیکن برات ایک جانب چلی گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ مین اتری جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کیے ہوئے اور سرون پر خاک ڈالے ہوئے اس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی شامل اورون کے نالہ و فریاد کرتا ہوا اسی باغ سے نکلا اور خوان اور جہیز ابھی باغ مین چھوڑکر نالہ و فریاد کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے جسطرف سے آیا تھا اسی جانب چلا شاہزادہ یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی مین غم و الم ان سب کو کیون ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ دولھا برات کے ساتھ نہ تھا یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے انھین لوگون مین سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہے اور یہ برات کیسی ہے کہ دولھا نہین ہے اور تم سب کیون روتے ہو اس شخص نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہین ہے اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہین ہے خیر اگر آگاہ نہین ہے تو اب واقف ہو کہ اس بادشاہ کا نام منفور شاہ ہے اور اسکے بیٹے کا نام انور شاہ تھا اسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوئے تھے ازانجملہ ہیرہ جمشید سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اسکی اسم خونخوار جادو اور دوسری دختر کا نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونون ایسی حسین اور خوبصورت تھین کہ اگر انکو کوئی پری بھی دیکھتی تو ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی

نظم

لعل تو فریب اہل ادراک	قد تو بلاے طبع موزون	ای حسن تو برتر از چہ و چون	عالم ہمہ محو تو چو مجنون
سرو از قد تو فتادہ بر خاک	گل از رخ تو نشستہ در خون	شمشاد قدان فتنہ انگیز	بر فتنہ قامت تو مفتون
آوارہ عشق تست خورشید	سرگشتہ مہر تست گردون	از حسن تو والہ صد چو فرہاد	دیوانہ ہزار چو مجنون
زلف تو شب دراز یلدا	رخسار تو مہر روز افزون	شد غرق بخون چو دید لالہ	آن چشم سیاہ و لعل گلگون
جانم بلب آمد و نیامد	از یاد لب تو روح بیرون	از زلف تو کار ما پریشان	در حال تو حال ما دگرگون
		بر بوے وصالت ای جفاجو	عمرے ہوس تو دیدم اکنون

غرض انور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق اور ایک مکان مین لیگیا اور وہان بیٹھکر باہم باتین اختلاط کی ہونے لگین جب یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونون کو سحر مین گرفتار کرکے جلد قید کر اور اس فعل بد کرنے کی ان دونون کو سزا دے کنیز نے اس باغ کو سحر بند کیا اور انور شاہ اور دختر سہیل جادو کو قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ انور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو نے دونون کو قید کیا اسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی اور انور شاہ بیٹے

ریحانہ بانو نے جو یہ حال تمام و کمال سُنا وہ پیٹتی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزون کے اس باغ مین آئی اور اجتک
اسی باغ مین ہی چونکہ ہر سال منور شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آیا کرتا ہی آج بھی بموافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور یہ
بوجہ خوف کے قبل از شام یہان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس شخص کی سنکے حیران ہوئے
اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اُس باغ مین ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہوگیا اور ہر ایک درخت
چنار کے مانند ہوگیا اور گل وغیرہ بصورت شمع و چراغ روشن ہوگئے تمام باغ کثرت روشنی سے خودبخود پر نور ہوگیا عمرو
بن حمزہ باغ کی سیر کررہے تھے یکایک اُسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتین ظاہر ہوئین اُنھون نے باغ کے چبوترے
پر آگے فرش کیا اور دو مسندین پر زر بچھائین پھر ایک عورت بارہ دری مین گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا
اور اُس صندوق پر خودبخود شور چھل بل رہا تھا اُس عورت نے اُس صندوق کے پاس جاکر بہ آواز
دردناک پکارا کہ ای ناشاد و نامراد بیٹا اٹھو برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اُس عورت
کے تختہ صندوق کا خودبخود اُٹھا اور ایک نوجوان دولھا بنا ہوا کنگنا کلائی مین باندھے ہوئے صندوق سے
نکلا اُس عورت نے بلائین لیکر کہا ای فرزند چل کے مسند پر بیٹھ وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر
وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی ای میری نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار
کررہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اُس درخت چنار کے تنہ مین ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین
گویا دلہن بنی ہوئی اُس کھڑکی سے بصد شرم و حیا و بہزار ناز و ادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ و مہر بھی
روبرو اُسکے شرمندہ تھے اور حسن اُسکا عابد کش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اس نازنین کے
حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز و ادا راہ طی کرکے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے
انور شاہ کے بیٹھی عورتون نے روبرو انور شاہ اور اُسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام
کہ منور شاہ باغ مین چھوڑ گیا تھا اُنھین خوان سے انواع و اقسام کے طعام لذیذ نکال کر دسترخوان پر رکھے
پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے
کے روبرو سے نازنین اور انور شاہ ایک خوبرو خوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

داغ داغ ای گل ہری فرقت مین ہم گلشن مین ہین
آپ مین ہین ای جنون جبتک کہ پیرہن مین ہین
آنکو ہی میری تمنا مانع وصلت ہین غیر
سو طرح کی حسرتین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی ہے جنون سے پوچھیے
آپ بھی استاد ای تسلیم اپنے فن مین ہین

پھول کیسے پارۂ انگر لیے دامن مین ہین
حیف ہی رنج و مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوست ہین لیکن دل دشمن مین ہین
ٹھہر جا ای بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چاک لاکھون صورت یوسف کے دامن مین ہین

نکہت گل مین ہین بے پردگی سے رکو معاف
دست و پا ہین صرف ماتم جان و دل شیون مین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ کے دامن مین ہین
ایک فقرے مین کیا بد ظن عدو سے یار کو

جسوقت اس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد و خرم نہ ہوا اور اُس نازنین
مسند نشین نے انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نہ کی فقط دونون
طالب و مطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اُسوقت عمرو بن
حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتین جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھین وہ سب باہم رونے لگین کیونکہ اب دولھا اور نازنین
کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادو کا اپنے بازو سے کھولا اور اُس
تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اُس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہرطرف پھیلے تمام

باغ جلگیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر مین جلگئی صرف سہ درہ بارہ دری کا رہگیا اتنی دیر مین صبح ہوگئی اور روشنی ہوئی کہ ریحانہ جادوسنے جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے مین اس باغ مین آئی تھی روشنی نہین دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر نہ آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو باواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم قیدیون کو روشنی نظر آئی ہی اور ہمنے روے آفتاب دیکھا ہی اور شکل سحر نظر آئی ہی ریحانہ بانو یہ کہ رہی تھی کہ عمرو بن حمزہ یونانی اُسے نظر آئے اُسوقت ریحانہ بانو دوڑکر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہی ہم فرزند حمزہ صاحبقران کے ہین ریحانہ بانو یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی جان سے رہائی ہوئی جب ریحانہ بانو گفتگو اپنی ختم کرچکی انور شاہ بھی مسند سے اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نازنین مسند نشین کا کچھ حال شاہزادے کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے فرمایا تمکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور ساحری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہین ہی جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سُنی دونون صدق دل سے مطیع دین اسلام ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طے کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لائے ہین اور شہر مین آگئے ہین اُسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شہزادہ عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر شرائط قدمبوسی بجالایا اور اپنے فرزند و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بعد تکریم و تنظیم دار الامارہ شاہی مین لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن حمزہ یونانی مطیع اسلام ہوا اور دو روز تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ کی کی تیسرے روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نما طلسمی کہان ہی منور شاہ نے عرض کیا کہ گنبد جہان نما یہان سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہی ہرچند میری عملداری وہان نہین ہی لیکن اکثر مین وہان جاتا ہون آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اُس گنبد کی یہ خاصیت ہی کہ جب کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہان جاتا ہی دروازہ گنبد کا خود بخود کھل جاتا ہی جسوقت آپ وہان جائیے گا آپکے واسطے بھی دروازہ اُس گنبد کا کھل جائیگا آپ گنبد مین تشریف لے جائیگا لیکن کفار کو قتل نہ کیجیگا فقط اپنے مطلب کی دلمین نیت کیجیگا جو مدعاے دلی آپکا ہوگا اُس گنبد مین نظر آئیگا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین بموجب کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد مین جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آؤنگا منور شاہ نے پوچھا آپکا مطلب کیا ہی شاہزادے نے فرمایا مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہی لوح طلسمی کسی جگہ ہی تم مجھے وہان لے چلو اور سامان چلنے کا کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر ملنا لوح کا

بلبیت چمن پیرا بہار داستان کا یہ دکھاتا یون ہی رنگ نئے بیان کا ہی کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادہ ذیجاہ سامان سفر درست کرچکا اُسوقت ہمراہ شاہزادہ ذیجاہ مع سپاہ بخدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ بعد

قطع راہ کے گنبد جہان نما کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہی اور دروازہ گنبد کا بند ہی صدہا بلکہ ہزارہا مردمان حاجتمند کا مجمع ہی سیکڑوں مہنت در گنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین اکثر سامری و جمشید کی پوجا کر رہے ہین بعض خداوند قدم جیشہ کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع دیکھکر علیحدہ گنبد سے قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منورشاہ بھی مقیم ہوا بعد گذرنے شب کے وقت پگاہ شاہزادہ عالیجاہ سمند صبا رفتار پر سوار ہوا اور منورشاہ کو ہمراہ لیکر جب عنقریب در گنبد جہان نما پہونچا فوراً دروازہ گنبد کا خود بخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک شخص کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر مہنت در گنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے کہ فی الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہی اور کون آدمی بہر دریافت مدعاے دل اسوقت آیا ہی جلد گنبد مین جانے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی بر لائے عمرو بن حمزہ یہ تقریر مہنتون کی سنکے داخل گنبد ہوے اول ملکہ گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا اے گنبد جہان نما طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو کو دیکھون اور اسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سنا ہی کہ زوزبانہ جادو نے اسے آگ مین جلا دیا ہی شاہزادہ یہی یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک پارہ جواہر سقف گنبد سے چٹخا تڑاقے کی صدا آئی اسوقت شاہزادے کو غنودگی سی آگئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہی شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکر بیتاب ہوا اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن نے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ حال ہوا کہ زوزبانہ جادو ہمکو انبار ہیزم پر بٹھاوے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلا دے اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا اور مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجے ہین کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کیجیے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ ان دونون سے زیادہ مجکو تمسے الفت ہی تمہاری جدائی ناگوار طبع ہی شب و روز تمہارا ہی خیال رہتا ہی عمرو بن حمزہ یہ باتین جب کر چکے گلشن جادو نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ ہم تو براے دریافت حال لوح طلسمی یہان آئے تھے ابتک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کرکے کہا اے گنبد جہان نماے طلسمی مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم ناریخ رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا کہ ایک دیوار گنبد سے ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز تڑاقے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لمحے کے غشی بر طرف ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہی اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہی صدہا مہنت گرد گنبد بیٹھے ہوے ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اس گنبد کے ایک مسافرخانہ ہی صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہی اور ایک جانب اسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہی اس درخت کے تھانے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہی عمرو بن حمزہ نے بخوبی تمام اس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحہ دل پر کھینچ لیا پھر کما حقہ سیر گنبد جہان نما کی کرکے گنبد سے باہر نکلے اور تمام حال منورشاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہی اور تمہارے روبرو نقشہ اسکا بیان کیا ہی کس جگہ ہی منورشاہ نے عرض کیا مجکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے شہر مین تشریف لے چلیے مین وہان جا کر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دار الامارہ شاہی مین داخل ہو کر حکم کیا کہ جملہ خاص و عام حاضر ہون بمجرد حکم منورشاہ تمام اعلے و ادنی شہر کے جمع ہوے منورشاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

کہ اب اُس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایئے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے
حکم منور شاہ سے موافق بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحہ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ
چکا اسوقت منور شاہ نے وہ نقشہ جملہ صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہی ہر
ایک نے نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہی ہم آپ سے نشان باغ و
وگنبد کا کیا بیان کرین غرض اسیطرح تین روز تک منور شاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دیکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ
اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین بعد تین روز کے صدہا آدمی منور شاہ نے چار جانب روانہ کیئے وہ بھی بعد کئی روز کے
حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن بشکل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منور شاہ
اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان مذکور سُنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کردیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر
خواب پر لیٹے ہوے تھے کہ دفعتہ جو سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہوکر شہ سے
بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ جو کچھ سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے
کے تعویذ بازو سے کھولکر مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے انور شاہ اور خونخوار جادو کو قید سحر سے
رہا کیا لیکن یہی بات بھول گیا تھا الحمد اللہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منور شاہ کو اپنے پاس
بلوایا اور کہا کہ اب مین اُسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمھارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانے کا بھی بیان
بیان کیا منور شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمھارے ہمراہ چلنے کی کچھ
ضرورت نہین ہی یہ کہکے شاہزادہ ذی جاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب
عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے وہی تعویذ جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے
بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے
پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان سے شق ہوگیا اور ایک آواز ہیبتناک آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک
زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر نکلی اور کہنے لگی کہ او طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجکو تو نے بلایا
کہ کیا تیرا کام ہی کیون مجکو طلب کیا ہی عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہی کہ مجکو سرزمین میناکار
پر پہونچادے اس ساحرہ نے کہا ای طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور
فرمانبردار ہون ورنہ تجکو ابھی اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اُس ساحرہ نے اسم سحر پڑھکے دستک
دی بمجرد دستک دینے کے چند عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ
سے کہنے لگی کہ تم بھی اس تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور
سحر ساحرہ بلند ہوکر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھے
کہدینا اور وہین تخت سے اُتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھسے کہدونگا
وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سُنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام گیا
زمین پر مینا رنگ ہی اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آئی ہی اُس ساحرہ نے اسی جگہ عمرو بن حمزہ
کو تخت سے اُتار دیا اور اُسطرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اُترکے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ
او گنبد ہی جو باغ اور گنبد جہان نماے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اُس باغ کو دیکھکر خوش ہوے اور بعد
قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزارہا سہنت بیٹھے ہوئے پوجا کررہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجا رہے ہین سامری و جمشید کو دمبدم پکار رہے ہین ایکطرف مسافر خانہ ہی صدہا غربا وہان جمع ہین اکثر مردم طعام انکو دے رہے ہین عمرو بن حمزہ بصد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ مہنت پوجا کرنے مین مشغول تھے ہوجہ سے کسی مہنت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے مین نظر نہ آئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوے پھر کچھ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے کو جو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے مین رکھی ہی اور مثل ستارہ سحر چمک رہی ہی شاہزادے نے نہایت خوش ہوکر وہ لوح اپنے گلے مین ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار نے کو رلوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچے مین بند کرکے تھالے امین درخت چنار کے دفن کردیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنے کا بیان نہین کیا تھا اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہوکر دو تین روز کی مدت مین مرگیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا اسوجہ سے منور شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ کو گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہی کہ جانب شمال یہان سے روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذی جاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر ایک درخت کے نیچے قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید چار منزلین طے کرکے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان ہوا اور ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا **بیت** نہان جسدم ہوا مہر درخشان ٭ ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان ٭ جب شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے نیچے مقیم ہوا اسیطرح کئی راتین برابر صحرا نوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصہ نمونۂ میدان محشر مین پہونچے کہ پیک وہم و گمان بھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لاسکتا تھا اور طائر وہم و خیال اُس میدان وسیع کو طے کرکے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان مین درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور براے قیام کوئی مکان بھی نہ تھا عمرو بن حمزہ اُس صحراے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت آفتاب سے اُس میدان بے اشجار مین مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز مین کیونکر قیام کرسکونگا عمرو بن حمزہ یہ خیال کررہے تھے کہ سامنے ایکباغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس باغ مین چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادۂ ذی وقار اس باغ پر بہار کیطرف چلا ہرچند شاہزادہ جلد بسمت باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو بن حمزہ نے پہر بھر تک رہروی کی لیکن اس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہوکر کھڑے ہوے اور خیال کرکے عمرو بن حمزہ پہر سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہی باوجود اسکے کہ مین نے پہر بھر تک رہروی کی ہی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر اس باغ کی طرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شبکو راہ چلنا اور دن کو ہرگز ہرگز صحرا نوردی نہ کرنا علاوہ حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوے غرضکہ وقت دوپہر عمرو بن حمزہ اس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدۂ عاشق کے وا ہی شاہزادے نے بخیال ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار مین یہ تصور کیا کہ اس باغمین جاکر تا شام توقف و قیام کرون اور بعوض رخسار ملکہ مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روے گل دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون اور سنبل پر ... کو دیکھکر

اے معشوقون کی زلف پرشکن کا سراسر خیال کرون اور سرو کو دیکھکر قد و قامت مہ جبین و لالۂ خونخوار کا تصور کرون اشعار

کہ شاید کچھ تسلی ہو جگر کو	قرار آئے دل وحشت اثر کو	یہان مین بلبل بے آشیان ہون	ابھی نادیدہ لطف بوستان ہون
تمنا ہے کہ بوئے گل کو دیکھون	ہوس ہے ایک نظر سنبل کو دیکھون	لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین	نکالون یاسمن سے حوصلے مین
زبان برگ سوسن ہون چمن مین	لب رنگین گل چوسون چمن مین	نگذرون شوخی طبع رسا سے	کرون اٹکھیلیان باد صبا سے
مزاج گل جو پاؤن ارزان مین	عنادل سے کرون نغمہ شنافین	دکھاؤن گرمی فریاد کیا کیا	جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا
جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا	کہ ہو دم بند مرغان چمن کا	کہا دل نے یہ ختم گفتگو پر	چمن صدقے کیا اس آرزو پر
یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو	فدائے بوسۂ خاک قدم ہو	اجازت دل نے جب دم راہ کی دی	صدا غنچون نے بسم اللہ کی دی
چمن مین آمد آمد کا ہوا غل	گلے ملنے کو دوڑی نکہت گل	ہوئی جب باغ کے در تک رسائی	قدم لینے ہوائے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے دیکھا کہ عجب باغ بہاری گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہے ابیات

نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی	نظر آیا عجب سامان گلشن	ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن	نظر جس گل پر پہونچی نہ سرکی
دل غنچہ لہو دوشیزگی سے	ثمر کو سجدے مین افتادگی تھی	درختون مین سلیمان زادگی تھی	بھرا دامان گل پاکیزگی سے

شاہزادہ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا بسان رخسار یار رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق لاجواب نایاب تھا کہ یزدان کی قدرت نمائی اس باغ کی ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اُس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان مین شاہزادہ ذیجاہ کا یہ حال ہوا ابیات

کبھی بیرحمی دل یاد کرتا	کبھی بیساختہ فریاد کرتا	جلایا گرمی گلہائے تر نے	لپٹ دی شعلۂ داغ جگر نے
کبھی کرتا طواف عارض گل	کبھی سنتا فغان درد بلبل	کبھی مستانہ دل مین جوش آتا	کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا
کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا	کبھی ہوس سے شوق اظہار کرتا	کبھی مثل صبا پھرتا چمن مین	کبھی بو ہو کے چھپتا یاسمن مین
		غرض محو چمن تھا مثل بلبل	کہ قسمت نے کھلایا اور ہی گل

یعنی شاہزادہ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہان دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور اُس چبوترے پر ایک سامیانہ سیاہ ایستادہ ہے جھالر اُس شامیانہ کی موتیون کی ہے اور ایک ڈوپٹہ دھانی رنگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالائے شامیانہ پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی دوپٹے اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ ڈوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہے اور بالائے تربت پھولون کی چادر پڑی ہوئی ہے اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہے عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہے جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خوش خو ملکہ گلشن جادو کی ہے اُسوقت عمرو بن حمزہ کو عجب ہوا بحد صدمۂ ملال ہوا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوؤن سے تر کرنے لگے آخر شاہزادہ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ روتے روتے قبر پر گرے اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ ای ملکہ گلشن جادو مجکو اب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک نہان ہو گئین افسوس ہزار افسوس بے نام و نشان ہو گئین ہین تمھارے غم و الم مین تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے بتعجیل تمام تمھارے پاس آؤنگا بغیر تمھارے مجھے زندہ رہنا شاق ہے مجکو اب تمھارے پہلو مین دفن ہونیکا اشتیاق ہے ای ملکہ جلد مجکو اپنے پاس بلاؤ دیر نہ لگاؤ یہ بین جانگزا کرکے عمرو بن حمزہ نے [illegible]

با ہزار نالہ و بیقراری قبر سے لپٹ کے یہ اشعار زبان پر جاری کئے اشعار	لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے	کیا گلپوش پر داغ جگر سے

سر بالین بعد تکلیف جانکاہ
لب نازک کو دی رخصت فغان کی
ندامت کیا ہوئی اہل وطن سے
جہان مین صورت خورشید و مہتاب
تمنائے دلی دل سے نہ نکلی

کیا روشن چراغ شعلۂ آہ
ادا کی رسم تکلیف نہان کی
چھپائی شکل کیون جاکر کفن سے
پھر اون رات تنہا بے خور و خواب
یہ لیلے گرد محمل سے نہ نکلی

کلاہ خسروی پھینکی زمین پر
کرای پیوند چاک دامن خاک
ترے غم مین ہوا برہم زمانہ
مگر تجکو نہ ای غمناک پایا
یونہین شہزادہ ترجیح نشان ہے

اڑائی خاک زلف عنبرین پر
غبار کاروان جان غمناک
دگرگون ہوگیا سب کارخانہ
جو پایا بھی تو زیر خاک پایا
بیان کرتا رہا نوحہ زبان سے

شاہزادہ خود محو قبر گلشن جادو کی تصور کرکے اور اُس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھکر پوچھنے لگی کہ ای غم دیدہ و آفت رسیدہ تو کون ہی کیون تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہی گلشن جادو کیا تیری کوئی عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا او عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہی گلشن جادو مجھپر عاشق تھی اور مجھ سے بھی اُس سے نہایت الفت تھی اور ابتک ہی افسوس ہی ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق مین اپنی جان دی ہی مین کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ روؤن اُس عورت نے افسوس کرکے کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین قبل اسکے مین آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی معاف کیجیے گا ای شاہزادہ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی قبر یہی ہی

ابیات

شہید تیغ ناز امتحان کی
پھلی پھولی نہ شاخ زندگانی
کہ تجکو لا کے پہلو مین بٹھایا

جلایا آتش حسرت نے تیری
پشیمان ہو کے آخر مدعا سے

ملایا خاک مین غفلت نے تیری
پر ارمان اٹھو گئی دار فنا سے

یہی تربت ہی تیرے خستہ جان کی
نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی
گلشن کو بعد مردن رحم آیا

ای شاہزادہ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہی اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھیے منہ ہاتھ دھویے بہت رو چکے اب نہ رویے مین بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہون اور مجاور تربت ملکہ ہون مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمایے گا اور بعد فتح طلسم تا زیست مجھے بھول نہ جایے گا شاہزادے نے گفتگو اس عورت کی بغور تامل کیا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہی بیشک یہ مجاور تربت ملکہ کی ہی اور میری خیرخواہ ہی یہ خیال کرکے شاہزادہ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھا اور واسطے ہاتھ اور منہ دھونے کے اسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہو کر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت مین تھا وہ پانی ایکبار عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈالدیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری مین جاکر غائب ہوگئی شاہزادہ اس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگے کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہی کہ یکبار اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈال کے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک دیکھا پانی کا بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر مین اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ مین پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی مین ڈوب گئے اور جس چبوترے کے اوپر شاہزادہ بیٹھا تھا اس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اُسوقت عمرو بن حمزہ یونانی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوئے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا تجھے وہان کو جانا لازم نہ تھا اور اس باغ مین آنا ہی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ شطرنج جادو کا ہی اور یہ اُسی کے سحر سے تمام باغ مین پانی ہی اور یہ قبر گلشن جادو کی نہین ہی خیر اگر نافہمی سے ہاتھ اپنا اس سے دھویا ہی اور پانی تمام باغ مین بھر گیا ہی تو تجکو لازم ہی کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہی اسے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجائے تو جلد اُس پر یہ اسم بزرگ دم کرکے اپنے دہنے پانون کے نیچے رکھ برکت اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بنجائیگا فوراً اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی مین ڈوب گیا ہی لیکن ایک برگ پانی مین نہین ڈوبا عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ کے

اور وہی اسم بزرگ برگ پر دم کر کے زیر پا رکھا فی الفور وہ برگ کشتی ہو گیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوئے کشتی
پانی مین روان ہوئی یہان تک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک ساحر
کریہ منظر بیٹھا ہی اور اُسکے ہاتھ کی انگلیون سے پانی برابر نکلتا ہی اور زیر کوہ کرتا ہی شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھکر لوح
کو ملاحظہ کیا لوح سے ثابت ہوا کہ ای طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالاے کوہ بیٹھا ہی بیٹھا ہی یہی شطرنج جادو ہی اور اسی کے
سحر کے سبب سے طغیانی آب ہی تمکو لازم ہی کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان
سرخ ہی اُسی سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمھارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاک نہ ہوگا اور باعث
تمھاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی
اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو کو تاکا ہرچند شطرنج جادو نے تیور اگر بچاؤ پر جاؤن لیکن
تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسۂ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو تیورا کر پہاڑ پر
گرا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جسوقت شطرنج سوے عدم گیا ہواے تند چلی آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ
و تاریک ہو گیا آسمان سے پتھر گرنے لگے پیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع
ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا جسوقت آواز آچکی
عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈلا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاشہ شطرنج جادو کا پیر
اُسکے سحر کے اٹھا کر لیگئے شاہزادے نے اس ساحر کو قتل کر کے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا بعد تھوڑی
دور جانے کے اور ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ مین صدہا درخت آبنوس کے ہین اور جملہ اشجار بار اثمار سے
جھکے ہوے ہین شاخون مین سبز و زرد آنب بکثرت ہین سیکڑون آنب نیچے درختون کے پڑے ہین شاہزادہ
سیر باغ کی کر رہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اٹھاے ہوئے سنکھ بجاتے ہوے اُسی باغ مین آے
اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگون سے دریافت کرے کہ یہ
ارتھی کسکی ہی اور کون مر گیا ہی شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بقدرت پروردگار شاہزادہ
نامدار نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگون سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای
طلسم کشا خبردار ان لوگون سے کلام نہ کرنا اور قریب جانے نہ جانا اگر تمنے ان لوگون سے گفتگو کی اور ان لوگون کا ہاتھ
تمھارے جسم سے مس ہو گیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہو گے بلکہ قیامت تک یہین رہو گے اور آگے جا نہ سکو گے
اور طلسم نارنج کو فتح نہ کر سکو گے اسوقت تمھین مناسب ہی کہ تیر اپر اس اسم کو دم کر کے ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگون
کو یہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب لوگ ارتھی کو اٹھا کر بتیابانہ
اس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوے بھاگے بعد جانے اُن لوگون کے شاہزادہ تھوڑی دیر تک اسی باغ
مین رہا پھر اُس باغ سے نکل کے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے اور ایک باغ رشک ارم نظر آیا
جب عمرو بن حمزہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہین اور زیور جواہر
نگار پہنے ہین اکثر آئین سے بیٹھی ہین اور بعض عورتین دست بستہ کھڑی ہین اور اکثر نازنینان خوبصورت باغ مین
ٹہل رہی ہین اور باہم ہنس رہی ہین اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن و غنچہ دہن مہروش اور یوسف
لقا بصد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہی اور گرد اُسکے چند جلیس بصد ادب بیٹھی ہین کشتی شراب کی رکھی
جلیسین جام مئے ناب اُس رشک آفتاب کو دیتی ہین اور وہ خوبرو مئے شبو پی رہی ہی اور سیر باغ کر رہی ہی اور رقص

نازنین ایسی مہ جبین ہی کہ حسن مین غیرت آفتاب ہی اور ہمجلیس بھی اُسکی حسن و خوبی مین رشک ماہ ہین اگر کوئی پری

اس نازنین مسند نشین کو دیکھتی تو عاشق ہوکر یہ کہتی

اشعار

دل شیفتهٔ قامت بلندت	بر عارض دلنشین تو خالی	مست از مئے چشم دلپسندت	جان بستهٔ لعل نوش خندت
آهوئے فتاده در کمندت	تا زلف تو گشت بند دلہا	آزاد نشد دلے ز بندت	چشم تو و ابروت کشیده
با چشم بتان کہ ہی بربندت	چون گوے بکوئے تو بسے سر	افتاده بسی فتنہ پسندت	شطرنج ہوس مبار ایدل
جان داده ہزار مستمندت	آہستہ بران کہ رفت برباد	بسیار سر از سم سمندت	تا وادی سمند را تو جولان
چندت طلسم بنالہ بندت			در راه طلب ز پا فتادم

جب شاہزادے نے اُس نازنین کے حسن و جمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور

دل مین درآیا اور بے اختیار اوصاف مین اُس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لاتا تھا

			باحسن و جمال تو پری را
دعوے نرسد برابری را	زیباست پری ولی ندارد	این عشوه و ناز و دلبری را	چشم تو بیک نگاه جادو
آموخته سحر سامری را	لعلین لب تو ہم ز بوسہ	جان داده جان آورے را	برخاک فگنده از طراوت
گلبرگ تر تو گل ترے را	زلف تو زلف سیاہ ندارد	سر رشتهٔ کفر و کافری را	سودائے رخت ناوج گردون
آورده فرو مشتری را	داد ندلبر و قامت تو	خوبان زمانہ سروری را	من خار و خشم بنادم از سر
باشاخ گل تر افسری را			

شاہزادہ ذی وقار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ

کو دیکھا اور پہچان کے صد ناز و ادا یہ کہا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ آپ تشریف لائے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے باغ مین تشریف لائے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس نازنین کی سنکے جب عنقریب چبوترے کے پہونچے وہ نازنین مع جملہ عورتون کے واسطے تعظیم کے اُٹھی جب عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین مسند زرین پر بیٹھے نازنین لوح طلسمی سے منھ پھیر کر اور کسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزہ یونانی نے تصور کیا کہ نازنین شرم و ناز کرتی ہے اسیوجہ سے منھ پھیر کر اور کچھ پیچھے ہٹ کے بیٹھی ہے غرض یہ تصور کر کے عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین مین بیٹھکر خوش ہوئے اور اکثر بیتاب و بیقرار ہوکر اُس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اسیوقت ایک ہمجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم ہرچند کہ شرم و حیا نسوان کا شعار ہے لیکن اسقدر بھی شرم و حیا کرنا لازم نہین ہے مناسب ہے کہ شاہزادۂ ذی وقار سے کچھ باتین کیجیے اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے ملکہ نے بموجب عرض کرنے ہمجلیس کے بصد ناز و ادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ ہمسے تو ایسی بیحجابی نہ ہوگی تمھین شاہزادے کو جام شراب سے مملو کر کے دو ہمجلیس نے دست بستہ عرض کیا اے ملکۂ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو ساغر مے دیجیے زیادہ شرم و حیا نہ کیجیے عرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک سے شیشہ و ساغر اُٹھا کر جام مین شراب بھری اور منھ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اسوقت اسی ہمجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ جام مے ہماری ملکہ آپ کو دیتی ہین تامل نہ فرمایے جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تاوقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کرینگی مین شراب نہ پیونگا ہمجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم سنا آپ نے جو کچھ شاہزادۂ ذی وقار نے ارشاد کیا ہے ہرچند کہ دین آبائی ترک کرنا بہتر نہین ہے لیکن براے خوشی خاطر شاہزادۂ نامدار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپ کے مہمان ہین انکو رنجیدہ نہ فرمایے ملکہ نے ہمجلیس کے عرض کرنے سے کہا کہ ابھی تو مین کلمہ نہ پڑھونگی

لیکن مطیع دین اسلام ہوتی ہوں یہ کہکے ملکہ نے اپنی ہمجلیس سے کہا کہ ابتو میں مطیع دین اسلام ہوچکی اور خداے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادے کو شراب پینے میں کیا عذر ہے ہمجلیس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ ابتو بادہ کشی میں تاخیر نہ فرمایے ملکہ کے ہاتھ سے جام پیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہوچکیں عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ سنکے جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر پی لیا پھر تو دور جام بے دغدغا انجام چلنے لگا نخل آرزوے شاہزادۂ ذیجاہ پھولنے پھلنے لگا بعد میکشی کے اشارۂ نازنین سند نشین سے ایک مطربۂ خوبر خوشگلو نے یہ غزل شروع کی

غزل

بے ترے بزم عیش میں ساقی — شیشے خالی ہیں خون ناب شراب
زہد امیکدہ سے کر پرہیز — زہد کو کرتی ہی خراب شراب
بند آنکھیں ہیں جوش مستی میں — ہوگیا عالم شباب شراب

ہو سمندر میں جائے آب شراب — پئیں ہم رند بے حساب شراب
رند ہوں جاہیے پس مردن — غسل میت کو جائے آب شراب
ز اندن عکس روے روشن ہے — ماہ ساغر ہے آفتاب شراب
دہر میں کھانے پینے کو تسلیم — چاہتا ہوں فقط کباب شراب

اُس مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داؤدی گائی کہ جملہ صاحبان محفل اشعار غزل سُن سُنکے مستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور دو لہاے اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تا دیر مطربہ گاتی رہی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اُسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بقصد شوق بڑھایا اور قصد بوس وکنار کا کیا اُسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشۂ شراب سے از خود رفتہ ہوگیا ہی یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہی یہ خیال کرکے اُسوقت نازنین اُٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اُس نازنین پر عاشق ہوچکے تھے یہ بھی فوراً مسند سے اُٹھے اور ہمراہ اُس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری میں پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشۂ شراب میں مسہری پر لیٹ گئے اور اُس نازنین کو بھی اپنے پہلو میں لٹالیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے ہٹ گئے یعنی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اُسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا ای طلسم کشا و ای شاہزادہ مہ لقا ابھی دور ہی سے باتیں کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چندے صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کرلینگے اُسوقت جو کچھ آپ کہینگے میں منظور کرونگی ابھی اکثر وجوہ سے میں انکار وعلل کرتی ہوں عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای ملکہ اسوقت مجھے صبر ہو نہیں سکتا اب کچھ عذر نہ کرو آؤ میرے سینے سے لپٹ جاؤ تاکہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا اُسوقت شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کررہی ہی عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب وغریب دیکھکے نہایت حیران ہوے اور منہ نازنین کی جانب سے پھیر کے دامن قبا کی آڑ میں لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہیں لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے آپ نے شراب زیادہ پی ہی اس وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہی اور کوئی وجہ نہیں ہی یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے ہرچند لوح کو دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح خطوط اور حروف لوح طلسمی کے نظر نہ آئے اور حکم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہی اور نہایت حیران ہی حرف دکھائی نہیں دیتے ہیں در کچھ حکم لوح سے ثابت وظاہر نہیں ہوتا ہی لیکن اب حال نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالہ خونخوار کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے شطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو کو

خبر ہوئی اُسوقت نارنج جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ مین گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا
پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیون مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تمنے کیون رہا کر دیا اُسنے جاکر شطرنج جادو
کو قتل کیا ہی تمکو لازم ہی کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ مین تو دین اسلام کو ترک کرونگا
نارنج جادو نے برہم ہوکر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر نارنج جادو کو قتل
اور تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزارون آدمیون کو قتل کیا ملکہ لالہ خونخوار مع فرخ اور سمن اور یاسمن شہر
سہیلیہ سے بقصد عجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کرکے در باغ کمید شعلہ افزا آئی فرخ
بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خونخوار اُس باغ پر بہار مین گئی اور کنیزون وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمہارے
مالک کمید شعلہ افزا کہان ہین ساحرون اور کنیزون نے عرض کیا کمید شعلہ افزا بارہ دری مین ہین آپ بالائے
تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی انھین اطلاع کیے دیتے ہین ملکہ لالہ خونخوار تو بالائے مسند بیٹھی
اور سمن اور یاسمن روبرو حاضر رہین لیکن ایک کنیز بارہ دری مین گئی اور قریب مسہری کے جاکر نازنین سے عرض
کرنے لگی کہ ابھی ملکہ خونخوار تشریف لائی ہین آپ کو بلاتی ہین نازنین گفتگوے کنیز سنکے بیقرار ہوئی اور عمرو بن حمزہ
بھی نام ملکہ لالہ خونخوار سنکے بیتاب ہوے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار آپ یہین تشریف رکھیے
میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہ ہوجیے مین ابھی آتی ہون دو چار باتین کرکے ملکہ خونخوار کو رخصت کیے دیتی
ہون یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزہ یونانی اٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے مین پہنے تھی جلد اُتار کے عمرو بن حمزہ
کے گلے مین ڈالدی پھر چند قدم جاکر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ میری
ہیکل مجھکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشۂ شراب مین اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل میرے گلے سے اُتار لو
نازنین نے خوش ہوکر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ اور لوح طلسمی کے اُتار لی اور جلد دونو لوحین رومال مین لپیٹ
کمر پکاری کہ او طلسم کشا اسی منھ پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا ہی دیکھ یون عیاری سے لوحین تجھسے لے لین
ستم کمید شعلہ افزا ارے غضب کیا تونے کہ شطرنج جادو اور زوربانہ جادو وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک
آکے پہونچا عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر کمید شعلہ افزا کی سُنی نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار
کھینچکر اُسے قتل کرین لیکن کمید شعلہ افزا نے لوحین رکھکر چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے
دست و پاے عمرو بن حمزہ بجسم و حرکت ہوگئے کمید شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے سحر مین گرفتار
کرکے اور لوحین لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ کمید شعلہ افزا مدت دراز سے ملکہ لالہ خونخوار
پر عاشق ہی اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچکر اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے
مثل گل ہنسنے لگا اور مانند پروانے کے گرد اُس شمع رو کے پھرنے لگا اور سطرح اشعار حال گم شدہ ہون کہنے لگا

افسانہ طراز آشنا ہون یعنے مین کمان نا سنا ہون چاہون تجھے جسقدر بجا ہون	نکہت ہون گل چمن سے چھٹکے برہم کہین آپ سے کہین شاد کیون شرط وفا اسی کا ہی نام	برباد مین صورت صبا ہون شاید لینا مین خو و گلہ ہون تم تو کرو ترک مین نبا ہون	ہون آہ دل غمین جہان مین کم حوصلہ شوق دل نہین ہی ملکۂ لالہ خونخوار نے اشعار

سنکے جواب دیا کہ اگر ہمکو تمسے الفت نہ ہوتی تو ہم تمہارے پاس کیون آتے اور اتنے دنون جو تمسے ملاقات نہین
ہوئی تمہاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہین ہوئی تم نہایت مغرور و بے پروا ہو کچھ تمکو ہمارا خیال
نہین ہی افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہان بیٹھے ہین اور تم بارہ دری مین کسی کے ساتھ عیش کرو اور ہم بلائین بھی تو

جلد ترجمہ بتاؤ کمید شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سنکے خیال کیا کہ اب ملکہ بھی مجھپر عاشق ہوگئی ہی میری اس کالی صورت پر مائل ہوگئی ہی اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتین مکر و فریب کی کرتی ہی غرضکہ کمید شعلہ افزا نے گفتگوے ملکہ سنکے دانت نکالدیے اور عذر کرنے لگا کہ ای ملکہ اسوقت مین نے طلسم کشا کو بعیاری گرفتار کیا ہی اور لوحین اُس سے چھین لی ہین اسی وجہ سے مجھے یہان آنے مین دیر ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے آئینۂ دل سے کدورت غبار کو دور کیجیے مجھے اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمھارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھین کہ طلسم کشا کون ہی ہرچند کہ مین نے سنا کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہی لیکن مین نے اُسے دیکھا نہین ہی پس تم اُسے یہان لے آؤ کمید شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری مین گیا اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ ای کمید شعلہ افزا تمنے بڑی جرأت کی کہ اس طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ یہ شاہزادہ رہا ہو جائے کمید شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا ای ملکہ اسکا رہا ہونا بہت مشکل ہی مین آج ہی ملکہ نارنج جادو کو دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا ای کمید شعلہ افزا لوحین ہمین بھی دکھاؤ ہم بھی دیکھین کہ لوحون مین کیا لکھا ہی کمید شعلہ افزا نے جواب دیا ای ملکہ لوحین دیکھنا بیکار ہی آپ کو کچھ لوحون مین نظر نہ آئیگا ملکہ لالہ خونخوار جادو گفتگو کمید شعلہ افزا کی سنکے برہم ہوئی اور اُٹھکے چلی اسوقت سمن اور یاسمن نے کمید شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو رنجیدہ کیا اب ملکہ یہان کبھی نہ آئیگی اور کبھی تمسے بات نہ کریگی کیسے تم عاشق ہو کہ تمنے اپنی معشوقہ کو ناراض کیا اور کہنا اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بصد مشکل اور بہزار قطرت راضی کرکے تمھارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمھاری تمنائے دلی بر آئی ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل ہو جائے ارمان تمھارے دل کا نکل جائیگا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر ناراض کردیا اگر تم لوحین اُنھین دیدیتے تو ملکہ لوحین کیا کھا لیتین دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتین فقط انکا دل خوش ہو جاتا تمھارا کچھ نقصان نہ ہوتا کمید شعلہ افزا گفتگوی سمن و یاسمن سنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت مین نے نہایت ہی نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کردیا یہ کہکر کمید شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور قریب ملکہ لالہ خونخوار کے جا کر بے اختیار بیقرار ہو کر رونے لگا اور پاؤن پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو عفو کیجیے ای ملکۂ عالم لوحین مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہوجیے جسوقت کمید شعلہ افزا ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کمید شعلہ افزا عذر کرتا ہی اور اپنی خطا پر نادم ہی حضور کو لازم ہی کہ اسکی تقصیر معاف فرمائین لوحین یہ دیتا ہی حضور ملاحظہ کرلین غصہ نہ فرمائین چونکہ ملکہ لالہ خونخوار کو لوحین لے لینا منظور تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمھارے عرض کرنے کے سبب سے کمید کی خطا معاف کرتی ہون ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات نکرتی یہ فرماکر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ سحر کمید شعلہ افزا مین گرفتار بیٹھے تھے کمید شعلہ افزا نے اُسی جگہ دونون لوحین رومال سے کھولکر جلد تر ملکہ کو دیدین اور کہا کہ ای ملکہ عکس لوح طلسمی کا مجھپر اور اس بارہ دری پر پڑیگا ورنہ مین اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست و نابود ہو جائیگا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے کو نہ مانونگی آج تجکو اندھا کردونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کمید نے تقریر ملکہ کی سنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی ہی مجکو اندھا نہ کریگی فقط میرے چھیڑنے کو کہتی ہی یہ خیال کرکے ملکہ کے حسن پر نظر کرنے لگا ملکہ نے فوراً لوحون کو کھولکر

عکس لوح طلسمی کا کمید پر ڈالا کمید فی الفور اندھا ہو گیا اسوقت ملکہ کو گالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہو کر عکس لوح کا بارہ دری پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعہ آتشبازی کے ایکدم بھر مین اڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی کہ ایکدم مین تمام باغ جلکے خاک ہو گیا بارہ دری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا دیوارین بھی باغ کی معدوم ہو گئین باغ میدان وحشتناک نظر آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے کمید شعلہ افزا کے ملکہ نے دونون لوحین عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین برکت لوح سے سحر کمید افزا کا اتر گیا عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے سمن و یاسمن نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہزادہ بجاہ جلد کمید شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن و یاسمن کے لوح دیکھکر تیغ بدار سے کمید شعلہ افزا کو ایک ضرب مین قتل کیا لاشہ کمید شعلہ افزا کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے کمید تڑپ کے مر گیا اسوقت ساحر مذکور کے مرنے سے تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا ہوا ے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی پھر سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو طلسم کشا نے نام میرا کمید شعلہ افزا تھا غرض بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہوئی زمین شعاع آفتاب سے پر نور ہوئی اسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو باغ مین گلگشت کرتی تھین وہ سب نازنینان خوبصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہو گئین اور جو ساحر اس باغ مین اصلی تھے وہ سب کمید شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف و ترسان ہو کے بھاگے اور نارنج جادو کے پاس گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبرا کے ان ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد و فغان کرتے ہو ان ساحرون نے احوال کمید شعلہ افزا کے قتل ہونیکا مفصل بیان کیا نارنج جادو خبر قتل کمید شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی نارنج جادو تو کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے سے غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز وغیرہ سرداران لشکر نے سنا کہ کمید شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار خوش ہوے اور اسی وقت باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے رنجیدہ ہو کر پوچھا کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین کمید شعلہ افزا سے کیون کین کچھ شرم و حیا نہ کی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونیکا بھی خیال نہ کیا ای ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمہارے یہان آنے سے رہا ہوا اور کمید شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے آپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ میرا قید رہنا اس ذلت و بدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے کمید شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ خونخوار نے جواب دیا کہ مین خاصکر اس جگہ واسطے آپکے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے رخصت ہو کر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ غضبناک ہو کر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اسنے خواجہ عمرو کو غافل پاکر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے والد سے پوچھا کہ تم نبیرہ جمشید ہو مسلمان کیون ہوے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورے کیون رہا کر دیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کر دو ورنہ مین قتل کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نکرونگا اور سامری و جمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نکرونگا نارنج نے یہ سنکے میرے والد کو قتل کیا انھون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل نہ کر سکتی غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرونکو بھی قتل کیا شہر کو تباہ و برباد کیا مین بھاگ کر مع سمن و یاسمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقًا اس جگہ آپکو گرفتار دیکھا مین نے مکر و فریب کی باتین کرکے آپکو رہا کیا کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سنکے سہیل جادو کے قتل ہو جانیکا رنج کیا اور خواجہ عمرو کے

گرفتار ہوجانے کا بھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملکہ زلزلہ جادو و زمتاش بہادر وغیرہ آئے عمرو
بن حمزہ جملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائین چنانچہ حسب
حکم بارگاہ و خیام استادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ مین مقیم ہونے کو فرمایا اور ملکہ اللہ خوشخوار
سے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ مین قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر اسی جگہ اترا ملکہ زلزلہ
جادو اور شہباز یکہ تاز سب اعلے ادا دنے بھی بارگاہون اور خیام مین فروکش ہوئے

داستان جانا رنج جادو کا گنبد ارسطو مین اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

نگارش کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقۂ سخندانی اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ
جب کمید شعلہ افزا قتل ہوگیا اور سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادۂ ذی وقار مین حاضر ہوئے اسوقت
عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجائے چنانچہ موافق حکم جلد محفل عشرت ایسی مرتب کی
گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشیدی تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی
کے بزم عشرت مین بصد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادۂ عالیجناب کشتیان شراب کی لیکر
حاضر ہوئے اور جامہاے بلورین مین مئے ناب بھر بھر کے شاہزادۂ ذیجاہ و سرداران کجکلاہ و زمتاش
بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اٹھانے لگے
بعد میکشی اشیائے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی مین عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ
دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کرین بموجب حکم فوراً ایک مطربہ ماہرو
نہایت خوشگلو مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبرو شاہزادۂ ذیجاہ کے ناچنے

لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
مذہبم عشق است و رندی مشربم جوش و خروش
دی بہ بزم من شیخ دین و سبحہ خوان سجادہ نشین
گشتہ ام از بہر یک دو جام می طاعت فروش

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می برآید از درونم ہمچو خم ہیجوش و جوش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض عین
الغرض ہستم بت پرست و کافر زنار پوش

الفراق ای ننگ و ناموس الوداع ای عقل و ہوش
زہد و تقوی دور کردم زیر پائے آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ نشستم بصد عجز و نیاز

بصد ہم غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و ادا اور بہ لحن داؤدی سر بزم

گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ یونانی از حد خوش ہوئے اور زر و جواہر اس
مطربۂ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پاکر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور تمام
اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلین گا کر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور
ایک نازنین مہ جبین بزم مین حاضر ہوکر مثل مطربۂ اول کے ناچنے اور گانے لگی غرض اسیطرح تمام رات بزم
عشرت مین نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کین جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار سے بدل
بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی سراسر دہر روشنی سحر سے پر نور ہوئی اشعار جمال شمع پر چھائی اور کہین
خراج شب مین پھیلی بدحواسی بہ تصدق سے جھکے پروانے ہر سو ہو چنگ سے سوز کے آنے لگی بو وقت سحر جلسہ
عشرت برخاست ہوا شاہزادہ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑھی پھر بخوبی سامان جنگ کر کے شاہزادہ ذی وقار نے

مع لشکر جرار اُس جگہ سے کوچ کیا نقیبان خوش آواز نے صدا نصر من اللہ فتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادۂ ذیجاہ جملہ سپاہ روانہ ہوئی لشکر میں ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغزنی و تیر افگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان یادگار رستم و سام تھا حریف سے لڑنا بھی اُنکا کام تھا جملہ بہادر زرہیں پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود فولادی سرون پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضون پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی کے دوش پر تھی اور ترکش میں وہ تیر بھرے ہوے تھے کہ جو سینہ دشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائیں زیر ران جملہ سوارون کے ابلق و سمرنگ تھے سب بہادر مدت سے مشتاق جنگ تھے چہرون سے شجاعت آشکار تھی جرأت بھی اُن جوانمردون پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے غرض روانگی لشکر ظفر اثر اور مردان پر جگر کا یہ حال تھا ابیات

وہ آلات جنگی کی تن پر پہن
لڑائی کی آفات جھیلے ہوئے

وہ چتون میں ایک ایک تھی تیغ زن
بہادر تھے جانوں پہ کھیلے ہوئے

روانہ ہوا لشکر بیشمار
یہ شادی کی کرنے پہ تیار تھے

مسلح مکمل تھے مردان کار
عروس ظفر کے طلبگار تھے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظم و شان جاتا تھا کہ ذاک شعبدہ باز انکے نیرنگ دانشوں سے خائف تھا ہر ایک ساحر شہرۂ آفاق شعبدہ بازی میں طاق تھا جملہ ساحر ہنس آتشین اور فیل آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ مہر جبین نارنجی پوش وغیرہ بھی تخت و طاؤس پر سوار تھیں اکثر ساحران کے سحر سے لکۂ ابر سیاہ و سُرخ دمبدم اُٹھتے تھے اور سرون پر انکے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زیر ابر زمزمہ سنج تھے کبھی ابر سحر سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر کہتا تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکال کر دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہر چند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحرون کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ گولا لشکر نارنج جادو پر ضرور مارونگا سبکو جلادونگا کوئی کہتا تھا میں تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسیگا اور تمام لشکر نارنج جادو کا آب سحر میں غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا میں پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل حیات نظر نہ آئیگا آب سحر میں غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکور کے جادوگرنیان سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھیں دمبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھیں اور باہم باتیں کر کے بصورت غنچہ مسکراتی تھیں اکثر اُنمیں مانند گل کے ہنستی تھیں وہ سب جادوگرنیان ایسی شوخ و حسین تھیں ابیات

ایک ایک اُنمیں شوخ و دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی

ایسی بے چین ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آئے شرم

حضور ملکہ لالہ خونخوار اور تزلزل جادو اور ازلال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب چہرے رشک ماہ و آفتاب گلپیرہن و غنچہ قیامت کا چلبلا پن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو نظر فتنہ محشر عاشق کش زاہد فریب اُنکے اکثر اعضا کی تعریف یہ ہے مسدس

گول گول ابھر اکڑا اور نکیلا سینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
رشک نرمی سے ہوا سینکا آٹا گیلا

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ
حسن و خوبی کے ہیں دونوں یہ کھرے آئینے
رشک تا قم کا مکدر ہے قمر کا پڑکا

صاف مامن کی طرح ہے وہ صفت آئینہ
چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
جان دے مر مر کے اگر دیکھ لے مرد کا صفا

قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
گھر کملک مین آجاے اگرچہ لچکا
بھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چنبا
کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہی از راہ خطا
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے صبا

بحر خوبی ہے صنم اور وہ شکم صاف حباب
بال باندھا لکھوں مضمون کمر کا سیدھا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو غواص
صدف گوہر عشرت ہین ہم دو اک جا
چاک دامان صبا کا ہی یہ گل برسایا

قرص ہو جاے بھرے پیٹ کو کب حباب
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون ہی بیجا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
عکس حاشیہ بن ہی جسم پری کا اترا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہوا جاتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سینے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گمبد شعلہ افزا کو قتل کیا اور نارنج جادو نے لوکہا کہ باغ مین گمبد شعلہ افزا عکس لوح سے اندھا ہوا اور آخر تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گمبد شعلہ افزا ہلاک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سر فروش تھے اب مثل اُن دونو کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیرخواہ نہین ہے اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جاکر گرفتار کرے اور دونون کو جین اُس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوے لقریرسن رہے تھے ناگاہ چند ساحر گھبرائے ہوے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ ای ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہے زلزلہ جادو اور ملکہ خونخوار اور شہرت جادو اور تزلزل جادو اور ازلال جادو و شہباز رنگ ناز و غیرہ اسکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے سامان جنگ درست کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سُنکے متردد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کرکے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کر دیا کچھ رعایا طلسم مین رہ گئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جاکر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اسکے گرد گنبد ارسطو چھ دریاے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریاے آتش سحر سے گذر کے دریاے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائیگا غرض بعد بنانے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طی کرکے طلسم مین پہونچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہے اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہے عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سُنکے رعایاے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اور سپاہ کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے برابر دریاے اول آتش سحر کے پہونچے اور اُسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کرائے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریاے آتش آکر قیام پذیر ہوا ہے یہ سنکے اُدھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی اور طلسم کشا قریب گنبد ارسطو جملہ ساحر کے ہمراہ آکر صف آرا ہوئی ادھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوئے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علیحدہ مع اپنی دختران کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو کا تاثیر نہ کرسکے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اسوجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کر ڈالے گی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار کے

گلے مین لوح ڈالکر اور ہر ایک سردار سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور اسپ خوش رفتار کو بڑھایا ہر ایک سردار
وغیرہ سردار دعاے فتح پروردگار سے مانگنے لگا جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے آتش سحر کے پہونچے مرکب شعلہ ہاے
دریاے آتش سحر بلند دیکھکر رُکا عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس دریاے
آتش اور اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ مثل پانی کے ہو گئی شاہزادے
نے مرکب بڑھایا اور بوجہ لوح طلسمی کے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے دوسرے دریاے آتش سحر
کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو بسبب عکس لوح کے کچھ بھی آتش سحر سے ضرر نہ پہونچا اسیطرح
عمرو بن حمزہ نے چھو دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہ ہاے
آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرہ نار ہی نار جہنم خوف سے قریب اُس آتش کے نہین آتی ہی ایسی
حرارت اُس آگ مین ہی کہ قلب وجگر کو جلاتی ہی اہل دوزخ اگر اس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو
مقابلہ مین اُس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اُس آتش سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے جلکر
خاک ہوجاتے اگر کرہ نار تک ادنے شعلہ اُس دریاے آتش کا پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرہ نار ایکبار مثل
ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ نے اس دریاے آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے
ور حرارت آتش سے ازحد بیچین ہوئے مرکب بھی کثرت حرارت نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہرچند
عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ
وہ آتش اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اُس دریاے آتش کے اسطرح کھڑے
تھے کہ سراپا پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن
کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا بھی پسینے مین تر تھا بعض راوی کہتے ہین کہ فرس مذکور
ابلق مجنون دریائی تھا الحاصل مرکب اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب وبیقرار تھے
ناگاہ عمرو بن حمزہ نے اس طرف سے دیکھا کہ اُدھر دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار
ساحرون کو لیے ہوئے آمادۂ جنگ کھڑی ہی اکثر ساحر شیر و فیل سحر پر سوار ہین بعضے ہنس آتشین اور
اژدہاے آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت وہیبتناک
ہین جھولیون مین اسباب سحر بھرے آمادۂ رزم کھڑے ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو
کو دیکھ رہے تھے کہ ایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے
نکال کر پشت خواجہ پر کوڑے لگا فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو کو قفس آہنی
سے نکالا چونکہ خواجہ عمرو کے دست وپا مین حس وحرکت بوجہ سحر کے نہ تھی اسوجہ سے خواجہ بھاگ
نہ سکے اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ اے فولاد جادو مین تیری اور ملکہ نارنج جادو کی اطاعت
اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجکو رہا کردے اور کوڑے سے مجکو اذیت نہ دے اگر مجھکو کوڑا لگیگا
تو ابھی مرجائیگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت پر کوڑا لگایا ہی وہ فوراً ہی مرگیا ہی خداوند سامری اور
جمشید کا اسپر فی الفور قہر نازل ہوتا ہی مجکو خداوند سامری اور جمشید نہایت دوست رکھتے ہین
اکثر سامری اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھسے بالفت ومحبت باتین کرتے ہین اکثر
شبکو ساحران یعنے زوجہ خداوند سامری میرے پاس آتی ہین اور مین اُنسے بخوبی اختلاط کرتا ہون

وہ مجھسے خوش ہوتی ہین ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ اے خواجہ عمرو تم عیار ہو اور رات دن
عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہوجاتے ہو اور دشمن تمھارے تمکو اذیت دیتے ہین چونکہ تم ہمارے دوست
ہو لہذا ہم تمھاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہین اب جو کوئی تمھین گرفتار کریگا اور کوڑے سے
یا اور کسی طرح تمھین اذیت دیگا ہم اسپر اپنا قہر نازل کرینگے وہ فی الفور مرجائیگا سیدھا جہنم مین جائیگا ہمیشہ
آگ مین جلیگا کف افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہی اور میرے پشت پر اپنا
ہاتھ رکھا ہی بس اسی وجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہی فوراً غضب خداوند سامری و جمشید اسپر
نازل ہوتا ہی اور وہ مرجاتا ہی لہذا مین تجکو منع کرتا ہون کہ مجھکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک ہو
جائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے ملکہ اگر آپ مجکو رہا کر دیجیے تو مین آپ سے
بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لاکر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار کرکے
آپ کے حوالے کردونگا اب آپ سے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کھاتا ہون کہ اب آپ سے دشمنی
نہ کرونگا جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگوے خواجہ عمرو تمام و کمال سنی فولاد جادو نے
تو خوف جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے غضبناک ہو کر
جواب دیا کہ او مکار کیون مجھسے گفتگوے فریب آمیز کرتا ہی مجھے تیری بات کا اعتبار نہین ہی تو میرا دشمن
جان ہی کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجکو لاکر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے فولاد جادو
سے کہا کہ اے فولاد جادو اس مکار اور فریبی سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس دزد و باریک گردن کی
پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتون مین نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہی اگر یہ رہا
ہوجائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اور تجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کردیگا فولاد جادو نے
عرض کیا اے ملکہ مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ کوڑا مارتے ہی مرجاؤن بقول خواجہ عمرو کے جہنم مین جاؤن نارنج جادو
نے جواب دیا تم بخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم مین ہرگز نہ جاؤگے
قہر خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز تمپر نازل نہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سراپا مکر و فریب کی پشت پر
کوڑے ماروگے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جب دیکھیگا
اور سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑ رہے ہین اور خواجہ چلا رہے ہین فوراً دریاے آتش مین
برہم ہوکر گھوڑا ڈالدیگا اور ایک دم مین جلکر خاک ہوجائیگا میرا طلسم ٹوٹنے سے بچ جائیگا اور مدعا
ہاتھ آجائیگا پھر مین زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار وغیرہ کو ایک دم مین ہلاک کرڈالونگی میرے سحر کو کون
رد کرسکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ چھنال میرے دام فریب مین نہ آئیگی ضرور
کوڑے سے مجکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلون سے بچاے
اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاوے خواجہ عمرو یہ خیال کررہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم نارنج
جادو کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیان نارنج جادو اور فولاد جادو
کو دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اس
دریاے آتش سے کیونکر گذرونگا کیونکہ اس دریاے آتش مین غضب کی تیز آگ ہی ہر چند
آگ سے دور کھڑا ہون لیکن حرارت آتش سے ہمہ تن جلا جاتا ہون فولاد جادو نے جو پشت خواجہ

کوڑا مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ بھی سنی غرض بمجرد سننے صدا سے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقریب دریائے آتش جاکر ٹھہر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہی

بسر و یکہ چنان بر زد و بر حمزہ تاز
زطرح شہد لگامی رود بطرح خیر نگ
حساب طول رہل در فضائے میدانش
از انکہ دارد ازین نام ہم نہایت ننگ

کہ نغمہ لب نہ کشاید بعرصہ آہنگ
اگر کنند بوی نسبت دو رنگ لبہو
چو عرصہ ابدست و شمار دہ فرسنگ
منش معارج افکار گفتم و خجلم

اگر کنند بہ بغل طی ساخت راضداد
شتاب لمحہ شود بعد ازین بہ لفظ درنگ
خرد عرائس افکار گفت و منکر شد
زبہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ برنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے ناآشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ نے عالم غیظ و غضب مین مارا مثل سیماب اڑا اور مانند برق جہندہ ایسی جست کی کہ دریائے ہفتم آتش کے اُس پار ہوگیا لیکن کسی قدر پاؤن مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوقار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین دریائے آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردمان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج نارنج جادو کو چلکے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریائے آتش پر ابر سحر سے پانی برساکر سرد کردو اور تمام آگ بجھادو تاکہ ہم سب جلد تر اوس خوف و خطر شاہزادہ فیجاہ کے پاس جائین اور ساحران لشکر نارنج جادو کو قتل کرین اب ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ شاہزادہ فیجاہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہین اور ہم سب بھی تمھارے ساتھ ساتھ چلتے ہین یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوئے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو و شیران آتشین اور فیلان آتشین اور باز و لط اور ہنس آتشین وغیرہ پر سوار ہوکے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار مصمم پر سر خونریزی و جنگ ٭ چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ ٭ ہوئے تیار مردان نکوکار ٭ کرین تا رزمگہ کو خون سے گلنار ٭ جب ادھر لشکر ظفر اثر بڑھا اسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتون دریائے آتش طے کرکے قریب میرے آگیا ہی اور میری جانب چلا آتا ہی دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہی اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریائے آتش کو سرد کرکے یہان چلے آئینگے اور مجھکو اور میری فوج کو چار جانب سے گھیر لینگے اور پڑھ پڑھ سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہوجائیگا یہ خیال کرکے نارنج جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھکے سمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولا آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر بفلک کشیدہ درمیان راہ ہی زلزلہ جادو نے قریب اُس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھکے اُس دیوار پر مارا ہرچند گولہ مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھکے زمین پر دونون ہاتھ مارے ہرچند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے بڑی بڑی گولے اور نارنج اور ترنج دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحروں نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پہ سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہو کر گھوڑوں کو روک کر کھڑے ہو رہے ہے اور خیال کرنے لگے کہ جب یہ دیوار ٹوٹے گی یا گر پڑے گی اُس وقت اُس طرف جائینگے بغیر اسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہیں سکتے یہ خیال کرکے غیر ساحر تو قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحران نامدار اس دیوار پہ ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحروں نے سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اور بلند ہوکے چاہا کہ دیوار کے اُدھر نکل جائیں لیکن نہ جاسکے دیوار اور زیادہ بلند ہوگئی آخر ناچار ہوکر وہ سب ساحر پھر بالائے زمین آئے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پڑھ پڑھ دیوار پر مثل اور ساحروں کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پہ سحر کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دیوار ٹوٹے یا گرے تاکہ اُس طرف جائیں لیکن اب حال عمرو بن حمزہ یونانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ دیجاہ ساحروں دریائے آتش کو طے کرکے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس میں بند کرکے قفس کو اپنے پاس رکھوں لیکن خواجہ کو قفس میں بند نہ کرسکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہر چند نارنج جادو اور جملہ ساحروں نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش اور سرسوں کے دانے سحر کرکے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر میں مبتلا نہوئے ہر چند ساحروں نے روکا مگر نہ رکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بیحیا غضب کیا تونے کہ میرے عموے نامدار کو تونے کوڑے سے اذیت دی اب میں ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کرکے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچ کہ جسکے اوصاف

یہ اشعار لکھنا مناسب ہیں اشعار
حرفوں سے مثال کیوں تیغ میں دون
کھنچتے میں بھی صاف دامن یار

اُس تیغ میں جلوہ گر ہیں جوہر
لکھا ہے قضا نے محضر خون
اکرم ہو جو اُس سے صحبت قیس

یا دامن کہکشان میں اختر
چلنے میں وہ بھی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

اُسوقت شاہزادہ دیجاہ کو بدرجہ کمال قہر و غضب و جلال تھا اُسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو انکی شان میں اور انکی دلاوری کے وصف میں یہ اشعار ضرور پڑھتا ۔ اشعار

روز هیجا که برکشد شمشیر
زره در نقش سطر اندازد
نعره سیلے بر آفتاب زند
وز برش چنگ مزمر اندازد
تیغ سیماب گون در آمد شد
جوشن حوت بر سر اندازد
باد آتش نهاد حملهٔ او
چون به میدان نگاه در اندازد
تا بسنجد متاع بازویش
در ترازوے قیصر اندازد
گر کشد باز ہیبت تو صفیر

نام رستم بخون در اندازد
دشنه بر سینهٔ فلک شکند
صد رخنه سد سکندر اندازد
حلهٔ مطهر بابنه چاک زند
سر و دست دو پیکر اندازد
به گریزد بزیر ماہی گاو
بحجر را تشنه در بر اندازد
تیغ فولا غرض موج زند
آنکه زمین لبس جدل در اندازد
ایکه خشمت دراز بودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد

خامه هنگام ثبت ہیبت او
نیزه در نامه اختر اندازد
زهره آهنگ رزم بر دارد
زره زلف در بر اندازد
آفتاب از کشاد ناوک او
کمند را چون به مغفر اندازد
علت رعشه بسکه عام شود
تیغ الماس جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بر دارد
سر بہرام و قیصر اندازد
شاہزادے نے تیغ بیحد قہر و

غضب تیغ تیز کمر فولاد جادو پر لگائی ہر چند کہ فولاد جادو نے سپر سحر پر تیغ آبدار شاہزادہ

ذی وقار کو رد کرنا چاہا لیکن عکس لوح سے سپر سحر معدوم ہو گئی اور تیغ تیز کمر فولاد پر ایسی پڑی کہ فولاد جادو مانند خیار تر کے تیغ سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور ایک دم مین تڑپ کر مر گیا خواجہ عمرو پر سے سحر دفع ہو گیا فوراً زنبیل سے گلیم نکال کر اوڑھی اور نظر ساحران سے مخفی ہو گئے اور فولاد جادو کے مرنے سے اندھیرا او آندھی سیاہ آئی بعد ایک لمحہ کے تاریکی دفع ہوئی جب تاریخ جادو نے دیکھا کہ فولاد جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا اور عمرو رہا ہو گیا اور اب طلسم کشا تیغ خون آلود کھینچے ہوئے میری طرف آتا ہے اُسوقت تاریخ جادو نے اپنے لشکر کے ساحرون سے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد تر طلسم کشا پر تاریخ اور ترنج مار و بارش سحر کرو طلسم کشا کو گھیر کے بزور لوح گلے سے اُتار لو یہ کہکے تاریخ جادو نے ایک ترنج سحر پڑھکر عمرو بن حمزہ پر مارا ترنج زمین پر گرکے پھٹا شعلے پیدا ہوئے تاریکی محیط عالم ہوئی ہر چند کہ شاہزادے کو سحر تاریخ سے کچھ ضرر نہ ہوتا لیکن سحر تاریخ سے سیاہی اور تاریکی ایسی ہوئی کہ وہ تاریکی ظلمت قبر سے بھی بدتر تھی اور دل کافر سے بھی زیادہ تاریک تھی سیاہی پردۂ ظلمات کی بمقابلہ اُس تاریکی کے روشنی تھی اُسی ہنگام مین ساحران نابکار نے تاریخ اور ترنج اور گولے وغیرہ اسدرجہ شاہزادۂ ذیجاہ پر مارے کہ شاہزادہ گھیرا گیا وہ ساحران نابکار ایسے بلائے بے درمان تھے ابیات ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے + مثل دم اژدر اُنکے دم تھے + تھے ایسے سیاہ دل وہ مردم + بنشس انگاروان تھا شکل کژدم + پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز + آب دم تیغ و خنجر تیز + اُس وقت اسدرجہ کثرت سحر تھی کہ زمانہ کثرت سحر اور گرد و غبار سے تاریک تھا ابر سیاہ سحر چھائے ہوئے تھے رعد گرجتا تھا کبھی برق سحر چمکتی تھی ایسا آب سحر ابر سے برستا تھا کہ طوفان کا سامنا تھا کسی ساحر کے سحر سے شیر پیدا ہوتے تھے اور شاہزادۂ ذیجاہ پر حملہ کرتے تھے شاہزادہ عکس لوح سے انھین دفع کرتا تھا کوئی ساحر بدمست اپنے سحر سے فیلان مست ظاہر کرتا تھا کوئی ساحر کارد سحر مارتا تھا کوئی آتش سحر ابر سحر سے برساتا تھا

اُسوقت یہ حال تھا ابیات

اڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُبھار رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے

ہر سمت تھی تیغ آزمائی
تیرون کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرّون کو بناتے مہر تابان
گرتے تھے وہان سے بنکے تارے

اُس سحر سے جان تھی لب پہ آئی
جادو نگسان و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جائے باران
اُس جا بجھی اور وہان لگی آگ

بڑھتی ہوئی جا بجا جلی آگ ہر چند کہ تاریخ جادو نے جو جو سحر بصد محنت و مشقت تیار کیے تھے وہ سب سحر دردِ عمرو بن حمزۂ یونانی پر کیے اور جملہ ساحران نابکار نے بھی کرو رہا سحر کیے اور جھولیان اسباب سحر سے خالی کر دین لیکن برکت لوح سے کوئی سحر شاہزادے پر موثر نہوا بعد ساحرون نے شاہزادے پر ہجوم کر کے اور چار و لطرف سے گھیر کے چاہا کہ لوح طلسم اُتار لین اور شاہزادے کو گرفتار کر لین شاہزادے نے تیغ تیز سے ساحران نابکار کو قتل کرنا شروع کیا ساحران نابکار قتل ہو کر راہی دار البوار ہونے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین آوازین ساحرون کے مرنے کی آنے لگین پھر غل و شور مچانے لگے برق تیغ شاہزادہ گشت حیات ساحران نابکار پر گرنے لگی ساحران بدسرشت ہلاک ہو کر سوے گذشت جانے لگے زمین خون ساحران نحس و شوم سے رنگین ہونے لگی اُسوقت یہ حال تھا کہ ابیات تھا گرم وہان اجل کا بازار +

تھے ایک سے دو تو دو کے تھے چار | تلوار غضب کی چل رہی تھی | تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی
آتا تھا جو دشمن اُسکے منھ پر | کھاتی تھی اُسے بر نگ اژدر | ساحران نابکار ہزارون قتل ہوئے

اور سیکڑون زخمی ہوئے اکثر ساحران غدار جرأت شاہزادہ نامدار دیکھ دیکھ کے متحیر ہوتے لگے اور بعض منصف ہوکر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف مین زبان پر جاری کرنے لگے

اشعار

سارے عالم مین نکسطرح ہو نہ یہ فتح نصیب | اہل جوہر مین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے | خنجر اُنکے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین
کیا نہ پاسکتا ہی شمشیر اگر ہاتھ مین ہی | جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین | برق ہی یہ یہ روشن یہ خنجر ہاتھ مین ہی

ساحران انصاف پسند تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ مین پڑھ رہے تھے اور ہزار ہا ساحران نابکار شاہزادہ پر سحر کر رہے تھے اور چار جانب سے گھیرے ہوئے تھے نارنج جادو بھی اُسی مجمع مین تھی اور ساحرون سے بہ آواز بلند کہتی تھی کہ ای ساحران شور شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کرو پھر مجھسے مال وزر لو جھولیان اپنی زر وجواہر سے بھر لو اور شاہزادہ نامدار یہین و یسار ساحران نابکار کو ایک طرف قتل کر رہا تھا دوسری جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بصد جرأت و دلیری گلیم منھ پر سے اپنے کسی قدر ہٹا کے ساحرون کو اپنی شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحرون کے پانون کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقۂ آتشبازی ساحرون پر مارتے تھے اجسام ساحرون کے مثل شمع کافوری جلتے تھے بس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست ہین ایسا سحر کرتے ہین اور ایسی آگ ہمپر برساتے ہین کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہین اور ہمسے اُنکا سحر دفع ہو نہین سکتا ہی ہرچند ہم سحر پڑھتے ہین لیکن یہ خواجہ دفع نہین ہوتا ہی اور ہمارے جسمون کو آتش سحر خواجہ جلائے ہی دیتی ہی جو ساحر کہ خواجہ کو حقہائے آتشبازی مارتے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر کثیر ساحران غدار لیکر یہان آگئی ہین وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہین ہمکو ہلاک کرتے ہین اور خود نظر نہین آتے ہین غرض اُسی ہنگامۂ جنگ مین شاہزادہ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب نارنج جادو کے پہونچا نارنج جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر نارنج جادو پر لگائی نارنج جادو گھبرا کر پیچھے ہٹی تلوار عمرو بن حمزہ کے سر پر پڑی دوبارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اب یہان توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہین ہی مجھکو مناسب یہی ہی کہ بھاگجا اور جان اپنی طلسم کشا سے بچاو ورنہ قتل ہو جاؤنگی یہ خیال کرکے جلد تر نارنج جادو نے سحر پڑھکر پرپرواز پیدا کیے اور عمرو بن حمزہ سے کہا کہ او طلسم کشا اب مین ایسی جگہ جاتی ہون کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجھکو نہ پائیگا اور جب تک مجھکو قتل نہ کرے گا یہ طلسم فتح نہوگا علاوہ اسکے یہان سے جاکر ایسی ایسی بلائین تجھ پر نازل کرون گی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکے نارنج جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اُسدم عمرو بن حمزہ نے خیال کہ اگر نارنج جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اُسکا قتل کرنا اور اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی یہ خیال کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا نعرہ شہ کشور کشا زینندہ تاج

جہانبانی + ہزبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + نارنج جادو گھبرائی شاہزادے نے اُسکے سر پر
تلوار لگائی فوراً نارنج جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا کین اور سر اپنا آڑ مین اُن سپرون
کی کیا لیکن عکس جو لوح کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہوگئین اور نارنج جادو بوجہ عکس لوح کے زمین
آئی تلوار سر پر جو پڑی کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرۂ آب کے گلو مین پہونچی پھر سینہ و شکم و کمر اور دونون
رانون سے گذر کے زمین مین در آئی نارنج جادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے
مرگئی اُسوقت ایسی سیاہ اندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر
عیان ہوا اُس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا بیر غل مچانے لگے
بکثرت فریاد و فغان کرنے لگے یہی ہنگامہ پہر بھر رہا پھر ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نرسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجکو نام میرا نارنج جادو تھا جسوقت نارنج جادو
ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے
دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب و معدوم ہوگئی زلزلہ جادو نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر
بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے پہونچے دیکھا کہ لاش نارنج جادو
کی پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو ساحرون کی جھولیان اور کردھنیان
اور کپڑے اُتار اُتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین
خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس کپڑے
کو گاذر سے دھلوا دون کا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ
مین باوجود قتل ہونے نارنج جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین
زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے اُن ساحران نابکار پر سحر کرنا شروع کیا اور بہادرون
نے بھی تیغ و تیر و گرز گران سے اُن ساحران غدار کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر سے صدہا ساحر
قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقیماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ مظفر و منصور ہوکر
مع جملہ فوج و لشکر بخوشی و خرمی سیر گنبد ارسطو کی دیکھکر چلے اور بعد قطع کرنے راہ کے طلسم نارنج مین
داخل ہوئے اور قصر و برج کھلوائے دیکھا کہ صدہا خمہائے زر قلابون مین لٹکے ہوئے ہین بہت سے
صندوق پر از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال و اسباب لیکر اور مکانات مین گئے
کسی مکان سے انواع و اقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا کسی مکان مین بارگاہ نارنجی ملی اور چالیس
ہزار یاقوت پوشون کا لباس طلا اور اکثر تجملون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ آئے شاہزادہ
فیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی و زر خزائن مذکورہ لے کر اُن مکانات سے باہر آئے
دیکھا کہ بارگاہ مین اور خیام فلک فرسا استادہ مین لشکر ظفر اثر اُترا ہے ہر ایک ساحر و غیر ساحر
مسرور و خندان ہے شاہزادۂ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بہ مجرد
حکم سرداران ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش و عشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشید کی بھی
آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہوچکی سرداران نامی بحکم
شاہزادہ فیجاہ بزم عشرت مین آکر بعید خرمی بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علے قدر مراتب

ساحرون اور غیر ساحرون کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم مین نازنینان خوبرو ناچنے لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو مے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص شراب پینے لگا اور نازنینان گل پیرہن کا رقص دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت ومبارکبادی بلند ہوا خصوصاً بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اسطرح نازنینان گلپیراہن وسیمتن رقص کرتی تھین اور گاتی تھین کہ مطربۂ فلک نغمہ اُنکا سُن سُن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے نازنینان کے ایک مطربہ خوبرو وکمسن قاتل جوان ومسن رشک پری وحور سراپا حسن وخوبی سے معمور گیسو اُسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور ماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اُسکی طول شب فرقت عاشق سے بھی بڑھی ہوئین تھین دونون عارض اُسکے غیرت ماہ وآفتاب تھے دیدۂ مست ومخمور اُسکے گویا دو جام شراب تھے نرگس اُسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اُسکے دیدۂ بیمثال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی تیر مژگان اُس کمان ابرو کے ایسے سر تیز تھے کہ دل وجگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے اور تیغ ابروے خمدار اُس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل وبسمل کرتی تھی دہن اُس گلپیرہن کا غنچہ سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اُسکے دہن تنگ کو دیکھ کے اور اپنے دل سے مخاطب ہوکے یہ گفتگو کرتے تھے **بیت** فکر کچھ اچھی نہین ای دل دہان یار مین + دخل کیا بندے کو اِس مین یہ خدا کا راز ہی + سینہ پر اُس مطربۂ نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی کچھ کچھ اُبھار اپنا عشاق کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی وہ شوخ زیب تن کیے ہوئے تھی گویا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوتی تھین انگیا سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اُس فتنۂ محشر کے سینہ پر نظر کرکے اور بیتاب وبیقرار ہوکے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے **شعر** سینۂ یار پہ جوبن ہی اب ای دست ہوس + جو دیکھے آج تو چالاک ذرا تو ہو کر + کوئی عاشق اُس گل کے سینہ پر بغور نظر کرکے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھئے یہ ثمر نخل قد یار دو ایکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اُسکا گویا تختۂ نور زیر ناف تختی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اُس نازنین کے ہنگام رفتار دلہاے عشاق کو بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ ہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے تھے اور خفتگان خاک اُس شوخ وفتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن وخوبی اعضاے سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن کیے ہوے تھی بناؤ سنگار بھی کیے ہوئے تھی انکھون مین سرمۂ دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان چنی تھی **مصرع** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان تھا + عشاق اُسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے **شعر** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی + تماشا ہی تہ آتش دھوان ہی + اکثر عشاق اُس خوبرو نازنین مہ جبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل وجان سے صدقے ہوتے تھے بعض عشاق اُس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اُسکے بعض اعضا کی اس طرح تعریف کرتے تھے **مسدس**

دو صفت پہلو مین نظر آتے ہین پہاڑ کیسے
دو وہین پیمانے مے حسن سے مملو کیسے
صاف ہین گول ہین یہ ساعد وبازو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہی
جام صہباے صفا کاسۂ زانو کیسے
جس مین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہی

ناف کو سب گرہ موئے کمر کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
بالون وہ بالون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی
آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر رہ حضور
وقت رفتار رہی چال کیا کرتے ہین

چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
فتنہ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلرخسار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوئے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مسکرائی اور ناز سے منھ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی اُس خوشرو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کر لیا اُسوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازون کی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے بصد ناچنے کے یہ

غزل بصد ناز و ادا شروع کی غزل

خنجر قاتل مین لہو کھائیگا جوش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
سخت جانی آج کہتی ہی یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہی کیا

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
دل مین آتا ہی کہ اکدن مر کے ہم
جوہر شمشیر عریان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہو سکے جبتک بیابان دیکھ لین
رو برو دے دخت رز بیٹھا کے آج
گادش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہمین ہم تمکو اے جان دیکھ لین
یہ نہ جانے آرزو سے چارہ گر
ہمت دوش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جنکو صبح محشر کا یقین
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
گر اُٹھین ہی خوف عرض آرزو
جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر اُدھر تسلیم تو

کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لین

مطربہ بصد عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بتا بتا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو دیدار تھے کوئی سردار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی بھی بگوش دل گانا سن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے لکۂ ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوئے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوئے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہوا ئے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا صدائے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا فوراً ڈر کے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خونبر و ظاہر ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہی اور اسی طرف آتا ہی عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھ کے بہر جنگ کھڑے ہوئے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کماندار تیر افگنی پر لیس ہوئے ساحرون نے جلد جھولیون سے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید نارنج جادو کا ملازم ہی قبل کہیں گیا تھا اب خبر قتل نارنج جادو سُنکے بہر جنگ آیا ہی اسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کر کے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے نارنج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر نے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادہ جنگ ہین خوف سے زمین پر نہ آیا اور وہین سے بہ آواز بلند عرض کرنے لگا

کہ ای شاہزادۂ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیر خواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے خدمت عالی مین مجھے
حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی عمرو بن حمزہ نے
گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خبردار تیغ و تیر بھی اسے نہ مارنا ساحران
نامدار و جوانان تہور شعار بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو بن حمزہ
بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین آیا اور شاہزادۂ ذیجاہ کو بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ
مین بھی حضور کے مطیعون اور خیر خواہون سے اور ایک مژدہ دینے کے واسطے حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ
نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور وہ خوشخبری کیا ہی جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ عرض کیا حضور کو معلوم ہو
کہ میرا نام طوفان جادو ہی جس روز زوربانہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر لکڑیون
مین آگ لگادی تھی اور چاہا تھا کہ ملکہ کو جلا دے اُس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جسوقت لکڑیان آگ سے
جلنے لگین اور شعلے بلند ہوئے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین اسدم اس احقر
کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح انبار ہیزم
پر سے اٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو لیجاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زوربانہ جادو و دیگر ساحران
غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہو گئی اور کسی پر ثابت نہ ہوا تھا
کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اٹھا کر لیگیا ہی اُس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین بعیش و آرام
رکھا ہی اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے اس احقر نے خبر
ملکہ کی آپ سے اس سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زوربانہ جادو اور ناریخ جادو زندہ تھین اگر انکو
کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقینا ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ مین جلا دیتین
اور مجکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ ناریخ جادو کو حضور نے قتل کیا ہی اور طلسم
کو فتح کیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے حاضر ہوا ہی اب اگر حکم
ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدۂ جانفزا شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے سنا نہایت ہی خوش ہوئے
اور بدرجہ کمال مسرور ہوئے اور طوفان جادو سے ازحد شاد ہو کر فرمایا کہ تمنے ایسی خبر فرحت سنائی
گویا تن بیجان مین میرے جان آئی بیت تو نے ایسی خبر سنائی ہی + تن بیجان مین جان آئی ہی + حقا تمنے
خیر خواہی کی ہی یہ فرما کر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو مجرا کرکے موافق اپنے رتبہ
کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو انعام کثیر دیا جاے
بمجرد حکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو نہایت خوش ہوا جب یہ خبر
ملکہ زلزلہ جادو نے سنی ازحد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ ای طوفان جادو تمنے
میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا ای ملکہ آپ میری مالک اور
حاکم ہین مین تو ایک ادنے ملازم ناریخ جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین آپ پر
کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ ای طوفان جادو فی الحقیقت تمنے مجھپر احسان عظیم کیا
یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اُسوقت پھر بحکم شاہزادہ ذیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر
ہوئی اور ناچنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام مے ناب اہل بزم کو دینے لگے سرداران ذیوقار

شراب پینے لگے شاہزادہ قوبجاہ نے ازراہ نوازش خسروانہ ایک ساحر سے بادشارہ فرمایا کہ جام شراب طوفان جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر طوفان جادو کو دیا اُسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچ دیکھنے لگا جب ناز نین خوب گا چکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک محافہ ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بقصد جلوس وتجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذی وقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت روئی پھر نہایت خوش وخرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا ای ملکہ اب محافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافہ مین بیٹھی کہاروں نے محافہ اُٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر ابجد کوس و نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان وشوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزادے کے پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دید دلدار کے بارگاہ سے بر آمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اُتروائی جب گلشن جادو محافہ سے اُتر کے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیباے ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا **نظم**

هر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام
دریچہ اگر طور تھا نور کا
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
فدا غبغب سیب پر تھی بہی

کہ شاگرد ہون سامری سے ہزار
دل رستم و سام جسکے نیام
جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ نو تھے ابرو شک اس مین نہین
کہ منھ دیکھتے اُنمین سب شیخ و شاب
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ ادنے سا تھا سحر او اُنکا فن
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
سنی بھی نہین طور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
رخ آئینہ سے صاف و چند تھا

کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
تھی مینی انھی نور کی نردبان
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
یہان طوطی آئینہ بند تھا

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھکر بدرجہ کمال خوش ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج وملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نہ کیا اُسوقت شاہزادے نے ملکہ سے پوچھا کہ ای گل حدیقۂ خوبی وای سرو بستان محبوبی باعث تمھارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہی کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا ای شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہی کہ ہمنے آپ کی الفت مین انواع واقسام کے صدمے اُٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے نوزبانہ جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھادیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اُٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سُنکے رنج وغم نہ کیا اور عیش وعشرت مین ہماری ہمشیرہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش وعشرت کیا کیسے کبھی ہمین بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سوائے مہ جبین کے آپ کو نہ ملی اور ملکہ لالہ خونخوار سے جو آپ نے الفت کی اُسکی چندان مجھے شکایت نہین ہی کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہی کہ اُسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے مخاطب ہو کر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ بوا مہ جبین خوب تتے ہمارے

بعد عیش کیے اور لذت بوس و کنار سے لطف بے اندازہ اٹھایا اور مشہور کیا کہ شاہزادے سے الفت کر کے روح گلشن جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجھپر احسان کیا ای بہن مجھکو تجسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادہ دیجادہ سے الفت کروگی مجھکو ناخوش اور اپنے دل کو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر مین نے شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجھسے ناراض ہونا مناسب نہین ہی اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اور ای بہن گلشن جادو تم مجھسے قسم لے لو جو اسوقت تک شاہزادے سے کوئی بات ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے عذر بھی کیا اسوقت خواجہ اور فرخ نے گلشن جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوا دیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو کو خوب سمجھا کر عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرا دی اسوقت عمرو بن حمزہ اور ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اسی جشن مین ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرا دیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو نے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور جانب تنگ رواحل جاتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا ای عمرو نامدار چند روز اور توقف فرمایے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والدۂ ذی وقار ملکہ مہر نگار مین چلونگا خواجہ عمرو نے جواب جواب دیا ای فرزند ارجمند مین ملکہ مہر نگار سے آٹھ روز کا وعدہ کر کے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا نہین معلوم اتنی مدت مین ژوبین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے یقین ہی کہ بختک نابکار نے ژوبین کو آمادۂ جنگ کیا ہوگا اور اسنے قلعۂ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم ابھی یہان توقف کروگے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کر کے تم قلعہ تنگ رواحل کی طرف آنا یہ کہکر اور زر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے داخل قلعۂ تنگ رواحل ہوئے اور سرداروں سے ملکر ملکہ مہر نگار کے پاس گیے ملکہ نے شکایت کی عمرو نے تمام حال بیان کر کے کہا اسی وجہ سے مجکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہر نگار نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران کبتک آئینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب احوال خواجہ تو آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کر چکے اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہو چکے اور فرخ بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن دیا سمن سے عقد و نکاح کر چکا اور سب سے ہمبستر ہو چکا اسوقت عمرو بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک اور حاکم کیا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کر کے فرمایا کہ تم دونون باہم با الفت و محبت بسر کرنا اور ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی بادشاہت کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادۂ دیجادہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو انشاء اللہ مین بھی تمہارے پاس آؤنگا یہ فرما کر تینون نازنینون کو باہم ملوا کے ملکہ لالہ خونخوار کو بخدم و حشم شہر سہیلیہ کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادۂ ذی وقار سے مع سمن دیا سمن اشکبار چلی اور بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور مثل اپنے پدر کے شہر سہیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ رلزلہ جادو اور شہرت جادو اور گلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اُسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا ہر ایک شخص اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھین عمرو بن حمزہ ہر ایک کو سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاء اللہ پھر یہان آونگا اور تمسے ملاقات کرونگا غرض سب سے رخصت ہوکر مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی اور زرستاش سیاہ اور یونانی اور فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان وشوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ وخیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اُترا سرداران نامدار خیام مین استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر صحرائے سبزہ زار کے اور واسطے بالا دی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرا کی کرتا ہوا درہ کوہ تک پہونچا اُسوقت فرخ نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب وسن درہ کوہ مین بالائے فرش بیٹھا ہے اور شیشہ شراب اور جام مے اُسکے روبرو رکھا ہے اور قریب اُسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلائے غم وملال حزین و حرکت بیٹھی ہے اور زبان مین اُسکی سوزن ہے ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہے اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہے کہ اے معشوقہ لاجواب من اب میرے حال پر رحم کر مجکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجھپر عاشق ہے جھوٹھا نہین ہے قول کا صادق ہے تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اُٹھائے ہین قلب وجگر آتش عشق سے جلائے ہین مجکو بڈھا خیال نہ کر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت کمان خمیدہ قد ہون لیکن تیر نشانہ پر خوب لگا دونگا مجکو ذلیل نہ جان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون نام میرا میخوار سیہ پیشانی ہے تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہے شکر کر کہ مین تجھپر عاشق ہوا اور تجکو باغ سے اُٹھا لایا ہر چند ممکن ہے کہ بجبر تجھسے اپنا مدعائے دل حاصل کرون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہے تو بخوشی مجھے اجازت دے تاکہ مین مدعائے دل حاصل کرون یہ کہکے میخوار سیہ پیشانی قدم نازنین پر گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین کے چہرے پر آثار غیظ وغضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اُٹھایا نازنین بعد عتاب بایما و اشارہ اُس سے کہا کہ مجکو تیرا کہنا منظور نہین ہے مجکو رہا کردے ورنہ مین رنج وغم سے ہلاک ہو جاونگی فرخ نے یہ کیفیت دیکھے خیال کیا کہ یہ دونون اس درہ کوہ مین بیٹھے ہوئے اسطرح نظر آتے ہین جیسے کہ ایک برج مین زحل ومشتری ہون نحس وسعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہے آپ بھی تشریف لیجاکر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان تو کرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کر لیجیے ایسی کیفیت یقین ہے کہ آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوے فرخ سے مشتاق ہوئے اور فوراً بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین کھڑے ہوکر شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درہ کوہ مین جو کیفیت نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے جو موافق کہنے فرخ کے درہ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف سیہ رو کے قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہے اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہے کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھسے بہتر ہو عذر و انکار نہ کر برائے خداوند سامری و جمشید میری تمنائے دلی برلا عمرو بن حمزہ اُس نازنین حور
پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ ای فرخ مین اس نازنین کو خوب دیکھا ہی جو تنہ درخت چنار سے نکلکر روبروے
انورشاہ پسر منورشاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد چلے جانے باغ کے یہ نازنین غائب ہو گئی تھی اب معلوم ہوا
کہ اُس نازنین کو یہ ساحر اُٹھا لایا ہی یہ بیٹی سہیل جادو کی ہی اور بہن ملکہ لالہ خونخوار کی ہی نام اسکا خونخوار جادو ہی
اِسی نازنین پر انورشاہ عاشق ہوا تھا اور اُسی نازنین اور انورشاہ کو سہیل جادو نے برہم ہوکر قید کیا تھا
اور اُسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی رہائی کے
بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اُس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کرتا ہون اور اُس نازنین
کو اِسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرماکر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھا فرخ نے عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائیے
مین جاتا ہون اور اُس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون یہ کہکے فرخ نے جلد تر
رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت بہ شکل ایک فرشتۂ خداوند سامری کے بنائی اور عمرو بن حمزہ کو زیر درخت
چھوڑکر جانب درۂ کوہ روانہ ہوا میخوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر عجیب و غریب میری
طرف چلا آتا ہی میخوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھ کے حیران ہوا جب فرخ قریب میخوار سیہ پیشانی پہونچا میخوار گھبرا کر
اُٹھا اور لرز کر پوچھنے لگا آپ کون مین یہان کیون آئے ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ
ای میخوار سیہ پیشانی تم مجھسے نہ درو مین ایک فرشتہ خداوند سامری ہون خداوند سامری کو تمھارے حال
پر رحم آیا ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ ہمارا بندۂ خاص چندروز سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہی اور نازنین
وصل پر راضی نہین ہوتی ہی لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہی کہ اول ایک
سیب ہمارے بندۂ برگزیدہ میخوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوخوان ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے
اسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب ماہیہ اسکی روشن ہو جائیگی نازنین
دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اسکی حیات بڑھ جائیگی اور اس
سیب کو کھاتے ہی ہزار دل و جان سے میخوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی پس تم یہ سیب عطیۂ
خداوند سامری کھاو فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکال کر میخوار سیہ پیشانی کو دیا میخوار سیب
لے کر اور تمام تقریر فرشتہ کی سنکے نہایت خوش ہوکر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے خداوند سامری پر کہ
انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہوکر آپ کو بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر
اور آنکھون پر رکھ کے بصد اداب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھ کے مغموم اور متردد ہوئی میخوار سیہ پیشانی
نے فرشتۂ خداوند سامری کو اپنے پہلو مین بصد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی تک تو مین نوجوان نہین
ہوا کیون ای فرشتۂ خداوندی مین کب تک نوجوان و خوبصورت ہو جاؤنگا فرخ نے کہا بعد ایک لمحہ
کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تیرے ظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ میخوار سیہ پیشانی نے کہا تو
مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ حرارت سے جلا جاتا ہی سر کو گردش ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین فرخ نے
یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مرجاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتۂ خداوند سامری تمھاری روح کو
قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمھین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا میخوار سیہ پیشانی
گفتگوے فرخ سنکے غضبناک ہوا اور برہم ہوکر اُٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بجنسہ بیہوشی تاک کر اُسکی ناک پر مارا بجنسہ اُسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سیب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بجنسہ بیہوشی بینی پر پڑا فوراً بیہوش ہوکر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے میخوار سیہ پیشانی کو ہلاک کیا جب میخوار قتل ہوا درہ کوہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ آئی ہوا ے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا میخوار سیہ پیشانی تھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونوں درہ کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا ای شخص تو کون ہی تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کرکے مجھے رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور صورت اصلی ہوکر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہی مین عیار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا ہون دیکھو شاہزادہ ذیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہین اور لشکر شاہزادے کا اُترا ہی مین نے بموجب حکم شاہزادہ ذیوقار کے تمھین رہا کیا اب تمکو لازم ہی کہ شاہزادہ ذیوقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے ہمسو ہو کیونکہ تم سالی ہو تمھاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئین اور شاہزادے کے عقد مین آئین تمھین بھی مناسب ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی ترک کرو خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ ای شاہزادہ ذیوقار آپ اس صحراے سبزہ زار مین کسواسطے تشریف لائے ہین اور اب ارادہ کہان جانے کا ہی عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان فرماکر کہا کہ اب مین شیر و شکار کرتا ہوا جابجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمھین لازم ہی کہ اپنی بہن کی طرح سامری اور جمشید پرستی سے اجتناب کرون اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم بیان کیا کہ خونخوار جادو اُسی وقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادہ ذیجاہ خونخوار جادو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اُسے اپنے لشکر مین لایا پھر شاہزادے نے الوزشاہ پسر منورشاہ کو طلب فرماکر بآئین شائستہ الوزشاہ سے عقد خونخوار جادو کا کردیا اور بعد ایک روز کے الوزشاہ اور خونخوار جادو کو مع منورشاہ کے رخصت کیا جب الوزشاہ اور منورشاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے اُس صحراے پر بہار سے کوچ کیا اب ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم تاریخ فتح ہوچکا عمرو بن حمزہ مع سرداران ذیوقار بصد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ ہوئے انشاء اللہ حال اُنکا مقام مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بہ مشورہ ملعونہ اور شکست اُٹھاکر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا۔ ساقی نامہ

ذرا آ ادھر ساقی جنگجو — پلا آج مجکو مئے مشکبو
بھراؤن کمیت قلم کی عنان — کرون کچھ بیان حال صاحبقران
کرے رحم گر تو مرے حال پر — لکھون حال شہپال کا سر بسر
یہ ہے قصد اے ساقی سیمبر — مئے مشکبو پی کے مین جلد تر
دکھادون مین اپنی طبیعت کا رنگ — لکھون نشہ مین جو ہے دیو کی جنگ
بہ تکرار کہتا ہون اے بیخبر — ہنر ہون ہنر ہون ہنر ہون ہنر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران عرصۂ بلاغت جوہر تیغ تیز زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ قبل اسکے پردۂ قاف کی داستانون مین یہانتک لکھا گیا ہی کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہی کئی لڑائیان شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے لڑچکا ہی دیو خربا نے ملکہ آسمان پری کو جزیرہ شبنم مین قید کیا ہی حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاہ کلاہ سیاہ قبا نے زندان سے رہا کیا ہی

اور شریک شہپال ہوا ہی شہپال نے دیو سیا مک کو عہدۂ عفریت پر سرفراز کیا ہی لشکر شہپال کا مقابلہ عفریت مین اُترا ہوا ہی دیو سمندون ہزار دست نے بعد روانہ کرنے دیو سیامک سیاہ کلاہ کے برائے مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہی غرض برائے آگاہی ناظرین کے تو یہ پتہ مندرج کیا گیا لیکن اب احوال عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب ایک زمانۂ دراز تک دونون لشکر مقابلہ مین اُترے رہے اور کوئی لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزۂ صاحبقران آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجکو دیے ہین یعنی اول تو دیو راہدار کو اُسنے قتل کیا ہی اور پھر میرے لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہی اور میری دختر مشتورہ کو مار ڈالا ہی مجکو میری دختر کے ماتم مین مبتلا کیا ہی اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدمزاد ہلاک ہو اور شہپال بن شہرخ قتل ہو اور ملک شہپال کا میرے قبضہ و تصرف مین آئے صدمہ و غم دل سے برطرف ہو جاے ملعونہ نے تقریر اپنے فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہی اِسنے اپنے علم سے دریافت کرکے کہا کہ اے فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدمزاد سے لڑیگا تو فی الحال شہپال بن شہرخ پر فتحیاب ہوگا اور ملک اُسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت گفتگو اپنی مادر کی سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ بخوبی کرنے لگا جب وہ دن ہوا اور شب بھی گذر کے وہ وقت آیا کہ دیو فلک نے نیزہ خطی شعاع مہر ساکنان پردۂ قاف وغیرہ کو دکھایا ابیات کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی + نظر نے صبح کی صحبت طلب کی اُٹھین آنکھین لبشوق رخ خورشید لگے ہونے نظارے سوے خورشید + عفریت بیدار ہو کر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا سغز دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا اُسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھوا کر حمزۂ صاحبقران کو بدست دیو شب آہنگ روانہ کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب آیا دیوون نے خدمت شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت کا نامہ لیکر آیا ہی شہپال نے حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہی تو آنے دو دیوون نے بموجب حکم دیو شب آہنگ کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار نبیرۂ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا اُسنے دربار آراستہ ہی تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہی قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزۂ صاحبقران جلوہ فرمائین ایک جانب دیو سیامک سیاہ کلاہ بیٹھا ہی علاوہ دیو سیامک سیاہ کلاہ کے صدہا دیو معزز و ممتاز بعدہ او بمطابق قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین دیو شب آہنگ نے بعد دیکھنے کیفیت دربار کے بکراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزۂ صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ اے آدمزاد تو کئی لڑائیان مجھسے لڑا اور کچھ مدعا دل حاصل نہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالاے ہوا مجھسے مقابلہ کر مجھے یقین ہی کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہی تو ضرور حسب دلخواہ میرے مجھسے لڑیگا اور اگر تو نامرد اور بزدل ہی تو انکار کر یگا پس جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامہ سے آگاہی دے جب حمزۂ صاحبقران نے عبارت نامے کی سُنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اُسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھین کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمنا کے مین تجھسے لڑونگا شہپال اور عبدالرحمن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ عذر کیجیے اور بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق اسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ بنونگا شہپال اور عبدالرحمن جنی یہ تقریر امیر باتوقیر کی سُنکے خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح تجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیو شب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب دیو شب آہنگ روبروے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دیکے عرض کرنے لگا کہ شہپال اور عبدالرحمن جنی نے ہرچند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے عزمانا اور بالاے ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہی عفریت نے پشت نامہ پر نظر کرکے جو دیکھا تو فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑیگا اُسی طرح مین بھی تجھسے لڑونگا عفریت جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو خرپا سے کہنے لگا کہ اب ضرور اس آدمزاد کو مار ڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سُنکے خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور اس طرح بعد دعاے وثناے بادشاہی کے عرض کرنے لگے

ابیات ہمیشہ تا گذرد در جہان لیل ونہار ٭ بکوبتی ودرازی حیات عشرت وناز ٭ حیات خصم توچون وعدۂ کرم کوتاہ ٭ نشاط بزم توچون ازروے حرص دراز

شہنشاہ بر دۂ قاف کے دشمن جفاے فلک سے ہمیشہ برباد وتباہ رہین اور ظل اللہ مدام الطاف ایزدی سے صاحب تخت وکلاہ رہین اُسوقت عفریت بداندیش نے طبل جنگ بجایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابل کرے اور آتش کینہ کا لون سینہ سے ظاہر کرلے باقی خیریت ہی جب دو نو دیو اپنی زبان مین حال بجنے طبل رزمی کا گذارش کرچکے سو دب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی سُنکے فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب حکم دیو اکوان نے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ جینی اور کبابہ جینی وغیرہ پریزادون سے حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ جینی وغیرہ نے نقارہ خانہ سلیمانی مین جاکر نقارۂ سلیمانی پر چوب لگا شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ تا بفلک پہونچی شیر فلک ٹھہر گیا مریخ کانپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہو گئے کوہ تھرانے لگا وزمین کو گمان ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ صور اسرافیل کی صدا تھی غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیوون کو خبر ہوئی کہ نقارہ سلیمانی پر چوب پڑی ہی کل جنگ ہوگی زمین دیوؤن کے خون سے لالہ رنگ ہوگی ہزار ہا دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جانین کے زخمی ہونگے دیکھے کون فتحیاب ہوتا ہی کسکو شکست ہوتی ہی یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون

لشکرون مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی ادھر شہپال بن شہرخ اُدھر عفریت نابکار اسامان کارزار کرنے لگا دیو دونون لشکرون کے نعرے مارنے لگے آلات حرب وضرب کے درست کرنے لگے غرض چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ دمان بر دمید ٭ شب تیرہ گون دامن اندر کشید ٭ چو پنہان شد آن چادر آبنوس ٭ بگوش آمد آواز دو رہانگ خروس ٭ وقت صبح لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر سے عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ و میسرہ قلب و جناح لشکر کا درست کرکے انتظار شہپال اور حمزۂ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی مع حمزۂ صاحبقران بجمعیت دیو و پریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا طائران خوش الحان کا پردہ قاف مین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر ہونا ہواے سرد کا دمبدم چلنا لایق دید تھا اور دیون کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسطرح لشکر دیو و پریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا اور اسقدر جو غبار روانگی لشکر کے سبب سے بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہو تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد غبار سے روز روشن مثل شب تیرہ و تاریک تھا گاوزمین بار کثرت سپاہ سے بیچین تھی ماہی زیر قدم گاو بیقرار تھی الغرض شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریاے ذخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اُسوقت بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونون لشکرون سے نکل کر اپنی زبان مین اسطرح مذمت دنیاے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار ہان ذرا کر نظر بدیدہ غور دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور ٭ بھول مت دیکھ دیکھ آرایش ٭ نہین دنیا مقام آسایش ٭ کوئی بزم طرب کا بانی ہی ٭ کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی ٭ کہین چرچا ہی اور چالا ہی ٭ کہین انفصال حق تعالی ای بہادران یکتاے آفاق و ای دلاوران پردہ قاف دیکھو بنی آدم مین رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہرچند وہ مر گئے لیکن بوجہ شجاعت کے آجتک نام اُنکے زبان خلائق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف کرتا ہی اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہو حریف کو ٹوک کے قتل کرو آج کا دن نام کرنے کا ہی بموجب ابیات نام رستم کا مٹا دو آج ہی وہ معرکہ ٭ کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا ٭ دیگر رستم رہا نہ مین یہ نہ بہرام رہ گیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ٭ جب نقیبان خوش آواز در است گفتار ہر ایک دیو اور پریزاد کو ترغیب جنگ دے کر علیحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوون اور پریزادون کے دلون پر ایک محویت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ کے جھومنے لگا اور ہر ایک پریزاد قبضہ اژدہا پشت نہنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گر کے اعدا کو ہلاک کرین لڑ بھڑ کے مر جائین پردۂ قاف مین نام کرجائین شجاعان جہان مین داخل

ہو جائین دیو ادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ ادھر سے عفریت بصد نخوت و غرور نکلا اور کنارے دریا
کے ٹھہر کے پکارا کہ ای آدمزاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کر اور صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا
مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قائم ہوا حمزہ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر
ایک تخت پر کھڑے دیو یرقان وہ تخت اپنے دونون ہاتھون پر اٹھا کر ساٹھ گز زمین سے بلند
ہوا جب دیو یرقان تخت اٹھا کر مقابل عفریت کھڑا ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
عفریت اب مجھپر حربہ کر دار شمشاد یا تیغ و تیر لگا جب خدا تجکو تیری ضرب سے بچائیگا اسوقت مین بھی
تجھپر تیغ و تبر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر یا توقیر سنکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان
اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچنا تو اسکا نہایت ہی دشوار تھا رستم سے اٹھ بھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک
ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو یرقان کے سینہ پر مارا کہ جب
دیو یرقان مرکر زمین پر گریگا اُسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو
قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو یرقان کے سینہ پر لگا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا یرقان نے آواز دی
کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو اپنی آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو یرقان زمین پر گرا
تخت ہاتھ سے چھوٹ کر جانب پستی گرے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی گرنے لگے
عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر با توقیر کا تو آیندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عفریت نے حملہ کیا شہپال نے
جملہ دیوؤن اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھ کے روک لو اور زمین پر نہ گرنے دو
اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اُٹھے حمزۂ صاحبقران تک
تو نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و
ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوؤن کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے سر و تن جدا ہونے
لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ ازمائی ہوئی ضرب دار شمشاد و ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات
حرب و ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا زخمی
درد زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگے
خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنار دریا جاری ہوا دریاے خون موجزن ہوکر دریا مین
لگیا خون دیوان قاف کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو دیوان نابکار شر کا
عفریت ناہنجار کی دریاے خون سے بہکر دریاے ذخار مین گئین دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ بڑے
بڑے مگر اور گھڑیال اور سونس دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے
اور لاشے اُنکے دریا مین بہکر گئے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارۂ رخشان غرق دریاے
فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر بلندی سے
سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹ کر بالاے
زمین گر رہے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے بحر برس رہا ہی
لاشین دیوؤن اور پریزادون کی مثل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

کر رعد کی آواز انکی صدائے خجل تھی طلانگ ہوا یہ جنگ عجیب و غریب دیکھکر الحفیظ والامان کہتے تھے اور ہٹ جاتے تھے اور لاشین جو دیوون اور پریزادون کی بالائے ہوا سے زمین پر گرتی تھین قدم گاؤ زمین کثرت بار سے دمبدم تھرانے سے تھے زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجودیکہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کنارے دریا کشتون کے پشتے تھے ہزارہا لاشے دریا مین بہ گئے تھے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہو گئین تھین ماہیان دریا و جملہ ساکنان دریا دیوون اور پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہو گئے تھے وہ شور گیرودار دیوون کا شور محشر صاف تھا میدان حشر گویا پردۂ قاف تھا قیامت کی جنگ ہو رہی تھی ابیات ہزارون تھے جو وان دیو ستمگار + ہوئے شہپال سے سرگرم پیکار + بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ + کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ + جب دیوان اور پریزادان لشکر شہپال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون سے مخاطب ہو کر اپنی زبان مین یہ کہا کہ ای بہادران پردۂ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ دلیرانہ لشکر شہپال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو خلعت و انعام مجھسے لو دیوون نے یہ سنکے ایکی مرتبہ سخت حملہ کیا اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اور سنگ گران اٹھا اٹھا کر لشکر شہپال پر مارنے لگے اور تین جانب سے انھین گھیر لیا اسوقت باہم دونون لشکر ایسے لڑے اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زیر فلک نہ ہوئی تھی اگر حال جنگ مفصل تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے آخر باقی ماندہ لشکر شہپال تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا ہر چند شہپال نے اپنے لشکر کو سمجھایا کہ ای بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دے دو اور قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ لیکن دیوون نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ بھاگ چلیے پھر ہم عفریت سے لڑینگے اسوقت یہی مناسب ہے کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جائیے گا شہپال نے جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہو جانا گوارا ہے مگر یہ منظور نہین ہے کہ مین عفریت کے سامنے سے بھاگ جاؤن یہ کہکے شہپال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد لپٹ گئے اور شہپال کو لیکر سراسیمہ و بدحواس ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلورین مین آکر ٹھہرے شہپال نے بعد صرف بچہ کے دیوون اور پریزادون سے پوچھا کہ تمکو کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہے سب نے عرض کیا ہمکو مطلق انکے احوال سے اطلاع نہین ہے اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گر پڑے تھے پھر ہمکو نہین معلوم انپر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے عفریت کے حضرت صاحبقران کو بالائے ہوا روک نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے جلد تر آراستہ کرو بمجرد حکم عبد الرحمن جنی وغیرہ نے جلد تر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا توپین چھوٹی بڑی چار طرف لگا دین گولے توپون مین گولندازون نے دیدیے غرض اچھی طرح قلعہ بلور کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرا کے شہپال قلعہ مین بیٹھا شہپال کو تو قلعہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور پریزاد شکست کھا کر شہپال کو لے کر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے نہایت خوش ہو کر گلستان ارم پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوون کو طلب کر کے

کہا کہ جلو جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ شہپال قلعہ بلور مین ہی دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت مین گئے اور کہنے لگے کہ شہپال یہان سے بھاگ کر قلعۂ بلور مین گیا ہی اور قلعہ کو اُسنے الات حرب وضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہی عفریت یہ حال سُن کے مسکرایا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعۂ بلور پر حملہ کرکے ایک لمحہ مین قلعہ کو لیلونگا اب شہپال مجھسے کیا لڑسکے گا یہ کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدم زاد کہان گیا فی الحال شہپال کے پاس ہی یا مارا گیا دیوون نے کہا ہمکو آدم زاد کی کچھ آگاہی نہین ہی عفریت یہ سُنکے خاموش رہا اور شب گلستان ارم مین بعیش وراحت بسر کی جب وہ ہنگام آیا ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا + دگرگون ہوگیا عالم قمر کا + فروغ روشنی پیدا ہوا جب + مٹائی مہر نے نیرنگی شب + وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم سے جانب قلعۂ بلور روانہ ہوا جب عفریت عنقریب قلعۂ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر جملہ اہل قلعہ کو قتل کرو دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اُسوقت حکم شہپال سے گولندازوں نے گولے مارنے شروع کیے ابیات

ہزارون سہلکے توپ و شتر نال	لگے اس سمت سے چھٹنے فی الحال	صدا سے جنگی کیا کہیے کہ یکسر	ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
ہوئی اہل جہل کے گنگ سب گوش	اُڑے سے برنگ طائران ہوش	زمین سے آسمان تک کیا کہون بار	دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
کڑک کر بان کا چلنا وہ اُسدم	گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم	وہ توپ سے تھا گولوں کا نکلنا	دہان مارسے مِن کا اگلنا
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار	دل عاشق پہ جون مژگان خونبار	دھوئین مین اسطرح اُڑتے ارجانگ	کہ جون یادل مین مار برق چینگ
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان	گھٹا مین جسطرح مہر درخشان	یہ گولا سرخ نکلے تھا شتابی	شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہرچند اہل قلعۂ بلور نے لاکھون گولے مارے اور ہزارون دیوون کو ہلاک کیا لیکن عفریت نے قلعہ بلور لےلیا شہپال وعبدالرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان ابیض مین پہونچے ارشوے جنی اور راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے انھون نے جو خبر سُنی کہ شہپال بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان علیہ السلام ہماری عملداری مین تشریف لائے ہین فوراً سات لاکھ پریزادون کے جمعیت سے بصد خدم وحشم برائے استقبال بیابان مین آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان مین لے گئے اور بصد عزت وحرمت اپنے مکان مین مقیم کیا بعد دعوت وضیافت کے ارشوے جنی اور راشوے جنی نے شہپال سے پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزۂ صاحبقران اور کیفیت جنگ عفریت مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھا کر نبیرۂ حضرت سلیمان اسطرف آئے ہین اُسوقت دونون بھائیون نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جانثاری کے موجود ہین لیکن آپ کو مناسب ہی کہ دیو نقیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہی اگر وہ آپ کا شریک ہوجائیگا تو عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اُسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ مین اُس سے ضرور ملاقات کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لےکر بیابان انارستان کی طرف گئے دیو نقیلہ خبر تشریف آوری نبیرۂ حضرت سلیمان سُنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا اثنائے راہ مین شہپال سے ملاقات ہوئی دیو نقیلہ استقبال کرکے بعد تکریم وتعظیم شہپال وغیرہ کو اپنے گھر مین لیگیا اور بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانے کا کیا باعث ہی ارشوے جنی اور راشوے جنی نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرۂ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیو ثقبلہ نے جواب دیا کہ مین بسر و چشم سر فروشی اور جانبازی کو موجود ہون یہ کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمراہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر ہی کیونکہ دیو اکوان از حد قوی ہی آپ کو لازم ہی کہ اب اوسکے مکان پر تشریف لیجلیے اور اوس سے ملاقات کیجیے شہپال بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیجلو ہم اوس سے بھی ملاقات کرینگے دیو ثقیلہ نے یہ سنکے مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شہپال وغیرہ بیابان انارستان سے کوچ کیا جب شہپال مع ارشوے جنی وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے ہرچند دیو اکوان کو شہپال کے آنیکی اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال نہ آیا جب شہپال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اوسوقت بھی دیو اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جسطرح بیٹھا تھا اوسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شہپال و دیو ثقیلہ و ارشوے جنی اور راشوے جنی قریب دیو اکوان کے پہنچے دیو اکوان نے برہم ہوکر شہپال کی طرف سے منھ اپنا پھیر لیا دیو ثقیلہ نے کہا ای اکوان بڑا تعجب ہی کہ نبیرۂ جناب حضرت سلیمان تمھاری ملاقات کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے تعظیم کے نہ اوٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو دیو اکوان نے جواب دیا ای ثقیلہ آگاہ ہو شہپال نے میرے فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال ہی سنا ہی بس مین نے اپنے فرزند کے دشمن جان کی اسی وجہ سے تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس گیا تھا اونھین مناسب نہ تھا کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالین شہپال بن شہرخ نے گفتگو اکوان کی سنکے جواب دیا کہ ای اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند دلبند بہ عنایت پروردگار زندہ ہی یہ کہکے شہپال نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شہپال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف فرمایے گا مین نے بھی خبر بد سنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان نے شہپال کی بڑے تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان نے عرض کیا کہ اب آپ برائے مقابلۂ عفریت تشریف لیجلین مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب چلتا ہون یہ کہکر دیو اکوان نے حکم کیا جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج الآت حرب و ضرب لے کر مستعد چلنے پر ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شہپال و دیو ثقبلہ و ارشوے جنی و راشوے جنی و و دیو سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعۂ بلور چلا جملہ جمعیت دیو اور پریزاد کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ سات لاکھ پریزاد ارشوے جنی اور راشوے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ دیو ثقیلہ کے ساتھ تھے اور دو لاکھ دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد شہپال بن شہرخ کی فوج کے باقی تھے اون مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شہپال بن شہرخ وغیرہ فوج مذکور لے کر قلعۂ بلور کیجانب روانہ ہوئے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعۂ بلور مین اور یکایک آنا شہپال بن شہرخ کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکہ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا مع حال دیگر

محران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب شہپال قلعۂ بلور سے بھاگے عفریت خوش ہوکر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو قلعہ الات حرب وضرب سے آراستہ کیا جاے کیونکہ ابھی شہپال یقین ہے آکر لڑیگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہوکر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فوراً دیو خرپا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جا اور آسمان پری کو جزیرۂ شبنم سے میری پاس لے آ دیو خرپا بموجب حکم روانہ ہوا ہی لیکن اب حال ملکہ آسمان پری کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے دیو خرپا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز روتی تھی کبھی خیال امیر کا کرکے زندان مین رویا کرتی تھی اور واسطے رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگارا اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اُس زندان کا قبر کا ذرے بھی زیادہ ہی فی الحقیقت وہ قید خانہ ایسا تاریک تھا نظم

وہ زندان یا دہان اژدہا تھا
کہ پیغام مصیبت دے رہا تھا
عجب تاریکئ تیرہ وہ محل تھا
سویداے دل لفظ اجل تھا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہین راہ
ٹپکتی سر در و دیوار سے آہ
ہواے گرم صرف سینہ تابی
ہزل سے مہمان خانہ خرابی
نہ کوئی ہمنفس نہ خبر نالۂ دل
بہ مصیبت کوئی خبر وقت مشکل
نہ کوئی رازدان خورد نہان
نہ کوئی غمگسار دل نگہبان
دفا کرتا تھا عہد گرم جوشی
کبھی نالہ کبھی شور خموشی
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو
لگا لیتی گلے سے بیکسی کو

ملکۂ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خرپا آیا اور کہنے لگا ای ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہی یہ کہکے دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو قید خانہ سے نکالنے لگا یہان دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکالتا ہی اسے یہین چھوڑیے اب شہپال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شہپال بن شہرخ جو مع دیو ثقیلہ وغیرہ فوج کثیر لیکر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شہپال کو بفوج کثیر آتے ہوے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شہپال فوج کثیر لیکر آیا ہی جلد آمادہ جنگ ہو جاؤ اور اسقدر گولے اور سنگ گران لشکر شہپال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہو جائین یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھائی دیوون نے گولے اور پتھر قلعۂ بلور سے فوج شہپال پر مارنا شروع کیے دیو اکوان وغیرہ و شہپال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا گولون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شہپال و اکوان و ثقیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شہپال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش کرنے لگی جوے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہو گیا اُسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو ثقیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھاکر کہنے لگا کہ او ثقیلہ ہوشیار ہو جا یہ نعرہ کرکے عفریت نے دار شمشاد سر دیو ثقیلہ پر لگائی دیو ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر آرۂ پشت نہنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا آرۂ پشت نہنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو ثقیلہ دار شمشاد اٹھاکر پے در پے عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکل کے جانب گلستان ارم بھاگا دیو ثقیلہ و دیو اکوان و ارشوے جنی اور راشوے جنی نے ہرچند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری دیو ثقیلہ اور دیو اکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعۂ بلور روانہ ہوے عفریت نابکار قلعہ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کراکے فروکش ہوا اُسوقت عفریت نے دیو سگ پا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جزیرۂ شبنم مین جاکر دیو خرپا سے کہدے کہ اب ملکہ آسمان پری کو قلعۂ بلور

مین نہ لانا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُسسے کہدینا پھر ہمراہی دیو خربا ملکہ آسمان پری کو یہان لے آنا خبردار دیر نہ کرنا دیو سنگ با فوراً اُسسمت جزیرۂ شبنم روانہ ہوا جب جزیرہ شبنم مین پہونچا دیکھا کہ دیو خربا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکال کر ایک تخت پر بٹھا چکا ہے ارادہ چلنے کا کرتا ہے اُسوقت دیو سنگ با قریب دیو خربا کے گیا اور تمام حال قلعۂ بلور کے چھوٹ جانیکا بیان کرکے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیو خربا ملکہ آسمان پری کو لیکر مع دیو سنگ با جانب گلستان ارم چلا اثنائے راہ مین دیو ثقیلہ و دیو اکوان و راشوے جنی وارشوسے جنی وغیرہ نے دیکھا کہ دیو خربا ملکہ آسمان پری کو لیے جاتا ہے سب نے دیو خربا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہان لیے جاتا ہے دیو خربا نے جواب دیا مین اپنے مالک و حاکم کے پاس لیے جاتا ہون ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو ہرگز نہ لیجانے دینگے دیو خربا یہ سُنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہوکر دار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سنگ با یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ نے ملکہ آسمان پری سے کہا تم پریشان خاطر نہو ہم تمھین تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو ثقیلہ وغیرہ ملکہ آسمان پری کو دیکھکر خوش ہوے سینے سے لگایا پھر راشوے جنی وارشوے جنی وغیرہ سے پوچھا میری دختر تمھین کیونکر ملی یہ ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیو خربا کا بیان کیا ادھر تو شہپال کل حال سُنکے نہایت خوش ہوا اُدھر دیو سنگ با نے عفریت سے جاکر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ مین دیو خربا کو ہلاک کرکے ملکہ آسمان پری کو لیگیا مین بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہون عفریت دیو خربا کے قتل ہونے سے اور ملکہ آسمان پری کے چھن جانے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ وغیرہ کے جملہ دیوؤن کو اپنے ہمراہ لے کر بصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی دیکھا کہ شہپال و اکوان و ثقیلہ و راشوے جنی وارشوے جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہین تخت پر ملکہ آسمان پری سوار ہے چند دیو جانب قلعۂ بلور تخت کو لیے جاتے ہین عفریت نابکار یہ حال دیکھ کے برہم ہوا اور اپنے لشکر کے دیوؤن سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جاکر لے آؤ مین ثقیلہ وغیرہ کو قتل کرتا ہون دیو بموجب حکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا لڑائی ہونے لگی عفریت نے برہم ہوکر یکبارگی حملہ کیا ادھر سے شہپال وغیرہ بڑھے دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل ہونے لگے دار شمشاد اور ارۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑون دیو ہزارون پریزاد قتل ہوے ہزارون زخمی ہوے میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہوگیا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار جابجا میدان مصاف مین ہوگئے اثنائے جنگ مین عفریت نابکار نے راشوے جنی وارشوے جنی کو گرفتار کرکے اپنے لشکر کے نامی دیوؤن کے حوالہ کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے پھر دونون ارۂ پشت نہنگ اور دار شمشاد لے کر عفریت پر حملہ ور ہوے اُسوقت عفریت نے خیال کیا کہ اگر راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور اسی وقت قتل ہوجاونگا یہ خیال کرکے عفریت مع اپنے لشکر کے سراسیمہ و بے حواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیاہ کلاہ وغیرہ نے ہزارون دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت نابکار مع باقیماندہ دیوون نے بھاگ کر اُس جگہ پہونچا جہان اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا شہپال بن شہرخ نے عفریت کو شکست دے کر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضہ مین کیے لشکر گلستان ارم مین اُترا شہپال نے قلعہ بلور سے ملکہ آسمان پری کو طلب کرکے اپنے مکان مین

داخل کیا اور خوش کیا اور خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کیا شہپال دلتو گلستان ارم مین مقیم ہو لیکن اب حال عفریت کا لکھا جاتا ہو کہ جب عفریت نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملوک ہوکر اسی جگہ قیام پذیر ہوا اور چند دیوؤن کو بلاکر کہنے لگا کہ راشوے وارشوے جنی کو ہوشیاری تمام دیو سمندون ہزار دست کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کریگے میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین قید کیجیے دیو بموجب حکم عفریت راشوے جنی وارشوے جنی کو بخوبی گرفتار کرکے جانب سمندون ہزار دست روانہ ہوئے

داستان گرنا حمزۂ صاحبقران کا دریاے ذخار مین اور نکلنا دریا سے پھر پانا عقرب سلیمانی کا مع دیگر حالات

شناوران بحر ذخار سخندانی و غواصان دریاے مواج معانی اس دریکتاے داستان کو صدف سینہ سے نکالکر ناظرین جواہر بین کو یون آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر با توقیر تخت سے جدا ہوکر بحر ذخار مین گرکے شناوری کرنے لگے یہانتک کہ پیرتے ہوے اور پانی مین بہتے ہوے دوسرے روز وقت شام کنارہ دریا پر پہونچے پانی سے نکل کے خشکی مین گئے شکر زبان پر لائے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے چہار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ نظر نہ آیا چونکہ امیر با توقیر گرسنہ تھے اور کنارۂ دریا ایک شجر پر ثمر تھا حمزۂ صاحبقران نے اُسی درخت کے ثمر کھاے اور پانی پیا جب بخوشی سیر و سیراب ہوچکے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے ذخار اور صحراے ناپیداکنار کو طی کرکے بجز افضال پروردگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچو نگا یقین ہو کہ یہین ایک نہ ایک روز ہلاک ہوجاؤنگا کوئی غسل و کفن بھی نہ دیگا میری میت کو فیر بھی میسر نہوگی ملکہ آسمان پری و ملکہ مہر نگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہوگی غنچہ آرزو اپنا نہ کھلیگا لاکھ جستجو کرینگے گوہر مدعا نہ ملےگا یہ خیال کرکے اشکبار ہوئے وہ شب تاریک صحرا کا سنسانا آب دریا کا شور باعث اضطراب قلب و جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس و یاور نہ تھا صحراے ہولناک سے دمبدم صداے شیر آتی تھی تاریکی شب سے روح جسم مین گھبراتی تھی غرض حمزۂ صاحبقران تادیر مضطر و گریان زیر شجر بیٹھے رہے اور طرح طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت حاصل ہوئی کہ خواب آگیا امیر با توقیر زیر درخت سو رہے اُسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بالین سرکھڑے ہین اور کہتے ہین کہ اے امیر با توقیر کیون مضطر و دلگیر ہو جو ہین کیون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ بہ صحت و عافیت اُس جگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جاے گا یا امیر تدبیر اس دریا سے گذرنے کی یہ ہو کہ اسی درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بنا کر شاخہاے درخت کا بیڑا بنالیجے جب بیڑا تیار ہوجاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریا سے گذرکے کہین آبادی مین پہونچ جاے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہوئے سرہانے خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے جب بخوبی ہوشیار ہوے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجہ کمال الفت و محبت تھی اُسوقت جو مجکو صدمہ و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور تدبیر معقول بتائی اے حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہو قیامت کا عیار ہو یکتاے روزگار ہو

سراپا عقل ہی ایسی تدبیر خواب مین آکر بتائی ہی کہ مجھے اس تدبیر کرنے کا خیال ہی نہ تھا اسی طرح تا دیر امیر باتوقیر اپنے دل سے گفتگو کیا کیے جب بہ قدرت خالق لیل ونہار وہ شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے دریاے فلک مین ڈوب ڈوب کر پنہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب چرخ پر عیان ہونے لگے امیر باتوقیر نے اٹھکر کنارے دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بعد خضوع وخشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے بڑی بڑی شاخین اُس شجر کی قلم کین اور اُسی درخت کے پوست کی رسی بنا کر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اُس شجر سے توڑکر کچھ کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈال کر اُسی بیڑے پر بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا چلا جب قریب دوپہر ایک کنارۂ دریا پر بیڑا ٹھہرا امیر باتوقیر بیڑے سے اُتر کے ساحل پر آئے اور رسی بیڑے کی ایک درخت سے باندھ دی پھر امیر باتوقیر سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے ایک کوہ پر نور بصورت طور نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اُس کوہ نورفشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشنضمیر بالاے کوہ سجادے پر بیٹھا ہی صورت اُسکی یہ ہی کہ ہمہ تن پوست واستخوان ہی رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہی سر پر عمامہ ہی بر مین قبا ہی پیشانی پر نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہی ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہی لب پر ذکر خدا ہی پشت صورت کمان خمیدہ ہی کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے کچھ دعا مانگتا ہی کبھی سجدہ کرتا ہی کبھی روتا ہی اور بہ آواز بلند سوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہی شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قابل دار + بخش میرے گناہ ای غفار + حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد شب زندہ دار ہی بندۂ برگزیدۂ پروردگار ہی امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھکر بہ آواز بلند پکار کے کہا السلام علیک یا حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف لایے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران جواب سلام دے کر بالاے کوہ تشریف لے گئے مرد پیر سجادے سے براے تعظیم اُٹھا امیر باتوقیر نے پوچھا یہ کون مقام ہی آپ کا کیا نام ہی بیشک آپ خاصان خدا سے ہین میرے نام سے واقف ہوگئے مرد پیر نے جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ قاف سے متعلق ہی اور یہ مقام عبادت جناب سلیمان علیہ السلام کا ہی اُن جناب نے وقت آخر مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزۂ صاحبقران ایک زمانے مین یہان تشریف لاوینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان ہوگا اُنھین ہماری جانب سے عقرب سلیمانی دے دینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر نے امیر باتوقیر سے مصافحہ کیا پھر امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھول کر کہنے لگا کہ عقرب سلیمانی اس صندوق سے نکال لیجیے حمزہ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر نے صندوق مین ہاتھ نہ ڈالا مرد پیر نے کہا ای امیر باتوقیر آپ بسم اللہ کہکے اس عقرب کو اٹھا لیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر آپ حمزہ صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپ کے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار ہو جائیگا امیر باتوقیر نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ آبدار ہو گیا امیر اُس تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون درآمد وشد + بر دست دوپیکر انداز + جب امیر باتوقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا دیا امیر عقرب سلیمانی لے کر مرد پیر سے رخصت ہو کر کوہ سے اُترے اور راہ طی کر کے اُس جگہ آئے جس مقام پر بیڑے کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پر بیٹھے بیڑا امواج آب دریا سے بہتا ہوا ایک

طرف جلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزہ صاحبقران بیڑے سے اُترے اور رسی بیڑے کی پھر ایک درخت سے باندھ دی بعد باندھنے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مین ایسے صحراے ہولناک و وحشت افزا مین کھڑا ہون کہ اگر کوئی انسان خواب مین اس صحراے وحشتناک کو دیکھے ڈر جاے امیر با توقیر جانب صحراے وحشت افزا دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا مین ہزارہا گلیم پوش موجود مین کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے اکثر باہم لڑ رہے ہین بعضے زمین پر لوٹ رہے ہین اکثر باہم باتین کر رہے ہین قد و قامت اُنکے نہایت ہی دراز ہین شکلین مہیب ہین دانت بڑے بڑے دہن سے نکلے ہوے ہین گوش اسقدر بڑے ہین کہ بعضے اُنمین ایک کان اپنا زمین مین بچھاے اور ایک کان اوڑھے ہوے لیٹے ہین زن و مرد سب برہنہ ہین کان اُنکے بجاے لباس ساتر عورتین ہین امیر با توقیر گلیم گوشون کو دیکھکر متحیر ہوے اور حمد و ثناے خالق کون مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہین بعد حمد و ثناے پروردگار کے امیر ایکدرخت کے نیچے بیٹھے چونکہ جاگے ہوے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہوگیا امیر با توقیر درخت کے تنہ سے پشت لگاکر سو رہے گلیم گوشون نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا ہوا ہی سب صحراے کنارے دریا کے آئے اور امیر با توقیر کو خلاف اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہی بعضون نے کہا یہ جانور نہین ہی کوئی جن ہی اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضون نے اُنھین ہلاک کرنے سے منع کیا اور اور کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کہیگا وہی کرنا غرض گلیم گوشون نے امیر کو حالت غفلت خواب مین گرفتار کرلیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا ہرچند امیر نے چاہا کہ رہا ہون اور سب کو قتل کرون لیکن ہزارہا گلیم گوش ہزارہا گلیم گوش دست و پا سے لپٹ گئے امیر اُنکے ہاتھ سے رہا نہو سکے آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کرکے چار طرف سے گھیرے ہوے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس لے گئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہین دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہی اشراق گلیم گوش امیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ جانور نہین ہی بنی آدم سے ہی نہین معلوم یہان کیونکر آیا ہی یہ کہکر اشراق گلیم گوش نے امیر سے پوچھا ای شخص تو کون ہی حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا مین انسان ہون مین نے دیو راہدار کو مارا ہی لشکر عفریت کے صدہا دیوون کو قتل اور زخمی کیا ہی تو مجھکو رہا کر دے ورنہ مین جب رہا ہونگا تجھکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے تو مین تجھکو ابھی رہا کر دون امیر نے تقریر اشراق گلیم پوش کی سنکے خیال کیا کہ ای حمزہ اسوقت عیاری کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشون سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہان سے نکل جانا یہ خیال کرکے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کرکے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کیا کہ اسکا چپ رہنا بمنزلہ اقرار کے ہی یہ خیال کرکے اپنی دختر کو بلایا اور کہا ای دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہی کہ ایسا انسان خوبرو قاتل راہدار نے تجھکو اپنی زوجیت مین قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہی اور یہ تیرا شوہر ہی ہاتھ اسکا پکڑ لیجا اور عیش و عشرت کر دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سنکے اور امیر با توقیر کے حسن و جمال پر نظر کرکے نہایت خوش ہوکر خوب ہنسی امیر اُسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ یہ بدصورت اور کریہ منظر ہی کہ اگر چڑیل بھی اُسے دیکھے تو ڈر جاے خبیث اسکو دیکھکر فوراً خوف سے مر جاے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکراکر کہا اے

اے جانی چلو مجھسے ہمبستر ہوش کرو کہ مجھ ایسی نازنین حسین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر نفرت دختر اشراق سنکے برہم ہوئے اور قصد اُسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن خیال کرکے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق گلیم گوش امیر بالوقیر کو ہلاکے فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مارکر ہنسی امیر سمجھے کہ رعد کی آواز آئی غرض دختر اشراق بصد اشتیاق امیر کو اپنے مکان مین لیگئی اور میوے تر و خشک لاکر روبرو امیر کے دو چار من زمین پر رکھدیے اور امیر کے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا کہ ای میوہ باغ حسن و خوبی و ای ثمر نورس حدیقۂ محبوبی تجکو میرے سر کی قسم اُن اثمار خوش ذائقہ کو بالفعل کھالے بعد اسکے طعام تناول کرنا حمزۂ صاحبقران نے مصلحتاً کہنا اُسکا منظور کیا کچھ اثمار کھاسے

جب وہ زمانہ ہوا کہ بموجب نظم
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
بڑا جب رخنہ دن کے پردہ شب
چراغ شام کا روشن ہوا نام

ٹپہ ہوا صحن فلک مین خیل کوکب دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا ہاتھ پکڑا اور کہا ای میرے شوہر خوبرو آپ چلیے بستر خواب پر ہمراہ میرے آرام کرجس بات سے غنچۂ دل میرا شگفتہ ہو وہ کام کر ہر چند کہ امیر بالوقیر کا اُسکے پاس بیٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر اور اُس بدصورت وزشت سیرت کی سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے اُٹھے دختر اشراق بستر پر لیٹ گئی جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگی اپنا ایک کان امیر پر اڑھاکر اور ایک کان زیر امیر بالاے بستر بچھاکر اپنی طرف کھینچنے لگی امیر بالوقیر اُسکی ہم آغوشی سے نفرت کرکے اُس سے علٰحدہ ہونے لگے جب امیر سے مدعاے دل اُسکا حاصل نہ کیا اُسوقت اُسنے چہرۂ زیباے امیر پر نظر کرکے امیر سے پوچھا کہ ای خاوند میرے تو کیون مجھسے علٰحدہ ہوتا ہی مجھ ایسی پری صورت سے نفرت کرتا ہی آثار حزن و ملال تیرے چہرے سے صاف ظاہر ہین سچ کہ تجکو کس بات کا غم ہی باعث تیری سستی کا کیا ہی اگر گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤن اچھی طرح تجھے کھلاؤن اگر کوئی تیرا دشمن ہو اور اُس سے تجھے خوف جان ہو تو نام اُسکا مجھے بتادے مین اُسکو گرفتار کرکے تیرے حوالے کردون یا اُسے قتل کرڈالون امیر نے تقریر اُسکی سُنکے جواب دیا کہ اِسوقت میری طبیعت پریشان ہی اسی وجہ سے مین تیرا مدعا دل پر نہین لاتا جسوقت میرا مزاج درست ہوگا اُسوقت تیری تمنا سے دلی بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سُن کے خاموش رہی پھر امیر سے لپٹ کے سورہی امیر بھی بعد ہوجانے دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار بیتاب و بیقرار آئی ہی اور کہتی ہی کہ اے حمزۂ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفاے وعدہ کیا اٹھارہ روز کا وعدہ کیا تھا اُسکو کئی برس کا زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہین آئے حال میرا آپ کے فراق مین اچھا نہین ہی شب و روز آپ کی یاد مین رویا کرتی ہون آپ کو میرا کچھ خیال نہین ہی شاید میرے حسن و جمال سے زیادہ اُس دختر اشراق گلیم گوش کا حسن ہی کہ آپ اُسکے پہلو مین لیٹے ہوئے ہین اگر آپ کو میری خبر لینا اور اپنی جان گلیم گوشون سے بچانا منظور ہو تو جلد یہان سے روانہ ہوجیے اِس زن بدصورت کے پہلو سے اُٹھیے ملکہ مہر نگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ امیر بالوقیر کی آنکھ کھل گئی مہر نگار کو نہ دیکھکر امیر بالوقیر اشکبار ہوئے اور اُسی وقت پہلوے دختر اشراق گلیم گوش سے اُٹھے اور اُسے سوتا چھوڑکر وہان سے بصد عجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک کوہ پر پہونچے آثار سحر گردون پر ظاہر ہوئے امیر نے اُسی کوہ پر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے صحیفۂ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر بالوقیر بالاے کوہ تشریف رکھتے ہین لیکن اب حال دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہی کہ جب ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر

بانو قیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین مایوس ہوئی پھر روتی براے جستجو امیر جانب صحرا چلی حسبدم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر بانو قیر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق گلیم گوش حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر امیر بانو قیر سے کہنے لگی کہ اے میرے پیارے شوہر تو کیون مجھ سے خفا ہو کر چلا آیا ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے مین نے تو بہ آرام تمام تجکو اپنے پہلو مین لٹایا اُس بات کو بھی تجھ سے کہا خود ہی تو نے مجھ سے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہے افسوس تو مجھ ایسی مہ لقا کو چھوڑ کر رشتہ الفت توڑ کر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نہ کیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو لازم یہی ہے کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت و فرمانبرداری بخوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کرکے سیر کوہ و دشت دکھا دیا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے تجکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے سلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اُڑھایا کرون گی اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر کے باہر نکلنے کا ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کیا کرون گی گرمی و سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا مین کسی کام مین تجھ سے مطلق عذر نکرونگی یہ کہکر امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزۂ صاحبقران نے برہم ہو کر ایک گھونسا اُسکے منھ پر مارا اور کہا او نالائق بیہودہ بکے جاتی ہے خاموش نہین رہتی مجھے صحیفہ ابراہیم پڑھنے نہین دیتی جا دور ہو مین ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہے کہ جب امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران نے گھونسا اُسکے دہن پر مارا کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اُسکے نکلنے لگا عارض پر اُسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اُترکر اپنے باپ کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھا کر تمام حال رو کر بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش نے تمام احوال سُنا نہایت برہم ہو کر جملہ گلیم گوشون کو جمع کیا اور سبکو اپنے ہمراہ لے کر جلد تر اُس کوہ پہ پہونچ گیا دیکھا کہ امیر بانو قیر بالاے کوہ بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق گلیم گوش نے گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر بانو قیر بڑھے امیر بانو قیر نے فوراً اُٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اسقدر گلیم گوش قتل کیے کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہو گئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری ہوا اسی کارزار مین اشراق شاہ گلیم گوش بھی مارا گیا بعد قتل ہونے اشراق شاہ کے باقی ماندہ گلیم گوش بھاگ گئے امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگا کر کوہ سے اُترے اور بعد قطع راہ اُس جگہ آے جہان درخت سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر بانو قیر بیڑے پر سوار ہوے بیڑا بالاے آب روان ہوا بعد آٹھ پہر کے بیڑا پھر کنارہ دریا پر ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترکے کنارہ دریا پر کھڑے ہوے اور جانب صحرا دیکھنے لگے اسوقت امیر بانو قیر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا ہے فریاد و فغان کرتا ہے امیر بانو قیر کو اُسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارۂ دریا سے روانہ ہوے جب اُس دیو کے پاس پہونچے پوچھا تیرا نام کیا ہے تجھکو کسنے باندھا ہے فریاد و فغان کیون کرتا ہے دیو نے امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے حال پر مہربان پاکر عرض کیا نام میرا طومان کاس ہے دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہے وہ میرا دشمن جان ہے مجھے باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہے اب اگر تجھے مار ڈالیگا امیر بانو قیر نے گفتگو دیو طومان کاس کی سُنکے اُسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بدسرشت و نابکار آپہونچا امیر بانو قیر کو دیکھکر پکارا او آدم زاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ

ابھی تجھکو مار ڈالونگا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتوقیر نے تقریر دیو قتیل کی سُنکے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی یہہ بھی مجال ہی کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجھکو اپنی قوت پر ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو قتیل مردار خوار گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے ایسا برہم ہوا کہ دار شمشاد اُٹھا کر سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ تیز سے اُسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس فوراً قدم حمزہ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف کیا ہی آپنے مجھ پر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہوا یہ وہ صحراے ہولناک ہی کہ دیو و پریزاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہی اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اُسوقت دیو طومان کاس نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپنے مجھپر احسان کیا ہی وہ ضرور یہ نیکی آپ سے پیش آئیگا اگر آپ فرمائین تو مین آپ کو اپنے بھائی کے پاس لیچلون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا مجھے لیچل دیو طومان کاس نے اپنے دوش پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بصد عجلت چلا جب قریب مکان دیو اکوان کاس کے پہونچا امیر باتوقیر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پاس گیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کر کے کہنے لگا اے بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ اور نیکی پیش آؤ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی اُنکے ساتھ نیکی کرو بعد دعوت و ضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے بھائی کی سُن کے فوراً مع دو لاکھ دیوؤن کے واسطے استقبال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے گیا اور امیر باتوقیر کو بصد عزت و حرمت اپنے مکان مین لایا اور عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی جان بچائی ہی مجھپر آپ نے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا دو چار روز کے بعد آپ کو گلستان ارم مین لیچلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف فرمائے عقائد دین اسلام مجھے تعلیم کیجے امیر باتوقیر نے خوش ہو کر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے لگا جب دونون دیو مسلمان ہو چکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتوقیر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لے کر مع دو لاکھ دیوون کے جانب گلستان ارم چلے اثناے راہ مین امیر باتوقیر نے ملاحظ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوے چلے جاتے ہین حمزہ صاحبقران نے دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون ان جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس نے دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کر کے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے اُن دیوؤن کو روکا اور حال اُنسے پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا حمزہ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راشوے جنی اور ارشوے جنی شمہپال بن شاہرخ نبیرہ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑے تھے عفریت نے اُن دونون کو گرفتار کر کے دیو سمندون بزلو دست کے پاس اُنھین روانہ کیا ہی یہ دیو وہین اُنھین

لیے جاتے ہین سمندون ہزار دست بموجب کہنے عفریت کے انکو بھی قید کر لیگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ راشوے جنی وارشوے جنی دوستان شہپال ہے ہین اسوقت امیر باتوقیر نے بڑھکر اُن دیوون کو روکا دیو چنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا اُسنے فی الفور ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود دار شمشاد اُٹھا کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا دیوا کوان کاس اور دیو طومان کاس بھی مع اپنے لشکر کے اُن دیوؤن سے لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اُس دیو سے تمام حال سُنکے یہ ہمراہی چار لاکھ دیوؤن کے جلد تر آیا اب بخوبی لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر الات حرب و ضرب سے جانبین کے دیو قتل ہونے لگے زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے زمین صحرا خون سے رنگین ہونے لگی شور دار وگیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب و ضرب نعرے کرنے لگے طبقے زمین کے ہلنے لگے کشت و خون ہونے لگا اُسی ہنگامہ کارزار مین عفریت نابکار امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران کے آیا اور امیر باتوقیر پر دار شمشاد لیعد عتابیہ لگائی امیر عالیوقار نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ آبدار کھینچی عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلوے عفریت پر لگائی عفریت ہرچند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزۂ صاحبقران نے پھر حملہ کیا عفریت تاب مقابلہ کی نہ لا کے بھاگا اُسوقت امیر باتوقیر نے دیو چنگال کو تیغ آبدار سے قتل کیا راشوے جنی وارشوے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو اُنکے اجسام سے دور کیا امیر عالیوقار حمزۂ صاحبقران راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کر کے مسرور ہوے اور ہمراہ اپنے

اُن کو لے کر جانب گلستان ارم لیعد خدم و حشم روانہ ہوئے

داستان لیجانا شہپال کا استقبال کر کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا چشمۂ ماہیان پر اور ہمراہ

ملکۂ آسمان پری کے نہانا

محرران ذی کمال اس داستان بیشال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت شکست دیکر اور راشوے جنی وارشوے جنی کو رہا کر کے لیعد شان و شوکت سمت گلستان چلے شہپال بن شہرخ کو اکثر دیوؤن سے معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران لیعظم و شان اس جانب آتے ہین شہپال یہ خبر فرخندہ فال سُنکے فوراً مع لشکر کثیر براے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی شہپال حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بدرجۂ کمال مسرور ہوا حمزۂ صاحبقران نے بھی شہپال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہپال نے بزرگانہ حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا بعد اظہار اشفاق بزرگانہ کے شہپال نے پوچھا ای امیر باتوقیر کہان چلے گئے تھے مین نہایت متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت بیان کی پھر بموجب دریافت کرنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے شہپال نے اپنا حال تمام و کمال بیان کیا غرض لیعد قطع راہ جب شہپال حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام گلستان ارم مین آئینہ بندی کیجاے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

اٰئینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرائش سے پُربہار ہوا خوبی جلسہ کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا مین کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اُس بزم عیش عشرت کے آراستہ نہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شہیال بن شہرخ نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر دنگل پر بٹھایا ملکہ آسمان پری بھی بالائے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر باتوقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بہ لحن داؤدی بصد ناز و ادا گانے لگین وہ جملہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلو تھین کہ پردۂ دنیا پر مثل و نظیر اُنکا ممکن نہ تھا وہ اُنکا عشوہ و ناز رقص کرنا اور گانا لائق دیکھنے اور سننے کے تھا مطرب فلک اُنکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوتی تھی ہر ایک ادا اُنکی قیامت تھی ہر نغمہ اُنکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلہائے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی

سو جب ابیات
تھی ناز کی اُس جگہ سے پیدا
ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیار
گلزار لیے گلستان تھا ہر سو

تھا جلسۂ جشن کیقبادی
رقاصون کے ناچ کا یہ سامان
ہانڈی کو تھا دعوی انا الشمس

ہنگامۂ عیش و بزم شادی
تھی لولی چرخ اُنپہ قربان
دعوی کے دلیل تھی سن لاس

نازک بدنون سے تھا ہویدا
تھی روشنی اسقدر ضیا بار
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو

وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جائے کلک اُنکی ثنائے حسن لکھنے مین عاجز ہے اور اُن نازنینان پریزاد کے رقص و نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہے ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی ازانجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکۂ آسمان پری و امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی غزل اُٹھ گیا کیا کھلکے تو ای غیرت تنویر شمع

شمع دامنگیر شب تھی شب گریبان گیر شمع
لاکھ شعلہ سر کو جھکے رخصت جنبش کہان
سوز غم سے بنگیا ہے استخوان تصویر شمع
سر چڑھانا غیر کا ہے اپنی مٹنے کی دلیل
ہوگیا ہے اشک میرا اشک بے تاثیر شمع
دیکھ پروانے کیون دوڑے تصدق کے لیے
کیا کوئی سمجھے ادائے نالۂ شبگیر شمع
اگر یہی ہے تیرے حسن بزم افروز کا فروغ
اور کیا ہوتی جہانمین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہے دانۂ زنجیر شمع
ہجر مین وہ جلتی ہے وصلت مین جلتا کاش اگر
لے بجا آخر کو شعلہ قامت دلگیر شمع
بسبب بچھو نکانہین دونو نکو سوز عشق نے
کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
دنکو محروم نظارہ رات بھر سوز و گداز
خاک مین ملجائیگی اک رات کو تنویر شمع
گرم فقرہ مشکلے وہ کہتے مین ای تسلیم آج

شاخ شمع سبز ہو گل شعلۂ تنویر شمع
عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جسم نازنین
شمع کو دیتی مری قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ رو یا رات بھر پگھلا نہ وہ آتش مزاج
اسمین کچھ تقصیر پروانہ نہ تھی تقصیر شمع
شور بیتابی مین بھی پاس خموشی ہے وہی
بخت پروانہ ملا مجکو دل دلگیر شمع
اُسکی بزم خاص مین رہتی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے سر بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوئے خصوصًا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران و ملکۂ آسمان پری دونون از حد مسرور ہوئے پھر نازنین اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایان ہوئی جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اُٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکۂ آسمان پری نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے تمام اپنی سرگذشت قید ہونے کی بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکہ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین کرنے گذرے تھے سب

بیان کیے دونون ایک دوسرے کے حال پر صدمہ و افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکۂ آسمان پری نے حمزۂ صاحبقران سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ چشمۂ ماہیان مین جا کر نہائین اور آپ بھی اُس چشمہ مین نہائین پھر سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے دہین مجکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہی یہ کہکے ملکۂ آسمان پری بزم سے اُٹھی پہلے تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمۂ ماہیان روانہ ہوئی حمزۂ صاحبقران بھی بعد جانے ملکۂ آسمان پری کے چشمۂ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکۂ آسمان پری چشمۂ ماہیان پر پہونچی بعدہ امیر با توقیر اُس چشمہ پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پر بہار کے چشمۂ ماہیان ہی وہ باغ تو رشک گلشن جنان ہی اور چشمہ چشمۂ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہی بلکہ آب و زیر چشمۂ آب بقا ہی مچھلیان رنگارنگ چشمۂ ماہیان مین کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بعید ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محجوبانہ صورتین پاکیزہ اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر اُن مچھلیون کو دیکھکر بیقرار ہوے ہر چند انکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اُتار کے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کرکے چشمۂ ماہیان مین اُتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب چشمہ بوے گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہو گیا اور آمیزش عرق روے گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ صاف گلاب ہو گیا جب ملکۂ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا اور پوشاک پہنکے ملکۂ آسمان پری کنارۂ چشمہ پر گیسوے عنبرین مین شانہ کرنے لگی نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر با توقیر سیر باغ کر چکے کنارے چشمۂ ماہیان پر آکر لباس اُتار کے ایک لنگی نفیس باندھی پھر چشمہ مین اُترے دست و پا آب صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کبھی کھڑی اور ملاحی پیرنے لگے کبھی ٹھہر کر اور چلو مین پانی لیکر ملکۂ آسمان پری پر چھیٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے اے ملکہ ایک دفعہ اور نہاؤ ملکہ نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمۂ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ سے ہنس رہے ہین اب اُنکو تو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بر سر ہنگام جنگ زخمی ہو کر اور بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بیچین ہوا ملعونہ مادر عفریت گریان ہوئی زخم پر پھایا مرہم کا رکھا گیا دیو ہرچنگ عموے عفریت نے جو سنا کہ عفریت زخمی ہوا ہی اپنی جگہ سے بیتابانہ چلا جب عفریت کے پاس آیا تو پوچھنے لگا اے فرزند تجھے کسنے زخمی کیا ہی عفریت نے تمام حال بیان کیا ہرچنگ نے پوچھا وہ آدم زاد کہان ہی جسنے تجھے زخمی کیا ہی عفریت نے جواب دیا مین نے سنا ہی چشمۂ ماہیان مین نہانے کو گیا ہی میری معشوقہ ملکہ آسمان پری بھی چشمہ ماہیان پر گئی ہی دیو ہرچنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جس آدم زاد نے تجھے قتل کیا ہی اُسکو جا کر قتل کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرچنگ چند دیو ہمراہ لیکر بصد غیظ و غضب چلا جب بعد قطع راہ چشمۂ ماہیان پر آیا ملکۂ آسمان پری دیو ہرچنگ کو دیکھکر ڈر گئی اور چلانے لگی اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اُس دیو خونخوار سے مجھے بچاؤ امیر با توقیر نے چشمہ سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرچنگ اپنی شاخہاے

سر پہ امیر باتو قیر کو اُٹھانے لگا چونکہ امیر باتو قیر کے پاس شمشیر نہ تھی اسوجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو ہر جنگ نے ایک شاخ سر اس طرح بازوے امیر باتو قیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی پھر دیو نے چاہا کہ امیر باتو قیر کو اُٹھا لیجاوُن امیر باتو قیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو مین ٹوٹ کے رہ گئی اور سر کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر گرا امیر باتو قیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر کمر کو پکڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ یہ رنگ دیکھکر براے مدد دیو ہر جنگ بڑھے شہپال بھی یہ خبر سُنکے فوراً مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر باتو قیر دیو ہر جنگ کو ایک ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے دور تک چلے گئے ہین ملکہ آسمان پری رو رہی ہر نازنینان پریزاد اُس جنگ کے ہونے سے چلا رہی ہین شہپال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ کو قتل کرنا شروع کیا اور اُدھر امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران نے دیو ہر جنگ کو اسطرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہوگئے فوراً زمین پر گر کے ہلاک ہوگیا ادھر ہمراہیان دیو ہر جنگ تاب مقابلہ نہ لاکر لاشہ دیو ہر جنگ کا اُٹھا کر نالان و گریان جانب لشکر گاہ عفریت روانہ ہوے اور عفریت کے پاس پہونچکے لاشہ دیو ہر جنگ کا سامنے عفریت کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت تو اپنے چچا کے غم مین مبتلا ہر اُسے مبتلاے غم رہنے دیجیے اب حال حمزۂ صاحبقران کا سنیئے کہ جب امیر باتو قیر دیو ہر جنگ کو ہلاک کر چکے شہپال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ نکلوا لیے سر دست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہپال نے دیوؤن سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا پہلے یا تو امیر باتو قیر کو بیہوش کیجیے پھر ہم شاخ بازو سے نکال لینگے اس صورت مین امیر باتو قیر کو زیادہ تکلیف نہوگی شہپال بن شہرخ نے بموجب کہنے دیوؤن کے امیر باتو قیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران نے کہا آپ مجکو اگر بیہوش کیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شہپال بہ تقریر امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران کی سنکے مجبور ہوا آخر بدرجۂ ناچاری عالم بیداری مین شاخ سر دیو ہر جنگ کی بازو سے امیر باتو قیر سے بعد دشواری نکالی گئی خون بازوے امیر باتو قیر سے بکثرت نکلا امیر باتو قیر بسبب کثرت درد زخم کے بیہوش ہوگئے شہپال نے گھبراکر فی الفور شفاخانہ سلیمانی مین امیر باتو قیر کو بھیجدیا ملکہ آسمان پری بھی ہمراہ امیر باتو قیر کے شفاخانہ مین گئی جب دیو امیر باتو قیر کو لے کر شفاخانہ مین پہونچے چارہ ساز امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کر کے ٹانکے دیے پھر مرہم سلیمانی کا پھایا زخم پر رکھا بعد چار گھڑی کے امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھین جو کھولین ملاحظہ کیا کہ مین شفاخانہ مین پلنگ پر لیٹا ہون ملکہ آسمان پری اشک آنکھون مین بھرے ہوے قریب پلنگ کے بیٹھی ہر شہپال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہین زخم بازو پر پھایا مرہم کا رکھا ہر جراح بیٹھے ہوے ہین امیر باتو قیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور ملال نہ کرین مین افضال رب ذوالجلال سے اچھا ہون یہ فرماکر ہر ایک کو رخصت کیا لیکن ملکہ آسمان پری فرط الفت سے شفاخانہ ہی مین رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا ہوگیا اُس وقت عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ مین جاتا ہون اور حالت زخمداری مین امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتا ہون اپنے عمو کا قصاص لیتا ہون یہ کہکر قریب چار لاکھ دیوؤن کو

ہمراہ لیکر بصد قہر و غضب جانب شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا یہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا تھا کسی قدر زخم بہرہ ہونے باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرہ حمزۂ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا غسل صحت نہین کیا تھا یکایک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آکر گھیر لیا حمزۂ صاحبقران حالت ضعف و ناتوانی مین بستر سے اٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوئے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی فوج کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانۂ سلیمانی کشتون کے انبار ہو گئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانۂ عدم مین جانے لگے عین گرمی جنگ مین عفریت امیر باتوقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگ گئے بھاگنے مین صدہا دیو قتل ہوے بعد بھاگنے مین صدہا دیو قتل ہوے بعد بھاگنے عفریت کے شہپال نے اٹھارہ ہزار دیو واسطے حفاظت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران گرد شفاخانہ سلیمانی کے مقرر کیے پھر شہپال بہ فتحیابی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر باتوقیر شفاخانۂ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوئے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو قفیلہ کا اور آنا نقابدار سبزپوش کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے زخمی ہو کر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے اُنھون نے زخم مین ٹانکے دیے پھر پھایا مرہم کا بناکر زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھایا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا ای فرزند مین نے سنا ہی کہ ایک آدم زاد پردہ دنیا سے آیا ہی اُسنے تجھے عاجز کیا ہی یہ تو بتا کہ نام اُس آدم زاد کا کیا ہی قد و قامت و قوت مین کیا مجھسے زیادہ ہی عفریت نے رو کر کہا ای پدر نام اُس آدم زاد کا حمزۂ صاحبقران ہی قد تو اُسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہی لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہی سیکڑون دیو میرے لشکر کے اُسنے قتل کیے ہین دو مرتبہ مجھکو بھی زخمی کیا ہی دیکھئے فی الحال مین اُسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون یہ زخم اُسی سفاک کی تیغ کا ہی ابھی مین نے شراب پی کر اس زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجھکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہی اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہی یہ مشہور ہوگا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کرسکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اُسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بصد شفقت کہا ای فرزند اب تجھے رنج و غم نہ کر مین اُسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اُسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا تجھے گلستان ارم کا حاکم کردونگا اگر قبل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اتنے مین اس آدم زاد کو قتل کر چکا ہوتا خیر اب مجھکو حال آدمزاد سے آگاہی ہوئی ہی دو چار ہی روز کے درمیان مین آدمزاد اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نابکار کی گفتار سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہی یقین ہی کہ یہ آدمزاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہپال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت نے کہا
ارشوسے جنی و راشوسے جنی اور دیوا کوان دورسیا ملک سیاہ کلاہ بسر اکوان اور راکوان کاس
اور طومان کاس اور دیو ثقیلہ مع فوج و لشکر آکر شہپال بن شہرخ کے معین ہوئے ہین پہلے مین نے
شہپال کو شکست دی تھی شہپال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضہ مین آگیا تھا جیسے نامیردگان شہپال
کے مددگار ہوئے گلستان ارم اور قلعۂ بلور مجھسے چھوٹ گیا متواتر وقت جنگ مین نے شکست پائی دو مرتبہ
زخمی ہوا ہر چند شہپال کے پاس فی الحال فوج زیادہ تھی اور نامیردگان اوسکے معین و مددگار ہین لیکن مین
ہجوم دیوون اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہون فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر دو شخص
لشکر شہپال مین نہون تو ابھی سبکو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکہ آسمان پری کے وصل سے
کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدمزاد ہے جسکا ذکر قبل
اسکے کیا تھا دوسرا دیو ثقیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے نزدیک وہ قوی ہوگا
مین تو اوسکو ایک مور ناتوان جانتا ہون ہنگام جنگ اوسے گرفتار کر لونگا جس طرح تو کہیگا اوسی طرح اوسکو
قتل کرونگا مقاتل نابکار اپنے پسر بد شعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر عفریت کو خبر ہوئی کہ
مقاتل برائے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہپال وغیرہ کو قتل کرونگا ملعونہ یہ خبر دیوؤن سے
سنکے بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا
اے مونس شب تنہائی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دلکو
نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علحدہ نہ بیٹھو اسقدر شرم و حجاب نہ کرو مجکو تمھارا علحدہ
بیٹھنا گوارا ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمناے دلی بر لاؤ میری خواہش کو پورا کر
ملعونہ نے گفتگو اپنے شوہر کی سنکے اشک آنکھون مین بھر کے جواب دیا میرا فرزند تو مصیبت مین گرفتار
ہے تمکو خیال بوس و کنار ہے حواس میرے بجا نہین ہین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ ہے ہر ایک میرے
لڑکے کا عدو ہے تجکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے بڑے بڑے
دیو ہین خصوصاً آدمزاد بانی فساد میرے پارۂ جگر کا دشمن قوی ہے اوسکے ہاتھ سے میرے لڑکے
کی جان بچتی معلوم نہین ہوتی اب تمھارے پہلو مین اوسوقت بیٹھونگی مگر اوس روز مدعاے دلی
تمھارا بر لاؤنگی جس روز آدمزاد قتل ہو جائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اوسوقت تمھاری خواہش
کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہو کے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے
پہلو مین بٹھایا اور کہا اے بی بی اب مین آیا ہون دو ایک روز طبل جنگ بجواؤنگا تمھارے لڑکے کے
دشمنون کو قتل کرونگا آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے حوالے کردونگا تم اسقدر کیون ملول ہو میرے
آگے تمھارے فرزند کے دشمنون کی کیا حقیقت ہے ایک ہی روز مین سبکو مار ڈالونگا تم جانتی ہو نام میرا مقاتل
ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سبکو قتل کرونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمھارے فرزند کو کردونگا
اوسوقت تم آرزوے دلی میری بر لاؤ میری حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سنکے بڑھاپے مین ناز کیا
دامن مقاتل کا پکڑ کے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدمزاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اوسکے کباب شراب
پی کے کھاؤنگی ہڈیان اوسکی چباؤنگی پھر تمھاری آرزوے دلی بر لاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر لاؤگے

مین بھی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھاکے ہمیشہ تمھارے دلکو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھ نہ آؤنگی مقاتل بہ تقریر اپنی زوجہ کی سُنکے ناچار ہوکر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہی مین ابھی جاتا ہون آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اُٹھا اور ناچار ہوکر دیوؤن کو ہمراہ اپنے لیکر سمت شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب عنقریب شفاخانۂ سلیمانی برائے نگہبانی امیر با توقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوئے اور فوراً اُٹھکر سد راہ ہوئے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر دار شمشاد سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوؤن نے بھی ارہ لپشت نہنگ اور دار شمشاد و دیگر آلات حرب و ضرب سے فوج مقاتل کے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفاخانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور اُن دیوؤن کے خرمن حیات کو جلاتی تھی بیشک وہ تلوار ایک شعلۂ آتش تھی اعداے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کس طرح جلے نہ خصیم سرکش ✤ وہ تیغ تھی موج بحر آتش جسوقت حمزۂ صاحبقران نے صدہا دیوؤن کو قتل کیا لشکر مقاتل مین تہلکہ پڑگیا مقاتل ہرچند کہ پریشان خاطر ہوا لیکن میدان جنگ سے نہ بھاگا دار شمشاد سے لشکر شہپال کے دیوؤن کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑ رہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے اُدھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پدر کے ہمراہ لشکر کم ہے فوج شہپال کے پاس زیادہ ہے ایسا نہو کہ مقاتل قتل ہو جاے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوؤن کو حکم دیا جلد تر آدمزاد کو گرفتار کرلو اگر شہپال اور لشکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدمزاد گرفتار نہ ہوسکیگا دیو بد حکم سُنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوؤن کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اُسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوئے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفاخانۂ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوؤن کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکے فوراً شہپال بن شہرخ اپنا اور لشکر لیکر بصد عجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طی کرکے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش بر نعش دیوؤن اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریاے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان پر دۂ قاف کے دریاے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریاے خون مین تڑپ تڑپ کر اُچھلنے لگے سرہا دروں کے حباب کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبز پوش دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بالاے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبز پوش نے اُسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ بموجب حکم نقابدار سبز پوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران

۲

سے ہلاک ہونے لگی ہزارون زخمی ہوئے اور صدہا مر گئے مقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا
شعر کہان سے یہ بلائے وقت آئی ✤ بری ساعت مقدر نے دکھائی ✤ نہین معلوم یہ کون ہمارا عدو ہے جان
ہر نہایت سنگدل ہی پتھر مارتا ہی عفریت نے کہا یہ بلائے آسمانی ہی اب توقف کرنا یہان مناسب نہین ہی مقاتل
نے جواب دیا ابھی تو یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبز پوش نے بالائے زمین آکر ایسا
سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج مقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوئے اسوقت مقاتل دوپہر کامل جنگ کرکے
گھبرا گیا آخر بہ مجبوری طبل بازگشت بجوا کر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب روانہ ہوا
جب قیامگاہ لشکر پر پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی مقاتل نے کہا ای زوجہ خوبرو میری آج تو آدم زاد مجھسے گرفتار
نہوسکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سُنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہوسکیگا آج کی طرح کل بھی سیکڑون
دیوؤن کو قتل کرکے چلا آئیگا مقاتل نے کہا ای زوجہ خوش تقریر کل ضرور اُسے کسی نہ کسی تدبیر سے گرفتار
کرونگا ملعونہ یہ سُنکے خاموش رہی مقاتل بارگاہ مین داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ مین گیا لشکر مقیم ہوا
زخمیونکا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم مین اُترا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری داخل
ایوان ہوئے پھر حکم شہپال سے لاشے دیوؤن اور پریزادون کے اُٹھائے گئے نقابدار سبز پوش بعد جانے
مقاتل کے علحدہ لشکر شہپال سے غروکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جاکر حمزہ صاحبقران سے یہ کہ کہ نقابدار
سبز پوش نے تمسے کہا ہی کہ اب پردہ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہان رہنا بے فائدہ ہی
کیونکہ تم چند مرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کرسکے اب مین یہان آیا ہون جلد عفریت کو
تہ تیغ کرونگا کیونکہ مین قاتل عفریت ہون اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبز پوش امیر با توقیر سے جاکر
کہا امیر با توقیر نے اُسی دیو سے فرمایا اے دیو میری جانب سے نقابدار سبز پوش سے کہدینا کہ تمھین
کیونکر معلوم ہوا کہ مین قاتل عفریت نہین ہون اگر تمکو دعوی دلیری ہی تو کل مجھسے مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی
قاتل عفریت ہوگا دیو گفتگوے امیر با توقیر سُنکے خدمت نقابدار سبز پوش مین آیا اور جو کچھ امیر با توقیر
نے فرمایا تھا نقابدار سبز پوش سے عرض کیا نقابدار سبز پوش سُنکے مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی
بارگاہ مین داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک
پر جلوہ گر اور نمایان ہوا بموجب ابیات بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر ✤ ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر
یہ ہی نیرنگی عالم کا نقشا ✤ کہ زاغ شب بھی ہی صورت بدلتا ✤ ہنگام شام مقاتل بد انجام نے عفریت
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی دیو برق صدائے طبل جنگ سُنکے
خدمت نبیرہ جناب سلیمان مین گیا اور اُس طرح دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگا
اشعار ہمیشہ تا دہن گفتگوے اہل وفاق ✤ ز نقل زمزمۂ دلستان شود شیرین ✤ حدیث تلخ دہانی
دشمنان تو باد ✤ حکایتی کہ ز نقلش دہان شود شیرین ✤ شہنشاہ فلک بارگاہ کا جاہ و جلال روز
افزون ہو عدوے شہنشاہ کا سرنگون ہو اسوقت مقاتل بد رنابکار عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہی
ارادہ اُسکا یہ ہی کہ صبحدم معرکہ آرائے نبرد ہو باقی خیر و عافیت ہی شہپال بن شہرخ نے یہ سُنکے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے دیو برق نے

جلد جا کر کہا بہ جنی و قلابہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہا اُنھون نے بموجب حکم قضا شیم نقارہ سلیمانی کا غاشیہ اُٹھایا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنا نوازون شہنا کو دہن سے ملایا قلابہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب نقارۂ سلیمانی پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارۂ سلیمانی سے کانپی فلک تحیر ہوا آفتاب تھرایا دیوؤن اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خون کھا کر جلد کافور ٭ سیاہی ہو گئی وہ رات کی دور ٭ وقت سحر عفریت و مقاتل بدگہر کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اُدھر سے شہپال بصد جاہ و جلال حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریاے موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے نقباے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوؤن اور پریزادون سے مخاطب ہو کر باواز بلند یون پکارے نظم ہان نامورو وہ نام کرنا ٭ رستم سے نہو وہ کام کرنا ٭ رستم ہے نہ اب ہے سام باقی ٭ مردون کا فقط ہے نام باقی ٭ جب نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اس طرح چنگھاڑا کہ اے شہپال کسی دیو یا پریزاد کو براے مقابلہ جلد بھیج یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی لشکر نقابدار سبزپوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بقصد جنگ و جدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سُنکے فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جا کر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال و قتال کر مقاتل نے وار شمشاد اُٹھا کر نقابدار سبزپوش پر لگائی نقابدار سبزپوش نے ضرب وار شمشاد سے بچ کر بارۂ پشت نہنگ بیدرنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارۂ پشت نہنگ سے بچا اسی طرح تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے ہنگام جنگ نقابدار سبزپوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبزپوش نے براے رہائی نقابدار سبزپوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر قہار بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا اُدھر سے عفریت بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگے دیو ثقیلہ اور دیو اکوان اور ارشوے جنی و راشوے جنی وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستمانہ کرنے لگے ایک ایک ضرب وار شمشاد مین دو دو چار چار دیوؤن کو ہلاک کرنے لگے حمزہ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچ کر بصد غیظ و غضب بموجب نظم

بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام ٭ لگے قصۂ گبر کرنے تمام
جیسے چھو گئی اُس بلا کی جھڑپ ٭ گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
تنون پر تھا ہر سمت جوش فگار ٭ لب زخم تھے ساحل جوے بار
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد ٭ ہوا پر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر آبدار سے قتل کیے کہ جابجا لاشون کے انبار لگا دیے دیوان لشکر نقابدار نے جنگ عظیم کرکے اپنے مالک و سردار نقابدار سبزپوش کو دست مقاتل سے چھڑایا اور پھر اُس بے حیا پر حملہ کیا جب مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوئے اُسوقت مقاتل نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علحدہ ہوئے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکر بیرون گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران و نقابدار سبزپوش وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے ہر ایک شخص بقدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا امیر باتوقیر اور نقابدار سبزپوش بھی دنگل

اور کرسی پر بیٹھے شہپال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہوکر پوچھا تمھارا نام کیا ہے نقابدار نے نقاب چہرے سے
اٹھاکر شہپال کو سلام کیا نقابدار کو شہپال نے اٹھکر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا
نقابدار سبز پوش نے جواب دیا افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے مین اچھا ہون مجکو اشتیاق قدمبوسی از حد
تھا اسواسطے یہان آیا اتفاقاً یہان ایسے وقت پر پہونچا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے تھے مین نے
انکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر
کہا مین نے مذاقا دیو کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہین یہ باتین کرکے نقابدار سبز پوش
خاموش ہوا شہپال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت کی بعد دعوت اور مہمانی کے
نقابدار سبز پوش شہپال بن شہرخ اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر مع اپنی فوج کے
چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہپال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا شہپال نے جواب دیا یہ میرا
بھائی ہے نام اسکا خود سبز قبا ہے حاکم قلعۂ سبز نگار کا ہے غرض بعد جانے نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت
بد انجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل رزمی بلند ہوئی
دیوزادگان اور دیو برق آواز طبل رزمی سنکے خدمت شہپال بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمانؑ مین حاضر
ہوئے اور بہ مجراگاہ پر کھڑے ہوکر اور مجرا کرکے یون دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگے نظم
تا مجالست کہ مہتاب بگزد پیمانہ + تا بود در عرض خلق فلک نا بروانے + باد مشتاح فلک در عرض آباد جہان +
بہ زراعۂ وصفت مزرعۂ دوران پیاسے + یاس و امید جہان تو مقصود انگیز + بود تا بود تو حریان آلائے +
اے شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت بد سرشت نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اسکا ہے کہ ہنگام صبح میدان جنگ
مین آگر آتش کینہ و فساد کو دو بالا کرے باقی خیریت ہے شہپال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سنکے فرمایا ہمارے
لشکر ظفر اثر مین بھی بامداد خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاسے جو کچھ ہماری قسمت مین کاتب تقدیر
نے لکھا ہے وہی پیش آئیگا دیوزادگان بموجب حکم شہپال بن شہرخ نقارہ خانۂ سلیمانی مین گیا
اور حکم نبیرۂ حضرت سلیمانؑ سے قفلا یہ جنی اور کیا یہ جنی وغیرہ پریزادون کو مطلع کیا انھون نے فی الفور
نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارہ و شہنا بلند ہوئی دیو و پریزاد صدائے نقارہ و شہنا سنکے وجد
مین آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے لگے کہ پھر کل ہنگام سحر لڑائی ہوگی یہ خیال کرکے
سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے نہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق سے عیان ہوا نظم کھلا آخر معمار زلف
شب کا + اٹھا و معقد جلا غبار اک سو غضب کا + وہ مثل نور عارض صبح روشن بشکل متقی پاکیزہ دامن + جبین
ماہ کی صورت فروزان و لبسان دلربا کچھ لحظ مہمان + ہنگام صبح عفریت و مقاتل مع چھ لاکھ دیو خونخوار
میدان کارزار مین آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے کہنے لگا کہ آج آدمزاد
یا دیو نقیلہ کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونون مین سے کسی کو نہ گرفتار کرونگا تو لڑکر مرجاؤنگا زندہ میدان
جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہے مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ آدمزاد
کو گرفتار کرکے تیرے حوالے کرونگا آجتک مین نے ایفائے وعدہ نہین کیا وہ مجھسے ناراض ہے
رات کو پاس سونا کیسا بات بھی نہین کرتی ہے عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہیں آپ کو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتیں کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر شہپال عجب شان وشوکت سے آتا ہے دیو وپریزاد صف بستہ اپنے افسرون کے ہمراہ ہین حمزہ صاحبقران مرکب پر سوار ہین قریب تخت شہپال گھوڑے کو روکے ہوئے شہپال سے کچھ باتین کرتے ہوئے آتے ہین ایک سمت دیو سیاہ رنگ سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہر کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہے کسی طرف راشوے جنی دار شوے جنی ہمراہ فوج پریزادان نیک سرشت بصد صولت آتے ہین ایک جانب دیو اکوان کاس وطومان کاس ودیو ثقیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد دوبارہ پشت نہنگ دوش پر رکھے ہوئے باہم باتین کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہین عفریت دیو ثقیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے کہنے لگا یہی دیو ثقیلہ ہے جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہے ایسے مین خائف ہون نہ نہایت قوی ہے مقاتل نے کہا آج اسی سے لڑونگا اسکو گرفتار کرکے بعد ہلاکی گوشت اسکا کھاؤنگا تیری ماں کو بھی کھلاونگا مقاتل عفریت سے یہ کہہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور یہ آواز بلند پکارے کہ اے بہادران پردہ قاف واے دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کہ ہر ایک کی حیات چند روزہ ہے کسی کو بقا نہیں ہے سواے خدا کے آج حریف سے ہے نمٹنا لازم ہے کہ دلیرانہ پیدا اپنا نام کرو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہے زندگی چند روزہ ہے سواے نیکی اور نام کے کوئی ہمراہ نہ جاوے اور نہیں لیجاتا ہے تمنے سنا جو کہا

گئے کُل سوے گورستان جو ہم یا خستہ جہانی سے	نشان جتنے دیکھے ہمنے خستی یا نمائی سے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا یہ مضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

نقیب دونون طرف کے یہ کہکر کنارے ہوئے دیو وپریزاد باہم کہنے لگے کہ نقیب سچ کہتے ہین اگر لڑائی ہوئی تو آج ہم بھی اس طرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار لشکر سے مثل فیل مست کے جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چنگھاڑتا ہوا نعرے کرتا ہوا بڑے زور وشور سے نکلا اور میدان جنگ مین جاکر بآواز بلند پکارا او دیو ثقیلہ او جھوٹے اگر تجکو دعوی دلیری ہے تو جلد میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر دیو ثقیلہ نعرۂ مقاتل سنکے صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزہ صاحبقران دوسرے دیو وپریزاد سے رخصت ہوکر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقیلہ پر لگائی ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر ارہ پشت نہنگ مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارۂ پشت نہنگ سے بچا اسی طرح دو ڈھائی سو ضربین رد وبدل ہوئین اور کوئی زخمی نہوا آخرکار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر ثقیلہ سے کہا او جھوٹے مین تجکو ایسا قوی نہ جانتا تھا تیرا اب مجھسے کشتی لڑ ثقیلہ نے جواب دیا او نابکار تیری تو کیا حقیقت ہے مین تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقیلہ ارۂ پشت نہنگ ہاتھ سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونون بخوبی زور کرنے لگے باہم گرمشت مارنے لگے ٹکرین مانند فیلان مست باہم یون لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردۂ قاف کے داؤنپیچ کرنے لگے ہنگام زد وزور دونون گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے گاؤ زمین انکے زور وقوت کی متحمل نہوئی آخر قدم گاؤ زمین کانپنے لگے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دونون ہمہ تن پسینے مین تر ہوگئے ہین قطرے پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہین زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہوگئی ہے مقاتل اور دیو ثقیلہ

جو زور کرتے تھے بوجہ پسینے کے ہاتھ شانے اور بازو پر اچھی طرح نہین ٹھہرتا ہی ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہی ہر ایک مٹی مین آلودہ ہی غرض کہانتک لکھون دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بمشکل زیر کیا اور گرفتار کرکے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے بخوشی و خرمی میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم و ملول میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طی کرکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا حمزہ صاحبقران قریب شہپال دنگل پر بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی مین موافق اپنے اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھے شہپال حمزہ صاحبقران اور راشوے جنی دارشوے جنی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے سے رنج ہوا سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاءاللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو رہا کرینگے شہپال یہ سنکے خاموش ہوا ایمان تو شہپال مع حمزہ صاحبقران اور دیوؤن اور پریزادون کے بارگاہ سلیمانی مین مغموم بیٹھا ہی اسے تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہی ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے ہنسکر کہنے لگا اے خاتون میرا یا ناموری دیکھو ایسا شوہر فرمانبردار بھی کوئی کسی عورت کا نہ ہوگا مین نے تیری کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہی اب آدمزاد کو بھی اسی طرح گرفتار کر لاؤنگا تیرا حکم بجالاؤنگا تو مجھسے ناراض و ناخوش نہو ہنسکر باتین کر میرے سینے سے لپٹ جا میرے پہلو مین بیٹھکر بادہ کشی کر اور عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت کھا ثقیلہ ابھی بچہ ہی گوشت اسکا مقوی اور مزے کا ہوگا بعد بادہ خواری کے آج مجھسے ضرور ہمبستر ہونا مدعا سے دلی برلانا ملعونہ نے گفتگوے مقاتل سنکے بہ ناز و ادا کہا تونے میری کیا فرمانبرداری کی کیا میرے دلکو خوش کیا کس بات پر اسقدر نازاں ہی ایک چھوکرے کو گرفتار کرکے اتنا مغرور ہی مین نے تو تجھسے آدمزاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے مین شراب پیونگی یہ کہکے ملعونہ اور عفریت پہلوے مقاتل مین بیٹھی مقاتل نے خوش ہو کر کئی خم شراب کے پیے اور ملعونہ کو بھی پلائے جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ سے ثقیلہ کے اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤن کو دیا اور اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ کے مرنے سے رہ گیا طائر روح اسکا قفس تن سے نہایت صدمہ اٹھا کر اڑ گیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے خوش ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہان ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر عیان ہوا یعنی زمین کی سایہ نے کی پردہ پوشی گئی مہر فلک کی گرم جوشی مقاتل نے عالم نشہ مین عفریت سے کہا اے فرزند طبل جنگ بجوا صبح کو آدمزاد کو بھی گرفتار کرکے مثل ثقیلہ کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا ہنگام مے کشی جب لم اسکا بجاے گزک کھاؤنگا نہایت لطف اٹھاؤنگا عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے طبل جنگ بجوا دیا دیوان وغیرہ صداے طبل رزمی اور رحال دیو ثقیلہ سنکے افتان و خیزان مغموم و پریشان خدمت شہپال بن شہرخ مین اسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز بھی بیٹھے ہوئے تھے امیر با توقیر بھی دنگل پر رونق افروز تھے دیوؤن نے مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد ادب آداب و مجرا کرکے اس طرح دست بستہ دعا و ثناے شاہی کرکے عرض کرنے لگے

اشعار

حسود جاہ تو در تنگناے غم ہر دم | فراق نامہ نویسد بہ مرگ ناگاہی
جو ظل جاہ بہار تمام ہند سہی فکنی

بدون صفر گنبد پنج فرد تنہا ہی	زفتنہ ہاے زمین و زمان مہیا باد	منافقان ترا برگ سالی و ماہی
زفتحہاے تو قضا و قدر مہیا باد	موافقان ترا ساز مالی و جاہی	اُسوقت عفریت نابکار نے طبل

جنگ بجوایا ہی مصمم ارادہ اُسکا ہی کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال و قتال ہو علاوہ اسکے غلامون نے سُنا ہی کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہی اور دیو ثقیلہ اسکے ظلم و جفا سے مرگیا ہی باقی خیریت ہی شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سُنا نہایت صدمہ و غم ہوا اور انجمین دیوؤن سے برہم ہوکر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اس ظلم کی خبر نہ دی دیوؤن نے عرض کیا غلامون نے ابھی سُنا ہی قبل اسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہوکر عرض کرتے شہپال نے عذر دیوؤن کا سُنکے فرمایا کہ خیر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاے انشاء اللہ کل مقاتل نابکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اُسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیوان وغیرہ نے بموجب حکم شہپال نقارۂ جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت اُڑاے جلوہ ہاے صبح نے ہوش ۔ بجھے بس دل مین لڑنے والون کے جوش ۔ وقت صبح اُدھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو بعد کبر و نخوت عرصۂ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوئے ادھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت سمند صبا رفتار پر بیٹھے جملہ دیو و پریزاد بھی الآت حرب و ضرب سج کر آمادہ چلنے پر ہوے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اسطرح چلا بموجب بیت روان بحر لشکر ہوا موج موج ۔ گئی چشم خورشید تک گرد فوج ۔ جب بس گرد فرسے شہپال میدان مصاف مین پہونچا بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہوکر بہ آواز بلند پکارے اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ ہست جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ نقیب یہ کہکر کنارے لشکر کے ٹھہرے مقاتل نابکار مانند فیل دمان نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا اور آدم زاد ضعیف البنیاد تیری شجاعت و دلیری کی تو داستان مین نے سنی ہی لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہی آج چاہتا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرون اگر تجکو دعوی دلیری ہی اور مجھسے خائف و ترسان نہین ہی تو میدان رزم مین نکل کر مجھ سے مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے مجھ نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کرکے کباب اُسکے گوشت کے بناکر وقت میکشی کھاے تھے آج تجکو گرفتار کرکے مثل اُسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے نعرہ مقاتل سُنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر با توقیر کو روکا امیر با توقیر نے کہا مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اُسنے مجھی کو براے مقابلہ طلب کیا ہی شہپال وغیرہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوے امیر با توقیر نے سب سے رخصت ہوکر اسطرح بصد صولت مرکب اپنا بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر با توقیر ثناے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

در سفا میکند برد سے کنات تجدو	ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب شل	ای تجلّے وجود تو جہانگیر لقب
داہی تمناے حسود تو عنا گیر اجل	چون دماغ فلک از ہیبت تو مختل گردد	عیسی از مہر تو شاید کہ کند دفع خلل

نوجش اللہ تشبگیر سمند تو کہ ہست
از ازل سوے ابد وز ابد آید بازل
گر بخورشید دہی سرعت او در یک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کرہ نار دہوا

وو دہان کسل از شوخی او مستعجل
قطرہا کش دم رفتن چکید از پیشانی
آید از نور بترتیب منازل بحمل
گر بسر خصم تو سمند فگنہ پالیش گر نزع
طی شود دائرہ بر دائرہ مانند بصل

آن سبک سیر کہ چون گرم عنانش سازی
شبنم آسایش نشنید کہ رجعت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نامعلوم
تا قیامت بہ گلولیش نہ رسد چنگ اجل
یہ بیزاد یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئے

حمزۂ صاحبقران میدان جنگ مین سامنے مقاتل کے پہونچے اُس نابکار نے امیر باتوقیر کے قد و قامت پر نظر کر کے خیال کیا کہ اے مقاتل یہ آدمزاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہی اسکے دست و بازو مین مطلق قوت و طاقت نہو گی یہ تجھسے کیا لڑیگا فقط آواز تیرے نعرہ کی سنکے ہلاک ہو جائیگا اُسپر وار شمشاد آہستہ لگا ورنہ ضرب وار شمشاد سے یہ سرمہ سا ہو جائیگا گوشت اسکا خاک مین ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کھانیکا رہ جائیگا یہ خیال کر کے مقاتل نے وار شمشاد اُٹھا کر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کر کے سر امیر باتوقیر پہ لگائی امیر باتوقیر نے ضرب وار شمشاد سے اپنے تئین بچا کر تیغ تیز کھینچکر سر مقاتل پہ لگائی مقاتل پر لگائی مقاتل فور آ پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی گیا مقاتل نے اگلی مرتبہ امیر باتوقیر کے گوشت کا خیال نہ کر کے بہ قوت تمام وار شمشاد فرق امیر باتوقیر پہ لگائی امیر نے وار شمشاد سپر فراخ دامن پہ دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر باتوقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے خوف کا پنے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہی کہ اس آدمزاد مین ازحد قوت ہی مقاتل یہ خیال کر رہا تھا کہ امیر باتوقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزۂ شیردل + کز دگشتہ سہراب و رستم خجل + یہ نعرہ کر کے شمشیر آبدار سر مقاتل نابکار پہ لگائی ہر چند مقاتل نے تیغ آبدار وار شمشاد پہ روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال وار شمشاد کو کاٹ کر اُس کو دپیکر پہ پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہو کر اسطرح بالاے زمین گرا کہ دیوون کو گمان ہوا کہ پہاڑ پھٹ کے بالاے زمین گرا اُسدم قدم گاؤزمین تھرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر باتوقیر ملاحظہ کر کے صداے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے پدر نابکار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہو کر اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا کہ اُس آدمزاد کو آج زندہ نہ جانے دو اُسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی تم سب ملکر اسے قتل کرو دیوؤن نے بموجب حکم عفریت حمزۂ صاحبقران پر سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی شہپال بھی جملہ فوج لے کر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے ملگئے لڑائی ہونے لگی وار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے و دریاے خون لشکر مین بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین کے دیو اور پریزاد قتل ہونے لگے لاشین دھڑ دھڑ زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے بہادران پر دۂ قاف جنگ شیرانہ کرنے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے اُسوقت ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیکھکر طائرون کے ہوش اڑتے تھے چوپاے متوحش تھے شیران صحرا نعرے دیوؤن کے سنکے دُم دبا کر بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور اُس جگہ سے چلے گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اُس تاریکی اور گھبراہٹ مین کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے اپنا دشمن جان کر قتل کر ڈالتا تھا اُسوقت بھائی نے اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کر کے مار ڈالا تھا

حمزہ صاحبقران بھی اُس دریاے پرجوش لشکر مین نہنگانہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل کر رہے تھے کُہنی سے خون ٹپکتا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھہ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار لگا دیا تھا تلوار مثل برق چمکتی تھی اور بار بار دیوان کو دو پیکر کرتی تھی اُسدم یہ حال تھا بیت ہر جا کہ شمشیر ادکار کردہ ہیکے را دو کرد و دو را چار کرد * غرض دیو لشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیر زنی امیر بانوقیر سے قتل ہوے اور بیدل ہوکے پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت بدرجہ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اُٹھوا کر نالان و گریان میدان جنگ سے شکست کھا کر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت کے شہپال بن شہرخ مظفر و منصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر بانوقیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اُترا پھر حکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال کے تھے اُٹھا لے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال مع امیر بانوقیر جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز زونق افزاے بزم عشرت ہوا دور جام مےناب شروع ہوا نازنینان پریزاد بصد ناز و انداز ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل بزم مسرور اور شاد ہونے لگے اُسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بصد ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

یاد آئی جو مجھے اُنکی نکیلی مژگان
روز روشن مری نظرون مین شب تار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
ہر جگہ بیچ کیا تو مین سردار ہوا
بے جگر ہوکے دیا یار کو بیعانہ دل
بار ور نام خدا نخل قد یار ہوا
عشق مین بھی نہوئی یاد الہی موقوف
ہاتھہ سر اتری گردن کا اگر ہار ہوا
اے شرر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا
خاک جلکر نہ کبھی خانہ اغیار ہوا
گل سے نفرت ہوئی خار و بنسے سروکار ہوا
صورت نرگس شہلا ہوا سکتہ اُسکو
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین بھولا مین جہانکی الفت
مین جو سوداے محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا مہد مین دو اژدر کو
رشتہ سبحہ مجھے رشتہ زنار ہوا
جان لی یار کے دھو دھو کر بالون نے مری
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھہ نہ ظاہر اثر آہ شرربار ہوا
رخنہ اُس غیرت خورشید نے ڈالی جو نقاب
تیری آنکھون کی محبت مین جو بیمار ہوا
ساری جانبازون پہ قاتل نے دیا مجکو شرف
بیخبر ہوکے محبت کا خبردار ہوا
اب ثمر لائیگا اپنا بھی نہال امید
اسلیے نام علی حیدر کرار ہوا
بھول مین تربت مجنون پہ چڑھا ونگا ضرور
آب گیسوے سیہ مجکو کفن بار ہوا
جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے

بصد عشوہ و ناز رو برو اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوگئے اور اُس نازنین کے رقص و نغمہ کی تعریف کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہی اور اہل بزم بصد خوشی گانا اُس نازنین کا سن رہے ہین سمان بندھا ہوا ہی ہر ایک محو ہو رہا ہی شہپال بیٹھا ہوا ہی گانا سن رہا ہی ان سب کو تو مشغول عیش و عشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آئندہ اُنکا حال لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت ناہنجار شکست کھا کر اور لاش اپنے پدر کی اُٹھوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان و گریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ و بکا سنکے گھبرائی فوراً سراسیمہ و بدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب و بیقرار ہوکر اسطرح عفریت سے پوچھنے لگی کہ اے میرے بچے کیا ہوا کیون روتا ہی آج کیا پھر تو زخمی ہوا یا اور کوئی باعث ملال ہی میرے دلکا عجب حال ہی مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہوکے کہا اے مادر مہربان غضب ہوگیا

مقاتل میرا باپ قتل ہوگیا آدمزاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہوگیا آدمزاد نے اُسے قتل کرڈالا ایسی تلوار لگائی کہ دوٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اور فوراً باپ میرا مرگیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اُٹھالایا ہون یہ کہکر لاش مقاتل کی دکھائی ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب پیٹی اور چلائی یہ بین لاش پر گرنے لگی اور رونے لگی ہاے ای میرے شوہر ناز اُٹھانے والے پیار کرنے والے مجکو اپنے پہلو مین بٹھانے والے دل وجان سے مجھپر نثار ہونے والے افسوس صد افسوس تو مرکز جہنم مین گیا مجکو بیوہ کرگیا اب پہلو مین میرے راتون کو کون سوئیگا اور کوئی لڑکا بالا اب شکم سے کیونکر ہوئیگا تیرے غم مین دیوانی ہوجاؤنگی خاک صحرا کی اڑاونگی راتون کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری فرقت مین اُٹھ اُٹھ آنسو روؤنگی جب تجکو اپنے پہلو مین شب کو نہ پاؤنگی دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت گریہ وبکا سے بیخودی مین یون بین کرنے لگی ای میرے شفیق شوہر افسوس تو آدم زاد کے ہاتھ سے قتل ہوگیا مجکو تجھسے بوے پدر آتی تھی دادا کی شفقت کا مزہ تجھ سے پاتی تھی مین بھی تجکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی چھوٹا بھائی اپنا سمجھ کر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر تیری ناراضی کا خیال کرکے تجھ سے ڈرتی تھی جس بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب وروز کرتی تھی الغرض اسی طرح ملعونہ نے لاش مقاتل پر حالت بیخودی مین بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان کیا آخر عفریت وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہزار نالہ وآہ لاشہ مقاتل کا اُٹھایا اور موافق اپنے قاعدہ ملت ومذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر مقاتل کے عفریت اپنی مان کے پاس آیا اور نہایت آہ وزاری کرکے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل یہی چاہتا ہی کہ طبل جنگ بجواؤن آدم زاد سے لڑون اُسے قتل کرون یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہوجاؤن اس رنج وغم سے جلد چھٹ جاؤن ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کرکے کہا ای فرزند تو جانتا ہی کہ مین کاہنہ ہون مجکو اس علم مین کمال حاصل ہی اسوقت جو مین نے دیکھا تو صاف ثابت ہوا کہ تیرے دن نحس مین ستارے اچھے نہین ہین فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہوجائیگا تجکو لازم ہی چندے لڑائی موقوف رکھ جبمین کہون تب لڑنا عفریت اپنی مان کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور بموجب کہنے ملعونہ کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا اسجگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعۂ گربستان مین اور مسلمان کرنا فضل گربستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا تزو مین کامرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم نارنج عمرو بن حمزہ یونانی سے رخصت ہوکر قلعۂ تنگ رواحل مین داخل ہوے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین رہا جملہ سردار اور لشکر صبح سے گرسنہ ہین علاوہ اہل لشکر کے چوپایے بھی بے دانہ وعلف ہین سب سے زیادہ مین بھوکا ہون کیونکہ آپ جانتے ہین مین بہ نسبت اور لوگون کے غذا زیادہ کھاتا ہون مجکو برداشت بھوکھ کی نہین ہی اسوقت کثرت گرسنگی سے دم میرا نکلا جاتا ہی پیٹ مین ناک اڑرہی ہی معدے مین حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہی بھوکھ کے سبب سے گرا پڑتا ہون بات نہین کیجاتی ہی سنیے شکم مین قراقر ہورہا ہی ہر ایک آنت اپنی زبان مین غذا طلب کررہی ہی کہتی ہے

خواجہ ہم خالی ہین ہمین طعام سے بہرہ و جلد طعام دو توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلا سے خشک ہو جائینگے بھوک کی وجہ سے
مر جائینگے ای خواجہ اب آپ کو کتنے فرماے انھین تسلی دیجیے میرے دلکو خوش کیجیے اگر آپ فکر غذا نہ کیجیے گا زمین لشکر کے
گھوڑے اور بیل حلال کرکے اور گوشت بھونکر یا کچا کھا جاونگا بھوکھا نہ رہونگا پھر آپ مجھسے شکایت نہ کیجیے گا خواجہ
نے گفتگوے پہلوان عادی سنکے جواب دیا ای پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہو ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے
والون کا مرتبہ بڑا ہی خداوند عالم صبر کرنے والون سے خوش ہوتا ہی تمنے غلہ کے واسطے کہا ہی اب مین دو چار روز مین
کوئی فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہین نہ کہین سے قرض و ام لاؤنگا سب کے پہلے طعام تمھین کھلاؤنگا تم جانتے ہو
کہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی بڑی مشکل سے اپنی اوقات بسر کرتا ہون اس زمانے مین کوئی مجھے ایک
کوڑی بھی نہین دیتا ہی کچھ کہین نہین ملتا ہی مین خود پریشان خاطر ہون حمزہ صاحبقران پردۂ قاف
مین تشریف رکھتے ہین دیکھیے وہان سے کب آتے ہین پہلوان عادی نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا ای خواجہ
مین کہے دیتا ہون مجھسے صبر نہو سکیگا آپ دو چار روز مین فکر غلہ کیجیے مجھکو اگر آج غذا نہ ملیگی تو مر جاؤنگا
کسی طرح زندہ نہ رہونگا آپکو مناسب ہی کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے غلہ وغیرہ جاکر لاے جلدی مجھے
کھلا یے جب میر بالو قیر پردۂ قاف سے تشریف لائینگے آپ اُنسے حساب کرکے روپیے لیجیے گا اور نذر زنبیل کیجیے گا
خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل مین تو کچھ بھی نہین ہی خاک اُڑ رہی ہی یہ کہکر خواجہ نے پوچھا اس جگہ سے کوئی اور
قلعہ بھی نزدیک ہی پہلوان عادی نے کہا قلعۂ گربستان یہان سے دو کوس ہی حاکم اُس قلعہ کا فضل ہی اور
اس قلعہ سے اُس قلعہ تک نقب بھی ہی اگر آپ کا دل چاہے تو راہ نقب سے ہم سب کو لےکر اُس قلعہ مین
چلیے لیکن فضل مسلمان نہین ہی وہ اپنے قلعہ مین ہم لوگون کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہان جائینگے تو وہ
قتل کریگا آپ علاوہ اُسکے اور کوئی فکر جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہی خواجہ نے جواب دیا اچھا
تم جاکر بیٹھو مین ابھی جاتا ہون اور کوئی فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو و قنتورۂ زرلفتی
و دیگر بانے عیاری کے تن پر آراستہ کرکے اور نہایت چست و چالاک قلعۂ تنگ رواحل سے جانب
قلعۂ گربستان روانہ ہوے چونکہ فضل گربستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعۂ تنگ رواحل مین
غلہ ہو چکا ہی سرداران حمزۂ صاحبقران پریشان ہین اور فی الحال خواجہ عمرو قلعۂ تنگ رواحل مین داخل
ہین یہ خبر سنکے فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو یہ خواہش غلہ
وغیرہ میرے قلعہ پر حملہ در ہونگے جنگ و جدال کرینگے رعایاے قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج
میری جنگ و جدال مین قتل ہوگی اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کرا دیا تھا
پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا تھا باطمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ راہ طی
کرکے قریب قلعۂ گربستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا بند ہی اُسوقت خواجہ نے فکر کی اور بعد
فکر فوراً کتارۂ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بنا کر در قلعہ پر پہونچے اہل کتارۂ کابلی کو دیکھکر
فضل گربستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اُسوقت کتارۂ کابلی بھانجے ڈویین کرمانی
کے در قلعہ پر آئے ہین اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدین فضل گربستانی نے کہا جلد در قلعہ کو
کھولکر کتارۂ کابلی کو بلا لو نہین معلوم وہ کسواسطے آئے ہین ملازمان فضل گربستانی نے
بموجب حکم در قلعہ کھولا اور عرض کیا آیے ہمارے مالک فضل گربستانی آپ کی ملاقات کے مشتاق

بیٹھے ہین کتارہ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے قریب فضل پہونچے فضل کتارہ کابلی کو دیکھکر کسی قدر براے تعظیم اٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھاکر پوچھا آج تمہارا آنا کس وجہ سے ہوا فقط ہماری ملاقات کے واسطے آئے ہو یا کوئی اور کام ہی کتارہ کابلی نقلی نے مسکراکر جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے زوبین کامرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون اُنھون نے آپ سے یہ کہا ہی ہمنے سُنا ہی قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہوچکا ہی سرداران حمزہ پریشان خاطر ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا پل تختہ اٹھوا دیجیے گا خندق کو پانی سے بھروا دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہو جیے گا مبادا سرداران حمزہ نایابی غلہ سے اگر آپکے قلعہ پر حملہ ور ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل گریستانی نے تقریر کتارہ کابلی سُنکے کہا تم ہماری جانب سے بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی خبر سُنکے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہی اور بند و بست بخوبی کر لیا ہی کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین فضل کتارہ کابلی نقلی سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا اتفاقاً کتارہ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین فضل سے ملاقات کرونگا زوبین کا پیام بھی کہونگا اہل قلعہ کتارہ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوے فوراً خدمت فضل گریستانی مین گئے اور بعد ادب عرض کرنے لگے خداوند نعمت ایسا تعجب ہی کہ ایک تو کتارہ کابلی آپکے پاس بیٹھے ہین دوسرے کتارہ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ کا کھولو اب جو حکم ہو تسلیم بجا لائین فضل گریستانی تقریر اپنے ملازمون کی سُنکے متحیر ہوا کتارہ نقلی نے کہا یقیناً عمرو میری شکل بناکر آیا ہی آپ قلعہ مین اُسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہ کہکے ہٹا جاتا ہون آپ جلد اُسے گرفتار کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے اپنے ملازمون کو حکم دیا اُس کتارہ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے اور دروازہ قلعہ کا کھول کر پل بچھاکر کتارہ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارہ اصلی سامنے فضل کے گیا سلام کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا زوبین نے آپ سے بعد سلام کے یہ کہا ہی کہ آج مین قلعہ تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی تجھے صحت ہوگئی ہی تم اپنے قلعہ سے ہوشیار رہنا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم نکرنا مین نے سُنا ہی اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب و بیقرار ہین غلہ قلعہ مین باقی نہین رہا ہی عمرو در دبار یک گردن مشوش ہی کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل گریستانی نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو ہی گفتگو فریب آمیز کرتا ہی یہ خیال کرکے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کرلو ملازمون نے موافق حکم کتارہ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین باندھ دیا ہرچند کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہی تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہی بدلہ محبت و ملاقات کا لیا یہی ہی جو تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجکو تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی زوبین کامرانی ماموں صاحب میرے اب یہان اگر تجکو مار ڈالینگے قلعہ کو خاک مین ملا دینگے ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے لیکن فضل گریستانی نے کچھ نہ سُنا اور کہا او دزد مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہی مین تجھے خوب جانتا ہون تو عمرو عیار بلاے روزگار ہی فضل یہ کہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشہ دار الامارہ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا ای فضل ہرگز اُس عیار کے فریب مین نہ آئے گا یہ آپکو

بیہوش کرکے مارڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کریگا کتارہ کابلی اصلی مین ہون یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ نے دو چار جوتے کتارہ کابلی کے سر پر لگائے کتارہ کابلی اصلی اشکبار ہوکے فضل سے کہنے لگا ای فضل تو نے بیکار میری بیعزتی کی مین کتارہ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری شکل بنکر یہان آیا ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو منھ اسکا گرم پانی سے دُھلوائیے ابھی حال معلوم ہوجائیگا فضل نے یہ تقریر کتارہ کابلی اصلی کی سُنکے چاہا کہ آب گرم سے منھ کتارہ دیگر کا دھلوائے عمرو شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے میرا منھ دُھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھلجائیگا بس تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھ کر خواجہ عمرو نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل لے گئے اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون میری اطاعت کرو ورنہ تجکو مارڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اُسکا اُتارکے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گرد و غبار سے اُسے بچایے گا غرض تاج نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو بھاگے فضل نے اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ سے کہا دیکھو وہ عمرو بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نپائے جلد اُسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمندے لیکر اُٹھے خواجہ عمرو کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس اثنا مین کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو گرفتار کرلونگا فضل نے کتارہ کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار کیا تھا میری شکایت تو مین کامرانی سے نہ کرنا کتارہ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نہ کرونگا یہ کہکر کتارہ کابلی کمند لیکر پہونچا دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر ابدار سے زخمی کیا ہی کتارہ کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص نحیف کو ہجوم کرکے گرفتار کیون نہین کرلیتے اہل قلعہ نے یہ سُنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارہ کابلی کمند لیکر آگے بڑھا خواجہ عمرو نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکل جاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جست کی کتارہ کابلی نے دوڑ کر کمند ماری حلقہ اُسکے کمند خواجہ کے سر و گردن مین پڑگئے خواجہ زمین پر گرے کتارہ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین روئین سے اس امر کی خبر کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارہ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب روئین روانہ ہوا یہان فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر لیجاکر جو دریا زیر قلعہ ہی اُسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور مگر وغیرہ اسے کھاجائین قہرمان و قاہر بموجب حکم فضل خواجہ کو سقف قلعہ پر لیگئے اسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر رحم کر تھوڑی دیر ٹھہر کر جگر میرا فرط تشنگی سے جلاجاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلادے پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً پانی لانے قلعہ سے اُترا ادھر خواجہ نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھ ماہی عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوے دریا دیکھنے لگا خواجہ عمرو نے قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اُس دریاے ذخار مین گرکے غرق ہوگیا خواجہ عمرو فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر جام مین آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا اگر خواجہ

ابھی تک ڈوبے نہیں دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہی قاہر نے کہا مجکو نظر نہیں آتا قہرمان نقلی نے کہا تم میرے پاس آؤ
مین تمھین دکھا دون قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی مین کہان نکلا ہی قہرمان
نقلی نے زور سے دھکا دے کر کہا میان دریا مین گر کے اچھی طرح دیکھ لینا یہان سے تمھین کچھ نظر نہ آئیگا خواجہ
یہ کہکے خاموش ہوئے قاہر دریا مین گرا فوراً ایک مگر اُسے نگل گیا خواجہ بصورت قہرمان سقف قلعہ سے اُتر کر فضل
کے گئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو برہم ہو کر میرے بھائی قاہر کو دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر مین نے
غضبناک ہو کر خواجہ کو دریا مین ڈالدیا خواجہ بھی غذاے ماہیان ہو گئے زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل مین کہا
خداوند عالم خواجہ عمرو کو تا قیامت سلامت رکھے دریاے فنا مین نہ ڈبوے غرض فضل قاہر کے غرق ہونے
سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی خواجہ بصورت قہرمان در محل پر
گئے اتفاقاً اُسوقت ایک کنیز دروازے پر آئی پکار کے کہنے لگی ارے اِسوقت کوئی دروازے پر نہیں ہی سب
موئے مونڈی کاٹے نمک حرام چلے گئے در دولت پر سناٹا ہی قہرمان نقلی نے بڑھکر کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان
کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو مین موجود ہون میرے پاس آؤ مین تمھارا مطلب نکال دون کنیز
قہرمان کو دیکھکر اور گفتگوے قہرمان سنکے بظاہر برہم ہوئی کہنے لگی اے قہرمان تم یہ بات اچھی نہیں کرتے ہو پرائی بہو
بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤگے ذلت اُٹھاؤگے تم ہمیشہ ہر ایک سے ہنستے ہو مگر کچھ ہو نہیں سکتا قہرمان
نے جواب دیا آج امتحان کر لو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری نکال کر اُسے کھلائی پھر اُس کنیز سے
باتین کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز یہ ناز و ادا باتین کیا کی خواجہ نے نام بھی اُسکا دریافت کر لیا غرض
بعد ایک لمحہ کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر در محل پر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جلد تر اُسکو اُٹھا کر زنبیل
مین داخل کیا اور اُسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر تڑتڑاتے ہوئے محل مین داخل ہوئے محلدار نے
پوچھا اے نرگس بھولا جمعدار کو واسطے پھولون کے گہنے کے بھیجدیا نرگس نے گھور کر جواب دیا بی محلدار
دروازے پر تو بھولا جمعدار نہیں ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو تم خود ہی جاکر دیکھ لو علاوہ بھولا
کے اور بھی کوئی نہیں ہی چونکہ آج کوئی عیار طرار سیمبر خواجہ عمرو نامدار اِس قلعہ مین آیا تھا لڑائی ہوئی تھی
اِسوجہ سے کوئی سپاہی دروازے پر نہیں ہی سب خواجہ سے لڑنے کو چڑھ گئے تو ابھی تک نہین آئے معلوم ہوتا ہی
سب قتل ہو گئے محلدار گفتگوے نرگس سُنکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر مین زوجہ فضل نے محلدار سے کہا کہ اگر
کوئی سپاہی دروازۂ محل پر ہو تو اُسے لالن مالن کی دُکان پر بھیجکر گہنا منگوالو اور کہلا بھیجو کہ آج لو گہنا
پھولونکا تیری دُکان سے منگوا لیا ہی اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر تجھ سے گہنا نہ لیا جائیگا محلدار
نے دروازے پر جاکر ایک دربان کو لالن کی دُکان پر بھیجدیا محلدار تو محل مین چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے
دربان گہنا پھولون کا لیکر در محل پر آیا اور پکارا اے محلدار گہنا لیجاؤ محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے اُٹھنے کا
ارادہ کیا تھا کہ نرگس سینہ اُبھار کر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو مین لیے آتی ہون یہ کہکر نرگس دروازے پر گئی
جب دربان نے پھولون کا گہنا دیا نرگس نے سبکی آنکھ بچا کر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کر کے تمام گہنے پر لگا دیا
ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کر دیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوئے محلدار کے پاس آئی محلدار نے
گہنا پھولون کا لیکر زوجۂ فضل مسماۃ ملکۂ لالہ عذار کو جاکر دیا ملکۂ لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا نرگس خوب
ملکۂ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزون کو بھی وہان سے یہ کہکر ہٹا دیا کہ

مین تو یہان موجود ہون تم سب کیون کھڑی ہو گرمی کا وقت ہی ملکہ لالہ عذار گھبراتی ہین الغرض جب سب عورتین
ملکہ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین ملکہ لالہ عذار کے دماغ مین
بوے عطر بیہوشی پہونچی فوراً اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے جلد ترادھر اُدھر
دیکھکر ملکہ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر اور ویساہی لباس پہنکر ملکہ لالہ عذار کی جگہ پر بیٹھے
اور گہنا پھولون کا زنبیل سے نکال کر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا کنیز نرگس
ہوشیار ہو کر اٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کرون مجھے خود بخود ایسا چکر آیا کہ مین بیہوش
ہو گئی تھی اُسی بیہوشی مین عجب کیفیت مین نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا علاوہ قلعون اور دریاون وغیرہ
کے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزارہا عورتین اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے میٹ ایک کوڑی کھبپ ہر ایک
کو دیتا تھا کبھی گڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اُٹھانے مین دیر کرتا تھا میٹ اُسے سونٹے سے مارتا تھا
میرے بھی اُس میٹ نے کپڑے اُتراوکر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریان مٹی کی اُٹھوائین اور گڑ کی ڈلی دی
اور دو سونٹے بے رحم ہو کر میرے کولے اور کمر پر مارے ای ملکہ ابھی تک کچھ کچھ درد کمر مین ہوتا ہی پھر اُس میٹ
نے مجھے کپڑے پہنا کر کہا جا یہان لینے تجھے خواجہ طلب کرتے ہین اب جو مین ہوشیار ہوئی ہون تو وہ پشتہ وغیرہ
نظر نہین آتا ہی ملکہ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سنکے ہنسی اور کہا شکر کر تجکو مصیبت سے نجات ہوئی
نرگس یہ سنکے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کرکے نذر زنبیل
کرتے ہین تو یہ کہدیتے ہین کہ دادا آدم اِس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام لینا اور مزدوری کرانا منظور
نہین ہوتا ہی تو منع کر دیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد کو میٹ کے حوالے نہ کیجیے گا اس سے مزدوری
نہ کرایے گا لیس بموجب کہنے خواجہ کے اُس سے مزدوری نہین کرائی جاتی ہی اور ٹوکری نہین ڈھلوائی جاتی ہی
نرگس کے بارے مین خواجہ نے اُس سے کہدیا تھا اسوجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکہ لالہ عذار کو جو
خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہی کہ بالفعل اس سے پیشہ نہ بنوانا غرض آدم بر سر مطلب جب ملکہ لالہ عذار نقلی نرگس
کو ہوشیار کر چکی بصد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور جملہ محل کی عورتون کو بلا کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خود بخود
خوش ہی پس جسکے گلے مین چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے مین موافق وزن زیور نقرائی کے زیور طلائی دونگی
اور جسکا زیور طلائی ہی اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتون نے ملکہ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سنی سب نے خوش ہو کر
دعائین دے کر اپنا زیور اُتارا اور ملکہ لالہ عذار کو دیا ملکہ لالہ عذار نقلی نے زیور لیکر رکھ لیا جب سب
عورتین چلی گئین اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین خواجہ نے وہ سب زیور اٹھا کر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی
فضل کتارہ کابلی کا انتظار کرکے محل مین آیا اور بعد اکل و شراب کے ملکہ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکہ
لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگوا کر اپنے ہاتھ سے جام مین شراب بھر کر جام مے بیہوشی آمیز فضل کو
دیا فضل نے خوش ہو کر شراب پی پھر ملکہ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزین وغیرہ اُس جگہ سے
ہٹ گئین تخلیہ ہو گیا فضل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا لالہ عذار یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نے فضل کو گرفتار کرکے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا
جب فضل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئین بندھا پایا اسوقت خواجہ عمرو نے بہ شکل اصلی خنجر آبدار کھینچکر فضل
سے کہا او فضل دیکھ مین تجکو گرفتار کر لیا اب تجکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کر اور اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجکو ہلاک کرڈالونگا فضل نے جو گفتگوے خواجہ سنی بافضال خدا فضل کا دل کفر سے پاک ہوئی الغرض
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھولدیا فضل نے پوچھا قہرمان اور قاہر اور میری زوجہ کہان ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کر مر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری زنبیل مین ہی
یہ کہکر خواجہ نے ملکۂ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکۂ لالہ عذار بھی مسلمان
ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو فضل کو محل مین چھوڑ کر بصورت
فضل محل سے برآمد ہوے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے اہل دربار سے
مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین تو شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ میری
طرح تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے تو بموجب حکم فضل نقلی کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کیا لیکن عمو سے فضل نے کہا اے فضل تو نے دین آبائی اپنا حق چھوڑ کر مین تیری طرح بیوقوف نہین ہون
کہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سُنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو سب نے ملکر اُسے
گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا اے فضل اب مین
قلعۂ تنگ رواحل مین جاتا ہون وہان سے سبکو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے
بخوبی آراستہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے
دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہی کثرت گرسنگی سے عجب حال ہی دیگر سرداران لشکر بھی پریشان خاطر
مین خواجہ نے ہرایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین چلو وہان
غلہ وغیرہ بہت ہی پہلوان عادی نام غلہ کا سُنکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکۂ مہرنگار کو محافے مین سوار کیا
اور پھر جملہ لشکر لیکر بخوف ژوپین راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین پہونچے ملکہ مہرنگار کو علٰحدہ ایک جگہ مقیم
کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوے فضل نے طعام تیار کرایا ہرایک شخص نے
کھانا کھایا خصوصاً پہلوان عادی نے چند روز چند دیگون سے بریج نکالکر کھانا شروع کیا جب بہت سی
دیگین بلاو کی خالی کردین اُسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کا کیا اور پھر کھانا شروع کیا
فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا اے خواجہ یہ انسان ہی یا دیو ہی
کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہی دیگین خالی کیے دیتا ہی خواجہ نے ہنسکر جواب دیا یہ دودھ شریک
بھائی امیر باتوقیر کا ہی نام اِسکا پہلوان عادی ہی الغرض جب پہلوان عادی طعام تناول کرچکا
خواجہ نے پوچھا اے پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ عمرو
طعام تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھر کے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ تقریر پہلوان عادی
کی سُنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعۂ گربستان مین تو ملکۂ مہرنگار و جملہ سردار وغیرہ نے طعام تناول کرکے
شکر پروردگار کا کیا اور سب باطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال گستارۂ کابلی کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب
گستارۂ کابلی ژوپین کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کا بیان کیا ژوپین
حال گرفتاری خواجہ عمرو سُنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بالفعل قلعۂ تنگ رواحل
مین خواجہ نہین گئے اور جملہ سرداران امیر باتوقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے
اور سبکو تہ تیغ کرکے ملکۂ مہرنگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہی یہ خیال کرکے ژوپین

وغیرہ نے قلعہ زنگ رد احل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کوئی قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوپین حیران ہوا پھر بعد دریافت
معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداران وغیرہ کے قلعہ گربستان مین گئے ہین فضل مسلمان ہو گیا ہے ژوپین
یہ خبر سُنکے کتارہ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ مین عمرو کو گرفتار کرکے قلعۂ گربستان مین فضل کے
سپرد کر آیا ہون اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہوگا خواجہ عمرو تو زندہ ہین اور اُنھون نے قلعہ لے لیا ہے آرام
تمام قلعہ گربستان مین بیٹھے ہوئے ہین کتارۂ کابلی نے جواب دیا مین سچ کہتا تھا نہین معلوم کیونکر خواجہ رہا
ہو گئے اور قلعہ انھون نے لے لیا ژوپین کا مرائی تقریر کتارۂ کابلی کی سُنکے مع جملہ لشکر جانب قلعہ گربستان
روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوپین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ در ہوا اُدھر سے گولندازون نے تاک
تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیراندازون نے تیر برسانا شروع کیے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے
لگے ہمراہیان ژوپین ہزارہا قتل ہوئے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوپین گولون اور تیرون وغیرہ
کی کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اُترا اور اہل لشکر سے
کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہے جب غلہ قلعہ مین ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ مین خود ہی ہلاک ہو جائینگے
ژوپین تو قلعہ کو گھیر کے اُترا ہے انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم وزد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجر وکیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجر وکیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ زخمی ہو کر بھاگنا ملک اجر وکیہ کا قتل ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اس طرح لکھتے ہین کہ دختران ملک اجر وکیہ نے صحرائے سبزہ زار
مین لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجر وکیہ
نے لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ کو صندوق مین بند کرکے دریا مین صندوق بہا دیے
تھے اور پھر ملک اجر وکیہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ
کو ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو بخوبی لوٹ کر جانب ملک اجر وکیہ روانہ ہوئے تھے قبل ازین
یہین تک یہ داستان لکھی گئی ہے اب یہان سے احوال ملک اجر وکیہ کا لکھا جاتا ہے کہ ملک اجر وکیہ مع
عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر مین پہونچا
شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو زندان مین قید کیا اور بخوشی اپنے ملک کی
حکومت کرنے لگا ملک اجر وکیہ تو اپنے ملک مین ہے لیکن اب حال لندھور اور بہرام اور لقمان ہزارہ
کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملک اجر وکیہ تینون صندوق کو دریا مین بہا کر اور اپنی دخترون کو لیکر چلا گیا
اور صندوق دریا مین بہتے ہوے چلے جاتے تھے اتفاقاً اُدھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت
جہاز پر سوار جانب اجر وکیہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوئے چلے جاتے ہین
سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریائے ذخار مین کسی جگہ غرق ہو گئی ہے یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے
ہوے ہونگے بہا تک بہتے ہوے آئے ہین یقیناً ان صندوقون مین مال و اسباب بیش قیمت ہوگا یہ سمجھکر
قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہو کر کہا جو کوئی ان صندوقون کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے زر کثیر انعام دونگا جاشو یہ گفتگو سوداگر کی سُنکے بطمع زر کثیر دریا مین کودے اور شناوری کرکے تینون
صندوق دریا سے نکال لائے قیصر سوداگر نے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین
رکھوا دیا اور زر کثیر جاشوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگر نے
معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرے مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہی اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرہ سے
خریدنا بھی ہی ناخدانے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے گئے چونکہ جزیرہ خرم مین ایک قزاق
ہی کہ نام اُسکا خرم ہی اور جزیرہ اُسی کے نام سے مشہور ہی اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہی کئی ہزار آدمی اُسکے ہمراہ
رہتے ہین اُسنے جو سُنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہی اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہی لاکھون اور
کرورون روپیہ کا اُسکے پاس مال و اسباب ہی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوا اور ہنگام شب اپنے ہمراہیون کو لیکر جہاز
پر گیا اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قیصر سوداگر کو گرفتار کرلیا اور تمام
مال و اسباب اُسکا جہاز پر سے اُتروا کر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و
اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان
جلیل القدر ہین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس شاہانہ ہی چہرون سے آثار شجاعت
و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہوائے سرد جو بہرام
و لندھور کے اجسام تک پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہوگئی تھی دونون ہوشیار ہوئے آنکھین کھولین اور
خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین قزاق ہون یہ
جزیرۂ خرم ہی نام میرا خرم ہی آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا تمام مال و اسباب
لوٹ لایا ہون اسوقت صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوق سے نکلے
اب تمھین لازم ہی کہ اپنی پوشاک اُتارکر مجھے دے دو میری اطاعت کرو دلاور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ
قزاقی کیا کرو مال و اسباب مسافرون کا لوٹا کرو جس سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے
تو مین ابھی تمھین قتل کرونگا کپڑے تمھارے اُتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور
اور بہرام گفتگوے خرم سُنکے برہم ہوے اور غضبناک ہوکر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہی خاموش رہ
ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لینگے بدزبانی کی سزاے معقول دینگے تو ہمارے احوال سے
آگاہ نہین ہی ہم شاہان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سُنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم
بھی تیغ و تیر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈال کے
تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اِدھر بہرام گرد نے ہمراہیان خرم کو
ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اُٹھا لیا خرم نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ امان
دیجیے زمین پر ٹپک کے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بہ شرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا
مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر صدق دلسے مسلمان ہوا لندھور نے بالاے
زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر جملہ ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوئے خرم نے اطاعت
و فرمانبرداری لندھور اور بہرام کی اختیار کی پھر بصد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے
قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور نعمان ہزارہ کو صندوق سے نکلوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے لگوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا کہ قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤ گے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجر وکیہ مین جانے کا ہے لندھور نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور کل مال و اسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوا دینگے تم نے ہم پر احسان کیا ہے ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سُنکے خوش ہوا عرض بعد دعوت کے لندھور اور بہرام نے خرم سے مال و اسباب قیصر سوداگر کا قیصر کو دلوا دیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ لوگ جہاز پر سوار ہوے لنگر جہاز کا اُٹھا جہاز جزیرۂ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجر وکیہ مین پہونچا لندھور اور بہرام گرد قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اُترے قیصر سوداگر سرا مین جاکر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوئے اسی روز لندھور اور بہرام مع نعمان ہزارہ برائے سیر اجر وکیہ گھوڑون پر سوار ہوکر چلے نعمان ہزارہ ہمراہ رکاب ہوا قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ مین سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجر وکیہ کی سیر کرتے ہوے بازار مین اور مکانات دیکھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوے بعد گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوئے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاہائے نقرئی وطلائی ہاتھون مین لیے ہوئے پگڑیان لٹودار سرون پر رکھے ہوئے چپکنین بانات کی تحفہ زیب تن کیے ہوئے بعد اسکے نقیب بولتے ہوئے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوئے نظر آئے لندھور نے نعمان ہزارہ سے کہا اے نعمان دریافت تو کر دان محافون مین کون سوار ہے نعمان ہزارہ نے حسب الارشاد ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجر وکیہ سوار مین واسطے سیر باغ کے جاتی ہین نعمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سنا تھا لندھور سے جاکر عرض کیا بہرام اور لندھور سمجھ گئے کہ یہ وہی دو لڑکیان ہین جنھون نے ہمین صحراے سبزہ زار مین شراب پلاکر بیہوش کیا تھا اور صندوقون مین بند کرکے دریا مین ڈال دیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اسی طرف چلے جس طرف دختران ملک اجر وکیہ جاتی تھین اثناے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دو لڑکیون کو گرفتار کرکے جو اُنھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے اُسکا عوض اُنسے لینا چاہیے نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جایے گا مین ان دو لڑکیون کو گرفتار کرکے لے آؤنگا لندھور نے منظور کیا جب مہر افروز اور جہان افروز دختران ملک اجر وکیہ تھوڑی دور جاکر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ اپنی ہمجلیسون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے نعمان ہزارہ نے جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر زنگ و روغن عیاری لگا کر اپنی صورت ایک ضعیف نَے نواز کی بنائی پھر نَے لیکر آگے بڑھا اور زیر دیوار باغ بیٹھکر نَے بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

دام دلہا گشت تام زلف تو
بند شد در زلف تو دلہا مدام
زلف توام من غلام زلف تو
رم کنند از دام مرغان چہ عجب
بندہ جامی راز شام زلف تو

زلف تو بالاے سرو او مقام
دام بند آمد تمام زلف تو
لایق رخسار گلرنگ تو نیست
جاتب آرام رام زلف تو

اے دلم شد صید دام زلف تو
پس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را
جز مقام مشکفام زلف تو
صبح اقبال است طالع ہر نفس

جسدم صداے نَے دختران ملک اجر وکیہ نے سنی دونون ٹھٹکے

بیچین ہو گئین اور باہم کہنے لگین نہین معلوم کون نگوڑا نی بجا کر غزل گا رہا ہی دل بیچین کیے دیتا ہی ہمجلیسون نے عرض کیا حضور ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ جو شخص نی بجاتا ہی اُسے باغ مین بلوائے اور غزلین گوائے آپ بھی سُنیئے ہم بھی سُنین مہرافروز نے کنیزون سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون نی بجاتا ہی جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا سُنین گے کنیزین در باغ پر گئین سوارون اور پیدلون سے پوچھا یہ نی کون بجاتا ہی ملکہ ہماری نی بجانے والے کو بلاتی ہین سوارون نے کنیزون سے کہا ایک بڈھا نہایت ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہین یہ کہکر کچھ سوار نی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے اے میان نی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤگے بہت انعام پاؤگے دختران ملک اجرو کیہ تمھاری نی سُننے کی مشتاق ہین تمھین بلاتی ہین جلد اُٹھو باغ مین جاؤ دو چار غزلین گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمین بھی کچھ دینا کل انعام تمھین نہ لے لینا نی نواز نے جواب دیا مین تو اب بڈھا ہو گیا ہون سب تمھین لے لینا سوارون نے جواب دیا سب تو ہم نہ لینگے آدھا ہمین دینا نی نواز نے کہا اچھا آدھا تمکو دیدونگا یہ کہکر نی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہان کنیزون نے دختران ملک اجرو کیہ سے کہا ایک بڈھا نی بجاتا ہی بموجب حکم باغ مین آتا ہی حضور پردے مین بیٹھین تو ہم اُسے یہان بُلائین دختران ملک اجرو کیہ نے جواب دیا بڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہی اُسکے پاس کیا ہی کنیزون نے یہ سُنکر در باغ سے نی نواز کو بلایا نی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھراتا ہوا باغ مین آیا دونون نازنینون کو کانپتے ہوئے ہاتھون سے سلام کرکے دعائین دینے لگا دختران ملک اجرو کیہ نے بڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا اے نی نواز کیون تھراتا ہی بیٹھ جا ہمارے سامنے نی بجا کر کچھ گا نی نواز نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہرافروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کرسیان لاکر چبوترے پر باغ کے بچھا دو ایک کرسی اس بڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیز نے کرسیان بچھا کر ایک کرسی چوبی نی نواز کو دی نی نواز بعد بیٹھنے جملہ نازنینون کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور نی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا

غزل

احسان چارہ گر کی حیا ہی اگر تمھین
کس کس کو ہجر یار مین چھاتی لگائیے
ہر دم مین ہو ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا مین خنجر قاتل بجھائیے
فرصت اگر دے فتنۂ آشوب روز حشر
پاے خیال یار مین مہندی رچائیے
تسلیم کیا پڑی ہی کسی بے وفا کو آپ
ہنس ہنس کے غنچہاے چمن کو ہنسائیے
اک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگائیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
کب تک بھر ایسے زخم جگر کو سلائیے
آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار تار اور لحد کے اُٹھائیے
اللہ رے ذوق لعلت ستم کہ رہا ہی دل
دل دے کے روز ناز تمنا اٹھائیے
گلشن مین چل کے آج کوئی گل کھلائیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغر اٹھائیے
حدا بعد مرگ بھی امید زیست ہی
دربان کو نالہ ہاے سلاسل سنائیے
رنگین مزاجیون کے دکھا دیجیے اثر
کیجیے نہ شکوہ لاکھ اگر زخم کھائیے

نی نواز نے یہ غزل گا کر نی ہاتھ سے رکھ دی دختران ملک اجرو کیہ ہر ایک شعر غزل کا سُن سُن کے بیتاب و بیقرار ہو گئین وجد مین آکر جھومنے لگین ہمجلیسین اپنے اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھون مین بھر لائین دمبدم آہ آہ کرنے لگین بیساختہ زار زار رونے لگین اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگین بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوئے جہان افروز نے نی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا اے نی نواز اب اور کوئی غزل یا جو تمھارا دل چاہے گاؤ نی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب میرے نشہ پانی کا وقت آگیا ہی دیکھیے جمائیان چلی آتی ہین ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین آنسو آنکھون سے بہہ رہے ہین اسوقت مجھسے گایا نہ جائیگا جب تک تھوڑی بھنگ اور ایک دو چلمین چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست نہونگے مین سن شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہون علاوہ

ذی نوازی نے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہی ہزارون روپیہ انعام مین پائے مین
مین نے سب روپیہ تماش بینی صرف کیا مین نے خوب عیش کیا ہی نازنینان خوبرو سے عشق کیا ہی ناز اُنکے اُٹھائے ہین
قلب وجگر اُنکی فرقت مین جلائے ہین ہرچند اب بُڈھا ہوگیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون اتنی حضور کی
کنیزین اور ہمجلیسین موجود ہین سب کو راضی کر سکتا ہون مہرافروز اور جہان افروز تو ذی نواز کی تقریر سُنکے مسکرائین
کنیزین وغیرہ ذی نواز کو بظاہر گالیان دینے لگین باطنا مُنھ مین پانی بھر آیا دل ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہرافروز نے
کنیزون کو جھڑک کر کہا ای نالایقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بُڈھا ہوتا ہی اور تو اُس سے
کچھ ہو نہین سکتا زبانی اُسکی مزہ باتون سے آجاتا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی اُسکی گفتگو سُنکے برہم نہو یہ شراب پینے کا عادی ہی
شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ حسب الحکم خاموش ہوئین ایک کنیز شیشۂ شراب اور
ساغر بلور جاکر باغ کی بارہ دری سے لے آئی اور ذی نواز کو دے کر کہنے لگی لو زہر مار کرو کہین جلدی مرو ذی نواز نے
تقریر کنیز کی سُنکے جواب دیا تو ہی مجھ صدقے اور قربان ہو کر مرجا کیون مجھے کوستی ہی مین ابھی کئی سو برس زندہ رہونگا
تجھ سی ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذی نواز ہنسا اور کہا ای جانمن میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون
بعد اس تقریر کے ذی نواز نے مہرافروز اور جہان افروز سے مخاطب ہو کر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو
مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جب تک شراب سب کو نہ پلا لونگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین
بے ادب نہین ہون چونکہ دختران ملک اجرو کیہ کو ذی نواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجرو کیہ
نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذی نواز سے کہا اچھا ہمین تیری خاطر منظور ہی ہمین بھی شراب پلا اور
خود بھی شراب پی پھر تو ذی نوازی کر ذی نواز نے خوش ہو کر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین اُنڈیلی اور
دوسرے شیشے سے تیسرے شیشے مین اُنڈیلی غرض خوب اُلٹ پلٹ کرکے اور رچالا کی سفوف بیہوشی شامل کرکے
جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لیگیا
جہان افروز نے ساغر لیکر بے دغدغہ انجام شراب پی پھر ذی نواز نے جام مے سے لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر
پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ * میکشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہی * یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر
رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا لایق و لازم ہی غرض ملکہ نے بھی
جام مے لیکر بیخطر شراب پی پھر ذی نواز نے ہر ایک ہمجلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ایک دو کنیزون اور ہمجلیسون
کے سینے پر ہاتھ بھی پھیرا جب ذی نواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام پیا ایک ڈبیا کمر سے نکالکر
ایک گلوری پان کی نکالی اور اُس مین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر تو اُٹھاکر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد — بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد — عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد — مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس — کبھی نہ لگتا تھا رات دن مین اوداس — جو پوچھیے تو کیا انتہا کا میرا پاس
قفس کو شام سے لٹکاکے فرش خواب کے پاس — سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہی مری دم سے — اُڑائے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے — ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو تو بعد مرے — ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر مُل کو — بغیر گل نہین آرام چین بلبل کو — صد آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو

کبھی جھانکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو ۔ کرتا ہو مری جانب سے بدگمان صیاد
مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہی ۔ کبھی نہ مانو نگا میں تو خدا سے ڈرتا ہی ۔ غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہی
پرون کو کھولدے ظالم جو بند کرتا ہی ۔ قفس کو لیکے میں اُڑ جاؤنگا کہان صیاد
ادھر ہی تاک میں اُلجھانے کی ترے بلبل ۔ ادھر ہی دام بچھائے ہوئے محبت گل ۔ پھنسا ہی لینے کی ہی فکر جا بجا بالکل
لگا لیو نہ قدم آشیانے سے ای بلبل ۔ لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہان تہان صیاد
اگرچہ کی ہی مری اُسنے خانہ بربادی ۔ مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی ۔ پر اپنے ظلم پہ بلاد نے کمر باندھی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی ۔ خدا کرے یونہیں ہو جائے بے نشان صیاد
نہ اسکے دام میں آتا میں زینہار ای رند ۔ یہ کشمکش نہ اُٹھاتا میں زینہار ای رند ۔ کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار ای رند
قریب دام نہ لاتا میں زینہار ای رند ۔ نہ رکھتا دام اگر خاک میں نہان صیاد

جسدم یہ مخمس نے نوازنے گایا ہر ایک نازنین از حد خوش ہوئی نے نواز نے نے کو رکھکر دیکھا کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز وغیرہ بیہوش ہوا چاہتی ہیں یہ دیکھ کے نعرہ کیا ای مہر افروز اور ای جہان افروز تمنے مجھے نہ پہچانا میں لقمان ہزارہ عیار شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان دختر ملک اجرد کیہ نعرہ نے نواز سنکے اُٹھنے لگیں اٹھتے اٹھتے دونون گریں اور بیہوش ہوئیں پھر جو ہمجلیسیں اور کنیزین اُٹھیں گویا جہان سے اُٹھیں ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہوئی لقمان ہزارہ نے مہر افروز اور جہان افروز کو چادر میں باندھکر دیوار باغ پر کمند پھینکی اور دونون پشتارے اُٹھا کر بذریعہ کمند دیوار باغ سے اُتر کر بہنگام شب خدمت لندھور میں پہونچا لندھور اور بہرام نہایت خوش ہوے پھر وہان سے جلد سرا کی جانب چلے لقمان پشتارے لیے ہوے بستی سے علحدہ علحدہ سرا میں پہونچا بھٹیاری نے پوچھا میان ان گٹھریون میں کیا لائے ہو لقمان نے جواب دیا نقد لایا ہون یہ کہکر کوٹھری میں چلا گیا اس اثناے مین لندھور اور بہرام بھی آئے گھوڑے سے اُتر کر کوٹھری میں گئے اور لقمان سے کہا ان دونون کے دست و پا باندھکر ہوشیار کرو لقمان نے اُنھیں ہوشیار کیا جب اُن دونون کی آنکھیں کھلیں اپنے تئین کوٹھری میں دست و پا بستہ پایا لندھور اور بہرام نے کہا ای مہر افروز اور جہان افروز تمنے قدرت پروردگار دیکھی ہم وہی ہیں جنھیں تمنے صندوقون میں بند کر کے دریا میں بہا دیا تھا اب کہو کیا کہتی ہو اگر تمھیں اپنی زندگی درکار ہی تو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ یہ عیار ہمارے حکم سے ابھی تمھیں قتل کریگا دختران ملک اجرد کیہ گفتگوے لندھور اور بہرام سنکے صدق دل سے مسلمان ہوئیں لقمان نے اُنکے دست و پا کھولدیے دونون نازنینیں سرا میں رہنے لگیں لندھور اپنی معشوقہ سے سرگرم اختلاط ہوا اور بہرام اپنی محبوبہ کے گلشن حسن سے گلچینی کرنے لگا سرا میں تو لندھور اور بہرام ان مہجبینون سے سرگرم اختلاط ہیں انھیں تو سرگرم اختلاط رہنے دیجیے لیکن اب حال کنیزان و ہمجلیسان ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کا سُنئے کہ جب وہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئیں اُنھون نے دختران ملک اجرد کیہ کو باغ میں نہ دیکھکر فریاد و نالہ کرنا شروع کیا سوار اور پیدل جو در باغ پر موجود تھے صداے نالہ و فغان سنکے گھبرائے کنیزون سے پوچھنے لگے کیا ہوا کیون روتی ہو سب نے کہا دونون ملکہ باغ میں نہیں معلوم ہوتی ہیں اسی وجہ سے ہم روتے ہیں سوارون نے کہا جلد باغ سے چلو ملک اجرد کیہ سے یہ حال بیان کرو وہ بادشاہ

اس شہر کا ہی کوئی تدبیر معقول کریگا بجلیس وغیرہ یہ سنکے نالان وگریان سوار ہوئین سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر و متفکر وہان سے چلے جب سب ملک اجر و کیہ کے پاس پہونچے اور اُسکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول و غمگین ہوا اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز اور مہر افروز کے روانہ کیے ازان جملہ دایہ ملک اجر و کیہ بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز ہمکیین لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا غرض شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتے ہوئی اُسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو سرا مین دیکھا اپنے لڑکے کو وہین چھوڑ کر جلد وہان سے جانب ملک اجر و کیہ واسطے اطلاع دینے کے روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ نعمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین آیا دیکھا اُسنے ایک شکل نا آشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جاے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی نعمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً نعمان نے جا بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھا کر لندھور کے پاس لیگیا پھر ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کر ڈالونگا سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایہ ملک اجر و کیہ کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے براے تلاش ملکہ مہر افروز اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ کو یہان دیکھکر ملک اجر و کیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی سنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا ورنہ ابھی قتل ہو جائیگا سہمان ناوک انداز صدق دلی سے مسلمان ہوا نعمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجر و کیہ کے پاس گئی ہی ملک اجر و کیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا آپ کو لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو یہ ہمراہی خرم جزیرۂ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے دیر نہ کیجیے ورنہ ملک اجر و کیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپ کو گرفتار کریگا تھوڑی دیر مین اس سرا مین جنگ عظیم ہوگی اور انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی مین نے اطلاع دیدی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے راے سہمان ناوک انداز کو پسند کیا اور خرم کو بلا کر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز اور جہان افروز کو محافون مین سوار کرکے اُسکے ہمراہ کر دیا اور کہا جلد تو انھین اپنے جزیرہ مین لیجا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ انکا رہنا مناسب نہین ہی خرم یہ خوشی و خرم ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سرا سے نکلا تھا کہ ملک اجر و کیہ و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب خبر رسانی شمیم سنگ انداز آ پہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے جاتے دیکھکر روکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحہ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہو کر مع کئی ہزار ہمراہیان خرم کے سرا سے نکلے ملک اجر و کیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے لگی سہمان ناوک انداز تیر افگنی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیصر سوداگر بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گرتی تھی زخمی زمین پر پڑے ہوے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف شمشیر بہرام چمکتی تھی کسی جانب لندھور سرگرم ستیز تھا بارش تیر ہو رہی تھی جانبین کے سوار قتل ہو رہے تھے دروازہ سرا پر

ایک قیامت برپا تھی جنگ لندھورین سعدان کی یہ کیفیت بھی ابیات ٭ شمشیر ازان لشکر نابکار تبہ گرد
بسیار در کارزار ٭ از آواز آن گرد سالارکش ٭ نہ یادیو خانہ بابیل ہش ٭ ایک جانب بہرام گرد کفار بد انجام کو
تہ تیغ بیدریغ کرتا تھا اس وقت جنگ دغرہ بہرام سے یہ حال تھا بیت بر آمد و رخشیدن تیغ تیز ٭ زمین از نہیب
آمد اندر گریز ٭ اُسی گرمی کارزار مین لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کرکے اُسکا گرز لیکر داراب شاہ ہندی پر
مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اُسکے شانے پر آئی شانہ اوسکا ٹوٹ گیا
فوج کے ہزارون سوار یہ حال دیکھ کے بیچ مین آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اُس جگہ علیحدہ لے گئے داراب شاہ
بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبد العزیز کا بہرام سے ہوا عبد العزیز نے تیغ مارا بہرام نے سپر پر روک کے شمشیر آبدار
اُسکے سر پر لگائی ہرچند عبد العزیز نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دوابرو اُتر آئی عبد العزیز منے
دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبد العزیز کا حال غیر ہوا ہزارون جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر
گھبرائے فوراً جوانان نے اپنے مرکب اُٹھائے درمیان مین بہرام گرد اور عبد العزیز کے آئے خود بہرام گرد سے
لڑنے لگے اکثر سوار عبد العزیز کو وہان سے لے گئے عبد العزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبد العزیز ہوشیار
نہ ہوا تھا کہ ملک اجروکیہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اُس سے مقابلہ کیا ملک اجروکیہ
نے بصد عجلت تیغ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغ سپر پر روک کر وہی ہلکا گرز یہ نعرہ کرکے فرق ملک
اجروکیہ پر مارا شعر ستم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان ٭ ستم لندھور بن سعدان شجاع رستم
دوران ٭ ہرچند ملک اجروکیہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر گرز زگ نہ سکا سر پر پڑا مغز
سر کا گاننند سر سے باہر نکل پڑا اور کاسہ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گر کے ہلاک ہوگیا فوج یہ
واقعہ دیکھکر بیدل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بصد خرابی لیکر بھاگے وقت
بھاگنے کے ہزارون کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے اُسی وقت الیاس ہندی وزیر ملک اجروکیہ
خدمت لندھور مین دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور بہرام کو اپنے ہمراہ
دار الامارۂ شاہی مین لے گیا اور بصد عزت و حرمت بٹھاکر زندان مین گیا اور شہپال ہندی اور عادل شیر دل
اور فاضل شیر دل دجیپور ہندی وغیرہ جس قدر سرداران لندھور قید تھے سب کو رہا کرکے پاس لندھور
کے لایا لندھور الیاس ہندی سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہپال سے معانقہ کیا اور ہر ایک
کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام شہر مسلمان ہوئے
مسجدین تیار ہونے لگین لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم بزم عیش آراستہ
ہوئی ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے پھر دور جام مے تاب چلنے لگا ہر ایک سردارہ وغیرہ
دربار مین شراب پینے لگا نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین
ہر سمت سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اُسی روز لندھور نے ملکہ جہان افروز سے اور بہرام نے
ملکہ مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوئے بطن جہان افروز سے قرنا و خان یکفری پسر
لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاء اللہ حال انکا لکھا جائیگا
غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سُنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبد العزیز ہندی مقام
سک سران مین بھاگ کر گئے ہین چونکہ بعد فتح کرنے اجروکیہ کے فوج ملک اجروکیہ کر تخمیناً سات لاکھ

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوئے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سوداگر کو خلعت و انعام کثیر دے کر اور رخصت کرکے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جاے قیام و اراب شاہ اور عبد العزیز روانہ ہوئے حال انکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا عفریت وملعونہ کا طلسم زر افشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے پھر عقد ہونا حمزہ صاحبقران کا ملکۂ آسمان پری سے اور آنا دیو سپید از بگا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن و زینت دہندگان عروس افسانۂ کہن اس داستان مسرت نشان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ حمزہ صاحبقران بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے اور شہپال بن شہرخ و جملہ دیو زیر پرزاد سرافراز و ممتاز بھی بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے نازنینان پریزاد کا گانا سن رہے گلستان ارم مین تو سامان عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار ملول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر ملعونہ جادو سے پوچھا و زراد دیکھنے تو ہماری زندگی کب تک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقہ سے بعد فکر اور غور کہا ای فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سوائے دو ہزار برس کے زیادہ عمر تیری ثابت نہین ہوتی ہی عفریت نے اشکبار ہوکے پوچھا کیا اب مین مرجاؤنگا ملعونہ نے جواب دیا بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر جان اپنی اس آدمزاد سے بچاؤن ملعونہ نے کہا طلسم زر افشانی سلیمانی مین چلا جا شاید وہان جان تیری بچ جاے عفریت نے کہا ای مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے کہا ای فرزند مین ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لمحہ یہان نہ ٹھہریے مبادا میری قضا یہان آجاے آدمزاد آکر مجکو قتل کرڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اُٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زر افشان سلیمانی ہوا یہ خبر سنکر دیو تندک و دیو برق جلد خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد مجرا کرنے کے دعا و ثناے شاہی بجالاکر اس طرح عرض کرنے لگے اشعار

گشته ام زعنه بخت تو پذیرا دنمو
تا بدرن تاخته از حلم چو از علم و عمل

تا ز تحویل حمل خاک زر چو گردد
تا بجدے که چو ندش بمیان جوی وحل

تا زبون از عمل نامیه مانند حمل
بعدم خصم درون خسته چو در تو یہ گنا

ای شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خوف تیغ شعلہ بار حضور سے بھاگ کر طلسم زر افشان سلیمانی مین گیا ہی یقین ہی کہ اب اُس طلسم سے نکل کر ملازمان حضور سے مقابلہ نہ کریگا دیو تو یہ عرض کرکے چلے گئے شہپال نے جانب حمزہ صاحبقران دیکھا امیر با توقیر نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایے انشاء اللہ مین اُسے طلسم زر افشان سلیمانی مین جاکر قتل کرونگا اس دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا فقط آپ طلسم زر افشان سلیمانی تک مجھے پہونچا دیجیے مین طلسم مین داخل ہوکر اُس نابکار کو تہ تیغ آبدار کرونگا اگر آپ کا دل چاہے تو بہ نفس نفیس مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا جب مین اول نعرہ کرون تو خیال فرمایے گا کہ عفریت کی ضرب سے مین بچا اور جب دوسرا نعرہ کرون تو جانیے گا کہ مین نے اُسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جایے گا کہ مین فتحیاب ہوا عفریت قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اُسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم مین جانا چند ان

ضرور نہین ہی علاوہ اسکے تمھاری مفارقت مجکو گوارا نہین ہی امیر باتوقیر نے کہا انشاءاللہ مین طلسم کو فتح کرکے اور عفریت
کو قتل کرکے جلد آونگا شہپال گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے مجبور رہوا آخر اُسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی
سامان کے سات لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا
قریب طلسم زرافشان سلیمانی کے پہونچکے کوہ زہر مہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا واسطے فتح طلسم کے
نہ گئے تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہر مہرہ کی سیر کیا کیے لطف بے اندازہ اُٹھایا کیے جب وہ وقت
آیا کہ فتاح طلسم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیان ہوا ظلمت شب دور ہوئی جہان پر نور ہوا ابیات
وہ وقت آیا کہ شب مثل رخ یار ٭ ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار ٭ فروغ صبح پھیلا جیسے دامن ٭ صدا دینے
لگے مرغان گلشن ٭ امیر باتوقیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شہرخ و دیگر دیو و پریزادون سے رخصت
ہوکر بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوئے راہ مین عجائب و غرائب
دیکھتے ہوئے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوے قدرت رنگا رنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے
تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہان تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین زیر کوہ زہر مہرہ کھڑا ہون امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے
اور خیال کرنے لگے کہ مین نے تو صبح سے شام تک صحرانوردی کی تھی اسوقت جو خیال کرتا ہون تو یہ وہی مقام
ہی جہان سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کرکے امیر باتوقیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپال اُترا ہی امیر باتوقیر
بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بصد حیرانی روانہ ہوے دن بھر صحرانوردی کیا کیے
شام کو پھر زیر کوہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوے غرض اسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے بادیہ پیمائی
کی اور شب کو اپنے تئین زیر کوہ پایا چوتھے روز عبدالرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان سلیمانی امیر باتوقیر
کو لاکر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان لیکر
خوش ہوے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر جانب درۂ طلسم بسم اللہ کہکے لوح گلے
مین ڈال کے چلے بعد دو پہر راہ طے کرنے کے درہ طلسم پر پہونچے درہ طلسم کو عجب نور افشان دیکھا اگر اُسکی تعریف
کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے درہ طلسم کے امیر باتوقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب درہ طلسم ایک
اژدر کلان بیٹھا ہی دمبدم اُسکے مُنھ سے شعلے نکلتے ہین اور اُن شعلون کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہی
زمین مانند تابہ آہن جل رہی ہی ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہی زمین پر نام و نشان سبزے کا نہین
ہی اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہی بڑے بڑے سنگ مثل خار و خس کے اپنی جگہ سے حرکت کرکے اُسکے دہن مین
چلے جاتے ہین اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہی ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ اگر شعلہ ہاے نار سقر
بھی اُن شعلون کے قریب آئین تو کیا عجب ہی کہ جل جائین حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک تو نہ ہوئے
لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوے تشنگی اور گرسنگی سے عجب حال ہوا اُسوقت
بحکم خالق کون و مکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لاے حمزۂ صاحبقران
نے سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دیکے پانی پلایا اور ایک کلچہ دیکے فرمایا کہ جب
خواہش طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھانا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز پردۂ قاف

سے تمھارا جانا ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہو گئے امیر با توقیر نے کلچہ کھا کر اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہی یہی دہنہ طلسم کا ہی بے خوف خطر یہ اسم ورد زبان کرکے دہن اژدر مین کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر با توقیر بموجب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر مین کود ے تھوڑی دیر تک غلطان اور پیچان دہن اژدر مین چلے گئے اور آنکھین امیر با توقیر کی بند ہو گئین جب ایک جگہ حمزہ صاحبقران ٹھہرے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو عجب صحرا ہے ہولناک اور وحشت افزا ہی ہرا سر آفت خیز دہکا ہی ہر ایک خار خونخوار ہی ہر ایک قدم پر نشان صدمہ آزار ظاہر ہین خیال جز درازی دشت وحشتناک لا نہین سکتا ہی سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طی نہین کر سکتا ہی ایسا ویران ہی کہ انسان تو کیسے چرند و پرند بھی کوئی نہین ہی دمبدم بگولے اُٹھتے ہین صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہین ہوا گرم چلتی ہی ذرا بھی نہین ٹھہرتی ہی خوف سے جلد گزر جاتی ہی زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہی ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب چمکتا ہی میدان صحرا عرصہ حشر سے وسیع تر ہی قیامت کا دہشت اثر ہی نظر پر دۂ چشم سے بوجہ خوف اور جل جانے کے خیال سے نہین نکلتی تھی ایسی لون بادیہ وحشت افزا مین چلتی ہی کہ سایۂ قد جل جانے کے خوف سے جلتی زمین پر ایک جگہ نہین ٹھہرتا ہی دمبدم زیر قدم چھپتا ہی رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہی سناٹا صحرا کا

رستم دلون کو ڈراتا دہیات	وہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود	نہ تھا جز التفات فضل معبود	تمازت پر فروغ مہر تابان
سافر مہمان مرگ ہیران	یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل	کہ کانٹے راہ مین تھے وان چاکل	بلا مین سیکڑون اُس جا پہ ودیش
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش	کہین شعلہ فشان غول بیابان	کہین تھے نیشتر خار مغیلان	غبار اسد رجہ وان چھایا ہوا تھا
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا	ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا	بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا	غرض بہ ہزار وقت حمزۂ

صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک مین ایک زن بدصورت بندھی ہی امیر با توقیر نے اُسکے قریب جاکر پوچھا عفریت کہان ہی زن بدصورت نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ اے شخص مجکو معلوم تو ہی مگر مین تجھے وہان تک لیجا نہین سکتی امیر با توقیر نے پوچھا کیا سبب ہی اُسنے پھر برہم ہوکر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہی ارے نہین دیکھتا کہ مین بندھی ہوئی ہون کیونکر تیرے ہمراہ چلون امیر با توقیر نے اُسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی حمزۂ صاحبقران اُسکے ساتھ پیچھے روانہ ہوئے بعد تھوڑے دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ آٹھ دیو بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اُس عورت نے دیوون سے بآواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوئے میکشی کر رہے ہو غضب ہوا فتاح طلسم داخل ہو گیا مین اُسے بمکر و فریب یہان تک لائی ہون جلد اُٹھکر اُسے قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اُس زن پر تند و یر کی سنکے اُٹھے اور دار و شمشاد اور ارہ پشت سنگ اُٹھا اُٹھا کر حملہ ور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیوون کو قتل کرنے لگے ہر چند امیر با توقیر نے تا دیر شمشیر زنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھتے گئے غور سے جو امیر با توقیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہی اور چار اور پیدا ہوتے ہین تھوڑی دیر مین تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوئے اور چار جانب سے امیر با توقیر کو گھیر کر لڑنے لگے اُسوقت امیر با توقیر متردد ہوئے اور جلد لوح پر نظر کی لوح سے ثابت ہوا اے طلسم کشا اگر قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تک یہ بلا اسمان جار رونا ہے جو سامنے کھڑا ہی قتل ہوگا یہ مرحلہ ہرگز فتح ہوگا تجھے لازم ہی کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پر دم کرکے سینے پر اس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ ابھی فتح ہو جائیگا امیر نے بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور تیر چلۂ کمان مین رکھکر کمان کھینچی بہ قدرت پروردگار تیر کمان سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر ہلاک ہوگیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا بیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر بالوقیر نے دیکھا فقط ایک لاش اُس ساحر کی پڑی ہے اور ہزارون تختے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوے ہوا سے اُڑتے ہین حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہین جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھسے لڑتے تھے یہ خیال کرکے امیر بالوقیر آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتین سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہوگئین جب امیر بالوقیر نے تھوڑی راہ طی کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر مین دو پنجرے آہنی لٹک رہے ہین قصر مین کوئی نہین ہے اور پنجرون مین انسان بند ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر پہونچے ایک پنجرے مین سے ایک شخص نے باآواز پکار کے کہا سلام علیک ای حمزۂ صاحبقران امیر بالوقیر نے جواب دے کر پوچھا تم کون ہو کسنے تمھین پنجرے مین بند کیا ہے اُسنے کہا مین جنود سبز قبا ہون بھائی شہپال بن شہرخ کا عفریت نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کرکے اس طلسم مین اسیر کیا ہے حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر عکس لوح کا دونون پنجرون پر ڈالا قفس دونون معدوم ہوگئے اہل قفس رہا ہوگئے جنود سبز قبا رہا ہوکر کہنے لگا آپ نے مجھپر نہایت احسان کیا اس قید سے رہا کیا یہ کہکر جنود سبز قبا ریحانہ پری کو لیکر چلا گیا امیر بالوقیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنود سبز قبا کے آگے بڑھے بعد بہت راہ طی کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب ہے اور اُس میل پر ایک پتلا فولادی گردش کر رہا ہے مثل پھرکی کے گھوم رہا ہے پانی تالاب کا اُسکے گھومنے سے بڑھتا ہے امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران نے بغیر دیکھے لوح کے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا پھر تاک کر اُس پتلے کو تیر مارا پتلا تیر سے اُڑ کے پانی مین گرا اور پانی مین گردش کرنے لگا اُسکے گردش کرنے سے اسقدر پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا غضب کیا تو نے بغیر دیکھے لوح کے پتلے پر تیر مارا اگر اس پانی سے تیرا کوئی عضو بھی تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اس پانی سے ہرگز نہ بچائیگی اب بہتر یہی ہے کہ جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پر دم کرکے پتلے کو تاک کے تیر لگا اگر پتلے پر تیر پڑا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا ورنہ تو پانی ہوکر کوئی دم مین بہ جائیگا غرق دریاے فنا ہو جائیگا امیر بالوقیر نے یہ حکم لوح سے پاکر اسم جلیل جلد پیکان تیر پر بہ تعداد معین دم کرکے اُس پتلے کو تاک کے تیر لگایا بہ قدرت خالق بحر و بر تیر اُس پتلے پر ایسا آتشناک پڑا وہ پتلا جل کر خاک سیاہ ہوگیا تالاب کا پانی خشک ہوگیا تاریکی محیط عالم ہوئی ہواے تند چلنے لگی بیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو طلسم کشا نے نام میرا آبر ز جادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوگئی تالاب کا نام و نشان نظر آیا امیر نے شکر خدا کیا پھر کلچہ عطیۂ حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہوکر کھایا پھر جو دیکھا تو کلچہ بدستور تھا امیر بالوقیر نے کلچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر بالوقیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اس پانی مین ڈالنے سے کچھ ضرور ہوگا یہ چشمہ اصلی ہے امیر باتوقیر نے چشمہ سے پانی لیکر پیا اور مُنھ دھویا بعد ہاتھ اور مُنھ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صدائے نقارہ کان مین آئی امیر باتوقیر اور آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اُس قصر مین گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت نابکار فرش پر غافل سو رہا ہے امیر باتوقیر نے نوک تیغ پا سے عفریت مین چبھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار ہوکے اور آنکھین نہ کھول کے کہا اے مچھر یہان بھی مجھے بہ آرام و راحت سونے نہین دیتے ہو کاٹتے ہو تمھین مار ڈالونگا اور اس کاٹنے اور خون پینے کا تمسے عوض لونگا حمزۂ صاحبقران نے کہا او نابکار ہو ہوشیار ہو مین حمزۂ صاحبقران ہون اگر چاہون تو مار ڈالون مگر خلاف شجاعت ہے تو جلد اٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ دل سے نکال لے پھر یہ عفریت سلیمانی ہے اور تیرا اسیر ہے عفریت نابکار اُسی غفلت مین تقریر امیر باتوقیر سنکے بیدار ہوا اور اُٹھکے بعد غضب کہنے لگا کہ او مزاد مین تیرے خوف سے یہان آکر چھپا تو یہان بھی میری جان لینے اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے دار شمشاد اُٹھائی اور بعد قہر و غضب سر پہ امیر باتوقیر کے لگائی امیر باتوقیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے دار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنون تک پاؤن زمین مین غرق ہوگئے ثابت ہوا کہ سر پر پہاڑ گر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب دار شمشاد روک کر عقرب سلیمانی کھینچکر کمر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا دار شمشاد پر شمشیر کو روکون لیکن عقرب سلیمانی شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت پیچھے ہٹا دو ٹکڑے تو نہوا لیکن نصف سے زیادہ کمر اسکی کٹ گئی خون قصر مین بہنے لگا عفریت نے زمین پر گر کے بہ منت کہا اے آدمزاد واسطہ تجکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ تلوار کا اور لگا تاکہ اچھی طرح ہلاک ہو جاؤن اس صدمہ تکلیف سے نجات پاؤن امیر باتوقیر نے بموجب قسم دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے فلک بلند ہو گئے بعد ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزۂ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا واہ کیا تلوار لگائی ہے اب اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آؤ امیر باتوقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے عفریت نے وہی دار شمشاد اُٹھا کر امیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی کمر پر لگائی عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یونہین کھڑا رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فی الفور دونون ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بنکر سامنے امیر باتوقیر کے آے اور لڑنے لگے ابکی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہوکر دونون پر عقرب سلیمانی لگائی دونون عفریت بخوف و خطر اور آگے بڑھے تاکہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونون پر پڑی چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل اور صورت کے سامنے امیر باتوقیر کے آئے اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ لے لیکر امیر باتوقیر پر حملہ ور ہوے اسیطرح امیر باتوقیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہو جاتے یہان تک کہ ایک سو چھبیس عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہوکر امیر باتوقیر سے لڑنے لگے اور چار طرف سے امیر باتوقیر کو گھیر لیا اُسوقت امیر باتوقیر نے مجبور ہوکر درگاہ خداوند عالم مین یہ دعا کی کہ پروردگارا ان دیوؤن کے شر و فساد سے مجکو بچا اور اس حال عجب و غریب کی حقیقت مجپر کسی طرح ظاہر کر مین بہت متحیر ہون کہ کیا وجہ ہے کہ عفریت قتل ہوکر بڑھتے جاتے ہین مین اِنسے کب تک لڑونگا آخر کو تھک کر گر پڑونگا یہ نابکار مجھے

مارڈالینگے جسدم یہ دعا امیر بالوقیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت حضر علیہ السلام قریب
امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اس طرح ارشاد فرمانے لگے ای امیر بالوقیر تمنے بڑا غضب کیا پہلے عفریت
پر دوسرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا خیر اب توجو ہوا وہ ہوا اب تو مناسب ہی کہ سامنے جو کنوان ہی اُس کنوئین مین کود
پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو سر عفریت کا رکھا ہوا ہی اسے
اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمن جنی کو دینا اور وہ موافق اس عفریت کے ایک جام نیا دیگا تمہارے کام
آئیگا علاوہ اُسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر سلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا
امیر بالوقیر بموجب ارشاد حضرت حضر علیہ السلام جملہ عفریتون سے لڑتے ہوے اُس کنوئین تک بصد دشواری
پہونچے اور اُس کنوائین مین کودے ملعونہ جادو بزور سحر شیر بنکر حملہ ور ہوئی امیر بالوقیر نے عقرب سلیمانی
سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر تاریکی نازل ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے
تند و تیز بکثرت چلنے لگی برف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے
لگے شور و غل از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس ہزار افسوس طلسم کشا نے
قتل کیا مجکو کہ نام میرا ملعونہ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف ہوئی شور و غل بھی موقوف
ہوا آفتاب نظر آیا روشنی ہوئی امیر بالوقیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی نکالا پھر سر عفریت
اُٹھا لیا وہ جملہ عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کاغذ کے پُتلے ہوگئے غرض امیر
بالوقیر جب سر عفریت لیکر آئے حضرت حضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوئے تھے ایک سنگ دراز
پر لیٹ کر سو رہے چونکہ صدائے نعرۂ امیر بالوقیر قریب چونسٹھ کوس کے جاتی تھی اسوجہ سے کوہ زہرہ مہرہ
پر دو مرتبہ نعرۂ امیر کی آواز سُنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور اشکبار ہوکے عبد الرحمن جنی
سے کہا ای عبد الرحمن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران دست ساحران سے قتل ہوگئے اگر
زندہ ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہہ گئے تھے عبد الرحمن جنی نے عرض کیا آپ
مطمئن رہین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ طلسم فتح ہوگیا کسی وجہ سے امیر بالوقیر نے تیسرا نعرہ نہ کیا اگر حضور کو
میرے عرض کرنے کا یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر ملاحظہ کر لین شہپال نے کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا
جب تک امیر کو زندہ نہ دیکھو نگا میرے دلکو قرار نہوگا غرض عبد الرحمن جنی شہپال کے ہمراہ
طلسم زر افشان سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم ٹوٹ چکا تھا راستہ بخوبی تھا اور کچھ خوف نہ تھا جب
شہپال بن شہرخ راہ طے کرکے وہان پہونچا جس جگہ امیر بالوقیر سو رہے تھے شہپال امیر کو دیکھکر
گھبرایا عبد الرحمن جنی نے امیر بالوقیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش ہوکر امیر بالوقیر کو
گلے سے لگایا احوال مرحلات طلسم کا پوچھا امیر بالوقیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر نے عبد الرحمن
جنی سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ موافق اسکے بنالاؤ عبد الرحمن جنی نے عرض
کیا بہت خوب کاسہ بنا کر پیش کرونگا بعد اس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمن جنی نے مال
و اسباب طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر بالوقیر پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے
بعد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جب قریب تخت کے پہونچے دنگل پر امیر بالوقیر بیٹھے اور کوئی
دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے اُٹھا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب بیٹھے عبدالرحمن جنی امیر با توقیر کے چہرے پر نظر کرکے مسکرایا امیر با توقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبدالرحمن نے خوش ہو کر عرض کیا ای حمزہ صاحبقران مبارک ہو اب عقد آپ کا ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہرچند کہ عہد طفلی سے ملکہ آسمان پری آپ سے منسوب ہی اور زوجہ آپکی پردۂ قاف مین مشہور ہی لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور ہی کہ باہم وصل ہو کوئی اولاد پیدا ہو یہ عرض کرکے ترنج خوشبو عین دربار مین سینۂ امیر با توقیر پر مارا اُسوقت جملہ اہل دربار خوش ہو کر تہنیت دینے لگے حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کر عبدالرحمن جنی سے فرمایا ای عبدالرحمن آگاہ ہو تا وقتیکہ مین ملکۂ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرلونگا ملکۂ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبدالرحمن جنی نے عرض کیا یا امیر با توقیر یہ پردۂ قاف ہی مالک و حاکم یہان کا شہپال بن شہرخ ہی ملکۂ آسمان پری عہد طفلی مین آپ سے منسوب ہو چکی ہی اول عقد آپ کو ملکۂ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہی جس سے چاہے عقد کیجیے گا اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تا حیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہان سے چلے جائیے گا وہان جاکر ملکۂ مہرنگار سے عقد کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے عبدالرحمن جنی سُنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا ای عبدالرحمن جنی خیر جو کچھ تمنے کہا مجھے منظور ہی جسوقت امیر نے یہ فرمایا عبدالرحمن جنی خوش ہوے نازنینان پریزاد حسب الطلب عبدالرحمن جنی بارگاہ سلیمانی مین آکر ناچنے لگین اور تہنیت دینے لگین مبارکباد گانے لگین اُن نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

جدائی آپ کو منظور تھی ہمسے اگر پہلے
اُٹھاتے کیون مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت ہمنے کی اس سے
سفر کرنے سے صاحب کے مراد ہو گا سفر پہلے

کیے تھے قول اور اقرار یہ کیا جانکر پہلے
وہی غصہ کی باتین ہین وہی غصہ لڑائی ہی
کبھی چاہا نہین ہمنے کسی کو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کیسلیے دلکو

بڑے ہی بیمروت ہین یہ سب معشوق دنیا کے
وہی جھگڑا ابکھیڑا ہی جو تھا آٹھون پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمھاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر جبدم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوے حمزۂ صاحبقران بھی خوش ہوے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف مین بزمہاے عیش و طرب آراستہ ہونے لگین ہر روز نازنینان پریزاد جا بجا بزمہاے عیش و عشرت مین رقص و نغمہ اُسی روز سے کرنے لگین شہپال بن شہرخ سامان عقد ملکۂ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوئے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی لکھا اُس نامے مین بعد احوال قتل عفریت ملعونہ جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ ای سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکۂ آسمان پری کی شادی ہی تمھین لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی اگر شریک بزم عشرت ہو مجکو اپنا مخلص خالص تصور کرو غرض جب نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دیکر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو جاکر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی تو پھر کبھی لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ برونکا لکھا جاتا ہی کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردۂ قاف کے پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر بصد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کا کپڑے مانجھے کے پہننا ساچق اور مہندی کا ہونا گو کہ یہ رسوم اصل دفتر مین مرقوم نہوئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے اِنکو لکھا ہی اور شاہان پردہ قاف کا بصد شوکت آنا شریک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور ہر ایک بزم عشرت کا بہ عنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر مطول ہو جائیگا پس اسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالہ قصہ خوان کر دیا گیا غرض جب روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزار محفلین علے قدر مراتب دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بصد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا ناچ دیکھنے لگے میکشی بصد خوشی کرنے لگے صداے نغمہ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صداے تہنیت و مبارکباد آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اسقدر تھی کہ ہزارہا فرسخ تک دیو اور پریزاد ہی نظر آتے تھے اور قدم گاوزمین اُنکے بار سے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص نازنینان پریزاد نہ دیکھتا ہو اور میکشی نہ کرتا ہو اور اغذیۂ لطیف نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے تھے اُنکے سامنے بھی علے قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال اُنکے خاطر و ضیافت اور مہمانی بہ عنوان شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دے دیتے تھے روشنی ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر دو جانب اسقدر تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی نہین نہین وہ روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت وہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی بھی کثرت روشنی سے روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کا فور ہو گئی تھی زمین پردۂ قاف کثرت روغنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب و ماہتاب تھا ہر ایک راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک شمع محفل ماہ سے بدر چہار یادہ ضیا بار تھی زمین پردہ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ اے پیر فلک ذرا جھلک کر دیکھ آج اسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجھپر ستارے بھی اسقدر نہونگے اور آج مین کثرت روشنی سے اسدرجہ پر نور ہون کہ تو بھی کبھی ضیاے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہوا ہو گا فلک پیر تقریر زمین سنکے بجاے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردہ قاف فی الواقع سچ کہتی ہے آجکی شب گلستان ارم مین تاریکی کا نام و نشان بھی نہین ہے کبھی زمین پردۂ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ اے فلک تو اپنے خیمہ کہنہ پر مغرور نہو یہان کروہا بارگاہ و خیام تحفۂ و نو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر استادہ ہین تیرے خیمۂ زنگاری کے سامنے انکی کیا بساط ہے غرض کہان تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جملہ محفلون کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہے کہ اب ذکر بر جہاے عالم کو ترک کرکے بزمہاے خاص کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہے کہ دو محفلین ہین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران دولھا بنے ہوئے سر پر سہرہ زرتار باندھے ہوئے خلعت شادی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد ارشوے جنی دارشوے جنی و دلواکوان و دیو سیامک و طومان کاس و اکثر شاہ و شہریار پردہ قاف علے قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز سے مملو تھی ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوشرو و غنچہ دہن بصد عشوہ و ناز جامہاے بلورین مین مئے ناب اہل بزم کو

پلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن ورنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھین اور غزلین عاشقانہ گاتی تھین سطربۂ فلک اُنکے رقص و نغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھین وہ بزم عشرت اس تکلف سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُسکے کبھی آراستہ نہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبۂ نور معلوم ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ موجب ہیبت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نوبہ کے ⁂ روغنی مہر ومہ جنہپر نثار ⁂ علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین یمین ویسار بیٹھنا وہ گلدستون کی بزم مین کیفیت وہ زنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبدالرحمٰن جنی وغیرہ کا حمزۂ صاحبقران کی جانب سے انتظام کرنا وہ دمبدم دورۂ جام مئے گلگون ہونا لایق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ مثل ماہ شب چاردہ جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار ورنگین پیرہن بیٹھی تھین بزم خواتین پریزاکے حسن خداداد سے پر نور تھی گویا ایک باغ حسن وجمال بیمثال نادر تمثال گلستان ارم مین دیکھنے والون کو نظر آتا تھا حسینان پردہ قاف کا جماؤ تھا حوران باغ جنان انھین دیکھکر اُنکے حسن پر رشک کرتی تھین اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب ہین اشعار

حسین ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
یاد کرتی ہی رہی دامن مژگان کی جھپک
جبدہ وہ قہر کہ سینے مین ہون جسکی ہر لہر
کھیل جاوے دہن کا لاجوڑ سے اُنکی لٹک

ایک بیک دیکھتے نور ہجانے وہ یک جنبد چک
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی لگے مین دل
دل ڈبو دینے کو عشاق کے دریاے اشک
رنگ رخسار سے سر مندہ ہو کندن کا رنگ

جہر دن مین ایسی ہو گرمی کہ شب ورود جیسے
جس طرح ایک کھلونے پہ بشمن دو بالک
تا گئی بیچ وہ ایسے کہ نہ مانگے پانی
آگے غبغب کے خجالت زدہ ہنسو کی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی وحسن مین بے نظیر تھی عجب وہ بزم بے عدیل زیر چرخ فلک بر تھی ملکہ آسمان پری کو نازنینان پریزاد نے دُلھن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرتار پہ بخوبی بناؤ سنگار کرکے بٹھایا تھا یعنی پیشانی نورانی پر افشان جنی تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست و پاے نازک مین ملی تھی ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھین زیور جواہر نگار بیمثل ونایاب پہنایا تھا گھونگھٹ مین رخ ملکۂ آسمان پری نہان تھا اُسوقت حسن وجمال ملکۂ آسمان پری زیب و زینت سراپا سے دوچند تھا نازنینان پریزاد حسن و سراپاے ملکۂ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن سراپاے ملکہ کا زینت سے یہ عالم تھا اشعار

ہزارون دیکھ کے شکل کلیم تھے مشتاق
صراحیون کو ہو سانچے مین نور کے ڈھالا
کہ جالدار قنا ذیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن کے سرکش تھے دولون وہ اُجا
جگر کو تھام کے ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہی اور سدرہ ہی شرم وحیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی وپان سے کچھ عجب عالم
گلوے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عیز مجھ مون مین
وہ اُس مین شمع عین تھین کافوری دولون جلوہ نما
کہ دو وہ ایلچی جوبن کے اُسکے تھے آگے
جب اُسکے اُس شکم صاف و بزم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر ہو اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلا دے مردے کو ٹھوکر سے جس مین یہ قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سب عضا

دخان و شعلہ ہو جس طرح سے تہ وبالا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو بہکے
جو ہوے محرم راز اُس سے جا کہ صاف کہا
نقابدار زرہ پوش یا کھڑے سے تھے دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوے برچھا
وہ ناف اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اس طرح سے ہوئی گویا
اب آگے ہوتی ہے تعریف مین بھی گستاخی
پھر ہری رستمون کو آئے ذکر سن اُسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال پنکے چھپے

جو دیکھے بدر منیر اُسکا ایک ناخن پا
جو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد مین آئے

مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

جو دیکھے اُسکو ملک کہ اُٹھے وہمل بطے
روبرو وسے ملکۂ آسمان پری نازنینان

پریزاد بصد ناز و انداز اس طرح ناچتی تھین کہ مطرب فلک بھی اُنکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پریزاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین غرضکہ عجب عجب رقص و میکشی کی تھی کہ کسی نے کبھی نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی اشعار

صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
لبالب بھر رہا ہے اسکو مے سے

کہین سامان بزم مہ جبینان
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی گویا کہ وہ ٹپکا دہن مین
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

کسی جا لطف بزم نازنینان
کوئی بیہوش جو خواب آرام
پلا ہم صحبتان انجمن مین
نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کو مسرور فیض انجمن سے
کوئی نادم کہ توبہ مین شکیون کی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے

بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہے خاموش رہنا باعث آبروے سخن ہے اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہپال بن شہرخ و دیگر شاہان پردہ قاف وغیرہ نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے واسطے دو شخصون کو تجویز کرنا چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہے جب یہ خبر امیر بالتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً عبدالرحمن جنی کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جب تک خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری یہان نہ آئینگے اور عقد میرا نہ پڑھینگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا اور وہ فی زمانہ کعبہ مین ہین اُنکا یہان آنا دشوار ہے عبدالرحمن جنی نے عرض کیا اے امیر بالتوقیر مجھے معلوم ہے فی زمانہ خواجہ عمرو قلعہ گرلستان مین ہین اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہے کوئی دیو جاکر ابھی اُنھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبدالرحمن جنی نے ایک نامہ امیر بالتوقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف سے خواجہ کو لکھا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو بمجرد پہونچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس چلے آنا کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر بالتوقیر نے اُس نامے پر اپنی مُہر کی عبدالرحمن جنی نے جلد وہ نامہ دیو تندگ کو دیا اور کہا بعجلت تمام قلعہ گرلستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو کو دینا اور اُنھین بہ آرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تندک نامہ لیکر فوراً روانہ ہوا خواجہ عمرو قلعہ گرلستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے امیر بالتوقیر کو یاد کر رہے تھے ناگاہ لقمہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو مین بھی ضرور ایک ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ اے امیر بالتوقیر آپ جلد تشریف لاییے ملکۂ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار ہین علاوہ اُسکے ثروہین اُس قلعہ کو گھیرے ہوے ہے ہم سب قلعہ بند ہین ابتک تو مین کرور ہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر سردارون اور غیر سردارون کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہوگئی ہے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین ہے زنبیل مین خاک اُڑرہی ہے محتاج اور فقیر ہوگیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہے فرد حساب دیکھکر مجھے دیجیے تھوڑا غلہ اور اُس قلعہ مین ہے جب غلہ ہو جائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہو جائینگے مین کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور ثروہین سے لڑونگا ملکۂ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردمان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصاً پہلوان عادی آپ کے برادر کو اکل و شراب سے سیر و سیراب کب تک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکالکر ایک وقت کھاجاتا ہی اور مجھسے کہتا ہی ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اُسکے سیر اور آسودہ
ہو کے اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذا کے مواقق کھاتا ہی اور پھر پیٹ
پیٹ کر کہتا ہی کہ ہائے بھوکھ کے مارا دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھارہے تھے اور مضمون عرضی لکھنے کا
جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اُسکے اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ
کو نظر آیا ہر چند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت خایف ہوئے لیکن جسارت کر کے پکارے اور خبیث تو کیون آیا ہی
کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھارہا ہون نظر لگاتا ہی جا دور ہو دیو تندک گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسا
پھر بہ غور شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ڈرا سمجھا یہ کوئی بلاے بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تندک کسی قدر ٹھہر کے آگے بڑھا
خواجہ عمرو نے خائف ہو کر جلد گلیم او رجال الیاسی زنبیل سے نکالا اور جلد کھڑے ہو کر جال الیاسی دیو تندک پر ماراد یو تندک
خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے ادھر ڈر کے گلیم اوڑھ لی دیو تندک خواجہ عمرو
کے غائب ہو جانے سے زیادہ تر خایف ہوا آخر پکارا یہان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی دیو تندک یہ سُنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد
حیران ہونے کے دیو تندک نے کہا مین پردۂ قاف سے آیا ہون نامہ حمزۂ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے
سوا کسی اور کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتادے کہ وہ کسی جگہ مین خواجہ عمرو نے
یہ سُنکے خیال کیا شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوئے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجکو دیدے مین
خواجہ کو دیدونگا دیو تندک نے نامہ نکال کے دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکال کر نامہ
لیا سرنامہ پڑھا پھر سرنامہ پر مہر امیر بالوتوقیر کی دیکھکر سرنامہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا جب مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تندک کو امیر بالوتوقیر نے بھیجا ہی اُسوقت خواجہ عمرو نے
گلیم اُتاری اور کہا اے دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تندک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
پردہ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کے پاس گئے
اور کہنے لگے اسوقت مین بہ ضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا کچھ تردد و فکر نہ کرنا ملکہ مہرنگار
نے پوچھا کہان جاؤگے خواجہ نے کہا کہدونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سردارون سے
رخصت ہو کر دیو تندک کے قریب آئے اور کہا مجھے لیچل دیو تندک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا بعضے
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پر بٹھایا غرض بہرطور دیو تندک خواجہ کو قلعہ گرلستان سے
لیکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجکو یہ بھی معلوم ہی کہ امیر نے
مجھے کیون بلایا دیو تندک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزۂ صاحبقران کا آج کی شب عقد ہی
آپ کو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر بالوتوقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھکے خواجہ عمرو
خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی ملیگا یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے دیو تندک سے
پوچھا کیون میان دیو تندک پردۂ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو اور پریزاد
کے پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمھارے پاس بھی ہی اگر
اسوقت موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تندک نے جواب دیا اے خواجہ
میرے پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سُنکے ناخوش ہوئے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب ہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا ذرا مجھے اس کوہ پر اُتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اُتار دیا خواجہ نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور مالے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے عرض بعد تبدیل کرنے پوشاک کے پھر خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا اور بعد قطع راہ پردۂ قاف مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے اُترکر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوئے پھر باشارہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کچھ دیو اور پریزاد برائے تعظیم خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران اور بزم عشرت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بعد آداب و تسلیم حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پر بیٹھے جب شہپال کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعہ گربستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے ہوش ہوا ادھر حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہرنگار خواجہ عمرو سے پوچھی خواجہ نے تمام حال جنگ و جدال کا بیان کرکے اور کل سردارون وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کرکے کہا اے امیر باتوقیر ملکۂ مہرنگار کو آپ کا انتظار ہے آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار رہتا ہے اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اشکبار ہو کر بصد آہ و فغان ورد زبان کرتی ہے

اشعار

کہتی ہون کبھی صبا سے روکر — کہنا دلبر سے حال یکسر
چشمون سے ہے بڑھکے اشکباری — مہلت دیتی نہین ہے زاری
لالہ دیتا ہے داغ دلکو — بھاتی نہین سیر باغ دلکو
ہمدرد جو نالہ و فغان ہے — سب باغ و بہار گل خزان ہے
دل حد سے فزون ہے اپنا بیتاب — آنکھون کو نہین ہے الفت خواب
روتی ہون جو آٹھ آٹھ آنسو — ہنستے ہین یہ طفل اشک بررو
دیتے ہین گل چمن نئے خار — ہر دار سے بڑھکے سرو گلزار
گلگشت سے داغدار ہے دل — بان غیرت لالہ زار ہے دل
نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار — ہر پھول چمن کا ہوگیا خار
ہر چشم کو انتظار دیدار — منظور نظر ہے وصل اے یار
یہ ہجر ہو جب عدوے جانی — دشوار ہے کیون نہ زندگانی

اے امیر باتوقیر یہ اشعار ورد زبان کرکے ملکہ بیٹھا بانہ روتی ہے آپ کے فراق مین اسکا عجب حال ہے گرفتار رنج و ملال ہے آپ کو اُسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر باتوقیر جملہ احوال سُنکے ملول ہوئے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد چھ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجکو رخصت کیا تو ضرور یہان سے روانہ ہونگا اور ملکہ مہرنگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا اے خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد چھ مہینے کے امیر باتوقیر تمھارے پاس آئینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر باتوقیر سے یہ باتین کرہی رہے ہین ناچ ہو رہا ہے انکھین تو ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین مصروف مشغول رکھیے لیکن اب حال اُس دیو کا سنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزاردست کی جانب روانہ ہوا تھا جب وہ دیو راہ طے کرکے دربار سمندون ہزاردست کے قریب پہونچا دیوون نے سمندون ہزاردست سے جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامہ شہپال لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے سمندون ہزاردست نے حکم دیا نامہ بر کو بلالو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبروے سمندون ہزاردست لے گئے دیو نامہ برنے دربار مین جاکر سمندون ہزاردست کو سلام کیا اور نامہ شہپال بن شہرخ کا سمندون ہزاردست کو دیا پھر بموجب حکم سمندون ہزاردست نامہ بر اپنے رتبہ کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزاردست نے نامہ پڑھواکر تمام و کمال سنا عفریت اور ملونہ کے قتل ہو جانے سے سمندون ہزاردست کو نہایت صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہوکر سمندون ہزاردست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شہرخ سے کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون ہزاردست غم عفریت وملعونہ
مین اشکبار ہوا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو تو قتل ہو جائین اور آدمزاد دونون کو قتل کرکے
آسمان پری کے ساتھ شادی کرے اور بخوبی عیش و عشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ آدمزاد سے عفریت
اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اُسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے اُسی طرح اُسے بھی
قتل کردن عوض خوشی و شادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزۂ صاحبقران آدمزاد کے غم و الم مین ولادون
یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہے
کہ لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جاوے اور آدمزاد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے دیو بیداد
بھانجا سمندون ہزاردست کا یہ سُنکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے
روانہ کیجیے مین امیر بالوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا
سمندون ہزاردست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سُنکے فوراً دولاکھ دیوؤن کی جمعیت سے اُسے روانہ کیا
دیو بیداد بصد عجلت راہ طے کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اسوقت پہونچا کہ بزم عشرت
ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو پریزاد بیٹھے ہوئے بصد راحت و آرام نازنینان پریزاد کا
رقص دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر بالوقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران بھی کبھی خواجہ عمرو سے
باتین کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام و عیش
و نشاط تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ و غضب حمزۂ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد
اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دارشمشاد و ارۂ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے
لگے دیو بیداد بھی دارشمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھل کر کھڑے ہوئے اور
امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر مسند زرتار سے اُٹھے اُسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی
جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا
دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اُسوقت جتنی محفلین تھین سب درہم و برہم ہوگئین دیو و پریزاد جسقدر
گلستان ارم مین اُسوقت موجود تھے سبھون نے دارشمشاد و ارۂ پشت نہنگ اُٹھا کر یکبارگی
دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا تھا آخر دیو بیداد نے قریب حمزہ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ اے آدمزاد
غضب کیا تو نے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا مین اُنکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا
نام میرا دیو بیداد ہے تجھپر ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون ہزاردست کو
دونگا یہ نعرہ کرکے دارشمشاد سر امیر بالوقیر پر لگائی امیر بالوقیر نے سہرے کو لپیٹ کر سپر فولادی پر دارشمشاد
کو تو روکا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دارشمشاد کے امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزۂ شیر دل ہے
کز وکشتہ سہراب و رستم خجل + جسوقت امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا دیوؤن اور پریزادون کے جگر تھرا گئے دل
ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر بالوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اُس ظلم کے بانی پر لگائی
تیغ کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور لاشہ اُسکا تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ کر
مرگیا پھر امیر بالوقیر اور دیوؤن سے لڑنے لگے اُسوقت دیو اور پریزاد شرکاے شہپال نے ہمراہیان
دیو بیداد کو مثل چونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہانتک کہ چند دیو تو لاشہ دیو بیداد کا

بمشکل اٹھا کر نالان و گریان جانب دیو سمندون ہزار دست بھاگے باقی کو ملازمان شہپال و دوستان شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سمندون ہزار دست کے شہپال اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہو کر پھر بزم مین بیٹھے لاشین دیوون کی اٹھوائی گئین پھر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مئے ارغوان ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائین سازون کی بلند ہوئین آخر وہ وقت آیا کہ برات جلوس تجمل سے مکان عروس کی طرف یہ نوبت و نقارہ شادی روانہ ہوئی جملہ دیو و پریزاد اعلے و ادنے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزۂ صاحبقران بصد شوکت و شان روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب برات مکان عروس پر پہنچی امیر مرکب سے اترے ملازمان شہپال امیر باتوقیر و دیگر دیو و پریزاد معزز و ممتاز کو ایک مکان وسیع مین لے گئے امیر باتوقیر بالائے مسند زرتار بیٹھے دیو و پریزاد شاہ و شہریار بھی یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا اشعار

کہ رنگین چار دیوار مکان ہے

زمین ہمرنگ صحن آسمان ہے	تکلف سے بچھے ہین جابجا فرش	بساط خاک ہے آئینۂ فرش
ہجوم ماہ رویان چار سو ہے	تماشا گرد راہ آرزو ہے	دوبالا ہے ہر اک کا حسن کامل
بنا ہے غازۂ روے رنگ محفل	عیان جلوہ بخش انجمن ہین	برنگ غنچۂ گلگون پیرہن ہین
ہر اک سجدۂ مستانہ مین ہے	ادائے خدمت پیمانہ مین ہے	نگاہ مست و گرم ناز ساقی
طلبگار حواس و ہوش باقی	بلند آہنگ ہین نغمے برابر	سکوت وجد مین ہے شور محشر

حمزۂ صاحبقران آراستگی بزم دیکھکر متحیر ہوئے پھر جو بیٹھے حمزۂ صاحبقران کے زیادہ تر ساقیان سیمتن مئے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بصد کرشمہ و ناز بہزار سوز و ساز رقص کرنے لگی اشعار

ہوا ہنگامہ محشر دوبالا	طرب نے حوصلہ دل کا نکالا	ہوئی بے پردہ دختر رز سبو سے	لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
مئے ساغر نے نگہت جوش کی دی	لب ساقی نے رخصت نوش کی دی	حدیث قلقل مینائے لبریز	ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
سر اتو سے خمار آلودہ ہو کر	گرا پھر تلملا پائے خم پر	پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی	چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
نہ سنتا پند واعظ کوئی مینوش	ہر اک تغافل مینا بنہ در گوش	ہوا برق بلا انداز رقاص	لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
موافق ساز سے آواز ہو کر	ہوئی پردے سے باہر زار ہو کر	وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ	وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
وہ موج بوئے گل ہر ہر کلائی	دکھاتی تھی ادائے خوش ادائی	کبھی تو پھرتی وہ حور ثانی	سر فتنہ پہ دست مہربانی
کبھی لچ انگلیون سے ماہ پارا	قیامت سے تھی سرگرم اشارا	صدا گھونگرو تھی گھنگھرو کی جھنکار	ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی غزل +

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا	ضعیف و ناتوان ہون جاؤن کیونکر کوئے جانان مین	سیہ دل کو کوئی نور معرفت کس طرح پائیگا
جو مین برق جمال عارض دلدار دیکھونگا	تو مجکو بھی مثال حضرت موسے غش آئیگا	سنا ہے یہ جوان ہو کر ہر اک جنت مین جائیگا
یہ رنگ بوئے گل اس گلشن دنیا سے جائیگا	شب وصلت مین غافل ہائے اس سوز جدائی کا	مریگا الفت رخسارۂ رنگین مین جو لالہ غ
ازل کے روز قسمت مین کشتۂ تیغ تغافل ہون	مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا	کہا دل نے کہ پھر ایسا نہ موقع ہاتھ آئیگا
مرا سوا قیامت تک حسینون کو رلائیگا	رہائی عمر بھر مجھ زار کی ہوگی نہ زندان سے	ہوا ہون خاک مین غم دست جلکر طور کی صورت
مجھے شرم گنہ ہے خوف کیا نار جہنم سے	مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا	فلک زنجیر کے گھر مین مری قربت بنائیگا
		سنا کر مجکو وہ عیار خوش ہو کے کہتا ہے

تجھے ہوگی جو بجینی تو تجکو چین آئیگا | رسائی اے ہنر ہوگی جو بام قصر جانان پر | کہ ہما کی طرح سے اوج سعادت پہ آجائیگا

صبدم بزم عشرت مین نازنین پریزاد نے ہنار وادایہ غزل پرشور عاشقانہ رو برو دے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوئے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم مین تو نازنین پرینا دغزل گارہی ہی اہل بزم سن رہے ہین نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہپال بن شہرخ کا احوال سنیے کہ شہپال نے اخترشناسون کو طلب فرماکر اس طرح اُنسے پوچھا بموجب اشعار

خبرد وگردش شمس وقمر سے | کرو واقف فلک کی خیر وشر سے
انھون نے دی دعا شاہ جہان کو | زبان پر لائے یون حرف بیان کو
اسد مین نیراعظم ہی داخل | قمر نے قوس مین پائی ہی منزل
ستارون کی بہت اچھی نظر ہی | سراپا دوستی راحت اثر ہی
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب | یہی ہی مابدولت کو بھی مرغوب

کہا اخترشناسون سے زبانی | بتاؤ کیا ہی شکل آسمانی
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر | کرو تقویم کی روسے مقرر
کہ زہرہ مشتری دونون برابر | پڑے ہین ایک ہی خانہ مین آکر
دو پیکر مین عطارد آگیا ہی | زحل بھی دلو مین صورت نما ہی
پسند خاطر اقدس اگر ہو | شب یکشنبہ عقد سیمبر ہو
دیا اخترشناسون کو بہت زر | کیا رخصت بجاہ وحشمت وفر

شہپال نے موافق کہنے ستارہ شناسون کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہی آخر شب کو بساعت سعید ووقت ہمایون کشتی جواہر نگار مین نقل وکوزہ قند اور شیشۂ شربت رکھوا کر بزم عشرت مین بدست پریزاد بھیجا پریزاد نے کشتی قریب امیر باتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبدالرحمن جنی نے موافق تاکید وتمنائے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس ونوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے جملہ عزیز وغیر خوش ہوئے شہپال نے جہیز بھیجا ہزارون دیوا ور پریزادون کو خلعت دیے پھر بزم مین ہر ایک جانب سے صدائے تہنیت ومبارکباد بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلون کے صورت گل مبارکباد کا ہر سو ہوا غل + فراغت پائی خویش واقربا نے + لگے ہر سمت بجنے شادیانے + بعد رسوم شربت وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے دو صندوقچے جواہر سے بھرے ہوئے دیے اور سوائے صندوقچون کے اور بھی بہت مال وزر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجکو قلعۂ گرلبستان مین پہونچا دیجیے وہان ژوبین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی اُسکی ذات سے مجھے خوف ہی اور یہ فرمایئے کہ آپ کب تک ملکۂ مہرنگار کے پاس تشریف لایے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا عبدالرحمن جنی نے تو مجھسے کہا ہی کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جایے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے مین تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بہ آرام تمام قلعۂ گرلبستان مین جس جگہ سے اُنھین لایا ہی وہین پہونچا وے دیو تندک خواجہ سے کہا اے خواجہ آیے تخت پر سوار ہو جیے خواجہ نے یہ سنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہون اور جو کچھ ہاتھ آجاے لے لون یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اُٹھا کر نذر زنبیل کرنا چاہی عبدالرحمن جنی نے کہا اے خواجہ اس کشتی کے نقل مین نصف ہمارا حصہ ہی فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھ دیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیان والاچیان لیکر کیا کروگے اور کشتی کو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہی جہان نکاح پڑھتا ہون کشتی لے لیتا ہون یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبدالرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہی مسکرا کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہو کر تخت پر بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعۂ گرلبستان روانہ ہوئے حال انکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے پھر نازنینان پریزاد ناچنے لگین اُسوقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے روبرو ے امیر

باتوقیر یہ غزل گانا شروع کی غزل
اُنکی آنکھون سے تجھے نسبت ہی کیا
دیکھ وہ شوخ ادا کا فتر سا آیا
لو رقیبون سے وہ کہتے ہین جلانے کیلیے
ہنسے مانا کہ دم وعدۂ فردا آیا
یہ غلط ہے کہ حسینون سے حذر لازم ہے
مین جگر سوختۂ داغ تمنا آیا
ہون وہ دیوانۂ عریان کہ عدم سے تسلیم

شب کو ہمسائے مین وہ شوخ جو تنہا آیا
کس طرف دھیان تما نرگسِ شہلا آیا
ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا
خواب مین جاکے اُسے اور بھی ترسا آیا
روتے ہین دیکھ کے روتے ہوئے مجھکو کیون لوگ
روکنے سے دل وحشت زدہ دونا آیا
وحشت انگیز مرے دشت سے کچھ بڑھکے نہین
پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا

کیا کہون مین دل بیتاب مین کیا کیا آیا
تھام لے دلکو ذرا شیخ کہ مشکل نہ پڑے
سر جھکا تا رہا جو سامنے شیشا آیا
کون دیکھیگا اُسے تاب نظارہ ہے کسے
اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
بنکے سوز دل پروانہ تری محفل مین
آج دھن مین طرف نجد مین ہوتا آیا

نازنین پریزاد نے غزل تمام کی
تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر نمایان ہوئے ظلمت شب دور ہوئی ابیات

بنا آنچل رُخِ صبح طرب کا
وہ دن مانند صبح عید نوروز
نقاب چہرۂ خورشید روشن
بہ شکل چشم مشتاق نظارہ
ہوئے مشتاق لب فریاد ہوکے
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے
کیا شیشون نے عزم رخصت طاق

چھپا مہتاب آغوش سحر مین
رہا تا شام عیش افزا الم سوز
دگرگون ہوگیا عالم جہان کا
ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ
عبادت مین ہوئے مصروف زاہد
لگے دل کی لگی دل سے بجھانے

سمٹ کر جبکہ دامن طول شب کا
ہوا خورشید نور افشان نظر مین
ہوا جب گیسوے شب مثل دامن
طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
اُٹھے شعلے دلون مین آرزو کے
ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد
لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق

ہنگام شام جملہ شاہان پردۂ قاف شہپال سے رخصت ہوکر تہنیت دے کر مع لشکر اپنے اپنے ملک اور دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے زنان پریزاد یعنی ہمجلیسون نے ملکہ کو بار بار اس طرح چھیڑنا شروع کیا کہ ای ملکہ آج شب وصل ہے خدا مبارک کرے آرزوے دل برآئیگی ہم آغوشی امیر سے روح حضور کی لطف بیحد اُٹھائیگی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی لڑائی ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس و کنار کی عجب لذت ہے آج کی شب آپ بھی لذت بوس و کنار سے واقف ہوجایے گا ہنگام ہم آغوشی بہت نہ گھبرایے گا ہرچند کہ دُر ناسفتہ نوک الماس سے سفتہ ہوگا غنچۂ البتہ شل شگفتہ ہوگا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنون کی جان پر بنیگی لیکن جسوقت صدف مین ابر ہوس سے بارش گہربار ہوجائیگی درد و دکھ دور ہوجائیگا ٹھنڈ دھک پڑجائیگی ملکہ اپنی ہمجلیسون کی اس چھیڑ چھاڑ کی باتون سے دل مین تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی اری بیحیاؤ کیون بیہودہ بکتی ہو مجھے گھیرے بیٹھی ہو جاؤ دور ہو مجھے ایسے باتین نہ کرو ہمجلیسین ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھین ابھی ہمجلیسین ملکۂ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھین کہ حمزۂ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعد شوق وصل ملکۂ آسمان پری داخل ایوان ہوئے اور قریب حجلۂ عروسی

کے پہنچے اُسوقت یہ حال ہوا بقول ناظم ابیات
جلیسین شرم و خجلت سے سبھی سرکے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جھانکے
بنی بوسے عروسی موج بادہ
لیے بوسے لب رنگین ادا کے

بجھایا میزبان گلبدن نے
ہوئین پنہان و پوشیدہ نظر سے
جو خالی پایا حمزہ نے مکان کو
بڑھی کیفیت مستی زیادہ
ہجوم جوش کیف موجزن مین

چھپایا مُنھ کو گھونگھٹ مین دلھن نے
بجز تصویر دیوار مکان کے
لیا آغوش مین آرام جان کو
گل رخسار سے گھونگھٹ اُٹھا کے
زبان رشک گل لے لی دہن مین

ہوئے پھر وقف دست کامرانی
لیے بوسے بہ نصیب دسترس کے
لگین ہونے بہم در پردہ گھاتین
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہ گئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
یہ شکل طرح تخئیل مجسم
اوٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونون خوابگاہ مدعا سے

ترنج نخل باغ نوجوانی
تمنا نے نہ اسیر اکتفا کی
سجھائین سوق نے کچھ اور باتین
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
مزہ دینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئے آخر جدا مل کے باہم
کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
اوٹھے نیچے کیے آنکھین حیا سے

نکالے حوصلے دست ہوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
گہر نے لعل کا جوبن دکھایا
بہر صورت ہوئے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
سحر کو جب خمار آلودۂ خواب
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ
راوی کہتا ہے کہ شب زفاف

ہی کو ملکۂ آسمان پری حاملہ ہو گئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکہ قریشیہ سلطان پیدا ہوئی حال اوسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا غرض حمزۂ صاحبقران بستر خواب سے اوٹھکر باہر تشریف لائے حمام مین واسطے غسل کے گئے ادھر پریزادون نے ملکہ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکۂ آسمان پری نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا مجلیسون نے بعد چھیڑنے کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر رونق افزاے مسند زرتار ہوئی اوسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبرو ملکۂ آسمان پری بہ نازو ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اودھر حمزۂ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد بانیے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعد عیش و عشرت بسر ہوا رسم چوتھی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزۂ صاحبقران کا آسمان پری سے ہو چکا ہے شب و روز ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بہ عیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اب مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو دیو تندک وغیرہ لیکر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ قلعۂ گرلبستان مین پہونچے خواجہ کو قلعہ مین تخت سے اوتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوے اور گلستان ارم مین داخل ہو کر دربار امیر بالو قیر آئے حال خواجہ عمرو کے پہونچا آنے کا زبان پر لائے امیر بالو قیر سنکے مطمئن ہوے خواجہ عمرو جو قلعۂ گرلبستان مین پہونچے ملکۂ مہر نگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا ای خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بہ ضرورت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر میرا نقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے پیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہو گیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دے کر پوچھا کہ ای خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوے آخر بہ مجبوری کہنے لگے کہ ای ملکہ مین پردہ قاف مین گیا تھا دیو تندک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر بالو قیر کا ملکۂ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر بالو قیر سے مین نے تمھارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر بالو قیر نے فرمایا ہے کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چھ مہینے کے ضرور آؤنگا ملکۂ مہر نگار امیر بالو قیر کے عقد ہونے کا احوال سنکے نہایت غمگین ہو کر اشکبار ہوئی خواجہ

ملکۂ مہر نگار کو دیر تک سمجھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکۂ مہر نگار نے خواجہ عمرو کے سمجھانے سے بظاہر تو گریہ و زاری موقوف کی لیکن باطناً غمگین و ملول و اندوہگین رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو نیستانی کو مسلمان کرنا اور اُسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان ذی فہم اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو پردۂ قاف سے آکر چندماہ تک قلعہ گرلبستان مین رہے اکثر ژوبین سے لڑا کیے اور ژوبین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ مین رہ گیا پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین کم ختم ہو چکا ہے صرف ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہے آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس گرد و نواح مین اور بھی کوئی قلعہ ہے فضل گرلبستانی نے عرض کیا قریب تین کوس کے ایک قلعہ ویرانے مین ہے حاکم اُس قلعہ کا خسرو نیستانی ہے وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہے اور غلہ وغیرہ بھی اُس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ نے کہا انشاء اللہ صبح کو کوئی فکر و تدبیر کرونگا جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر ژوبین نہ تھا نکلکر قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ذہن مین آئے خواجہ نے اُن سب مین سے ایک مکر کو پسند کیا اور بصورت اصلی در قلعۂ خسرو نیستانی پر پہونچے دیکھا در قلعہ بند ہے پل تختہ اُٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بھرا ہے چار طرف قلعہ پر بڑی بڑی توپین لگی ہین گولنداز قریب توپون کے ٹہل رہے ہین جب گولندازون نے خواجہ عمرو کو قریب در قلعہ کھڑے ہوئے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ نہ مارنا مین خسرو نیستانی سے کچھ کہنے آیا ہون تم جاکر کہدو کہ خواجہ شہنشاہ عیاران تمھارے پاس آئے ہین ایک خوشخبری لائے ہین ملازمان خسرو نیستانی تقریر خواجہ عمرو کی سُنکے خدمت خسرو نیستانی مین گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا خسرو نیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو نیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے خواجہ کو قلعہ مین تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو نیستانی نے پوچھا اے خواجہ بیان کرو کیا مژدہ لائے ہو خواجہ نے کہا اے خسرو تم نے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین گئے ہوئے ہین ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان ژوبین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے ہین اکثر مجھسے لڑتے مین اور مین نے اُنکی فوج کو گولے مار مار کر ہلاک کیا ہے اب تک ژوبین قلعۂ گرلبستان کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اُسکو یہی کد ہے کہ مین ملکۂ مہر نگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤن اور مجکو بھی یہی ضد ہے کہ ملکۂ مہر نگار کو ژوبین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال مین نے سنا ہے کہ امیر نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اے خسرو آجتک جو مین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہر نگار کو میرے سپرد کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے تو اُس سے لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران ابھی تک مین نے ملکہ کو ژوبین کے حوالے نہین کیا اب امیر با توقیر انتقال کر چکے ہین اسوجہ سے مین تمھارے پاس آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ ملکہ کو ژوبین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس غرض سے تمھارے سپرد کر دونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان کے پاس نہ بھیجنا ژوبین وغیرہ کے حوالے نہ کر دینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور از بسکہ اشکبار ہوتے کہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو نیستانی نے جو تمام و کمال گفتگوے خواجہ سنی بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطناً

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مرگئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکۂ مہر نگار سے مین عیش وعشرت کرونگا روز وشب
براحت وآرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازمون سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ
کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعہ مین لے گئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک
کرسی پہ بٹھایا اور کہا خواجہ غم امیر مین اشکبار نہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہین رہتا ہے ہمین اور تمھین بھی ایک روز
دنیا سے جانب عدم جانا ہے تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان
لے آؤ مین بموجب تمھارے کہنے کے تورین وغیرہ سے خالف ہوکر ملکہ کو اُنکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے
بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمھین دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپیہ کے دیے اور کہا جلد جاکر ملکہ کولے آؤ
خواجہ نے کہا مین بھی جاتا ہون اگر ملکہ آئین تو اسی وقت اُنھین لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور قلعہ
سے نکلکر سمت قلعۂ گربستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ بہادران
پہلوان عادی وکرتیت سپر گردان ونعمان بن منظر شاہ وغیرہ پہلوانون اور برادرون سے
کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعۂ خسرو نیستانی مین چلو سبھون نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سردارون اور
سپاہ کو برائے حفاظت ملکۂ مہر نگار قلعہ مین چھوڑکر اور چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی گھڑی
کی جانب سے قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی
نے دیکھا کہ بہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہے جسوقت خواجہ در قلعہ پہ پہونچے
دیکھا در قلعہ تو بند ہے لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہے خواجہ نے کہا اے خسرو نیستانی دروازہ
قلعہ کا کھلواؤ وآگے آگے ہم سب آئے ہین پیچھے سواری ملکۂ مہر نگار کی آتی ہے خسرو نیستانی نے
جواب دیا اے خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مکر وفریب کی باتین کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعہ کو مثل
قلعۂ گربستان کے لے لین یہ تمھارا خیال خام ہے مین نہایت عاقل وہوشیار ہون تمھارے دام مکر مین نہ
پھنسونگا در قلعہ ہرگز نہ کھولونگا تا وقتیکہ سواری ملکۂ مہر نگار کی نہ آئیگی تمھین کسی طرح اب قلعہ مین نہ
آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سُنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہے اس طرح دام فریب
مین گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خالف ہو مین
تمھارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہے تو اب مین جاتا ہون اور ہمراہ سواری
ملکۂ مہر نگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکۂ مہر نگار کو میرے قلعہ مین لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ مین
نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سردارون کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعۂ گربستان چلے
جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا مین خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی
وغیرہ سے کہا مین نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم وفراست ہے میرے دام مکر مین نہ
پھنسا اب مین مجبور ہون پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ اس قلعہ کو تو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے
اگر یہ قلعہ نہ ہاتھ آئیگا تو کس طرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعۂ گربستان مین اب نہین ہے آج مین نے طعام کم کھایا ہے
اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہوجاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی
ہے کہ ابھی غذائے لذیذ پیٹ بھر کر تمھین کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل
کرو پہلوان عادی ذکر غذائے لذیذ سُنکے بیتاب ہوگیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہے جلد بیان کیجیے

جو کچھ آپ کہیے گا مین کرونگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ مین تمھین رنگ وروغن سے بصورت ملکہ مہر نگار بناؤنگا
تمھین محافے مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کو پہناؤنگا اس صورت سے مین تمھین قلعہ مین لیجاؤنگا
تمکو طعام اچھی طرح کھلاؤنگا جسوقت خسرو نیستانی تمھارے پاس آئین تم گرفتار کرلینا اگر وہ مسلمان ہوا
تو خیر ورنہ اُسے قتل کرکے قلعہ پر قبضہ کرلینا پہلوان عادی نے طعام کے لالچ سے خواجہ کا کہنا منظور کیا
خواجہ نے فی الفور زنبیل سے رنگ وروغن نکالکر ملکہ مہر نگار کی صورت کے مانند پہلوان عادی کی شکل
بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے زنبیل سے
نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان اکثر سردارون پر تقسیم کین اٹھ سردارون نے کہارون کی وردیان پہنین
پگڑیان گھیرے دار سرون پر رکھین شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے پھر
سبکی صورتین خواجہ نے رنگ وروغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی محافے مین بیٹھے کہارون یعنے آٹھ
سردارون نے محافہ اُٹھایا کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور لحیم اور شحیم تھا سپاہی ہٹو بچو زبان پر جاری
کرتے ہوئے آگے بڑھے چوبدار اور نقیب بھی بنے ہوئے عصے ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ محافہ چلے خواجہ بھی
ہمراہ ہوئے جب خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا دیکھا اسنے
سواری ملکہ مہر نگار کی چلی آتی ہے تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین
خسرو نیستانی سواری ملکہ نقلی دیکھکر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے
ساتھ عیش وعشرت سب روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی مدد دونگا یہ خیال کرکے
خسرو نے ملازمون کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین انسے کچھ اندیشہ نہین
ہے سب کو قلعہ مین بلالو ملازمون نے دروازہ قلعہ کھولکر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بلالیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین
داخل ہوئے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ کبھی
محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ
پر محافہ کو رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُترکر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے
بموجب حکم محافہ وہین جاکر رکھ دیا ملکہ مہر نگار نقلی محافہ سے اُترکر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ
اُسوقت قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکہ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب وبیقرار ہوکر خواجہ
سے کہا جلد طعام کھلایے ایفاے وعدہ کیجیے اسی طعام کے لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کرائی ہے خواجہ نے
کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام
طلب کرتی ہین تمھین لازم ہے طعام لذیذ بہ کثرت بعنوان شایستہ قابون اور پلیٹون مین نکلوا کر بھیجدو اچھی طرح سے
ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام انواع واقسام
بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار سو قابون اور پلیٹون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول
بچھا کر ظروف طعام دسترخوان پر لگادو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان
بچھا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکہ نقلی کے لگن تسلے مین دھلائے ملکہ نقلی ہاتھ دھو کر
دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور پلیٹ اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اُنکا مُنھ مین ڈالکر
کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکہ نقلی نے سب قابین اور پلیٹین طعام سے

خالی کر دین اور طعام لذیذ کھا کر از حد خوش ہو کر خواجہ سے کہا طعام لذیذ تو آپ نے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہین بھرا طعام
اور منگوایئے جبتک مین سیر نہون کھلائے جایئے خواجہ نے پھر خسرو سے جا کر کہا کہ اور طعام مانگتی ہین خسرو نے یہ
سُنکے تعجب کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھا چکین اُنکا پیٹ نہین بھرا اشایہ دغا طعام طلب کیا
ہوگا خواجہ نے جواب دیا مذاق طعام طلب نہین کیا ہی تم خود جا کر دیکھ لو تمام ظروف طعام سے خالی ہین ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہین خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا مین جا کر دیکھتا ہون یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ بھی
ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر مین پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ لیصورت زن دسترخوان پر بیٹھا ہی خسرو
نے پوچھا ارے تو کون ہی جلد بتا ورنہ ابھی تجکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے قتل کریگا مین
تجھے ابھی ہلاک کرتا ہون یہ کہکر پہلوان عادی تو ند پر ہاتھ پھیر کر اُٹھا خسرو نیستانی نے تلوار کھینچی اور قدم
آگے بڑھا کر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے باڑھ تلوار کی دیکھکر ہاتھ اپنا
بند دست خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پھر چرخ دے کر چاہا کہ زمین
پر پٹک کر کام اُسکا تمام کرے اُسوقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان بہ شرط ایمان
دیجاویگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھایئے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
خواجہ نے سردارون سے و لباس لیکر داخل زنبیل کیا اور جو پوشاک اُنکی تھی وہ زنبیل سے نکالکر اُنھین دی
پھر خواجہ نے اُنھین سردارون مین سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جاکر جملہ سرداران اور فضل گربستان اور سب
فوج اور جملہ عیارون کو مع ملکہ مہر نگار کے ہمراہ لیکر یہان چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ لیا
کچھ سوچ کے خواجہ بھی اُسکے ساتھ چلے جب داخل قلعہ گربستان ہوئے فضل گربستانی وغیرہ سے تمام
حال قلعہ کے لینے کا بیان کر کے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو ایک مختصر محافہ
مین سوار کر کے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ ہوئی ژوبین کو خواجہ
کے جانے کی خبر نہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کر کے قلعہ خسرو نیستانی مین
پہونچے ملکہ مہر نگار کو محافہ سے اُتروا کر اُسی قلعہ مین ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جا بجا قیام پذیر
ہوئے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق کو پانی سے بھروا دیا قلعہ پر چار طرف
بڑی بڑی توپین لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو
مطمئن ہو کر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر گئے سحر ہوئی وہان
ژوبین کافر کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی ژوبین مردمان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے ایسی
غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ سے
نکلنے نہ جانے دونگا تمھارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے سب
تڑپ تڑپ کر مر جاتے یہ کہکر ژوبین سب کو ہمراہ لیکر قلعہ گربستان سے چلا لشکر مثل دریا روان ہوا چونکہ
ژوبین خواجہ عمرو وغیرہ کے چلے جانے سے از حد برہم تھا قریب قلعہ خسرو نیستانی پہونچکر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردمان فوج نے بموجب حکم ایکبار حملہ کیا ژوبین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا گو
خواجہ عمرو کو ژوبین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مارو ژوبین وغیرہ کو در قلعہ تک

نہ آنے دو گولہ اندازون نے بموجب حکم خواجہ گولے مارنا شروع کیے ہر گولہ توپ سے مثل شعلۂ جوالہ نکلنے لگا لشکر ژوپین پر گر کر مرزبان لشکر کو ہلاک کرنے لگا کفار نابکار گولون سے اُڑ اُڑ کر دور دور گرنے لگے اعضائے کفار جدا ہونے لگے کسی کافر کا سر گولے سے اُڑ گیا تن بے سر زمین پر گر کے تڑپنے لگا کسی ناری کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا مجروح ہو کر زمین پر گرا گھوڑون کی ٹاپون سے پامال ہو گیا خاک مین ملکر سوئے نار سقر گیا کسی کافر کے سینہ پر گولہ کو توڑ کر کو نکل گیا کسی بد طریق کا ایک پاؤن اُڑ گیا لنگڑا ہو کر فرش خاک پر گرا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا غرض گولہ اندازون نے لشکر ژوپین پر آگ برسادی اسوقت گویا قیامت برپا تھی لشکر ژوپین مین آواز نالہ و فریاد بلند تھی گولے برابر گر رہے تھے کفار زخمی ہو کر زمین پر تڑپ رہے تھے ہر توپ کی آواز صدائے رعد سے بڑھی ہوئی تھی بڑے بڑے دلاوران لشکر ژوپین توپون کی آوازون سے دہل رہے تھے صد ہا جگہ گولون سے زمین مین غار پڑے ہوئے تھے دود غلیظ چھایا ہوا تھا آفتاب کسی طرح اُس تاریکی مین نظر نہ آتا تھا زمین و منہدم توپون کی آواز سے کانپتی تھی آفتاب تھراتا تھا قلعہ آسمان کو جنبش تھی طائران صحرا آشیانون سے نکل کر مانند ہوش اُڑ گئے تھے شیران دشت اپنے مسکن سے بھاگ گئے تھے سامنے قلعہ کے صد ہا کفار زخمی پڑے تھے ہزار دن گولون سے اُڑ گئے تھے جو کفار گولون کی زد سے بچ کر قریب در قلعہ پہونچتے تھے تیر اندازی برجون سے اور عیاران لشکر اسلام پتھرون سے اُنھین ہلاک کرتے تھے بعض اہل قلعہ بان آتشین مارتے تھے کفار کو در تک قلعہ کے نہ آنے دیتے تھے اکثر عیار نفط کے حقے اور چرخیان آتشبازی کی داغ کر مارتے تھے اور باہم یہ کہتے تھے کہ یارو جنگ رستمانہ کرو حریفون کو قریب قلعہ بھی ہرگز نہ آنے دو الحاصل اہل قلعہ نے بہ تاکید خسرو نیستانی و بحکم خواجہ اسقدر گولے مارے اور ایسا لڑے کہ ژوپین کسی طرح در قلعہ تک پہونچ نہ سکا آخر بعد دو پہر کامل لڑنے کے مجبور ہو کر مع لشکر جانب قلعہ سے پلٹا اور میدان گولون کی زد کا چھوڑ کر ایک عرصۂ وسیع مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ چارطرف سے قلعہ کا محاصرہ کرلو یہ مسلمان قلعہ مین خود ہی بوجہ نہ پہونچنے غلہ وغیرہ کے ہلاک ہو جائینگے اسلئے لڑنا بیکار ہے آج ہزار ہا بہادر و جرار ہلاک ہوئے صد ہا زخمی ہوئے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا مردمان اشکر نے حسب الحکم قلعہ کا محاصرہ کیا ہر چند کہ جب ژوپین لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گیا اہل قلعہ نے لڑنا موقوف کیا خسرو نیستانی نے گولہ اندازون وغیرہ کو انعام دیا جب سب بہادر بعد جنگ قلعہ مین بیٹھے خواجہ و خسرو نیستانی نے شکر خدا کیا بعد شکر خدا خسرو نے خواجہ سے ہنسکر پوچھا آپ نے تو پہلے مجھسے آکر یہ کہا تھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اب جو معلوم ہوا امیر با توقیر بردۂ قاف مین زندہ ہین ہر چند کہ آپ عیار ہین آپ نے عیاری سے یہ قلعہ لینے کو کہا تھا کہ امیر با توقیر انتقال کیا ملکہ مہرنگار کو مین تمھارے سپرد کردونگا لیکن اے خواجہ آپ کو حمزہ صاحبقران کے بارے مین ایسا کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ آپ اُنکے بھائی ہین خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خسرو مین نے تو جھوٹھ نہین کہا تم نے انتقال کے معنی مرجانے کے سمجھے مین نے یہ سمجھکر کہا تھا کہ انتقال کے معنی نقل کرنے کے ہین یعنی جانا ایک جگہ سے دوسری جگہ بس امیر با توقیر ہندوستان سے بردۂ قاف گئے ہین خسرو نیستانی نے پوچھا آپ بیقرار ہو کر کیون روتے تھے خواجہ نے جواب مین فراق امیر با توقیر مین روتا تھا اور اب بھی جدائی امیر مین ملول ہون خداوند عالم جلد امیر کو ہم سے ملادے اُنھین کے نہونے سے یہ ژوپین نابکار ہم سے لڑتا ہے اگر امیر یہان ہوتے تو وہ ایک حملہ مین اس ناہنجار کے لشکر کو درہم برہم کر دیتے اور تیغ آبدار سے سر اس کافر کا تن سے جدا کرتے خسرو نیستانی گفتگوے

خواجہ عمرو اُسکے خاموش رہے غرض خواجہ بآرام و راحت چھ مہینے تک قلعہ نیستانی مین رہے اور ژوپین تابکار قلعہ کا
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سردارون نے خواجہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران
اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہو چکا ہے کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہین سے منگوایے یا اور کسی قلعہ مین چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہے اول تو میرے پاس روپیہ نہین ہے تم جانتے ہو کہ مین تنگدست ہون دوسرے
ژوپین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہے اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا ژوپین غلہ وغیرہ مین نہ آنے دیتا اور یہ جو تم نے
کہا کہ اُسکے قلعہ مین چلیے اس بارے مین البتہ حتے الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہان سے
کوئی قلعہ قریب ہے یا نہین ہے خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو اوتار کہتے
ہین خواجہ نے کہا کہ مین ابھی اُس قلعہ کی جانب جاتا ہون اور اُس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ
اُٹھے تھے کہ ایکایک ملکۂ مہر نگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکۂ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے اشکبار ہو کے
کہا کہ جب سے آپ پردۂ قاف سے آئے ہین اب تک زمانہ قریب ایک سال کے گذرتا ہے ابھی تک آپ کے بھائی
پردہ قاف سے نہین آئے خواجہ نے کہا اے ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا اُنکا نہوا فی الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہے خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہے کہ اب حمزۂ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے اُنھین رقعون مین سے جو بہت سے رقعے خواجہ بزرجمہر سے لکھوا کر اور اُنکی مہر اُن رقعون پر
کرا کر لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکالکر ملکۂ مہر نگار کو دیا چونکہ مہر نگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی
رقعہ دیکھکر آہ سرد کرکے خاموش ہوئی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردۂ قاف گئے ہین کئی رقعے
بزرجمہر کے جنکا ذکر کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے ملکۂ مہر نگار کو دیے ہین اور جب تک امیر پردۂ قاف سے ملکۂ مہر نگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ نکالکر مہر نگار دے دیا کرینگے اگرچہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کرین غرض خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی ہنگام شب
کھولکر جانب قلعۂ اوتار روانہ ہوئے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص بآواز بلند کہہ رہا ہے
ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئین اُس شخص تک پہونچا کر اُسے قتل کیا پھر بذریعہ کمند بصد مشکل تاریکی شب مین
بالاے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب مین نہ دیکھا خواجہ نے بالاے قلعہ پہونچکر اہل قلعہ کے مانند
اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوئے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے پر آئی خواجہ نے
چالاکی سے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا بیضہ اُسکی ناک پر جو ٹوٹا بیہوشی دماغ مین اثر کر گئی محلدار کو فی الفور
چھینک آئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گری خواجہ نے جلد بڑھ کر اُسے اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اسی کی
شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر داخل محل ہوئے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ حاکم قلعہ نے در محل کی
جانب سے آتے ہوئے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا محلدار کو بلالو ایک کنیز نے دوڑ کر آہستہ محلدار نقلی
سے کہا اے پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بلاتے ہین نہین معلوم تمسے کیا کام لینگے اسوقت تمھاری صورت کو
بغور دیکھکر بادشاہ نے تمھین اپنے پاس بلایا ہے ہمین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہو گئین بیٹھے تو
محلدار تمھین اب یقین ہے کہ بادشاہ سے بہتر ہو کر چین کرو گی تنخواہ بڑھ جائیگی محل تمھارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بہ ناز و ادا جواب دیا اے دور ہو نگوڑی کیا بیہودہ بکتی ہے بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کر کرینگے مین کسیطرح
راضی ہی نہونگی ہرگز اپنی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑ کر چلی جاؤنگی مجھے مال و زر کی خواہش نہین ہے مین اور کسی رئیس کی

نوکری کرونگی چار روپیہ آبرو پیدا کرونگی اسی طرح کی باتین کرکے محلدار مسکراتی ہوئی قدم ناز و ادا سے اوٹھاتی ہوئی قریب طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم موؤب کھڑی ہوکر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہی طاؤس شاہ نے فرمایا محلدار وہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہے جاکر لے آؤ محلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اتار کر بجا لاکے نذر زنبیل کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے زنبیل سے جلد نکالکر روبرو طاؤس شاہ لائی طاؤس شاہ نے چند دانہ انگور کھائے محلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہوگیا محلدار نقلی نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانہ سے ہٹا کر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اور خود طاؤس شاہ کی شکل بنکر اوسکی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اوٹھکر محل سے برآمد ہوا پھر جاکر تخت پر بیٹھا جب جملہ روسا و امرا حاضر دربار ہوے طاؤس نے سب سے مخاطب ہوکر فرمایا ہم تو شبکو عالم خواب مین مسلمان ہوگئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اونھین نے ہمین کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اب تم سبکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام دین حق ہے اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس نقلی نے سبکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر دربار سے اوٹھکر خواجہ عمرو نے ایک گوشہ مین جاکر اپنی اصلی صورت بنائی اور طاؤس شاہ کو زنبیل سے نکالکر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھاکر ہوشیار کیا طاؤس شاہ نے آنکھین کھولکر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہے طاؤس شاہ یہ حال دیکھکر ہول و حیران ہوا خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمیری اے طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزۂ صاحبقران عالیمقدار کا ہون پھر تمام حال امیر کا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد اسکے خواجہ نے کہا اے طاؤس شاہ تمھین مین نے گرفتار کرکے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہے تمھین بھی مناسب یہی ہے کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا اے خواجہ اب آپ جائیے ملکۂ مہرنگار اور سرداران نامدار وغیرہ قلعہ خسرو نیستانی سے یہان لے آئیے خواجہ روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے اوتار شاہ برادر طاؤس شاہ آیا اور بھائی سے کہنے لگا مین سُنا ہے کہ تم کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے دین آبائی ترک کردیا طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی بُرا تھا اسوجہ سے ترک کردیا اور مذہب اسلام اچھا تھا اختیار کرلیا اوتار شاہ نے برہم ہوکر کہا میرے دین کو بُرا کہتا ہے زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے جواب دیا خاموش رہ ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کرونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سُنکے تلوار لگائی طاؤس شاہ نے سپر اوٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کرکاسۂ سر مین در آئی پھر صراحی گردن سے جگرگاہ تک پہونچی طاؤس شاہ قتل ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ نے نذرین قبول کرلین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مئے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا و وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ کے روبرو تو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجئے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنیئے کہ جب خواجہ قلعہ خسرو نیستانی مین پہونچے جملہ سرداران اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعہ اوتار کے لینے کا بیان

کرکے کہا اب تم سب اوس قلعہ مین چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوے خواجہ نے ملکہ مہرنگار سے
کہا کہ جلد محافہ مین سوار ہو ملکہ محافہ مین سوار ہوئین خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب نکلے مردمان لشکر زوبین اسوقت
سب سو رہے تھے خواجہ سبکو ہمراہ لیکر بعد عجلت جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے بعد طی کرنے منزلونکے وقت سحر قریب قلعہ اوتار پہونچے
خواجہ نے در قلعہ پر آکر اہل قلعہ سے پکار کے کہا ای برادران ایمانی بعد پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہون جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو
اہل قلعہ نے اوتارشاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اوٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ روبروئے
خواجہ زمین پر پھینک کر کہنے لگا جسکو تم نے بمکر و فریب گرفتار کرکے مسلمان کیا تھا یہ سر اوسیکا ہے مین سر طاؤس شاہ کا
کاٹا ہے مسلمان ہوجانیکی یہ سزا دی ہے اب اس قلعہ مین مین حاکم ہون تمکو قلعہ مین ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہانسے چلے جاؤ
ورنہ گولندازونکو حکم دونگا وہ ابھی گولہ مار کر تمکو اڑا دینگے خواجہ تقریر اوتارشاہ کی سنکے نہایت غضبناک ہوئی فوراً چند سردارونسے
کہا کہ ہمراہ محافہ لیکر ایسی جگہ جاکر ٹھہرو جسجگہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچ سکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور
نکل گئے اور گرد محافہ کے واسطے محافظت ملکہ کے تلوارین کھینچکر کھڑے ہو رہے بعد جانے سردارونکے خواجہ نے نعمان
بن منذر شاہ و پہلوان عادی و کرتیت سپرگردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذیوقار سے کہا کہ جملہ فوج لیکر
اس قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ سے گرزہائے گران سے توڑ کر اوتارشاہ نابکار کو قتل کرو سردارون نے مع فوج قلعہ پر حملہ کیا
اوتارشاہ نے گولندازونکو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مار کر اڑا دو قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون نے حسب الحکم گولے مارنا
شروع کئے تیراندازون نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر امیر کا تو تیر و تفنگ بالائے قلعہ نہ پہونچا دو پہر کامل لڑائی سیکڑون
مردمان لشکر قتل اور ہلاک ہوئے جملہ سرداران نامی تیرون اور گولون سے بہ قدرت پروردگار بچے آخر خواجہ بعد دوپہر جنگ کرنے کے قلعہ کے
سامنے سے ہٹ گئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اوتارشاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا زوبین وغیرہ
کو لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو نیستانی ہو اگر میرے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپکو لازم ہے جلد فوج لیکر آئیے خواجہ وغیرہ کو
قتل کیجیے ملکہ مہرنگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجائیے ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرض نامہ اس مضمون کا
لکھکر سرنامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلا کر اوتارشاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجا کر زوبین کو دیدینا اور جو کچھ
تو نے دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جا کر نامہ دینا تاکہ بعجلت زوبین وغیرہ یہان آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالین
ملکہ کو مدائن مین لیجائین صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر بشکل مبدل جانب قلعہ خسرو نیستانی روانہ ہوا اثنائے راہ مین
صبا عیار نے خیال کیا میرے مالک آقا کو اوتارشاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجکو لازم ہے کہ نامہ زوبین تک نہ لیجاؤن اور خواجہ
عمرو کے پاس جاکر کوئی ایسی تدبیر کرون جس سے اوتارشاہ نابکار قتل ہوجاوے یہ خیال کرکے صبا عیار راہ سے پلٹ کر بشکل اصلی خواجہ
کے پاس آیا اور نامہ شاہ کا خواجہ کو دیکر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوے اور کہا مین
تمہارے ساتھ جاکر اوتارشاہ کو قتل کرتا ہون عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہون یہ کہکر خواجہ نے شکل اپنی بصورت کتارہ کابلی بنائی
پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعہ اوتار مین داخل ہوئے جب روبروے اوتارشاہ پہونچے سلام کرکے کھڑے رہے اوتارشاہ نے
صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھا دینے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ زوبین کامرانی کے
بھانجے ہین نام انکا کتارہ کابلی ہے یہ عیار ہین مین نے بموجب حکم حضور نامہ جاکر دیدیا زوبین نے نامہ پڑھکر انکو ہمراہ
میرے کردیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ مین جلد تمام فوج لیکر آتا ہون عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہون اور کوئی بات آہستہ انسے
کہی ہے اوس بات سے مجھے آگاہی نہین ہے آپ انسے دریافت کیجیے اوتارشاہ نے کتارہ کابلی نقلی سے پوچھا زوبین نے
تم سے کیا کہا ہے بیان کرو کتارہ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی مین آپ تشریف لیچلین تو مین بیان کرون سر دربار اوس بات کا

انہار نکرونگا اوتار شاہ یہ سُنکے تخت سے اوٹھکر کتارہ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہر نگار
پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارہ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہو ژوبین نے کہا کیا ہے کتارہ کابلی نے
کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہر نگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتار کو دیکر کہا یہ ڈبیا ژوبین نے دی ہے مجھے نہین معلوم اس ڈبیا
مین کیا ہے ذرا کھولکر دیکھیے اوتار شاہ جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھولنے سے بیہوشی اڑی
اور دماغ مین بادشاہ سرایت کر گئی اوتار شاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر کرسی سے گرنے لگا اوسوقت خواجہ نے
آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بیبرم ٭ رنگ از رخ بختاب بداختر بیبرم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ہیچ
وسپر سبو و ساغر بیبرم ٭ یہ نعرہ کرکے جلد تر خواجہ نے اوتار شاہ کے کپڑے اتار کر ایک لنگی بین باندھ کر نذر زنبیل کیا
پھر جلد اوتار شاہ کی شکل بنکر جسقدر اوس مکان مین نقد و جنس و اسباب مال خواجہ نے جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا صبا
عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھکر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا بیشک آپ شہنشاہ عیاران ہین مثل و نظیر آپکا روے زمین پر فن
عیاری مین نہین ہے عجب تدبیر سے آپ نے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہے آپکے سامنے کوئی عیار عیاری نہین کرسکتا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ یہ کیا عیاری ہے اگر تم ہماری نازک عیاریان دیکھو گے تو نہایت متحیر ہوگے یہ کہکر خواجہ نے صبا عیار کو رنگ و روغن نکالکر بصورت
کتارہ کابلی بنایا بعد ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتار شاہ کتارہ کابلی نقلی کو ہمراہ لیکر مکان سے نکلکر مسکراتی ہوئی قریب تخت
حکومت آئے سرداران لشکر وغیرہ براے تعظیم اوٹھ کھڑے ہوے خواجہ نے تخت پر بیٹھکر کہا کہ افسران لشکر ژوبین ہی بہرہم
مسلمان ہوگیا تم سبکو لازم ہے کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ سرداران لشکر و امرا وغیرہ نے گفتگو اوتار شاہ نقلی
سنکے خیال کیا کہ اوتار شاہ کہ ہماری ملت و مذہب کا امتحان کرتا ہے اگر ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہوگئے تو مثل طاؤس شاہ
ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہے کہ مسلمان ہونے سے عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوئے تھے جب حضور رونق افزاے تخت ہوے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ
مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سب نے خالف ہوکر پھر دین آبائی اختیار کرلیا اور گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین جد و آبا کو چھوڑنا
اچھا نہین معلوم ہوتا ہے آیندہ جو حکم حضور ہو ہم بسر و چشم بجا لائین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتار شاہ کے
خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے انکار کرتے ہین یہ سمجھ کر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری
اے سرداران لشکر و اے امراے عالی گہر کیون اوتار شاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کرلیا ہے بیہوش
اور مدہوش میری زنبیل مین ہے یہ کہکر خواجہ نے اوتار شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے
اوس سے کہا کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے سے انکار کیا خواجہ عمرو نے اوسے ہلاک کیا اہل دربار اوتار شاہ
کے ہلاک ہونے سے خوش ہوے اور بخوف خواجہ سب نے اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی
مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بٹھا کر اہل دربار سے نذرین دلوا کر در
قلعہ کھلوایا اور ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکہ مہر نگار ایک جگہ قلعہ مین بعیب
پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر جابجا مقیم ہوے خواجہ نے حکم دیا طاؤس شاہ اور
جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دیکر نماز پڑھکر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم
خواجہ سے در قلعہ بند ہوا اہل تختہ اٹھوالیا گیا خندق مین پانی بھروادیا گیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگوادین گئین یہان
جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان ژوبین کو
معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعہ اوتار مین گئے ہین اور اوتار شاہ کو مار ڈالا ہے اہل قلعہ کو مسلمان کیا

ژوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوے اور اُسی وقت لشکر لیکر وہان سے چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعۂ اوتار پہونچے مقیم ہوے ہرمز اور فرامرز اور ژوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صدائے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز طبل سنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوے اسیطرح لشکر ہرمز و فرامرز مین بھی دلاور سامان جنگ و پیکار مین مشغول و مصروف ہوے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے غرض تمام شب دونون جانب سامان جنگ بخوبی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعۂ گردون مین خبر آمد شاہ خاور سنکے پوشیدہ ہوا اور لشکر ثوابت و سیار سپاہ نور مہر سے شکست رسیدہ ہوا

نظم

نشانِ شب ہوا عالم سے ناپید * اُڑا رنگ اخترون کا صورتِ دود
سحر پھیر دے گے تاج مہر سر پر * ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

وقت سحر ژوبین کامرانی نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہو جائے آج میرے حملہ کرنے کا تماشا دیکھئے ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گئے ایک میدان مین صف آرا ہوے ژوبین نے اپنے لشکر کو حکم کمر بندی دیا مردان لشکر زرہین پہننے لگے خود آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے سائیس گھوڑون کو زین و لجام سے آراستہ کرنے لگے مرکبون کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر آہنی کمر کو کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سربلند ہوے جب ژوبین مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کہ قریب دو لاکھ کے تھے ہمراہ ژوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑون کی باگین اوٹھائے تیغین کھینچے ہوے غل و شور کرتے ہوے عقب ژوبین چلے جاتے تھے ژوبین کے ہاتھ مین گرز گران سر تھا گینڈے دوڑاتا ہوا جانب در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب ژوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے گولندازون کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیراندازون اور عیارون سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار ژوبین کو اس قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کیے سواران لشکر ژوبین ہلاک ہو کر زمین پر گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھوان مانند ابر کے چھا گیا رنگ جنگ کے آثار برق ظاہر ہوے گولے برسنے لگے زمین دہلنے لگی ژوبین گرز گران سر سے گولون کو رد کرتا ہوا دلیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت گھبرائے خواجہ عمرو بھی پریشان خاطر ہوے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیان بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤ مین بھر بھر کر جانب ژوبین پھینکنا شروع کیا تیراندازون نے تیر دشمن کی بارش کی عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیے ژوبین تیر اور پتھر وغیرہ سے اپنے تئین بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ برادران ژوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے برائے مدد برادر آتے ہین خواجہ عمرو فوراً کمر کی قلعہ کی کھولکر اور کتارہ کابلی کی صورت بنکر بعجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور مودب سلام کر کے کہا کہ آپ کے بھائی نے بعد سلام آپسے کہا ہے کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے مین اسطرف سے انھین ہلاک کرتا ہون آپ اُدھر سے انھین قتل کیجئے تاخیر نہ کیجئے کتارۂ کابلی نقل تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ مین چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے تین لاکھ فوج سے بعجلت ہرمز اور فرامرز کے لشکر پر ایکبار حملہ کیا ہرچند ہرمز اور فرامرز نے کہا ای قہرمان شاہ ہمسے کیون لڑتے ہو کچھ بیان تو کرو لیکن اوس غل و شور مین قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمز اور فرامرز کی آواز نہ سنی بلکہ اوس ہنگامہ مین صوت بھی اونکی نہ کہی جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر دور تک میدان مین چمکنے لگی ابر سیاہ دھوان کا اوٹھا بارش تیر و تفنگ ہونے لگی سر شل اونون کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران لشکر کے نعرون کی ایسی صدائین بلند ہوئین مردم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صدائے بہادران سنکے تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون مین نہانے لگے خون کی ندیان میدان کارزار مین نظر آئین سر حباب کے مانند سیل خون مین نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ حشر برپا ہونے لگا ژوبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا کہ یک ہنگامہ قیامت دیکھکر اور شور و غل سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سرداران حمزہ مثل بہرام گرد و لندھور لشکر کثیر لیکر آئے ہین بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ رہے ہین مین میدان کارزار کو جنبش ہے اور تلوارون کی جھنکار یہان تک آتی ہے ایسا نہو کہ ہرمزاد و فرامرز شاہزادگان ذی توقیر قتل ہو جائین تمکو لازم ہے کہ جلد برائے مدد ہرمز اور فرامرز اپنے تئین وہان پہونچا آج قلعہ کو نہ لے کل قلعہ پر قبضہ کر لینا یہ سمجھکر قلعہ کیطرف سے گھوڑے کو پھیرا اہل قلعہ نے ژوبین کو جاتے دیکھکر تعجب کرکے شکر خدا کیا گولے اور تیر وغیرہ لگانے سے ہاتھ روکا ژوبین نے میدان کارزار مین پہونچ کر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہرچند جنگ رستمانہ کر رہے ہین لیکن لشکر ہرمزاد و فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہین مردان فوج فرامرز آگے بڑھتے ہین ہزارہا لاشین مین پر تڑپ رہے ہین زخمی چلا رہے ہین گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہین لاشین اپنے راکبون کی پامال کر رہے ہین صدائے گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے دریائے خون مقتولان بہ رہا ہے ژوبین اپنے بھائیونکو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا آواز بلند گھوڑے پر کھڑا ہوکر پکارا اے قاہر اور قہرمان شاہ دست خود را نگہدارید ارے کیون لڑتے ہو بیکار خون ریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرمزاد و فرامرز کا ہے لشکر حمزہ کا نہین ہے یہ کہکر پھر ہرمزاد و فرامرز سے مخاطب ہوکر پکارا اے شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان شاہ میرے بھائیون کا ہے آپ میرے بھائیون سے نہ لڑے اپنے جدال و قتال نہ کیجئے قاہر و قہرمان شاہ اور ہرمزاد و فرامرز نے آواز ژوبین کی سنکر لڑائی موقوف کی ژوبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا بعد سلام کے پوچھنے لگا اے بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیون لڑے انھون نے جواب دیا آپ ہی نے تو ہمارے پاس کتارہ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہے اسے قتل کرو ہم نے بموجب آپ کے کہنے کے قتل کرنا شروع کیا ژوبین نے جواب دیا مین نے تو کتارہ کابلی کو تمہارے پاس نہین بھیجا تھا جبتک ژوبین اور قاہر اور قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو کتارہ کابلی کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہونگے یہ انھین حضرت کی ادنیٰ عیاری ہے قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے ہرمزاد و فرامرز سے عذر کیا ہرمزاد و فرامرز نے عذر قبول کیا ژوبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہین دوسرے روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے ژوبین کے بحکم خواجہ عمرو اسقدر گولے گولندازون نے مارے کہ ژوبین آگے نہ بڑھ سکا در قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچ سکا ہزارون سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دوپہر کے لڑنے کے ژوبین طبل باز جنگ بجوا کر لپٹا اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا احوال ژوبین اور عمرو کا انشاءاللہ آئندہ لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قریشیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا شہپال سے پھر چھوڑ دینا دیوون کا امیر کو صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی مین بحکم ملکۂ آسمان پری اور دب جانا امیر کا پشتۂ ریگ مین پھر زندہ نکلکر جانا ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے گلستان ارم مین

راویان شیرین زبان اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد گذرنے ایام حمل کے جس روز بطن ملکہ آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و یوسف جمال شیر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزہ صاحبقران زمان

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے عبدالرحمن جنی و دیگر دیو و پریزاد و ذی قدر و ذی رتبہ علیٰ قدر مرتبہ یمین و یسار بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ازرق پری نے روبروی امیر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوئے بعوض خوشی مغموم ہوئے عبدالرحمن جنی نے امیر کو غمگین دیکھکر عرض کیا اے امیر مجکو اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع اور بہادر ہوگی اکثر آپکے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہوگی اور نہایت عقیل ہوگی اس دختر کو آپ فرزند سے بہتر خیال کیجیے رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے عبدالرحمن جنی سے فرمایا اس دختر کا نام رکھئے عبدالرحمن جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشیہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر با توقیر نے نام سنکے فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ازرق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمن جنی سنکے چلی گئی اور شہپال بن شہرخ اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے عبدالرحمن جنی نے قریشیہ سلطان رکھا ہے شہپال اور ملکہ آسمان پری دونون یہ نام سنکے خوش ہوئی بعد کئی روز کے شہپال نے قریشیہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان پریزاد گایا کین اکثر شاہان پردہ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوئے بعد جشن کے کل زن و مرد جو مہمان تھے رخصت ہوئے اُسی دن وقت شب امیر با توقیر کو جو ملکہ مہرنگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب ہوگیا چشم پرنم ہوئی لب آہ و نالہ سے آشنا ہوئے آنکھون سے ہجر ملکہ مہرنگار مین آنسو جاری ہوئے یہ حال ہوا

ابیات

سنان درد نے چھیڑا جگر کو ✦ ہوا رونا نہ نسبی ہر چشم کو ✦ یہان تک اشک نم مژگان سے ٹپکے ✦ کہ چھنکر رات بھر دامان سے نپکے ✦

وہ شب بہزار آہ و زاری و بنالہ بیقراری بعد مشکل بسر کی ہنگام سحر امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکر شہپال بن شہرخ پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجھے یہان ایک زمانہ گذرا ہی میرے لشکر کے سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہونگے عبدالرحمن جنی نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جانے گا اب زمانہ نو مہینے سے بھی زیادہ گذرا ہے مین از حد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے لشکر کے سردارون کے پاس مجھے بھجوا دیجیے اگر مین وہان نہین جاؤنگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگا شہپال بن شہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنونکے مین تمھین وہان پہونچا دونگا آخر اصرار امیر با توقیر سے شہپال نے مجبور ہو کر چند دیوون کو بلایا جب دیو حاضر ہوئے شہپال نے کہا امیر با توقیر کو ایک تخت روان پر بٹھا کر جلد انکے لشکر کے سردارون کے پاس انھین پہونچا دو جب یہ خبر ملکہ آسمان پری نے سنی امیر با توقیر کو بلاکر پوچھا مجھے چھوڑ کر کہان جاتے ہو امیر با توقیر نے فرمایا مین ملکہ مہرنگار رخمتہ نوشیروان سے آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہرنگار میرے انتظار مین بیقرار ہوگی اور جملہ سرداران لشکر بھی پریشان خاطر ہون گے ادھر مین اُن سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انھین کا خیال رہتا ہے خصوصًا ملکہ مہرنگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین انکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی یہان سے نہ جاتا بلکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جاکر ازرق پری کو بلاکر اس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجا ئینگے اون سے میری طرف سے جلد جاکر یہ کہدو کہ ملکہ آسمان پری نے تم سے بتاکید کہا ہے کہ امیر کو ہیانسے لیجاکر حیرت کدہ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین وہان ہرگز ہرگز نہ لیجانا ازرق پری نے حکم ملکہ ان دیوون سے جاکر کہدیا دیوون نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کر دیجیگا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدہ سلیمانی مین

چھوڑکر چلے آئینگے آپکا حکم بجا لائینگے جو کچھ دیوؤن نے عرض کیا تھا ازرق پری نے ملکہ سے کہدیا امیر ملکہ اور شہپال خوشوقت ہوکر تخت پر بیٹھے شہپال امیر کے جانے سے ملول ہوا ملکہ چونکہ برہم تھی ملول نہوئی دیوؤن نے تخت اٹھایا اور ایک جانب چلے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے جب حیرت کدۂ سلیمانی مین پہونچے تخت کو وہین رکھکر امیر سے کہنے لگے اسوقت ہم سب گرسنہ ہین آپ کہین تو ہم اکل و شرب سے فرصت کرلین تو پھر آپ کو لیچلین امیر سمجھے کہ دیو سچ کہتے ہین بعد فراغت آب و طعام پھر تخت اٹھاکر لیچلینگے یہ خیال کرکے امیر خاموش ہو رہے دیو وہان سے آگے بڑھے امیر نے تو یہ تصور کیا کہ یہ کہین آب و طعام کی جستجو مین جاتے ہین لیکن دیو بموجب حکم ملکہ امیر کو وہان چھوڑکر جانب گلستان ارم روانہ ہوے جب گلستان ارم مین پہونچے ملکہ سے جاکر عرض کیا حضور ہم امیر کو حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ چلے آئے ہین ملکہ یہ سنکے خیال کرنے لگی کہ امیر ملکہ مہرنگار اپنی معشوقہ کے پاس اب کیونکر جا سکینگے زندگی بھر راستہ نہ پائینگے مجکو ناراض کرکے اور مجھسے جدا ہوکر راحت نہ اوٹھائینگے ایک روز حیرت کدۂ سلیمانی مین تڑپ تڑپ کر رہ جائینگے آرزو دل کی بر نہ آئیگی مہرنگار نگوڑی سے وصل اونھین میسر نہوگا یہ خیال کرکے ملکہ قریشیہ سلطان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگی وہان امیر دیوؤن کا انتظار کرکے تخت سے اوٹھے اور خیال کرنے لگے افسوس دیوؤن نے مجھسے دغا کی مرکب جنگ سیہ قیطاس کو بھی بعجلت گلستان ارم مین چھوڑ آیا اگر اسوقت مرکب ہوتا تو اسپر سوار ہوکر راہ بعید آرام سے طے کرتا تکلیف نہ اوٹھاتا یہ خیال کرکے بخیال ملکہ مہرنگار مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کانٹون سے پانون فگار ہوگئے تلوؤن مین چھالے پڑ گئے آبلون سے پانی نکلنے لگا کانٹے جو تلوؤن مین چبھ گئے تھے خون تلوؤن سے بہنے لگا کانٹون کی خلش سے روح کو صدمہ پہونچنے لگا حرارت آفتاب سے پسینے مین تر ہوگئے غبار ہوائے گرم سے اوڑ اوڑکر رخ پر پڑنے لگا خار صحرا کف پا مین ہر قدم پر چبھنے لگے وہ صحرائے حیرت کدۂ سلیمان جس مین ہر ایک قدم ظہور حیرانی و پریشانی وہ تمازت آفتاب کہ جس سے قلب و جگر کباب ہو جائے لاکھ جستجو کرے کوئی چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب کے نظر نہ آوے وہ صحرائے ہولناک زیر افلاک ایسا تھا کہ روح قیس نے بھی اوس بیابان کو کبھی خواب مین نہ دیکھا تھا زمین صحرا حرارت آفتاب سے جلتی تھی لو دمبدم چلتی تھی ہر درخت کثرت لو سے خشک تھا برگ و ثمر سے مجبور تھا ہر ذرہ اوس وادی کا غیرت دہ آفتاب تھا طبقہ اوس زمین دشت کا کرۂ نار کا جواب تھا جن بھی اوس صحرا مین بخوف ہلاکت نہ آتے تھے دیو حتی الامکان بخوف اوس وادی پرخطر مین نہ جاتے تھے کیونکہ وہ صحرا ایسا ہولناک و وحشت افزا تھا نظم

لکھون تعریف کیا اوسکی قلم سے ۔ بلا انگیز تر وحشت عدم سے

تمازت سے عیان جوش تباہی	تڑپتی ریگ مثل ریگ ماہی	نہ سایہ تھا نہ برگ خشک و تر تھا	بہ رنگ شاخ آہو ہر شجر تھا
کف سائل صورت چشمۂ آب	ہوائے گرم سے ہر مرغ بیتاب	حرارت سے دھوان اوٹھا جگر کا	طپش سے آبلہ پڑتا زمین مین
یہ عالم دیکھکر وحشت بلا کا	نظر مین پھر گیا سامان قضا کا	وفور تشنگی لایا غضب مین	ہیولی جان بھی پنہان آغوش تب
وہان مانند سنگ میل تنہا	فقط حمزہ تھے محو سیر صحرا	طلسم قدرتی پیش نظر تھا	وہ صحرا جاوگاہ خیر و شر تھا

امیر با توقیر نہایت حیران و پریشان یاد ملکۂ مہرنگار مین بصد دشواری بادیہ پیمائی کرنے لگے اشعار

پریشان خستہ آوارہ جگر خون	لگے پھرنے میان دشت و ہامون	نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا	نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
دل پر سوز و جان شعلہ پیوند	گذرگاہ خیال چند در چند	کبھی گریان غم اہل وطن مین	کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی شاکی دل ناصبر [illegible]	کبھی دل تنگ جور آسمان سے	کبھی پیش نظر اور رنگ تقدیر	کبھی سیر طلسم غم سے دلگیر
کبھی کہتے کہ یارب مین کہان ہون	یہ کیون پامال جور آسمان ہون	کہان لائی مجھے قسمت کہانسے	کہان لیجائیگی وحشت یہانسے
کبھی کہتے دل مضطر سے اپنے	ملونگا کس طرح لشکر سے اپنے	وہان ہر ایک پر روز شبانہ	گذرتی ہوگی کیا بے آب و دانہ

اجابت جو دو بجواب ہو گئے ... تیری فرقت میں سب بیتاب ہو گئے
ہو سکی کچھ نہ پھر با صد مصیبت ... ہوئے شرمندۂ احسان رحمت
ہوئی غفلت کہ بیداری ہم آغوش ... بجالائی دل و جان رخصت ہوش
لگا یک سو ق نے بالین پہ اگر ... کھا بیٹھے کو کیا آرام پاکر
نہ سمجھو آبروئے صادقی کو ... لگایا داغ نام عاشقی کو
اگر دل میں بھی جوش ہوس تھا ... تو تا حشر در پئے سوز نفس تھا

کہ ناگاہ صبح تھی ہو رنگ صحرا ... وہی میلہ ہوا صحرا میں پیدا
کہ اسمین ماندگی سے ہو کے بیتاب ... کیا آنکھوں نے میل بوسۂ خواب
کیا روح جہان پیچان نے اپنا ... تعلق عالم علوی سے پیدا
محبت میں سر آرام جان کیا ... ہوئے لشکر و طبل و نشان کیا
یہ سب سامان تر آہنگ حیا ہے ... خلاف غیرت اہل وفا ہے
محبت بانے طفلان ہین ہے ... یہ مشکل ہے یہ آسان نہیں ہے

امیر زرہ اور تیغ وغیرہ جسم سے اتار کر جابجا زمین پر پھینک کر زیر پشتہ ریگ پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹے تھے یکایک ہوائے تند چلی اسوقت کثرت ہوا سے پشتہ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پاؤن کھلے رہے اسوقت ملکہ آسمان پری کا دل گھبرایا بیتاب ہوکر عبدالرحمن جنی کو بلایا جب عبدالرحمن جنی روبرو ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتائیے اسوقت امیر کس جگہ ہین اور کس حال مین ہین میرا دل نہایت گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے عجب نہین کہ امیر کسی بلا مین گرفتار ہوگئے ہون عبدالرحمن نے اپنے علم سے دریافت کرکے کہا اے ملکہ غضب ہوگیا امیر صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی مین زیر ریگ دب گئے ہین روح اونکی جسم مین گھبرا رہی ہے کوئی دم کے مہمان ہین اگر آپکو خبر امیر لینا ہے تو جلد لیجئے ورنہ امیر تھوڑی دیر مین ہلاک ہوجائینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہرنگار سنکے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمن جنی سے حال امیر سنکے ایسی بیقرار ہوئی کہ اسیوقت تخت پر بیٹھکر حیرت کدہ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتہ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و عقرب سلیمانی وغیرہ جابجا مقام پر پڑا ہے امیر زیر ریگ دبے ہوئے ہین فقط ایک پاؤن کھلا ہے یہ حال دیکھکر بیتاب ہوکر دیوؤنسے کہنے لگے ارے جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوؤن نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے اپنے زانو پر سر امیر کا رکھا بغور جو دیکھا تو رمق جان باقی تھی اسوقت ملکہ کا رونا اور تدبیرین ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا مفصل کیا لکھی جائین خلاصہ یہ کہ بمشکل تمام وبقدرت خالق خاص عام امیر کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ مین پایا امیر نے سر اپنا زانوئے ملکہ سے اٹھاکر بالائے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوی ملکہ مہرنگار کا ہے ملکہ آسمان پری نے برہم ہوکر کہا مہرنگار آدم زاد مجھ سے اچھی ہے میرے حسن و جمال سے اوسکا حسن و جمال زیادہ ہے امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اسکے حسن ملیح و دلفریب کے آگے تمھاری اس گوری صورت کی کچھ حقیقت نہین ہے ملکہ جو دیکھا کہ امیر غضبناک ہین اور سوائے حکایت مہرنگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا معلوم نہین ہوتا اسوجہ سے ملکہ نے جواب ندیا اور واسطے دفع کرنے برہمی مزاج کے ملکہ قریشیہ سلطان کو امیر کی آغوش مین بٹھادیا قریشیہ سلطان آغوش امیر مین مسکرانے لگی ہاتھ پاؤن مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہرنگار کا قریشیہ سلطان کو دیکھکر کم ہوا اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوؤنسے کہا خود و زرہ اٹھا لاؤ جب یہ زرہ وغیرہ اٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ پہنو خود سر پر رکھو عقرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم مین چلو امیر نے جواب دیا اے ملکہ اب مین مہرنگار کے پاس جاؤنگا ملکہ نے منت کہا آپ میرے ساتھ چلئے بعد چھ مہینے کے مین آپکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دونگی امیر بآتوقیر نے خیال کیا اگر حیات باقی ہے تو چھ مہینے جلد گذر جائینگے بعد چھ مہینے کے یہان سے ملکہ مہرنگار کے پاس چلا جاؤ یہ خیال کرکے امیر بآتوقیر حمزۂ صاحبقران راضی ہوئے ملکہ آسمان پری امیر بآتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحرائے حیرت کدۂ سلیمان سے گلستان ارم مین لائی شہپال کو امیر کے آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر پھر بہ صد راحت و آرام گلستان ارم مین رہنے لگے

داستان پہونچنا لندہور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا مع فوج کثیر ملک سگ ساران مین اور قتل کرنا مرزوق شاہ کو اور بھاگنا داراب شاہ اور عبد العزیز کا جانب ختائیان پھر جانا بہرام کا ست چین لندہور سے رخصت ہو کر

راویان بیدار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندہور و بہرام مع فوج جرار قریب ملک مرزوق شاہ والی ملک سگ ساران کے پہونچے ایک میدان وسیع مین قیام پذیر ہوئے چونکہ عبد العزیز و داراب شاہ لندہور و بہرام سے شکست کھا کر قبل پہونچنے لندہور اور بہرام گرد کے مرزوق شاہ بادشاہ سگ ساران کے پاس پہونچے تھے اور تمام کیفیت اپنی اُس سے بیان کی تھی اُسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر لندہور اور بہرام فوج لیکر یہان آئینگے تو مین اُنسے لڑونگا اور اُنھین قتل کرونگا یہ کہکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعزت و حرمت اپنے ملک مین رکھا تھا جب لندہور اور بہرام قریب شہر مرزوق شاہ پہونچکر مقیم ہوئے اور مرزوق شاہ نے لندہور اور بہرام کے آنے کی خبر سُنی فورا پانچ لاکھ فوج سگ ساران کے ہمراہ لیکر مع عبد العزیز اور داراب شاہ برائے مقابلہ لندہور و بہرام گرد شہر سے باہر نکلا اور سامنے فرودگاہ لشکر لندہور کے آکر قیام پذیر ہوا ہنگام شام مرزوق شاہ نے طبل جنگ بجوایا صدائے نقارہ و طبل جنگی بلند ہوئی ہرکاروں نے جو بر آمد خبر مقرر تھے وہ صدائے طبل جنگی سنکر خدمت لندہور مین حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کر بصد ادب مجرا کر کے اسطرح دعا و ثنائے شاہی بجا لا کر عرض کرنے لگے نظم

یکہ حشمت دراز مودن تیغ قامت از سایہ افگندہ بر فلک	سر بہرام صد را انداز د سینہ بر روی کہور انداز د	گر کشد باز ہیبت تو صفیر گر قضا قدرتت بدست آرد	مرغ تصویر شہپر انداز د بے عوض طرح جوہر انداز د

حضور مین ہوا گار حضور کا خطا ہو بہر بد اندیش تیغ آبدار سے جلد تر جدا ہو ہوقت مرزوق شاہ حاکم سگ ساران بد ترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اوسکا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین عبد العزیز و داراب شاہ روسیاہ غازیان لشکر حضور پر نور سے مقابلہ کرین باقی خیریت ہے لندہور نے خبر مرزوق شاہ کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے سنکر فرمایا الحمد و ہمارے لشکر نصرت اثر مین بھی بعنایت رب دو جہان نقارۂ جنگی بجوایا جاوے ہرکارے یہ خبر سنکر بارگاہ فلک جاہ سے باہر آئے اور حکم بادشاہ ہندوستان۔ لندہور بن سعدان سے نقارہ نوازونکو اطلاع دی بمجرد حکم قضا شیم لندہور بن سعدان ادھر بھی نقارۂ جنگی پر چوب پڑی آواز نقارہ زری بلند ہوئی دشمنون کے دل دہلنے لگے شعر نقارہ آواز آمد برون بہ کہ دو نست دو نست گردون دون جسوقت صدائے طبل نقارۂ جنگی بلند ہوئی دونون لشکر وشمن تیاری جنگ کی ہونے لگی غازیان لشکر اسلام تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیغون کو اور آبدار کرنے لگے تیر انداز تیرونکو درست کرنے لگے شاخ کمان کو سینکنے لگے دلاوران ہند خوش ہو کر باہم کہنے لگے کہ جلد صبح ہو لڑائی شروع ہو برق شمشیر چمکے چقا چاق خنجر بلند ہو کمانونکی کڑکنے کی آوازین سنین تیرونکی بارش ہو جنگ مغلوبہ ہو اعدائے نابکار کو قتل کرین جوہر شمشیر کھائین زخم تیغ و تبر منہ پر کھائین بہادرون سے سرخرو ہون تمنائے دلی بر آئے اگر مر کہین جائے داخل شہدا ہون جنت مین جاوین حورون کے وصل سے لطف اُٹھائین سیر باغ جنان کرین میوے خلد کے کھائین ادھر تو بہادران ہندوستان شوق جنگ مین بیتاب بیقرار تھی ادھر سگ ساران روسیاہ بھی تیاری جنگ مین مصروف تھے مگر سگ ساران ناپاک خیال جنگ سے غمناک تھے باہم کہتے تھے کہ دیکھئے ہنگام صبح کیا ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے سنا ہے کہ بہادران ہندوستان نہایت شجاع ہین ہم تو پہلے حملہ کرینگے اگر لڑائی بن پڑی تو خیر ورنہ دم دبا کر بھاگ جائینگے جلادون سے اپنی جان بچائینگے اسیر ہرگز نہونگے گلے مین اپنے رسی نہ بندھوائنگے شیران ہند سے دیدہ و دانستہ مقابلہ نکرینگے بلا سے گلیون مین مارے مارے پھرینگے کوئی رحم کہا کر نہ ہی یا روٹی ہین دیدیگا پیٹ ہمارا صبح سے تا شام بھر جائیگا اسیطرح باہم گر سگ ساران خیرہ سر باتین کرتے تھے باہم گر گفتگو کیا کرتے تھے گویا بھونکتے تھے لشکر اسلام مین بھی یہی چرچا بلند تھا کوئی کہتا تھا برادر کل صبح کو معرکۂ رزم مین اپنی جان دینگے شربت شہادت نوش کرینگے یا حریف کو تلوار کے گھاٹ اتارینگے ناری کو واصل جہنم کرینگے لشکر کو تیرہ

واسطے طلایہ کے اٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور مشعلیں روشن تھیں ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دونوں جانب اہل لشکر کو ہوشیار کرتے تھے نقبائے خوش آواز بھی دونوں لشکروں میں پکارتے تھے ای دلاورو آج کی رات آرام و استراحت سے بسر کرنا نہیں چاہیے ساتھ حریف کا ہے ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کے درستی کرو ہنگام سحر قریب ہے میدان جنگ میں دلیرانہ جا کر معرکہ سے قدم نہ ہٹانا سر کٹنے کا خطرہ نہ کرنا آبرو کا خیال کرنا حق نمکخواری ادا کرنا میدان میں ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر سینے پر روکنا اپنے حریف کو سر میدان ٹوکنا نعرے دلیرانہ کرنا جنگ رستمانہ کرنا دلاوران لشکر میں جرأت و شجاعت ظاہر کرکے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤگے دیکھو سچ کہے دیتے ہیں پچھتاؤگے آبرو خاک میں ملجائیگی دلاوروں کی نظروں سے گر جاؤگے نامرد و بزدل مشہور ہو جاؤگے غرض اسیطرح نقبائے خوشگو مردان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے رہے دلاوران لشکر تیاری جنگ میں مصروف و مشغول رہے یہانتک کہ وقت

پڑی سامان ظلمت پر تباہی | دھواں ہو کر جلی سب کی سیاہی
جمال شمع پر آئی اداسی | چراغ شب میں پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر مرزوق شاہ نابکار بیدار ہو کر مع لشکر بعدکرو فر میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوا ادھر سے لندھور و بہرام گرد بھی بعد ادائے نماز سحر اسلحہ تن پر آراستہ کرکے دعائے فتح و ظفر خالق و برج شریعت مآب کے بارگاہ سے برآمد ہوئے بہرام مرکب صبارفتار پر سوار ہوا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہے کہ فیل پر سوار ہو کر مع جملہ جوانان لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار روانہ ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاو زمین بار کثرت مردمان فوج سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا مرزوق شاہ بدانجام لشکر اہل اسلام دیکھکر گھبرایا جب بہرام گرد اور لندھور بن سعدان شہنشاہ ہند میدان رزم میں پہونچے بیلچہ کاروں نے لشکر سے نکلکر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقوں نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور اسطرح پکارے کہ ای بہادرو وقت کارزار ہے لازم ہے کہ دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو بیدرنگ کردو یہ عرصہ کارزار ہے قبضہ میں تمھارے تیغ آبدار ہے حریف کو للکارو دشمن کو مار لو

وہ نعرے کرو آج مانند گیو | لڑو اسطرح زیر چرخ بریں
دہل جائے سنکے اگر کوئی دیو | ہووے ہو سب سرخ رنگ زمین
کرو آج میدان میں ایسی نبرد | عدو کو کرو قتل شمشیر سے
کہ دشمن بھرے دمبدم آہ سرد | کرو سرکشوں کو فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر فرط نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر جھومنے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر چومتے لگے عبدالعزیز ہندی اول صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد بھی جانے کو اپنے سمند تیز کو بڑھایا اسوقت طبل لشکر جلوہ گری پر آئے باجے جنگی بجے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں بمقابل عبدالعزیز پہونچکر مرکب کو روکا عبدالعزیز نے بقہر و غضب بہرام کا در زنی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام نگادرزنی مردمان لشکر جانبین دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبدالعزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پسپا ہوا عبدالعزیز نے مرکب رانوں میں دبا کر آگے بڑھایا اور غضبناک ہو کر نیزہ بسینۂ بے کینہ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شعر ظاہر ہوئے بعد چند طعنہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبدالعزیز نکالا نیزہ دست عبدالعزیز سے کیا نکلا گویا ایک نیزہ آپ خجالت میں غرق ہو گیا سنان نیزہ عبدالعزیز مثل تیر شہاب دور جا کر گری جو تمام لشکر میں شور ہوا کہ نیزہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبدالعزیز ہندی نے برہم ہو کر تیغ گرانبار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھا کر خبردار خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام نے سپر اٹھائی اتفاقا پاؤں گھوڑے کا موشخانہ میں جا رہا چاہتا تھا بہرام گرد مرکب کو سنبھالے اور پاؤں گھوڑے کا موش خانے سے نکالے تیغ سر پر پڑ گیا اور تا دو ابرو اتر آیا بہرام نے دستانہ مارا تیغ نکل گیا لیکن خون زخم سر سے جاری ہوا عبدالعزیز بہرام گرد کو زخمی کرکے لشکر مرزوق شاہ میں چلا گیا مرزوق شاہ تخت سے اترکر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا پکارا کہ ای لندھور اگر دعوی شجاعت ہے تو میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر لندھور بن

سعدان نے گفتار مرزوق سنکے گھوڑے پر سوار ہوے مرکب اپنا آگے بڑھایا اسوقت پھر علم لشکر نصرت اثر جلوہ گری پر آئے ہر سمت مین باجے جنگی بجے لندھور سے میدان مین جاکر بہرام گرد کو لشکر مین بھیجکر مرزوق سے مقابلہ کیا مرزوق شاہ نے تیغہ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغہ سر پر روکا پھر تیغ ہندی کو ایسا زور دیکر کھینچکر مرزوق شاہ کی کمر پر اسطرح لگایا کہ مرزوق شاہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مردمان فوج مرزوق شاہ یہ حال دیکھکر بصد غضب آگے بڑھے اور لندھور کو گھیر کر تیغ و تبر لگانے لگے لندھور بھی شیرانہ سنگ سرون سے لڑنے لگا ایک ایک حملے مین سیکڑون قتل کرنے لگا یہ حال دیکھکر فوج ظفر موج لندھور بھی بصد قہر و غضب بڑھی ہر ایک بہادر نے تلوار کھینچی آخر دو لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی فرومان لشکر جانبین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی روحین جسمون سے نکلنے لگین سر تنون سے جدا ہونے لگے زمین خون بہادران صف شکن تیغ زن سے رنگین ہوئی لگی زخمی خاک پر گر کر تڑپنے لگے درد زخمہای کاری سے کراہنے لگے ہوقت یہ عالم تھا ابیات ہوئی چسرخ پر غل مریخ دنگ ✽ کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ ✽ دلاور بڑے تیغ کو تول کے ✽ کہ ہم نقد جان دیتے ہین کھول کے ✽ ہوا گرم بازار جنگ و ستیز ✽ کیا عافیت نے وہان سے گریز ✽ پہر بھر کامل خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر فوج مرزوق شاہ مقتول شکست کھا کر سراسیمہ بدحواس میدان جنگ سے بھاگی غازیان لشکر اسلام نے تعاقب کر لشکر مرزوق شاہ کے خیمہ بارگاہ و خزانہ لوٹ لیا سنگ سران روباہ خصال جانب شہر بھاگے لندھور بھی مع فوج شہر مین داخل ہوا سنگ سران بزدل طالب امان ہوئے لندھور نے سب کو مسلمان کرکے امان دی عبد العزیز و داراب شاہ تو بھاگ کر جانب ختنا گئے لندھور نے بعد فتح طوفان ہندی کو وہان کا بادشاہ کیا طوفان تخت پر بیٹھا امرا وزرا نے نذرین دین تمام ساکنان شہر بحکم لندھور و طوفان کے مسلمان ہوے پھر لندھور نے زخم سر بہرام گرد کے علاج کیواسطے جراحون کو طلب کیا جراحون نے بعد زخم دوزی کے پھایا مرہم کا زخم پر رکھا بہرام گرد کو غش سے افاقہ ہوا اٹھکر بارگاہ مین قریب لندھور بیٹھا ناگاہ ایک قاصد آیا اور اوس نے نامہ نکالکر بصد ادب بہرام گرد کو سلام کرکے دیا بہرام نے نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ خاقان چین نے نامہ بھیجا ہے بہرام نے اپنے باپ کے نامے کو پڑھا بعد دعا کے لکھا تھا کہ اے فرزند آگاہ ہو معروف شاہ مازندرانی مع لشکر آیا ہے ہم قلعہ بند ہوکر آٹھ روز کی مہلت مانگی ہے تمکو لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامے کے اپنے تئین جلد ہم تک پہونچاؤ اور مقابلہ کرکے حریف کو قتل کرو رعایا شہر کو اوسکے شر و فساد سے بچاؤ مکرر لکھتا ہون جلد آؤ ورنہ پچھتاؤ گے فقط زیادہ دعا بہرام گرد نامہ پڑھکر رویا اور کسی سے نہ بولا لندھور نے کہا کہ نامہ میرے والد نے مجھے بھیجا ہے اور مجھے بلایا ہے اب مین آپسے رخصت ہوتا ہون اور خدمت والد مین جاتا ہون لندھور نے کہا ای بہرام اگر عبد العزیز اور داراب شاہ کے تعاقب مین مجھے جانا نہ ہوتا تو مین بھی تمہارے ساتھ چلتا اور معروف شاہ نابکار کو زیر تیغ کرتا یہ سنکر فرقت بہرام گرد سے اشکبار ہوا بہرام گرد نے انشاء اللہ معروف شاہ کو قتل کرکے مین آپکے پاس چلا آؤنگا وہان توقف نہ کرونگا یہ گفتگو کرکے بہرام گرد چالیس ہزار چینیون کو اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر اسی خیال مین مرکب پر سوار ہوکر چین کیجانب روانہ ہوا بعد طے کرنے درازی راہ کے جب قریب شہر چین پہونچا ایک میدان مین قیام پذیر ہونے کا حکم دیا لشکر ٹھہر گیا بارگاہ و خیام استادہ ہونے لگے اہل لشکر گھوڑے سے اترنے لگے ابھی بہرام گرد مرکب سے اترا تھا اور داخل بارگاہ نہوا تھا کہ یکایک ایک پتھر گرا اور بہرام گرد کو اٹھاکر ایک جانب لیگیا چینی فریاد و فغان کرنے لگے زوجہ بہرام گرد بھی یہ خبر وحشت اثر سنکے رونے لگی لشکر مین فریاد و بکا کے شور قیامت برپا ہوا آخر بمجبوری و ناچاری اشکبار ہوکے تمام چینی اسجگہ مقیم ہوے زوجہ بہرام گرد بھی بارگاہ مین فروکش ہوئی یہان تو بارہ ہزار چینی مقیم تھے اور خیال بہرام گرد مین اشکبار رہتے وہان معروف شاہ نے بعد گذرنے میعاد مہلت کے مع فوج کثیر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ گولے مارنے لگے ہر چند چینیون نے ہزار ہا گولے مارے لیکن معروف شاہ سپر فراخ دامن سے اپنے تئین بچاتا ہوا اگر سے اکثر لوگون کو روکتا ہوا مرہلے آتش مین مشتادی کرتا ہوا عنقریب در قلعہ پہونچا چینیون نے توپ کو موقوف کرکے پرانے چھپر جلا کر قلعہ کے بالائے معروف شاہ پھینکے اکثر چینی تیل کڑھاؤ مین گرم کرکے معروف شاہ پر ڈالتے

تیرانداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جملہ آفتون سے بچکر خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سے توڑنے کا قصد کیا ادھر خاقان چین اور جملہ چینیون نے دست بدعا بدرگاہ خدا بلند کرکے اسطرح دعا کی کہ اے خالق ونفس و جان واے مددگار بیکسان واسطے اپنے بندۂ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمکو معروف شاہ کے شر و فساد سے بچا ابھی خاقان چین وغیرہ بگریہ وزاری دعا درگاہ کبریا مین کر رہے تھے ناگاہ ایک پنجہ شکل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ در قلعے سے اوٹھا لے گیا خاقان چین وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوے اور لشکر معروف شاہ پر پتھر گولے مارنا شروع کئے لشکر معروف شاہ چونکہ بے سردار تھا شکست کھا کر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ مین نالان وگریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ شاد ومسرور ہوے وہ بارہ ہزار چینی جو میدان مین فروکش ہوے تھے بعد دو روز کے زوجۂ بہرام گرد کو لیکر چین مین داخل ہوئے اور خدمت فیضدرجت خاقان چین مین حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم مین نالان ہوا آخر بموجب سمجھانے اکثر چینیون کے کثرت نالہ وبکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی وخرمی قلعہ مین داخل کیا بعد آٹھ یوم کے زوجۂ بہرام کے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اوس فرزند کا معظم خان رکھا ہرچند کہ خاقان چین غم بہرام گرد مین مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہونے کے خاقان چین معظم خان کو بخوبی پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب ختنانیان بفوج گران اور پکڑ گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان حالیمقام اس داستان کو یون بیان کرتے ہین مرزوق شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبدالعزیز وداراب شاہ باحال تباہ جانب ختنانیان روانہ ہوے تھے بعد طے کرنے منازل کے جب عنقریب ختنانیان پہونچے اور شاہ ختنانیان عموی لندھور بن سعدان نے سنا کہ عبدالعزیز وداراب شاہ شکست کھا کر قریب تیرے ملک کے آتے ہین شاہ مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع اراکین سلطنت واعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے آکر اون دونون کا استقبال کرکے اپنے ملک مین لیگیا اور بعزت وحرمت ایک ایوان مین مقیم کیا اور دعوت وضیافت مین سرگرم ہوا بعد الفراغ دعوت ضیافت شاہ ختنانیان نے احوال پوچھا عبدالعزیز وداراب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہ ختنانیان نے کل کیفیت سنکر کہا اے برادران ایمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا مین اوسے گرفتار کرونگا عبدالعزیز اور داراب شاہ یہ سنکے خوش ہوے اور باطمینان تمام شب روز براحت وآرام بسر کرنے لگے اونھین عیش وعشرت مین بسر اوقات کرنے دیجئے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سنئے کہ جب بہرام گرد رخصت ہوکر جانب ملک چین چلا گیا لندھور نے چیپور ہندی وعادل شیردل وشہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ کیا شہپال وغیرہ بعد طے کرنے منازل کے ہندوستان پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی وجملہ بہادرونکو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب ختنانیان کوچ کیا لشکر مانند مور وملخ کے چلا جب لندھور قریب ختنانیان پہونچا اور ایک میدان مین مقیم ہوا شاہ ختنانیان کو جاسوسون سے معلوم ہوا کہ لندھور لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ شاہ ختنانیان فوج قلیل رکھتا تھا اسوجہ سے لڑنا مناسب نہ جانکر عبدالعزیز اور شاہ داراب سے کہنے لگا کہ لندھور لشکر آیا ہے تم میرے ہمراہ برائے استقبال چلو مین تمہاری خطا اوس سے معاف کرا دونگا پھر بمکر و فریب گرفتار کرونگا اگر یہ تدبیر نکرونگا اوس سے مقابلہ کسطرح کرسکونگا داراب شاہ اور عبدالعزیز راضی ہوے شاہ ختنانیان عبدالعزیز وداراب شاہ کو لیکر بحشم وخدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی اکثر بہادران چیدہ روزگار دو دو کوہ آگے بڑھا اثنائے راہ مین شاہ ختنانیان سے ملاقات ہوئی شاہ ختنانیان کے کہنے سے عبدالعزیز وداراب شاہ

باتھ اپنے باندھکر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوئے شاہ ختانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبدالعزیز و داراب شاہ کی معاف کی پھر سبکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مئے گلگون ہوا جب دماغ شاہ ختانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ای فرزند برادر مین نے بھی تمہاری دعوت کی آج سبکو میرے ملک مین چلکر سیر کرو ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سنکر اور کچھ خیال کر کے عذر کیا شاہ ختانیان نے کہا اے پسر برادر آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہو گیا ہون اور داراب شاہ اور عبدالعزیز کو بھی ازسرنو مسلمان کیا ہے اب تمکو دعوت سے انکار کرنا چاہئے لندھور نے یہ سنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہو گئے ہین تو مین ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ لاؤنگا یہ کہکر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہو کر روبرو ہمارے رقص کرین بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازون کے بزم عشرت مین حاضر ہو کر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ارباب بزم گانا سنکر خوش ہونے لگے یہانتک کہ قریب شام جلسۂ عشرت مین نازنینان مہ جبین گایا کین پھر جلسۂ عشرت موقوف ہوا شاہ ختانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے ملک مین گیا شبکو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جملہ طعام مین سفوف ادویہ بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا شاہ ختانیان نے خوش ہو کر سبکو گرفتار کیا اور ہوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم مردان لشکر مسلح ہوئے فوج عبدالعزیز اور داراب شاہ کی مسلح ہوئی شاہ ختانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہونچا حکم کیا کہ ان سب مسلمانون کو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو موافق حکم مردان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردمان لشکر لندھور شاہ ختانیان کے مکر و فریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہو کر لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبدالعزیز و داراب شاہ اور شاہ ختانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چار جانب سے گھیر لیا۔ ہر چند بلند خان قندھاری اور طوفان ہندی اور سیلان ہندی وغیرہ خوب لڑے ہزارون کافرونکو قتل کیا لیکن آخرکار شکست کھا کر پیچھے ہٹے اور زخمی بھی ہوے اسوقت اکثر سرداران نامدار عالت زخمداری مین گرفتار ہوے اور ہزارون مردمان لشکر قتل ہوے بعد دو پہر کے مردمان لشکر لندھور میدان جنگ سے بھاگے شاہ ختانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اوس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز وہان سے لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر و طوق پہنا کر عماریون پر ڈالکر مع لشکر کوچ اثنائے راہ مین جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کئے تھے اون سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہونچا شہپال شاہ ختانیان کے آنے کی خبر سنکے متفکر ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر بمشورۂ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح آراستہ کیا پھر قلعہ بند ہونا مناسب ہوا یہ جانکر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب شاہ ختانیان نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی جواسپس لشکر اسلام صدائے طبل جنگی سنکے خدمت شہپال ہندی مین حاضر ہوے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کر بعد ادب مجرا کے بعد دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

تا توان گفت زہرہ را رقاص ۔ قرص عیش تو باد گردش چرخ
تا توان گفت غنچہ را ضحاک ۔ گور خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت مدام زیادہ ترہو تیغ تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو ہوقت شاہ ختانیان بدترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اوسکا ہے کہ وقت سحر آمادۂ فساد و شر ہو کر میدان جنگ مین اگر خادمان شہنشاہ سے جدال و قتال کرے باقی خیریت ہے شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردمان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے آمادۂ مرگ ہوے ایک

دوسرے سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لندھور بن سعدان کو شاہ ختنانیان نے بمکر و فریب گرفتار کرلیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً صبح کو سب قتل ہونگے لاشے پڑے ہونگے کوئی غسل و کفن و دیگر دفن بھی نکریگا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریون سے کہنے لگے کیون فتح و ظفر سے ناامید ہوتے ہو خداوند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑے آدمی ان سب کفار پر غالب ہون تمکو لازم ہے کہ ہنگام سحر جنگ رستمانہ کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ مین مصروف ہوئے تمام شب دونون لشکر دشمن تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے نیزہ خط شعاع مہر چمکایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے حک ہوا نظم نیا مہر ہیلی مثل چادر بہ سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور بہ ہوا آغاز صبح نمودار بہ رہی ہر چشم دامعروف دیدار بوقت سحر شاہ ختنانیان اور عبدالعزیز اور داراب شاہ جلد لشکر لیکر میدان جنگ کی جانب چلے اس لشکر مین ہر ایک کافر جنگجو ہے نظم

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد | غرور کبر مین ثانی شداد

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین | کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد

زدان اسطرح جتھے وہ فوج درہم | گرا دشتے آگے چلتا اوکا ہمزاد

ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت | درازی قد کی طول روز میعاد

جب سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار مین پہونچے حکم شاہ ختنان ترک سے صف آرا ہوئے ادھر سے شہپال بعد رنج و ملال فوج قلیل لیکر شاہ ختنان ترک کے سامنے پہونچا بعد درستی میدان کارزار کے نقیبون نے تکلکر مردان لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا کڑکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر لشکر شاہ ختنان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور متکبر رستم خصال مرکب بمثال پر سوار ہوکر نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ او شہپال جلد میرے مقابلہ کے لئے کسیکو بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیر دل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مقابلہ مین اس دیو خصلت کے گیا پہلوان نے تیغ آبدار و گرانبار میان سے کھینچکر سر عادل شیر دل پر مارا عادل شیر دل نے بہ فن سپاہ گری ضرب تیغ تیز سے بچکر خود بھی شمشیر مثال کھینچکر اسکے گردن پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر روکی اسیطرح تادیر باہم لڑائی ہوئی عادل شیر دل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہرچند پہلوان نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑکے دو ٹکڑے سپر کے کرکے خود کو کاٹ کے کاسہ سر مین گئی پھر مثل آب طرح گردن سے گذر کر صندوق سینہ مین پہونچی اور ذرا دم لیکر دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک وجب زمین مین در آئی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا شاہ ختنانیان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور احسنت بلند ہونے سے از حد غضبناک ہوکر اپنی کل فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سبکو قتل کرو کسیکو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیر دل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردمان لشکر کو جب حکم پہونچا سوارون نے گھوڑے بڑھائے ملازمان لشکر اسلام بھی اودھر سے لباس تن کو بصورت کفن بناکر تلوارین کھینچکر گرز گران سر اٹھاکر آمادہ شہادت ہوکر بڑھے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی گرز گران سر پہلوانان لشکر سواران لشکر کے سرو پر مارنے لگے راکب مرکبون سے ہلاک اور زخمی ہوکر گرنے لگے لاشون کے انبار جا بجا میدان کارزار مین ہونے لگے زخمی تڑپنے لگے غازیان اہل اسلام شیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیر دل و جبیور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلوارین بڑھ بڑھ کے کھانے لگے خونین نہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے مین سیکڑون نابکارون کو قتل کرکے گھوڑے انکی لاشون پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و تیر سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو پہر کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزارون کافران بدانجام کو قتل کرکے شہید ہوئے اور اکثر سرداران لشکر اہل مثل عادل شیر دل و جبیور ہندی عمرو لندھور بیٹے شہپال ہندی وغیرہ ہزارون

کافرون کو تہِ تیغ کرکے اسقدر جو زخمون سے چور ہوے کہ گھوڑون سے زمین پر گر پڑے شاہ ختائیان نے خوش ہوکر جملہ سرداران اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی مین گرفتار کرلیا پھر بخوشی و خرمی داخل ہندوستان ہوکر تخت سلطنت پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امرا اور رؤسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذرین دین شاہ ختائیان ترک نے نذرین قبول کرکے جلادون کو حکم دیا کہ جلد تر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد بموجب حکم تیغین کھینچکر بڑھے اسوقت جملہ امرا وزرا نے ہاتھ جوڑ کر دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا ہے دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہین آتا ہے پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا نزدیک خیر خواہ کے مناسب نہین ہے آئندہ حضور کو اختیار حاصل ہے شاہ ختان ترک نے گفتگو وزرا و امرا کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کے حکم دیا کہ لندھور کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بخوبی طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے بمشکل تمام دربار مین لائے لندھور اپنے چچا شاہ ختان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھکر برہم ہوا شاہ ختان ترک نے امرا و وزرا سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے بموجب تمہارے عرض کرنے کے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیان نیل کی ضرور آنکھون مین پھروا کر نابینا کر دونگا امرا نے کچھ جواب نہ دیا شاہ ختان ترک نے سلائیان نیل کی لندھور کی آنکھون مین پھروادین لندھور نابینا ہوکر کہنے لگا او ظالم و کافر ناحق تو نے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہے جلد جلادون سے سر میرا تن سے جدا کرا شاہ ختان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سنی اور زیر تخت حکومت ایک مختصر تہخانہ بنوا کر اسی تہخانہ مین لندھور کو اس حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجائے بعد قید کرنے کے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جائے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور نعمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تار کے

مین قید کیا احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آئندہ تحریر کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا سمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ صغیر کوہ کو

گوہران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب قلعۂ ادبار مین بھی عمل ہو چکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ سے کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے قریب بھی ہے یا نہین ہے اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے نام اسکا سعادت نگار ہے حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہے خواجہ عمر اہل قلعہ کی یہ گفتگو سنکے کھڑکی قلعہ کی کھولکر اور ایک آزاد فقیر کی صورت بنکر چلے جب قلعہ مین پہونچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ اسکے کچھ یوز باشی نخچیر لیے سامان صید و شکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اوس نے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس درویشی زیب تن کیے ہوے یاد آتا یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہے اوس جوان خوبصورت نے اوس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے جواب دیا بابا یاد اللہ جوان نے پوچھا کہان سے آتے ہو اور اب کہان جاؤ گے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہے اور عدم ہی کو جائیگا حیات چند روزہ ہے جسکو فنا ہے فقط خداوند کو بقا ہے جوان نے پوچھا اسطرف کہان جاتے ہو فقیر نے جواب دیا بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہے فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہے جوان نے پوچھا میان یہ تو بتاؤ صحرا مین کیا کھاتے ہوگے کیونکر تمہاری بسر ہوتی ہے فقیر نے جواب دیا **بیت** جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہونچا ◆ لگا کے خوان کرم سر پر آسمان پہونچا علاوہ اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجب مرتبہ دیا ہے ہر وقت بادۂ وحدانیت معبود کے نشہ مین مست رہتا ہے ظاہر مین فقیر ہے باطن مین شاہ ہے جسوقت جو شے چاہتا ہے پروردگار سے طلب کر لیتا ہے بابا بارہا ایسا ہوا ہے **بیت** اتر کے کاسہ مئی عرش سے ہوا موجود ◆ فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود ◆ غرض فقیر جوان سے اسطرح باتین کرتا ہوا صحرائے سبزہ زار مین پہونچا کہ جہان سے بارگاہ و خیام استادہ ہوے فقیر کو جوان نے ٹھہرایا اور پوچھا بابا اگر کچھ گانا آتا ہو تو گاؤ تھوڑی دیر دل بہلاؤ مین تمہین

خوش کرونگا سلسلہ شاہ حاکم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہون نام میرا بہمن ہے فقیر نے کہا اچھا چند اشعار غزل کے گاتا ہون
سنئیے ملازمین تو حکم بہمن سے شکار کہانے لگے بہمن مع چند کس فقیر کے پاس بیٹھا رہا فقیر نے نکال کر یہ غزل گانا شروع کی

خوش اندر گل دران خوشتر نباشد	کہ در دستت بجز ساغر نباشد	رخ رشتنبو و دل در شاہدی بند	کہ حسنش بستہ زیور نباشد
شراب بے خمارم بخش یارب	کہ با او ہیچ درد سر نباشد	من از جان بندۂ سلطان اویسم	اگرچہ یادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرائش کہ خورشید	چنین زیبندۂ افسر نباشد	کسے گیرد خطا بر نظم حافظ	کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ہر چند عیار میرا مسمی منصور خوب
گاتا ہے لیکن شاہ صاحب اوس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو انکے کمال کی تعریف
زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کے سنتے چاہا تھا کہ شراب طلب کرکے اور بیہوشی آمیز شراب پلاکر سبکو
بیہوش کرون ناگاہ منصور عیار آگیا بہمن نے شاہ صاحب کی گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پہچان لیا
اور عقب خواجہ عمرو آکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھٹکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہر چند خواجہ نے کہا اے منصور
عیار قہر پروردگار سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم و خطا گرفتار کیا ہے لیکن منصور نے نہ رہا کیا اور کہا اے
خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تمکو نظر اول ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سنکے نہایت حیران ہوا
آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہے یہ خواجہ عمرو ہین اگر مین اور تھوڑی دیر
نہ آتا تو خواجہ آپکو بیہوش کرکے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالئے بہمن نے کہا اے منصور خواجہ خوب گاتے ہین انہین تو اپنے پاس
بہ حفاظت تمام قید رکھ اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا یہ کہکے بہمن نے صحرا مین شکار کھیل کے کچھ طائر اور چوپائے صید کرکے
صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن و غیرہ قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت شام دو روٹیان
اور ایک کوزۂ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب و طعام دیکر قریب خواجہ محزون و غمگین ہوکر بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے پہلے تو
کہا اے منصور مجھکو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے تو بیان کرو شاید تمہارے کام کا ہم انصرام کر سکین منصور نے ایک
آہ سرد کھینچکر کہا اے خواجہ مین آپکو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین کہون وہ کام کر دیجئے خواجہ عمرو نے اقرار کیا
اور پوچھا وہ کام کیا ہے منصور نے کہا اے خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ پر عاشق ہون باوجودیکہ مین عیار ہون لیکن
اپنی محبوبہ تک پہونچ نہین سکتا اور مدعائے دل اوس سے حاصل کر نہین سکتا خواجہ عمرو نے گفتگوئے منصور سنکے کہا یہ کام
تو کوئی اہم نہین ہے اگر تم مسلمان ہوجاؤ اور مجھے رہا کردو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کرون منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا
کردیا اور خواجہ شکل تبدیل کرکے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت کرکے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار
محل پر آئی خواجہ نے اُسے پان کی گلوری کھلاکر بیہوش کیا اور جلد اوسکی صورت بنکر اور بچالاکی اسے داخل زنبیل کرکے محل
مین گئے پھر زوجہ سلسلہ شاہ کو بیہوش کرکے اور اسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب
پی کر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اسے نذر زنبیل کیا اور اوسکی صورت بنے اور زوجہ سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ
پر ڈالدیا پھر تمام محل مین جو جو شے مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک طور سے لیکر نذر زنبیل کی غرض تمام رات محل مین بسر کی
جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصلی بعد سلام پاس آکر بیٹھی خواجہ عمرو
اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر محو ہوگئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اٹھکر محل سے باہر گئے امرا و وزرا ار دولت کھڑے تھے سب آداب
تسلیمات بجالائے سلسلہ نقلی جب قریب تخت پہونچا تامدان سے اترکے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہاریان تامدان کو اٹھاکر
تا در محل لائی تھین پھر کہارون نے تامدان اٹھا لے لیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ تامدان سے اترکے

بالائے تخت بیٹھا امراو روسائے عالی قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے نیم تخت پر بیٹھا جب
دربار آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ہم تو شب کو عالم خواب مین اسطرح مسلمان ہوئے کہ ایک مرد ضعیف
نورانی صورت میرے پاس عالم خواب مین تشریف لائے اور کہنے لگے اے سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلہ الفت قطع کر
اور دین اسلام اختیار کر اور سبکو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینون سے اچھا ہے مین بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہین کیا تھا ناگاہ بہمن نے اپنے باپ سے کہا اے پدر تم نے برا کیا کہ خواب مین
مسلمان ہوئے اب بھی دین اسلام کو ترک کر کے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگوئے بہمن سنکے فی الفور سر دربار
اسکو قتل کیا اہل دربار یہ حال دیکھکر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نکرینگے
تو ہمکو بھی مانند اپنے فرزند قتل کر ڈالیگا یہ خیال کر کے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل
دربار مسلمان ہو چکے خواجہ عمرو تخت سے اوٹھکر ایوان خالی مین گئے دہان سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون در سے مضبوط
باندھا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا اے سلسلہ شاہ آگاہ ہو
کہ مین خواجہ عمرو ہون مین نے تمکو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہے اب تمکو
بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے نہایت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو ہلاک
کیا بعد ہلاک کر ڈالنے سلسلہ شاہ کے ایوان سے دربار مین آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل مین پہونچی اور جملہ اہل قلعہ بغیر زوجہ
و دختر سلسلہ شاہ جملہ زن و مرد کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے خواجہ نے اسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور
عیار کا عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہو کر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران
وغیرہ کو اسی قلعہ مین جا کر لے آئیے توقف نفرمائیے خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ اودیار مین گئے وہان سب خواجہ
عمرو کے نہ آنے سے متفکر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوئے سب خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار
کے لینے کا بیان کر کے اور جملہ اہل قلعہ کو اپنے ہمراہ لیکر کھڑکی سے قلعہ اودیار کے وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعہ سعادت
نگار ہوئے اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے خوب آراستہ کیا جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور ژوبین کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو
اس قلعے سے نکلکر قلعہ سعادت نگار مین گئے ہین یہ خبر سنکے ژوبین اور ہرمز و فرامرز وہان سے مع لشکر کثیر جانب قلعہ
سعادت نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ژوبین نے ہرمز اور فرامرز سے کہا مین ہوقت سعادت نگار پر حملہ
کر کے خواجہ وغیرہ کو قتل کرونگا کسیکو زندہ نچھوڑونگا فقط ملکہ مہر نگار کو نہ قتل کرونگا اور آج ہی بہانسی ملکہ کو ہمراہ لیکر طرف مدائن
کے روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا اے ژوبین خواجہ وغیرہ کو قتل کرنا اور قلعہ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہے تم
بیچارہ کیا خواجہ عمرو وغیرہ کو قتل کروگے فقط منہ سے کہتے ہو کچھ ہو نسکیگا ژوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ تر برہم ہوا
اور کہنے لگا اے ملک جی دیکھنا کیسا قلعہ پر حملہ کرتا ہون بختک نے کہا اچھا وہان تک چلو تو آج مین تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسیطرح کی باتین کرتا ہوا جب قلعہ سعادت نگار پہونچا میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ کرائے
ہرمز اور فرامرز کو بارگاہ مین ٹھہرا کے کئی لاکھ سوارونکو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہان اہل قلعہ یعنے گولہ اندازون اور
تیراندازون وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب ژوبین وغیرہ میدان طے کر کے سامنے قلعہ کے آئے اسقدر گولے اور تیر
اور پتھر مارو کہ در قلعہ تک کوئی نابکار نہ آسکے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایساہی کیا یعنے جب ژوبین سامنے در قلعہ کے
مع لشکر آیا گولے اور تیر اور پتھر لگانا شروع کئے سواران لشکر ژوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین توپونکی

آوازے تھہرانے لگے دھواں محیط عالم ہو گیا آفتاب نظر مردم سے نہان ہو گیا قلعہ کثرت دخان سے نظر کفار سے نہان ہو گیا کوئی حربہ مردان لشکر ژوبین کا قلعہ تک نہ پہونچ سکا ہرچند ژوبین نے متواتر حملے کئے لیکن کسیطرح قلعہ تک نہ پہونچ سکا بعد تین پہر کے ہزارہا سوارونکو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھکر قلعہ کی جانب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کرکے مقیم ہوا گولہ اندازون نے قلعہ سے گولے لگانا موقوف کئے ادھر بختک نے ژوبین سے کہا کیون جو مین نے کہا تھا وہی ہوا قلعہ تم لے نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوبین نے خجل ہو کر جواب دیا کہ اے ملک جی آج تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر مارے کہ ہزارہا مردان لشکر ہلاک ہوئے اگر مین گولون سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور مین بھی ہلاک ہو جاتا پس مصلحت وقت سمجھکر پلٹ آیا ہون اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ بچانے دونگا جب غلہ ہو جائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے خود ہی مر جائینگے بختک نے جواب دیا جب غلہ وغیرہ قلعہ مین ہو چکے گا خواجہ عمرو کسی نہ کسیطرح ضرور قلعہ سے نکل جائینگے انکو کون روک سکتا ہے ژوبین یہ تقریر بختک کی سنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذر گئے ایک روز پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ مین بھی چکا ہے صرف دو چار روز کے واسطے اور رہ گیا ہے ابھی سے کوئی تدبیر کیجئے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہانسے نزدیک تر بھی ہے یا نہین ہے منصور عیار نے عرض کیا ایک قلعہ یہانسے چار کوس کے فاصلے پر ہے نام اُس قلعہ کا صغیرہ کوہ ہے اور حاکم اوس قلعے کے دو بھائی ہین ایک کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام مردشیر ہے دونون بھائی نہایت شجاع و بہادر ہین اور قلعہ بھی نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی بہ نسبت اور قلعون کے اوس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سنکے کہا کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذر کے شب آئی خواجہ عمرو نے بلانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے بہنگام سحر اس قلعہ کی کھڑکی کو کھولکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام لشکر ژوبین اور ہرمز اور فرامرز کا نیچے سو رہا ہے خواجہ عمرو سبکو غافل دیکھکر کھڑکی قلعہ کی بند کروا کے بصد عجلت و شکل تبدیل کرکے چلا اثنائے راہ مین سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت ہی مستحکم ہے اور اسم بامسمیٰ ہے چھوٹا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے بڑی توپین لگی ہین گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر ٹہل رہے ہین دروازہ قلعہ کا بند ہے پل پختہ اٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بہ کثرت بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ کی سیر کرنا چاہئے بہنگام شب کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کرکے اطراف قلعہ صغیرہ کوہ مین پھر گئے اور تدبیر قلعہ مین جانیکی سوچی گئے جب آفتاب بہ غروب ہوا اور نصف شب کے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبانان قلعہ بالائے قلعہ بیٹھے ہین کبھی باہم باتین کرتے ہین گاہ صدائے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہین حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہین مہتابین روشن ہین خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح قلعہ پر جاؤن ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ چند نگہبانان قلعہ نے ایک نگہبان قلعہ سے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آتی ہے کہ آنکھین بند ہوئی جاتی ہین ہوائے سرد چل رہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہین اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جاکر سو رہین اوس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا تم سب جاکر سو رہو مین اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالائے قلعہ رہگیا خواجہ نے یہ حال دیکھکر زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن مین رکھکر اور خوب تاک کر اوس نگہبان قلعہ پر مارا پتھر سر پر اوس نگہبان قلعہ کے جو پڑا کئی ٹکڑے سر کے ہو گئے مغز سر کا پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا نگہبان قلعہ فوراً ہلاک ہو کر گرا خواجہ آب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ کسیقدر درازی مین کم تھی اسی جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعے کے اترے اتفاقاً اسیجگہ ایک مقام پر اردشیر اور مردشیر غافل سو رہے تھے شمعین موم کی کافوری روشن تھین خواجہ نے اول تو بردار بیہوشی

کے اڑا کر شمعون کو گل کیا پھر اردشیر کے قریب تر جا کر کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب بنی اردشیر کے لیے گئے اور ارادہ
بیہوش کرینکا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ وہانسے بھاگے دونون نے اوٹھکر باواز بلند کہا کہ ای خواجہ عمرو
اگر آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ بیہوش کرنے کا کیا تھا تو آپ ہم سے خائف و ترسان نہ ہوجئے ابھی ہم عالم خواب
مین یہ دیکھ رہے تھے کہ مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہم سے فرماتے کہ ای اردشیر و عمرو شیر آگاہ کہ خواجہ
عمرو عیار تمہارے قلعہ مین آئے ہین تمہارے پاس بیٹھے ہین تمھین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہوکر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو اور اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین اونکو بلا لو کیونکہ خواجہ عمرو کے غلام وغیرہ کم ہین یہ خواب دیکھکر ہم ابھی
بیدار ہوے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجیے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش
ہوئے اور قریب اردشیر اور عمرو شیر کے پہونچے اور کہا ای برادر فی الحقیقت تمہارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون
یہ کہکر خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوبین وغیرہ بیان اردشیر اور عمرو شیر
نے عرض کیا جو کچھ آپ نے بیان کیا ہمکو مرد بزرگ سے عالم خواب مین معلوم ہوگیا تھا اب آپ جا کر ملکہ مہرنگار اور جملہ سردار
لشکر اسیر با توقیر کو اس قلعہ مین لے آئیے چونکہ صبح ہوگئی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ شبکو یہان سے جا کر ہر ایک شخص کو اپنے
ہمراہ لے آونگا اسوقت اگر جاونگا اور سبکو ہمراہ اپنے یہان لاونگا تو ژوبین وغیرہ سد راہ ہونگے کشت و خون از حد بے
انجام نہ ہوگا اردشیر و عمرو شیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپکا اور سبکو لانا مناسب نہین ہے یہ کہکر
دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر کثیر نذر
دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوے بعد راہ طے کرنے کے جب
قلعہ مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سرداروں سے کہا کہ یہان سے چلنے کا سامان کرو سرداروں نے پوچھا اب اس
قلعہ سے کہا جائینگا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیرہ کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصا پہلوان
عادی نے خوش ہوکر پوچھا اے خواجہ اس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اوس مین بسر اوقات
ہوسکی ہوگی اور مین پیٹ بھرکے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جواب دیا ای پہلوان عادی اگر تم اوس قلعہ مین چلو گے
تو کل حال غلہ تمپر ظاہر ہوجائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اوس قلعہ مین بہت ہی ہے جبتک تم سے طعام کھایا جاوے کھانا پہلوان
عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلیے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجا کر طعام کھلوا
خواجہ نے سامان چلنے کا کرو جو وقت مردمان لشکر ژوبین غافل ہونگے اسوقت اس قلعہ سے نکلکر جانب صغیر کوہ
روانہ ہونا یہ گفتگو سے خواجہ عمرو سنکے پہلوان عادی وغیرہ و سرداران نامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زمانہ زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوبین اپنے اپنے بستروں پر سو رہے خواجہ عمرو نے سبکو غافل دیکھکر ملکہ
مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا پھر منصور عیار اور جملہ سرداروں وغیرہ کو ہمراہ لیکر کھڑکی قلعہ کی کھولکر قلعہ سے باہر نکلے اور
جانب قلعہ صغیر کوہ بصد عجلت روانہ ہوے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوبین کا فریدار ہوا اور
ہرکاروں نے اگر ژوبین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو
وغیرہ چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوے قریب آئے اور دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ حضور خواجہ عمرو وغیرہ مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیر کوہ جاتے ہین اثناے راہ مین
ہین ابھی اس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کرکے خاموش ہوے ژوبین یہ خبر سنکے برہم ہوا پھر مشورہ
ہرمز اور فرامرز و بختک حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہوکر یہان سے کوچ کرے بموجب حکم فورا طبل کوچ پر چوب لگائی گئی مردان لشکر

خواب سے بیدار ہو کر جلد تر بستروں سے اٹھے پھر بعد زرہ پہننے کے سب نے ہتھیار لگائے گھوڑوں پر سوار ہوکر تا لا بارگاہ و خیام کے
ایک سمت لمبنے لگا ثروبین سلاح اپنے تن پر آراستہ کر کے گینڈے پر سوار ہوا پھر غرو فرامرز و [illegible] بھی سوار ہوئے علم ہائے
لشکر کفر نشان بلند ہوئے باجے جنگی بجے روشنی ہزاروں اور چشماخے روشن ہوئے لشکر چلا سواروں نے بموجب حکم
ثروبین کامرانی گھوڑے دوڑائے زمین گھوڑوں کے دوڑنے سے تھرانے لگی غبار عظیم بلند ہوا ادھر تو ثروبین کامرانی
پھر فرا اور فرامرز ہمراہ لشکر کثیر بعجلت جاتے ہیں ادھر خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر نہایت ہی گھبرائے پھر سرداروں و غیرہ سے کہنے
لگے یارو جلد تر راہ طے کر کے قلعۂ صغیرہ کوہ میں چلو خواجہ عمرو و غیرہ جانب صغیرہ کوہ جاتے تھے ناگاہ خواجہ نے صدائے
سم سمندان سنی پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ غبار عظیم بلند ہے روشنی ہمراہ فوج بکثرت ہے ثروبین و غیرہ بعجلت تعاقب میں چلے
آتے ہیں ثروبین کامرانی مع فوج کثیر آتا ہے سرداران لشکر و غیرہ نے بموجب حکم خواجہ عمرو گھوڑے جانب قلعہ دوڑائے جب
خواجہ قریب قلعہ صغیرہ کوہ پہونچے اہل قلعہ سے باواز بلند کہا کہ اے اہل قلعہ جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو ثروبین کامرانی فوج کثیر
ہمراہ لیکر قریب آیا ہے اردشیر و عمرو شیر صدائے خواجہ عمرو سنکے فوراً لشکر لیکر قلعہ سے نکلے اور پکارے کہ اے خواجہ آپ پریشان نہو ہم بھی
ہم حاضر ہو ہیں ثروبین ناچار سے مقابلہ کریں گے خود قتل ہو [illegible] لیکن آپکو اور ملکہ مہرنگار کو شر و فساد سے بچا لینگے یہ کہکر
دونوں بہادر روئینتن مع فوج گھوڑے بڑھائے اور قریب خواجہ پہونچ گئے [illegible] ملکہ مہرنگار کو قلعہ میں پہنچائیے خواجہ ملکہ
مہرنگار کے محافے کے ہمراہ جلد تر جانب قلعہ روانہ ہوئے اس اثنا میں ثروبین و غیرہ بھی [illegible] آ گئے اردشیر نے دلیرانہ
تین لاکھ کی جمعیت سے ثروبین کو روکا ثروبین برہم ہو لڑنے لگا تلوار چلنے لگی کفار [illegible] اسلام قتل ہونے لگے [illegible]
لشکر حمزۂ صاحبقران بھی لڑنے لگے لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہونے [illegible] اور روح قفس ہائے اجسام
سے نکلنے لگے بازار اجل گرم ہوا برق شمشیر میدان مصاف میں چمکنے لگی گھٹا سیاہ [illegible] برسنے لگی خون [illegible]
میدان رزم میں بہنے لگا اثنائے کارزار میں اردشیر لڑتا ہوا جنگ رستمانہ کرتا ہوا [illegible] تیغ کرتا ہوا [illegible] ثروبین
کے گیا ثروبین نے برہم ہو کر تیغ گرانبار نعرہ کر کے سر اردشیر پر لگایا ہر چند اردشیر نے سپر فولادی اٹھائی لیکن تیغ [illegible]
تو آبدار سپر پر رک نہ سکا سپر کو کاٹ کر خود پر گرا اور خود کو کاٹ کرتا جگر کاٹتا ہوا اتر آیا اردشیر مرکب سے شہید ہو کر زمین
پر گرا اور فوراً طائر روح اوسکا قفس جسم سے نکل گلشن ارم روانہ ہوا عمرو شیر [illegible] اپنے بھائی کو [illegible] مغموم ہوا اور بقصد انتقام
جانب ثروبین بڑھا اتنے میں خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کو قلعہ میں پہونچا میدان [illegible] اردشیر قتل ہو
ہوا اور عمرو شیر تلوار کھینچے [illegible] غضب جانب ثروبین [illegible] لڑائی ہو رہی ہے
خواجہ عمرو بہ طور جنگ [illegible] قلعہ [illegible] گرفتار ہونے سے
وہ تو مع عمرو شیر کے ہمراہ خواجہ [illegible] باقی جملہ سواران لشکر اسلام [illegible] خواجہ عمرو نے بالائے
قلعہ جا کر دیکھا کہ عمرو شیر [illegible] ثروبین کامرانی نے تیغ ماری عمرو شیر نے تیغ [illegible] شمشیر آبدار سر ثروبین نابکار پر لگائی
ثروبین نے بار [illegible] تلوار کی [illegible] ہاتھ [illegible] عمرو شیر [illegible] زنجیر کر کے پشت فرس سے اٹھا لیا
اور فوراً گرفتار کر کے پھر فرا و فرامرز سے کہا کہ اب تو لڑنا بیکار ہے [illegible] شب ہے وقت سحر قلعہ پر حملہ کر کے خواجہ عمرو و غیرہ
کو تہ تیغ کرونگا اور عمرو شیر کو [illegible] ہلاک کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا [illegible] حال پر گریان ہو جائیں گے یہ کہکر اور سواران
لشکر اسلام کو قتل کر کے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ سے دور جا کر بارگاہ [illegible] لشکر ثروبین و فرامرز و پھر فرا
نے سلاح اپنے تنوں سے جدا کئے پھر ایک کافر اپنے بستر پر راحت پذیر ہوا پھر فرا و فرامرز بھی بارگاہ میں داخل ہوئے
بختک بھی نجر سے اتر کر خیمے میں گیا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر پہلوان [illegible] سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اردشیر

تو درجۂ شہادت پر فائز ہوا مرد شیر گرفتار ہوگیا ہے اگر اسوقت مرد شیر کو ہم رہا نہ کرینگے تو ژوبین بدگہر وقت سحر مرد شیر
کو ضرور قتل کریگا مجھکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوگا پس تمکو لازم ہے کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جاکر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر ژوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکاروں
نے ژوبین اور ہرخراد اور فرامرز سے جاکر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعے سے باہر نکلا ہے باقی خبر
ہے ژوبین کامرانی نے یہ خبر سنکے جملہ مردان لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بستروں سے اٹھکر مسلح
ہوئے ژوبین اور ہرخراد اور فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبوں پر سوار ہوئے ژوبین
گینڈے پر بیٹھا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے ژوبین نے کچھ سوار برائے نگہبانی مرد شیر معین کرکے گینڈا اپنا بڑھایا
لشکر بھی ہمراہ ژوبین چلا ابھی لشکر ژوبین عنقریب فوج پہلوان عادی نہ آیا تھا کہ خواجہ عمرو نے کل فوج کے دو
حصے کئے اور دونوں حصے فوج کے لیکر کھڑکی قلعہ کی کھولکر باہر قلعہ سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہمرد
ژوبین پر جہاں مرد شیر خیمے میں قید تھا پہونچے سواروں نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے اُن سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور مرد شیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باواز بلند پکارے
اے شاہزادگان ذیوقار وای ژوبین نامدار جلد ادھر آئیے خواجہ عمرو لشکر لیکر یہاں آئے مرد شیر کو رہا کرکے ہمکو تہ تیغ
کرتے ہیں مسلمان بہت ہیں ہم تھوڑے ہیں لشکر میں گھر گئے ہیں ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہو چکے ہیں اب ہم بھی
ہلاک ہوا چاہتے ہیں جلد تر ہماری مدد کیواسطے آئیے مسلمانوں سے ہمیں بچائیے ژوبین کامرانی قریب فوج پہلوان
عادی پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سواروں کا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سبکو اسیجگہ چھوڑکر فرودگاہ لشکر کیطرف
بصد عجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر ژوبین پر حملہ کیا اور تلواریں دلاوروں نے کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا چونکہ ہرخراد اور فرامرز بھی ہمراہ ژوبین فرودگاہ لشکر کی جانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ لا نکا
پیچھے ہٹنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوئے سواران لشکر ژوبین بہ فریاد و فغان پکارے اے پہلوان یکتائے جہان اے
ژوبین کامرانی جلد ادھر آئیے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچائیے دیر نہ لگائیے ہم سب گھر گئے ہیں تلوار چل
رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے قدم میدان سے اٹھے جاتے ہیں جلد تر آئیے ورنہ ہم بھاگتے ہیں ہنوز ژوبین
فرودگاہ لشکر تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے ازحد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو
میں کیا کروں کسکی مدد کیواسطے جاؤں کچھ مجھکو بن نہیں پڑتا ہے حواس میرے منتشر ہیں آج مسلمان کہاں سے آگئے ہیں
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف سے فوج کثیر لیکر آئے ہیں یا اور کہیں سے ان مسلمانوں کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہے یقین ہے کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہیں اب لڑائی سخت
ہوگی لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہیں اونسے لڑنا مشکل ہے سوائے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہیں ہے کہ
اونسے مقابلہ کرے اکیلا میں اون دونوں سے ہرگز مقابلہ نہ کرسکونگا اب بہتر یہی ہے کہ یہانسے جانب مدائن کوچ
کروں شہنشاہ نوشیروان سے تمام حال جاکر کہدوں جسوقت یہ گفتگوئے ژوبین سواروں نے سنی خوف جانسے کانپنے لگے
اکثر سوار بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر ژوبین کی سنکے جواب دیا کہ اے ژوبین ذرا اپنے حواس درست کرو مرد ہو
نامرد نہ بنو مجھکو خوب معلوم ہے ابھی حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف میں ہیں اور لندھور جانب ختائیان گیا ہے
فی الحال یہ بھی سنا ہے کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہے یہاں کوئی بھی نہیں آیا ہے تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے
پیر و مرشد لیکر قلعہ سے باہر نکلے ہیں ژوبین نے پوچھا مالک جی پیر و مرشد کون ہیں اونکا نام کیا ہے مفصل بیان کرو بختک

نے جواب دیا میں نام انکا ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کھوپری میں اتنی قوت نہیں ہے کہ پیر مرشد کا نام زبان پر کرکے جوتیاں
سر پر کھاؤں دیکھو نام پیر مرشد کا ہم سے نہ پوچھو مجھے عجب نہیں ہے کہ وہ اسی مجمع میں ہوں ثروبین نے پوچھا کہ ملک جی
کچھ تو ہمکو پیر مرشد کے حال سے باہما و اشارہ آگاہ کیجئے بختیک نے جواب دیا اے ثروبین پیر مرشد وہی ہیں جنہوں
نے حکیم بنکر تمھارا علاج کیا تھا ثروبین یہ سنکے سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیر مرشد کہتا ہے یہ سمجھکر ثروبین وہان سے پھر اور
جانب لشکر بعجلت چلا خواجہ عمرو تو عمرو شیر کو تو رہا کر چکے تھے ان سب سوارونکو قتل کرکے دوسری راہ سے بعجیل
مع لشکر دو قلعہ صغیرہ کوہ پر پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کروادیا
پل تختہ اٹھوادیا جب ثروبین بختیارک وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزارہا مردمان لشکر قتل ہوئے ہیں صدہا زخمی ہیں پڑے
ہیں پہلوان عادی وغیرہ نہیں ہیں قلعہ بند ہے بالا قفل قلعہ قفل ہے ہیں ثروبین کامرانی یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا بختیارک
نے ہنسکر کہا اے ثروبین بیکار برہم ہوتے ہو ناحق پیچ کرتے ہو میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ شکر کرو خواجہ عمرو شیر کو رہا کرکے قلعہ
میں لے گئے یہ سوار و پیدل تصدق ہوئے تمھاری جان بچگئی مجھے تمھاری جان بچنے کی آج آثار معلوم نہیں ہوتے تھے اتفاق سے تمھاری
جان بچگئی بلائے عظیم آئی تھی شکر ہے کہ ٹل گئی مصرع رسید بود بلائے ولی بخیر گذشت اب یہان سے فرودگاہ لشکر پر چلو
وہان چلکر دیکھو کوئی سوار بھی زندہ ہے یا سب قتل ہوگئے تھوڑی رات باقی ہے بارگاہ میں چلکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا ثروبین بختیارک کے سمجھانے سے فرودگاہ لشکر پر جو پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوے ہیں بعض جل
رہے ہیں بعض بارگاہ و خیام کی طنابیں کٹی پڑی ہیں خیام و بارگاہ میں اور اشیا کا تو کیا ذکر ہے فرش تک بھی نہیں ہے محض خاک اڑ
رہی ہے لاشیں جملہ سوارونکی پڑی ہیں ثروبین یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا پھر سر غراد اور فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہوکر کہنے لگا ہنگام سحر اس قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو کو مار ہی ڈالونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کراکے فروکش ہوا لشکر
بھی اترا ناگاہ کتارہ کابلی ثروبین کے روبرو آیا ثروبین نے کتارہ سے کہا دیکھ خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہے
ہزارہا مردمان لشکر کو قتل بھی کیا اور عمرو شیر کو چھڑا لے گئے تو نے بھی کوئی عیاری لائق تعریف نہیں کی کبھی تو نے خواجہ عمرو
کو گرفتار نہیں کیا کتارہ کابلی نے عرض کیا میں نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے لے آؤں
ثروبین نے کہا جلد گرفتار کرکے لے آ کتارہ شکل تبدیل کرکے چلا خواجہ عمرو قلعہ میں بیٹھے ہوے عمرو شیر وغیرہ سے باتیں
کر رہے تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب میں باواز بلند در قلعہ پر آکر پکارا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو میں قاصد ہوں نامہ خواجہ عبد المطلب کا
کعبے سے لیکر آیا ہوں میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کرو خواجہ عمرو صدائے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب
ناقہ پر سوار بیٹھا ہے عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا تو کہان سے آیا ہے مجھ سے کیا کام ہے عرب نے جواب دیا کہ نامہ
عبد المطلب کا لایا ہوں خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی میں گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب میں بخوبی
تقریر کی ہرچند کہ خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی میں خوب گفتگو کرتا ہے عجب نہیں کہ یہ عرب ہو لیکن یہ خیال دور
اندیشی و دانائی عرب کو قلعہ میں نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے راہ طے کرکے در قلعہ کھول کر کتارہ کابلی آئے اوس نے ایک نامہ نکالکر
خواجہ کے حوالہ کیا عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ میں
پہونچا خواجہ چھینک کر بیہوش ہوے اسوقت عرب نے نعرہ کیا منم کتارہ کابلی یہ نعرہ کرکے خواجہ کو چادر عیاری میں باندھکر
پشتارہ اٹھاکر بخوشی روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب ثروبین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھدیا ثروبین نے
خوش ہوکر کہا کہ اے کتارہ خواجہ کو مقید کرکے ہوشیار کرو کتارہ نے بموجب حکم ثروبین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ نے اپنے تئیں
قید میں مبتلا دیکھکر کتارہ کابلی اور ثروبین کامرانی سے کہنے لگے مجھے چھوڑدو جو کچھ تم کہو گے میں وہی کرونگا ثروبین نے برہم ہوکر

کہا اے خواجہ تم نے مجھے بہت اذیت دی ہے مین تمکو ہرگز رہا نہ کرونگا یہ کہکر ژوبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو زشت سیرت تیغ کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کس کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے کون لایق قتل کرنے کے ہے تیغ آبدار و بازو مین قوت رکھتا ہون تابعدار حضور کا ہون جسے حکم ہو ابھی اسے قتل کردون ژوبین کامرانی نے کہا اے جلاد جلد خواجہ عمرو کو لیجاکر قتل کر ہرچند خواجہ اشکبار ہوے بہت سی باتین مکر و فریب کی کین لیکن ژوبین نے خواجہ پر رحم نکیا جلاد بموجب حکم ژوبین خواجہ عمرو کو کشان کشان جانب میدان مقتل لے چلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونیکی خبر ہوئی جب وقت جلاد مقتل مین عمرو کو لیگیا چبوترہ ریگ پر بوریۂ فلاکت بچھاکر خواجہ کو بٹھلایا گردن پر کوے سے خط کھینچا تیغ آبدار میان سے کھینچکر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ تمنائے دلی ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کرکے کھالے اور اگر پیاس ہو تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم مین سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ ژوبین ہرمز و فرامرز نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کے قتل کرنیکا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونیکے ظاہر دیکھکر رونے لگے صدف چشم سے گوہر اشک نکالنے لگے اور دلمین خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہے کہ مجھسے کوہ سراندیب پر یہ وعدہ ہو چکا ہے کہ جب تک تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت نکرونگا اسوقت تک نہ مرونگا ابھی تو مینے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ نہیں کی ہے اور سامان قتل نظر آتے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو کیسوے فلک نظر کی دیکھا آثار سحر نجومی ظاہر ہین خواجہ عمرو نے برجوع قلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش ظاہر ہوا جب وہ نارنجی پوش ہرمز اور فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہرمز کو دیا اور پوچھا اے شاہزادہ ذیوقار یہ ہنگامہ کیسا ہے ہرمز نے جواب دیا خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہے جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مقتل مین جاکر عمرو کو قتل ہوتے دیکھون ہرمز نے بغیر نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا صغیر و کبیر جوان پیر جمع ہین سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہین جوان نارنجی پوش نے حقۂ آتشبازی متواتر جو ماری وہ مجمع سب متفرق ہوا دھوان بکثرت ہوا دھوئین کی تاریکی مین جلد خواجہ کو چبوترے سے اٹھاکر وہ جوان جانب صحرا لیگیا پھر طوق سلاسل خواجہ کے تن سے دور کرکے یہ کہا آپکو تو مین نے رہا کر دیا ہے اب جہان دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا بھی خیال رکھیگا خواجہ نے دعا دیکر پوچھا تیرا نام کیا ہے جوان نے کہا ابھی نام نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ کو چھوڑکر چلا گیا خواجہ رہا ہوکر داخل قلعۂ صخیرہ کوہ ہوے اب حال ہرمز کا بیان کیا جاتا ہے کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش سے پایا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہرمز نے وہی نامہ اٹھاکر لفافہ اوسکا چاک کیا فوراً غبار بیہوشی اس مین سے نکلا ہرمز بیہوش ہوکر گرا اہل لشکر یہ حال دیکھکر گھبراکر دوڑے ابھی مردمان لشکر نے ہرمز کو اٹھایا تھا کہ یکایک شور عظیم بلند ہوا کہ فرامرز و ژوبین وغیرہ نے دیکھا کہ جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہے عقب جلاد صدہا مردمان لشکر بھی سراسیمہ و بدحواس دوڑتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے چلے آتے ہین ہائے جلادیا آگ سے تن ہمارے داغدار کر دیے فرامرز و ژوبین یہ حال دیکھکر گھبرائے جب سب مردمان لشکر بھاگ کر قریب تر آئے ژوبین نے پوچھا کیون بدحواس بھاگے ہوئے آئے ہو کس نے تمہین جلایا ہے مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی کہ ہمارے تنون مین آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا ژوبین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا بختک نے کہا اے ژوبین یہ مقام حیرت نہین ہے کوئی عیار حقۂ آتشبازی مارکر خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے ژوبین نے جواب دیا اے ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکلکر نہ جانے دونگا یہ کہکر اور قلعہ کا محاصرہ کرنے کو مستعد ہوا ہرمز کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال دیکھکر سنکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہر نگار کو اور بیقرار ہو کر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہو کر با اجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگران سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان رنگین طبیعت و حاکیان شیرین حکایت واقفان لذت وصل و جدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزہ صاحبقران پہلوے ملکہ آسمان پری مین سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہر نگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوے موے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ ای امیر با توقیر افسوس ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین با آرام و راحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپکے فراق مین رات دن نالہ و بکا کرتی ہون اور ثروبین کامرانی وغیرہ کے خوف و خطر سے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج و الم مین بسر کرتی ہون دیکھئے آپکی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہے آپکو میرا خیال کچھ بھی نہین ہی برائے خدا تھو میرے حال پر رحم کیجئے آسمان پری سے رخصت ہو کر میرے پاس آئیے دشمنون سے مجھے بچائیے ملکہ مہر نگار یہ کہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوئے بالین سر دیکھا ملکہ مہر نگار کو نہ پایا امیر بے اختیار رونے لگے فراق ملکہ مہر نگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے باعث نالہ و بکا کا کیا ہی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین نے ملکہ مہر نگار کو خواب مین دیکھا ہی اوسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہو کر پوچھا مہر نگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہی جو تم اسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدم زاد ہی مین پریزاد ہون مجھ مین اور اوس مین فرق زمین و آسمان کا ہی میرے کف پا کے برابر ہے اسکے چہرہ کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا ای ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اسکی کنیز کی برابر بھی نہین ہو اسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہی کہ اگر تم اسکی کنیزونکو دیکھلو تو بھی غرور نکرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھکر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران سنکے نہایت برہم کر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہو کر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگین شہپال شہ نازنینان پریزاد اسکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہے شہپال یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھا کر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا اب مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دیجئے طبیعت میری نہایت پریشان ہی اب مین یہان نہ رہونگا عبد الرحمن جنی نے گفتگوے امیر با توقیر سنکے شہپال سے عرض کیا ای شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اب انھین خواجہ عمرو وغیرہ کے پاس پہونچا دیجئے بیشک انھین یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ گذرا ہے شہپال نے تقریر عبد الرحمن جنی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر چند دیوؤن کو طلب کیا جب دیو حاضر ہوے شہپال نے دیوؤن سے کہا جلد ایک تخت روان پر بٹھا کر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوؤن نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر با توقیر تخت روان پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت روان لے آئے ابھی امیر تخت روان پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی ملکہ نے فوراً ارزق پری سے کہا جلد جاکر جو دیو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انھین علیحدہ لیجاکر یہ پیام میرا اونسے کہدے ملکہ آسمان پری نے تمھین حکم دیا ہے کہ خبردار امیر با توقیر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہر نگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سبکو قتل کر دونگی اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرا حکم بجا لاؤ امیر کو بیابان سرگردان

سلیمانی مین پہونچا کر چلے آؤ ازرق پری نے بموجب حکم ملکہ اُن دیوؤن کے پاس جاکر اشارہ سے انھین بلاکر حکم آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ اے ازرق پری ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کردینا کہ موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی مین امیر کو چھوڑ کر چلے آوینگے ارشاد حضور بجالاوینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ازرق پری یہ سنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوؤن نے عرض کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمٰن جنی سے رخصت ہوکر تخت روان پر بیٹھے دیوؤن نے تخت اٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوئے دیو تخت اٹھاکر ایک جانب روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے دیوؤن نے بیابان سرگردان سلیمانی مین جاکر تخت دوش سے اتارا اور بالائے زمین پر رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوؤن نے عرض کیا اے امیر با توقیر اسوقت ہم گرسنہ ہین تھوڑی دیر آپ یہان توقف کرین ہم جاکر اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکر ابھی حاضر ہوتے ہین پھر تخت اٹھا کر یہان سے آپکو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جاکر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سنکر ایک جانب روانہ ہوئے اور قطع راہ کرکے گلستان ارم مین پہونچے شہپال سے عرض کیا خداوند نعمت ہم امیر کو پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت مین بذریعہ ازرق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ آسمان یہ سنکے خیال کرنے لگی کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کا مہرنگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ ممکن ہی نہین ہے اب دیکھتی ہون مجھ سے بگڑ کر مہرنگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہین یہ خیال کرکے ادھر تو ملکہ آسمان پری خوش ہوئی ادھر امیر با توقیر دیوؤن کا بہت انتظار کرکے سمجھے کہ دیوؤن نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب یقیناً نہ آوینگے یہ سمجھکر امیر تخت روان سے اٹھے اور اُس بیابان وحشت افزا مین پیادہ پا چلے اگر حال اُس بیابان وحشت خیز اور صحرائے ہول انگیز کا مفصلاً اور شرح وار تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے اور ناظرین والا تمکین کو بھی بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہو بلکہ باعث دردسر ہو لہٰذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ تا شام امیر نے صحرانوردی کرکے شام کو جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین اُسی جگہ پر کھڑا ہون جس جگہ سے چلا تھا امیر با توقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے چونکہ دشت نوردی سے بہت سے کانٹے کف پا مین چبھ گئے تھے خون تلوؤن سے جاری تھا آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لبون پر جان تھی تشنگی سے ہونٹ خشک تھے زبان مین کانٹے پڑ گئے ہوئے تھے اسوجہ سے امیر با توقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوئے اور چار جانب جستجوئے آب کرنے لگے ایک دریائے ذخار نظر آیا امیر کنارۂ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر کھایا یہانتک کہ امیر سیر ہوگئے اور کلچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضرؑ نے یہی فرمایا تھا کہ جسروز یہ کلچہ تمام ہو جائیگا اُس روز پردۂ قاف سے گذر کر پردۂ دنیا پر پہونچ گئے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملگئے الحاصل جب امیر با توقیر کلچے سے سیر ہوچکے دریا سے پانی پیا اس اثنا مین تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحرائے وحشتناک کا سناٹا وہ تاریکی پناہ بخدا امیر با توقیر نے سیر و سیراب ہوکر شکر خدا کیا پھر کنارۂ دریا سے اٹھکر اُسی تخت روان پر آکر بیٹھے دیر تک بیدار رہے صحرائے وحشت افزا کو چار جانب دیکھا کئے اور خیال کیا کئے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلونگا کسطرح یہان سے کسی آبادی مین پہونچونگا سوائے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے کرتے امیر سوگئے عالم خواب مین امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ اے امیر ذیشان خلل

ہو جیئے انشاء اللہ اس صحرائے پر خار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچیگا امیر نے پوچھا اے خواجہ کیونکر اس دشت کو طے کرونگا گھوڑا بھی نہیں ہے پیدل کبتک چلونگا خواجہ عمرو نے اے امیر آپکے سامنے یہ جو درخت نصب ہے اسکی لکڑیان توڑ کر اور اسکی چھال پانی سے تر کر کے ایک بیڑا بنائے اور بیڑے کو دریا مین ڈالکر سوار ہو جیئے کسی نہ کسی جانب یہانسے ضرور نکلجائیگا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت سحر ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کر کے یہ خیال کیا کہ عمرو از حد مجھسے محبت رکھتا ہے مین جو مغموم تھا عالم خواب مین اگر تدبیر بتا گیا یہ خیال کر کے امیر تخت سے اٹھے اور موافق بتانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا مین ڈالدیا اور اس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ بیڑا وہی جگہ ہے جس جگہ صبح کو کنارۂ دریا پانی مین ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب و غریب دیکھکر پھر نہایت حیران ہوئے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لائے اور بعد سلام فرمایا اے امیر باتوقیر آپ حیران و پریشان نہو جیئے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے اسکی یہی خاصیت ہے کہ اگر کوئی اس دشت مین آجائے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہ سے روز اول چلے اسی جگہ ہے اب آپ اکل و شرب سے فرصت کر کے بعد ادائے نماز شب بسر کیجئے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھ کے بیڑے پر بیٹھیگا انشاء اللہ تعالیٰ کل شام کو اپنے تئین اس جگہ نپائیگا تاثیر اسم بزرگ سے یہان ہنگام سحر نہ آئیگا حضرت خضر یہ ارشاد فرما کر اور اسم بزرگ بتا کر نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے بیڑے پر سے اتر کر اور بیڑے کو اسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھ کر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کر کے وہی کلچہ نکالا اور خوب سیر ہو کر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی پیا بعد اکل و شرب کے امیر اسی تخت رواں پر لیٹے بعد بڑی دیر کے سو رہے ہنگام سحر امیر نے بیدار ہو کر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا پڑھا پھر بیڑے پر بسم اللہ کہکے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب رواں ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت پروردگار کنارۂ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھ دیا پھر کنارۂ دریا سے چند قدم جو آگے بڑھے ایک چمن پر از گلہائے رنگا رنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ پھول اس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہو کر داخل چمن ہوئے اور سیر گلہائے چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو از حد مہیب صورت نے ظاہر ہو کر یہ نعرہ کیا کہ اے آدمزاد تو اس جگہ کیونکر آیا کچھ خوف تو نے نہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا نام میرا دیو طاؤس ہے غضب کیا تو نے کہ تو یہان آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اسوقت تجکو لقمۂ لذیذ تصور کر کے کھا جاؤنگا امیر باتوقیر نے نعرہ دیو طاؤس سنکے جواب دیا او بے حیا کیا بکتا ہے تو مجھکو کیا کھائیگا مین تجھکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا اور چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو تقریر امیر باتوقیر سنکے نہایت غضبناک ہوا اور ایک نعرۂ رعد آواز بلند کر کے وار شمشاد اٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر تیغ آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف چلا گیا امیر نہایت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجیب دیو ہے کہ اسپر تلوار مین نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے ہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہو کر یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام فرمانے لگے اے امیر باتوقیر آپ متحیر نہ ہون یہ دیو روئین تن ہے اگر ہزار دن ہاتھ تلوار کی لگائیگا تو بھی تیل

نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک خنجر اس درخت کی جڑ مین زیر زمین ہی اوس خنجر کو نکالیے اسی خنجر سے دیو طاوس قتل ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غایب ہوگئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کر لیا پھر مٹی وہان کی ہموار کر دی حمزہ صاحبقران خنجر زیب کمر کرکے کھڑے ہوے چمن مین سیر کر رہے تھے کہ دیو طاوس تنتنا ہوا آیا اور پکارا اے آدم زاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا بہت مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجھکو قتل نہین کر سکتے ہین اب تو میرے دہن مین چلا آ امیر با توقیر تقریر دیو کی سنکے کہنے لگے او یاوہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ مین تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا دیو یہ کلام سنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچکر اور وہی خنجر کھینچکر قدم آگے بڑھاکر نعرہ کرکے پہلوے دیو طاوس پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جب دیو طاوس مر گیا امیر اس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہین امیر نے اون دونون سے فرمایا کیون لڑتے ہو دیوؤن نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تم سے لڑینگے یہ کہکر ایک نے دار شمشاد اور دوسرے نے آرہ پشت نہنگ اٹھاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے انکے حربون سے بچکر عقرب سلیمانی کھینچکر ایک دیو پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعۃً دونون دیو چار ٹکڑے ہوکر چار دیو ہوگئے اور لڑنے لگے امیر نے ان چارون کے آٹھ ٹکڑے کئے آٹھ دیو پیدا ہوے اسیطرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو دونے ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو ہزار ہوگئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ خدا مین دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوے اور بعد سلام حمزہ صاحبقران سے فرمانے لگے کہ ای حمزہ صاحبقران یہ بیان سرگردان سلیمانی ہے کارخانے یہان کے طلسمی ہین اگر ہزار سال تک دیوؤن کو قتل کیجیے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے تاوقتیکہ قاعدے سے نہ لڑیے گا یہ جملہ دیو نابود معدوم نہ ہونگے صورت ان دیوؤنکے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اوسپر لگائیے اگر اس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجیے گا یہ فرماکر اسم بزرگ بتایا اور نظر سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اس دیو پر لگایا تیر سینۂ دیو کو توڑ کر نکل گیا دیو زمین پر گرا اور شعلے اوسکے ہر بن موسے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہوگیا تھوڑی دیر مین جملہ دیو معدوم ہوگئے اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا دیو دار حباد و تھا بعد اس آواز آنے کے جو تاریکی ہوئی تھی زائل ہوئی امیر نے شکر خدا کا کیا پھر اسی جگہ بعد اکل و شرب شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز سحر کے امیر با توقیر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت مہیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے دار شمشاد امیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد سے بچکر آگے بڑھکر اسکی شاخ سر پکڑ کر زمین پر گرایا پھر عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جسوقت دیو قتل ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنے کے تاریکی دور ہوئی امیر با توقیر آگے بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بے جرم و خطا قتل کیا مجھکو بے فرزند کا کر دیا اب مین تجھکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اُس نے امیر پر سحر کرنا شروع کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اسکا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہوگیا غضبناک ہوکر سحر سے اژدر بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جاکر خاک ہوگیا اسیطرح امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان خاطر

ہوئے اسی اضطراب مین امیر نے درگاہ خدا مین بر جوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعائے امیر مستجاب ہوئی فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا اے امیر اس لکڑی کو کمان مین رکھکر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاء اللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھا کر زمین پر تڑپ کر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا مہدوان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے پوشیدہ ہوگئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند آگے بڑھکے دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا صاف ہے امیر اوس چشمہ پر بیٹھ گئے وہی کلچہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہو کر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی اسی چشمے کا پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسجگہ برائے چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی مین مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتائے جہان فتاحان طلسم مضامین و گروہ کشایان حکایت رنگین اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تمازت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک گھوڑا زین و لجام سے آراستہ نہایت خوبصورت پری سیرت قدم ناز سے اٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اوس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہو کر آ مرکب پر سوار ہوئے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پا کر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے ایک احاطہ مین پہونچے امیر نے اس احاطے مین ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہین ہر ایک گھوڑا پری صورت ہے امیر جملہ مرکبون پر نظر کرکے حیران ہوئے ابھی امیر مرکبون کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑی پر احاطہ مین آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی مین آ کر پھنسے امیر باوقر تقریر پریزاد سنکے متحیر ہوئے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑی کی گردن سے اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر مین پانی ہو کر بہ جاؤگے یہ طلسم اسپان سلیمانی ہے قاعدہ اس طلسم کا یہ ہے امیر نے یہ آواز سنکے گردن مرکب کی لوح ڈھونڈھی ہیکل مین اوس سمند تیز رو کی لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سامنے تمہارے مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح دیکھکر تیر ترکش سے اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینہ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہو کر چاہا کہ احاطے سے نکل جاؤن طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہین گئی تھی کہ تیر اسکے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار گذرا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اس درجہ نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے مین تھے سب جل گئے امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اسوقت پریزاد اوس ناری کے غل مچانے لگے ایک دھوان پیدا ہوا اوس دھوین مین سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا ایسی ہوائے تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کے دور جا کر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہو گیا آفتاب نظر سے پنہاں ہو گیا پہر بھر تک یہی رہا بعد پہر بھر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا پالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنیکے تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہین ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسکی پڑی ہے حمزہ صاحبقران طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک بوڑھا دیو سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا ای آدم زاد کہان جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین تجھکو ایک ضرب شمشاد سے ہلاک کرکے کھا جاؤن یہ کہکر وار شمشاد
سر امیر پر کیا تو تیغہ پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بفنون سپہگری بچکر قبضہ تلوار کھینچکا کیا وہ دیو برہم ہوکر امیر سے لپٹ
گیا زور کرنے لگا امیر بھی اوس سے بخوف وخطر کشتی لڑنے لگے آخر بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اسکی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کرکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر پٹک دین ناگاہ دیو نے کہا اے آدم زاد امان دی امیر نے
فرمایا امان بشرط ایمان دیجائیگی دیو نے عرض کیا مین اس شرط سے مسلمان ہونگا کہ مقام تسناس سلیمانی جو اسجگہ سات
دیو رہتے ہین اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہین اگر آپ انکو قتل کیجئے یا زیر کیجئے تو مین کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرونگا امیر نے اس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھکر فرمایا مجکو مقام طلسم تسناس سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو ان
دیوون کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کرکے وہان سے چلا اور بعد طی کرنے راہ دو روز دراز کی
قریب ایک تختۂ زعفران کے اتار آیا اور کہا اب مین آگے جا نہین سکتا ہون یہی تسناس سلیمانی ہی امیر یہ سنکے ایک
ٹیلے پر گئے اور یہ نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ابو شواط سلسنے اگر مجھسے مقابلہ کر ابھی امیر نعرہ کر
خاموش ہوئے تھے یکایک سامنے اسی ٹیلے کے جو مکان تھا دروازہ اسکا کھلا سات دیو اوس مکان طلسمی سے نکلے
زمین سے ایک دیو نے ایک گولہ فولادی افسون پڑھکر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گولہ علیحدہ امیر سے گرکر بجھا شعلے نکلے
امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھکر از حد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر نے چند
سنگریزے اٹھاکر اونپر اسم اعظم پڑھکر اوس خرس پر مارے دیو بصورت اصلی ہوگیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اسکی کمر پر لگائی
تلوار کمر دیو سے چپٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا ادھر دیو نے زور کیا بوجہ سحر اور مقام طلسم ہونیکے تلوار امیر کے ہاتھ سے
چھوٹ گئی امیر کو صدمہ عظیم ہوا اسوقت امیر کے گوش مین ایک آواز آئی یعنی کسی نے پکار کے کہا کہ ای امیر اسم جلیل
پڑھکر پھونکو دیو کے جسم پر لگا دو پھر قدرت خدا تماشا دیکھو امیر نے بموجب حکم غیبی اسم بزرگ کو پڑھکر اوس دیو کے جسم
مس کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اسکے جسم سے نکلنے لگے اکثر شعلے اوسکے جسم سے نکلکر ان چھ دیوون کے اجسام پر پڑے
وہ بھی یونہی مثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر مین ساتون دیو جلکر خاک ہوگئے اور وہ تختۂ زعفران بھی جل کر خاک
ہوگیا اسوقت دیوون کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا غل و شور از حد بلند ہوا بعد بہت دیر کے
تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب ساتون دیو جل گئے اور تاریکی
دفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور وہ مقام طلسم فتح ہوگیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھکر برہم ہوکر
کہنے لگا اے آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی بھی تو نے فتح کیا ساتون دیوون کو ہلاک کیا میرے بھائیونکو مارا اب تو
مین جاتا ہون جب تجکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیونکا ضرور تجھسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بعجلت چلا گیا
امیر اس ٹیلے سے اترکر دیو کی مکاری و فریب پر تا دیر خیال کرکے اور اسکے چلے جانے پر افسوس کرکے ایک جانب
بمجبوری روانہ ہوئے اور راستے راہ مین شکایت جور و فلک زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوئے چلے جاتی
تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ دراز قامت مہیب صورت سامنے آیا اور پکارا اے لقمۂ لذیذ و چرب کہان جاتا ہی مین آپہونچا
اب تجھکو کھاؤنگا ہرگز تجکو اے آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر وار شمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے
اپنے تئین بچایا اور فوراً آگے بڑھکر دیو کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اسکے
سینے پر سوار ہوئے اور پوچھا حالا در شناختن خالق کون مکان چہ میگوئی دیو نے کہا اے آدم زاد ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہون امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہے بیان کر اوس نے کہا ایک قلعہ ہے کہ اوس قلعہ کو زہرہ نگار کہتے ہین اس قلعہ کا

بادشاہ لاہوت جنی ہے اسکی ایک دختر ہے نام اوسکا نجم پری ہے مین اسپر ایک مدت سے عاشق ہون اگر
اُس پری سے وصل میسر ہو تو مین مسلمان ہو جاؤن اور تمکو یہان سے لیجا کر تمھارے عزیز و احباب مین پہونچا دون اور تمھارا
شکر گذار ہون امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تو کہان رہتا ہے دیو نے کہا ارنائیس میرا نام ہے قلعہ یاقوت
نگار مین رہتا ہون امیر نے یہ سنکے اوسے چھوڑ دیا اور کہا مجکو قلعہ زہرہ نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش پر
بٹھا کر چلا بعد طے کرنے راہ دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا اے ارنائیس آج کی شب مین اسی جگہ
قیام کرونگا ارنائیس نے امیر کو اپنے دوش سے اوتارا چونکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور
بعد پڑھنے نماز کے ارنائیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنارے چشمہ کے سو رہے جب امیر غافل
ہوے ارنائیس جھٹکا دیکر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ اُسی جگہ ایک دیو مسمی شش انگشت
مردار خوار رہتا چالیس ہزار دیوان خونخوار رکھتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیون کو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ارنائیس
بھاگا ہوا جاتا ہے چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہوکر اوٹھا اور دوڑ کر ارنائیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا پھر تدبیر
آتش افروزی مین سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کرچکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹ کر کباب تیار کرکے کھاؤن
ارنائیس یہ حال دیکھکر دیو شش انگشت مردار خوار کے روبرو بعجز کہنے لگا کہ اے شش انگشت مردار خوار
مجکو چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اس دیو نے جواب دیا مین گرسنہ ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے کباب
تیار کرکے کھاؤنگا ارنائیس یہ تقریر دیو مردار خوار کی سنکے اپنی زندگی سے ناامید ہوا اور خیال کرنے لگا اے
ارنائیس بیکار آدم زاد کو چھوڑ کر تو یہان آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو نہ جاتی یہان تو زندگی نظر نہین آتی
ہے قضا کا سامنا ہو ابھی ارنائیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردار خوار آگ مشتعل کر رہا تھا کہ یکایک صبح ہوئی امیر
خواب سے بیدار ہوے اول چشمے کے کنارے وضو کرکے نماز پڑھی پھر کلچہ نکال کر خوب سیر ہوکر کھایا چشمے سے پانی پیا
پھر کلچہ رکھکر جانب درخت دیکھا ارنائیس کو نہ پایا امیر ارنائیس کو نہ دیکھکر وہان سے ایک جانب روانہ ہوئے
اتفاقاً اسی جگہ پہونچے جہان ارنائیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور دیو شش انگشت کباب تیار کرنے
کی فکر مین بیٹھا تھا امیر نے ارنائیس کو دیکھکر پوچھا تجھکو کس نے باندھا اُس نے دیو شش انگشت مردار خوار
کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردار خوار امیر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا کاٹ کر کباب
بناکر کھاؤنگا بعد ازان ارنائیس کے کباب بناکر تیار کرونگا یہ خیال کرکے اوٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو ارنائیس
کو چھوڑ دے ورنہ مین تجھکو قتل کرونگا دیو مردار خوار نے جواب دیا ای آدم زاد تو اپنی فکر کر پھر ارنائیس کی سفارش کرنا
دیکھ یہ آگ مشتعل ہے اور یہ کارد ہے اسی سے تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بناکر کھاؤنگا امیر نے یہ سنکر تبسم
کیا اور کہا او بے حیا کیا بکتا ہے خاموش رہ دیو مردار خوار نعرہ امیر یا توقیر سے دل گیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا
آخر اپنی فوج سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار دار
از دہ پشت نہنگ لیکر بڑھے اور امیر با توقیر کو چہار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عقرب سلیمانی کھینچکر دیونکو قتل
کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کئے جملہ دیو خائف ہو پیچھے ہٹے امیر نے بڑھکر ارنائیس
کو درخت سے کھولدیا ارنائیس بھی دار شمشاد اوٹھا کر امیر جانب سے لڑنے لگا دیوؤن کو ہلاک کرنے
لگا دیو حمزہ صاحبقران اور ارنائیس سے شکست کھاکر بھاگے امیر با توقیر دیون کو بھگا کر دیو شش
انگشت مردار خوار کے قریب پہونچے اس دیو نے غضبناک ہوکر دار شمشاد لگائی امیر نے

ضرب دار شمشاد سے و فنون سپہ گری اپنے تئین بچا کر عقرب سلیمانی اسکی کمر پر لگائی کہ دیو شصت انگشت مردار خوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزہ صاحبقران بہ فتح و فیروزی ارنائیس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ارنائیس نے امیر کی تعریف کرکے اپنے دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت کو روانہ ہوا شام کو ایک مقام پر پہونچا پھر امیر نے ارنائیس کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز اول و شب کے سو رہے ارنائیس کچھ چباکر قلعہ پوست درخت سے اپنے دست و پا کو کھلا کر ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوئے ارنائیس کو نہ دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج بیچارہ ارنائیس کہین چلا گیا یہ خیال کرکے بعد پڑھنے نماز سحر کے کلچہ نوش فرما کر ایک سمت پا پیادہ چلے اسی طرح سے بعد دو روز کے ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہان ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اس قلعے سے آتی تھی اہل قلعہ با آواز بلند روتے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل چہرہ اس قلعہ کو گھیرے ہوئے تھے امیر نے جو صدائے نالۂ اہل قلعہ سنی اہل قلعہ پر رحم کرکے اون دیوون سے کہا کہ اس قلعہ سے ہٹ جاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ مین تم سب کو قتل کرونگا یہ عاق فیل چہرہ یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سے سنکے نہایت برہم ہو کر حملہ آور ہوا امیر نے اسکی ضرب سے بچکر عقرب سلیمانی سے اسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھکر کیبارگی امیر پر حملہ آور ہوئے دار شمشاد و زنبور پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے لیکر حمزہ صاحبقران کو چار طرف سے گھیر لیا اور دار شمشاد و غیرہ آلات حرب ضرب امیر پر لگانے شروع کیے امیر نے انکی ضرب دار شمشاد وغیرہ سے بچکر عقرب سلیمانی سے انھین قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار دیو گھیرے ہوئے ہین لڑائی ہو رہی ہے لاش پر لاش دیوون کی گر رہی ہے زمین دیوون کے خون ناپاک سے رنگین ہو رہی ہے اسوقت جملہ اہل قلعے نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہے اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہے اب ہمکو بھی مناسب یہی ہے کہ قلعے سے نکل کر دیوون کو قتل کرین اس آدم زاد کو دیوون سے بچائین یہ مشورہ کرکے جملہ اہل قلعہ آلات حرب و ضرب لیکر قلعے سے نکلے اور دیوون سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران دیوون کو قتل کرتے تھے ادھر پریزاد دیوون کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر مین حمزہ صاحبقران نے سیکڑون دیوون کو قتل کرنا شروع کیا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ گئے بادشاہ قلعہ امیر کو بعد عزت و حرمت قلعہ مین لیگیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال بیان آنیکا دریافت کیا امیر با توقیر نے اپنا نام بتا کر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا سنکے کہا آپ نے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہے مین برادر حقیقی عبد الرحمن جنی کا ہون اس قلعہ زمرد نگار کا حاکم ہون آپ یہان بہ آرام تمام چند روز تک توقف فرمائین پھر مین بعد راحت و آرام جہان آپ کہینگے پہونچا دونگا یہ کہکر سامان دعوت امیر مین مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزہ صاحبقران سے ناراض ہے اگر وہ سن لیگی کہ لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر مجھپر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ امیر کو قید کرے یہ خیال کرکے بعد دعوت شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی جب حمزہ صاحبقران بیہوش ہوئے لاہوت شاہ نے پریزادون کو حکم دیا کہ ابھی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو یہان سے اٹھا لیجاؤ اور ایسی چاہ تنگ و تاریک مین قید کرو کہ جہان سیاہی ظلمات گرد ہو پریزاد دیو جب حکم لاہوت شاہ امیر کو لے گئے اور عالم بیہوشی مین امیر کو چاہ تاریک مین قید کرکے چلے آئے جب امیر کو مین ہوشیار ہوئے اپنے کو چاہ تاریک مین پایا سوے فلک دیکھکے خدا کا شکر کیا کہ

کلچہ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کلچہ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوین سے پانی لیکر پیا کئی روز تک امیر اُس
کنوین مین رہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزہ صاحبقران کو چاہ مین قید کیا ہے
نہایت ملول برہم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدمزاد نے میرے والد کو دیوؤن کے شر و فساد سے بچایا
افسوس ایسی آدمزاد کو میرے والد نے بے جرم و خطا قید کیا یہ خیال کرکے نجم پری اپنے مادر و پدر وغیرہ سے پوشیدہ
اُس چاہ تاریک مین گئی اور حمزہ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا مین لائی امیر نے اوس سے پوچھا
تو کون ہے نجم پری نے عرض کیا مین دختر لاہوت شاہ جنی کی ہون نام میرا نجم پری ہے ابھی خبر لاہوت
اور امیر سے باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک گاے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب
بھاگی امیر بھی اُس گاے کے پیچھے روانہ ہوے وہ گاے تو تھوڑی جا کر غائب ہوگئی امیر با توقیر آگے بڑھے
دیکھا ایک قصر ہے اور پاس اوسکے ایک گنبد بلند ہے اوس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہے
مرد کہتا ہے اے معشوقہ اس میرے حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شاد کام کر آرزوے دلی میری بر لا عورت کہتی ہے
کہ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہے تیرا مدعاے دل حاصل نہوگا بہتر یہی ہے
کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزہ صاحبقران یہان اگر میرے کہنے سے تجھے قتل کرینگے امیر نے یہ تقریر سنکے آواز بلند کہا
جو کوئی اس قصر مین ہو جلد دروازہ کھولدے ورنہ مین دروازہ توڑکر قصر مین آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھولدیا
جب امیر داخل قصر ہوے دیکھا کہ ارناٹیس اور نجم پری دونون بیٹھے ہین امیر نے ارناٹیس سے پوچھا
تو نے نجم پری کو کیونکر پایا اوس نے عرض کیا اے امیر نجم پری آپ سے صحرا مین باتین کرتی
تھی چونکہ مین اسپر عاشق ہون گاے بنکر اسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہے ہر چند
مین منت کرتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی ہے امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی
پاکر اوسکو مسلمان کرکے عقد پری کا ارناٹیس کے ساتھ کر دیا پھر ارناٹیس حمزہ صاحبقران کو نجم پری کے
پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارناٹیس کے نجم پری بھی اٹھکر قصر سے باہر گئی اور گھوڑی بنکر
دریا مین نہانے لگی اودھر سے ارناٹیس میوہ لئے ہوے آتا تھا نجم پری کو دریا مین دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا اور خود
گھوڑا بنکر دریا مین جا کے نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اُسکے شکم سے اشقر دیوزاد
پیدا ہوتا ہے حال اوسکا بیان کیا جائیگا غرض کہ جب ارناٹیس نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کر چکا بصورت اصلی
میوہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر مین آئی پھر ارناٹیس امیر کو لیکر مع نجم پری کے
قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار مین پہونچا امیر کو اپنے قلعے مین بصد عزت رکھا
اور سامان امیر کے لیجانے کا کیا اکثر پوچھتا تھا اے امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعہ مین پہونچادون امیر کہتے
تھے جس جگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہر نگار ہون وہین مجکو پہونچادو غرض ارناٹیس تو سامان لیجانے کا کر رہا ہے مگر
امیر کا اکثر دل گھبراتا ہے ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا مین گئے اور چوپایون اور طائرون کا شکار کرنے
لگے امیر کو شکارگاہ مین رہنے دیجئے احوال اونکا بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی سے اور گرفتار کرنا ارناٹیس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

پلا ساقیا توبہ توبہ شراب | کہ سوز دروں سے ہوا ہے دل کباب | کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین

ہوئی پھر تلاش مئے آبگین ٭	کر آراستہ پھر تو میخانے کو	نئی طرح گردش دے پیمانے کو
مئے لالہ گون کی مجھے چاہ ہے	کہان ساقیا ساغر بادہ ہے	گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
کہین قلقل مے کی آئے صدا	پھر آیا ہے بنت العنب کو خیال ٭	کہ ترپون کو دکھلائے اب جمال

روانی قلم کی دکھا اب تحریر ٭ نہ بڑھ آگے مطلب پہ آ اب تحریر ٭ بیت نگار نغز داستان کہن ٭ رقم

گرمضمون زیب چمن ٭ جلوہ نگاران معنی عبارات داستان رنگین بیان و ضیا پردازان مطالب مضامین حیرت عجائب نشان حالات امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کیفیت ملکۂ آسمان پری قلم تیز رقم سے صفحۂ قرطاس پرستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکۂ آسمان پری جو بادل فراق نال امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسیوقت عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضور مجھسے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کہان ہین عبدالرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکۂ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبدالرحمن نے کہا امیر باتوقیر اسوقت قلعہ یاقوت نگار مین بصد عیش و عشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہے کہ کل خود ارنائیس حمزۂ صاحبقران کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کریگا اور امیر باتوقیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام خیر انجام عبدالرحمن کے سنتے ہی ملکۂ آسمان پری نہایت غضبناک ہوکر بیتاب و بیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر بتعجیل تمام بتلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بصد تیز روی ٹھیک دوپہر کو جنین تمازت آفتاب مین قلعہ یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر کا تو کہین پتا بھی نہین ہے مگر ارنائیس اور نجم پری ایک مقام پر لیٹے ہوے اور گلو مین باہین ڈالے ہوے بوس و کنار کرتے کرتے سو گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شربت وصل سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیوؤن سے حکم دیا کہ جلد ان دونون کو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان پری فوراً نرغہ کرکے آپڑے اور دیوان قلعۂ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کر فراری ہوئے دیوان ملکۂ آسمان پری نے ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کرلیا میدان تمام صاف ہوگیا قلعہ سب خالی کرکے بھاگ گئے ملکۂ آسمان پری نے قلعہ یاقوت نگار کھدوا کر خاک سیاہ کردیا اور ایک مقام پر بخط جلی تحریر کردیا منم ملکۂ آسمان پری دختر شہپال و نجھوبون دیوؤن قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور قلعہ کو یون تباہ و برباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنی حمزۂ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا یہی حال کیا جائیگا یہ لکھکر ملکۂ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی وارنائیس و نجم پری کے وہان سے روانہ ہوئی جب اپنے قصر عالی شان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس و نجم پری کو قتل کرو عبدالرحمن جنی کو بزور علم معلوم تھا کہ نجم پری حاملہ ہے اور اسکے شکم سے اشقر دیو نژاد پیدا ہونیوالا ہے ملکۂ آسمان پری کا سنکر عبدالرحمن جنی نے منع کیا کہ انکو قتل کرنا بہتر ہوگا ملکہ ان دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید رکھو ملکۂ آسمان پری نے یہ سنکر عرض کیا کہ بجا و بسر و چشم منظور ہے اور دونون کو زندانخانۂ سلیمانی مین قید کیا ادھر کا حال سنئے کہ جب امیر باتوقیر شکارگاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت تازہ نظر آئی کہ قلعہ یاقوت نگار تمام منہدم ہے کسی نے دفعۃً ایسا تباہ و برباد کیا ہے کہ دور تک ویرانہ ہوگیا ہے ایک مقام ہوکا نظر آتا ہے نہ قلعہ ہے نہ ارنائیس و نجم پری ہین نہ دیوار و در کا پتا ہے مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہے جب قریب تحریر کے آئے لکھا تھا کہ منم آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردۂ دنیا پر پہونچانے کا ارادہ کریگا اوسکا یہی حال ہوگا امیر باتوقیر نے نعلین پاؤن سے اتارے اور ملکۂ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت رنج ہوا کہ

راہ بردہ دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس پھر وہ مسدود ہو گئی معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی مین پردۂ دنیا پر نہ جانا ہوگا حمزہ صاحبقران متردد و متفکر کھڑے ہوے دل سے یہ باتین کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہے اُس سے دریافت کیا کہ اس قلعہ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت مین گرفتار ہوے اُس دیو نے عرض کیا اے امیر ملکۂ آسمان پری ارنامیس اور نجم پری کو گرفتار کرکے لیگئی اور بہت سے دیوؤن کو قتل کیا امیر کو یہ سُنکر بہت رنج و ملال ہوا اسی عالم صدمات مین ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کار دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اُسوقت اُسطرف آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت مین بے خبر پڑے سو رہے ہین وہ دیو امیر کو مع پارۂ سنگ اٹھا کر آسمان کی طرف اُڑا اور دو ہزار کوس بلند اب امیر باتوقیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئین پنجۂ جلاد مین دیکھا سمجھے کہ اب بچنا چنگل سے اسکے مشکل ہے اُس دیو نے کہا کہ اے آدم زاد کیا کہتا ہے کہان تجھکو پھینکون امیر باتوقیر نے کہا اے دشمن جان تو مجکو دریا مین پھینکدے مگر دیو کی عقل اُلٹی ہوتی ہے امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑون پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینک دیا صاحبقران اُس دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو دریا سے ہوا مین پھنسے ہوے موجۂ باد مین غوطے لگاتے ہوے چلے جب قریب زمین کے آئے اُسوقت حضرت خضر اور حضرت الیاس عبادت خدا مین مشغول تھے یکایک ندائے غیب آئی اے نبی ہمارے خضر و الیاس حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اسکا اٹھا کر آسمان پر لیگیا ہے اور دو ہزار کوس کی بلندی سے اُسے پھینکا ہے جلد اسکو روک لو کسیطرح امیر کو تکلیف گرنے کی نہو یہ سنتے ہی اُن دونون خداشناسون نے اُٹھکر امیر کو ہاتھون پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی اُن دونون پیغمبرون نے امیر کا سر اپنے زانون پر رکھا اور دامان عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوے غش سے آنکھ کھولی جلوۂ نور الٰہی مشاہد کیا

دو کلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان مین لانا

شناوران عالم مہجوری واقفان عرصۂ دوری اس داستان عظیم الشان کو یون لکھتے ہین کہ جسوقت امیر باتوقیر کو حضرت خضر و الیاس نے ہاتھون پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونون خاصان خدا کو امیر نے سلام کیا اور کہا کہ مجکو فلک کجرفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہے کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہوگئے ان حق شناسون نے فرمایا اے امیر عنقریب ہے کہ تم پردۂ دنیا پر پہونچو یہان امیر باتوقیر حضرت خضر و الیاس سے یہ باتین کر رہے تھے وہان ملکۂ آسمان پری عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتلا اے میرے وارث نامدار شوہر ذیوقار حمزہ صاحبقران عالی شان کہان ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آج شوہر تیرا بتائید پروردگار بچ گیا دیو سفید نے اسکو اٹھا کر دو ہزار کوس بلند ہو کے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضر و الیاس نے اسکو ہاتھون پر روکا امیر کو تھپیڑہ موجۂ ہوا سے غش آگیا اور وہ کوہ صفا پر ہے یہ سنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور امیر کا حال بیان کیا شہپال اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر مع ملکۂ آسمان پری کے بتعجیل تمام کوہ صفا پر پہونچا ملکۂ آسمان پری نے جیسے ہی حمزہ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر باتوقیر کے پاؤن پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین تمکو چھ مہینے کے بعد پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی امیر باتوقیر کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا اور غصے سے کانپنے لگے مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے کے

ضرور تمکو پروہ دنیا پر پہونچا دونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضر و الیاس نے بھی فرمایا کہ اے امیر بیشتر ہے تم اسکے ساتھ جاؤ اقرار کرتا ہے کہ بعد چھ مہینے کے پروہ دنیا پر پہونچا دیگا غرضکہ امیر باتوقیر شہپال اور ملکہ آسمان پری بمنت وسماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑکر امیر باتوقیر سے لپٹ گئی محبت پدری سے دریادلی نے جوش مارا غصہ فرو ہوگیا جلسۂ عیش وعشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت وہر لحظہ فراق گل حدیقۂ نوشیروانی یعنے ملکہ مہرنگار کے ہجر مین صورت بلبل کو گرفتار پریشان ہر گل مثل خار غنچۂ دل مین کھٹکتا ہے مگر چار و ناچار کیا کرین کیا نہ کرین کچھ بس نہین شعر قفس کے روزنون سے دیکھکر فصل بہاری کو تڑپ تڑپ کر جان دیتے ہین پھڑک کر سر پٹکتے ہین پر انکو تو اب یہین چھوڑے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول ہین اور دل بہلاتے ہین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوئی ہین

سعدہ بازان فسانہ رنگین فکر پردازان داستان خوش آئین مضامین عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بہ طاقت لسانی زیب و زینت صفحۂ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون بیان کرتے ہین کہ جب آذوقہ چھ مہینے غار قلعے مین اختتام کو پہونچا پہلوان عادی نے عمرو سے کہا اے خواجہ اب کچھ فکر کھانے کی کرنا چاہئے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی قلعہ اس حوالی مین اور ہے اس نے کہا اے خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے کہ نام اس قلعہ کا دیو دودہ ہے عمرو یہ سنکے اس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے جاتے جاتے جب برابر قلعے کے پہونچے دیکھا کہ چار میل فولادی پر قلعہ قائم ہے عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کسطرف ہے اس قلعے کے چارون طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر کار ایک میل کے پاس کھڑے ہو رہے حیران حیران چارون طرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کون سی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجئے کوئی سبیل ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے جب اتفاق اسی میل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ قلعے مین سے سقے پانی وہین بھرتے تھے قضائے کار اس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو نے دیکھتے ہی ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے دیکھنے لگا مگر کچھ سوائے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ سکا بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کھینچا دیکھا کہ ایک جل ہنس ڈول مین بیٹھا ہوا ہے عجب طرح کی شکل ہے رنگ سیاہ قد پستہ کرنجی آنکھین گول بدن سفید دانت بہشتی دیکھکر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو نے جھپٹ کر اوس بہشتی کو پکڑا اور اٹھا کر کے اسی کنوئین مین پھینکدیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریائے فنا مین غرق ہو کر مر گیا عمرو نے روغن عیاری نکالا اور اسی بہشتی کی صورت بنکر اسیجگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اس بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اوسی کنوئین کے پاس آئی اور کہا ارے او بدھو لے کے باپ آج تو نے بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہے جو تو یہان بیٹھا ہے اور دن زیادہ چڑھ گیا گھر کا نون کا پانی نہین بھرا اوس بہشتی نقلی نے جواب دیا مجھے دتوندھی آنے لگی کچھ آنکھون سے نہین سوجھتا ہے مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے کہا کہ آ مین تیرا ہاتھ پکڑ کر لیچلو غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے ہاتھ اپنا شوہر سمجھکے پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سرد پانی پلایا عمرو بعد فراغت آب طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازے پر آواز دی او بدھوا کے باپ او بدھوا کے باپ ذرا ادھر آ کچھ کہنا ہے بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جانکر جگایا ارے بدھوا کے باپ سوتے ہو اٹھو کوئی دروازے پر پکارتا ہے دیکھو تو جا کر کون ہے اور کیا کہتا ہے عمرو یہ سنکر بیدار ہوئے اور اٹھکر باہر آئے دیکھا کہ شخص کھڑا ہے

دیکھتے ہی عمرو کو اس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا اے شخص مین تو بہشتی بدصوا کا باپ ہون تو مجھکو خواجہ کیون کہتا ہے اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھسے خواب مین ایک بزرگوار نے فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران نامدار اس ہیئت سے بدصوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہے عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اوس نے کہا نام میرا مہتر شہباز ہے عمرو اس سے ملے اور کہا بھائی مجکو ایوان شاہی پر پہونچا دے اس نے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسیوقت شہباز کے ساتھ چلے مہتر شہباز عمرو کو لئے ہوئے ایوان شاہی پر آیا عمرو نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھکر اندر محل کے آیا دیکھا کہ بادشاہ اپنی خوابگاہ مین سو رہا ہے عمرو نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کرون یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی السلام علیک یا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھکے بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا اے خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت رویائے صادقہ مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین اوسیعالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہرنگار کو جاکرکے آؤ مین ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان کو مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بہت خوش ہوئے کہا الحمد للہ مراد دلی بر آئی اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صفیرہ کوہ پر آیا اور ملکہ مہرنگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے تمام ماجرا قلعۂ دیو دوودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ سے بتعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے جب قلعۂ دیو دوودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخلہ لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل ہوئے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خداپرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار وغیرہ کے رہنے کے لئے ایک قصر عالیشان خالی کرا دیا یہ سبکے سب اسی قصر مین مقیم ہوئے اور بعد خوشی و خرمی رہنے لگے ادہر زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صفیرہ کوہ خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون سے زوبین کامرانی نے دریافت کیا کہ یہ خداپرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہرنگار وغیرہ نقب کی راہ سے نکل کر قلعۂ دیو دوودہ مین پہونچے اسیوقت زوبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا اور آتے ہی قلعۂ دیو دوودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بدین مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ کیا

نامہ اے خسرو خسروان عادل زمان واے معین شاہان دوران ای تاج بخش سلاطین ملک گیران واے مددگار اورنگ نشینان یعنے بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بغرض اقدس حضور فیض گنجور کمیان خدیو مملکت پرور میرسانہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ دہندۂ دادگستران یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہے کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہے کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام گردش چرخ کجرفتار سے نہایت روان دوان ہے اور کہین اس ساربان زادے کا پتا یہ دستیابی نہین لگتا اس قلعے سے اس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہے اور ہاتھ نہین آتا ہے اور ہر ایک حاکم قلعہ کو یہ شعبدہ بازی و عیاری طرازی طریقہ اسلام پر مسلمان کرتا ہے اور چند روز مقیم ہو کر نکل جاتا ہے اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہرنگار و پہلوان عادی وغیرہ کے قلعۂ دیو دوودہ مین مقیم ہے اور انتر بادشاہ دیو دوودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہے اور یہ غلام بقصد انتظام فوج قلیل سے قلعہ گھیرے ہوئے ہے لہذا عرضی ہذا حضور مین گزران کر امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر گران سنان جلوہ افروز ہون تو یہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین مسخر ہو جاوین اور غلام اس قید عذاب الیم سے رہائی پاجاوے واجب جان کو عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ زوبین

نے یہ عریضہ لکھکر بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل نامہ دار بتعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین پہونچا آداب سلام شاہانہ بقید خسروانہ بجالایا اور تختگاہ شاہنشاہ کو بوسہ دیکر نامہ ژوبین کامرانی بحضور خسروانی پیش کیا بادشاہ نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ ژوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام مین وہ نامہ پڑھکر سنایا بادشاہ نوشیروان نامہ سُنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے بختک تیری کیا رائے ہے اور کیا جواب اس نامہ کا لکھا جائے بختک نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپکا چلنا بہت مناسب ہے کہ اقبال حضور اور قدوم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہونگے اور دشمنون کو زیر کرکے گرفتار کرینگے اور سب قلعون پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ رائے بختک کی سنکر خاموش ہو رہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے خواجان آپ کیا فرماتے ہین بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ عمرو نہایت شریر و بدذات ہے اور بہت چالاک عیار و طرار ہے نہین معلوم اسکے سبب کیا ذلت و خواری ظہور مین آئے میری رائے نہین ہے کہ آپ تشریف لیجائین اور پریشانی اٹھائین نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور کہا اے حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر سے فرمایا اے دبیر اس نامہ کا جواب لکھو کہ میرا جانا مناسب نہین ہے اور مین کسیطرح نہین آسکتا ہون تمکو چاہیے جد و جہد کرکے عمرو کو گرفتار کرلو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنون کو مارو بعد اسکے زیر مضامین شاہنشاہی نامے کے آخر مین بختک نے اپنی طرف سے لکھا اے ژوبین کامرانی میری رائے تو تھی کہ بادشاہ نوشیروان فوج لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے دو چار وجہ بیان کرکے منع کیا بادشاہ کو رائے بزرجمہر کی پسند آئی جاتے جاتے رک گیا مین کیا کرون میرا کچھ اختیار نہین غرضکہ جواب نامہ ملفوف کرکے شتر سوار کو دیا وہ نامہ بر سلام شاہانہ بجالاکے رخصت ہوا بتعجیل تمام منزلین طے کرکے پہونچا اور جواب نامہ بادشاہ کی طرف سے ژوبین کو دیا ژوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکے خاموش ہو رہا کہا خیر دیکھا جائیگا
مصرع ۔ برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ۔ انکو تو یہین چھوڑے کہ عمرو وغیرہ قلعے مین ہین اور ژوبین قلعہ گھیرے ہوئے ہے

دو کلمہ داستان مصیبت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب پھر پردۂ دنیا کی طرف ارادہ ہے

مصیبت انگیزان مادۂ ناہنجار و صعوبت خیزان بحر غدار کیفیت امیر باتوقیر کی حوالی پردۂ قاف مین یون لکھتے ہین کہ جب زمانہ چھہ مہینے کا امیر باتوقیر کو پھر گذر گیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان حیران پریشان ہوے ہر وقت یہ فکر و رنج و الم کہ دیکھئے زندگی مین پھر ہمارے پردۂ دنیا نصیب ہوتی ہے یا نہین شوق دیدار ملکہ مہرنگار مین رات رات بھر بستر خواب پر پڑے تڑپتے ہین دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہین شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح سے تا شام عالم بیقراری مین گذرتی ہے ایک روز اسی عالم مین جو آنکھ لگ گئی خواب مین ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار دیکھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رو کہتی ہے امیر کیا یہی شرط محبت ہے جو کچھ ظلم تم سے ظہور مین آیا اب تو صورت دکھاؤ ہجر مین نہ تڑپاؤ مین تمہارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جان بلب ہون یہ خواب دیکھکر امیر بیدار ہوگئے گھبراکر آنکھ کھل گئی غم ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مار کر رونے لگے امیر باتوقیر کی آواز بلند سے آسمان پری وغیرہ چونک اٹھین اور امیر باتوقیر سے لپٹ گئین پوچھا اے صاحب خیر تو ہے بتاؤ کیا ہوا کیا خواب پریشان نظر آیا جو اسطرح تم بیتاب ہو جاگ اٹھے امیر سچ بتاؤ کہ بد خواب ہوکر ڈر گئے جو عالم رویا مین روئے امیر نے کہا اب تم مجکو برائے خدا دنیا پر بھجوا دو نہین مین ہلاک ہو جاؤنگا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی جانا نہین ملیگا

امیر کو ملکہ آسمان پری کے ہنسنے پر غصہ آگیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا اے آسمان پری کیا تونے مجکو قید
کیا ہے ابھی خون کے دریا پرستان مین بہا دونگا آسمان پری نے کہا اے امیر کیا تاب کیا مجال تمہاری امیر
یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور تلوار کھینچکر اُٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا تیغ سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہوگئی
یقین تھا کہ وہ ہاتھ چل جائین اور گلستان ارم مین خون کے تھالے بھرین کسی نے دوڑ کر شہپال کو خبر دی کہ امیر
و آسمان پری مین تلوار چل رہی ہے شہپال گھبرا کر ننگے پانون ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونون طرف تلوارین کھنچی ہوئی
ہین شہپال نے دونون سے آسمان پری کو للکارا کہ خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہے شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ
حرکت کرتا ہے بس جا علیحدہ ہو ادھر امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے سے لگایا اور سمجھا کر اپنے تخت
دربار مین لیگیا اور کہا مین تم کو ابھی پردہ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہون بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہو پھر چار دیوون کو بلا کر
شہپال نے حکم دیا کہ ابو امیر کشور گیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کرکے پردہ دنیا پر جس جگہ یہ کہین بہ حفاظت تمام
پہونچا آؤ بموجب حکم شہپال اُن دیوون تخت آراستہ کرکے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چارون دیو تخت لیکر روانہ ہوئے
ادھر ملکہ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھا کر پردہ دنیا کی طرف روانہ کر دیا جلاجل
پری سے کہا کہ تو ابھی تو جا اور چارون دیوون سے کہہ آ کہ خبردار خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی مین رکھکر چلے آنا
آگے نہ لیجانا اسیوقت جلاجل پری بحکم ملکہ آسمان پری تعاقب مین امیر باتوقیر کی چلی یہان وہ دیو کوئی
دو کوس تخت امیر کا لیے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پر اڑتی ہوئی گئی اور زبانی جنی مین اون دیوون سے
حکم آسمان پری سنا کر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر باتوقیر بھی کچھ سمجھے کہ پھر کچھ رخنہ اندازی آسمان پری نے کی
امیر نے اُن چارون دیوون سے کہا کہ تم مجکو پردہ دنیا پر لیجاؤ بلکہ گلستان ارم مین پھر مجکو پہونچا دو کہ
اب مجھ مین طاقت مارنا ہی اور بربادی اٹھانے کی نہین ہے وہ چارون دیو تخت امیر باتوقیر کا دربار شہپال مین پھر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیون خیر تو ہے کیا ہوا کیون پھر آئے امیر کو پردہ دنیا پر کیون نہ پہونچایا دیوون نے عرض کیا
کہ حکم ملکہ آسمان پری کا نہین ہے کہ امیر کو پردہ دنیا پر لیجائین جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ
سلیمانی مین اُتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو مجکو پھیر کر پھر گلستان ارم مین پہونچا دو شہپال سنکر خاموش ہو
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دو ہتڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجکو اسکی سزا دے جیسا تو
میرے ساتھ کر رہا ہے یہ کہکر امیر باتوقیر اٹھ کھڑے ہوئے اور گیر دالیاس زیب جسم انور کر کے ایک طرف کو راہی ہوئے
شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بخاطر ملکہ آسمان پری عالم مجبوری سے کچھ کہہ نہ سکا چپ ہو رہا یہان امیر باتوقیر
چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہان ایک دیو سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا کہ دنیا یہان سے
کتنے فاصلے پر ہے اُس دیو نے کہا یہان سے راستہ پردہ دنیا کا دس ہزار برس کا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور اشک
حسرت آنکھون سے بہے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کرکے کہا اے پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہان سے زندگی
مین پردہ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہے اگر تو چاہے تو آن واحد مین پہونچا دے یہ کہتے ہوئے ایک طرف
روانہ ہوئے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے مگر نہایت محکم ہے چالیس ہزار دیو اُس قلعے کو گھیر کر
دھاوا کر رہے ہین لڑائی ہو رہی ہے مگر ساکنان قلعہ کی صدائے فریاد و زاری بلند ہے امیر کشور گیر
کو اُن فریادیون پر رحم آیا اور اُن دیوزادون کو وہین سے للکارا اُس لشکر سے ایک سردار نامی نکلا کہ نام اسکا
دیو ابلق تھا اُس نے آتے ہی امیر پر وار شمشاد ماری امیر نے خالی دے کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر

زمین پر گرا ساکنان قلعہ برجون پر سے دیکھ رہے تھے فریاد و زاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی ہونے
لگی تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزارہا دیوون کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعے نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے
مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہے آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہے بادشاہ
جنود سبز قبا امیر باتوقیر کو بعد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور دنگل زرنگار پر بٹھایا محفل جشن آراستہ کرکے دورہ جام
شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اسکا خواجہ شمس تھا اسکو بلا کر بادشاہ نے
چپکے سے کچھ اسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اٹھکر چلا گیا اسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر
باتوقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہے کہ ایک گوہر بیش بہا میرے پاس ہے مین امیر باتوقیر کو نذر دون
یعنے دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر باتوقیر کے ساتھ کردون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد فرمائے ——
صاحبقران نے فرمایا اے بھائی مجکو کسطرح منظور نہین کسواسطے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار عظیم ولا اپنے
سر پر کیون رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہپال کا ہے اور علاوہ اسکے مین حضور سے اقرار کرتا ہون کہ بعد
عقد ہوجانے کے آپ کو ضرور پردۂ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان صورت مین البتہ مجکو منظور ہے اگر تو اور تیرا بادشاہ
عہد محکم مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا کرے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اس مین کبھی فرق نہوگا الغرض
اسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالی شان مین امیر باتوقیر کو مقیم کیا
بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت ساز و سامان سے بہت بھاری مانجھا امیر باتوقیر کو پہنایا اگر
اسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشورگیر کو دولہا بنا
جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزاد و پریزاد لباس رنگین و فاخرہ زینت دہ برات ہوئے باجے
ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بجاتی گاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور بلند غرضکہ اسطرح
برات دلہن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی کھلی ہوئی ستارا جھلملاتا
کا وقت پھلجھڑیون کی طبقین اڑتی ہوئی روشنی بیحد و انتہا شعلہائے سلیمانی روشن بازارین آراستہ دوکانین سجی ہوئین
تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سبز و سرخ لباس پہنے ہوئے تمام شہر مین عجب جشن عام کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برات
تمام قلعے سے پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے نوبتین جھڑنے لگی دولہا کو تخت سے اوتارا اندر محل مین
لیگئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر نعلین نگار مین دلہن و دولہا کو بٹھایا تخلیہ کردیا دن گذر چکا تھا ہنگام وصل
برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بہرہ ور ہوئی دلہن دولہا شربت وصل سے سیراب ہوے غرضکہ کئی روز اسی
عیش و عشرت مین گذرے ایک شبکو خواب مین امیر باتوقیر نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار بہت دیکھا
کہ وہ امیر کے گلے مین پیارے باہین گلے مین ڈالے ہوے کہتی ہے کہ کیون حمزہ یہی تقاضائے وفاداری
ہے کہ شیفتۂ محبت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین ہین اور تم نے یہ کیا غضب کیا کہ ابھی ایک عذاب سے
فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا تمہین اختیار ہے صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوے
بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہوگیا شعر گلشن مین مین کیا کبھی مبتلا نہین * تجھ سے سوا
پسند کوئی گل ذرا نہین * یہ کہکے چپکے سے پہلوے ملکہ ریحانہ پری سے اٹھے اور قصر سے نکل کے ایک طرف کو
روانہ ہوئے ابھی نصف رات باقی ہے بتعجیل تمام چلے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ریحانہ پری جو بیدار
ہوئی امیر باتوقیر کو پہلو مین نہ پایا انیسون و جلیسون سے دریافت کیا سب نے کہا ہمکو نہین معلوم کہ

امیر باتوقیر کہاں ہوئے کسطرف چلے گئے پھر بہت تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا اسیوقت ملکہ ریحانہ پری اپنے باپکے پاس آئی اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ جنود سبز قبا نہایت متعجب ہوا اور کہا اے فرزند یہ تیری قسمت مین تنے تو بہت سوچ سمجھ کے تیرا عقد کیا تھا جو منظور خدا ملکہ ریحانہ پری کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور کلیجہ پاش پاش زبان سے جاری کئے پھر یہ شعر حسب حال اپنے پڑھنے لگی شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؁ روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ؁ اودھر ریحانہ پری شوق امیر باتوقیر مین مضطر و نالان ہے ادر امیر باتوقیر اشتیاق ملکہ مہر نگار مین بیقرار ہو نکل گئے اودھر ملکہ آسمان پری کو بعد چند عرصے کے خیال صاحبقران زمان کا آیا حیران و پریشان عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور پوچھا کہ فرمائے صاحبقران زمان کہان ہین عبدالرحمن جنی نے کہا اے آسمان پری شوہر تیرا قلعہ سبز نگار مین ملکہ ریحان پری سے کھیلنے مین ہے بہتر ہے تیرے چچا بادشاہ جنود سبز قبا نے ملکہ ریحان پری کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی ملکہ آسمان آگ بھبولا ہو گئی پھول سا چہرہ مثل گل سرخ آفتاب کی تمتمانے لگا غصے مین اٹھ کھڑی ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سبز نگار پر پہونچی سامنے بادشاہ جنود سبز قبا کے آکر کہا اے عمو جان آپ کو یہ لازم نہ تھا کہ گھر ہی شکار کھیلا سوائے میرے شوہر کے اور کوئی ملکہ ریحان پری کا تمکو بر ملن نہ تھا جو تمنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ کہکر دیوون کو حکم کیا کہ سب کو گرفتار کر لو مین ان سب کو سزا اسے معقول دونگی دس ہزار دیو چہار طرف سے آپڑے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بعد جنگ و جدال کے خواجہ شمس وزیر درمان کو اور بادشاہ جنود سبز قبا کو گرفتار کر کے لے آئی اور حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو ان سبکو قتل کرو اسیوقت شہپال کو خبر ہوئی وہ فورا آیا ملکہ آسمان پری کو منع کیا کہ میری خاطر سے ان سبکا خون بخش دو مگر آسمان پری کسی طرح نہ مانتی تھی جب شہپال بہت مصر ہوا ملکہ آسمان پری نے جنود سبز قبا اور ریحانہ پری کو زندانخانہ سلیمانی مین قید کیا اور خواجہ شمس وزیر کو بادشاہ کر کے قلعہ سبز نگار پر بھیج دیا ان دونون نے قید خانہ مین خدا سے دعا کی کہ پروردگار عالم تو منتقم حقیقی ہے تو اسکا اجر و جزا دینا اب اودھر کا حال سنئے کہ بعد چند روز کے ایک دیو ہے کہ نام اسکا رعد شاطر بھانجا دیو عفریت کا ہے اور مسکن اسکا طلسم سفید بوم و سیاہ بوم مین ہے اسنے سنا کہ شہپال نے عفریت کو امیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا چونکہ عفریت دیو شاطر کا ماموں تھا خون کا جوش آگیا نہایت برہم ہوا غصے مین آکر جال سلیمانی لیکر چلا اور بارگاہ شہپال مین آکر وہی جال سلیمانی مارا شہپال و آسمان پری و فرشتہ سلطان وغیرہ اس جال مین پھنسے چار سو دیو اور پری کو گرفتار کر لیا مگر عبدالرحمن جنی ڈرکے مارے بھاگ کر تخت کے نیچے چھپ گئے شاطر نے ان سبکو طلسم سلیمانی مین لا کر الٹا لٹکا کر قید کیا اب انکو یہین چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان خواجہ عمرو اور ژوبین کامرانی کے بیان ہوتی ہین

جنگ آزمایان عرصہ کارزار معانی و معرکہ آرایان میدان رزمگاہ خوش بیانی اس داستان جرات نشان کو سفحہ قرطاس پر قلم شمشیر رقم سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب بیژن کامرانی مدائن مین آیا اور اسنے اپنے بھائی کا حال دریافت کیا بختک نے ساری کیفیت عمرو اور ژوبین کامرانی کی بیان کی بیژن کامرانی سنتے ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکے اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جا کر قلعہ جات کو فتح کرون بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے اور تین لاکھ فوج جرار بادشاہ نوشیروان نامدار نے بیژن کامرانی کے ہمراہ کر کے اسکو رخصت کیا بیژن کامرانی بتعجیل تمام منزلین طے کرتا ہوا قلعہ دیو دو دہ پر آیا اپنی بھائی سے ملا

ژوبین کامرانی بصد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیژن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہیں یہ قلعہ تو کل لیلونگا بعد اسکے اور سب قلعوں کو فتح کرونگا جب عمرو بن امیہ ضمری کو یہ خبر ہوئی کہ بھائی ژوبین کامرانی کا بیژن کامرانی تین لاکھ فوج جرار لیکر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہے عمرو نے بھی قلعے کا بندوبست محکم کیا مگر رات ہی سے لڑائی شروع ہوگئی صبح ہوتے ہی بیژن کامرانی اور ژوبین کامرانی نے دھاوا کر دیا عمرو نے بہت سے کامرانیوں کو قتل کیا مگر لڑائی فتح نہوئی بیژن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہاں ملکہ مہر نگار وغیرہ گھبرا گئیں پروردگار عالم کی طرف رجوع دست بدعا بلند کئے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد عظیم اٹھی جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوے اور وہین سے نعرے کرکے تلوارین کھینچین اور لشکر بیژن کامرانی وغیرہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس مقابلے پر آیا اسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش اور بیژن کامرانی سے سامنا ہوا بیژن نے جھنجھلا کر تلوار ماری نقابدار نے بارہ بچا کر اسکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا یا جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور بگرز زنجیرین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا بیژن کامرانی گرتے ہی بیہوش ہوگیا ژوبین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھکر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے جھپٹ کر اسکی بھی تلوار چھین لی اور بگرز زنجیرین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر اسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوگیا کامرانی دوڑ پڑے اور دونون کو اٹھا لیگئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھول کر مع ہمراہیون کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے سب کامرانیون کو مار کر بھگا دیا صدہا کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسون فراریون کا پتا نہ لگا عمرو نے پڑاو پر کامرانیون کے پڑا تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہوکر جانے لگا عمرو نے کہا کہ اے نقابدار آپنے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے اور کمک کی آپ فرمایئے کہ نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے کہا کہ اے خواجہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے مگر ملکہ مہر نگار کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ خادم آپکا یہان سے بہت قریب مقیم ہے اب یہان بآرام تمام تشریف رکھئے کسی کی کیا مجال جو آنکھ بھی ملا سکے یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور کچھ نقابدار سے کہنا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھکا دیا عمرو پیچھے ہٹ گیا یہان کا حال سنئے کہ ایک روز بختک نے خواجہ ابو الخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہر نگار کو ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو تو مین تمکو اس قلعہ کا بادشاہ کر دون ابو الخیر نے جواب بختک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان مین نقب لگی ہے آپ آیئے نقب کی راہ سے تشریف لایئے مین عمرو وغیرہ اور سب پہلوانون کو گرفتار کرا دونگا یہ جواب نامے کا ابو الخیر نے روانہ کرکے یہان سامان دعوت کیا ابو الخیر نے چار سو آدمیون کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چار سو شقابون مین نکلوا کر دسترخوان چنوا دیا دختر ابو الخیر جو ادھر سے آئی دیکھا دسترخوان چنا ہوا ہے اور چار سو شقابین پلاؤ وغیرہ کی تیار رکھی ہین پوچھا اے پدر نامدار کیا آج روز نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہے جو کھانا عمدہ پکوا کر آپنے دسترخوان چنوایا ہے ابو الخیر نے کہا اے فرزند یہ کھانا مین نے بختک کے پہلوانون کے لئے پکوایا ہے آج عمرو و ملکہ مہر نگار وغیرہ کو گرفتار کرکے بختک کے حوالے کرون گا وہ مجکو اس قلعے کا بادشاہ کریگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابو الخیر یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہر نگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنی باپ کی کہی اور کھانا تیار ہونے لگا اور بختک کے آنے کی خبر یہان کی ملکہ مہر نگار دختر ابو الخیر کو اپنی بہنی کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اسیوقت دو سو آدمیون کو لیکر مع پہلوان حادی کے مکان پر ابو الخیر کے آیا پہلوان حادی نے کہا اے خواجہ یہان تو بہت سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہے عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھے چلکے کیسا عمدہ کھانا کھلاتا ہون کہ دل سیر ہوجائے

اور طبیعت خوش ہوئی کہکے خواجہ عمرو مع دو سو آدمیوں کے در خانہ مکان میں ابوالخیر کے داخل ہوئے پہلوان عادی
وغیرہ دسترخوان چنا ہوا دیکھکر خوش ہو گئے عمرو نے پوچھا ای ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا ای
خواجہ آج جناب ابراہیم علیہ السلام کی نذر ہوئی ہے عمرو نے پہلوان عادی وغیرہ کی دیکھکے کہا کہ بسم اللہ نجوریدہ قبول
ہوئی اس میں دو چند ریہ کہانا کھائیں ثواب زیادہ ہو حق بحقدار رسیدہ سنتے ہی پہلوان عادی مع دو سو جوانوں کے آستینیں
چڑھا کر گرد دسترخوان کے بیٹھ گئے اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ کھانا شروع کیا بڑے بڑے لقمے مارنے لگے ایک ایک
جوان پہلوان نے تن تنہا کھانا کھایا عمرو نے بعد اسکے ابوالخیر کو گرفتار کرکے قلعے میں بھیج دیا اور پہلوان عادی کو نقب
پر بٹھایا اور بتاکید کہدیا کہ جو کوئی دہنہ نقب پر آئے تم اسکو پکڑ کے دیتے جاؤ الغرض کہ وقت معہودہ پر نخجاک نے
چار سو پہلوانوں کو بھیجا ایک ایک نے نقب سے آنا شروع کیا جو نقب سے آیا اور اسنے سر اپنا دہنہ نقب سے
نکالا پہلوان عادی نے گردن پکڑ کر اسے کھینچ لیا اور عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے اسیوقت حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اور گرفتار کرکے قلعے میں بھیج دیا اسیطرح سے ایک چشم زدن میں چار سو آدمیوں کو عمرو نے اسیر کرکے قلعے میں بھیجا
اب باری ان تینوں کی آئی نخجاک اور زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی آگے پیچھے چلے نخجاک نے ان
دونوں سے کہا کہ کھانے میں مجھی کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ یہ دعوت کا پلاؤ نقصان کرے بے ہضم ہو دانہ دانہ
پیٹ سے نکل جائے غرضکہ پہلے زوبین کامرانی آیا اور دہنہ نقب سے سر نکالا پہلوان عادی نے مثل شہباز
اجل کے اس کافر بیدین کے سر پر چنگل مارا فقط اسکے سر کے بال پہلوان عادی کے ہاتھ میں آئے زوبین کامرانی
نے تڑپ کر جھٹکا مارا بال اسکے جڑوں سے ٹوٹ کر ہاتھ میں پہلوان عادی کے آگئے اور زوبین کامرانی تڑپ کر
نکل گیا اور نخجاک وغیرہ کو ساتھ لیکر بھاگا عمرو نے دہنہ نقب استوار کرکے بند کرا دیا اور قلعے میں آن کر ان چار سو کا مع ابو
اور ابوالخیر کے بھی دار پر کھینچ دیا سب کو قتل کرکے لاشیں قلعے کے باہر پھنکوا دیں ملکہ مہرنگار نے دختر ابوالخیر کو اپنی
جنبی بنا کر پاس رکھا اور بعیش تمام اس قلعے میں ملکہ مہرنگار مع عمرو و پہلوان عادی وغیرہ رہنے لگے اب
اس داستان کو یونہیں چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان شگفت نشان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے بیان ہوتے ہیں

نقالان حضار طلسم داستان رنگین بیان و قلعہ کشایان معرکہ سخنان عبارات طلاقت لسان اس فسانہ عجائبات کو
صفحہ قرطاس سفید رنگ پر بسیاہی زبان قلم تیز رقم حرف بحرف یوں ترجمہ آرا ہوتے ہیں جب دیو عدشاطر بعد
قہر و غضب شہپال جنی اور ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان وغیرہ کو گرفتار کرکے لے گیا مگر عبدالرحمن جنی
تخت کے نیچے چھپ رہے تھے بعد اسکے یہاں سے بھاگ کر اپنے بھائی لاہوت جنی کے پاس چلے گئے حسب اتفاق
بعد چند روز کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران قریب قلعہ عمرو کے پہونچے دیووں نے لاہوت جنی کو خبر دی کہ
قاتل راہدار امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران آتے ہیں لاہوت جنی مع فوج دیوان اپنے قلعے سے نکل کر برائے
استقبال باہر آیا اور امیر سے ملاقات کی اور بہت سا عذر کیا کہ میں نے آپکو آسمان پری کے خوف سے
چاہ میں بند کیا اب خطا اس عاصی پر معاصی کی معاف کیجئے آپکا شیوہ رحم و کرم ہے یہ گنہگار عفو تقصیر کا امیدوار ہے
امیر باتوقیر بر سر رحم و لطف آکر خاموش ہو رہے لاہوت جنی امیر کو بصد اعزاز و اکرام اپنے قلعے میں لایا امیر نے
دیکھا کہ عبدالرحمن جنی بھی موجود ہیں امیر نے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے تمہارے یہاں آنے کا کیا سبب ہوا عبدالرحمن

نے کہا اے حمزہ غضب ہوگیا وہ جلسۂ بارگاہ شہپال متفرق ہوگیا بڑی تباہی کے عالم میں ہم سب مبتلا ہوئے دیو رعد
شاطر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمانی مار کر گرفتار کر لیگیا طلسم
سفید بوم و سیاہ بوم میں اسیر کیا ہے امیر باتوقیر نے کہا الحمد للہ خوب ہوا پروردگار عالم عادل و توانا ہے خدا اسے
زیادہ دکھائے تو میں خوش ہوں جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہے اسکا عوض خدا دیگا عبد الرحمن نے کہا اے امیر ایسا
نہ چاہیئے تمکو رحم و لطف و کرم لازم ہے امیر باتوقیر خاموش ہو رہے مگر چونکہ قریشیہ سلطان دختر امیر بہت چھوٹی تھی
اسکے حال پر امیر کو رحم آگیا سوچے ایسا نہو کہ اس قید سخت میں وہ معصوم ہلاک ہو جائے اسکے سبب سے ضرور تدبیر رہائی کی کرنا
چاہیئے امیر نے کہا اے عبد الرحمن وہاں میں کیونکر پہونچوں اور کس صورت سے جاؤں جو انکو رہا کروں عبد الرحمن
نے کہا کہ یہاں صحرا میں بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہے اگر وہ مدد آپکو دے تو آپ ضرور وہاں پہونچیں اور سوائے اسکے
اور کوئی صورت آپکے پہونچنے کی نہیں معلوم ہوتی ہے امیر نے فرمایا کہ مجکو اس صحرا میں پہونچا دو جہاں سیمرغ رہتا ہے
عبد الرحمن نے اسیوقت چار دیوؤں کو بلایا اور امیر کو تخت پر بٹھایا اور دیوؤں سے کہا کہ امیر کو اس صحرا میں پہونچا دو
کہ جہاں سیمرغ کا آشیانہ ہے وہ دیو بموجب حکم عبد الرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھوں پر اٹھا کر ہوا ہوئے اور ایک
چشم زدن میں اسی صحرائے لق و دق میں پہونچا دیا جہاں سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہاں پہونچکر تخت سے اترے
ایک درخت سرسبز شاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کرکے رخصت ہوگئے امیر نے دیکھا کہ اس درخت پر ایک
بہت بڑا گھونسلا لگا ہے امیر اس درخت سے ہٹ کر دوسرے درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر نے دیکھا
کہ ایک اژدہا اس درخت پر چڑھتا ہے بچوں نے سیمرغ کے جو اس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد و زاری بصد بیقراری کرنے
لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانۂ سیمرغ میں بچے ہیں اور یہ اژدہا انکا دشمن ہے وہ اپنے دشمن کو دیکھکر نالہ و
فریاد کرتے ہیں امیر باتوقیر نے ترکش میں سے ایک تیر کمان میں جوڑ کر اس اژدہائے نابکار پر مارا نشانہ ہوکے گرا تو وہ
غافل ہوا امیر تلوار کھینچکر دوڑے اور اس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیے بعد اسکے امیر بسبب خستگی
راہ کے لیٹ رہے فورًا سو رہے اس عرصہ میں سیمرغ آیا اور قریب آشیانہ کے بیٹھا دیکھا کہ آدم زاد سو رہا ہے
مگر مثل آفتاب درخشاں کے چہرہ تابندہ ہے کہ تمام صحرا روشن ہے سیمرغ نے خیال دل میں کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے
بچے پکڑ لیا کرتا ہے اسکو ضرور سزا دینا چاہیئے یہ سوچ کر وہ سیمرغ اڑا اور کئی ہزار من کا پارہ سنگ منقار میں پکڑ کر لایا
اور چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچوں نے فریاد کی اور کہا کہ خبردار اس شخص کو نہ مارنا یہ آدم زاد ہمارا محسن ہے اسی نے ہماری
جان بخشی کی ہمارا دشمن ایک اژدر مہیب تھا اسکو اس نے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا ہے وہ سب ٹکڑے اسکی سپر
کے نیچے رکھے ہیں تم خود جاکر دیکھ لو یہ سنکے سیمرغ زمین پر اترا اور منقار سے سپر کو اٹھایا دیکھا پارہ ہائے اژدہائے مہیب
جمع کیے رکھے ہیں بہت خوش ہوا اور ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بنا کے مروحہ جنبانی کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پروں سے سایہ فگن ہے امیر اٹھ بیٹھے سیمرغ نے کہا کہ اے آدم زاد تو نے
مجھ پر بڑا احسان کیا کہ میرے بچوں کو بچایا جلاد اژدر نابکار مدام میرے بچوں کو کھا جایا کرتا ہے اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان
کر کہ میں آنکھوں سے بجا لاؤں اور تیرے کام کو انجام دوں امیر نے کہا اے سیمرغ سفید بوم اور سیاہ بوم
میں جانا ضرور ہے اگر ہو سکے تو تو مجکو وہاں پہونچا دے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار اور سخت مشکل ہے
یہاں سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہے اور درمیان راہ کے کئی مرحلے ایسے
سخت و صعب ہیں کہ اس سے بچنا بسا دشوار ہے ایک کوہ مقناطیس ہے اور ایک کوہ زہر مہرہ اور نیز

کوہ آذور ہے اور ایک کوہ تار ہے اور ایک کوہ زمہریر ہے اور آخر مین ایک دریائے آتش ملتا ہے یہ مرحلات جانکاہ
ہین انکا طے کرنا بہت مشکل ہے مگر مین تیرے واسطے جہان تک ہو سکتا ہے تدبیر کرتا ہون امیر نے فرمایا جو ہو تو مجکو وہان
پہونچا دے کہ میرے اہل و عیال وہان قید ہین مجکو ضرور ہے کہ مین وہان جا کر انکو رہا کرون سیمرغ نے کہا اچھا بہتر ہے
آپ یہان ٹھہرئے مین آتا ہون یہ کہکر ایک صحرا کی طرف وہ سیمرغ اڑ گیا اور وہانسے کچھ گینڈے اور کچھ جانور شکار کرکے
لایا اور سات لقمے ان جانورونکے تیار کئے اور امیر سے کہا کہ یہ لقمے گوشت کے اپنے پاس رکھئے اور ہتھیار سب اتار کے
چھپا لیجئے کہ کوہ مقناطیس کی تاثیر ہے کہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے امیر نے تو سب ہتھیار پوشیدہ کر لئے مگر ایک خنجر برائے امتحان
اوپر رہنے دیا اور وہ ساتون ٹکڑے گوشت کے لیکر اس سیمرغ کی پشت پر سوار ہوئے سیمرغ نے کہا جہان پر مانگون ایک
لقمہ گوشت کا آپ میرے منھ مین دیجیئے گا یہ کہکر سیمرغ نے پرواز کی اڑتے اڑتے وہ سیمرغ جب قریب کوہ مقناطیس
کے پہونچا فریاد کرنے لگا اے حمزہ اب مین چلا کیا کوئی لوہے کی چیز آپ نے اوپر رکھ لی ہے امیر نے جلدی سے
اس خنجر کو بھی چھپا لیا اور لقمہ گوشت کا سیمرغ کے منھ مین دیدیا سیمرغ نے وہ لقمہ دیکر پھر پرواز کی اسیطرح وہ سیمرغ
ہر مقام کو طے کرتا ہوا اور لقمہ ہائے گوشت کھاتا ہوا چلا جاتا تھا تیز پروازی مین کچھ فرق نہ آتا تھا چھ مرحلے اس سیمرغ
نے طے کئے امیر نے چھ لقمے گوشت کے اسکو کھلائے جب ساتوان مرحلہ دریائے آتش کا آیا کہ وہ مرحلہ نہایت صعب و سخت
تھا آخر مین سیمرغ نے لقمہ گوشت طلب کیا اور کہا اے حمزہ جلدی لقمہ دو کہ یہ دریائے آتش ہے اسکا طے کرنا بہت مشکل ہے
امیر با توقیر جو لقمہ گوشت کا جو سیمرغ کو دینے لگے ہاتھ سے امیر کے وہ لقمہ چھوٹ کر گر گیا امیر بہت گھبرائے اور سوچے
کہ اب سیمرغ کو لقمہ کاہے کا دون ادھر سیمرغ جلدی کرکے مانگ رہا ہے امیر پریشان ہین کچھ بن نہین پڑتا کیا کیجے کہ سیمرغ
نے پھر لقمہ مانگا اور کہا اے حمزہ ایسا نہو کہ جیسا مشہور عام ہے کہ شیخ نے کچھوے کو دغا دی تھی اب مین دریائے آتش مین
گرا چاہتا ہون قوت تیز پروازی اب مطلق نہین ہے امیر کو کچھ بن نہین پڑتا فوراً خنجر کھینچکر اپنی ران کا بوٹا کاٹا اور سیمرغ
کے منھ مین جھپ سے دیدیا سیمرغ نے وہ بوٹا گوشت کا منھ مین لیکر کہا کہ یہ تو گوشت آدم زاد کا معلوم ہوتا ہے امیر نے
کچھ جواب نہ دیا مگر سیمرغ اس بوٹے کے گوشت کا خون تو پی گیا اور بوٹا گوشت کا منھ مین اپنے رہنے دیا جو تو سیمرغ بعد
تیز پروازی دریائے آتش سے اگر پار اترا امیر با توقیر کو اپنی پشت سے اتارا دیکھا امیر کا چہرہ زرد ہے کمر اسوا گیا امیر زمین
پر بیٹھ گئے غش آنے لگا سیمرغ نے پوچھا اے حمزہ کیا سبب ہے جو تمہارا یہ حال ہو گیا امیر نے اپنی ران سیمرغ
کو دکھائی اور کیفیت لقمے کی بیان کی سیمرغ کو دیکھکر نہایت صدمہ ہوا اور کہا اے حمزہ تم یہین ٹھہرو مین ابھی
اسکا علاج کرتا ہون پھر وہی بوٹا گوشت کا منھ سے نکال کے آگے امیر کے رکھدیا اور کہا کہ مین ابھی اگر جائی دیتا ہون
یہ کہکر سیمرغ اڑ گیا اور امیر کو یہان غش پہ غش آنے لگا یکایک امیر نے دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے اور آ
بوٹے کو ران پر رکھ کے لعاب دہن لگا دیا وہ زخم فوراً صحیح و سالم ہو گیا اور درد بالکل موقوف ہو گیا امیر نے جناب
خضر کو سلام کیا اور دست بوسی حاصل کی پھر امیر نے دیکھا کہ دو گنبد سامنے معلوم ہوتے ہین ایک گنبد سیاہ ہے اور دوسرا
گنبد سفید ہے امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کیا یہی سفید بوم و سیاہ بوم مشہور ہین حضرت خضر نے فرمایا ہان یہ
وہی مقام ہے پھر جناب خضر نے امیر با توقیر کو اسمائے الہی تعلیم کئے اور فرمایا کہ یہ اسماء پڑھکر اس گنبد پر دم
کرو اسکے دروازے کھل جائینگے حال تمکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر جناب خضر تو غائب ہو گئے امیر اس گنبد کی
طرف چلے جب قریب پہونچے اسمائے الہی پڑھکر دم کئے دروازہ گنبد کا کھل گیا امیر داخل گنبد ہوئے دیکھا کہ شہپال
جنی اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان مع چار سو دیو پری اس گنبد مین لٹکے ہین جب قریشہ سلطان

نے امیر کو دیکھا اور زار زار ابر نوبہار رونے لگے امیر نے بڑھکر پہلے قریشیہ سلطان کو کھولا اور گلے سے لگا پیار کیا
پھر شہپال جنی اور آسمان پری کو بھی کھول دیا اور چار سو دیو و پری کو بھی رہا کر دیا آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں
پر گر پڑی اور کہا اے امیر اب ہماری خطا معاف کیجئے تمہاری بد دعا سے ہم سب اس درجے کو پہونچے اور سزا اپنے معقول پائی
شہپال نے بھی امیر کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوا جس وقت امیر گنبد سیاہ کے باہر نکلے دیکھا کہ سفید گنبد کا دروازہ
کھلا اور وہیں سے نعرہ ہوا کہ میں دیو رعد شاطر ہوں اے آدم زاد تو یہاں بھی آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہاں جائیگا
یہ کہکر دیو رعد شاطر نے دوڑ کر شمشیر ماری امیر نے سپر سے نکل کر خالی دی اور کمرزنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور ہاتھ
بلند کر کے تین بار سر پر پھیر پیچ دیکر زمین پر مارا خاک اڑ کر بلند ہوئی آواز الحفیظ کی آنے لگی تمام عضو دیو رعد
شاطر کے چور ہو گئے امیر نے چھاتی پر چڑھ کر دیو رعد شاطر کا سر تن سے کھینچ لیا شہپال جنی خوش
ہو کر گر پڑنے لگا آسمان پری بلائیں لینے لگی قریشیہ سلطان دوڑ کر امیر سے لپٹ گئی تمام دیوؤں اور پریزادوں
میں تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا شہپال جنی نے کہا اے حمزہ صاحبقران اب گلستان ارم میں چلئے امیر
نے فرمایا اب میں وہاں ہرگز نہ جاؤنگا اس محنت و مشقت سے اور مصیبتیں اٹھا کر تو یہاں تک پہونچا ہوں اگر تم مجھے زیادہ
جبر کرو گے تو میں اپنے تئیں دریائے آتش میں گرا دوں گا شہپال جنی نے قسم کھائی کہ اگر چھ مہینے کے بعد آپ کو
پردۂ دنیا پر نہ پہونچاؤں تو غارت ہو جاؤں امیر مجبور ہو کر خاموش ہو رہے سوچ میں کھڑے تھے دل سے کہ رہے
تھے کیا کروں کچھ مجھکو بن نہیں پڑتا یکایک دیکھا کہ حضرت خضر والیاس تشریف لائے اور امیر سے فرمایا اے حمزہ
نہیں جانا مناسب ہے جو شہپال کہتا ہے سچ و درست ہے بہتر ہے کہ وہی کرو امیر باتوقیر ان دونوں خاصان خدا
کے فرمانے سے ہمراہ شہپال اور آسمان پری وغیرہ کے گلستان ارم میں آئے اب ان سب صاحبوں کو
تو صدقات گلستان ارم میں گلگشت کے واسطے چھوڑ دیجئے اور چھ مہینے اسی حال پر ملال میں پردہ قاف
میں رہنے دیجئے دیکھئے گردش فلک کیا دکھاتی ہے

دو کلمے داستان شعبدہ نشان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے بیان کئے جاتے ہیں

فسانہ پردازان بزم طراری و شعبدہ سازان محفل آرائے عیاری اس داستان عجائب نشان کو بحسن گرداری
زبان قلم سے یوں لکھتے ہیں کہ جب نقابدار نارنجی پوش نے کابلیوں کو شکست دی اور فوج کابلیوں کی بھاگ گئی
عمرو نے مال و اسباب اور غلہ وغیرہ سب فوج کا لوٹ لیا نقابدار نارنجی پوش صحرا کی طرف روانہ ہوا اور خواجہ عمرو
بہنج وغیرہ روزی قلعے میں آئے اور پیام نقابدار نارنجی پوش کا ملکہ مہرنگار کو پہونچایا ادھر ہرمز اور فرامرز نے بادشاہ
نوشیروان کو عرضی لکھی کہ عمرو نے تمام مال و اسباب و ڈیرے لوٹ لیا اور کابلیوں کی فوج کو بھگا دیا جب عرضی
دربار نوشیروان میں پہونچی بادشاہ نے وزیر سے پڑھوا کر سنی مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر سکوت کیا اور فوج دیکر
ہمراہ کاؤس کامرانی اور گرد ساسانی کے روانہ کیا اور حکم کیا کہ قلعہ دیو دود اور نیز دیگر قلعجات کو فتح کرو
ادھر حضرت ابوالخیر نے عمرو کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان نے ہرمز اور فرامرز کو اور خزانہ بھیجا ہے اور کاؤس
کامرانی اور گرد ساسانی کو مع فوج کے روانہ کیا ہے عمرو یہ سنکر قلعے سے نکلکر روانہ ہوئے اور قریب اس لشکر کے
پہونچے ایک گوشے میں بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کی شکل بنے اور لشکر میں آکر بارگاہ کاؤس
کامرانی پر آئے چوبدار نے کاؤس کامرانی کو خبر دی کہ ایک گویا دربارگاہ پر حاضر ہوا ہے حکم دیا بلالو جب عمرو شکل گویّا

داخل بارگاہ ہوا کاؤس کامرانی کو سلام کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے گاؤن بجاؤن سرکار سے انعام واکرام پاؤن کاؤس کامرانی نے کہا بہتر ہے گاؤ عمرو بیٹھ گیا دیکھا جام شراب گردش میں ہے عمرو نے بغیت چنگ نے کی جوڑی بجانا شروع کی اور تانا میں لگا کر یہ خمسہ موافق وقت کے گانا شروع کیا اور تمام اہل بزم کو اپنی الحان داؤدی سے محو کیا

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے اے تیر فگن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گئے
آج غربت میں بیاسے کہ وطن بھول گئے

اے چھ رہو نے ابھی جان ہی باقی تن میں
نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پھنسے ہیں غم میں
اب وہ آتے نہیں ہو فیصلہ ہو اک دم میں
جان کی آفت کی صید گہ عالم میں
نیم جان کرکے ہمیں صید فگن بھول گئے

تیری آنکھوں نے کیا آہوؤں کو بھی برباد
بند ہوگئے رشتہ نظارہ سے سب ہی جلاد
پانوں کیا انھیں انھیں دشت ختن ہی نہیں یاد
ہائے کیا ہوشیار ہیں تری آنکھیں جلاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہی اس فصل میں ایسا گلزار
سیر کرتے ہی گیا دل سے مرے صبر و قرار
سلسلے اس درجہ مرے ہاتھ جنون میں اگیا
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار
دشت وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیون تھا ہم سے ہوا ای جان ادھر تو دیکھا
کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
نشہ میں ہوش کہاں تھی ہمیں ہم سوچو تو
ہم جو میخانے سے مستی میں گئے مسجد کو
توبہ لے تجھ توبہ شکن بھول گئے

ہو تجھ گل پہ جوانان چمن میں بالکل
زرد ہے گل زرد پریشان ہی غم سے سنبل
تیرے جوبن پہ غرض جان گیا سب کا گل
نکلے چلتے ہیں تری راہ میں گلچیں ای گل
تیرے کوچے میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

مجھے زخموں کا مرے بھید نہ اصلاح جراح
آج بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح
زخمی لذت ہوں میں کرتے ہیں یہ کیا جراح
کا شغر سے جو منگالے ہیں سپید اجراح
میرے زخموں کے لئے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیرے جو ہوئی تشہیر
سچ ہے اثبات میں لوگوں کو ہے حیرت
کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
محو اس درجہ ہوئے دیکھتے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کئے حد سے فزون
ہاتھ شل ہوگئے مہمات میں اس بچپن تک
آسمان کا مرے زور ترا اب لکھوں
دم خفا زیر زمیں ہے مدد ای دست جنون
آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون دشت میں یاد آتے وہ دن ہر دم
لیتے تھے بوسہ سیب ذقن اوسکا پیہم
گر وطن پہونچے تو جائینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت میں رہی ہے جو غذا حنظل غم
اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز بیان اگلی نہیں یاد ای دلبر
داغ تو مجھکو جلاتے ہیں مگر شام سحر
چھو مئے ہرگز نہیں انصاف ذرا تو ہی کو
ایک مجمر ہے یہ دل کتنے سمائیں اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

یہ خمسہ جو خواجہ عمرو نے بہ الحان داؤدی گایا تمام صحبت مست ہوگئی عمرو نے فوراً یہ چالاکی اسکے گلابیوں میں شراب کی بیہوشی ملادی اور خاموش ہو رہا جب صحبت عشرت ہوشیار ہوئی کاؤس کامرانی نے کہا دورہ شراب شروع ہو اور پھر عمرو کی بہت تعریف کی اور انعام واکرام بہت کچھ دیا یہاں دورہ شراب ہونے لگا جب سبکو جام شراب تقسیم ہوچکا کاؤس کامرانی نے کہا ہاں میان گویے صاحب اور کچھ چھیڑو دوسرا رنگ دکھاؤ عمرو نے کہا بہت اچھا ابھی ابھی یہ کہکر بھیرین شروع کی اور گانے لگا ایسا رنگ جمایا کہ سب کے سب جھوم جھوم کر بیہوش ہوگئے اب عمرو اٹھا اور تمام صندوق مال وجواہر کے اپنے قبضے میں کئے اسمیں سے مال نکال کر نذر زنبیل کیا اور ان صندوقون

مین پرانی جوتیان اور جانورون کی ہڈیان اور کچھ مکروہ چیزین بھر کر اور مقفل کر کے صندوق جہان رکھے تھے وہین رکھدیے اور عورتون کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردون کو عورتون کی شکل بنایا اونکو پوشاک زنانی پہنادی اور کسیکا منھ کالا اور کسیکا منھ سرخ کردیا اور کسیکا زرد منھ کر دیا اور چہرہ کسیکا ابلقی بنادیا اور **کاوس کامرانی** کا کالا منھ کر کے برہنہ کردیا اور سب کی پوشاکین اور مال و اسباب محفل کا لیکر چلتے ہوئے اور وہ سب قلعہ ہوے رات بھر سب کے سب اسیطرح بیہوش پڑے رہے جب صبح ہوئی **کاوس کامرانی** بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہو کر اٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب و غرائب پایا کوئی کسی کو دیکھکر ہنستا تھا کوئی کسی سے دل لگی کرتا تھا کوئی انگلیان مٹکاتا تھا کوئی تالیان بجاتا تھا مرد عورتون کی طرف جھپٹتے تھے عورتین اونہی کنارہ بھاگتی تھین اسوقت **کاوس کامرانی** وغیرہ روتے اور پیٹتے لشکر **بہرام** اور **فرامرز** کو چلے غرض ان سب کی ہیئت اور کیفیت بتصریح تحریر کرون تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب اٹھون گے میلے کے سوانگ معلوم ہوتے تھے اب اونکو اسی حالت مین چھوڑ دیجیے تاکہ دوسرے لشکر کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لین اور دل خوش کرین ایسے سوانگ کبھی کسی نے عمر بھر نہ دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ مین کسی شخص کے نہ گذرے ہونگے ✦✦✦

وہ گلے داستان شوکت نشان امیر بابو قیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

صعوبت خیزان صحرائے پریشانی و طبیعت انگیزان منزل حیرانی اس داستان الم نشان کو یون قلم درد رقم سے صفحہ قرطاس صدمات اساس پر حرف بحرف اشک ریز ہوتے ہین کہ ایک روز امیر بابو قیر **حمزہ صاحبقران** زمان کیساتھ **ملکہ آسمان پری** مین بصد عیش و عشرت مشغول استراحت تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوے عالم رویا مین **ملکہ مہرنگار** کو مضطر و بیقرار دریائے خون مین غوطہ زن دیکھا فوراً گھبرا کر امیر کی آنکھ کھل گئی اور چیخ مار کر رونے لگے **ملکہ آسمان پری** بھی جاگ اٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی اے **امیر** خیر تو ہے کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری مین روتے ہوے بیدار ہوے **امیر** نے کہا اسوقت مینے **ملکہ مہرنگار** کو عالم خواب مین دریائے خون مین غرق دیکھا **آسمان پری** نے کہا اے **امیر** خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہین مگر اللہ اکبر تم اسقدر **ملکہ مہرنگار** سے مانوس اور شیفتہ اور فریفتہ ہو گئے وہ مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت ہے کیونکہ وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون اور حسن پریون کا مشہور عالم ہے کہ ہم لوگون کی حسن کی مثال دیجاتی ہے **امیر** نے کہا اے **آسمان پری** تم اوسکی لونڈیون کی ہمسری نہین کر سکتین تمہارے چہرۂ زیبا کا حسن کف پائے **ملکہ مہرنگار** کے برابر بھی نہین ہے **شعر** پریون مین کہان ناز و ادا صورت انسان ✦ ذرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہین ہوتا ✦ یہ سنکر **آسمان پری** کو غصہ آگیا اور ایک بار صورت زلف پیچان بل کھا کر اٹھی اور کہا اے آدم زاد تو مجھ ایسے پریزاد کا حسن خاک مین ملائے دیتا ہے اور انسان کو مجھپر فوق دیے جاتا ہے **امیر** نے کہا اے **آسمان پری** اگر **ملکہ مہرنگار** آ بیٹھے تو یہ کیفیت دکھائی دے کہ تم آب خجالت مین غرق ہو جاؤ آفتاب حسن چہرۂ بے نظیر **ملکہ مہرنگار** دیکھکر نگہ تمہاری خیرگی کرے یہ سنکر **ملکہ آسمان پری** نہایت شرمندہ ہوئی اور غیظ و غضب مین آکر خنجر سلیمانی ہاتھ مین لیکر کھڑی ہو گئی **امیر** بابو قیر نے بھی تلوار کھینچی ایک ہلڑ ہو گیا خواصون نے دوڑ کر **شہپال جنی** کو خبر دی **شہپال** بیتابانہ دوڑا آیا اور **آسمان پری** کو بہت گھرکا اور لعنت و ملامت کی **امیر** کو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا **امیر** نے کہا اے **شہپال** اب تم مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دو **شہپال** نے اسیوقت چار دیوون کو بلا کر حکم کیا کہ جلد **امیر** کو پردۂ دنیا پہونچا دو **امیر** بابو قیر تخت زرنگار پر سوار ہوے اور دیو تخت اٹھا کر لے چلے ادھر **آسمان پری** کو خبر ہوئی کہ **شہپال** نے **امیر** کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کیا **آسمان پری** نے سلاسل بچھ

بلا کر کہا کہ تو جلد جا کر دیوون سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدم زاد کو پردۂ دنیا پر لے گئے تو مین تم سبکو قتل کرونگی سلاسل
پری بحکم ملکہ آسمان پری فوراً گئی اور دیوون سے یہی کہدیا امیر بھی کچھ سمجھ گئے امیر نے دیوون سے فرمایا کہ مجھے تم
گلستان ارم مین پہنچا دو غرض وہ دیو امیر با توقیر کو بارگاہ شہپال مین پھر لائے امیر نے بصد غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم بڑے جعلساز ہو کہ ظاہر مین مجھکو تخت پر سوار کرکے پردۂ دنیا پر بھیجتے ہو اور تمھاری بیٹی کہلا بھیجتی ہے
کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچائے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھسے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہین مین
نے آسمان پری کو طلاق دیا یہ کہکر امیر با توقیر دلگیر ہو کر ایک طرف کو پیادہ چل کھڑے ہوے اور شہپال کو
اس کلام اندوہ نظام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اسیوقت اپنی دختر آسمان پری سے جا کر کہا کہ قوم
امیر نے تجھکو اور مجھکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار تجھکو طلاق دے کر ایک آدم زاد چلا گیا اب مین آج سے کسیکو منھ نہ
دکھاؤنگا یہ کہکر گیروا لباس پہنکر قلعہ زرین حصار مین فقیر ہو کر عزلت گزین ہوا یہان جب کاروبار شاہی مین فرق
آنے لگا تو بعد چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکہ شہنشاہی جاری ہوا
شکوہ سلطنت و حکمرانی ہوئی لازمان دیوزاد و پریزاد نے نذرین گذرانین حکم و احکام جاری ہونے لگے مگر ملکہ آسمان پری نے
ملک پرستان مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جو آدم زاد بیٹے امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا گھر بار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب یہان امیر با توقیر کا حال سنئے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارہ بھرا
غمزدہ و نالان پا پیادہ چلے جاتے ہین کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اسکو کچھ فوج گھیرے ہوے ہے قلعہ کے اندر سے
عمارات فوارہ دار النیات بلند ہے امیر اسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او نابکار و ستم شعار کیا ہے کیون
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار مین آ پہونچا اسی مین خیریت ہے ہٹ جاؤ قلعہ کو چھوڑ دو سردار فوج یہ سنکے امیر کی
طرف متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ منم دیو قطران سیاہ گوش امیر نے للکارا باش او ناہنجار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر وار شمشاد کا وار کیا امیر با توقیر نے خالی دیکر دوال کمر پر ہاتھ تیغۂ آبدار کا جو مارا قطران
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد اسکے امیر پر فوج دیوزاد حملہ آور ہوئی ادھر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انترگاؤ پا
بھی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگا دیا میدان صاف ہوگیا انترگاؤ
پا امیر با توقیر کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور بعد اعزاز و اکرام امیر با توقیر کو دربار مین لایا امیر سے کہا کہ آپنے وقت
پر آکر میری مددگی مین نہایت آپکا ممنون ہوا امیر نے فرمایا اے ملک انترہ گاؤ پا اگر تو یہ کام میرا کرے تو مین تیرا
احسان مند ہونگا اوس نے کہا فرمائیے امیر نے کہا کہ اگر تو مجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک
انترہ نے کہا اے حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اوس جانور کا رخ ہے اگر آپ اسکو پکڑ لائے تو مین آپکو اسیوقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے کہا وہ کہان ہے مجھکو اوسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کے ساتھ پہونچا دے ملک انتر
نے چند آدمیون کو امیر کے ساتھ کر کے اس بیابان مین بھجوا دیا امیر جو اوس صحرا مین پہنچے دیکھا کوسون منزلون میدان
صحراے لق و دق ہے اور کہین انسان و حیوان کا نشان نہین مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلان زمین دوز ہے
اور سفید و شفاف شکل سے کپڑے کے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھے اور دلمین کہا کہ اس گنبد مین معمار کاریگر نے
کیا خوب روغن استرکاری کا دیا ہے کہ آئینے کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوے قریب اوس گنبد کے آئے اور بہ آرام
تمام اوسپر بیٹھ گئے امیر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہین ہے بلکہ بیضہ اوسی جانور کا ہے جسکا نام رخ مشہور ہے چونکہ امیر
با توقیر مسافت سفر دشت و بیابان اوٹھائے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو

لگی اُنکو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سُو گئے یکایک وہ جانور یعنی رُخ پرندہ اُڑتا ہوا
آیا اور امیر پر اپنا انڈا سمجھکر بیٹھ گیا امیر با توقیر کا اُس جانور کے بیٹھنے سے دم گھٹنے لگا اسیوقت عالم رویا مین دیکھا
کہ خواجہ خضر کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ جس جانور کی تلاش مین تم یہان آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اُسکے انڈے پر
سو رہے ہو یہ گنبد نہین ہے اُس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھکر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم خنجر اسکے پوٹے مین لگاؤ کہ زخمی
ہوکر تمکو چھوڑ دے جسوقت یہ جانور اُڑے تم اسکے دونون پانون پکڑ لینا امیر یہ خواب دیکھکر فورًا ہوشیار ہوئے دیکھا حقیقت
مین وہ جانور دبوچے ہوئے ہے انڈے کی طرح پوٹا رکھے بیٹھا ہے اسیوقت خنجر کھینچکر اوسکے جانور کے پوٹے مین مارا اور
جانور بیتاب ہوکر اُڑا امیر نے دونون پانون اسکے پکڑ لئے اور زور کیا کہ اوسکو زمین پر کھینچ لائین مگر نہ اسکا اوسنے جو بلند
ہونے کا قصد کیا تو آن واحد مین پانچسو کوس بلند ہوگیا اب جو رُخ نے جھک کر دیکھا کہ میرے پانون مین کچھ لپٹا ہوا چلا
آتا ہے منقار اُسنے جھک کر ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہوگئے اور پانون اوس جانور کے چھوٹ گئے امیر با توقیر افتان
وخیزان موجِ ہوا مین بہتے ہوئے چلے ادھر جناب خضر والیاس کوہ صفا پر عبادت خدا مین مشغول تھے کہ ندائے غیب
آئی کہ اے نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اوسکو ہاتھون پر روکو
کہ اوسکو تکلیف نہو فورًا جناب خضر والیاس کھڑے ہوگئے اور امیر کو ہاتھون پر روک لیا مگر امیر بیہوش ہوگئے تھے
اُن خاصانِ خدا نے دامانِ عبا سے ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے امیر کو ہوش آیا جناب خضر والیاس کو بالین پہ مہربان
بہ لطف پدری پایا اُٹھ بیٹھے دونون صاحبون کو آداب تسلیمات بجالائے بحکم خدا اُن صاحبون نے ہاتھون پر لعاب
دہن مبارک لگا دیا فورًا صحت ہوئی امیر نے عرض کیا یا حضرت آپ تو مجھے پردۂ دنیا پر آپ پہونچا دیجے اُن حق شناسون
نے فرمایا کہ تم انتر گاؤپا کے ملک مین جاؤ وہ تمہین پہونچا دیگا امیر نے کہا مین راہ نہین جانتا ہون انحضرت نے
امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہوگئے امیر جانب ملک ملک انتر گاؤپا روانہ ہوئے ادھر حال ملکہ
آسمان پری کا سُنئے کہ ملکہ آسمان پری نے عبد الرحمن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر با توقیر کہان
ہین عبد الرحمن جنی نے کہا کہ ملک انتر گاؤپا امیر کو پرسون پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا آج بھی امیر کی جان خدا نے
بچائی یہ سنتے ہی ملکہ آسمان پری بصد غیظ و غضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک انتر گاؤپا کو
مارا اور ملک کو تاراج کیا اور قلعے کو تباہ و برباد کرکے چلی آئی ادھر امیر با توقیر جو برابر ملک گاؤپا کے یہان پہونچے دیکھا
تمام شہر تاراج و برباد ہے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی کہ دفعتہ بالکل تباہ
و برباد ہوگیا ان لوگون نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اوس نے یہ سب قتل و قمع کیا اور
ملک کو تباہ و برباد کردیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سنکر بڑا افسوس کیا اور نالہ کنان ایک سمت کو روانہ ہوگئے
ادھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دود پر جا اور ملکہ مہر نگار کو اُٹھا لا بھلا
مین تو دیکھون کہ عورات آدم کس حُسن و جمال کی ہوتی ہین کہ جسپر امیر کشورگیر ایسے شیفتہ و فریفتہ ہین کہ حُسن و جمال
پریون کا بھی پسند نہین ہے ملکہ مہر نگار کے نام پر مرتے ہین جان دینے پر مستعد ہین جلاجل پری یہ سُنتے
اسیوقت روانہ ہوئی یہان ملکہ مہر نگار سے اُسی روز فتنہ وزیرزادی اور زہرہ مصری نے کہا اے
ملکہ عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور باہر صحن مین نہین نکلی ہین اسوقت آسمان پر ابر بھی چھایا ہوا ہے ہوا ٹھنڈی
ٹھنڈی چل رہی ہے قلعہ پر تشریف لیچلیے صحرائے فضا کی سیر کیجئے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرضکہ وزیرزادیون کے
کہنے سے ملکہ مہر نگار مجبور ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کنان برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر با توقیر صاحبقران

مین ایسا ابر غم و الم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی مسّی
کا کام تھا نہ کاجل کا انتظام تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی اوس روز
بھی میلی پوشاک پہنے تھی مگر زہرہ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کئے تھین اور زیور ہائے مکلل بجواہر سے از سر
تا پا آراستہ و پیراستہ بام قلعہ پر بیٹھی تھین یکایک جلاجل پری جو اڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی زہرہ مصری پر اسکی نگاہ
پڑی جلاجل پری سمجھی کہ یہی ملکہ مہرنگار ہے چنگل شہباز بلا بنکر گری اور زہرہ مصری کو اٹھائے لئے چلی گئی ایک
چشم زدن مین ملکہ آسمان پری کے سامنے لاکر رکھدیا مگر زہرہ مصری موجہ ہوا کا تھپیڑا کھاکر بیہوش گئی ملکہ آسمان پری
نے سرمہ سلیمانی اسکی آنکھو مین پھیلا جب زہرہ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریون کا انبارہ جمع ہے ہوش اڑگئی حواس
باختہ ہوگئے ادھر اودھر سبکو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا ای آدم زاد تو ہی ملکہ مہرنگار ہے جسپر امیر باتوقیر
ہین عشق حسن و جمال مین جان دیتے ہین کیون اب بتا کہ دیو کو تجھے کھلوادون زہرہ مصری نے مصیبت پڑی دان دیکھ
آداب تمام سلام کیا اور کہا ای ملکہ عالم مین مہرنگار نہین ہون بخدا میرا نام زہرہ مصری ہے آسمان پری دیکھکر
دنگ ہوگئی اور دل مین کہا کہ امیر حقیقت مین سچ کہتے تھے جسکی لونڈیان ایسی حسین خوبصورت مہ جبین حسن و جمال مین
یگانۂ زمانہ ہون انکی شہزادی کیسی ہوگی پھر آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچادے مین نے
ملکہ مہرنگار کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لاکر سامنے رکھدیا جلد جاکر ملکہ مہرنگار کو لیکر آ یہ سنکر جلاجل پری زہرہ مصری
کو لیکر روانہ ہوئی بیچ راہ مین مکان سمندون ہزاردست کا ملا اسوقت سمندون ہزاردست چمن قصر مین
ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لیے چلی جاتی ہے سمندون ہزاردست نے ہاتھ بڑھاکر اسکو
پکڑ لیا زہرہ مصری کو تو اس سے علیحدہ کیا اور جلاجل پری کو ٹانگین چیر کر کھا گیا زہرہ مصری سے پوچھا ای آدم زاد تو کون
ہے اوس نے کہا میرا نام زہرہ مصری ہے اور مین ملکہ مہرنگار کی لونڈی ہون سمندون ہزاردست نے اپنے
گھر مین زہرہ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے اسمندون ہزاردست سے بتاکید کہدیا کہ خبردار تو اسکو کھانا نہین بلکہ
تو اسکی خاطر و مدارات کرنا اب ادھر کا حال سنئے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرہ مصری کے اٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل ہو ملکہ مہرنگار سے آکر کہا کہ او شتاخ فاحشہ تو نے مجھے اس عمر
مین شرمندہ کروایا تھا تو برائے تفریح طبع بام قلعہ پر کیون گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہرنگار کے ایک کوڑا مارا
ملکہ مہرنگار زمین پر گرکر مچھلی کیطرح تڑپنے لگین فتنہ دوڑکر بیچ مین آکھڑی ہوئی اور کہا او بچیا ساربان زادے
تونے ہی کالے جوانہ مرگ دور ہو یہان سے یہ تونے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے
شرم نہین آتی مردے نے ایک کوڑا مارکر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھسے سمجھے اور ملکہ کی کیا
خطا تھی ہمین سب نے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لئے چلئے دل بہلائیے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا
اور محل سے باہر نکل آیا ملکہ مہرنگار کوڑے کے صدمے سے مضمحل ہوگئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر باتوقیر
مین رویا کی جب شب ہوئی دل مین کہا ای ملکہ مہرنگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی اور ایک عیار کی ہاتھ سے کوڑے
کھائے تف ہی تیرے رہنے پر اور اسکے ساتھ دینے پر چلکر اپنے بھائیون سے مل اور عمرو و لعنت کر ملکہ مہرنگار
یہ وسے باتین کرتے دو پہر رات گئے اٹھی اور کمند پھینک کر قلعے سے باہر اتری اور افتان و خیزان لشکر ہرمز اور
فرامرز مین آئی اتفاقاً ہرمز اور فرامرز خواب گاہ مین لیٹے خواب غفلت سے بیہوش پڑے سو رہے تھے انکی اسلحہ وغیرہ
رکھے ہوئے تھے ملکہ مہرنگار نے خیال کیا اگر انکو مین جگاؤنگی تو یہ مجبور ہو مین کامرانی کروائے گی اس سے بہتر یہ ہے کہ انکا اسلحہ

زیب جسم کرکے کسی طرف کو نکل چلیں بس یہ سوچ کر ملکہ مہرنگار نے بہر غرض کے سلاح زیب جسم کیے اور دربارگاہ پر جا کے گھوڑا کھڑا تھا
ملکہ تلوار کھینچکر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوئی برابر دو پہر رات گھوڑا ڈالے ہوے مرکب
سرپٹ بھگائے ہوے چلی جاتی تھی ایک صحرائے پر فضا میں صبح ہوئی ملکہ مہرنگار بشکل نقابدار گھوڑا اڑائے چلی جاتی تھی
دیکھا ایک لشکر آتا ہے ملکہ مہرنگار نے چاہا کہ اس صحرا سے بچکر نکل جاؤں گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ
اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان کی نگاہ حسن و جمال جہان آرا ملکہ مہرنگار پر پڑ گئی وہیں سے للکارا او جوان کہاں جاتا ہے
صحرا میں آپہونچا یہ کہکر جھپٹ کر قریب مہرنگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مگر پریشان حال گرد و غبار میں تو وہ یہی سمجھا کہ
کوئی شہزادی ہے کیسے عشق میں دیوانی ہو فراق محبوب میں باحال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ
ہوگیا اور بمنت و سماجت اپنے خیمے میں لایا اور چار عورتیں ذی فنون و ذی شعور اسکے پاس بھیجیں کہ اسکو سمجھا کے میرے
ساتھ عقد کرادیں وہ عورتیں ملکہ مہرنگار کے پاس آئیں اور اپنے فن مشاطہ گری سے عقل آرائی کرکے زمین و آسمان کی بلندی و
پستی دکھائی اور کیا کیا موجہائے دریائے طلب وصل الیاس کی در پردہ لہریں دیں ملکہ مہرنگار کب ان چھینٹوں میں آتی
ہے مگر جب نام عقد الیاس ترسان آیا ملکہ مہرنگار کو غصہ آگیا جھنجھلا کر ایک ایک طمانچہ ان چاروں عورتوں کو مارا
کہ غش آنے لگا خائف و ترسان ہوکر بھاگیں گرتی پڑتی بدحواس الیاس کے پاس آئیں اور کہا کہ حضور یہ عورت مریں
مارے ہے ہم اسکے پاس نہ جائینگے اوسنے ایک ایک طمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودہ یاد آگیا جلے کو ہم بھگے اپنی جان بچا کر یہاں
بھاگ آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا کہ تو جا کر سمجھا کر کہ یہ عورت مجھسے رضامند ہو کر عقد کرے
عنبر خواجہ سرا جو خیمے میں داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان ہے دوڑ کر قدموں پر گرا اور بے تحاشا
بار کر رویا مہرنگار نے پوچھا اے خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کیا اے ملکۂ عالم آپنے مجھکو پہچانا میں آپکے دادا
قباد شہریار کا خانہ زاد ہوں میں نے آپ کو گودیوں میں کھلایا ہے افسوس یہ آپ پر کیا مصیبت پڑی ہے خاک
نے یہ کیا روز بد دکھایا تقدیر نے اس نالائق کے پھندے میں پھنسایا آپ خاطر جمع رکھیے میں آپکو دو پہر رات گئے کسی سمت کو نکال
لیجاؤنگا ملکہ مہرنگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزا دے خیر دیگا یہ سنکر عنبر الیاس
کے پاس آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں بلکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کرکے عقد کردونگا الیاس عنبر سے بہت خوش ہوا اور
خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ سنکر عنبر
خواجہ سرا سلام کرکے چلا آیا اور دو مرکبوں کی جستجو میں مصروف ہوا غرضکہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا
دو گھوڑے تیار کرکے لایا وہ دونوں گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار بادیہ پیما فلک سیر اڑنے میں صورت طیر
تھے ایک پر ملکہ مہرنگار کو بٹھایا اور ایک گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونوں نے باگیں اٹھائیں اور ایک طرف کو روانہ
ہوئے یہاں صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا
اور مرکب پر سوار ہوکر اسیوقت تعاقب کنان چلا نشان سم مرکب ان دونوں کا راستہ پر دیکھتا جاتا تھا غرضکہ کئی فرسخ
کے فاصلے پر دونوں دکھائی دیے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونوں چلے جاتے ہیں یہیں سے للکارا کہ خبردار تم دونوں آگے
نہ بڑھنا میں آپہونچا اور گھوڑے کو اپنے زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑی کو کوڑا کیا مرکب تڑپ کر مثل طائر تیز پرواز
اڑکر آگے نکلگیا عنبر نے بھی گھوڑے کو زانوں میں دبایا یہ بھی سرپٹ دوڑا مگر ملکہ مہرنگار کا گھوڑا ایک تیر کے
پلے سے آگے بڑھگیا عنبر کا گھوڑا پیچھے رہگیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہاں گئی عنبر
نے کہا میں نہیں جانتا الیاس نے جھنجھلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پہ پڑی تا جگرگاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر

گھوڑے سے گرا تڑپ کر مر گیا الیاس آگے چلا اُدھر ملکہ مہر نگار گھوڑی سے کود پڑی اور پیدل بھاگی الیاس پریشان
کو راستہ مین ملکہ مہر نگار کا گھوڑا مرا وہ ملا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مار ڈالا یہ دیکھکر الیاس اپنے لشکر کی طرف
پلٹ آیا یہان ملکہ مہر نگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گانون کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ گئی
اوس درخت کے ایک چاہ عمیق تھا اوسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اوسنے جھککر کنوین مین ڈول ڈالا اُدھر
درخت پرسے عکس جمال ملکہ مہر نگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاند سی نظر پڑی اوس لونڈی نے دیکھکر کہا کہ زمیندار
مجھسی پری رخسار حسین خوبصورت سے پانی بھرواتا ہے یہ سوچ کر دوڑی ہوئی آئی اور اُس زمیندار سے کہا کیا میان تمکو شرم
نہین آتی ہے کہ تم مجھ ایسی حور لقا کہ جسکا چہرہ ماہ شب چہاردہ کے مانند روشن ہے اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈیونکی
طرح کار و بار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سنکر جھنجھلایا اور اٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا او کمبخت کچھ اترا گئی ہے تری شامتون نے
گھیرا ہے تو لونڈی ہے کہ بی بی ہماری جو تجھسے پانی نہ بھروائین اور کام خدمت کا تجھ نہ لین اوسنے کہا میان مار سب
کیون کرتے ہو پہلے چلکر کنوین مین میری صورت کو دیکھو زمیندار موجب اسکے کہنے کے چلا یہان ملکہ مہر نگار کو یہ خیال گذرا
کہ لونڈی کو خبط نے گھیرا ہے اُس نے جا کر اپنے مالک سے کہا ہو گا ایسا نہو کہ وہ یہان آجائے اور تم بلا مین پھنس جاؤ اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین کسی طرف بھاگو ملکہ مہر نگار یہ سوچ کر درخت سے اُتر کر ایک طرف کو روانہ ہوئی اُدھر لونڈی زمیندار
کو ساتھ لئے ہوئے اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھککر دیکھو زمیندار نے جو جھککر کنوین مین نگاہ کی
تو وہی صورت چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کہ اسوقت مجکو صورت چاند سی دکھلائی
دیتی تھی اور اب شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہے زمیندار نے وہین سے اتار کے گو کہا جوتا مارتا شروع کیا لونڈی دہائی تہائی
دینے لگی ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجئے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہوگا زمیندار لونڈی کو برا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا آیا
اُدھر ملکہ مہر نگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہین میسر نہوا عجب حال عالم یاس بدحواس بھوکی پیاسی پانوؤن
آبلے پڑ گئے گرد و غبار مین جسم از سر تا پا آلودہ بعد کئی روز کی برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو سو
برس کا سن بیٹھا ہوا رکھوالی کر رہا تھا ملکہ مہر نگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا مین کئی روز کی بھوکی پیاسی ہون اوس
بڈھے کسان نے کہا کھیت تیار ہے پھل کھائے پانی پیجئے مگر مجکو بابا نہ کہئے بلکہ مجکو اپنی غلامی مین خدمت وصل کیواسطے
قبول کیجئے ملکہ مہر نگار مسکرائی دل مین کہنے لگی کہ اس بوڑھے بڈھے کو بھی ہوس لگا ہے اس بڈھے سے کہا تیرے یہان کون
کون ہے اوسنے کہا میرے جورو بچے ہین ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہے تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچونکو گھر سے نکالدے
تو مین تیرے گھر مین چلکر بیٹھون یہ سنکے بڈھا تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کھیت پر بیٹھکر پکے پکے پھل توڑ
کر کھانے لگی یہان بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچونکو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور گھر سے نکال دیا
گانون بھر مین غل ہو گیا کہ بڈھے پر شیطان کیون سوار ہوا ہے کیا سوجھی کہ بے خطا و قصور جورو بچونکو مار کر نکال دیا غرضکہ وہ
بڈھا کسان جورو بچونکو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہر نگار مین چلا یہان ملکہ مہر نگار اتنے عرصے
مین کھا پی کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب جو بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہر نگار کو نہ پایا سر پیٹنے لگا ہاے
کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجھکو دھوکا دیکر اڑ گئی افسوس صد افسوس جورو بچون
سے چھوٹا اور اُس پریزاد کو نہ پایا شعر یہان دیر گیا وہان کعبہ چھٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا چنہ تو آئی اجل نہ وہ یار ملا یہ
بھی نہوا وہ بھی نہوا اُدھر ملکہ مہر نگار بحالت اضطرار جاتے جاتے قریب ایک تکئے کے پہونچی وہان ایک
فقیر سن رسیدہ بیٹھا تھا کہ نام اسکا بہرام قلندر تھا ملکہ مہر نگار اسکے پاس پہونچتے گر پڑی غش آگیا جلدی سے فقیر نے

پانی چھڑکا پنکھے کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا فقیر نے پوچھا ای بچہ تو کون ہے اور کہان سے تیرا آنا ہوا ملکہ
مہر نگار نے کہا شاہ صاحب مین سعد شامی کی بیٹی ہون لُٹنے اور نکاح کیا ہے مجکو مارتا تھا مین اُسکے یہان سے نکل آئی بہرام قلندر
نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہے یہان رہ کھا پی چین کر یہان تجکو کسی بات کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر نگار تکیے پر بہرام قلندر
کے رہنے لگی اب اُدھر خواجہ عمرو کا حال سُنو جسوقت ملکہ مہر نگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکل گئی پچھلی رات کو عمرو نے امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہ رہے ہین کہ اے خواجہ تم ایسے غافل رہتے ہو کہ تمکو کسی کی خبر نہین
ملکہ مہر نگار بعد اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بے خبر سوتے ہو جلد اُٹھو اور ملکہ مہر نگار کی خبر لو
عمرو کی آنکھ فوراً گھبرا کر کھل گئی اُسیوقت اُٹھا اور محل مین ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہر نگار کا کہین پتا نہ لگا بس
محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا غافل رہتا ہے
کہ ملکہ مہر نگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہین چل اُٹھ کھڑا ہو ملکہ مہر نگار کو تلاش کر غرضکہ
ملکہ مہر نگار کو تلاش کرتے چلے پہلے لشکر ہرمز مین آئے دریافت کیا تو یہ سُننے مین آیا کہ کوئی شخص رات کو آیا
تھا سلاح ہرمز لے گیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہین ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہر نگار یہان آئی اور
ہرمز کی سلاح لیکر سائیس کو مار کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسیطرف کو چلی گئی بعد اسکے عمرو نے فال دیکھی کچھ پتا گردش
سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رُخ تجویز کرکے چلے جاتے جاتے وہان پہونچے جہان بدھا کسان کھیت کی رکھوالی
کر رہا تھا اُس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہائے کا نعرہ کرکے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہین معلوم کون تھی کہ پری بنکر
آسمان پر اُڑ گئی مجھسے جو روپے بھی چھینلے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اُس سے سُنکے ہنسنے لگے اور کہا الحمد للہ
یہانتک تو ملکہ کا پتا ملا غرض عمرو کچھ پھل کھا کر وہان سے آگے بڑھے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک تکیے پر قلندر بیٹھا ہی
عمرو نے اُس سے ملاقات کی اور ملکہ مہر نگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا میرا
نام سعد شامی ہے اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہے مین اسکو ڈھونڈھنے آیا ہون بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی میرے
یہان ہے مین نے اپنی بیٹی بنا کر بہ آرام رکھا ہے اے بابا کوئی ایسی حسین خوبصورت نازنین مہ جبین دختر کو نکاح کرکے مارتا
ہی کہ وہ عاجز ہو کر نکل بھاگی اور یہان آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہر نگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت
سا عذر کیا مگر ملکہ نے نہ سُنا عمرو نے کہا مجھسے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب مین تیرے ساتھ
نہ جاؤنگی جب خدا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو آؤنگی عمرو بن اُمیہ نامدار نے ملکہ مہر نگار کو حباب بیہوشی
مار کر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھکر طرف قلعے کے روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بیان کیے جاتے ہین

رہروانِ منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان محبوبت نشان کو یون زیب
قلم کرتے ہین کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیان راہ کی اُٹھاتے ہوئے اور مسافتین طے کرتے ہوئے
چلے آتے ہین بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا ہے اور
عملداری کس بادشاہ کی ہے اُن لوگون نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہے اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان
ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پردہ دنیا پر پہونچایا امیر با توقیر جلد جلد سیر دیکھتے
کرتے ہوئے شہر مین آگئے طاق کسریٰ دیکھا باغ مراد نظر پڑا جس مین عشق ملکہ مہر نگار سے ہوا تھا امیر کو اُس

باغ مین داخل ہوئے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہین امیر جب انکے قریب پہونچے ان دونون نے کہا تم
کون ہو امیر نے جواب دیا مین مسافر ہون تم دونون کون ہو انھون نے کہا ہمین دیو نے یہان اٹھا لایا ہے ہم
شہر مدائن کے رہنے والے ہین نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہین امیر با توقیر باغ مراد مین
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے باتین کرتے تھے کہ یکایک دیو معمار سامنے سے آیا اور باتین کہکر امیر پر
وار شمشاد کا وار کیا امیر نے خالی دیکر نعرہ کیا کہ منم موید من اللہ حمزہ صاحبقران زمان بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد
مناف یہ کہکر دوال کمر پر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دیو معمار دو ٹکڑے ہو کر گرا جب انکے امیر بانسے چلے خواجہ بہلول
نے کہا کہ بھائی ہمین بھی ساتھ لیلو امیر نے فرمایا آؤ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہو تھوڑی دور راہ
طے کی تھی دیکھا کہ دیو ہومان سامنے سے چلا آتا ہے امیر کو دیکھتے ہی للکارا باش او آدم زاد اب مین تجھکو کب چھوڑتا ہون
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گوال وستہ بڑھ کر مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا
مارا دیو ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے امیر با توقیر اسکو مار کر آگے بڑھے آتے آتے ایک پہاڑ کے برابر پہونچے دیکھا ایک
سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اترا ہوا ہے امیر نے اس سوداگر سے کہا مجھکو دنیا پر پہونچا دیجیے اس سوداگر نے کہا اگر میری
بیٹی سے نکاح کرو تو مین تمکو دنیا پر پہونچا دون امیر نے کہا ایک مرتبہ تو نکاح کر کے بہت جھینس چکا ہون اب مین نکاح نکرونگا
اس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو راضی کرو مین تمکو دو دو پریان دونگا اور دنیا
مین بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے راضی کیا اس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر
کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر با توقیر صحبت آرا ہوئے خلوتکدۂ عروس ہوئے دیکھا کہ یہ تو آسمان پری ہے امیر نہایت
پریشان ہوئے اور کنارہ کشی کی آسمان پری امیر کے قدمون پر گر پڑی اتنے مین عبد الرحمن جنی بھی
آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خطا معاف کیجیے اور گلستان ارم مین تشریف لیچلیے امیر نے کہا برائے خدا میری
جان چھوڑو مین ہرگز اب گلستان ارم کو نجاؤنگا آسمان پری اور عبد الرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے
کے بعد ضرور بر ضرور دنیا پر آپ کو پہونچا دینگے مجبور و ناچار ہو کر امیر با توقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوئے

دوسری داستان حیرت نشان دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر تجنیب شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی بیان ہوتی ہے

کرشمہ سازان نثر عیاری و پیروی کنندگان خیالات طراری عبارات داستان مطول کو نہایت مختصر کرکے یون لکھتے ہین کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہر نگار کا پشتارہ باندھ کر روانہ ہوئے عین راہ مین دیکھا کہ کتارۂ کابلی اور خجستہ رائیلی
اور رہبر شاہین تینون چلے آتے ہین عمرو نے چاہا کسی کے خیمے مین چھپ جاؤن ان تینون نے عمرو کو پہچان لیا اور وہین
سے پیچھے پڑ کے عمرو پر آ پڑے عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا لڑائی ہونے لگی نیمچہ چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور
پشتارے کو بچاتا جاتا ہے خجستہ رائیلی نے آگے بڑھکر عمرو کو نیمچہ مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دیکر ہاتھ نیمچہ کا مارا
رائیلی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہین نے دوڑ کر لشکر مین زرو بین کامرانی کو خبر کر دی کہ عمرو پشتارہ لئے ہوئے
ملکہ مہر نگار کو لیا جاتا ہے ہم نے اور کتارۂ کابلی اور خجستہ رائیلی نے گھیرا ہے نیمچہ چل رہا ہے مگر خجستہ مارا گیا اسیوقت
زرو بین کامرانی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو پشتارہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا ہے اب جو فوج کثیر نے آکر
گھیر لیا ہراسان ہو کر ہاتھ سوئے آسمان دعا کی واسطے بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات مین کرنے لگا ابھی دعا ختم نہوئی تھی کہ ایک
گرد بیابان سے اٹھی کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب اس گرد چاک ہوا دیکھا نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار لشکر نگار سے اترا

تلوار چلنی لگی پھر بہت سین ہزارون کو قتل کر کے لشکر ثروبین کامرانی کو بھگا دیا اور بلکہ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار کہین نہ ٹھہرا پڑاؤ پر آکر تمام مال و اسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقابدار نارنجی پوش نے عمرو کو قلعے تک پہونچا دیا اور صحرا کی طرف راہی ہوا مگر خواجہ عمرو سے کہدیا کہ خاطر جمع رکھئے گا ہمیشہ مجکو اپنے قریب سمجھئے گا ادھر کفار نے نرغہ کر کے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک عرضی نوشیروان کو لکھی عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب وخستہ حیران و پریشان کر رہا ہے اب حضور کوئی تدبیر ایسی کرین کہ قلعہ فتح ہو یہ عرضی لکھکر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار مثل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو نے دیکھا کہ آذوقہ تمام ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہان اور ہے اوس نے کہا کہ پانچ کوس پر یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا طلب البحر ہے اور حاکم وہان کا جمشید شاہ ہے اور اسکے وزیر کا نام ہومان ہے عمرو نے یہ سنکے اسیوقت چالیس پہلوانون کو صندوقون مین مسلح و مکمل کر کے مقفل کر کیا اور ان صندوقون کشتیون پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا جب عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینون سے دیکھا کہ بہت سی کشتیان قلعے کی طرف آتی ہین گولہ اندازون نے توپون پر بتی دی گولے مارنا شروع کئے عمرو نے چادر امن بلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ مین تاجر ہون اور ظلمات سے آیا ہون اور پانی چشمۂ حیات کا لایا ہون لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان سے کہا کہ تو جا کر دیکھ کون سوداگر ظلمات سے آیا ہے ایسا نہو کہ عمرو دھوکا دیکر قلعے مین آجائے تم جاکر حال سوداگر دریافت کرو ہومان وزیر اسیوقت سوداگر نقلی کے برابر آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا اے فرزند میرا باپ بامان تو اچھی طرح سے ہے ہومان نے کہا کہ میرے باپ بامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ میرا بھائی تھا مین اسکے واسطے آب بقا لایا ہون اب اسکے بدلے تجکو پلاؤنگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر میرا چچا ہے ظلمات سے آیا ہے آب حیات لایا ہے بادشاہ نے کہا اگر تیرا چچا ہے تو بلا لا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر نے صندوق اٹھوا کر کنارے رکھوا دئے اور سبکو صندوقون مین ہوشیار کر دیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز تمہارے گوش زد ہو سبکے سب تلوارین پکڑ کے نکل آنا اور برابر قتل و قمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان کیا بعد فراغت آب و طعام سب اپنے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو دو پہر رات گئے اٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی مین پہونچا فوراً بادشاہ کو سوتے مین پاکر بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر صبح کو دربار مین آیا جب دربار سب جمع ہو چکا سب درباریون سے کہا کہ ہمنے تو دین عمرو کا اختیار کیا ہومان وزیر نے کہا اے بادشاہ آپ نے برا کیا ہم کبھی دین اسلام قبول نکرینگے عمرو نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر دھڑ سے گر پڑا سب دوڑ کر ٹوٹ پڑے سب سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی اسیوقت عمرو نے سفید مہرہ بجایا فوراً چالیسو پہلوان تلوارین پکڑ کے آ پڑے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر ادھر جان بچا کر بھاگنے لگے گوشۂ امن مین چھپتے تھے چہار طرف شور الامان الامان بلند ہوا عمرو نے سبکو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فوراً بتخانہ کھدوا ڈالے مسجدین تعمیر ہونے لگین کلمہ طیبہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اسکو بھی مسلمان کر کے کلمۂ طیبہ پڑھایا تمام شہر اسلام آباد ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ آپ ملکہ مہر نگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہر نگار کو مع فوج کے قلعہ طلب البحر مین لیگیا صبح کو ہرمز اور ثروبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہر نگار وغیرہ قلعہ خالی کر کے چلا گیا کفار نے قلعہ کو اپنے قبضہ مین کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہان گئے ہرکارون نے خبر لا کر دی کہ عمرو و ملکہ مہر نگار قلعہ طلب البحر مین ہین ہرمز اور ثروبین کامرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کرکے چلے جب طلب البحر کے پہونچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اب تو نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہین

کیا ہو دیکھے لیے بھیجیے یا خود تشریف لائے جب وہ عرضی دربار نوشیروان پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپکا جانا بہتر نہین ہے ایسا نہو کہ عمرو کے
ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو جیئے ابھی اس قصد سے باز آئیے بختک نے کہا حمزہ قاف مین مر گیا بزرجمہر نے کہا گرگ
جانور لیکر اڑا تھا لیکن بحکم خدا جناب خضر نے رد کا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا اے حکیم صاحب نہ نبیے تو آپ یہ
مین اور خبر قاف کی لاتے ہین پھر بختک نے ایک گائے منگائی کہ وہ گائے گابھن تھی پوچھا کہ اے خواجہ بزرجمہر فرمایئے اس
گائے کے پیٹ مین بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے کہا اس گائے کے پیٹ مین بچہ صندلی ہے اور بھوتھن سیاہ ہے بختک نے اُس
گائے کے شکم کو چاک کروایا دیکھا تو موافق فرمانے بزرجمہر کے بچہ اُس گائے کے شکم سے نہ نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا کھلنے پایا
تھا خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر ہوا یہان بختک نے پہلے سے یہ شرط کی تھی اگر آپکے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا
آپکا حال کرونگا اور نہین تو آپکو اختیار ہے جو چاہیے گا میرا حال کیجیے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور مین آیا تو بزرجمہر
معقول ہوے بادشاہ نے بزرجمہر کو بختک کے حوالہ کیا بختک نے اپنے گھر مین لاکر بزرجمہر کی بہت زد و کوب کی اور
چاہا کہ قتل کرے بختک کی مان نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین حکیم
بزرجمہر اندھے ہوگئے پھر بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر مین قید کیا بعد اسکے دربار مین بادشاہ کے آیا نوشیروان کی بھانجی سعید
دسعید اُدھر سے آتے تھے انھون نے جو اُس بچے کو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہو گیا تھا اُون دونون نے
نوشیروان کو وہ بچہ لاکر دکھایا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لاؤ دیکھو حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا
بختک نے کہا مینے بزرجمہر کو قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ بختک کی قوم بھر کو قتل کر بختک قدمون پر
بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم بزرجمہر زندہ ہین مگر مینے انکی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا کر اندھا کروا دیا ہین
ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر بختک اپنے گھر گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور کفِ افسوس
ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ نوشیروان نہایت عذر خواہ ہوا اور کہا اے عمو جان مجھسے بڑی خطا ہوئی معاف فرمایئے
بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ آپکی خطا کچھ نہین میری قسمت مین یہی تھا جو ظہور مین آیا اب مجھکو گھر بھجوا دیجیے جب حمزہ آینگے
تو میری آنکھونکا علاج ہوگا مگر آپسے کہے دیتا ہون کہ آپ قلعہ جات پر ہرگز لشکر کشی نہ کیجیے گا آپکی بہت زبونی ہوگی
یہ کہکر حکیم بزرجمہر تو اپنے دولتسرا کو گئے یہان بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا کچھ ابھارا کہ بادشاہ
نوشیروان لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ طلب البحر کی جانب روانہ ہوئے اُدھر ہرکارون نے ہرمز و فرامرز کو خبر
پہونچائی کہ بادشاہ نوشیروان مع فوج آپہونچا ہرمز و فرامرز مع سرداران استقبال کو بادشاہ کے آئے اور برابر
قلعہ طلب البحر کے لائے عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کر کے کہا کہ آپ آئے تو ہین مگر
بہت خراب ہو جیگا دیکھیے تو آپکو کیسا ذلیل و خوار کرتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہے لوگون نے کہا آپکو دشنام
دیتا ہے غرضکہ پھر روبین کامرانی کی بادشاہ نوشیروان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عمرو بھی رات کو ایک
گوئیے کی صورت نہایت حسین و خوبصورت بنکر اُس صحبت مین آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسۂ رقص آغاز ہوا
عمرو بھی گایا بجایا ایسا مزا دکھایا اور ایسی تانین اڑائین کہ تمام صحبت کو گا بجا کر مست کر دیا پھر بادشاہ سے حکم لیکر ساقی گری
کی اور دارو بیہوشی شراب مین ملا کر سبکو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھکر پہلے بختک کی داڑھی مونچھین مونڈین
در عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھاٹ کی شکل بنا کر بختک کے ساتھ سلا دیا پھر سبکی داڑھی مونچھین مونڈین ادھر
لوگون کا نیلے پیلے کیے اور کسیکو بندر کی صورت اور کسیکو قلندر مچھندر بنایا اور تمام مال و اسباب صحبتِ عیش کا لیکر نذر زنبیل کیا اور وہان سے

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین عجیب حالت سے پایا تمام صحبت کا عجب رنگ تو دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ
اور ذلیل ہوا پھر وہان پرچہ کاغذ پایا اوسکو جو پڑھا اوسمین لکھا تھا منجم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے بادشاہ اگر
مین چاہتا تم سبکو قتل کرتا لیکن مین نے تم سب پر ترس کھاکر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے بختک کو
خوب پٹوایا اور ایک نامہ قلعۂ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلئے ہین تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ
نوشیروان کا قلعۂ گنج مغرب مین پہونچا اور حاکم نے وہان کے بادشاہ کا نامہ پڑھکر یہ جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہے
اور اپنے عیار کو خدمت حضور مین بھیجتا ہے جو کار اہم ہوا اس سے لیجئے گا یہ جواب حاکم قلعہ گنج مغرب نے لکھکر اپنے عیار مہتر
سماوا کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب مہتر سماوا خدمتِ بادشاہ مین پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا بہتر ہے جا مہتر سماوا
عیار مکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہان پہرہ پہلوان عادی کا ہے سماوا آنکھ بچاکر قلعے مین آیا ایک حجرے مین گیا
دیکھا کہ ایک شخص بت لئے ہوے سجدہ کر رہا ہے سماوا نے جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے اوس نے کہا میرا نام آغا بلبل
ہے داروغہ باورچی خانہ کا ہون اس قلعے مین سب مسلمان ہوگئے مگر مین صدق دل سے مسلمان نہین ہوا سماوا نے کہا مین
عیار ہون بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرادے تو مین تجکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ
کرادونگا آغا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچیخانہ مین آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہوچکا اوسنے سب
کھانون مین بیہوشی ملاکر محل مین بھیجدیا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا رات کو سب بیہوش ہوگئے مگر اوس روز عمرو کو
بھوک نہ تھی اتفاقاً اوس نے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت بنا ہوا
محل مین آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہین مگر عمرو نہین ہے سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر مع آغا بلبل
کے لیکر چلا آغا بلبل کی زوجہ نے کہا مجھے بھی لیچلو نہین تو عمرو تجکو مار ڈالیگا آغا بلبل نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اپنی
زوجہ کے مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے مہتر سماوا وغیرہ نکلکر چلے ادھر عمرو نے خواب
مین امیر باتوقیر کو دیکھا کہ بیخبر ہوکر آئے ہین اور کہتے ہین اے خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار رہو ملکہ مہرنگار
کو عیار نوشیروان کا لئے جاتا ہے عمرو گھبرا کر اٹھا محل ملکہ مہرنگار مین آیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا فوراً نکل کر چلا
یہان آغا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا آغا بلبل نے
کہا میرے بادشاہ کے پاس لیچل غرضکہ دونون مین تلوار چلی سماوا نے آغا بلبل کو مار ڈالا اس عرصہ مین عمرو بھی آپہونچا
اور نعرہ کیا کہ باش او نا عیار مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر تیری امان نہین ہے سماوا نے یہ سنکر خنجر کھینچا عمرو
نے بھی میان سے خنجر لیا لڑائی ہونے لگی عمرو نے جو ایک مقام پر جھکائی دیکر جو ہاتھ خنجر کا مارا سر سماوا کا کٹ کر
الگ جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا محل مین لاکر ملکہ مہرنگار
کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی پر بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ تجکو کسی کی کچھ خبر نہین رہتی
ادھر نوشیروان کو ہرکارون نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آغا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشین دونون کی آئین
نوشیروان نے لاشین اونکی قلعہ گنج مغرب مین بھیجدین حاکم قلعہ نے لاشون کو دیکھا اور بکمال افسوس کیا اسیوقت
چار لاکھ فوج جرار سے غرور عاد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ اودھر سے آپ دھاوا کرین ادھر دریا
کی طرف سے مین دھاوا کرتا ہون غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے
بادشاہ گنج مغرب فوج لیکر چلا دوسرے دن سامنے سے دریا مین کشتیان دکھائی دین عمرو نے قلعہ پر سے توپین مارنا شروع

گین ایسے گولے مارے کہ بہت سی کشتیان غرق دریائے فنا ہوئین ادہر نوشیروان نے بھی دھاوا کر دیا اب کوئی چارہ نہین عمرو عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا یکایک دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ کیا باش اوکفار دمین آپہونچا اور آتے ہی دریا مین گھوڑا ڈالدیا غور جادو سے مقابلہ ہوا اوسنے ارہ مارا نقابدار نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا غور جادو کے دو ٹکڑے ہوئے پھر بادشاہ کو بھی جو رنگ ہوائی کیا کشتیان سب غرق فنا ہوگئین نقابدار اودہر سے پھر کر شکر نوشیروان پر گرا عمرو بھی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھولکر نکلا تلوار چلنے لگی نوشیروان نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کنان نقابدار تلوار مارتا ہوا گیا سب کو بھگا دیا اور سرداران نامی کو قتل کیا عمرو نے پڑاو لشکر نوشیروان کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائین دیتا ہوا تحسین آفرین کرتا ہوا قلعے مین داخل ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران جرار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یہین چھوڑ کے

دوسطے داستان عجائب و غرائب و کیفیت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کئے جاتے ہین

کیفیت نمایان سمع پذیران مشاہدہ کنندگان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شعبدہ ساز کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر نے خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار دریائے خون مین ڈوبتی ہے اور کہتی ہو کہ اے حمزہ جلد میرا ہاتھ پکڑ لو مجکو بحر فنا سے نکالو امیر باتوقیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑلین کنارے دریائے خون کے امیر ہونچنے تھے کہ آنکھ کھل گئی امیر باتوقیر چیخین مار کر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم بدخواب ہوکر ڈر گئے امیر باتوقیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے بیان کیا آسمان پری نے کہا اے امیر نہ گھبراؤ انشاءاللہ بہتر ہوگا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہے اب مین تمکو کل پردہ دنیا پر پہونچا دونگی خاطر جمع رکھو غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیوون کو بلایا اور تخت پر امیر کشور گیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بعیش و آرام بہ حفاظت تمام پردہ دنیا پر پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان سے رخصت ہوے دیو چاہتے ہین کہ تخت ہاتھون پر اٹھائین یکایک سامنے سے سامان ارزق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپکے والد بزرگوار شہپال بن شاہرخ نے قلعہ زرین حصار مین قضا کی آسمان پری یہ خبر دہشت اثر سنتے ہی منھ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور اسقدر روئی کہ غش کر گئی امیر نے گلاب و کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دامن کی ہوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا اے حمزہ اتنا احسان تمھارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ مین اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کر لون تو آپکو پردہ دنیا پر پہونچا دون امیر کو ٹھہرنا نامناسب ہوا مجبور ونا چار ہوکر منظور کیا آسمان پری نے ارزق پری کو سات کنجیان دے کر کہا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلایا کرو جب امیر بہت گھبرائین تو کنجیان کو ٹھریون کی تو اور بائیکی امیر کو سیر کرانا مگر چھ کوٹھریون کی سیر کرانا ساتوین کوٹھری مین امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر قلعہ زرین حصار کی طرف روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ مین مصروف ہوئی وہان امیر اور ارزق پری گلستان ارم مین رہنے لگے بعد دس روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ارزق پری نے ایک کوٹھری کھولی امیر اس کوٹھری مین گئے دیکھا اسمین ایک سیب رکھا ہے امیر نے اسے اٹھا کر سونگھا فوراً بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو ایک باغ دیکھا آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اس مین ایک بارہ دری نظر پڑی حسن اتفاق سے امیر اس بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مثل حور لقا مسند جواہرنگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اسکی شکل و

شمائل پر عاشق ہوئی اوسنے بعد لطف و کرم بلا کر پہلو مین بٹھایا محبتانہ باتین کین بعد اسکے امیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا
چار برس کے عرصہ مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوئے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ امیر کو دیا امیر
جو سونگھا فوراً بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی دیکھا ازرق پری کے پاس بیٹھا ہون امیر نے کہا کہ اے
ازرق پری تو نے مجھکو وہان سے کیون بلایا وہان میرے دو بیٹے اور ایک زوجہ ہے ازرق پری نے کہا اے
حمزہ کچھ آپکو خبر ہے ایک گھڑی بھر کے عرصہ مین بی بی بچے ہوگئے امیر نے کہا مین چار برس وہان عیش و عشرت مین رہا ازرق
پری نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری ہوگی جو آپ سیر کرکے پھر آئے غرضکہ ازرق پری نے دوسری کوٹھری کھولی اسمین جو امیر
گئے تو وہان ایک شیر سے سامنا ہوا اُس شیر کو امیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا امیر نے اسکو بھی
قتل کیا چوتھی کوٹھری مین جو امیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین خرس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین بنا
کی سیر کی ساتوین کوٹھری ازرق پری نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ازرق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھولی اوسمین جا کر
دیکھا تو دیو ارنامیس اور نجم پری اور روانہ پری اور حمرانہ پری یہ الٹے ٹنگے ہوئے ہین وہ زندانخانہ سلیمانی تھا امیر
نے اُسیوقت ان سبکو رہا کیا بعد اسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑیکا چشمی بچھیرا سامنے امیر کے آیا امیر نے پوچھا اے ارنامیس
یہ بچھیرا گھوڑیکا کہان سے آیا اور کون ہے ارنامیس نے کہا یہ فرزند میرا ہے جسدم مین نجم پری سے جفت ہوا تھا تو نجم پری گھوڑی
کی شکل بنی ہوئی تھی مین گھوڑا بنکر اوسپر جا پڑا اور نجم پری سے جفت ہوا جب قید ہوئی تھی تب حاملہ تھی یہ گھوڑا پیدا ہوا امیر نے اسکو
اپنا بیٹا کیا اور سبکو چھڑا کر باہر لائے یہ دیکھکر ازرق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان امیر باتوقیر مسہری پر ملکہ
آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوئے شربت وصل نے دونون کو سیراب کیا دونون صدفون نے دو گوہر نایاب
پائے یعنے وہ دونون پریان حاملہ ہوئین ایک بطن سے قمرزاد اور ایک بطن سے گوہرزاد پیدا ہوتا ہے اس مین ایک
طرفدار شہزادہ بدیع الزمان کا اور ایک طرفدار قاسم عالیشان کا ہو جاتا ہے غرضکہ بعد وصال پریزادیان ان پریون کو اپنے
اپنے شہر کی طرف رخصت کرکے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ ارنامیس اور نجم پری اور اشتقر دیوزاد اور خواجہ
آشوب و خواجہ بہاول پرودہ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ازرق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری
کے پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ امیر نے سب کوٹھریون کی سیر کرکے زندان خانہ سلیمانی سے سبکو چھڑایا یہ
سنتے ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہوکر مع ماتم اپنے باپ کی جگہ چھوڑکر اٹھی اور بتعجیل تمام وہان آئی جہان
امیر باتوقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سناٹا پڑا ہے کوئی نہین معلوم کہ امیر سبکو ساتھ لیکر پرودہ دنیا پر گئے اُسیوقت ملکہ
عبدالرحمن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائیے یہ آدمزاد کہان ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ امیر باتوقیر مع ارنامیس
وغیرہ کوہ طور پر پہونچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سنکر اُسیوقت مع عبدالرحمن جنی و چند دیون کے بصد غیظ و غضب کوہ طور
کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سنئے کہ امیر باتوقیر مع خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامن کوہ
مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہوگئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری مع عبدالرحمن جنی کی کوہ طور پر پہونچی دیکھا
دیو ارنامیس اور نجم پری ایک مقام پر سو رہے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچ کر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپنے لگے عبدالرحمن جنی نے جو یہ دیکھا کہا اے آسمان پری
غضب کیا تو نے اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہین ہے اگر حمزہ دیکھ لیگا تو اسیوقت قتل کریگا یہ سنتے
آسمان پری مع عبدالرحمن جنی وغیرہ کے وہان سے روانہ ہوئی اِدھر اشتقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے مان باپ کو دیکھا کہ
لاشین جدا خونین غلطان پڑی ہین سر جدا شکل حباب دریائے خون مین روان دوان ہین اپنے تئین گرا دیا اور خون

خون مین لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا یکایک آمیر باتوقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور ارنامیس و نجم پری کو گشتہ پایا آمیر نے فرمایا کہ یہ کام سوائے آسمان پری کے کسی کا نہین ہے افسوس صد افسوس اب مین کیونکر پردۂ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان نہون مین آپ کو پردۂ دنیا پر پہنچاؤنگا آمیر باتوقیر بصد رنج و الم اُن دونون کو دفن کرکے روانہ ہوئے اشقر نے کہا اے امیر اب میری پشت پر سوار ہوجیے آمیر نے کہا ابھی تو بچہ ہے سواری نہ دے سکیگا اشقر نے کہا اے آمیر مین بچۂ دیو ہون آپکو اپنی پشت پر سوار کرکے ضرور پردۂ دنیا پر پہنچاؤنگا آمیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ چل مین پیدل چلتا ہون آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا۔ المختصر آمیر باتوقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے تھوڑی دور پر حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی امیر نے سلام کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا اے آمیر یہان جناب والدۂ ماجدۂ محترمہ معظمہ یعنی بی بی آصفاے باصفا تشریف رکھتی ہین انکی بھی زیارت کرلو آمیر اسیوقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضرؑ بیابان نور مین آئے اور ایک بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو مسجد مین دیکھا کہ عبادتِ پروردگار مین بخضوعِ قلب مشغول ہین حضرت خضرؑ نے کہا اے آمیر آدرِ وہ خداشناس گردون اساس یہی بی بی ہین یہ سُنکے اُن معظمہ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے مجرا کیا اور باادب بیٹھے اُن معظمہ عالی مقام نے ایک کمند عنایت کی اور فرمایا کہ یہ عمرو کو دیدینا اور اشقر دیوزاد کے تمام جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہوگئے اور اُسکے عقل استوار کردیے آمیر نے پوچھا کہین اکھڑ جائینگے اور نعل گر جائینگے اُن بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن یہ نعل اسکے پاؤن سے جدا ہوجائینگے اُس دن اشقر کی قضا بھی آجائیگی اُدھر ملکہ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ اب آمیر باتوقیر کہان ہین عبدالرحمن نے کہا اے آسمان پری آمیر کشورگیر اب بی بی آصفاے باصفا کی خدمت مین مشرف بزیارت ہین اور کل پردۂ دنیا پر پہونچ جائینگے آسمان پری یہ سنتے ہی اسیوقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکہ آسمان پری بیابان نور مین بخدمت فیضدرجت معظمہ مکرمہ بی بی آصفاے باصفا حاضر ہوئی جھککے سلام کیا قریشیہ سلطان بھی آداب بجا لائی آسمان پری نے اُن معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو ابھی پردۂ دنیا پر ابھی نہ پہونچائیے اُن معظمہ نے فرمایا کہ تونے آمیر کو بہت پریشان کر رکھا ہے نہایت اب مضطرب ہین بس اب تو آمیر کو پردۂ دنیا پر جانے دے کہ آمیر کے وہان ہونے سے سب کام راہِ خدا کے بند ہین اور دروازے دین خداپرستی کے مسدود ہین یہ سُنکر آسمان پری نے جھنجھلا کے کہا اگر میرے حکم مین خلل آئیگا تو آپکو مین اپنی عملداری سے اٹھادونگی یہ سنتے ہی وہ کنیز خاص رب العالمین مخدومۂ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدہ ماجدہ جناب خضرؑ بی بی آصفا کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بصد غیظ و غضب فرمایا اے آسمان پری ابھی تو جلکر خاک ہوجائیگی یکایک سب نے دیکھا کہ خود بخود آسمان پری کے لباس مین آگ مشتعل ہوئی اور شعلے اٹھنے لگے آسمان پری جلنے لگی قریشیہ سلطان نے جو مان کو آتش قہر سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور آمیر باتوقیر سے لپٹ کر کہا اے بابا جان برائے خدا میری مان کو جلد بچائیے آمیر نے کہا مین نہین جانتا تو خود اُن بی بی کے قدمون پر گر کر آنکھین مل قریشیہ سلطان اسیوقت اُن معظمہ کے قدمون پر گری اور منت کی کہ برائے خدا اب رحم کیجیے میری مان کی خطا کو بخشدیجیے میرا سوائے اُنکے کوئی نہین ہے ای ناظرین والاتمکین خداشناسون اور رحم دلون کا کیا مذکور دم بھر مین قہر غضب الٰہی کا سامنا چشم زدن مین رحمت کی نظر قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت کی دعا خیر کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ان بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادۂ عبادت پروردگار کی اٹھا

ملکہ آسمان پری پر ڈال دی بحکم خدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی آسمان پری قدمون پر ان
مظفر کے گر پڑی اور عرض کیا عفو کیجئے کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہوکے قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر اسے
باتوقیر کو بی بی آصفانے دریاے آتش کے پار باعزاز تمام و بحکم رب انام اُتار دیا حمزہ صاحبقران خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو لئے ہوئے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لئے ہوئے آتے ہین اسمین ایک کا نام
گاؤسر اور دوسرے کا نام مہویل گاؤسر تھا امیر نے جو اُن بادشاہون نے دیکھا جھک کر سلام کیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران امیدوار ہون کہ ملکہ حمران بانو کو اپنی خدمت مین قبول کیجئے وہ
میری بیٹی ہے اگر آپ اس سے عقد کریجئے تو مین آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردۂ
دنیا پر آپکا جانا ہوگا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہوگا امیر بمجبوری راضی ہوئے بادشاہ نے
اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دینگے الغرض دولہا دولھن کو عروسانہ جوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد حمران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی تخلیہ ہوگیا امیر حمران بانو کے چھپرکھٹ آئے امیر نے دولھن
کا گھونگھٹ جو اٹھایا دیکھا گائے کا چہرہ ہے امیر کے دل نے احتراز کیا وہ عروس بشکل گاؤ امیر کے ہاتھ چاٹنے
لگی امیر نے ایک گھونسا اوس گائے کے منھ پر مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اسکی طرف سے پیٹھ کرکے
سو رہے صبح کو اوس عروس نے اپنے باپ کو وہ دونون دانت شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدم زاد نے شبکو گھونسا
مار دانت میرے توڑ ڈالے اوس عروس کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپ کے شہر کا یہ کیا دستور ہے
کہ دولھا نے دولھن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منھ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی ایک یہ
اور بھی رسم ہے کہ جب دولھن کو بیاہ کر لاتے ہین پہلے دریا کے پار ہوتے ہین جب دولھن سے ہمبستری کرتے ہین اسی
سبب حمزہ نے شبکو دولھن کی طرف سے پشت کرکے سو رہے آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور مین آوینگے یہ فقرہ تازہ
خواجہ آشوب نے بنا کر فوراً کشتیان طلب کین اور دولھن کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک کشتی پر بٹھایا اور ایک کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہوئے ملاحون سے حکم ہوا کہ کشتیان بہاؤ پر چھوڑ دی گئین جب کشتیان وسط دریا کے کنارے
کے قریب پہونچین امیر نے اٹھکر ایک گرز گران سر دولھن پر مارا دولھن تو مر کر غرق دریاے فنا ہوگئی اور کشتی ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جھپٹ کر اوس پار اُتر گئے بتعجیل تمام کنارے کنارے دریاے
اخضر کے چلے آگے بڑھکر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہے امیر نے بڑھکر اُس صندوق کو روک لیا جب اُس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اسمین نیزہ حضرت نوح کا رکھا ہے امیر نے اسمین سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اُس قلعے کے پہونچے ایک صداے مہیب آئی کہ بادشاہ اور بادشاہزادہ
مین آپہونچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گولا سن سے اوپر ہی اوپر نکل گیا امیر باتوقیر گرز گران سر ہاتھون مین لئے
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر اوسطرف دیکھا تو نہ اشقر دیوزاد ہے نہ خواجہ آشوب وغیرہ کا
پتا ہے امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمہ عظیم ہوا گرز لئے ہوئے غیظ و غضب مین قلعے پر آ پڑے اور پھاٹک
قلعے کے ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ہوکر گرا امیر باتوقیر قلعے کے اندر داخل ہوئے دیکھا قلعہ تو بستی آباد
و پر ہستی ہے مگر سنسان پڑا ہے کوئی آدمی نہ جن نہ دیو نہ پری نظر آتا ہے چہار طرف بارگاہ عالیشان مین بنگلے اور کرسیان
بچھی ہین اور ایک تخت زرنگار قرینہ سے ایوان ہے لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتون کی آتی ہے امیر نے بڑھکر
تخت جو اٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول و اشقر دیوزاد نیچے تخت کے ایک تہ خانہ نقب مین بیٹھے

باتین کرتے ہین امیر بابو قیر اونکو دیکھکر خوش ہوگئے پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر آئے انھون نے کہا کہ ایک جن ہمین قید کر کے لایا تھا اور یہان بند کر گیا امیر کشورگیر ان سبکو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ قلعہ جنکا تھا انھون نے جا کر قطرات دیو سے خبر کی اور ایک آدم زاد پردہ دنیا پر جاتا ہے اور ہمارے رکوے کسیطرح نہین رکتا ہے قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزار من کی دار لیکر امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا امیر تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آواز نعرہ کی منم دیو قطرات باش او آدم زاد مین آ پہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر امیر کے آیا اور دار شمشاد کا وار کیا امیر کشورگیر نے خالی دیکر تیغ عقرب سلیمانی دوال کمر پہ دیو قطرات کے مارا اور نعرہ اللہ اکبر کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا خاک سے صدائے الامان پیدا ہوئی امیر اوس دیو کو قتل کر کے آگے بڑھے ایک صحرائے پر فضا مین پہونچے دیکھا اوس صحرا مین ایک بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہے خواجہ آشوب امیر سے آگے بڑھکے اوس بارہ دری مین ایک عورت بہت خوبصورت نازنین مہ جبین حور صورت کھڑی ہے اس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا کہ کہان جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ دنیا پر اوس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام ہمارا کر دوگے تو تمھارا بڑا احسان ہوگا خدا تمکو اسکی جزائے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہے بیان کرو اوس عورت نے کہا اگر کہین تمکو خواجہ عمر و عیار حمزہ صاحبقران ملجائین تو انسے یہ کہدینا کہ زہرہ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید مین ہے اگر ممکن ہو تو آکر مجکو رہا کر لیجاؤ زہرہ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہہ رہی تھی کہ سامنے امیر بھی آگئے زہرہ مصری نے جو امیر بابو قیر حمزہ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑ کر اپنے تئین قدمون پر گرا دیا اور رونے لگی امیر نے سر زہرہ مصری کا پانو سے اٹھایا اور پوچھا اے زہرہ مصری تو یہان کیونکر آئی زہرہ مصری نے عرض کیا ای امیر ملکہ آسمان پری نے مجکو جلاجل پری سے اٹھوا منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکہ مہرنگار ہے مین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کی ایک ادنیٰ کنیز ہون آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جا اوسکو پہونچا اور ملکہ مہرنگار کو اٹھالا جلاجل پری مجکو لیے ادھر سے آئی سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو تا نگین چیر کر کھا گیا مجکو قید کیا جب امندون ہزار دست کا گہوارہ جھلایا کرتی ہون زہرہ مصری تو امیر سے کھڑی باتین کر رہی تھی اور امندون ہزار دست جھولے مین پڑا ہوا سو رہا تھا یکایک جھولا جو تھما امندون ہزار دست جاگ اٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد آدم زاد سے باتین کر رہی ہے گہوارے سے امندون نے برابر امیر کے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کے کھینچ لون اور کھا جاؤن امیر نے جو بچہ دیو کو دیکھا ہاتھ اوسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ امندون جھولے سے امیر کے آگے آ کر گرا امیر نے ایک طمانچہ اور پکڑ کر ٹانگین چیر کر پھینک دیا خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہان کا لے لیا اور ایک صندوقچہ جواہر بےبہا کا تھا اسکو اٹھا کر قبضے مین کیا امیر نے یہ سب مال و اسباب صندوقچہ وغیرہ میرے دوست تم سے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا غرض امیر بابو قیر زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا کہ ایک آندھی اٹھی سنسناتا ہوا سامنے سے ایک دیو پیدا ہوا اسنے نعرہ کیا منم سمندون ہزار دست باش او آدم زاد میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا غرض آ پہونچا جب قریب آیا دیکھا امیر نے کہ اوس دیو کے ہزار ہاتھ ہین اور ہر ہاتھ مین حربہ پکڑ رکھا ہے برابر امیر کے آکر ہزار حربے کیے امیر سب اسکے حربے خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچسو ہاتھ دیو سمندون کے کٹ گئے وہ دیو سب ہاتھ اپنے اٹھا کر بھاگا امیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا امیر آگے بڑھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دیکھا وہی دیو پھر سامنے سے آتا ہے اور سب ہاتھ اسکے اسیطرح ہین اور آتے ہی پھر اسنے ہزار ہاتھ سے حربہ کیا امیر نے پھر خالی دیکر تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا ایکہی مرتبہ اوس دیو کے ساتھ سو ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ کٹے ہوئے اپنے اٹھا کر پھر ایکطرف کو بھاگا

آمیر باتو قیر پھر چل کھڑے ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ سمندون پھر سامنے سے نمودار ہوا دیکھا سب ہاتھ اسکے بحج و سالم
ہین سمندون نے پھر حربہ کیا امیر نے ایکی مرتبہ نو سو ہاتھ سمندون کے کاٹے اور سمندون پھر ہاتھ اٹھا کر ایک سمت کو
راہی ہوا بیابان امیر باتوقیر نے مضطر و دلگیر ہو کر سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا خداوندا کیا اس تیرے بندہ عاجز و
گنہگار کو پردۂ دنیا پر نہ چاہتا ملیگا پروردگارا مجھ عاصی کی خطا کو عفو کر اور جلد مدد کر یکایک حضرت خضر تشریف لائے اور
فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ امیر جناب خضر کے ہمراہ ایک چشمہ آپر آئے حضرت خضر نے فرمایا کہ اے امیر اس چشمے سے ایک
شیشہ پانی کا بھر لو کہ یہ آبِ نقلہ ہے امیر نے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیشہ پانی سے بھر لیا حضرت خضر نے فرمایا او امیر حکیم
بزرجمہر کی آنکھیں بختک نابکار نے اندھی کر دی ہین تم یہ پانی انکی آنکھوں مین لگا دینا بحکم خدا فوراً آنکھین روشن ہو جاینگی اور یہ
جو سامنے درخت ہی اسکے پتوں کا نام برگ حیات ہے یہ بھی لیلو جسکے زخم پر یہ پتا لگا دوگے فوراً زخم جسم اچھا ہو جائیگا امیر نے اس
درخت کے پتے توڑ کے ترکش مین رکھ لئے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہے اسکو گرز مار کے اس چشمے مین گرا دو کہ اسی
کی تاثیر سے سمندون کے ہاتھ بڑھ جاتے ہین امیر نے اس پہاڑ پر گرز گران مارا وہ پہاڑ شق ہو کے اس چشمے مین گرا حضرت
خضر غایب ہو گئے امیر نے پھر کر جو دیکھا سمندون ہزار دست للکارتا ہوا چلا آتا ہے برابر امیر کے آکر ہزار حربے سمندون
نے کئے امیر نے سپر خالی دیکر تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا پھر نو سو ہاتھ اسکے کٹ گئے سمندون وہ سب اٹھا کر
بھاگا اور چشمۂ حیات پر گیا دیکھا چشمۂ حیات بند ہے دل مین اپنے سمندون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نے سب
بتا دیا یہ کہکر ایک ٹکر پہاڑ پر ماری اور تڑپ کر گرا مر کر جہنم داخل ہوا امیر باتوقیر آگے کو روانہ ہوے اور خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو بھی بغلی مین ڈال لیا ۞

دوسرے داستان شعبدہ نشان ترشندہ ریش کافران عیار نامدار امیر حمزہ صاحبقران یعنے خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کے بیان ہوتے ہین

ساقیا بند کر دے میخانہ
پینے والون کو جب نہین لذت
وقت زر کا ہے کون حسن پرست
جب یہ مضمون لاؤ بالی سے
منغص یہ خیال رہتا ہے
توسنِ خامہ روک لیتے ہین

اب ہے بیکار دور پیمانہ
لالہ گون کی یہ تند روانی ہے
سب ہین زر کی شراب کے الست
جب مضامین کوئی نظر آیا
طبع کو گو ملال رہتا ہے
ہمنے بھی اسے سحر پسند کیا

مجکو ہے کیا شراب کی حاجت
بادۂ ارغوان بھی پانی ہے
منہدم قصر طبع عالی ہے
روک کر دلکو اپنے تڑپایا
نہین طول ایک ذرا بھی بیجا ہین
بلبل دل قفس مین بند کیا

عیار بازانِ دنیائے ناپایدار و شعبدہ سازان زمانہ بدکردار عجائبات کرشمے و نیرنگی مثلِ فلک ناہنجار کے ناظرین
والا تمکین کو صفحۂ قرطاس پر قلم تصویر رقم سے کھینچکر یون دکھاتے ہین بعیت بگوش شنوی منزل داستان ۞ کہ باز
آمدم برسرِ داستان ۞ جب پہلوان عادی نے دیکھا کہ آذوقہ بالکل ہو گیا اب پھر نوبت فاقہ کشی کی ہم پہونچا
چاہتی ہے خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کرو عمرو نے سوچ کر رات کو تیلے کاغذ کے بشکل دیو کے
بنائے اور پہلوان عادی کو بھی دیو کی صورت بنایا اور ان تیلون کے پیچھے لگائے اور آپ امیر کشور گیر کی صورت بنا اور ان سبکے
ہمراہ لیکر لشکر نوشیروان کی طرف چلا برابر لشکر نوشیروان کے پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران زمان اور تلوار میان سے کھینچی آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے وہ سب نقلی دیو یہ سامان
دیکھکر تمام لشکر نوشیروان بھاگا ایک تلاطم عظیم لشکر مین پڑ گیا اور شور و غل برپا ہو بھاگو امیر قاف سے

فوج دیو ونکی لیکر آگئے آن واحد مین پڑاؤ لشکر کا خالی ہو گیا عمرو نے سب مال واسباب لوٹ لیا اور پہلوان عادی کو
خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو نے مع سرداران و ملکہ مہرنگار کے قلعہ گنج مغرب کی راہ لی سابر نمد پوش اور گرگرن
ساسانی نے آکر نوشیروان سے کہا حضور امیر نہین آئے ہین فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان عادی کو دیو بنایا تھا
اور کاغذ کے پتلے بشکل دیو چھپے لگا کر تیار کئے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آپڑا تھا تمام مال واسباب لشکر کا
عمرو لوٹ لیگیا اور گنج مغرب کے قلعے مین چلا گیا نوشیروان سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب مین عمرو کے چلا
یہان عمرو کا سنئے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک چشمۂ آب ملا اسکا پانی پیتے ہی سب بیہوش ہو گئے عمرو وہان
متحیر و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا لشکر نوشیروان آپہونچا اور قریب پہونچکر ہمہمہ کا نعرہ ہوا عمرو نے سمجھ لیا
لیا لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چہار طرف سے عمرو پر آپڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار کے پکڑنے کے قریب
لوگ آگئے عمرو نے بلبلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے پیدا
ہوا اور وہین سے تلوارین میان سے سب نے نکالین اور نعرہ کرکے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آپڑے تلوار
چلنے لگی بڑی جنگ و جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا
نقابدار نے دو کوس تعاقب کرکے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے کہا آپ اب
قلعے مین جاؤ اور بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا بخوبی بندوبست کر لیا
اور نوشیروان پھر لشکر کو جمع کرکے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑاؤ کیا اور عیارون کو بلا کر کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہے
کہ عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو پکڑ لائے سابر نمد پوش اور گرگرن ساسانی اور کتارہ نے کہا کہ ہم ملکہ مہرنگار کو
لاتے ہین بادشاہ کو سلام کرکے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی پر اپنے ساتھ بٹھایا اور قلعے کی
طرف روانہ ہوئے جب برابر قلعے کے پہونچے جب اتفاق اسی طرف قارن قعر مغربی کا قلعے پر پہرہ تھا ان دونون
عیارون نے آکر قارن سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ و شکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہین چاہتے ہین کہ
بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرین قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے مین
انکو بلا لیا رات کو ان عیارون نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بشکل عورت محل مین آیا اور ملکہ
مہرنگار کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور تینون عیار پہلوان عادی کے پہرے سے ملکہ مہرنگار کو لیکے
اور کشتی پر بیٹھ کے روانہ ہوئے یہان عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب مین امیر نے آکر کہا اے خواجہ تم آرام
فرش عیش پر سو رہے ہو اور ادھر عیار نوشیروان کے ملکہ مہرنگار کو صندوق مین بند کرکے کشتی پر دریا کی راہ سے لیے
جاتے ہین عمرو گھبرا کر اٹھا محل مین آیا تلاش کیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا بتعجیل تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح
کی روشنی ہوئی دیکھا کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہے عمرو جست کرکے دریا مین کود پڑا اور نعرہ کیا باش او نابکار مین آپہونچا
عیارون نے جو عمرو کو دریا مین آتے دیکھا صندوق کو دریا مین پھینک دیا اس عرصہ مین عمرو بھی پہونچا جست کرکے کشتی کے اوپر
آیا اور تیغ کھینچ کے کرنے لگا دو عیار کشتی سے پھاند کے بھاگ گئے سابر نمد پوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
بتا ملکہ مہرنگار کو کیا کیا سابر نمد پوش نے کہا کہ ملکہ مہرنگار صندوق مین بند تھی وہ صندوق دریا مین ڈالدیا عمرو نے
سابر نمد پوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش مین ملکہ مہرنگار کے چلا ادھر ملکہ مہرنگار کا صندوق دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا
تھا اور بہرام ماہی فروش شکار مچھلیون کا دریا مین کھیل رہا تھا اوسنے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہے دوڑ کر
اس صندوق کو روکا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اسمین بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی

دونون بھائیون مین جنگ ہو رہی تھی انھون نے دیکھا کہ بہرام صندوق لئے جاتا ہے چپ ہو رہے یہان بہرام نے جو صندوق
گھر مین لاکر کھولا دیکھا کہ زر و جواہر تو نہین ہے مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا تجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین
مہ جبین خورشید جمال حور شمائل اوس مین سو رہی ہے بہرام دیکھکر بہت متحیر ہوا جمال بیمثال کا مشاہدہ بڑی دیر تک کیا پھر ملکہ
مہرنگار کو ہوش مین لایا اور پوچھا اے حسینہ و جمیلہ تو کون ہے اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہرنگار نے کہا مین دختر نوشیروان
عادل زمان ہون نام میرا ملکہ مہرنگار ہے بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہے میرے گھر مین رہ بہرام نے خوشی خوشی اوسکی عیش و عشرت
کا سامان مہیا کر دیا اور بڑی عیش و راحت سے ملکہ مہرنگار کو رکھا بی بی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی
کو خبر دی کہ دختر نوشیروان ملکہ مہرنگار میرے گھر مین ہے بہرام نے لاکر رکھا ہے یہ دونون شتاق جمال حور شمائل
ملکہ مہرنگار ہو کر گھر مین بہرام کے آئے ملکہ مہرنگار کو دیکھتے ہی دونون شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی سے
کہا تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی کہا کہ تو اسکو اپنی مان تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونون مین تکرار ہوئی
دونون نے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہرنگار کو ساتھ لیکر اپنے
قلعے مین آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہرنگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر تو عقد مجھسے کرونگی اسقدر
مجکو جلدی کیون ہے اب تو مین تیرے قبضہ مین ہون اوس نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نکرونگا کل مین تجھسے
ضرور نکاح کرونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین آیا اور بیاہ رچانے کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی پر بیٹھے ہوے ملکہ مہرنگار کو تلاش
کرتے دریا مین چلے آتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہے عمرو نے پوچھا
اے بھائی تو کون ہے اور کیون روتا ہے کیا تجھپر مصیبت پڑی ہے یہ سنکے اسنے کہا کہ اے شخص تجھکو اپنا ہمدرد جان کر بیان
کرتا ہون شاید کہ تو ہمدردی کرے سن نام تو میرا بہرام ہے اور مین ماہی فروش ہون اس دریا پر مین ایک روز شکار کھیل
رہا تھا کہ ایک صندوق دریا مین بہا جاتا تھا مین نے اوسکو نکالا اسکو کھولکر جو دیکھا اس مین ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اسکا
ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان ہے بیہوش پڑی تھی مین نے اسکو ہوشیار کیا اور اسکو اپنی بیٹی بناکر رکھا ناگاہ لاہوت
زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر ہوئی وہ شتاق جمال بیمثال ہو کر آئے اور دونون اسپر عاشق ہوے پھر وہ دونون ملکہ مہرنگار
کے لئے آپس مین لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجھسے چھین کر ملکہ کو اپنے قلعے مین لے گیا ہے نہین معلوم کہ اب
اس نازنین ملکہ مہرنگار پر کیا گذری مین اُس دختر کی محبت مین دیوانہ ہو کر نکل آیا ہون اور روتا پیٹتا ہون عمرو نے کہا اے بھائی
تو رو نہین کیون گھبراتا ہے خدا کو یاد کر اور وہ قلعہ مجکو بتا دے بہرام یہ سنکر عمرو کو ساتھ اپنے لئے ہوے اُس قلعے کے برابر آیا اور
کہا کہ جس قلعے مین ملکہ ہے وہ قلعہ یہی ہے خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے مین داخل ہوے دن بھر ادھر اودھر بازار و گلی سیر کی
جب رات ہوئی مُرہی کی شکل بنکر محل مین ملکہ مہرنگار کے آئی اور ایک کشتی پھولون کی مہکتی ہوئی ہاتھ مین تھی جب پہرے
پر دو کا کہاری نے کہا کہ یہ پھولون کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہے آج ملکہ کے ساتھ لاہوت زنگی
کا عقد ہوگا محلدار اس کہاری کو ساتھ لئے ہوے ملکہ مہرنگار کے سامنے آئی کہاری نے وہ کشتی پھولون کے گہنے کی
آگے ملکہ مہرنگار کے رکھدی اور عرض کیا اے بی بی صدقے جاؤن واری جاؤن آپ کے عاشق و شیفتہ نے یہ
سامان آرائش عقد بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ اپنے تئین جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجئے مین عقد کرنے کو آج آتا ہون
آج ضرور شب وصال ہے ملکہ مہرنگار نے چین بجبین ہو کر کہا کیا کچھ موئے زنگی کی شامت آئی ہے معلوم ہوا موذی کے
کے سر پر قضا کھیلتی ہے ایسا ہو کہ مرنے ہوگا سب غرور و شیخی بھول جائے عقد کی خوشی مین خون مین لال ہو ایک دفعہ
کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا پھر دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم عمرو کو یہان پہونچا دے جان و آبرو

میری بچ جائے یہ کہکر کشتی پر ایک ٹھوکر ماری کہا جا کشتی میرے سامنے سے اٹھا لیجا کہدینا کہ خبردار ابھی بارادۂ عقد یہان
آنے کا سامان نکرنا نہین تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہہ کی کھائیگا اُس کہاری نے کہا بی بی قربان جاؤن بلائین لون غصہ نہ کرو
خفا ہو گلاب سا منہہ سرخ ہوگیا اہلو چاندی سے رخ پر عرق آگیا او بی بی مین تو آپکے غصہ سے ڈر گئی معاف کیجئے میں
اب پھر کے بھی نجاؤنگی کشتی تو کسی کونے مین ٹپکا دونگی وہ آپ ہی مرے یہ دیکھتا ہوا پلنگ پر مر رہے گا کیونکہ مین اسکے
کہ آئی تھی کہ جب مین وہان سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنے کو چلنا وہ سیاہ رو آپہی مانجھے کا جوڑا پہنکر زرد رو تو
ہو اب جاتا ہے کہ سرخرو ہون آپ فرماتی ہین کہ یہان آکر لہو مین لال ہوگا سچ تو ہے مین وہ بات کیون کرون جو خون
خرابہ ہو ملکہ مہرنگار ہرچند صدمۂ آلام مین تھی کہاری کی باتین سنکر ہنسنے لگی کہا او بیٹھ جا تو تو مردار بڑی طرار فرار ہے
تیری باتون سے دل بہل گیا مین نہایت حیران پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر ادھر کی باتین کر کہ دل بہلے اس
کہاری نے کہا او بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤن تمہارا دل بہلاؤن ملکہ نے کہا مجھکو گانا آتا ہے اوس کہاری نے کہا کہ حضور سے
تو معلوم ہو ملکہ نے کہا اچھا ہوا کچھ گائے بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سنکے وہ کہاری گانے لگی ایسے اشعار غزل کے درد
آمیز ہجر کے دُھن مین گائے کہ آخر کار ملکہ مہرنگار یاد امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین رونے لگی اور ابر باران
کی طرح آنکھوں سے آنسو برسنے لگے بیخود ہو گئی اوس کہاری نے گانا موقوف کیا اور گلابیان شراب کی رکھین تھین جلدی
سے وہ اٹھا لائی اور اُس مین بیہوشی ملا کر سبکو ایک ایک جام شراب کا پلا یا وہ سبکے سب شراب پیتے ہی بیہوش
ہوگئین ملکہ مہرنگار بھی بیہوش ہوگئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی محل سے بہ تعجیل تمام قلعے کے
باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہان خبرداروں نے لاہوت زنگی کو خبر دی کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو
پشتارہ باندھکر لئے جاتا ہے لاہوت زنگی یہ سنتے ہی اسیوقت ساتھ سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر کشتیون پر سوار ہوکے
دوڑا عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی خنجر کھینچا مار مار چلنے لگی عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا پاس ہے
اُدھر سات سو زنگیان پہلوان نامی مگر عمرو نے اسپر بھی بہت سے زنگی قتل کئے جب عمرو بالکل نرغہ مین زنگیون کے گھر گئے
عرصۂ حیات تنگ ہوا ہاتھ اٹھا کر بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اے پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہے ان دشمنون کے
ہاتھ سے بچا ہنوز ابھی یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اوسپر چار سو حبشی اور ایک شخص نوجوان سیاہ
افسر لگا بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوئے اور سب زنگیون کو مارا اور کشتیون کو تہ و بالا کیا جسوقت وہ
حبشی اُن زنگیون پر فتحیاب ہوئے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہرنگار کو اب مجھے دو عمرو
نے کہا واہ چہ خوش این گل دیگر شگفت ۔ اس محنت و مشقت سے تو مین ملکہ مہرنگار کو لایا ہون اور اب تجھے
دے دون یہ نہوگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہان سے بیچ مین گھس آیا اس جوان نے یہ سنکر عمرو سے
کہا اگر ملکہ مہرنگار کو تم نہین دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کردو عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا
کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ نام میرا اخی سعید ہے پہلا رقعہ جو تمہاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میرا تھا
عمرو بہت خوش ہوا اور ایک رقعہ اپنے باپ امیہ ضمری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ حمینہ بانو کی شادی اخی سعید
کے ساتھ کردیجئے یہ بہت لائق ہے اور مین اس سے راضی ہون یہ رقعہ لکھکر اخی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ
ہو باپ میرا امیہ ضمری تیری شادی میری بہن ملکہ حمینہ بانو کے ساتھ کردیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوئے اور
اخی سعید اسطرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوئے اور ملکہ مہرنگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ عمرو
سر پر رکھکر کرسی زرین پر متمکن ہوئے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا کہ تیرے پہرے سے عیار نوشیروان کے

ملکہ مہرنگار کو نکال لیگئے اور تجکو خبر ہوئی تو ایسا غافل پہرے پر رہتا ہے تو ہمارے یہان سے ہم تجکو اپنے یہان نہ رکھینگے اور
ہم کھانا تجھکو نہ کھلا سکینگے پہلوان عادی مجبور ہو کر روتا ہوا قلعے سے باہر نکلا اور تلوار کھینچکر بازار نوشیروان پر آکر
گرا مٹھایان وغیرہ لینے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی لوٹ رہا ہے نوشیروان نے کچھ فوج
بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے آئے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے
لگی لوگ نرغہ کرکے چارطرف سے گھیرتے تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا بختک نے کہا
مین جاکر پہلوان عادی کو گرفتار کر لاتا ہون بختک نے عیاری کی اور ایک حلوائی کی صورت بنکر
ایک تھال مٹھائی سے بھرا اور اُس مین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لیکر پہلوان عادی کے سامنے
آیا پہلوان عادی اس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا بختک تھال مٹھائی کا زمین پر رکھکر
بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اسکی زبان پر ذایقہ دور ہی سے آگیا
ہونٹھ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا بیٹھکر مٹھائی کھانے لگا پہلوان
عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش ہوا لوگون نے دوڑ کر پہلوان عادی کو پکڑ لیا
اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ اسکو
دار پر کھینچو دو جلاد پہلوان عادی کو زیر دار لالئے اور تیار کر کار جلادی مین
مشغول ہوئے ادہر پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اترگئی
دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی دم مین سامان
قضا کا ہے پہلوان عادی نے اسوقت تڑپ کر خدا سے دعا کی
تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
نقاب دار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا
اور تلوار کھینچکر لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن
مین سب کو مار کے بھگا دیا اور پہلوان عادی
کو رہا کیا اور آپ جس طرف سے آیا تھا ادہر
کو راہی ہوا اور پہلوان عادی بھی ایک
طرف کو روانہ ہوا تمت

قطعۂ تاریخ مطبوعہ سابق از شاعر مستند جناب نواب مرزا محمد عباس خانصاحب تخلص بہ محمد رئیس لکھنو

چو سرشتہ بر این داستان امیر — ابعد حسن و آرایش و زیب زین

محمد نوشتم حسن عیسوی
تسبیح رہا کن بتصدیق حسین

قطعۂ تاریخ مطبوعہ سابق از عذب البیان سخن فہم و سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

کیا چھپی نوشیروان نامہ کی جلد — جو ہے مضمون گوہر نایاب ہے

سال فصلی میں یہ مصرع یاس لکھ
داستان کا دفتر نایاب ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد اللہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدہر ہین مشتاقان داستان ہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اور مژدۂ مسرت افزا کوش جان کرین کہ جس محبوب نگین ادا و دلفریب عیار نگر صبر شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین ترستی تہین فقط اُسکے ذکر سے برائے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تہے ادہر اُدہر کے سنے سنائے دو چار فقرون سے دلِ بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تہے مگر بغیر حصول دولتِ دیدار مضطر و بیقرار رہتے تہے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑہنے لگتے تہے شعر آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنینگے وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکل کر بالکل بے نقاب و بے حجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہے دیکہین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندہکے اُس کے طالب دیدار ہوتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہے کہ علامہ شیخ ابو الفضل فیضی نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و اسلوبی سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہے بڑے بڑے باکمال نازک خیال فریفتہ اور بلغا اسیر دل دادہ ہوگئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تہا جسکو اُسکے سننے کا شوق نہو تہے کہ خوبا مین

بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان دوست احباب جمع ہوے داستان اڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجون کے دلون مین محبت والفت کی لہر آنے لگی جب وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردوے معلے کے لشکر سے اس ملک مین شکست کھائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اردو کی روزافزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی گویا کالعدم ہو گئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اسیطرح تازہ بتازہ نوبہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے اسکو اردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جمگیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلے القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث بقا و ترقی زبان اردو ہے اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابون کو جو یادگار سابقین تھین زر کثیر صرف کرکے اردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شائع کیا ازانجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم ہوش ربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لال نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیۂ زبان اردو معلی کراکے شایع کرنیکا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوش ربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی میر محمد حسین صاحب جاہ اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر نہایت شگفتہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے شایع فرمایا جسکے ملاحظے سے ناظرین اعجوبہ گزین کا شوق دونا ہو گیا اور باقی ماندہ دفترونکی سیر کا اشتیاق پیدا ہوکر ان دفترونکے انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بر [illegible] رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے [illegible] تقاضا کیا تو گل گلزار خوش بیانی سرو جوئبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان جناب شیخ [illegible] صاحب داستان گوئے حسب ایماے مطبع اودھ اخبار ان باقی ماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے پیش کش ناظرین والا تمکین ہے اور نوشیروان نامہ کی دوسری جلد اور کوچک باختر اور بالا باختر اور ایرج نامہ کی دونون جلدین زیر طبع ہین انشاء اللہ وہ بھی بہت جلد طبع ہو کر نظر فیض اثر شائقین سے گذرتی ہین پھر صندلی نامہ و تورج نامہ و لال نامہ کا بھی ترجمہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہوگا فی الحقیقت اس دفتر کے ترجمہ مین جناب مترجم صاحب نے نہایت دماغ سوزی کو کام فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کر سکتا ہے کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتر کو (جسمین کا ایک حصہ ہوش ربا سات جلد پر منقسم ہے) نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کوزہ مین بند کیا ہے شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہے اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر جلد اسکی ہوش ربا سے کہین حجم مین زیادہ ہو جاتی جناب مترجم موصوف نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کرسکین اگر ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام آگیا ہے وہان ویسا ہی بیان کیا ہے ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہے ہر فقرہ چست و متین ہے جہان امیر ابوالعلا کا پیدا ہونا اور مجلس عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہے ناظرین کو ہر صحبت کا مرقع دکھا دیا ہے جہان کہین ٹھاٹھ بیجا دیو و نکا پڑ

قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکۂ آسمان کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان انکے غائب ہونے سے خواجہ عبد المطلب اور
ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا یہ ایسا بیان کیا ہے کہ بشر سننے
خصوصًا صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نہ رہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک ... نوشیروان کے عشق کا حال
تحریر کیا ہے حسن و عشق کا نقشہ دکھایا ہے ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو تو بیچین کر دیا ہے جس جگہ آمد
کشورگیر کی جنگ جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہے خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہے ... سرداران لشکر اسلام
بہادریان اس عنوان سے لکھیں ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی سنے تو بیساختہ جوش ... آجائے گا جنگ و جدال کی امنگ
دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان چھیڑ دی ہے عجب جادو بیانی کی ہے جہان کہین خواجہ عمرو عیار
کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہے جو صاحب اس دفتر بے نظیر کو نظر انصاف سے ملاحظہ
کرینگے ضرور فرمائینگے مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند) ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد
اور دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر فرمائینگے اسلئے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک نئی ہی کا لطف پیدا ہے اور ایسے ایسے
امور عجیبۂ غریبہ درج ہین کہ جنکو سنکے عقل انسان کی دنگ ہوتی ہے اور دیگر دفتر بھی بفضلہ تعالی اس مطبع سے
آراستہ ہوکر پیشکش ناظرین باتمکین مطبع ہذا ہین موجود ہین پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ترجمہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر
اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسر پرستی عالیجاہ
معلی القاب مفتخر روزگار نامور نامدار ملک التجار منشی پراگ نرائن صاحب بہادر مالک مطبع اودھ اخبار
دام اقبالہم واعز اجلالہم بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بار دوم ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۸ع زیور طبع سے آراستہ ہوکر رونق بزم شائقین ہوا

تمت

تاریخ طبع از طلیق اللسان فصیح البیان مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہجہانپوری مصحح مطبع

ز انطباع داستان حمزۂ صاحبقران
طبع شوق انگیز ہر پیر و جوان تازہ شد

ز التزام خوبئ حسن بیان فوق گشت
ز انتظام بندش شیرین زبان تازہ شد

وہ چہ شگفت گل ربستان نظم و نثر
جوش طبع بلبلان خوش بیان تازہ شد

ابتدای سال ہم نکتہ سنجان تیز شد
انتہای تاریخ شکر ... عرفان تازہ شد

زد رقم حامد بجمع مصرعۂ تاریخ حال
داستان حمزۂ صاحبقران تازہ شدہ
سنہ ...

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے ... فقط